

# عمدة الطالب

## مناقب آل ابی طالب <sup>ترجمہ</sup>

جلد اول

مؤلف شیخ محدث امام حافظ محمد بن علی شہر آشوب متوفی ۵۸۶ھ

ترجمہ و حواشی ملک العلماء مولانا ملک محمد شریف صاحبہ ملتان

حسب فرمائش

مکتبہ تہذیبیہ اہلک احسنی محلہ شیعہ لاہور

مطبع انصاف پریس ریوے روڈ - لاہور



# بدیہ عقیدت

شہید اعظم محسن اسلام جوانان جنت کے سردار آقائے نامدار امام حسین علیہ السلام شہید  
کریم کی خدمت میں۔

میرے غریب نواز آقا آپ نے یقیناً میری دعا کو قبول فرمایا۔ میرا یہ حقیر عہدہ قبول  
فرمائیے۔ جس میں آپ کے اور آپ کے آباؤ اجداد کے حالات کو اردو زبان میں منتقل کیا  
جسے۔ روحی نکت الفداء بابی انت وائی۔ لا اسئلك علیہ من اجر الا تقبلہ منی  
قبول حسن۔

العبد المذنب

محمد شریف عفی عنہ

## نذرانہ عقیدت

شاقب آل ابی طالب مذہب شیعہ کی مشہور و معروف مستند کتاب ہے۔ ایک العلماء مولانا ملک محمد شریف  
صاحب قبلہ نے اس کا ترجمہ کر دیا۔ اور اس بقیہ نے اسے شائع کرنے کی ذمہ داری اٹھائی۔ اس کے یہ کتاب  
جو کہ فضائل محمد و آل محمد کا خزانہ ہے اسلامی حلقوں میں بہت مقبول ہو گی۔ اور مومنین اسے ہاتھوں ہاتھ خرید  
گئے۔ تاکہ اس کی دوسری جلد بھی شائع کی جاسکے۔

یہ چاروہ معصومین علیہم السلام کو نظر عنایت ہے کہ میں اس ضخیم کتاب کی طباعت کی ذمہ داریوں سے  
بیکدش ہو رہا ہوں۔ دراصل اس کتاب کی اشاعت کا مقصد ہی آل ابی طالب کی خدمت میں نذرانہ عقیدت  
پیش کرنا ہے۔ خدا کرے کہ اس حقیر کا یہ تحفہ ان معصومین کی بارگاہ میں قبول ہو۔ اور اس کا صلہ روز آخرت  
ہم آئے۔

(الحاج) ملک صادق علی عرفانی

نوٹ: اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب چھاپنے کا قصد نہ کریں۔

یہ شیعہ ہونے پر کسی لازمہ نہیں

غیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تعارف

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين، محمد وآله

الطيبين الطاهرين المعصومين

لما بعد اس مادی دور میں حاکمان اسلام کے کارناموں کو زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس سلسلے میں اپنی مقدور بھر کوشش کر رہا ہوں۔ اور زندگی کے آخری لمحات تک انشاء اللہ تعالیٰ یہی کوشش رہے گی۔ میری نگاہ میں عالم حافظ محدث امام محقق کامل محمد بن علی شہر آشوب علیہ الرحمہ متوفی ۵۸۸ھ کی کتاب ایک بہترین ویر تھی۔ چونکہ اصل کتاب عربی زبان میں تھی۔ اس لئے اردو زبان طبعہ قائمہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ میں نے اس کا اردو زبان میں با محاورہ ترجمہ کیا ہے۔

مؤلف علیہ الرحمہ نے ہر ایک واقعہ کو تحریر کرنے کے بعد اس موضوع سے متعلق اشعار کو بھی نقل کیا ہے۔ میں نے ترجمہ کے وقت اشعار کا مطلب تحریر کرنا چھوڑ دیا ہے۔ چونکہ جو باتیں نثر میں آگئی ہیں۔ وہ اشعار میں موجود ہیں جس کا تکرار کے سوا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ ہاں جدیدہ چیدہ اشعار کو مع ترجمہ نقل کر دیا ہے۔

اگر آپ اصل کتاب کو ملاحظہ فرمائیں تو آپ پر یہ بات واضح ہوگی۔ کہ بعض مقامات پر عبارت کے جملے موجود نہیں ہیں جس سے مطلب واضح نہیں ہوتا۔ میری دانت میں ایک عرصہ تک اس لا جواب موقی کا قافی صورت میں پردہ انخفا میں رہنے کی وجہ سے بعض مقامات اصل عبارت سے الفاظ محو ہو گئے ہیں۔ جس شکل میں کتاب دستیاب ہوئی ہے۔ اسی صورت میں شائع کر دی گئی ہے۔ اس وقت تک محوشہ عبارت کا کوئی علاج نہیں معلوم ہوا۔ مطالعہ کے وقت ایسی عبارتوں کا مطالعہ بری طرح کھٹکھٹا ہے۔ اگرچہ چودہ پندرہ سو صفحات کی کتاب میں ایسی عبارتوں کی تعداد بیس پچیس سے زیادہ نہیں ہوگی۔ مگر بعض بے نظیر مطالب کا فوت ہو جانا عظم نہیں تو اور کیا ہے! اس کا مداوا امام وقت کے سوا کسی کے پاس نہیں۔

میرے سامنے اس وقت مناقب آل ابی طالب کا وہ نسخہ ہے جو مبیع جدیدہ سے ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں غیب اشرف سے شائع ہوا ہے اور بعض افاضل کا خیال خالی کا مقامات پر حاشیہ بھی تحریر ہے۔ لیکن ایسی عبارتوں کی گنتی فضائل کے عرق بھی نہیں سلجھا سکے۔ اور اس کے سمجھانے کی بات بھی نہیں تھی۔ احادیث رسول یا ائمہ معصومین میں اضافے کا کسی کو حق حاصل نہیں شیشی دنیا کی کمال دیانت کی یہ زبردست دلیل ہے۔



اعلیٰ رحمہ نے: **سُورَةُ مُحَمَّدٍ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام  
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک آئمہ معصومین علیہم السلام کے حالات کو تحریر کیا ہے اور قائم آل  
تمیمین اللہ فرجہ کے حالات کو تحریر نہیں کیا۔ اس کتاب میں یہ کمی تھی۔ میں نے قائم آل محمد علیہم السلام کے حالات  
کو خود تالیف کر کے کتاب میں شامل کر دیا ہے تاکہ اس بات کی کمی نہ رہے۔ اور کتاب چارہ حصوں میں تقسیم  
السلام کے حالات میں مکمل اور جامع ہو۔

کتاب کیا ہے؟ آپ کو اس کے ترجمہ کے مطالعہ سے اس بات کا علم ہو جائے گا۔ کہ یہ فضائل آل محمد میں  
ایک بحسہ ذخیرہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حالات کو نہایت  
شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔ اردو دان حضرات کو اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سی نئی باتیں معلوم ہوں  
گی۔ جو ان کے ایمان کی زیادتی کا باعث ہوں گی۔

یہ جواب کتاب ہر دور میں اہل علم کا مرجع رہی ہے۔ اس کتاب کی تالیف و اشاعت کے بعد تالیف ہونے  
والی شاید یہی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں اس مثالی کتاب کا حوالہ موجود نہ ہو۔

میں نے اس کتاب کو اس کے اردو ترجمہ کا نام **عمدة الطالب** ترجمہ مناقب آل ابی طالب رکھا اس  
کو دو حصوں میں تقسیم کیا پہلے حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب  
علیہ السلام کے حالات ہیں۔ اور دوسرے حصے میں جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا سے لے کر جناب قائم آل محمد  
علیہم السلام تک بارہ معصومین علیہم السلام کے حالات موجود ہیں۔

مؤلف کتاب کا تعلق علامہ عباس قمیؒ کے انفاظ میں ملاحظہ فرمائیں

## حالات مؤلف

رثید الدین ابو جعفر محمد بن علی بن شہر آشوب السروی المازندرانی  
فخر الشیعة ومروج الشریعة محی اثار المناقب والفضائل والبحر المتلاطم  
الزخار الذی لا یساجل

هو البحر لا یل دون ما علمه البحر  
هو البدر لا یل دون طلعه البدر  
هو النجم لا یبدل دونہ النجم رتبة

هو الدار لا یل دون منطقة الدار

هو العالم المشہور فی الدھر والذی

بہ بین ارباب النہی افتخر الدھر

هو الكامل الاوصاف فی العلم والعتی



# فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	فہرست مضامین	۹	۲۷	فصل (۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منفرد معجزات	۱۷۰
۲	اسناد و کتب	۱۶	۲۸	فصل (۲۸) وہ معجزات جو آنحضرت کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے	۱۷۳
۳	باب اول	۲۳	۲۹	فصل (۲۹) وہ خصوصیات جن سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو نوازا	۱۷۶
۴	فصل (۱) آنحضرت کی نبوت کی بشارتیں	۲۸	۳۰	فصل (۳۰) آداب و مزاج	۱۸۰
۵	حضرت سلمان کا ایمان لانا	۳۱	۳۱	فصل (۳۱) اسما، واقعات	۱۸۵
۶	سیف فی یزید کی جنگوں	۳۳	۳۲	فصل (۳۲) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب اور علو	۱۹۰
۷	حضرت عبدالملک کی قربانی	۳۴	۳۳	اقربا اور خدام	۱۹۳
۸	فصل (۳) خواتین اور نئی نیاں	۴۲	۳۴	آنحضرت صلعم کے نگہبان	۱۹۹
۹	فصل (۴) حضرت رسول خدا صلعم کی ولادت	۴۸	۳۵	جن حضرات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں آگے بڑھایا	۱۹۹
۱۰	فصل (۵) حضرت رسول خدا صلعم کی پرورش	۵۸	۳۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال	۲۰۰
۱۱	فصل (۶) جناب خدیجہ سے حضرت رسول خدا کا عقد	۶۱	۳۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام رساں	۲۰۰
۱۲	فصل (۷) رسول خدا کی بعثت	۶۳	۳۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاہدیت رکھنے والے حضرات	۲۰۱
۱۳	فصل (۸) نزول وحی کی کیفیت	۶۵	۳۹	آنحضرت صلعم کے شعراء	۲۰۱
۱۴	فصل (۹) دعوت ذوالعرشہ	۶۸	۴۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال اور عظام	۲۰۳
۱۵	فصل (۱۰) کفار کی ایذا رسانی	۷۰	۴۱	آپ کی زوجہاں	۲۰۵
۱۶	حضرت ابوطالب کی نصرت	۸۱	۴۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور تاریخ	۲۰۵
۱۷	فصل (۱۱) ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلعم نے کیا کیا اذیتیں اٹھائیں	۹۲	۴۳	فصل (۲۸) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج	۲۰۱
۱۸	فصل (۱۲) مشرکین اور شیطان کی چال سے حفاظت	۹۴	۴۴	فصل (۲۹) ہجرت	۲۰۷
۱۹	فصل (۱۳) استقامت دعا	۱۰۱	۴۵	فصل (۳۰) غزوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۰۷
۲۰	فصل (۱۴) خواب اور بتوں کی طرف سے غیبی آوازیں	۱۰۸	۴۶	والدہ وسلم	۲۲۳
۲۱	فصل (۱۵) جہاد و انتقام کا ہونا	۱۱۳	۴۷	جنگ احد	۲۳۰
۲۲	فصل (۱۶) حیوانات کا کلام کرنا	۱۱۹	۴۸	جنگ جمل و اسد	۲۳۲
۲۳	فصل (۱۷) کھانے پینے کا ریاہ ہونا	۱۲۸	۴۹	جنگ ریح	۲۳۲
۲۴	فصل (۱۸) صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قولی معجزات	۱۳۳	۵۰	جنگ چاہ معونہ	۲۳۵
۲۵	فصل (۱۹) صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعلی معجزات	۱۴۳	۵۱	غزوہ بنو نضیر	۲۳۶
۲۶	فصل (۲۰) صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی معجزات	۱۵۱	۵۲	غزوہ بنو بکبان	۲۳۷
۲۷	فصل (۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجماع	۱۵۸	۵۳	غزوہ خندق	۲۳۸
۲۸	فصل (۲۲) وہ بانیں جو حیوانات و جمادات سے ظاہر ہوئیں	۱۶۴	۵۴	غزوہ بنو قریظہ	۲۴۰
۲۹			۵۵	غزوہ بنو معصہ طلق	۲۴۱
۳۰				سریرہ زید بن حارثہ وغیرہ	۲۴۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۶	غزوات بنو	۲۲۳	۲۶۲	کونا	۲۶۲
۵۷	عمرہ حدیبیہ	۲۲۳	۲۶۳	فصل ۱۱ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا زہر	۲۶۳
۵۸	فتح خیبر	۲۲۴	۲۶۴	اور قضا حاکمیت	۲۶۴
۵۹	نہدکہ	۲۲۴	۲۶۵	فصل ۱۲ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی	۲۶۵
۶۰	جنگ موتہ	۲۲۵	۲۶۶	سختی اور راہ خدا میں خرچ کرنا۔	۲۶۶
۶۱	فتح مکہ	۲۲۵	۲۶۷	فصل ۱۳ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا عدل	۲۶۷
۶۲	جنگ اوطاس	۲۲۶	۲۶۸	اور امانت	۲۶۸
۶۳	فصل ۱۴ - طائفہ کے بیان میں	۲۲۶	۲۶۹	حضرت علی علیہ السلام کا خطبہ	۲۶۹
۶۴	فصل ۱۵ - نکتہ اور اشارات کے بیان میں	۲۲۷	۲۷۰	فصل ۱۶ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بروہائی	۲۷۰
۶۵	فصل ۱۶ - وفات رسول کے بیان میں	۲۲۷	۲۷۱	اور مہربانی	۲۷۱
			۲۷۲	فصل ۱۷ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ہمت	۲۷۲
			۲۷۳	اور عیب	۲۷۳
			۲۷۴	فصل ۱۸ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا	۲۷۴
			۲۷۵	یقینی اور دہر	۲۷۵
			۲۷۶	فصل ۱۹ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے	۲۷۶
			۲۷۷	اعمال صدائے	۲۷۷
			۲۷۸	فصل ۲۰ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی نیابت	۲۷۸
			۲۷۹	اور ولایت	۲۷۹
			۲۸۰	فصل ۲۱ - حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا خرم اور	۲۸۰
			۲۸۱	تبرک مدائرت	۲۸۱
			۲۸۲		۲۸۲
			۲۸۳		۲۸۳
			۲۸۴		۲۸۴
			۲۸۵		۲۸۵
			۲۸۶		۲۸۶
			۲۸۷		۲۸۷
			۲۸۸		۲۸۸
			۲۸۹		۲۸۹
			۲۹۰		۲۹۰
			۲۹۱		۲۹۱
			۲۹۲		۲۹۲
			۲۹۳		۲۹۳
			۲۹۴		۲۹۴
			۲۹۵		۲۹۵
			۲۹۶		۲۹۶
			۲۹۷		۲۹۷
			۲۹۸		۲۹۸
			۲۹۹		۲۹۹
			۳۰۰		۳۰۰
			۳۰۱		۳۰۱
			۳۰۲		۳۰۲
			۳۰۳		۳۰۳
			۳۰۴		۳۰۴
			۳۰۵		۳۰۵
			۳۰۶		۳۰۶
			۳۰۷		۳۰۷
			۳۰۸		۳۰۸
			۳۰۹		۳۰۹
			۳۱۰		۳۱۰
			۳۱۱		۳۱۱
			۳۱۲		۳۱۲
			۳۱۳		۳۱۳
			۳۱۴		۳۱۴
			۳۱۵		۳۱۵
			۳۱۶		۳۱۶
			۳۱۷		۳۱۷
			۳۱۸		۳۱۸
			۳۱۹		۳۱۹
			۳۲۰		۳۲۰
			۳۲۱		۳۲۱
			۳۲۲		۳۲۲
			۳۲۳		۳۲۳
			۳۲۴		۳۲۴
			۳۲۵		۳۲۵
			۳۲۶		۳۲۶
			۳۲۷		۳۲۷
			۳۲۸		۳۲۸
			۳۲۹		۳۲۹
			۳۳۰		۳۳۰
			۳۳۱		۳۳۱
			۳۳۲		۳۳۲
			۳۳۳		۳۳۳
			۳۳۴		۳۳۴
			۳۳۵		۳۳۵
			۳۳۶		۳۳۶
			۳۳۷		۳۳۷
			۳۳۸		۳۳۸
			۳۳۹		۳۳۹
			۳۴۰		۳۴۰
			۳۴۱		۳۴۱
			۳۴۲		۳۴۲
			۳۴۳		۳۴۳
			۳۴۴		۳۴۴
			۳۴۵		۳۴۵
			۳۴۶		۳۴۶
			۳۴۷		۳۴۷
			۳۴۸		۳۴۸
			۳۴۹		۳۴۹
			۳۵۰		۳۵۰
			۳۵۱		۳۵۱
			۳۵۲		۳۵۲
			۳۵۳		۳۵۳
			۳۵۴		۳۵۴
			۳۵۵		۳۵۵
			۳۵۶		۳۵۶
			۳۵۷		۳۵۷
			۳۵۸		۳۵۸
			۳۵۹		۳۵۹
			۳۶۰		۳۶۰
			۳۶۱		۳۶۱
			۳۶۲		۳۶۲
			۳۶۳		۳۶۳
			۳۶۴		۳۶۴
			۳۶۵		۳۶۵
			۳۶۶		۳۶۶
			۳۶۷		۳۶۷
			۳۶۸		۳۶۸
			۳۶۹		۳۶۹
			۳۷۰		۳۷۰
			۳۷۱		۳۷۱
			۳۷۲		۳۷۲
			۳۷۳		۳۷۳
			۳۷۴		۳۷۴
			۳۷۵		۳۷۵
			۳۷۶		۳۷۶
			۳۷۷		۳۷۷
			۳۷۸		۳۷۸
			۳۷۹		۳۷۹
			۳۸۰		۳۸۰
			۳۸۱		۳۸۱
			۳۸۲		۳۸۲
			۳۸۳		۳۸۳
			۳۸۴		۳۸۴
			۳۸۵		۳۸۵
			۳۸۶		۳۸۶
			۳۸۷		۳۸۷
			۳۸۸		۳۸۸
			۳۸۹		۳۸۹
			۳۹۰		۳۹۰
			۳۹۱		۳۹۱
			۳۹۲		۳۹۲
			۳۹۳		۳۹۳
			۳۹۴		۳۹۴
			۳۹۵		۳۹۵
			۳۹۶		۳۹۶
			۳۹۷		۳۹۷
			۳۹۸		۳۹۸
			۳۹۹		۳۹۹
			۴۰۰		۴۰۰
			۴۰۱		۴۰۱
			۴۰۲		۴۰۲
			۴۰۳		۴۰۳
			۴۰۴		۴۰۴
			۴۰۵		۴۰۵
			۴۰۶		۴۰۶
			۴۰۷		۴۰۷
			۴۰۸		۴۰۸
			۴۰۹		۴۰۹
			۴۱۰		۴۱۰
			۴۱۱		۴۱۱
			۴۱۲		۴۱۲
			۴۱۳		۴۱۳
			۴۱۴		۴۱۴
			۴۱۵		۴۱۵
			۴۱۶		۴۱۶
			۴۱۷		۴۱۷
			۴۱۸		۴۱۸
			۴۱۹		۴۱۹
			۴۲۰		۴۲۰
			۴۲۱		۴۲۱
			۴۲۲		۴۲۲
			۴۲۳		۴۲۳
			۴۲۴		۴۲۴
			۴۲۵		۴۲۵
			۴۲۶		۴۲۶
			۴۲۷		۴۲۷
			۴۲۸		۴۲۸
			۴۲۹		۴۲۹
			۴۳۰		۴۳۰
			۴۳۱		۴۳۱
			۴۳۲		۴۳۲
			۴۳۳		۴۳۳
			۴۳۴		۴۳۴
			۴۳۵		۴۳۵
			۴۳۶		۴۳۶
			۴۳۷		۴۳۷
			۴۳۸		۴۳۸
			۴۳۹		۴۳۹
			۴۴۰		۴۴۰
			۴۴۱		۴۴۱
			۴۴۲		۴۴۲
			۴۴۳		۴۴۳
			۴۴۴		۴۴۴
			۴۴۵		۴۴۵
			۴۴۶		۴۴۶
			۴۴۷		۴۴۷
			۴۴۸		۴۴۸
			۴۴۹		۴۴۹
			۴۵۰		۴۵۰
			۴۵۱		۴۵۱
			۴۵۲		۴۵۲
			۴۵۳		۴۵۳
			۴۵۴		۴۵۴
			۴۵۵		۴۵۵
			۴۵۶		۴۵۶
			۴۵۷		۴۵۷
			۴۵۸		۴۵۸
			۴۵۹		۴۵۹
			۴۶۰		۴۶۰
			۴۶۱		۴۶۱
			۴۶۲		۴۶۲
			۴۶۳		۴۶۳
			۴۶۴		۴۶۴
			۴۶۵		۴۶۵
			۴۶۶		۴۶۶
			۴۶۷		۴۶۷
			۴۶۸		۴۶۸
			۴۶۹		۴۶۹
			۴۷۰		۴۷۰
			۴۷۱		۴۷۱
			۴۷۲		۴۷۲
			۴۷۳		۴۷۳
			۴۷۴		۴۷۴
			۴۷۵		۴۷۵
			۴۷۶		۴۷۶
			۴۷۷		۴۷۷
			۴۷۸		۴۷۸
			۴۷۹		۴۷۹
			۴۸۰		۴۸۰
			۴۸۱		۴۸۱
			۴۸۲		۴۸۲
			۴۸۳		۴۸۳
			۴۸۴		۴۸۴
			۴۸۵		۴۸۵
			۴۸۶		۴۸۶
			۴۸۷		۴۸۷
			۴۸۸		۴۸۸
			۴۸۹		۴۸۹
			۴۹۰		۴۹۰
			۴۹۱		۴۹۱
			۴۹۲		۴۹۲
			۴۹۳		۴۹۳
			۴۹۴		۴۹۴
			۴۹۵		۴۹۵
			۴۹۶		۴۹۶
			۴۹۷		۴۹۷
			۴۹۸		۴۹۸
			۴۹۹		۴۹۹
			۵۰۰		۵۰۰



# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمہ

الحمد لله الذي خلقني فهو يهذبني والذي هو يطعني ويسقيني،  
وإذا مرضت فهو يشفيني والذي يهيئني ثم يجيئني والذي اطمع ان  
ينفرك لي خطيئتي يوم الدين وحملني الله على سيدنا نبينا محمد خاتم  
النبيين، وعلى نبيه ووصيه وبعث ابنه امير المؤمنين وعلى  
اهل بيته الطيبين الطاهرين

محمد بن علی بن شہر آشوب مازندانی کا بیان ہے کہ جب میں نے امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ  
و دشمنوں اور خاندانوں کو کفر کرتے ہوئے دیکھا، اور اس بارے میں شیعہ اور سنی کی رائے مختلف تھی، اور اکثر  
لوگ دلائل پرست سے روگردان، ان کے ذہن سے ہلکے دلائل کے علم میں طعنہ زنی کرنے  
والے اور ان سے محبت کرنے میں کراہت کرنے والے لوگوں کو دیکھا، تو میں غفلت کی غیور سے چونکا۔ حالات کے  
واضح ہونے کا نتیجہ پر خاص فیض ہوا۔ اقوال کے اختلاف میں غور کیا، اہل سنت و اکیثرین قاصدین،  
ماترین خاندان، واقفین، ضوعفا، مجروحین، خوارج اور شائکین سے مختلف احادیث اور مضطرب اخبار  
روایت کرتے تھے۔ (وہا افی الاخبار الاروایتھا۔ احادیث کی تباہی کا باعث احادیث کے راوی  
ہوئے) ان سب لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نور کو ختم کرنے کا آپس میں گمٹ جوڑ کر لیا۔ کیا آپ کو علم نہیں  
ہے کہ ان کے پاکیزہ ترین آدمی نے حدیث خاتم واقعہ غدیر، حدیث طیر اور آیت تطہیر کو نظر انداز کر  
دیا۔ ان کے منصف ترین آدمی نے حدیث (اصحاب) کعب، اجابت تحف اور ارتقاء کو چھپا دیا اور ان  
کے بہترین فروئے حدیث انا مدینۃ العلم اور حدیث لوح کے بارے میں طعن و تشنیع کی ہے، اور ان مشہور  
ترین انسان نے حدیث وصیت کو بیان کرنے میں توقف کیا (آیت) یوفون بالنذر اور (حدیث)  
نعم للطیبة کے بارے میں تاویل کی۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا: ان ہذا لشیء عجیب۔ یہ تو  
جبران کن معاملہ ہے۔



نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۶	فصل ۱۱ - سادات کے مشاہدہ مقدسہ کے بارے میں	۵۷۸	۱۲۶	تضایات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام	۵۸۳
۱۰۷	فصل ۱۲ - اہل بیت علیہم السلام کے منظمہ کے بیان میں	۵۸۵	۱۲۷	فصل ۱۳ - اہل بیت علیہم السلام کے منظمہ کے بیان میں	۵۸۵
۱۰۸	فصل ۱۳ - اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کے بیان میں	۵۹۲	۱۲۸	فصل ۱۴ - حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے	۵۹۲
۱۰۹	امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی یاد خاتی اور مخلوق کے نزدیک	-	۱۲۹	فصل ۱۵ - حضرت عمر کی خلافت کے زمانے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے	-
۱۱۰	فصل ۱۴ - ان تحائف کے بیان میں جو حضرت علی علیہ السلام کو منجانب اللہ عزوجل عطا ہوئے	۶۰۶	۱۳۰	فصل ۱۶ - حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے	۶۰۶
۱۱۱	فصل ۱۵ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے فرشتوں کا محبت کرنا	۶۰۹	۱۳۱	فصل ۱۷ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے وہ فیصلے جو بیعت عامہ کے بعد گئے	۶۰۹
۱۱۲	فصل ۱۶ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے انبیاء اور انبیاء کے ساتھ تعلقات	۶۲۰	۱۳۲	فصل ۱۸ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ابن کوائے مندرجہ ذیل سوالات	۶۲۰
۱۱۳	فصل ۱۷ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ایس اور اس کے بھائی کے حالات	۶۲۲	۱۳۳	فصل ۱۹ - ایک سائل نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے مندرجہ ذیل سوالات	۶۲۲
۱۱۴	فصل ۱۸ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا آسمانی کتابوں میں ذکر	۶۳۰	۱۳۴	امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر تفصیل	۶۳۰
۱۱۵	فصل ۱۹ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا انبیاء اور انبیاء کے ساتھ مقام	۶۳۵	۱۳۵	یوم غدیر کا واقعہ	۶۳۵
۱۱۶	فصل ۲۰ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا قریب کی باتوں سے آگاہ کرنا	۶۳۷	۱۳۶	خاصیت النحل	۶۳۷
۱۱۷	فصل ۲۱ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے متعلق آگاہ کرنا	۶۵۱	۱۳۷	حضرت علی علیہ السلام امیر المومنین وزیر اور امین ہیں	۶۵۱
۱۱۸	فصل ۲۲ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت	۶۶۰	۱۳۸	امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے باطن کی تعریف	۶۶۰
۱۱۹	فصل ۲۳ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ناممکن باتوں کا ظاہر ہونا	۶۶۷	۱۳۹	جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام حق کے ساتھ ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے	۶۶۷
۱۲۰	فصل ۲۴ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ذاتی معجزات	۶۷۳	۱۴۰	جناب امیر علیہ السلام امام خلیفہ اور وادع ہیں	۶۷۳
۱۲۱	فصل ۲۵ - سیوات کا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا	۶۷۸	۱۴۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام خیر الخلق ہیں	۶۷۸
۱۲۲	فصل ۲۶ - سیوات کا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا	۶۷۸	۱۴۲	امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام بسیل صراط مستقیم اور وسیلہ ہیں	۶۷۸
۱۲۳	فصل ۲۷ - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے واقعات	۶۹۹	۱۴۳	جناب امیر علیہ السلام اور بدستے اور بادی ہیں	۶۹۹
۱۲۴	فصل ۲۸ - حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بغض اور عداوت رکھنے اور سب کرنے کا انجام	۷۰۲	۱۴۴	بادی ہیں	۷۰۲
۱۲۵	فصل ۲۹ - وہ باتیں جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ظاہر ہوئیں	۷۱۰	۱۴۵	بادی ہیں	۷۱۰



افہذا الحدیث افتقر مدھنون اس حدیث پر ہم مدھنستہ کرتے ہو۔ فماذا بعد الحق الا الضلال حق کے بعد اور چیز تو گمراہی ہے۔ فانی تصرفون اس کو چھوڑ سنے والو کہاں بھاگتے ہو۔ میں نے ایک جماعت کو ملاحظہ کیا جو متفق علیہ آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ اور حدیث وابتغوا صفی بمنزلہ ہارون من موسیٰ اور انی تارک فیکم الثقلین کی بتی تاویل کرتی تھی۔ و تعبدوا بیہما واستغفروا انفسکم فلما اذعنوا ظلم اور زیادہ کہے باعث انہوں نے ان باتوں کا انکار کیا۔ وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءہم القدریٰ واستغفروا ربہم لو گوں کو کیا چیز روکتی ہے ہمیشہ کہنے کے بعد ایمان لاؤں گا اور اپنے رب سے مغفرت طلب کریں۔ ایک گروہ نے حق کے مقابل باطل کو گھر لیا اور ہر سچی بات کے مقابل میں (جھوٹی بات) بنالی مثلاً اس حدیث الحسن والحسین مبعث شباب اہل الجنة حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔ اور یہ حدیث وکان احبہا الناس الی رسول اللہ من الرجال علی ومن النساء فاطمہ رسول اللہ کے نزدیک مردوں میں حضرت علی اور عورتوں میں جناب فاطمہؑ زیادہ محبوب تھیں۔ (ان دونوں احادیث کے مقابل میں وضعی حدیثیں تیار کریں) وبعاول الدین کفہا وبالباطل لیس مغوا بہ الحق وقد ضلوا ضلالاً کثیراً وضلوا عن سوا السبیل

اور ایک ٹوٹے ہوئے احادیث میں کی بخشی کر لی حدیث میں گستاخولہ فعلی مولاء کو بیان کرتے ہیں لیکن اس کے بعد (رسول اللہ) کی دعا کا ذکر نہیں کرتے۔ حدیث استغفروا صفی بمنزلہ ہارون من موسیٰ کا ذکر کرتے ہیں لیکن لابی بعدی بیان نہیں کرتے۔ الحسن والحسین مبعث الشباب اہل الجنة کی روایت کرتے ہیں لیکن ابوہما خیر منہما کا ذکر نہیں کرتے۔ بعض نے حضرت علی علیہ السلام سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت نے جناب عمرؓ سے فرمایا کیا تجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ پاگل کی سزا اس وقت تک معاف ہے جب تک اس کو ہوش نہ آجائے۔ اور لڑکے سے اس وقت تک جب تک وہ سن بلوغ کو نہ پہنچ جائے۔ اور بوٹے ہوئے شخص سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور اس راوی نے حدیث کے شروع حصہ کو چھوڑ دیا۔ جو اس طرح ہے کہ جناب عمرؓ نے ایک پاگل عورت کو سزا دی

اس حدیث کے مقابل میں یہ حدیث تیار کی۔ ان ابابکر و عمر کا ناسیدہ کہ ولی اہل الجنة حضرت ابو بکر اور حضرت عروہ کے بڑھوں کے سردار ہیں۔ ملاحظہ ہوا لامنت واسبابست حصہ اہل ابتدائی صفحات کیا بڑھوں کا جنت میں گذر ہو گا؟ ۱۲



الذین یستحبون الحیوة علی الاخرة ویجدون عن سبیل اللہ اولئک فی ضلال  
بعید وہ لوگ جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ وہ کھلی ہوئی گمراہی  
میں ہیں۔

اذا ما رد في الراود من الغب فضيلة  
يقولون ضد اني الصعيحيين مثبت  
وهما روينا في علي فضيلة

عن أبي بصير عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: من أحب أن ينظر إلى أخيه في عيوبه، فإنه ينظر إلى عيوبه.

جو لوگ ہماری آیات سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ انہیں عقیقہ پٹ سے عذاب کا بار لگ دیا جائے گا۔

ایک جماعت اکثر فضائل مثلاً حدیث جمہور کے، حدیث فضیلت، احمد جان سے مفہوم اور زبان

کا ذکر کرتی ہے، اور کہتی ہے کہ یہ پرانا جھوٹا اور خزانہ عظیم ہے۔

۱۔ جس عہد میں مذکور ہمارے حکمرانوں نے کی ہے ۱۱۸۵ھ ایسا امام بخاری واقعی اور واحدی سے کیا ہے ۱۱۸۵ھ

۱۱۔ جمع کرنے والوں میں ابو عمرو بن العاص کا تہہ ہیں ۱۲۔ اس بات کو ابو داؤد سجستانی نے روایت کیا ہے ۱۳۔

۱۰۔ اس بات کی طرف اہم شخصیتیں متنبی نہایت زیادہ کیا ہے۔ ۱۰ منہ



اذا ذكروا في مجلس عليا وسبطيد و فاطمة الزكينة

يقول المحاضرون ذروا فهذا سقيم من حديث الرافضيين

جب حضرت علیؑ جناب سبطینؑ اور جناب فاطمہؑ کا وہ لوگ مجلس میں ذکر کرتے ہیں تو حاضرین کہتے ہیں اس بات کو چھوڑ دو یہ رافضیوں کی واریات باتیں ہیں۔ وہ من اضل مسن اتباع هو لا بغیر ہدی من اللہ۔

کچھ لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ تمام اُمت آل محمدؐ میں اور تمام اصحابِ عزت میں داخل ہیں اور رسول اللہؐ کی تمام عمر میں اہل بیتؑ میں شامل ہیں اور رسول کو رسول اللہؐ کی ذریت اور آل ہانے سے انکار کر دیا ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ آیت فذل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لہم آل محمدؐ کے بارے میں ہے کہ آل محمدؐ کے بارے میں ظالم لوگوں نے اس بات کو جو ان لوگوں کے حق میں نازل ہوا یعنی تمہیں کر دیا ظالموں کی ایک جماعت نے یہاں تک کہہ کر دیا ہے کہ کان ابو بکر اشجع من علیؑ جناب ابو بکر حضرت علیؑ سے زیادہ ہار رہے تھے اور حضرت علیؑ کو محمد بن مسلمہ نے قتل کیا تھا۔ زائد یہ مصر میں قتل ہوا ہے۔ اور سورہ براتہ کے لوگ نے اسے ذلت جناب ابو بکر حضرت علیؑ کے امیر تھے۔ اور بسا اوقات یہ بات فرماتے ہیں کہ اس سورہ کو انس بن مالک نے لوگوں پر پڑھا تھا۔ اور حضرت حسنؑ کو جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا نے رسول اللہؐ کے زمانہ حیات میں عقیقہ کی صورت میں جمانا تھا اور بنی ہاشم نے فرمایا کہ بنی ہاشم میں منبر مجھے اس بارے میں اذیت دیتے ہیں کہ وہ اپنی لڑکی علیؑ ابن ابی طالب کے عقیقہ میں لانا چاہتے ہیں۔ ان کو اس بات کی اجازت نہیں اگر علیؑ ابن ابی طالب اس بات کو چاہتے ہیں تو وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی جٹی سے عقد کر لیں۔ بنی ہاشم کے صوفیہ کا مال حضرت علیؑ اور عباسؑ کے قبیلہ میں تھا۔ حضرت علیؑ نے

اس سے ابن شہابؒ کی مشہور روایت ہے کہ اس بات کا حکم مفسر تامل ہے ۱۲ سالہ انکار کرنے والوں میں حجاج بن یوسفؒ اور یزیدؒ کی طرف سے عروق کا ٹکڑا تھا ۱۲ سالہ قاتلوں میں لکھا ہے کہ ذوالنہدیر عمرو بن عبدود کا لقب ہے جس کو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے قتل کیا تھا ۱۲ سالہ حالہ محمد احراق باب فاطمہؑ کے وقت جناب سبطیدہ کو اذیت دینے کی وجہ سے حضرت حسنؑ آپ کے شکم مقدس سے ساقط ہوئے۔ ملاحظہ ہو۔ عل و علی ۱۲ حدیث ایف مترجم اللہ یہ روایت مرے سے بھی ہے کہ کہل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وقت نو موہاں رکھ سکتے تھے تو حضرت علیؑ کے متعلق بھی بات کیے جاسکتے تھے۔ جبکہ دوسری شادی کرنا حضرت علیؑ کے لئے جائز تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث جھوٹی اور دھنی ہے۔ اور نوامیدہ کی حدیث سنانہ بھی ہے حضرت کی شان کو سبک کرنے کی خاطر وضع کی ہے۔ ورنہ ہی حضرت علیؑ نے اپنی لڑکی سے نکاح کا ارادہ فرمایا تھا۔ اھ نہ ہی حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرمائی تھی۔ اس غار صائد حدیث کو امام بخاری اور ابن شہابؒ میں سے روایت کیا ہے۔ ۱۲ محمد شریف عقی عقی



حضرت عباس کو بے دخل کر کے خود قبضہ کر لیا (موقف) جو باطل پر موابہ ہوتا ہے اس کا قدم پھیل جاتا ہے  
 وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدُّهُمْ عَنْ السَّبِيلِ وَمَا كَانُوا صَابِرِينَ اِيَّكَ جَاءَتْ  
 نے حضرت سے دشمنی رکھنے پر کمر باندھ لی۔ جیسے کہ نظام نے اپنی کتاب اتقیا اور والتکف میں امیر علیہ  
 السلام کے احکام کے بارے میں عیب جوئی کی ہے اور جاحظ کا قول بھی اسی طرح واقع ہے کہ حضرت  
 علیؑ کا ایمان لانا کوئی وقعت نہیں رکھتا کیوں کہ آپ اس صیغہ میں ایمان لائے جبکہ آپ لڑکے  
 تھے۔ لڑکے کا ایمان لانا کوئی معنی نہیں رکھتا اور حضرت کی شجاعت کی بھی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ  
 رسول اللہ نے ان کو آگاہ کیا تھا کہ آپ ابن لجم کے ہاتھوں قتل کئے جائیں گے۔ اور ایک گروہ نے آپ  
 پر مبرا لازم کیا کہ حضرت کی جنگیں غلطی پر مبنی تھیں۔ اور آپ نے بیان بوجھ کر مسلمانوں کو قتل کیا مہشم کا  
 بیان ہے کہ حضرت علیؑ کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے (آپ انھیں میں منہمک رہتے تھے) امام حسن  
 علیہ السلام نے بغیر توقف کئے اس لجم کو قتل کر دیا یعنی کا قول ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس  
 شخص نے (خبیثہ وقت کے خلاف) خرچ کیا وہ امام حسین علیہ السلام ہیں۔

ثَوِيلٌ لِلْقَائِمَةِ تَلُو بِهِمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ اَوَّلُ مَا فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ

میری جان کی قسم یہ ایک بہت بڑا بیماری امرا و اسلام میں ایک وسیع رخنہ ہے بلکہ جس  
 طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ هَذَا هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ یعنی یہ تو ایک واضح گمراہی ہے  
 ایک شاعر نے کہا

اِذَا مَا ذَكَرْنَا مِنْ عَلِيٍّ فَضِيلَةٌ رَمِينَا بِنِزْدِيقٍ وَنَحْنُ ابْنُو يَكُو

اگر ہم لوگ حضرت علیؑ کی فضیلت بیان کرتے ہیں تو ہمیں کافر اور حضرت ابو بکر سے بغض رکھنے  
 والا کہا جاتا ہے۔

وَاِنْ قُلْتَ عِدًّا مِنْ عَلِيٍّ فَضِيلَةٌ عَلِيٌّ وَقَالَ لِقَدْ سَبَّحْتَ مَعْلُوبٌ

اگر میں کہتا ہوں کہ عین علیؑ سے ہے تو وہ لوگ گھڑ کر مجھے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں تم نے معاذیرہ  
 پر کیا کیا۔

باقی رہ گئے علماء شیعہ ان کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے معاملات میں سرگرم ہیں اور پریشاں ہیں  
 اور انھیں اپنی جان کا خوف ہے۔ اور وہ ایسا کونسیں گوشہ نشین ہیں بلکہ ان کی حالت تو ان انبیاء



[illegible]

<http://fb.com/ranajabirabbas>



رہنمائی کی ہے مفسرین سے بنیاداً علی تقویٰ من اللہ ورضوان خیرام من السس  
 بنیاداً علی شفا بحرف ہاء ذانہا ربہ فی نار جہنم کیا جو شخص بنیاداً اس کے عمارت  
 کی اوپر تقویٰ کے اللہ کی طرف سے اور رضا مندی کے بہتر ہے یا جو شخص بنیاداً رکھے عمارت اپنی کی  
 اوپر کٹا ہے کہانی گرنے والی کے پس سے گریے اس کو بیچ آگ و زنج کے (پہلا) ہیں نے ماہ صواب و  
 حق کی تلاش علماء و علماء اور ماسک کے کتب سے ساتھ ساتھ تلاش کی ہے۔ کیونکہ اگر وہ مخالف کتب خیالی  
 کے لوگ ایک حدیث کی نقل کر لیں متفق ہو جائیں۔ تو حدیث ان پر قائم قرار پائے گی۔ اگر ایک فرقہ  
 اس بات کے خلاف اعتقاد رکھتا ہے تو اس نے روایت کیا ہے اور جس چیز کو نقل اور روایت کیا اس  
 کے اسطے کا معتقد ہو گیا تو ایسا فرقہ خطا کا نزدیک ہوا تو پھر انسان اس چیز کی روایت کیوں کرے جو اس  
 کے نزدیک سچ ہوئی ہو اور اس کا اعتقاد کرے جس سے اس کا خصم حجت قرار دے اور اس  
 بات کو کیوں کر تحریر کر سکتا ہے جو اس نے علم کے مخالف ہو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسی  
 روایت مخالفین کے ہاں ہو سکتی ہیں۔ جو ان پر خود حجت ہیں۔ فقد انطقہم اللہ الذی  
 انطق کل شی ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا ہے جس نے ہر چیز کو گویا یعنی حق بات ان کی  
 زبان سے نکال دی (اگرچہ شیطان اپنے غور قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ فقد یالی اللہ ان  
 یتنم نورہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کر کے ہی دم لے گا۔ میں نے اس کتاب میں فریقین کی ایجاد  
 کو جمع کرنے کا التزام کیا ہے ساتھ ہی میں کہتا ہوں۔ میں قلیل البعدنا من اللہ اور تصنیف اور تالیف  
 کا کام یہ کام ایک عظیم المرتبت ہے جس تو صرف اس وقت اس شخص کی پوزیشن میں ہوں جس نے  
 بھرے ہوئے موتوں کو پایا۔ اور ان کو مار میں پرو دیا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ سخت بیمار انسان تندرست ہو  
 جاتا ہے صبح و سہم آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ نابینا منزل مقصود تک  
 پہنچ جاتا ہے۔ مینا عقل مند ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ سماع، قرأت، مناوہ مکاتبت اور اجازہ کے  
 باعث جب مجھے اہل علم اور دیانت کی ایک جماعت نے اجازت دے دی تو تب میں کہتا ہوں کہ  
 مجھے حدیث بیان کی مجھے خبر دی اور مجھے آگاہ کیا (نہاں شخص نے)

راہنمائی کی ہے۔ اس میں بنیائے علی تقویٰ من اللہ ورضوان خیرام من اسس  
بنیائے علی شفا بحرف ہاء نا نھا ربہ فی نار جہنم کیا جو شخص بنیاد اس کے عبارت  
کی اوپر تقویٰ کے اللہ کی طرف سے اور رضا مندی کے بہتر ہے یا جو شخص بنیاد رکھے عبارت اپنی کی  
اوپر کتا ہے کھانی گرنے والی کپڑوں کے گرے اس کو بیچ آگ روزخ کے (پہلا) ہیں نئے راہ صواب و  
حق کی تلاش علماء و عوامہ اور خاصہ کے کتب سے ساتھ ساتھ تلاش کی ہے۔ کیونکہ اگر وہ مختلف کتب خیال  
کے لوگ ایک حدیث کی نقل کرنے میں متفق ہو جائیں۔ تو حدیث ان پر عام قرار پائے گی۔ اگر ایک فرقہ  
اس بات کے خلاف اعتقاد رکھتا ہے تو اس کے روایت کیا ہے اور جس چیز کو نقل اور روایت کیا اس  
کے اسٹے کا متفق ہو گیا تو ایسا فرقہ خطا کا نزدیک ہوا۔ تو پھر انسان اس چیز کی روایت کیوں کرے جو اس  
کے نزدیک چھوٹی ہو، اور اس کا اعتقاد اس کے جس سے اس کا ختم حجت قرار دے اور اس  
بات کو کیوں کر تحریر کر سکتا ہے جو اس کے علم کے مخالف ہو۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسی  
روایت مخالفین کے ہاں ہو سکتی ہیں۔ جو ان پر خود حجت ہیں۔ فقد انطقہم اللہ الذی  
انطق کل شیء ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا ہے جس نے ہر چیز کو گویا یعنی حق بات ان کی  
زبان سے کمال دی (اگرچہ شیطان اپنے غور قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے) فقد یألی اللہ ان  
یستم نورہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کرے ہی دم لے گا۔ میں نے اس کتاب میں فریقین کی ایجاد  
کو جمع کرنے کا التزام کیا ہے ساتھ ہی میں کہتا ہوں۔ میں فیصل البعثات اور تصنیف اور تالیف  
کا کام ایسا کام ایک تعلیم المرتبت ہے جس تو صرف اس وقت اس شخص کی پوزیشن میں ہوں جس نے  
بھرے ہوئے موتوں کو پایا۔ اور ان کو اس پر دیا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ سخت بیمار انسان تندرست ہو  
جاتا ہے۔ صبح و شام آدمی خاک ہو جاتا ہے۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ نابینا منزل مقصود تک  
پہنچ جاتا ہے۔ مینا عقل مند ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ سماع، قرأت، مناوہ مکاتبت اور اجازہ کے  
باعث جب مجھے اہل علم اور دیانت کی ایک جماعت نے اجازت دے دی تو تب میں کہتا ہوں کہ  
مجھے حدیث بیان کی مجھے خبر دی اور مجھے آگاہ کیا (انہوں شخص نے)



## اسناد و کتب عامہ

اسناد بخاری | ابو عبد اللہ محمد بن فضل ساعد فریری۔ ابوشمان سعید بن اللہ عیار صعلوکی اور بخاری  
یہ تمام حضرات ابومشیم کشیمہنی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابو عبد اللہ محمد فریری وہ محمد بن اسمعیل بن  
میغیرہ بخاری سے وہ ابوالوقت عبد اول بن عبسے سجری داؤدی سے وہ خسی سے وہ فریری سے وہ  
بخاری سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسلم | فراری ابوالحسین عبدالغفار قادی نیشاپوری سے وہ ابواحمد محمد بن عمرو یہ جلووی سے  
وہ ابواسحاق ابوالہجیم بن محمد ققیہ سے وہ ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری سے  
اسناد ترمذی | ابوسعید محمد بن احمد سفار اصفہانی سے وہ ابوالقاسم شرواعی سے وہ ابومعید بن  
کلیب شامی سے وہ ابو عبسے محمد بن عبسے بن سورۃ الترمذی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد دارقطنی | ابوبکر محمد بن علی بن محمد بن یاسر جہانی مسعودی سے وہ ابوالحسن مہرانی سے وہ  
ابوالحسن علی بن مہدی دارقطنی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد معرفۃ اصول الحدیث | عبد اللطیف بن ابی سعید بغدادی اصفہانی ابوالعلی حداد سے وہ  
حاکم سے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری ابن یسع سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد موطا | قصبی اور معنی سے وہ یحییٰ بن یحییٰ سے محمد بن حنفیہ کے طریق سے وہ مالک بن  
انس سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسند ابی حنیفہ | ابوالقاسم بن صفوان موسیٰ احمد بن طوق سے وہ نصر بن مرجم سے

ابو بخاری نے کتاب بخاری کو سترہ سال کی مدت میں تالیف کیا آپ کا بیان ہے کہ میں نے سات ہزار احادیث کو منتخب کیا اور میں  
نے اس کتاب کو اپنے اور اللہ کے درمیان جو نشان قرار دیا ہے امام بخاری کا انتقال ۲۵۶ھ ہجری میں ہوا ہے ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔  
کلیک شہر ہے ۱۰ کشیمہنتہ کوفہ کی پیش اوریم کی زیر اور با کی فتح کے ساتھ بڑھا گیا ہے۔ یہ مرد کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے ۱۲  
۱۱۔ ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری کا انتقال ۲۶۱ھ ہجری میں ہوا۔ ۱۰۔ ابو عبسے محمد بن علی ترمذی بخاری کا شاگرد تھا ترمذ  
میں ۲۶۱ھ میں انتقال کیا ۱۱۔ ۱۰۔ دارقطنی بغداد کے ایک محدث کی طرف منسوب ہے آپ کا انتقال ۲۸۰ھ ہجری ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔  
میں ہوا ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ مالک بن انس اصبحی مدنی کہا گیا کہ آپ یحییٰ قریظی سے کتاب الموطا کے مولف ہیں جو فوق کے موضوع پر مشتمل ہے لہ  
آپ چار آئمہ میں سے ایک ہیں ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔ کے بعد آپ کے بیع الاول ۲۸۰ھ ہجری میں وفات پائی اہم یقین میں ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔  
۱۰۔ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت چار آئمہ میں سے ایک ہیں اصل میں آپ فارس کے رہنے والے تھے۔ ۲۸۰ھ ہجری میں وفات پائی ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔



وہ ابوالقاسم شہاب الدین بغدادی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسند شافعی | بیانی ابوالقاسم صوفی سے محمد بن علی ساوی سے وہ ابوالعباس اصم سے وہ بیح سے وہ محمد بن ادیس شافعی سے لے

اسناد مسند احمد اور فضائل | ابوسعید بن عبد اللہ وجاہی حسن بن علی مذہب سے وہ ابو بکر بن مالک قسطنطینی سے وہ عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل سے آپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسند ابی یعلیٰ | ابوالقاسم شحامی ابو سعید کجرووی سے وہ ابو عمر حیدری وہ ابو یعلیٰ محمد بن مشنی موصلی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخ خطیب | عبد الرحمن بن بریق قزاز بغدادی خطیب ابو بکر ثابت بغدادی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخ نسوی | ابو عبد اللہ مالکی محمد بن حسین بن فضل قرطبان سے وہ درستی نوری سے وہ یعقوب بن صفوان نسوی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخ طبری | قسطنطینی ابو عبد الرحمن سلمی سے وہ عمرو بن محمد سے اس کے اسناد کے ساتھ وہ محمد بن جریر بن برید طبری سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اسناد تاریخ ابوالحسن احمد بن یحییٰ بن جابر

بغدادی کے ہیں۔

اسناد تاریخ علی بن مجاهد | قسطنطینی سلمی سے وہ ابوالحسن علی بن محمد ولویہ قنطری سے وہ مامون بن احمد سے وہ عبد الرحمن بن محمد وجاج سے وہ ابن جریر سے وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخ ابو علی حسن بیهقی سلمی | ابو علی مسلمیہ ابو منصور محمد بن حفصہ عطاری طوسی سے آپ خطیب ابی زکریا تبریزی سے روایت کرتے ہیں۔

ابو محمد بن ادیس بن عباس بن عثمان بن شافع مطہری جو آئمہ میں سے ایک ہیں۔ اور مجدد المذہب ہیں ابو حنیفہ کی وفات

کے روز پیدا ہوئے ۱۸۰ھ میں ۵۵ سال کی عمر میں انتقال کیا ۱۲۱ھ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مروزی نزل بغداد چار آئمہ

میں سے ایک ہیں ۷۷ سال کی عمر میں ۱۸۰ھ میں انتقال کیا اور بغداد میں دفن ہوئے ۱۲۱ھ ولایت اصل کتاب میں

موجود ہے بظاہر حفظ ولایت ہی ہے ابن جریر نے اپنی تقریب میں تحریر کیا ہے کہ ولایت زیاد بن ایوب طوسی کا لقب ہے۔

آپ اس لقب سے تاراج ہوئے تھے۔ معروف ثقہ اور حافظ تھے ۱۸۰ھ میں انتقال کیا ۱۲۱ھ



اسناد والی غازی | افسدہ علی عبدالقادر سرچھانی سے وہ عبد اللہ بن حماد سے وہ علی بن عبد العزیز بیانی سے  
آپ ابو القوی علی بن حسین اصفہانی سے روایت کرتے ہیں تالیف مشتم کوئی کا اسناد وہی یہی ہے  
اسناد شمس سجستانی | ابوالحسن ابنوری ابوالعباس بن علی نسیری سے آپ ابوالشمس سے آپ ابولوی سے  
آپ ابوالو وارثی سحرابی بن شمس سجستانی سے روایت کرتے ہیں

اسلام و مشرق میں ایک اور ایسی نامور شخصیت تھی جس سے آپ، ابن ابی طلحہ بن شاذان، سیدہ امیر المؤمنین  
 حضرت امیر المؤمنین سے آپ، ابو الحسن علی بن احمد غزالی سے آپ، شیخ ابن کثیر دمشقی سے  
 آپ، ابو حنیفہ نیشاپوری سے آپ، شیخ ابن کثیر دمشقی سے آپ، شیخ ابن کثیر دمشقی سے  
 اسناد طبریہ الاولیاء علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام  
 اسناد اصحاب العلوم النبیین علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام

مکاتوبہ الیٰ سعادت | شہزادہ شہباز علی خان صاحب  
مکاتوبہ الیٰ سعادت | شہزادہ شہباز علی خان صاحب

فصل اول در بیان احوال و عیال و اقارب و اعدای خود  
و سایر امور که در این باب است.

استاد عالی حضرت مولانا ابوالفضل محمد باقر خان صاحب  
 مدرسہ اسلامیہ کراچی یونیورسٹی کراچی پاکستان  
 صاحبزادہ مولانا محمد امجد علی صاحب

اسناد مناقب بن شاہین | منتہی بن ابی زید بن کبابی ہشتی جو جوانی آپ فاضل اجل مرقضی موسوی سے  
آپ مہنڈ سے روایت کرتے ہیں۔

استاد اعلیٰ الحاکم | محمدی بن جریب حسنی ہرجانی حاکم نیشاپوری سے روایت کیا کرتے ہیں۔

احسن والوسیط اور کتابچہ الحاسب باب والنزول | ابو الفاضل محمد بیہقی ابو الحسن علی ابن احمد واحدی  
سے روایت کرتے ہیں۔

استاذ دلائل النبوة و احب ما مع حسین بن عبد اللہ مروزی ابو نصر عاصمی سے آپ ابو العباس لغوی سے  
آپ ابو بکر اسحاق بن حسین بیہقی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد البیان والیقین، العروة الوثقیة | کرمانی ابوہریرہ سے آپ احمد بن محمد سے آپ ابو عبد اللہ  
بن محمد خازن سے آپ علی بن موسیٰ قمی سے آپ عمرو بن بحر جاحظ سے روایت کرتے ہیں۔

شہر میں آپ کا لقب امیر النبیاء العربی ہے ۱۲۷۸ھ



اسناد غریب القرآن | قسطنطینی اپنے باپ سے وہ ابو بکر محمد بن عزیز عزیزی سجستانی سے روایت کرتے ہیں

اسناد شرف العروس | قاضی عزیزی ابو عبد اللہ و امغالی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد عیون المجالس | قسطنطینی ابو عبد اللہ طاہر بن محمد بن احمد زملوی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد المعارف اور عیون الاخبار غریب الحدیث اور غریب القرآن | کرمانی اپنے باپ سے وہ آپ کے

دادا سے وہ محمد بن یعقوب سے وہ ابو بکر مالکی سے وہ عبد اللہ بن مسلم بن قسطنطینی سے روایت کرتے ہیں

اسناد غریب الحدیث | قسطنطینی سلمیٰ سے وہ ابو محمد و طبع سے وہ ابو عبد القاسم بن سلام سے روایت

کرتے ہیں۔ کتاب کامل میر و مولفہ ابو العباس بر و کا سلسلہ اسناد بھی یہی ہے۔

اسناد نزہۃ القلوب | قسطنطینی اور شہر آشوب میر سے دادا دونوں ابو اسحاق ثعلبی سے روایت کرتے ہیں

اسناد اعلام النبوة | عمر بن حمزہ علی کوئی ابن لوگوں سے روایت کرتے ہیں جو قاضی ابو الحسن مودری

سے کہتے ہیں۔

اسناد الابانہ اور کتاب اللوامع | مہدی بن ابی حرب حسنی ابو سعید احمد بن عبد الملک خرکشی

سے روایت کرتے ہیں

اسناد نزہۃ الابصار | شہر آشوب قاضی ابو المعاسن رویانی سے وہ ابو الحسن علی بن مہدی ماسطیدی

سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد المحاضرات من باب المفردات | مشہم شاشی قاضی عزیزی سے آپ ابو بکر بن علی خزاعی سے اب

ابو القاسم راضی الصفہانی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد الابانہ | فردی ابو عبد اللہ جوہری سے وہ قسطنطینی سے وہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل وہ اپنے

باپ سے آپ ابو القاسم حسن بن محمد سے وہ ابی یعقوب یوسف بن منصور سیاری سے روایت

کرتے ہیں۔

اسناد الترغیب والترہیب | ابو العباس احمد الصفہانی ابو القاسم الصفہانی سے روایت کرتے ہیں

۱۔ ابو العباس محمد بن یزید البیرونی بعد اسم فاعل ابوبکر مشہور میں مشہور ۱۲۷ھ

۲۔ ایک نسخہ میں حسینی تحریر کیا گیا ہے ۱۲۷ھ

۳۔ ایک نسخہ میں فردی تحریر کیا گیا ہے ۱۲۷ھ

اسناد کتاب ابو الحسن داسنی | قسطنطینی ابو بکر محمد بن عمرو بن حمدان سے آپ ابراہیم بن محمد بن سید نحوی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد الدارمی و احمق السنت | ابو حاد محمد بن محمد زید بن حمدان منجبری سے آپ علی بن عبد العزیز آسنہی سے روایت کرتے ہیں۔

عماد بن عبد رزق شری نے کتاب الکشف والافتاح اور بیع الابلہ کے ذریعہ مجھے حدیث بیان کی اور مجھے کباشیین نے آگاہ کیا کہ زاد المسافر کے ذریعہ مجھے ابو العلا عطار ہمدانی نے آگاہ کیا۔ کتاب الاربعین کے ذریعہ مجھے کاظمی موفقی بن احمد کی خطیب خوارزم شاہ نے آگاہ کیا۔ کتاب الفوائد کی روایت مجھے قاضی ابو السواد استغنیٰ کی الخصائص العلویہ مجھے ابو عبد اللہ محمد بن احمد نطنزی نے غیبت کی کتاب ما نزل من القرآن فی علی کی روایت کرنے کی اجازت مجھے ابو بکر محمد بن مؤمن شیرازی نے عطا فرمائی۔ بہت سی باتوں کا میں نے اسناد ابو العزیز کاش عکبری اور ابو الحسن عاصمی بخارا زمی اور یحییٰ بن سعد بن قزلی اور دانی جیسے لوگوں سے لیا ہے۔

## اسانید لغا سیر

تفاسیر اور معانی کے اسانید کو میں نے اس سبب والنزول میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ تفاسیر یہ ہیں: تفسیر البصری۔ والطبری قمیشری۔ زرخشری جہانی طائی۔ سعدی واندی مداحدی، ماوردی، کلینی، وای قتادة قرطی، مجاہد، خرکوشی عطار بن ربیع، عطاء خراسانی، وکیع، ابن جریر، عکرمہ، نقاشی، ابو العلاء، عتیک، ابن عیینہ، ابو صالح، مقاتل، قطان، کان، یعقوب بن سفیان، اہم، زجاج، فراد، ابو عبیدہ، بلالعباس، نجاشی، دمیالی، عوفی، نہدی، شالی، ابن نووکہ اور ابن جریب۔

## اسانید کتب سیر

ہمارے احباب کے کتب کے اسانید اکثر شیخ ابو یوسف طوسی سے مروی ہوتے ہیں۔ اس بار سے



کے امنا و صندرجہ ذیل حضرات سے مروی ہیں۔ علی بن ابراہیم حسن بن حمزہ کلینی، صفوانی، عبد کی۔ ثعلبی  
اور ان کے علاوہ اور حضرات ہیں۔ وہ یہ بات کہے۔ جس پر کتاب فہرست میں شیخ ابو جعفر طوسی نے  
نقص فرمائی ہے۔ قتالی نے بھی التفسیر فی معانی التفسیر کتاب بدعتہ اور عظیم اور بصیرت التعلیلین  
کی حدیث بیان کی ہے۔ مجمع البیان، اعلام القرآن کتاب اعلام الوری با اعلام الہدی کے متعلق  
بھی علامہ طبرسی نے آگاہ کیا ہے۔ بدعتہ الجمل اور روح الجمل فی تفسیر القرآن کی روایت کی اجازت  
بھی ابو الفتوح نے دی ہے۔ ابو الحسن بیہقی نے بھی حلیۃ الاشراف عنایت کی۔ غریہ الحکم کی روایت  
کی اجازت بھی آدمی نے عفا کی۔ یونان میں طبری کے خط سے میں نے کتاب الاحتجاج کو پایا۔ ان  
کتاب کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف ان کی سے ایک جزو کو بیان  
کر دیا گیا۔ جو علم اللہ تعالیٰ کے ہے۔ یہ بھی اپنے عجز اور تقصیر کا اعتراف ہے جس طرح کہ ابو الخوارزمی  
نے کہا ہے۔

روایت و حدیث من الہد و ایست  
و کتبہما و ما انتہی بہ الی انتہایہ  
و لا اعمال غایات تنسأ علی  
و ان ظالمات و ما للعلم غایۃ  
میں نے اس کتاب میں اس قدر سے مقتول کو چھوڑ کر ان افراد سے کام لیا ہے جو اعلیٰ و اعلیٰ  
اعتبار کیا ہے۔ نظام کی باتوں کو محنت قرار دیا۔ تصور و ادراکاتی پر مشتمل کیا ہے۔ انصار کے مشہور  
ہونے کی وجہ سے ان کو میں نے غفلت کر دیا ہے۔ روایات اور ان کے علم کی صورت میں اشارہ کر دیا  
ہے۔ اس کتاب کا اٹکا جی بیکار اور سید المرسلین کے نام گراہی ہے۔ کون گاہ بھر  
اکثر عذوق کا ذکر کروں گا۔ اس کتاب کا غائر محاسب اور عالمین کے علاوہ شہر شہر ہو گا۔ میں نے اس کتاب  
کا نام مناقب الابی طالب رکھا ہے۔ میں نے ان کی عیون کو روز کی کی خاطر نہیں بلکہ عقیدے کی جھلکی  
کے لئے پرو دیا ہے۔ اور میں نے اس کتاب کو دینی کا ذخیرہ بنایا۔ دنیا کے حصول کا اور دنیا میں دنیا فانی  
اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس حدیث کو میری کتاب کا وسیع تر قرار دے۔ اور اس کے ذریعہ میرے  
گناہ کو کر دے۔ اور میرے درجہ کو بلند کر دے۔ وہ سننے والا اور سید الی کر دے۔ آمین

# باب اول

ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں

## فصل

### آنحضرتؐ کی نبوت کی بشارتیں

موسےؑ کی بشارتیں سفر اول ہیں۔ ابراہیمؑ کی بشارتیں سفر ثانی، اور سفرِ نبدہ میں بیان کی گئی ہیں اور سفر ۳ء میں حضرت داؤدؑ کی بشارتیں ذکر کی گئی ہیں۔ عویسؑ، یسوقؑ، حزقیلؑ، دانیالؑ اور شعیبؑ کی بشارتیں بھی موجود ہیں۔ کتاب زبور میں ہے کہ حضرت داؤدؑ نے فرمایا۔ اللہ ما بعثہ مقیم السنۃ بعد الفترۃ لیسکا لیسکا والے فترت کے بعد سنت کے قائم کرنے والا بھیج۔ حضرت عیسیٰؑ نے انجیل میں فرمایا۔ ان البرذ اھب والبرذ اھب من بعدہ برذ اھب اور بارقہ آپ کے بعد تشریف لائیں گے۔ وهو یخفف الاھوار ویقصر حکم کل شیء، ویشھدی مکاشھدات لہ انا جئتمک بالامثال وهو ینبئکم بالتاویل وہ گناہوں کو کم دیں گے اور ہر چیز کے کلمات کی تفسیر بیان کریں۔ میری گواہی اس طرح دیں گے جس طرح میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ کعبہ بنی لوی کے پاس لوگ ہر جمعہ کے روز جمع ہوتے تھے اور لوگ جمعہ کے روز عروبہ کہتے تھے اور کعبہ نے اس روز کا نام جمعہ رکھا۔ اور اس روز کعبہ خلیفہ دیا کرتے تھے جس میں نبی (آخر الزمان) کی خبر دیا کرتے اور آپ کا آخری خلیفہ جو عام الفیل سے ۵۴۰ برس پہلے آپ نے دیا تھا۔ اس میں آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس زمانہ میں صاف کلن صاف بھارت، صاف ہاتھ اور صاف پاؤں والا یعنی زندہ ہوتا تو ضرور آپ کی حمایت میں) اونٹ کی طرح ایک جگہ قائم ہو جاتا۔ اور اونٹ کے پچھے کی طرح دوڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاتا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

یا لتنی شاھد فھوری دعوتہ حتی العشیرۃ تبغی الحق خذ لانا

اے ایک سو فی صد عربیہ یا بنی البقرۃ کہلو تم کو۔ ۱۱۰



کاش کہ میں آپ کی دعوت (تبلیغ) کا مشاہدہ کرتا جبکہ اس کے اعزہ عین حق کو چھوڑ چکے ہوں گے۔  
 حور بن اسحاق سے روایت ہے کہ زید بن عمر بن نفیل نے دین حنیف کی تلاش میں کئی سفر کئے شام  
 میں آپ سے ایک راہب نے کہا کہ تم دین کی تلاش میں ہو، لیکن میں تجھے ایک ایسے نبی کی بشارت دیتا  
 ہوں۔ یہ وقت حنیفہ حضرت ابراہیم کو لائے گا۔ اور یہ آپ کے ظہور کا زمانہ ہے۔ وہاں سے وہ جندی حدادی  
 نکل کر جب آپ زمین محم پر پہنچے تو (ٹھہری گئے) آپ کو پکر کر قتل کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زید بن عمر و ایک اُمت کی صورت میں یکے بعد دیگرے ہوں گے۔ زید کا مرثیہ  
 در قبر بنی نوفل سے کہا۔ جس کا آخری شعر یہ ہے۔

وخذند راء الانسان رحمة ربه ولو كان تحت الارض ستين واربعا

کبھی انسان اپنے رب کی رحمت کو اس صورت میں بھی حاصل کر لیتا ہے۔ اگرچہ وہ زمین کے نیچے  
 ساٹھ سو بار وادی میں کیوں نہ رہتا ہو۔

تبیع اول ان پانچ بادشاہوں میں تھا جن کے زیر حکومت تمام دنیا تھی۔ اس نے تمام دنیا کو پکڑ لیا  
 اور وہ ہر شہر سے دس عقل مند آدمیوں کو منتخب کر لیا تھا۔ جب وہ مکر بنچا تو اس کے ساتھ چار ہزار  
 علما موجود تھے۔

کہ والوں نے اس کی کوئی عزت و تکریم نہ کی۔ وہ ان پر غضب ناک ہو گیا۔ اس نے اس بارے میں  
 اپنے وزیر سے کہا جس کا نام عمیرا دیا تھا۔ وزیر نے عرض کیا کہ یہ لوگ جاہل ہیں۔ انھیں اس گھر (میدان) میں  
 پرگھنڈا ہے۔ بادشاہ نے اپنے دل میں مصمم کر لیا کہ وہ خانہ کعبہ کو گرا دے گا۔ اور وہاں کے رہنے والوں  
 کو قتل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب کی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ اس کی دونوں آنکھیں کانوں  
 ناک اور منہ سے بدبو واپانی پہنے لگا۔ اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے۔ اور کہنے لگے۔ یہ کوئی آسمانی

لے دعوت و العیشہ کی طرف اشارہ جب رسول اللہ نے آیت و اندر عشیرتک الاقربین کے بعد اپنے

رشتہ داروں کو اپنی نبوت کی دعوت دی تھی۔ حضرت ابوبکر علیہ السلام کے سوا آپ کی دعوت کو کسی نے قبول نہیں کیا تھا۔  
 یہ قیامت میں آپ کو ایک اُمت کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ ۱۱۔ محمد شریف عفی عنہ

یہ عذاب زید کے ساتھ بڑھا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو جانوروں کے سرور پر واقع ہوتی  
 ہے۔ ۱۲۔

ہوئے۔ اظہار وہاں سے چلے گئے۔ ایک روز ایک عالم بادشاہ کے وزیر کی خدمت میں حاضر ہو کر  
 یہ طور پر وزیر سے کہا کہ اگر بادشاہ اپنی نیت کو درست کرے تو میں اس کا علاج کروں گا۔ وزیر نے  
 اس سے اس کی اجازت طلب کی، عالم غلیبہ میں بادشاہ سے کہا، کیا تم نے اس گھر کے متعلق کسی بات  
 کو کہا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ عالم نے کہا اس ارادہ سے توبہ کرو۔ اس  
 میری دنیا اور آخرت کی سبھی مضمحل ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے جس بات کا ارادہ کیا تھا اس سے توبہ  
 کرتا ہوں۔ وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا

فامن بالله دیا براہیم الخلیل و خلع على الكعبة اربعة اثواب وهو  
 اول من کسی الکعبۃ

وہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لے آیا اور کعبہ پر چار کپڑوں کا غلاف چڑھایا یہ وہ پہلا شخص  
 ہے جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا پھر وہ مدینہ کی طرف چلا گیا۔ یہ وہ زمین ہے  
 ملک پانی کا ایک چشمہ تھا۔ وہ مدینہ میں چار ہزار عالم لوگوں کے ساتھ آیا تھا۔ وہ چار ہزار علما اس سے  
 راہو گئے تاکہ وہ لوگ مدینہ میں قیام کریں۔ اس غرض کے تحت وہ بادشاہ کے دروازہ پر حاضر ہو کر  
 من پر وازہ ہوئے۔ کہ ہم لوگ عرضہ دروازہ سے اپنے شہروں سے گئے ہوئے ہیں اور بادشاہ کے ساتھ  
 رہتے رہتے ہیں آخر کار ہم اس مقام پر وارد ہوئے ہیں۔ اب ہم لوگ اس جگہ پر مڑنا چاہتے ہیں۔ فقال  
 وزیر ما حکمة فی ذلک؟ اس میں کیا مصالحت ہے؟ قالوا اعلیٰہا الوزیر ان شرف  
 هذا البیت بشرف محمد صاحب القرآن والقبلة واللوا والمنیر مولدہ سحکة

وہ جس سے ہمارا انہوں نے عرض کیا اسے بادشاہ اس گھر (خانہ کعبہ) کو شرف اس ذات سے حاصل ہوگا۔  
 جس کا نام محمدؐ ہوگا جو صاحب قرآن، صاحب قبلہ، لواء اور منیر کے مالک ہوں گے۔ ان کی بجائے  
 میدان کشہ ہوگی۔ اور جو بیت اس جگہ مدینہ میں ہوگی۔ ہم لوگ اس امید پر یہاں رہنا چاہتے ہیں۔ ہم  
 آپ کے نانہ کو پاس کیں۔ ہماری اولاد آپ کے نانہ کو حاصل کرے جب بادشاہ نے اس بات کو سنا  
 تو ایک گہری فکر میں پڑ گیا ان لوگوں کے ساتھ ایک سال تک اس امید میں رہا کہ آپ حضرت محمدؐ کو پاس  
 رکھیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان چار ہزار علما کے لئے ایک ایک چار ہزار گھر تعمیر کئے جائیں اور ہر



باب النبوة میں ابن ابی الویث سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا  
 یہ قبیلہ اس امر سے خوش ہے کہ تم لوگ اس وقت تک یہاں قیام کرو جب تک اس  
 گھر میں نہ آجائے۔ اگر میں نے آپ کے زمانہ کو پایا تو میں خود آپ کی خدمت کر دوں گا۔ اور آپ کا  
 دل گھمے گا۔

تب کتابا الی النبی علیہ السلام بذکر فیہ ایمانہ واسلامہ وانہ من امتہ  
 ۱۰ تحت شفا عتہ اس نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں اپنے ایمان اور  
 نے کا ذکر کیا۔ اور اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ آنحضرتؐ اس کی قیامت کے روز شفاعت کریں  
 تو ان یہ تھا الی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین ورسول رب العالمین من تبع  
 یہ خط تبع اول کی طرف سے محمد بن عبد اللہ خاتم الانبیاء اور رب العالمین کے رسول کی طرف  
 یہ تحریر اس عالم کے سپرد کی جس نے اس کو بیسرت کی تھی۔ پھر وہاں سے چلا گیا اور شہدستان  
 غلستان میں جا کر مر گیا۔ اس کی موت نبی معظمؐ کی پیدائش سے ایک ہزار سال قبل واقع ہوئی تھی جب  
 مبعوث ہوئے۔ تو اکثر اہل مدینہ آپ پر ایمان لے آئے۔ انہوں نے اس تحریر کو ابولیلٰی کے فدیے  
 کی خدمت میں پیش کیا۔ نبی معظمؐ نے قبیلہ بنی سلیم میں ابولیلٰی کو پایا۔ رسول اللہؐ نے اس کو پہچان لیا  
 بتائے اس سے فرمایا انت ابولیلٰی؟ تم ابولیلٰی ہو؟ قال نعم اس نے کہا ہاں قال  
 تتبع الاول؟ فرمایا تبع اول کا خط کہاں ہے؟ فتعیر الرجل وہ آدمی حیران ہو کے رہ گیا۔  
 (ص) ہاتھ کتاب آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا بخلاؤ اس نے خط کو نکال کے رسولؐ کی خدمت  
 میں کر دیا۔ نبی صلعم نے اس خط کو علی ابن ابی طالبؓ کے حوالے کیا۔ حضرت علیؓ نے اس خط کو آنحضرتؐ  
 دست میں پڑھا جب آنحضرتؐ نے تبع کی بات کو سنا تو تین بار فرمایا۔  
 مرحباً بالمدخ الصالح۔ ثلاث مرات

میرے نیک بخت بھائی کے لئے خوش آمدید ہو۔ آنحضرتؐ نے ابولیلٰی کو واپس مدینہ کی طرف  
 لے لاکر دیا۔

۱۱ کی جمع تباہت ہے۔ یہ لقب بنی کے باؤ شاہوں کو دیا جاتا تھا۔ یہ لقب ان کو اس وقت تک نہیں دیا جاتا تھا۔  
 ۱۲ جہاں اور حضرت موت کا علاقہ ان کے قبضہ میں نہیں ہوتا تھا ۱۳ منہ  
 Contact: jabirabbas@yahoo.com http://fb.com/rana.jabirabbas

کتاب الکمال الدین میں ابن بابویہ سے اور روضۃ الواعظین میں  
**مسلمان کا ایمان لانا** سے روایت ہے کہ نبی صلعم کی قبر کے پاس کچھ لوگ موجود

تھے ابیر المؤمنین علیہ السلام نے حضرت سلمان سے شروع شروع میں اسلام لانے کے متعلق دریافت کیا  
 تو عرض کیا کہ میں شیراز میں ایک کسان کا بیٹا ہوں۔ میں اپنے والد کا بہت پیارا بیٹا تھا۔ میں ایک  
 روز اپنے والد کے ہمراہ جا رہا تھا۔ میں نے اپنا ایک ایک گرجے گھر کو دیکھا جس میں ایک شخص  
 تھا۔ انا محمد بن لا الہ الا اللہ واتے عیسیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ

یہ بات سنی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں (اور) حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں اور حضرت  
 سلمان کے حبیب ہیں) اس کو زکام تھا۔ حضرت محمد کی محبت میرے دل کوشت اور خون میں  
 گئی۔ حبیب میں لوٹ کر اپنے گھر آیا تو میں نے حدیث میں ایک تحریر مطلق دیکھی اور اس کے بارے  
 میں پاشی والد سے دریافت کیا تو یہاں تحریر کو تم پر مہر و درہم ہمارے والد تمہیں قتل کر دیں  
 یہ بات چھائی تو میں نے اس تحریر کو لیکر دیکھا جس میں تحریر تھا۔ بسم اللہ الرحمن

رحمن هذا عهد من الله الى ادم انه خالق من صلبه نبيا يقال له محمد  
 بکارم الاخلاق وینھی عن عبادۃ الاثان یا روزگار مسلمان! آیت و می عیسیٰ  
 ورتلئے المجویبۃ یہ عہد ہے اللہ تعالیٰ کا آدم کے لئے کہ وہ اس کی طلب سے ایک  
 برسے گا جس کا نام محمد ہوگا۔ جو بکارم اخلاق کا حکم دے گا۔ اور تمہوں کی پوجا سے منع کرے گا۔

روزید (مسلمان کا پہلا نام) عیسیٰ کے وہی کے پاس جاؤ اور ایمان سے آؤ اور جو سیدت کو ترک  
 یہ پڑھ کر کاٹ چکا تھا پیر سے ماں باپ سے مجھے پکڑ لیا۔ اور مجھے ایک ویران کنوئیں میں ڈال  
 دو روزوں کے کہا۔ اگر تم اپنے ارادے سے باز آ جاؤ تو بھیج دے ورنہ تجھے مار ڈالیں گے۔ انھوں  
 پر کھانے پینے کی تنگی شروع کر دی حبیب مجھے اس حالت میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا

میں نے محمد اور وہی محمد کے بیٹے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس حبیب سے نجات  
 دے تاکہ وہیں سے ایک مفید کپڑے لے سکوں۔ اس نے کہا اسے روزید اٹھو! اس نے میرے  
 پکڑ لیا اور مجھے کنوئیں سے باہر نکال لیا۔ اور ایک گرجے میں لے آیا۔ اس نے کہا اٹھو! اور

لا الہ الا اللہ واتے عیسیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ



کتاب کمال الدین میں ابن بابریہ سے اور روضۃ الواعظین میں  
سید سلمان کا ایمان لانا یہی قصہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کچھ لوگ بیٹھ

شہادۃ اللہ ہوتا ہے کہ لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ و ان محمد احب الی اللہ من النبی و المرسلین

وَمَنْ كَانَتْ لَهُ إِيمَانٌ فَلْيَبْذُلْ حَتَّىٰ يَمُوتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ ذُكِّرَ ثُمَّ مَكَّنَ لَهُ اللَّهُ فَهَذِهِ السَّبِيلُ

روزیدہ (سلمان کا پہلا نام) بیٹے کے وہی کے پاس جاؤ اور ایمان لے آؤ اور مجھ سے بدلتے ہوئے کہ

یہ سڑک کا انتہائی عجیب سے ماں باپ نے مجھے پکڑ لیا۔ اور مجھے ایک ویران کنوئیں میں ڈال

اور دونوں نے کہا اگر تم اپنے ارادے سے باز آ جاؤ تو ٹھیک و نہ تجھے مار ڈالیں گے انھوں

چھوڑ کر کھانسی پینے کی تنگی شروع کر دی جب تک مجھے اس حالت میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا۔

اے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس مہینہ سے نجات

ہنگامہ میں نے ایک مہینہ گزیرے واسطے کوئی دیکھا اس نے کہا اسے وزیر اٹھوا اس نے میرے

مکو پکڑ لیا اور مجھے کھڑکی سے باہر نکال دیا۔ اور ایک گرجے میں لے گیا۔ اس کے بعد اٹھ سہ ماہ

http://fb.com/harajabirabbas



کتاب کمال الدین میں ابن بابویہ سے اور روضۃ الواعظین میں  
حضرت سلمانؓ کا ایمان لانا

تھیں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے حضرت سلمانؓ سے شروع شروع میں اسلام لانے کے متعلق دریافت کیا  
سلمانؓ نے عرض کیا کہ میں شیراز میں ایک کسان کا بیٹا ہوں میں اپنے والد کا بہت پیارا بیٹا تھا یہی ایک  
عید کے ہوا پر اپنے والد کے ہمراہ جایا تھا میں نے اپنا ایک ایک گرجے گھر کو دیکھا جس میں ایک شخص  
کہہ رہا تھا۔ اللہ ہدا ان لا الہ الا اللہ، وات عیسیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ  
میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں (اور) حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں اور حضرت  
محمد اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں (اس آواز کا سننا تھا کہ حضرت محمدؐ کی محبت میرے دل کوشت اور خون میں  
مخلوط کر گئی۔ جب میں لوٹ کر اپنے گھر آیا تو میں نے حدیث میں ایک تحریر مطلق دیکھی اور اس کے بارے  
میں میں نے پاشی والد سے دریافت کیا تو یہاں اس تحریر کو تم نہ پڑھو ورنہ تمہارے والد تمہیں قتل کر دیں  
گئے جب اس خط چھانکھی تو میں نے اس تحریر کو لیکر پڑھا جس میں تحریر تھا۔ بسم اللہ الرحمن  
الرحیم ہذا عهد من اللہ الی آدم انہذا الت من علیہ نبیاً یقال لہ محمد  
یا مہکارم الاخلاق ویسعی عن عبادۃ الاثنان یا روزیہ (سلمان) ایت وہی عیسیٰ  
قامن ورتلک المجوسیمۃ یہ عہد ہے اللہ تعالیٰ کا آدم کے لئے کر وہ اس کی طلب سے ایک  
نئی چیز ہے جس کا نام محمد ہوگا جو نیکو آدمی کا حکم دے گا۔ اور تمہوں کی پرہیز سے منع کرے گا۔  
اسے روزیہ (سلمان کا پہلا نام) عیسیٰ کے وہی کے پاس جاؤ اور ایمان لے آؤ اور جو سیدنت کو ترک  
کر دو یہ پڑھ کر کاٹھیا کھا میرے ماں باپ نے مجھے پکڑ لیا مگر مجھے ایک ویران کنوئیں میں ڈال  
دیا۔ اور دونوں نے کہا اگر تم اپنے ارادے سے باز آ جاؤ تو بیچکے ورنہ تجھے مار ڈالیں گے انھوں  
نے مجھ پر کھانے پینے کی تنگی شروع کر دی جب مجھے اس حالت میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا  
تو میں نے محمدؐ اور وہی محمدؐ کے بیٹے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس مصیبت سے نجات  
دے۔ ناگاہ میں نے ایک مفید کپڑے کے ٹکڑے آوی دیکھا اس نے کہا اسے روزیہ اٹھو اس نے میرے  
ہاتھ کو پکڑ لیا اور مجھے کنوئیں سے باہر نکال دیا۔ اور ایک گرجے میں لے آیا۔ اس نے کہا اے شہد ان  
زالہ الا اللہ وان عیسیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ راہ ہدے کا کہ

الحمد

الطیب

لما بہ

میں اس سے

گی۔ میری

تھی۔ پڑ

زبان

یہ

یہ نجف اشرف سے شائع ہوا ہے اور اس کے سچا ہونے کی یہ تہہ  
کی گئی فصلائے عراق بھی نہیں سلجھا سکے اور اس کے سچا ہونے کی یہ تہہ  
کی گئی فصلائے عراق بھی نہیں سلجھا سکے اور اس کے سچا ہونے کی یہ تہہ



مختصر و مفید ہیں۔ پیش کردہ ہیں۔

<http://fb.com/ranajabirabbas>



یہودی صبح کو اٹھا اور اس نے بیت کو دیکھا تو مجھے کہا تم جاو گر ہو۔ فقہ خفت منک  
 سے خائف ہوں۔ اس نے مجھے ایک عورت کے ہاں فروخت کر ڈالا جس کا نام سیلیبہ تھا  
 لے لیا اس باغ کی چوکیداری کر دی۔ میں اس باغ میں موجود تھا کہ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ سات  
 وجود ہیں، فطرت غالیہ جن پر بادل سیاہ کھمبے ہوئے ہیں، فساد خلوکان رسول  
 صابر المومنین وابوذر والمقداد وعقیل وحسنہ وزید فادرد منہم  
 من رطب جب وہ باغ میں داخل ہوئے تو ایک ان میں سے حضرت رسول اللہ دوسرے  
 بن علی تیسرے ابوذر چوتھے مقداد، پانچویں عقیل چھٹے حمزہ اور ساتویں زید تھے میں  
 کا ایک خیال ان کی خدمت میں پیش کیا میں نے کہا یہ صدقہ ہے نبی صلعم نے فرمایا تم لوگ  
 کرو۔ آنحضرتؐ نے خود اور امیر المومنینؑ نے اس سے کچھ نہ کھایا میں نے ایک دوسرا خیال  
 کیا، اور عرض کیا یہ ہدیہ ہے رسول اللہؐ نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا اور فرمایا بسم اللہ  
 میں نے اپنے دل میں خیال کیا نبی صلعم کی زمین عداوت ہونی چاہی۔ دو تونٹا ہر دو گیس صدقہ  
 ہونا اور ایک سایہ کرنا میں حضرت کے پیچھے (تیسری علامت کی خاطر) ہویا۔ رسول اللہ  
 علیہ والہ وسلم متوجہ ہوئے اور فرمایا اے روزیہ! ہر نبوت کی تلاش ہے دکشف عن کفیدہ  
 بانحاء النبوة معجون بین کتفید علیہ شعرات آپ نے اپنے دونوں شانے کھول  
 ناگاہ میں نے ہر نبوت کو دیکھا جو حضرت کے دونوں شانوں پر گندھی ہوئی تھی جس پر بال موجود  
 میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور ان کو جو منے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس عورت کے پاس چلے جاؤ  
 سے کہو کہ محمد بن عبد اللہ دریافت کرتے ہیں کہ اس غلام کو ہمارے پاس فروخت کر دو گی جب  
 عورت کو واقع سے آگاہ کیا تو اس نے کہا۔ آپ سے جا کر کہو کہ میں اس غلام کو چار سو کھجور  
 قن فروخت کروں گی۔ سو کھجوریں نہ دو ہوں۔ اور دس سو سونے کی کھانسی کی ہوں میں نے آنحضرتؐ  
 سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا کس قدر اس نے آسان سوال کیا ہے، اے علی! اٹھو ان  
 ہوں کو جمع کر دو۔ آپ نے گھٹلیوں کو لے کر بویا، پھر فرمایا ان کو پانی دے دو آپ نے پانی  
 حضرت علیؑ نے آخری گھٹلی کو بویا تو کھجوریں کھل آئیں، اور ایک دوسرے سے مل گئیں آنحضرتؐ  
 آپ ہمارے کہہ دو۔ اپنی چیز لے لو۔ اور ہماری چیز ہمارے ہمارے چاہے کہہ دو۔



فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَا أَيْبَعُكَ إِلَّا بِأَرْعَاءَةِ نَخْلَةٍ كُلُّهَا أَصْفَرُ أَفْهَطُ جَبْرَائِيلُ  
عَلَى النَّخْلِ فَصَارَ كُلُّهَا أَصْفَرُ فَنَظَرْتُ وَقَالَتْ نَخْلَةٌ مِنْ هَذِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ  
بَدَنِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَاللَّهِ إِنْ يَوْمًا مِنْ مُحَمَّدٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ وَمِنْ  
شَيْءٍ أَنْتَ فِيهِ فَأَتَقَنَّى رَسُولَ اللَّهِ وَسَمَانِي سَلَمَانَ

حبیب وہ باہر نیکی تو کہنے لگی۔ خدا کی قسم میں تو صرف چار سو روز  
کے عرصے میں فروخت کروں گی۔ جبرائیل نازل ہوئے اس نے اپنے پر کو ان کھجوروں پر پھیر  
سب کی سب زرد ہو گئیں۔ اس نے کہا ان کھجوروں میں سے ایک بھی مجھے چھو اور تم سے زیادہ  
میں نے اس سے کہا خدا کی قسم محمد کی خدمت میں میرے سے ایک دن دہشام سے اور  
میں سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ نے مجھے آزاد کر دیا اور میرا نام سلمان رکھا۔

ابن بابویہ نے کتاب اتمام النعمیں اور تعلیٰ نے  
نزهة القلوب میں ابن عباس سے روایت کی ہے

ذی یزن کی پیش گوئی

ذی یزن ملک حبشہ پر کامیاب ہوا۔ اور اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم کا ملک پس  
ور یہ واقعہ نبی صلعم کی پیدائش سے دو سال بعد کا ہے۔ اور عرب کے دُعا و اثرات اس کے  
ملک بادی کے لئے آتے تھے۔ ان میں حضرت عبدالملک بن عدی نے کہا اے بادشاہ اللہ  
کے آپ کو بن مقام عطا کیا ہے تجھے ایک ایسے درخت سے پیدا کیا ہے جس کی اصل پاکیزہ  
محل حبشہ جس کی جڑ قائم جس کی شاخ لہا ماتی ہوتی ہے۔ (آپ کو عزت والی کان اور  
نام میں رکھا ہے بادشاہ ہم عرم خدا کے رہنے والے اور اس کے نگہبان ہیں۔ ہم ہر سے  
فرض کی خاطر آئے ہیں کہ آپ نے ہم سے اس تکلیف کو دور کر دیا ہے جس میں ہم لوگ  
بہم نہایت کاوند ہیں تکلیف دینے کا نہیں۔ سیف نے کہا۔ اسے بولنے والے تم  
ہو آپ نے فرمایا میں عبدالمطلب بن ہاشم ہوں۔ اس نے کہا تم ہماری بیٹی کے فرزند ہو۔  
کہا اے بادشاہ نے آپ کو قریب کر لیا اور آپ کی جگہ کو اپنے قریب کر کے آپ اور قوم کی  
سب سے ہو کر کہا۔ مہارک باد اور خوش آمدید ہو (میں اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی نعمت  
آپ کو عطا کی ہے تمہاری بات کو مناسبت سے تمہاری رزق استعانت سے تمہارا ہوا تھا۔



ہے۔ تم شہر کے مالک ہو جب تک تم قیام کرو گے۔ تمہاری عزت کی جہائے کی بہت تشریف  
 لے جاؤ گے تمہیں عطیہ دیا جائے گا۔ پھر ان لوگوں کو وہ سمان خانہ میں سے لے گیا۔ انہوں نے ہاں  
 ایک ماہ قیام کیا۔ ایک رات حضرت عبدالملک کو غلیہ میں بلایا۔ اور آپ سے کہا میں اپنے علم  
 کا ایک راز تیرے سپرد کرتا ہوں۔ وہ تیرے پاس اس وقت تک پوشیدہ رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ  
 اس بات کو ظاہر کرے اور اللہ تعالیٰ اپنے کام کو انجام دیتا ہے۔ عبدالملک نے کہا اسے بادشاہ  
 آپ ایسے انسان کا راز اعلیٰ نسبی کی کہیں فلاح ہو سکتی ہے۔ تمام کائنات کے باشندے پہلے وہ پہلے  
 آپ پر قربان ہوں۔ وہ کون سا راز ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ کی سرزمین پر ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے  
 دونوں شانوں پر تیر ہوگی۔ وہ دنیا کا امام ہوگا۔ اس کی وجہ سے قیامت تک تمہاری عزت ہوگی۔  
 عبدالملک نے کہا اسے بادشاہ میں آج رات ایک ایسی اچھائی کے ساتھ بسر کروں گا کہ ایسی رات  
 میں نے کبھی بسر نہ کی ہوگی۔ اگر بادشاہ کا رعب اور جلال مانع نہ ہوتا۔ تو میں اپنے لئے اس کی رضا  
 طلب کرتا۔ جس سے میری خوشی میں اضافہ ہوتا۔ بادشاہ نے کہا یہ زمانہ اس لڑکے کے پیدا ہونے  
 کا ہے۔ یہ وہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس کا نام محمد ہوگا۔ اس کے ماں باپ مرحائیں گے۔ اس کا دادا اور  
 اس کا چچا اس کی کفالت کریں گے۔ وہ پوشیدہ طور پر پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو کھلم کھلا  
 کرے گا۔ اور ہم سے آپ کے مددگار بنائے گا۔ الی آخر کلام۔  
 عبدالملک نے کہا اسے بادشاہ آپ کا ملک ہمیشہ قائم رہے۔ اور آپ کا تہ بند ہو بادشاہ  
 کچھ وضاحت اور فرمائیں۔ جس سے مجھے اطمینان ہو۔ سیدھے کہا اس میں جھوٹ نہیں ہے  
 تم اس کے دادا ہو۔ (یہ سن کر) عبدالملک سجدہ میں گر پڑے۔

حضرت عبدالملک اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اسے گروہ فروش بنم میں سے کوئی شخص میرے ساتھ  
 بادشاہ کی بہت بڑی بخشش کا متنازعہ نہیں کر سکتا کیوں کہ مال کی زیادتی ختم ہو جاتی ہے لیکن میں  
 میں چیز کا حق کرتا ہوں۔ جو باقی رہے گی۔ نہ صرف میرے لئے باقی رہے گی۔ بلکہ میرے بعد میری  
 اولاد کے لئے اس کا ذکر باعث فخر اور شرف ہوگا۔ جب حضرت عبدالملک سے دریافت کیا گیا کہ  
 وہ کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا تم تھوڑے سے عرصہ کے بعد معلوم کر لو گے۔ مستعد ہوں نباہ



ابن انیک نے یہ اشعار کہے ہیں :-

خاتم الرسل الذی سبقت

ذرا لظفا الصادقون بسما

مل الوصف فی حلم وفی کرم

ل الاله ومفتاح النجاة ونسب

جعلہ ذخرك فی الارین معتبرا

به بشارة قص وابن ذی یزیت

یکون من امرة والطهر لم یکن

والطاهر الاصل من دام ومن دارن

بع الحیات وغیرث النارض الثمن

یسه والمرتضی الہادی الی الحسن

حضرت عبدالمطلب کو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام

کی قربانی سے متعلق معلوم ہوا تو آپ اس نتیجے پر

پہنچے کہ فرزند کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قرب کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ آپ نے

سب چیز کی منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس فرزند عطا کئے تو آپ ان میں سے ایک کو کعبہ

مخاطب اللہ تعالیٰ کے شکر یہ میں ذبح کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس فرزند عطا کئے

تو آپ نے اپنے فرزندوں سے کہا اے میرے بیٹو! تم منت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انھوں

نے عرض کیا جیسا جناب کا حکم ہو۔ ہم تو آپ کے سامنے موجود ہیں۔ آپ نے کہا تم میں سے ہر ایک

آؤ می اپنے پائسے کی طرف چلے اور اس پر اپنا نام تحریر کر دے انھوں نے حکم بجالایا اور پائسے لے کر

حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان پائسوں کو لے کر فرمایا :-

اذ کان مولای وکنت عبدا

ولا احب ان اعمیش عبدا

عاهدتہ والان اوفی عہدا

نذرت نذرا لا احب ردہ

میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے۔ اب میں اس عہد کو پورا کروں گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ

میرا مولا ہے۔ اور میں اس کا بندہ ہوں۔

پائسوں کو زمین پر ڈال کر خانہ کعبہ کے پردوں کو پھڑکراؤ اور دے دو۔

اللهم رب البيت الحرام والركن والمقام ورب المشاعر العظام والملاشك

اکرام

اللهم خلقت الفلق لطاعتك وأمرتهم بعبادتك

الذي هم اليك اسلبيهم ولدت اعطيهم فخذ من اجبت منهم فاني  
 ان لما حكمت وهب لي اصغرهم سنا فانه اضعفهم كونا

یارب لاتخزج علیہ تدحی واجعل لہ واثیة من ذیحی

فان توخى لثقل عذره

آپ نے ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اور حضرت ابو طالب نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ احمد کہا ہے  
 کلا ورب البيت ذی الانصاب      ما ذبح عبد الله بالقلعاب

تخذها اليك هدية يا خالتي      لحي وانت ميليك هذي الخافق



ساجے۔

عبداللہ کے ایک داموں نے کہا ہے

یا عجیباً من فصل عید المطلب و ذیح ابناً کتھمال الذھب  
عبدالطلب کے اس فعل پر حیرانی اور تعجب ہے کہ سونے کی شکل والے فرزند کو ذیح کر رہے ہیں  
ابو طالب کی مدد و حضرت عبداللہ کے داموں نے کی جو شو و مخزوم ہیں۔ سے تھے۔ ان لوگوں نے  
سعد کی ایک کاہنہ عورت کے پاس چلنے کو کہا۔ آپ آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ یہ اشعار پڑھتے ہوئے  
نہ ہونے لگے۔

نفاد رنی امر خضفت بہ ذرعاً ولم استطع مما تحمطنی دفعا  
نذرت و نذر الموء دین ملازم و ما سنتی مما تنفی ربہ منعاً  
وعاھدتہ عشر اذا ما تکملوا اشر منهم واحد امالہ رجعا  
ما کلہم عشر اقلما ہمدت ان افی بذک النذر نازلہ جمعا  
بصدونی من امر ربی و انسانی صا رضیہ مشکورا کیسب منی نفعا  
جب یہ لوگ کاہنہ کے پاس گئے تو عبدالمطلب نے یہ شعر پڑھا ہے  
یارب انی ناعل لمسا تود ان شئت اھت الصواب والرشد

کاہنہ نے کہا تمہارے ہاں ایک آدمی کی کتنی دیت ہے؟ انہوں نے کہا دس اونٹ۔ اس نے  
اس رٹ کے اور اونٹوں پر پانسہ ڈالے۔ اگر پانسہ اونٹوں پر نکل آئے تو اونٹوں کو بخش کر دیں۔  
و رٹ کے پر نکل آئے تو دس دس اونٹ اعداد کر کے پانسہ ڈالتے جائیے۔ سنی کہ اللہ تعالیٰ اس بات  
راضی ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے دس اونٹوں اور حضرت عبداللہ پر پانسہ ڈالا۔ پانسہ حضرت عبداللہ  
کے نام نکلا۔ حتی کہ جب سو اونٹوں پر پانسہ ڈالا گیا۔ تو پانسہ اونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر حضرت  
عبدالطلب نے بحیرہ کی آواز بلند فرمائی۔ اور آپ کے ساتھ قہقہے سے جی بکیر کی آواز بلند کی۔ اس  
آواز کو دیکھ کر جناب عبدالمطلب غش کھا کر گریٹے۔ آپ کی طرف شو و مخزوم دوڑ پڑے اور آپ کو اپنے  
ذرعوں پر اٹھالیا۔ جب حضرت عبدالطلب کو ہوش آئی تو انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے فرزند

تقدیر کا حکم جاری ہو گیا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ کے ظہور کا وقت آگیا حضرت عبدالمطلب نے اپنے غلطی جسی کر سکتے ہیں۔ اور دست طور پر بھی پڑ سکتے ہیں۔ آپ نے تین بار اپنے ڈالے تو تینوں اپنے اوتھوں کے نام نکلے۔ آپ نے یہ شعر پڑھا:

دعوت ربی مخلصاً وجسراً یارب لا تلحق بنی نحراً

میں نے پورے غلو میں سو پر بلند آواز سے اللہ کی بارگاہ میں آواز دی کہ میرے بیٹے کو ذبح نہ فرما۔ آپ نے تمام اوتھوں کو ذبح کر دیا۔ آٹھویں کی دیت میں سواؤنٹ تھیں دینے کا طریقہ جاری ہو گیا۔ عفاکان جمیری نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا کہ میں تجھے ایک ایسی بیری کی بشارت

دے دوں گا جو تیری تجارت سے بہتر ہے۔ میں تجھے عجیب و غریب خبر دیتا ہوں۔ اور پیچیدہ بشارت سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ ماہ اول ربیع الاول میں تیری قوم اللہ تعالیٰ ایک نبی کو پیدا کرنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور منتخب شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر کتاب کو نازل کیا ہے۔ اور اس کتاب کی تلاوت کرنے کا ثواب مقرر کیا ہے۔ وہ نبی لوگوں کی پرستش سے منع کرے گا۔ اور اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ یہاں پھر نے کو کم کرو اور جلدی پس جاؤ۔ اور عفاکان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اشعار تحریر کئے۔

اشهد بالله رب موسى انك ادسلت بالبطاح

میں موسیٰ کے رب اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ آپ ہمیں مبعوث ہوں گے۔

فكن تشفيحي اها مبيد يداعو برايا الى الفساح

اللہ سے میری سفارش کرنا۔ جو کائنات کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔

جب عبد الرحمن بن عوف رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا۔

یہ نبی ہے کہ اسے نبی یا بھیجنے والے نے تجھے خط دے کر روانہ کیا ہے، وہ مجھے دے دو اور اپنی

عفاکان کا پیغام دے دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تین سو سال قبل اوس بن حارث بن عبد  
اوس کا بشارت دینا

انہی انحضرت کے تشریف لانے کی خوشخبری سنائی تھی۔ اور ایک ایسی

نبی کے ساتھ آنحضرت کے گھر سے آگے دیا تھا اور یہ اشعار کہے تھے۔



مخبریں اور فضیلا

اس ابن عبد المطالب کا خواب | عباس بن عبد المطالب سے روایت ہے کہ میں نے

میں عبد اللہ کو دیکھا کہ اس کے تختے سے ایک سفید پرندہ نکل کر اڑا جو اڑتا ہوا مشرق اور  
 میں جا پہنچا۔ اور واپس آکر خانہ کعبہ پر بیٹھ گیا۔ اور تمام قریش کے آدمیوں نے اس کو سجدہ کیا۔  
 کہ ابھی لوگ سرج رہے تھے کہ وہ پرندہ نور بن کر زمین اور آسمان کے درمیان پھیل گیا۔  
 نور اتنا بڑھا کہ مشرق اور مغرب میں پھیل گیا آپ کا بیان ہے کہ میں نے اس بارے میں  
 نزوم کی کاہنہ سے دریافت کیا اس نے کہا کہ عبد اللہ کی صلب سے ایک لڑکا پیدا ہو گا جس  
 کا موت ساکنان مشرق اور مغرب کریں گے۔

ماوردی نے بیان کیا کہ عبد المطلب نے ایک  
**المطلب کا ایک اور خواب** | خواب دیکھا کہ آپ کی پشت سے ایک سفید کچھ  
 جس کے چار کونے تھے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں جا پہنچا ایک سراسر آسمان سے جاتا  
 سراسر زمین کے اندر داخل ہو گیا آپ اس دوران میں حیران ہی تھے کہ وہ نور ایک سبز درخت  
 تل میں مشعل ہو گیا جس کی شاخیں ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی تھیں جن پر بہت زیادہ  
 مارے جتے موجود تھے۔ وہ شاخیں لمبائی اور چوڑائی میں نہیں پہنچ سکتیں۔ اور ان سے ایک  
 بلند ہوا جس نے مشرق اور مغرب کو گھیر لیا۔ ایسا معلوم ہوا تھا کہ اس درخت کے نیچے بیٹھا  
 آدمیوں میرے سامنے دو خوبصورت شخص بیٹھے ہوئے تھے اور وہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم  
 تھے۔ جو اس درخت کے سایہ میں تھے۔ آپ نے یہ واقعہ ایک کاہن سے بیان کیا۔ اس نے اس کی  
 بی بی عبد الصلوٰۃ والسلام کے پیارے بچے کے متعلق بتائی۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ توکسری نے نعمان بن منذر کی  
**سامی کاہن کی پیشین گوئی** | طرف خط تحریر کیا کہ وہ آپ کے پاس کسی عالم کو روانہ کرے  
 جس نے عبدالمسیح بن تشریف سانی کو آپ کے پاس بھیج دیا کہ مرے نے اس سے اپنا خواب بیان کیا  
 اس نے کہا اس خواب کا علم میرے ماموں کو حاصل ہے جو شام کے مشرق میں رہتا ہے اور اس  
 نام پہنچ رہے کسے نے اس کو اس کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ جب وہ پہنچا تو اس نے اس کو  
 اس حالت میں پایا کہ وہ قریب امگ ہے اور اس کے وارد ہونے پر سطح نے آنکھیں کھول دیں  
 اور فرمایا کہ تیرا بھائی ہے اور اس کے واسطے کہ اس وقت آتا ہے جو عالم نذر



فتار ہے (اے عبدالمسیح) تجھے نبو ساسان کے ایک بادشاہ نے خواب کی تعبیر دریافت کرنے کیلئے بلایا ہے۔ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کے محل میں زلزلہ آگیا ہے اور آتش کدہ (فارسی) بجے۔ اے عبدالمسیح (قرآن کی تلاوت زیادہ ہو گئی عصا والے صاحب (آنحضرت) ظاہر گئے) اب اس وقت ہوگا جب وادی سماوہ خشک ہو جائے گی اور جہیل سادہ جاری ہو جائے اور آتش کدہ فارسی بجھ جائے گا یہ شام سطح کا شام نہیں ہوگا۔ (اس وقت رسول اللہ ظاہر گئے)

سے گئے پاس فرشتہ | نہری ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کے پاس ایک فرشتہ روپہر وقت روانہ کیا۔ فرشتہ کسریٰ کے پاس آیا اور کہا، اے کسریٰ! اسلام قبول کرو ورنہ سلطنت ڈنڈے کو توڑ دو۔ اس نے کہا رک جاؤ رک جاؤ۔ فرشتہ چلا گیا اور کسریٰ نے اپنے چوکیدار کو بلایا اور کہا کہ اس آدمی کو کس نے میرے پاس روانہ کیا؟ انہوں نے کہا ہم لوگوں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا۔ دوسرے سال اسی وقت پھر فرشتے نے اسی بات کہی جو پہلے کہہ گیا تھا۔ دوسرے سال آیا اور کہا اسلام قبول کرو ورنہ سلطنت کے عصا کو توڑ ڈالو؛ کسریٰ نے کہا وہ ٹھہرو۔ فرشتے نے ڈنڈے (سلطنت) کو توڑ ڈالا پھر چلا گیا بتھوڑے عرصہ میں کسریٰ بیٹے نے کسریٰ پر حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ابا کرام میں لوگ برابر ایک نور کو تلاش کرتے آتے جب صبح بن صباح نے خانہ کعبہ کے گرانے کا ارادہ کیا۔ تو جناب عبدالمطلب نے ابرہہ کے پاس جا کر

آج کل کسریٰ کے محل کا صف دروازہ شکستہ صورت میں موجود ہے۔ اور محل کی تفصیل کا بھی تصور اسانگہ موجود ہے۔ صوفیہ دروازہ کو دیکھ کر محل کی وسعت کا انداز بخوبی ہو سکتا ہے۔ محل کے دروازے سے بڑھ کا درخت انی سے گذر سکتا ہے۔ دروازہ چھوٹی پختہ اینٹ سے تیار کیا گیا ہے اور کڑی کو بالکل کام میں نہیں لایا گیا۔ دروازے کے دروازے پر ایک موٹی زنجیر پڑی ہوئی تھی۔ آج کل اس محل کے مقام کو اطاق کسریٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کہ آپ میرے اونٹ واپس کر دیجئے۔ ابوہریرہ نے کہا تم مجھ سے اپنے سوا اونٹ واپس مانگتے ہو۔  
اپنے اور اپنے آبا و اجداد کے دین کو چھوڑتے ہو، رخانہ کعبہ کی ہیں اس کو گرائے آیا ہوں۔  
اب عبدالمطلب نے کہا: "اگر رب الایل ہیں اونٹوں کا مالک ہوں۔" "وان للبيت رباً"  
خانہ کعبہ کا اپنا مالک ہے وہ تجھ کو اس کے گرائے سے باز رکھے گا۔ جناب عبدالمطلب نے واپس  
کر قریش کو اس بات سے آگاہ کر دیا اور کعبہ کی کوئٹی پکڑ کر یہ اشعار پڑھے۔

یارب لا ارجو لہم سوا کا یارب فامنع منہم سوا کا  
ان عدد البیت من عباد کا امنعہم ان یحسبوا قسرا کا  
جناب عبدالمطلب کا ثور کعبہ کے اوپر جلوہ گر ہوا۔ اور اپنی قوم سے فرمایا: خدا کی قسم جب یہ نو  
ری پیشانی سے خوف فگن ہوتا ہے تو میں فتح یاب ہوتا ہوں۔ اب یہ نور میری پیشانی سے جلو  
ن ہوا ہے۔ ہاتھی جناب عبدالمطلب کی خدمت میں سجدہ ریز ہوا۔ آپ نے فرمایا اسے محمود! ہاتھی  
لے اپنا سر دیا۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ تمہیں یہاں کیوں لے کر آئے ہیں۔ ہاتھی  
سے سر ہٹا کر کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تجھے اس لئے لائے ہیں کہ تم اپنے رب کے گھر کو گرا دو۔  
انتم یہ کام کرنے والے ہو۔ ہاتھی نے اپنا سر ہٹا کر کہا نہیں۔

ایک عورت جس کا نام فاطمہ بنت مرۃ تھا، اس نے بہت سی کتابوں کو پڑھا تھا۔ ایک دن  
ب عبد اللہ بن عبدالمطلب اس کے ہاں سے گزرے۔ تو اس نے کہا کیا تم وہی شخص ہو جس پر  
م کے باپ نے سوا اونٹ قربان کئے تھے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہیں تجھے سوا اونٹ پیش کرتی  
س آپ ایک وفد مجھ سے ہم بستری فرما لیجئے۔ آپ یہ سن کر چلے گئے آپ کے والد نے آپ  
شادی جناب آمنہ سے کر دی۔ ایک دن اور رات گزارنے کے بعد عبد اللہ کی طرف سے جناب  
نہ کو رسول اللہ کا حمل ہو گیا۔ ایک وفد پھر جناب عبد اللہ کا اس عورت کے پاس سے گزرا۔  
ب نے اس میں پہلے والی بات کا حوالہ دے فرمائی۔ آپ نے بطور آزمائش فرمایا کیا تم میں اس بات  
کوائش ہے جو مجھ سے کہتی تھی؟ اس نے کہا نہیں۔ بات اس وقت کے لئے تھی۔ آج ایسا  
ہو سکتا۔ اس عورت نے کہا میرے پاس سے جانے کے بعد آپ نے کیا کیا تھا؟ فرمایا میرے باپ



نے آپ کے چہرے مبارک پر نور نبوت کو ملاحظہ کیا تھا۔ اور میری خواہش تھی کہ مجھ میں منتقل  
 ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور نہ تھی۔ اس نور نبوت کو وہاں قرار دیا جہاں اس کی مرضی تھی۔  
 ہے کہ حضرت عبداللہ کی پیشانی پر ایک نور چمکتا تھا۔ جب حضرت محمد کے حمل کا زمانہ قریب  
 ہی شخص میں اس بات کی طاقت نہ تھی کہ آپ کو دیکھ سکے۔ آپ جس وقت اور پتھر کے  
 سے گذرتے تھے۔ وہ آپ کو سجدہ کرتا۔ اور سلام کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب عبداللہ سے  
 اللہ صلعم کا نور یوم عرفہ بوقت عصر منبر کے دن جناب آمنہ کی طرف منتقل کیا۔  
 پھاڑنے والے جانور حضرت ابو طالب سے بھاگا کرتے تھے۔ طائف کی راہ میں آپ کی خدمت  
 بس تیسرا عمر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں دم ہانے اور آپ کے سامنے پیشانی رکھنے لگا۔  
 اب ابو طالب نے فرمایا۔ (اے شیر) تجھ پر سے پیدا کرے گا۔ اے کی قسم۔ تم مجھے اپنی داستان  
 و شیر نے عرض کیا آپ اللہ کے شیر کے باپ ہیں۔ جو اللہ کے نبی کے ناصر اور اس کے رسول  
 پرورہ ہیں۔ ابو طالب میں رسول اللہ کی محبت اور پیار ہو گئی۔ اور آپ کے ایمان میں بھی اضافہ  
 اس کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ سَلَامَاتُ اَنَا وَ عَلٰی مَنْ نُّورِ وَ احَد  
 بِعِ اللّٰهِ يَمْنَةُ الْحَرَشِ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ اِلٰهَ اَدَمَ بِالْفِي عَامٍ مِّنْ اَوَّلِ اَيَّامِ نُوْرٍ  
 ہائے گئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اور ہم عرش کی دایں  
 جانب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے۔ رسول اللہ صلعم کے بارے میں عباس نے یہ اشعار

پہچے ہیں۔

من تبتلھا لمبت فی الظلال و شب  
 رع حیث یحصب الشروق  
 تیرھببت البلاد لا بشرافت  
 ولا مضققة ولا علق  
 بل لطفقة توکب السحیر و قس  
 الجسم نس أواصله الفسق  
 تنقل من صلب الی رحم  
 اذا معنی عالمیذا طبق  
 حتی احتوی بقیات المہین من  
 عند ف علیا نخلتها النطق

فمنحن فی ذلک الضیاء و فی النور و سبل الاشارة نحسرتق  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تیرے منہ کو بند نہ کرے۔"

### فصل ۳

## صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت

ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ جناب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آیا تو میں نے ایک سفید پرندہ دیکھا جس نے اپنا سفید پتھر میرے سینے پر رکھا جس کی وجہ سے میرا خوف جاتا رہا میں پیاس میں مبتلا تھی مجھے ایک سفید شربت کا پیالہ دیا گیا جس کو میں نے پی لیا۔ مجھے ایک بلند ٹوڑے کے گھر لیا جس نے بھجور کی مانند دراز قامت عورتیں دیکھیں جو مجھ سے باتیں کرتی تھیں۔ میں نے ان سے ایسی گفتگو سنی جو آدمیوں کی بات کے مشابہ نہ تھی میں نے سفید ریشم کو دیکھا جو آسمان اور زمین کے درمیان پھیلا ہوا ہے اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے اس کو سب سے زیادہ عزت والے انسان کے لئے ہے۔

روایت رجال و قوافی الہوا باید یہم ابارق  
میں نے ہوا میں معلق کچھ آدمیوں کو دیکھا جن کے ہاتھوں میں آفتاب تھے میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور ایک ریشمی پھیرے کو دیکھا جس کی چھڑیا قوت کی تھی  
قد ضرب بین السماء والارض فی ظہر الکعبہ  
جو کعبہ کی پشت پر زمین و آسمان کے درمیان نصب کر دیا گیا۔  
فخرج رسول (صلیہ) رافعا اصبعہ الی السماء و جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو

میں نے جناب عباس کے مندرجہ بالا شعائر ہماری کتاب جامع احادیث اربعہ ترجمہ میں بلا بیع المودۃ مطبوعہ انصاف پریس لاہور  
کا ذکر وہ شہید جنہوں نے کسی شخص کی لاہور میں ملاحظہ فرمایا ہے معالم الخیرت الی بیت رسول کے منازل و مقامات کا شمار کیا



گلی کو آسمان کی طرف بلند کر لیا۔ ورایت سمحابة بیضاء تنزل من السماء حتی  
 ۱۰ میں نے ایک سفید بادل کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا جس نے رسول اللہ ﷺ  
 لیا فسعدت نداطونوا بحمد شرق الارض وغربها والبحار میں نے ایک  
 لے کو کہتے ہوئے سنا مشرق، مغرب اور سمندروں کے رہنے والوں کا طواف کرو متعرفوہ  
 ۱۱ و نعتہ و صورتہ تا کہ تم محو کو اس کے نام خصوصیت اور شکل کے ساتھ پہچان لو پھر  
 ۱۲ پ سے لگ ہو گیا۔ فاذا انابہ فی ثواب ابيض من اللبن و تحتہ حريرة خضراء  
 ۱۳ آنحضرت کو ایسے سفید کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا جو مکھن سے زیادہ نرم تھا۔ اور آپ کے  
 ۱۴ ریشم پچھا ہوا تھا۔ قد قبض علی ثلاثة مفاہیج من اللؤلؤ والاطياب آپ کے ہاتھ  
 ۱۵ پنجیاں تھیں۔ جو سفید موتیوں سے بنی ہوئی تھیں۔ وقائل یقول قبض محمد  
 ۱۶ فاتباع النصرة والریح والنبوة ایک کہنے والے نے کہا۔ محمد کے ہاتھ میں مدد۔ ہوا اور  
 ۱۷ کنجیاں ہیں۔ ثم اقبلت محابة اخرى فغیبتہ عن وجهی اطول من المسرة  
 ۱۸ پھر ایک اور بادل آیا جو پہلے بادل سے لمبا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کو میرے پھرے  
 ۱۹ سے کر دیا۔ اور ایک کہنے والے نے کہا طونوا بحمد شرق والغرب واعرضوہ  
 ۲۰ حانی الجن والاذن والطیر والسباع مشرق اور مغرب والے محمد کا طواف کریں  
 ۲۱ کو جن والنس طیر اور سباع پر پیش کرو۔ واعطوا صفاء ادم ورقۃ نوح وخلة  
 ۲۲ یم ولسان اسماعیل وکمال یوسف وبشری یعقوب وصوت داود وزهد  
 ۲۳ کر عیسیٰ محمد کو صفاء آدم۔ رقت نوح۔ خلعت ابراہیم۔ زبان اسماعیل، کمال یوسف  
 ۲۴ یعقوب آواز داؤد۔ زہد یحییٰ اور کرم عیسیٰ دے دو۔ پھر وہ بادل چلا گیا۔ فاذا  
 ۲۵ د بیدار حريرة بیضاء قد طویت طبا شديدا وقد قبض علیا  
 ۲۶ دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ کے ہاتھ میں ایک سفید ریشم کا پکڑا تھا۔ جو سخت لپٹا ہوا تھا۔  
 ۲۷ کہنے والے نے کہا۔ قد قبض محمد علی الدینا کلها فله یبق شی الاحل  
 ۲۸ خدة تمام دنیا محمد ﷺ کے قبضہ میں ہے۔ اور ہر چیز کی گرو آپ کے قبضہ میں ہے۔ ثم ان  
 ۲۹ نفرة کام الشمس، تطلم من وجوههم فی سدا حدہم ابرق نفرة ونا فحة

لک، وفي بين الثانی طست من زمره خضرانها اربع جوانب من کل جانب  
 لمره یضاً و قائل یقول هذا الدنیا ناقض علیها یا مصیب الله  
 من علی وسطها بہترین آدمی نمودار ہوئے (جو فضا میں متعلق تھے) جو سورج کی طرح  
 رہتے تھے۔ ایک ہاتھ میں چاندی کا ٹوٹا تھا جس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ اور دوسرے  
 ہاتھ میں سبز زمرہ کا تھال تھا جس کے چار کونے تھے۔ اور ہر کونے پر سفید موتی جوڑے  
 گئے تھے۔ اور ایک کہنے والے نے کہا اے اللہ کے دوست تمام زمین پر قابض ہو جا  
 تل یقول اقبض الکعبہ ایک کہنے والے نے کہا کعبہ پر قابض ہو جائیے۔ وقف  
 اللہ اللہ ضروریۃ بیدار مطلوبیۃ فتش ہا فخرج منها خاتماً تھارا بصر  
 افسر بن تیمر نے شخص کے ہاتھ میں سفید پٹا ہوا ریشم تھا۔ اس نے اس کو کھولا تو اس میں سے  
 انگوٹھی نکلی جس سے لوگوں کی آنکھیں جھلن رہ گئیں۔ اس کو تھال کے پانی سے سات مرتبہ  
 دیا۔ نہ ضرب الہما تھوڑے کنفیڈ و تفیل فی فیہ اس سے حضرت کے شانوں  
 برنگائی۔ اور آپ کے منہ میں لعاب دہن والا آیا۔ اس نے اپنے ہاتھ والے لڑکے کی بات کو میں نہ سمجھ  
 سکتا تھا۔ کہ اللہ کی امان اور حفظ میں قس خدایتا قلیت ایماناً و علماً و یقیناً  
 قلاً و شجاعتاً انت خیر البشر حلوی لمن ابتعلت و یمن تخلف عنک  
 نے تیرے دل کو ایمان۔ علم یقین عقل اور ہوا دہی سے بھر دیا ہے۔ تم بہترین بشر ہو۔  
 شخص کے لئے بشارت ہے۔ جو تیری پیروی کرے۔ اور اس کے لئے ہلاکت ہے۔ جو مجھ سے  
 ڈرے گا۔ پھر آپ کو ایک گھنٹہ تک اپنے پردوں میں ڈھانپ لیا۔ اور یہ کام کرنے والا  
 والے نرشتہ تھا۔ پھر وہ چلا گیا اور مڑ کر آپ کی طرف دیکھتا تھا، اور کہتا تھا۔ مجھے دنیا  
 و آخرت میں بھرت کی بشارت ہو رہی ہے ایک نور کو رسول اللہ کے سراقہ سے بلند ہوتے  
 تھا جو آسمان تک جا پہنچا اور میں نے شام کے علائقہ کو دیکھا۔ جو ایک آگ کے شعلے کی طرح  
 سو جگہ تھے۔

عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ جب آدمی رات گزر گئی۔ تو اس خانہ کعبہ میں چلا گیا مقام ابراہیم  
 علیہ السلام پر آواز آئی۔ اللہ فرماتے جو محمد مصطفیٰ کا رب ہے۔ اب محمد اللہ تعالیٰ نے



کی نجاست اور کافروں کی گندگی سے پاک کیا پھر کعبہ میں رکھے ہوئے نبیؐ سرنگوں ہو کر  
 ناگاہ میں نے کعبہ کی طرف پرندوں کو جمع ہوتے ہوئے دیکھا۔ مکہ کے پہاڑ و دشمن  
 اور سفید بادل آمنہ کے حجرے کے سامنے آیا۔ میں آمنہ کے حجرے میں داخل ہوا۔ کہا کہ  
 اور ہاں یا جاگتا ہوں جناب آمنہ نے کہا بلکہ آپ جاگ رہے ہیں میں نے کہا تیری بیٹائی  
 ہے، کہا میں نے اس کو (محمدؐ کی صورت میں) جانا ہے اور یہ پرندے اس بار سے  
 سے جھگڑا کرتے ہیں کہ میں اس (محمدؐ) کو ان کے حوالے کر دوں۔ تاکہ وہ ان کو  
 اپنے گھر نسلیں میں سے جائیں۔ اور یہ بادل بھی اس بات کا مظاہرہ کرتا ہے کہ میں نے  
 لائے تو یہی میں آپ کو دیکھ لوں۔ جناب آمنہ نے کہا تین دن تک آپ کے اور اس  
 بیان پر وہ حائل رہے گا میں نے اپنی تلوار کو نکال لیا۔ اور کہا تم ضرور مجھے دکھاؤ ورنہ  
 کے ضرور قتل کر دوں گا۔ جناب آمنہ نے کہا یہ آپ کی مرضی ہے جب میں گھر کے اندر  
 ہونا چاہتا تو اندلی جانب سے میری طرف ایک آدمی بیٹھا۔ مجھے کہا واپس چلے جاؤ اولاد  
 ہے کوئی شخص اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ جب تک فرشتے آپ کی نوبارت سے فارغ نہ  
 ہیں یہ سن کر کاتب اٹھا اور باہر نکل آیا۔

ابن اسحاق جناب آمنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دشمنی میں ایک آواز کو سنا۔  
 آمنہ! تم نے تمام لوگوں کے سردار کو جتا ہے۔ اور کہو میں اس کو کیلئے (اللہ تعالیٰ کی)  
 میں ہر حسد کرنے والے کی وجہ سے بیٹھی ہوں اور اس کا نام محمد رکھو۔ جناب عبد المطلب  
 اللہ کے پاس آئے۔ اور آپ کو اپنی گود میں لے لیا۔ پھر یہ اشعار کہے۔

الحمد لله الذي اعطاني  
 هذا الغلام الطيب الاردان  
 قد ساد في المهد على انغليمان  
 عوده الداله بالاردكان  
 حتى اراه ميسلغ الفشكان  
 اعين ه من كل ذي شان  
 من حاسد ذي طرف العيكان

آپ نے رسول اللہ کے بارے میں بہت سے اشعار بیان کیے

میں زلزلہ آگیا۔ اور اس کے چودہ کنکرے گر پڑے جھیل ساوہ خشک ہو گئی آتش کدہ فارس بجھ  
اور ایک ہزار سال پہلے سے نہیں بجھا تھا۔ ہر بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا۔ اور اس روز تمام  
ہر بادشاہ گونگار رہا۔ علم کھانت ختم ہو گیا۔ جاو و گردں کا جادو مٹ گیا۔ اور عرب کی ہر  
لہ اپنے شوہر سے پس پردہ رہی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ کی ولادت کی رات موبدان نے  
بیس دیکھا کہ مضبوط جسم کے اونٹ عربی گھوڑوں کو رسی سے کھینچے ہوئے لے جا رہے ہیں۔  
کہ انہوں نے دریا سے وبلہ کو عبور کر لیا۔ طاق کسرے و میان سے دو ٹکڑے ہو گیا ویدیا  
اس پر چھ گیا۔ اسی رات حجاز کی طرف ایک نور پھیلنا جو بلند ہوتے ہوئے مشرق تک  
پھیل گیا۔

علی بن ابیہم سے روایت ہے کہ مکہ میں ایک یہودی را کرنا تھا جس کا نام یوسف تھا۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات اس نے ستاروں کو گناتے دیکھا۔ اس نے کہا ہم نے اپنی  
سب میں پڑھا ہے کہ جب آخر الانبیاء کی ولادت ہوگی تو شیطین کو رحم کیا جائے گا۔ جب اس  
صبح کی تو اس لڑکے کی تلاش میں نکلا۔ اس سلسلے میں اسے حضرت عبدالمطلب کے گھر کی طرف  
ہمنائی کی گئی وہاں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں اور نافوں کو دیکھا جن پر بال آگے  
نئے تھے یہ دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا اور کہا ذہبت النبوۃ عن بنی اسرائیل اولاد  
اسرائیل سے نبوت نکل گئی اس بات سے قریش نے تعجب کیا اور ہنسنے لگے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ شیاطین پہلے سات آسمانوں پر جایا کرتے  
تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے تو انہیں تین آسمانوں سے روکا گیا۔ اور چار آسمانوں  
پر جایا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تو تمام آسمانوں سے  
آب و سائے گئے۔ اور شیطانوں کو ستاروں سے رحم کیا جانے لگا۔ قریش نے کہا یہی وقت ہے  
میں میں آپ ظہور فرماؤ گے۔ ہم لوگوں نے اہل بیت سے آپ کا تذکرہ سنا ہے۔

موبدان نجومیوں کے بڑے عالم کو کہتے ہیں ۱۲ منہ



کعب نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول کی ولادت کے ایام میں کوئی ایسا پہاڑ نہیں جس نے اپنے رہنے والے کو (رسول اللہ کی) بشارت نہ دی ہو۔ اور تمام پہاڑ کوہ ابوقبیس نے جھک گئے۔ چالیس دن تک دنیا کے تمام درختوں نے اپنی ٹہنیوں اور اپنے پھلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کی۔ زمین اور آسمان کے درمیان نور کے مختلف اقسام کے چالیس لون تانم کئے گئے۔ جنت میں حوض کوثر میں ہجیان پیدا ہو گیا۔ کیوں کہ سات سو ہزار موتیوں اور ستاروں کے محلات کا اس پر بچھا ور کیا گیا تھا۔ اور جنت مسکرانے لگی ہمیشہ مسکراتی رہے گی۔

صاوق آل محمد علیہم السلام سے روایت ہے کہ شیطان نے شیطانوں کو آواز دی اور وہ اپنی خدمت میں جمع ہو گئے۔ تو اس نے کہا حضرت عیسیٰؑ کے اٹھائے جانے سے بے کراں ہو گیا۔ ایسا امر ظہور پذیر نہیں ہوا۔ اس کے چیلے اس امر کی تلاش میں پھیل گئے۔ واپس آ کر کہا کہ کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ ابلیس نے کہا میں اس امر کی خود تحقیق کروں گا۔ اس نے کائنات پر لگایا۔ جب حرم (خانہ کعبہ) میں پہنچا۔ تو اس کے حرم کو فرشتوں سے پُر پایا۔ جب ابلیس میں داخل ہوا تو اس کو فرشتے دیکھ کر چپا اٹھے۔ جبریلؑ نے کہا کیوں آئے ہو، کہا ایک بات سے دریافت کرتا ہوں۔ آج رات کیا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ جبرائیلؑ نے کہا محمدؐ پیدا ہوئے۔ ابلیس نے کہا کیا میں محمدؐ کو ہلکا سکوں گا۔ جبرائیلؑ نے کہا نہیں۔ کہا آپ کی امت کو؟

یہاں۔ کہا میں اس بات پر راضی ہوں۔

وہب سے روایت ہے کہ ابلیس کی مذمت کی گئی۔ اور اس کو زنجیر میں جکڑ کر چالیس دن قلعہ میں بند کیا گیا۔ اسے چالیس روز پانی میں ڈلوایا گیا۔ تمام کے تمام بت سڑگوں ہو کر ان پر گر پڑے لوگوں نے کعبہ سے ایک آواز کو سنا۔ اسے قریش اتہار سے ڈرانے والے آئے ہیں۔ جن کے ساتھ ہمیشہ کی عزت اور ریح اکبر ہوگی اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ جو کعبہ کے اندر موجود تھے وہ تمام سڑگوں ہو کر منہ کے بل گر پڑے۔ رات کے وقت یہ آواز آئی۔

عالم کے پیدا ہونے سے پہلے۔  
 محمد بن عبد اللہ نے کہا میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے  
 سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو جناب آئمہ نے فارس و نکسا کی خوشنوی اور شام کے  
 کوفہ کا خطہ کر لیا۔ فاطمہ بنت اسد ابوطالب کی خدمت میں خوشنوی خوشنوی منستی ہوئی آپس اور  
 کو اس بات سے آگاہ کیا جو جناب آئمہ نے کہی تھی۔ جناب ابوطالب نے آپ سے کہا کہ  
 اس بات سے چیراں ہو رہی ہو تم بھی عائد ہوگی۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصی اور ولیر  
 ہوگی۔

ابن سکان کی روایت میں ہے کہ فاطمہ بنت اسد سے حضرت ابو طالب سب سے پہلے فرمایا کہ تم میری بیوی ہو۔ میرے کام کو تو بھی ایسا فرزند پیدا کرے گی۔ مگر وہ درجہ نبوت پر قبضے پر اب میں ہو گا۔ بہت نفیس سال کو کہتے ہیں۔

فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے بارے میں

ابانہ بن وہب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہوئے اور مسکرا رہے تھے اس بات کا ذکر  
 آپ کے دادا جناب عبدالملک کے پاس ہوا آپ نے فرمایا میرے فرزند کی عزت یہی شان ہوگی  
 کافی کلینی نے بھی اس بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہوئے آپ کئی روز تک اس حالت میں رہے کہ آپ کے لئے دو دھ

الحمد لله رب العالمین  
محمد بن عبد اللہ عظیمی صاحب الالباب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com      http://fb.com/ranajabrabas



تھا (یعنی آپ کی والدہ کا دودھ کم تھا) حضرت ابوطالب نے اپنے پستان سے رسول اللہ کو رکھا  
 تعالیٰ نے ابوطالب کے پستان میں دودھ آمار دیا رسول اللہ کئی روز تک آپ کا دودھ پیئے  
 حضرت ابوطالب کو حلیمہ داریہ کے طور پر مل گئی۔ آپ نے رسول اللہ کو اس کے حوالے کر  
 حلیمہ بنت ابو ذؤیب عبد اللہ بن حارث بن عبد شمس مدینہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور حارث بن عبد العزیز  
 بوی تھیں کا بیان ہے کہ عرب میں قحط پڑا۔ ان حالات نے ہمیں مجبور کیا اور میں مکہ میں داخل  
 ہوئی۔ اور بنو سعد کی عورتوں نے مجھ سے پہلے مکہ میں داخل ہو کر ایسے لوگوں کے بچوں کو دودھ پلانے کے  
 لیے لیا ہیں نے بھی بچے کی تلاش کی۔ مجھے بتایا گیا کہ حضرت عبد المطلب کے پاس ایک بچہ  
 ہے جس کو دودھ پلانے والی کی ضرورت ہے میں عبد المطلب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے  
 فرمایا اے حلیمہ میرا فرزند یتیم ہے۔ اس کا اسم مبارک محمد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں آنکھوں سے  
 آنسو دیکھا جن سے نور بلند ہوتا تھا۔ آپ نے ایک گھنٹہ تک میرے دائیں پستان سے  
 دودھ پیا اور بائیں پستان کو بالکل چھوڑ دیا۔ اپنے ساتھی دودھ پینے والے کے ساتھ عدالت سے  
 تمام لیا۔ میرا بچہ اس وقت تک دودھ نہیں پیتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ نہیں پی لیتے  
 تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دراز گوش پر سوار کر لیا۔ وہ میرے کمرے کے باعث  
 ضرور پڑ گیا تھا۔ اب اس نے تمام دراز گوشوں سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ وہ جلدی جلدی تو  
 اور خوشی سے تمام سے آگے آگے جا رہا تھا۔ میں خانہ کعبہ میں حاضر ہوئی۔ کعبہ کو تین مرتبہ سجد  
 کئے سید المرسلین خاتم النبیین خیر الاولیاء اور خیر الآخرین کی وجہ سے میں نے ہماری سے شفا پائی  
 اور ٹھیک ٹھاک ہو گئی لوگ میرے قریب اور شفا یاب ہو جانے کی وجہ سے تعجب کرتے تھے۔ اور  
 میری چھاتی سے دودھ اتر آیا جب ہم غار پر وارد ہوئے تو وہاں سے ایک آدمی باہر نکلا جس  
 کا نور دامن آسمان تک چمکتا تھا۔ اس نے محمد کو سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محمد کی  
 منگوبانی کے لئے مقرر کیا ہے۔ ہمارے سامنے ہر نسل کا ایک نولہ نمودار ہوا۔ انھوں نے کہا۔ اے

اے مراد حلیمہ سعدیہ داریہ رسول اللہ ہیں جو عذت و طہارت میں مشہور ہیں ۱۲ منہ



میں معلوم ہے کہ تم کس شخص کی پرورش کر رہی ہو، یہ تو اہلبطین اور اہلظاہرین جس بیمار کی چوٹی پر یا کسی واوی سے ہم گزر رہے۔ وہاں کے ساکنان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بخشا، ان کی بدولت ہمارے مال و دولت میں برکت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ ہمارے روکائی مقدار میں ہونے لگے اور دولت میں زیادتی واقع ہوئی آپ کے نہ کبھی کپڑوں میں حدیث و نہ کبھی آپ کے شرنگار و ظاہر ہوئی آپ کو دین میں رفع حاجت کی ایک دفع ضرورت پڑی آپ پاکیزہ اور عتقون حالت میں پیدا ہوئے۔ میں آپ کے بستر مبارک پر ایک نوجوان لیٹا کرتی تھی۔ جو آپ کے کپڑوں کو درست کیا کرتا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سال اور دن پرورش کی ایک دن آپ نے مجھے فرمایا کہ میرے بھائی روزانہ کہاں جاتے ہیں؟ میں نے کہا بھائی چرانے جاتے ہیں۔ فرمایا آج میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا۔ آپ ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ کو فرشتوں نے اٹھایا اور ہاٹ کی چوٹی پر لے گئے آپ کو غسل دیا۔ آپ کی تہذیب و طہیر کی میرے لڑکے میرے پاس آکر کہتے تھے کہ محمد کی جلد خبر لو وہ ہم سے چھین لے گئے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ سے ایک نور بلند ہو کر آسمان پہ پھیلا ہوا ہے۔ میں نے آپ کو بوسہ دیا اور دریافت کیا کہ آپ کو کیا واقعہ پیش آیا؟ فرمایا تم غم کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حلیمہ کو پورا واقعہ سنایا۔ آپ کے جسم اطہر سے مشک کی بھنی بھنی خوشبو آ رہی تھی۔ لوگوں نے کہا آپ کو مشیاطین نے پکڑ دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے کسی چیز نے گزند نہیں پہنچایا۔ اور نہ ہی مجھ پر کسی چیز کا اثر ہے۔ ایک سال میں آپ کو دیکھ کر چلا اٹھا کہ یہ وہ شخص ہیں جو بادشاہوں پر غالب آئیں گے۔ اور عرب کی کابلیٹوں کے جناب حلیمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ تین ماہ کے تھے۔ تو بیٹھے گئے۔ نو ماہ کی عمر میں لوگوں کے ساتھ کھینے لگے۔ دس ماہ کی عمر میں مجھ سے اپنے بھائی کے ساتھ بھیڑیں چرانے کی اجازت طلب کی۔ پندرہ ماہ کے سن میں لوگوں کے ساتھ تیر اندازی کرتے تھے۔ تیس ماہ کی مدت میں لوگوں کے ساتھ کشتی کرتے تھے۔ پھر میں نے ایک نرعدہ کے بعد آپ کو آپ کے دادا کے سپرد کر دیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لوگوں کے پاس جایا کرتے آپ کے ساتھ بیٹھے۔ بیکم، رط، کیہ اور اویہا جھلتے کودتے تھے۔ اور لوگوں کی آنکھیں صبح کی طرح کھل جاتیں۔



اور آپ کی آنکھیں صاف ستھری ہوتی تھیں۔

کعبہ کی طرف سے ایک شیخ نے آواز دی۔ اسے عبد المطلب، حلیمہ کا لڑکا گم ہو گیا ہے جس کا نام ہے۔ یہ سن کر حضرت عبد المطلب غصہ ناک ہو گئے۔ آپ جب ناراض ہوتے تو لوگ آپ کے لئے تھے۔ آپ نے ندا دی اسے اولاد و ماشم! اسے اولاد و غالب! اسواریوں پر سوار ہو جاؤ محمد تم گئے ہیں۔ آپ نے قسم اٹھائی میں اس وقت تک سواری سے نیچے نہیں اتروں گا جب تک کو تلاش نہ کروں۔ ورنہ ایک ہزار بدو اور ایک قریش کو قتل کروں گا۔ اس دوران میں آپ کعبہ طواف فرما رہے تھے اور یہ اشعار زبان پر جاری تھے۔

یارب عا درستی محمد ا ردالی و اتشد عندی یذا

یارب ان محمدان یوجد تصبیح تیش کا محمد مبددا

کعبہ کی طرف سے آپ نے آواز کو سنا۔ اللہ تعالیٰ محمد کو ضائع نہیں کرے گا۔ آپ نے

وہ کہاں ہیں؟ کہا فلاں وادی میں فلاں درخت کے نیچے موجود ہیں۔

اپنا مسووسہ روایت ہے کہ ہم لوگ وادی میں وارد ہوئے۔ آپ تازہ رطب تناول فرما

ہے تھے آنحضرتؐ کے گرد و لوجوان موجود تھے جب ہم آپ کے قریب گئے تو وہ دونوں

رجوان جاتے رہے۔ وہ ہیراہیل اور یحیٰی علیہما السلام تھے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت

کیا کہ آپ انہیں ہیں؟ اور کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا۔ میں عبد اللہ بن عبد المطلب کا فرزند ہوں جناب

عبد المطلب نے آپ کو اپنی گردن پر اٹھالیا اور لے کر غمانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اس واقعہ کی وجہ سے

کوئیں جناب آمنہ کے پاس جمع ہو گئیں تھیں۔ آپ رسول اللہ کو گھر لے آئے۔

ایک وفد عبد المطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اڈٹوں کے چرانے کے لئے روانہ کیا جب

آپ کے آنے میں دیر ہوئی تو عبد المطلب نے آپ کو ہیراہ اور ہکھالی میں تلاش کیا اور کعبہ کی زنجیر

کو پکڑ کر کہا۔ اے سید ان کو اپنی حفاظت میں رکھنا۔ اس اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین

شریف لائے۔ جب آپ کو دیکھا تو آپ کو پکڑ کر آپ کے بوسے دیئے اور کہا میرے ماں باپ

آپ پر قرآن پڑھیں۔ اس کے بعد میں آپ کو کسی نہیں بھیجوں گا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں

مجھے وہ لوگ نہ قتل نہ کیا جائے۔

و وصیت فرماتے تھے۔  
 معنی معتمد اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوطالب بغرض تجارت  
 و تجارت تھے ایک یہودی نے آپ سے کہا آپ ہم پر کس بات کا فخر کر رہے ہیں۔ آپ  
 نے فرمایا میں لوگوں سے سوال کرتے پھر رہے ہیں۔ یہیں کہ ابوطالب باطنی ہو گئے تجارت کو  
 روایں مکہ میں آگئے۔ دیکھا کہ طرکے کھیل رہے ہیں۔ اور حضرت محمد صلعم ان میں موجود ہیں  
 سے لڑکے تم کون ہو اور تمہارا باپ کون ہے؟ فرمایا میں محمد بن عبد اللہ ہوں میں یتیم ہوں  
 پ ہے نہ مال ہے۔ حضرت ابوطالب نے آپ کو گلے لگایا اور بوسے دیتے مصر  
 بنایا سر پیل لگایا کچھ دینا آپ کی چادر میں باندھ دیتے۔ اور آپ کے سامنے کھجور  
 اور کھجوریں۔ کہا اے لڑکے آ جاؤ ان کھجوروں کو کھاؤ رسول اللہ صلعم چار کھجوریں لے کر ام کبشہ  
 کے پاس آئے اور آپ کو تمام واقعہ بیان کیا۔ ام کبشہ نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے تمہارا  
 ابوطالب ہوں گے فرمایا میں اور کچھ نہیں جانتا۔ مگر میں نے ایک بزرگی والے شہ  
 لکھا ہے۔ ابوطالب کا وہاں سے گذر ہوا۔ ام کبشہ نے کہا اے محمد کیا یہی شخص ہیں، فرمایا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com



یہی ہیں کہاں۔ یہ آپ کے باپ ابوطالب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھ کر ابوطالب سے پرٹ گئے  
فرمایا اے اباجان ذات الہی کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کو دکھا دیا۔ آپ نے مجھے ان شہروں  
میں مجھے کیوں پھوڑ دیا ہے حضرت ابوطالب نے آپ کو اٹھا لیا ہے

اور اسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب عبدالمطلب کی کفالت میں تھے۔ عبدالمطلب  
کی عمر ۱۰۲ سال ہو گئی تھی۔ رسول اللہ کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ جناب عبدالمطلب نے اپنے  
فرزندوں کو جمع کر کے فرمایا محمد یتیم ہیں ان کی پرورش کرو۔ ان کی حفاظت کرو۔ انہیں کسی قسم کی  
کوئی گزند نہ پہنچے

ابولہب — میں محمد کا ہر طرح کا خیال رکھوں گا۔

عبدالمطلب — تم ان سے اپنی برائی کو روکے رکھنا۔

عباس — میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں۔

عبدالمطلب — تم غصہ نہ ہو شاید تم آپ کو اذیت دینے میں دیر نہ کرو۔

ابوطالب — میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔

عبدالمطلب — ہاں تم اس بات کے اہل ہو۔ — اے محمد! تم ابوطالب کی  
اطاعت کرنا

رسول اللہ — اے باپ! اس بات کا غم نہ کرو۔ میرا رب مجھے ضائع نہیں کرے گا  
ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اپنی جان و مال سے ہر طرح آپ  
کی حفاظت کی۔ یہودیوں کی عداوت اور آپ کے بنو اہمام کے شر سے آپ کو بچاتے رہے اور  
ان عرب کی شرارت سے آپ کی خاص طور حفاظت کرتے رہے۔ جو آپ سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ

لے غالباً یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب رسول اللہ جناب حنیملہ کی پرورش میں تھے ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت ابوطالب  
رسول اللہ کو پہچانتے یا ممکن ہے کہ صرف تمہید کلام کی خاطر اسبا حملہ کیا گیا جسے تجاہل علاقہ کہتے ہیں یا یہی عین ممکن ہے  
کہ بنو امیہ کی خانہ ساز کیسی جس کا صدر و قشر نام میں جس کا مقصد و جہد کل محمد کی تفتیش تھا۔ ایسے امور کے والد کے مزہ کو گھٹانے  
کے لئے یہ خانہ ساز واقعہ لیا۔ یہ جہاں حضرت ابوطالب کے ایمان پر حملہ کیا۔ وہاں یہ شوشہ پھوڑ دیا ہو۔ موقوف کتاب سنہ  
روایت عامہ سمجھ کر درج کر لیا ہو ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ ترجمہ

بجایا جاتا تھا۔ اس پر  
اس پر نہیں بیٹھا  
اس فرشتہ پر تشریف  
عبدالمطلب نے ان  
بہرہ ہا ہوں کر ایک  
ظہ کر رہا ہوں کہ یہ  
ت مبارک پر ہاتھ  
سے نیک سلوک

وطالب بغرض تجارت  
ہے ہیں۔ آپ  
ہو گئے تجارت کو  
ان میں موجود ہیں  
وں میں یتیم ہوں  
سے دیئے مصری  
کے سامنے بھجوریں  
سے کر ام کہتے  
م ہوتا ہے تمہارے  
گی دانے شیخ کو  
مختص ہیں، فرمایا ہاں

اور المعتد وغیرہا کے  
میں ہے کیا ہے ۱۲



منصب کی وجہ سے آپ سے مندرتے تھے۔ عبدالمطلب نے یہ شعر پڑھا۔  
 عیبیہ یا عیبیہ منافہ بعدی  
 بسو عیبیہ بعدی عیبیہ نورد

یا سہ

بیت من کتفیہ بطالب  
 عبد مناف و ذر تحسب  
 الحبيب اکرام الاقارب  
 یا بن الذی قد غاب غیرائب  
 ابوطالب نے حکم کیا یا آپ نے ایک راہب سے حضرت کی وصف سنی تھی۔ اود  
 کہے

صنی بلارم و واجب  
 انی سمعت العجائب  
 کل خبر عالم و حکایت  
 بان بحمد اللہ قول الراہب  
 میری دعا کتاب شریف المستطیع میں تحریر کرتے ہیں جو حضرت عبدالمطلب کی دنیا  
 قریب آیا تو آپ نے اپنے فرزند ابوطالب کو دیا اور کہا اسے فرزند آپ کو علم ہے کہ  
 زیادہ محکم کے ساتھ محبت ہے اور میں آپ کے معاملہ میں کس قدر متہم کرتا ہوں۔  
 ان کی ابھی طرح حفاظت کرنا ابوطالب نے عرض کیا۔  
 والدہ محترم! آپ فراموش نہ کریں یہ میرے اور میرے بھائی کے فرزند ہیں۔

عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابوطالب طعام اور لباس کے بارے میں سوال  
 پٹنے اور اپنے تمام اہل و عیال کے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ ان عباس کا بیان ہے کہ  
 نے اپنے بھائی عباس سے کہا اسے عباس میں تجھے محکم کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں  
 اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ دن ہر رات میں اسے ایک لکھا اپنے سے جدا نہیں کرتا مجھے  
 بارے میں کسی شخص پر پھر دوسرے نہیں ہے۔ انتہا یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ آپ کے ستر  
 میں آپ کے لیے بہت کچھ رکھتا ہوں کہ آپ اپنے کپڑے اٹا لیجئے اور میرے  
 دیکھتے تو میں آپ کے چہرے اقدس سے ناگواری کے علامت محسوس کرتا ہوں۔ آپ فرما  
 چہاں اپنے چہرے کو پھیر لیجئے تاکہ میں کپڑے اٹا لوں اور اپنے ستر پر سو جاؤں۔



ہوتا کہ وہ میرے جسم کو دیکھے۔ مجھے آپ کی بات سے تعجب ہوا۔ میں نے آپ سے اپنی  
 پوچھ لیا۔ آپ بستر پر لیٹ گئے جب میں بستر پر لیٹا تو آپ کے اور میرے درمیان ایک  
 لی ہوتا تھا۔ خدا کی قسم جب بھی میں آپ کو اپنے بستر پر ملانا تھا تو آپ کو مس نہیں کر سکتا  
 پیرا ایک پیرا ہو کر رہتا تھا پھر میں اس کپڑے کو سونگھا کرتا تھا تو اس سے مشک کی خوشبو  
 جب صبح کو اٹھتا تھا تو آپ کو موجود نہیں پاتا تھا آپ کا اور میرا دستور العمل یہی رہا۔ عام  
 پیرا آپ کو اپنے بستر سے مفقود پاتا تھا جب میں اٹھتا تو آپ کو تلاش کرتا۔ تو آپ بستر ہی  
 وار ہو کر فراتے کہ اسے چھاپیں یہاں موجود ہوں۔ آپ اپنی جگہ پر لیٹ جاتے۔

مولیٰ اللہ صلعم چاہے روزم پر تشہیف لاتے وہاں سے پانی نوش فرماتے کبھی کبھی یہ بھی ہوتا  
 حضرت ابو طالب آپ کی خدمت میں صبح کا کھانا پیش کرتے تو آپ فرماتے ہیں میرا  
 بیٹے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت ابو طالب صبح یا شام جس وقت بھی اپنی اولاد کو  
 لانے کا ارادہ فرماتے تو یہی فرماتے کہ تم لوگ اس وقت تک انتظار کرو جب تک کہ میرا فرزند نہ آئے  
 اللہ صلعم تشہیف لاتے ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ اور کھانا دیکھ کر وہ سب کچھ دیتا تھا  
 ماضی معتد اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو طالب کا بیان ہے کہ جب رات کا کچھ حصہ ختم  
 ہوا تو عام طور پر میں آپ سے ایسا کلام سماعت کرتا تھا جس کو سن کر میں حیران ہو جاتا تھا۔  
 کھانے پینے کے وقت آپ سے یہ کلام سنتے تھے۔ بسم اللہ الاحد پھر آپ  
 تناول فرماتا شروع کرتے۔ جب کھانے سے فارغ ہو جاتے تو فرماتے الحمد للہ کشیراً۔  
 بات سے حیران ہوتا تھا کبھی کبھی میں اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا جب آپ  
 ہوتے تھے تو میں آپ کے سر مبارک سے ایک نور روشن ہوتے دیکھا جو آسمان تک پہنچا  
 تھا میں آپ کے چھوٹے سادہ ہوتے ہوئے اور نہ کوئی آپ سے جاہلیت والی رسم دیکھی۔  
 ہی آپ کو بے محل ہتے ہوئے دیکھا اور نہ ہی بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا اور آپ بچوں

لے کیا آپ مشفق انسان ایمان کی دولت سے مالا مال نہیں تھا۔ اور کفر کی موت پر مرا تھا؟ خدا بڑا

طرف گفت نہیں ہوتے تھے آپ کو تنہائی اور انکاری بہت زیادہ پسند تھی لہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب سات سال کی تھی تو یہودیوں نے کہا کہ ہم نے اپنی کتب میں ملاحظہ  
کیا ہے کہ محمد کا رب محمد کو حرام مشتبہ چیزوں سے بچائے گا۔ انھوں نے حضرت کا اس بارے میں تجربہ  
لیا۔ انھوں نے ایک مرغی حبشہ کا کہنے پکائی۔ اُسے آپ کی خدمت میں لائے۔ قریش نے مرغی کو کھا  
لیا اور آپ نے اپنا دست مبارک روک لیا۔ قریش نے کہا یہ کیوں؟ فرمایا یہ حرام ہے میرے لئے۔ رب  
نے مجھے محفوظ رکھا ہے انہوں نے کہا یہ حلال ہے۔ ہم آپ کو نقد نقد کر کے کھائیں گے فرمایا اگر تم میں  
طاقت ہے تو ایسا کرو نقد دیتے وقت ان کے ہاتھ آپ کے دہن اقدس سے اوپر اُپر مڑ جاتے تھے۔  
پھر انہوں نے اپنے ہمسائے کی مرغی کو پکڑا جو موجود نہیں تھا۔ اور یہ ادا دہ کیا کہ جب وہ واپس آجائے  
گا تو قیمت اسے دے دی جائے گی۔ انہوں نے اس مرغی کو پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ  
نے ابھی نقد اٹھا یا ہی تھا کہ وہ آپ کے ہاتھ سے گر گیا فرمایا یہ مرغی مشتبہ تھی میرے رب نے مجھے  
اس سے محفوظ رکھا ہے۔ انھوں نے کہا ہم آپ کو اس سے ضرور کھلائیں گے۔ جب وہ لوگ مرغی کے  
گوشت میں سے کچھ حصہ اٹھا کر آپ کو کھانا چاہتے تھے تو ان کے ہاتھ نہیں اٹھتے تھے تب انہوں  
نے کہا اس شخص کی شان بلند ہے۔  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت کیا تو ابو جہل اور بنو مخزوم کے تمام لڑکے آپ کے دشمن  
ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا اندر وار ہوں۔ بنو ہاشم احمد بنو عبد المطلب کے لڑکوں نے  
رسول اللہ کے بارے میں متفق ہو کر کہا آپ ہمارے سرفار ہیں۔  
حضرت علی علیہ السلام کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا کہنا ہے کہ میرے گھر کے معین ہیں درخت  
تھا جو سوکھ گیا تھا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے اپنا دست مبارک درخت  
کو رکھا۔ وہ اسی وقت اور اسی لمحہ میں سرسبز ہو گیا۔ اور کھجوریں لے آیا میں ہر روز ایک زنبیل خر  
بتن میں رسول اللہ کے لئے خرے جمع کرتی تھی آپ چاشت کے وقت گھر میں تشریف لاتے اور

اے کیا ایسے واقعات دیکھنے والا انسان ایمان کی دولت سے محروم رہ سکتا ہے؟ حضرت کا لوگوں کے ساتھ



نے اسے اماں مجھے دیوانہ عسکر غنایت فرمائیے آپ اس زمیں نما برتن کو باہر لے جا کر بنو ہاشم کے  
 میں کعبہ پر تقسیم فرمادیتے۔ ایک دن آپ تشریف لائے اور فرمایا اسے اماں مجھے دیوانہ عسکر  
 کا نام غنایت فرمائیے میں نے کہا کہ اسے بیٹے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج کعبہ پر نے کوئی  
 نہیں دیا۔ جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ آپ کے چہرے کے نور کی قسم میں نے آپ کو کعبہ  
 رت جاتے دیکھا۔ اور آپ نے چند کلمات پڑھے کعبہ پر آپ کے سامنے جھک گئی۔ کعبہ کا سر  
 کے پاس موجود تھا جس قدر آپ نے چاہا کعبہ پر چن لیں۔ پھر کعبہ پر پہلی حالت کی طرف پلٹ گئی۔  
 روز میں نے اپنے دل میں کہا اللہ صمد العباد ادر زقتی ولداً کما یکنون احداً محمد  
 تلك الليلة واقفی ابو طالب فمحتلت بعلی بن ابی طالب فرز زفتہ فہما  
 بقرب صفاً ولا یسجد لوثن کل ذلک ببرکۃ محمد اسے آسمان کے رب مجھے  
 ایسا فرزند عطا فرمائیے جو محمد کا بھائی بن سکے۔ اسی رات میرے ساتھ ابو طالب نے بہترین  
 میرے محل قرار پایا۔ علی ابن ابی طالب پر ہمارے وہ نہ کبھی بت کے قریب ہوئے اور  
 بھی کسی بت کو سجدہ کیا۔ یہ تمام باتیں محمد بن کی برکت کی وجہ سے تھیں۔  
 آیت لایلاف قریش کے بارے میں مفسرین عبد اللہ ابن عباس سے روایت کرتے  
 کہ قریش کے دو قافلے ہر سال تجارت کی غرض سے یمن اور شام جایا کرتے۔ جناب ابو طالب  
 قریش کے قافلے کے ساتھ جانے کا شام کی طرف عزم کیا۔ اس وقت رسول اللہ کی عمر آٹھ سال  
 تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو طالب کی اوتھنی کی ہمارے پکڑ کر فرمایا۔ اسے چاہا مجھے کس شخص  
 کے مجھ پر چھوڑے جائے ہیں۔ میری ماں نے نہ باب، ابو طالب نے جب جانے کا ارادہ  
 ماں تو آپ کی خدمت میں کہا گیا کہ آپ ان کو ساتھ لے جا کر کلیف میں مبتلا ہوں گے۔ مگر می کا

جناب فاطمہ بنت اسد کو رسول اللہ اپنی ماں کہا کرتے تھے۔ جب فاطمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ آپ کے جنازے  
 لے کر بیابان چلے اور قدم آہستہ آہستہ رکھتے تھے۔ آپ کے جنازہ پر رسول اللہ نے ستر تکبیریں کہیں۔ آپ کی قبر میں بیٹے اور  
 بیٹیاں آپ کو پہنائی تو یقین پڑھی۔ رسول اللہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے فاطمہ بنت اسد کے جنازے کے ساتھ جو  
 کیا رسول اللہ نے فرمایا کہ قدم آہستہ آہستہ اس لئے لائے کہ صغیر



کا زمانہ ہے۔ اور یہ ابھی پہلے ہیں۔ جناب ابو طالب نے جواباً ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم میں ضرور آپ کو پہنچاؤں گا۔ اور آپ کو بھی الگ سے نہیں رکھوں گا۔ طبری کی روایت ہے سوار کافی تعداد میں تھے اور تعداد کی قسم میں اونٹ پر چڑھ سوار تھے۔ وہ تمام اونٹوں سے آگے آگے تھا۔ راستے میں کثرت سے آبی ٹٹا تھا۔ ایک سفید اونٹ سے جو بیڑے کی مانند تھا آپ پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ اور ہم پر مختلف موسم کے چل پر سانا تھا۔ جب ہم ٹوکہ شہر نصیرہ کے قریب پہنچ گئے۔ تو ناگاہ ہم لوگ کیا دیکھتے ہیں وہاں حب کا گر جا اس طرح تیزی کے ساتھ ہماری طرف دوڑتا ہوا چلا آ رہا ہے جس طرح تیز رفتار اونٹ صاحب وہ گر جا ہمارے قریب آگیا۔ ٹوکہ گیا۔ اس میں سے ایک پادری نکلا۔ حب اس نے دل اللہ صائم کے چہرے سے انور کی طرف دیکھا تو کیا اگر اس قافلہ میں کوئی شخص صاحب منزلت ہے تو آپ ہیں ہم ایک بڑے درخت کے نیچے اتر پڑے جس کی شاخیں بہت کم تھیں۔ اور نہ اس کی کوئی پھل لگا ہوا تھا۔ آنحضرت کی وجہ سے وہ درخت خوشی کے مارے جھوٹنے لگا۔ اور اس نے شاخوں کو آنحضرت پر ڈال دیا اور اس میں دو قسم کے پھل پیدا ہو گئے۔ دو پھل گرمی کے موسم کے تھے۔ اور ایک پھل سردی کے موسم کا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کھانا لایا۔ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مکلف ہو سکتا تھا۔ پھر اسے کہا اس لڑکے کا ولی کون ہے؟ جناب ابو طالب کا بیان ہے کہ اس نے کہا میں ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کا اس سے کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس کا چچا ہوں۔ اس نے کہا اس کے تو کئی چچا ہیں۔ آپ ان میں سے کون ہیں؟ میں نے کہا میں اس کے

بر عتق کذا (کھنا تھا کہ جنازے کے ساتھ فرشتوں کا ہجوم تھا میں نے شہر کجیر میں اس لئے کہیں کیوں کہ جنازے پر فرشتوں صفیں تھیں۔ میں قبر میں صرف اس لئے بیٹھا کہ میں نے ایک دفعہ آپ سے قبر کی شکل کا ذکر کیا تو آپ بھرا گئیں۔ میں نے اس کی اداؤں قبر میں بیٹھا گیا۔ میں نے اپنی قمیض آپ کو اس لئے پہنائی کہ ایک دفعہ آپ سے حشر میں لوگوں کے برہنہ ہونے کا ذکر آپ کہنے لگی کاش کہ مجھے ایسا کفن ملتا جس سے میں برہنہ نہ ہوتی پوشیدہ رہتی۔) خلاصہ موقعہ یقین جلد دوم مطبوعہ مطبعہ بیدریہ نجف اشرف سال طبع ۱۳۵۵ ہجری بمطابق ۱۹۵۶ عیسوی مولفہ علامہ سید عبداللہ شہر



حافی ہوں۔ ہم دونوں ایک ماں کے لپٹن سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے کہا میں گراہی دیتا  
 یہ شخص دوسری چیز بلکہ یعنی اللہ کے رسول ہیں (مذہبِ اتمامِ بھیر نہیں)۔ اس لئے کھانا پکایا میں  
 سے کھا یہ شخص آپ کی بزرگی کا قائل ہے۔ ان کا کھانا تناول فرمایا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔  
 یہ سب کئے گئے ہیں۔ اور میرے ساتھیوں کے لئے نہیں ہے۔ میں نے کہا یہ کھانا صرف آپ  
 کے لئے فرمایا میں اپنے ساتھیوں کے بغیر اس کو نہیں کھاؤں گا۔ پھر اس نے کہا یہ سب پاس  
 بیاہ کھانا نہیں ہے۔ فرمایا کیا تم اس بات کی اجازت دیتے ہو کہ یہ سب میرے ساتھی  
 ہیں۔ کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ فرمایا اللہ کے نام کے ساتھ تناول کرو۔ آنحضرتؐ نے کھانا  
 لیا اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ کھانا کھایا اور ہم لوگ ایک سب سے تر آویں گے۔ ہم  
 ہر ایک آویں گے خوب میسر ہو گا کھانا کھایا۔ پھر طعام کی قلت اور آدمیوں کی کثرت دیکھا  
 وہ تھا۔ اور ایک ایک شخص کے لئے پانی یا فوضہ رسول اللہ کے مبارک کو ہر  
 اور کہتا تھا۔ ہو ہو و اب المسیح رب اس کی قسم یہ شخص دوسری ہیں۔ قافلہ دانوں نے  
 سب باتیں بیان کرتے ہوئے کہا میں وہ چیز دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے۔ اور میں وہ  
 ناموں جس کو تم نہیں جانتے۔ اس وقت کے نیچے ایک ایسا لڑکا ہو جو وہ ہے اگر تم  
 میں اس کی حقیقت کو جانتا ہوں۔ جانتے تو تم اس کو اپنی گردن پر بٹھا لیتے۔ انہی  
 اس حالت میں اسے اس کے وطن میں لے جاتے ہیں آپ کے کسی ایک ایسا لڑکا  
 ہوں جو زمین اور آسمان کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ اور میں کچھ آدمیوں کو دیکھ رہا ہوں  
 انہوں میں باتوت اور برہو کے بھگتے مرہو رہیں۔ جو آپ پر ملا رہے ہیں۔ اور کچھ لڑکے  
 ہوں کو بچھاؤ رکھ رہے ہیں۔ پھر (دیکھو) یہ بادل آپ پر مسلسل سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور پھر  
 ہر اگر جانو چل کر آپ کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوا ہے جس طرح گھوڑا  
 پر چل کر آیا ہو اور برہو رخت ہمیشہ سوکھا رہتا تھا اور اس کی شاخیں بھی بہت کم تھیں  
 کی شاخیں کافی منفرد ہیں ہو گئی ہیں۔ ہر جہاں کو گزرتا ہے جس کے محل لایا ہے جو آدمیوں کے  
 سے یہ کتاب غشا ہے۔ پتے تھے۔ آپ پانی سے چھٹکتا رہے ہیں۔



آپ مجھے تین چیزوں کے متعلق آگاہ فرمائیے۔

رسول اللہ ﷺ میں ان دونوں کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہوں۔

پھر اس نے اللہ کی قسم دے کر آنحضرتؐ کے حالِ بے بند اور مصیبت کے متعلق

ریافت کیا۔ پھر اس نے مہرِ نبوتؐ کو دیکھا۔ اور آپؐ کے پاؤں کو چومنے لگا۔ پھر جناب ابو طالبؓ سے

ابا یہ آپؐ کے رشتے میں کید لگتے ہیں؟ فرمایا میرے فرزند ہیں؟ کہا یہ آپؐ کے فرزند نہیں ہو سکتے یہ

مت نامکن ہے۔ کہ آپؐ کے باپ زندہ ہوں۔ فرمایا میرے بھائی کے فرزند ہے جو مر چکا ہے اس

متبیر پیچھے تھے۔ کہا اب آپؐ نے پیچ فرمایا۔ کہا اس کو لے کر اپنے وطن پٹ بلائیے۔ اور اس کے

سے بی بی بیویوں سے ڈرتے رہیے۔ خدا کی قسم اگر انہیں وہ بات معلوم ہو جائے جس کو میں

قتل ہوں۔ تو وہ ضرور آپؐ کو قتل کر دیں گے۔ اور آپؐ کے بھائی کے فرزند کی بہت بلند شان ہوگی

ایا۔ اگر واقعہ یہی ہے جو تم نے بیان کیا ہے۔ تو یہ اللہ کے مضبوط قلعہ کی حفاظت میں محفوظ رہیں۔

بکر بن عبد اللہ اشجعی سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ راجب نے عبد مناف بن کنانہ اور نوفل

معاویہ سے ملک شام میں دریافت کیا کہ کیا تمہارے ساتھ تم دونوں کے علاوہ کوئی شخص اور بھی آیا

، انہوں نے کہا کہ ہاں بنو ہاشم کا ایک نوجوان آیا ہے جس کا اسم گرامی محمد ہے۔ اس نے کہا

کی مراد اسی سے ہے انہوں نے کہا وہ قسیم ابو طالبؓ اور اچیر خدیجہ ہے۔ اخذ یحمرک

نقل ہو۔ اس نے اپنے سر کو طائش شروع کیا اور کہا وہ وہی ہیں۔ مجھے آپؐ کے

سے چلو یہ لوگ ابھی باتیں کر رہے تھے کہ اس اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے۔ تو وہ

لگا۔ وہ ہیں۔ اس نے آنحضرتؐ کو تنہائی میں لے جا کر راز و نیاز کی باتیں کیں۔ اور حضرتؐ

دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اس نے اپنی آستین سے کوئی چیز نکالی۔ اور رسول اللہ

کی خدمت میں پیش کرنے لگا۔ لیکن رسول اللہ نے قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ جب وہ

و کہنے لگا۔ ہذا نبی آخر الزمان یہ آخر الزمان نبیؐ ہیں آپؐ عنقریب ظاہر ہوں

پھر کہا ہل و لا لحمہ ابی طالب علیؑ؟ کیا آپؐ کے چچ ابو طالبؓ کا فرزند علیؑ پیدا

ہوئے۔ فقال لا ہم نے کہا نہیں۔ فقال ہذا ۴ سنہ وہ اس سال پیدا ہوں گے

و اول من یؤمن بہ وہ پہلے شخص ہوں گے۔ جو آپؐ پر ایمان لانے کا اظہار کریں گے ہم



کتاب کی علامت وصی ہونے کی حیثیت سے معلوم کی ہے۔ جس طرح محمد کی صفت نبوت کی  
سے پہچانی ہے۔

یہ بن سبابہ سے روایت ہے کہ خال بن اسید بن ابی عاص اور طلح بن ابی سفیان بن امیہ  
بیان کیا کہ یہ دونوں آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں موجود تھے جب ہم لوگ  
م کے قریب پہنچے تو خدا کی قسم ہم نے شام کے تمام محلات کو جنبش کرتے ہوئے دیکھا اور وہاں  
سے ایک نور بلند ہوا جو سورج کے نور سے بہت بڑا تھا جو ہم شام کے بازار کے درمیان میں  
پہنچے تو لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے ہم بازار میں چل نہیں سکتے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ  
ہے تھے۔ نظور نامی ایک عالم آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیڑہ کر آپ کو دیکھنے لگا اور  
باب ابوطالب سے دریافت کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ کہا محمد بن عبد اللہ۔ یہ سن کر اس  
لے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر کہا میں آپ کی پشت کو چرنا چاہتا ہوں۔ جب پشت مبارک  
ظاہر کیا اور ہر نبوت کو دیکھا تو اس پر گر پڑا اور اس کو بوسے دینے لگا اور روتا تھا اور حضرت ابوطالب  
خدمت میں عرض کیا کہ اس کو جلدی وطن واپس لے جاؤ یہاں اس کے دشمن بہت زیادہ ہیں۔  
وہ آنحضرت کی خدمت میں ایک قمیص لایا جس کو آپ نے قبول نہ کیا اور جناب ابوطالب نے  
اس کو اس غرض کے لئے لے لیا تاکہ اس کو دکھ نہ ہو۔

## فصل ۵

### حضرت ابوطالب کا جناب خدیجہ سے رسول اللہ کا عقد کرنا

ایک دفعہ عید کے موقع پر قریش کی عورتیں خانہ کعبہ میں جمع تھیں۔ اچانک ایک یہودی نے آکر  
کہا کہ عنقریب تم میں ایک نبی ظاہر ہوگا۔ تم میں سے کون ایسی عورت ہے جو اس کی بیوی بنے یہ  
بات جناب خدیجہ کے دل میں گھر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب خدیجہ کے اجیرن کر آپ کے غلام  
میسرہ کے ساتھ شام میں تجارت کرنے گئے تھے جب دونوں واپس ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صفت  
کے نیچے تشریف فرما گئے آپ کو ایک راہب نے دیکھا جس کا نام منظور تھا اس نے آگے بڑھ کر آپ  
کے پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول



اللہ راجب نے جب آنحضرت سے ملاقات نہوت کو واسطہ کیا تو میسر سے کہا کہ آپ کے احکامات اور نواہی کی تعمیل کیا کرو کیوں کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ خدا کی قسم! جس جگہ آپ تشریف فرما ہیں حضرت عیسیٰ کے بعد اور کوئی شخص تشریف فرما نہیں ہوا اور حضرت عیسیٰ نے آنحضرت کے متعلق بشارت دی تھی۔ وہ نبی رسول بنائی من بعدی اسجد احمد وہ تمام کائنات کا مالک ہوگا۔ میسر نہ ہوئی کیا۔ اسے مسجد امام نے ایک راستہ میں اس قدر گھاٹیاں ملے کہ لکڑی بھی حرم کافی دنوں کے بعد ملے کہ تھے۔ اسے محکمہ آپ کی برکت سے سفر تیار ہے اس قدر منافع کیا یا پہلے۔ جو پچیس سال میں نہیں کیا یا میسر آئے بڑھا اور خدیجہ کو تجارت کی بشارت دی خدیجہ اس وقت ایک سال کی ہو چکی تھیں بچہ مال سے قافلہ نظر آئے تھا۔ رات علیہ السلام حلت وئی ۱۰۔ یہ وفد اس نے دیکھا کہ آنحضرت کو وہی طرف ایک درختہ سوار ہے اور اس کے ہاتھوں کھلی ہوئی تلوار موجود ہے۔ وہ وفد صحابہ و علق علیہ السلام من زبردہ و حوله قسۃ من یا قوتہ اور آپ کے سر کے اوپر بادل سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور اس بادل کے اوپر ایک زبرد کی تبدیل معلق ہے اور آنحضرت کے گرد ایک سرخ طاقت کا قہر ہے۔ خدیجہ نے کہا کہ کوئی بادشاہ آ رہا ہے جو اس سے کارج کرنے کی خواہش رکھتی ہے۔ تو کہا اسے پالنے والے اس شخص میرے پاس آئے تو میرے میں تشریف فرما ہو گیا وہ شخص آیا۔ تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ کی ذات والا صفات تھی۔ آنحضرت معلوم نے سے منافع کی خوشخبری سنائی۔ خدیجہ نے کہا میسر کہاں ہے؟ فرمایا میرے پیچھے آ رہا ہے۔ خدیجہ نے واپس جایا۔ اس کے ساتھ ہو کر آئے۔ اس سے مقصود خدیجہ کا یہ تھا کہ بادل کے سائے کا نظارہ اس کے لئے علم یقین کی حد تک پہنچ جائے۔ آنحضرت واپس تشریف لے گئے۔ اور بادل بھی آپ کے اوپر آ رہے ہوئے واپس جا رہا تھا میسر جناب خدیجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے رسول اللہ کے لائٹ سے آگاہ کیا۔ اپنی کنت آسکل معہ حق نشیع و یبقی الطعام بحالہ کما عویں آپ کے ساتھ کھا نا کھا نا تھا حتیٰ کہ ہم لوگ بہرہ جاتے تھے لیکن کھا نا ویسے کا ویسا ہی جاتا تھا۔ و کنت اری ان الہابصرۃ ملکین لظیلانہ میں نے سفر کے دوران میں آپ پر دو فرشتوں کو سایہ کرتے دیکھا۔ پھر نے خصال مشکوٰۃ میں میں رطب تھے۔ اس نے (امتناہی کی خاطر) لوگوں کو اور رسول اللہ مصطفیٰ کو اراہ میسر لوگوں نے انھیں کھا نا دیا کہ اگر خدیجہ نہ ہوتی خدیجہ میسر نہ ہوتا۔ کہا کہ اگر خدیجہ نہ ہوتی



وہ سب سے بڑے کو دس ہزار دھرم عطا کئے۔ خدیجہ کے چھپاتے خدیجہ کی طرف سے رضامندی  
(رضامندی) باکر جناب ابو طالب نے پیغام نکاح دیا)

اپنی اپنی نایک میں تحریر کرتے ہیں۔ خدیجہ کا نکاح اس کے باپ خویلد بن اسد نے پڑھا اور جناب  
نے خطبے کے ذریعہ انجام دیئے۔ اس واقعہ کو شرف المصطفیٰ میں ترکوشی، بیچ الابرار اور اپنی  
سید میں علامہ زحشری، ابن بطہ نے کتاب اللہ بانہ میں، جوینی نے میر میں حسن سے۔ علامہ قادری  
در عتقی سے نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ ابو طالب نے یہ خطبہ پڑھا تمام تعریفین اللہ کے لئے  
سے ہیں ابراہیم خلیل کی اولاد سے گردانا۔ مع کی خالص نسل اور مضر کے خیر سے ہمیں بنایا۔ اپنے  
اور اپنے حرم کا ہمیں پاس پایا اور ہماری قیام گاہ کو اپنے پوشیدہ گھر اور اپنے خاندان امن کو قرار  
لوگوں کا حاکم قرار دیا میرا جتنی بھی میں اللہ الہا شخص سے جس کا قریش میں کوئی شخص مقابلہ  
نا اور کسی شخص سے آپ کی برابری کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ وہ مل میں کم ہیں لیکن مل تو ایک  
والی چیز ہے۔ اور چلتی پھرتی چھاؤں کا نام ہے۔ اس کا لہ کے نزدیک بڑا رتبہ ہے۔ اس کی خدیجہ  
کرنے کی مرضی ہے اور خدیجہ بھی اس کے بار سے ہیں غرض کہ اس سے اور جو کچھ تم طلب کرو گے  
دیا جائے گا۔ میرے مال سے عاجل اور اجل دونوں صورتوں میں بخیر ملے گا۔ ہم نے خدیجہ  
کا عقد کر دیا ہے اور ہم اس بات پر راضی ہیں۔

موقع پر محمد بن غنم نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

لک الطیر فیہا کان منک اسعد

ومن ذالذی فی الناس مثل محمد

موسیٰ بن عمران فیما قرب موعد

رسول من الیطھا ہاد دمھدی

فصل ۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت

ساتھ رسول بنا کر بھیجا۔ هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ ماکان محمد اباحد من الرجال ولكن رسول الله رحمة للنسبیین محمد مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

آپ چالیس سال کی عمر میں معیشت ہوئے اس کی چند صورتیں تھیں (۱) روپائے عداۃ (۲) اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو آپ کے پاس بھیجا یہ نبوت کے اظہار سے قبل تین سال پہلے کی بات ہے۔ آپ آواز کو سنتے تھے لیکن اس شخص کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ جبرائیل ایک بات کے بعد دوسری بات سے آپ کو آگاہ کرتے تھے۔ اور اس وقت پر قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ آپ اس دوران میں بشری حیثیت میں تھے۔ اور لوگوں کی طرف رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ (۳) جناب خدیجہ کا مدفن نول سے واقعہ بیان کرنا اور روزہ کا کہنا کہ یہ علامات نبوت میں سے ہے (۴) آپ کو نعمت کے اظہار کا موقعہ دیا گیا۔ اور آپ کو ڈرانے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو۔ یعنی جو کچھ تمہارے پاس نبوت میں سے آیا ہے (۵) جب آپ پر قرآن نازل ہوا جو امر اور نہی پر مشتمل تھا لیکن ان چیزوں کے اظہار کا حکم نہیں تھا۔ جب آیت یا ایہا المدثر نازل ہوئی۔ تو علیٰ خدیجہؓ پھر زید پھر جعفر السلام لائے جب آیت فاصدع بما توامر نازل ہوئی۔ تو اذراعام کا حکم ملا۔ اعلان نبوت کے تین سال بعد کا واقعہ ہے جب آیت و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آپ نے حکم کھلا تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ (۶) مکہ کے قیام کے دوران نماز اور طہارت کے سوا اور کوئی حکم شرعی نازل نہیں ہوا تھا۔ یہ چیزیں آنحضرتؐ پر فرض تھیں۔ اور آپ کی اُمت کے لئے سنت تھیں۔ نبوت کے نویں سال معراج کے بعد پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ پھر تحویل کعبہ کا حکم ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان کا واقعہ ہے۔ زکوٰۃ فطرہ نماز عید نماز ظہر کی بجائے نماز جمعہ کا حکم ہوا۔ پھر ال کی زکوٰۃ۔ حج۔ عمرہ۔ حلال۔ حرام۔ مباح۔ مستحب، مکروہ سے آگاہ کیا گیا۔ پھر حیا کا حکم ملا۔ اور ولایت امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔



## فصل ، نزول وحی کی کیفیت

حزرت بن ہشام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے ؟ فرمایا کبھی پہلے جس سے آواز آتی ہے ، اور جو کچھ مجھے بتایا جاتا تھا میں یاد کر لیتا تھا ، فرشتہ انسان کی صورت میں نمودار ہوتا تھا اور میرے ساتھ گفتگو کرتا تھا ، اور میں اسے ازبر کر لیتا ، روایت کیا گیا ہے کہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے چہرے اقدس سے شہد کی بو کی بھینچنا بڑھ سنی جاتی تھی ، جب سخت سردی کے وقت آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ثیابی مبارک پر پسینہ آجاتا تھا ، چہرہ متغیر ہو جاتا تھا ، سر جھک جاتا تھا آپ کے اصحاب کے سر جھکنے سے جب قرآن نازل ہوتا تھا ، تو زبان اور ہونٹوں سے پڑھتے تھے ، اور آپ کو اس بات سے تکلیف ہوتی تھی ، تو یہ آیت نازل ہوئی : لَا تَحْسَبُ الْمَدِينَةَ آيَةً ۚ وَبِهَا نَنْزِلُكَ آيَاتٍ لِّرَسُولِكَ وَهُوَ قَوْمٌ لَّكَ يَٰكَفٍ ۚ اور میری درپردہ جاتا تھا ، اور آپ کو جو محسوس کرتے تھے ، اس بارے میں تعالیٰ کا فرمان ہے : اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۚ مشہور یہی ہے کہ آپ پر ساٹھ ہزار بار وحی نازل ہوئے :

علی بن ابراہیم بن ہاشم قمی اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳۳ سال کی تھی تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آنے والے نے آکر کہا : اے اللہ کے رسول ! ایک عرصہ تک ایسا متا رہا ، ایک دن آپ پہاڑ کے درمیان جناب ابو طالب کی بکریاں چراتے رہے ، ایک شخص کو دیکھا ، اس نے کہا : اے اللہ کے رسول ! رسول اللہ نے اس سے کہا : تم کون ؟ اس نے کہا میں جبرائیل ہوں ، مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پاس بھیجا ہے ، تاکہ تم کو اپنا رسول بنائے ، اللہ نے اس بات سے جناب خدیجہ کو آگاہ کیا ، اس نے کہا : اے محمد ! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جبرائیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں آسمانی پانی پیش کیا ، آپ کو صومہ اور سجود کے متعلق آگاہ کیا ، جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہو گئی ، تو آپ کو حدود نماز کے متعلق

دو رکعتیں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

ابو میسرہ اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ باہر تشریف لاتے تو یہ آہٹے۔ اسے محمدؐ آپ جناب خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری عقل میں کچھ نقص معلوم ہوتا ہے۔ اور جب میں تنہائی میں ہوتا ہوں تو ایک اور آواز سنتا ہوں۔ اے محمدؐ بن کعب اور عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے وحی روایت کا وقتہ کی شکل میں نازل ہوئی پھر آپ کو گوشہ نشین پسندائی پھر پانچ آپ غار حرا میں گوشہ نشین ہو گئے پھر آپ سے ایک ورقہ آواز سنی۔ آپ جناب خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا مجھے کھل اور خدا کی قسم میرے حواس گم ہو رہے ہیں۔ خدیجہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اور مشقت برداشت کرتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور دلوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور حق کی خاطر مصائب جھیلے ہیں۔ جناب خدیجہؓ و زینہؓ بن نوفل کے پاس آئیں۔ انہوں نے حالات سن کر کہا۔ خدا کی قسم یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوتا ہے۔ میں نے تین رات خواب میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بی بی بھیجا ہے جس کا نام محمدؐ ہے۔ اس کے مبعوث ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے لوگوں میں محمدؐ سے زیادہ افضل کسی شخص میں دیکھا۔ رسول اللہ غار حرا کی طرف تشریف لائے۔ آپؐ نے وہاں باقوت سرخ کی ایک کرسی دیکھی۔ سیڑھی زبرد اور دوسری سیڑھی نوٹیوں کی دیکھی۔ جب آپؐ نے یہ چیزیں ملاحظہ فرمائیں تو غش میں گئے۔ ورقہ سے کہا اے خدیجہؓ جب آپؐ پر یہ کیفیت طاری ہو جائے تو تم اپنے سر سے دوپٹہ اتار کر کوئی چٹا جائے تو فرشتہ ہے۔ اگر باقی رہ جائے تو شیطان ہے۔ خدیجہؓ نے دوپٹہ اتار دیا۔ والا چلا گیا۔ آپؐ نے چہرہ دوپٹہ کر لیا۔ فرشتہ پھر آگیا۔ ورقہ نے خدیجہؓ سے آنے والے کی صفت دریافت کی۔ خدیجہؓ نے بیان کیا کہ آنے والا کھڑا ہوا۔ تو اس نے آنحضرتؐ کے سر کو بوسہ دیا۔ ورقہ نے کہا یہی بوسہ اکبر ہے جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوتا تھا۔ (اسے محمدؐ آپ کو بشارت ہو۔ آپ وہ جن کی بشارت جناب جناب موسیٰؑ اور جناب عیسیٰؑ نے دی تھی آپ نبیؐ اور رسولؐ ہیں۔ عنقریب آپ کو حکم ملے گا۔ ورقہ نے جناب خدیجہؓ کی طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

فان ینک حقیا خدیجہ فاعلمی



من الله وحی یشرح الصدر منزل

وتشفى به الفارغ الشقی اطلصل

واخری باعلال الجحیم تقلل

جبرائیل انزل مبعوث الی البشر

الی کل من ضمت علیه الاب طلع

کما ارسل العبد ان نوح وصالح

یہا، ومنشور من الذکر واضح

وجبرائیل نایتہ ومیکال لهما

بقوة من ناز به عن الدینہ

فریقان منهم فرقة فی جنانہ

ورقة کے قصیدے کا ایک شعر یہ ہے

یا ان احمد یاتیم فیہ خیر

ایک قصیدہ کے یہ اشعار ہیں

ان ابن عبد الله احمد مرسل

رفیق بہ ان صوفی بعث صادقاً

وموسیٰ وابراہیم حتیٰ علیہ

رومی ہے کہ ایک روز جبرائیل نے دیکھو کہ برنازل ہوئے رسول اللہ حضرت علی اور جناب جعفر کے

آرام فرماتے۔ جبرائیل آنحضرت کے سر کی جانب اور میکائیل آپ کے پاؤں کی طرف پیڑھے گئے انہوں

کا کو آپ کی جلالت، تقدیر کی وجہ سے بیدار نہ کیا جب آپ بیدار ہوئے تو جبرائیل نے اللہ تعالیٰ

میں نیچا یا جب جبرائیل اٹھ کر کھڑے ہوئے گئے۔ تو رسول اللہ نے جبرائیل کے کپڑے کے دامن

فرمایا تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا جبرائیل۔ پھر حضرت اٹھ کر اپنی قوم کی طرف جانے لگے۔ آپ

حضرت اور پتھر کے پاس سے گزرتے تھے۔ وہ آپ پر سلام کرتا اور آپ کو مبارکبادی دیتا تھا۔ اس

جب بھی جبرائیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی اجازت کے بغیر حاضر نہیں ہوتے

ایک بار روز جبرائیل آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ مکہ کے اوپر واسے

جانب تشریف فرماتے تھے جبرائیل نے حضرت کے عقب کی طرف واوی کی جانب ایک پتھر کی

پکھا وہاں پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جبرائیل نے وضو کیا۔ رسول اللہ نے بھی وضو کیا۔ اور نماز

کی۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اسی روز رسول اللہ جناب

کے پاس آئے اور آپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ خدیجہ نے وضو کر کے اسی روز نماز عصر ادا کی

وایت ہے کہ جبرائیل نے ایک پیشتم کا ٹکڑا دکھایا جس پر ایک تحریر لکھی ہوئی تھی۔ رسول اللہ سے

س کو پڑھ آیت نے کہا کہ میں کیوں کر پڑھوں میں توڑا ہوا نہیں ہوں تین مرتبہ یہ گفتگو ہوئی

پہنچتی دفعہ جبرائیل نے کہا اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھو۔  
 مالک عیسیٰ اس کے بعد جبرائیل  
 اور میکائیل نازل ہوئے۔ ان دونوں کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اور بھی تھے جبرائیل ایک کرسی لائے آئے  
 کے ہر قدس پر ایک تاج رکھا اور کوا احمد آپ کے ہاتھ میں دیا۔ عرض کیا اس کرسی پر بیٹھ کر اللہ کی حمد سبح  
 لاؤ۔ جب رسول اللہ کرسی سے اترے تو سیدھے جناب خدیجہؓ کے پاس گئے۔ ہر چیز آپ کو سجدہ کرتی  
 تھی اور فصیح زبان میں کہتی تھی۔ اسلام عیسیٰ یا نبی اللہ گھر میں داخل ہوئے تمام گھر بفقہ نور  
 بن گیا۔ خدیجہؓ نے عرض کیا یہ نور کیا ہے؟ فرمایا یہ نور نبوت ہے۔ کہو لا الہ الا اللہ محمد  
 رسول اللہ۔ خدیجہؓ نے عرض کیا میں کافی عرصہ سے اس چیز کو دیکھ رہی ہوں پھر آپ اسلام لائیں  
 فرمایا اسے خدیجہؓ میں سر دی محسوس کرتا ہوں آپ کو چادر اوڑھا دی آپ سو گئے۔ نہا آئی یا ایہا  
 المدثر الایہ آپ اُٹھے اور انگلی کو کان میں ڈال کر فرمایا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر موجودات  
 میں سے جس چیز نے بھی اس آواز کو سنا آپ کے ساتھ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگی۔

## فصل ۱۰

## دعوت ذوالعشیرۃ

آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھ  
 کر خطرے کی آواز بلند کی۔ آپ کی خدمت میں قریش جمع ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا کیا واقعہ پیش  
 آگیا؟ فرمایا۔ اگر میں نہیں اس بات سے آگاہ کروں کہ دشمن تم پر صبح کو یا شام کو حملہ کرنے والے  
 و کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سخت  
 مذاپ سے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے ہمیں اس بات  
 کے لئے کیوں بلایا۔ اس بارے میں سورہ تب بیدا ابی لہب ابولہب کے دونوں ہاتھ ہٹاک ہو  
 بایں نازل ہوا۔

تفادہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! اللہ وہ ذات ہے جس کے  
 واکوئی معبود نہیں میں خاص طور پر تمہاری طرف حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، اور لوگوں کی  
 فتن عام طور پر احسان کا بدلہ احسان، رائے کا بدلہ رائے، گناہ کا بدلہ گناہ،



گئی ہیں پہلا شخص ہوں۔ جو تمہیں (اللہ تعالیٰ سے) ڈرا رہا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس  
 سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گھبراہٹ ظاہر کی۔

جناب خدیجہؓ نے کہا۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ سورہ الفتحیٰ کا نزول ہوا۔ آپ نے جبرائیلؑ سے  
 آپ کو ہمارے پاس روزانہ آنے سے کون سی چیز منع کرتی ہے، یہ سورہ صافات نازل آیا۔  
 ت لفظ نسباً تک نازل ہوا۔

## جنات کو دعوت

ابن جبر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نصف رات کے وقت ایک کھجور کے نیچے کھڑے  
 نماز ادا فرمائی آپ کے پاس جنات کا ایک گروہ گذرا۔ انہوں نے آپ کو صبح کی نماز پڑھتے ہوئے پایا  
 آپ قرآن مجید کی تلاوت بھی فرما رہے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ کی تلاوت کو کان بگا کر سنا اور کہا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کو ڈرانے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ کی خدمت میں نینوا کے جنات کا ایک  
 ہ حاضر ہوا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت: **وَإِذَا صرنا الليل نفضا أعين الجن**  
 نے رات ایک وادی میں بسر کی۔ جو دینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ فرمایا کبھی  
 ملا ہے کہ آج رات میں جنات پر قرآن کی تلاوت کروں تم میں سے کوئی میرا ساتھ دیتا ہے۔ ابن مسعود  
 نے آپ کا ساتھ دیا۔ آپ کا بیان ہے کہ جب ہم مکہ سے حجون میں داخل ہوئے (یہ پہاڑ ہے جو مکہ پر  
 آیا ہوا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خاطر ایک خط کھینچ دیا۔ اور فرمایا تم اس میں بیٹھ جاؤ۔ تم اس سے  
 اس وقت تک نہ کلنا جب تک کہ میں واپس نہ آؤں۔ آپ چل پڑے۔ آپ نے قرآن پڑھنا شروع  
 دیا۔ کثیر مقدار میں آپ کو سیاہ ساپاؤں نے گھیر لیا۔ سانس نہ لے سکتے تھے اور آپ کے تنہا ہونے لگے۔  
 رات آپ کی آواز کو سننا تھا۔ پھر یہ سب چل پڑے۔ بادل کی طرح یہ آپ سے الگ ہونا شروع  
 ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت فارغ ہوئے مجھے فرمایا کیا تم نے کسی چیز کو دیکھا ہے؟ میں نے  
 سب کے علاوہ کچھ بیان نہیں کیا۔ فرمایا یہ نصیبین کے جنات تھیں۔

کبھی سنہ کہا کہ یہ جنات کی رات رسول اللہ کے ساتھ نہیں تھا۔ اور میں اس بات کو پسند کرتا تھا  
 میں آپ کے ساتھ ہونا "یہ واقعہ صحیح ہے۔"

ابن عباس سے روایت ہے کہ نصیبین کے علاقہ کے سات جن تھے رسول اللہ نے ان کو الٹی

بنائے ان کی قوم کی طرف روانہ کیا تھا۔

نزدیک جیش نے کہا کہ وہ جن تعداد میں سات تھے۔ ان میں زولجبرین بھی تھا۔ کہے علاوہ ایک اور صاحب نے کہا ہے کہ ان جنات کے نام یہ ہیں۔ مسار، مسار، لار و اور جمیع۔

محمد بن منکدر جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے سورہ الرحمن کو لوگوں پر پڑھا۔ لوگ خاموش رہے ایک لفظ نہ بولے۔ رسول اللہ نے فرمایا: تم سے تو جنات نے بھی اچھا جواب دیا تھا۔

میں نے ان پر فبائی الاء ربکم انکذ بان پڑھا۔ تو انہوں نے جواب میں کہا لا بشئ من الا لک ربنا انکذ ب اسمک سے رب ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں چھوڑتے۔

علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ جناب نبی معظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ پر ایمان لائے۔ آنحضرتؐ نے ان کو شرائع اسلام کی تعلیم دی سورہ قل اوحی نازل ہوا۔ جناب نبی معظم کی خدمت میں ہر وقت اور ہر جگہ پر حاضر ہوتے تھے۔

## فصل ۹ کفار کی ایذا رسانی

رسالہ خالق میں تحریر ہے کہ ابو لہب نے رسول اللہ معظم کی دعوت پر اعتراض کیا تو اسے حضرت ابو طالب نے ٹانٹا کر کہا کہ اسے کانے تجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہے؟ اس اعرابی نے کہا کہ ابو لہب ابو طالب کے ہاں اور آپ کی جانب سے بھائی نہیں تھے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ قریش کے پاس آیا اور کہا کہ کن موسم حج کے موقع لوگ جمع ہوں گے اور اس شخص کا معاملہ لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے۔ لوگ تم لوگوں سے اس شخص سے ہارے ہیں۔ دریافت کریں گے اس وقت تم کیا جواب دو گے۔ ابو جہل نے کہا میں کہوں گا یہ ابو لہب نے کہا میں تو یہ کہوں گا کہ یہ شاعر ہیں۔ عقبہ بن ابی معیط نے کہا میں کہوں گا کہ یہ ولید بن مغیرہ کے بھائی ہیں۔ جو مرعہ و عورت بھائی اور آپ میں جدائی ڈالتے۔

انہی سورہ قلم نازل کیا۔ وہاں بقول شاعر "قرآن شاعر کا کام نہیں تھا۔"



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ تو ابوسفیان، ولید بن عقیلہ اور شبیبہ نے نصر بن حارث دریافت کیا کہ محمد کیا کہہ رہے ہیں؟ کہا گذشتہ فصول کا ذکر فرما رہے ہیں۔ جو میں تمہیں بیان کرتا تھا۔

بارسے میں یہ آیت نازل ہوئی فمنهم من يستمع اليك وجعلنا على قلوبهم سدا كنفه

کبھی سے روایت ہے کہ نصر بن حارث اور عبداللہ بن امیہ نے کہا "اے محمد! ہم آپ پر اس وقت

ایمان نہیں گئے۔ جب تک آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے پاس کتاب نہ لائیں اور اس پر

لکھتے گواہی نہ دیں۔ کہ یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے۔ اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت یہ

ت نازل ہوئی۔ لو نزلنا عليك كتابا في قرطاس او برهون لك انما هو وادعيت انما هو وادعيت انما هو

زمین انبیاء کی زمین نہیں ہے انبیاء کے مبعوث ہونے کی زمین شام ہے۔ اور آپ شام چلے

یں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وان كادوا اليستفرو ذلک من الامر حتى

اہل مکہ نے کہا (اے محمد) آپ نے اپنی قوم کے طریقہ کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ کو غربت نے اس

نہ پر مجبور کیا ہے۔ ہم آپ کی خاطر اس قدر مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ کا شمار تو نگرہوں میں ہونے

لے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ قل اشیر الله انما نحن ولبنا محمد ان سے کہہ دو۔ کہ کیا

اللہ کے سوا کسی اور کو چارہ ساز قرار دوں؟ مشرکین سے جب یہ بات کہی جاتی تھی کہ تمہارے

ب نے محمد پر کیا چیز نازل کی ہے۔ تو وہ لوگ جواب میں کہتے گذشتہ لوگوں کے نقشے اس موقعہ

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ واذ قيل لهم ماذا انزل اليكم قالوا اساطير

اولین

ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل نہیں ہوا۔

اس کی تعلیم آپ کو بلعام دیا کرتے ہیں۔ بلعام کہیں رہتا تھا۔ قوم کارومی اور نصرانی تھا۔ جس کا پیشہ

ن سازی تھا (زین) ضحاک کا بیان ہے۔ اس سے ان کی مراد حضرت سلمان فارسی کی ذات تھی۔ مجاہد

بیان ہے کہ اس سے مراد عبدالنبی حضرمی تھا جس کا نام بعیش تھا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی

لقد نعلم انهم يقولون انما يعبدون بشرا و قال الذين كفروا ان هذا الا انما

ستراء کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہ بتان ہے جس کو (معاذ اللہ) محمد نے تراشا ہے اور یہ بات اپنے

ان سترنی کا غلام بسیار۔ عامر کا غلام حمیرا۔ جو دونوں اہل کتاب سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی تکذیب کی اور فرمایا۔ فقد جاء اظلماء و نوراً وہ لوگ ظلم اور جھوٹ سے پیش آئے۔۔۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ بنو عبد الدار کے دو آدمی آئے۔ ایک نے اپنی جانب کھڑے ہو کر سیٹی بجانا شروع کر دی اور دوسرے نے بائیں طرف کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں سے نالیاں بجانا شروع کر دیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کی نماز میں خلل ڈال سکیں۔ یہ دونوں جنگ بدر میں قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ (ذوقوا العذاب) عذاب امرہ چکھو۔

قال الذین کفروا کئے کفر کی روایت کیا گیا ہے کہ توبیخ نے اپنے ماننے والوں سے اس وقت کہا جبکہ وہ قرآن مجید کے مقابلہ سے عاجز آ گئے کہ اس قرآن کو مت سنو۔ اور اس میں شور و مچاؤ ان لا تسمعوا لهذا القرآن الغوا فیسد یعنی قرآن کے ساتھ لغو۔ باطل سیٹیوں اور بلند آواز سے شر پھڑک کر والعدکم تفلبون) تاکہ تم بے ہو وہ بات کے ذریعے غالب آ جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قلن ینقش الذین کفروا ہم کافرین کو عذاب کا مزا ضرور کھائیں گے۔

کبھی کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ اہل مکہ نے آپ کی خدمت میں آ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کے سوا اور کوئی رسول نہیں ملا۔ ہم نے ملاحظہ کیا ہے کہ آپ کی تصدیق کوئی شخص بھی نہیں کرتا۔ اور ہم نے آپ کے متعلق یہود اور نصاریٰ سے دریافت کیا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بسا کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے ہمارے پاس ایسے شخص کو لایئے۔ جو اس بات کی گواہی دے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ قل ای شئی اکبر شہادۃ ان قریش نے کہا۔ بڑے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی طرف رسول بھیجنے کے لئے ہم ابو طالب کے سوا اور کوئی شخص نہیں ملا۔ یہ آیت نازل ہوئی انزلت آیات الکتاب حکیمہ اکان للناس عجبا ان



ملا کیوں کہ میں تم سے عمر کے لحاظ سے بڑا ہوں۔ اور میرے پاس تیرے مقابلہ میں بہت زیادہ مال ہے۔ ایک گروہ نے کہا۔ کہ مکہ کے دو بڑے شخص ابو جہل اور عبد مناف کو اللہ تعالیٰ نے کیوں رسول بنا کر

میں بھیجا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَقَالُوا لَوْلَا نَزَّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ**

ابو جہل نے کہا۔ بنو عبد مناف نے شرف کا ہمارے ساتھ مقابلہ کیا حتیٰ کہ کہنے لگے کہ ہم میں نبی

پیدا ہوا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے خدا کی قسم! ہم اس پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور کبھی بھی اس

کا پیروی نہیں کریں گے۔ ہاں ایک صورت ممکن ہے کہ جس طرح اس پر وحی نازل ہوتی ہے اس طرح

میرے پر وحی نازل ہو۔ یہ آیت نازل ہوئی **وَإِذَا جَاءَ نَصْرُ آيَةِ قَالُوا لَا نُوْمِنُ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِنْ**

ہم اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی وہ چیز نہ ملے۔ جو اس کو عطا کی گئی ہے۔

حرث بن نوفل بن عبد مناف نے کہا آپ کا کہنا تو حق ہے لیکن ہم اس کی پیروی اس لئے نہیں

کرتے کہ عرب ہم کو یہاں سے نکال دیں گے۔ اور اس بات کے برداشت کرنے کی ہم میں طاقت نہیں

ہے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی **وَقَالُوا إِنَّا نَتَّبِعُ الْهُدَىٰ فَتَخْطَفُ مِنْ أَرْضِنَا** اللہ

تعالیٰ نے ان کا جواب یوں دیا۔ **أَوَلَمْ نَسْخَرْ لَهُمْ مِمَّا عَدَاكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ** ان کے لئے امن

جگہ بنا کر ناممکن نہیں ہے۔

زجاج نے کتاب المعانی میں ثعلبی نے کتاب الکشف میں، زمخشری نے الفائق میں، واحدی نے کتاب

اسباب نزول القرآن میں اور ثمانی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ اور الفاظ ثمانی کے یہ ہیں۔ کہ عثمان نے

من سلام سے کہا کہ ایست الذین اتیناھم الكتاب بعض فونہ مکا بعض فون ابناھم جن

لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ محمد کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔ یہ آیت محمد

کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہ واقعہ کس طرح ہے؟ اللہ کا نبی اس صفت کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ جو صفت

پ کی اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے۔ ہم آنحضرتؐ کو تم لوگوں میں اس طرح پہچان لیتے ہیں جس طرح اپنے

بیٹے کو اور لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے پہچان لیتے ہیں۔ خدا کی قسم میں محمدؐ کو اپنے بیٹے کی نسبت

بآوہ پہچانتا ہوں۔ میں آپؐ کی اس نشانی کے ساتھ جانتا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب میں بیان کیا ہے

میں اپنے بیٹے کے متعلق یہ نہیں جانتا کہ اس کے پیدا کرنے میں اس کی ماں نے کیا پاپہ بیلے ہیں۔

مرد طلب کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کے بجائے عرب میں مبعوث کیا تو آپ کا انکار کر دیا۔ بشر بن معرور اور معاذ بن جبل نے انہیں کہا: "اللہ سے ڈرو اور اسلام لاؤ۔ محمد کے ذریعے سے ہم فتح مندی کی آرزو کیا کرتے تھے۔ اور ہم اس زمانے میں اہل شرک ہیں سے تھے۔ اور تم اس بات کا تذکرہ کیا کرتے کہ آنحضرت مبعوث ہوں گے۔ سلام بن مسلم، بنو فطیر کے بھائی نے کہا کہ ہمارے پاس آپ کوئی ایسی چیز نہیں ملے جس سے ہم آپ کو پہچان سکیں۔ آپ وہ نہیں ہیں جس کا ذکر تم سے کیا کرتے تھے۔ یہ آیت نازل ہوئی: وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْفُورِ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَىٰ يَهُودَ كُوفَارٍ سَبَّ جَب كُوفٍ تَكْلِفُ لِحَقٍّ هُوَ قِيٌّ تُو كَتَتِ تَحْتِ - اللَّهُمَّ انصُرْنَا يَا نَبِيَّ الْمُبَشِّرِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ الَّذِي نَجِدُ نَعْتَهُ فِي التَّوْرَةِ اَلَيْسَ مَعْبُودًا هَكَذَا مَدْرَاسِ نَبِيٍّ كَرِيْمٍ كَرِيْمٍ اُخْرَى زَمَانِے مِیں مَبْعُوثِ ہوں گے جس کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کا وقت قریب ہوا، تو کہنے لگے کہ وہ زمانہ آگیا ہے جس میں آپ خروج فرمائیں گے۔ اور جو کچھ ہم نے کہا تھا، اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ کے ساتھ کفر کیا۔ اللہ کی لعنت کافروں پر واقع ہے۔ صادق آل محمد سے مروی ہے کہ یہودیوں کے علماء آپ کو پہچانتے تھے۔ تورات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کو معائب میں بدل دیا۔ جب عامۃ الناس یہودیوں نے کہا کہ تم کہا کرتے تھے کہ محمد آخری زمانے میں مبعوث ہوں گے۔ تو انہیں علما نے کہا حاشا وکلا یہ صفات تورات میں نہیں ہیں۔

عبداللہ بن سلام اسلام لے آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہودیوں سے میرے باپ کے دریاخت فرمایئے۔ تو وہ کہیں گے کہ وہ ہم سے زیادہ عالم ہیں۔ جب وہ یہ بات کہیں گے تو میں کہوں گا کہ تورات آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے۔ اور آپ کے صفات اس میں واضح طور پر مذکور ہیں۔ جب آنحضرت نے ان سے (عبداللہ بن سلام کے بدلے میں) دریافت کیا: تو انہوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ اس وقت عبداللہ بن سلام نے اپنے ایمان لانے کا اظہار کیا۔ تو انہوں نے آپ کی تکذیب کر دی۔ یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ اِنَّ سَعْدَانَ كَانُوا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرُوا بِهِ وَ

شہد شاہد ان



قریش سے کہنے لگا کہ مجھ تمہیں عادی اور نمود (قوموں) کے قصے سناتے ہیں، میں تمہیں اسفندیار  
 نام کے قصے سناؤں گا۔ قریش اس شخص کے قصوں کی طرف راغب ہو گئے۔ اور قرآن کو سننا چھوڑ

دی یہ آیت نازل ہوئی۔ **ومن الناس من يشري للهوا الحسد يشا**

فتشیر نے بیان کیا کہ بعض مسلمانوں نے اہل کتاب کی کتب سے کچھ چیزوں کو لکھ لیا۔ نوید  
 نازل ہوئی۔ **اولم یکفھم ان انزلنا الكتاب نبی معلّم نے فرمایا میں تمہارے پاس پاکیزہ روشن**  
**مذہبیت) لے کر آیا ہوں۔**

سودی سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ سے کہا گیا کہ جو کچھ محمدؐ پڑھتا ہے۔ جادو سے کہانت  
 یا خبر ہے وہ ان لوگوں کو سیکر بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا۔ اور آنحضرتؐ سے کہا۔  
 یہ مانتے پڑھیے۔ آنحضرتؐ پڑھا **بسم الله الرحمن الرحيم** اس نے کہا تم ایمان کے

مخلص کو پکارتے ہو۔ جس کا نام رحمن ہے۔ فرمایا ایسا نہیں ہے میں تو اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہوں  
 میں بھی اور یہ تم بھی پھر آپؐ نے سورہ حم السجدہ کو پڑھا جب آپؐ اس مقام پر پہنچے۔ **فسان**  
**عنوا فقل: من رزقکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد وثمود** اس کا جسم کانپ اٹھا اور

کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ تم دین محمدؐ کی طرف مائل ہو  
 ہو کر نہیں لیکن ایک سخت کلام سننا ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں کہا کہ وہ  
 دے ہو جو لوگوں کے دلوں کو پکڑ لیتا ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ **ذری ومن خالق و جسد**

مکرر سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے نبی معلّم سے یہ آیت سنی ان **اللہ یا صری بالعدل**  
**حسابی** تو کہنے لگا تمہاری قسم اس کلام میں شبیر نبی اور چمک سہے۔ اس کا اوپر کا حصہ سنجیدہ اور  
 کا حصہ پرستار ہوا بالکل سبک اور یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔

**وقال الذین کفروا لولا انزل علیہ القرآن بجملة واحدة لکنا التورات**  
**بغیض** کہ یار سیکس ابن عباس اور مجاہد سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں  
 کہ تشریح اس لئے ہے کہ تمہارا دل اس سے مضبوط رہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت پر ہر

کے متعلق وہی ہوتی تھی۔ انبیاء پر جو کتابیں نازل ہوتی تھیں۔ وہ ان کو لکھتے تھے اور پڑھتے تھے۔ اور  
 نبی اُمتی پر نازل ہوا ہے اس میں ناسخ اور نسخ آیات ہیں اور اس میں امور سے متعلق سوال کرنے والے

کا جواب بھی موجود ہے۔ گذشتہ واقعات کی حکایت بھی ہے۔ لگاتار رسول اللہ ﷺ لوگوں کو معجزات دکھاتے اور غریب کی خسروں سے متعلق آگاہ فرماتے رہتے تھے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ لا تعجل بالقرآن قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو۔ اس کے معانی یہ ہیں کہ جب تک مقررہ اوقات پر اس کی تفسیر نازل نہ ہو جائے قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو۔

نصرت بن حادث نے رسول اللہ ﷺ سے مناظرہ کیا آنحضرت ﷺ نے اس کو خاموش کر دیا۔ اور فرمایا جن چیزوں کی تم پوچھا کرتے ہو۔ وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے تشریف لے گئے ابن زبیری نے کہا۔ خدا کی قسم اگر میں اس مجلس میں ہوتا۔ تو ضرور آپ سے مناظرہ کرتا۔ محمد سے دریافت کرو۔ ہر وہ چیز جس کی پوچھا جاتی ہے اپنے پوچھا کرنے والوں کے ساتھ جہنم کا ایندھن ہوگی۔ ہم لوگ رشتہ داروں کی پوچھا کرتے ہیں۔ یہودی حضرت کزیر اور نصارے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی کیا یہ سب جہنم میں لے گئے نبی ﷺ کو اس بات سے آگاہ کر دیا گیا۔ آپ نے فرمایا اُس نے حقیقت کو سمجھا ہی نہیں میں نے مانتے ہیں کہ ہے۔ لفظ ما غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے اور لفظ من ذوی العقول کے لئے مستعمل ہوتا ہے (فرشتے، غریب، اور عیسے ذوی العقول ہیں) یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین سبقت لہم الخ

رسول اللہ ﷺ سے یہودیوں نے دریافت کیا کہ آپ ہمیشہ سے ہی نہیں ہیں؟ فرمایا۔ ہاں انہوں نے کہا۔ آپ نے گہوارہ میں اس طرح کلام کیوں نہیں کیا جس طرح عیسے نے کلام کیا تھا؟ فرمایا عیسے بنی رباب کے پیدا ہوئے تھے۔ اگر وہ گہوارہ میں گفتگو نہ کرتے تو جناب مریم کے دامن رحمت سے دھبہ نعمت نہیں مٹ سکتا تھا۔ میرے ہاں اور رباب دونوں تھے۔ مجھے ہدیہ میں لے لے کر ضرورت نہ تھی۔

قریش آپ کی خدمت میں جمع ہوئے اور کہا۔ اے محمد! آپ ہمیں کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں؟ فرمایا اس بات کی گواہی کی طرف کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں کہ تمام معبودوں کی

کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت ﷺ قرآن کو تلاوت وحی کی تلاوت سے پہلے کر دیا کرتے۔

نیکو آپ قرآن کی تعلیم عالم ارداح میں حاصل کر کے دنیا میں تشریف لائے تھے ۱۲ مترجم



طرف بتاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم تین سو ساٹھ معبودوں کو پوجتے ہیں اور آپ ایک معبود  
دست کھینچتے ہیں۔ اس حالت میں آپ کا اور ہمارا کیسے گزارہ ہو سکتا ہے۔

یہ آیت و عجیبا ان جائہم صذر غدا بیتک نازل ہوئی۔

ابوسفیان۔ عکرمہ اور ابو اعمور اسلمی عبداللہ بن ابی اور عبد اللہ بن ابی مرجم کے پاس آکر  
گئے۔ اے محمد! اگر آپ ہمارے معبودوں کا ذکر کرنا چھوڑ دیں۔ اور یہ اعلان کر دیں کہ وہ  
بجائیوں کی سفارش کریں گے۔ تو ہم تمہارے معبود کا ذکر ترک کر دیں گے۔

نبی صلعم کو اس بات سے سخت صدمہ ہوا۔ آپ نے حکم دیا کہ تم دینہ سے نکل جاؤ۔ اور یہ آیت  
نازل ہوئی۔ والاقطع الکافرین یعنی مکہ کے رہنے والے کافروں کی اطاعت نہ کرو۔ اور دینہ کے  
وہاں سے منافقین کی۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ پر مشرکین نے کثرت ازواج کی طعنہ زنی کی۔ اور کہا۔  
پس نبی ہونے پر تھے تو منصب نبوت آپ کو عورتوں سے شادی کرنے سے روک دیتا تو یہ آیت  
نازل ہوئی۔ ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك

ابن عباس اور اہم سے مروی ہے کہ نبی صلعم مقام ابراہیم کی جگہ نماز ادا فرما رہے تھے تو وہاں  
جو عمل کا گزر ہوا۔ اور کہا اے محمد! میں نے آپ کو اس بات سے منع نہیں کیا تھا، اور آپ  
دھکا اور ڈرایا۔ رسول کو اس پر غصہ آیا۔ اور اسے دھمکایا۔ اس نے کہا تم کس کی وجہ سے مجھے دھمکاتے  
ہیں اس عداوت میں نیکو کرنے کے لئے سب سے بڑا ہوں۔ یہ آیت نازل ہوئی اور آیت الذی  
ہیں عیداً اذا صلی الی قولہ فلیبدع الزبانیہ۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ اگر وہ ندا دیتا تو اس کو اسی جگہ زبانیۃ عذاب میں گرفتار کر لیتے۔  
قرطی سے مروی ہے کہ قریش نے کہا اے محمد! آپ نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں۔ اور  
ہمارے عقل مندوں کو بیوقوف بنایا۔ اور ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی۔ اگر تمہیں مال کی ضرورت  
تو تجھے مال دیتے ہیں مگر شرف کی ضرورت ہے تو تجھے اپنا سرواڑہ بناتے ہیں۔ اگر کسی بیماری میں  
لاہو تو تمہارا علاج کرتے ہیں، رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ مجھے ان باتوں میں سے کوئی بھی لاحق  
نہیں ہو گا۔ نہ تمہارا ہونا۔ نہ تمہارا بھانا۔ اور ایک کتاب کو (محبوبی نازل کیا

جو چیزیں لایا ہوں۔ اگر اس کو قبول کر گئے۔ تو تمہاری دنیا اور آخرت میں بھلائی ہوگی۔ اگر  
 اس بات کو رد کر دو گئے۔ تو میں صبر کریں گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے پیوستہ اور تمہارے درمیان فیصلہ کر  
 دے گا۔ انہوں نے کہا اپنے رب سے سوال کرو۔ کہ وہ ایک فرشتے کو نازل کرے۔ جو تمہاری تصدیق  
 کرے۔ اور تمہارے لئے عزت لے کھول دے۔ یا غارت تیار کر دے۔ اور سونے کے محل تیار کر دے۔ یا  
 طرح آپ کا خیال ہے۔ ہم پر آسمان کو گرا دے۔ یا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو گروہ و درگروہ لاؤ۔  
 عبداللہ بن ابیہ مخزومی نے کہا۔ خدا کی قسم! ہم اس وقت تک تم پر ایمان نہ لائیں گے حتیٰ کہ  
 ماں تک ایک بیٹری تیار کرو۔ اور تم اس پر چڑھ جاؤ اور ہم یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔ ابو جہل نے کہا  
 کہ تمہارے معبودوں کو گالیاں دیں۔ اور عداوت آباد اجداد پر سب ڈنم کیا۔ خدا کی قسم میں  
 اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ ہم بہ آپ سجدہ میں جائیں گے۔ تو میں ایک پتھر اٹھا کر آپ  
 سر پر ایسا مار دوں گا کہ آپ کا سر پل جاسکے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ناگفتہ بہ باتیں سن کر بخیرہ کھنکھاتے  
 تھے شریفی لائے اور یہ آیت نازل ہوئی و قالوا انہم من لدنہ حتی نفخ

کبھی سے روایت ہے کہ فریش نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت و بڑے بنایا دیکھے، عباد اور  
 ان کی قوم سے آگاہ فرمائیے۔ اور کوئی ایسا معجزہ لایئے جس کی وجہ سے ہم آپ کی تصدیق کریں۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس چیز کو پسند کرو سہی میں معرض و جہد میں لاتا ہوں کیا تمہارے لئے کوہ صفا کو  
 دے گا بنا دیکھے۔ ہمارے بعض مردوں کو زندہ کر دیجئے جن سے ہم تمہارے متعلق سوال کریں۔  
 فرشتوں کو بلائے تاکہ وہ تمہارے نبی ہونے کی گواہی دیں یا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو لوگوں  
 سکوں میں لایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ان میں سے میں بعض چیزوں کو کر دوں۔ تو کیا تم میری  
 تصدیق کر دے گے؟ کہا ہاں خدا کی قسم ہم تمام کے تمام آپ کی پیروی کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس  
 کیلئے قیام فرما ہوئے کہ آپ دعا کریں کہ کوہ صفا سونا ہو جائے۔ جس کی نازل ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ  
 فرمائیے۔ اگر آپ چاہیں تو میں کوہ صفا کو سونا بنا دوں گا۔ اگر انہوں نے تمہاری تصدیق نہ کی تو  
 میں ان کو عذاب میں ڈال دوں گا۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان کو ان کی حالت پر چھوڑتا ہوں۔ مگر کہ  
 یہ اپنے پہلے عقیدہ سے (توبہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا) (بہ پہلے عقیدہ سے) توبہ کریں۔ یہ آیت نازل

فرمائیے یا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئن جئتکم لآذبنکم



عروی ہے کہ قریش یہودی اور نصاریٰ پر اس وجہ سے نفرت کرتے تھے کہ انہوں نے انبیاء کو  
 جھٹلایا تھا مگر ان کے پاس کوئی نبی آگیا تو وہ ضرور اس کی مدد کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو انہوں نے آپ کی تکذیب کی یہ لوگ اپنی انگلیوں سے رسول اللہ کی طرف  
 اشارہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی پوریشن بیان کی ہے۔ **وَإِذَا رَأَوْا** الذین  
 کفروا **وَأَن يَتَّخِذُوا ذَلِكُمْ** اکھنوا **وَإِیکَ** و **وَمِمَّنْ** سے کہا کرتے **هَذَا الَّذِی یُبْذَرُ** کہ الھتکم  
 آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ یہ بت پتھر کے بنے ہوئے ہیں نہ یہ نفع دیتے ہیں۔ اور نہ نقصان دھم  
 بذکر الرحمن کا ضرور۔

ابن بن خلف نے ایک بوسیدہ بڑی کرپٹے میں کرپٹوں میں اڑا کر کہا اے محمد کیا آپ کا  
 خیال ہے کہ تمہارا رب اس کو زندہ کرے گا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَضَرْبَ لَنَا مَثَلًا** رخ  
 جب کوئی وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے آتا تھا تو وہ ابوہب کے  
 پاس جاتا اور ان سے کہتا تھا ہمارے ابن عم کا کیا حال ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں طعنہ نہ دیتا تھا۔  
 اور کہتا تھا کہ ہم لوگ براہ راست اس کے جنون کا علاج کر رہے ہیں وہ لوگ واپس آجائے اور رسول اللہ  
 کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔

طارق محاربی کا بیان ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سوق ذی الجواز میں اس صورت میں دیکھا کہ آپؐ نے  
 سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا اور کہتے تھے۔ اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔ ابوہب  
 آپ کے پیچھے گئے ہوئے تھے۔ اور آپ کو پیچھا کرتے تھے۔ جن سے آنحضرتؐ کے ٹخنے زخمی ہو گئے۔  
 ابوہب کہتا تھا۔ اے لوگو! اس کی بات نہ مانو یہ جھوٹا ہے۔

کتاب الشہداء میں ابوہب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الجواز  
 میں کھڑے ہوئے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ عباس کھڑے ہوئے آپ کا کلام سن رہے  
 تھے۔ عباس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں تم بہت بڑے جھوٹے ہو۔ عباس ابوہب کے پاس چلا گیا اسی  
 بات سے ابوہب کو آگاہ کیا۔ دونوں واپس آکر آواز سے کہنے لگے۔ ہمارے بھائی کا بیٹا بہت بڑا  
 جھوٹا ہے۔ خیال کرو کہیں تمہارے دین سے برگشتہ نہ کر دے۔ رسول اللہ ابوہب کے

کہ تمہارے ہاتھ قلم ہو جائیں تمہارا کیا ارادہ ہے۔ خدا کی قسم آپ صادق القول ہیں جناب ابو طالب نے یہ اشعار پڑھے۔

انت الامین امین اللہ لا کذب  
والصادق القول لا بہو ولا لعب  
علیت تنزل من ذی العزۃ الکتاب  
ہمت الرسول، رسول اللہ نعیم  
آپ امین بلکہ اللہ کے امین ہیں۔ صادق القول ہیں آپ رسول ہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ پر اللہ کی جانب سے کتاب نازل ہوئی ہے۔

ابو جہل نے ایک روز رسول اللہ سے کہا: اے محمد! تیرا راستہ یہ ہے اور ہمارا راستہ وہ۔ تم اپنے دین اور مذہب پر عمل کرو ہم اپنے دین اور مذہب پر عمل کریں گے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ وقالوا فی قلوبنا کنتہ ان یفکوہوا

ان عباس سے روایت ہے کہ ایک جماعت کی یہ حالت تھی اگر ان کا جسم درست ہو جاتا تھا۔ یا ان کی عورت لڑکا پیدا کرتی تھی۔ یا ان کے جانور زیادہ ہو جاتے۔ تو وہ لوگ اسلام سے خوش ہوتے مگر کوئی شخص دروہیں مبتلا ہوتا یا اسے کوئی تکلیف دینے لگتی۔ تو کہتا کہ مجھے تو اس دین اختیار کرنے کے بعد بُرائی ہی بُرائی سے بچھڑ رہا ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ ومن الناس من یبعد اللہ علیہ صرف

ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روکا۔ اور کہا اگر میں نے محمد کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو ان کی گردن پھل کر رکھ دوں گا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ فاصبر بحکم ربک ولا قطع آثما وکفورا

آیت وان کا دوا یستفتونک بالذی اوحینا کے بارے میں ابن عباس سے مروی ہے کہ بنو نضیر کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ ہم آپ کی بیعت تین شرطوں کے تحت کرنے کے لئے تیار ہیں ہم اپنے معبودوں کی پوجا سے باز نہیں آئیں گے۔ اور نہ ہی انہیں اپنے ہتھوں سے توڑیں گے۔ اور ایک سال تک بات کی پوجا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دین کوئی بھلائی نہیں ہے جس میں رکوع اور سجود بیکار نہ لایا جائے۔ بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھوں سے توڑنا



فرمایئے تاکہ ہم اپنے پیروؤں سے کتاب فیضانِ سرسبیلیں حبیب ہمیں سے فیضانِ حاصل  
کئے۔ تو پھر انہیں توڑ دیں گے اور اسلام لائیں گے۔ آنحضرت معلّم نے انہیں بتوں کو توڑنے  
مطلقِ جلدی کرنے کا حکم دیا تب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ معلّم خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط آیا۔ اور آنحضرت کو گالیاں  
پٹا عمارہ حضرت کی گردن میں ڈال کر مسجد سے باہر کی طرف کھینچا۔ اس نے آنحضرت معلّم کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔  
ایک مقدّس معلّم کو ہوشیار ترشہ لپیٹ فرما تھے، ابو جہل نے آپ کو گالیاں دیں۔ اور پھر آنحضرت  
پر پھر سے زخمی کیا۔ حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے اشعار بیان کئے۔

لقد نجبت لاثوام ذی سفہ  
من القبیلتین من سہم و مخزوم  
تقیّد سہم اور مخزوم سے ہے قوف لوگوں پر مجھے تعجب ہوا ہے۔

الفصائلین لما عباد النبی سیفہ  
هذا حدیث اتانا غیر ملزوم  
جب بھی نبی ترشہ لپٹ لائے تو کہتے تھے یہ بات درست نہیں ہے۔

نقد اثامہم بحق غیر ذی عوج  
وہ نازل من کتاب اللہ معلّم  
حالا کہ آپ سیدِ مطلق کے کران کے پاس آئے۔ جو اللہ کی معلّم کتاب سے نازل ہوا ہے۔

فامنوا بنی لا ابا سکھ  
ذی خانہ صاغہ الرحمن مختوم  
تمہارا باپ تمہارا ہر تم نبی پر ایسا لاؤ  
جو صاحبِ خاتم میں جس کو رحمن نے ڈالا ہے

## حضرت شہداء ابوطالب کی شہادت

مہرِ پنج طبری اور بلاذری میں تحریر ہے کہ جب آیت خاصہ بھانوس نازل ہوئی تو آنحضرت  
معلّم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اور جب آیت انکم رؤساء دین من دین اللہ نازل  
ہوئی تو کفار نے رسول اللہ معلّم کے خلاف عازق قائم کر لیا۔ جناب ابوطالب آپ کے معین اور مددگار  
ہوئے۔

عقبہ بن ابی جہل اور عاص ابوطالب کے پاس آئے اور کہتے تھے آپ کے نتیجے

اسلاف کو گمراہ سے تعبیر کیا۔ بالوں کو ہمارے حوالے کیجئے۔ یا آپ ہمارے اور بن کے درمیان حائل نہ ہوئے۔  
 ابو طالب نے ان کو نرم گرم باتیں کر کے ٹال دیا۔ رسول اللہ اپنے مشن میں مشغول رہے۔ دین خدا کا اظہار  
 کرتے رہے۔ اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتے رہے۔ بعض آدمی اسلام لائے۔

دوسری مرتبہ کفار کا ایک بڑا جم غفیر ابو طالب کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس میں کلام نہیں کہ آپ کو  
 شرافت اور منزلت حاصل ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ اپنے جتنے کو منع کریں۔ اگر وہ نہیں رکتا  
 تو خدا کی قسم ہمارا پیغام ہمارے حال سے گزرتا ہوئے۔ ہم نے جو چکا ہے۔ کہ یہ ہمارے اسلاف کو نکال دیا  
 ہیں۔ ہمارے عقل مندوں کو بہتے وقت کہیں۔ اور ہمارے دین میں کھڑے نکالیں۔ جناب ابو طالب  
 نے بڑی محکم سے کہا کہ لوگ میری شکایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں انہیں ایک کلمہ کہہ کر چاہتا  
 ہوں۔ جس کی وجہ سے عرب ان کا مطیع ہو جائے گا۔ اور عجم واسے بن کی خدمت میں جو یہ پیش کریں گے  
 ابو طالب نے عرض کیا کہ اے بھائی کے ہاں وہ کون سا کلمہ ہے۔ فرمایا۔ لا الہ الا اللہ وہ لوگ  
 کھڑے بھاڑتے ہوئے آتے کھڑے دے اور کہا کہ ہم کئی معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کو مانیں ہیں۔  
 یہ بات انجیب نہ ہوئے۔

بنی اسحاق نے کہا کہ پوشیدہ طور پر جناب ابو طالب نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ  
 پر ان کا جو بد نہ ڈالئے جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ آپ  
 ابو طالب آپ کی مدد کو ایک سو پونجہ بھیج کر آپ سے دست کش ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا۔ سچے بچے اگر سرفراز سے داہنے ہاتھ اور چاند بائیں ہاتھ میں رکھ دیا جائے۔ اور مجھے کہا جائے  
 کہ میں اپنے دشمن کو چھوڑ دوں۔ میں اس کا ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ یا میں اپنے دشمن کو نافذ کر کے رہوں گا یا قتل ہو  
 جاؤں گا۔ یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں آنسوؤں آگئے۔ اور روپڑے سے چہرہ نکال دیا۔ ابو طالب  
 نے عرض کیا آپ اپنے کام کو جاری رکھئے۔ خدا کی قسم میں آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اگر وہ بد  
 میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو اپنی خدمت  
 کی طرف بلاؤں۔ یا آپ ابو طالب نے آپ کے ہاتھ نصرت اور مدد کے لئے دے دئے۔ علاوہ آپ کی  
 دکانی کی ساری ابو طالب نے اپنے یہاں شمار کیے۔



خدا کی قسم یہ لوگ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے جب تک کہ میں مٹی میں دفن نہ ہو جاؤں۔

فَاعْصِمِ بِأَمْرِ اللَّهِ مَا عَمِلْتُمْ خُضَاعًا ۖ وَانْشُرْ بِذَلِكَ وَفَسِّرْهُ لَكُمْ عِبْرًا ۖ

اپنے کام کو کھول کر بیان فرمائیے۔ آپ پر کوئی لوگ نہیں سبوتا ہے آپ کی نشر و اشاعت جیسے اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

وَدَعْوَتِي وَرِعْمَتُ اللَّهِ نَاصِحٌ ۖ فَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ قَسِيمًا ۖ

تم نے مجھے دعوت دی اور کہا کہ میں ناصح ہوں۔ تم نے سچ کہا اس سے پہلے بھی تم ایسے کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔

وَعَرَضْتَ دِينًا قَدِ عَرَفْتَ بِلَاغَهُ ۖ مِنْ خَيْرِ أَدْيَانِ السَّابِقِينَ دِينًا ۖ

تم نے ایک ایسا دین پیش کیا جس کا یہ تمام ادیان سے بہتر دین ہے۔

طبری اور واحدی اپنی اسناد کے ساتھ سدی سے اور ابن ابی شیبہ نے کتاب التبت میں امام نووی

یادین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے پاس تھے۔ اور

ابن ابوطالب کے پاس آکر کہنے لگے کہ تم آپ سے آپ کے پیچھے کے بارے میں انصاف کے

اسب میں ابوطالب نے کہا کیا انصاف چاہتے ہو؟ کہا ہم اس سے یک جانتے ہیں۔ وہ ہم سے رک جاتے

نہ ہمارے متعلق کوئی بات کریں۔ اور ہم ان کے متعلق کوئی بات کریں گے۔ وہ ہم سے جھگڑا کریں۔

ہم اس سے جھگڑا کریں۔ اس کی دعوت نے دلوں میں دھڑکی۔ کینہ اور بغض پیدا کروا رہے تھے۔ ابوطالب نے

اسے جتنی سنا (یہ کیا کہہ رہے ہیں) فرمایا: اے چچا! اگر میرے شوعم میرے بارے میں انصاف

کا دلیں اور میری نصیحت کو مان لیں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو دین حنیف بتاؤں

ہم کی بلاؤں جو شخص اس کو قبول کرے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ اور ہمیشہ بہشت میں داخل ہوگا

جو شخص میری نافرمانی کرے گا۔ میں اس سے جہاد کروں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کرے

گا۔ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہا ان سے کہہ دیں۔ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں دینے سے باز

جائیں۔ اور ان کو بڑے الفاظ سے یاد نہ کریں یہ آیت نازل ہوئی تھی اَعْلِيَا اللَّهُ تَعَالَىٰ فِي الْعِبَادَةِ

یاد کیا کہ اگر مجھ پر سے ہیں تو میں اس بات سے آگاہ کریں کہ ہم اس سے کون شخص ایمان لائے گا اور

اس سے کون اپنے کفر پر قائم رہے گا اگر ہم نے آپ کو سچا پایا تو آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور یہ آیت

ہوئی۔ وصاکان اللہ لیسنہ المومنین اگر محمد ہمارا مظلوم نبی نہیں کریں گے۔ تو خدا کی قسم  
 محمد ہم تجھے اور تیرے خدا کو گائیاں دیں گے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ والضحیٰ للہم ہر ایک  
 (سب) محوڑے کہو وہ اس چیز کی عبادت کریں جس کی عبادت ہم کرتے ہیں اور ہم اس چیز کی عبادت  
 کرتے جس کی عبادت کرتے ہیں۔ اس بارے میں سورہ الکافرون نازل ہوئی (اسے ابو طالب) ان  
 سے کیجئے کہ یہ تمام ظہور پر ہم لوگوں کی طرف سے کیجئے ہیں۔ یہ اور تمام لوگوں کی طرف سے ہوش  
 ہے ہیں وہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ بلکہ میں تمام سپاہ اور سفید کی طرف سے ہوش کیا گیا ہوں۔ خواہ وہ  
 کی چوٹی پر سکونت پذیر ہو خواہ وہ سمندر کی تہ میں کیوں نہ رہتا ہو میں اس سال اہل فاندس اور روم  
 سلام کی دعوت دوں گا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یدایہا الناس انی رسول اللہ  
 بکرم جیسا اسے لوگوں میں تمام کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہ سن کر قوتش گر گئے اور کہا  
 اکی قسم اگر اس بات کو فاندس اور روم کے رہنے والے لوگوں نے سن لیا تو ہم کو ہماری زمین سے نکال  
 دیں گے۔ اور خانہ کعبہ کی اترے سے اترے بجا دیں گے۔ وقالوا انتبع معدک اور النحر تو کیف  
 صل ریت کا نزل ہوا

معلم بن عدی نے کہا اسے ابو طالب اترے نے یہ سب ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا ہے۔ اور ہم نے  
 ان کی کسی بات کو بھی قبول نہیں کیا۔ ابو طالب نے کہا خدا کی قسم انہوں نے میرے ساتھ کوئی انصاف  
 نہیں کیا بلکہ اس بات پر محاذ قائم کر لیا کہ وہ مجھے ذلیل و دھوا کریں جو تمہارے ہی میں آئے جا کر کہ  
 اس کے بعد مسلمانوں کا... مشرکین کا ہر قبیلہ مسلمانوں کو تکلیف دینے کے واسطے ہو گیا مسلمانوں  
 کو عذاب دیتے اور انہیں ان کے دین سے ہٹاتے تھے اور نبی معلم کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے  
 اپنے رسول کو آپ کے چچا ابو طالب کے ذریعہ بچائے رکھا۔ ابو طالب نے رسول اللہ کے خلاف جو قہر  
 کے محاذ کو بنا تھا کیا تو آپ بنو ہاشم کے پاس تشریف لے گئے اور وہیں رسول اللہ کی حمایت کرنے  
 کی دعوت دی۔ ابو طالب کے سوا سب لوگوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا ذکر کیا  
 ہے۔ وینصرن اللہ من ینصرہ قریش کے ایک گروہ نے طائف سے آکر اوہم چاد دی تھیں  
 رسول اللہ نے مسلمانوں کو ہمیشہ کی طرف سے ہجرت کرنے کا حکم دیا۔



کر چڑھا کر اس کی نماز کو خراب کر دے۔ ابن زبیری اس کام کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے گھر اور  
ٹھاکر رسول اللہ پر ڈال دیا۔

ابو طلحہؓ کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ لئے تلواریں کھینچ لی۔ جب آپؐ کو اس حالت میں دیکھا  
تو سب سے پہلے جنگ کھڑے ہوئے۔ کہا خدا کی قسم اگر ان میں سے کوئی بھی کھڑا رہتا تو میں اس کو تلواریں  
بے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ پھر کہا اے حبیبیجے میرے ساتھ تھوڑے سلوک کس شخص نے کیا ہے؟ یہ فرمایا عبداللہؓ  
ابو طلحہؓ نے گھر اور خوی کو اٹھا کر عبداللہؓ پر ڈال دیا۔ اور روایات متواترہ سے یہ بات ثابت  
ہے کہ رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ وہ آپؐ کی پشت سے چلی کو اٹا کر پھینک دیں۔ بخاری میں ہے کہ جناب  
نے اس جھلی کو اٹھا کر پھینک دیا۔ پھر جناب فاطمہؓ نے انہیں سخت دسست کہا۔ تو وہ ہنسنے  
لگے۔ رسول اللہؐ نے مشرکین سے سخت پائی تو فرمایا: اے میرے اللہ! قریش کے ان لوگوں  
کی بنیادیں ہضم، عقبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ابی معیط اور اسید بن خدیج پر عذاب نازل فرما۔  
اسے اس حالت کی جس کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے۔ کہ میں نے دیکھا ان لوگوں کے  
رسول اللہؐ نے بد دعا کی تھی۔ وہ اسید کے سوا باقی سب کے سب بدر کی لڑائی میں قتل کئے گئے۔  
میں کھینچ کر چاہو قذیب میں ڈالا گیا۔ صرف اسید باقی رہ گیا جسے پھر مار کر قتل کیا گیا۔  
محمد بن اسماعیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنوئیں پر کھڑے ہوئے اور کہا تم اپنے  
بدترین قبیلہ تھے۔ تم نے میری تکذیب کی اور لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے نکال دیا اور  
میں نے مجھے پناہ دی۔ اور تم نے مجھ سے جنگ کی۔ اور لوگوں نے میری مدد کی۔ پھر فرمایا کیا تم نے  
میرے کو صبح طور پر پایا یا جس کا وعدہ میرے سب سے تم سے کیا ہے۔ اور میرے سب سے جو وعدہ مجھ  
کیا تھا۔ میں نے درست پایا یا سب سے بھڑایا یا یہ لوگ میری بات کو سن رہے ہیں۔

”ابن عمرؓ طبری اور سنہاکی میں ہے کہ جب قریش نے آنحضرتؐ کے ساتھ اپنی قوم کی حمد دی اور ابو طلحہؓ  
کایت دیکھی تو ابو طلحہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگ قریش کا ایک خراب صورت سخی اور پر شکوہ  
و لیں عمار بن دبیدار آپؐ کے پاس لائے ہیں۔ یہ ہم آپؐ کے حوالے کرتے ہیں۔ اس کی پرورش کیجئے۔  
کا مال ہمارے پاس موجود ہے۔ وہ بھی سے لیجئے۔ اور ہمارے حوالے اپنا بھتیجا کر دینے جس نے ہماری  
صحت کو تفریق فرمادیا ہے۔ اور ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف کہا ہے۔ ہم اسے قتل کر دیں گے۔ ابو طلحہؓ

یہاں خدا کی قسم تم نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا: تم مجھے اپنا فرزند دیتے ہو۔ کہیں اس کی پرورش نہ ہو۔ اور میرا فرزند ہے کہ اس کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم یہ کام کبھی نہیں ہوگا۔ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ سب آدمی کو بوجہ چوٹ جانا ہے۔ تو وہ کسی دوسرے بچہ کی موت و فرست نہیں کرتی۔ پھر آپ نے اس بچہ کو اٹھواں نے زبردستی آنحضرتؐ کو چھینا چاہا ابو طالبؓ نے انہیں باز رکھا اور اس بچے میں اشعار کیجئے۔

حمیدت الرسول رسول اللہ بیض تلالا مثل البروق  
 میں نے رسول اور خدا کے رسول کی حمایت کی۔ جو بچہ کی مانند درشن چہرے والے ہیں  
 ادب و احی رسول اللہ حمایت عم علیہ شفیق  
 میں اللہ کے رسول سے مشرک کی کو دور رکھوں گا۔ اور میرا بچہ کی طرح آپ کی مدد کروں گا۔  
 نیز کہا:

يقولون سادع نصر من جاء بالهدى  
 کہتے ہیں کہ جو شخص ہدایت لائے گا اس کی نصرت چھوڑ دیجئے میں تو ہر غالب پر غالب آئے  
 ہوں۔

رسلم اليك احمداً واكفلك لنا  
 بنينا ولا تمحل بقول المعتاب  
 اہم ہمارے حوالے کرو مجھے ہمارا ایک لڑکا لے لیجئے عجیب لگانے والے کی بات پر قوجہ  
 لیجئے۔

فقلت لهما الله ربى وناصرى  
 علی کل باغ من لوى بن غالب  
 میں نے کہا اللہ میرا رب ہے۔ جو لوی بن غالب کے ہر باغ سے میری مدد کرے گا۔  
 متقاتل میں تحسیر ہے کہ جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کا کام روز بروز ترقی کر رہا ہے تو انہوں  
 نے کہ ہم لوگ محمدؐ میں ہیکر اور غرور کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھتے۔ یہ بات تو سنا کر ہیں یا بھون ہیں۔  
 میں نے آپس میں اس بات کا معاہدہ کیا کہ جب ابو طالبؓ مر جائیں تو قریش کے تمام قبیلے جمع ہو  
 کہ کو قتل کریں۔ اور یہ بات ابو طالبؓ کو معلوم ہوئی تو آپ نے بنو ہاشم کو جمع کر کے یہ وصیت



ہمارے اصناف اور ہمارے قلوب بیان کرتے رہے ہیں۔ سیکڑی صادق اور ایمان مطلق ہیں۔ آپ بہت بلند سہجے اور آپ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت اونچا ہے۔ محکم کی دعوت کو قبول آپ کی نصرت پر اتفاق کرو۔ اور آپ کے دشمن کو مار بھگاؤ اور تمہارے لئے یہ شرف ہمیشہ رہے گا۔

من طور پر اپنے بھائی حمزہ کو رسول اللہ کے بارے میں پیروی کرنے کی وصیت فرمائی ایک سال حمزہ کھان سے لے کر سوار سے واپس لوٹ رہے تھے۔ اس نے پانی بہن کے گھر میں لٹکوا دیا۔ اور اس کی بہن مدینہ ہی تھی۔ اس نے کہا کیوں رو رہی ہو؟ کہا اسے ابو عامرہ حمایتی۔ ایسی آپ کے پیچھے چلے گئے اور حکم بن ہشام سے وہ مصیبت اٹھانی پڑی کہ پناہ بخدا آنحضرتؐ کو بھیجے۔ اس نے آپ کو نکال دیا اور گائیاں دیں۔ آپ نے اس سے ناسزا بانی برداشت فرستے۔ حمزہ غصہ کے عالم میں پلٹ گئے۔ اس کے سر کو بڑی طرح پتھر سے زخمی کر دیا۔ اس کے دلوں نے حمزہ کو مارنا چاہا تو ابو جہل نے کہا: ابو عامرہ کو چھوڑ دو وہ اس وجہ سے کہیں مسلمان ہیں۔

اب حمزہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کہا: اس نے میرے ساتھ ہوسلوک کیا ہے۔ نرا پالی ہے اس بات نے بنی محکم کو خوش کر دیا۔ نرا پالی۔ اسے چھاپا کہ تم ہی تو انہیں لوگوں میں مستند سمجھتے ہو۔

من کو حضرت حمزہ ایمان لائے۔ قریشی کو اس سے نفرت ہو گیا کہ رسول اللہ حضرت حمزہ کے اسلام سے باخبر ہو گئے ہیں اور حضرت حمزہؓ آپ کی حمایت کریں گے۔ ابن عباس نے کہا کہ حمزہ نے کہا کہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور میں کان میں آفا جیسا کہ حمزہ کے اسلام سے باخبر ہوئے حضرت ابو طالب ایک لمحہ خوش ہو کر یہ اشعار کہے۔

خط من اتی بالمدین من عند ربہ  
بصدقی وحق الاکثر حسن تا کافراً  
مذی اور چھائی کے ساتھ چلے آئے ہیں اس کی عرض ہے میں کو۔ یہ کہ اس کے ہیں اسب حمزہ کا فر

بھی یہ بات سرور کرے گی جب میں کہوں گا (اسے عمرو) تم سو من ہو اللہ کی خاطر رسول  
کے مددگار بن جاؤ۔

ساد قریش بالذی قد ایقنتہ جہاراً و قتلہا کان احمد ساحراً  
بہاگ دہلی جس چیز کو تم نے قبول کیا ہے قریش میں اعلان کر دو۔ اور کہہ دو۔ کہ احمد جاؤ گے  
میں۔

حضرت پیغمبر کی نصیحت سے متاثر ہو کر نجاشی بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا اور اس کی جگہ سے  
نازل ہوئی۔ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول الی قوله اجبر المسلمین۔

جب قریش اس حقیقت سے آگاہ ہوئے کہ اسلام قبائل میں پھیلتا جا رہا ہے۔ اور حضرت  
بھی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور عربوں میں بھی نجاشی بادشاہ کے ہاں سے اپنے مشن میں ناکام  
واپس آچکا ہے۔ تو انھوں نے کربہ کریم کے حال پر حیرت و حیرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا  
فیصلہ کر لیا۔ حضرت ابو طالب کو ان کی اس ناپاک سازش کا جب علم ہوا۔ تو اولاً  
وہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اپنے شعبہ میں لے کر آئے۔ قریش نے دار الندوہ میں جمع ہو کر  
اعلم کے خلاف بائیکاٹ کا معاہدہ کر لیا۔ کہ وہ ان سے شادی بیاہ نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی  
سے خرید و فروخت کریں گے۔ حیثیت اس کے کہ بنو ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے نہ کریں  
گیں۔ اس معاہدہ پر چالیس عربی لشکار اس کو گھیرے گا۔ اور اس کا دیا۔

کریم بن الامود کی روایت کی رو سے یہاں سے بیان ہے کہ حضرت ابو طالب نے اپنے شعبہ  
بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کے چالیس آدمیوں کو جمع کیا۔ ان میں سو من بھی تھے۔ اور کا قریش  
عرب اور ان کے سب سے اون کے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر رسول سے گھٹے ہوئے قلم کر لیا۔  
وہاں سے یہ قسم کھائی کہ اسے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کا شہرہ ہو گا۔ اور اس کا اتمام تم پر عائد ہو گا۔  
اس کے بعد جب ابو طالب نے شعبہ کو حلقہ لاکر دائرہ دار سے خوب پرہیز دیتے تھے۔ اس بارے

عربوں میں کفار کے کی طرف سے کہہ نجاشی بادشاہ کے پاس اعلان کیا کہ اس کی خاطر اسے



آپ نے یہ اشعار کہے تھے

الم تعلموا اننا وجدنا محمداً  
نبينا مكتوباً في اول الكتب

کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ ہم نے محمدؐ کو ایسا بنی پایا جیسا کہ حضرت موسیٰؑ تھے اور آپؐ کو گذشتہ کتب میں مسطور ہے۔

ایس ابونا ہاشم شمل ان ریکا  
واوصی بنیہ بالاطعان وبالضربا

کیا ہمارے باپ ہاشم نہیں تھے، جنہوں نے اپنی سیادت کو قائم رکھا اپنے بیٹوں کو نیزہ زنی وار چلانے کی وصیت کی تھی۔

وان الذی علقتم من کتبکم  
یکون لکم یوماً کما عیتہ السقب

اُسے قریش اور معاہدہ جس کو تم نے کعبہ میں لٹکا رکھا ہے ایک دن نیزہ ہو کر رہے گا۔

ایبقوا انیقوا قبل ان یحضر اثری  
ویصبح من لم یحن ذنباً کذی ذنب

خاک میں مل جانے سے پہلے ذرا ہوش سے کام لو گناہ نہ کرنے والا بھی گنہگاروں میں شمار ہونے لے۔

جب رسول اللہؐ شعب ابوطالب میں محصور ہو گئے۔ تو ابوہریرہؓ عاص بن وائل نضر بن حارث

کلہہ اور عقبہ بن معیط ان راستوں پر جا کر بیٹھ جاتے جو شعب ابوطالب کی طرف جاتے تھے

جو شخص شعب ابوطالب کی طرف کھانے پینے کی چیز لے جا کر جاتا تو اس کو مارے بیٹھے اور

س کو لوٹ لیتے تھے۔

شعب میں محصوری کے ایام میں جناب خدیجہؓ نے رسول اللہؐ پر بیت سامان خرچ کیا۔

رسول اللہؐ صبح اپنے بستر پر سو جاتے اور دیگر لوگ بھی آرام میں ہوتے۔ تو ابو طالب حاضر

تے آنحضرتؐ کو اٹھا کر اپنے بستر پر سلاتے اور حضرت علیؓ کو رسول اللہؐ کے بستر پر سلاتے

تھے۔ اور رسول اللہؐ کی حفاظت پر اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو مقرر کرتے تھے۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے

من کیا اسے پدر بزرگوار! میں کسی نہ کسی رات قتل کر دیا جاؤں گا۔

ابو طالب نے یہ اشعار کہے تھے

اصبر یا بنی ناصبر جی  
کل حی معیرہ لشعوب

یہاں صبر سے کام لو۔ صبر سب سے زیادہ مناسب ہے۔ ہر قبیلہ کو شعب میں بنیاد یعنی پڑتی تھی  
علی علیہ السلام نے جواب میں یہ اشعار کہے یہ

انا صبرنی بالصبر نصر احمد ووالله ما قلت الذی قلت جازعاً  
(اے بابا) آپ احمد کی نصرت کے بارے میں صبر کی تلقین کرتے ہیں خدا کی قسم! میں نے جوابات  
کی خدمت میں عرض کی ہے وہ کسی ڈر اور خوف کی وجہ سے نہیں کہی۔

ولکننی اہیت ان تر تصونسنی وتعلم انی لمر ازل لك طالعا  
میں نے اس بات کو پسند کیا کہ آپ مجھ پر راضی ہیں اور آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ میں ہمیشہ  
کافر مانبر وار رہوں گا۔

وسبحی لوجه الله فی نصر احمد نبی الہدی المحمود طفلاً ویافحاً  
میں محمد (صلعم) کی نصرت پچھن اور جوانی میں اللہ کی رضا جوئی کی خاطر کروں گا۔ جو پسندیدہ ہدایت  
میں ہیں۔

موسم عمرہ ماہ رجب اور موسم حج ماہ ذوالحجہ میں یہ مخصوص لوگ امن اور امان میں ہوتے تھے ان  
یوں میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے رسول اللہ (صلعم) ہر موسم میں قبائلی عرب کا دورہ کرتے تھے  
ان سے کہتے کہ تم نے میرے لئے روکاوٹ پیدا کر دی ہے حتیٰ کہ میں نہیں قرآن کی حقیقت سے آگاہ  
میں کر سکتا جس کا ثواب اللہ کے نزدیک جنت ہے ابوہب حضرت کے پیچھے لگا رہتا تھا۔ اور  
نایب رہتا جھوٹا اور جاوگر ہے۔

قریش نے ابو طالب کو کہلا بھیجا کہ محمد کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ ہم اس کو قتل کر دیں گے اور تجھے  
روا کر سیم کر لیں گے۔

ابو طالب نے انحضرت کی مدح میں اپنا پر مغز قصیدہ مدحیہ کہا اس قصیدہ کو سن کر قریش ہلوس  
ابو العاص بن بصرہ کے وقت گہروں اور کھجوریں اونٹ پر لا کر شعب کے دروازے پر لاتے  
صبح تک وہیں رہتے رسول اللہ (صلعم) نے ابو العاص کے اس فعل کی تعریف کی ہے یہ لوگ شعب میں  
ابن سیرین کی روایت کے مطابق تین سال محصور رہے۔

نکات شریف المصطفیٰ رحمہ اللہ کے ہاں مولانا محمد کافز کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔



بھلا اللہ کفر ہم وعقوہم  
 اللہ تعالیٰ نے معاہدہ سے ان سے کفر اور نافرمانی کو مٹا کے رکھ دیا۔ وہ لوگ حق بیان کرنے والے  
 سے کوئی بدلہ نہ لے سکے۔

داسے ابن عبد اللہ فیما صدقا علی سخط من قومنا غیر معتب

عبدالرشید کھٹے محمد کا بول بالا ہو گیا یا وجودیکہ میری قوم ناراض رہی اور آب کا کچھ نہ بگاڑ سکے

## فصل

ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا اقتدار اٹھائے

ولقد مکنناکم کے تحت امام زہری سے روایت ہے وفات ابوطالب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ناصر اور مددگار نہ رہا۔ اور کفار نے آپ کے سرانقدیں پر مٹی کو پھینکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وفات ابوطالب سے پہلے قریش نے میرا کچھ بھی نہیں بگاڑا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد مشرکین آپ پر پتھر برساتے تھے جب آیت تبت یدا الی لہب (ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں) نازل ہوئی۔ تو ام جہل معاویہ کی چھوٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ وہ غیظ و غضب سے بھری ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول آپ کے پاس ام جہل آ رہی ہے۔ ہمیں خوف لاحق ہے کہ کہیں آپ کو دیکھ نہ لے۔ فرمایا مجھے سرگز نہ دیکھ سکے گی۔ مسجد کے پاس ٹھہر گئی۔ اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی نے میری خدمت بیان کی ہے لوگوں نے کہا کہ اس گھر کی قسم اس نے آپ کی خدمت بیان نہیں کی یہ کہتی ہوئی واپس چلی گئی کہ قریش کو معلوم ہے کہ میں ان کے سردار کی لڑکی ہوں۔

فان تو لو افعل حسبی اللہ اگر تم چھوڑ جاؤ گے۔ تو میرا اللہ میرا سادگار ہے۔ کے تحت امام زہری سے روایت ہے کہ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا قصد اس نیت سے کیا کہ وہاں کے سردار عبداللہ بن مسعود اور حبیب بن عمرو بن نبیر نفقی آپ کی مدد کریں گے انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا اور ان کے اہل آپ کے پیچھے پڑ گئے اور آپ پر پتھر برسانے لگے۔ اور آپ کے پاؤں کو زخمی کر دیا حضرت نے وہاں سے نجات حاصل کر کے ایک پہاڑ کے دامن میں پناہ لی۔ کہا اے مسعود! میں اپنی کمزوری سے بے بسی اور مددگاروں کی کمی اور اسس توہین کی جو لوگوں نے میری کی ہے تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ اے تمام رجم کرنے والوں سے زیادہ رجم کرنے والے۔

ربیعہ کے دونوں فرزندوں۔ عقبہ اور شیبہ نے آپ کی خدمت میں اپنے عداوت غلام کے ذریعہ



مختار بن عبدیابہ غلام نے کہا یہاں کے رہنے والے تو یہ مکر نہیں کہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔  
 کے رہنے والے ہو یا عرض کیا میں شہر غنوا کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا یہ مہینہ گزار مراد بنو نضیر بن  
 مر کے رہنے والے ہو، اس نے کہا آپ اسے کیسے پہچانتے ہیں، آنحضرت نے فرمایا میں  
 دل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بنو نضیر کے متعلق آگاہ کیا ہے۔ عداس رسول اللہ کی  
 میں گر پڑا اور دونوں قدموں کو چومنے لگا۔ جن سے خون بہہ رہا تھا۔ عقبہ نے اپنے بھائی  
 م نے اپنے غلام کو خواب کر دیا جب عداس آنحضرت سے چلا گیا۔ تو اس سے آنحضرت  
 سے میں دریافت کیا گیا۔ اس نے کہا خدا کی قسم وہ پیچھے نہیں ہیں انہوں نے کہا اس آدمی  
 میں دھوکا دیا ہے کہیں نصرت سے برگشتہ نہ کر دے۔ اگر نبی ہوتے تو کفار نبوت انہیں  
 کے شغل سے باز رکھتا۔ اسے تمام قسم کے معجزات اور اپنے اقربا کی موت کو روکنا ممکن ہوتا؟  
 اور خیرہ کجہ کا انتقال ہو گیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ ارْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ  
 نَجْمًا مِنْ رُسُلِنَا لِيُظْهِرُوا لِقَاءَ رَبِّهِمْ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابو جہل نے بیٹھ میں رسول اللہ کی  
 میں خطا تحریر کیا کہ وہ خیالات جو تمہارے سر میں جاگزیں تھے۔ انہوں نے تیرے لئے مکہ کی  
 لکھا کر دیا جس کی وجہ سے تمہیں مکہ چھوڑ کر یرم کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ وہ خیالات لگاتار  
 لوگوں کو نفرت دلاتے رکھیں گے۔ آنحضرت نے جواب میں ابو جہل کو تحریر کیا کہ اے ابو جہل  
 دھمکاتے ہو۔ حالانکہ میرے رب نے میرے ساتھ نصرت کا لفظ فرما دیا وعدہ کیا ہے اللہ  
 کی خبر بالکل سچی ہوتی ہے اور اللہ کے قول کو قبول کرنا حق کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے  
 چوڑے والا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا یا اللہ تعالیٰ کی امداد کے بعد اس پر ناراض ہونے  
 کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اے ابو جہل! تم وہ بات کر رہے ہو جو شیطان نے تمہارے  
 دل میں ڈالی ہے۔ اور میں وہ بات کر رہا ہوں جس سے مجھے رضوان نے آگاہ کیا ہے۔ میرا  
 رافضیہ ۱۹ دن کے بعد میدان جنگ میں ہوگا۔ تم اس جنگ میں میرے کمزور ترین ساتھی  
 کو قتل کر دے جاؤ گے عنقریب تم عقبہ بن شیبہ وید اور فلاں فلاں آپ نے  
 کو کھینچا کہ تمہارا گناہ بدر کے کھنڈ میں ہوا ہے جاؤ گے۔ تم میں سے شتر آدمی قتل کئے



جائیں گے۔ اور ستر آدمی قید کرنے جائیں گے۔ ہر ایک نے بلند آواز سے کہا کہ کیا تم اس بات کو چاہتے ہو کہ میں تمہیں ان میں سے ہر ایک کی جیسے قتل دکھا دوں۔ آؤ میرے ساتھ بدر کی طرف چلو۔ وہاں ایک بہت بڑا امتحان ہوگا۔ حضرت کی دعوت کو حضرت علی کے سوا اور کسی نے قبول نہ کیا۔ عرض کیا بسم اللہ تشریف لے پھلے۔ آنحضرت نے ہر دوسے فرمایا۔ تم صرف ایک قدم آگے بڑھاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے علی الارض کر دے گا۔ لوگوں نے ایک قدم بڑھایا اور ان کا دوسرا قدم بدر کے کنوئیں کے پاس تھا۔ فرمایا یہاں عقیقہ قتل ہوگا۔ اور اس جگہ ولید مارا جائے گا۔ آپ نے ستر آدمیوں کا نام لیا۔ اور فلاں فلاں آدمی قید کرنے چاہیں گے۔ آپ نے ستر آدمیوں کو گناہ جیب آخری آدمی کا نام لیا تو فرمایا یہاں اب چل قتل ہوگا پھر فرمایا یہ بات سچی ہے اور اٹھارہ روز کے بعد مندرجہ واقع ہوگی۔

## فصل

### مشرکین اور شیطان کی چال سے حفاظت

جاہل بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے شریف فرما ہوئے۔ اور اپنی تلوار کو درخت کے ساتھ لٹکا دیا۔ پھر آپ سو گئے ایک انصاری نے لڑا آپ کی تلوار کو اٹھا لیا آنحضرت کے سر پر کھڑا ہو گیا جھوٹا منہ سے بیدار ہوئے تو کہا کہ اے ربنا سب بتاؤ تمہیں کون بچائے گا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ وہ کانپ گیا۔ اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کو اٹھا لیا۔ اور فرمایا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ کہا کوئی بھی نہیں لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے کبھی نہیں لڑوں گا۔ اور نہ ہی آپ کے خلاف کسی دشمن کی امداد کروں گا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ واپس لوٹا تو لوگوں نے اس سے حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں نے ایک ایسے قامت واسے سفید آدمی کو دیکھا اس نے میرے سینے پر دھکا دیا میں سمجھ گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ ایک روایت ہے کہ وہ اسلام لایا اور لوگوں کو اسلام پھیلانے میں مدد دیتا تھا۔



آپ کی گردن پر سوار ہو جائے پھر وہ لٹے پاؤں پلٹ گیا لوگوں نے پوچھا یہ کیوں کہا  
اور محمدؐ کے درمیان ایک خندق حائل تھی جس میں آگ بھڑک رہی تھی اور یہیں نے پردوں  
فرشتوں کو دیکھا بنی صلعم نے کہا اگر یہ میرے نزدیک ہوا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے  
کے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اذرایت الذی ینہی

ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش حبر اسود کے پاس جمع ہوئے اور لات معزی  
تسکی قسم کھا کر معاہدہ کیا کہ اگر ہم محمدؐ کو دیکھیں گے۔ تو ایک دم مل کر آپ کو قتل کر دیں  
جناب فاطمہؑ روتی ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں داخل ہوئیں اور ان کے ارادہ  
کا کیا فرمایا بیٹی وضو کا پانی لاؤ۔ آپ نے وضو کیا اور خانہ کعبہ کی طرف تشریف لے گئے  
انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ وہ آ رہے ہیں اُن کے سر جھک گئے اور ان کی ٹھوڈیاں  
سے سینے میں دھنس گئیں۔ ان میں کا کوئی آدمی بھی آپ تک نہ پہنچ سکا۔ رسول اللہ نے مٹی کی  
بھر کر ان کی طرف پھینکی فرمایا۔ شاہت الرجوه جس پر مٹی پڑی۔ وہ بدر کی جنگ میں  
سہا ہوا۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کر کے  
ہے تھے۔ تو آپ کا پیچھا سراقہ بن عیشم نے گھوڑے پر سوار ہو کر کیا رسول اللہ نے جب اس کو  
دیکھا تو اسے بددعا کی اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے جتنی کہ وہ لوگوں  
سے اوجھل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر وہ فریاد کرنے لگا۔ بنی صلعم نے دعا فرمائی۔ پھر وہ زمین کی سطح  
ظاہر ہو گیا یہ واقعہ بنی صلعم ہوا بنی صلعم فرماتے۔ اسے زمین اس کو پکڑے جب وہ فریاد کرتا  
فرماتے۔ اسے زمین اس کو چھوڑ دے چوتھی بار اس نے اقرار کیا کہ وہ آپ کا تعاقب نہیں  
گا۔ اس بارے میں نصر بن منقر کا شعر ہے

من قال الارض خذی فاخذت عدوہ لما راہ قد طفا

زمین سے کس شخص نے کہا تھا کہ (سراقہ کو) پکڑ لے۔ اس نے آنحضرت کے دشمن کو پکڑ  
لیا اس نے سرکشی کی تھی۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے

وفی سراقۃ آیات صبیحة ۱ اذا ساخت الحجر فی حل بلا وحل  
سراقہ کو روشن معجزات کا سامنا کرنا پڑا۔ جبکہ اس کے گھوڑے کو زمین نے دھنس دیا جو  
کچھتر دار نہیں تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگلاخ زمین پر چلے جا رہے تھے ابو جہل نے آپ کو ایک پتھر مارا۔  
جوسات دن اور سات رات فضا میں معلق رہا۔ انہوں نے کہا، اس کو کس نے معلق رکھا، فرمایا۔  
اس کو اس ذات نے معلق رکھا ہے جس نے آسمان کو اخیر سنوں کے بلند کر رکھا ہے۔

حکیمہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ غزوہ خنین میں جہاد فرما رہے تھے تو شیبہ بن عثمان بن  
ابی طلحہ نے حضرت کے دایئہ جانب آپ پر وار کرنا چاہا۔ تو اس نے وہاں عباس کو پایا پھر وہ  
بائیں طرف آیا۔ تو وہاں اس نے ابوسفیان بن حارث کو پایا پھر وہ حضرت کے عقب کی طرف  
آیا۔ اس نے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلہ دیکھے ایسے پاؤں واپس پٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا، اے شیبہ! اے شیبہ! میرے قریب ہو جا۔ پھر فرمایا اے مہود!  
ان سے شیطان کو دُور رکھ وہ اسلام لے آیا۔

ابن عباس نے آیت یسرسل الصواعق کے تحت کہا کہ عامر بن طفیل نے اربد بن  
قیس سے کہا، کہ تم نے کئی دفعہ آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن باز رہا (اسکی کیا وجہ ہے؟)  
اربد نے کہا میں نے آپؐ کے قتل کا ارادہ دو دفعہ کیا۔ ایک دفعہ تو لوہے کی دیوار حائل ہو گئی۔  
دوسری روایت میں ہے کہ جب اس نے اپنی تلوار ایک بالشت بائزرکالی تو پھر اسے اور  
زیادہ نکالتے کی طاقت نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پالنے والے ان دونوں کو ہلاک کر  
دینا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تلوار اربد کے ساتھ پیوست ہو گئی تھی۔

ابن عباس انس اور عبداللہ بن مفضل سے روایت ہے کہ مکہ کے رہنے والے انشی آدمی  
جمع کے وقت سال صلح حدیبیہ کو تنہیم سے بیچے اترے تاکہ ان کو قتل کر دیں۔ آنحضرتؐ ایک  
درخت کے نیچے تشریف فرما تھے حضرت علیؓ آپ کے سامنے موجود تھے۔ اور صلح نامہ لکھ  
رہے تھے قیس آدمی آنحضرتؐ کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھے۔ آپؐ نے انہیں بددعا



تل ہوئی وهو الذی کف ایماہم عنکم

فاصدع بما تو صر کے شان نزول کے تحت ابن جریر، ابن عباس اور محمد بن ثور سے روایت ہے کہ مندرجہ ذیل اشخاص آنحضرت صلعم کا مسخر اڑاتے تھے۔ ولید بن مغیرہ۔ مخزومی اسود بن حمر۔ غوث نہہری۔ ابو رقعہ اسود بن مطلب۔ عاص بن وائل بھی حرث بن عقبہ بھی۔ عقبہ بن ابی معیط قہلہ بن عامر قہری۔ اسود بن حرث ابو جیمہ سعید بن عاص۔ نضیر بن حرث عبدی۔ حکم بن عاص بن امیہ، یمن بن یحییٰ۔ جعید بن عدی۔ حرث بن عامر بن نوفل۔ ابو البختری عاص بن ہاشم بن اسد ابوہل اود ابوہل بن تمام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طرح موت کے گھاٹ اتار دیا انھوں نے آنحضرت سے کہا تھا کہ تم نہ ہارا ظہر تک انتظار کرتے ہیں، اگر تم اپنے مشن سے باز آگئے۔ تو درست دیندہ تمھے قتل کر ڈالیں گے۔ آنحضرت صلعم نے اپنے گھر کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ جیسے اسی وقت نازل ہوئے کہ کیا اے محمد! اللہ تعالیٰ سلام کے بعد کہتا ہے کہ جس کا نیچھے حکم دیا گیا ہے اُسے بیان کرو میں اسے ساتھ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے میری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے جب آنحضرت صلعم خانہ کعبہ میں تشریف لائے تو اسود بن مطلب نے آپ کے چہرے اقدس پر ایک سبز تپہ بنکا آنحضرت صلعم نے کہا اے پلٹنے والے اسے اندھا کر دے اور اس کو بیٹے کی موت کے دھڑے میں مبتلا کر اللہ نے اس کو اندھا کر دیا اور اس کے بیٹے کو موت دی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس کی طرف اشارہ کیا وہ اندھا ہو گیا اور وہ اپنا سر دیوار پر مارتا تھا حتیٰ کہ بالسنار و السنقر ہو گیا۔ پھر آپ کے پاس سے اسود بن عبد لغوث گزرتے آنحضرت صلعم نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اسنفقہ کی بیماری میں مبتلا ہوا۔ اس کا پیٹ پھول گیا اسی وقت میں موت کی پھینٹ چڑھ گیا۔ جب ولید گورا۔ اس کے پھوڑے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ہو گیا اس کی پنڈی میں کانٹا جھج گیا جس سے اس کی پنڈی خراب ہو گئی۔ وہ بیمار ہو کر اسی حالت میں مر گیا۔

عاص گھر سے باہر چلا گیا۔ اور اسے باوہوم لگ گئی جب واپس گھر میں آیا تو گھر والوں نے نہ پہچانا۔ اور گھر سے باہر نکال دیا۔ وہ اسی غم میں مر گیا ایک روایت میں ہے کہ گھر والے اسے



ہاتھوں میں کاٹا چھب گیا۔ اور کہتا تھا کہ مجھے سانپ نے کاٹ کھایا۔ ان الفاظ کو دہراتے دہراتے مر گیا۔ جب حادثہ گزرا تو حضرت نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں پیپ بھری ایک روایت ہے کہ کراؤ کے پہاڑ کی طرف گیا۔ ایک پتھر کا ٹکڑا اس کے سر پر پڑا جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک سفر کے موقع پر اس کے بیٹے نے اس کا استقبال کیا۔ جبرائیلؑ نے اس کا سر درخت سے ٹپک دیا۔ اور وہ کہتا تھا۔ اسے فرزند میری امداد کو پہنچو! لیکن اس کا لڑکا کہتا کہ میں تو کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔ وہ اسی حالت میں مر گیا۔ اسود بن حارث نے پھلی کھائی اسے پیاس کا غلبہ ہوا۔ لگاتار پانی پیتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا۔ یحییٰ بن عامر طائف کی طرف جانے کے ارادہ سے نکلا وہ ایسا گم ہوا کہ کہیں نہ ملا۔

عقبہ استسفا کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں میں کاٹنا لگا۔ اس کی آنکھ کا ڈھیلا نکل کر اس کے اعضاء پر بہنے لگا۔ ابولہب نے ابوسفیان سے بددعا کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا ہم نے لوگوں سے لڑائی کی۔ وہ ہمارے شلے پھلتے ہمیں قتل کرتے اور ہمیں قیدی بنا لیتے تھے جس طرح ان کی مرضی ہوتی تھی۔ خدا کی قسم ہم نے سفید آدمیوں کو دیکھا جو اہل کھوڑو پر سوار زمین اور آسمان کے درمیان چلے آ رہے تھے۔ جن کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ابورافع نے ام الفضل بنت عباس سے کہا یہ فرشتے تھے۔ یہ سن کر ابولہب نے ابورافع کو مارا۔ ام الفضل نے ابولہب کے سر پر ایک خمیہ کی عموداری اس کا سر برقی طرح پھٹ گیا۔ وہ عورت سات راتیں زندہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے طاعونی پھوڑے میں مبتلا کر دیا جس کی وجہ سے اس کے بیٹوں نے اسے نہیں دیا۔ وہ نہ کیا۔ تشریش طاعون کی قسم کے پھوڑے سے ڈرتے تھے۔ اس لئے انھوں نے اسے مکہ کی اوپر کی دیواریں دفن کر دیا۔ اس پر پتھر برساتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کی قبر پتھروں میں چھپ گئی۔

ابو جہل کا واقعہ یہ ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ اگر میں نے محمدؐ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو اس کا سر کھل کے رکھ دوں گا۔ ایک دفعہ وہ آیا اور آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ایک پتھر تھا جس کے ذریعے آنحضرتؐ کا سر کھینا جاتا تھا۔ جب اس نے پتھر بلند کیا تو اس کا ہاتھ گردن کے ساتھ لٹک گیا اور پتھر اس کے ہاتھ میں چپک کر رہ گیا جب واپس ہوا تو اپنے ساتھیوں کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ تو



بنو مخزوم کے ایک آدمی نے کہا کہ میں آنحضرت کو اس پتھر سے قتل کر دوں گا۔ وہ ایک پتھر سے کہہ کر  
 رات کو مارنے کی خاطر آیا اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اللہ نے اس کی آنکھوں  
 سے ڈال دیے۔ آواز کو سنا تھا لیکن آواز دالے کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس  
 گیا لیکن ان کو دیکھ نہ سکا۔ انہوں نے آواز دی کہ تم نے کیا کیا کہا آنحضرت کو دیکھا نہیں بلکہ آواز نہ  
 سنا تھا۔ آپ کے اور میرے درمیان ساڑھننا جانور حاکم ہو گیا۔ جو اپنی دم ہلاتا تھا۔ اگر میں حضرت  
 کو دیکھتا تو وہ ضرور مجھے کہا جاتا۔ آیت وجعلنا من بیننا یہ سورسدا کے  
 نزول کے تحت ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش نے بل کر کہا اگر محمد داخل ہوں تو ان  
 سے بل کر حملہ کرو ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے اور پیچھے ایک  
 رکھ رکھا کر دی۔ وہ حضرت کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی تاکہ ان کے سر  
 ڈالنے تھے۔ آنحضرت جب چلے گئے تو انہوں نے اپنے سروں پر مٹی کو دیکھا تو کہا کہ یہ وہ  
 دوسرے جو ابن ابی کثیر نے کیا ہے۔

جنگ احزاب کے موقع پر ابوسفیان نے سات ہزار نیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تیر پھینک دیں۔ آنحضرت کے احباب تک بہت سے تیر پہنچے انہوں  
 نے اس بات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے اپنی آستینوں سے تیروں کی طرف اشارہ  
 کیا سخت اندھی اٹھی تیر مارنے والے کی طرف لوٹ پڑے اور اسے زخمی کر دیا یہ سب کچھ اللہ کی قدرت  
 اس کے رسول کی طرف سے واقع ہوا۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میسرہ کے ساتھ یہودیوں کے قلعہ میں روٹی اور سالن خریدنے کی خاطر تشریف  
 لے گئے۔ ایک یہودی نے کہا میں آپ کا مقصد پورا کرتا ہوں وہ آنحضرت کو اپنے مکان پر لے گیا۔ اور  
 نبی یہودی سے کہا کہ مکان کی چھت پر چڑھ جاؤ جب شخص داخل ہو۔ تو اس پر یہ پتھر پھینک دیتا۔  
 اس عورت نے آپ پر پتھر پھینک دیا۔ چہر اٹل آئین نے نازل ہو کر اپنے پر کے ذریعہ پتھر کو ہٹا دیا۔  
 اس نے دیوار کو بھاڑ دیا۔ وہ بجلی کی طرح کوڑتا تھا۔ وہ اس ملعون کے گلے میں پڑ گیا۔ اس کی گردن میں  
 بجلی کی طرح پڑ گیا۔ اس طرح گرا جس طرح مرگی والا گرتا ہے جب موش آیا تو رونے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 تڑپا کہ یہ یہودیوں کا کام کرنے کے لئے جس نے براگینہ کیا، غرض کیا اسے مجھے



و اسباب کی ضرورت نہیں تھی۔ میں تو صرف آپ قتل کرنا چاہتا تھا۔ آپ رسول کریم ہیں سید العرب  
مجم میں آپ مجھے معاف فرمائیے آنحضرت کو رحم آگیا۔ اس گروہ سے پتھر نکال دیا۔  
جابر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش کے ایک آدمی نے کہا میں محمد کو ضرور قتل کر دوں گا۔  
میں کو گھوڑا لے کر دوں گا۔ اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

معمین یریز ایک بہادر آدمی تھا۔ اور بنو کنانہ کا سردار تھا۔ لوگوں نے آنحضرت کے بارے میں اس  
کے فریاد کی۔ اس نے کہا میں محمد سے پرٹ لوں گا۔ میرے پاس اندیج کے دس ہزار آدمی ہیں۔ بنو ہاشم  
کے قبیلے کو مجھ سے رٹنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر انھوں نے مجھ سے ویرت کا سوال کیا تو میں  
میں دس آدمیوں کے قتل کی ویرت دے دوں گا۔ اور میرے پاس مال بھی کافی ہے۔ وہ آنحضرت صلیم  
طرف تلوار لے کر بڑھا جس کا طول دس بالشت اور عرض ایک بالشت تھا۔ آنحضرت صلیم حجر اسود کے  
میں سجدہ میں تھے۔ جب وہ آنحضرت کے قریب ہوا تو پاؤں پھسلا۔ اور گر گیا پتھر سے چوٹ آنے کی  
جس سے اس کا چہرہ ہوا ہوا ہو گیا۔ وہ تیزی سے دوڑ کر کہیں پہنچا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس  
کے چہرے سے خون کو دھویا۔ انہوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کہا خدا کی قسم وہ شخص فریب خور وہ  
ہے جس کو تم نے فریب دیا۔ انہوں نے کہا واقعہ تو بتاؤ؟ کہا میں نے آج جیسی مصیبت کبھی نہیں  
میں مانہوں نے کہا وہ کیا تکلیف تھی۔ کہا جب میں محمد کے قریب ہوا تو وہ بہادر آدمیوں کو دیکھا  
و آگ کے شعلے میری طرف پھینک رہے تھے۔

آنحضرت صلیم عقیل کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ کدو بن اسد نے آنحضرت کی طرف ایک  
پتھر پھینکا۔ پتھر گر کر خود کدو کے سینے میں لگا۔ وہ چیخا ہوا واپس دوڑا۔ لوگوں نے دریافت کیا تجھے  
کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو گیا تم میرے پیچھے ایک ساند لگا ہوا نہیں  
دیکھتے؟ انہوں نے کہا ہم تو کوئی چیز نہیں دیکھتے وہ لگا تاہ تیزی سے دوڑا۔ حتیٰ کہ طائف پہنچ گیا۔  
واقعی نے بیان کیا کہ ایک وفد رسول اللہ صلیم قضا کے حاجت کے لئے مکہ سے واپس  
گئے تھے کہ آپ بحون کی کھائی کے پٹے صے میں تشریف لے گئے نذر بن حوث نے اس  
نیت سے تعاقب کیا کہ آپ پر حملہ کر دے جب حضرت کے قریب پہنچا۔ تو پھر واپس لوٹ آیا  
اور حمل نے رچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ کہا میں محمد پر حملہ کرنا چاہتا تھا جب اس کے قریب پہنچا تو میں نے



وں کو دیکھا کہ وہ منہ کھڑے ہوئے و انت نکالے ہوئے میرے سر کاٹنا چاہتے ہیں۔ ابو جہل نے یہ بھی مجھ کا جاؤ دھکے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک وفد رسول صلعم خانہ کعبہ میں زور سے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ قریش کے بعض آدمیوں نے آپ کو انبیت دینے کی خاطر کڑیا چاہا تو ان ہاتھ گردن کے ساتھ پٹ گئے۔ اور اندھے ہو گئے بالکل نہیں دیکھ سکتے تھے۔ نبی صلعم نے فرمائی: تو وہ اس مصیبت سے بھوٹ گئے۔ لیس والفقہان الحکیم الی قومہ فہم یبصرون تمنازل ہوئی۔

رسول اللہ صلعم مسجدہ کی حالت میں تھے۔ ابو لہب نے پتھر اٹھا کر آپ کو مارنا چاہا اس کا فضا میں اٹھ کر رہ گیا نبی صلعم کی خدمت میں فریاد کی۔ اور حلف اٹھایا کہ اگر وہ اس بلا سے تپ گئے تو آپ کو پھر کبھی تکلیف نہیں دیں گے جب درست ہو گیا تو کہا کہ ماسر جاؤ وگرنہ میں اور زور تیرا بڑا ابی لہب نازل ہوا۔

ابو جہل اس تلاش میں تھا کہ آپ کو تقدس پہنچائے ایک دن اس نے آپ کو مسجد میں پایا اس نے ایک بہت بڑے پتھر کو بلند کیا تاکہ وہ آپ پر گرا دے وہ پتھر اس کے ہاتھ میں چپک کے رہ گیا ابو جہل لوگوں کے لئے مقام ہریت بنا ہوا تھا۔ اس نے آنحضرت سے اس مصیبت سے چھٹکارے کی درخواست کی آنحضرت نے دعا کی وہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔

## فصل

### استجاب دعا

بنو نجاہ کی طرف آنحضرت تشریف لے گئے آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آنحضرت کے خلاف پانچ ہزار سو اڑھل ہڑے اور آپ کا تعاقب کیا۔ جب وہ آنحضرت سے مل گئے تو آپ نے دعا کی ایک ایسی ہو جلی جس نے ان تمام آدمیوں کو اصل جہنم کر دیا۔

آنحضرت قصیم بن مسیع بن ہنہانی سے جہاد کرنے کی خاطر تشریف لے گئے مسلمانوں کے

ہاں تھے میں ایک بہت بڑا مہارِ حامل تھا۔ جس سے سواریوں اور گھوڑوں کو تکلیف اٹھانی پڑی۔ جب مسلمان پہنچ گئے تو انہوں نے رسول اللہ سے اس بات کی شکایت کی بتو تکلیف اور مشقت انہوں نے اٹھانی تھی۔ آنحضرتؐ نے دعا کی پہاڑ دھنس گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

احد کی جنگ میں آنحضرتؐ نے ابنِ قہیرہ کو غلولِ مادی جو اس کے ٹخنے پر جا کر لگی، اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ اس نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا اس کو نکال دو۔ میں ابنِ قہیرہ ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل اور رسوا کرے۔ ابنِ قہیرہ نیند کی حالت میں تھا، اس کے پاس رہبر آگیا اور اس نے اپنے سینک کو اس کی چھاتی پر مارے اس نے چلنا شروع کیا ہے۔ ذلت اور رسوائی۔ یقیناً کہ اس نے اپنے دونوں سینک اس کے سینے سے نکال لئے۔

جنگِ احزاب میں کفار کی تعداد دس ہزار تھی۔ اور متوثر بیچ بھی ان کی مدد کے لئے ان کے ساتھ تھے پانی کی سخت قلت تھی آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی، (اے جہنمی حساب لینے والے کتاب کو نازل کر اور ان گروہوں کو شکست دے) سخت آندھی چلی جس سے کفار کیبے اکل ہو گئے، اللہ کے حکم سے گروہ شکست کھا گئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ایسے لشکر سے مدد کی جو کو وہ میں دیکھ سکتے تھے۔

بدر کی لڑائی کے دن آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹی کی مٹھی لی، ایک دوا بیت ہے کہ سنگ بدر کی مٹی لی۔ اس کو کفار کی طرف پھینکا سنگ بدر سے الگ ہو کر مشرکین کے چہروں پر لگے جس شخص پر سنگ بدر پڑا وہ یا قتل ہوا یا قید ہو یا اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وماریت اریث ولكن الله ارحم

راے محمدؐ جو سنگ بدر سے پھینکے وہ تو نے نہیں پھینکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے۔  
تصرین منتصر نے کہا ہے

ومن رمى كف حصاة في الوحى فلهزم القوم العدى ما رمى  
جنگ بدر میں کسی نے کنگروں کی مٹھی پھینکی تھی جس سے قومِ اعدا شکست کھا گئی تھی۔  
خطیب منج نے کہا ہے

ومن نشر الحصى في يوم بدر فصاح بهم فورا هاربين  
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://bb.com/rana.jabir.abbas



جنگ بد میں کسی نے کٹر پھٹکے تھے جس کی وجہ سے قوم پیچھ اٹھی اور دم دبا کر بھاگ گئی۔

ومن نصرته امداداً علیہم صلائکۃ اسماء مسوینا

رسول اللہ کی امداد و آسانی فرشتوں نے پرا باندہ کر کی۔

ابن ہدی مامیٹری نے اپنی مجالس میں تحریر کیا کہ نبی صلعم نے کسرے کی طرف یہ خط تحریر فرمایا۔

”محمد رسول اللہ کی طرف سے یہ خط کسرے بن ہرمز کی طرف روانہ ہے۔ انا بعد اسلام

لے آؤ اور صحیح سالم رہو گے۔ ورنہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے

تیار ہو جاؤ۔ والسلام علی من اتبع الهدی“

جب کسرے کے پاس خط پہنچا تو اس نے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور حقارت آمیز لہجے میں

ہاں یہ کون شخص ہے جو مجھے اپنے دین کی طرف دعوت دیتا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنا نام

تحریر کیا ہے؟ اس نے آنحضرت کے پاس بھیج دی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ نے اس کے ملک کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جس طرح اس نے میرے

خط کو ٹکڑے کیا ہے اس نے ہمارے پاس مٹی بھیجی ہے۔ عنقریب تم اس کے ملک کے

مالک ہو گے۔“

جیسا آپ نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

ماوردی کی کتاب اعلام النبوة میں تحریر ہے کہ کسرے نے اسی وقت اپنے عامل بن کو خط تحریر

کے نام کا نام باذان اور کنیت مہران تھی۔ کہ اس شخص کو پکڑ کر میرے پاس روانہ کر دے جو اس بات کا

معی ہے کہ میں نبی ہوں جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کیا ہے اور مجھے میرے دین کے

خلاف کسی اور مذہب کی دعوت دی ہے۔“

اس نے فیروز ویلی کو ایک جماعت کے ساتھ آنحضرت کی طرف روانہ کیا۔ اور اس نے حضرت

کی طرف خط لکھا جس میں کسرے کے خط کا حوالہ تھا۔ وہ یہ بھی کہ مجھے کسرے نے حکم دیا ہے کہ میں

پک کو ان کے پاس سے جاؤں۔ آپ کو آج کی رات کی ہمت ہے۔ دوسرے روز فیروز حاضر ہوا۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ کسرے سے کل رات نقل کر دیا گیا ہے۔

میں نے اس کے بیٹے شریوید کو رات کے ساتھ مجھے اس پر مسلط کر دیا ہے۔ خدا انتظا کر و تاکتہ ترے

اس بات کی خبر آجائے۔

یہ خبر سن کر فیروز ڈر گیا اور باذان کی طرف واپس آیا۔ اسے حالات سے آگاہ کیا۔ باذان نے سب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو تم نے اپنی حالت کو کیسا پایا؟ کہا اس آدمی کی ہیبت کمرج آج تک مجھ پر کسی اور آدمی کی ہیبت طاری نہیں ہوئی کمرے کے قتل کی خراسی رات اور وقت سے متعلق موصول ہو گئی۔ یہ دونوں آدمی اسلام لائے۔

علاء بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عربیوں نے آنحضرت صلیم کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ آنحضرت نے دعا کی اسے پالنے والے! ان لوگوں پر راستہ پوشیدہ کر کے۔ چنانچہ ان کے جانے کا راستہ بند ہو گیا۔ آنحضرت صلیم نے اپنے آدمیوں کو ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے جا کر ان کو پکڑ لیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اور ابن عباس سے امام نے روایت کی ہے کہ جب سورہ والنجم کے نازل ہوا، نو عبید بن ابی لہب سے کہا کہ میں نے والنجم ادا ہوئے والنجم ادا قدمی کے ساتھ آیا۔ ثور بنی کریم صلیم نے فرمایا۔ اسے پالنے والے! اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو اس پر مسلط کر دے۔ امام کے سفر کی طرف قریش کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب یہ لوگ ایک راہ پر گئے جہاں اتب سے۔ تو راہ پر انہیں شیر کے پھاڑ ڈالنے شروع کر دیے۔ ابو لہب نے کہا اے قریش! آج رات میری مدد کرنا۔ مجھے محمد کی بددعا کا ڈر ہے۔ انہوں نے غنیمہ کو اپنے درمیان میں سلا یا۔ شیر گرجتا ہوا آیا اور کہا کہ یہ غنیمہ بن ابی لہب کے بچے پوشیدہ اس غرض کے لئے نکلا کہ وہ محمد کو قتل کر دے۔ شیر نے غنیمہ کو پھاڑ ڈالا لیکن کوشت نہ کھایا۔

حکم بن عاص نے رسول اللہ صلیم کی چال کا مذاق اڑایا۔ آنحضرت صلیم نے بددعا کی کہ تو اب بچنا چمکہ وہ بوسا ہی ہو گیا۔ اسے ریشہ ہوا۔ اسی حالت میں مر گیا۔

رسول اللہ صلیم نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ تو اس کے باپ نے محض نکاح نہ کرنے سے کہلا بھیجا کہ وہ مبروس ہے۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ وہ ایسی ہی ہو جائے چنانچہ وہ میں میں مبتلا ہوئی اس عورت کا نام ام شیبہ برصا ہے۔



آنحضرت صلعم نے زمہیر بن ابی سلمیٰ کو دیکھا جو سو سال کا ہو چکا تھا۔ فرمایا اسے پالنے والے! ہے اس کی شیطانیت سے پناہ دینا۔ وہ گھر پہنچنے سے پہلے مر گیا۔

آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھنے کی حالت میں ڈاڑھی کے بال نوچتے ہوئے دیکھا۔ اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ پھر اسے ایک اور شخص نے ایسا کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ عز و جل بہ تیرے بالوں کو کشادہ کرے۔ چنانچہ اس کی ساری بالوں سے خالی ہو گئی۔

مسلمہ اکوع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ واہئے ہاتھ سے کھایا کرو۔ اس نے عرض کیا۔ اس سے کت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا۔ اب طاقت نہیں رکھے گا۔ اس کے بعد واہئے ہاتھ سے کبھی نہ کھا۔

تاریخ دافدی میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے بنو حارثہ بن عمر کو ایک خط میں اسلام کی دعوت دلائی۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم کے خط کو لے کر دھو ڈالا۔ اور اسے ڈول کے پینڈے میں لگا دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ان کو کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو ختم کر دیا ہے۔ ان سب کو قتل طاری ہو گئی۔

آنحضرت صلعم قریش کے در کی وجہ سے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ ان میں آپ کا اونٹ پیلو کے درخت کے درمیان سے گذرا۔ تو بدک گیا۔ ابو ثروان آپ کی خدمت آیا۔ اور کہا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا۔ میں محمد ہوں۔ اس نے کہا۔ خدا کی قسم اٹھ کر چلے جاؤ۔ اب تمہارا کبھی ٹھیک نہ ہوگا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے معبود! اس کی بد بختی اور زندگی کو لمبا کر۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے اسے ایک شیخ کبیر کی حالت میں دیکھا۔ وہ موت کی تمنا کرتا تھا۔ کہ اسے نہیں آتی تھی۔ اور لوگ کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلعم کی بد دعا کا نتیجہ ہے۔

جابر سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ میں یہی کچھ بول چال ایک مسلمان عورت چاہتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اپنے شوہر کو لے آؤ۔ وہ لے کر حاضر ہو گئی۔ آنحضرت صلعم نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو اپنے شوہر سے بغض

یا تم دونوں میرے قریب ہو جاؤ۔ وہ دونوں قریب ہو گئے آپ نے عورت کی پیشانی کو مرد  
پیشانی پر رکھ کر فرمایا اسے معبودان دونوں میں محبت ڈال دے۔ اور آپس میں ایک دوسرے  
ساتھ محبت کریں۔ ایک دفعہ وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لگی آپ نے دریافت فرمایا۔ اب  
میں شوہر کا کیا حال ہے؟ اس عورت نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے  
ساتھ مکرم کیا، دنیا میں میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی شخص نہیں ہے۔

بنیاب خدیجہ کے پاس ایک اندھی کھینزھتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری آنکھوں کو درست ہو  
گا چاہے چنانچہ اس کی دونوں آنکھیں درست ہو گئیں۔ جناب خدیجہ نے عرض کیا یہ دعا تو مبارک  
ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ و ما ارسلنا الا رحمة اے محمد! ہم نے تم  
کو بنا کر بھیجا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کے حق میں دعا فرمائی۔ اللہ! اس کے ملک کو قائم رکھے۔ ایسا ہی ہوا  
میرے کے حق میں بددعا کی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔  
مسلمان سے روایت ہے کہ جناب ابوطالب بیمار ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی عبادت کی ابو طالب  
کہا کہ (اے محمد) اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ مجھے تندرستی عطا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اے  
وہ میرے چچا کو شفا عطا کر!۔ چنانچہ جناب ابوطالب شفا یاب ہو گئے۔  
جعفر بن زطور رومی کا بیان ہے کہ میں جنگ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ کے ہاتھ  
کوڑا لگا رہا۔ میں اپنے گھوڑے سے اتر آیا اور اس کو اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔  
طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے جعفر! اللہ تعالیٰ تیری عمر دراز کرے۔ اس دعا کی طفیل جعفر بن زطور  
زندہ رہا۔

بالغہ شاعر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے بے دانت نہ کرے  
میں کا دانت گر جاتا تھا۔ تو اس کی جگہ اس سے زیادہ خوب صورت دانت پیدا ہو جاتا تھا۔ اور وہ ایک سو  
سال زندہ رہا۔ اس واقعہ کو علامہ سید مرتضیٰ علیہ السلام نے کتاب الغریب میں تحریر کیا ہے۔

میمونہ سے روایت ہے کہ عمر بن حنن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ تو آپ نے اس کے حق میں  
دعا کی۔ اے ہمارے! اس کو جوانی کی نعمت سے مالا مال کر۔ اس کی عمر اسی سال کی ہو گئی تھی۔ لیکن اس  
اپنے جسم پر ایک بال بھی سفید نہیں دیکھا تھا۔



ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر عبداللہ بن جعفر کے پاس سے ہوا۔ وہ بچوں کے لئے مٹی کے  
نے بنا رہے تھے آپ نے دریافت کیا کہ ان کو کیوں بنا رہے ہو۔ عرض کیا میں ان کو بیچ دوں گا  
اس کی قیمت کو کیا کر دوں گے۔ فرمایا کھجوریں خریدوں گا۔ اور ان کو کھاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ہووا اس کی باتھ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔ اس کے بعد جعفر جو بھی چیز خریدتے تھے اس میں نفع  
تھا۔ حتیٰ کہ جعفر کا معاملہ ضرب المثل ہو گیا۔ لوگ حضرت عبداللہ بن جعفر کو جو ادنیٰ کہتے تھے۔ جب  
ت عبداللہ کی طرف مینہ والوں کو بخشش ملتی تھی تو ایک دوسرے کا ترغیب دیتے تھے۔

رسول اللہ نے عبداللہ بن عباس کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ! اس کو دین کا بٹا آپ بحر  
م اور حیرالامۃ ثابت ہوئے۔

امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف روانہ فرمایا میں نے  
کیا یا رسول اللہ میں نوجوان ہوں مجھے فیصلہ کرنے کا تجربہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
جاؤ اللہ عزوجل تمہیں راہ راست بھی دکھلائے گا۔ اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔ حضرت علی  
فرمایا اس کے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک و شبہ نہ ہوا۔  
جنگ خندق کے موقع پر لوگ خندق کھود رہے تھے اور حضرت سلمان کے سوا سب لوگ اشعار  
پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے پالنے والے! سلمان کی زبان کو بھی کویا کر۔ اگرچہ  
وہ بیت ہی کیوں نہ ہوں سلمان نے کہا۔

مالی لسان فاقول شعراً  
اسال ربی قسوة و نصراً  
حمداً مختاراً و حصاراً الفخراً  
على عدوی وعدی والطهراً  
حتى اتاک فی الجنان قصرأ  
مع کل موراء تحاکى السلداً  
مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ سلمان متا سلمان ہم میں سے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
سلمان منا اهل البیت سلمان ہم اہل بیت رسول ہیں سے ہیں۔ امیر المومنین علی علیہ السلام  
نے کہا۔

المزتران الله ابی رسولہ  
وقد انزل الکفار دار مذلہ  
بلاء عزیز ذی اقتدار و ذی قصل  
فلا قواہ وانا من اسار و من قتل

فأشبه رسول الله قد عذرتكم  
 فجاء بفرقتان من الله منزل  
 فأمن أقوام يذالك فآيقنوا  
 وإنكم أقوام فراغت قلوبهم  
 وحكم فيهم يوم بدر رسول  
 وكان أمين الله ارسل بالعدل  
 مينة آياته لذوى العقول  
 ناموا بحمد الله مجتمعي الشمل  
 فزادهم ذوالعرش نبلا على قبل  
 وقوما كمائة فعلهم احسن الفعل

## فصل

### خواب اور بتوں کی طرف سے غیبی آوازیں

مازین بن عصفور طائی کی روایت میں ہے کہ جب غنیمہ نے بت کے آگے اونٹ بٹھرایا تو  
 اس سے آواز آئی کہ

بعث نبی من بعدی فاجتنبوا حرج  
 بنو مضر میں نبی مبعوث ہو گیا  
 پھر اس نے دوسرے روز ایک اونٹ کو بت کی جھینٹ چڑھایا۔ تو اس سے آواز آئی  
 هذا نبی مرسل جاء بخیر منزل  
 یہ نبی مرسل ہیں آسمان سے نازل شدہ بھلائی لے کر آئے ہیں۔  
 ابو بکر سے روایت ہے کہ ایک رات قریش نے کوہ ابی قیس سے کسی کہنے والے کی یہ  
 کہ سنئے

إذا سلم السعدان بصبح بركة محمد لا يخشى خلافت المخالف  
 جب دو سعد اسلام لائیں گے۔ تو مکہ میں محمد کسی مخالفت سے نہیں ڈریں گے۔  
 جب لوگوں نے صبح کی تو ابو سفیان نے کہا کہ وہ دو سعد کون مراد ہیں۔ کہا گیا کہ سعد بکر  
 عد تمیم مراد ہیں پھر دوسری رات یہ آواز سنی گئی کہ

إيا سعد سعد الاوس كن انت ناصراً ويا سعد سعد افراس جين انطارف  
 اے سعد اوس اے سعد خزرج محمد کے ناصر اور مددگار بن جاؤ۔



اجیباً الی داع الہدی وتینا علی اللہ فی الفردوس خیر خارف  
ہادی برحق کی دعوت کو قبول کرو۔ اور جنت الفردوس کی اور اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھو  
جو لوگوں نے صبح کی توبہ یوسفیان نے کہا اس سے مرو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہیں۔  
تیسیم واری کا بیان ہے کہ مجھے شام کے سفر میں ایک وادی میں رات گزارنے کا اتفاق ہوا  
بیس رات کو ریٹ گیا۔ تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی۔

اللہ عزوجل سے پناہ مانگ۔ جن اللہ عزوجل کے کسی دشمن کو پناہ نہیں دیتا۔ اللہ کے رسول  
پر حقوں میں بدعت ہو گئے۔ ہم نے حجوان میں ان کتے جیسے نماز پڑھنے والے شیطان کا ٹکڑا  
اس پر شہاب ثاقب مارے گئے محمد صلعم کے پاس جاؤ۔ جو رب العالمین کے رسول ہیں۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ سواد بن قارب نے کہا کہ میں سرت کے پہاڑوں میں  
سے ایک پہاڑ پر سو گیا۔ ایک آنے والے نے اکر ٹھوکر لگائی۔ اور کہا اٹھ اے سواد بن قارب  
ی بن غالب سے تمہارے پاس رسول آگیا ہے جس میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ تو وہ یہ اشعار کہتا  
اپٹ گیا ہے

تہوی الی مکة تبغی الہدی لاصالحوها مثل انحاسها  
کہ جاؤ۔ وہاں ہدایت حاصل کرو۔ وہاں کے لوگ نجس لوگوں کی طرح نہیں۔  
میں پھر سو گیا۔ تو اس نے دوبارہ ٹھوکر لگائی۔ اور پہلے کی طرح کہتے ہوئے واپس چلا گیا۔  
تہوی الی مکة تبغی الہدی ماصادعوها مثل کذابها  
کہ میں جاؤ۔ ہدایت حاصل کرو۔ وہاں کا سچا آدمی جھوٹے کی مانند نہیں ہے۔

تہوی الی مکة تبغی الہدی مامومنوها مثل کفارها  
کہ میں جاؤ۔ ہدایت حاصل کرو۔ وہاں کے مومن کفار کی طرح نہیں ہیں۔  
میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ میں نبی اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور میں نے آپ کی  
خدمت میں یہ اشعار عرض کئے۔

اتانی جن قبل هذه واقدة وهم يك نياما بکاذا

ثلاث لیل قال قوله كل ليلة  
اتاك رسول من لوی بن غالب  
یقین راتیں وہ برابر کہتا رہا کہ لوی بن غالب کی طرف سے تمہارے پاس رسول آگیا۔  
فاشهد ان الله لا رب غيرہ  
وانك مامون علي كل غالب  
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں ہے۔ تم ہر غالب سے مامون ہو۔  
بنو عذرہ کا بت تھا جس کا نام حمام تھا۔ جب آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے تو  
ان کے پیٹ سے یہ آواز سُنی گئی۔

یابنی مہند بن حزام + ظہر الحق داودی حمام + ودفع الشرک الاسلام  
اسے بنو مہند بن حزام۔ حق ظاہر ہو گیا۔ اور حمام ہلاک ہو گیا۔ اور اسلام نے شرک کو دفع کیا۔  
کچھ ایام کے بعد طارق سے کہا۔ اسے طارق! اسے طارق!! پس نبی مبعوث ہو گئے ناظر  
لئے کر آگئے۔ مکہ میں ایک آواز دے دے اسے نے آواز دی محمد کے دو گاروں کے لئے  
تو سبے اور آپ کو چھوڑ دینے والوں کے لئے ذلت اور رسوائی ہے میری جانب سے  
تک کے لئے آخری پیغام ہے۔ پھر وہ بت منہ کے بل گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔  
زید بن ربیعہ کا بیان ہے کہ میں نبی اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو اس واقعہ سے  
کہا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ جن مومن کا کلام تھا جس نے ہمیں اسلام لانے کی دعوت دی تھی جب رسول اللہ  
نے خروج فرمایا تو اسی رات مکہ میں ایک جن کی آواز سُنی گئی۔

جزی الله دین الناس خیر جزائہ  
سولاً آتی فی حیاتی ام معسر  
لوگوں کے پالنے والے اللہ نے اچھا بدلہ دیا کہ ام مہجد کے خیمہ میں ایک رسول تشریف آئے  
اس جن کی آواز کا جواب حسان نے اپنے ان اشعار میں دیا ہے۔

لقد خاب قول زال عنهم بیہم  
وقد سر من یسری الیہ دیفتدی  
وہ قوم گھائے میں ہے جن سے ان کے بنی جڑا ہو گئے۔ وہ شخص خوش قسمت ہے جو آپ کی خدمت  
حاضر ہوا اور آپ کی اقتدا کی۔

نبی یری ما لا یری الناس حوله  
دیستلو کتاب الله فی کل مشہد  
اللہ کا ایسا نبی ہے جو اپنے گرد ایسی چیزوں کو دیکھتا ہے جس کو اور لوگ نہیں دیکھ سکتے۔



جگہ کتابِ خدا کی تلاوت کرتا ہے۔ بدر کی لڑائی کے روز کار کے پہاڑوں سے ایک ہاتھ  
نکل گئی۔

بَیْعٌ مِنْ اُمّیّہ و محمّد لَقَدْ ذاقَ خُرّاً فَمِنَ الْحَيَاةِ وَخُسْرًا  
روار! اس شخص کے لئے ہلاکت ہے۔ جو محمدؐ کا دشمن ہو گیا۔ وہ دنیا میں دولت اور رسوائی کا مزہ

باس بن مرداس بھی ایک بُت کے پاس آیا جس کا نام ضمیر تھا۔ اس کے گرد جھاڑوی اور اس پر ہاتھ  
اس کو بوسہ دیا تاگاہ ایک آواز آئی۔

لِلْفَاتِلِ مِنْ سَلِيمٍ كَاهِمٍ هَلَكَ الضَّمِيرُ وَفَارَ اَهْلُ الْمُتَعِدِّ  
سَلِيم کے تمام قبیلوں سے کہو دو کہ ضمیر ہلاک ہو گیا۔ اور خانہ کعبہ والے کامیاب ہو گئے۔

هَلَكَ الضَّمِيرُ وَكَانَ يَبْسُ مَرَّةً قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ  
ضمیر ہلاک ہو گیا۔ محمدؐ پر کتاب نازل ہونے سے پہلے جس کی پوجا مرہ کا قبیضہ کیا کرتا تھا۔  
باس بن مرداس کے قبیلے کے تین سو سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پورا آنحضرت  
انہیں دیکھ کر مسکرا دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ اے عباسؓ! میں تم نے اسلام قبول کر قبول  
نے آپ کے سامنے تمام قصہ بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے سچ کہا اور آپ اس  
سے مسرور ہوئے۔

مارعنانی سے جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا تم کا بن ہو؟ تو اس نے کہا۔ اللہ نے اسلام کے ذریعہ ہر  
ہدایت کی۔ اور حق کے ذریعہ باطل کو دفع کیا۔ اور مذہبِ چیر کو قرآن کے ذریعہ سیرجہ کیا۔

روبن جبلہ کلی سے مروی ہے کہ ہم نے ایک بُت کی خاطر جس کا نام عمرہ تھا۔ جانا اور فتح کیا۔ اور اس  
سے آواز سُنی جو اپنے پیارے سے کہہ رہا تھا۔ اے عَصَام! اے عَصَام! اِجْعِدْ اِلَاسَ لَامِ  
اُکِیَا۔ وَذَهَبَتْ الْاَصْنَامُ بُتِ مَثْ گئے۔ وَحَقَّتْ الدِّمَاخُونَ مَحْفُوثًا ہو گئے وَوَصَلَتْ  
مِ صِلَہ جبریا ہو گئی۔ ہم لوگ اس بات سے ڈر گئے۔ ہم نے پھر بُت کی خاطر دوسری  
کی۔ تو ہم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا جس کا نام بکر تھا۔ اے بکر بن حبیل  
نسی بنی مرسل آگئے۔ ان کی تصدیق کھانا کھلائے و اے کریں گے۔ کھجوریں

کے مالک مدینے والے اور آنحضرت صلیعہ کی تکذیب بخدا مکہ والے کریں گے اور اہل فلع اور  
ہمارے نبی اکرم صلیعہ کی خدمت میں آئیں گے اور اسلام لائیں گے۔ عمرو بن جہلہ نے کہا ہے

اجبت رسول اللہ اذ جاء بالهدی فاجبت بعد الحمد لله اوحداً  
رسول اللہ صلیعہ جب ہدایت لے کر آئے تو میں نے اس کو قبول کیا۔ اللہ کی حمد کے بعد میں  
توحید والا ہو گیا ہوں۔ پہلے بت کے اندر سے شیطان بولا ہے

قاتل اللہ رھط کعب بن قھر ما اخل العقول والاحلاما  
اللہ کعب بن قھر کے گروہ کو قتل کرے۔ انھوں نے کس قدر لوگوں کی عقلوں اور  
فراستوں کو گمراہ کیا۔

جاء نابه یعیب علیہنا دین ابناء الحماة الکراما  
ہمارے پاس ایسے شخص کو لائے ہیں جو ہمارے باپ دادا کے دین کی عیب جوئی کرتا ہے۔  
حالانکہ وہ لوگ نیکوں کے مددگار تھے۔

اہل کے اندر سے یہ آواز سن کر تمام کفار اہل کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔ اور آنحضرت  
صلیعہ کی تنقیص بیان کی۔ اور کہا کہ کل آنا۔ اور ہم اہل سے اور گفتگو بھی نہیں گے۔ اس بات سے  
آنحضرت صلیعہ کی رسوائی ہوئی۔ آپ کی خدمت میں ایک مرد مومن حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ! میں نے  
مسعر شیطان کو قتل کر دیا ہے۔ جو بتوں کے اندر گفتگو کرتا ہے (یا رسول اللہ! اب انھیں کہو کہ مشرکین  
کو بلاؤ۔ دیکھیں۔ اب اہل انھیں کس طرح جواب دیتا ہے۔ جب مشرکین اکٹھے ہوئے اور نبی اکرم  
صلیعہ تشریف لائے۔ تو تمام بت نہ کے بل گر پڑے انھوں نے بتوں کو کھڑا کر دیا۔

انھوں نے کہا اے محمد! کچھ بیان کیجئے۔ مومن جن لات کے اندر سے آواز دینے لگا۔  
انا الذی سمائی المطھرا انا الذی قتلت الفجور مسعراً

میں وہ ہوں جس کا نام مطہر ہے۔ میں وہ ہوں جس نے بدکار مسعر کو قتل کیا ہے۔

اذا طفی لہما طفی واستکیرا وانکی الحق ورام المنکر

یہ اس وقت ہوا جب اس نے کشتی اوتا بکریا حق کا انکار کیا اور باطل کی طرف جھک گیا



تمہ نبینا المطہرا ! قد انزل اللہ علیہ السورۃ

من بعد موسیٰ فاتبعنا الاثر

میں نے ہمارے پاکیزہ نبیؐ کو گالیاں دیں تھیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے مسورتوں کو حضرت موسیٰؑ کے بعد آپؐ پر نازل کیا۔ ہم تو سنت کی پیروی کریں گے۔ یہ سن کر کفار کہنے لگے کہ محمدؐ نے تولدات دھوکا دیا ہے جس طرح تمہیں دھوکا دیتے ہیں۔

حج طبری میں جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی بعثت بیٹھے ہوئے تھے یہ ایک ماہ پہلے کی بات ہے اور ہم نے اونٹوں کو نحر کیا ہوا نقتانہ نگاہ بتاتے ایک آواز دینے والے نے آواز دی عجیب بات کو سنو وحی کر پڑا نا ختم ہوا شیطان کو سے جائیں گے۔ ایک نبی مکرم میں مبعوث ہو گا جو شرب کی طرف ہجرت کرے گا۔

میں نے ابن اسحاق سے اور زہری عبد اللہ بن کعب عثمان کے تلامذہ سے روایت کرتے ہیں کہ مرنے کے کہا کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں بنوں کی بوجا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ہم کے ذریعہ سے مکرم کیا۔ خدا کی قسم ہم قریش کے ساتھ جاہلیت کے بتوں میں سے ایک پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک عرب مرنے کے بت کی خاطر قریشی کی اور ہم اس بیٹھے کہ وہ ہمارے لئے اس کا کوثر تقسیم کرے گا۔ نگاہ میں نے بت کے اندر سے ایسی تیز آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے ایک سال ایک ہے۔ آواز یہ تھی اُسے آلِ دین ابیہ عمدہ امرا ہر ہو گیا ہے۔ اور مشبہ فصیح زبان والا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں۔ اسی تیسل سے حدیث ختمی اور سعد بن عمرو ہندی کہے۔

فصل ۱۲

حمادات کا بولنا

من من شیء الا یسبح بحمدہ ولعن لا تفقہون انما یبیدہم  
بیر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی حمد کو سمجھ نہیں سکتے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ ایک دفعہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ کے تختانی صحر میں درختوں کے تلے جا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جس پتھر اور درخت کے پاس سے گذر ہوتا تھا وہ کہتا تھا، السلام علیک یا رسول اللہ!۔ اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ وانا اسمع رب میں اس بات کو سنتا تھا۔

عقلمند اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا۔ اور اس کھانے سے تسبیح کی آواز آ رہی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناول فرما رہے تھے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کورز عام حاضر ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے نو سنگریزے طلب کئے اور وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگے۔ اُنی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھ دیا۔ انہوں نے تسبیح نہ کی۔ اور خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہاتھ مبارک پر اٹھالیا۔ وہ پھر تسبیح کرنے لگے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت موت کا بادشاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہہ کر کہ ہم کس طرح جانیں گے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے ایک پتھر کو سٹھی میں لیا۔ اور فرمایا یہ اس بات کی گواہی دے گا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح شروع کر دی۔ اس بات کی گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مکہ کے ہر اس پتھر کو جانتا ہوں جس کے پاس سے میں گزرا۔ اور میں نے مجھ پر سلام کیا۔

ابو ہریرہ۔ جابر انصاری۔ ابن عباس۔ ابی بن کعب اور امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ و علم مریمہ منورہ میں ایک سوکھی کھجور کے سہارے سے بلہ دیا کرتے تھے۔ جب لوگوں کی کثرت ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنایا گیا۔ تو وہ کھجور کا تنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لپکا۔ اور اس طرح آواز دی جس طرح اونٹنی آواز دیتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مڑا۔ آپ نے اس کو تھام لیا۔ وہ پتے کی طرح گنگنا تا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا اگر میں اس کو سینے



لگاتا۔ تو وہ قیامت تک کراہتا رہتا۔

ایک روایت ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بلایا۔ وہ زمین پر چلتا ہوا آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پراپنا ہاتھ رکھا۔ اور کہا۔ اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ وہ گھوڑے کی مانند واپس چلا گیا۔

کتاب مسند امام احمد بن حنبل میں ابی بن کعب سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو ٹھہرو ہو گئے تو میں تمہیں جنت میں بُودوں گا۔ اور تیرا پھل نیکو کار لوگ کھائیں گے۔ اگر تو چاہے گا تو تجھے سابق کجور کی صورت تروتازہ بنا دوں گا۔ اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔

منہ بن ماجہ میں ہے۔ کہ جب مسجد کو تعمیر کی خاطر گرایا گیا تو ابی بن کعب نے حنا نہ کجور کو اکھاڑا اور اپنے گھر میں بُودیا۔ وہ کچھو آپ کے گھر میں رہی۔ اور وہیں خشک ہو گئی اور پھر تروتازہ ہو گئی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ یہود ایک عورت کے پاس جمع ہوئے جس سے بدہ تھا اس سے کہا کہ تم اس بکری کے گوشت میں زہر ملا دو۔ اس عورت نے گوشت کو پکایا اور زہر ملا دیا۔ جب روءسا یہود اس کے گھر میں جمع ہوئے تو رسول اللہ کے پاس آکر کہنے لگی اے آپ کو اس بات کا علم ہے کہ تمسائے کا حق کس قدر واجب ہے اور میں چاہتی ہوں کہ روءسا میرے گھر میں تشریف لائے ہیں۔ آپ بھی بعد اصحاب کے میرے گھر کو زینت بنائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ۔ ابوذرؓ۔ بلالؓ۔ ابوایوبؓ۔ سہل بن حنیفؓ اور ایک حدیث کی رُوسے مقدادؓ۔ عمارؓ۔ صہیبؓ۔ ابوذرؓ۔ بلالؓ اور یربہ بن مغرہ کے گھر تشریف لائے۔ اس عورت بکری کا گوشت نکالا۔ یہودیوں نے اپنے ناک کو ان سے بند کر کے کھڑے ہو گئے اور اپنے اپنے کا سہارا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم جب کسی نبی کی زیارت میں ہیں تو اس مقصد کے تحت نہیں بیٹھتے کہ ہمیں ہماری سانسیں نبی تک نہ پہنچ جائیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کا گوشت پیش ہوا۔ تو بکری کا نشانہ گویا ہوا۔ اے محمد! مجھے نہ سے میں زہر آلود ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدہ کو بلا کر کہا۔ کہ یہ کام تم نے کیوں کیا؟ اس نے بیابان میں اپنے دل میں سوچا کہ اگر آپ نبی ہیں تو زہر آپ کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو اس قوم کو آپ سے نجات مل جائے گی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ بعد از سلام فرماتا ہے۔ کہو۔  
 بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ یَسْمِیْہِ بِہٖ کُلُّ مُؤْمِنٌ رَّبِّہٖ یُزِکُّ کُلَّ مُؤْمِنٍ وَ یُنَوِّرُہُ الَّذِیْ  
 اضْیَیْتُ بِہٖ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ یَقْدِرُتَہُ الَّذِیْ خَضَعَ لَہَا کُلَّ  
 جَبَارٍ وَعَیْذٌ وَ اَنْتَکَسِ کُلُّ شَیْطَانٍ مُّرِیدٍ مِّنْ شَرِّ اِلٰہِ السَّحَرِ وَ  
 اِلٰہِ صٰرِیْمٍ عَلٰی الْمَلَائِکَۃِ الْفَرِدِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَ نَزَلَ فِی  
 الْقُرْآنِ مَا ہُوَ شِفَاؤٌ وَ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لَا یَزِیْدُ الظَّالِمِیْنَ  
 اِلَّا خَسَارًا

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اس دعا کو پڑھو۔ جب انھوں  
 نے دعا کو پڑھ لیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب کھاؤ۔  
 ایک روایت میں ہے کہ برابن مفرود نے دعا ختم ہونے سے پہلے گوشت کا ایک لقمہ کھایا  
 امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی کلام پڑھ رہے ہیں۔ اور تم پہل کر رہے  
 ہو۔ اگر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کھایا۔ تو وہ زہر کے اثر کے تمہارے ضامن ہوں گے۔ اگر تم نے  
 آپ کی اجازت کے بغیر کھایا۔ تو اس کا ذمہ دائرہ نفس ہوگا۔ برا کر کر گیا۔  
 ایک روایت میں ہے۔ کہ زہر کھلانے والی سلام بن سلم کی بیوی زینب بنت حریث تھی۔ اور زہر  
 کھانے والا بشر بن براد بن مفرود تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بشر بن براد کی والدہ آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے بشر کی والدہ وہ زہر جو میں نے تیرے بیٹے کے ساتھ کھایا  
 وہ برا بر مجھے ستا تا رہا۔ ان ایام میں اس نے میری پشت کے ٹکڑے کر دیے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے۔ کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو کر مرے ہیں۔

لہذا اللہ کی مصیبت بھی اسی میں مضمر تھی۔ کہ آپ کو شہادت کا درجہ نصیب ہو۔ ورنہ جان بوجھ کر نہ سرکھانے کے کوئی مدانی نہیں  
 ہیں۔ اور جبریل کی لائی ہوئی دعا جمل ثابت ہوتی ہے۔ مقصد یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس دعا کی وجہ سے زہر نے فوری طور پر کوئی اثر نہ  
 ہونے دیا۔ چونکہ شہادت ایزدی چاہی تھی۔ کہ آپ کو شہادت کا درجہ ملے۔ مقررہ وقت میں زہر نے اپنا کام کر لیا۔ اور رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ اسی طرح آئمہ معصومین علیہم السلام کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ کہ انھوں نے بھی مصیبت و ذات کے غم



وہ بن زہیر سے روایت ہے کہ اس زہر خوردنی کے واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک اپنے زہر کے اثر سے آپ کی موت واقع ہوئی۔

اب روایت میں ہے کہ آپ زہر کے واقعہ کے بعد چار سال تک زندہ رہے۔ اور صحیح بات بھی یہ ہوتی ہے۔ اس بارے میں نضر بن منتصر نے کہا ہے

من يذابه الزراع الى مسمومة قد سمنى القوم والرسد  
ی شخص کو بکری کے بازو نے یہ آواز دی تھی کہ میں زہر آلود ہوں۔ دشمن قوم نے مجھے زہر آلود کیا ہے  
نحمدانے کہا ہے

لمسة الذراع اذ سمن فيهما يا رسول الله دع عنك اكل  
ی کے زہر آلود بازو نے آپ سے اس وقت گفتگو کی جب اس میں زہر ملایا گیا تھا۔ اور کہا:-  
اللہ کے رسول میرا کھانا چھوڑ دیجئے۔

یہ امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں اللہ تعالیٰ کی اس آیت ثم قست قلوبهم کے تحت  
ہے کہ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ پتھر ہمارے دلوں سے  
ہیں۔ اور ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ اگر بات یہی ہے۔ تو ان پہاڑوں سے  
میں کی تصدیق کراؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے متحرک ہوا اور اس  
پیدا ہوا اور اس سے پانی بہنے لگا۔ اور بلند آواز سے پکارا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ  
ملائین کے رسول اور تمام مخلوقات کے سردار ہیں۔ پھر آپ نے پہاڑ کو حکم دیا کہ وہ دو ٹکڑے  
ہو جائے۔ کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر چلا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر رسول اللہ  
میدان میں تشریف لائے۔ اور بلند آواز سے کہا: اے پہاڑ! بحق محمد وآل محمد کلام کر۔ پہاڑ گونج اٹھا  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ان لوگوں نے کہا یہ شخص (محمد) جادوگر ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں وارد ہے کہ قریش نے محمد اور علی علیہما السلام پر پتھر

عسکری علیہ السلام کی یہ تفسیر کل قرآن مجید کی تفسیر نہیں بلکہ ابتدائی حصہ کی تفسیر ہے۔ مولانا سید شریف حسین صاحب اعلیٰ

نے اس کا ترجمہ سے اردو میں ترجمہ کر دیا ہے۔ جو آثار مجیدہ کی نام سے لاہور میں شائع ہوا ہے۔ ۱۲ محمد شریف علی غنی

رسائے یلین انھوں نے دیکھا کہ ہر پتھر دونوں پر سلام کرتا تھا۔ قریش کے دس آدمیوں نے کہا کہ پتھر ان دونوں کے ساتھ کیوں بات چیت کرتے ہیں۔ ہونہو محمدؐ نے زمین کے نیچے کچھ آدمی چھپا رکھے ہیں جو باتیں کرتے ہیں۔ ایسا کہنے والوں پر پتھر پڑے۔ عشاء کے وقت ان کے وڈٹا چھتے پھلتے۔ روتے ہوئے کہنے لگے کہ محمدؐ نے ہمارے آدمیوں کو مار ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مردوں کو گویا کیا۔ اور انھوں نے کہا۔ محمدؐ پیچھے ہیں۔ اور تم جھوٹے ہو۔ مردوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور وہ جنازے کی چارپائی سے نیچے گر پڑے۔ اور بلند آواز سے پکارے کہ ہم اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ ہمیں دشمن خدا اٹھا کر لے جائیں۔ ابو جہل نے کہا کہ یہ ایک بہت بڑا جادو ہے۔ پھر حضرت رسول خداؐ اور حضرت علیؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ وہ سب کے سب زندہ ہو گئے زندہ ہو جانے والوں نے بلند آواز سے کہا۔

”جن ممالک میں ہم موجود تھے۔ وہاں محمدؐ اور علیؑ کو بہت بڑی منزلت حاصل ہے۔“

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں اس آیت ان الذین کفروا سوءاً علیہم کی تفسیر کے تحت مروی ہے کہ مالک بن صفی نے کہا۔ اے محمدؐ میں چاہتا ہوں کہ میرا فرش (مراد پڑے کی وری) آپ کی نبوت کی تصدیق کرے۔ ابولبابہ بن منذر نے کہا کہ میرا کوڑا آپ کی نبوت کی گواہی دے۔ کعب بن اشرف نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا گدھا آپ پر ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرش کو گویا کیا۔ اس نے کہا۔ اشہد ان لا اله الا اللہ واشہد انک یا محمدؐ عبدہ ورسولہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز لائق عبادت نہیں اے محمدؐ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ واشہد ان علی بن ابی طالب وصیک میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب آپ کے وصی ہیں۔

یہ سن کر انھوں نے کہا یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔ فرش فضا میں بلند ہوا۔ اس کے مالک اور ساتھی زمین پر گر پڑے۔ پھر ابولبابہ کے کوڑے نے آنحضرت صلیم کی نبوت کی اور حضرت علیؑ کی امامت کی گواہی دی۔ پھر وہ کوڑا ابولبابہ سے لپٹ گیا۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا۔ یہ کوڑا ہمیشہ پٹا رہے گا۔ تو اسلام لاؤرنہ میں تجھے قتل کروں گا۔ ابولبابہ اسلام لے آیا۔

کعب گدھے پر سوار ہو کر آیا۔ گدھے نے اسے سر کے بل زمین پر ٹک دیا۔ اللہ تعالیٰ کا نہایت برا بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے آیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پھر ان کا انکار کرتا ہے۔ رسول اللہ صلیم نے



دیا۔ آخر مجبور ہو کر اس نے قیس بن ثابت کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

مفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ حارث بن کلدہ ثقفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بجزہ طلب کیا اور کہا کہ میری خاطر درخت کو طلب کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو طلب کیا اور زمین پر بڑے بڑے خطرہ دیتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہو گیا۔ اور بلند آواز سے کہا کہ میں مانا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اے محمد! میں مانا ہوں کہ آپ اللہ کے عباد اور رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ آپ کے چچا کے فرزند کے اسلامی بھائی ہیں۔ حارث اسلام لے آیا۔

۱۰ اللطائف میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور مکہ کے ایک درخت کو طلب کیا زمین شکاف ہو گئی اور وہ درخت چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دی۔

ن دعا الادحة اذ قال لها الاقبلي فاقبلت لمن دعا  
ذات نے درخت کو بلایا بنا جو اب اس سے کہا کہ تم کو بلایا چاہیے۔ وہ اس ذات کے حاضر ہو گیا۔ جس نے اُسے بلایا تھا۔

اللہ بن رواحہ نے کہا کہ

حديكن فيك ايات مبينة كانت بديهة نبك بالخير  
اے محمد! اگر آپ میں کھلے ہوئے معجزات موجود نہ ہوتے تو میں تجھے تیری ایک خبر سے

## فصل ۱۵ حیوانات کا کلام کرنا

یہ اور بنی بنی عائشہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خدمت میں کے ہاتھ میں کوہ تھی کہا اے محمد! میں اس وقت تک اسلام نہیں لاؤں گا جب تک کہ نبی اسلام اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ سے دریافت کیا یہ بتا تو یہ کہ کون ہے؟ اس نے کہا وہ وہ ذات ہے۔  
اور بتا کہ اور زمین پر کلی سلطنت ہے۔ سمندریں جس کے عجائبات ہیں۔ خشکی میں

<http://fb.com/ranajabirabbas>



س کی عجیب و غریب چیزیں ہیں۔ اور ارحام کے متعلق وہ جانتا ہے کہ ان میں کیا چیز موجود ہے پھر حضرت صلعم نے گوہ سے کہا کہ یہ بتاؤ کہ میں کون ہوں۔ اس نے کہا۔ انت رسول رب العالمین پین الخلق يوم القيامة اجمعين آپ رب العالمین کے رسول اور قیامت کے روز تمام لوگوں کی زیرت کیا عت ہیں۔ وقاشد الغر محجلین چمکتی ہوئی پیشانیوں والوں کے امام ہیں تقد نالغ من امن بک واسعد جو تجھ پر ایمان لایا فلاح پاگیا اور نیک بخت ہوا۔ اعرابی نے کہا اشد لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کہہ کر اعرابی ہنس پڑا۔ اور کہا کہ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت تمام مخلوق سے زیادہ آپ سے بغض رکھتا تھا۔ جب آپ کے ہاں سے چلا جاؤں گا۔ تو تمام مخلوق سے زیادہ آپ میرے نزدیک محبوب ہوں گے۔ جب اعرابی اپنے گھر پہنچا تو اس کے ساتھی سب مر گئے۔ آپ نے جو واقع رسول اللہ صلعم سے مشاہدہ کیا تھا۔ اس سے انھیں آگاہ کیا وہ تمام کے تمام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں چل پڑے۔ نبی اکرم صلعم نے ان کا استقبال کیا۔ اعرابی نے کہا

الایمانون الله انت صادق  
شرعت لسا دین الحیة فی ابدا ما  
ہیما خیرہ من عوویا خیرہ رسول  
انت یبرھن من الله وارضع  
فبورکت مہدیاً و بورکت ہادیاً  
عبنا کامثال العجیر الطوائف  
الی اناس شح الجن لبیک داعیا  
فما صحت فینا صادق القول راضیا

فبورکت فی الاقوام رحیاً وصیاً

وبورکت مولوداً وبورکت ناسیاً

اے اللہ کے رسول تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ آپ سچے ہیں ہدایت یافتہ ہیں۔ اور ہدایت کرنے کی وجہ سے برکت والے ہیں۔

اے اللہ کے رسول! اگر آپ کے آپ کا مسئلہ دین جنت کے راستے کوں دیئے۔

آپ بہترین مدعو بہترین رسول تمام جنات اور انسانوں کے کارساز ہیں۔

اللہ کی طرف سے واضح دین لے کر شریف لائے جب تک ہم ہیں رہے ہم نے آپ کو سچا پایا۔

آپ قوم میں زندگی اور موت دونوں حالتوں میں برکت والے ہیں یہی آپ اور پیدائش کے وقت بھی برکت والے ہیں۔

اعرابی کا نام معد بن معاذ اسلمی تھا۔ ان تمام آدمیوں کے اسلام لانے کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ اور اعرابی کو ان کا سردار مقرر کر دیا۔

زید بن ارقم انس ام سلمہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت کا گدیا ایک کے پاس سے ہوا جو کہ ایک یہودی کے خیمے کے پاس بندھی ہوئی تھی۔ ہرنی نے عرض کیا: اے کے رسول! میں دیکھوں گی مال ہوں۔ اور میرے بچے دودھ سے بھر چکے ہیں۔ مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ میں پھر واپس آ جاؤں گی۔ آپ مجھے دوبارہ باندھ دینا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تو واپس نہیں آئے گی؛ اس نے کہا کہ اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے دس گنا عذاب میں مبتلا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ چلی گئی۔ اس نے واقعہ کا ذکر اپنے بچوں سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک دودھ نہیں پیئیں گے جب تک تمہارا رسول اللہ تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہیں۔ ہرنی اپنے بچوں سمیت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے دونوں بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنے سر تلے تھے یہودی روپڑا اور اسلام لے آیا اور کہا میں نے ہرنی کو آزاد کر دیا۔ اس نے وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ رسول اللہ نے اس کی گردن میں پٹہ ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے تیرا گوشت نکال کرنے والے پر حرام کر دیا ہے۔ پھر فرمایا: کاش کہ روں کو موت کا علم ہوتا۔

زید کی روایت میں ہے کہ خدا کی قسم میں نے اس ہرنی کو دیکھا تھا جو جگہ میں تسبیح کرتی تھی اور تھی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ روایت میں ہے کہ ہرنی کو باندھنے والے دی کا نام امیر بن سماع تھا۔

جابر انصاری اور عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ بنو نجار کے باغ میں ایک بدست فوٹ جو شخص بھی باغ میں داخل ہوتا تھا۔ وہ اس پر حملہ کرتا تھا یہی معلم باغ میں تشریف لائے اس اور



وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے اپنے ہونٹ کو زمین پر رکھ دیا۔ اور رسول اللہ کے پیچھے گیا۔ آنحضرتؐ نے اس کو نکلیں دے دی۔ اور اپنے اصحاب کے حوالے کر دیا۔ لوگوں نے بتایا کہ علم کی خدمت میں عرض کیا۔ جانور بھی آپ کی نبوت کو جانتے ہیں۔ فرمایا۔ ابوہریرہؓ اور قریش کے سوا کسی ہر چیز میری نبوت کی معرفت رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا ہم جانوروں کی نسبت تجھے سجدہ کرنے پر مجبور نہیں۔ فرمایا میں مر جاؤں گا۔ حتیٰ لایوت کو سجدہ کرو۔

ایک روز اونٹؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی۔ حضرت امام نے اس اونٹ کے کان میں کوئی بات فرمائی۔ اور منہس پڑے۔ پھر فرمایا۔ یہ قلت گھاس و کثرت بوجھ کی شکایت کرتا ہے۔ اے جابر! اس کے ساتھ جاؤ۔ اور اس کے مالک کو بلا کر لے آؤ۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں تو اس کے مالک کو نہیں جانتا۔ فرمایا یہ خود تجھے بتا دے گا۔ جابر کا بیان ہے کہ میں اونٹ کے ساتھ بنو غطفہ کے ایک شخص کے پاس گیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ فرمایا اونٹؓ کہے اور یہ باتیں کہتا ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں اس کی نافرمانی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ ہم نے یہ سلوک اس کے ساتھ دوڑاؤں سے کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم اپنے مالک کے ساتھ چلے جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم اس کو تمہاری حرمت کی وجہ سے آزاد کر دیتے ہیں۔ وہ اونٹ گیدڑوں میں گھومتا تھا۔ اور لوگ کہا کرتے تھے یہ رسول اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔ نضر بن مشصر نے کہا اے

ومن شکا البعیر فطلم اھلہ لہ البید ثقیل حمل و خوی  
اونٹ نے اپنے مالک کے ظلم کی شکایت کسی سے کی جس پر بارز یا وہ لا دا جانا تھا۔ اور اسے چارہ  
دا جانا تھا۔ ابن حنظل نے کہا اے

ودعاہ البعیر یا رسول اللہ  
اونٹ نے کہا اے اللہ کے رسول میں اللہ کے لئے آپ کی خدمت میں اپنے مالک کی

کیا آج کل ابوہریرہؓ کی اولاد موجود نہیں جو رسول اللہ کی شان میں نازیبا باتیں بیان کرتی ہے کہ آپ سے غلطی کا انکار نہ کرے۔  
انتہیٰ کیا رسول اللہ کا جانشین وہ شخص نہیں ہونا چاہیے جو آنحضرتؐ کی طرح جانوروں بلکہ کائنات کی ہر چیز کی زبان

ہو اور ان کا دل و گوشت ہو۔ رسول اللہ کے بعد یہ اوصاف صرف بارہ ائمہ معصومین علیہم السلام ہی میں پائے جاتے ہیں۔ ۱۲

ت کرنا ہوں۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، ناگاہ ایک اونٹ بھٹا تا ہوا آپ کی تباہی میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے، یہ کہتا ہے راج کا فلاں قبیلہ مجھے استعمال کرتا رہا اور مجھے سخت تعب و مشقت میں ڈالتا ہے، میں بوڑھا ہوں اور میرے اعضا کمزور پڑ گئے ہیں اب انہیں میرے ذبح کرنے کی فکر سوچنی ہے میں جنابِ رسالت میں اس بات کا استغاثہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو روک لیا، آپ سے اس مالک طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس کے بارے میں جو چاہیں آپ فیصلہ فرمائیے آپ نے فرمایا۔ اس بوڑھے وہاں اس کی مرضی چاہیے کھانا پھرے۔ انہوں نے اونٹ کو آزاد کر دیا۔ اونٹ تھوڑی دیر بعد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سجدہ سے پیش گر پڑا۔ انہوں نے کہا یہ جانور سمجھتا ہے کہ آپ کو سجدہ ہے۔ ہم اس سے آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ فرمایا کسی شخص کو کسی شخص کا سجدہ کرنا نہیں ہے۔ اگر میں کسی کو کسی شخص کے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کا اس کت کی وجہ سے سجدہ کرے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ناگاہ اعرابی دوسرے اعرابی کو روک کر حاضر ہوا۔ اور کہا یہ شخص میری اونٹنی کو پیرا کرے جا رہا تھا جب روکے گواہوں نے گواہی دی تو اسے بازو کاٹنے کے لئے تیار کیا گیا تو اونٹنی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص میرے بارے میں بے گناہ ہے۔ گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ مجھے فلاں یہودی نے چسرایا تھا۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ فتحِ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں چار ہاتھیں چار بیٹے، دس اوقیہ سونا اور چاندی اور ایک گدھا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو وہ گدھا بائو یا رسول اللہ! امیر مالک ایک یہودی ہے جس سے کشتی کرتا رہا کبھی اس کی اطاعت میں کی۔ آنحضرت نے فرمایا کیا تیرا پ موجد ہے، کہا نہیں۔ ہم میں سے ستر گدھے ایسے گذرے جو انہیں کھانسی کے کام آئے ہیں اس وقت ہماری نسل ختم ہو گئی ہے میرے سوا کوئی باقی



حاملہ تھی میرے مالک سے مجھے بطور مستعار لیا گیا۔ میں ان لڑکوں سے بھاگ گئی جب میں  
چرا کرتی تو نباتات مجھے خود بلیا کرتے۔ شیر پکار پکار کر کہتے کہ اسے نہ پکڑو یہ محمد کی اونٹنی ہے  
میں نے اس سے اس کے مالک کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا میرے مالک کا نام غضبنا  
نحسرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا نام غضبنا رکھا۔ عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال  
و غضبنا نے عرض کیا اپنے بعد میرے لئے کس کو وصیت فرماتے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا: اے  
اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا کرے۔ تم میری بیٹی فاطمہ کی ملکیت میں رہو گی۔ جو تجھ پر دنیا اور  
آسمان میں سوار ہوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اہل بیت کے وقت جناب فاطمہ سلام اللہ  
کے درویش پر حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا سلام علیک یا بنت رسول اللہ اے رسول اللہ  
میرا تم پر سلام ہو۔ قد حانی قرانی الدینا میرا دنیا کو چھوڑنے کو جی چاہتا ہے واللہ  
سنا ت بعلف ولا شراب بعد رسول اللہ وما انت بعد النبی بسلامة ایام  
م رسول اللہ کے انتقال کے بعد اس نے گھاس اور پانی کو منہ نہ لگایا۔ اور تین روز کے بعد مرنے  
ایک حدیث میں اس سے روایت ہے کہ ایک انصاری کے باغ میں ایک بکری تھی جس



نہیں رہا۔ اور کتاب کے سوا اور کوئی نبی باقی رہا ہے آپ کے متعلق ہمیں حضرت زکریا علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک شخص کے دروازے پر بھیجا۔ وہ دروازے پر آیا اپنے سر کے ساتھ دروازے کو کھٹکھٹایا۔ جب گھر کا مالک باہر نکلا تو اس نے اشارہ سے کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرتے ہیں۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے آپ کو مٹیم بن یحٰیجان کے کنوئیں میں گرا کر ہلاک کر دیا۔ اسی جگہ اس کی قبر بن گئی تھی۔ اس روایت کے سوا بھی اور جعفر بن عبد السلام امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جو کتاب عمل الشرائع میں موجود ہے۔

عبدالرحمن بن عسری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز خطبہ اشد فرمایا۔ اور لوگوں کو حدتہ دینے کی ترغیب دی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میری اونٹنی فقراء کے لئے حاضر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو دیکھ کر فرمایا اس کو میری خاطر خرید لو۔ وہ خریدی گئی۔ اس ناقہ نے ایک راست رسول اللہ کے چمے کے پاس آکر آپ کو سلام کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تجھے برکت عطا کرے۔ اونٹنی نے کہا میں حاملہ تھی میرے مالک سے مجھے بظہر مستعار لیا گیا۔ میں ان ارگوں سے بھاگ گئی جب میں گھاس چرا کرتی تو نباتات مجھے خود دیا کرتے۔ شیخ یحٰی کہتے کہ اسے نہ پاؤں یہ محمد کی اونٹنی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے مالک کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا میرے مالک کا نام غنبنہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام غنبنہ رکھا۔ عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو غنبنہ نے عرض کیا اپنے بعد میرے لئے کس کو وصیت فرماتے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا اسے غنبنہ! اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا کرے۔ تم میری بیٹی فاطمہ کی ملکیت میں رہو گی۔ جو تجھ پر دنیا اور آخرت میں سوار ہوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اہل بیت کے بعد اہل بیت کے وقت جناب بنی طہم سدہم اللہ علیہما کے درودت پر حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا السلام علیک یا بنت رسول اللہ اے رسول اللہ کی بیٹی! میرا تم پر سلام ہو۔ قد حان قرافی الدینا میرا دنیا کو چھوڑنے کو جی چاہتا ہے واللہ ما نھنات بحلف ولا شراب بعد رسول اللہ وما نھت بعد النبی بسلامۃ ایام خدا کی قسم رسول اللہ کے انتقال کے بعد اس نے گھاس اور پانی کو منہ نہ لگایا۔ اور تین روز کے بعد مر گئی ایک حدیث میں اس سے روایت ہے کہ ایک انصاری کے باغ میں ایک بکری تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا ابو بکر نے کہا ہم اس بکری سے سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں رسول



صلعم نے فرمایا: اللہ کے سوا کسی ایک کا سجدہ جائز نہیں ہے اگر کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو میں غور  
بتا کر وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیے۔

محمد بن مشکور اپنی حدیث میں رسول اللہ کے غلام سفینہ روایت کرتے ہیں کہ میں سمندریں کشتی پر  
تھا کشتی ٹوٹ گئی تھی اس کے ایک تختہ پر سوار ہو گیا اس نے مجھے ایک گھسے جنگل میں پھینک  
دیے میں شہر پر گزرتا تھا میں نے کہا اسے ابوالحارث ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام وہاں اس نے  
مجھے کر لیا پھر اس نے اپنی پشت پر سوار ہونے کا اشارہ کیا وہ رگتا رہے اشارہ کرتا رہتا ہوا کہ  
تیرا آگے آتا رہا پھر اس نے سمجھ بھمکہ کیا میں ہی سمجھا کہ وہ مجھے رخصت کر رہا ہے

بطن مکر میں جناب ابوذر بکریں چارہ تھے۔ بیڑی نے آپ کی بکری کو پکڑ لیا آپ نے  
شروع کیا آخر کار بیڑی نے بکری کو بھڑو دیا۔ پھر یا اس شکل میں بیٹھ گیا کہ جسم کا پچھلا حصہ  
بر اور پانی رانوں کے اندر باقی دم کو داخل کر لیا۔ پھر کہا تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا تم میرے  
کے معاملہ میں حائل ہو رہے ہو یہ رنق میرا اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ ابوذر کا بیان ہے کہ خدا  
میں نے اس سے زیادہ عجیب بات کبھی نہیں سنی تھی۔ یہ تعجب کی بات نہیں کہ رسول اللہ  
کے درمیان نجات کے مقام پر ماضی اور مستقبل کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور تم اپنی بکری کا  
رہے ہو۔ ابوذر نے کہا اسے فلاں کون ایسا شخص ہے جو میری بکریاں چرائے گا۔ تاکہ میں جا کر  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤں۔ پھر بیانے کہا میں پراڈوں گا۔ ابوذر مکر میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
قبیل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ ابو طالب تشریف لائے  
نے کہا اس کو کچھ نہ کہو اس کے چچا آرہے ہیں ابوذر حضرت ابو طالب کے پیچھے ہوئے۔ ابو طالب

ابوذر کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا مقصد ہے عرض کیا میں اس بنی کے دیار کی خاطر ہوں۔ جو  
حوت ہو رہے، کہا اس کے پاس جانے کا کیا مقصد ہے عرض کیا میں اس پر ایمان لائوں گا۔ ابو طالب  
تم اللہ اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دو گے۔ کہا ہاں ابو طالب نے اسے جو جعفر کے پاس  
کہا یہ بعض کو آپ کی نوابش کا پتہ پلا۔ تو آپ نے جناب حمزہ کے پاس جہانے کو کہا جب جناب  
نواب تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جانے کو کہا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو آپ کی

معلم نے فرمایا: خدا کے سوا کسی ایک کا سجدہ جائز نہیں ہے اگر کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت بنا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیے۔

محمد بن مشکوٰۃ اپنی حدیث میں رسول اللہ کے غلام حبیبہ روایت کرتے ہیں کہ میں سمندریں کشتی پر سوار کشتی ٹوٹ گئی تیں اس کے ایک تختہ پر سوار ہو گیا اس نے مجھے ایک گھسے جنگل میں پھینک دیں میں شہر پہنچا تھا میں نے کہا ایسے ابوالحارث ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اس نے نیچے کر لیا پھر اس نے اپنی پشت پر سوار ہونے کا اشارہ کیا وہ رگتا رہا مجھے اشارہ کرتا رہا حتیٰ کہ تنہا پر آکر اتار دیا پھر اس نے کچھ ہنسنے لگا میں ہی سمجھا کہ وہ مجھے رخصت کر رہے ہیں۔

ابن عمرؓ میں جناب ابوذرؓ بکریاں چراگے تھے۔ بھڑیے نے آپؐ کی بکری کو پکڑ لیا آپؐ نے سر دھک لیا آخر کار جیڑیے نے بکری کو چھوڑ دیا۔ پھر یا اس شکل میں بیٹھ گیا کہ جسم کا پچھلا حصہ اوڑھنی والوں کے اندر پانی دم کو داخل کر لیا۔ پھر کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا تم میرے لئے معاملہ میں حائل ہو رہے ہو یہ رزق میرا اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ ابوذرؓ کا بیان ہے کہ خدا میں نے اس سے زیادہ عجیب بات کبھی نہیں سنی تھی۔ کیا عجیب کہ بات نہیں کہ رسول اللہؐ کے درمیان نجات کے مقام پر ماضی اور مستقبل کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور تم اپنی بکری کا گھسے ہو۔ ابوذرؓ نے کہا اسے فلاں کون ایسا شخص ہے جو میری بکریاں چرائے گا تاکہ میں چاکر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤں۔ پھر بانی نے کہا میں چرائوں گا۔ ابوذرؓ مکہ میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے میں پہنچے ہوئے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ ابو طالب تشریف لائے۔

نے کہا اس کو کچھ نہ کہو اس کے چچا آرہے ہیں ابوذرؓ حضرت ابو طالبؓ کے پیچھے چھوٹے۔ ابو طالبؓ ابوذرؓ کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا مقصد ہے عرض کیا میں اس بنی کے دیدار کی خاطر ہوا ہوں۔ جو موت ہو رہی ہے، کہا اس کے پاس جانے کا کیا مقصد ہے عرض کیا میں اس پر ایمان لاؤں گا۔ ابو طالبؓ نے تم کو اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دے کے کہا ہاں ابو طالبؓ نے اسے ابو جعفر کے پاس لے گیا۔ جب ابو جعفرؓ کو آپؐ کی نوازش کا پتہ پڑا تو آپؐ نے جناب حمزہؓ کے پاس جہانے کو کہا جب جنابؓ نوازا تو آپؐ نے حضرت علیؓ علیہ السلام کے پاس جانے کو کہا۔ جب حضرت علیؓ علیہ السلام کو آپؐ کی



اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس غرض کے تحت آئے ہو، عرض کیا اس نبی کے پاس آیا ہوں جو تم میں سے جوٹا ہوا ہے۔ فرمایا اس سے کیا مطلب ہے، عرض کیا اس پر ایمان لاؤں گا۔ اور اس کی تصدیق کروں گا جس بات کا مجھے حکم دیں گے۔ اُسے بجالاؤں گا فرمایا تم اس بات کی گواہی دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں؟ عرض کیا ہاں فرمایا میں خود رسول اللہ ہوں ابو ذر! تم اپنے شہر واپس چلے جاؤ تیرا ابن عم وفات پا گیا ہے۔ اس کا مارے اور وہاں پیام رکھو۔ حتیٰ کہ میرا منظر ظاہر ہو جائے پھر آنحضرت نے آپ کو دعا دی۔ اور فرمایا (اے ابو ذر) اللہ تعالیٰ تجھے دنیا اور عقبیٰ کی فکر سے محفوظ رکھے ابو ذر چالیس روز وہاں ٹھہرے۔ وہ صرت زنرم کے پانی سے غسل کرتے تھے اور کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتے تھے جب اپنے شہر میں پہنچے تو اپنے ابن عم کو ایسے پایا جیسے آنحضرت نے فرمایا تھا ابو ذر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میری بکریاں موجود ہیں لیکن آپ کی مخالفت مجھے نہایت شاق ہے۔ آنحضرت نے فرمایا تجھے بکریوں میں رخصا بڑے گا۔ ساتویں دن پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ رسول اللہ! کہیں نمازیں مصروف نہ تھیں بھڑیے سے بکری کا پکڑا لیا۔ شیر نے بڑھ کر بھڑیے کے دو ٹکڑے کر دیئے اور بچہ کو چھڑوا لیا۔ اور اسے ریلو کی طرف واپس کر دیا اور مجھے آواز دی اے ابو ذر! تم اپنی نماز میں مشغول رہو۔ اللہ نے مجھے تیری بکریوں کا اس وقت تک پروا نہ مقرر کیا ہے جب تک آپ نماز پڑھتے ہیں گے۔ بس میں نماز سے فارغ ہوا تو اس نے کہا کہ محمد کے پاس جاؤ۔ اور اسے آگاہ کرو کہ میں نے تیری بکریوں کی مخالفت کی ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں وارد ہوا ہے کہ دو بھڑیوں نے چرواہے سے گفتگو کی۔ اور اسے اسلام کی طرف راغب کیا چرواہا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دونوں کی گفتگو سے آپ کو آگاہ کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا مجھے گھیر لو۔ حتیٰ کہ مجھے بھڑیے دیکھ نہ سکیں۔ انہوں نے آنحضرت کو گھیر لیا آپ نے چرواہے سے فرمایا اب تم بھڑیے سے کہو کہ ان میں محمد کون ہیں۔ وہ دونوں تلاش کرتے ہوئے ان کے درمیان داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ السلام علیک یا رسول رب العالمین وسید الخلق! جمیع انہوں نے اپنے خماروں کو آنحضرت کے سامنے مٹی پر ملنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا علی! کو گھیر لو۔ انہوں نے علی کو گھیر لیا پھر آپ نے آواز بلند کی۔ اے بھڑیو! بتاؤ ان میں علی

کے پاس پہنچے تو اپنے جسم کو مٹی میں ملنا شروع کیا۔ حضرت کے سامنے اپنے چہرے رکھ دیئے اور کیا۔ اسے وہ شخص جو دانائی کا محل ہیں پہلے صحیفوں کی باتیں جانتے ہیں۔ اور محمد مصطفیٰ کے ہیں چرواہے کا نام عبیدطائی تھا۔ ایک اور روایت میں اس کا نام عقبہ تھا۔ اس شخص کے خاندان یہ بات فخر کے ساتھ بیان ہوتی تھی۔ اور یہ لوگ اس نصیحت کے باعث عرب پر فخر کیا کرتے تھے۔ میں کا فخر کرنے والا کتا تھا۔ انا ابن تلکم المذہب میں اس کا بیٹا ہوں جس سے عبیدہ نے گفتگو کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی حنین میں جا رہے تھے۔ اپنا کتا تمام شکر رک گیا آنحضرتؐ نے دریافت کیا کہ قوم کیا پھر رہی ہے؟ کہا یا رسول اللہ ایک بہت بڑا اثر دہا راستے پر پڑا ہوا ہے جو ایک بہت بڑا عہد ہوتا ہے۔ راستہ بند کر رکھا ہے۔ ہماری لئے راستہ ملے کرنا ناممکن ہے۔ رسول اللہ اثر دہا سے چلے جب آپؐ نزدیک تشریف لائے تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور بلند آواز سے پکارا۔ یا رسول اللہ میں محمد بن طاح بن ابلیس ہوں جو آپؐ پر ایمان لایا تھا ہوں میں آپؐ کی خدمت میں اپنی قوم کے کو اس غرض کے لئے لایا ہوں تاکہ اس قوم سے جدا کرتے وقت آپؐ کی مدد کروں۔ رسول اللہ فرمایا۔ اپنی قوم کو لے کر ہماری وائیں طرف چلتے رہو۔ اس نے حکم بجا لایا اور مسلمان بھی (جنگ کی طرف چل پڑے۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ مشرکین کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت نامردانہ الفاظ یاد کرتی تھی۔ اس کا ایک بچہ تھا جس کی عمر صرف دو ماہ تھی۔ بچے نے کہا اسلام علیک یا رسول اللہ! عبد اللہ عورت نے اپنے بیٹے کی اس بات کا انکار کر دیا آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بچے با تم جیسے یہ معلوم کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبد اللہ ہوں عرض کیا میرے رب العالمین رح الہین نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ روح الامین کون ہیں؟ عرض کیا جبریلؑ جو آپؐ کے سر پر کھڑے ہیں۔ اور آپؐ پر نازل ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اسے کس نام سے؟ عرض کیا میرا نام عبد العزیٰ ہے۔ لیکن میں عزے بنت کا منگی ہوں۔ یا رسول اللہ! تم آپؐ جو خوب فرمائیں رکھ دیجئے۔ فرمایا تمہارا نام عبد اللہ ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ



عرض کیا۔ وہ شخص سعادت مند ہے جو آپ پر ایمان لایا۔ اور وہ شخص بد بخت ہے جس نے آپ کے ساتھ کھڑا کیا۔ چنانچہ اس نے ایک زبردست چٹخ بلند کی اور انتقال کر گیا۔

شمز بن عطیہ ایک پٹنگو رسول اللہ کی خدمت میں لایا جو گونگا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے سے کہا کہ میرے نزدیک جو جاؤ جو یہ بچہ نزدیک ہوا تو آنحضرت نے فرمایا: بتاؤ! میں کون ہوں؟ عرض کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

واقعی نے مطلب بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منور ہیں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے ناگاہ ایک بھیڑ یا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آنحضرت کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور پیٹنے لگا۔ آنحضرت نے فرمایا بھانسنے والا درہ تھما دے پاس آیا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اس کو کوئی چیز دے دو۔ اور یہی چیز کے پاس نہیں جائے گا۔ اگر تم اس کو کچھ دینا نہیں چاہتے ہو تو اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اور جس چیز کو یہ دے گا۔ وہ اس کا مذاق ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا رسول اللہ! ہم اس کو کچھ دیتا نہیں چاہتے۔ آنحضرت نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا۔ وہ دہس دھڑتا ہوا سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔

عمر بن منتشر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سانپ کے دافع کرنے کی درخواست کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ ونٹ کی طرح بلبھاتا تھا۔ اور بیل کی طرح ٹوکارتا تھا۔ جب اس نے بنی صلم کو دیکھا تو کھڑا ہو گیا۔ اور آپ کو سلام کیا اور پکا گیا۔

نزیع بن فاکہ اسدی سے روایت ہے کہ وہ لوٹ پھرا رہا تھا۔ پھر اس نے ہاتف کی آواز کو سنا۔

ہذا رسول اللہ ذو الخیرات۔ جبار یاسین وحامیات

یہ برکت والے رسول ہیں جو سورہ یاسین اور حامیم لائے۔

## فصل

### کھانے پینے کا زیادہ ہونا

ویمحل اللہ فیہ خیراً کثیراً

یہودیہ، ابو سبہ، وائل بن اسفیع عبد اللہ بن عاصم بلال اور عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ جنگ تبوک کے موقع پر لوگ بھوک کی شدت میں مبتلا ہو گئے انہوں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض

کیا کہ ہمیں اجماعت مرحمت فرمائیے : تاکہ ہم اپنے اونٹوں کو نحر کریں۔ آپ نے فرمایا : فرشتے بچھا دو۔ ایک شخص نے کھجوروں کی مٹھی لایا۔ ایک کوئی اور چیز لایا۔ دوسرا کوئی اور چیز جب یہ چیزیں فرش پر جمع ہو گئیں۔ تو رسول اللہ نے ان میں برکت کی دعا کی۔ فرمایا ان سے اپنے اپنے بدن بھر لو۔ ہر ایک نے اپنے برتنوں کو بھر لیا۔ شکر کا کوئی ایسا سچا ہی نہ بچا۔ جس نے اپنا بدن نہ بھر لیا ہو۔ انہوں نے ان چیزوں کو کھایا اور سب رہ گئے۔ لیکن باوجود کھانے کے وہ چیزیں بیسی کی بیسی پھینک گئیں رسول اللہ نے فرمایا : میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص ان کلمات کو ادا کرے گا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔

رسول اللہ نے عمرہ بنت رواحہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے باپ کے پاس خندق کی جنگ کے روز کھجوریں لے جا رہی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا : ان کو میرے ہاتھ پر رکھ دو۔ پھر آپ نے ان کو ایک فرش پر رکھ دیا۔ اور کچھ کلمات پڑھے اور ان کو تین ہزار آدمیوں نے کھایا :

بخاری میں جابر انصاری سے خندق کھودنے کی حدیث اس طرح روایت کی گئی ہے کہ میں نے نبی صلعم میں فی کمزوری کو ملاحظہ کیا تو ایک بھیڑ کا بچہ اور ایک صاع جو کے آٹے کو لایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اس کو تناول فرما کہ ہمیں عورت افزائی کا موقع مرحمت فرمائیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا چوہے سے ہانڈی کو نہ اتارا جائے اور نہ ہی تنور کو ٹھنڈا کیا جائے پھر فرمایا اسے قوم جابر کے گھر کی طرف چلو۔ یہ لوگ حضرت جابر کے گھر کی طرف آئے جن کی تعداد نو سو افراد پر مشتمل تھی۔ ایک اور روایت میں آٹھ سو اور دوسری روایت میں تعداد ایک ہزار بیان کی گئی ہے۔ جابر کے گھر کا صحن تنگ تھا۔ رسول اللہ صلعم نے ایک دیوار کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دیوار مود ہو گئی اور تمام لوگ اس صحن میں سما گئے۔ ان حضرات کو رسول اللہ اپنے ہاتھ ہر ایک سے خود کھانا تقسیم فرما رہے تھے آخر کا تمام کے تمام سیر ہو گئے جب تمام لوگ پھر گئے تو جابر کا بیان ہے میں نے ہنڈیا کو دیکھا۔ وہ سائن سے پر تھی۔ اور تنور دیوڑیوں سے ویسے کا ویسے بھرا ہوا تھا۔

انس سے روایت ہے کہ سید ابوطولون نے بھوک کو محسوس کیا۔ تو مجھے رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ جب آنحضرت نے مجھے دیکھا تو فرمایا : سید ابوطولون نے بھیجا ہے میں نے عرض کیا : ہاں۔ فرمایا جو لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں۔ اٹھ کھڑے ہوں ابوطولون نے کہا : اے ام سلمہ! رسول اللہ صلعم لوگوں کے ساتھ کھانے کی خاطر تشریف لائے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس ان کے لئے کھانا کھلانے کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا



اسے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ اسے میرے پاس سے آؤ۔ وہ جو کی چند روٹیاں لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں ایسا ہو جانے کے بعد ام سلیم نے گھی کے برتن سے گھی نکال کر ان روٹیوں کو چھڑوایا۔ آنحضرت نے ان روٹی کے ٹکڑوں کو لیا اور اس شہید روٹیوں کی موجودہ حالت پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس دس آدمیوں کو ہا کر کھانا کھاتے تھے۔ وہ کھا کر سیر ہو جاتے تھے۔ کھانے والوں کی تعداد ستر یا اسی افراد پر مشتمل تھی۔ ”مسند ابی ہریرہ“

ابو ہریرہ کا شمار اصحاب مغیرہ میں ہے۔ روایت ہے کہ میں نے ان حضرات کے سامنے ایک کھانے کا کاسہ رکھ دیا تھا۔ اور آنحضرت نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ یہ لوگ کھا کر سیر ہو گئے لیکن کاسہ ویسے کا ویسا بھرا رہا۔ اور اس کاسہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان موجود تھے۔

ام شریک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی برتن میں ڈال کر بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نوکر کو حکم دیا کہ برتن خالی کر کے واپس دے دیا جائے۔ ام شریک نے برتن کو طرہ نظر کیا۔ تو وہ برتن بے غنیہ لگی۔ سے بھرا ہوا تھا۔ یہ اس سے براہ گئی نکال کر استعمال کرتی تھی۔ اور یہ طریقہ ایک بڑی مدت تک جاری رہا۔ یہ بات تمام شریک کے لئے بطور عبرت کے باقی رہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھیا کو شہد کا بھرا ہوا پیالہ دیا۔ وہ اس سے شہید کھاتی تھی لیکن شہد ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ ایک دن اس نے اس شہد کو ایک اور برتن میں ڈال دیا۔ شہد فوراً ختم ہو گیا۔ اس نے اس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ فرمایا پسو فعل اللہ تعالیٰ کا تھا اور دوسرا فعل تمہارا ہے۔

بہار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا کھانے کی استدعا کی آپ نے اسے جو کھانا دیا۔ وہ شخص خود اس کی زوجہ اور ان دونوں کے نوکر برابر اس سے کھاتے رہے لیکن وہ ستون ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ ایک دن اس نے اس ستون کو تولا تو وہ ختم ہو گیا۔ اس نے اس بات سے آنحضرت کو مطلع کیا آپ نے فرمایا اگر تم اس کو نہ تولتے تو ہمیشہ اس سے کھاتے رہتے۔ اور وہ ستون تمہارے پاس باقی رہتا۔

ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے کتنی دے گا فرما دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنا دست مبارک رکھ دیا میں ان سے ہمیشہ کھاتا پیتا رہا۔ ختم نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عثمان کے قتل کے زمانہ میں (اتفاق سے) وہ مٹا گیا۔ اور کہیں

کون ہیں

غائب ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ میں تشریف فرما ہوئے آپ کے ساتھ چند سوافن تھے۔ اور یہ گرمی کا سخت زمانہ تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بجگہ پانی بالکل نہیں ہے، اور داوی بھی سخت خشک ہے اور قریش مکہ میں موجود ہیں۔ اور ان کے پاس پانی کی بہتات ہے آپ نے پانی کا ایک ڈول طلب کیا۔ اور اس سے دھو ڈرایا اور گلی کر کے اس میں پانی ڈال دیا پھر حکم فرمایا کہ اس پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ جب کنوئیں میں پانی دس دیا گیا تو پانی جوش مارا اٹھ آیا۔ ہم لوگ اسے خوب سیہ ہو کر پیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے نیزے کو کنوئیں میں پھینکا جس کی وجہ سے پانی اگل پڑا لوگ کنوئیں کے کنارے بیٹھے پانی سے ہاتھ منہ دھو رہے تھے۔

ابو عوانہ اور ابو سہیل سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ بن عمر کو ایک تیر (شاب) دیا کہ اس کو کنوئیں میں گاڑ دے۔ اس نے تیر گاڑ دیا اور کنوئیں میں پانی بہا۔

ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت نے ابن عباس کو تیر دیا۔ اور فرمایا کہ اس کو چاہ حدیبیہ میں گاڑ دو قریش جب چاہ حدیبیہ پر آئے اور سہیل بن عمرو بھی ان سے ملے۔ تو فرمایا کہ کنوئیں میں تیر کے تے پانی ہیں مار رہا ہے قریش نے کہا ایسی بات ہم نے سنی ہے کسی نہیں سمجھی آنحضرت نے جب لوگوں کو نوح کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا اپنی عورت کے مطابق نہ ہو پھر آپ نے برائے عورت سے فرمایا اب میری عورت کا جواب لوگ پانی لے کر فارغ ہوئے۔ اور کون کیا تو تیر کو ال بیابا یا پانی خشک ہو گیا تو یاکا ال بیابا یا پانی خشک ہو گیا۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک جنگ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے علی! اٹھ کھڑا ہوا آنحضرت ایک تنور کے پاس تشریف لائے اس پر پانی پانا۔ پھر ہاتھ رکھ کر فرمایا اہل یتیم و تنور سے پانی جاری ہو گیا۔ ایک روایت میں مسلم بن احمد اور انس سے روایت ہے کہ پانی حضرت کی انگلیوں سے بہتا تھا ابہ اسے ہم دیتے کہ گریار انگلیوں الگ الگ پانی کے پستے ہیں ہم نے سیر ہو کر پانی پیا اور یہ درخت واسوں (وجہ تعلق) رہا۔ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد چند سو افراد پر مشتمل تھی۔

غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو تیر دیا۔ اور فرمایا اس کو نر کر کنوئیں میں گاڑ دو۔ اس نے ایسا کر دیا پانی کنواں کے کناروں



تک آگیا تبیس ہزار آدمیوں نے اس سے سیر ہو کر پانی پیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واوی مشفق میں ایک کم رستے  
وہاں چٹان کے اوپر ہاتھ رکھ دیا۔ اس سے پانی اُبل پڑا۔ لوگوں نے کھلی کی مانند ایک آواز کو سنا۔ لوگوں نے اس  
سے سیر ہو کر پانی پیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم سب باقی رہے یا تم میں ایک آدمی بھی باقی رہ گیا  
تو اس واوی سے یہی آواز سُنتا رہے گا۔ وہ واوی چاروں طرف سے مہر سبز ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق واوی آج تک مہر سبز ہے۔

تساوہ کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنو مصلح کے موقع پر جب اپنے ہاتھ کو ایک  
چٹان پر رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی بہنے لگا۔ ایک شکرِ عظیم نے پانی پیا اور جمع کر لیا تھا۔  
عقلمند بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مہارک کو ایک برتن میں ڈال دیا۔  
آپ کی انگلیوں سے پانی جوش مارنے لگا۔ فرمایا: وضو کر لو یہ اللہ تعالیٰ کی برکت ہے لوگوں نے وضو کیا۔  
ابو ہبلی سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی آپ نے گڑھا  
کھودنے کا حکم دیا۔ گڑھا کھودا گیا آپ نے اس پر فرشتہ بچھا دیا۔ اور اپنے ہاتھ اقدس کو فرش پر رکھ دیا۔ فرمایا  
پانی لاؤ۔ صاحبِ ملہرہ سے کہا پانی کو میری متصل پر ڈال دو۔ اور اللہ کا نام لو۔ اس نے ایسا کیا۔ راوی کا  
بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے ہوئے دیکھے۔ لوگ پانی پی کر سیراب  
ہوئے اور انھوں نے اپنی سواریوں کو پانی پلایا۔

ایک جنگ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لشکر نے فقدانِ آب کی شکایت کی۔ آپ نے  
اپنے ہاتھ کو ایک پیالہ میں رکھ دیا۔ پانی جاری ہو گیا۔ لوگوں سے فرمایا پانی پیا۔ شکر نے پانی پیا۔ اور سیر ہو گیا  
اور وضو کیا۔ اور اپنے برتنوں کو پانی سے بھر لیا۔ اس بارے میں معاویہ نے کہا:۔

وانبع الماء عذبا من اناملہ من غیر ما صخرۃ کانت علی وشل  
پانی کا بیٹھا چشمہ آپ کی انگلیوں سے جاری ہو گیا۔ حالانکہ چٹان سے نہ تھوڑا تھوڑا پانی بہہ رہا تھا۔  
نیز کہا:۔

انت الذی انبع فی راحتہ من حجر ما د معینا فخری  
یا رسول اللہ! آپ وہ ذات ہیں پتھر پر آپ کے متصل رکھنے کی وجہ سے آپ کی متصل سے میٹھے  
جاری ہو گیا۔

## صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قولی معجزات

بعض وہ معجزات ہیں جن کی خبر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَمَّا تَلَّيْنِ نَبَاكَ بَعْدَ حَبِيبٍ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واقعہ ایک عرصے کے بعد تم ضرور معلوم کرو گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِذَا دَقَّ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ بِهَا يُرْوَىٰ أَفْئِدَةُ يَأْجُوجَ وَيَأْجُوجَ وَإِذَا اسْمَاءُ الْفَطْرَتِ أَسَىٰ طَرَحَ كِي أَوْرِيَاتِ هِي جَسَّ سَآپَ كَ قَوْلِ مَعْجَزَاتِ كِي طَرَفَ لَمَّا تَلَّيْنِ نَبَاكَ

ابورجاء عطاروی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جس چیز کا ہم نے سب سے پہلے انکار کیا۔ وہ ستاروں کا ٹوٹنا تھا (آنحضرت کی بعثت سے پہلے ستارے نہیں ٹوٹتے تھے)۔ آیت فَاَسْتَوَى السَّمْعُ فَاَتَبَعَهُ شُهَابًا ثَانِيًا ثَابِتِ كَ تَحْتَ زُهَّاجَ مَ رَوَايَتِ هِي شُهَابِ ثَابِتِ هَمَارِ بَنِي كَ مَعْجَزَاتِ هِي سَ هِي آيَا كَ زَمَانِ سَ سَ هِي اَن كُو نَ هِي دِي كَ هَا مَ يَ سَ پَر دِي لَ يَ هِي كَ رَ آنْ حُفْرَتِ كَ زَمَانِ كَ سَ پَ هِي شَعْرَاتِ تَنَزَّرِي . . . کی مثال بجلی اور پانی کی سیل سے دیا کرتے تھے ان کے اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے ایک شعر بھی ایسا نہیں ملتا جس کی مثال ٹوٹنے والے ستارے کے ساتھ دی گئی ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت ستارے ٹوٹنے لگے تو شہاب ثاقب کا استعمال اشعار میں ہونے لگا چنانچہ زور مہ نے کہا ہے

كَانَهُ كَوْكَبٌ فِي أَشْرَ عَصْرِ يَتَهُ مَسْمُومٌ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ مَقْنَفٌ

آیت فَازْ ثَقْلَبِ يَوْمِ تَلَّيْنِ السَّمَاءِ بِدِ خَانِ كَ تَحْتَ شَحَاكَ سَ مَرُويَ هِي كَ اِيكَ اَدْمِي بَھوكِ مِي كَرْتَارِ ثَمْنَا. اس نے اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی مانند ایک چیز کو دیکھا اور یہ اس قدر بھوک کی شدت کہ عالم تھا کہ لوگ موار اور ہڈیاں کھاتے تھے۔ (اس مصیبت کے وقت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

ابورجاء کا نام عمران بن حبان ہے ابن جریر نے کہا آپ ثقہ اور بڑی عمر والے تھے سترہ میں وفات

پانی امداد آپ کی عمر ۱۲۰ سال تھی ۱۲۰



خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ اے محمد! آپ صلہ رحم کا حکم کیسے ہیں۔ اور آپ کی قوم ربحوں کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے وسعت رزق کی دعا فرمائیے۔ اللہ نے اس حلیف کو روایا بیان کیے وہ دوبارہ اپنے کفر کی طرف لوٹ گئے

جب کسرے اور قیصر کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو مسلمانوں کی ہمدردیاں قیصر کے ساتھ تھیں کیوں کہ وہ صاحب کتاب اور ملت تھا۔ اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کی بڑی تعظیم کی تھی۔ اور اس کو اپنی آنکھوں پر رکھا تھا۔ کسریٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو پھاڑ ڈالا تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو خط لکھا اور اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ فتح روم کے بارے میں جب مسلمانوں اور مشرکوں میں تکرار زیادہ ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الم غلبت الروم کو تلاوت کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت بفع بین سے فتح روم کے وقت کی بھی تعبیر کر دی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں ایک لڑائی یادو لڑائیاں ایسے گا۔ پھر ہمیشہ کے لئے فلاں کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ اور رومی صدیوں تک حکومت کریں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

آیت وان من اهل الکتاب من یومن بالآیہ کے تحت: قتادہ اور جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ یہ آیت نجاشی بادشاہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل نے اس کی موت سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ لوگوں کو جمع کیا۔ یہ منہ اور عیشہ تک زین کے تمام پردے اٹھا دیے اور لوگوں کو نجاشی کا تخت دکھایا اور اس کی غلامانہ نماز جنازہ پڑھی منافقین نے اس بارے میں چہ میگوئیاں کیں ہر طرف سے خبریں آگئیں کہ نجاشی اسی روز اور اسی وقت مر گیا تھا۔ مثل بادشاہ کو اس بات کا علم مدینہ کے تاجروں کے ذریعہ ہوا۔

کبھی نے کہا کہ آیت مشددا والوثاق عباس کے بارے میں نازل ہوئی۔ بارہ کی جنگ کے روز جب عباس گرفتار ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ اپنے دونوں بیٹیوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ بن ابی جحدہ کا ندیدہ اور اکروہ۔ تم بالدار آدمی ہو عباس نے عرض کیا میرے پاس کوئی مال نہیں ہے مجھے تو قوم مجبور کر کے آئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا وہ مال کیا ہوا جس کو تم نے مکہ سے روانہ ہوتے وقت ام الفضل کے پاس رکھا تھا اس وقت تم دونوں کے پاس اور کوئی نہیں تھا۔ وہ تم نے کہا تھا اگر میں سفر میں مر جاؤں تو اتنا مال فضل کے لئے اتنا عبد اللہ کے لئے اور اتنا عثمان کے لئے ہے

عباس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا اس بات کا علم ام فہر کے سوا اور کسی کو نہ تھا۔ اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں عباس نے اپنے اور ہر ایک کے سوسو اویسے زرفدیہ کے طور پر ادا کئے اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا النبی قل لمن فی ابداکم من الانسی انعم عباس کہا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے سب سے زیادہ فرمایا۔

ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ مسجد میں تشریف فرما تھے فرمایا اے فلاں اٹھو۔ اے فلاں اٹھو! آپ نے پانچ آدمیوں کو لکھا۔ اور فرمایا ہمدانی مسجد سے نکل جاؤ۔ تم اس میں نماز نہ پڑھو۔ تم نے اپنے آپ کو پاکیزہ نہیں بنایا۔ اس بات کا حکم اس آیت میں موجود ہے ولتدخلن المسجد الحرام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹن کی مثال بیان کی جو آپ کے اصحاب کو جنگ کے دوران میں لاحق ہو گئی تھی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے اذ یغشیکم الغمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے متعلق فرمایا کہ یہ موت کی قنابٹیں نہیں کریں اور یہودی اس بات سے عاجز رہے حالانکہ وہ اپنے فعل میں خود مختار تھے یہ آیت سورہ جمعہ میں موجود ہے۔ جو نماز جمعہ کے موقع پر بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔

آپ نے اہل نجران کے بارے میں فرمایا اگر انہوں نے مباہلہ کیا تو تمام راوی ان کو آگ کی صورت میں جلا کر تباہ کر دے گی۔ وہ لوگ مباہلہ سے باز آ گئے تھے انھیں حضرت کے قول کی صحت کا یقین تھا اس قبیل سے آیت فسوت یكون لزاما اور یومر بنطش البطشة الكبرى ہے۔

جنگ تبوک کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایک سخت آندھی چلے گی کسی کو آج رات نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ ورنہ اسے آندھی اڑا کرے چلے گی ایک شخص ٹھہرا رہا۔ اسے آندھی اڑا کرے گئی اور کسی پہاڑ کے پاس لے جا کر پھینک دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عیسیٰ کذاب کے قتل کے متعلق آگاہ کیا جس رات وہ قتل ہوا اس وقت صفیہ میں وہ رہتا تھا اور اس شخص کے متعلق بھی بتایا جس نے اس کو قتل کیا تھا۔



آنحضرت صلعم نے مقام تبوک میں ایک بڑے منافق کی موت کے متعلق آگاہ کیا جب لوگ مدینہ میں واپس ہوئے تو وہ اسی روز مرگیا۔

آنحضرت صلعم نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا۔ آج عرب و عجم پر فتح یاب ہو گئے جنگ ذی قار کی خبر آگئی کہ عرب نے عجم پر فتح پائی۔

ایک روز رسول اللہ صلعم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے فرمایا۔ جنگ چھڑ گئی (موتہ) زید بن حارثہ نے علم لیا قتل ہوئے شہید ہو کر چلے گئے۔ آپ کے بدر جعفر بن ابی طالب نے علم لیا۔ آگے بڑھے قتل ہوئے شہید ہو کر چلے گئے پھر رسول اللہ صلعم تھوڑی دیر ٹھہر گئے کیونکہ عبد اللہ نے علم لیتے وقت توقف کیا تھا پھر عبد اللہ بن رواحہ سلمہ علم لیا آگے بڑھے قتل ہوئے شہید ہو کر انتقال کر گئے۔ پھر فرمایا (اب) خالد بن ولید نے علم لیا۔ اور مسلمانوں سے دشمن کو دور کیا۔ اسی وقت آپ کھڑے ہوئے اور جعفر کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کے گھر والوں کو جنت کی موت کے متعلق آگاہ کیا۔

سراقہ بن مالک کی پٹی کلائیوں کو دیکھ کر فرمایا۔ اسے سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تم میرے بعد کسرے کے گنگن پہنو گے جب فارس کا ملک فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے سراقہ کو دے دیا۔ اور اسے کسرے کے گنگن پہنائے۔

آنحضرت صلعم نے سلمانؓ سے فرمایا۔ کہ غقریب تیرے سر پر کسرے کا تاج رکھا جائے گا فتح فارس کے وقت آپ کے سر پر تاج رکھا گیا۔

جناب ابو ذرؓ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ (اے ابو ذر) اس وقت تم جاؤ گے جب تم مدینہ سے نکالے جاؤ گے۔ رسول اللہ صلعم نے زید بن حارثہ سے کہا زید! کیا کوئی زید کا کہ اس کا ایک ہاتھ اس سے پہلے جنت میں جائے گا۔ منلوں کی لڑائی کے روز اس کا ایک ہاتھ اللہ کی راہ میں کاٹ دیا گیا تھا۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ غقریب تم مصر فتح کر لو گے۔ جب تم اسے فتح کر لو تو میں تمہیں قبیۃ قبۃ کے ساتھ نیکی کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ ان کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ جناب ابراہیمؑ کی والدہ ماجدہ زاریہؑ لہ تھا وہ قبیۃ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ ایک مہولی سا قصبہ ہے کوئی بڑا شہر نہیں ہے۔ طبران سے براستہ معصومہ تم جانے کے بعد جب قاری قمر شیراز کی طرف جاتی ہے تو یہ قبیۃ براستہ میں آتا ہے۔ میں نے اس وقت لکھا تھا کہ اس قبیۃ کو دیکھا ہے قبیۃ کا کچھ حصہ پہاڑ کے اوپر اور کچھ پہاڑ کے دامن میں آباد ہے ۱۲ محمد شریف، نقلی حنفی۔

قبضہ انداز میں سے نہیں۔

قریباً روپیہ کو فتح کر دے۔ جب تم کینسہ شہر قریب فتح کر لو۔ تو اس کو مسجد قرار دینا۔ اور پختہ کے سات زشوں کوٹے کر لینا اور آٹھویں فرش کو اکھاڑنا اس کے لئے حضرت موسیٰ کا عصا اور جناب عیسیٰ کی پوشاک پاؤں گے۔ آنحضرت معلوم نے فرمایا میری اُمت کا ایک گروہ منعم میں جہاد کرے گا۔ اور ایسا واقعہ ہوا تھا۔

یحبہ کی جنگ کے دو ذریعہ یا سر سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ تو آپ کی ماں صبیحہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا سر میرے سے فرزند کو قتل کرے گا۔ فرمایا نہیں بلکہ ایشا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو قتل کرے گا۔ ایسا ہی ہوا۔

نہر کوٹشی کے شرف "صدف" میں روایت ہے کہ آنحضرت نے طلحہ سے کہا: عنقریب تم علی سے لڑو گے۔ تم اس وقت ظالم ہو گے۔ آنحضرت کا فرمان ذریعہ متعلق مشہور ہے کہ تم علی سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے اور بنی عاتکہ سے فرمایا کہ عنقریب تم میں جو آب کے کئے ہوں گے۔

جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا: تم میرے الی ہیں سے سب سے پہلے مجھے ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت علی سے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو غم دوں گا کہ وہ مرد ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔

اور حضرت عثمان سے فرمایا: عنقریب تم ناکشیں (محل والوں) قاسطین (صفین والوں) اور مایقین (نہروان) والوں سے جہاد کر دے گے۔

جنگ احد میں جب آپ کو بے ہوشی سے افادہ ہوا۔ تو فرمایا: اتنا ہمارا نقصان یہ لوگ کبھی نہیں کریں گے۔ آنحضرت نے حضرت علی اور جبریل کے قتل کے متعلق خبر دی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سلمان بن صرد سے روایت ہے کہ جب آنحضرت سلام سے (غایا جنگ خندق سے واپس) شکر دہر ہو گیا تو فرمایا: نہ ہم ان سے لڑیں گے اور نہ یہ ہم سے لڑیں گے۔

آنحضرت نے ابی بن خلف بھی قتل کے متعلق خبر دی وہ جنگ احد میں معمولی طور پر زخمی ہوا۔ اور یہی زخم اس کی موت کا باعث ہوا۔

نہر کوٹشی نے شرف النبی میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت نے انصاری سے فرمایا: کہ عنقریب تم میرے بعد مصائب میں مبتلا ہو گئے جب معاویہ بن ابی سفیان کے عطا کیات کو بند کر دیا۔ معاویہ مدینہ میں

لے۔ امام مکی کو نہر سے قتل کیا گیا۔ اور امام حسینؑ کو بڑا میں شہید ہوئے۔ محمد شرف النبی



ان کے پاس آیا لیکن انہوں نے معاویہ کی ملاقات نہ کی۔ معاویہ نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو میری ملاقات سے کون سی چیز مانع رہی؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس اونٹ نہیں تھے جن پر سوار ہو کر تیرے پاس آتے۔ معاویہ نے کہا تمہارے بانی لانے والے اونٹ کیا ہوئے۔ ابو قتادہ نے کہا کہ ہم نے انہیں تیرے باپ کی تلاش میں ختم کر دیا تھا۔ انہوں نے معاویہ کو تمام ماجرا سے آگاہ کیا۔ معاویہ نے کہا تمہیں رسول اللہؐ سے کیا کہا تھا کہ آپؐ نے ہمیں اس وقت کس کے لئے صبر کی تلقین فرمائی تھی جب تک ہم آپؐ سے اقیامت کے روز نہ مل لیں۔ معاویہ نے کہا تو ضرور صبر کرو۔ اس بارے میں عبدالرحمن بن حسان نے کہا:

الا يبلغ معاویہ بن صخر امیرا مومنین قیام کلامی

غزوہ میری بات سے معاویہ بن صخر کو آگاہ کرتا۔ جو امیر المومنین کہلاتا ہے۔

فما صابرون من منظر وکسم الحی یوم القیام بن والخصام

ہم قیامت کے روز کس صبر اور تہیاری سے اعتدالیوں کا انتظار کریں گے۔

سہی سے روایت ہے کہ نبی صلعمؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس وقت تمہارے پاس قیامیہ بیتہ

کا ایک شخص داخل ہوا ہے۔ ہوشیاران کو گفتگو سے گدسرت جیٹیم بن ہند داخل ہوا اور کہا اسے محمدؐ آپؐ کی

چیز کی دعوت دیتے ہیں، آپؐ نے آگاہ کیا۔ اس نے کہا مجھے ہدایت دیجئے تاکہ اس بارے میں میں شعور کر لوں

پھر چلا گیا نبی صلعمؐ نے فرمایا کافر ہو کر آیا تھا۔ اور دھوکہ باز ہو کر چلا گیا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعمؐ نے فرمایا کہ نبی امیر کا ایک ظالم آدمی میرے اس منبر پر کھیر

رہا۔ گام کروں صحابہ بن عباس کو راوی نے آنحضرت صلعمؐ کے منبر پر کھیر جانے دیکھا۔

رسول اللہ صلعمؐ نے فرمایا امام قریش میں سے ہوں گے۔ خواہ وہ گمراہی کے امام ہوں یا حق۔ کئے۔

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعمؐ نے فرمایا جس چیز کے متعلق تم مجھ سے سوال کرو گے میں اس

کے تعلق نہیں آگاہ کروں گا۔ جو ہم کا ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام عبداللہ بن حذافہ تھا جس کے نسب میں

شک کیا جاتا تھا۔ عرض کیا اسے اللہ کے نبی میرے باپ کیوں ہیں؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ بن قیس ہے۔ تو اس

بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایہا الذین امنوا لا تأخضوا فی الشیاء اور سبحان الذی اس کے

بعید ہے۔ لا یشأ تأمل ہوئی۔

رسول اللہ صلعمؐ کے جمع میں بیعتہ القدس کی معیت بیان کی۔ اور اس کے دروازوں اور ستونوں

کی تعداد کے متعلق آگاہ کیا اور اس سواری کی توصیف بیان کی جس کے ذریعے آپ معرقات پر تشہر لپیٹے گئے  
اور اس سرخ اونٹ کا بھی ذکر فرمایا جو آپ کی سواری کے آگے تھا۔  
بنو حنیئہ نے حبیب بن عدی انصاری کی کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کو مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔  
حبیب نے کہا کہ

لقد جمع الاحزاب حولي والبوا  
فبانهم واستجمعوا كل مجمع  
قریش کے گروہ میرے گرد جمع ہو گئے ہیں۔ اور ان کے تمام قبائل جمع ہو گئے۔

وقد حشدوا اولادهم ونساءهم  
وقربت من جنح طربيل صمغ  
انہوں نے اپنے اولاد و اور عورتوں کو جمع کیا ہے۔ اور مجھے ایک لمبی کھجور کے پاس لے گئے۔

فذا العرش صبيحني على ما بدا اديني  
فقد يأس منهم بعد يوسي ومطعمي

اے عرش کے مالک! مجھے صبح عطا کرنا۔ اس دن کے بعد میں اپنی زندگی سے یابوسہ و موچکاہوں

وثا لله ما استحي اذا كنت في  
على اجمع كان لله مصرعي

خدا کی قسم جب میں پر سیرگاہیوں تو کسی بات سے نہیں ڈرتا۔ اللہ کی خاطر میری موت واقع ہوگی۔

جب حبیب کو کھجور پر سونے دی گئی۔ تو اس نے اس مقام سے عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول

اللہ! اور رسول اللہ اس وقت چہنہ میں اپنے اصحاب کے درمیان موجود تھے۔ آپ نے ہنسنے سے فرمایا۔

علیک السلام! پھر رسول اللہ روپڑے اور فرمایا۔ یہ حبیب تھے جو کھجور پر سلام کہہ رہے تھے۔ جب کہ اسے

قریش نے قتل کیا۔

بمقام کاذرہن رسول اللہ سلم نے مسلمان کی قوم کے لئے ایک عہد نامہ مسلمان کی فرمائش کے مطابق تحریر

کیا۔ محمد بن عبد اللہ رسول اللہ کی طرف سے یہ عہد نامہ ہے جس کا سوال مسلمان فارسی نے کیا۔ مسلمان اپنے

بھائی مہاو بن فروخ بن ہیار اور اپنے اقارب اپنے گھر والوں اور بعد آئے والوں کو وصیت کرتے ہیں

اسلام لائیں اور اپنے دین پر قائم رہیں۔ پس اللہ کی حمد کرتا ہوں واللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں لا الہ الا

اللہ وحدہ لا شریک لہ بیان کروں اور اس بات کا لوگوں کو حکم دوں۔ تمام چیزیں اللہ کے قبضہ میں ہیں

خود اس کی خلقت یا موت وہ انھیں زندہ کرے گا۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر رسول اللہ نے مسلمان

کے احترام کا ذکر کیا تاخیر میں فرمایا۔ میں نے مسلمان کی قوم سے جزیہ ٹیکس ٹیکس اور عشر اور تمام واجبات اٹھانے



ہیں۔ اگر یہ لوگ تم سے سوال کریں تو ان کو دے دو۔ اگر یہ بدو طلب کریں تو ان کی مدد کرو۔ اگر پناہ مانگیں تو ان کو پناہ دو۔ اگر کوئی غلطی کریں تو انہیں معاف کرو۔ اگر انہیں کوئی تکلیف دے تو اس کو رد کرو۔ انہیں سہانوں کے بیت لہال میں ہر سال دو سو پوشاکیں اور سو اوقیہ (سکہ کا نام ہے) دیئے جائیں رسول اللہ کی طرف سے۔ سہان اس بات کے مستحق ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے حق میں دعائے خیر کی جو اس پر عمل کرتے لگا۔ اور اس شخص کے بارے میں بدو دعا کی جو انہیں ازبیت دے گا۔ اور اس تحریر کو حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے لکھا۔ اور یہ تحریر آج تک سلمانؓ کے اعزہ کے پاس موجود ہے۔ اور لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری کے اہل کے لئے ایک عہد نامہ تحریر فرمایا۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے یہ عہد نامہ داری بن کے حق میں ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں زمین عطا کرے تو بیت عین۔ جبرین اور بیتہ ابراہیم انہیں بخش دیا جائے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس کے لئے کوفہ میں جبرہ کا علاقہ۔ ملک شام میں میدان۔ ہجر میں خط کا موضع اور یمن میں تین دن کی مسافت کا علاقہ لکھ دیا تھا۔ جب یہ علاقہ فتح ہوا۔ تو حضرت عباسؓ اس خط کی خدمت میں آئے۔ اور اس علاقہ کا مطالبہ کیا۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا یہ تو بیت بڑا مال ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے یہ بات بھی موجود ہے۔ کہ آپ نے یمن کے ان احکامات سے آگاہ کیا۔ جو قبل از وقت تھے اور ان کی ابھی ضرورت لاحق نہیں ہوئی تھی۔ آپ نے حج کے میقات کو مقرر کر دیا تھا۔ بطن عقیق عراق والوں کا میقات مقرر فرمایا۔ حالانکہ اس وقت عراق مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں تھا۔ جمعہ شام والوں کا میقات متعین کیا۔ حالانکہ شام کی اس وقت یہ حالت تھی کہ ایک فرو بھی حج کی طرف میلان نہیں دھکتا تھا۔ آپ سے علم کی ایسی ایسی باتیں منقول ہیں جس کی نظیر پیش کرنے سے اولین اور آخرین عاجز ہیں۔ ایسی باتیں تو صرف ایسے انسان سے ظہور پذیر ہو سکتی ہیں جو وحی اور تنزیل الہی کا حامل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی۔ میں نے یمن کے شرق اور غرب کو ملاحظہ کیا۔ بحر اندلس سے لے کر بحر ہند کے علاقہ کو دیکھا۔ چونکہ آپ نے جنوب و شمال کی پیشین گوئی نہیں فرمائی تھی۔ اسی لئے جنوب اور شمال میں اسلامی سلطنت وسیع نہیں ہوئی۔ یہ پیش گوئی صرف بحرف پوری اتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صغیرہ اویس کے راج سے فرمایا۔ تمہارے وہ بھرتن کہاں گئے جن کی بنا پر تم مکہ والوں پر عیب لگایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم نے انہیں ایک زمین کے بعد دوسری زمین میں دیا۔



رہے۔ اس حالت میں ہم نے انھیں ضائع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں چیز کو تم نے پھینکا ہے۔ میں اس پر مطلع ہوں۔ تم دونوں کا اور تمہاری اولاد کا خون حلال کر دیا ہے۔ آپ نے انصار کے ایک آدمی کو بلایا اور فرمایا کہ فلاں مزارعہ زمین میں پہلے جاؤ، پھر تم کھجوروں میں وارد ہو گئے۔ تم اپنے دائیں اور بائیں کھجور کو دیکھنا تم وہاں ایک اونچی کھجور کو دیکھنا جو کچھ اس کے تلے مدفون ہے۔ اس کو کھ کر میرے حوالے کر دو۔ وہ شخص چلا گیا۔ اور وہاں سے برتن اور مال لے کر آگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی گروہیں اڑوا دیں۔ جابر بن عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ بن عباد روتی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر آپ نبی ہیں۔ اور ہمیں اس بات سے آگاہ کیجئے کہ ہم آپ سے کیا دریافت کرنے آئے ہیں۔ آپ نے جابر و سہ فرمایا تم تو مجھ سے جاہلیت کے خون، حلف اسلام اور عہدے کے بارے میں دریافت کیسے آئے ہو اس نے کہا آپ نے درست فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خون جاہلیت ختم ہو گیا جاہلیت کے حلف کو اسلام ایک سوخت زیادتی تصور کرتا ہے۔ ایسے حلف اسلام میں جائز نہیں۔

لے سلمہ بن عباد تم میرے پاس یہ سوال کرنے آئے ہو کہ بتوں کی عبادت کا کیا مقصد ہے۔ اور یوم سباسب اور عقل الجبین کس بلا کا نام ہے۔ بتوں کی عبادت کے متعلق اللہ جل وعزت فرماتا ہے انکم دما تعبدون من دون اللہ تم اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ یوم سباسب کو تمہارے لئے لیلۃ القدر اور یوم عید میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس وقت ایک عہد لیا آتا ہے جس میں سورج کی روشنی نہیں ہوتی۔ عقل الجبین کے متعلق یہ ہے کہ اہل اسلام سب برابر ہیں مان کے خون مساوی ہیں بڑے آدمی سے چھوٹے آدمی کا بدلہ لیا جائے گا۔ اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ دونوں نے کہا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہی چیز ہمارے دلوں میں موجود تھی۔

ابو جعفر علیہ السلام کی حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور لوگ تو چلے گئے لیکن ایک انصاری اور ایک ثقفی باقی رہ گیا۔ فرمایا مجھے معلوم ہے کہ ہمیں کوئی ضرورت پیش ہے جس کے متعلق سوال کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے سوال کرنے سے پیشتر تمہیں اس کے متعلق آگاہ کر دوں عرض کیا کہ ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمارے بیان کرنے سے پہلے بتا دیں تو یہ اندھے کے

لے عقل الجبین سے مسائل کی مراد یہ ہے کہ غیر شریف نسب کی بیت شریف النسب سے پوری لی جائے یا یہ ہے کہ شریف سے ذلیل کا بدلہ نہ لیا جائے ۱۲ منہ



لئے روشنی اور ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے بھائی انصار! تم اپنی قوم سے متعلق رکھتے ہو جن کا اٹھار کرنا ضربِ مثل ہے۔ تم قوی ہو اور بدوی سہجہ۔ اے انصار! تم مسکو دریافت کرنے میں اٹھارے کام لو گے؛ اس نے یمن کیا ہاں آپ نے فرمایا اے بھائی ثقیف! تم مجھ سے وضو اور نماز کا مسئلہ دریافت کرنے آئے ہو۔ آپ نے اس کو ان مسائل سے آگاہ کر دیا۔

فرمایا اے انصاری! تم حج اور عمرہ کا مسئلہ پوچھنے آئے ہو آپ نے اس کو ان چیزوں کی فضیلت کے متعلق آگاہ کیا۔

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا جس کا نام بدر تھا کہ تم لا الہ الا اللہ کہو اس نے وہی طلب کی۔ آپ نے فرمایا چار ماہ ست تیرے دل میں یہ بات کھٹک رہی ہے۔ اس نے اس بات کو تسلیم کیا اور اسلام لے آیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ آپ سے سوال کیا آپ نے بیٹھے کا حکم دیا۔ ایک شخص حاضر ہوا جس کے پاس قبلی تھی اور آپ کے سامنے رکھ دی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں چار درہم ہیں کسی شخص کو عدا فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سوالی! ان چار سو دینار کو لے لو۔ مال کے مالک نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں دینار نہیں ہیں بلکہ درہم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری تعزیب نہ کرو اللہ نے مجھے سچ کیا ہے قبلی کا سر کھولا تو اس سے چار سو دینار نکلے۔ وہ آدمی حیران رہ گیا اور قسم کھائی کہ اس نے اس میں درہم ڈالے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہا لیکن میری نذرانہ بردھنا دینا جاری ہو گیا۔ اللہ نے درہم کو دیناروں میں امیری تصدیق کی خاطر تبدیل کر دیا۔

ابو ذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ اپنے پیچھے کے ساتھ قبیلہ مرثدہ میں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ عرب کے گروہ تم پر حملہ کر دیں گے۔ اور تیرے پیچھے کو قتل کر دیں گے۔ اور تم پریشان حال میرے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور اپنے عصا پر ہمارے لئے ہو گئے۔ اور کہو گے کہ میرا بھتیجا قتل ہوا اور اس کی زرہ چھین لی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازتِ حرمت فرمائی آپ چلے گئے مقررے عرصہ کے بعد آپ پر عبید بن حصن نے حملہ کر دیا آپ کے پیچھے کو قتل کر دیا اور اس کی زرہ لوٹ لی گئی۔ ابو ذر عصا کے ذریعہ چلتے ہوئے آنحضرت کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور آپ کے شکم میں نیزے کا زخم تھا۔ عصا کا سوراخ لیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔ زرہ لوٹ لی گئی

اور میرا بھتیجا قتل ہوا میں حضور کی خدمت میں عصلہ کے ذریعہ کھڑا ہوا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بلایا۔ اور فرمایا۔ زرہ کو تلاش کر کے واپس کر دو چنانچہ انہوں نے زرہ واپس کر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن جندبہ اور ابی عمار کے پاس خط تحریر فرمایا اور کہا کہ یہ لوگ میرے خط کو قبول کریں گے۔ پھر میری تصدیق کریں گے۔ ابن جندبہ تم سے دریافت کریں گے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ہدیہ بھیجا ہے یا تم کہنا نہیں۔ ابن جندبہ کہے گا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ یہ بھیجتے تو وہ اس دستہ خوان کی طرح ہوتا جو نواسہ اسرائیل اور حضرت یحییٰ پر نازل ہوا تھا یہ واقعہ ایک ہی روز

حزیر بن عبد اللہ بن ابی اور عبد بن مسعود کی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عبد اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مجھے اس بات سے آگاہ فرمائیے کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے خواب میں اپنی نواسہ ام ایمنہ بیٹھیں ہم اور اپنے گھر کے حصار کو دیکھا ہے اور یہ بات تم نے خواب میں رات کی دیکھی ہے کہ یہ زمین مسلمانوں کا اور وہ کرسے گار بنو نعل کی ایک عورت کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر اس سے بنو نعل نے کہ مجھ بن نعل اسٹوڈیو سے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے آگاہ کیا جو واقع ہوگی۔ اور جس پر عمل کرنا اس کے لئے واجب ہوگا۔

ابن جریر بن عبد بن ابی شیبہ صحابی کا بیان ہے کہ میں نے اس سے ایک اونٹنی گزری میں نے اس کے پیلو کو پکڑ لیا۔ مجمع کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ میں بیعت کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ نے مجھ سے بیعت نہ لی۔ اور فرمایا تم کو نہ ملے والی عورت کے چھڑنے والے ہو میں نے عرض کیا خدا کی قسم میں پھر ایسا فعل بجا نہیں لاؤں گا۔ فرمایا (ابن) میری بیعت کر۔ اس قسم کی بیعت ہی مشابہ ہیں جو آپ کے فرمان کے مطابق ظہور پذیر ہوئیں۔

## صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل معجزات

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر کو کہتے ہوئے سنا کہ میں جبار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے آئے۔ آپ نے دھنوا کیا اور دھنوکے پانی کو مجھ پر ڈالا۔ اور میں تندہ صحت ہو گیا۔ طفیل عامری نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک طرف منگوں کو اور اس میں اپنا لالچ دیا۔ اور آپ نے منگوں کو دیا کہ وہ اس سے غل کرے اور اس



نے غسل کرے اور صحیح سالم ہو گیا۔

حسان بن عمرو خزاعی جذام کے مرض میں گرفتار تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خاطر بانی طلب کیا، اس میں اپنا ادب ذہن والا پھرتے حکم دیا کہ وہ اس سے غسل کرے۔ وہ بیماری سے ٹھیک ہو گیا، اور اس کی قوم اسلام لے آئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قیس بنی حاضری ہوا جو مدینہ میں مبتلا تھا، آپ نے اس پر اپنا ادب ذہن ڈالا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔

ابو بکر فقال دلائل الہی میں تحریر کرتے ہیں کہ صاحب الاستسقاء کی بیماری میں مبتلا تھا، یحییٰ بن یسع نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو گھوڑے اور کچھ عمدہ اونٹ بطور ہدیہ کے ارسال خدمت کئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شکر کا یہ قبول نہیں کروں گا اس نے عرض کیا میں جناب سے استسقاء کی بیماری کی شفا طلب کرتا ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی مٹی لی اور اس پر تھوک دیا اور اسے مٹی دے دی، پھر فرمایا اس کو پانی میں حل کر کے پی لے یہ شفا برائے اسے پیدا ہوئی بیماری سے تندرست ہو گیا۔

عبد بن خطاب کا بیان ہے کہ کوہ پچھون کے کھانے والے پہنڈ یا گرگنی تھے۔ میں اپنی والدہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت نے میرے منہ میں اپنا ادب ذہن والا اور بھری کالی پر ہاتھ پھیرا، اور یہ عافیت تھی، اذہب الیاس رب الناس واشف انت الشافی لا شافی الا انت شفا لا یفاد رستقا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹھیک ہو گیا۔

انفال میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور فرمایا ایک صدی تک زندہ رہے وہ سو سال تک زندہ رہا۔

ایک عورت اپنے بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی جس کے بال گر گئے تھے، آنحضرت نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر پھیرا، اس کے بال اگ اُگے، بیماری سے ٹھیک ہو گیا، ابن بطہ کا بیان ہے کہ وہ لڑکا مطلب تھا، جب اس بات کا علم اہل میادہ کو ہوا تو وہاں کی سلیمہ نامی ایک عورت ایک بچہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی، آنحضرت نے اپنا دست اقدس اس کے سر پر پھیرا، اس کا گنہگار بن کر رہ گیا، اس کی نسل ہمارے اس زمانہ تک موجود اور باقی ہے۔

عبداللہ بن عتبیک انصاری کا ہاتھ جنگ احمد میں کٹ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوڑ دیا۔ پھر وہ ایک بار پھر پھونک دیا۔ وہ پہلے کی طرح ٹھیک ہو گیا۔

جنگ ینبیر کے موقع پر حضرت علیؓ کی آنکھ میں تکلیف تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھونک دیا۔ آنکھ کی تکلیف جاتی رہی اسی وقت ٹھیک ہو گئی۔

جنگ احمد میں قتادہ بن یحییٰ یا قتادہ بن نعمان انصاری کی آنکھ نکل پڑی۔ اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے۔ فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھ کو اپنے ہاتھ سے واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ وہ آنکھ صحیح سالم ہو گئی۔ پہلی آنکھ خراب ہو گئی لیکن جس آنکھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوٹا یا تھا وہ کبھی خراب نہ ہوئی۔ اس کا لقب دو آنکھوں والا پڑ گیا۔ حالانکہ اس کی ایک آنکھ تھی اس بارے میں خلیفہ اوسنی نے کہا ہے

وَمَا الْمَدَى مَا لَمْ يَنْتَهِ لَمْ يَخْلُصْ  
فَرَوَتْ بَكْفِ الْمُصْطَفَى أَحْسَنَ الرُّؤْيَى

ہم میں وہ شخص موجود ہے کہ جس کی آنکھ نکل کر اس کے رخسار پر گر پڑی تھی۔ اور مصطفیٰ کے ہاتھ سے پھر وہ ابھی طرح واپس کر دی گئی۔

فَعَادَتْ لَهَا كَأَنَّهَا لَمْ يَخْلُصْ  
فَبَايَضَ مَا عَيْنَ وَيَا طَيْبَ مَا يَدُ

وہ آنکھ اپنی پہلی حالت میں واپس ہو گئی۔ اس پاکیزہ آنکھ اور اس پاکیزہ ہاتھ کا کیا کہتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے پیر میں ایک تکلیف لاحق ہوئی آپ نے اس کے پیر پر ہاتھ پھیر دیا وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

عروہ بن زبیر زہرہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اسد م الدی اور اس کی آنکھ کی بصارت جاتی رہی۔ قریش نے کہا کہ یہ تکلیف تجھے لانا اور عروہ نے بچہ پہنچائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھ کی بصارت واپس لوٹادی۔ قریش نے کہا: اگر جو چیز محمدؐ لائے ہیں۔ ابھی ہوتی۔ تو آپ کی طرف زہرہ نہ جاتی۔

اس بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَتَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ اصْبَرُوا فَوَكَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوا إِلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتبیک کو ابو رافعؓ کے قلعہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ اچانک قلعہ

میں داخل ہوئے۔ ابو رافع ایک تاریک گھر میں موجود تھا۔ لیکن اسے علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ ابو رافع نے کہا

میں ہوں عبداللہؐ آواز کی طرف مڑا۔ اس کو ایک عرب لڑکی۔ اور نکل کر چلا گیا۔

ابو رافع چل دیا۔ عبداللہؐ پھر اس کے پاس آیا۔ اور کہا: اے ابو رافع یہ آواز کسی سے ہے؟ اس نے کہا



ایک شخص میرے گھر میں داخل ہوا۔ اور اس نے مجھے ضرب لگائی ہے عبد اللہ نے اسے ایک اور ضرب لگائی جس سے اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اس نے پنڈلی کو باندھ دیا جب ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ اس نے پاؤں پھیلا دیے۔ آپ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیر دیا۔ وہ درست ہو گیا۔

ابن بن خلف کہا کرتا تھا کہ میرے پاس رملہ گھوڑا موجود ہے۔ اور میں اسے ہر روز ایک فرق چارہ ڈلا کرتا ہوں۔ اسے محمدؐ اس پر سوار ہو کر میں آپ کو قتل کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو قتل کروں گا۔ اُمد کی لڑائی کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی گروں پر تیرہ مارا۔ اور اسے سخت زخمی کیا۔ وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ وہ چل کی طرح ڈکارتا تھا۔ ایک دن کے بعد مر گیا۔

کتاب لطائف القصاص میں تحریر ہے کہ ایک قوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کے کھائے ہوئے کی شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تشریف لائے۔ اور ان کے کنوئیں میں اپنا لعاب دھن ڈالا۔ کنوئیں کا پانی میٹھے پانی میں تبدیل ہو گیا۔ کنواں بطور میراث اپنے مالکوں کے ہاں منتقل ہوتا رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر جو بات زیادہ تاکید کرتی ہے۔ وہ یہ کہ ایک قوم مسلمہ کذاب کے پاس آئی اس سے ایسا ہی سوال کیا۔ تو اس نے کنوئیں میں نقو کا۔ تو کنوئیں کا پانی لکھم کے پیشاب کی طرح نکلیں ہو گیا۔ اس وقت وہ اسی حالت میں موجود ہے اور اس کی جگہ مشہور ہے۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھارے کنوئیں میں اپنا لعاب دھن ڈالا۔ اس میں پانی نے اس قدر جوش مارا کہ اوپر آگیا آپ نے اس سے بغیر ڈولی کے پانی نکالا اور استعمال کیا۔ ایک بے شرم عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ سے کھانا مانگا۔ آپ نے دے دیا۔ اس کے بعد صاحب شرم ہو گئی۔ جبرہذنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانے کا تھل رکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنا باباں لانتھ بیٹھا کہ کھانا چاہا اور اس کے دائیں ہاتھ میں کلینق تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ عرض کیا یا رسول اللہ وہ آزاری ہے آپ نے اس پر دم کیا اور کلینق جاتی رہی۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء پڑھ کر گھر تشریف لائے تھے آپ نے قتادہ بن نعمان کی طرف دیکھا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! رات بارش والی ہے میں اس بات کو چاہتا تھا کہ میں نماز آپ کے ساتھ ادا کروں۔ آپ نے اسے کھجور کی ایک شاخ دی اور فرمایا جاؤ کس سے



تاریک رات میں روشنی حاصل کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن طفیل ازوی کی پیشانی میں نور عطا کیا جس کے ذریعہ وہ اپنی قوم کو بلایا کرتا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ایک مثلہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نور کو اس کے کونے میں مقرر کیا جس کے ذریعہ سے ابوہریرہ نے ہدایت پائی۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جانے سے منع کر دیا۔ وہ مسجد میں داخل ہوا کہ اپنے دونوں کانوں میں کیاس کو ٹھونسے ہوئے تھا۔ تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہ سُن سکے باوجود اس کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنتا تھا۔ وہ اسلام لے آیا۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی قوم کا سر وادہ ہوں آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ایک معجزہ عطا کرے تاکہ وہ میرا مددگار ہو۔ اور میں اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے معبود! اس کو معجزہ قرار دے۔" وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا۔ تو اس نے اپنے کونے کے کنارے میں تنذیل کی مانند ٹود دیکھا۔ اس نے ایک قصبہ پر بٹھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

بأن الله رب العالمين فرداً  
تعالى جده عن كل جسد

اللہ عالمین کا پالنے والا ایک ہے  
اس کی ہر جہد سے بلند ہے۔

وان محمداً عبداً رسول  
دلیل ہدی و موضح کل رشد

محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں  
ہدایت کی دلیل اور ہر رشد کی جگہ ہیں

دایت له دلائل انبائی !  
بان سبیلہ للفضل یهدی

میں نے اس کے ایسے دلائل دیکھے جنہوں نے مجھے آگاہ کیا کہ آپ کا راستہ مہدائی کی طرف

راہنمائی کرتا ہے۔

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے خندق کھودنے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پتھر کی سخت چٹان کی شکایت کی۔ آپ نے پانی طلب فرمایا۔ اور اس میں اپنا لعاب دہن والا پتھر جو کچھ چاہا دعا فرمائی پھر آپ نے اس پانی کو اس سخت چٹان پر چھڑک دیا۔ وہ گوند کی طرح نرم ہو گئی۔

روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لکڑی سے

دوبی فرمایا۔ اسی کے ذریعے کفار سے جہاد کرو۔ وہ لکڑی شمشیر بران ہو گئی۔ وہ اسی کے ذریعہ جہاد کرتا تھا



حتیٰ کہ اس نے اس کے فریضہ علیحدہ قتل کیا۔

آنحضرت صلعم نے جنگ اُحد کی لڑائی میں عبد اللہ بن جحش کو کعبہ کی شاخ دے دی۔ وہ اس کے ہاتھ میں تلوار بن گئی جنگ اُحد میں ابو وجانہ کو کعبہ کا تنہا دیا جو تلوار بن گیا۔ بعد ابو وجانہ نے کہا ہے

نصرنا النبی بسیف النخیل فصار الجرید حساماً صقیلاً

ہم نے رسول اللہ کی مدد ایک کھجور کے تنے سے کی جو چھکیل تلوار بن گیا۔

عبد القیس کی قوم میں سے لوگ رسول اللہ کی خدمت میں بکری لائے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں درخواست کی اس میں کوئی ایسی شے تھی جس سے اس سے یاد کیا جائے۔ آپ نے اپنی انگلی کے ذریعے اس کے کانوں کو دبا دیا۔ وہ سفید ہو گئی۔ وہ آج تک مشہور النسل ہے اور یہ علامت اس میں پائی جاتی ہے۔ ایک روز رسول اللہ صلعم اپنے دائیں ہاتھ سے کھجوریں کھا رہے تھے اور گھٹیلوں کی بائیں ہاتھ سے جمع کر رہے تھے۔ ایک بکری گدی آپ نے اسے گھٹیوں کے کھانے کی طرف اشارہ کیا یہ آپ کے دائیں ہاتھ میں گھٹیاں کھا رہی تھی اور آنحضرت صلعم خود بائیں ہاتھ سے تناول فرما رہے تھے جب رسول اللہ صلعم فارغ ہوئے تو وہ بکری چلی گئی

روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو ایک سنگ پر دیا۔ آپ نے اس کو پھینک دیا۔ اور اس نے کہا۔ جاء الحق وذهق الباطل کبھی ثابت ہے کہ جب سنگ پر سے نہ بہ کھاتا تو بت منہ کے بل گر پڑا۔ کہ دانوں نے کہا۔ ہم نے محمد سے زیادہ جا دو گر گئی تو ہمیں دیکھا۔

یومہ پر یہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کہا کہ بطور ہدیہ کے پیش کی جس پر عقاب کی تصویر تھی۔ آپ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو مٹا دیا۔

نخاب بن ارت نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں تان و نفقہ کی شکایت کی آپ نے فرمایا اپنی بکری میرے پاس لاؤ۔ آپ نے اس کے تھنوں پر اپنا ہاتھ پھیر دیا۔

تھنوں میں دودھ بھرایا۔ نخاب کی واپسی تک ایسا رہا۔

شیخ طوسی کی کتاب امالی میں زید بن اذنم سے ایک طویل حدیث منقول ہے کہ آنحضرت صلعم صبح کے وقت بھوک کے عالم میں بناب سعیدہ فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے در دولت پر تشریف لے گئے آپ نے حسن اور حسین کو بھوک کی وجہ سے ہونے ہوئے دیکھا۔ اور آپ نے انہیں اپنا لعاب دہن چٹا دیا وہ دوتو

میر ہو کر سو گئے۔ حضرت علیؑ کے ساتھ ابو شیم کے گھر تشریف لے گئے اس نے کہا۔ میرے لئے آپ کا اور آپ کے اصحاب کا آنا خوشی کا باعث ہوتا۔ اگر میرے گھر میں کوئی چیز کھانے کو ہوتی اور جو کچھ میرے پاس تھا۔ وہ میں نے اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ برابر جبرائیل مجھے ہمارے کے ساتھ نیک سلوک کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیالی ہوا کہ اس کو میراث میں شریک قرار دیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور کی طرف نگاہ کی جو گھر کے ایک کونے میں موجود تھی۔ فرمایا اسے ابو شیم مجھے اجازت ہے کہ میں اس کھجور میں سے کچھ لے لوں۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ تو ابھی نیا درخت ہے۔ اس پر ابھی کچھ چیز نہیں آئی ایسے جناب کی مرضی۔ آپ نے فرمایا اسے علیؑ مجھے پانی کا ایک پیالہ لا دو۔ آپ نے اس سے پانی پیا۔ اور اس میں اپنا لعاب دھن ڈال دیا۔ اور اس کو کھجور پر چھڑک دیا۔ اس میں پکے اور پکے پھل آ گئے۔ فرمایا اپنے پڑوسیوں کو بلاؤ۔ ہم نے انہیں کھلایا۔ اور پانی پیا۔ حتیٰ کہ ہم کھپائی کر سیر ہو گئے۔ فرمایا اسے علیؑ! یہ وہ نعمت ہے جس کے متعلق لوگ قیامت کے روز سوال کریں گے۔ اسے علیؑ! غلطہ! حسنؑ اور حسینؑ کے لئے اس میں سے لے لو۔ یہ درخت ہمارے پاس پانی دلا جس کو ہم نخلہ جبرائی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ واقعہ حروہ کے وقت خریداریوں نے اس کو کاٹ دیا۔

برکت بھون۔ پیش بن خالد اور ابو معبد خزاعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی راہ میں ام معبد خزاعیہ کے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے اس سے کوئی چیز خریدنے کے لئے عذاب کی لیکن کوئی چیز نہ پائی۔ آپ نے گھر کے کونے میں ایک لاغر اور کمزور بکری کو دیکھا۔ اسے منگوا لیا۔ اپنا لعاب اس کے تھنوں پر چھڑا۔ فرمایا اسے معبود! اس میں برکت عطا کر اس کے تھنوں میں دودھ بھر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوا لیا۔ اس میں دودھ ڈوبا۔ خود پیا اور اپنے اصحاب کو پلایا۔ اس عورت اور اس کے ساتھیوں کو بھی بلوایا۔ یہ تمام کے تمام سیر ہو گئے فرمایا۔ قوم کا ساتھی خود آخر میں پتیا ہے وہ بکری ہمیشہ دودھ دیتی رہی۔ خطیب منہج نے کہا ہے

ومن حلب الفیثلة وحی تقو قاسیل درھا للھا لیثا

کمزور بکری کو کس نے ڈوبا۔ جس کا دودھ دوہنے والوں کے لئے بھر آیا۔

وکانت حائلہ ففدت وراحت یمن المصطفیٰ الہادی بھونا

محمد مصطفیٰ ہادی کی برکت سے اس کا دودھ ہمیشہ باقی رہا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس کا دودھ



مفقود ہو چکا تھا۔

## ایک اور شاعر نے کہا

والشاة لما سمت الكف منل جہد اطفال باو صال لها تحن  
سخت بدرة سكر الفرع حافلة نررت الرب بعد المثل بالحل  
بکری حالانکہ کمزور اور خستہ تھی جب رسول اللہ نے اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو اس کے  
تھن دودھ سے بھر گئے تو قافلے نے بار بار سیر ہو کر دودھ پیا۔

## ایک آواز سُنی گئی یہ

سلوا ایتکم عن شانها واثانها فانکم ان تداوا الناس تشهد  
وعاها بشاة حائل تحلبت لہ بصریح سرقة اشاة من یس  
(حاصل) اپنی بہن سے بکری اور اس کے بطن کا واقعہ دریافت کرو۔ اگر تم یہ بات لوگوں سے دریافت  
کرو تو وہ تمہیں اس بات کی شہادت دیں گے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کو طلب کیا جس کا دودھ  
نہیں نکلتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے سے اس کے تھنوں میں دودھ بھر آیا۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی بکری پر ہاتھ پھیرا جس کا دودھ نہیں نکلتا۔ اس کے تھنوں میں دودھ آگیا۔  
یہ بات ابن مسعود کے اسلام لانے کا سبب ہوئی۔

حاکم کی کتاب امالی میں تحریر ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیہ میں تھے جب منیہ سے بیدار ہوئے  
تو آپ نے پانی طلب کیا اور اس سے اپنے ہاتھوں کو دھویا اور کلی کی۔ اور اس پانی کو درخت پر ڈال دیا صبح  
کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ درخت مضبوط ہو چکا تھا۔ اور ٹہر دار ہو گیا۔ اور بڑے بڑے پکے پھل لایا بہن کا رنگ  
گلابی تھا۔ خوشبو عنبر کی تھی۔ ذائقہ شہد کا۔ خدا کی قسم جس بھوکے انسان نے اس کا پھل کھایا وہ سیر ہو گیا  
اور جس پیاسے نے اس کا دھس پیاسہ اب ہو گیا۔ اور جس بیمار نے اسے کھایا۔ وہ تھیک ہو جس حیوان نے  
اس کے پتے کھائے اس میں دودھ اُتر آیا۔ لوگ اس کے تھنوں سے شفا حاصل کرتے تھے۔ وہ درخت  
کھانے پینے کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ ہم نے اس کی وجہ سے اپنے اموال میں زیادتی اور برکت پائی  
اس کا یہی طریقہ جاری رہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس کے پھل گرنے لگے اس کے پھل چھوٹے  
ہو گئے۔ تیس سال تک یہی حالت رہی جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہوا اس کے پھلوں کے

ذائقے اور خوشبو میں فرق آگیا۔ اور اس کی ٹہنیوں کی تروتازگی جاتی رہی۔ اس کے بعد اس نے تھوڑا یا زیادہ کوئی پھیل نہ دیا۔ ایک مدت تک اس کی یہی حالت رہی۔ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ تو اس کی جڑوں سے تازہ خون بہتا تھا۔ اور اس کے پتے زائل ہونے لگے۔ ان سے گوشت کی مانند سرخ قطرات ٹپکتے تھے۔ عظیم حسین اور یحییٰ کے سوا اور تمام مفسروں نے آیت اقتربت الہیاء والشفق القہر کے تحت بالاتفاق تحریر کیا ہے۔ بدر کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکین جمع ہوئے اور کہا اگر تم بچے ہو تو ہماری خاطر چاند کے دو ٹکڑے کر دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم اس کے بعد ایمان لے آؤ گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے اپنی انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کا ایک حصہ کوہ ابوقیس اور دوسرا حصہ کوہ قبیقمان پر چلا گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کا ایک حصہ کوہ صفا پر اور دوسرا حصہ کوہ مروہ پر چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ گواہ ہو اور گواہی دو۔ لوگوں نے کہا محمد نے ہمیں جادو کیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا اگر تم پر جادو کیا ہے تو تم سب آدمیوں پر جادو نہیں کیا۔ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ چاند عصر کے وقت سے لے کر رات تک اسی صورت میں رہا۔ اور لوگ چاند کی طرف دیکھتے رہے اور کہتے تھے کہ یہ جادو لگا تا رہے والدہ ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وان یروا آیت یدھنون

جب ہر طرف سے قافلے واپس آئے اور انہوں نے اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے بھی چاند کو دو ٹکڑوں کی صورت میں اس طرح دیکھا تھا۔ اس بارے میں نصیر بن منصور نے کہا ہے

والقہر البدر المنیر شفقہ  
نفیل سحر عجیب لما رانی

یہود یوں کے دشمن چاند کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ٹکڑے کیا۔ جب (قریش نے) دیکھا تو کہا کہ یہ عجب جادو ہے۔

## صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی معجزات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے انبیاء کے میں خصائص کے ساتھ متصف تھے۔ اگر آپ میں صرف ایک خاصیت بھی موجود ہوتی تو وہ آپ کے جلال و تقدیر کے لئے کافی تھی۔ اور اس ذات کا کیا کہنا ہے جس میں ایک وقت یہ صفات موجود تھیں۔ آپ نبی، امین، صادق، معصوم، اہل نبیل، یحییٰ، فصیح، عاقل، فاضل



عبادہ زادہ۔ سخی قانع۔ متواضع جلیلم۔ بیجم بخور۔ صبور۔ موافق اور صرافتی تھے۔ حالانکہ آپ نہ کسی نبوی اور نہ ہی کسی کارہن اور سٹہ باز کے ساتھ بیٹھے۔ قریش نے جب سے وہ پیریں ملاحظہ کیں جن پر ان کا دست رس نہیں تھا تو کہنے لگے یہ جاوہر ہے۔ جب آپ نے کسی آنسہ والی بات کی طرف راہنمائی کی تو کہنے لگے۔ یہ مجنوں ہے۔ اور جب غائب کی باتیں بتائیں تو کہے لگے یہ کارہن ہے۔ جب ان کے پوشیدہ بھیدوں سے آگاہ کیا تو کہنے لگے یہ معلم ہیں جن باتوں کی انہوں نے تکذیب کی۔ وہ سب سچی ثابت ہوئی۔ آپ میں کمزور آدمیوں کے صفات پائے جاتے تھے آپ یتیم تھے۔ غریب تھے۔ کمزور تھے۔ اکیلے تھے۔ اکیلے تھے۔ مسافر تھے جس کا کوئی سہارا نہ ہو۔ اور نہ ہی شان و شوکت کے مالک ہوں آپ کے دشمن بہت تھے۔ ان تمام باتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کے مقام کو بلند اور آپ کی شان کو اونچا کیا یہ باتیں آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

ایک آدمی نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر کہا۔ واللہ ما هذا وجه کذاب خدا کی قسم یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ آپ خداوند پر ثابت قدم تنگی اور کالیف بر صبر کرنے والے تھے۔ حالانکہ آپ بے چین اور پریشانی ہوتے تھے۔ آپ دنیا سے کنارہ کش تھے۔ نبوت کے طالب تھے۔ باوجودیکہ ایک سلطنت کے مالک تھے آنحضرت صلیم کے ہر عضو سے معجزہ مشاہدہ کیا گیا۔

جب آپ ایک رات میں چلے تو آپ کا نور چاند کی طرح ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کا نور بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ میرے گھر میں چراغ نہیں تھا۔ اور میری سوتی گم ہو گئی تھی نہی صلیم میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ کے چہرے مبارک کے نور کے ذریعہ سوتی کو تلاش کر لیا تھا۔

حمزہ بن عمرو اسلمی سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلیم کے ساتھ ایک تاریک رات میں چلے تو آپ کی آنکھوں سے نور روشن تھا۔

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جس راستے پر رسول اللہ صلیم تشریف لے جاتے آپ کا پسینہ تھے۔ اس پر دو روز کے بعد بھی اگر کوئی انسان چلتا تھا تو وہ پہچان لیتا تھا کہ اس پر آنحضرت صلیم تشریف لے جا چکے ہیں۔ (راستہ پسینہ کی خوشبو سے مسطر ہو جاتا تھا)

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلیم جناب ام المومنین ابی بی ام سلمہ کے گھر میں گرمی کے موسم

میں دوپہر کو سوتے تھے۔ تو اُم سلمہؓ آپ کے پیسنے کو خوشبو میں ڈال دیتی۔ جس سے خوشبو زیادہ ہو جاتی تھی۔ جب ابنِ وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پانی کے ڈول کے پاس تشریف لائے۔ اس سے پانی پیا۔ پھر وضو کیا۔ اور کلی کی پھر غصہ ڈالسا لعابِ دہن ڈول میں ڈال دیا۔ تو وہ پانی مشک بن گیا یا مشک سے بھی زیادہ خوشبو دار تھا۔

**آپ کا سایہ** آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیوں کہ سایہ جسم کثیف کا ہوتا ہے۔ دکان اذّا جب آپ سورج وقف فی الشمس والقمر والمصباح نورہ یغلب انوارہ۔ جب آپ سورج چاند اور چراغ کے سامنے کھڑے ہو جاتے تھے۔ تو آپ کا نور ان کے نور پر غالب ہوتا تھا۔ جب آپ کسی کے ساتھ چلتے تھے۔ تو آپ کا سر اس سے بلند ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ شخص بذاتِ قامت خود کٹاری لمبا کیوں نہ ہو۔

**سر مبارک** سورج کے بادل کا ایک ٹکڑا آپ پر سایہ لگن ہوتا تھا۔ جب آپ چلتے تو وہ چلتا تھا۔ جب آپ رک جاتے تو وہ رک جاتا تھا۔ ولا یطیر الطیر فوقہ آج تک کوئی پرندہ آپ کے سر کے اوپر نہیں اڑا تھا۔

**آنکھ** کان یبصر من وراءہ کیا بصر من امامہ ویری من خلفہ کیا یری من تدامہ آپ جس طرح آگے دیکھ سکتے تھے ویسے پیچھے کی طرف دیکھتے تھے۔ لم یشم بہ منذ خلقہ اللہ تعالیٰ راحۃ کریمتہ ردّ پیدائش سے آپ کی ناک مبارک نے کوئی بدبو وار چیز نہیں سونگھی۔

**دھن اقدس** اگر آپ کوزے یا کنوئیں میں اپنا لعابِ دہن ڈالتے تھے۔ تو لوگ اس سے دھن اقدسِ مشک سے بھی زیادہ خوشبو محسوس کرتے تھے۔

**زبان شریف** آپ اپنے وقت کی راج الوقت زبانیں بول اور سمجھ سکتے تھے۔

**محاسن** آپ میں سترہ نور کی طاقت تھیں۔ جو آپ کے جسم کے عوارض سے روشن ہوتی تھیں۔

**کان** کان یسمع فی منامہ کیا یسمع فی انتباہہ یسمع کلام رجب وائیل عند الناس ولا یسمعونہ آپ جس طرح بیداری میں بات سنتے تھے۔ اس طرح نیند میں سنتے تھے آپ



لوگوں کے پاس جبرائیل کے کلام کو سن لیتے تھے اور لوگ نہیں سن سکتے تھے۔

لہٰذا لیکن علیٰ وجہ الاسرار علیہ السلام منہ روئے زمین پر آپ سے زیادہ  
سینہ مبارک کوئی شخص عالم نہیں تھا۔

آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت موجود تھی جب وہ ظاہر ہوتی تھی سورج  
پشت رسول کے نور کی طرح نور بند ہوتا تھا۔ اور مہر نبوت پر یہ عبارت تحریر تھی لا الہ الا اللہ وحدہ  
لا شریک۔ نہ توجہ حیث شمس تمانت منصور اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں۔ وہ  
کیونکہ اس کا کوئی حصہ نہیں جہاں چاہیں تشریف لے جائیے۔ آپ فتح یاب ہوں گے۔

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کو دیکھا جو کبوتری کے اندھے کی مانند ایک  
غزوہ کی شکل میں تھی۔ ابوسعید خدری سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ وہ گوشت کا ایک ٹکڑا تھا۔  
ابوزید انصاری نے کہا کہ وہ بالوں کا ایک گچھا تھا۔ جو آپ کے دونوں شانوں پر موجود تھا۔ سب سائب  
بن زبیر نے کہا۔ مثل زوالہ بجللہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں لوگ شک کرنے لگے۔ تو اسماء بنت عمیس نے اپنے ہاتھ  
کو آنحضرت کے دونوں شانوں پر رکھ کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات نہ پا گئے۔ کیوں کہ مہر نبوت ختم ہو گئی ہے۔  
شکم اقدس آپ بھوک کی وجہ سے اس پر پتھر باندھ دیا کرتے تھے۔ اور سیر ہو جاتے۔

قلب پاک کل ندام عیناہ ولا ینام قلبہ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں۔ اور دل نہیں سوتا تھا۔  
ہاتھ مبارک آپ کی انگلیوں سے پانی جاری رہا۔ اور آپ کے ہاتھ پر سنکریزوں نے تسبیح پڑھی۔  
آپ مسرور اور مختون پیدا ہوئے۔ آپ کو کبھی اختلام نہیں ہوا۔ کیوں کہ یہ کام شیطان کے  
آپ کا رکبہ عمل کی وجہ سے ہوتا ہے آپ کی قوت مردمی چالیس انبیاء کے برابر تھی۔

بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بیت الخلا میں قہقرا  
آپ کا پیکھٹا لے جاتے ہیں اور جب باہر نکلتے ہیں تو میں جاتی ہوں۔ تو میں وہاں کوئی چیز نہیں دیکھتی۔  
تو وہاں مشک کی خوشبو سونگھتی ہوں، فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کے اجسام کی پرورش جنت کی ہواؤں سے ہوتی  
ہے اور ہم سے جو چیز نکلتی ہے اسے زمین نکل جاتی ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کیا آپ اس کا مقصد سمجھ گئے۔ فرمایا ہم گروہ انبیاء سے وہ بات

وقوع پذیر نہیں ہوتیں جو ایک آدمی سے صادر ہوتیں ہیں۔

ام ایمن سے روایت ہے کہ ایک صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام ایمن! اٹھو جو چیز پیشاب کے کوزے میں ہے اسے گرا دو یعنی پیشاب کو۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم میں پیاسی تھی اور جو چیز کوزے میں تھی اس کو میں نے پی لیا ہے آپ خوب ہنسے اور فرمایا: اے ام ایمن! اب تمہیں پیاس کی تکلیف کبھی نہیں ہوگی اسی طرح نصد کا واقعہ مشہور ہے۔

ران مبارک جس جانور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوکتے تھے وہ کبھی بوڑھا نہیں ہوتا تھا۔ پاؤں آپ نے اپنے پاؤں کو ایک ایسے کنوئیں کے اندر والا جس کا پانی کھارنا تھا وہ بچھا ہو گیا آپ کی فوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

سحاق بن بشار سے روایت ہے کہ رکانہ بن عبد بن زید بن ہاشم قریش میں بڑی طانت کا مالک انسان تھا۔ وہی اصم میں لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے رکانہ! تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ اور اس چیز کو قبول کرو جس کی طرف میں تم کو دعوت دیتا ہوں۔ کہا اگر میں یہ بات جانتا کہ آپ حق پر ہیں تو میں ضرور آپ کی دعوت کو قبول کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں پچھاؤں تو تم مان لو گے کہ میں حق پر ہوں اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اٹھو میں تمہیں پچھاؤں گا۔ رکانہ مقابلہ میں آیا آپ نے اسے پچھاؤ دیا جب رسول اللہ نے پکڑا تو اسے چٹ لٹا دیا۔ فرمایا پھر اڑو۔ وہ لڑا۔ آپ نے دوبارہ اسے پچھاؤ دیا۔ اس نے کہا یہ تعجب کی بات ہے اے قوم! یہ روئے زمین میں سب سے زیادہ ساحر اور جادوگر ہے۔

آپ کے بچپن کے زمانے میں چاند آپ کا جھولا جھولا یا کرتا تھا۔ آپ جس درخت سے آپ کی عزت گذرتے تھے وہ آپ پر سلام کرتا تھا۔ اور آپ کبھی کبھی نہ بیٹھی تھی۔ اور نہ ہی کوئی گزنیہ بکڑا آپ کے قریب آتا تھا۔

اگر رسول اللہ نرم زمین پر چلتے تھے تو قدم کا نشان نہیں ہوتا تھا مگر سخت زمیں پر چلتے تھے چال تو قدم کا نشان ظاہر ہو جاتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہیعت والے تھے جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ان پر آپ رعب طاری ہو جاتا تھا۔ کمرے کا ورق آپ کو دیکھ کر کانپ گیا تھا۔ حالانکہ آپ مشکہ المزان اور دلوں میں پسندیدہ تھے۔ حالانکہ آپ کا ساتھی اور دوست آپ سے دور نہیں ہوتا تھا۔



سہمی نے آیت سنلتی فی قلوب الذین کفروا والرعوب کے تحت بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان مشرکین مکہ کے ساتھ عازم جنگ احمد ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا۔ وہیں ارادہ سے نکلے تھے اس سے باز آگئے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کفار مکہ میں شکست خوردہ لوگوں کی طرح داخل ہوئے۔ انہیں اس بات کا فہم تھا کہ کہیں مسلمان ان پر حملہ نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رعب کی وجہ سے ایک ماہ کی فست طے کرنے تک فتح مند ہوا ہوں۔ آیت و کف ایذی الناس عنکم کے بارے میں یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ینبہر کے محاصرہ کا ارادہ کیا تو اسد اور غطفان کے قبائل نے مدینہ پر غارتگری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال کر انہیں روک دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی آیت ہے۔

هو اذی ایذی بنصرہ اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری مدد اپنی نصرت سے کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہمیشہ کامیاب اور فتح مند رہا خواہ اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا خواہ انتہائی۔

جیحل بن عمر فہری کی قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ وہ جو بات بکسٹ تھا وہ اسے یاد ہو جاتی تھی اور وہ کہا کرتا تھا کہ میرے سینے میں دودل ہیں ان کی وجہ سے میں نہادہ عقل مند ہوں اور میری عقل محمد کی عقل سے فہم ہے قریش اس کو دودل والے کہتے تھے۔ جنگ بدر کے موقع پر ابوسفیان اس سے ملا اور دیکھا کہ وہ اپنا ایک جوتا ہاتھیں اٹھائے ہوئے ہے۔ اور دوسرا پاؤں میں پہنے ہوئے ہے۔ کہا اے ابو عمر کیا قصہ ہے؟ کہا تویش شکست کھائے۔

ابوسفیان نے کہا تیری جوتی کو کیا ہو گیا ہے؟ کہا مجھے اس بات کی ہوش نہیں ہے کہ ایک جوتا میرے پیر میں ہے اور دوسرا میرے ہاتھ میں ہے یہ عرض محمد کی ہدایت کی وجہ سے ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ وما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دودل قرار نہیں دئے۔۔۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے

وینص اللہ من لاقاہ النالہ نصراً مثل بالکھار ما عسل و

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر واضح دلیل یہ ہے کہ آپ لوگوں کے سینے میں چھپے ہوئے بھیدوں کو بتا دیتے تھے یہی لوگ آگے چل کر ان لوگوں کو فاسفین کے نام سے یاد کرتے تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ کردہ

قوانین پر گامزن نہیں ہوتے تھے۔ اور ان کو جہل کہتے تھے جو حضرت کی معرفت نہیں رکھتے تھے۔ جو آپ کا منکر ہوتا تھا اُسے کا ذمہ تھے جو شخص آپ کی شریعت سے خارج ہوتے تھے۔ ان پر قتل، ضرب، عید کرنے کا حکم لگاتے تھے۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی محبت میں اپنے اعزہ سے بیزاری کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں میں بیس سال سے کچھ زیادہ اپنی نبوت کی تبلیغ کی۔ آپ صرف جزیرہ عرب کے ملک تھے پانچ سو ستتر سال کے عرصہ میں آپ کی دعوت تمام خشکی اور زری میں پھیل گئی۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم کا نام گرامی پانچ اوقات نماز میں شہادتیں کے ساتھ تمام بلاد و چین ہند ترک، خزر، صقلیہ، شرق عرب، جنوب اور شمال میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ انور میں بلند آواز سے پکارا جاتا ہے۔ ساویہ آواز بلند کرنے والے بغیر کسی اجرت کے یہ وظیفہ ادا کرتے ہیں۔ بڑے بڑے جابروں کی گردنیں آپ کے پیغام کے سامنے جھک گئی ہیں۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اب کوئی ایسا ملک باقی نہیں رہا۔ جہاں آپ کا کلمہ نہ پڑھا جاتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی اس آیت و رفعنا لک ذکرک اے محمد! ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا ہے تحت حسن اور مجاہد تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کا نتیجہ ہے کہ موزن اور خطیب منبروں پر آپ کا نام صبح و شام بلند کرتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا ہے

وَضَمُّ الْاَلِہِ اسْمِ النَّبِیِّ بِاسْمِہِ اذْقَالَ فِی الْخَمْسِ الْمَوْذُنِ اشْہِدُ  
اَوَانِ دِیْنِہِ وَالْاِپَانِجِ وَتِ نَمَازِہِ فِی اشْہِدِ کَا لَفْظِہِ اِنَّا ہِیَ۔ اللہ نے اپنے نام کو آپ کے نام کے ساتھ ملا دیا ہے۔

آنحضرت صلی علیہ وسلم کی قوت کشش کا یہ عالم ہے کہ ہر سال اطراف اور کثافات عالم سے لوگ فریضہ حج کی ادائیگی کی خاطر خانہ کعبہ کی طرف والہانہ انداز میں چل پڑتے ہیں۔ اس بارے میں بردہ نشین عورتیں اپنے پیروں سے نکل پڑتی ہیں اور کمزور اور لاچار عورتیں اپنی کمزوری کی پرواہ نہیں کرتیں۔ آنحضرت نے اپنی وفات کے وقت فریضہ حج کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔ ماہ رمضان کے زمانے میں تم روزہ دار کو دیکھو گے کہ شدت پیاس کی وجہ سے اس کا بُرا حال ہوگا۔ لیکن کیا مجال کہ پانی کی ایک بوند اس کے خلق میں میں جاسکے۔ اور پانی کا ایک گھونٹ پینا اس کی قوت اقتدار میں شامل نہیں۔ ہر روز اللہ کے خوف اور اپنے

لہ گھر کی چادر دیواری سے نکل پڑتی ہیں ۱۲ محمد شریف عفی عنہ



عجز اور انکساری کو ظاہر کرنے کی خاطر پانچ وقت نماز میں بارگاہ خداوندی میں لوگ سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اور یہی عالم دوسرے احکامات کے بجالانے کا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لوگ کروڑوں میں بٹ گئے ہیں۔ اور ہر ایک گروہ یہی کہتا ہے کہ میں حق پر قائم ہوں۔ اور دوسرے کو کہتا ہے کہ تم دین محمد پر قائم نہیں ہو۔

پیشاری نے کہا کہ

اللہ قد اید بالوحی محمد اذوالامر والمنہی  
بامر بالعدل وینہی عن الفحشاء والمتکر والبیہی

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بذریعہ وحی تائید کی جو امر اور نہی کے مالک ہیں۔  
آپ علی کا حکم دیتے ہیں۔ فحشاء و متکر اور بیہی سے منع کرتے ہیں۔

## فصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا اعجاز

علی بن ابیہاشم بن ہاشم سے روایت ہے۔ کہ ابوہریرہ خضاعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے نشان کو دیکھتا ہوا غار کے دلم نہ تک پہنچ گیا۔ اور کہنے لگا خدا کی قسم یہ محمد کے قدم کا نشان ہے اور اس قدم کا نشان ابوتامہ کا ہے یا اس کے بیٹے کا۔ اس جگہ سے کہیں آگے گئے نہیں۔ آسمان پر چلے گئے ہیں یا زمین کے اندر چلے گئے ہیں ایک فرشتہ آسمان کی صورت میں آکر غار کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا اور انھیں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان گھائیوں میں تلاش کرو۔ وہ اس جگہ نہیں ہیں۔ غار کا منہ تنگ تھا۔ جب آنحضرت پہنچے تو اس کا منہ چوڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اس میں داخل ہو گئی۔ اور غار کا منہ پھر پہلے کی طرح تنگ ہو گیا۔

واقعی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر پہنچے تو ٹھوس صورت میں تھا وہ شگافہ ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر چلے گئے۔

زید بن ارقم، انس اور میسرہ بن شجرہ سے روایت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے سے درخت کو حکم دیا۔ وہ غار کے منہ پر پیدا ہو گیا۔ اور ٹکڑی کو حکم دیا۔ اس نے غار کے منہ پر جالا تھا۔ اور دو کبوتر اس کو حکم دیا اس نے غار کے دروازے پر انڈے دیئے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمامہ نامی و نہی کو غار کے منہ پر پیدا کر دیا۔

زہدی سے روایت ہے کہ جب قریش غار سے چالیس گز کے فاصلے پر پہنچے تو ان میں کا ایک آدمی

آگے جلدی سے بڑھتا کہ وہ دیکھے کہ غار میں کیا چیز موجود ہے۔ انہوں نے کہا کیا غار کے دروازے پر

تم انڈے نہیں دیکھتے؟ اس نے کہا میں نے غار کے دروازے پر دو کبوتروں کو دیکھا ہے۔ میرا یقین ہے کہ

اس میں کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی آواز کو سن لیا تھا۔

ابو بکر نے ایک شخص کو پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ لوگ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اگر تم کو دیکھتے تو ہماری طرف شرمگاہیں کر کے پیشاب نہ کرتے میری نے کہا: ہ

حتى اذا قصدوا الباب مفارقة انهموا عليه نسج غزال العنكب

صنع الاله فقال فر يقهم مافي اعجاز لطالب من مطلب

جب غار کے دروازے پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کدڑی نے جالا بنا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ کی کاری گری تھی۔ اور ان کے ایک ساتھی نے کہا غار میں کوئی چیز نہیں ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام اپنے خلیفہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے

ورنعت اگر تو اللہ اور آخرت کے واسطے بڑا یگانہ رکھتا ہے اور اگر تو جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں

اللہ کی اجازت سے اپنی جڑوں کو اکھاڑ کر میرے سامنے کھڑا ہو جائے خدا کی قسم! جس نے محمد کو حق کے ساتھ

ساتھ معیشت کیا وہ ورنعت جڑوں سمیت اس حالت میں کھڑا کہ اس سے بندوں کے پھر پھرانے کی نعمت

آواز آتی تھی اور رسول اللہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا بعض مہینوں کو رسول اللہ کے اوپر اور بعض کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں پر ڈال دیا۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف کھڑا ہوا تھا جب قوم نے یہ واقعہ دیکھا تو

بڑائی اور کبر کے الفاظ کہنے لگے اور کہا کہ اس کے نصف حصے کو حکم دیجئے۔ وہ آپ کے پاس آئے آپ

نے اس بات کا حکم دیا۔ اس کا نصف حصہ عجیب انداز اور نعت آواز کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور قوم نے رسول

اللہ کی طرف سے دیکھا کہ یہ کھڑا اور سرکشی ہے۔ اور اس نصف حصے کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے سر سے نصف حصے

کی طرف پلٹ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا۔ وہ واپس چلا گیا قوم نے کہا یہ شخص سب کو کذاب کہتا

ابن عباس اپنے باپ ثمال سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔

اے جینے! کیا آپ کو اللہ نے بھیجا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا کہ مجھے معجزہ یہ دکھائیے کہ اس وقت



کو بلائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا۔ اور وہ آپ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔ پھر واپس چلا گیا۔ ابو طالب نے عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے رسول ہیں۔ اے علی! اپنے ابن عم کے پہلو میں نماز پڑھو۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے معجزہ طلب کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے خوشے کو مکھڑیا۔ وہ کھجور سے اتر کر نیچے آگیا۔ اور زمین پر گر کر جھوم کر چلنے لگا۔ جب رسول اللہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: واپس اپنی جگہ پر چلا جا۔ وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اعرابی اسلام لے آیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ سجدہ کرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

هـ وَفِي دَعَائِلِهِ لَلْأَشْجَارِ رَحْسِينَ أَنْتَ تَمْشِي بِأَمْرِكَ فِي أَعْضَانِهَا الْأَمَلِ

وَقَدْتِ عَرْدِي فَعَادَتْ فِي مَنَايِمِهَا تَلُوكَ الْعُرْوَقُ بِأَذْنِ اللَّهِ لَمْ تَسَلْ

(اے محمد) آپ کی دعا کا بے شمار ہوا کہ درخت اس حالت میں تیری خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ ان کی شاخوں میں آواز دہنچی ہو آپ نے فرمایا: اپنی جگہ پر لوٹ جا۔ تو اس کی جڑیں اللہ کے حکم سے بغیر کسی تکلیف کے واپس لوٹ گئیں۔

ابو جہل کہتا تھا: کاش کہ محمد کو میرے ساتھ کوئی ضرورت پیش آئے۔ اور میں اس کا مذاق اڑاؤں۔ اور اس کو عسقم کروں۔ طائی کے قبیلے کے ایک آدمی نے ابو جہل سے اونٹ خریدا۔ اور ابو جہل اس کو رقم دینے میں پس پیش کرنا تھا۔ وہ تریش کے پاس آکر فریادی ہوا۔ انہوں نے مذاق کی خاطر رسول اللہ کے حوالے کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آگیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لے کر ابو جہل کے پاس آئے۔ اور فرمایا: ابو جہل اس کا حق ادا کرو۔ اسی دن سے ابو جہل اس کی کینت پڑ گئی۔ ورنہ اس کا اصلی نام عمرو بن ہشام ہے ابو جہل جلدی سے اٹھا۔ اور اس شخص کا حق ادا کروا دیا۔ ابو جہل کے ایک دوست نے کہا کہ تم نے یہ فعل محمد کے ڈر کی وجہ سے کیا ہے۔ اس نے کہا تمہارے لئے افسوس ہے۔ مجھے معذور سمجھو جب آپ میرے پاس آئے۔ تو میں نے آپ کے دائیں پہلو میں کچھ ادریسوں کو دیکھا۔ جن کے ہاتھوں میں چمکیلے کوڑے تھے۔ اور آپ کے بائیں پہلو میں دو اڑوھے موجود تھے جو دانت نکالے ہوئے تھے۔ اور ان کی آنکھوں سے آگ برص رہی تھی۔ اگر میں انکار کرتا تو نہ بچتا۔ وہ مجھے کوڑے مار کر میرا پیٹ پھاڑ ڈالتے اور اڑوھے مجھے نکل جاتے۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تشریف لائے۔ عقبہ اور شعبہ تحنت پر بیٹھے ہوئے تھے اور کہنے لگے: آپ ہمارے سامنے کھڑے ہوں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب تشریف لے



گئے۔ تو تخت اٹا ہو گیا۔ اور وہ دونوں زمین پر گر پڑے۔ اور کہا کہ اہل مکہ پر آپ کا جادو چل نہیں سکا۔ اور آپ طائف میں آ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پشیدہ باتوں کے متعلق آگاہ فرمایا کرتے تھے۔ منافق جو بات بھی آپ کے متعلق کرتے اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو آگاہ کر دیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے سے کہا کرتے۔ کہ خاموش رہو خدا کی قسم اگر محمد کے پاس پتھر کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو۔ تو بطحا کا پتھر آپ کو آگاہ کر دے گا۔

ابوسفیان نے اپنی بیوی ہند سے ہمبستری کے وقت کہا کہ یتیم ابوطالب بنی بن گیا۔ اور میں بنی نضر بن سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو یہ بات ابوسفیان سے بیان کی۔ اس نے افشائے راز کی وجہ سے ہند کو سزا دی کہ ارادہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اس کو بتادی۔ ابوسفیان یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

صفوان بن امیہ مخزومی نے عیبر بن وہب بن جحی سے کہا کہ اگر تو یہ نہ میں جا کر محمد کو سوتیلے میں قتل کر دے تو جب تک زندہ رہے گا تیرا وزیر عیال کا نان و نفقہ میرے ذمے ہے جبرائیل اللہ تعالیٰ کی یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ سوا منکم من اسس القول (مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز سے آگاہ کر دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیبر کو دیکھا تو فرمایا کیوں آئے ہو؟ عرض کیا میں آپ کے پاس رات بسر کروں گا۔ فرمایا۔ تم لو اکیسوں لائے ہو؟ کہا اللہ آپ کا بڑا کرے آپ ہر چیز چھڑوانا چاہتے ہیں۔ فرمایا۔ تم نے صفوان بن امیہ سے جھڑپوں کے پاس بیٹھ کر کیا شرط طے کی ہے؟ اس نے کہا میں نے کیا شرط لگائی ہے؟ فرمایا کہ تم مجھے قتل کرو۔ اور وہ تمہارا قرضہ ادا کرے۔ اور تیرے عیال کی پرورش کرے لیکن اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ اور یکے چلا گیا۔ اور پھر بھی اس کے ساتھ مسلمان ہو گیا لیکن عیبر نے قسم اٹھائی تھی۔ کہ وہ صفوان کے ساتھ کبھی بات نہیں کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنوک ناسی اڑٹنی کہیں گم ہو گئی لوگوں نے بہت تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہ ملی۔ زید بن الاصب نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانی خبر کے ذریعہ ہمیں اڑٹنی کے متعلق آگاہ کیا اور بذات خود آپ نہیں جانتے تھے کہ اڑٹنی کہاں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں وہی کچھ جانتا ہوں جس کی مجھے میرے رب نے تعلیم دی ہے۔ اور آپ نے آگاہ کیا کہ وہ غلاس وادی میں موجود ہے اور اس کی مہار ایک وزنت کے ساتھ ایک کے رہ گئی ہے جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ ویسے تھا۔

اخبر الناس عما فی ضمائرہم      متصل بحواب غیر مختل



آپ نے لوگوں کو ان کے بھیدوں سے مفصل آگاہ کیا اور کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔  
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلیم کی خدمت میں گوشت کی قوت ذکر ہوا۔ فرمایا  
 اتنا عرصہ ہو گیا ہے میں نے اس کو نہیں چکھا ایک نادر آدمی اپنی بھیڑ لایا۔ اور اس کا گوشت پکا کر آپ کی  
 خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا۔ اس گوشت کو کھاؤ لیکن اس کی ہڈیاں نہ توڑو جب گوشت  
 کھا کر فارغ ہوئے تو آپ نے بھیڑ کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھو۔ آپ نے اسے زندہ  
 کیا۔ وہ اپنے مالک کے ساتھ اس پھال کے ساتھ چلتی تھی جس طرح وہ اسے کھینچ کر لایا تھا۔

جناب سیدہ فاطمہ کی شاوی کے موقع پر ابو ایوب انصاری ایک بکری رسول اللہ صلیم کی خدمت میں  
 لائے لیکن بھیراٹل نے اس کے ذبح کرنے سے منع کر دیا۔ اور یہ بات ابو ایوب کو ناگوار گذری۔ آپ نے  
 دو روز کے بعد زید بن جابر انصاری کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دیا جب پک گئی۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اللہ کا  
 نام لے کر کھاؤ۔ اور اس کی ہڈیاں نہ توڑو۔ پھر آنحضرت صلیم نے فرمایا۔ ابو ایوب ایک نادر آدمی ہے اسے  
 معذور تو نہ اس بکری کو پیدا کیا تھا۔ اور تو نے ہی اس کو ختم کیا ہے اور تو اس کے دوبارہ لوٹانے پر قادر ہے  
 اسے زندہ تو اس کو زندہ کر دے عبادت کے لائق صفت تو یہی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا۔ اللہ  
 تعالیٰ نے اس میں ابو ایوب کے لئے برکت قرار دی۔ اور اس کے دودھ میں بیماریوں کی شفا پوشیدہ تھی۔  
 اہل مدینہ اس کو معوثہ دوبارہ زندہ ہونے والی کے نام سے پکارتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی کی حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلیم ابو ایوب کے گھر میں تشریف فرما  
 ہوئے اس کے پاس بھیڑ اور بھوکے ایک صاع کے سوا اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس نے بھیڑ کو ذبح  
 کیا اور پکایا جو کو پیسا۔ اور گوندھ کر روٹی تیار کی۔ اور آنحضرت صلیم کے سامنے رکھا۔ اور ابو ایوب کو حکم  
 دیا کہ منادی کی جائے۔ اس نے اعلان کیا کہ جو شخص کھانا حاصل کرنا چاہے اسے ابو ایوب کے گھر آنا چاہیے۔ ابو  
 ایوب نے منادی شروع کر دی۔ اور لوگ اس کے گھر کی طرف اس تیزی سے بھاگ رہے تھے جس طرح  
 سیل تیز چلتی ہے۔ گھر لوگوں سے بھر گیا تمام لوگوں نے کھانا کھایا اور طعام خدا برابر بھی کم نہ ہوا۔ رسول اللہ  
 صلیم نے فرمایا۔ بڑیوں کو جمع کرو۔ انہوں نے بڑیوں کو جمع کیا اور انہیں بھیڑ کے چمڑے کے اندر داخل کر کے  
 ڈمایا۔ اللہ کے حکم سے اٹھو۔ بھیڑ اٹھ کھڑی ہوئی لوگ کلمہ پڑھتے ہوئے چمچ اٹھے۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ہم نے خیبر کو فتح کیا۔ تو ہمارے ساتھ ذک والے



۔ یہودی تھے جب ہم ایک ٹیلے پر چڑھ گئے تو ناگاہ ہم نے ایک وادی کو دیکھا جس کا پانی وِزرت اکھاڑ رہا تھا بلور پہاڑوں سے نکل رہا تھا۔ ہم نے پانی کی بیش کی تو چودہ آدمیوں کی قاست کے برابر تھا۔ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ صلعم دشمن ہمارے پیچھے ہے اور وادی ہمارے سامنے ہے۔ آنحضرت صلعم سواری سے اُترے سجدہ کیا اور دعا مانگی۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر چلو۔ گھوڑوں اور اڈٹوں اور آدمیوں نے وادی کو عبور کیا۔ حسین سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے سفر سے واپس آیا میری ایک پانچ سال کی لڑکی تھی۔ وہ اپنے زیوروں کے ساتھ میرے آگے ووڑ پڑی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ پورے فلاں وادی میں لے آیا۔ اور میں نے اسے اس وادی میں گم کیا ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا: میرے ساتھ چلو اور مجھے وہ وادی دکھاؤ۔ آنحضرت صلعم اس کے ساتھ چل پڑے اور آپ کو وہ وادی دکھائی۔ آنحضرت صلعم نے اس کی ماں سے فرمایا کہ اس لڑکی کا کیا نام تھا؟ عرض کیا اس کا یہ نام تھا عرض کیا اس کا یہ نام تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا: اے فلاں! اللہ کے حکم سے جواب دو۔ لڑکی بیسک یا رسول اللہ وسعدیک کہتی ہوئی نکل کر آگئی آپ نے فرمایا تیرے والدین کلیف میں مبتلا ہیں اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں ان کے پاس واپس کروں عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ان کے پاس جانے کی ضرورت نہیں میں نے ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو بہتر پایا ہے۔

قریش نے ابولہب سے کہا کہ ابوطالب ہمارے اور محمد کے درمیان حائل ہیں۔ اگر تم ان کو قتل کرو تو ابوطالب اس بات کا برا نہیں بائیں گے۔ اور تم اس کی دیت سے بڑی ہو۔ اور ہم لوگ اس کا خون بہا ادا کر دیں گے۔ اور تم قوم کے سردار بن جاؤ گے۔ اس نے کہا میں اس کا ذمہ لیستہ ہوں۔ ابولہب اور اس کی بیوی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے آنحضرت صلعم کا دہاں سے گذر ہوا۔ ابولہب نے چلا کر آپ کو آواز دی۔ آنحضرت صلعم نے کوئی توجہ نہ دی۔ دونوں اپنی جگہ سے آگے ایک قدم نہ بڑھا سکے انہیں حرکت کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ آخر کار صبح ہو گئی۔ آنحضرت صلعم نماز صبح سے فارغ ہوئے۔ ابولہب نے عرض کیا اے محمد! ہمیں چھوڑ دیجئے۔ فرمایا میں تم کو نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک تم مجھے اس بات کی ضمانت نہ دو۔ کہ تم مجھے اذیت نہیں دو گے۔ انہوں نے کہا ہم اذیت نہیں دیں گے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ دونوں کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے یہ واپس گھر چلے گئے۔

جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم مسلمانوں کی طرف تشریف لائے اور فرمایا: خندق کھودنے میں



کوشش کرو لوگوں نے بچد کوشش کی لگاتار کھودنے کے بعد خندق کھودنے سے فارغ ہو گئے اور مٹی خندق کے گرد ایک بڑے پیمانہ کی صورت میں موجود تھی۔ میں اس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا فرمایا اے جابر خوف نہ کرو عنقریب تم مٹی کا ایک عجیب قصہ دیکھو گے۔ جابر کا بیان ہے کہ رات چھاگئی اور میں نے مٹی کے نزدیک بہت بڑی چیخ دیکھ کر کی آواز سنی اور کہنے والا کہتا تھا۔

انتفعا التراب والصعيد واستوعدة بليداً بعيداً

مٹی اور خاک کو کہیں دور و دراز علاقے میں پھینک دو۔

وحاولوا محمد المرشيداً قد جعل الله له عميداً

ہدایت یافتہ محمد کی مدد کرو اللہ نے آپ کو نعمت قرار دیا ہے۔

اخاه وابن عمه الصديق

اس کے بھائی اور ابن عم کو بڑا بہادر بنایا ہے

جب میں نے صبح کی نو میں نے مٹی کی ایک مٹھی تک نہ دیکھی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

ان الذي قد اصطفاه محمداً واطهر الامر به واسبداً

وہ من والی داکب الحد وامن الذخر له ومهدا

وجار بالنور المضي المحمداً وناصح الله وخاف الموعدا

## فصل

### وہ باتیں جو حیوانات اور جمادات سے ظاہر ہوئیں

سلمان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو لوگوں نے اونٹنی کی مہار کو پکڑ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے قوم! اونٹنی کو چھوڑ دو۔ اسے حکم دیا گیا ہے۔ یہ جس کے دروازے پر بیٹھ جائے گی میں اس کے پاس رہوں گا۔ انہوں نے اونٹنی کی مہار کو چھوڑ دیا۔ وہ آہستہ آہستہ چل کر مدینہ میں داخل ہوئی۔ اور ابو ایوب انصاری کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ اور مدینہ میں آپ سے زیادہ ناوار آدمی کوئی نہیں تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے لوگوں کے دل حسرت کے ساتھ دھڑکنے لگے۔ ابو ایوب نے آواز دی اے ماں! دروازہ کھولو۔ سید البشر قبیلہ ربیعہ اور مضر کے بزرگ فرو محمد مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ تشریف لائے

ہیں۔ وہ باہر نکلیں اور دروازہ کھول دیا۔ وہ بے چاری آنکھوں سے نابینا تھیں اور کہنے لگیں ہے افسوس کاش میری آنکھیں ہوتیں جس کے ذریعہ میں اپنے آقا رسول اللہ صلعم کا چہرہ مبارک دیکھتی۔

نبی صلعم کا سب سے پہلا معجزہ جو مدینہ شریف میں ظاہر ہوا وہ یہ تھا کہ  
 ”آنحضرت صلعم نے اپنا دست مبارک ابو یوب کی ماں کے چہرے پر رکھا اور اس کی دونوں آنکھیں کھل گئیں۔“

محمد بن اسحاق ایک طویل حدیث میں بیشتر بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بطح سے سوار ہو کر چلا اور اس کے پیچھے سترہ اونٹیاں ریشمی کپڑوں سے لدی ہوئی تھیں۔ اور ہر اونٹنی پر ایک جھشی غلام سوار تھا وہ نبی کریم کی تلاش میں تھا تاکہ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق یہ چیزیں آنحضرت صلعم کے حوالے کر دے۔ ابن ابوالختری نے ابوہل کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تمہارے صاحب یہ ہیں جب اس کے قریب ہوا تو کہا کہ تو میرا صاحب نہیں ہے وہ گھومتا رہا۔ آخر کار نبی صلعم کو دیکھا آپ کی طرف دوڑا اور آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تم ناحی بن منذر سکا کی نہیں موسیٰ بن یاسر بن یاسر فرمایا سترہ اونٹیاں سونا چاندی۔ دریا قوت جو اہر وغیرہ سے لدی ہوئی کہاں ہیں عرض کیا میرے پیچھے آ رہی ہیں۔ فرمایا وہ سترہ اونٹیاں ہیں جن پر جھشی غلام سوار ہیں۔ اور ان پر ریشمی کپڑا اور سونے کے توڑے لہے ہوئے ہیں۔ اور ان سواروں کے نام محرز۔ منعم۔ بدر شہاب۔ منہاج اور فلاں فلاں ہیں۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ ایسا ہی ہے فرمایا مال میرے سپرد کر دیجئے۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔

انہوں نے تمام مال آنحضرت صلعم کے سپرد کر دیا۔ ابوہل نے کہا اے آل غالب! اگر تم نے میرے ساتھ انصاف نہ کیا۔ اور میری مدد نہ کی۔ تو میں اپنی تلوار اپنے سینے میں بھونک دوں گا۔ اور یہ تمام مال خانہ کعبہ کا تھا وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور تلوار کو نیام سے باہر نکال لیا۔ مکہ کے اطراف دکناف میں پروپیگنڈہ کیا ابوہل کے ساتھ سترہ ہزار جنگجو جمع ہو گئے۔ ابو طالب سوار ہو کر نبی و ہاشم اور بنو عبد المطلب کے پاس گئے۔ انہوں نے آنحضرت صلعم کو گھیر لیا۔ ابو طالب نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ ابوہل نے کہا تمہارے بھتیجے سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ عرب حق بجانب ہیں کہ ناراض ہو کر خون بہانے لگ جائیں۔ اور عورتوں کو قید کر لیں۔ ابو طالب نے کہا کہ کیا ہوا۔ ابوہل نے اس لڑکے کا قصہ سنایا۔ اور کہا کہ محمد نے اس پر جادو کر کے اسے اپنے دین پر لے آیا ہے اور اس سے وہ تمام کا تمام مال لے لیا ہے۔ جو خانہ کعبہ کا تھا ابو طالب



نے کہا تمہو میں اس سے جا کر دریافت کرتا ہوں نبی صلم کے پاس آئے اور آپ کو مال واپس کرتے کو کہا آنحضرت صلم نے فرمایا میں ایک پانی بھی واپس نہیں کروں گا۔ ابو طالب نے کہا کہ دس اونٹ تمہارے لو۔ اور سات ابوہل کو دے دو۔ آپ نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر آنحضرت صلم نے فرمایا کہ مال اس کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ اگر وہ اس مال کو آواز دے۔ اور مال اس کی آواز کا جواب دے تو مال اسی کا ہے۔ اگر میں نے مال سے گفتگو کی۔ اور اس نے میری بات کا جواب دے دیا تو مال میرا ہے۔ ابو طالب نے آکر کہا کہ میرے بھتیجے نے انصاف سے کام لیا ہے آپ نے نبی صلم کی بات سے اسے آگاہ کیا اور کہا کہ اس امتحان کا وقت کل صبح سورج نکلنے کے وقت ہوگا۔ ابوہل خانہ کعبہ میں آیا۔ اور ہل بت کو سجدہ کیا۔ اور پورا واقعہ اس کے آگے بیان کیا۔ اور کہا کہ میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ تو اونٹینوں کو مجھ سے بات کرا دے۔ اور میرا محمد تمہارے اڑائیں ہیں چالیس سال سے تیری پوجا پاٹ کر رہا ہوں میں نے آج تک تجھ سے کوئی حاجت طلب نہیں کی۔ اگر تو نے اونٹینوں کو مجھ سے کلام کرنے والا قرار دیا۔ تو میں تیرا قبہ سفید موتیوں کا بنا دوں گا۔ اور تجھے سونے کے ٹنگن اور چاندی کے پازیب پہنا دوں گا۔ اور جو اہرات سے مرصع تاج تیرے سر پر رکھوں گا۔ اور عقیدان کا ہاتھ تیرے گلے میں ڈال دوں گا۔ آنحضرت صلم تشریف لائے آپ سے معجزات کا ظہور ہوا۔ ہر ایک اونٹنی نے آپ کے کلام کا سات مرتبہ جواب دیا اور آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ ابوہل اس بات سے عاجز رہا۔ اور آنحضرت صلم نے مل لے لیا۔

یہی بن سبابہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلم کے ساتھ تھا آپ نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا۔ اور دو کھجوروں کو حکم دیا۔ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ چلیں۔ وہ دونوں چلی گئیں قضائے حاجت کے بعد فرمایا کہ وہ الگ ہو جائیں۔ اور اپنی جگہ پر چلی جائیں۔ اور وہ اپنی اپنی جگہ پر واپس چلی گئیں۔ غزوہ طائف کے موقع پر آنحضرت صلم کا بیلے اور بیری کے کانی وختوں کے پاس سے گزر ہوا ایک بیری کا وخت آپ کے راستے میں حاصل ہوا۔ وہ بیج میں سے شگافتہ ہو گیا۔ آپ اس کے میدان سے گئے۔ اور اس کے دونوں حصے ہمارے نانہ تک شگافتہ رہے۔ ہر گزرنے والا اس سے برکت حاصل کرتا ہے اور لوگ اسے سدرۃ النبی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ایک پھل شکار کی گئی۔ اس کے ایک حصے پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے حصے پر محمد رسول اللہ لکھا

ہوا تھا۔



کتاب شرف المصطفیٰ میں تحریر ہے کہ ایک بکری کا بچہ لایا گیا جس کے کان پر لکھا ہوا تھا  
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی کی زرہ میں نیزہ مارا۔ وہ اپنے گھوڑے کی گردن سے  
پٹ گیا اور پیل کی طرح ڈکارتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا۔ تم پر افسوس ہے جو عفرع کرتا ہے۔ یہ ایک معمولی  
خراش ہے۔ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اس نے کہا مجھے ابن ابی کیشہ نے نیزہ مارا ہے اور وہ کہتا تھا۔ کہ میں  
تجھے قتل کروں گا۔ وہ ملعون برا بیوی کی طرح ڈکارتا رہا۔ حتیٰ کہ فی اللہ والستقرمہا۔

بلال جب اذان میں اشدھد ان محمد رسول اللہ کہتا تھا تو ہر بار ایک منافق کہا کرتا تھا۔ خدا اس  
جھوٹے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلا ڈالے۔ ایک ذات وہ منافق چسراغ جلانے کے لئے اُٹھا۔ آگ اس کی سبابہ انگلی  
میں لپٹ گئی وہ آگ بجھانہ سکا۔ آگ پہلے اس کے ہاتھ پر لگی۔ پھر کھائی پر اور پھر بازو پر آخر کار اس کے تمام  
جسم کو جلا ڈالا۔

ایک بیویون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور قرض خواہ بھی اس کے ساتھ تھے اور اس سے قرضہ مانگ رہے  
تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ بھجوریں تیرے پاس ہیں۔ دے۔ آپ نے ان پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا قرض  
خواہ کو ان میں سے دسے دو۔ تمام قرض چک گیا۔ بھجوریں ویسی کی ویسی باقی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوکھے درخت کا سہارا لیا۔ وہ ہر ابھرا ہو گیا اور پھل لے آیا۔

حفصہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے درخت کے نیچے قیام فرما ہوئے۔ جس کا سایہ کم تھا۔ اور  
نور آپ کے اصحاب آپ کے ارد گرد تھے۔ آپ نے اللہ کے حکم سے اس درخت میں کوئی چیز داخل کی وہ بڑا  
ہو گیا اور اس کا سایہ تمام لوگوں کے لئے کافی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر اس آیت میں کیا ہے۔

المرتالی ربك كيف مد الظل ولو شاء لجعله ساكناً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی نے عرض کیا۔ اے محمد! میں لوہڑ بھائی اس پہاڑ کے  
عقب میں کڑیاں چن رہے تھے۔ کہ ہم نے ایک گروہ کو دیکھا جو ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ میں نے  
اپنے بھائی سے کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ ان میں سے کون غالب آتا ہے۔ تاکہ ہماری آنکھوں کے سامنے سے اللہ  
تعالیٰ نے پردے ہٹا دیئے۔ ہم نے گھوڑوں کو دیکھا جو آسمان سے زمین پر اتر رہے تھے جن کے پلوں  
زمین پر اور گرد و مین آسمان سے لگی ہوئی تھیں۔ ان پہاڑ ایک قوم حبشہ کی سوار تھی۔ انہوں نے کے ساتھ بھندھا تھا



جہنم اور آسمان کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ (اس منظر کو دیکھ کر) میرے بھائی پکڑا پھٹ گیا۔ وہ اسی وقت اور اسی گھڑی مر گیا۔ اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ پھر وہ شخص اسلام لایا۔

بدر کے روز جن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا۔ اور وہ اہل گھوڑوں پر سوار اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور حیرت انگیز ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ان فرشتوں کو آگے بڑھاتے تھے اور جس گھوڑے پر ہر جبریل سوار تھے۔ اس کا نام جبرم تھا۔

حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ کپڑے میں لپٹا ہوا لایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ پر لے کر فرمایا: بتائیے میں کون ہوں؟ — کہا آپ رسول اللہ ہیں؛ — فرمایا اے مبارک! انہوں نے سچ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ہم نے اس کا نام پیامہ رکھا۔

فتح مکہ کے روز عامر بن کریمہ اپنا بیٹا عبداللہ بن عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ اس وقت اس کی عمر پانچ یا چھ سال کی تھی آپ نے اسے لے لیا۔ اور اس کے منہ میں اپنا لہب دہن ڈالا جس کو وہ شوق سے چوستا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سقمہ ہو گیا۔ وہ جس زمین سے گزرتا تھا۔ اس کے لئے پانی ظاہر ہو جاتا تھا۔ اور اس کی ستھائی مشہور و معروف ہے۔

ابن عباس اور ضحاک نے دیوم یحییٰ الخاتم کے تحت بیان کیا ہے کہ یہ آیت عتبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں خلقت میں بڑے تھے۔ عتبہ سفر سے واپس آیا اس نے اشراف قریش کی دعوت و ہجرت کی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت تک تمہاری دعوت نہیں کھلاؤں گا۔ جب تک لا الہ الا اللہ نہ کہو۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کلمہ شہادتین پڑھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا۔ جب ابی بن خلف آیا تو اس نے عتبہ کو برا بھلا کہا اور کہا کہ میں تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا۔ جب تک تم محمدؐ کی تکذیب نہ کرو۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔ تھوک کے ڈھچھے ہو گئے۔ اور عتبہ کے چہرے پر پڑے۔ اور اس کے چہرے کو جلا دیا۔ اور ان کے نشان باقی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میں مکہ میں رہوں گا۔ یہ زندہ رہے گا۔ جب آپ مکہ سے ہجرت کر گئے تو اپنی تلوار سے قتل کیا گیا۔ عتبہ بدر کی جنگ میں مارا گیا۔ اور ابی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کرنے کی خاطر اپنی جرابوں کو اتار دیا جب آپ



نے ان کے پہننے کا ارادہ کیا۔ تو انہیں عقاب لے کر ہوا میں اُڑ گیا۔ وہ انہیں ہوا میں معلق کئے رہا۔ پھر اسی طرح ان کو نیچے پھینک دیا۔ جب وہ نیچے گرے تو ان کے درمیان ایک سانپ موجود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس چیز کے شر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور جو پیٹ کے بل چلے اور اس چیز کے شر سے بھی جو وہ پاؤں کے ذریعے چلے۔ پھر آپ نے کپڑے کو جھاڑے بغیر پہننے سے منع کیا۔

انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی چوٹی سے ایک آواز کو سنا۔ اے معبود! مجھے اُمت مرحومہ مغفورہ میں سے قرار دے۔ رسول اللہ اُتر آواز کی طرف آئے۔ تو کیا دیکھا کہ وہاں ایک شیخ موجود ہے جس کا قدم میں بالشت لبا ہے۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ کے گلے پرٹا گیا پھر کہا کہ میں سال میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتا ہوں اور یہ اس کا وقت ہے۔ اچانک آسمان سے ایک دستہ خوان نازل ہوا۔ دونوں نے مل کر کھایا اور یہ الیاس علیہ السلام نبی تھے۔

مدینہ والے قحط سالی کا شکار تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو آپ سے بارش کی استدعا کی۔ آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا۔ اور ان کو طلب کیا آپ کے ہاتھ سینے تک نہیں پہنچے تھے کہ بارش شروع ہو گئی ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔ کثرت بارش کی وجہ سے مدینہ والے گھبرا گئے۔ اور آپ کی خدمت میں بارش کے رُک جانے کی درخواست کی آپ نے فرمایا: حوالینا ولا علینا آسمان سے بادل دُور ہو گیا اور مدینہ میں سورج نکل آیا اور بادل مدینہ کے علاقے میں برسنے لگا۔ یہ برکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے ظاہر ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ابو طالب کا بھلا کرے گا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ ابو طالب کا کلام کو بن پڑھتا ہے: حضرت عمرؓ نے عرض کیا شاید آپ کی مراد یہ شعر ہے:   
وما حملت من ناقة فتوق رحلها ابو ادنی ذمۃ من محمدا

اونٹنی نے محمدؐ سے زیادہ نیک اور دانا داری کو پورا کرنے والا کو نہیں اٹھایا۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو حسان بن ثابت کا شعر ہے:   
یٰ ابا عبدمنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے خیال میں آپ کی مراد ان اشعار سے ہے:   
ربیع الیستمی عصمة فلا رامل اع

وا بیض بمنتفی الغمام بوجھہ  
محمدؐ سفید پشانی والے ہیں بادل آپ کے چہرے سے بارش طلب کرتا ہے۔ یتیمی کی پرورش کرنے والے اور یتیم عورتوں کے لئے پناہ ہیں۔



فرمایا۔ ہاں یہی اشعار مراد ہیں۔ ان اشعار کا محرک یہ بات تھی کہ جناب ابوطالب کے زمانے میں قحط پڑا۔ اور قریش نے کہا کہ لات اور عزیٰ پر بھروسہ کرو کچھ اور لوگوں نے کہا صنات الثالثہ اخیرے پر بھروسہ کرو۔ ورتقہ بن نوفل نے کہا کیا انجان چھو کی باتیں کرتے ہو تم لوگوں میں بقیہ ابراہیم اور سلیم اسماعیل ابوطالب موجود ہیں اس سے باتیں ہونے کی درخواست کرو۔ ابوطالب باتیں کرنے کی خاطر ہاتھ نکلے اور آپ کے ساتھ بیٹے ابوطالب کے چھوٹے چھوٹے بچے نکلے۔ ان بچوں کے درمیان میں ایک ایسا بچہ تھا جو سورج کی طرح روشن تھا۔ اس بچے نے (محمدؐ نے) اپنی پشت کو دیوار کیسے سے لگا دیا۔ اور اپنی انگلی پر کچھ پڑھا اور بچے بھی پڑھنے لگے۔ اس وقت بادل آگیا اور خوب برسا، ابوطالب نے اپنا لامیہ قصیدہ پڑھا اس حدیث کی طرح ایک اور حدیث ہے کہ ایک انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ رقمطرح سال کا یہ عام ہے ہمارے پاس بیٹے کے لئے اذن تک نہیں ہے۔ (آپؐ نے دعا فرمائی اور باتیں ہو گئی) یہ حدیث بھی ہے۔

## فصل

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متفرق معجزات

حی بن اخطب مدینہ میں آیا۔ اور وہ خیرہ کا بیس تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس شخص پر تعجب ہے جو تمہارے دین میں داخل ہوگا جس کی کل مدت ۷۰ سال ہے اس سے اس کا سبب پوچھا تو کہا اس شخص کے عدد علم ابجد کی رو سے الف کا ایک لام کے تیس اور میم کے چالیس ہیں۔ جو کل ۷۰ سال ہوئے اس نے کہا اے محمدؐ ان کے علاوہ بھی کوئی بات ہے فرمایا المصن اس نے کہا الف کا ایک ہوا۔ لام کے تیس میم کے چالیس اور ص کے نو۔ سے کل ۷۰ سال ہوئے۔ کہا اور بھی کوئی بات ہے۔ کہا اور بھی ہیں؛ فرمایا۔ اگر کہنا یہ تو میا سلسلہ ہے کیا اور بھی ہیں۔ المتر کہا اور بھی ہیں؛ فرمایا۔ ہاں کہیں مصی اور طسم ہی کے کہا تمہارا معاملہ جاری مجھ سے بالاتر ہے۔

مامون نے حکیم ایزد و نواہ ناشا اللہ سے کہا کہ جب حضرت یونسؑ کے احکامات سنیں ہیں تو تم ہمارے نبی پر ایمان کیوں نہیں لگتے اور تم علم اور کیا مدت کے مالک بھی ہو، اس نے کہا کہ میں کس طرح ایک چھوٹے

آدمی پر ایمان لائیں۔ اور اس کی تصدیق کر دیں۔ اور میں اس کے جھوٹ کو جانتا ہوں۔ اور نبی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔  
 مامون نے کہا یہ کیوں کر؟ کہا کہ محمدؐ کا قول ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ اور خاتم الانبیاء ہوں۔ اور میرے  
 بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حالانکہ یہ بات میرے علم کے لحاظ سے بالکل جھوٹی ہے۔ کیونکہ جو پیغمبر بھی اس طالع میں  
 پیدا ہوگا۔ وہ ضرور نبی ہوگا۔ اس بات سے میرے لئے اس کا کذب ظاہر ہو گیا کیوں کہ آپؐ نے کہا کہ میرے بعد  
 کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میں ایسے انسان پر کس طرح ایمان لائیں اور اس کی تصدیق کر دیں۔ مامون شرمندہ ہوا۔ اور فقہاء  
 حیران رہ گئے۔ اس جگہ ایک بولنے والے نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلیم ہے میں اور آپ خاتم الانبیاء  
 ہیں کیونکہ تمام حکماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلیم کا ستارہ مشتری، عطارد و زہرہ اور مریخ سے  
 اور جو چاندی حالات میں پیدا ہوگا۔ وہ اسی وقت مر جائے گا۔ اگر زندہ رہا تو سات دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے  
 گا۔ اور آنحضرت صلیم ۳۳ سال زندہ اور باقی رہے۔ یہ بات درست ہے کہ آنحضرت صلیم خداوند تعالیٰ کا ایک بندہ  
 معجزہ تھے آپ سے ایسے معجزات وقوع پذیر ہوئے جو آپ سے پہلے پورے کسی سے ظاہر نہ ہوئے۔ ایندو خواہ  
 نے اس بات کا اقرار کیا ہے اور سلطان ہو گیا۔ اور اس کا نام ماث، اللہ جلیم رکھا گیا جو شخص مشتری دیکھے گا۔ وہ علم  
 حکمت، بیاحت، سطوت اور ریاست کا مالک ہوگا۔ اور شخص عطارد دیکھے گا۔ وہ لطافت، لطافت، لطافت  
 طاقت اور فصاحت اور عداوت کا مالک ہوگا۔ اور جو ستارہ زہرہ کو دیکھے گا۔ وہ سیاست، شہادت  
 شہادت، بلیب، جمال، بہانج اور دلال کا اور جو مریخ کو دیکھے گا۔ وہ تلوار، جلدت، قتال، قہر، غلبہ اور محاربہ  
 کا مالک ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ میں یہ تمام صفات جمع کر دیئے ہیں۔  
 بعض نجومیوں نے کہا کہ انبیاء کی ولادت سینہ اور میزان میں واقع ہوتی ہے اور نبی صلیم کا طالع میزان  
 تھا۔ رسول اللہ صلیم نے فرمایا میں سماک کے ساتھ پیدا ہوا ہوں۔ نجومیوں کے حساب کے لحاظ سے آپ سماک  
 راجح ہیں بلال نے غارت کے مالی سے ہمارے زہات شجعی کو لے لیا جب وادی نعام میں بلال پہنچے  
 تو وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔۔۔ اور آپ کو خوب مارا۔ جمانہ سونا چاندی اور سب سامان جو اس سفر میں  
 تھا۔ بے کر چل دی۔ اپنے باپ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر شکر سے نکلی۔ شہاب بن مازن کے پاس  
 چل گئی جس سے اس کے باپ نے نکاح کر دیا تھا۔ مازن کا لقب کوکب درمی تھا۔ بلال کے آنے میں دیر کی  
 سے آنحضرت صلیم نے آپ کے پاس سلمان اور صہیب کو بھیجا جب یہ دونوں پہنچے۔ تو انہوں نے بلال کو زمین  
 مردہ حالت میں پایا اور اس کے نیچے سے خون بہہ رہا تھا۔ یہ دونوں نبی صلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ



کو بلال کے متعلق آگاہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزنا بند کرو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعائیں مانگیں۔ اور پانی کا ایک چھلو لیا۔ اور اس کو بلال پر پھڑکا۔ بلال کو دھوا کر دیا گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو بچھنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وریافت فرمایا۔ اسے بلال تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ عرض کیا: جانا بنت زحاف نے اور میں اس پر عاشق تھا۔ فرمایا اسے بلال تجھے بشارت محمد میں عنقریب اس کے پاس آؤ۔ بلال کو بھیجوں گا۔ اور وہ لائی جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابو الحسن کہ یہ جبرائیل میرا بھائی مجھے رب العالمین کی جانب سے آگاہ کرتا ہے۔ کہ جانا نے بلال کو قتل کیا ہے۔ اور شہاب بن ہازن نامی شخص کے پاس چلی گئی ہے اور اس نے اپنے شوہر سے تمام شکایت کی ہے۔ اور وہ ایک جمیعت سے ہم سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تیار ہو جاؤ۔ اور مسلمانوں کو اس کو جانو۔ اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے گا۔ اور میں مدینہ کی طرف لوٹ رہا ہوں۔

اس کے بعد امیر المؤمنین مسلمانوں کے ساتھ چل پڑے۔ اور وہ پہلے میں تیزی کرتے تھے۔ انہوں نے شہاب کو بجا لیا۔ اور اس سے جہاد کیا۔ مسلمان فتح یاب ہوئے۔ شہاب اسلام لے آیا۔ جانا اور لشکر بھی مسلمان ہوا۔ ان سب کو لے کر امام حضرت علیؓ مدینہ میں وارد ہوئے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر تہجد اسلام کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بلال! تم کیا کہتے ہو؟ عرض کیا اسے اللہ کے رسول! میں جانا کو چاہتا تھا۔ لیکن اب مجھ سے شہاب اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ شہاب نے دو لونڈیاں دو گھوڑے اور دو اونٹنوں بلال کو بخش دیں۔

مسلم بن جابر سے روایت ہے۔ کہ اُم مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن میں کچھ گھی بطور ہدیہ کے بھیجا تھا۔ اس کے فرزندوں نے اس سے اس طلب کیا۔ اور ان لوگوں کے پاس اور کوئی چیز نہ تھی۔ اُم مالک نے اس برتن کو اٹھایا جس میں گھی ڈال کر رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ تو اس نے اس میں گھی پیایا۔ وہ گھی اس کے گھر میں برائے سب کا کام دیتا رہا۔ آخر کار اس نے اس کو دھو ڈالا (اور وہ ختم ہو گیا)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کو دھو ڈالا ہے۔ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا اگر تم اس کو ابیا نہ سکتے تھے تو وہ ہمیشہ تمہارے پاس باقی رہتا۔

## فصل

### وہ معجزات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے

نوزیمہ بن اوس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ حیرہ کو یہ سفید قلندہ میرے لئے فتح ہوگا۔ شیماء نسبت نسیفہ ازویہ شہبائچہ پر سوار ہو کر مسیاء دوپٹہ اوڑھے ہوئے میرے پاس آئے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کہ جب ہم حیرہ میں داخل ہوں گے۔ تو وہ عورت ہمارے حصہ میں آئے گی۔ فرمایا ہاں۔ جب حیرہ فتح ہوگی شیماء پکڑی گئی۔ نوزیمہ کے حق میں دو انصاریوں محمد بن سہیلہ اور محمد بن بشیر نے گواہی دی کہ رسول اللہ نے اس عورت کو نوزیمہ کے لئے کہا تھا۔ خالد نے اس عورت کو نوزیمہ کے حوالے کر دیا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کسرے کے بعد کوئی کسرے نہیں ہوگا۔ اور جب قیصر ملک ہوگا۔ تو کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تو ان دونوں کے خونوں کو اپنے قیصر میں لاؤ گے۔ جبیر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شہر وجبلہ و جبل اور قطیف کے درمیان بنایا جائے گا جس کی طرف زمین کے حوالے ہونے جائیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہاں زمین کے جاہلوں کو سکونت اختیار کریں گے۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ غاصطہ میں قیام کریں گے جس کا نام بحرہ ہوگا۔ اور اس کے نزدیک ایک وریا ہوگا جس کا نام وجبلہ ہوگا۔ اور اس پر ایک پل ہوگا اور اس کے رہنے والوں میں اضافہ ہوگا۔ اور اس کے رہنے والے ہمارے ہوں گے۔

فضالہ بن ابی فضالہ انصاری اور عثمان بن صہیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ آخرین کا بد نخت توین انسان وہ ہوگا۔ جو نہیں ضرب رگائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے

لے علاق کا ایک موضع ہے جہاں کی شراب مشہور ہے۔ جو کہ وکیل کا علاقہ کاظمین سے سامرو جاتے ہوئے راستہ میں

پڑتا ہے وکیل کے علاقہ میں ہے۔ غالباً بغداد مراد ہے ۱۲ منہ



سر کی طرف اشارہ کیا۔

انس بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا میرا یہ فرزند یعنی حسین عراق کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا۔ تم میں سے جو شخص آپ کا زامنا پائے آپ کی مدد کرے۔ اس روایت میں اس شے کا ذکر بھی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ام سلمہ کو دی تھی۔

امام حسن علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ یہ غنیمت دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے کا۔  
جناب ناظم زہرا علیہا السلام کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت رونا اور مٹنا آپ نے فرمایا اتم میرے اہل بیت میں سب سے پہلے مجھے ملو گی۔

سوانح کے کتوں والی حدیث کہ وہ جناب بی بی عائشہ کو بھونگیں گے چنانچہ اب ہوا تھا۔  
حذیفہ نے کہا۔ اگر میں تم کو اس حدیث سے آگاہ کر دوں۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ تو تم مجھے سنگسار کر دو گے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ ہم ایسا کریں گے۔ کہا اگر میں تمہیں آگاہ کر دوں کہ تمہاری ایک ماں ایک کینٹر گروہ کے ساتھ خوشید رانی والا ہو گا۔ تمہارے پاس آئے گی۔ اور وہ تم سے بیٹیں گے۔ تو کیا تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ کون شخص اس بات کی تصدیق کرے گا، کہا تمہاری ماں حمیرا ایک سخت گروہ کے ساتھ آئے گی۔ جس کی وجہ سے تمہارے چہرے رسوائی میں پڑ جائیں گے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں ایک عورت کھٹے بالوں والے اونٹ پر سوار ہوگی۔ جس کے ارد گرد بیت سے لوگ قتل ہوں گے۔ اور تم میں سے بہت بڑے ہاتھ والی سب سے پہلے مجھے ملے گی۔ (یہ جناب سوود کے متعلق ہے کہ آپ کا ہاتھ آپ کی تمام عورتوں سے زیادہ لمبا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوس قریظہ کے غائبانہ ایمان لانے کی خبر دی تھی۔  
ابو یوبہ انصاری کو خلیج قسطنطینہ کے پاس دیکھا گیا آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی کیا حاجت ہے کہا مجھے تمہارے مال و دولت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میں مر جاؤں تو مجھے دشمن کے علاقہ میں دفن کر دینا۔

۱۔ امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند حضرت عبد اللہ علیہ السلام کا مزار ہے جو معجزات اور کرامات کا مرکز ہے۔ منترجم نے خود حضرت کی کرامت کا مشاہدہ کیا ہے۔ حضرت کی سوانح عمری تالیف کی ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے بیشعور جنرل یک ایجنسی لاہور سے شائع ہو رہی ہے ۱۲۰ محمد شریفی عفی عنہ

کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسطنطینہ کی فصیل کے نیچے میرے اصحاب ہیں سے ایک مرد صالح دفن ہوگا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ مرو میں ہو جاؤں۔ پھر آپ انتقال کر گئے۔ یہ لوگ جنگ کرتے ہوئے آپ کا جنازہ اٹھائے ہوئے آگے بڑھے قیصر نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے بنی کے صحابی نے ہم سے وصیت کی ہے کہ ہم آپ کو آپ کے علاقہ میں دفن کریں۔ اور ہم آپ کی وصیت کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ جب تم اس کو دفن کر کے چلے جاؤ گے تو ہم اس کو نکال کر کتوں کے حوالے کر دیں گے۔ انہوں نے کہا اگر تم نے ایسا کیا۔ تو تیرے بن عرب میں کوئی فسادانی ایسا نہ رہے گا۔ جس کو قتل نہ کر دیا جائے گا۔ اور کوئی گرجا ایسا باقی نہ رہے گا جس کو گرانہ دیا جائے گا۔ اس کی قبر پر ایک قبہ بنایا گیا جہاں آج تک روضہ نشینی ہوتی ہے آپ کی قبر کی زیارت کو آج تک لوگ آتے ہیں۔ آپ کی قبر قسطنطینہ کی فصیل کے نیچے ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خبر میں پہنچے تو آپ نے یہودیوں سے کہا کہ تم اس قلعہ میں بھی جا کر امان نہ پاسکو گے۔ کیوں کہ میں نے تمہارے قلعوں کو فتح کر لیا ہے، انہوں نے کہا کہ یہ قلعے تو مقفل ہیں۔ اور ان کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں آپ نے فرمایا ان کی کنجیاں میرے حوالے کی گئیں ہیں آپ نے ان کنجیوں کو نکال کر آپ کو دکھایا انہوں نے اپنے کلید بردار پر تہمت لگائی کہ انہوں نے دیں محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیں ہیں۔ انہوں نے قسم کھائی کہ کنجیاں میرے پاس ایک صندوق کے اندر گھریں ہو چکی ہیں۔ کلید بردار نے کہا کہ میں نے محمد کے جاؤ کے خوف سے ان پر قوراء کو تھام لیا تھا۔ جب اس نے تلاش کیا تو کنجیاں مفقود تھیں۔ کلید بردار نے کہا اب مجھے یقین ہے کہ نکل چکا ورنہ نہیں ہیں آپ کا امر ایک عظیم امر ہے۔ وہ لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یہ کنجیاں آپ کو کس نے دیں ہیں۔ فرمایا یہ اس شخص نے دیں ہیں جس نے موسیٰ کو تختیاں دیں تھیں وہ جبرائیلؑ تھے۔ کلید بردار نے کلمہ شہادت پڑھا۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان میں بعض لوگ اسلام لائے۔ اور آپ کو اپنے گھروں میں جگہ دی۔ آپ نے ان سے خمس وصول کیا۔ و آت ذا القربىٰ والى آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تیری رشتہ دار کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ فاطمہ کو ذک و سے دور۔ یہ فاطمہ کا اس کی ماں اور اس کی بہن ہند بنت ابی ہاشم کی طرف سے بطور میراث ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فاطمہ سے لیا تھا وہ جناب فاطمہ کے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا یہ معاملہ آیت کی رو سے ہے۔ سیدہ نے عرض کیا جیسے تک آپ زندہ ہیں۔ میں اس میں کوئی ترمیم نہیں کروں گی۔ آپ مجھ



سے اس بات کے زیادہ حق داری ہیں۔ میرا مال آپ کا مال ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ یہ معاملہ کہیں تیرے لئے معیبت اور عار کا سبب نہ بن جائے۔ اور میرے بعد لوگ تمہیں مذک کے دینے سے انکار نہ کریں: عرض کیا اس بار سے میں اپنا فرمان جاری کر دیتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کے گھر میں لوگوں کو جمع کیا۔ اور انہیں آگاہ کیا کہ یہ مال (مذک) فاطمہ کا حق ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آگیا تو آپ نے مذک کو جناب فاطمہ کے حوالے کر دیا۔

## فصل

### وہ خصوصیات جن سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سر پرچاس خصوصیات ایسی عطا کیں جو اور انبیاء میں موجود نہیں تھیں۔ بعض ان میں سے سب بیل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا۔

۱۔ خاتم النبیین ۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعطیت جوامع الکلم مجھے جوامع الکلم عطا کیا گیا ہے

۳۔ فرمایا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی طرف بھیجا اور آپ کا دین باقی رہے گا۔ یہ ظہرہ علی الدین علیہ۔ ۴۔ آپ کی کتاب کی مثل لائے سے لوگ عاجز رہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا قل لمن اجمعت

الانس والجن علی ان یا تو امثل هذا القرآن الذی اتون بشیء ولو کان بعضهم لبعض

ظہیراً۔ اسے محمد ان سے کہہ دو۔ کہ اگر تمام دنیا کے انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ قرآن کی مانند کوئی چیز

پیش کر سکیں تو وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں ۵۔ آپ کو شعر

کہنے سے منع کیا گیا۔ وہ اعلیٰ لا الشعر ۶۔ آپ کی شریعت آسان ہے ما یجعل علیکم فی الدین من

حرج ۷۔ عمل کا ثواب دس گنا ملے گا۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ۸۔ آپ کی اُمت

عذاب میں گرفتار نہ ہوگی۔ وما کان اللہ معذبہم وانت فیہم ۹۔ آپ کے الی بیت کی محبت فرض

ہوگی۔ قل لا اسئلكم علیہ اجراً الا المودة فی القربی ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بہترین اُمت

ہے۔ كنتم خیر امت وھو سلكم المسلمین ۱۱۔ ائمتھا المؤمنون اخوة ۱۲۔ آپ کی اُمت کو منتخب

کیا گیا۔ الذین اسطفیٰنا من عبادنا وھو اجتبانا سمیر ۱۳۔ آپ کی اُمت کے مومنین کا کارساز اللہ

ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا (۱۳) آپ کی امت کے مومنین پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ دوران کے حق میں استغفار کرتے ہیں۔ ہوا الذی یصلی علیکھ، ویستغفرون للذین امنوا (۱۴) ایک دوسرے پر سلام کرنے کا حکم۔ (۱۵) وضو کا حکم۔ (۱۶) تیمم کا حکم۔ (۱۷) پتھر سے استنجا کا حکم۔ (۱۸) پانی سے نجاست دور کرنے کی اجازت۔ (۱۹) زیادہ پانی میں نجاست اثر نہیں کرتی کا حکم۔ (۲۰) زمین پر ہر جگہ سجدہ کرنے کی اجازت۔ (۲۱) مٹی کو پاک قرار دینا۔ (۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے کے بعد بغیر وضو کے نماز پڑھ سکتے تھے۔ (۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا بکالت خواب سونا اور دل کا نہ سونا تمام عینی و لایسمانی قلبی (۲۴) حضرت پر سواک کرنا فرض اور ہمارے لئے سنت قرار دینا۔ (۲۵) اذان کا حکم ہونا۔ (۲۶) اقامت کا حکم ہونا۔ (۲۷) نماز جوہ کا حکم۔ (۲۸) نماز باجماعت کا حکم۔ (۲۹) رکوع کا حکم۔ (۳۰) دو سجدوں کا حکم۔ (۳۱) مشہد کا حکم۔ (۳۲) سلام کا حکم۔ (۳۳) نماز شب کا حکم۔ (۳۴) نماز وتر کا حکم۔ (۳۵) نماز کسوف و خسوف کا حکم۔ (۳۶) نماز استسقا کا حکم۔ (۳۷) نماز عشا بخبرہ کا حکم۔ (۳۸) آپ پر مال زکوٰۃ حرام قرار دیا گیا۔ (۳۹) آپ پر صدقہ حرم ہوا۔ (۴۰) آپ پر کافر کا یہی حرام قرار ہوا۔ (۴۱) آپ کے لئے خمس حلال قرار دیا گیا۔ (۴۲) مال انفال حلال قرار دیا گیا۔ (۴۳) مال غنیمت جائز قرار دیا گیا۔ (۴۴) ماہ رمضان کے روزے سے فرض قرار دئے گئے۔ (۴۵) شرب قدر کی عبادت واجب قرار دی گئی۔ (۴۶) عیدین کی نماز۔ (۴۷) ماہ رمضان میں بیسٹ تک کھانے پینے اور منجات کی اجازت دی گئی۔ (۴۸) صوم وصال حرام قرار دیا گیا۔ (۴۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربانی کرنا واجب اور ہم پر سنت قرار دیا گیا۔ (۵۰) نظر واجب قرار دیا گیا۔ (۵۱) آپ مکہ میں بغیر احرام داخل ہو سکتے تھے۔ (۵۲) آپ احرام کی حالت میں عقد نکاح کر سکتے تھے۔ (۵۳) جہاویں اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی۔ (۵۴) دیکھیں آپ کی رعب و بہت کی وجہ سے دشمن پر غالب ہو جاتے تھے۔ نصرت و نصیب۔ (۵۵) جو آپ جنگی لباس پہنتے تو جہاد کئے بغیر نہ آتے تھے۔ (۵۶) جو جنگ کے لئے شریف مے جاتے تو جہاد کئے بغیر واپس نہیں آتے تھے۔ (۵۷) جنگ میں دشمن سے شکرت نہیں کھاتے تھے۔ اگرچہ وہ زیادہ کیوں نہ ہوں۔ کیوں کہ آپ کائنات سے زیادہ بہادر تھے۔ (۵۸) انہ افسر العالمین۔ (۵۹) آپ کے لئے نوٹدیاں اور ذی عزتوں سے نکاح کرنا حرام تھا۔ (۶۰) دوران عورتوں سے بھی جو آپ نے نکاح کرنا برا خیال کرتی تھیں۔ (۶۱) آپ کی عورتیں دوسروں کے لئے حرام تھیں۔ (۶۲) آپ انقطاع ہر کے ساتھ محض تھے اور آپ کا عقد نکاح ہمیشہ سے ہو جاتا تھا۔ (۶۳) آپ نو بی بیوں کے وقت رکھ سکتے تھے۔ (۶۴) آپ کی طافت امت سے زیادہ تھی۔ (۶۵) آپ کی اگر کوئی عورت



برائی کی ترغیب ہوتی تو اس کے لئے دو گنا عذاب تھا (۶۴) آپ کی اُمت پر احکام کو آسان کر دیا گیا (۶۵) قتل کے بغیر اور امور میں توبہ کو آسان کر دیا گیا (۶۶) اگنا بگناہ کی معصیت پر پردہ ڈال دیا گیا (۶۷) خطا اور نیکیان سے درگزر کیا گیا (۶۸) قصاص دیت اور معافی کا اختیار دیا گیا (۶۹) خطا اور عمدہ میں فرق قرار دیا گیا (۷۰) گناہ سے توبہ کو قبول کیا گیا (۷۱) جائزہ عورتوں کے ساتھ سمجھنے کی اجازت دے دی گئی (۷۲) آپ کی اُمت کو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی مذہب آپ کو آنگہ سے اشارہ کرنے سے اجازت نہ تھی (۷۳) اور باختر سے بھی کربلی اجازت نہ تھی (۷۴) آپ کو پس بھانے کی اجازت نہیں تھی (۷۵) آپ سب سے پہلے زمین شگافہ ہوگی (۷۶) آپ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (۷۷) آپ تمام انبیاء پر ان کے زرائع کی ادائیگی کی گواہی دیں گے (۷۸) آپ لوگوں کی (قیامت کے روز اللہ کے نزدیک) سفارش کریں گے (۸۰) قیامت کے روز آپ کے ہاتھ میں ایک جہنم ابوگاہ جس کا نام لڑا احمد ہے (۸۱) آپ حوض کوثر کے مالک ہوں گے (۸۲) کوثر آپ کی ملکیت میں ہوگا (۸۳) قیامت کے روز آپ سے غیر کے متعلق دریافت کیا جائے گا (۸۴) تمام لوگوں کو پتہ حساب آپ دینا ہوگا (۸۵) سب انبیاء سے آپ کا درجہ بلند ہوگا (۸۶) تمام انبیاء سے آپ کی اُمت زیادہ ہوگی (۸۷) آپ کو اتنے عورت ملے ہیں جو کسی اور نبی کو نہیں ملے (۸۸) آپ کو چار ہزار چار سو چالیس معجزے ملے بعض قبل ولادت بعض بوقت ولادت بعض بشت کے بعد اور بعض وفات کے بعد ظاہر ہوئے (۸۹) قرآن آپ کا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔

ہر نبی کو زمانے کے حالات کے تحت معجزات دے گئے (۱) موسیٰ کو عصا کا معجزہ دیا گیا جس نے سانپوں کو نکل لیا تھا اور سمندر کو خشک کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عصا کو اڑوہا کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا جس سے یہ یوگ رہوت ہو گئے تھے اور کافر ذلیل ہو گئے تھے (۲) عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طیسوں کا زور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے کا معجزہ دیا جس کی وجہ سے ہر طبیب و ہر شہرت زدہ اور عقل مند شہر رہ گیا تھا (۳) انہوں نے مسلم کی قوم فصیح و بلیغ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انہماک کے ساتھ قرآن کا معجزہ عطا کیا جس کی حقیقت کے سامنے غصہ مٹا ہوا اور ملنا قرآن کی ہر غصہ کو مان گئے تھے اور شعراء قرآن کی اعجازیت کے

لے اگر انبیاء علیہم السلام کی پشتوں میں نہ کر لیا کے حالات کا شاہد نہیں کیا گیا تو گو اسی کس طرح دیں گے۔ اس سے تو واضح ہو جائے

کہ آپ نے انبیاء کے اصحاب میں جو درجہ کمال کے حالات کا شاہد کیا ہے۔ عجز شریف غرضی عنہ

آگے طفلِ قرب معلوم ہونے لگے۔

معجز نامہ مرقوم میں اہل کسے افہام عقول اور اذہاں کے مطابق معجزہ لاتا ہے بنی اسرائیل جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی قوم تھی۔ ان میں بلاوت اور غیابت پائی جاتی تھی۔ ان میں سے کسی شخص کا بہترین کلام منقول نہیں ہوا۔ عرب قوم نہایت نسیم اور ذہین تھی۔ تو انھیں قرآن کا معجزہ دیا گیا تاکہ وہ اپنی عقل کی وجہ سے قرآن کی کثرت تک پہنچ سکے۔

۹۰ آقرآن کے معجزہ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ قرآن دنیا میں پھیلا اور زمانے میں باقی رہے گا۔ اس کا اعجاز ہمیشہ باقی رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد قرآن مجید دنیا کے مشرق و مغرب جنوب و شمال میں پھیلا ایک زمانے کے بعد دوسرے زمانے میں اور ایک صدی کے بعد دوسری صدی برابر دنیا میں پھیلتا آیا۔ آج سترہ سو آپ کے مبعوث ہوئے ہو گیا ہے لیکن کسی شخص میں اس بات کی جرأت نہیں ہوئی کہ قرآن کا متغیر کر سکے۔ اور اس کی مثل بنا سکے۔ صاحب نے کہا ہے

قالت فمن صاوب الدين الحنيف اجيب      نقلت احمد خير السافرة الرسول  
قالت فهل معجز واتي الرسول به      قلت القران وقد اعني به الاول  
اس نے کہا کہ دین حنیف کا مالک کون ہے جواب دہ میں نے کہا احمد ہیں جو تمام رسولوں کے سرور ہیں۔

اس نے کہا کہ اس رسول کو معجزہ دیا گیا ہے میں نے کہا قرآن آپ کا معجزہ ہے جس کی نظیر لانے سے پہلے لوگ عاجز آگئے تھے۔  
ابن حنبل نے کہا ہے

فمن اياته القران يهدي كل من فكر      ولو لم يك من اياته الا الفتى حيدر  
آنحضرت کے معجزات میں سے قرآن معجزہ ہے جو شخص اس میں غور و تدبر کرتا ہے اس کو ہدایت دیتا ہے اگر قرآن کو آپ کا معجزہ نہ بھی قرار دیا جاتا تو صرف حیدر (علیؑ) نوجوان ایک معجزہ کے لئے کافی تھا۔



## فصل آداب و مزاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ جلیل القدر، سب سے زیادہ صاحبِ حلم و سہ سے زیادہ انصاف کرنے والے سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ رحمدل آپ کے ہاتھ نے کسی ناموس عورت کو مس نہیں کیا۔ سب لوگوں سے زیادہ سخی آپ کوئی ویدارہ درہم اپنے پاس بچا کر نہیں رکھتے تھے، اگر آپ کے پاس کوئی درہم و دینار بیچ جاتا تھا، اور رات آجاتی تھی تو اس وقت تک اپنے گھر میں تشریف نہیں لانے تھے جب تک وہ رقم مستحق کے حوالے نہ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ کو دیا تھا، آپ اس سے صرف قوت لایموت لیتے تھے، آپ کی زیادہ تر خوراک جو اور بھجوری تھیں، باقی سب راہِ خدا میں دے دیجے جو شخص بھی سوال کرتا اس کو دے دیتے، آپ قوت لایموت پر گزارہ کرتے اور اس سے بھی ہیشہ سے کام لیتے، بسا اوقات سال کے ختم ہونے سے پہلے خرچ ختم ہوتا تھا، اور آپ کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، زمین پر شریف رکھتے، زمین پر سوتے اور زمین پر بیٹھتے تھے، اپنی جوانی کو خود بیوند لگاتے تھے، اور اپنے کپڑے کا خود ٹانگا لگاتے تھے، خود دروازہ کھولتے، کبریٰ کو خود دھتے، اونٹ کو خود باندھتے خود کھولتے تھے، جب غلام تھک جاتا، تو اس کے ساتھ خود آیا بیٹھتے، رات کے لئے طہارت کا پانی اپنے ہاتھ سے بھر کر رکھتے، اور پانی کا برتن آپ کے آگے کوئی نہیں بڑھاتا تھا، تکہ لگا کر نہ بیٹھتے، اپنے گھروالوں کا کام میں ہاتھ بٹاتے، گوشت کے خود ٹکڑے کرتے، جب کھانا کھانے بیٹھتے تو عجز و انکسار کی بنا پر بیٹھتے اپنی انگلیوں کو چاٹتے آزاد اور غلام کی دعوت کو قبول کرتے، اگرچہ تھوڑا اور جھاپڑتا، یا زیادہ بدیہ کو قبول کرتے اگرچہ دودھ کا ایک پیالہ کیوں نہ ہوتا تھا، آپ صدقہ کا مال نہیں کھاتے تھے، کسی کے چہرے کو گھور کر نہیں دیکھتے تھے، اللہ کی خاطر ناراض ہوتے اپنی ذات کے لئے ناراض نہیں ہوتے تھے، بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے جو کچھ موجود ہوتا اس کو تناول فرماتے اور رو نہیں فرماتے تھے، بیک وقت دو کپڑے نہیں پہنتے، ہمیشہ چادر پہنتے، اون کا کپڑا زیب تن کرتے، مولیٰ دلی کا کپڑا یا کتان کا کپڑا پہنتے اکثر اوقات سفید کپڑا پہنتے، عملے پر عامہ باندھتے تھے، نفیس پہنتے، جمعہ کا لباس خاص طور پر ہوتا تھا۔

۱۰ بعض اخبار میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کا کپڑا کم استعمال فرماتے تھے ۱۱ مترجم



جب نیا کپڑا پہنتے تو پرانا کپڑا کسی سبکین کو دے دیتے جب کہیں جاتے تو عبا کو تہ کر کے نیچے پھایا دیتے۔  
 دانتے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ خربوزہ کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ بدبو سے نفرت  
 کرتے۔ دھڑکے مسواک کرتے۔ سواری کے وقت اپنے پیچھے خادم یا کسی لونہ کو سوار کر لیتے۔ گھوڑا بچھڑا اور گدھا  
 جو بھی ان میں سوار کی کو میسر آجائے۔ اس پر سوار ہو جاتے تھے۔ گدھے پر زمین کے بغیر سوار ہوتے۔ پیدل ننگے  
 پاؤں چلتے نہ آپ پر چادر ہوتی تھی اور نہ ہی عمامہ ہوتا تھا۔ اور نہ ہی پگڑی جنازوں کے ساتھ جاتے مریض  
 کی عیادت کرتے۔ اگرچہ وہ مہینہ کے آخری کونے میں کیوں نہ رہتا ہو غربا کے ساتھ بیٹھتے۔ اور مساکین کو اپنے  
 ہاتھ سے کھانا کھلانے۔ اچھے لوگوں کی عزت کرتے۔ شرافت والوں سے نیکی کا برتاؤ کرتے۔ رشتہ داروں سے  
 صلہ رحم کرتے۔ اور لوگوں کو ان پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ ہاں اس بات میں ایسا کرتے جب خدا ایسا حکم دیتا  
 کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے۔ عندک نے والوں کا ہند قبول کر لیتے جب تک قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ تمام لوگوں  
 سے زیادہ مسکراتے تھے۔ جرب ملتے تھے تو قہقہہ نہیں لگاتے تھے کھانے اور پہننے میں اپنے غلاموں اور کنیزوں  
 سے زیادہ نہیں پاستے تھے۔ گالی کا جواب گالی سے نہیں دیتے تھے۔ کسی عورت اور خادم پر لعنت نہیں  
 کرتے تھے۔ لونہ کسی کو عداوت نہیں کرتے تھے۔ اور نہ مانتے اس کو چھوڑ دو۔ آپ کے پاس آزاد غلام اور لونڈی جو  
 بھی آتا تھا اس کی حاجت بغیر ترش روی اور دشمنی کے پوری کرتے۔ گلیوں میں شیر و غل نہ کرتے۔ بڑائی کا  
 بدلہ بڑائی سے نہیں دیتے تھے۔ صاف کہہ دیتے تھے۔ اور درگزر کرتے تھے۔ جو شخص تھا اس سے سلام کی ابتداء  
 فرماتے۔ جب کوئی اپنی ضرورت بیان کرتا تو اس کو آرام سے سنتے۔ اور وہ شخص خود چلا جاتا تھا۔ جب کوئی آپ  
 کا ہاتھ پکڑتا۔ آپ اس کو نہیں چھوڑتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ خود چھوڑ دیتا تھا۔ جب کوئی مسلمان ملتا۔ تو آپ مصافحہ  
 کرنے میں ہل کرتے تھے۔ اُٹھتے بیٹھتے آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ اگر کوئی آپ کے پاس آتا۔ اور آپ نماز  
 میں ہوتے تو اس کی خاطر نماز میں تخفیف کرتے۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے تمہاری کیا ضرورت  
 ہے۔ آپ اس وقت تک بیٹھے رہتے جب تک مجلس اُٹھ نہ جاتی تھی۔ عام طور پر آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھتے تھے  
 جو آپ کے پاس آتا اس کی عزت کرتے۔ اس کے لئے اپنا کپڑا بچھاتے۔ یا اس کیڑے پر ساتھ بٹھاتے جو آپ  
 کے قلم ہوتا تھا۔ خوشی اور ناراضگی میں صرف حق بات کہتے۔ بگاڑیوں کو کھجوروں اور ملک کے ساتھ کھاتے۔  
 پھلوں میں زیادہ مرغوب کھجور، خربوز، اور انکور تھا آپ کی زیادہ خوراک پانی اور کھجور ہوتی تھی آپ دودھ  
 کے ساتھ چھوٹا ملا کر کھاتے۔ اور لہن کو اطمینان فرماتے تھے۔ آپ کو گوشت زیادہ مرغوب تھا۔ گوشت



اور شہید کو کھاتے تھے آپ مشورہ کو زیادہ پسند کرتے شکار کا گوشت کھاتے۔ لیکن شکار نہیں کرتے تھے۔  
روٹی اور روغن کھاتے۔ بکری کا ہاتھ اور شانہ زیادہ مرغوب تھا۔ سرکہ پسند تھا۔ کھجور میں عجرہ کھجور کو پسند  
کرتے سبز یوں میں ساگ اور یسگن۔

## مزاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح کرتے تھے لیکن حق بات کہتے تھے۔ ایک حبشی غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
سفر میں تھا جو شخص بھی تھک جاتا تھا اس پر اپنا سامان لا دیتا تھا۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے  
پاس سے گذرے۔ اور فرمایا تم کشتی ہو۔ اور آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔ آپ نے ایک شخص کو پیچھے سے پکڑ کر فرمایا  
اس عبد کو کون خریدتا ہے اور اس سے آپ کی مراد عبد اللہ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا اسے دو کانوں والے اسی بات کو بھولنا نہیں۔

نایدین اسلم سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کا ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
”یہ وہی شخص ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ اس نے کہا اس کی آنکھوں میں سفیدی نہیں ہے اس  
نے اپنے شوہر سے اس بات کا ذکر کیا تو اس نے کہا کیا تو نہیں دیکھتی کہ میری آنکھوں کی سفیدی سیاری  
سے زیادہ ہے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کو دیکھا جس پر گت بکھا ہوا تھا فرمایا ہر سب جا رہا ہے (ہر سب گندم سے بنتا ہے)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو دیکھا کہ اس کا پیٹ نکلا ہوا تھا۔ (بلال سے) ام حبیب (بچے کی ماں)  
ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک عورت کو دیکھا تو دعا لیا سس پینایا اور فرمایا  
اس کو پہن لو۔ اور اللہ کی حمد کرو۔ اس کے دامن کو دہن کی طرح کھینچ کر چلو۔

انصار کی ایک بوڑھیا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ میرے لئے جنت میں داخل ہونے کی  
دعا فرمائیں۔ فرمایا بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ وہ عورت رو پڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر  
اور فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا۔

انا انشانا من انشاء فجعلنا من ابکاراً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اشیعیہ بوڑھیا سے فرمایا۔ بوڑھی عورت بہشت میں داخل نہیں ہوگی۔ بلال نے  
اسے روتے ہوئے دیکھا تو اس نے اس بات کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حبشی کے ساتھ

بھی نہی سیک ہوگا۔

یہ دونوں بیٹھ کر رونے لگے عباس نے انھیں دیکھا تو ان کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا آپ نے فرمایا ہورہے ہیں کابھی یہی شہر ہوگا۔ پھر آپ نے ان حضرات کو بلایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ ان کو بہت سے خوبصورت شکل میں دوبارہ اٹھائے گا۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ نوجوان ہو کر نورانی شکل میں جنت میں داخل ہوں گے۔ جنت کے رہنے والے اُنٹھی ہوں جو انی واسے ہوں گے۔ اور ان کی آنکھیں ڈسری ہوں گی۔

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم جانتے ہیں آپ پیغمبر نبی ہیں اور اسلام آپ کا دین ہے۔ ہم اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ ہم اسلام لانے کے ساتھ ساتھ کوئی چیز بھی طلب کرتے ہیں جس کو چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! اس کی حاجت پوری کر دو۔ علی علیہ السلام نے اسے سیر کر دیا۔ اور اس کو ایک اونٹنی اور کھجوریں دے دیں۔

ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ وہاں لوگوں کے پاس آئے گا۔ اور انھیں شریک کھلانے کا وہ تمام لوگ بھوک کے باعث مرجا میں گئے ہیں۔ ہاں باب آپ پر قربان ہوں۔ میں پرہیزگاری اور زہد کی وجہ سے شریک کھانے سے رُک گیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو اس چیز کے ذریعے بے پروا کر دے جس کے ذریعے مومنین کو بے پروا کرے گا۔

خلافت قسری کے دادا نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ اس عورت نے اس بات کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا۔ اس نے اپنے جسم کا اعتراف کیا اور اس نے کہا کہ اگر حضور پتے ہیں تو مجھ سے بدلہ لے لیوں رسول اللہ اور آپ کے اصحاب ہنس پڑے۔ آپ نے فرمایا پھر تو ایسا کرے گا؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم ایسا پھر نہیں کروں گا۔ آپ نے اس سے دیکھ رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب کو کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم کھجوریں کھاتے ہو حالانکہ تمہاری آنکھ دکھتی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھجوریں اس حصے میں کھاتا ہوں۔ اور میری آنکھ دوسرے حصے میں دکھتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ کو عرب سے مزاج کرنے سے منع فرمایا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی چرائی اور اسے دھن رکھ کر کھجوریں حاصل کیں۔ اور انہیں کھانے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابو ہریرہ!



کیا کھا رہے ہو؟

عرض کیا اللہ کے رسول کی جوتی کھارہے ہوں۔ سو بیٹ مہاجر نے نیماں بدوی سے کہا کہ مجھے کھا! اٹھلا! اس نے کہا سفر کا معاملہ ہے ساتھی آجائیں نبی ایسا ہوگا۔ یہ لوگ ایک قوم کے پاس سے گذرے سو بیٹ نے ان سے کہا کہ کیا تم مجھ سے ایک غلام خریدو گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ اس نے کہا کہ اس غلام کی ایک خاص بات ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں آزاد ہوں۔ انہوں نے اس کو خرید لیا۔ اور اس کے گلے میں ایک پٹی ڈال دی۔ نیماں نے کہا کہ یہ غلام کرتا ہے۔ کہ میں آزاد ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی خبر مجھے معلوم ہو چکی ہے وہ اس کو لے کر چل دیئے۔ لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔ اور اسے چھڑوا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سن کر ہنس پڑے۔

محمد بن نوفل نے آنکھوں پر پٹی باندھی تھی۔ اور آواز دی کہ مجھے کوئی شخص لے جائے۔ تاکہ میں پیشاب کر لوں۔ نعیمان نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر مسجد کے پچھلے حصے میں لے گئے اور کہا۔ یہاں پیشاب کرو۔ اس نے پیشاب کیا۔ لوگوں نے دیکھ کر چلنا شروع کیا۔ اس نے کہا مجھے یہاں کون لایا تھا۔ لوگوں نے کہا نعیمان نے اس نے کہا خدا کی قسم میں اسے اپنے اس دنڈے سے ضرور ماروں گا۔ نعیمان کو بھی اس بات کا پتہ چل گیا۔ نعیمان نے اس سے کہا تمہیں نعیمان کی تلاش ہے، کہا ہاں۔ کہا اٹھو۔ وہ اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ اس کو حضرت عثمان کے پاس لے آئے۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو آپ کو کھینچ کر لایا تھا۔ اس نے ہاتھوں میں دنڈے کو پکڑ کر آپ کو مارا۔ لوگوں نے کہا یہ تو امیر المومنین (عثمان) ہیں۔ اس نے کہا مجھے یہاں کون لایا تھا؟ انہوں نے کہا نعیمان۔ اس نے کہا میں ہرگز ایسا کام پھر نعیمان کے ساتھ نہیں کروں گا۔

نعیمان نے ایک شہد کا برتن عربی کے ساتھ دیکھا۔ اور اس کو اس سے خرید لیا۔ اور عائشہ کی باری کے دن اس کے دروازے پر اسے لایا۔ اور کہا کہ اس کو لے لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ کسی شخص نے آپ کی خدمت میں بطور تحفہ کے پیش کیا ہے۔ نعیمان وہاں سے گذرا اور اعرابی دروازے پر موجود تھا۔ جب اعرابی کو جھٹھے ہونے کا فیہر ہو گیا۔ تو اس نے کہا۔ اسے لوگوں کا شہد کے برتن واپس کر دو۔ اگر تمہارے پاس رقم نہیں تو رسول اللہ کو اصل واقعہ کا علم ہوا۔ آپ نے اسے قیمت ادا کر دی۔ آپ نے نعیمان سے کہا کہ تم نے یہ کام کیا کیا؟ کہا۔ میں نے دیکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند فرماتے ہیں اور اعرابی شہد کا برتن لئے ہوئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور اس کو کچھ نہ کہا۔

## فصل

### اسماء اور القاب

رسول اللہ ﷺ کے قرآن مجید میں چار سو چار نام ہیں۔

- ۱۔ عالم وعلمک ما لم تکن تعلم۔ ۲۔ حاکم فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک
- ۳۔ خاتم۔ خاتم النبیین ۴۔ عابد۔ واعبد ربک
- ۵۔ ساجد وکن من الساجدین ۶۔ شہید۔ انا ارسلناک شامداً
- ۷۔ مجاہد۔ یا ایہا النبی جاهد الکفار ۸۔ ظاہر۔ طہ، ما انزلنا
- ۹۔ شاکر شاکراً لانعمہ احسنہ ۱۰۔ صابر۔ واصبر وما صبرک
- ۱۱۔ ذاکر واذکر اسم ربک ۱۲۔ قاضی ماذا قضی اللہ ورسولہ
- ۱۳۔ راضی بحکمت ترضی ۱۴۔ داعی وداعیاً الی اللہ باذنتہ
- ۱۵۔ ہادی وانیک لتہدی (۱۶) قاری القرآن (۱۷) تالی۔ یتلو علیہم
- ۱۸۔ ناہی وما نہاکم عنہ (۱۹) امر وامرأہک (۲۰) صانع۔ فاصنع بما تومر
- ۲۱۔ صائق ص القرآن (۲۲) قانت امن ہو قانت (۲۳) حافظ یحفظ طوعہ من امر اللہ
- ۲۴۔ غالب وان جندنا (۲۵) عامل ووجدک عنلاً (۲۶) ضال اب کے فریو گراہ نے ہدایت
- پائی ووجدک عنلاً (۲۷) کریم اند بقول رسول کریم (۲۸) رؤف رحیم (۲۹) عظیم
- وانک علی خلق عظیم (۳۰) یتیم اسمجدک یتیم (۳۱) مستقیم فاستقیم کما امرت
- (۳۲) معصوم واللہ یعممک (۳۳) بشیر انا ارسلناک بالحق بشیراً (۳۴) نذیر وندبراً
- (۳۵) شہید وجنابک شہیداً (۳۶) قریب اق والقرآن (۳۷) حبیب، محب اور محبوب قرآن کے
- سات مقامات پر آیا ہے۔ حکم (۳۸) نبی یا ایہا النبی (۳۹) قوی ذی قوتہ (۴۰) وحی
- وکن لک اوحی نالیک (۴۱) انی انبی الای (۴۲) امین مطاع شرامین (۴۳) مبین
- عند ذی العرش الخ (۴۴) مبین وقل انی انا النذیر الخ (۴۵) مذکر فذکر اسمہ انت الخ
- (۴۶) مبشر ومبشر برسول (۴۷) منذر انت منذر (۴۸) مستغفر واستغفر لذنبک



(۴۹) سبح بحمد ربك (۵۰) فصل لربك (۵۱) مصدق مصداقاً لماعكم  
 (۵۲) بلغ يا ايها الرسول بلغ (۵۳) محدث واما بنعمة ربك فحدث الخ (۵۴) مومن  
 امن الرسول (۵۵) متوكل ذو توكل على الحي (۵۶) مزل يا ايها المزمحل (۵۷) مثر  
 يا ايها المسدثر (۵۸) متجه من الليل فتكجيد (۵۹) منادى سمعنا منادياً (۶۰) متبدي  
 وحداة الى صراط (۶۱) حق قد جاءكم الحق (۶۲) صدق فالذي جاء باصدق (۶۳) بكر  
 انا ارسلناك اليكم ذكراً (۶۴) برهان قد جاءكم برهان (۶۵) فضل قل بفضل الله  
 (۶۶) مرسل انت لمن المرسلين (۶۷) معوث هو الذي بعث (۶۸) فماد وربك بخلق -  
 (۶۹) مغفور ليغفر لك الله (۷۰) مكفى انا كفيناك (۷۱) مرفوع (۷۲) يرفع ورفعا لك (۷۳) مؤيد  
 هو الذي ايدك (۷۴) منصور وينصرك الله (۷۵) مطاع ميكن مطاع (۷۶) حتى سد وربا الحقنى  
 (۷۷) مئى وما منع الناس ان (۷۸) رسول يا ايها الرسول (۷۹) روف بالمومنين روف  
 (۸۰) نعمت يعزفون نعمت الله (۸۱) رحمت وما ارسلناك الا رحمة (۸۲) نور قد جاءكم  
 من الله نور (۸۳) فجر والفجر ويال (۸۴) المصباح فى زجاجة (۸۵) سراج وسراجاً منيراً  
 (۸۶) سقى والضحى والليل (۸۷) نجم والنجم اذا هوى (۸۸) شمس ثم جعلنا الشمس (۸۹) بدر - طه  
 (۹۰) نزل السم ترا الى ربك كيف من انظر (۹۱) بشر بشر شككم (۹۲) ناس ام يحسدون الناس  
 (۹۳) اقل خلق الانسان (۹۴) رجل على رجل منكم (۹۵) صاحب مافضل صاحبكم وما غوى  
 (۹۶) حيد اسرى بعبد (۹۷) مجتبى ولكن الله يجتبى (۹۸) مقتدى فيهد اهدم اقتده  
 (۹۹) مرتضى الامن الرضى (۱۰۰) الله يعطى (۱۰۱) احمد ياتى من بعدى اسمه احمد  
 (۱۰۲) محمد محمد رسول الله (۱۰۳) كهيعص (۱۰۴) يس (۱۰۵) طه (۱۰۶) حمسق  
 ہر وہ حرف جو کسی نام پر دلالت کرتا ہے وہ آپ کا نام ہے۔ مثلاً کافی، ہادی، عارف۔ سخی  
 ظاہر وغیرہ وغیرہ

اور وہ نام جو آپ کے اعادیش میں مذکور ہیں۔ وہ یہ ہیں

(۱) علقہ انبیاء کے بعد آنے والے۔ (۲) حاجی کفر کو مٹانے والے اور اپنے ماننے والوں کے گناہ  
 محو کرنے والے (۳) حاضر لوگوں کا حشر آپ کے قدموں میں ہوگا۔ (۴) متقی انبیاء کی جماعت آپ کے

چھ ہوگی۔ (۵) موقف لوگوں کو اللہ کے سامنے کھڑا کریں گے (۶) خشع کامل اور جامع (۷) ناش  
 (۸) نامح (۹) فنی (۱۰) مطاع (۱۱) نجی (۱۲) مامون (۱۳) جنت (۱۴) حبیب (۱۵) طیب (۱۶) سید  
 (۱۷) مقرب (۱۸) واقع (۱۹) شافع (۲۰) مشفع (۲۱) حامد (۲۲) محمود (۲۳) حوید (۲۴) متوکل (۲۵) غیث  
 (۲۶) توراۃ میں یزدیذائے غفور رحیم کہا گیا ہے کہ یزدیذائے کے معنی محمد ہیں۔ کہا گیا ہے کہ مودود  
 کے معانی محمد ہیں ایک حکایت میں ہے کہ توراۃ میں آپ کا نام مرقوت ہے جس کے معانی محمود کے  
 ہیں (۲۷) زبور میں آپ کا نام فسطا ہے جو القاسم کے ہم معنی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبور میں  
 آپ کا نام بقیطا ہے بعض نے کہا فاروق اور بعض نے کہا محیا ثا ہے (۲۸) انجیل میں طاب طاب  
 احمد ہے کہا گیا ہے کہ طیب طیب ہے (۲۹) کتاب تنبیہ میں نور الامم (۳۰) رکن المتصفین (۳۱) رسول  
 التوبہ (۳۲) رسول البلاء ہے صحیفوں میں (۳۳) بقیطا شہادت کے صحف میں (۳۴) طابثا صحف اویس میں  
 (۳۵) لعیال (۳۶) صحف ابراہیم میں مودود (۳۷) آسمان دنیا میں جنتی دوسرے آسمان میں (۳۸) ترضی  
 (۳۹) تیسرے آسمان میں مزی (۴۰) چوتھے آسمان میں مصطفیٰ (۴۱) پانچویں آسمان میں منتخب (۴۲) چھٹے  
 آسمان میں مطہر (۴۳) ساتویں آسمان میں مقرب اور حبیب ہے۔ مقرب لوگ آپ کو عبد الواحد والسنفرة  
 الاول والبرۃ، الانرة کہتے ہیں۔ کریم صادق کہتے ہیں۔ روحانیوں، طاہر اولیا۔ قاسم رضویوں  
 لکیر جنت۔ عبد الملک۔ حور عبد العطاء۔ ال جنت عبد البیان۔ ملک عبد الغفار۔ ال جنیم عبد الخاق  
 روحانید عبد الرحیم رحیم عبد المنان کہتے ہیں سابق عرش پر رسول اللہ۔ کرسی پر نبی اللہ۔ طوبیٰ پر صفی اللہ  
 لواء الحکم پر صفوة اللہ۔ جنت کے دروازے پر خیرۃ اللہ۔ چاند پر قمر الامم۔ اور سورج پر نور الانوار تحسیر  
 ہے شیاطین کے نزدیک عبد البیستہ۔ جنات کے نزدیک عبد الحمید۔ موقف پر حامی میزان پر صاحب  
 حساب کے مقام پر داعی۔ مقام کی جگہ پر محمود اور خطیب۔ کوثر پر ساقی۔ عرش پر مفضل۔ کرسی پر عبد اکرم  
 تقی پر عبد الحق۔ جبرائیل کے نزدیک عبد الجبار۔ میکائیل کے نزدیک عبد الوہاب۔ اسرافیل کے نزدیک  
 عبد القلح۔ عزرائیل کے نزدیک عبد التواب۔ صاحب کے نزدیک عبد السلام۔ روح کے نزدیک عبد الاعلیٰ۔  
 برقی کے نزدیک عبد المنعم۔ رعد کے نزدیک عبد الکریم۔ یحییٰ کے نزدیک عبد الجلیل۔ مٹی کے نزدیک  
 عبد العزیز۔ یزدوں کے نزدیک عبد القادر۔ زندوں کے نزدیک عبد العطاء۔ پہاڑ کے نزدیک عبد الریح  
 سمندر کے نزدیک عبد المؤمن۔ مچھلیوں کے نزدیک عبد المہسن۔ ال دوم کے نزدیک عبد حلیم۔ ال مصر کے



نزدیک تھا۔ اہل مکہ کے نزدیک ابن۔ اہل مدینہ کے نزدیک میمون۔ ترک کے نزدیک صاحبی۔ عرب کے نزدیک اُمتی اور عجم کے نزدیک احمد ہیں۔

## القاب

حبیب اللہ، صفی اللہ، نعمۃ اللہ، عبد اللہ، خیرۃ اللہ، خلق اللہ، سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین، رسول السماویں، رحمۃ للعالمین، قائد المعجز المجملین، فتاح البخت، دعوت ابراہیم، بشری جیسے، خلیفۃ اللہ فی الارض، زین العہد، نور الیقاہ، تاج الیقاہ، صاحب اللوار، یوم اقیامہ، واضح الامہ والاعمال، فصیح العرب، سید لکھنؤ، ابن عواذک، ابن نوائل، ابن فیحیم، ابن بطاوی، عبد الموید، رسول مسد، نبی مہذب، صفی مقرب، حبیب منتخب، ابن غوث، صاحب اکوٹ، والکوثہ، التاج والمعطر، الخطیب، المنبر، المرکن، الشعر، الوجه، الانور، والحد، الاقمر، والمجبین، لایہر، غالب، دین والے، پاکیزہ، والے، مشہور، نسب والے، محمد خیر البشر، رسالت کے لئے منتخب، ولایت کی جگہ، وحی اور رسالت کے مصطفیٰ، علم اور تقویت کے لئے مرقی، صاحب معجزات، صاحب اول، عربین کے نور، دو چاند کے درمیان سورج، دو جانوں میں سفارش کرنے والے، آپ کا نور نہایت واضح، آپ کا دل بہت پاکیزہ، آپ کے شرائع نہایت ظاہر، آپ کے برہان نہایت روشن، آپ کے پیامات بے حد مسطور، آپ کی امت بہت زیادہ، صاحب عقل، صاحب عطاء، صاحب جود، صاحب سخا، صاحب تذکرہ، صاحب رکاء، صاحب شوع، صاحب وعاء، صاحب اثابت، صاحب عین، صاحب خون، صاحب رجاء، صاحب نور، صاحب ضیا، مالک حوض، مالک لوار، مالک تغیب، مالک برود، مالک غنما، اور بغلہ شہا کے مالک، قیامت میں مخلوق کے قائد، اہل ایمان کے پرار، اویا کے تاج، پرہیزگاروں کے امام، خاتم الانبیاء، صاحب منشور، صاحب کتاب، صاحب فہم، صاحب خطاب، صاحب حق، صاحب صواب، صاحب دعوت، صاحب جواب، صاحب شجاعت، صاحب قنار، رہیب، صاحب رائے، مصیب، بچہ اور قریب، پرہیزگار، محمد حبیب، صاحب قبلہ، یائزہ، حاکم، ملت حنیفہ، صاحب شریعت مرضیہ، صاحب امت مہدیہ، صاحب اولاد، حسینہ، صاحب دین، صاحب اسلام، صاحب بیت حرام، صاحب رکن، صاحب مقام، صاحب عورت، صاحب عیال، صاحب شریعت والا حکام، صاحب اکل و احرام، صاحب محبت، صاحب برہان، صاحب حکمت، صاحب

توقان صاحب حق۔ صاحب قرآن۔ صاحب حق۔ صاحب بیان۔ صاحب فضل، صاحب احسان صاحب  
 کرم صاحب امتنان۔ صاحب محبت، صاحب عرفان۔ صاحب خلق جلی صاحب نور مضمی صاحب کتاب  
 ہی صاحب دین مضمی، رسول نبی امی۔ صاحب خلق عظیم۔ صاحب دین قدیم۔ صاحب صراط مستقیم  
 صاحب ذکر حکیم۔ صاحب رکن صاحب عظیم۔ صاحب دین صاحب طاعت۔ صاحب فصاحت،  
 صاحب براعت۔ صاحب کر۔ صاحب شجاعت۔ صاحب توکل۔ صاحب قناعت۔ صاحب حوض  
 صاحب شفاعت صاحب دین ظاہر۔ صاحب حق زاہر صاحب زمان مانہر صاحب لسان واکر صاحب  
 بدن صابر صاحب قلب شکاک صاحب اصل ظاہر۔ صاحب ابار۔ صاحب امہات طوایر صاحب  
 الضیاء صاحب النور صاحب البرکت، صاحب الجود، صاحب الیمن صاحب السرور، صاحب لسان  
 ذکور۔ صاحب بدن صبور۔ صاحب قلب شکور، اور صاحب بیت مہمور۔

## کنیت

ابوالقاسم۔ ابوالطاهر۔ ابوالطیب۔ ابوالمساکین۔ ابوالدرین۔ ابوالرحمن، ابوالسبطین توراۃ  
 میں ابوالا رامل جب آپ کا فرزند ابراہیم پیدا ہوا تو جبرائیل نے آپ کی کنیت ابوالبراہیم قرار دی جب  
 آپ کا پہلا فرزند قاسم پیدا ہوا تو آپ کی کنیت ابوالقاسم رکھی گئی سکتے ہیں کہ آپ کو ابوالقاسم  
 اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ جنت کی قیامت کے روز تقسیم کریں گے۔

## صفات

رکب اجمل۔ اکل الزراع۔ قابل الہدیہ، محرم المینۃ۔ عامل الہراۃ، خاتم النبوة

## نسب

حجری، تہامی، ابطی، یثربی، مکی، مدنی، قرشی، ہاشمی، مطلبی۔ آپ باپ کی طرف سے  
 ہاشمی ہیں اور ماں کی جانب سے زہری ہیں۔ رضاعت کی وجہ سے سعدی۔ پیدائش کے  
 لحاظ سے مکی اور پرورش کی حیثیت سے مدنی۔



## فصل

### حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب اور حلیہ

نام مبارک محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ مطلب اس لئے کہتے ہیں کہ جب ہاشم مکہ داخل ہوئے تو آپ ان کے روئے تھے۔ عبد المطلب کا نام شیبۃ الحمد ہے۔ پیدائش کے وقت ان کے بال سفید تھے۔ آپ ہاشم کے فرزند ہیں۔ ہاشم کو اس لئے ہاشم کہتے ہیں کہ آپ نے گرانی کے زمانے میں شہر بنیاری کے لوگوں میں تقسیم کی آپ کا نام عمر بن عبد مناف ہے۔ عبد مناف کا اصل نام مضر بن قصی ہے قصی کا نام زید ہے۔ قصی کو قصی اس لئے کہتے ہیں کہ آپ مہین کے زمانہ میں مکہ سے بلاد ازد شوقہ کی طرف منتقل کر دیئے گئے اور اپنی قوم سے دور تھے۔ آپ کا لقب جمع ہے کیوں کہ آپ نے قریش کے قبائل کو پہاڑوں کی گھاٹیوں میں جمع کر کے مکہ میں بسایا تھا۔ اور انہیں گھرنوا کر تقسیم کئے تھے۔ یہ کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کے بیٹے ہیں نضر کو قریش کہتے ہیں۔ آپ کو نضر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوب کیا تھا۔ نضر کے معنی تروتازگی کے ہیں۔ آپ خویہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کو خویہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے ٹور کو اپنے میں سمو دیا تھا۔ آپ مدہ کے بیٹے ہیں۔ مدہ کو مدہ اس لئے کہتے ہیں کہ قریش نے آپ کے زمانہ میں شرف حاصل کیا تھا۔ اور آپ نے اپنی بھری جھ سے اپنے باپ کی خاطر کار کیا تھا۔ آپ کے ایک بھائی کا نام طابخہ ہے کیوں کہ اس نے اپنے باپ کے لئے کھانا تیار کیا تھا۔ یہ ابیاس بنی کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام ابیاس اس لئے کہ آپ باہوی اور تنہانی کے علم میں تشریف لائے تھے۔ یہ مضر کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام اس لئے مضر پڑا کہ آپ دلوں کو موہ لیتے تھے۔ جو شخص آپ کو دیکھتا وہ آپ پر زینت ہو جاتا تھا۔ آپ نزار کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام عمر ہے۔ ان کا نام نزار اس لئے پڑا کہ آپ کے باپ معد نے آپ کی پیشانی میں بھی مسلم کے نور کو دیکھا تھا۔ یہ نزار معد کے بیٹے ہیں۔ معد کو اس لئے معد کہا جاتا ہے کہ آپ نے یہودیوں کے ساتھ بہت سی جنگیں کیں۔ اور ان پر حملے کئے اور آپ منظر و منصور ہوتے تھے۔ یہ عدنان کے بیٹے ہیں۔ آنحضرت معلم نے فرمایا یہ میرا سمد نسب عدنان تک پہنچ جائے تو رک جلوہ اور ربابا نسب جھوٹ بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وقد ونا بین ذالک کشیراً ورمیان میں بہت سی صدیاں گزریں ہیں۔

ابن عباس نے کہا۔ عثمان بن اویس بن ابی سہل بن امیہ بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کاظم بن مضر بن نضیر بن کنانہ بن خزیما بن مدعل بن عدنان بن اسد بن عذریہ بن اسماعیل بن ابرامیم بن ہوتنا ہے۔ ابن یاسین بن لثیب بن فہر بن صابر بن جمیع بن بنت بن قیدار بن اسمعیل بن ابرامیم بن  
تامر بن نامور بن شروخ بن ادغو۔ آپ ہی ہو وہ علیہ السلام ہیں۔ کہا گیا ہے کہ زقانع بن عامر ہیں جو ہو وہ علیہ  
اسلام ہیں۔ انمشر بن حوشب بن سام بن نوح بن ملک بن اخوخ حضرت ابوہریرہ علیہ السلام کا نام ہے  
بن مائل کہا گیا ہے کہ مائل بن زیاد ہیں۔ ایک روایت میں مہائل بن مارو ہیں۔ ایک روایت میں  
ایاد بن قینان بن افشس ہیں۔ دوسری روایت میں قینان بن اویس بن افشس بن میثم بن کنانہ بن خزیما بن مدعل بن عدنان بن اسد بن عذریہ بن اسماعیل بن ابرامیم بن ہوتنا ہے۔  
جو حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔

آنحضرت صلعم کی والدہ۔ امہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ الخ  
 کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا سلسلہ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے ۴۱ پشت میں جاتا ہے

## عادات و خصائل اور حلیہ

تیموری نے شمال میں طبری نے تاستخ میں زرخسری نے غلاتی میں قتال نے روضہ میں ہیبت کی روایات بیان کیں ہیں۔ ان میں سے امیر المومنین علیہ السلام ابن عباس ابو ہریرہ جابر بن سمرہ اور ہند بن ابی ہالہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم لوگوں کی نگاہوں میں معظّم اور دلوں میں مکرم تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ نگر اہوا زنگ تھا جس میں سرخی موجود تھی۔ میانہ قد والے چوڑی پیشانی والے بلند ناک والے بڑی آنکھ والے۔ لمبے ہونٹے ابرو والے



خوبصورت رخسار والے، بھاری بازو والے، کھلے ہاتھ والے، گھنی ڈاڑھی والے۔ خوبصورت فانت  
کشادہ پیشانی والے چاندی سی گرون آپ زیادہ لمبے نئے زیادہ چھوٹے تھے۔ آپ کے سینے اور پیٹ  
پر بال کم تھے۔ آپ کا ہاتھ مبارک ایسا تھا جیسا عطار کا ہاتھ ہو۔ جس نے اسے خوشبو سے مس کیا ہو۔  
چوڑی بھیلی والے تھے۔ جب راضی خوشی ہتھ تھے تو آپ کا چہرہ آئینہ کی طرح شفاف ہوتا تھا۔ تبسم  
میں دل کشی چہرے پر چمک۔ لطیف اخلاق۔ نرم طبیعت والے تھے۔ جب چہرہ مبارک لوگوں کی طرف  
کرتے تو آپ کی پیشانی سے چراغ کی روشنی کی طرح نور نکلتا تھا۔ آپ کے چہرے کی رکیں ہوتیوں کی طرح  
تھیں۔ آپ کا سینہ مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر بنوٹا تھی۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ہمتن لڑتے اور ہمتن تڑپتے ہوتے تھے۔  
ام ہانی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس میں چار گیسو دیکھے۔ صحیح یہ ہے  
آپ کے سر میں دو گیسو تھے جن کی ابتدا ہاشم سے ہوتی تھی۔  
انس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی میں چودہ سفید بال دیکھے تھے  
ایک روایت میں ہے مترہ بال سفید تھے۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے میں آپ کے سر میں بال سفید دیکھے۔  
براء بن عازب سے روایت ہے کہ آپ کے بال آپ کے شانوں پر پڑتے تھے  
انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی زلف آپ کے کوزوں کانوں تک ہوتی تھی۔  
نوح علیہ السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درخت میں سے تھے۔ روشنی کا فانوس، جلیل القدر  
بطحا کا داز، تاریکی کا چراغ، حکمت کے چشمے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء کی رو کاوٹ کے عرصہ کے بعد بھیجا۔  
تمام رسولوں کے بعد آئے۔ وحی آپ پر ختم ہو گئی۔ آپ نے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو دین کی  
راہ میں آپ سے خوف تھے۔ اور روگردانی کر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک روشنی کے ساتھ بھیجا جسے  
میں آپ کو مقدم کیا۔ آپ کے ذریعہ ایک چیزوں کو جوڑ دیا۔ شکات کو آسان کر دیا۔ غالب چیزوں کو نیک کر  
دیا۔ غم کو امان بنایا۔ گمراہی راہیں اور بائیں دونوں طرف سے مٹ گئی۔ اللہ نے محمد کو حق کی طرف بلائے وال  
بنایا۔ اور مخلوقات پر گواہ قرار دیا۔ آپ کو اپنے پیغامات کا پہنچانے والا بنایا۔ جو کسی سستی اور کمزوری کے  
بغیر یہ فریضہ انجام دیا۔

بغیر کسی کوتاہی اور کمی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں اللہ کے دشمنوں سے جہاد کیا آپ  
مہینوں کے امام ہیں اور ہدایت حاصل کرنے والے کے لئے بصیرت ہیں۔

کتاب سحر الیلا وغیر میں تحریر ہے۔ درود نازل ہے اس ذات پر جو تمام انبیاء سے افضل  
ہیں اور بہترین وارث اور مورث ہیں۔ اور افضل ترین مہود ہیں۔ آپ نے خیر معبود کی طرف لوگوں کو  
دعوت دی۔ رحمت اور ثواب کی دعوت دینے والے ہیں۔ ہر ایک شریعتی ملت کو نسوخ کرنے والے  
ہیں۔ ہر ایک تعلیم کردہ مذہب کو مٹانے والے ہیں اور اپنی امت کو تاریکی سے نکالنے اور نور کی طرف  
لانے والے ہیں اور اس کو گرمی سے نکال کر سایہ کی طرف لانے والے ہیں۔ شرف اور سرداری میں آپ خود  
مفرد ہیں آپ نے نبوت کے سلسلہ کو ختم کر دیا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ  
روشن چاند بنا کر بھیجا۔

### اقرباء اور خدام

عبدالمطلب کے دس فرزند ہیں۔ حادث۔ نہیر۔ حیل۔ آپ کا نام خیداق بھی ہے۔ ضرار آپ کا نام  
نزل بھی ہے مقوم، ابولہب کا آپ کا نام عبدالعزیز ہے۔ عبداللہ۔ ابوطالب۔ حمزہ اور عباس ہیں۔ یہ  
سب سے زیادہ کم سن تھے۔ یہ لوگ مختلف ماؤں سے تھے۔  
عبداللہ اور ابوطالب ایک ماں سے تھے۔ ان کی ماں کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عابد ہے  
حضرت عبداللہ مطلب کے بعد آپ کے چار فرزند باقی رہے۔ ابوطالب، عباس، حادث اور  
ابولہب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں۔ عائکہ۔ امیمہ۔ بیضا۔ آپ ہی ام حکیم ہیں۔ صفیہ یہ زبیر کی  
مائیں ہیں۔ برہ۔ آپ کو وزیدہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل چچا اسلام لائے تھے۔ ابوطالب۔ حمزہ اور عباس  
حضرت کی پھوپھیوں میں سے صفیہ، اروی اور عائکہ اسلام لائیں۔ سب کے آخر میں آپ کے چچا اور  
چچا کی پھوپھی صفیہ نے انتقال کیا۔

سیدہ سہیل کی دادی فاطمہ بنت عمرو مخزومی ہیں۔ اور نانی برہ بنت عبدالعزیز بن عثمان بن عبد الدار  
بن رضاء بن عباس بن عبد اللہ اور امیمہ ہیں۔ اور آپ کے خدام اور وحارث ہیں۔ آپ کا جاہلیت کا بھائی



خلاص بن علقمہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی، وزیر و موصی، اور داماد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔  
جناب خدیجہ کی طرف سے آپ کے پرورش کردہ ہند بن ابی ہالہ اسدی اور جناب ام سلمہ کی  
طرف سے عمرو بن ابی سلمہ اور اس کی بہن زینب ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ عورتوں سے شادی کی  
تھی۔ اور ایک وقت میں آپ کے پاس نو عورتیں تھیں

کتاب مبسوط میں تحریر ہے کہ ابو عبیدہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ عورتوں سے شادی کی۔  
کتاب اعلام الورع نے نیز حنتہ الابصار، امالی، حاکم اور شرف المصطفیٰ میں مذکور ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس عورتوں سے شادی کی۔

ابن جریر اور ابن ہدی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں بیک وقت گیارہ عورتیں تھیں۔  
آپ کی عورتوں کی ترتیب یہ ہے۔ جناب خدیجہ سے سب سے پہلے نکاح کیا آپ سے پہلے عتیق  
بن عامر مخزومی کے عقد میں تھیں پھر ابو ہالہ زرارہ بن بناشی اسدی کے عقد میں آئیں۔  
احمد بلا زری ابو القاسم کوفی نے اپنی کتابوں میں جناب سید مرتضیٰ علم الہدی نے کتاب شانی  
میں اور ابو جعفر طوسی نے کتاب تلخیص میں تحریر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجہ سے  
عقد کیا تو آپ باکرہ تھیں۔ اور اس بیان کی مزید تقویت ہوتی ہے۔ اس بات سے جس کو کتاب الانوار اور  
ابلاغ میں تحریر کیا ہے کہ زقیہ اور زینب جناب خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔

جناب خدیجہ کی وفات کے بعد سودہ بنت رفحہ سے عقد کیا جو پہلے مکران بن عمرو کے عقد میں تھیں  
مکران حبشہ کے مہاجرین میں سے تھا اور اس نے حبشہ میں انتقال کیا۔

مائتہ بنت ابوبکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ ہجرت سے دو سال پہلے آپ کی عمر سات سال تھی ایک  
روایت میں ہے آپ کی عمر چھ سال کی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوال کے مہینہ میں مدینہ میں تشریف لائے  
تو اس وقت اس کی عمر نو سال کی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے موالد کسی باکرہ عورت سے عقد نکاح  
نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ معاویہ کی حکومت کے

تہذیب ہے کہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا باکرہ تھیں ۱۲۰ منہ محدثین عفی عنہ

زمانہ تک زندہ رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جناب ام سلمہ سے عقد کیا۔ ام سلمہ کا نام ہند بنت اُمیہ مخزومیہ ہے یہ عاتکہ بنت عبدالمطلب کی چھوٹی بیوی تھیں۔ جنگ بدر کے بعد دو سال تک یہ سلمہ بن عبدالاسد کے عقد میں رہیں۔ اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ بنت عمر سے نکاح کیا۔ اس سے پہلے یہ حفصہ بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے آخری زمانہ تک زندہ رہیں اور مدینہ میں انتقال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ کا نام زینب بنت جحش ہے جو اسدی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ امیہ بن عبدالمطلب کی چھوٹی بیوی تھیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کرنے سے پہلے زید بن حارثہ کے عقد میں تھیں۔ آپ کی ازواج میں سے سب سے پہلے اس نے حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں انتقال کیا۔ جویریہ بنت حارث بن ضرار مطلقہ بھی آپ کی زوجہ تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خرید لیا۔ پھر آزاد کیا پھر شادی کر لی۔ شہنہ ہجری میں انتقال کیا۔ اس سے پہلے یہ مالک بن صفوان بن ذی سفین کی بیوی تھیں۔

ام حبیبہ بنت سفیان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ آپ کا نام رملہ تھا۔ اس سے پہلے عبدالمطلب بن جحش کے عقد میں تھیں۔ معاویہ کی حکومت کے زمانہ تک زندہ رہیں۔

صفیہ بنت حمزہ بن اخطب نفری یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ اس سے پہلے سلام بن مسلم کے عقد میں تھیں۔ پھر یہ کنانہ بن ربیع کے عقد میں رہیں۔ شہنہ ہجری میں قید ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئیں۔

یمونہ بنت حارثہ ہلامیہ جو ابن عباس کی خالہ کی بیوی تھیں۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ اس سے پہلے حمیر بن عمرو ثقفی کی زوجہ تھیں۔ پھر یہ ابو زبید بن عبد العزی کے رشتہ نکاح میں منسلک ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ سے محترم ابی طالب نے خطبہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا۔ اس کی زفاف موت اور قبرسرف کے مقام پر واقع ہوئی۔ یہ جنگ مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا انتقال ۳۶ شہنہ ہجری میں ہوا۔ اور مذکورہ بالا عورتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمبستری کی۔

مطلقات : یہ وہ عورتیں ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دخول نہیں کیا۔ بالکل کو پیغام نخواستگی دیا اور ان سے عقد نکاح نہیں کیا۔



فاطمہ بنت شریح، ایک روایت میں ہے کہ یہ منہاک کی بیٹی ہیں۔ آیت تجنیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دیا تھا۔ اس نے دنیا کو اختیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے طلاق دے دی اس کے بعد اس کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اونٹ کی میٹھیال جٹا کرتی تھیں اور کھانسی تھی۔ کہ میں وہ بدبخت ہوں جس نے دنیا کو پسند کیا۔

زینب بنت خزیمہ بن حارث ام المہاجرین یہ پہلے حبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کے عقد میں تھیں۔ ہمارے زینب نعمان بن اسود کندی جو یمن کی رہنے والی تھیں اسما بنت نعمان کے پاس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو یہ کہنے لگی۔ اعوذ باللہ منک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعد تک میں بھی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ احمق باطلک اپنے رشتہ داروں کے پاس جاؤ۔ اس کو یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے سنا لی تھی۔ کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر گھٹنے میں رہو گی۔

قتیلہ اشعث بن قیس کندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دخول کرنے سے پہلے انتقال کر گئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو طلاق دے دی تھی۔ اور عمرہ بن ابی مہل نے اس سے نکاح کیا تھا۔ یہ بات صحیح ہے ام شریک جس کا نام غریبہ بنت جابر جو قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں منہانت صلت جو نویسم سے تھیں ایک روایت میں ہے کہ یہ ثولہ بنت حکیم سلمی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتری کو نے سے پہلے مر گئی تھیں

یہی قصہ وجہ کلی کی بہن صراف کا ہے آپ نے عمرہ کلابیہ امیہ بنت نعمان جو بنیہ، عالیہ بنت حبیلان کلابیہ اور ملیکہ لیشیہ سے دخول نہیں کیا۔

آپ نے جب عمرہ بنت برید کو دیکھا تو وہ مہروں میں تھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے دھوکہ دیا گیا ہے آپ نے اسے واپس کر دیا۔

پہلے بنت حطیم انصاریہ۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی مجھے چھوڑ دیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور اسے بھیڑیا کھا گیا۔

عمرہ عرطا کا یہی قصہ ہے۔ اس کے باپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ کبھی بیمار نہیں ہوئی فرمایا۔ اس کے لئے اللہ کے پاس بھلائی نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نو عورتیں جو آپ کے پاس رہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ام سلمہ۔ زینب بنت جحش۔ یمونہ۔ ام حبیبہ۔ صفویہ جویریہ۔ سودہ۔ عائشہ اور حفصہ  
امام زین العابدین علیہ السلام ضحاک اور قتال نے کہا جس عورت کو نبی اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں بطور رہبرہ پیش کیا تھا اس بارے میں چھ اقوال مذکور ہیں۔  
وہ عورتیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں انتقال کر گئیں۔ مندرجہ ذیل ہیں :-

خدیجہ۔ ام ہانی۔ زینب بنت خزیمہ ان سب سے افضل خدیجہ۔ پھر ام سلمہ پھر یمونہ ہیں  
کتاب مسوط طوسی میں مرقوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لونڈیاں اپنے پاس رکھی تھیں۔

دو عجمی اور ایک عربی۔ آپ نے عربی لونڈی کو آزاد کر دیا تھا۔ ایک عجمی لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا۔ وہ  
ماریہ قبطیہ ہے۔ اور۔۔۔ یہ خانہ بنت زید قبطیہ کو اسکندریہ کے مقدس نے آپ کی خدمت میں بطور  
ہریہ کے بھیجا تھا۔ ماریہ کی ایک بہن تھی جس کا نام سیرین تھا۔ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو بیہ  
تھا۔ اس سے عبدالرحمن پیدا ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے پانچ سال بعد ماریہ کا انتقال ہو گیا۔  
ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خانہ کو آزاد کر کے پھر اس سے عقد نکاح کیا۔

کتاب تاج التراجم میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے قیدیوں میں ایک لونڈی  
کو منتخب کیا تھا جس کا نام بکاد بنت عمرو ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک میں رہیں۔ جب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ تو اس سے عباس نے شادی کر لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کا حق مہر بارہ اوقیہ  
ہو ایک نش جو تھا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد۔ جناب خدیجہ کے بطن سے دو لڑکے قاسم اور عبداللہ پیدا ہوئے ان  
دونوں کو طہر اور طیب بھی کہا جاتا ہے۔ (اہل سنت کے نزدیک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں  
زینب، رقیہ، ام کلثوم۔ آپ کا نام آمنہ ہے اور جناب فاطمہ ہیں جناب ماریہ سے ابراہیم پیدا ہوئے ایک  
روایت ہے کہ ابراہیم سنہ ۱۰ کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں ایک سال و ۵ ماہ انھوں نے دن کی عمر میں  
انتقال کیا۔ انہیں آپ کی تبریغ میں واقع ہے۔

الحافظہ چالیس دہم کا اور نش بیس دہم کا ہوتا ہے۔ ۱۳ منہ



کتاب الانوار۔ المشف۔ الملع۔ اور کتاب بلاذری میں مرقوم ہے کہ زینب اور زینبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردہ تھیں۔ ۱۔

قاسم اور طیب مدینہ میں بچپن کی عمر میں انتقال کر گئے تھے۔  
مجاہد کا بیان ہے کہ تمام سات رات زندہ رہے۔ زینب ابوالعاص قاسم بن ربیع کے عقد میں تھیں۔ ایک لڑکی پیدا کی جس کا نام ام کلثوم تھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے اس سے عقد نکاح کیا۔ ابو العاص جنگ بدر کے موقع پر گرفتار ہو کر آئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر ذریعہ کے اسے آزاد کر دیا۔ پھر زینب طائف چلی گئیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ میں آئیں۔ ابو العاص مدینہ میں آیا۔ اور اسلام لے آیا۔ زینب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہونے کے سات سال اور درماہ کے بعد انتقال کر گئیں۔ زینبہ سے عتبہ نے اور ام کلثوم سے عتیق نے عقد کیا۔ یہ دونوں ابولہب کے بیٹے تھے ان دونوں نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔

عثمان نے زینبہ سے مدینہ میں شادی کر لی۔ اس نے ایک لڑکا عبداللہ جناب چھ سال کی عمر میں اس کی آنکھ میں ایک مرغ نے ٹھونکا مارا جس کی وجہ سے وہ مر گیا عثمان نے زینبہ کے بعد ام کلثوم سے عقد کیا۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی اولاد سے چلا ۱۰  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے: حضرت علی اور آپ کے دونوں بیٹے: حمزہ۔ جعفر۔ سلمان۔ ابو ذر۔ مقداد۔ عمار۔ حذیفہ۔ ابن مسعود اور بطل۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی کے حکم کی کتابت عام طور پر (بلکہ ہمیشہ) حضرت علی فرمایا کرتے تھے اور غیر وحی کو بھی تحریر کرتے تھے۔

ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ کبھی کبھی وحی کی بات لکھا کرتے تھے۔  
بادشاہوں کی طرف زید اور عبداللہ بن ارقم خط لکھا کرتے تھے۔ علامہ ابن عقیلہ عبداللہ بن ارقم قبائلہ تحریر کرتے۔ کبیر بن عوام اور جہم بن صلت ملاقات تحریر کرتے۔ حذیفہ صدقات کجور تحریر کرتے کبھی کبھی یہ حضرات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کی کتابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ عثمان اور

۱۔ علمائے محققین کی یہی رائے ہے۔ ۲۔ منہجیم ص ۱۰۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک لڑکی تھی جسے جناب فاطمہ زہرا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تمام علمائے محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک لڑکی تھی جس کا نام فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا ہے ۱۲۔

خالد قرظہ بن سعد بن عاص۔

مغیرہ بن شعبہ۔ حصیین بن زبیر۔ علاء بن حمزہ۔ شریح بن حسنہ۔ کانجی بن مظاہ بن یسع اسدی۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سہج۔ شخص کتابت کرتے وقت خیانت کرتے تھے۔ رسول اللہ نے اس پر سخت کی تھی۔ اور یہ شخص مرتد ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس کو سنا دیا کہ وہ کتابت کرے۔ اس نے کہا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس کو پھر بھیجا۔ پھر اس نے کہا کہ ابھی کھانا کھا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

دربال۔ انس بن مالک

مردن۔ بلال ہیں سب سے پہلے اذان دینے والے آپ ہیں۔ عمرو بن ام کلثوم بن کے باپ کا نام قیس تھا۔ زیاد بن حارث صدیقی۔ ابو مخنفہ اس بن مغیرہ صبح کی نماز میں اذان دیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن زید انصاری اور سعید قرظی نے مسجد قبا میں اذان دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سنا دی کرتے والا ابطلو تھا۔

بن کے سلمے کفار کی گروہیں اڑائی جاتی تھیں۔ حضرت علی زبیر محمد بن مسلمہ۔ عاصم بن اُفح اور مقداد تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان

بدر کے دن قریش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت سعد بن معاذ نے کی۔ ذوالحجہ بن عبداللہ نے بھی آپ کی حفاظت کی۔ احمد بن محمد بن سلمہ خندق میں زبیر نے۔ خیبر میں سعد بن ابی وقاص نے وادی قریٰ میں ابو ایوب انصاری اور بلال نے فتح مکہ کی رات میں زیاد بن اسد نے۔ سعد بن عباد آپ کی دشمن سے خلافت کیا کرتے تھے۔

جب آیت دالہ یصمد من الناس نازل ہوئی تو حفاظت ترک کر دی گئی۔

جن حضرات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں آگے بڑھایا

تبوک کی جنگ کے ایام میں مدینہ میں ہفزہ طائف اور فدک کے موقع پر ابراہیم بن علی علیہ السلام

نے فلاں پڑھائی۔ ابوامارہ مروان میں سعد بن عبادہ نے، بوطین میں سعد بن معاذ نے۔ صفوان اور بنو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دکھانا تھا کہ میراث تم کے دل میں اسلام ابی بانی اسلام کی کس قدر محبت موجود ہے ۱۰ حرم



معتلق ہیں زید بن عمارؓ نے۔ ذی العشرہ ہیں ابوسلمہ مخزومیؓ نے۔ جنگ بدر بنو قینقاع اور  
سویق میں ابوبابہؓ نے۔ بنو عطفان اور ذی امرہ اور ذات الوقاع میں عثمانؓ نے، قرقرہ الکدر۔ بنو سلیم  
احمد، حمزہ، اسد بنو نضر۔ خندق بنو قریظہ، بنو لحيان، ذی فز اور حجة الوداع میں ابن ام کلثومؓ نے  
حذیبہ اور دو متہ الجندل میں سباع بن عمرؓ نے حسنین اور عمرہ قضا میں ابو ذرؓ نے۔ بدر میں ابن رواحہ  
نے محمد بن مسلمہؓ نے تین دفعہ نماز پڑھائی۔ عبدالرحمن بن عوفؓ معاذ بن جبلؓ ابو عبیدہؓ عائشہ بن محضؓ اور  
مرشد الغوی کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانے میں آگے بڑھایا۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمال

عمر بن حزم انصاری بخران کا حاکم تھا۔ زیاد بن وسید حضرت موت کا خالد بن سعید بن عاص صنعا کا  
کنندہ اور صدق کا ابوامیہ مخزومی۔ نہ سید۔ رفحہ۔ عدل اور ساحل کا ابو موسیٰ اشعری جبل جبہ۔ غضا  
اور یمن کا معاذ بن جبل۔ عمان کا عمرو بن عاص اور اس کے ساتھ ابوزید انصاری تھا۔ بحرین کا یزید بن  
ابوسفیان۔ دبا کا حذیفہ۔ بھلون کے صدقات کا حاکم بلال تھا۔ صدقات بنو معتلق کا عباد بن بشر  
انصاری تھا۔ بنو وارم کے صدقات کا اقرع بن مابس۔ صدقات عوف کا زبیر بن بدر تھا۔ بنو بلوع  
کے صدقات کا مالک بن نویرہ۔ بنو طی اور بنو اسد کے صدقات کا عدی بن عاتم تھا۔ فزارہ کے صدقات  
کا یحییٰ بن محض تھا۔ مزیت، مخیل اور کثانہ کے صدقات کا عامل ابو عبیدہ بن جراح تھا۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام رسال

مقوس بادشاہ کے پاس مخاطب بن ابی بلتعہ کو بھیجا۔ حارث بن شمر کے پاس سباع بن دہب اسد  
کو بھیجا قیصر کے پاس دیرہ کلہی کو۔ ہوزہ بن علی حنفی کے پاس سلیم بن عمرو عامری کو، کسریٰ کے پاس عبداللہ  
بن حذافہ کلہی کو، نجاسی کے پاس عمرو بن امیہ صمری کو۔

لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اس شخص کا وہ بیانیہ رشتہ کے حق میں نہایت منہ انداز تھا۔ اور بعض کتب میں مذکور ہے  
کہ اس نے اور آدمیوں سے مل کر خانہ کعبہ میں حضرت علیؓ کے خلاف ایک معاہدہ طے کیا تھا کہ خلافت حضرت علیؓ تک ہرگز نہیں جائے گی  
جسے ان لوگوں نے یہ معاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں طے کیا تھا۔ تفصیل کے لئے کتاب سلیم بن قیسؓ کوئی شوقی حدود شہ جری

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھنے والے حضرات

جعفر طیار حسن بن علی - قشتم بن عباس - ابوسفیان بن عمارت بن عبدالمطلب - قشتم بن عبدالمطلب

مسلم بن عقبہ بن ابی لہب

آپ کے ساتھ مکہ سے ینہ کی طرف ہجرت کرنے والے حضرت ابو بکر اور عامر بن نبیرہ اور ان کا راسخا عبد اللہ بن ابی قحط تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مکہ میں امانتیں واپس کرنے کے لئے چھوڑ دیا تھا جب آپ نے امانتیں واپس کر دیں۔ تو قبا میں سفر طے کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام آفاوول ہیں سے انس اور ہند اور اسلمہ۔ یہ دونوں خلد بعد اسلمیہ کی بیٹیاں تھیں ابوالمحرارہ ابو خلف

آنحضرت کے صحابہ ام خزامی عبد اللہ بن حدود۔ خواش بن نامیہ خواش نے حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال تراشے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء

۱۔ کعب بن مالک۔ ۲۔ عبد اللہ بن رواحہ۔ ۳۔ حسان بن ثابت۔ ۴۔ نابغہ جدی۔ ۵۔ کعب

بن زہیر۔ ۶۔ قیس بن صرہ۔ ۷۔ لبید۔ ۸۔ ابن زبیری۔ ۹۔ ابیہ بن صلت۔ ۱۰۔ عباس بن مرداس

۱۱۔ طفیل غنوی۔ ۱۲۔ کعب بن نمط۔ ۱۳۔ مالک بن عوف۔ ۱۴۔ قیس بن جراح بھی۔ ۱۵۔ عبد اللہ بن حرب

اسہمی۔ ۱۶۔ ابو ذہیل بھی۔ ۱۷۔ بکیر بن ابی سلمی۔

احی مشاعر مکہ میں آیا۔ اور قریش نے اس سے کہا کہ عسٹ نے شراب اور زنا کو حرام کر دیا ہے۔ جب وہ واپس جانے لگا۔ تو اونٹ سے گر کر مر گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی بیان کرنے والے شعراء۔ ۱۔ ابن زبیری سہمی مدینہ میں تائب ہو گیا نظام ہسیرہ بن ابی وہب مخزومی شافع بن عبد مناف بھی۔ عمرو بن عاص۔ ابیہ بن صلت نفقی۔ اور ابوسفیان بن ابی حرث۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال اور غلام

گھوڑے (۱) اور دتیم داری نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ ۲۔ طرب۔ اس کا نام اس کی خوبصورتی آواز کی وجہ سے پڑا تھا۔ ۳۔ لڑاؤ۔ مقوس بادشاہ نے بطور ہدیہ کے پیش کیا۔ ۴۔ مرتجز۔ ۵۔ سکب۔ یہ



پہلا گھوڑا تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کی۔ اور اس پر سوار ہو کر جنگ اعدا میں جہاد کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کا نام حمید الفلاح تھا۔ (۶) یعسوب (۷) سحبت (۸) فوالعقاب (۹) ملاوح ایک روایت میں اس کا نام مراح ہے۔

چشمہ - دہل یہ مقوس بادشاہ نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دہل کو حضرت علیؑ کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر ولید امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے پاس رہا۔ یہ بوڑھا ہو کر اندھا ہو گیا تھا۔ یہ اسلام میں پہلا پتھر ہے جس پر سواری کی گئی۔

۲- فزوة بن جذامی نے ایک پتھر آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے پیش کیا جس کا نام فزوة تھا۔ گدھسنگہ سفورہ کو مقدس نے دہل کے ساتھ بطور ہدیہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ عفرہ کو فزوة بن جذامی نے فزوة کے ساتھ بطور ہدیہ کے پیش کیا۔

اونٹ - چھ بھاریوں جس کے آگے کوئی سواری نہیں بڑھ سکتی تھی ۱۰ - ۲ - جدرعا - ۳ - قفواہ - ۴ - ایک روایت میں اس کا نام قفواہ آیا ہے۔ یہی وہ اونٹ ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے چار سو درہم میں خریدا تھا۔ اور اس پر سوار ہو کر ہجرت کی تھی۔ ۴ - صہباء - ۵ - بغوم - ۶ - غیم - ۷ - نوق - ۸ - مروة آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وودہ والی اونٹنیاں تعداد میں دس تھیں جن کو ہرات و بڑی مشکوں میں بھر دوتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں میں وودہ تقسیم کرتے تھے۔ ان اونٹنیوں کے نام یہ ہیں۔ ۱ - مہرة - ۲ - شقرا - ۳ - ریا - ۴ - جبار - ۵ - سملہ - ۶ - عریس - ۷ - سعدیہ - ۸ - بغوم - ۹ - یسرہ - ۱۰ - پردہ۔

وودہ دینے والی بکریاں سات تھیں۔ جن کو ام ایمن کے بیٹے چرایا کرتے تھے۔ وہ یہ ہیں۔ ۱ - حوۃ ہزوم - ۲ - سقیا - ۳ - برکتہ - ۴ - ورسہ - ۵ - اطلال - ۶ - اطراف (بکریوں کی کل تعداد ایک سو تھی) باغلتہ - عذرق بنو نضیر کا عالم آدمی تھا۔ شخص اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہ کر جہاد کیا۔ اس نے اپنے مال کی وصیت رسول اللہ کے حق میں کی۔ اس کے سات باغ تھے وہ یہ ہیں "مینب ۲ - صلیفہ - ۳ - حسنی - ۴ - یزید - ۵ - عواف - ۶ - کلاہ - ۷ - مشربہ ام ابراہیم۔

عزاقہ حبشہ مال بنو نضیر خیبر اور مذک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذک جناب فاطمہ کو دے دیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جناب فاطمہ کے حق میں مذک کو وقف کر دیا تھا۔ آپ مال غنیمت کا حق لے لیا کرتے۔ بکریوں کے مال غنیمت میں سے تقسیم ہوتے تھے جس کو پسند کرتے اپنے لئے لے لیتے۔

کرتے۔ مسلمانوں کے ساتھ آپ کا حصہ ایک آدمی کے برابر ہوتا تھا۔ مال انعام بھی آپ کا حصہ ہوتا تھا۔ ام یمن باپ کے میراث کے طور پر آپ کے پاس آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا تھا اور ورثہ میں باقی اونٹ اور گدہ بکریوں کا اور ایک تنواری ملی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنواریں۔ دو انعام تھیں۔ مخدوم اور رسول تھی۔ یہ آپ کو باپ کے ورثہ میں ملی تھی۔ عتب نامی تلوار آپ کو سعد بن عبادہ نے دی تھی۔ بنو قینقاع سے ایک شمشیر آپ کو ملی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نیزہ تھا جس کا نام مستوفی تھا۔ آپ کے پاس ایک چھتر تھا جس کو نشتی کہتے تھے۔ یہ آپ کی خدمت میں نجاشی بادشاہ نے بھیجا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ نجاشی نے چتر زبیر کو دیا تھا۔ جب زبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے یہ چتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا جس کو عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلال اٹھائے۔ بتے تھے۔ اور جب آپ سفر میں تشریف لے جاتے تھے۔ تو وہ بھی آپ کے ساتھ ہوتا تھا۔ اور وہ آنحضرت کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا۔ اور آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس چتر کو بنو نضیر کے سلفا کے سامنے اٹھائے جتے تھے۔

آپ کی ڈریں ایک کا نام ذات الفصول تھا۔ جسے سعد بن عبادہ نے دیا تھا۔ ایک زرہ کا نام فضہ تھا۔ دوزخ بنو قینقاع کے ہتھ لگی تھیں۔ ایک کا نام سعدیہ اور دوسری کا نام وشلح تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دلوؤں کی زرہ تھی جس کو حضرت داؤد نے قتل جالوت کے وقت زیب تن کیا تھا۔

ایک ڈھال تھی جس کو زلوق کہتے تھے۔ ایک اور ڈھال تھی جس پر مینڈھے کا سر بنا ہوا تھا۔ اللہ نے اسے ڈال دیا۔ ایک ترکش تھا جس کا نام کانورہ تھا جب آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ تو آپ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا جس کو سبوح کہا جاتا ہے۔

ایک جھنڈا تھا جس کا رنگ سفید تھا۔ ایک تازیانہ تھا جس کو مشوق کہا جاتا تھا۔ ایک پمڑے کا پٹکا تھا جس پر چاندی کے تین حلقے بنے ہوئے تھے۔ ایک پتھر کا پیالہ تھا جس کو غضب کہتے تھے۔ ایک شیشے کا پیالہ تھا۔ ایک تابنے کا ہانے کا برتن تھا۔ ایک چادر، ایک کانسہ، ایک چاندی کی انگلی جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ کندہ تھا۔ دو سیاہ موڑے جو نجاشی بادشاہ نے بطور تحفہ کے بھیجے تھے۔



نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ چھوٹا جس پر آپ نیند کرتے تھے وہ چھڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی پھال بھری ہوئی تھی۔ ایک لحاف تھا جو سرخ یا زعفرانی رنگ کا رنگا ہوا تھا۔ جمعہ کے روز سرخ چادر اور عمار سحاب پہنا کرتے تھے۔ بیچ مکہ کے روز جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ آپ کے پاس ایک تھیلہ تھا جس میں چار چیزیں موجود تھیں باقی وامت کی کنگھی ۲۔ سرسروانی ۳۔ مقرر امن ۴۔ اور مسواک۔

جس روز آپ کا انتقال ہوا۔ تو آپ نے دس کپڑے چھوڑے۔ ایک جبرو کا کپڑا ایک بمانی چادر ۵ کپڑے ماری۔ ایک قیسم طوی۔ ایک جیرہ منی ایک سفید چادر۔ چند چھوٹی ٹوپیاں۔ تین یا چار۔ آپ کی چلو کا طول تین بالشت تھا۔ آپ نے ہسی منی مونی چادر میں انتقال کیا ایک چادر تھی جس کو بندہ کہتے تھے ایک تخت تھا جس کو اسعد بن زرارہ نے پیش کیا۔

ایک منبر تھا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ جسے میمون بخاری نے بنایا تھا۔ مسجد بغیر منبر کے تھی۔ بلال زبیر پر کھڑے ہو کر اذان دیا کرتے تھے۔ اصحاب رسول کا شعار یا ثوب یا منصور اُمرت تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کی شاخ مزینہ سے کہا تمہارا شعار کیا ہے؟ انہوں نے کہا حرام۔ آپ نے فرمایا تمہارا شعار حلال ہے۔ مہاجرین کا شعار احد کی پہاڑی کے روز یا نبی عبد اللہ خروج کا شعار یا نبی عبد الرحمن اور اوس کا یا نبی عبد اللہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سلیمان فارسی۔ نوید بن حارثہ۔ اسامہ بن زید۔ ابو رافع اسلم۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کا غلام بندوبہ عجمی تھا عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ اور آپ نے اس کو آزاد کر دیا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عباس کے اسلام لانے کی بشارت دی گئی۔ تو آپ نے عباس سے سلیم کی شادی کر دی۔ جس سے عباس کے نزدیک عبید اللہ پیدا ہوئے۔ جو امیر المؤمنین کے کاتب تھے۔ جمال حبشی، صہیب رومی۔ سفینہ جس کا نام مفتح اسود تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ رومان بنی اہم سلمہ کے پاس تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ اس بات پر ام سلمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کی شرط باندھی تھی۔ ثویان جبری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدا تھا اور آزاد کر دیا۔ شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد کی خدمت میں معاویہ کی حکومت کے زمانے تک رہا۔ بسا اوقات یہ عرصہ بنو ثعلبہ میں گزارا ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا تھا، جو انہوں نے اس

کو قتل کر دیا تھا۔ شترانوں میں کانام صلح بن عدی شعی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ کی درشتی میں ملا تھا۔ میرا نے کے کسانوں کی اولاد میں سے تھا۔

مدم شعی جس کو فوج بنت عمرو جذامی نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ ابو موسیٰ حبیب جو قبیلہ معز کی شاخ مرزینہ میں سے تھا۔ آنحضرت نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ ابو کبشہ جس کا نام سلیم تھا۔ اور مرزینہ میں دوسرا مسک کا رہنے والا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی آزاد کر دیا تھا۔ حضرت عمر کی خلافت کی جانشینی کے پہلے مدد منتقل کر گیا تھا۔

بلو بکر ہشام جس کا نام قبیح تھا صبح کے وقت طائف کے قلعہ پر ظاہر ہوا۔ اور اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے اسے آزاد کر دیا تھا۔

ابو موسیٰ جس کا نام رباح اور حبشی تھا۔ ابو لبابہ ترسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

فضالہ کو رفاع بن زید جزامی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ یہ وادی قرعے میں قتل ہوا۔

انسیہ بن کردی گجی جو بدک لڑائی میں مارا گیا۔ روایت ہے کہ حضرت بلو بکر کی خلافت کے زمانے میں انتقال کر گیا تھا۔ کرکہ کو کسی نے بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ روایت ہے کہ یہ غلامی کی حالت میں مر گیا تھا۔

ابو منذر عرب کی غنیمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر خریدا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا۔ ایک دوسری روایت ہے کہ یہ شخص بدح میں شیر مارا تھا۔ جو گشتاسب بادشاہ کا لڑکا تھا۔ اسلم اصغر رومی، حبشہ حبشی، امہر کو مقوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ ابوثابت، البریز، ابوسلمی، ابوعبید، ابورافع اصغر، ابوسقط، ابوالبشر، ہران، عبید، دافع، رفیع اور سیارہ البکر۔

آپ کی لونڈیاں۔ حارثہ بنت سمعون جسے حبشہ کے بادشاہ نے بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ سلمیٰ رضی اللہ عنہا۔ ام ایمن جس کا نام بکرہ تھا۔ سلمہ اللہ موسیٰ حبیب۔ ایک روایت ہے کہ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ لونڈیاں نہیں تھیں۔ اور ایک حضنی غلام بھی تھا۔ جس کا نام بابور تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور تاریخ

ایام قمریٰ میں حجرہ عقبہ وسطیٰ کے نزدیک عبداللہ بن عبد المطلب کے گھر میں حاملہ ہوئیں۔ وقت



طیعی جمع بروز جمعہ ۱۷ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ کی طاقت کے ۵۵ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے اہل سنت کے نزدیک ۵۰ یا ۵۱ ربیع الاول کو بروز سوموار پیدا ہوئے۔ نوشیرواں بادشاہ کی سلطنت کے اسی سال باقی تھے۔ روایت ہے کہ ہرمز کی سلطنت کے آٹھ سال باقی تھے۔ بادشاہ عرب عمرو بن ہند کی سلطنت کو ختم ہوئے آٹھ سال گزر گئے تھے۔

تاریخ طبری میں ہے کہ یوسفیرواں کی سلطنت کا ۲۲ سال تھا یہی بات صحیح ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوشیرواں بادشاہ عادل تھے زمانے میں پیدا ہوا۔

یہی نے کہا کہ آنحضرت شوب ابو طالب میں محمد بن یوسف کے گھر کے انتہائی کونے میں اندر کی جانب پیدا ہوئے۔ طبری نے کہا ہے کہ آپ محمد بن یوسف کے گھر میں پیدا ہوئے جو حبیب بن یوسف کا بھائی تھا۔ اس نے اس گھر کو عقیق سے خریدا تھا اور اسے اسے گھر میں شامل کر لیا تھا۔ پھر خیزرواں نے اس گھر کو نکال کر باہر کر دیا۔ اور وہاں ایک مسجد کی تعمیر کی جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

ابو عبد اللہ طرابلسی نے کہا کہ رسول اللہ محمد بن یوسف کے گھر میں پیدا ہوئے حضرت دوداہ کے تھے کہ آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ واپسی نے کہا کہ آپ اس وقت سات ماہ کے تھے۔ طبری نے کہا کہ حضرت کے والد کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ اور آپ بالغہ کے گھر میں وفات ہوئے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ آپ کے والد اس وقت انتقال کر گئے۔ جب کہ آپ کی والدہ حاملہ تھیں۔ اور جہاں اس کی عمر میں آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ بکلی نے کہا کہ آپ کی والدہ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر صرف چار ماہ تھی۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ آپ کی والدہ نے بمقام البوارکہ جاتے ہوئے انتقال کیا۔ اس وقت آپ چھ ماہ کے تھے۔ آپ کی پرورش عبد المطلب نے کی آپ آٹھ سال دوداہ دس دن کے تھے کہ عبد المطلب کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ابو طالب سے وصیت کی اور ابو طالب نے آپ کی پرورش کی۔

کتاب الحروس اور تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ ثویبہ ابو طالب کی فوہی نے آپ کو اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ چند دن دوداہ پلایا یہ ہجرت کے ساتویں سال مسلمان ہو کر گئیں۔ اس کا بیٹا مسروح اس سے پیدا ہو گیا تھا۔ پھر آپ کو حلیمہ سعدیہ نے دوداہ پلایا۔ آپ ان لوگوں میں پانچ سال رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حمزہ کو اود آپ کے بعد ابو سلمہ مغزومی کو دوداہ پلایا جب ابو طالب آپ کو نجاشی کی طرف لے گئے۔ تو اس وقت آپ کی عمر نو سال کی تھی۔ ایک روایت ہے کہ آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ جب جناب خدیجہ

ہلے کر تجارت کی غرض کے لئے شام کی طرف تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی چننا بعداً حضرت صلعم نے جناب خدیجہ کبرئ سے عقد نکاح کیا۔

محمد بن یعقوب کلینی نے کہا کہ جب آپ نے خدیجہ سے نکاح کیا تو بیس سال سے اوپر آپ کی عمر تھی چوبیس سال کچھ ماہ خدیجہ کے ساتھ رہے جب کعبہ کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ اور حجر اسود کے رکھنے کے جھگڑے کے بارے میں قریش آپ کے فیصلے پر متفق ہوئے۔ تو اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی ابن عباس اور انس سے روایت ہے کہ بروز پیر، ۲۲ ربیع کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی لہٰذا ابن مسعود نے ۱۴ سال بیان کی ہے۔ ابن مسیب اور ابن عباس نے کہا ۴۴ سال اور بیع الاول کی گیارہ تاریخ تھی۔

روایت ہے کہ دس بیع الاول کی تاریخ تھی۔ روایت ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فرمان شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کی رو سے ماہ رمضان میں مبعوث ہوئے۔ قرآن کے نزول کی ابتداء ماہ رمضان کی ۱۲ تاریخ کو شروع ہوئی۔ ابن عباس نے کہا کہ ۴۴ تاریخ تھی۔

ابو جلید سے روایت ہے کہ آپ نے لوگوں کو دعوت دی۔ ابوطالب نے آپ کی نفرت کی۔ خدیجہ علی اور زید اسلام لے آئے دو سال بعد آپ کو معراج ہوئی۔ روایت ہے کہ ایک سال چھ ماہ طائف کی واپسی کے بعد آپ کو معراج ہوئی۔ حبشی نے ابو عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ کو خوف کی وجہ سے مکہ میں پانچ سال چھپاتا رہا۔ آپ پناہ کھم کھلا اظہار نبوت نہیں کر سکتے تھے۔ حالانکہ علی اور خدیجہ آپ پر ایمان لائے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ نہ اعلان نبوت کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے بھی اپنے ایمان کا اظہار کیا اور آنحضرت صلعم نے بھی اعلان نبوت کر دیا۔ آپ کی نبوت کے اعلان کے ۹ سال آٹھ ماہ بعد حضرت ابوطالب وفات پا گئے یہ واقعہ شعب سے نکلنے کے دو ماہ بعد کا ہے۔

واقعی کا بیان ہے کہ لوگ شعب سے ہجرت سے تین سال پہلے نکلے تھے۔ اسی سال

۱۴ چالیس سال کی عمر میں وہی نازل ہوئی یہ غلط ہے کہ آپ کو چالیس سال کے بعد نبوت ملی۔ آپ ماں کے شکم میں ہی

ہی تھے۔ انبی نبیاً ولوکاً حبیباً مترجم



ابوطالب کا انتقال ہو گیا آپ کے انتقال کے چھ ماہ بعد جناب خدیجہ وفات پا گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت ۴۴ سال آٹھ ماہ چوبیس دن تھی۔ ایک روایت ہے کہ ۴۵ سال چھ ماہ اور کچھ دن تھے ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفہ میں تحریر کیا ہے کہ جناب خدیجہ کا انتقال حضرت ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد ہوا۔ کتاب المعرفہ میں نسوی سے روایت ہے کہ خدیجہ مکہ میں ہجرت سے پہلے نماز جنازہ کی فریضت سے پہلے وفات پا گئیں۔ اس سال کا نام سالِ فہم ہے۔

خدیجہ کے انتقال کے بعد آپ تین ماہ مکہ میں قیام فرما رہے آپ نے اپنے اصحاب کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا آپ کے اصحاب کی ایک جماعت نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی تھی یہ نبوت کے اعلان کے پانچویں سال کے بعد کا واقعہ ہے جب ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔ نو آپ طائف تشریف لے گئے اور وہاں چننا قیام فرما ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ زید بن حارث تھا۔ پھر آپ مکہ میں تشریف لائے۔ یہاں ایک سال چھ ماہ معلم بن عدی کے پڑوس میں رہیں حج کے زمانہ میں قبائل کو دعوت دیتے تھے۔ بیعت عقبہ اولیٰ منیٰ میں واقع ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والے پانچ آدمی قبیلہ خزرج اور ایک آدمی اوس کا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی خفیہ بیعت کی تھی۔ بیعت کرنے والے حضرات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جابر بن عبد اللہ۔ ۲۔ خطنہ بن عامر بن حزام، عوث بن حارث۔ ۳۔ عارضہ بن ثعلبہ۔ ۴۔ حارثہ بن اسعد۔ ۵۔ اسعد بن اسد۔ ۶۔ ابوامامہ ثعبان بن عمرو۔ روایت ہے کہ یہ اسعد بن زرارہ ہیں۔

جب لوگ ینبہ میں چلے گئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کیا۔ قرآن کی تلاوت کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ اگلے سال ان حضرات کے ساتھ مکہ میں چھ آدمی آئے۔ انہوں نے بیعت کی۔ یہ بیعت حقیقہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ چھ آدمی یہ ہیں۔

۱۔ یوشیم بن یحسان۔ عبادہ بن صامت۔ ذکوان بن عبد اللہ۔ نافع بن مالک بن عجلان۔ عباس بن عبادہ بن فضلہ۔ اور زید بن ثعلبہ جو عباس بن عبادہ کے حلیف تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ مسعود بن حارث اور عویم بن ساعدہ بھی تھے جو ان حضرات کے حلیف تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کے ساتھ معصوب بن عیسٰ کو بھیجا۔ یہ لوگ اسعد بن زرارہ کے گھر میں آئے۔ لوگ ان کے پاس جمع ہوئے اور اسلام لائے۔ امیہ بن زید حطہ وائل اور واقف مسلمان نہ ہوئے یہ جنگ بدر، احد اور خندق کے بعد اسلام لائے۔ پھر اگلے سال اوس اور خزرج کے ستر آدمیوں اور دو عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

کے بارہ آدمیوں کو جن کو قوم کا نقیب بنایا۔ نو آدمی خروج کے لئے تین آدمی لوہے کے تھے۔  
خروج کے آدمی رہتے۔ جن کو آنحضرت صلعم نے نقیب بنایا۔

۱۔ اسعد ۲۔ جابر ۳۔ بلال بن مرہ ۴۔ عبد اللہ بن حوام ۵۔ سعد بن عبادہ ۶۔ منذر بن قمر  
۷۔ عبد اللہ بن رواحہ ۸۔ سعد بن ربیع ۹۔ اور قوافل میں سے عبادہ بن صامت تھے۔ اس میں سے ابو شیم  
اسید بن خضیر اور سعید بن خثیمہ نقیب تھے۔ آنحضرت صلعم نے لوہے اور حراؤ کے علاقہ جات میں اپنے  
اپنی روانہ کئے۔ وفود میں لوگوں کی طرف بھیجے گئے۔ بنو سلیم جن میں عباس بن مرداس بھی شامل تھا۔  
بنو فہم کی طرف جن میں عطار بن حاجب بن زرارہ بھی شامل تھا۔ بنو علم بن طفیل اور ابید بن قیس کی  
طرف، بنو سعد بن بکر کی طرف جن میں صام بن ثعلبہ عبد القیس اور جبار بن عمرو بھی شامل تھا، بنو حنیفہ  
کی طرف جن میں سلمہ کذاب بھی شامل تھا۔ قبیلہ طے کی طرف جن میں زید خیل اور عدی بن عامر بھی شامل  
تھا۔ زبید کی طرف جن میں عمرو بن معدی کرب بھی شامل تھا۔ بنو کنندہ کی طرف جن میں اشعث بن قیس  
شامل تھا، اہل غسان کی طرف جن میں سید، عاقب اور ابوالحارث شامل تھا۔ اور ازہر بھی قبیلہ حمیر نے  
رسول اللہ صلعم کی خدمت میں اپنے اسلام لانے کی خبر دی۔ فزہ بن ذامی نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں  
اپنے اسلام لانے کے متعلق اٹھا قاصد بھیجا۔ آنحضرت صلعم نے بنو حارث بن کعب کی طرف بھی وفد بھیجا۔  
جن میں قیس بن حصین اور زید بن عبد مال بھی شامل تھا۔ بنو ثقیف کی طرف وفد بھیجا جن کا سردار عبد مال  
تھا۔ بنو اسد اور بنو اسلم کی طرف بھی وفد بھیجے گئے۔ رسول اللہ صلعم کی عرس ۳۵ سال کی ہو گئی۔ تو  
آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور اپنے اصحاب کو بھی ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ آپ غار میں تین روز قیام  
فرمایا ہے تاکہ آپ کو گرفتار کرنے والا اپنے اہل سے میں ناکام رہے۔

روایت ہے کہ آپ نے چھ روز غار میں قیام کیا۔ ۱۲ ربیع الاول روز ووشنبہ کو مدینہ میں تشریف  
لئے۔ روایت ہے کہ ۱۱ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔ اس سے سنہ ہجری کی بنیاد پڑی۔ مگر تاریخ میں اس  
کا آغاز محرم الحرام سے شروع ہوا قیام میں کلثوم بن ہذیم کے گھر میں قیام فرمایا۔ پھر تین دن خثیمہ اوسی کے  
گھر میں رہے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت علی او مالک بیت کے پہنچے تک بارہ دن قیام کیا۔ مدینے والے  
مہاجر آنحضرت صلعم کے استقبال کے لئے آئے۔ اور ہجرہ مکر مدینہ جاتے۔ آنحضرت صلعم نے اہل لوگوں



کی خاطر قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے روز مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے چلے۔ مدینہ میں قیام فرمایا۔ اور یمن وادی کی مسجد میں نماز پڑھی۔ فسوی بنے اپنی تائخ میں تحریر کیا ہے کہ آپ نے مدینہ میں سب سے پہلی نماز عصر کی نماز ادا کی پھر آپ نے ابواب کے گھر میں نزول اجلال فرمایا جب آپ کی حیرت کو ایک ماہ اور چند دن ہو گئے تو آپ نے نماز مقیم ادا کی۔ آٹھ ماہ گزرنے کے بعد آپ نے مومنین میں بھائی چارہ قائم کیا۔ اور اذان دینے کا طریقہ مقرر کیا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو ایک سال و دو ماہ اور ۲۷ دن گزر گئے تو آپ نے فاطمہ سے علی کی شادی کر دی۔ روایت ہے کہ آپ نے مدینہ میں آنے کے ایک سال بعد فاطمہ کی شادی علی سے کر دی تھی۔ امام حسن علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید اٹھارہ سال اتڑا دیا۔ آٹھ سال مدینہ میں اور دس سال مکہ میں۔

قصہ نبی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید جس سال کے عرصہ میں نازل ہوتا رہا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ نحول کعبہ کا حکم کب ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی کے بعد۔ انس نے کہا کہ یہ حضرات صبح کی نماز میں رکوع کی حالت میں (خانہ کعبہ کی طرف) پھر گئے تھے۔ بخاری اور واقعی نے تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد ۱۶ ماہ

بک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔

بخاری نے تحریر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت سے قبل اور بعد اعلان نبوت حج لو کیا لیکن ہمیں تعداد کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا۔ ہجرت کے بعد صرف حجة الوداع کے علاوہ اور کوئی حج نہیں کیا۔ جابر انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے دو حج ادا کئے۔ اور حجة الوداع کا حج لو کیا۔ علا بن اذین اور عمرو بن یزید ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس حج ادا کئے تھے۔ طبری ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار عمرے بجا لاتے۔

۱۔ عمرہ مدینہ۔ ۲۔ عمرہ قضا۔ ۳۔ عمرہ جمرہ اور ۴۔ وہ عمرہ جس میں آپ نے حج ادا کیا۔

معاویہ بن عمار امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس مختلف عمرے ادا کئے تھے۔ پھر آپ نے عمرہ مدینہ قضا اور جمرہ کا ذکر کیا۔ آپ نے مدینہ میں دس سال قیام

کیا پھر آخری حج ادا کیا۔ خدیجہ رحمہ کے مقام پر حضرت علیؑ کو لوگوں کا امام مقرر کیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو آپؐ نے اسامہ بن ابی بکر کو حکم دیا۔ کہ وہ اپنے باپ کے ذمہ کا ارادہ کریں۔ اسامہؓ نے شکر تھا۔ اور آپؐ کی ماتحتی میں ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ تھے۔ جب اسامہؓ بقیہ جوف پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں اضافہ ہو گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے دوران کئی روز فرمایا۔ اسامہؓ کے لشکر کو بھیجا۔ جب سال سائنہ ہجری داخل ہوا۔ آپؐ نے محرم میں مدینہ میں قیام فرمایا۔ اور کئی روز بیمار رہ کر ۱۲ صفر بروز پیر انتقال کیا۔ روایت ہے کہ ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ انتقال کیا۔ مدینہ میں شہر فیہ لانے اور آپؐ کی وفات تک کا موصہ دس سال ہوتا ہے۔ سورج غروب ہونے سے پہلے انتقال فرما گئے۔ . . . . . اس وقت

آپؐ کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ آپؐ کو حضرت علیؑ علیہ السلام نے آپؐ کی وصیت کے مطابق غسل و کفن دیا اور اہل سنت کی حیات کے بموجب آپؐ کی نعش تین روز تک دفن نہ ہو سکی۔ اور لوگ آپؐ پر نماز جنازہ پڑھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ابو طلحہ زید بن سہل انصاری نے تیار کی۔ اور حضرت علیؑ علیہ السلام نے آپؐ کو سپرد خاک کیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کی امداد عباسؓ۔ فضل اور اسامہؓ نے کی۔

انصار نے بلند آواز سے کہا۔ اے علیؑ! ہم تمہیں اللہ یاد دلاتے ہیں۔ آج ہمارا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حق ہے۔ کہ آپؐ کے دفن کرنے میں ہم میں سے بھی کسی آدمی کو شامل فرمایا جائے۔ فرمایا اوس بن خولؓ قبر میں اتر آئے۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں رکھ دیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا۔ باہر نکل جاؤ اور قبر کو چوڑا کر شکل میں بنا دو۔

## فصل

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج

الحمد لله العلی الاعلی الوفی الالافی اموی الاولی رب الاخرۃ والاولی

خالق السموات العلی ومبدع الارضین السیفۃ لہ الاخرۃ والاولی الذی خلق

پہلے نماز سے ملو آپؐ کے پاس چھویں چار پانچ آدمی آئے اور آپؐ پر درود و سلام پڑھتے ۱۰



نسوی والذی تدرفہدی، والذی اخرج المرعی فجعلہ غشاء احوی، بعث محمدًا صلی  
 اللہ علیہ والہ فی النعمۃ العظمیٰ والمحبۃ الکبریٰ الہادی الی الطریقۃ المشی  
 الداعی الی الخلیفۃ الحسنی، وجعلہ خیر المخلق سابقین الثریا والثریٰ ورفعہ الی اسماء  
 من ام القریٰ بقولہ لبسم اللہ الرحمن الرحیم سبحان الذی اسری بعبدہ  
 لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔

لوگوں نے معراج کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ خوارج اس کے منکر ہیں۔ فرقہ چمبیہ اس بات کا قائل  
 ہے کہ آپ کو معراج روحانی خواب کے ذریعہ حاصل ہوئی تھی اور آپ کا جسم پرواز کر کے نہیں گیا۔  
 امامیہ زیدیہ اور معتزلہ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق الی المسجد  
 الاقصیٰ آپ کو روح اور جسم کے ساتھ مسجد اقصیٰ تک معراج ہوئی تھی۔ دوسرے لوگوں نے کہا  
 ہے کہ آپ روح اور جسم کے ساتھ آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ یہ بات ابن عباس  
 ابن مسعود، حذیفہ، انس، عائشہ اور ام ہانی سے منقول ہے۔ جب آنحضرت صلعم کی معراج جسمانی کے  
 متعلق دلائل اپنی جگہ پر مسلم ہیں تو ہم معراج جسمانی کا انکار نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ  
 کی معراج کوہ طور قرار دی تھی۔ اوما کنت بجانب الطور)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج آسمان دنیا تک قرار دی۔ وکنانک نری ابراہیم)  
 اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی معراج آسمان چارم تک قرار دی۔ ایل رفعہ اللہ الیہ)  
 اور حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج جنت تک قرار دی۔ ورفضنا مکانا علیاً)  
 اور حضرت امام الانبیاء محمد صلی اللہ والہ وسلم کی معراج قباب توحید اور فی تک قرار دیا۔ ایسا آنحضرت  
 صلعم کی عظمت کی وجہ سے تھا۔ اس لئے تو کہا جاتا ہے کہ انسان اپنی ہمت کے مطابق اڑتا ہے۔ اللہ  
 تعالیٰ بطور تعجب آپ کے معراج کے متعلق فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسری اور آپ کے اترنے کو والحج  
 اذا ہوی کے ذریعے قسم کھاتا ہے۔

آپ کا معراج اور نزول قنبرا کیسے ہوئے درمیان واقعہ ہوا۔ اس کی اور واقعات نے تحریر کیا ہے کہ  
 آنحضرت صلعم کو معراج رحمت سے چھ ماہ پہلے سترہ ماہ رمضان شب شنبہ ام الی بنت ابی طالب کے گھر  
 مکہ میں ہوئی۔ روایت ہے کہ جناب خدیجہ کے گھر میں ہوئی۔ دوسری روایت ہے کہ شعب ابو طالب

میں ہوئی۔ حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ عین مسجد سے معراج ہوئی۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج پیر کی رات ماہ ربیع الاول نبوت کے دو سال بعد واقع ہوئی۔ معراج اول مجاہدات میں ہے اور دوسری معراج کرامت ہے۔

ابن عباس سے حدیث مروی ہے کہ جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے میرے پروردگار نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو بارگاہ باری میں لے جاؤں آپ اٹھ کھڑے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بزرگی کے ساتھ نوازا ہے کہ آپ سے پہلے ایسی بزرگی سے کسی شخص کو نہیں نوازا۔ اور نہ ہی بعد میں کوئی آنے والا اس شرف سے معزز کیا جائے گا۔ آپ کو خوشخبری ہو۔ آپ نے قیام فرما کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اسی دوران میں اچانک میکائیل اور اسدائیل ستر نزار فرشتوں کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا اور آپ کو شہادت دی۔ اور ان کے ساتھ ایک جانور تھا جو کہ جسے بڑا تھا۔ اور چمچ سے قامت میں چھوٹا تھا جس کے رخسار انسان کے رخسار کی طرح اور پاؤں اونٹ کے پاؤں کی طرح اور گردن کے بال گھوڑے کے بالوں کی مانند اور دم گائے کی دم کی مانند تھی۔ پاؤں ہاتھوں سے زیادہ لمبے تھے۔ اور اس کے در پر تھے اس کے قدم حذنگاہ تک پڑتے تھے اس کی لگام سہر خ باتوت کی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہوتا چاہا تو اس نے سوار نہ ہونے دیا۔ جبرائیل نے کہا یہ تو محمد ہیں تب وہ ٹھک گیا۔ اور اپنے آپ کو زمین سے لگا لیا۔ جبرائیل نے لگام کو اور میکائیل نے رکاب کو تھام لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ جب نیچے اترا تو آپ کے ہاتھ بلند ہونے لگے۔ اور جب پور کو جاتے تو اس کے پاؤں بلند ہوتے تھے۔ جب پل بھاگتے تھے تو آپ کو پیاس لگی۔ آپ نے ایک برتن سے پانی پیا۔ پانی پانی پھینک دیا۔ اسی دوران میں ایک آدمی نے راستے میں داہنی طرف آواز دی۔ اے محمد! دوسرے نے بائیں جانب سے آواز دی۔ اے محمد! اور ایک عورت سامنے آئی جو حسین اور حسیل تھی۔ ایسی خوبصورت عورت کبھی نہ دیکھی گئی۔ دو کہنے لگی (اے محمد!) ذرا ٹھہر جا بیٹے۔ تاکہ میں تجھے آگاہ کر سکوں۔ جب حضرت ابوبکر علیہ السلام نے کلمات ہوئی تو آپ نے آنحضرت کو ان تمام دعاؤں سے آگاہ کیا۔ اور کہا کہ داہنی جانب بڑھینے والا یہودیوں کا داعی تھا۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی تمام امت یہودی ہو جاتی۔ اور بائیں جانب بڑھانے والا نصرانیوں کا داعی تھا۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی تمام امت نصرانیوں کا مذہب



اختیار کرتی۔ اور بصورتِ ثبوت دُعا تھی جو تیرے سامنے بن ٹھن کر آئی تھی۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ جبرائیل بیت المقدس میں آئے۔ اور اس کو اوپر اُٹھایا۔ اور اس کے تلے سے تین پیالوں کو لیا۔ ایک پیالہ دودھ کا تھا۔ دوسرا شہید کا تیسرا شرابِ گندہ آپ کو دودھ کا پیالہ دیا۔ آپ نے اسے پی لیا۔ اور آپ کو شہد کا پیالہ دیا۔ آپ نے اس کو بھی پی لیا۔ پھر آپ کو شراب کا پیالہ دیا آپ نے فرمایا اسے جبرائیل میں سیر ہو چکا۔ جناب جبرائیل نے عرض کیا۔ اگر آپ شراب کا پیالہ پیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جبرائیل کے ساتھ ایک فرشتہ اُتر تھا جو اس سے قبل زمین پر کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ اور اس کے پاس تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں تھیں۔ اور عرض کیا اے محمد! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں اگر آپ پسند کریں تو نبی عبد نبو۔ اور اگر آپ چاہیں تو نبی ملک بنو۔ آنحضرت صلم نے فرمایا میں نبی بننا پسند کرتا ہوں۔ براق کے پر سونے اور اس کے پاؤں چاندی کے تھے۔ جو موتیوں اور یاقوت سے مرکب تھے۔ جس کا نور روشن تھا اس کا نیچے کا حصہ بیت المقدس کے پتھر پر تھا اور اس کا سر آسمان پر تھا۔ جناب جبرائیل نے عرض کیا اے محمد! اوپر تشریف لے چلے جب آپ آسمان پر پہنچ گئے تو آپ نے وہاں درخت کے تلے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جس کے ارد گرد لوگ جمع تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمد! یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں جب آپ اپنی اولاد میں سے کسی کو جنت میں داخل ہونے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، اور جب اپنی اولاد میں سے کسی کو دوزخ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو رو پڑتے ہیں آپ نے ایک تہش دُعا ..... فرشتے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک تختی تھی جس پر نورانی اور ظلماتی خط و دونوں تحریر تھے۔ جبرائیل نے کہا یہ موت کا فرشتہ ہے پھر آپ نے ایک اور فرشتہ دیکھا جو کسی پر بیٹھا ہوا تھا جس طرح اور فرشتوں سے بشارت کو ملاحظہ کیا تھا۔ اس سے بشارت کو نہیں دیکھا تھا۔ جناب جبرائیل نے کہا یہ دوزخ کا خزانچی ہے یہ دوزخ کا فرشتہ مقرر ہونے سے پہلے خوش و خرم رہتا تھا جب اس کی دیوٹی دوزخ پر مقرر ہوئی ہے۔ اس وقت سے کسی نے اس کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اسے جبرائیل دوزخ کا معائنہ کراؤ۔ آپ نے اس میں جو کچھ دیکھا سو دیکھا۔ پھر آپ جنت میں تشریف لے گئے اور ان تمام چیزوں کو ملاحظہ کیا۔ جو اس میں موجود تھیں اور آپ نے امنا رب العالمین کی آواز کو

سننا۔ جبرائیل نے عرض کیا کہ فرعون کے جلوہ گردوں کی آواز ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی آواز کو سننا۔  
کہا یہ حاجیوں کی آواز ہے۔ تبسح کو سننا جبرائیل نے کہا یہ لوگ انبیاء ہیں۔

جب سدرۃ المنتقی اور پردوں کی انتہا تک پہنچ گئے۔ تو جبرائیل نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ آگے تشریف لے جائیے میں اس جگہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اگر میں ایک انگلی کے برابر بھی آگے بڑھوں تو جل کر خاک ہو جائوں گا۔ (بقول مولانا رومؒ)

اگر ایک سدر مونسے بڑتر پریم فروغ تجلی بسوز و پریم

ابو بصیر سے روایت ہے کہ جبرائیل نے آنحضرت کو لئے ہوئے آسمان کے ایک مقام پر چاکر پھوڑ دیا۔ اور عرض کیا آپ کے سوا اور کوئی نبی اس جگہ پر نہیں پہنچا۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے آسمان پر عیسیٰ اور یحییٰ کو دیکھا تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام کو پانچویں پر ہارون علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر کریم بن کو ساتویں پر ایک مخلوقات اور فرشتوں کو دیکھا۔

ایک حدیث میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے چھٹے آسمان پر جبرائیلؑ کو ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پردوں کے فرشتوں کو سورہ نوز پڑھتے ہوئے دیکھا اور کسی کے خازن فرشتوں کو آیتہ الکرسی اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حطہ الموحن کو پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں قلاب توسین کے مقام پر پہنچا تو مجھے قریب ہونے کی ندا دی گئی۔

روایت ہے کہ ایک ہزار مرتبہ آپ کو قریب پہنچنے کی آواز دی گئی۔ فرمایا ہر مرتبہ میری ایک حالت بدلے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا جو کچھ تم مانگو گے میں تمہیں دے گا۔ میں نے عرض کیا اے محبوب! آپ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور موسے سے کوہ طور پر گفتگو فرما کر کلیم بنایا۔ اور سلیمان کو مدد عظیم عطا کیا۔ آپ مجھے کیا عطا کریں گے۔ فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور مجھے اپنا حبیب قرار دیا اور میں نے موسے سے بساط طور پر گفتگو کی۔ لیکن تم سے نور کی بساط پر بیٹھ کر ہم کلام ہوا۔ اور میں نے سلیمان علیہ السلام کو فنا ہونے والا ملک دیا۔ اور مجھے وہ ملک دیا جو جنت میں ہے اور ہمیشہ باقی



رہے گا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں محمود ہوں تم محسود ہو۔ میں نے تیرا نام اپنے نام سے نکالا ہے۔ جو شخص تجھ سے منائے گا میں اس سے بتاؤں گا۔ اور جو شخص تجھ سے قطع کرے گا میں اس سے علیحدگی اختیار کر دوں گا۔ زمین پر میرے بندوں کے پاس تشریف لے جائیے اور انہیں اس کریمت سے آگاہ کیجئے جس کے میں نے تجھے نوازا ہے۔ میں نے جس نبی کو بھی مبعوث کیا۔ اس کا ایک فیروز مقرر کیا۔ تم میرے رسول ہو تیرا وزیر علی ہے۔ روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر پہنچے تو آواز آئی اے محمد کہ تم اس جگہ پر تشریف لائے جس پر (آج ملک) کوئی شخص نہیں چلا۔ اللہ نے آپ سے کہا اھو الرسول بہا انزل الیہ من ربہ رسول اس چیز پر ایمان لایا جو اس کی طرف اس کے رب کی جانب سے نازل ہوئی۔ رسول اللہ نے عرض کیا اے معبود! والمؤمنون کل امن باللہ کل مومن اللہ پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا لا یمکلف اللہ نفساً شیئاً الخ۔ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ آنحضرت نے عرض کیا۔ ربنا تو اخذنا ان سینا الخ اے معبود اگر ہم بھول جائیں تو اس کا ہم سے مواخذہ نہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے یہ بات منظور کر لی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے کہا تیرے بعد تیری امت میں کس شخص کو خلیفہ قرار دوں۔ آنحضرت نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اس بات کو بہتر جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا علی ابن ابی طالب امیر المؤمنین ہیں۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چار چیزیں عطا کیں۔ قلاب توسیع کا درجہ (فکان قلاب توسیع) مناجات (راؤ و نیاز کی باتیں) خاویجی الی عبدہ مقام سدرۃ المنتہی یعنی السدرۃ۔ اور حضرت علی کی امامت۔ روایت ہے کہ سراج کے پانچ حرف ہیں۔ ہم سے ملو مقام رسول۔ ملک اعلیٰ کے نزدیک، عین سے مراد وہ عزت ہے جو ہر چیز کے خفیہ جاننے والے کے پاس آپ کو حاصل ہے۔ اے سے خالق دنیا کے نزدیک رفعت اور بلندی مقصود ہے الف سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور سرور مراد ہے جو آپ کو دینا ہے پوشیدہ اور خفیہ میں حاصل ہونی اور جہیم سے جاہ اور مرتبہ مراد ہے جو آپ کو ملکوت اعلیٰ میں حاصل ہوا۔

روایت ہے کہ اس رات جناب ابوطالب آپ کو نہ پا کر تلاش کرتے رہے۔ ابوہریرہؓ کا پاس آگیا کہ کس قدر بڑی مصیبت واقع ہوگی۔ اگر میں نے صبح تک محمد کو نہ دیکھا۔ (تو تمہاری خبر نہیں ہوگی) اس دوران میں ابوطالب کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ! آسمان سے آکر کرام دانی کے مکان پر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ چلو۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے مسجد میں ٹھکانا دیا۔ ابوطالب نے محلہ سور کے چاروں طرف گھنچ کر فرمایا اے نبی! شرم!

جو کچھ اختیار وغیرہ تمہارے پاس ہیں نکال لو۔ پھر ابو طالب قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا خدا کی قسم! اگر میں آپ کو نہ دیکھتا تو تم میں کوئی متغفس (میری تولد) سے نہ پختہ قریش نے کہا کہ ہم سے بھی آپ کو بہت بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے صبح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو معراج کے واقعات کے متعلق آگاہ کیا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہمیں بیت المقدس کی حقیقت سے آگاہ فرمائے۔ جبرائیل بیت المقدس کی تصویر کو آپ کی آنکھوں کے سامنے لائے۔ وہ لوگ بیت المقدس کی جو چیز دیکھتے تھے۔ آپ اس چیز سے انہیں آگاہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا فلاں گھر اور فلاں جگہ کہاں واقع ہے آپ نے انہیں ہر سوال کا جواب دیا۔ ان میں سے غور سے لوگ ایمان لائے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَمَا تَخُنَ الْآيَاتِ وَالنَّذِرِ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ۔

## فصل ہجرت

حج کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ آپ کی ملاقات خزرج کے ایک گروہ سے ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کیا تم بیٹھے ہو۔ کہ میں تمہیں حدیث بیان کروں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ اور آپ نے ان پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔ وہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اسے قوم ہمیں یقین ہونا چاہیے۔ خدا کی قسم! یہ وہ نبی ہیں۔ جس کا وعدہ تم سے پہلے کیا تھا۔ ان لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے۔ ان کی طرح کوئی قوم شر اور عدولت میں گرفتار نہیں ہے۔ ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اور آپ کے درمیان اتفاق پیدا کر دے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے چلے اور انہیں اپنے امر کی دعوت دیجئے ان لوگوں کی تعداد چھ افراد پر مشتمل تھی۔ جب یہ لوگ مدینہ میں آئے تو اپنی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے متعلق آگاہ کیا۔ پھر تو مدینہ کا کوئی ایسا گھر باقی نہ رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کے چرچے نہ ہوتے ہوں۔ اگلے سال موسم حج میں انصار کے بارہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے اس بات پر بیعت کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ



کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور نہ ہی کسی کا مال چوری کریں گے۔ یہ لوگ واپس بدینہ چلے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ معصوب بن غیر کو بھیج دیا۔ وہ ان کو نماز پڑھاتے تھے۔ جب تک بدینہ میں رہے۔ وہ مٹھری کہلاتے (اب تو) بدینہ میں ایسا کوئی گھرباتی نہیں تھا جس میں مرد اور عورتیں مسلمان موجود نہ ہوں۔ مگر امیہ حبشہ اور وائل کے گھروں کی یہ حالت نہ تھی۔ یہ لوگ قبیلہ ادس سے تعلق رکھتے تھے۔ ابھی تک کافر تھے) پھر معصوب مکہ کی طرف لوٹے۔ انصار میں سے کافی لوگ اپنی قوم کے حاجیوں کے ساتھ حج کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ لوگ عقبہ کے پاس شعب میں ایام تشریق کی رات جمع ہوئے۔ یہ ۳ مہر تھے اور دو عورتیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم سے اسلام پر بیعت لیتا ہوں ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم یہ جاننا چاہتے ہیں ہم پر اللہ کا حق اور آپ کا حق ہے؟ فرمایا اللہ کا حق تم پر یہ ہے کہ تم صرف اس کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور میرا حق تم پر یہ ہے کہ میری امداد اپنی عورتوں اور بیٹوں کی طرح کرو۔ تلوار کے وارہ پر صبر سے کاؤ۔ اگرچہ تمہارے ہتھیں آدمی قتل کیوں نہ ہو جائیں۔ انہوں نے عرض کیا اگر ہم یہ امور سر انجام دیں تو اللہ کا مصلو ضہ اللہ کی طرف سے ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا دنیا میں یہ نافع ہوگا کہ تم اپنے دشمنوں پر غالب آؤ گے اور آخرت میں رضوان اور جنت کے مالک ہو گے۔ برابر بن معمر نے آپ کا ہاتھ پکڑا کر عرض کیا تو ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہم ان ذرائع کے ساتھ آپ کی حفاظت کریں گے جن ذرائع کے ساتھ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول (اب) آپ کی بیعت کر چکے ہیں خدا کی قسم ہم لوگ جنگ اور عہد و پیمان کے عادی ہیں۔ ہم نے ان باتوں کو وہ میں اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کیا ہے۔ ہمارے اور ان کے درمیان پہاڑ حائل ہیں اگر ہم نے پہاڑوں کو عبور کیا یا انہوں نے عبور کیا تو ہم آپ کی امداد کریں گے۔ یسن کہ رسول اللہ ﷺ مسکرائے پھر فرمایا خون کا بدلہ خون ہوگا۔ جہاں تمہاری قبریں ہوں گی وہاں میری قبر ہوگی۔ میں ان سے لڑوں گا جو تم سے لڑیں گے میں ان سے صلہ کروں گا جو تم سے صلہ کریں گے۔ پھر فرمایا میرے لئے اپنے لئے بارہ نقیب منتخب کرو۔ انہوں نے بارہ آدمیوں کو منتخب کیا آپ نے فرمایا میں تم سے اس طرح بیعت لوں گا جس طرح عیسیٰ مریم نے یوڈیوں سے بیعت لی تھی۔ کہ وہ اپنے قومی معاملات میں قوم کے عناصر ہو جائیں۔ میری اس چیز سے حفاظت کرنا جس چیز سے تم اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ انہوں نے اس شرط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی شیطاں نے عقبہ سے پیچ بن کی۔ اور کہا اے گورو گھٹا لو کیا تم نے محمد اور ان کے ساتھیوں کے لئے کوئی تدبیر سوچی ہے۔ بھہوں نے تم سے لڑنے کے لئے اجتماع کر رکھا ہے۔ پھر لوگ منی کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ شیطان نے اس بات کی تشہیر کر دی۔ مشرکین ان لوگوں کی تلاش میں نکل پڑے۔ انہوں نے سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کو جالیا۔ منذر کو قوم نے چھڑوا لیا۔ سعد کو انہوں نے پکڑ کر اس کی سواری کی سی کے ساتھ باندھ دیا۔ اس کو اس حالت میں لٹاتے ہوئے مکہ میں لائے۔ سعد کے متعلق جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب بن امیہ کو معلوم ہو گیا۔ دونوں نے آ کر آپ کو چھڑوا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذیت کے بارے میں دعا اور عبر کے سوا اور کوئی حکم نہ دیا۔ اور جابل سے درگزر کرنے کے متعلق فرمایا۔ جب مسلمانوں کے متعلق قریش کی تعدی اور ظلم حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ تو آپ نے ان کو ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مدینہ میں) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے گھر اور بھائی مقرر کئے ہیں وہاں جا کر تم امن میں رہو گے۔ ان لوگوں نے تھوڑے تھوڑے ہو کر ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضرت علی علیہ السلام اور ابو بکر کے سوا کوئی شخص نہ رہا۔ قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوف دامن گیر ہوا کہ آپ بھی ہجرت کر جائیں گے۔ انہوں نے نتیجہ اخذ کیا کہ آپ نے لوگوں کو ان سے جنگ کرنے کی خاطر جمع کر لیا ہے۔ یہ لوگ دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ یہ قحطی بن کلاب کا گھر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ ابلیس نجد کے ایک بوڑھے کی شکل میں اختیار کر کے ان کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں ایک صاف رائے آدمی ہوں۔ میں تمہارے پاس خورہ دینے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ عمرو بن شہام نے کہا یہ سب باتیں نکل پھو ہیں۔

ابن بختری نے کہا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ آپ کو نکال دیا جائے۔ اور اس کی اذیت سے راحت پاؤ گے۔ حبشہ اور یوسفیان نے کہا۔ کہ ہم ایک اکھڑاؤنٹ پر چھڑ کو مضبوطی کے ساتھ باندھ کر چھوڑ دیں گے۔ پھر ہم اس اوٹ کو تیروں کی بارش کے ساتھ بھگا دیں گے۔ وہ اس کو بے صوت زمین پر کہیں ٹکڑے کر دے گا۔ ابولہب نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اپنے دس قبائل میں سے دس بہادر لوگوں کو رو۔ وہ رات کو جا کر آپ کو ختم کر دیں۔ محمد کا خون قریش کے تمام قبائل میں بٹا جائے گا۔ بنو ہاشم کو یہ طاقت نہیں ہے کہ تمام قریش کا مقابلہ کر سکیں۔ خواہ خواہ خوں پہلنے پر راضی ہو



جائیں گے۔ ابو صرہ نے کہا اے ابوالحکم آپ کا مشورہ سولہ آنے ٹھیک ہے۔ ہم آپ کے مشورے سے سرمو انحراف نہیں کریں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اذ یسکر بک انج جبرائیل رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے۔ اسے محمد احسن بستر پر آرام فرماتے ہوئے نام نہ کر رہے تھے۔ آپ نے حضرت علی کو بلا یا مودہ کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہے کہ میں اپنے قوم کی طرف ہجرت کر جاؤں۔ اور میں راتوں رات غار ثور کی طرف روانہ ہو جاؤں اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو حکم دوں کہ آپ میرے بستر پر سو جائیں۔ اور دشمنوں کو تم پر میرا گمان ہو۔ حضرت علی نے عرض کیا اگر میں آپ کے بستر پر سو جاؤں تو کیا آپ کی جان پتھ جائے گی؟ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں یہ سن کر حضرت علی مسکراتے ہوئے ہنس پڑے۔ اور زمین پر سجدہ میں گر پڑے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا سجدہ شکر ادا کیا۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سجدے کے لئے اپنے چہرے کو زمین پر رکھا۔ سجدے سے سرائٹا کر عرض کیا میرے کالے آنکھیں اور دل آپ پر قربان ہوں۔ جہاں آپ کی مرضی ہو تو شریف سے جایئے۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات کو میرے بستر پر سو جانا۔ اور میری حضرمی چادر اوڑھ لیتا۔ اسے علیؑ اپنی تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا امتحان ان کے ایمان اور منازل کے مطابق اپنے دین کے بارے میں لیتا ہے۔ سب لوگوں سے زیادہ سخت امتحان انبیاء و کلمہ ہوتا ہے پھر بس سہ تدریج، اسے میری ماں کے بیٹے، اللہ نے تیرا امتحان سے لیا ہے اور تیرے بارے میں میرا امتحان اس طرح لیا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے دوست ابراہیم کا امتحان ذبیح اسماعیل کے بارے میں لیا تھا صبر سے کام لیا۔ بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہوتی ہے۔ پھر آنحضرت صلی علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو سینے سے لگا لیا۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم چل پڑے۔ ابو بکر آپ کے پیچھے ہوئے اور آپ نے ہند بن ابی ہالد۔ عبداللہ بن زبیرہ اور ان کے راہنما اریقط (عبداللہ بن اریقط) کو حکم دیا کہ وہ بتائی ہوئی جگہ پر جا کر آپ حضرت علیؑ کو وصیت فرماتے رہے عشا کی تیارکی میں روانہ ہوئے۔ قریش نے پہرہ کے ادھر ادھر چکر لگانے تھے۔ اوجی رات کے آنے کے انتظار میں تھے۔ اور آپ تھے۔ وجعلنا من بین ایدیہم لعل آنحضرت صلی علیہ وسلم کے دست اقدس

میں مٹی کی ایک مٹھی تھی۔ آپ نے اس کو کفار کے سر پر پھینک دیا اور روانہ ہو گئے جب آپ ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے تو ان کے ساتھ چل پڑے۔ اور غار کے پاس پہنچ گئے۔ ہند اور عبد اللہ کو واپس کر دیا۔ کفار کا علی علیہ السلام پر هجوم ہو گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں نہ پایا تو صعب۔ زمول اور راحل سوار ہو کر آپ کی تلاش میں نکلے۔ اگلی رات حضرت علیؓ اور ہند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غار میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنی لمائی میں ادا کرنے کا حکم دیا۔ یہ تمام امائیں ادا کر دی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تین دن رہے۔ حضرت علیؓ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر پہلی رات سوئے تھے۔ آنحضرت مدینہ میں پہنچ کر بنو عمرو بن عوف کے گھر میں حضرت علیؓ کے انتظار میں رک گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ علیہ السلام کو ابو وقادیشی کے ذریعے خط لکھ کر اپنے پہنچنے کی اطلاع کر دی۔ حضرت ہجرت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ نے کمزور مہین کو حکم دیا کہ جب رات تمام واویلوں پر چھا جائے تو چلنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت علیؓ علیہ السلام ..... جناب فاطمہ اور ہاشمی عورتیں اور ام ایمن کینئر رسول کے ساتھ مکہ کی ولوی ذی طیس کی طرف چلے۔ ابو وقاد آگے آگے سواری کو کھینچ رہا تھا۔ لوہاس نے ان سے کچھ سختی سے بات کی۔ آپ نے فرمایا اے ابو وقاد! عورتوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کرو۔ کیوں کہ یہ کمزور ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے افسوس ہے کہ کہیں میں جاسوس پکڑ نہ لے سکے۔ آپ نے فرمایا آہستہ آہستہ چلو۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اور اس نے اونٹوں کو آہستہ آہستہ چلانا شروع کیا۔ اور یہ رجز پڑھتا جاتا تھا۔

ولیس الا الله فارفع ظنک  
یکفیک رب الناس ما اھمک!

اللہ کو کافی سمجھو اپنے کمان کو دوڑ کر دو۔ جس خوف میں گرفتار ہو اس بائیس میں اللہ کو کافی تصور کرو۔ جب یہ لوگ کوہ ضحمان کے پاس پہنچے تو وہ جاسوس سوار یوں پر سوار ہو کر چاہتے تھے۔ آپ نے عورتوں کو آواز کر الگ بٹھا دیا۔ اور تلوار کھینچ ان پر حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔ انہوں نے کہا اے بے وفات! تمہارا یہ خیال ہے کہ تم عورتوں کو لے کر چلے جاؤ گے۔ تیرا بیڑا تمام ہو واپس (مکہ) چلو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو کیا تم عورتوں کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ وہ عورتوں کے قریب ہو گئے۔ آپ ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپ نے ان پر اس قدر سخت حملہ کیا۔ جس طرح شیر اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے۔ اور آپ فراتے جاتے تھے۔



خلو اسبیل الجاہد المجاہد الیت لا اعبد غیر الواحد  
 مجاہد کے راستے کو چھوڑ دو یہیں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اللہ کی عبادت نہیں کروں گا۔  
 یہ لوگ منتشر ہو گئے۔ آپ ان پر کامیاب اور غائب رہے آپ کوہ صبحاں کے قریب اتر کر ایک رات  
 اور دن انتظار کرتے رہے ایک روایت ہے کہ کمزور مسلمانوں کا ایک گروہ اس مقام پر آپ سے آکر  
 مل گیا آپ نے تمام رات قیام و قعود میں بس کی اور حتیٰ کہ صبح نمودار ہو گئی۔ آپ نے ان لوگوں کے ساتھ  
 صبح کی نماز ادا کی پھر آپ وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ میں تشریف لائے ان لوگوں کے پیچھے سے پہلے  
 وحی نے آنحضرت پر نازل ہو کر آپ کو ان تمام حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور آیت نازل ہوئی۔

الذین یذکرون اللہ قیاماً

ذکر سے مراد علیٰ اور آٹنی سے مراد جناب فاطمہ ہیں بعض کم من بعض کا مطلب یہ ہے علیٰ اور فاطمہ  
 اور شامی عورتوں میں سے ہیں۔ اور وہ علیٰ سے ہیں۔ فالذین ہا جروا و اخر جوا من دیارہم  
 حسن الثواب تک یہ آیت ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ نے آیت ان اللہ  
 اشتری کی تلاوت کی پھر فرمایا اے علیٰ! تم اس امت میں سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے  
 والے ہو اور ان سب سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے والے ہو اور ان سب سے آخری  
 وقت تک اللہ کے رسول کے ساتھ عہد و پیمان پر قائم رہو گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں  
 میری جان ہے۔ تجھے صرف مومن ہی دوست رکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کا امتحان ایمان کے  
 ساتھ لے لیا ہے۔ منافق یا کافر تیرے ساتھ دشمنی رکھے گا۔

ایک روایت ہے کہ اصحاب رسول صلعم رسول اللہ کی خدمت میں استقبال کے لئے حاضر ہوتے  
 تھے۔ اور دوپہر کے وقت واپس مدینہ لوٹ جاتے تھے۔ ایک روز یہ لوگ رسول اللہ کی خدمت میں  
 حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت بھی باہر تشریف لائے۔ سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا۔ تو  
 زود زود سے پیچھے لگا۔ اور کہا کہ اے بنو قیلہ یعنی اس اور خزرج! تمہارا جدی رشتہ والا آگیا ہے۔  
 رسول اللہ صلعم نے کلثوم بن صدم کے گھر میں قیام فرمایا۔ آنحضرت صلعم سعد بن نضیر کے گھر میں تشریف  
 لائے۔ مثنان کہ کے قریب ایک پہاڑ ہے ۱۲۔ کلثوم بن صدم بنو عمرو ہیں سے تھے۔ بنو قیلہ اس سے تعلق تھے۔  
 نیک آدمی تھے۔ ان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں ۱۳۔

لاکر لوگوں کی خاطر بیٹھ جاتے تھے۔ حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد تین رات مکہ میں قیام کیا پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر مل گئے اور آپ کے ساتھ کثوم گئے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کا قیام حبیب بن اساف کے گھر میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر۔ بدھ اور پنجیس کے دن قیام کیا۔ آپ نے وہاں ایک مسجد تعمیر کی اور جمعہ کی نماز بطن وادی میں ادا کی۔ یہ مدینہ کی سرزمین پر آپ کی پہلی نماز تھی پھر آپ کی خدمت میں غسان بن مالک اور عباس بن عبادہ بنو سالم کے سوا حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمارے پاس تشریف رکھئے۔ ہم آپ کی ہر طرح کی خدمت کریں گے۔ اس کے بعد آپ کے پاس زیاد بن عبید اور فروہ بن عمرو آئے۔ انہوں نے بھی آپ سے قیام کرنے کی درخواست کی۔ سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو نے بھی التماس کی۔ سعد بن دبیعہ، بخارہ بن زید اور عبد اللہ بن رواحہ نے بھی قیام کرنے کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے جس کے گھر یہ جا کر بیٹھ جائے گی۔ میں اس کے ہاں قیام کروں گا۔ اونٹنی روانہ ہو پڑی جب بنو مالک بن نجار کے گھر کے پاس مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے پاس پہنچی تو بیٹھ گئی۔ یہ جگہ ان دنوں میں بنو نجار کے دو شتم بچوں کی ملکیت میں تھی۔ جب وہ بیٹھ گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہ اترے وہ اٹھ کر تھوڑی دور اور چلی اور پھر بیٹھ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور اسے کسی طرف نہیں موڑتے تھے۔ پھر اونٹنی پیچھے کی طرف مڑی اور اپنی پہلی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔ اور اپنے سینے کو زمین پر لگا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے۔ ابو ایوبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کو اٹھا کر اپنے گھر میں رکھ دیا اور آنحضرت ابو ایوب کے گھر میں قیام فرما ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیر آباد زمین کے متعلق دریافت کیا آپ کو بتایا گیا کہ یہ زمین پہل اور سہل دو قیمہ لوگوں کی ملکیت میں ہے آپ نے ان کو راضی کو کے زمین کو خرید لیا۔ آپ نے وہاں مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ ہر باجر اور انصار بھی اس مسجد کی تعمیر میں شریک تھے۔ مسلمانوں نے جب مسجد کو تعمیر کرنا شروع کیا تو یہ رجز پڑھتے تھے۔

لَسْنَا قَدَرًا وَاضِحًا يَعْمَلُ لَذَاكَ مَثَالُ الْعَمَلِ الْمَصْلُ

اگر ہم بیٹھ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کام کرتے رہے۔ تو ہمارا یہ فعل گمراہی پر مبنی ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ رجز پڑھتے تھے۔



لا عیش الا عیش الاخرۃ اللہم ارحم الانصار والمہاجرۃ  
زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ اے معبود انصار اور مہاجرین پر رحمت فرما۔

حضرت علی علیہ السلام یہ ہجو پڑھتے تھے۔

لا یتوی من یصل المساجد بد آب فیہا قالمًا دقاعلًا

و من یوی عن الفیاء حایدا

پھر آپ ابوایوب کے گھر سے ان گھروں میں منتقل ہو گئے۔ جو آپ کی خاطر تیار کرائے گئے تھے۔  
روایت ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں مسجد اور آپ کے مکانات تعمیر ہو گئے تھے۔ ربیع الاول میں کام  
شروع ہوا اور اگلے سال صفر تک کام اختتام کو پہنچ گیا۔

## فصل

### غزوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہجرت کے سات ماہ بعد جب اہل آپ کی خدمت میں یہ آیت سے کرنازل ہوئے۔ اذن للذین  
یقاتلون الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھمے میں تلوار کو حائل کر لیا۔ روایت ہے کہ تلوار کا یہ پرتلا نہیں تھا۔  
جب اہل آپ نے کہا اے محمد اس تلوار کے ذریعے اپنی قوم سے اس وقت تک جہاد کرو جب تک کہ وہ لا الہ  
الا اللہ نہ کہیں

اہل سیر نے تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ ۲۶ غزوات میں بنفس  
نفیس حصہ لیا :-

ایمراط - (۲) عثیرہ (۳) بدر اول (۴) بدر کبرئ (۵) یوئق (۶) ذی امرہ (۷) احد (۸) خیبران -  
(۹) بنو سلیم (۱۰) اسد (۱۱) بنو نضیر (۱۲) نوات الرقاق (۱۳) بدر اخیرہ (۱۴) وفتہ الجندل (۱۵) خندق -  
(۱۶) بنو قریظہ (۱۷) بنو لحيان (۱۸) بنو قریظہ (۱۹) بنو معطلق (۲۰) حیدریہ (۲۱) خیبر (۲۲) فتح مکہ (۲۳)  
حنین (۲۴) طائف (۲۵) تبوک (۲۶) بنو قریظہ -  
نو غزوات میں آپ نے جہاد فرمایا۔ وہ یہ ہیں :-

(۱) بدر کبرئ (۲) احد (۳) بنو قریظہ (۴) بنو معطلق (۵) بنو لحيان (۶) خندق (۷) خیبر

(۱۰) فتح مکہ (۹) حنین (۱۰) طائف (مؤلف نے اوپر عنوان نو عزوات کا قائم کیا ہے۔ لیکن جب عزوات تحریر کئے ہیں۔ تو ان کے تحت دس عزوات تحریر کئے ہیں)

ہن لڑائیوں میں رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم شامل نہیں ہوئے۔ ان کی تعداد ۳۶ ہے۔

اول سر یہ حمزہ ہے کہ سیف البحر میں ابوہریرہ سے تیس مہاجرین کا مقابلہ ہوا۔ ماہ ذی قعدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کو قاندہ کی تلاش میں بھیجا۔ سات ماہ بعد ساٹھ مہاجرین . . . . . جحفہ کی طرف ابوسفیان سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ربیع الآخر میں قریش اور بنو حمزہ سے جنگ کی۔ اور کرز بن جابر فہری بلو اڑ تک پہنچ گیا تھا۔ دوسرے سال ماہ صفر میں وہ ان نے جنگ کی۔ اور ابواڑ تک پہنچ گیا۔ ربیع الآخر میں خزوہ عشیرہ وادی بطن بنع میں پیش آیا۔ کرز بن جابر فہری نے مدینہ کی طرف پڑھائی کی اور آپ مدینہ میں زید بن عاصم کو چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ اور وادی سفوان بدر اولیٰ پڑھائی کی اور آپ کا جھنڈا اٹھانے والے حضرت علیؑ تھے۔ عبداللہ بن جحش کو رجب کے آخر میں قریش کی نگرانی کے لئے بھیجا۔

واقہ بن عبداللہ نسیم نے عمرو بن جموح حضرمی کو قتل کر دیا۔ حکم بن کیسان عثمان بن عبدالدار اور اس کا بھائی بھاگ گئے۔ باقی لوگوں نے امیہ طلب کی۔ اور قافلے کو کھینچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں ماہ حرام میں جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ چونکہ یہ بات حضرت کے لئے وقوع پذیر ہوئی تھی۔ اس لئے اس جنگ کا نام کھجور والی جنگ ہو گیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ یسأ لوشک عن الشمس الحما امر قتال فیہ اغ قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا۔ کھجور جنگ بدر واقع ہوئی جس کو یوم فرقان بھی کہتے ہیں۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آیت اخراجک منہ منہ سے کیا ہے۔ بدر مکہ اور مدینہ کے۔ میان واقع ہے۔ شمالی ہے کہ یہ ایک کھجور ہے۔ جو بدر عفاری کی طرف منسوب ہے۔ واقعہ نے کہا کہ یہ ایک موقع کا نام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے لئے ۱۲ ماہ رمضان میں مکہ۔ اصحاب طاہوت کی طرح آپ کے اصحاب کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ مشعل تھی۔ شریا اسی سوار تھے۔ دعایت ہے کہ ۷ مہاجر اور ۲ سوا نصاریٰ تھے۔ صرف مقدار سوار



تھے ایک اونٹ کے پیچھے یہ شکر چلتا تھا۔ نبی صلعم اور ابو مرثد غنوی کے درمیان صرف ایک اونٹ بطور سواری کے تھا۔ روایت ہے کہ گھوڑا تھا۔ ان کے ساتھ سات زبیریں اور آٹھ تلواریں تھیں جو سفیان اور عتبہ بن ابی قیسہ کے ساتھ لڑائی کا ارادہ تھا جو چالیس یا ستر آدمیوں کے ساتھ موجود تھے۔ رسول اللہ صلعم کو آگاہ کیا گیا کہ وہ ساحل کا راستہ سے نکل گئے ہیں۔ صغفم بن عمرو غفاری کے ذریعے اس بات کی مکہ والوں کو اطلاع کر دی گئی ہے۔

عالمکہ بنت عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مکہ میں آیا اور چلایا۔ اے آل عدی اپنے پھڑانے کی جگہ چلو۔ پھر اس نے کعبہ کی چھت پر ادرکہ ابو قیس پر پی آواز دی۔ پھر اس نے ایک پتھر چھینکا جس کا سنگریذہ مکہ کے ہر گھر میں جا کر گرا۔ ابن قتیبہ نے کہا مشرکین مکہ جو بدر میں لڑنے کے لئے آئے تھے۔ ان کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ روایت ہے کہ ایک ہزار دو سو پچاس تھی۔ ایک اور روایت ہے کہ تین ہزار تھی۔ اور ان کے ساتھ دو سو پچاس سوار تھے جو ان کی رہنمائی کر رہے تھے۔ اور لونڈیاں ڈھول بجا رہی تھیں۔ اور مسلمانوں کی برائی کے گت گاہی تھیں۔ بنو زہرہ اور بنو عدی کے سوا مشرکین کا کوئی ایک گھر باقی نہ تھا جس کے آدمی آنحضرت صلعم سے لڑنے کے لئے نہ نکلے ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے اس بارے میں مشورہ کیا کہ کیا ان سے مقابلہ کیا جائے یا واپس لوٹ جانا چاہیے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے کوئی بات کی۔ لیکن آنحضرت صلعم نے ان دونوں کو بٹھا دیا۔ حضرت، مقداد اور سعد بن معاذ نے ایک ایسا کلام کیا کہ آنحضرت صلعم نے ان دونوں کے حق میں دعا کی اور خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ سنعتی فی قلوب الذین کفروا العرب بارش نے ان کو گھیر لیا۔ مشرکین نے عبید بن وہب جمی کو بھیجا اس نے نبی صلعم کے لشکر کے گرد چکر لگایا۔ اور بطور استہزاء کہا کہ یہ تو مدینے کے پانی لانے والے اونٹ ہیں۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہم فا جنم لھا نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے ان کی طرف اپنا ایک آدمی بھیجا۔ اور کہا کہ اے گروہ قریش! میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں۔ کہ تم پر جنگ کی ابتدا کروں تم میرے اور عرب کے معاملہ میں رکاوٹ نہ بنو۔ واپس مکہ لوٹ جاؤ۔ عتبہ نے کہا اس تجویز کو قوم کو رد نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں ان کی بہتری مضمر ہے ابو جہل نے کہا تم نے نزول کا مظاہرہ کیا ہے۔ . . . اور محمد کا جادو تم پر عمل کیا ہے عتبہ نے زہ کو پہنا وہ خود اور اس کا بھائی قیسہ اور اس کا بیٹا ولید کے ساتھ وہ کہا اے محمد! قریش میں ہمارے کفو ہمارے ساتھ لڑنے کے لئے بھیجو۔ انصار نے مقابلہ کے

ﷺ جانا چاہا لیکن رسول اللہ نے ان کو روک دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام، حضرت حمزہؓ، عبید بن حارث بن عبد المطلب کو جس کی عمر اس وقت ستر سال تھی۔ لڑائی کے لئے بھیجا۔ اور فرمایا کہ تم ان سے حق میں جہاد کرو۔ جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے یہ لوگ باطل میں گرفتار ہو کر آئے ہیں تاکہ یہ اللہ کے نور کو بجھاویں۔ جب انہوں نے ان کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو کھوکھریم ہیں۔ حضرت علیؓ نے ولید اور جناب حمزہؓ نے عتبہ کو قتل کر دیا۔ عبید مکیؓ مان بہر ایک ضرب لگی۔ علیؓ اور حمزہؓ آپ کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ عبیدہ نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ فرمایا ہاں تمہارے اہل بیت سے پہلے شہید ہو۔ آپ بمقام صفاء و فطرت پاگئے۔ کبھی ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ابیس شریکین کی صف میں موجود تھا اس نے حادث بن ہشام کے ہاتھ کو پکڑ کر چیت کر لیا۔ اس نے کہا اے سراقہ تو نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا خدا کی قسم میں مدینہ کے ذیل لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ابیس حادث کے بیٹے پر ایک کدہ مار کر چلا گیا۔ بشرکین کو شکست ہوئی۔ جب یہ کدہ میں گرنے لگا تو کہنے لگے ہم کو سراقہ نے شکست دلوائی ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں تو تمہارے ساتھ گیا بھی نہیں تھا مجھے تو تمہاری شکست کی خبر سب سے پہلے معلوم ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا تم فلاں دن ہمارے پاس گئے تھے۔ سراقہ نے ان کے سامنے قسم اٹھائی کہ میں وہاں موجود نہیں تھا۔ جب یہ لوگ اسلام لائے۔ تو ابیس معلوم ہوا۔ کہ وہ شیطان تھا۔

۱۰۰۰ء کی صدی اور کبھی نے روایت کیا ہے۔ کہ مشرکین بنو بکر کے خوف کی وجہ سے شش و پنج میں مبتلا رہے۔ ابیس سراقہ بن جشم مدعی کی شکل میں آیا اور کہا کہ میں تمہارا مددگار ہوں۔ جب اس نے فرشتوں کو دیکھا تو اٹھنے پاؤں بھاگ اور کہا میں تم سے بری الذمہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے مقام پر قیام فرما تھے۔ اور آپ نے کہا۔ اے معبود! اگر آج کے دن یہ حکم ہو تو اس دن کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ مستفیضون ربکہ اس وقت کو لے کر وہ جب تم اپنے رب سے امداد طلب کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ کہتے ہوئے مقابلہ کے لئے نکلے۔ یہیں م اجمع عقرب یہ گروہ شکست کھا جائے گا۔ اللہ نے ﷺ کی پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کی۔ جن کے سرور پر عبادے بندھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین کی نگاہوں میں زیادہ دکھایا۔ اور مشرکین مسلمانوں کی آنکھوں میں کم دکھائی دیئے۔



اور یہ آیت نازل ہوئی۔ وہم بالعدوة القصویٰ یعنی مشرکین وادی کے انتہائی حصے میں موجود تھے جو معتقل کیے گئے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم عدوة الانبیاء یعنی چاہ قلیب کے نزدیک تھے۔

مسوین کی تفسیر میں علیؑ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرشتوں کے سر پر سفید عمامے بندھے ہوئے تھے۔ اور جن کے کونے ان کے شانوں پر پڑے ہوئے تھے۔ عروہ نے روایت کی ہے کہ فرشتے اہل گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور ان کے سر پر زرد رنگ کے عمامے تھے۔ حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ فرشتے گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں اور کانوں سے پھانے گئے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ غفاری نے بادل میں گھوڑوں کے منہ ہانے کی آواز سنی۔ اور ایک کھنہ والا کہتا تھا کہ میں حیزم کو (جبرائیل کا گھوڑا) لگے برھاؤں گا۔

بخاری نے بیان کیا ہے کہ بعد کی لڑائی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جبرائیل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کے گھوڑے کے سر کو پکڑ لیا تھا جس پر سامان جگ لدا ہوا تھا۔ حسن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے ابو جہل کے جسم پر زخموں کا جال دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتوں کے مارنے کے نشانات ہیں۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے صرف ہمد کی جگ میں جہاد کیا تھا۔ باقی جگہوں میں صرف ان کی اعداد شامل رہی۔

طیعی اور سہاک بن حرب ابن عباسؓ سے وماہیت اذ رعیت کے تحت روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ مجھے سنگیہ یزوں کی ایک مٹھی دے دو۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنگیہ یزوں کی مٹھی دے دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوم کے چہروں پر پھینکا ان سب کی آنکھیں سنگیہ یزوں سے بھر گئیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ان کے منہ نچنے سنگیہ یزوں سے بھر گئے۔ انس نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن سنگیہ یزے مشرکین کے مینہ میسوا اور قلب مشرک میں پھینکے تھے۔

ولیب تلی المومنین منہ بلاحسنہ کے تحت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شکست دی تاکہ بنی اوسیس (علی علیہ السلام) غنیمت حاصل کر سکیں علیؑ نے علف کو حروہ کے جہنم میں پھینکا اور عسود مخزومی اور عبیدہ بن سعید بن عامر کو اور عمار نے ابید بن خلف کو قتل

کیا۔ اور معاویہ بن عمرو کو مجروح کیا۔ اور جموح انصاری نے ابو جہل کو زخمی کر کے گرا دیا۔ ابو جہل کے بیٹے عکرم نے  
معاویہ کے دائیں بازو کو کاٹ دیا۔ معاویہ خلافت عثمان کے زمانے تک زندہ رہا۔ جنگ بدر میں ستر مشرکین قید  
کر لئے گئے۔ ایک روایت میں چوالیس کی تعداد بیان کی گئی ہے۔ حسب ذیل آدمی قید کر لئے گئے

عباس بن عقیل، نوفل، اور عقبہ بن ابی معمر ان سب کا فدیہ عباس نے ادا کیا۔ اور یہ لوگ مسلمان ہو گئے  
تھے۔ صفراء کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں میں  
سے کوئی آدمی بھی قید نہ ہوا۔ ۳۱ مسلمان شہید ہوئے۔ ہر مشرک سے چالیس اوقیہ فدیہ لیا گیا۔ اور عباس سے  
۱۰۰۰۰ اوقیہ فدیہ وصول کیا گیا۔ روایت ہے کہ ۱۰۰۰۰ ہزار درہم سے زیادہ تھا۔ جنگ بدر ۱۱ ماہ  
رمضان کو لڑی گئی۔ علم معصوب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجنونا حضرت علی علیہ السلام کے  
ہاتھ میں تھا۔ سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں انصار کا رایت تھا۔

مدینہ میں واپسی کے ساتھ دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلیم سے مقابلہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چٹھے  
تک پہنچ گئے جس کو بدر کہتے ہیں۔ آپ نے یمن میں وہاں قیام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سویق کی لڑائی ۱۱ ماہ  
ذی الحجہ میں لڑی جس کو بدر صغریٰ بھی کہتے ہیں۔

یہ بنو کنانہ کا چشمہ تھا۔ سویق وہ گاؤں ہے جہاں لوگ زمانہ جاہلیت میں آٹھ روز میلہ لگاتے اور جمع  
ہوتے تھے۔ جنگ سویق کی بعض کے نزدیک وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ابوسفیان نے جنگ بدر کی شکست  
کے بعد قسم کھائی تھی کہ وہ اس وقت تک جنابت کی وجہ سے اپنے سر کو نہ چھوئے گا جب تک عمرہ سے  
جنگ نہ کرے گا۔ وہ رات کے وقت ایک سو سو سوار لے کر بنو نضیر کے پاس پہنچا لیکن حمی بن الخطیب  
ان کے سردار نے ان کے لئے پناہ دروازہ نہ کھولا۔ پھر وہ سلام بن مسلم کے پاس آیا۔ اس نے اس کی آؤ بھگت  
کی۔ پھر وہ عریفی کے پاس آیا۔ ابوسفیان نے وہ انصار کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا قرۃ العکدر  
تک پہنچا کیا۔ ابوسفیان خوف کے مارے زاور رہا اور سویق یعنی ستو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس لئے اس  
جنگ کو ستو والا جنگ کہتے ہیں۔

سولہ ماہ صفر میں جنگ غطفان کا واقعہ پیش آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ ذی مرہ کی جنگ  
تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ دشواریں حارث چار سو چار سو آدمی لے کر مدینہ کے اطراف میں غارت  
کے لئے نکلا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی مرہ آیا غطفان میں قیام فرمایا۔ اسے ایک لشکر تیار



کیا۔ لشکر پر بارش برس پڑی آنحضرت صلعم کے پھرے بادش سے جیگس گئے۔ آپ نے ان کو سوکھانے کے لئے اتار دیا۔ دشور نے اپنی تلوار لے کر آنحضرت صلعم کے قتل کا ارادہ کیا۔ ان (مصنف نے واقع کو نام پھوڑ دیا ہے) پھر سر یہ زید بن حارثہ پیش آیا جس کو جگ نزوہ کہتے ہیں یہ نجد کے پانی کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔ بلو سفیان قریش کے قافلے کے ساتھ بغرق تجارت عراق کی طرف جا رہا تھا۔ آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ کو اس کے پیچھے بھیجا۔ قریش بھاگ گئے کعب بن اشرف مارا گیا۔ بروز شنبہ نصف شوال کو غزوہ بنو قینقاع پیش آیا۔ یہ مدینہ کے نواح میں ایک بازار کا نام ہے ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ قل للذین کفر واستغلبون

واقدی گویاں ہے کہ فاما تشقظہم و آیتیں نازل ہوئیں۔ آنحضرت صلعم ان کے مقابلہ کے لئے تشریف لائے۔ اودیہودیوں سے کہا۔ اللہ تعالیٰ سے وڈو۔ تم میری اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا جو قریش پر نازل ہوا ہے۔ تم میری صفت کو اپنی کتاب میں جانتے ہو انہوں نے اس بارے میں آنحضرت صلعم سے نامناسب باتیں کیں۔ اودھجڑا کھڑا کر دیا۔ تو اس بارے میں آیت قد کان لکم لولی الالبصار تک نازل ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے ان کا چہرہ دھوکا مار دیا۔ آخر کار آنحضرت صلعم کا حکم ماننے پر تیار ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے عبد اللہ بن ابی سلول کی سفارش پر ان کو چھوڑ دیا۔ آیت یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا الیہود تاک عبد اللہ اور بنو خزرج کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

## جنگ احد

ماہ سوال میں جنگ احد پیش آئی جس کو یوم المہر اس کہتے ہیں۔

ابن عباس، مجاہد، قتادہ، یسع، سدی اور ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جنگ احد کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ واذا حذوت من اہلک اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی بات مروی ہے

زید بن وہب سے روایت ہے کہ جب آیت الذین تو لو اہلک

کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اللہ نے یہیں فتح دی ہے۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ولقد صدقکم

اللہ وعدہ

ابن مسعود اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ابو سفیان تین ہزار قریش کے آدمی کے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے نکلا۔ ایک روایت میں دو ہزار تحریر ہے جن میں دو سو گھوڑی پر سوار تھے۔ اور باقی اودھ سواروں پر سوار تھے ان کے پاس سات سو زرہیں تھیں۔ ابو سفیان کی بیوہ نند وھول پر یہ گیت گاتی تھی۔

نحن بنات الطارق نمشي على المنارق

ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں اور ریشمی کپڑوں پر چلتی ہیں

والمشك في المفارق والدر في المنارق

مشک ہماری ناگوں میں بکھرا ہے اور موتی ہمارے ہاؤں میں ٹپکے ہوئے ہیں  
احد کی رطائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے یہ تھی کہ مرد شہر کے اندر گلی کوچوں میں لڑیں۔ اور کمزور آدمی مکانات کی چھتوں پر کھڑے ہو کر لڑیں۔ لیکن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اور شہر سے باہر لڑنے کا ارادہ کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر راستے پر چلے گئے تو کہنے لگے ہم واپس جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ جب وہ کسی قوم سے مقابلہ کا ارادہ کرے تو واپس لوٹ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ایک روایت میں سات سو بتائی گئی ہے۔ ایک تہائی آدمی لے کر عبد اللہ بن ابی ان لوگوں سے الگ ہو گیا۔ بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اذھت طاغوتان میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اشارہ کیا ہے۔ جمالی نے تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدینیت کی تھی۔ لیکن ان دونوں گروہ نے ایسا نہیں کیا تھا۔ یہ لوگ بنو حارثہ کے گھر کے پاس اتر گئے۔ صبح کے وقت تھوڑا سا آگے چلے گئے۔ مہاجرین کا علم اس کے سپر تھا۔ انصار کا نشان سعد بن عبادہ کے حوالے کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان کے تھے دوزد ہیں پہن کر تشریف فرما ہوئے۔ انصار کے پاس تیرا نہ تھیں کے ساتھ عبد اللہ بن جبر کو پہاڑ کے اور بے بر معین کو دیا۔ فرمایا تم میں سے کوئی آدمی بھی اپنی جگہ سے نہ ملے۔ اگرچہ ہمارا آخری آدمی بھی کیوں نہ قتل ہو جائے۔ ہم خود تمہارے پاس آئیں گے۔ ان کے مقابلہ میں خالد بن ولید کھڑا ہوا۔ قریش کا طبردار طلحہ بن ابی طلحہ تھا۔ جب میدان کا رزہ گرم ہوا۔ تو حضرت علیؑ نے ان کے



سر پر تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ تاریخ میں جناب امیر علیہ السلام سے یہ اشعار منقول ہیں۔

افا طمہا لك السيف غير ذميم      فلتست برعد يد ولا لیسح

لعمری لقد جاهدت فی نصر احمد      وطاعة رب بالعباد رحیم

وسیفی بکفی کالشهاب اهنه      واجذبہ من عائق و صمیم

فما زلت حتی نفس ربی جسمیم      دحتی تشفت نفس کل حبیم

فتح کی خبر سن کر مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ درہ کے محافظوں نے اپنے سردار کو پارہ

آویسوں کے ساتھ چھوڑ کر مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ خالد نے فرصت پا کر محاذ پر حملہ کر کے اسے

قتل کر دیا۔ اور آنحضرت صلیم کی پشت کی طرف آگیا۔ تمام نے مل کر رسول اللہ صلیم پر حملہ کر دیا۔ بہت

سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ باقی لوگ درے کی طرف بھاگ گئے۔ خالد بن ولید مشرکین کے سواروں کو لے

کر آگے بڑھا۔ رسول اللہ صلیم بار بار مسلمانوں کو بکھار رہے تھے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اللہ میرے رب

نے میرے ساتھ فتح کا وعدہ کیا ہے۔ تم کہاں بھاگ رہے ہو؟ (رسول اللہ کی آواز پر کسی نے کان نہ

دھرا) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے بھاگنے کو اس طرح بیان کیا ہے۔ اذ تصعدون ولا تلودن

علی احد والرسول یدعوکم فی اخرکم ثم ولیم صدیرین رسول اللہ صلیم مشرکین پر پیچھے

مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے۔ اللہ ہم اہل قوم کو لایعلمون اسے پالنے والے میری

قوم کو راہ راست پر لا۔ یہ محمد کی حقیقت کو نہیں جانتے؛ ابن نمیر نے آنحضرت صلیم کو تیرا را۔ آپ کا

ہاتھ زخمی ہو گیا۔ ایک تبر عبد اللہ بن شہاب نے مارا۔ جس سے آپ کی کہنی مجروح ہو گئی۔ سعد کے بھائی

ابو ابی وقاص نے آپ کے سر پر تلوار ماری۔ جس سے آپ کا سر زخمی ہو گیا حضرت گھوڑے

سے قوس نے چھپٹ کر آپ کے پہلو پر ضرب لگائی۔ ابلیس نے پہاڑ اُحد پر چلا یا کہ محمد

حضرت حمزہ کے زخموں نے اس آواز کو سنا۔ تو چلائیں اور اپنے سر پر دستاورد اقدس کو اپنے

سرخ چھائی ہوئی میدان کارزار (میدان اُحد کی طرف)

کا طرف لائے۔ عباس بلند آواز

کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اللہ نے یہیں فتح دی ہے۔ تو اس

خبر کی طرف خزا کر رہے تھے۔

اللہ وعدہ

میں میرے چچا کو

قتل کر دیا تھا۔ اگر تم نے محمدؐ یا حمزہؓ یا علیؓ میں سے کسی کو قتل کر دیا تو توبہ سے تم آزاد ہو۔  
 واقف نے مفاہی میں تحریر کیا ہے۔ کہ ہندہ نے وحشی وحشی کو دیکھا۔ جو اس کے سامنے  
 دوڑ رہا تھا۔ ہندہ نے وحشی سے کہا۔ اگر تم میرے باپ، بھائی اور چچا کا بدلہ علیؓ، حمزہؓ اور محمدؓ سے  
 لے لو۔ تو تم میرے دل پر حکومت کرو گے۔ وحشی نے کہا۔ محمدؓ کے بارے میں ایسا نہیں کر سکتا۔  
 کیوں کہ آپؐ کا جلال مانع ہے۔ نہ ہی علیؓ کو قتل کر سکتا ہوں۔ کیوں کہ وہ بہت بڑے بہادر ہیں ہاں  
 اگر کوئی موقع ملا۔ تو حمزہؓ کو قتل کر دوں گا۔ ہندہ نے کہا اگر تم نے حمزہؓ کو قتل کر دیا۔ تو میں نے اپنا  
 بدلہ لے لیا۔ وحشی نے تیرا انداز می کا علم حبشہ میں سیکھا تھا حضرت حمزہؓ مشرکین پر شیروں کی طرح  
 حملہ کر رہے تھے۔ جب آپؐ اپنے موقف کی طرف واپس لوٹے۔ تو وحشی ایک درخت کے نیچے چھپا  
 ہوا تھا۔ جس نے حضرت حمزہؓ کو تیرا کر گرا دیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ وحشی نے حضرت  
 حمزہؓ کے سینہ بے کیفہ پر تیر مارا جس کی وجہ سے آپؐ گر پڑے اور لوگوں نے آپؐ کو قتل کر دیا۔ وحشی آپؐ  
 کا کلیجہ نکال کر ہندہ کے پاس لے گیا۔ اس نے لے کر منہ میں رکھ کر چباتا چاہا لیکن وہ پتھر کی مانند  
 ہو گیا۔ روایت ہے کہ پتھر ہو گیا۔ اس نے مجبور ہو کر اس کو منہ سے باہر نکالا۔ جیس بن صقر نے دیکھا۔ کہ  
 ابوسفیانؑ حضرت حمزہؓ کی باجھوں پونیز سے کی انیاں مار رہے اور کہتا ہے دیکھو اس شخص کی طرف جو  
 بہ کہتا ہے کہ میں قریش کا سردار ہوں۔ وہ اپنے اس چچا کا کیا کرے گا۔ جو گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا  
 ہے۔ حضرت حمزہؓ سے کہتا تھا مائے سرکش سرکش کا مزا چکھ۔ ہندہ حضرت حمزہؓ کے پاس آئی۔ آپؐ کا  
 ناک اور کان کاٹ کر گلے کا بار بنا کر پہنا لے اور مدت تک پہنے رہی۔ ستر مسلمان اس جنگ میں شہید  
 ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ کو مقتول حالت میں پایا۔ تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے فرمایا میں  
 حمزہؓ قریش کے ستر آدمیوں کا مشہد کر دوں گا یہ آیت نازل ہوئی۔ فان عاقبتو فعاقبوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا میں صبر سے کام لوں گا۔ ظلم نے جس ہاتھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا تھا۔ وہ مثل ہو گیا تھا۔

اس میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے۔ کہ ہندہ نے حمزہؓ کا آٹھ تناسل بھی کاٹ لیا تھا۔ اور باقی اعضا سطر کے ساتھ

سنگ کے میں پہنا تھا ۱۱۱



## جنگ حمراء اسد

آیت الذین استجابوا لله والرسول کے تحت فکلی مفسر نے کہی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اور ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ احد کی جنگ کے دوسرے روز آپ نے مسلمانوں کو حمراء اسد کی لڑائی کے لئے پکارا۔ تو انہوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ آپ ہاجرین کا نشان لے کر ستر آدمیوں کے ساتھ دشمن کو مرحوب کرنے کی خاطر حمراء اسد کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ایک باناد ہے۔ جو مکہ سے یمن میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ جمعہ کے روز مدینہ میں واپس آ گئے۔

ابوسفیان مکہ سے پھر نکل کر مقام روم تک پہنچ گیا۔ اس نے عبدالقیس کے ایک قافلے کے ہاتھ کھلا بھیجا کہ مجھ سے کہ دو کہ میں نے تمہارے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ میں دوبارہ تمہاری بیخ کنی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسبن اللہ ونعم الوکیل ابو رافع کا بیان ہے کہ یہ حملہ حضرت علی علیہ السلام نے کیا تھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ الذین قال یھد الناس لی

## جنگ رجع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روز واپس مدینہ میں آ گئے پھر غزوہ رجع کا واقعہ پیش آیا۔ یہ مقام بنیل کے قصبہ کا پانی کا چشمہ ہے۔ اس جنگ کا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غنم اور دیش کے آدمی پہنچے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمی روانہ فرمائیے جو ہمیں قرآن کی تعلیم دیں۔ اور دین کے مسائل سمجھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثد بن ابومرثد غنوی کی میعت میں چھ آدمیوں کو روانہ کیا۔ وہ چھ آدمی یہ ہیں۔

خالد بن بکر۔ عاصم بن ثابت افعی۔ جنیب بن عدی۔ زبید بن وثقہ اور عبداللہ بن طارق جب یہ لوگ بطن رجع میں پہنچے۔ تو اس قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ تم ہم سے عہد پر بیان باندھا تھا۔ اب ہمیں کیوں قتل کرتے ہو۔ مرثد، خالد اور عاصم لڑتے لڑتے مارے گئے۔ زبید، جنیب اور عبداللہ نے اپنے آپ ان کے حوالے کر دیا۔ یہ ان کو لے کر مکہ کی طرف

روانہ ہوئے۔ بعد اللہ اپنا ہاتھ چھڑوا کر پیچھے کی طرف مڑا۔ انہوں نے اس کو پتھر مار کر قتل کر دیا۔ زید کو  
 صفوان بن امیہ نے اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کرنے کے لئے خرید لیا اور قتل کر دیا گیا، جنیب کو عجم بن  
 احباب نے عقیقہ بن حارث کے لئے خریدا تاکہ وہ اس کو اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کر دے۔ جب  
 آپ کو اپنے قتل ہو جانے کا یقین ہو گیا۔ تو آپ نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ تاکہ میں دو رکعت نماز ادا کر لوں  
 آپ کو چھوڑ دیا گیا۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد یہ بات سنت بن گئی ہے کہ جب  
 کوئی شخص ظلم کی وجہ سے قتل ہوتا ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ جنیب نے قتل ہوتے وقت یہ شعر  
 پڑھا۔

وذلك في ذات الاله ولحميشاء۔ بسا في اوصال شلو صمزيق  
 پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عجم بن مسلمہ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا۔ محمد کے سوا باقیوں کو مشرکین نے  
 قتل کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ محمد بھی قتل کر دیئے گئے ہیں۔

## جنگ چاہ معونہ

سندھ ہجری میں ابوہریرہ عسیر بن مالک بن جعفر صاحب الامنہ جو بنو عسیر بن صعصعہ کا سردار تھا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں مدینہ پیش کیا آپ نے فرمایا میں مشرک  
 کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔

اس نے کہا کہ اگر آپ اپنے کچھ آدمی نجد والوں کی طرف روانہ کر دیں۔ تو وہ آپ کی دعوت کو قبول  
 کر لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اس کے بارے میں خوف ہے۔ اس نے کہا میں اس کا ہمسایہ  
 ہوں۔ آپ کچھ لوگوں کو ضرور روانہ کریں۔ تاکہ وہ انہیں آپ کے امر کی دعوت دیں۔ آپ نے منذر بن عمرو  
 بنو ساعدہ کے بھائی کو مسلمانوں کے بہتر آدمیوں کے ساتھ عجم کی تعداد سنتر تھی۔ روانہ کیا۔ بعض یہ تھے۔

عاصم بن صامت۔ حزام بن سلمان۔ عروہ بن اسما الحسنی۔ تافع بن بدیل بن قحطانہ عجمی۔ عامر بن فہیرہ  
 اور منذر بن عمرو ساعدی۔ حزام بن سلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط عامر بن طفیل کے پاس لے کر چلا تھا جس کو  
 عامر نے دیکھا نہیں تھا۔ حزام نے کہا اے چاہ معونہ کے رہنے والو! میں تمہارے پاس اللہ کے رسول  
 کا ممبر بن کر آیا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے اور



محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ ایک شخص نے اس کو نیزہ مارا۔ عامر بن طفیل مسلمانوں کے خلاف ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ اور کہا یہ عہد و پیمان ہم نے ابو براسے کیا ہے۔ اس کو نہیں توڑیں گے۔ بنو سلیم رعل اور ذکوان کے لوگوں نے انھیں گھیر لیا۔ انہوں نے ان سے جہاد کیا۔ اور شہید ہو گئے۔ کعب بن زید میں رقی جان باقی تھی۔ اس کو چھوڑ دیا۔ وہ زندہ بچ گئے۔ خندق کی جنگ کے روز قتل ہوئے۔ ان کے دو آدمی قوم کے ٹھکانوں پر موجود تھے۔ انہوں نے پورندوں کے لشکر کے گرد گھومتے دیکھا یہ دونوں آگے بڑھے تاکہ دیکھیں کہ شکر پر کیا بیت گئی ہے۔ یہ آکر کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھی خون میں غلطان ہیں۔ اور گھوڑے پاس کھڑے ہوئے ہیں انصاری نے ان سے جہاد شروع کیا۔ اور شہید کر دیے گئے۔ عمرو بن امیہ کو قید کر کے لے گئے جب اس نے انہیں آگاہ کیا کہ میں قید مضر سے تعلق رکھتا ہوں تو عامر بن طفیل نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور آپ کی پیشانی کے بال کاٹ کر آڑا کر دیا۔ عمرو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سب کام ابو براء کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ جب ابو براء کو خبر ہوئی تو اس نے عامر بن طفیل پر حملہ کر دیا۔ اور اس کو نیزہ مارا جس کی وجہ سے وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ عامر نے کہا یہ کام ابو براء کا ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرے خوں کا بدلہ میرا چچا لے گا۔ اگر میں زندہ رہا تو جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے شہداء پر چاہ مومنہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بلغوا عناقونا قد لقینا ربنا فرضی عنا ورضینا عندہ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ اور آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ انہ

## غزوہ بنو نضیر

واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا کے تحت مجاہد سے مروی ہے۔ کہ یہ آیت بنو قریظہ اور بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلعم جب مدینہ میں تشریف لائے۔ تو بنو نضیر نے آپ سے اس بات پر صلح کر لی۔ کہ ہم آپ کو نہ کوئی فائدہ پہنچائیں گے۔ اور نہ نقصان۔ جب آپ نے بدر کی جنگ کی اور آپ کو فتح نصیب ہوئی۔ تو کہنے لگے۔ خدا کی قسم یہ وہ بنی ہیں جن کی تعریف ہم نے تو راست میں پڑھی ہے۔ جب احد میں مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ تو شک و شبہ میں

پڑ گئے۔ بعد عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔ کعب بن اشرف چالیس آدمیوں کے ساتھ اور ابوسفیان بھی چالیس آدمیوں کے ساتھ یہ دونوں کعبہ کے پردے کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں معاہدہ کیا۔ جبرائیل نے سورہ حشر لاکر آپ کو اس بات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو رات کے وقت ان کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مقابلہ کرنے کا قصد کیا۔ اور ان کے قلعے کا محاصرہ کر دیا۔ بنو حنظلہ کی پتھریلی زمین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب کیا گیا۔ جب رات ہو گئی تو آپ کے خیمہ میں ایک تیر ہوا۔ خیمہ زمین پر آگیا۔ صحابہ نے خیمہ کو گھیر لیا۔ انہوں نے شام کے وقت حضرت علی علیہ السلام کو مفقود پایا۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علی کو ایک ایسے کام پر لگا ہوا دیکھتا ہوں جس سے تمہاری عزت میں اضافہ ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی تیر مانے والے کا سر قلم کر کے لائے۔ یہ یہودیوں کا سر غنہ آدمی تھا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس اور آدمی لے کر روانہ ہوئے۔ جن میں ابو دجانہ سہل بن حنیف بھی تھا۔ جناب ابیر تھوڑی دیر کے بعد لو اور یہودیوں سے سر قلم کر کے لائے۔ جن کو ان کے کنوؤں میں ڈال دیا گیا۔ اسی رات کعب بن اشرف قتل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعہ کا محاصرہ بیس دن سے کچھ زیادہ جاری رکھا۔ اور ان کے باغات کاٹنے کا حکم دیا۔ اور اس آیت میں ما قطعتم من لینۃ ان ترکتموها کی طرف اشارہ ہے۔ مصالحت کی وجہ سے ان کے باغات کے قطع کرنے سے رک گئے۔ اور انہوں نے اس بات پر مصالحت کی۔ وہ یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ هو الذی اخرج الذین کفروا یہودی مواضعات ایکما بخیر اور حیرہ کی طرف نکل گئے۔ ان کو سواری کے لئے تین اونٹوں کو ایک اونٹ میسر آسکا۔ ان کا چیدہ چیدہ مال لے لیا گیا۔ سب سے زیادہ چیدہ مال مہاجرین اولین میں تقسیم لیا گیا۔ وہ تین آدمی تھے۔ ابو دجانہ سہل بن حنیف اور جادشون صمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مال جمع کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کو صدقہ قرار دیا۔ آپ کی زندگی تک آپ کے قبضہ میں رہا۔ آپ کے بعد حضرت علی کے تہذیب میں رہا۔ حضرت علی کے بعد اولاد فاطمہ علیہا السلام کی ملکیت میں آگیا جو تاج تک باقی ہے۔

## غزوہ بنو لحيان

یہ غزوہ جمادی الاول پیش آیا۔ مشرکین اور مسلمانوں کے مابین تیروں کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ آنحضرت



صلعم نے عطفان کے مقام پر نماز خوف ادا فرمائی۔

حدیث ہے۔ کہ یہ امر ذات الوقاع کے مقام پر عطفان کے مقام کے ساتھ پیش آیا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسا پہاڑ ہے جس میں سرخی سیاہی اور سفیدی تینوں رنگ پائے جاتے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اصحاب صفہ کے چھ آدمیوں کے پاس جوتیاں نہیں تھیں۔ وہ پاؤں سے ننگے تھے۔ راستے کی دشواری کے باعث انہوں نے اپنے پاؤں پر کپڑوں کے چھپڑے پیٹے ہوئے تھے۔ اور ان کے پاؤں سے کپڑوں کی ٹاکیاں گر گئیں تھیں۔ یہ واقعہ غزوہ نصیر کے دو ماہ بعد کا ہے۔ بخاری نے تحریر کیا ہے کہ یہ جنگ خیبر کے بعد کا واقعہ ہے۔ سہ ماہ شوال میں کوئی جنگ واقع نہیں ہوئی تھی۔

## غزوہ خندق

اس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے اذ جاءکم من فوقکم اے مسلمانوں اس وقت کو یاد کرو کہ جب مشرکین تمہارے پاس تشریف کی طرف سے آئے دھن اسفل حکم اور تمہارے پاس مغرب کی جانب سے بھی آئے غیوراً تک آیت اس واقعہ کے متعلق ہے۔ ابوسفیان اور قریش کے ساتھ اس جنگ میں منہرجہوئل قبائل اور افراد بھی شامل ہو گئے۔ بنو مرہ کا عارض بن عوف۔ اشجع کاہرہ بن طریف اور سعود بن جبلہ بنو اسد کا طلحہ بن خویلد اسدی عطفان اور بنو فزارہ کا عیینہ بن حصن فزاری، بنو سہم کا قیس بن غیلان اور ابو اعرور سہلی اور یہودیوں میں سے حمی بن الخطب۔ کنانہ بن ربیع۔ سلام بن ابی الحقیق اور ہوزہ بن قیس اپنے اپنے آدمیوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ ان کی تعداد اٹھارہ ہزار افراد پر مشتمل تھی اور مسلمانوں کی کل تعداد تین ہزار افراد پر مبنی تھی جب آنحضرت صلعم نے ان کے اجتماع کی خبر کو سنا تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تو انہوں نے دینہ کے ایک مقام پر جمع ہونے کا مشورہ دیا۔ اس مشاورت میں حضرت سلمان فارسی نے دینہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ قریباً بیس روز تک کوئی جنگ نہ ہوئی۔ صرف تیر اندازی ہوتی رہی۔ رسول اللہ صلعم نے اپنی قوم میں ضعف محسوس کیا۔ تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے مشورہ کیا کہ ان سے مصالحت کر لی جائے اور دینہ کے پھلوں کا تیس حصہ عیینہ بن حصن اور علات بن عوف کو دیا جائے۔ لیکن ان دونوں نے انکار

کر دیا۔ رسول اللہ نے اتب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی اسے اکیلا چھوڑے گا۔ بلکہ جس بات کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ اس کو پورا کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد اور نصرت کی طرف بلا شروع کیا۔ کفار، شراب نوشی اور غنا و سرور میں مست اور اپنی تعداد کی زیادتی اور شان و شوکت پر فخر ہے تھے۔ مسلمانوں کی خوف کے بارے میں یہ حالت تھی کہ گویا ان کے سر پر پھندہ میٹھا ہوا ہے۔ یہ خوف غزوہ بنی مہدیہ کی وجہ سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے بکشم گویا دل ہوتا ہوا سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کر رہے تھے۔ یا صریح المسکر و بین یا بحیب دعوة المفطرين الکشف غمی و کربی فقد توی حلی اتے یکلیف زعمہ لوگوں کی فریاد سننے والے، لاچار لوگوں کی دعا کو قبول کرنے والے میرا غم اور میری مصیبت کو دور فرما تم میری حالت کو دیکھ رہے ہو۔

عبد اللہ بن ابی اونی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو بد و عادی یہودیہ تھی۔ اللہ عزوجل کتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اے معبود! کتاب کے نازل کرنے والے، جلدی حساب لینے والے احزاب کو شکست دے۔ محمد بن عبید، عکرمہ بن ابی جہل مخزومی، خزاعہ بن ابی الخطاب، مرداس فہری، روایت واقعدی۔ نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور خندق کے گرد گھومتے ہو گئے۔ اور کہنے لگے خدا کی قسم یہ وہ قریب ہے جس میں عرب والے پھنس گئے ہیں عمرو بن عبد اللہ نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور خندق کو عبور کر کے اس پار آگیا۔ طبری نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور عمرو کو قتل کر دیا۔ مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ عمرو کو قتل کر دے جس سے دس سو ایک ہزار دینار لے لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اٹھا کرے جہاد کے لئے۔

مشرکین کی قیمت نہیں کھاتے۔

ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ اس جنگ میں سچے مسلمان شہید ہوئے۔ انہیں مشرکوں کے مقابلے میں بہت نازل ہوئی۔ اذکر و انعمۃ اللہ علیکم اذ جادتکم جنود اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی کہ حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ واپس آکر حذیفہ نے عرض کیا کہ قوم نے

مشرکین کے لئے یہ دعا خوب ہے۔ اس کا پڑھنے والا انشاء اللہ تعالیٰ مصیبت سے نجات پائے گا۔ ۲۔ مترجم



جواگ روشن کی تھی۔ وہ ٹھہری پڑی ہے آندھی کا ایک بڑا لشکر ان پر آپڑا ہے جس میں سنگ یوزے تھے۔ ان کی آگ کو بجھا دیا۔ ان کے خیموں کو اکھاڑ دیا۔ اور ان کے تیراڑ اڑ کر ان کو لگنے لگے۔ اور سنگ یوزوں کی وہ مار پڑی۔ کہ اپنے ڈھالوں سے منہ چھپاتے تھے۔ اور نہیں نے ڈھال پر سنگ یوزوں کے پڑنے کی آواز کو سنا۔ اور چیخ نہ پکار کرتے تھے۔ نجات نجات آخر کار وہ لوگ جھاگ کھڑے ہوئے ابوالحسین مدائنی نے بیان کیا ہے کہ جب عمرو بن عبدود کی بہن کو عمرو کی موت کی خبر سے آگاہ کیا گیا۔ تو اس نے کہا کہ عمرو کو قتل کرنے کی کس شخص نے جرأت کی ہے۔ انہوں نے کہا علی نے قتل کیا ہے اس نے کہا کہ اس کو بہادر آدمی کے قتل کیا اور اپنے ہم پد کے مقابلہ میں جنگ کرنے کے لئے نکلا عمرو کی موت اپنی قوم کے کریم آدمی کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہے اے بنو عامر میرے لئے اس سے زیادہ اور کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ پھر یہ شعر کہا

لو کان قاتل عمر وغیر قاتلہ لکنت اسکی علیہ اخر الابد  
اگر عمرو کو علی کے سوا کوئی اور قتل کرتا تو میں ساری زندگی روتی رہتی۔

## غزوہ بنو قریظہ

آنحضرت صلعم مدینہ میں داخل ہوئے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ آپ کا سر مبارک دھو رہی تھیں۔ جناب جبرائیل نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خدا آپ پر رحم کرے۔ آپ نے تو ہتھیار رکھ دیئے ہیں لیکن آسمان کے رہنے والوں نے ہتھیار نہیں رکھے۔ میں نے لگانا رو عاتک ان کا پیچھا کیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہم عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھیں گے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ابھی ابھی تمہارے پاس سے کوئی آدمی گذرا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ وحید کلیں کے سوا اند کوئی شخص تمہیں گزرا۔ اور وہ شہیا بچہ پر مبارک تھا۔ جس کے پیچھے ریشم کا گدار دکھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ وہ وحید کلیں نہیں تھے۔ بلکہ جبرائیل تھے۔ جو بنو قریظہ کی طرف روانہ کئے گئے تھے۔ تاکہ کفار کے دل متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیں۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین اور گھروں کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت علیؑ کے ساتھ مہاجرین بنو نجار اور بنو اشہل تھے۔ جب انہوں نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو کہنے

لگے۔ کہ عمرو بن عبدود کا قاتل آ رہا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی اظہر الاسلام  
 قمع المشک۔ آنحضرت صلم نے پچیس روز اہل کا محاصرہ کیا۔ کعب بن اسد نے کہا کہ اے گروہ یہود!  
 ہمیں اس آدمی کی بیعت کر لینی چاہیے۔ اور یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔  
 انہوں نے کہا ہمیں آپ کی بات ماننے سے انکار ہے۔ اس نے کہا اگر یہ تجویز منظور نہیں ہے۔ تو ہمیں  
 اپنے لڑکے اور عورتوں کو قتل کر دینا چاہیے۔ تب تلوار کھینچ کر محمد پر ٹوٹ پڑنا چاہیے۔ انہوں نے کہا۔  
 یہ تجویز بھی نامنتظر ہے۔ اس نے کہا یہ شبہ کی بات ہے۔ وہ ہمارے بارے میں غافل پڑے ہوئے  
 ہوں گے۔ ہم ان پر اچانک حملہ کریں۔ انہوں نے کہا یہ بات بھی منظور نہیں ہے۔ یقین میں اس بات  
 پر اتفاق ہوا۔ کہ سعد بن معاذ کو حکم بتایا جائے۔ سعد کی آنکھ میں جنگ خندق کے موقع پر تیر لگا تھا۔ تو  
 اس نے اس وقت کہا تھا۔ اے معبود! اگر تو نے مجھے قریش کی جنگ سے زندہ رکھا ہے۔ تو اس جنگ  
 سے بھی زندہ رکھ۔ اگر میں ان لوگوں کو بھگا دوں تو میرے لئے شہادت کا درجہ قرار دے۔ اور مجھے اس  
 وقت تک موت نہ ہو۔ جب تک میں نبوتِ زبیر سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی نہ کر لوں۔

صداق آل محمد علیہم السلام سے روایت ہے۔ کہ سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں  
 اور ان کی اولاد اور عورتوں کو قید کر لیا جائے۔ اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے اور ان کی زمین مہاجرین کو  
 دے دی جائے۔ اور اس میں انصاء کو کچھ نہ دیا جائے۔ آنحضرت صلم نے فرمایا کہ تم نے اللہ کے حکم کے  
 مطابق فیصلہ کیا ہے

آنحضرت صلم نے ان کی تمام زمین کو مہاجرین میں تقسیم کر دیا۔ اور انصاء کو کچھ نہ دیا۔ ان میں سے چار سو  
 پچاس آدمی قتل کر دیئے گئے۔ ان کا مال تقسیم کر دیا۔ ان کی اولاد کو بنو نجاہ کے ایک گھر میں قید کر دیا گیا۔ پھر  
 آنحضرت صلم اس گاؤں میں چلے گئے جسے آج کل سوق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان کی تعداد سات  
 سو تھی۔ دس آدمی حضرت علی نے اور دس آدمی زبیر نے قتل کئے۔ اور صحابہ نے کم از کم ایک یا دو دو  
 آدمیوں کو قتل کیا۔ بنانہ نامی عورت خلال بن سوید بن ثعلبہ کے گھر بھیج دی گئی۔ اور آنحضرت صلم نے  
 اس کے قتل کا حکم دیا۔ مسلمانوں میں صرف خلال قتل ہوا۔ آنحضرت صلم نے عمرو نامی عورت کو اپنے  
 لئے پسند فرمایا پھر آنحضرت صلم نے عبداللہ بن عتیک کو خیبہ کی طرف روانہ کیا۔ اس نے رافع بن ابی  
 نضیق کو قتل کر دیا۔



## غزوہ بنو معطلق

حضرت علی علیہ السلام نے ماہ شعبان میں ان لوگوں سے مقابلہ کیا۔ اور ان کا سردار حارث بن ابی ضراد تھا۔ اس موقع پر بنو عبدالمطلب کے کچھ لوگوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت علی علیہ السلام نے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلیم کے ہاتھ بہت سے قیدی آئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے جریرہ بنت حارث بن ابی ضراد کو قید کر لیا۔ آنحضرت صلیم نے اسے اپنے لئے منتخب کیا اس کا باپ فدیرہ لے کر حاضر ہوا۔ آنحضرت صلیم نے اس سے اس کے دو اونٹوں کے متعلق سوال کیا جس کو اس نے گھائی میں چھپا رکھا تھا۔ اس آدمی نے کہا: اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک لم رسول اللہ خدا کی قسم ان دونوں اونٹوں کو میرے سوا اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیٹی ایک نیکو کار عورت ہے۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا: تم اس کے پاس جاؤ۔ اسے اختیار ہے کہ وہ تیرے ساتھ جائے یا نہ جائے۔ اس نے کہا آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اس کا باپ اس کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا اے میری بیٹی! تم اپنی قوم کو ذلیل نہ کرو۔ (اور میرے ساتھ چلو) اس نے عرض کیا میں نے اللہ اور اس کے رسول کو چن لیا ہے۔ اس کے باپ نے اسے بدرعا دی۔ آنحضرت صلیم نے اسے آزاد کر دیا۔ اور اپنی ازواج میں شامل کر لیا۔ جب لوگوں نے اس بات کو سنا تو بنو معطلق کے لوگوں کے پاس جو کچھ تھا۔ انہوں نے اس عورت کے پاس بھج دیا۔ کوئی عورت اس قدر برکت والی اور صبیحہ القدر کسی قوم میں نہیں سنی گئی۔ ان غزوات میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین جہادوا بالانک اور انھیں غزوات میں صید اللہ بن بانی نے کہا تھا۔ لئن رجعنا الی المدینہ لیحیی جن الاعن منها الاذل

## سمریہ ندید بن حارثہ وغیرہ

سنہ ہجری ربیع الاول میں آنحضرت صلیم نے عکاشہ بن محض کو چالیس آدمیوں کے ساتھ عمرہ کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ بھاگ گئے عکاشہ نے دو سو اونٹوں کو پکڑ لیا۔ اسی سال رسول اللہ صلیم نے عبیدہ بن جراح کو قصہ کا طرف روانہ کیا۔ اس نے ان لوگوں کو مار بھجایا۔ اسی سال رسول اللہ صلیم نے

یہ دین حادثہ کو حرم کی طرف بھجوا۔ جو نبو سلیم کی زمین ہے۔ یہ لوگ بنو ثعلبہ کے پندرہ آدمیوں کے پاس بیٹھے۔ وہ سب کے سب بھاگ گئے انہوں نے ان کے بس اور ٹپکڑ لیتے "غزوہ نہد جو بمقام عیس واقع ہوا۔ جمادی الاول میں ہوا تھا۔

## غزوہ بنو قرد

اس کا قصہ یہ ہے کہ کچھ دیہاتی لوگ مسلمانوں کے اونٹ بھاگ کرے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ قتادہ انصاری ایک جماعت کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور اونٹ واپس لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو ہوازن کی طرف بھجوا۔ وہ دیگ مسلمانوں کی گھات میں تھے۔ انہوں نے محمد بن مسلمہ کو پکڑ لیا اور آپ کے اصحاب کو قتل کر دیا۔ اس جنگ کو ذات السلاسل بھی کہتے ہیں۔ اور سلاسل ایک قلو کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو نبو عبد اللہ بن سعد اہل فدک کی طرف اپنے کے لئے روانہ کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی۔ کہ یہ لوگ خیمہ کے یہودیوں کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔

ایک سریر عبد الرحمن بن عوف ہے۔ جو دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں شعبان کی بات ہے۔ ایک اور سریر بنو نسیہ ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواریوں کو قتل کر دیا تھا اور اونٹ ہٹا کرے گئے تھے یہ لوگ تعداد میں ہیں تھے۔ جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اس میں ابو العاص بھی وسیع کا مال لوثا گیا۔ جو شام کی طرف بغرض تجارت جا رہے تھے۔ اور قریش کا مال بھی آپ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جالیا۔ اور مال کے ساتھ اونٹ بھی واپس لائے۔ اس ماہ میں غزوہ فایہ بھی واقعہ ہوا۔

## عمرہ حدیبیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار سے کچھ زیادہ لوگوں کے ساتھ عمرہ حدیبیہ کا قصد فرمایا۔ اور ستر اونٹ ان کے ساتھ تھے۔ قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے قریش کے پاس کرز بن عبد مناف اور خالد بن ولید کو بھیجا۔ اور قریشی کے اونٹوں کو اپنے مقام تک پہنچنے سے قریش نے روک دیا۔



آنحضرت صلعم نے قریش کے پاس مکہ میں حضرت عثمان کو بھیجا کہ وہ قریش کو آگاہ کریں کہ آنحضرت صلعم کا ارادہ صرف عمرہ کرنے کا ہے۔

جب جناب عثمان کے واپس آنے میں تاخیر ہو گئی۔ تو آنحضرت صلعم نے ببول ایکڑ کے درخت کے تلے اپنے اصحاب سے اس بات پر سبقت لی کہ وہ بھاگیں نہیں۔ زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم چل کر مقام ذوالحلیفہ تک پہنچ گئے۔ تو قربانی کے اونٹوں کے گلے میں تھلاوہ ڈالا۔ اور عمرہ کا احرام باندھا۔ آنحضرت صلعم جو ب عفاں کے نزدیک تمام غدیر اشطاط میں پہنچے۔ تو آپ کی خدمت میں عبیدہ خزاعی حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے لوگوں کو آپ سے لڑنے کے لئے جمع کر رکھا ہے۔ اور آپ کو بیت الاحرام میں جانے سے روکیں گے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم کوئی فکر نہ کرو۔ آنحضرت صلعم نے راستہ میں فرمایا بخالد بن ولید۔ مقام غسیم میں سراول دو۔ ستہ کے طور پر چالنا ہے۔ اس کو دہشتی طرف روک لو۔ جب آنحضرت شیبہ پہنچے۔ تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ فرمایا رقصی اونٹنی کو اس ذات نے روکا ہے۔ پس نے ہاتھی کو روکا تھا۔

آپ عذیبہ کی سرزمین پر پہنچے۔ تو بدیل بن ورقہ خزاعی خداعہ کی ایک بہاوت کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ اور عقبہ نے رسول اللہ صلعم کو نصیحت کی۔ اور اس نے بھی وہی بات کی جس طرح لوگوں نے کی تھی۔ بنی صلعم نے یہ دیکھا میں جنگ کرنے نہیں آیا ہم لوگ تو صرف عمرہ کی غرض سے آئے ہیں۔ آنحضرت صلعم اور اس کے درمیان جنگ اور صلح کی گفتگو ہوتی رہی۔ بدیل نے کہا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں میں جاکر اس سے قریش کو آگاہ کرتا ہوں۔ وہ قریش کے پاس آیا۔ اور کہا کہ یہ آدمی اس طرح اور اس طرح کہتا ہے۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا۔ وہ تم سے معقول بات کہتا ہے۔ اس کو قبول کر لو۔ انہوں نے کہا تم آنحضرت صلعم کے پاس جاؤ۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بھی بدیل کی گفتگو کی طرح آنحضرت صلعم سے گفتگو سنی۔ اس نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم کے اصحاب آپ کی کمال تعظیم اور حوریت کرتے ہیں جب وہ واپس آیا تو کہا اے قوم خدا کی قسم میں ایک وفد کے ساتھ قیصر کسریٰ اور نجاشی بادشاہ کے پاس گیا تھا۔ خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے ساتھیوں

لے اللہ تعالیٰ نے ابھر بادشاہ کے ہاتھی کو خاد کبہ کو گرانے سے روک دیا تھا۔ انہ محمد شریف عفی اللہ عنہ

کو اس کی اتنی عزت و توقیر کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر اصحابِ محمدؐ کی کرتے ہیں۔ وہ آپؐ کے اشارے پر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور آپؐ کے حکم کے بحالانے میں پہل کرتے ہیں۔ ان کے سلسلہ پانی آوازوں کو بند نہیں کرتے۔ اور ان کی تعظیم کی خاطر ان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے آپؐ نے معقول بات پیش کی ہے اس کو قبول کر لو۔ کنانہ کے ایک آدمی نے کہا کہ میں آپؐ کی خدمت میں جاتا ہوں۔ جب وہ ان لوگوں کو دکھائی دیا تو آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کے پاس قربانی کا اونٹ لے جاؤ۔ اس کے پاس قربانی کا اونٹ بھیج دیا گیا۔ مسلمانوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے اس بات کو دیکھا تو کہنے لگا یہی ان اللہ الیہ لوگوں کو بیتِ احمر کی طرف جانے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ مگر مکر بن حفص آگیا۔ وہ نبی صلعم سے گفتگو کرنے لگا۔ اور سہیل بن عمرو بھی آگیا۔ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا تم پر کام آسان ہو گیا ہے۔ سہیل بیٹھ گیا اور آنحضرتؐ صلعم سے انکساری کے ساتھ بات چیت کرنے لگا۔ آنحضرتؐ صلعم پر وحی نازل ہوئی کہ اس بات کو قبول کر لیا جائے۔ (یقین میں صلح ہو گئی)

**صلحنامہ حیدر علیہ**

حضرت علی علیہ السلام نے صلح نامہ تحریر کیا۔ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا (اے علیؑ) لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الی آخرہ حضرت نے تحریر کیا یا سمک اللہم فریقین نے یہ مصالحت کی ہے کہ سات سال تک جنگ نہیں ہوگی اور ہر سات سال کے عرصے میں لوگ امن میں رہیں گے۔ اور ایک دوسرے سے باز رہیں گے۔ ایک دوسرے کے پاس آنے جانے والے محفوظ ہوں گے اور جس شخص کو یہ بات پسند ہو وہ محمدؐ کے ذمے اور عہد و پیمان میں داخل ہو اور وہ داخل ہو سکے گا۔ اور جو شخص قریش کے عقد اور پیمان میں داخل ہونا چاہے گا۔ وہ داخل ہو سکے گا۔ اور کسی شخص کو اس کے مذہب چھرانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اور مکہ کی سرزمین پر علانیہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی۔ اور محمدؐ اس جگہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کر دیں اور وہ اگلے سال صرشتین دن کے لئے مکہ میں ہتھیار لگا کر سوار ہو کر آئیں۔ اور قریش کے تمام آدمی مکہ خالی کر دیں۔ صرف ان کا ایک آدمی مکہ میں رہ جائے گا۔ اور جو شخص محمدؐ اور آپؐ کے اصحاب کے پاس آئے گا۔ محمدؐ اس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے۔ اگر حضرتؐ کا کوئی صحابی قریش کے پاس چلا جائے گا۔ تو قریش اس کو محمدؐ کے پاس واپس نہیں کریں گے۔ مسلمانوں نے اس بارے میں چہ میگوئیاں



کیں نبی صلیم نے فرمایا کہ ہمارا جو آدمی قریش کے پاس چلے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے دُرِ کیا ہے اور ان کا جو آدمی ہمارے پاس آئے گا۔ اس کو میں واپس کر دوں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اسلام کی حقیقت کو جانے گا۔ تو اس کے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے گا۔ ابو جندل بن مسہل بن عمرو بیڑیوں میں جکڑا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا۔ سہیل نے کہا اے محمد! یہ پہلا شخص ہے جو آپ کی خدمت میں آیا ہے اس کو واپس کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں عہد و پیمان کو نہیں توڑ دوں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اس کو واپس کر دیجئے۔ میں اور کسی بات پر آپ سے مصالحت نہیں کروں گا۔ نبی صلیم نے فرمایا اس کو میرے پاس رہنے دو۔ اس نے کہا میں اس کو آپ کے پاس نہیں رہنے دوں گا۔ مگر نے کہا ہم نے اس کو پناہ دے دی ہے نا حضرت صلیم نے فرمایا اس پر کوئی خوف اور ڈر کی بات نہیں ہے یہ اپنے ماں باپ کے پاس واپس جا رہا ہے۔ اویس قوش کے ساتھ اپنے معاہدے کو قائم رکھتا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم مجھے اسلام لانے کے بعد اتنا شک (محمد کی نبوت میں نہیں) گزر۔ جتنا اس روز میں شک میں مبتلا ہوا مانع اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ انا فتحنا لک انحضرت صلیم نے قرآنی کے اونٹ کو ذبح کر دیا اور اپنے سر کے بال کترانے کا حکم دیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مدت کے ختم ہونے سے پہلے اہل مکہ پر سلام غالب ہو گیا تھا۔

صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلیم واپس مدینہ تشریف لائے۔ ابوبصیر بن السید میں حادثہ ثقیف مشرکوں کے پنجہ سے نکل کر بھاگ آیا۔ انھیں بن ثریق نے اس کے پیچھے دو آدمی بھیجے۔ اس نے ایک کو قتل کر دیا۔ ابوبصیر مسلم مہاجر کی حیثیت سے رسول اللہ صلیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلیم نے فرمایا اگر میرے پاس ایک آدمی بھی خلاف معاہدہ باقی رہ گیا۔ تو یہ بات جنگ بھرنے کے لئے کافی ہوگی آنحضرت صلیم نے فرمایا جہاں تمہاری مرضی آئے چلے جاؤ۔ ابوبصیر مدینہ سے روانہ ہوئے اور نیز اس کے ساتھ پانچ آدمی اور بھی شامل ہو گئے۔ یہ لوگ عیص اور ذوی مرو کے درمیان میں موجود تھے جو جمعینہ کی زمین تھی۔ جہاں سے قریش کے قافلے گذرتے تھے اور یہ علاقہ سیف البحر سے ملا ہوا تھا۔ ابو جندل جو مشرکین کی گرفت سے نکل کر موستہ سواروں کے جو مسلمان ہو چکے تھے ابوبصیر سے مل گئے۔ ان کے ساتھ کچھ لوگ غفار۔ اسلام اور جمعینہ کے بھی اگر شامل ہو گئے۔ ان کی تعداد تین سو

ہو گئی قریش کا جو قافلہ وہاں سے گذرتا۔ تو اس کو پکڑ لیتے۔ اور انھیں قتل کر دیتے انہوں نے قریش کے ایک قافلہ کو پکڑ لیا۔ جن میں ابو العاص شوہر خنیس پروردہ رسول موجود تھا انہوں نے اور لوگوں کو قتل کر دیا۔ لیکن ابو العاص کو قتل نہ کیا۔ قریش نے اوسفیال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ اور انکار ہی کے ساتھ عرض کی۔ کہ ان لوگوں کو اپنے پاس واپس بلا لیجئے۔ اور آئندہ ہمارا جو آدمی آپ کے پاس آئے اس کو بے شک روک لیجئے۔

## فتح خیبر

سندھ ہجری میں ماہ محرم الحرام میں واقعہ کے روایت کے بموجب خیبر فتح ہوا۔ بنی مسلم حبیب خیبر کے نزدیک پہنچے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا۔ اللہم رب السماوات وما ارضین ورب الارضین اسمع و اقلل و اظلل و اضر۔ ترجمہ اے مجبور میں اس بستی کی اور اس کے رہنے والوں کی بھلائی چاہتا ہوں۔ اور میں تم سے اس بستی کے شر سے اور اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

جب اہل خیبر نے حضرت علی علیہ السلام کے کارنامے ملاحظہ کئے۔ تو ابن ابی حقیق نے حضرت بنی مسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ سواری سے نیچے تشریف لائے ہیں آپ سے بات کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بہتر آپ نیچے تشریف لائے۔ اور اس نے بنی مسلم سے خیبر کے رہنے والوں کے خون کی حفاظت کی شرط کے ساتھ صلح کر لی اور وہ قلعہ سے ایک کپڑے کے ساتھ نکل کر چلے جائیں گے۔

## فدک

فدک والوں نے جب خیبر والوں کا قصہ سنا۔ تو انہوں نے محمد بن مسعود کو بنی مسلم کی خدمت میں بھیجا اور آنحضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ آپ انھیں کپڑے پہننے دیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التماس کی کہ آپ ان کا نصف مال لے لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں کی طرح ان سے بھی اس معاہدے پر مصالحت کر لی۔

اسی سال غزوہ بنو نضیر پیش آیا۔ انہوں نے اسلام کا دعوے کیا تو جو کچھ ان کا مال لیا گیا وہ انھیں واپس کر دیا۔ اودان کے مقتولین کی دیت ادا کر دی اور اسی سال غزوہ نجد واقعہ ہوا۔ بشیر بن رزام مہر دی۔ فہر بن ابی اسلمہ بن ابی اسلمہ نے عبد اللہ بن رواحہ کو تیس سو اوروں کی قیمت میں اس سے معاہدہ



کے لئے بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ کلبی کو نو مہ کی زمین کی طرف روانہ کیا۔ اور عتیبہ بن حصین ہمدی کو بنو نضہ کے پاس بھیجا۔ اور ماہ ذیقعدہ میں جدیبہ کا عمرہ قضا دوا کیا۔ اور مکہ میں داخل ہوئے۔ اور اپنے اونٹ پر بیٹھ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا آپ کے اونٹ کی محارم بن اور عبد اللہ بن رواحہ کے ہاتھ میں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تین روز قیام فرما رہے تھے۔

## جنگ موتہ

سندھ ہجری ماہ محادی الاول میں جنگ موتہ پیش آئی۔ کتاب ابان کی تحریر کے مطابق مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب جعفر کو ان کا قائد بنایا۔ اور فرمایا اگر جعفر قتل کر دیئے جائیں تو تمہارے سردار زبید ہوں گے۔ اور وہ بھی قتل ہو جائیں۔ تو تمہارے سردار عبد اللہ بن رواحہ ہوں گے۔ مسلمان روانہ ہو کر مقام معان پہنچے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ ہر قتل بادشاہ ایک لاکھ رومیوں کی فوج لے کر قارب میں پروا ڈلے ہوئے ہے۔ اور اس کے پاس ایک لاکھ فوج مستغریہ کی بھی تھی۔ ان لوگوں کی ٹڈبھیر زمین مشافہ پر ہو گئی۔ مشارت وہ جگہ ہے جس کی طرف مشرقی نواہیں منسوب ہیں۔ جو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے لئے بنائی جاتی تھیں۔ مسلمانوں میں مخالف کے کثرت لشکر کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا۔ ابن رواحہ نے کہا ہم لوگوں سے کثرت و قلت کے اعتبار سے نہیں لڑتے۔ بلکہ دین کی خاطر ہمارے کرتے ہیں۔ بلقا کی بستی کے پاس مسلمانوں کی ان کے ساتھ ٹڈبھیر ہو گئی۔ پھر یہ لڑتے ہوئے موتہ کے مقام پر پہنچے۔ بخاری میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر زبید اور ابن رواحہ کی موت کی خبر پہنچے سے پہلے سنائی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔

زید بن مادہم سے روایت ہے کہ جناب جعفر نے عفر گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کیا۔ آخر کار اس کے پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ جعفر اسلام میں پہلے شخص ہیں جس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹے گئے اور اس نے پیدل جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

فضیل بن یسار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس روز جناب جعفر شہید ہوئے تو آپ کے جسم مبارک پر پچاس زخم موجود تھے۔ انکو پچیس زخم صرت چہرہ مبارک پر تھے۔ محمد بن جریر طبری نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ علم زمین پر گر پڑا۔ تو ساتھ دالے آوی۔ نے اٹھالیا

اس سے خالد بن ولید نے لے لیا، عبدالرحمن بن سمرہ آنحضرت صلیع کی خدمت میں شہادت جعفر وغیرہ کی بخیلا یا۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے۔ کہ جب موتہ کا لشکر واپس مدینہ میں آیا۔ اور رسول اللہ صلیع سے ملا۔ تو صحابہ نے ان پر مٹی پھینکنا شروع کر دی۔ اور کہتے تھے اسے بھگورو۔ تم اللہ کی راہ سے بھاگ آئے ہو۔ آنحضرت صلیع نے فرمایا یہ بھگورے نہیں ہیں بلکہ بہادر ہیں۔

### فتح مکہ

فتح مکہ کا واقعہ رمضان کی دو راتیں یا تیرہ راتیں گورنے کے بعد پیش آیا۔ آنحضرت صلیع مکہ کی طرف دس ہزار آدمی لے کر نکلے۔ اور اس کے علاوہ چار ہزار گھوڑوں پر سوار بھی ساتھ تھے۔ اور اس موقع پر آیت اللہ تبارک اذا جاء نصر اللہ اور آیت انا فتحنا لک ہلال ہوئی۔

ہاں کا بیان ہے کہ جب یوسفیان کو اس بات کا علم ہوا اور وہ اس وقت شام میں تھا۔ پینہ میں رسول اللہ صلیع کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اے محمد! اپنی قوم کے خون کو محفوظ کیجئے اور قریش کو بچائیے۔ اور معاہدہ کی معاہدہ میں اور اضافہ قریش کے آپ نے فرمایا تم نے بے وفائی کی ہے۔ یسفین سے بلا انہوں نے اس کی کوئی شہزادی نہ کی۔ ام حبیبہ کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلیع کے بستر پر بیٹھے دگا۔ ام حبیبہ نے بستر لپیٹ لیا۔ کہا اسے پیٹی! یہ بستر مجھ سے زیادہ پیارا ہے۔ کہا میں بستر اللہ کے رسول کا ہے تم نجس اور مشرک ہو اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ پھر جناب فاطمہؑ کو حسین علیہم السلام سے سفارش طلب ہوا۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا آپ تمام قوم سے مجھ پر زیادہ بہرہ بان ہیں میں شش و پنج میں مبتلا ہوں مجھے نصیحت فرمائیے آپ نے فرمایا تم قوم قریش کے سردار ہو۔ لوگوں کے پاس جاؤ۔ ہاں سے مشورہ کرو پھر اپنی قوم کے پاس جاؤ۔ عرض کیا کیا یہ بات میرے لئے مفید ہو گی؟ آپ نے فرمایا۔ اس کا مجھے علم نہیں ہے لوگوں کے پاس آیا اور کہا۔ اے لوگو! میں تم سے مشورہ کرنے کے لئے ہوں۔ پھر اپنے اذن پر سوار ہو کر مکہ چلا آیا۔ قریش کے پاس آیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا تم نے ہاں کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کیا محمدؐ نے علیؑ کو گفتگو کی اجازت



دی تھی۔ کہا نہیں۔ انہوں نے کہا اس شخص نے تیرا مذاق اڑایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روانہ ہو کر مقام مراۓظہران میں قیام فرمایا۔ اسی رات ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ دریاقت حالات کے لئے مکہ سے باہر نکلے عباس نے ابوسفیان بن حادثہ اور عبداللہ بن امیہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات نیتہ الحقاب سے مقام پر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا آپ میرے مل باب قرآن ہو جائیں۔ ابوسفیان تیرے چچا کا بیٹا ہے۔ یہ تائب ہو کر آپ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔ اور یہ عبداللہ تیری بھوپھی کا بیٹا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے محل کے فرزند نے میری بے عزتی کی ہے۔ اور میری بھوپھی کا بیٹا وہ شخص ہے جو مکہ میں کہا کرتا تھا اے محمد! تم تجھ پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ نہ نکال دیں جناب ام سلمہ نے بھی ان دونوں کے بارے میں گفتگو کی۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے ساتھ وہ سداک فرمائیے جس طرح عبد صالح جناب یوسف نے اپنے بھائیوں سے سداک کیا تھا۔ کہ آج کے دن تم پر کوئی سزائش نہیں ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی بہت مان لی اور ان کی توبہ کو قبول کیا۔ عباس نے کہا خدا کی قسم! اگر ابوسفیان نہ مانتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بڑا شمشیر داخل ہوتے تو تمام قوم قریش ہلاک ہو جاتی۔ بنی صلیب سفید چہرہ سوار ہو کر بات چیت کی فکر میں تھے۔ یا ایسے نرم دل انسان کی حیثیت میں تھے۔ کہ کسی ایسے آدمی کو تلاش کریں جو جکران کو کہے کہ آپ سے اہل طلب کر لو۔ ابوسفیان نے جیل اور حکیم سے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ اس نے کہا کہ یہ آگ قبیلہ خزاعہ کی معلوم ہوتی ہے اس نے کہا کہ خزاعہ کے لوگ تو تھوڑے ہیں اور یہ آگ زیادہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ قبیلہ نسیم اور ربیعہ کی ہے۔ عباس نے ابوسفیان کی آواز کو پہچان لیا اور اس کو آواز دی۔ اور اس کو حالات سے آگاہ کیا۔ ابوسفیان نے کہا اب اس شکر سے بچنے کی کیا تدبیر ہے؟ اس نے کہا حاجوہانہ طور پر اس خیر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ آپ سے اہل طلب کر۔ اس نے اس بات پر عمل کیا۔ ابوسفیان اب جو چلا تو گیا دیکھتا ہے کہ دور دور تک آگ ہی آگ روشن ہے وہ حضرت عمر کے پاس پہنچا۔ حضرت عمر ابوسفیان اور عباس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ معادہ کے قدرت

عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور سعد کی بات چیت سے آپ کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد کی بات میں سے کوئی چیز بھی واقع نہ ہوگی۔ اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ سعد کے پاس جاؤ اور اس سے نشان لے لو۔ اور نشان لے کر آرام اور سکون کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جاؤ۔ سعد نے کہا اے علی اگر آپ نہ ہوتے، تو مجھ سے نشان نہ لیا جاتا۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل تیرا بھتیجا ایک بڑے ملک کا بادشاہ بن گیا ہے۔ عباس نے کہا اے ابوسفیان! تم پر افسوس ہے یہ حکومت نہیں ہے یہ نبوت کا کرم ہے۔ ابوسفیان قریش کے پاس وادی کے زیرین حصہ سے ہوتا ہوا آیا۔ اور انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ گردوغبار کیا ہے؟ اس نے کہا محمد ایک عظیم لشکر کے ساتھ تشریف لارہے ہیں۔ پھر حکا کر کہا۔ اے آل غالب اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ اور جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔ جب ہندہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ لوگوں کو سبکداری تھی اور کتنی تھی کہ اس بڑھے حیثیت کو قتل کر دو۔ قوم کا رہنما ایسی باتیں کرتا ہے اس نے کہا تیرے لئے طاقت ہو۔ میں نے بڑے بڑے سرداروں کو اور فارس کے بزرگ لوگوں کو بلو شاہل کندہ اور حیر کے نوجوانوں کو دیکھا ہے۔ لیکن انہیں مجھ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے تیرے لئے طاقت ہو۔ خدا کی قسم خاموش ہو جا۔ حق آگیا مصیبت دور ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمد کر چکے تھے کہ مکہ میں دس آدمیوں کے سوا اور کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ وہ دس آدمی یہ ہیں۔ جوہر بن نفیل بن کعب۔ قیس بن جبابہ۔ قرظہ مضعہ۔ ان لوگوں کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے قتل کر دیا تھا۔ عبداللہ بن خططل کو عمار نے قتل کیا۔ یابریدہ نے یاسید بن جبیب مخزومی نے قتل کیا تھا۔ صفوان بن امیہ جدہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ عبداللہ بن وہب نے اسے مار دیا۔ وہ عبداللہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمارہ سے آیا تھا اور یہ شخص اسلام لے آیا تھا۔ حکمران بن ہانی میں کی طرف بھاگ گیا۔ اور اسلام لے آیا عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق امیر المومنین کو معلوم ہوا۔ کہ وہ حضرت عثمان کے گھر میں چھپا ہوا ہے۔ حضرت عثمان اس کی سفارش کرنے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش منظور کر لی جب وہ چلا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

سعد بن عبادہ نے کہا۔ آپ نے اشارہ کیوں نہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشارہ کرنا نبی کی شان نہیں



عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور سعد کی بات چیت سے آپ کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد کی بات میں سے کوئی چیز بھی واقع نہ ہوگی۔ اور حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ سعد کے پاس جاؤ اور اس سے نشان لے لو۔ اور نشان لے کر آرام اور سکون کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جاؤ۔ سعد نے کہا اے علی اگر آپ نہ ہوتے، تو مجھ سے نشان نہ لیا جاتا۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل تیرا بھتیجا ایک بڑے ملک کا بادشاہ بن گیا ہے۔ عباس نے کہا اے ابوسفیان! تم پر افسوس ہے یہ حکومت نہیں ہے یہ نبوت کا کثرہ ہے۔ ابوسفیان قریش کے پاس وادی کے زیرین حصہ سے ہوتا ہوا آیا۔ اور انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ گردوغبار کیا ہے؟ اس نے کہا محمد ایک عظیم شکر کے ساتھ تشریف لارہے ہیں۔ پھر حکم کرکھا۔ اسے آل غالب اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ اور جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوگا۔ وہ اس میں ہوگا۔ جب ہندہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ لوگوں کو سبکداری تھی اور کہتی تھی کہ اس بڑھے خبیث کو قتل کر دو۔ قوم کا رہنما ایسی باتیں کرتا ہے اس نے کہا تیرے لئے طاقت ہو۔ میں نے بڑے بڑے سرداروں کو اور فارس کے بزرگ لوگوں کو، بادشاہوں کو اور حیر کے نوجوانوں کو دیکھا ہے۔ لیکن انہیں مجھ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے تیرے لئے طاقت ہو۔ خدا کی قسم خاموش ہو جاؤ حق ایسا مصیبت دہر ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چکے تھے کہ مکہ میں دس آدمیوں کے سوا اور کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ وہ دس آدمی یہ ہیں۔ جوہر بن نفیل بن کعب۔ قیس بن حبابہ۔ قرینہ بنیہ۔ ان لوگوں کو امیر المؤمنین حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کر دیا تھا۔ عبداللہ بن عمار نے قتل کیا۔ بابریدہ نے یاسید بن جبیب مخزومی نے قتل کیا تھا۔ صفوان بن امیہ جدہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ عبداللہ بن وہب نے اسے امان دے دی تھی۔ وہ عبداللہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمارہ لے آیا تھا اور یہ شخص اسلام لے آیا تھا۔ مگر وہ بنی ہاشم کی طرف بھاگ گیا۔ ابواسلام نے آیا عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق امیر المؤمنین کو معلوم ہوا۔ کہ وہ حضرت عثمان کے گھر میں چھپا ہوا ہے۔ حضرت عثمان اس کی سفارش کرنے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش منظور کر لی جب وہ چلا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

سعد بن عبادہ نے کہا۔ آپ نے اشارہ کیوں نہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشارہ کرنا نبی کی شان نہیں

ہے۔ بنو عبد المطلب کی نذر کرانی سارہ مقتولہ پالی گئی۔ جندہ ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گئی ابوسفیان نے آنحضرت معلّم کی خدمت میں عورتوں کی بیعت کے بارے میں گفتگو کی۔ اور ام الفضل نے اس بات کی تائید کی۔ اور ام الفضل نے عورتوں کے سامنے یہ آیت تلاوت کی۔ یا ایہا النبی اذا جاءك المؤمنات

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے چند اوباش آدمیوں کو دیکھا۔ تو آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ اور ہم لوگوں نے ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور باقی بھاگ گئے۔ مسلمانوں کے نین آدمی غصب ہو گئے تھے۔ جو کہ کے زیرین حصے میں داخل ہو گئے تھے۔ اور راستہ بھول گئے تھے۔ اور قتل کر دیئے گئے۔

بشیر نائل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خانہ کعبہ کی کنجی کس کے پاس ہے؟ انہوں نے کہا شیبہ کی ماں کے پاس موجود ہے آپ نے شیبہ کو بلا کر حکم دیا کہ اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ کنجی میرے پاس بھیج دے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے ہمارے بہادروں کو قتل کر دیا۔ اب آپ کا ارادہ ہے کہ ہماری عزت کو بھی لے لو۔ آپ نے فرمایا کنجی کو بھیج دیجئے ورنہ میں تمہیں زندہ قتل کر دوں گا۔ اس نے اپنے لڑکے کے غدیے میں کنجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجی کو لے لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو بلا کر کہا کہ یہ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور خانہ کعبہ کے دروازے کو کھولا اور اس پر غلاف چڑھایا۔ اور اس دن کے بعد خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کی رسم پڑھ گئی۔ پھر آپ نے اس لڑکے کو بلایا۔ اور اس نے اپنی چادر کو پھیلا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اندر کنجی ڈال دی۔ اور فرمایا: اس کو اپنی ماں کے پاس لے جاؤ۔ آپ نے اپنے دو قتل بخروں سے سناڑہ بند کر دیا۔ اور کہا:

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا اور ایک ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے

کی مدد کی۔ اور اس جواب پر یکم غائب آیا۔

قریش کے سرداروں کا خیال تھا کہ جب آنحضرت مسلم مکہ میں داخل ہونگے۔ تو ان کو تیس تیس کر دیں گے۔ مگر اس کے برعکس آنحضرت مسلم نے فرمایا کہ تمہیں یقین ہونا چاہیے۔ کہ ہر وہ خونِ مال و بیت جو جاہلیت میں کسی کسی پر عائد تھا۔ میں آج اس کو اپنے پاؤں سے پیچھے دفن کرتا ہوں۔ اور تم لوگوں کو



معلوم ہوتا چاہیے۔ کہ کعبہ کی کلید برداری اور حجاج کے پانی پلانے کا اعزاز ان لوگوں کی طرف منتقل ہو گا۔ جو ان دونوں کے حصول کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ بعد میں آگاہ ہوتا چاہیے کہ اللہ کی حرمت کی وجہ سے کعبہ کی حرمت کی جگہ ہے اور مجھ سے پہلے میرے اس وقت تک سے پہلے بھی کسی کے لئے حلت کی جگہ نہیں تھی۔ یہ قیامت کے قائم ہونے تک حرمت کی جگہ ہے۔ اس میں کسی قسم کی شوش نہیں کی جا سکتی اس کا درخت نہیں کاٹا جائے گا۔ یہاں فکار نہیں کیا جائے گا۔

پھر فرمایا اسے قوش تم نبی کے بہت برے ہمسایہ تھے۔ تم نے مجھے جھٹایا۔ مجھے گھر سے نکال دیا مجھے کمزور کر دیا۔ تم کسی حال پر مجھ سے راضی نہ ہوئے۔ تم نے اس پولس نہ کیا۔ بلکہ میرے شہر مدینہ میں لڑائی کرنے کے لئے چڑھ کر آ گئے۔ اور مجھ سے جنگ کی۔ اب ہمارے میں تم کو آزاد کر رہا ہوں یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

بلال نے خانہ کعبہ میں اذان دی۔ حکمران نے اس بات کو ناپسند کیا۔ خالد بن ولید نے کہا شکر ہے اس بات کا جس نے ابو عتاب کو اس دن کرم کیا۔ سہیل بن عمرو نے بھی کوئی بات کی۔ حارث بن شام نے کہا کہ محمد کو اس سپاہ کو سے صوا اور کوئی اذان دیتے ولا نہیں ملا۔ ابوسفیان نے کہا میں تو کوئی بات نہیں کہوں گا۔ خدا کی قسم اگر میں کچھ کہوں تو مجھے یقین ہے کہ جلد ہی سن کر محمد کو اس بات سے آگاہ کر دے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کے ذریعہ اسی کو ان کی گفتگو کے متعلق کلام بھیجا۔ عتاب نے معافی طلب کی۔ اور اسلام لے آیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ کا مکہ بنا دیا۔ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بیت رکھے ہوئے تھے۔ اور ایک سو دس کے ساتھ سکے سے بڑے گئے تھے۔

ابوسفیان نے فتح مکہ کی رات منات کو حبشہ کی طرف بھیج دیا۔ منات حبشہ سے ہندوستان کی طرف منتقل ہوا۔ اس کے پوجاریوں نے اس کے لئے ایک مٹھاپیس کا گھرتیار کیا۔ اور وہ نضاہیں سلطان محمد بن تغلق کے زمانے کے تعلق رہا۔ جب محمود غزنوی نے ہندوستان کو فتح کیا۔ تو اس نے مٹھاپیس گھر کو مسمار کر دیا اور بت سومناٹ لڑائی شہر اصفہان لے آیا۔ اور اسے گزر گاد کے نیچے دفن کر دیا۔ جب سول

لے کا بت منات سے سومناٹ میں گیا۔ جو پارس کا ایک شہر ہندو ہے جس کو سلطان محمود غزنوی نے فتح کیا تھا۔ جس کا تمام سال لے کر ایران معائنہ ہو گیا۔ مترجم

اللہ صلعم مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ مجھے سنگریزوں کی ایک مٹی دے دو مال آخرہ (مصنف نے واقعے کو ادھر ادھر چھوڑ دیا ہے) اس کے بعد آنحضرت صلعم نے بنو ذیل کے پاس معویہ بن ابیہ کو اور بنو مغارب کے پاس عبداللہ بن ریحل اور بنو خزیمہ بن عامر کے پاس خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ اور یہ لوگ مقام غبیہ صامیہ میں رہتے تھے۔ خالد نے معاہدہ کے بعد ان پر لوٹ مار کر دی اور ان کے چند آدمیوں کو گرفتار کر لیا بنی صلعم نے خالد کے اس فعل سے بیزاری ظاہر کی۔

## غزوہ حنین

تفیلہ ہوازن نے ولایت حنین میں فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا آنحضرت صلعم کے ساتھ دس ہزار فوج تھی مگر دو ہزار سپاہی مکہ سے آکر مل گئے تھے آنحضرت صلعم نے صفوان بن ابیہ سے سونڈیاں مستعار لیں اور یہ شخص قبیلہ جشم کا رئیس تھا حضرت ابو بکرؓ اپنی کثرت کو دیکھ کر اترا یا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ د یوم حنین اذ عجزتکم صخرکم لا لوہرے ہاک بن عوف نفری قیس اور ثقیف کے قبائل کے ساتھ میدان جنگ میں اترا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہوازن کے ساتھ درید بن صمد تھا۔ انہوں نے اس کو دھڑے آدمی کو بطور برکت ساتھ لے لیا تھا جب یہ لوگ مقام اوطاس میں آئے۔ تو اس نے کہا یہ گھوڑے ہڈانے کے لئے اچھے جگہ ہے نہ زیادہ زمین سخت ہے اور نہ زیادہ نرم۔ اس نے کہا بچے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں اونٹ کا بیلانا گدھے کا ہینگنا۔ بچے کا رونا بکری کا مینا۔ اور بیل کے کارنے کی آواز گوسن دہا ہوں اور اس نے اس بارے میں ابن عوف سے گفتگو کی۔ اس نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کے پیچھے اس کے بل پیچھے اور مال کو کر دوں۔ اور وہ ابن کی طرف سے مقابلہ کرے ورنہ نے کہا تم پر افسوس ہے۔ تم ایسا نہ کرو۔ کیا بھاگنے والوں کے لئے یہ چیزیں مفید ہوں گی تجھے صخرہ کو اور نیزے سے صلح فائدہ دے گا۔ مگر تم نے جنگ میں شکست اٹھائی۔ تو اس کو قریب سے نیزے سے بل بچوں کے سامنے رسوائی ہوگی عوف نے کہا آپ بڑے ہو گئے اس لئے آپ کا علم چلا گیا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ مخالف فوج گھائی کے تنگ راستوں میں چپ کر بیٹھ گئی۔ ہم



نے اپنا ملک قوم کے جتھوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ جنہوں نے بنو سلیم کو شکست دے دی جو مقدمہ  
 ابھیش میں تھے۔ اور جو لوگ ان کے پیچھے تھے۔ وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ صرف حضرت علی  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنہا باقی رہ گئے۔ اور آپ کے ہاتھ میں علم تھا۔ ملک بن عوف نے کہا مجھے  
 مجھ کو دکھلاؤ۔ انہوں نے آپ کو دکھلا دیا۔ اس نے آپ پر حملہ کر دیا۔ ایمن بن عبیدہ جو ام ایمن کا بیٹا  
 تھا۔ اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ دونوں گتہ گتہ گئے۔ مالک نے اس کو قتل کر دیا۔ جب مسلمانوں کا  
 لشکر شکست کھا کر بھاگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے کہا جو بلند آواز تھے۔ کہ قوم کو بکاؤ۔  
 اور ان کو وعدہ یاد دلاؤ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ آیت سزاؤ تھی۔ ولقد کانوا عاہداً واللہ  
 من قبل عباس نے بلند آواز سے پکارنا شروع کیا۔ اے درخت کے تلے بیعت کرنے  
 والو کہاں بھاگ رہے ہو؟ اپنے وعدے اور عہد کو یاد کرو۔ مخالف قوم سر پر موجود ہے یہ بات  
 شوال کی پہلی رات کا ہے لوگ سرٹ بھاگ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگنے والوں کو اپنے  
 چہرے مبارک کی روشنی سے جو چوڑھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا حضرت علی و دونوں  
 گھائیوں کے درمیان مخالفین سے جہاد کر رہے تھے۔ اور آپ کی مدد بعض انصار کر رہے تھے۔  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بکاب پر کھڑے۔ اور لوگوں سے اونچا ہو کر فرمایا۔ اب جنگ گرم ہو گئی ہے ابھاگنے  
 سے بہتر کرو۔ میں نبی ہوں۔ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ مسلمان لگا کر دشمن  
 کو قتل کر رہے تھے۔ اور ان میں بعض کو گرتا کر رہے تھے۔ آخر کار دن بلند ہو گیا۔ آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے زک جاتے کا حکم دیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی جنگ میں  
 چار ہزار آدمیوں کو قید کیا۔ اور بارہ ہزار اونٹنوں کو بکڑا۔ اور اس کے علاوہ اور مال بھی تھا جس کی  
 صحیح تعداد معلوم نہیں ہے۔ امام زہری کی روایت کے موجب چھ ہزار بچے اور عورتیں قید  
 ہوئیں اور جانوروں کی تعداد شمار سے باہر ہے اور ان کی ٹھیک تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

## جنگ اوطاس وغیرہ

قیدہ تعیف طائف کی طرف چلا گیا۔ اور اعراب اوطاس کی طرف روانہ ہو گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ابو عامر اشعری کو اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر چھاڑ دیا اور خود قتل ہو گیا۔ اس کے چچا زاد بھائی ابو موسیٰ اشعری نے غم سے لیا اور اوطاس کو قتل کر لیا، ابوسفیان کو تیغ کی طرف روانہ کیا۔ بنو ثقیف نے ابوسفیان کے چہرے پر ضربیں لگائیں۔ وہ شکست کھا کر واپس آگیا اور فرار کے حیلے بہانے کرتا تھا۔ آنحضرت خود طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ کئی دن تک ان لوگوں کا محاصرہ کئے رہے آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو چند سواروں کیساتھ روانہ کیا۔ شہاب بن عباس مقابلے کے لئے نکلا۔ حضرت علی نے بڑھ کر اسے قتل کر دیا اور آپ نے ان کے تلوں کو توڑ دیا۔ ہمدردی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے باز کی باتیں بیان کیں قصہ محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کا محاصرہ میں دن جاری رکھا۔ ابو بکر، سعید اور سلمان ایک جماعت کے ساتھ نیچے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ جب طائف کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو کہتے تھے کہ ہمارے خدمت واپس کر دیجئے۔ جو آپ کے پاس ڈرائے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔ جنگ اوطاس وغیرہ ماہ رجب ۳ھ میں واقع ہوئی۔ آیت انظر واخفا تا وثقالا نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: مجبور اور لاچار لشکر کے ساتھ ہمدردی کرنے کی طرف رغبت رکھو۔ عکس عثمانی عبد الرحمن غلام اور زبیر وغیرہم سے مال خرچ کیا۔ آیت تفرقوا لتفترقوا نازل ہوئی۔ تمام صحابہ نے گرمی کی شدت اور پانی کی قلت کی شکایت کی اور جنگ نہ کرنے کا اظہار کیا۔ ان اسباب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے شہر تبوک کا قصد فرمایا۔ روایت ہے کہ وہ شہر تبوک نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ یہ تبوک صحابہ پانی کی تلاش کی خاطر زمیں کو کھودتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا اور ان کی آنتوں کا خون جو کس یا جنگ تبوک کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ اور فرمایا: اے علی! مدینہ تیرے پیارے قیام کی وجہ سے ٹھیک رہ سکتا ہے۔ یہ بات اس لئے ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں اپنے دشمنوں کے غلبہ کا ڈر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں علی کا قیام کرا کے اپنے بعد علی کی خلافت پر بس کر دی تھی۔ انصار کے سوا اور لوگوں کو یہ بات گراں گزری۔ تینتہ اوداع کے مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کو چلنے کا حکم دیا لیکن اکثر صحابہ نے کپڑے کو چھوئے اور بیت و محل



کا نبوت دیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی الاحقر وا بعد بکم الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو کر مقام جوف میں قیام فرما ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر عبداللہ بن ابی راسے سے واپس مڑ کر آگیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی هو الذی یدک بنصرہ وباللہ وہدین والفر بین قلوبہم الخ ایک یہ آیت ہے کہ عبداللہ بن ابی نے معذرت کرتے ہوئے قسم کھائی تو یہ آیت نازل ہوئی یسئلون باللہ لوانطعننا فخر جنامہ کھراخ

بنو غفار کے بعض آدمیوں نے یہ چمے رہ جانے کی آنحضرت سے اجازت طلب کی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وجاد المعذران کاذبین تک نازل ہوئی۔ جہن قیس اور منیب بن قیس اور ان دونوں کے ساتھیوں نے جو منافق تھے جن کی تعداد اسی آدمیوں پر مشتمل تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں عدم شمولیت کی اجازت طلب کی۔ جہن قیس نے اپنی عورتوں کی حفاظت کا بہانہ کیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ومنہم من یقول ائذن لی۔

ایک منافق نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ گئی کے زمانے میں جنگ کی طرف کوچ نہ کرو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ قل نار جہنم اشد حرأ بعض نے کہا ہم عرب میں لڑ سکتے ہیں، اور روم میں جا کر نہیں لڑ سکتے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ولئن ساءتھم لیمقون انما کنا نخوف۔ معقل بن سيار صخر بن فناء۔ عبداللہ بن کعب، علیہ بن زید، سالم بن عمیر، ثعلبہ بن عثم اور عبداللہ بن متقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے گھوڑوں یا خیروں وغیرہ کے حصول کا سوال کیا جب یہ جبر نہ آئے۔ تو روتے ہوئے واپس پٹ آئے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ ولا علی الذین اذا ما اقول لتحملا لہم الخ نہری کا بیان ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک۔ طال بن امیہ اور مرادہ بن امیہ ان تینوں کی جنگ میں شمولیت نہ کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وعلی الثلاثة الذین خلطوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ حتی ضاقت علیہم الارض بما رجت ثم ولیمہ مدبرین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام جوف میں پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ آپ نے مجھے مدینہ میں اس لئے قائم مقام بنایا ہے کہ آپ مجھے ایک سبوح عسوس کہتے ہیں۔ اور آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ ہمیشہ بغیرہ کو ستاتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا، حضرت علی نے عرض کیا میں راضی ہوں میں راضی ہوں فرمایا اے بھائی واپس اپنی جگہ ٹوٹ جاؤ۔ مدینہ کا انتظام صرف تمہارے یا میرے ذریعے ہی ٹھیک ہو سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ کمزور آدمیوں اور مرثیوں کو واپس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ یس علی الضعفاء کمزور اور ضعیف آدمی اگر جنگ میں شامل نہ ہوں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے حضرت ابو ذر اپنی اونٹنی کے انتظار میں ٹھہر گئے تھے جب اونٹنی نہ ملی تو سیدل زاد راہ لے کر چل پڑے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک منزل پر اس بات پر آگاہ کیا گیا کہ ابو ذر سیدل چل کر ہم سے آئے ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ ابو ذر پر رحم کرے۔ وہ یکے زندگی بسر کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں ماہ شعبان شگل کے روز تشریف لائے۔ اور اسی روز منافقین ظاہر ہو گئے۔ خرکوشی کا بیان ہے کہ منافقین کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ تھی۔ واقعہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار آدمی گھوڑے سوار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں تین روز قیام کیا۔ نجمہ بن زید بن عیس تبوک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آئے اس میں حاضر ہوا۔ اند جزیرہ پیش کیا اور آئندہ کے لئے جزیرہ دینا منظور کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک نوشتہ لکھ دیا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جریبا اور ذرع کو نوشتہ لکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ کو بنو سلیم کے کچھ لوگوں کے پاس اور جہوج کو قبیلہ بنی کے پاس بھیجا جب یہ لوگ ان کے قریب پہنچ گئے۔ تو وہ بھاگ گئے خالد کو تیس سو آدمیوں کی معیت اور عبدالرحمن بن عوف کو سات سو آدمیوں کے ساتھ اکیلا اور دوتہ الجندل کے سردار کی طرف روانہ کیا۔

## فصل

### لطائف کے بیان میں

مگر آدم علیہ السلام کو ایک دفعہ فرشتوں نے سجدہ کیا۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم



بیر اللہ تعالیٰ، فرشتے اور تمام لوگ قیامت تک درود پڑھتے رہیں گے۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کا قبضہ قرار پاتے تھے تو آنحضرت صلیم کو اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات تمام انبیاء علیہم السلام کا امام بنایا تھا۔ حتیٰ کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بھی امام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور آنحضرت صلیم کو نور سے خلق کیا۔ اور آنحضرت صلیم نے فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب جناب آدم پانی اور مٹی کے مسائل طے کر رہے تھے۔ اگرچہ حضرت آدم پہلی مخلوق ہیں۔ لیکن اللہ نے محمد کو اس سے پہلے پیدا کیا تھا۔ رسول اللہ صلیم نے فرمایا: ان الله خلقني من نور و خلق ذلك النور قبل آدم بالف سنة اللہ تعالیٰ نے مجھے نور سے پیدا کیا اور اس نور کو حضرت آدم علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں۔ تو

حضرت محمد صلیم سید الانبیاء میں آنحضرت صلیم نے فرمایا: آدم و من دونه تحت لوائی یوم القیامۃ آدم اور اس کے علاوہ اور انبیاء قیامت کے روز میرے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ اگرچہ حضرت آدم پہلے نبی ہیں۔ لیکن حضرت محمد ان سے مقدم ہیں۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا: کنت نبیاً و آدم منقول فی طینتہ میں اس وقت نبی تھا۔ جب آدم ہی میں گندھے ہوئے تھے۔ اگرچہ آدم کے مقابلہ میں فرشتے آسمان میں قبل ہو گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلیم کو قرآن کا ایسا معجزہ عطا کیا جس کی نظیر لانے سے اولین اور آخرین در ماندہ اور عاجز ہیں۔

اگر حضرت آدم علیہ السلام کے لئے یہ کہا گیا۔ فتلقى ادم من ربه کلمات فتاب علیہ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلیم سے فرمایا: اذکرت انک انت اول من خلق الله؟ اگر آدم بہشت میں داخل ہوئے تو رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے قلب تو سین او ادنیٰ کی منزل تک بلند کیا۔ حضرت

ادیس علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ورفعنہ مکانا علیا ہم نے ادیس کو بلند جگہ یعنی آسمان تک بلند کیا۔ اور نبی صلیم کے متعلق کہا: ورفعتہ لک ذکر ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔ حضرت ادیس علیہ السلام سے اس کے لبائے سرگوشی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلیم کو ندا دی: اوحی الی عبدہ ما ووحی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد سے وحی کی جو بھی وحی کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادیس کو اس کے مرنے کے بعد کھانا کھلایا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو آپ کی زندگی میں کھانا کھلایا۔ رسول اللہ صلیم نے فرمایا: انی لست کاحد کمرانی ابیت عند ربی ویطغی رسیقینی

میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں اپنے رب کے پاس رات بسر کرتا ہوں۔ وہ مجھے کھاتے ہیں اور پانی پلاتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر چلتی تھی جس پر مومن اور کافرو دونوں سوار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر پانی پر پتھر چلا دیا۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چشمے کے کنارے موجود تھے اور اس چشمے کی پشت پر ایک بہت بڑا ٹیلہ تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل نے کہا اے محمد! اگر آپ نبی ہیں تو اس ٹیلے کے پتھروں میں سے ایک پتھر کو بلایئے وہ پانی پر چلے۔ اور اس کو عبور کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر کو بلایا۔ وہ پانی کی سطح پر چلتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ جس طرح آیا تھا اسی طرح واپس چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نوح کی دعا کو قبول کر لیا تھا کہ زمین پر اس کی قوم کا کوئی درو باقی نہ رہے۔ آسمان سے بارش کی شکل میں پانی برسا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد کی دعا کو بارہا قبول رحمت کی صورت میں قبول کیا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ حوالہ لینا واجب ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رسولوں اور محمد رحمت دالے رسول ہیں۔ صالوہ السلام الاممہ للعالمین نوح نے اپنی ذات اور ایک مختار گروہ کے لئے دعا کی تھی۔ رب اغفر لی ولوالدی اے جو مجھے بعد میرے والدین کو بخش دے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام اُمت کے لئے دعا کی تھی جو میں میں پیدا ہو چکے تھے۔ اور جو پیدا نہیں ہوئے تھے۔ داعف عنا ہم سب کو معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح کے بارے میں کہا: وجعلنا ذریۃ ہم الباقین ہم نے نوح کی اولاد کو باقی رکھا۔ اور حضرت محمد کے بارے میں ذریۃ بعضها من بعض نوح کی کشتی دنیا میں نجات دلائی گئی۔ اور محمد کی اولاد قیامت میں نجات کا سبب ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مثل اہل بیت کفیل سلیمۃ نوح من ذب بخاد من خلف عنائہم ذوق وھوی میرے اہل بیت کی کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہو گیا تھا۔ نجات پا گیا تھا جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ غرق ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ ان ابنی من اہلی میرا بیٹا میرے لئے ہے۔ حضرت نوح کو جواب ملا: تیرا بیٹا میرے اہل سے نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے دشمنوں کا اعلان کیا۔ اور عداوت کی تلواہیں آپ پر بلند کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: انہی سے نہیں دیکھا تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنے دشمنوں پر آندھ کی امداد سے غالب ہوا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دنی



عالم اذ اسلما علیہم ریحاً علوی قوم یہ ہم نے آندھی کو بھیجا تھا۔ حضرت محمد مصلم کی اللہ تعالیٰ نے جنگ خندق کے روز آندھی اور فرشتوں دونوں کے ذریعے مدد کی تھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یہ یحزوم تروھا ایسا لشکر بھیجا تھا جس کو تم نے نہیں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہود کے مقابلہ میں محمد مصلم کی آمد تو تین ہزار فرشتوں سے اسد زیادہ کی۔ آنحضرت مصلم کو ہود علیہ السلام پر نصیحت دی ہود والی آندھی مارا تھی اور عذاب کی آندھی تھی۔ اور حضرت محمد مصلم کی خاطر جو آندھی جنگ خندق کے روز چلائی تھی وہ رحمت کی آندھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا یا ایہا الذین امنوا ذکرنا نعمۃ اللہ علیکم اذ جئکم ریحاً لئلا یمنوا باللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب کہ تمہارے پاس آندھی کی شکل میں آئی تھی ہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر کیا۔ اور جب قوم نے جھڑپا تو اللہ تعالیٰ سے شکایت کی۔ رسول اللہ صلم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر کیا اور جب قوم نے آپ کی تکذیب کی۔ آپ کو نکال دیا اور آپ پر پتھر پھرانے لگا۔ اور ابو جہل نے آپ پر بکری کی اوبھری پھینکی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے جہانمیل فرشتے کو وحی کی۔ جو پہاڑوں کا فرشتہ ہے کہ پہاڑ کو شکاف کر کے حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ جس طرح آپ حکم دیں۔ وہی پہاڑ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ نے مجھے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ حکم دیں تو میں ان سب کو پہاڑوں کے اندر ڈھک دوں۔ اور میں ان کو پہاڑوں کے ذریعے ہلاک کر دوں۔ آپ نے فرمایا میں رحمت کا بنی ہوں۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی خاطر ایک عشرِ ثانی اومنی کو مٹھوس پتھر سے نکالا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد مصلم کی خاطر پہاڑوں کے درمیان سے ایک آدمی کو باہر نکالا۔ جو آپ کے حق میں یہ دعا کر رہا تھا اللہم ارنیع لہ ذکر اللہم اوجب لہ اجر اللہم احططہ عنہ قدر اے مجھو! محمد کا ذکر بلند کر۔ اے مجھو! اس کی مروت کی کو واجب قرار دے۔ اسے پلنے والے محمد کا بوجھ ہلکا کر۔ صالح کی اومنی کی کو پتھر کاٹ دی گئیں تھیں۔ اور محمد کی اولاد کے احضار کر کے کی بے آب و گیاہ زمین میں یہی بوند کی بھوک اور پیاس کی شدت کے عالم میں اکاٹھے گئے۔ ابو القحاسم باسع نے کہا

لما قۃ صالح نادنا انا س قد خر وعلی قتل الحسین

حضرت صالح کی نوٹنی کے پاؤں کھٹے وقت لوگوں نے فریاد کی۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے حسین کی شہادت کے کوئی فریاد نہ کیا۔ حضرت صالح اپنی قوم کو عذاب خداوندی سے ڈرایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے صالح سے کہا یا صالح اتنا بعذاب اسے صالح ہم عذاب لائیں گے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت ہیں آپ کے متعلق کہا وما ازسلناک الا رحمة للعالمین اے محمد! ہم نے آپ کو عظیم رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ صالح کی نوٹنی نے حضرت صالح سے بات چیت نہیں کی تھی۔ اور آپ کی نبوت کی گواہی نہیں دی تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے شمار اونٹنیوں نے کلام کیا۔ حضرت لوط علیہ السلام آپ کے بارے میں حسان بن ثابت نے کہا ہے

وان کان لوط دعساریہ علی النجوم ما استوصلوا بالہلا  
جناب لوط نے اپنی قوم کے لئے اپنے سب سے بددعا کی۔ وہ مصیبت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئی۔

فان النبی بیدار دعا علی المشرکین بسیف الفنا  
بدر کی جنگ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو بددعا کی۔ وہ تلوار کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

ثنا مرآۃ جبرائیل من نوبہ بلیک لبیاب سل ما لشاء  
جناب جبرائیل نے اوپر سے آواز دی لیک لیک جو کچھ چاہو مانگ لو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ملک سے ملک کی سیر کی تھی رد لک تری براہیم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ملک سے دوسرا ملک دیکھا تھا، اللہ تعالیٰ ربک کیف مد الہل ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو طلب کرنے والے ہیں انی ذاہب الی ربی میں آپ کے پاس جا رہا ہوں اور محبوب ذات باری تعالیٰ کو مطلوب ہیں۔ اسری بیدار لبیلا اپنے بندے محمد کو رات کو سیر کرائی۔ خلیل ابراہیم نے کہا۔ والذی اطمع ان یغفر لی۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے مجھے امید ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا۔ اور اپنے حبیب محمد سے فرمایا۔ لیغفر لک اللہ خلیل نے کہا ولا تخزن فی حبیب نے کہا بومر لا یخزی اللہ خلیل نے وسط النہار کہا حبیبی اللہ اور حبیب سے کہا یا ایہا النبی حبیبک اللہ خلیل نے کہا واجعل لی لسان صدق مجھے سچائی کی زبان قرار



جسے حبیب نے کہا ورفعتنا لک ذکرک ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔ خلیل نے کہا وادنا  
مناسکنا ہم نے مناسک میں دکھا۔ حبیب سے لڑیہ خلیل نے کہا واجعلنی ورثة جنة النعیم  
میں جنت کی نعمتوں کا وارث قرار دے۔ حبیب سے کہا۔ والله فرقة خیر لک آخرت تیرے لئے  
بہتر ہوگی۔ خلیل نے کہا ولذی یطعمنی اللہ مجھے کھانا کھاتا ہے۔ حبیب سے کہا اطعمهم  
من جوع میں ان لوگوں کو بھوک کے باعث کھانا کھاتا ہوں تیری وجہ سے۔ خلیل نے آذی  
کے معاملہ میں اپنے دشمنوں کے لئے نخل سے کام لیا۔ اور کہا ولذی اهل من الثمرات میرے  
اہل کو پھلوں کے رزق سے مالا مال کر۔ اور حبیب نے رزق کے معاملہ میں اپنے دشمنوں سے سخاوت کی۔  
حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو ٹوکنا پڑا۔ ولا یسطها کل البسط روزی کو ان پر زیادہ کشادہ نہ کر خلیل نے کہا  
اقسم بالله میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں (نیز کہا) وباللہ لا یدن احدکم اللہ نے حبیب کی  
زندگی کی قسم کھائی لعنہ انہ صنف سکرۃ تیری زندگی کی قسم وہ (کفر کی) مدہوشی میں گرفتار ہیں۔  
اللہ تعالیٰ نے مقام خلیل کو قبلہ قرار دیا۔ واتخذ دامن مقاصد ابواہبیم حبیب کے حالات  
اقوال اور افعال کو قبلہ قرار دیا۔ لقد کانکم فی رسول اللہ اسوۃ تمہیں رسول اللہ صلیم کے  
کردار کی پیروی کرنی چاہیے۔

خلیل نے اپنی قوم کے بتوں کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے باعث توڑ دیا تھا۔ حبیب نے خانہ کعبہ کے  
بچے سوساٹ بتوں کو توڑ دیا اور جس شخص نے ان بتوں کی پوجا کی تھی۔ اس کو تلوار کے ذریعے ذیل اور رسوا  
کیا۔ خلیل کو امتحان کے بعد برگزیدہ کیا۔ ولقد اصطفیٰہ اور حبیب کو امتحان سے پہلے برگزیدہ کیا  
اطلہ بنطاشی خلیل نے رب خلیل کی راویں مل خرمج کیا۔ اور اللہ خلیل نے اپنے حبیب کی خاطر مقام  
کائنات کو پیدا کیا۔ مقام خلیل مقام حضرت ہے۔ اور مقام حبیب مقام شفاعت ہے۔ عسی ان  
یبعثک ربک۔ مقام محمودا غفریب تیرا رب تجھے مقام محمود (مقام شفاعت) پر کھڑا کرے گا۔  
سفارش کرنے والا قدرت کرنے والے سے افضل ہوتا ہے خلیل نے ابتداء و صلوات طلب کی اور کہا۔  
یہ میرا رب ہے۔ (قال هذا ربی) اور حبیب نے بقاء و صلوات کو طلب کیا۔ دامرت ان اکون  
من المسلسلین مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مسلمانوں میں ہو جاؤں۔ بقاء ابتداء سے افضل ہے۔  
اللہ تعالیٰ نے آگ کو خلیل پر سلاستی کے ساتھ ٹھنڈا کیا جب غیر میں عورت نے آنحضرت صلیم کو

زہر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے زہر کے اثر کو آنحضرت صلیم کے شکم مبارک میں دھور کیا گیا۔ نیز آنحضرت صلیم کے لئے جہنم کی آگ کو طبع کیا جس کا ایک حصہ تمام دنیا کی آگ ہے۔ خلیل نے حج اور قربانی کی منادی کی تھی واذن نے الناس بالجمع حبیب نے اسلام اور ایمان کی منادی کی۔ اور ایمان کی منادی اس طرح کی۔ ان امنوا بربکمہ اپنے رب کے ساتھ ایمان لاؤ۔ خلیل سے کہا اور لہ تو من کیا تم ایمان نہیں لائے، حبیب نے کہا امن الرسول رسول محمد ایمان لایا۔ خلیل نے کہا فافہم عدوئی وہ میرے دشمن ہیں اور حبیب سے کہا لولاک لما خلقت الافلاک اگر آپ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ خلیل سے کہا گیا۔ وذنینا ہذبح عظیم حبیب کے باپ عبد اللہ کا ندیہ سوانٹ قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیل کی اولاد میں برکت عطا کی۔ جسے کہ حضرت داود نے اپنے زمانے میں ان کے شمار کرنے کا حکم دیا۔ تو لوگ ان کا شمار کر کے اللہ تعالیٰ نے خلیل کی طرف وحی کی کہ جب تم نے اپنے فرزند اسمعیل کے ذبح کرنے میں میری اطاعت کی۔ تو میں نے تیری اولاد میں کثرت دی اور حبیب کا جب اس کے بیٹے امام حسین کے ذبح کرنے کے ساتھ امتحان لیا گیا تو آپ کی اولاد میں کثرت عطا کی گئی۔ خلیل کا وصل اللہ تعالیٰ سے بالواسطہ کنانک نری ابراہیم ہوا اور حبیب کا وصل بلا واسطہ ہوا۔ شہر دفی فتدلی۔ خلیل نے خانہ کعبہ بنا کر رضائے خداوندی حاصل کی۔ راڈی رفیع ابراہیم ہا تقواعد من بیت اللہ تعالیٰ نے تجویز کعبہ کا حکم رضائے حبیب کی خاطر دیا۔ فلو یسک قبلة ترضہا خلیل کا امتحان پہلے لیا گیا۔ اور آخر میں آپ کا اجتبا ہوا۔ واذ ابسی ابراہیم ربہ اور حبیب کی ابتدائی بشارت کے ذریعے کی ینظہر علی الذین کلہ خلیل نے سوال کیا۔ واجسی وبنی ان نعبد الاصنام اور حبیب سے کہا انما یرید اللہ ینذہب عنکم الاحبس خلیل محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ حبیب وہ ہے جس سے پاکیزہ محبت کی جائے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی

خلیل رید ہوتا ہے اور حبیب مراد ہوتا ہے خلیل عطشان ہوتا ہے اور حبیب ایمان۔ کتاب صاحب الیقین نے کہا ہے کہ "حاکم" کا معنی "خاک" کے معنی سے ایک درجہ دور ہے۔ خالق سے غلام ہوتا ہے اور عادل سے نکلتا ہے۔ اگر تم خلیل کا نام لو گے تو تمہارا منہ آواز سے نہیں بھرے گا کیونکہ خلیل حق سے نکلتا ہے جب تم حبیب کا لفظ بولو گے تو آواز سے منہ اور دل دونوں بھر جائیں گے۔



گے۔ کیوں کہ حبیب کا تعلق دل سے جوتا ہے کھا گیا ہے کہ خدا نے نسیل کے لفظ کا ذکر کیا ہے۔ اور حبیب کے لفظ کا ذکر نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں سے اپنی محبت کا ذکر کیا تو متبوع کی محبت کا خود ذکر ہو گیا۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ محبکم اللہ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اوصیائے تھے۔ اولاد کو صلب ابراہیم سے قرار دیا۔ اور مریم بن عمران کو اس کی لڑکیوں میں قرار دیا۔ اور اس کی اولاد میں ہدایت و دیوت کی۔ وہنبا لہ اسحاق و یعقوب و جسد فی ذریعہما النبوة و الکتاب محمد کے ذکر کو بلند کیا سیدہ نساء العالمین فاطمہ کو آپ کی بیٹی قرار دیا۔ حسن اور حسین کو آپ کی اولاد بنایا اور آپ کو ایک ایسی کتاب عیاست کی جو تبدیل اور تغیر سے محفوظ ہے یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کے فراق پر صبر کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی موت پر صبر کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام صاحب جمال تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب ملاحات۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کان یوسف احسن رکنی اسلم یوسف خوب صورت تھے اور میں طبع ہوں حضرت یوسف دنیا میں نورانی تھے اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت دونوں میں نورانی ہیں۔ دنیا میں یہودی اللہ لنور کم اور آخرت میں انظر ونا نقبیس۔ مالک بن زعر کے کثرت مال اور اولاد کے بارے میں یوسف علیہ السلام نے دعا کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر سے کہا کہ عنقریب تم میرے ایک فرزند کو لو گے۔ جس کا نام باقر ہو گا۔ جب تم اس کو لو تو اس کو میرا سلام کہنا۔

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے پالنے والے اس محمد باقر کی عمر لمبی کرنا۔ اور اس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ کرنا۔ آپ خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک زندہ رہے۔ آپ کے بیس فرزند اور اسی لڑکیاں تھیں۔ (یہ روایت صحیح نہیں ہے) آپ کے درخت سال میں دو دفعہ پھل لاتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کنواں میں صبر کیا۔ قید خانہ میں صبر کیا۔ باپ کی جدائی میں صبر کیا۔ جب زینخانے گناہ کی طرت مال کرنا چاہا تو اس وقت صبر سے کام لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں سال شعب ابی طالب میں اور یمنی راتیں غایہ میں قید رہے۔ یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ لقد صدق اللہ ورسولہ الرؤیا

بالحق ابتدا خلق المسجد الحرام اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی کے بارہ  
 ٹکڑے دیے تھے۔ ذالنجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم مبضات حدیبیہ  
 کو تمام ہر ایک خشک کنواں میں تیر گاڑھنے کا حکم دیا۔ اس سے بارہ پانی کے پتے پھوٹ نکلے تھے  
 اور آریسوں کے لئے وہ پانی کتنی ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر پانی پتھر سے نکلا تھا۔ اور حضرت  
 یونسؑ کی انگوٹھوں کے درمیان پانی کا چشمہ جاری ہو گیا تھا۔ اور یہ بات زیادہ حیران کن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عمود دیا جس سے لوگوں کے لئے راتیں روشن  
 رہتی تھیں۔ اور دن کے وقت وہ عمود اوپر کو چلا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کو  
 یہاں تک لے کر لایا کہ وہ اس کا سامنے اور آگے کا حصہ روشن ہو جاتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتادہ بن نعمان کو ایک کھجور کی چھڑی دی جو آگے سے دور تک روشن ہو جاتی  
 تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ولقد آیتنا موسیٰ تسع آیات بینات ہم نے جناب موسیٰ کو نو کھلمے موسیٰ  
 علیہ السلام کے لئے۔ ابن عباس اور ضحاک نے کہا۔ وہ معجزات یہ تھے۔ ید مضیضہ عصا کا اڑدھان جانا  
 پتھر سے راکھ کا خشک ہو جانا۔ طوفان کا آنا۔ ٹڈیوں کا شکر جوں بکھل اور میڈک اور خون۔  
 روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے ایک سفر میں وضو کیا یہودیوں نے تلواریں لے کر  
 آپ کو گھیر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدم کے تلے ٹڈیوں کا ایک لشکر پیدا کیا۔ جو ان کو گھسیٹتا تھا  
 آخر کار تمام لوگوں کو کھا گیا اور ان کی تعداد دو سو آویسویں پر مشتمل تھی۔  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن اور صفا کے درمیان سترانیہ کی قبریں ہیں جو بھوک اور جڑوں کی  
 تکلیف سے مر گئے تھے۔

ایک روز قوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا ان میں سے ایک شخص نے اپنے پیڑوں میں  
 پتھر بھر دیے۔ اس نے اپنا بدن کھجیا اور یہی حشر اس کے دوسرے ساتھیوں کا ہوا تمام کے تمام جڑوں  
 سے مر گئے وہ ان پر غالب ہو گئیں اور ان کا ایسا خون چوسا کہ پانچ دن سے لے کر درما کے اندر اندر  
 رہ گئے۔

ایک جماعت مکہ سے مدینہ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے روانہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ  
 نے ان کے کھانے پینے اور بچھونے اور ٹھہرنے کی چیزوں میں ٹڈیوں کو مسلط کر دیا۔ انہوں نے



ان کو نہ چنا اور چیرنا پھاڑنا شروع کیا اور ان کے پاس جو پانی تھا وہ سب بہہ گیا۔ جب ان کو پیاس لگی۔ تو لٹے پلوں اپنے ان حوضوں کی طرف دوڑے۔ جن سے انہوں نے پانی لیا تھا۔ ٹڈیاں ان کے پیچھے سے پہلے پہنچ گئیں تھیں۔ انہوں نے حوضوں کی دیواروں میں سوراخ کر دیا تھا گرمی میں پانی بہہ گیا۔ وہ سب کے سب مر گئے۔ صرف ایک آدمی ان میں سے بچ گیا تھا۔ وہ باہر کہا کرتا تھا اے محمد والی محمد کے رب میں محمد کو تکلیف دینے سے توبہ کرتا ہوں۔ محمد والی محمد کا واسطہ مجھ سے اس مصیبت کو دور کر دے اس کے پاس ایک فائدہ آیا انہوں نے اس کو پانی پہنچایا اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے بنی معلّم کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام مالی اونٹ اس شخص کو دے دیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کھادانی اور اس سے خون نکالا۔ آپ نے ابو سعید خدری سے فرمایا کہ چاکر اس کو کہیں دبا دو اس سے باہر جا کر خون کو پی لیا۔ اس کی واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے خون کے ساتھ کیا کیا۔ عرض کیا میں اس کو پی گیا ہوں۔ فرمایا میں نے تمہیں کہا تھا کہ اس کو دبا دو۔ عرض کیا میں نے اسے شکم کے تون میں دفن کر دیا ہے فرمایا ایسا کام دوبارہ ہرگز نہ کرنا۔ پھر فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ اللہ عودیل نے تم پر دو نسخ کی آگ کو حرم قرار دیا ہے یہ کہیں کہ تیرا خون میرے خون سے مل گیا ہے۔ اس بات کا چالیس منا یقین نے مذاق اڑایا، فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو خون کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ ان میں سے بعض آدمیوں کی ٹہنی بھوٹ نکلی اور بعض کی ڈاڑھوں سے خون جاری ہو گیا اور کھانے پینے کی ہر چیز کھاتے تھے۔ اس میں خون مل جاتا تھا چالیس روز اسی حالت میں رہے پھر ہلاک ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اس سبب یدک فی جیبہ تخرج میضاً اے موسیٰ اپنے ہاتھ کو اپنی جیب میں ڈالو اور پھر نکالو تو وہ روشن ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے افضل چیز عطا کی۔ وہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپ کے واہنے پہلے سے ایک نور روشن ہوتا تھا اور اس نور کو تمام لوگ دیکھتے تھے اور یہ نور قیامت تک جاتی رہے گا جب حسین علیہما السلام کو بے ناچاہتے۔ تو ان کو پکارتے کہ میرے پاس آ جاؤ۔ وہ دور ہوتے تھے۔ آپ کی آواز ان تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ اپنی سبابہ انگلی سے فرماتے کہ اس دروازے سے آ جاؤ آپ کی انگلی سے ایسا نور روشن ہوتا تھا جو چاند اور سورج کے نور سے زیادہ روشن ہوتا تھا حسین اس

ان کو زچا اور چیرنا پھاڑنا شروع کیا اور ان کے پاس جو پانی تھا وہ سب بہہ گیا۔ جب ان کو پیاس لگی۔ تو لٹے پلوں اپنے ان حوضوں کی طرف لوٹے۔ جن سے انہوں نے پانی لیا تھا۔ مٹیال ان کے پہنچنے سے پہلے پہنچ گئیں تھیں۔ انہوں نے حوضوں کی دیواروں میں سوراخ کر دیا تھا۔ گرمی میں پانی بہہ گیا۔ وہ سب کے سب مر گئے۔ صرف ایک آدمی ان میں سے بچ گیا تھا۔ وہ باہر کہا کرتا تھا اے محمد والی محمد کے رب میں محمد کو تکلیف دینے سے توبہ کرتا ہوں۔ محمد والی محمد کا واسطہ مجھ سے اس مصیبت کو دور کر دے اس کے پاس ایک فائدہ آیا انہوں نے اس کو پانی پلایا اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے بنی صلعم کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ صلعم نے وہ تمام مال اونٹ اس شخص کو دے دیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے قصہ کھادانی اور اس سے خون نکلا۔ آپ نے ابو سعید خدری سے فرمایا کہ جا کر اس کو کہیں وادو۔ اس نے باہر جا کر خون کو پی لیا۔ اس کی دلچسپی پر آنحضرت صلعم نے فرمایا تم نے خون کے ساتھ کیا کیا عرض کیا میں اس کو پی گیا ہوں۔ فرمایا میں نے تمہیں کہا تھا کہ اس کو وادو۔ عرض کیا میں نے اسے شکم کے تین میں دفن کر دیا ہے فرمایا ایسا کام دوبارہ ہرگز نہ کرنا۔ پھر فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ اللہ عزوجل نے تم پر دوزخ کی آگ کو حرم قرار دیا ہے یہ کہیں کہ تیرا خون میرے خون سے مل گیا ہے۔ اس بات کا چالیس مہینے مذاق اڑایا، فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو خون کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ ان میں سے بعض آدمیوں کی ٹکیہ بھوٹ نکلی اور بعض کی دھڑھوں سے خون جاری ہو گیا اور کھانے پینے کی جرہیز کھانے تھے۔ اس میں خون مل جاتا تھا چالیس روز اسی حالت میں رہے پھر ہلاک ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اسلک یدک فی جیبت تھرج بیضا اے موسیٰ اپنے ہاتھ کو اپنی جیب میں ڈالو۔ اور پھر نکالو تو وہ روشن ہوگا۔ رسول اللہ صلعم کو اس سے افضل چیز عطا کی۔ وہ یہ تھی کہ آنحضرت صلعم جہاں تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپ کے دامن سے پہلے سے ایک نور روشن ہوتا تھا اور اس نور کو تمام لوگ دیکھتے تھے اور یہ نور قیامت تک باقی رہے گا جب حسین علیہما السلام کو بنا چاہیے۔ تو ان کو پکارتے کہ میرے پاس آ جاؤ۔ وہ دور ہوتے تھے۔ آپ کی آواز ان تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ اپنی سبابہ انگلی سے فرماتے کہ اس دروازے سے آ جاؤ آپ کی انگلی سے ایسا نور روشن ہوتا تھا جو چاند اور سورج کے نور سے زیادہ روشن ہوتا تھا۔ حسین اس



کی مدد شنی میں تشدیف لائے۔ پھر آپ اپنی انگلی کو پہلی حالت میں لے جاتے۔ جب حنین واپس جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی عمل پیرا کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اِن الْقِصَاصُ اِیْنِیْ عَصَاکَ بِحِشْکِ دُو۔  
(وہ آدھابن گیا)

روایت ہے کہ ایک جنگ میں زبیر بن عوام کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی کو لے کر اس کے دونوں کونوں پر ہاتھ پھیرا اور وہ ایک بہترین تلوار بن گئی۔ پہلی تلوار سے زیادہ اچھی کاٹ کرتی تھی اور زبیر اس سے جہاد کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں نے جھگڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکان کی چھتوں کو گرا دیا۔ ان سے سو سے زیادہ سانپ نکل پڑے۔ انہوں نے یہودیوں کا قصص کیا۔ ان کے گھروں کا سامان کھا گئے چار ان میں سے مر گئے کچھ حواس گم کر بیٹھے۔ بعض اسلام لائے جو اسلام لانے انہوں نے یہ دعا کی کہ اللہ تجھے محمد کا واسطہ جس کو تو نے مصطفیٰ بنایا۔ اور علی کا واسطہ جس کو تو نے رخصتی بنایا (اس دعا کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے ان چار مردہ آدمیوں کو زندہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ فاضرب بعصاک الحجر ایثنا عصا سمند پر برادر جس سے بارہ رستے بن گئے۔

ہیرالو میں علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو جب ہم دلدی شخب میں وارد ہوئے۔ تو چوہہ آدمیوں نے پکار کر کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے عقب میں دشمن آ رہا ہے اور وادی ہمارے سامنے (مائل) ہے، انہوں نے اس طرح کہا جس طرح احمق۔ موسیٰ نے کہا تھا کہ ہم تو پکڑے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اتر پڑے اور فرمایا۔ اے معبود! تو نے ہرنی کے لئے مجزہ قرار دیا ہے مجھے اپنی قدرت کا نظارہ دکھلائیے۔ آپ سوار ہو گئے گھوڑوں نے دلدی کے پانی کو عبور کر لیا اور ان کے ٹھنکے گھلے نہ ہوئے۔ ہر اونٹوں نے وادی کو عبور کر لیا۔ لیکن ان کے پاؤں تک نہ بھیگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کر لیا۔ اور ہم لوگ واپس آ گئے۔

انص سے روایت ہے کہ تین دن اور تین رات لگاتار وادی خود ازیں بارش ہوتی رہی! صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایک بار مٹھو پیدا ہو گیا ہے۔ فرمایا اے لوگو! میرے عقب میں چلے آؤ۔

انس کا یہ حال ہے کہ میں سب آدمیوں میں باخیر میں فادی کو جہور کرنے والا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ آدمیوں کے پاؤں تک نہیں بھیگے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ أَخَذْنَا مِنَ النَّاسِ

روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اے پالنے والے الحن اعلیٰ ذکوان اعلیٰ اور ذکوان بہر معنت کہ اے مجبور و قبیحہ مضر پر اپنا قدم سخت کر دے۔ اے مجبور! ان کے سال کو اس طرح خشک کر جس طرح تو نے یوسف کے سالوں کو خشک کیا تھا۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ان لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ ان میں سے ہر کوئی آدمی اپنے ساتھی سے منا چاہتا تھا۔ تو وہ نہیں مل سکتا تھا اگر مل بھی جاتا تھا تو اس کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یہ بھوک کے سخت دھواں کے وجہ سے ہوتا تھا اگر کوئی شخص غلہ وغیرہ علاقہ جات سے خرید کر لاتا تھا تو اس کو اپنے گھر میں لے جانے نہیں پاتا تھا۔ آخر کار وہ اناج سوکھ کر بدبودا ہو جاتا تھا۔ (اس حالت میں) انہوں نے مردار بھینچا اور چمڑے کھائے۔ قبر کو کھود کر مردے نکال کر کھائے۔ اور مردوں کی ہڈیوں کو جلا کر کھایا۔ عورت اپنا لڑکا کھا جلتی تھی۔ وھواں زمین سے لے کر آسمان تک نہ بچتا پھیلا ہوا تھا۔ اور اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت ہے: قَارِعَتِ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى السَّمَاءَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ اس دن کا انتظار کرو جب آسمان ایک کھلا ہوا دھواں لانے لگا۔ جو لوگوں کو گھیرے گا۔ یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔ رسول اللہ صلعم نے ان لوگوں کے حق میں دعا کی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے: رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ اے مجبور! ہم سے عذاب کو دور کر ہم تو مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ہم تمھاری دیر کے لئے عذاب کو دور کر دیں گے۔ پھر تم پہلی حالت میں آ جاؤ گے۔ ہر سبزی اور شادابی لوٹ کر پھر ان کے پاس آگئی اور اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے: فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ لَإِنَّ هَذَا بَيْتُ خَافِضٍ كَبَّهَ كَبَّهَ كَبَّهَ رَبِّ كِبَابَاتٍ كَبَّهَ

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر ایک فرعون سے بدلہ لیا۔ بعد حضرت محمد صلعم کی خاطر کئی فرعون سے انتقام لیا۔ لیہزم الجمع و یولدون الابن عنقریب یہ گروہ دم دبا کر بھاگ جائے گا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا دیا اور حضرت محمد صلعم کو زوال فقر عطا کی۔ حضرت



موسے علیہ السلام نے اپنی قوم میں اپنا جانشین حضرت ہارون کو بنایا۔ اور حضرت محمد معلم نے اپنا قائم مقام حضرت علی علیہ السلام کو کیا۔ اور فرمایا۔ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسے سے حاصل تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ نقیب تھے۔ اور آنحضرت معلم کے بارہ امام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر اگر زمین پر سمندر شکافتہ ہوا تھا تو آنحضرت معلم کی خاطر چاند آسمان پر دو ٹکڑے ہوا تھا۔ اور یہ بات اس سے بڑی ہے۔ ان تربت الساعة والحق الفس فیامت قریب ہے۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ موسے کا عصا جب سمندر تک پہنچا تو سمندر پھٹ گیا۔ آنحضرت معلم نے انگلی سے چاند کی رت اٹھا کر کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اب اشرح لی صدی اے مجھ کو میرا مینہ کشادہ کر دے۔ اور حضرت محمد معلم کے حق میں خود فرمایا۔ الحمد للہ صدق کیا ہم نے تیرے سینے کو کشادہ نہیں کیا؟ جناب موسیٰ اور ہارون سے کہا۔ وقل لا تولا لبنا فرعون سے نرم بات کرنا۔ اور حضرت محمد معلم سے کہا۔ واخلقا علیہم ولا تطلع کل صلاف ان یمنی کر اور ہر چھوٹے کی اطاعت ذکر اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ کو من و سلویٰ دیا۔ اور آنحضرت معلم کے لئے مال غنیمت حلال کیا۔ اور آپ کی امت کے لئے بھی۔ اور آپ سے پہلے کسی اور کے لئے حلال نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ کے حق میں فرمایا وظللنا علیہم الغمام ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا۔ یعنی اس وقت جبکہ وہ میدان تیر میں موجود تھے۔ اور رسول اللہ معلم جب تشریف لے جاتے تھے۔ تو ہر آپ کے اوپر سایہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طور سینا پر گفتگو کی اور حضرت محمد معلم سے مدینہ منبری کے مقام پر راند دنیا کی بات چیت کی اللہ عودیل اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان اور رت کا واسطہ تھا۔ اور حضرت محمد معلم اور اللہ عودیل کے درمیان گفتگو کرتے وقت کسی بیڑہ واسطہ نہیں تھا۔ فادھی الی عبد ۶

جو شخص اپنے پاؤں سے چل کر جائے اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔ جس نے اللہ کے راز کے ساتھ سیر کی وہ شخص جس نے اللہ سے ندا کی ہو اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا۔ جس سے اللہ نے راز و نیاز کی گفتگو کی جو وہ شخص جس کو در سے آواز دی ہو۔ وہ اس شخص کی مانند کیسے ہو سکتا ہے جس کو قریب اللہ کی آواز دی گئی ہو جناب موسیٰ نے جب رات کے بعد اللہ تعالیٰ سے بات چیت کی تھی۔ اور حضرت

محمد مصمم ام ہانی کے گھر میں موعود اب تھے۔ وہاں سے آپ کو معراج کرائی۔ جناب موسیٰ کو معراج وعدہ کے بعد نصیب ہوئی اور حضرت محمد مصمم کو معراج وعدے کے بغیر حاصل ہوئی۔ معراج کے موقع پر جناب موسیٰ اپنی قوم کے ستر آدمی منتخب کر کے لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصمم کی ذات کو اکیسلا منتخب کر کے بلایا۔ جناب موسیٰ نے جس چیز کو دیکھا اس کو برواشت نہ کر سکے۔ فخر موسیٰ معتقد موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور حضرت محمد مصمم نے جس چیز کو دیکھا اس کو برواشت کیا۔ لہذا رای من آیات ربہ آنحضرت مصمم نے اپنے رب کی آیات کو ملاحظہ کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج دن کو ہوا اور آنحضرت مصمم کو رات کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج زمین پر ہوا اور حضرت محمد مصمم کو سات آسمانوں کے اوپر۔ جناب موسیٰ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اور آنحضرت مصمم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا۔ فادھی ابی عبیدہ ما وحی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ولما جاد موسیٰ لم یبقنا ما جب موسیٰ ہماری طاقت کے لئے آیا۔ یعنی موسیٰ فرعون کے ہاں سے آیا تھا اور آنحضرت مصمم کے ہاں سے میں فرمایا۔ لقد جاء کبر رسول۔ تمہارے پاس رسول آیا یعنی رسول اللہ کی طرف سے آیا جناب موسیٰ سے کہا۔ وادحیثالی موسیٰ وایضہان تبوالقو حکما بمصر بیوتا ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بناؤ۔ آنحضرت مصمم نے اپنی عزت کے عواہاتی تمام لوگوں کو اپنی مسجد سے باہر نکال دیا تھا۔ اس بات کی آنحضرت مصمم کی اس بات سے وضاحت ہوتی ہے۔ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ اسے علی انتم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔

حضرت وارو علیہ السلام آپ کو سلسلہ حکومت حاصل تھا تاکہ آپ حق کو باطل سے الگ کر سکیں آنحضرت مصمم کو قرآن ملا۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیء ہم نے کتاب میں ہر چیز کا بیان کر دیا ہے حکومت کا سلسلہ کتاب کی مانند نہیں ہو سکتا حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا لیکن قرآن ابد تک باقی رہے گا حضرت وارو علیہ السلام کو نعمہ اربعین کی نعمت حاصل تھی اور حضرت محمد مصمم کو شیعہ بیہدائی حاصل تھی۔ واذا سمعوا نذرا نزل من اللہ رسول حضرت وارو علیہ السلام کہتے ہیں ہزار پرہ واسکتے ہیں حضرت محمد مصمم کا پرہار عیش و عشرت تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات حق سے اللہ معصیت من الناس من عتہ محمد کو لوگوں



کے شر سے بچائے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے جانور پرندے اور پہاڑ تسبیح کہتے تھے اللہ تعالیٰ نور اس کے فرشتے محمد مصمم کی نبوت کی گواہی دیتے ہیں۔ کئی بار اللہ شہیداً محمد کا گواہ اللہ کافی ہے حضرت داؤد کے حق میں فرمایا۔ النالہ للحدید ہم نے داؤد کے لئے لوہا کو نرم کر دیا۔ حضرت محمد مصمم کے دل کو رحمت اور شفاعت کے لئے نرم کر دیا۔ فبما رحمة من الله لنت لهم نیز آنحضرت مصمم اور آپ کے ساتھیوں کی خاطر سخت پتھروں کو نرم کر کے غار بنا دیا۔ آپ لاغر بکری سے دودھ دوہا کرتے تھے۔ اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرتے۔ اور میں تم پر چاہتے دودھ دودھ لیا کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مطیع ہو گئے تھے۔ اور وہ تسبیح کرتے تھے۔ آنحضرت مصمم نے پتھروں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ آپ کے ہاتھ تسبیح پڑھنے لگے۔ جناب داؤد علیہ السلام کے لئے پرندے جمع ہو جاتے تھے۔ دکل لد احاب اور حضرت محمد کو براق عطا کیا۔ حضرت داؤد کے لئے کہا گیا۔ دشنہ ونا ملکہ ہم نے اس کے ہاتھ کو مضبوط کیا۔ حضرت محمد مصمم کے ہاتھ کو اس طرح مضبوط کیا کہ آنحضرت مصمم کی شریعت نے تمام شریعات کو مٹا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کیا۔ غن وھا شہس ودر احھا شہر روایت ہے۔ کہ صبح کے وقت ہوا پر حضرت سلیمان عراق سے چلتے اور قیلوہ مرو میں اور شام کو بلخ پہنچ گئے۔ آنحضرت مصمم کو راق کے ساتھ مکرّم کیا۔ جس کا ایک قدم حدنظر تک جا کر پڑتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم مطلق اظہر دیا۔ آنحضرت مصمم کے متعلق روایت ہے کہ چہرہ پرندہ آنحضرت مصمم کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے اس کے ایک بچے کے بارے میں کسی نے ستایا تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں رسول اللہ مصمم کے سر کے اوپر چکر لگانے لگا۔ آنحضرت مصمم نے دریافت فرمایا کہ اس کو کس نے بھیج دیا ہے ایک شخص نے کہا میں نے اس کے انڈے لئے ہیں۔ آنحضرت مصمم نے فرمایا جا کر اس کو واپس گھونسلے میں رکھ دو۔ آنحضرت مصمم سے اونٹ بچڑے اہرن ابکری۔ بھیرے اور گاوہ نے کلام کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع جن اور شیاطین تھے۔ اور آنحضرت مصمم سے اللہ تعالیٰ نے کہا۔ قل ادھی الی انہ السمع نقر من الجن

اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت مصمم سے فرمایا۔ واذا صفتا البلس نقر من الجن ہم نے تیری طرف جنوں کا ایک ٹوک بھیجا۔ یہ جنات تعداد میں نو تھے۔ نصیبین اور بین کے اشراف جنوں میں تھے۔

جو بنو عمرو بن عامر کے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں آٹھ یہ تھے۔ شصہاء۔ معصاء۔ حدکان۔ مرزبان۔ امانان۔  
نضہاء۔ معاضب اور عمرو۔

انہوں نے آنحضرت صلیم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ وہ اللہ کی عبادت بجالائیں گے۔  
اور انہوں نے اس بات کی توبہ کی کہ وہ اللہ کے حق میں ناسترا باتیں کہتے تھے۔ حضرت جنات کو  
اللہ کی نافرمانی کے باعث زنجیروں میں جکڑ دیتے تھے۔ اور آنحضرت صلیم کی خدمت میں اطاعت  
گوارہ ہو کر آئے تھے۔ حضرت سلیمان سے ملک و نیاطدب کیا سب ہیابی ملکا اسے معبود ایسے ملک  
عطا کر۔ حضرت محمد صلیم کی خدمت میں دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں۔ لیکن آپ نے واپس کر  
دیں۔ اسی دونوں انسانوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ ایک کو سوال کرنے کے بعد چیز ملتی ہے ایک کو سوال  
کے بغیر ملتی ہے لیکن وہ قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلیم کو کثیر شفاعت اور مقام محمود عطا کیا۔ ولسون عطیت ربیع  
نسترضی عتقرب اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ خداوند عالم نے حضرت سلیمان علیہ  
السلام سے کہا۔ امنن اوامست بغیر حساب اور ہمارے نبی کے متعلق فرمایا۔ ما انا کمر الودول  
تخذوا نہاکم عنہ فانفقوا۔ جو چیز رسول تمہیں دے اس کو لے لو۔ اور جس چیز سے منع  
کریں۔ اس سے باز آ جاؤ۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا۔ ایماہ الحکم صبیہ۔ یعنی کو بچپن  
کے عالم میں ہم نے حکم عطا کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہ تھے۔ آنحضرت صلیم جاہلیت کے  
زمانے میں تھے۔ اور آپ کو بچپن میں حکم اور فہم دیا گیا۔ جبکہ بتوں اور شیاطین کی پروجاں جاتی تھیں۔  
یہی اپنے زمانے کے بڑے عبادت گزار اور بڑے زاہد تھے اور حضرت محمد صلیم تمام مخلوق سے زیادہ  
عبادت بجالانے والے اور ہمیشہ گارہ تھے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا۔ طہ ما انزلنا الیک القرآن  
لنتقی میں نے قرآن کو تم پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم اپنے آپ کو عبادت کی تکلیف میں  
ڈال دو۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو رومی اور جذامی کو درست کر دیتے تھے۔ اور ہمارے نبی صلیم کی خدمت  
میں معاذ بن عفر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے شادی کی ہے۔ اور میری بیوی



کو کسی نے آگاہ کیا ہے۔ کہ میرے پہلو میں برص کے داغ ہیں۔ اور وہ مجھ سے ہجستری کرنے سے نفرت کرتی ہے۔ میرے پہلو سے ان داغوں کو دور فرما دیجئے۔ اس نے اپنے پہلو کو کھولا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کڑی اس کے داغوں پر پھیری تمام داغ غائب ہو گئے۔

اسی طرح جہینہ اجذم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔ جس کا جسم جذام کی وجہ سے گل گیا تھا۔ آپ نے پانی کا ایک پیالہ لیا۔ اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر فرمایا اس کو اپنے جسم پر ملو۔ اس نے ایسا کیا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ سب اور ایک گنوا بھی اسی طرح ٹھیک ہو گیا۔

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرا بیٹا مرض الموت میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس کھانا لے جاتی ہوں۔ تو اس پر جنون کا فودہ پڑ جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم سب اس عورت کے گھر میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن! میں اللہ کا رسول ہوں! شیطان نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور وہ صبح سالم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسا شخص حاضر ہوا۔ جس کا خیمہ اس کی وجہ سے بہت پھل گیا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے یہ طہارت اور وضو کے وقت تکلیف دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا۔ دعا مانگی اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر فرمایا کہ اس پانی کو اس پر ڈال دو۔ اس شخص نے ایسا کیا۔ اس پر بے روشی طاری ہو گئی۔ جب بیدار ہوا وہ ٹھیک ہو گیا تھا۔

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے پاس گھی کا برتن اور پینر کا ٹکڑا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو اندھا بنا دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کڑی کو اٹھا کر اس کی دونوں آنکھوں پر کھایا۔ وہ ٹھیک ہو گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قتادہ بن ربیع، محمد بن سلمہ اور عبد اللہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کیا۔ کبھی کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ یحییٰ یا قیومؑ کے فیصلے سے کون زندہ کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف ان چار اشخاص کو زندہ کیا۔ غادر۔ ابن حوزہ۔ عیسیٰ بن مریم اور سام بن نوح۔

ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ قبرش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ اور آپ کے سال

کیا کہ آپ ان کے مردے زندہ کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کو روانہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ تم قبرستان میں ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ اور جس گروہ کے نام ان لوگوں نے لئے ہیں ان کو بلند آواز سے پکارو۔ اے فلاں۔ اے فلاں۔ اللہ کا رسول تمہیں کہتا ہے کہ اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ۔ وہ قبروں سے باہر نکل آئے۔ اور اپنے جسم سے مٹی کو جھاڑتے تھے۔ قریش نے ان لوگوں سے ان کے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے ان کو آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور ہم چاہتے تھے کہ آپ کا زمانہ پائیں اور آپ پر ایمان لائیں۔ (وہ لوگ ایمان لائے۔ اور پھر اپنی اپنی قبروں کی طرف چلے گئے)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی جنگ کے موقع پر چند لوگوں کو زندہ کید جو قتل کر دیئے گئے تھے، آپ نے ان سے بات چیت کی اور کلام کیا۔ اور ان کے کفر پر عیب لگایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے کہ وہ لوگوں کو جو کچھ وہ کھاتے اور ذخیرہ کرتے تھے۔ آگاہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بہت سی چیزوں کے متعلق بتایا۔ چنانچہ حاطب بن بلتعہ کا واقعہ اور ان کا مکہ میں خطرے سے جانا۔ اور عباس کا قصہ اور اس کے اسلام لانے کا سبب۔ یہ علم الکتاب والحکمت کے تحت ابن جریر نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو چیزوں کے خط کے نو حصے عطا کئے تھے۔ اور باقی تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا ہے۔ بنی صلیم سے روایت ہے۔ کہ مجھے قرآن دیا گیا۔ اور اس کے دہن میں دیئے گئے۔

## فصل

### نکات اور اشارات کے بیان میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ نام منتخب کئے گئے۔ دو نام عبارت کے مدثر اور منزل۔ دو نام اشارہ کے مذکر اور منکر، دو نام بشارات کے بشیر اور نذیر، دو نام کریمت کے نبی اور رسول۔ دو نام کتاب کے طہ اور نیس۔ دو نام علامت کے محمد اور احمد۔ نیز چار نام اور انتخاب کئے گئے۔ اول شمس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک تمام کائنات کفر کی تائید کی وجہ سے اندھیرے میں گھری ہوئی تھی۔ آپ کی شریعت شرق سے لے کر غرب تک سورج سے بھی زیادہ روشن



ہوئی۔ دوم نجم ستارہ شہروں کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں تیسرا سراج۔ چراغ تاریک گھر کو روشن کرتا ہے۔ آپ کی محبت دل کو منور کرتی ہے۔ ایک چراغ سے ہزار چراغ روشن کئے جاتے ہیں لیکن چراغ کی روشنی کم نہیں ہوتی۔ اسی طرح آپ کے نور سے تمام دنیا روشن ہوئی۔ اور آپ کا نور کم نہ ہوا۔ گمراہ تاریکی میں آپ کے نور کی وجہ سے ہدایت پاتا ہے۔ اور گمراہ اس میں نہتے ہیں چوتھا نام آپ کا طہ ہے۔ طہ سے مراد آپ کا نام ظاہر ہے۔ اور طہ سے مراد آپ کا نام باطنی ہے سورہ کے شروع میں آپ کے دو ناموں سے ابتداء کی گئی ہے۔ جب تم طہ پڑھو گے تو تمہاری زبان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام جاری ہوں گے۔

ایک روایت ہے کہ طہ کے عدد ۹ ہیں اور حاکم کے پانچ ہیں۔ مجموعہ سہا ہوا۔ مطلب یہ ہوا کہ آپ چودھویں کے چاند کی مانند ہیں۔ جب چودھویں کا چاند طلوع ہوتا ہے تو دنیا روشن ہو جاتی ہے۔ ان باتوں کو سفید راتیں کہا جاتا ہے۔ نبی کے نور سے مومنین کے دل روشن ہو گئے۔ اور ان کے چہرے اس روز (قیامت میں) روشن ہوں گے۔ انصاری نے کہا ہے

طلع البدر علينا من ثغرات الوداع

ثغرات الوداع کی پہاڑیوں سے ہم پر چودھویں رات کے چاند نے طلوع کیا۔

ولعب الشکر علينا ملا عا لله داع

اللہ کا شکر یہ ادا کرنا اس وقت تک ہم پر واجب ہے۔ جب تک کوئی جاننے والا اللہ کی طرف پلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیرہ مقامات پر بھی کہہ کر پکارا ہے

۱۔ یا ایہا النبی حرض المومنین۔ اے نبی مومنین کو براہ گشتہ کرو۔

۲۔ یا ایہا النبی حبیب اللہ۔ اے نبی تجھے صرف اللہ کافی ہے۔

۳۔ یا ایہا النبی قل من فی ایدیکم۔ اے نبی ان سے کہہ دو۔ کہ جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

۴۔ یا ایہا النبی جاهد الکفار۔ اے نبی کفار سے جہاد کرو۔

۵۔ یا ایہا النبی اتق اللہ۔ اے نبی اللہ سے ڈرو۔

۶۔ یا ایہا النبی قل لا ذواجث ان۔ اے نبی! اپنی عورتوں سے کہہ دو۔

۷۔ یا ایہا النبی انا جعلناک۔ اے نبی! ہم نے تجھے بنا دیا

۸۔ یا ایہا النبی انا ارسلنا۔ اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا۔

۹۔ یا ایہا النبی انا احللناک۔ اے نبی ہم نے تیرے لئے حلال کیا۔

۱۰۔ یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات۔ اے نبی جب تیرے پاس مومنہ عورتیں آئیں۔

۱۱۔ یا ایہا النبی لم تحرم۔ اے نبی کیوں حرام کرنے ہو۔

۱۲۔ یا ایہا النبی قل لا زواجک۔ اے نبی۔ اپنی بیویوں سے کہہ دو۔

۱۳۔ یا ایہا النبی اذا طلقتم۔ اے نبی جب تم طلاق دو۔

اللہ تعالیٰ نے بارہ انبیاء کی طاعت کے مختلف بارہ مقامات کی تعریف کی ہے۔

اسحاق اور یعقوب کی مدح طاعت کی وجہ سے کی ہے۔ دوحینالہ اسحاق و یعقوب

حضرت عیسیٰ کی پرہیزگاری پر تعریف کی۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ گھر بنا لیتے یا کوئی جانور خرید لیتے۔

آپ نے جو جواب دیا سو دیا ایسی مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے

حضرت سلیمان کی سخاوت مشہور ہے۔ ہر روز اپنے سات سو ساتھیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور

خود بچوسہ ملی ہوئی روٹی کھاتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رحمت و مہربانی کی تعریف کی ہے۔ ان ابراہیم حلیم ادا

منیب اس بات پر وہ واقعہ گواہ ہے کہ مجوسی آپ کی فیانت کی وجہ سے اسلام لائے۔

حضرت نوح کی صلابت رب لا تزنی فرداً اے مجبور! مجھے اکیلانہ چھوڑنا۔

یزموسے و ہارون کی صلابت ربنا انت ایت فرعون

ہمارے نبی صلعم نے ان صفات میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو منع کرنا پڑا۔

استغفار۔ استغفرلہم اولا تستغفرلہم۔ مجاہدہ ولا تعجل بالقرا

عبادت۔ طہ ما انزلنا۔ زہد۔ لم تحرم ما احل اللہ لك اس میں ماریہ کی حدیث بھی

ہے۔ آپ کی خدمت میں دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں۔ آپ نے انکار کر دیا سخاوت۔ ولا

تجعل یدک مغرورہ رحمت را غلط علیہم اور فلعطت باخع نفسك صلابت لست

علیہم سبطہ اور یا ایہا النبی جاہد الکفار اس میں ام کتوم کا قصہ بھی ہے۔

انذار۔ نبی عبادی انا الغفور الرحیم مشرکین کے خداؤں کو برا بھلا کہا۔ ولا تسبوا



الذین یدعون من دون اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے پندرہ مقامات پر قسم کھائی ہے۔ آپ کی ہدایت کی قسم۔ والنجم اذا ہوی (۲) آپ کی رسالت کی قسم یس والقرآن الحکیم (۳) آپ کے دل ہمد کی قسم کھائی والعدیانت ضیعاً (۴) آپ کے مزاج کی قسم ترکبن طبعا عن طبق (۵) آپ کی شریعت کی قسم والعصران الانسان لفی خسر۔ (۶) آپ کی کتاب کی قسم والقرآن المجید (۷) آپ کی پیدائش کی قسم لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویر (۸) آپ کے اخلاق کی قسم والقلم (۹) آپ کے زیادہ نماز نافلہ بجا کرنے کی قسم طہ ما انزلنا (۱۰) آپ کی طہارت کی قسم فلا اتسم بہا تبصرون (۱۱) آپ کے شہر کی قسم لا اتسم بہذا البلد (۱۲) آپ کی محبت کی قسم والضحیٰ واللیل (۱۳) آپ کو اذیت دینے والے کی سنوٹش کی قسم۔ کلالین لحم یتہ (۱۴) آپ کے دشمنوں کو سزا دینے کی قسم کلا انہم عن ربہم یومئذ (۱۵) آپ کی زندگی کی قسم لعمرک اتھم فی سکر تھم یعصون محبت کی زیادتی کے باعث اپنے حبیب کی عمر کی قسم کھائی جاتی ہے جو چیز اللہ انبیاء کو سوال کرنے پر دی آپ کو غیر سوال کے دی۔ آدم وان لم تغفر لنا آثمک وسلم کے لئے یغفرک اللہ۔ نوح لا تذری الارض آثمک اننا کفیناک المستلمین۔ ابراہیم ولا تخش فی یرم یبعثون آثمک یوم لا یخزی اللہ النسبی شعیب ربنا افصح بیننا آثمک انا فتحناک لوط۔ رب انصرنی علی القوم آثمک ہنرک اللہ موسیٰ قال رب اشرح لی صدری آثمک انما تشرک لک صدرك موسیٰ اخلقنی فی قومی آثمک انما ولیک اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن مجید میں ۲۲ خصوصیات مذکور ہوئیں ہیں۔

(۱) آپ احسن المخلوق تھے الذی خلق نسوہ (۲) آپ اجمل الناس تھے۔ لقد خلقنا الا نسان فی احسن تقویر (۳) اظہر الناس تھے طہ ما انزلنا (۴) افضل الناس تھے۔ وكان فضل اللہ علیک کبیراً (۵) اعز الناس تھے لقد جاکم رسول (۶) اشرف الناس تھے انما ارسلناک (۷) اظہر المعجزہ تھے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن (۸) حبیب الناس تھے۔ انما اتی فی تدابیر الذین کفروا (۹) اکمل السعاده تھے عسی ان یبعثک ربک (۱۰) اکریم الناس تھے سبحان الذی اسرای (۱۱) منزلت کے لحاظ سے زیادہ

قریب تھے ثم دنی نندی (۱۲) نصرت کے لحاظ سے زیادہ مضبوط تھے وینصرك الله نصراً  
 (۱۳) خواب کے لحاظ سے لوگوں سے زیادہ صحیح تھے۔ لقد صدق الله ورسوله الوديا (۱۴)  
 رسالت کے لحاظ سے زیادہ مکمل تھے۔ الله نزل احسن الحديث (۱۵) وفوت کے لحاظ سے  
 احسن تھے نبش عبادی الذین (۱۶) عصمت کے لحاظ سے زیادہ عصمت والے تھے۔ والله  
 بعصمت (۱۷) نصرت کے لحاظ سے زیادہ شہرت والے تھے۔ ورفعتك ذكرك (۱۸) خلق  
 کے لحاظ سے زیادہ اچھے خلق والے تھے۔ وانك لعلی خلق عظیم (۱۹) ولایت کے لحاظ سے  
 زیادہ بقی رہنے والے تھے۔ یتھسہ علی الدین كلہ (۲۰) خاصیت کے لحاظ سے بہت زیادہ  
 بلند تھے۔ لعمرك (۲۱) خلیفہ کے لحاظ بلند مرتبہ تھے۔ انما ویکم الله ورسوله والذین امنوا  
 (۲۲) لہود کے لحاظ سے بہت زیادہ پاکیزہ تھے۔ انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس  
 اللہ تعالیٰ نے مین باتیں اپنے رسول کی مرضی کے مطابق کہیں۔ نمازہ ومن اللیل قسح و  
 اطراف انہار شفاعت ولسون یعطیک ربك قبلہ ولنولینک قبلة  
 اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ کو توراۃ دی۔ جناب عیسیٰ کو انجیل جناب داؤد کو زبور۔  
 بنی صلم نے فرمایا مجھے توراۃ کی بجائے سات جیسے اسوے) دیئے۔ انجیل کی بجائے دوسو  
 آیات اور زبور کی بجائے مثالی (سورہ البقرہ)  
 میرے رہنے اپنے فضل سے مجھے فضیلت عطا کی۔ اور اس نے مجھے ذات کے ساتھ دس مقامات  
 پر شریک کیا۔ (۱) والله العزیز ورسوله عوت صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔  
 (۲) اطیعوا الله واطیعوا الرسول الله اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔  
 (۳) ولن یص الله ورسوله بشخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے انجیل حکم  
 دیا گیا (۴) استجب یوالله وللرسول (۵) ینصرون الله ورسوله (۶) اذا فصحا  
 لله ورسوله (۷) فاذا نواحب من الله ورسوله (۸) فامتوا بالله ورسوله (۹)  
 ومن یتول الله ورسوله (۱۰) ان الذین یرزقون الله ورسوله  
 آنحضرت صلم کی جلالت قدر کے باعث آپ کی شریعت ذریعے اور تمام شرایع کو منسوخ کر دیا۔ اور  
 آپ کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا آپ تمام مخلوق کے نبی ہیں آپ کو آپ کے نام کے ساتھ بلایا



لا تجعلوا دعا الرسول بينكم كدعا بعضكم بعضاً آپ کو یا ایہا الرسول اور یا ایہا  
النبی کے ساتھ پکارا۔

آپ کی آواز سے اونچی آواز نہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم  
فوق صوت النبی

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ایک خاص گروہ کے پاس بھیجا۔ وما ارسلنا من نبی الا بلسان قومہ  
انا ارسلنا نوحاً الی قومہ۔ والی عاد اخاہم ہوداً قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو  
بھیجا۔ والی ثمود اخاہم صالحاً قوم ثمود کی طرف ان بھائی صالح کو بھیجا۔ یہ ایک ایسی بستی تھی جس  
کے گھر چالیس بھی پورے نہ تھے۔ والی مدین اخاہم شعیباً قوم مدین کی طرف ان کے بھائی  
شعیب کو بھیجا۔ بن کے چالیس گھر بھی مکمل نہ تھے۔ پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو مصر کی  
طرف بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو کوئے کی بستی کی طرف بھیجا جس کی آبادی حبشیوں پر  
مقتل تھی۔ حضرت ابراہیم کے بعد اسحاق اور یعقوب کو سرزمین کنعان کی طرف بھیجا۔ یوشع کو بنی  
اسرائیل کی طرف سیان میں بھیجا۔ حضرت الیاس کو پہاڑوں کی طرف بھیجا۔ اور مصر کی زمین پر حضرت یوسف  
کو بھیجا۔ اور ہمارے نبی صلعم کو تمام انسانوں کی طرف بھیجا۔ نذیراً للبشر۔ نیز جنات کی طرف آپ کو بھیجا  
واذ مرنا الیک نفراً من الجن۔ نیز شیاطین کی طرف مبعوث کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا  
کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بارے میں میری اداؤں کی۔ آخر کار وہ اسلام لے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا  
وما ارسلناک الا کافۃ للناس میں نے تم کو تمام انسانوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا۔ رسول اللہ  
صلعم نے فرمایا۔ میں سرخ سیاہ اور سفید انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے  
فرمایا۔ بعثت الی الثقلین بنی جن و بنی انس کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ صلعم کی پیروی کا تعلق پانچ چیزوں پر موقوف ہے (۱) محبت فاتبعونی محبکم اللہ و  
ینظر لکم ذنوبکم میری پیروی کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(۲) فلاح فاتبعوه بحکم تفلسون آنحضرت صلعم کی اتباع کرو تاکہ فلاح و نجات پاؤ۔

(۳) ہدایت تہدیک ہدای فلا یضل ولا یشتی جس نے میری ہدایت کی پیروی کی۔ نہ وہ گمراہ

ہوا اور نہ بدبخت۔

۴۔ رحمت۔ فسا کتسبا الذین انما مصنف نے پانچویں چیز کو تحریر نہیں کیا  
مقامات و خاص اچار ہیں۔

۱۔ مقام شوق۔ جو شیعہ کو حاصل تھا۔ جو اللہ عزوجل کے خوف سے روئے رہے۔

۲۔ مقام سلام۔ جو حضرت ابراہیم کو حاصل تھا۔ اذ جاء ربہ بقلب سلیم

۳۔ مقام مناجات۔ جو موسیٰ کو حاصل تھا۔ وذر بناہ نجیاً

۴۔ مقام محبت جو نبی صلعم کو حاصل تھا۔ فکان قاب قوسین۔

اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کا مشکور ہوتا کہا ہے۔ انہ کان عبداً مشکوراً اور ابراہیم کو حلیم  
کہا۔ ان ابراہیم حلیم۔ موسیٰ کو حلیم کہا۔ وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً۔ اور آنحضرت صلعم کے  
نام و تارویئے جو آپ کی اپنی ذات کے ہیں۔ ان اللہ بالناس لروف رحیم۔ آنحضرت صلعم کے  
مشتعل کہا۔ بالمؤمنین روف رحیم کہا گیا ہے کہ روف اور رحیم کا ایک ہی مطلب ہے۔ روف  
بہت بڑے مہربان کو کہتے ہیں۔ فرانبرداروں کے لئے روف ہیں اور گنہگاروں کے لئے رحیم ہیں۔  
آنحضرت صلعم اپنے اقربا کے لئے روف اور اپنے اصحاب کے لئے رحیم ہیں۔۔۔۔۔ اپنی  
عزت کے لئے روف اور اپنی اُمت کے لئے رحیم ہیں۔ جل نے آنحضرت صلعم کو دیکھا۔ اس کے لئے  
روف ہیں اور جس نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اس کے لئے رحیم ہیں۔  
اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے ہر عضو کی مدح کی ہے۔

نفس لا یكلف الا نفسه۔ مریا ایہا المسافر۔ بال۔ واللیل اذا سجدی

اکھ۔ ولا تمدن عینیک۔ نگاہ۔ ما زاغ البصر۔ کان۔ ویقولون هو

افن۔ زبان ناہمایس ناہ بلسانک۔ کلام۔ وما ینطق عن الہوی چہرہ قد نری

تقلب وجہک۔ رخسار۔ ولا تصعر خدک۔ نواو۔ ما کذب الفواد قلباً

قلوب سینہ السم نشرح لک صدورک پیشک الذی انقض ظہرک ہاتھ ولا تجعل

یدک۔ قیام۔ حق تقوم آواز فوق صوت النبی پاؤں طہ ما انزلنا یعنی اپنے قدموں

کے نیچے زمین پر کڑے ہوتے ہو۔ روح۔ لعمرك انہم لفی سکر تہم یعمہون۔ اخلاق

وانک علی خلق عظیم کڑے و شبابتک فطہر علم و علمک ما لم تکن تعلم۔ نماز



فتہجد بہ نافطۃ لکے روزہ ان ملک فی النہار کتاب وائہ لکتاب عزیز آپ کے دین کے  
متعلق کہا دینہم الذی ارتقی لہم آپ کی اس صفت کے متعلق کنتم خیر امتہ آپ کے قبلہ  
کے متعلق فلتسولینک قبلۃ آپ کے شہر کے متعلق لا اقسر بهذا البلد آپ کے فیصلہ جات  
کے متعلق اذ اتقنی اللہ ورسولہ امراً آپ کے شرک کے متعلق والعاریات فہما آپ کی  
عورت کے متعلق واللہ العزیز ورسولہ آپ کی عصمت کے متعلق واللہ یحیی من الناس آپ  
کی کلمات کے متعلق فلعلک ترضی آپ کی صلابت کے متعلق برأۃ من اللہ ورسولہ آپ کے  
وہی کے متعلق انما ولیکم اللہ ورسولہ آپ کے اہل بیت کے متعلق لیدہب عنکم فوجہم  
اہل البیت اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور رکھا۔ لعد جادکم من اللہ نور آپ کا نام سایہ  
رکھا۔ الحمد للہ ربک کیف مد النعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے شہر روشن ہو جاتے ہیں۔  
آپ کے ساتھ میں بندے زندگی بسر کرتے ہیں تمام انبیاء سے کہا گیا۔ فہذا ہم اقتداء اور  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا وان تطیعوا تمیتوا واللہ تعالیٰ نے کہا۔ واللہ العزیز ورسولہ  
عزت مرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ بادشاہوں کے لئے عیش بغیر دین ہے۔ فرشتوں  
کا دین ہے لیکن انھیں عیش نہیں ہے۔ طسمر طاسے مراد درخت طوبی ہے۔ اور سین سے  
مراد سدرۃ المنتہی ہے اوریم سے مراد محمد ہیں۔ اقراض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو مسراج  
مینر کہا ہے۔ حالانکہ شمع اس سے زیادہ روشن ہوئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شمع ہیر لوگوں  
کے لئے ہے اور چراغ غریب لوگوں کے لئے ہوتا ہے۔ تاکہ غریب کو اللہ نے آپ کے نور سے محروم  
نہیں کیا۔ سورج ظاہر کو روشن کرتا ہے باطن کو نہیں اور دن کے وقت روشن ہوتا ہے لیکن رات  
کو نہیں۔ اور جس روز بادل چھایا ہوا ہوتا ہے۔ اس روز سورج غائب ہوتا ہے۔ بخلاف چراغ کے  
وہ ہر وقت اور ہر حالت میں روشن ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے الحمد  
لیکد یتیمان فی یعنی جس شخص کو یس پناہ دینے والا ہوں وہ یتیم نہیں ہے۔ الیس اللہ  
بکاف عبد؟ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بند سے (محمد) کے لئے کافی نہیں ہے؟ (اسے محمد) اگر تیرے والدین  
وہاں سے رخصت ہو گئے ہیں میں زندہ ذلت موجود ہوں۔ جس کو کبھی موت نہیں آئے گی میں تمہاری  
پرورش اس طرح کروں گا۔ جس طرح وہ تمہاری پرورش کرتے تھے۔ قل من یکلثوکم باللیل

اے رسول! کہہ دو کہ رات کے وقت تمہاری حفاظت کون کرتا ہے۔ (اے محمد! میں تمہیں اس طرح روزی دوں گا جس طرح وہ روزی دیتے تھے۔ نحن نرزقك میں تمہیں روزی دیتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا **وَاللّٰهُ يَحْصِلُ مِنَ النَّاسِ اللّٰهُ تَجِبُ لِرُكُوْنِ كَعِ شَرِّ سَيِّئَاتِهِ** گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح میں سب سے زیادہ گناہوں کی نصرت کے متعلق فرمایا۔ **هُوَ الَّذِي اَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ** اللہ نے اپنی لہو سے تمہاری نصرت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج کے متعلق فرمایا۔ **يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَحْمَلْنَا لَكَ مَجْدَكَ** کے فرمایا۔ **مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ** قرب کے متعلق فرمایا۔ **ثُمَّ وَدَّعَكَ** نفی عفو کے بارے میں **لِيُخَفِّرَ لَكَ** اللہ فرمایا۔ آخرت کے متعلق **دَلَالًا خَيْرَ مِمَّا** من الاولیٰ کہا کون سے وہ والدین ہیں جن میں بیک وقت یہ صفات موجود ہیں؟ ان صفات کے ہوتے ہوئے دنیا اور آخرت کو میں نے تیری خاتم کے نیچے قرار دیا۔ تاکہ اپنے دین کو دنیا کے تمام اویان پر غالب کر دو۔ اور قیامت کے روز تیرا رب تجھے مقام محمود پر رکھے گا۔ خاتم النبیین کے تحت جناب جابر اور ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اور انبیاء کی مثال اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے اپنا گھر بہت خوبصورت اور مکمل بنایا ہو۔ لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی ہو۔ اور لوگ اس گھر میں داخل ہوں۔ اور تعجب اور حیرانی سے کہیں کہ اینٹ کو اس جگہ کیوں نہیں لگا یا گیا، میں وہی اینٹ ہوں۔ اور میں خاتم النبیین ہوں۔ **وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا صِدْقًا لِلْعَالَمِيْنَ** کا مطلب یہ ہے کہ ہر نبی عذاب الوباء۔ مثلاً نوح، ہود۔ یعیس اور صالح، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ کی حرمت و عزت کی وجہ کا عذاب اور منافق تلوار کی نو سے دنیا میں محفوظ رہا۔ اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ قیامت کے روز مومن عذاب سے نجات پائے گا۔ **وَمَا كَانَ سَعْدٌ لِّبَعْضِهِمْ** انت یختم حبیب تک آپ ان میں موجود ہیں۔ اللہ ان کو عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ **النَّبِيُّ الْاٰخِرُ** الذی یختم و نہ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم امت امید ہیں۔ نہ ہم کہتے ہیں۔ اور نہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اُمی منسوب ہے اپنی امت کی طرف یعنی جماعت عامہ کی طرف جو کلمہ نہیں سکتی تھی۔

ایک روایت ہے کہ آپ کو اُمی اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ عرب میں سے ہیں۔ اور عرب



کو امی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **هُوَ الَّذِي يُعْثُ فِي الْاَيِّمِينَ لِرَسُولٍ**۔ روایت ہے کہ آپ کو امی اس لئے کہتے ہیں کہ آپ قیامت کے روز فرمائیں گے۔ اُمّی اُمّی۔ میری اُمّت میری اُمّت۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اصل (کائنات کی) بجا و کا باعث ہیں (اور بمنزلہ ام ماں کے ہیں جس کی طرف اولاد رجوع کرتی ہے) اسی لحاظ سے کہ کو ام اُمّی کے لئے کہا جاتا ہے۔

ایک روایت ہے کہ بمنزلت مہربان والدہ کے ہیں جو اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہے۔ جب قیامت کے روز بھائی بھائی سے بھاگے گا تو آپ اپنی اُمّت کی نگرانی کریں گے۔

روایت ہے کہ آپ کو امی اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ ماں کی مانند ہیں۔ ماں کے فریقین میں لکھنا شامل نہیں ہے لکھنا مردوں کے قرائض میں ہوتا ہے۔ علامہ سید مرتضیٰ علم الہدی نے ایت **وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ** کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ ایت کا ظاہری معنی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ لکھنا پڑھنا نبوت کے پہلے نہیں جانتے تھے۔ اور نبوت کے بعد ایسی بات نہ تھی۔ ایت میں قبل نبوت لکھنے پڑھنے کی نفی اس لئے واقع ہوئی ہے کہ لوگ آپ کی نبوت میں شک کرتے کہ یہ ابھی طرح پڑھا لکھا آدمی ہے (اپنی طرف سے باتیں بنا کر پیش کرتا ہے) نبوت کے بعد اس بات کے شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کیوں کہ ممکن ہے آپ نے کتابت وغیرہ کی تعلیم جبریل سے نبوت کے بعد حاصل کی ہو۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ جو کتابت سیکھنے سے حاصل کی جاتی ہے آپ اس کو نہ جانتے ہوں۔ (یعنی سیکھ کر کتابت حاصل نہ کی ہو۔ بلکہ یوم ازل سے سیکھ کر تشریف لائے ہوں) علامہ شعبی اور ایک جماعت اہل علم نے کہلے کہ آنحضرت صلعم نے اس وقت تک انتقال نہیں کیا۔ جب تک آپ نے کتابت اور قرأت کو سیکھ نہیں لیا تھا۔

آیت **هُوَ الَّذِي يُعْثُ فِي الْاَيِّمِينَ** رسولاً کے تحت امام محمد تقی بن امام علی رضا علیہما السلام سے روایت ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اس چیز کی تعلیم لوگوں کو کس طرح دے سکتے تھے جس کو خود نہیں جانتے تھے۔ خدا کی قسم رسول اللہ ہتھڑ بانوں میں پڑھ سکتے تھے فرمایا (بلکہ ہتھڑ بانوں میں پڑھ سکتے تھے) صحاح ستہ اور تواتر میں رسول اللہ صلعم کا یہ فرمان منقول ہے کہ استونی بدوۃ وکتف الکتب لکم کتاباً لا تظہروا بعد ابداً مجھے قلم و کتابت اور کاغذ لا دو میں تمہیں ایک نوشتہ لکھ دوں۔ کہ اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (اگر لکھنا پڑھنا نہیں

جاتے تھے۔ تو تمام دعوت اور کاغذ کیوں طلب کیا؟ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلیم کو محمد کہہ کر چار مقامات کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں (۳) ما کان محمد اباً احد محمد کسی کے باپ نہیں ہیں (۴) داموا بہا نزل علی محمد اس چیز پر ایمان لاؤ جو محمد پر نازل ہوئی۔

نبی صلیم نے فرمایا جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو۔ تو اس کو گالیاں نہ دو۔ اور نہ ہی اس کو مارو۔ وہ گھریکت والا ہے جس میں محمد نام کوئی آدمی رہتا ہو۔ اگر کوئی قوم مشورے کے لئے اکٹھی ہو۔ اور ان میں محمد نام کا کوئی شخص موجود ہو۔ اور اس کو مشورہ میں شامل نہ کریں۔ تو ان لوگوں کے مشورے میں کوئی برکت نہیں ہوتی۔

صاحبان اشارات نے کہا ہے کہ محمد کی میم سے اللہ کا شائق مراد ہے جو آپ کی خاطر انبیاء سے لیا تھا۔ رَاذَا خذ اللہ مینش الانبیاء ح سے مراد یہ ہے کہ آپ کی حب کو سرسبین کے دلوں میں ڈالا ہے اور پاکیزہ اصحاب میں اللہ تعالیٰ آپ کو مستقل کرتا رہا۔ الذی یوالہ حین تقوم دوسری میم آپ کا مرتبہ کتب انبیاء میں مرلو ہے۔ النبی للامی الذی یجدونہ مکتوبانی التوراتہ والا انجیل۔ وال سے آپ کی ولایت ابدی مراد ہے۔ رسول اللہ صلیم نے فرمایا میں دعوتِ ابراہیم ہوں۔ میں بشارات عیسیٰ ہوں اور میں اپنی ماں کا خواب ہوں۔ روایت ہے کہ محمد کی پہلی میم سے مراد وہ معرفت ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم الاولین اور آخرین کے ساتھ عطا کی۔ حائے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر مسلمانوں کو کفر کی موت سے زندہ کیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ وکنتم امواتاً فاحیاً کما تم مودہ تھے۔ اور تمہیں زندہ کیا۔ دوسری میم سے آنحضرت صلیم کی ملکیت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایسی ملکیت کسی فرد کو عطا نہیں کی۔ وال آپ کے دلیل رہنما ہونے پر ولایت کرتی ہے۔ اور آپ تمام مخلوق کی جنت الفردوس کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اجمع اشرائع وصد شر یعتک دوسری شریعتوں کو مٹا دو۔ اور اپنی شریعت پھیلادو۔ محی اشرك وصد اسلام شرک کو مٹا دے اور اسلام کو پھیلادو۔



روایت ہے کہ میم سے آپ کا پسندیدہ ملک ہے۔ "عائے آپ کا حوض مورد اور میم تلالی سے آپ کا مقام محمود ہے اور دال سے دین شہود مراد ہے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ کے پاس آپ کے نام کا حرف ایک تھا۔ اور غرق ہونے سے نجات پا گئے اور فوج کے پاس ایک حرف تھا۔ وہ طوفان سے بچ گئے تھے۔ سلیمان کے پاس ایک حرف تھا۔ اس نے ملک پایا۔ اور داؤد کے پاس ایک حرف تھا۔ اس نے بھی ملک حاصل کیا تھا۔ اور جس ذات کے پاس یہ سارے حرف ہوں۔ اپنی امت کو آگ سے نجات دلا کر جنت میں داخل نہیں کر سکے گی۔ امت کے حصے میں صرف آپ کے نام کا ایک حرف آیا ہے۔ اور امامیہ حضرات کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے دو حرف حاصل کئے ہیں۔ انہوں نے شریعت کو دونوں کو نون سے حاصل کیا ہے۔ محمد و آل محمد سے، اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو محمد کے نام کی صورت پر پیدا کیا ہے۔ محمد کی میم انسان کے سر کی مانند ہے۔ حاد دونوں ہاتھوں کی طرح ہے۔ دوسری میم پیٹ کی مانند ہے۔ اور دال دونوں پاؤں کی مانند ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو آپ کے نام کی صورت پر پیدا کیا ہے۔ تو قیامت کے روز اس بات کی مخلوق کو توقع رکھنی چاہیے۔ کہ اللہ ان کا حشر آپ کے گردہ میں کرے اور آپ کی شفاعت کے ذریعہ ان پر رحم کرے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی

سیو یہ نحوی نے کہا ہے۔ کہ لفظ احمد افضل کے وزن پر ہے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ کیوں آپ افضل التفصیل ہیں۔ محمد کا لفظ مفصل کے لفظ پر واقع ہوا ہے۔ تمام انبیاء محمود ہیں آپ محمود سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔ کیوں کہ محمد کی تفسیر احمد ہے۔ اور دلالت کرتی ہے۔ لہذا آپ انبیاء سے افضل ہیں۔

اس سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے بازاہ میں ابوالقاسم کہہ کر پکارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا میں نے غلام شخص کو بلایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سلام لے کر پکارتا کرو۔ میری کیفیت سے نہ بلایا کرو۔

جو ہرگز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا نام رکھتے وقت میرے نام اور کیفیت نہ لکھو۔ میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔ اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حجر اسود کے رکھنے کے موقع پر جھگڑا کیا۔ قریب تھا کہ جنگ  
 کا نوبت پہنچ جائے۔ حسن اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو انہوں نے کہا۔ محمد امین آ  
 گئے ہیں۔ ہم آپ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ نے ایک کپڑا پچھانے کا حکم دیا۔ جب کپڑا پچھ گیا۔ تو  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اٹھا کر کپڑے کے درمیان رکھ دیا۔ پھر آپ نے قریش کی ہر شاخ کے سردار  
 کو حکم دیا کہ وہ کپڑے کا کونہ پکڑ لے۔ انہوں نے حجر اسود کو اٹھایا۔ جب رکھنے کی جگہ پہنچا۔ تو آپ نے  
 اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس کو نصب کر دیا۔

روایت ہے کہ اس واقعہ سے پہلے بیشتر مقامات پر آپ کو امین کہتے تھے۔ اور یہ بات حدیث کے  
 علم ابجد کی رو سے سید المبین صلی اللہ علیہ وآلہ اور المصطفیٰ محمد رسول اللہ کے عدد برابر مقامات  
 سوچو وہ ہوتے ہیں۔

## فصل

### وفات رسول کے بیان میں

ابن عباس اور سدی سے روایت ہے کہ جب آیہ انک میت انہم میتون نازل ہوئی  
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ یہ کب ہوگا۔ سورہ نصر نازل ہوا۔ اس کے  
 نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجیر اور قرأت کے درمیان خاموش ہو گئے اور کہا سبحان اللہ و بحمد  
 استغفر اللہ و اتوب الیہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ایسا کیوں فرما رہے ہیں۔ فرمایا۔ مجھے موت  
 کا پیغام مل چکا ہے۔ پھر آپ پھوٹ پھوٹ کر رہے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول موت کے ڈر کے  
 باعث بدلتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش دیا ہے۔ فرمایا۔ قبر کی تنگی۔ حد کی تاریکی۔ قیامت  
 اور اس کے خوفناک منازل پیش آئیں گے۔ اس سورہ کے نازل ہونے کے بعد آپ ایک سال زندہ  
 کتاب اسباب النزول میں واحدی عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین سے واپس تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح کو  
 نازل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی بن ابی طالب، اے فاطمہ! آپ نے اذیاء نصر اللہ کو  
 آخر تک سونپ دیا۔



سہی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ پھر تقدیر جیٹھ رسول من انفسکم نازل ہوئی اس سورہ کے نازل ہونے کے بعد آپ چھ ماہ زندہ رہے۔ جب آپ حجۃ الوداع کی طرف تشریف لے گئے تو راستہ میں آپ پر یہ آیت نازل ہوئی یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الخ اس کو آیت ضعیف بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ عرہ میں تشریف فرما تھے۔ اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ ۸۱ روز زندہ رہے۔ پھر آپ پر آیات ربوا نازل ہوئی۔ پھر اس کے بعد آیت والفقوا یوماً ترجعون فیہ نازل ہوئی یہ آسمان سے نازل ہونے والی آخری سورت ہے۔ اس کے بعد آپ ۲۱ روز زندہ رہے۔ ابن جریر نے کہا ۹ راتیں ابن جریر اور مقاتل نے کہا سات راتیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کی تسلی کے لئے فرمایا۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسول

رسول اللہ صلی علیہ وسلم ۸۱ روز زندہ رہے۔ ایک شنبہ کو بیمار ہوئے آپ نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت چل پڑی۔ بیقع میں تشریف لاکر فرمایا۔ السلام علیکم اهل القبور اے قبروں میں رہنے والے تم پر سلام ہو۔ جس حالت میں تم ہو اس کی میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ اب لوگوں کو ان فتنوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو تاریک رات کی مانند ہے درپے آئیں گے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا جبریل مجھ پر قرآن سال میں ایک مرتبہ لایا کرتے تھے اب کی مرتبہ سال میں دو دفعہ لائے ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ میری موت کا وقت آگیا ہے پھر بدھ کے روز اس حالت میں باہر نکلے کہ آپ نے سر پہ کپڑا باندھا ہوا تھا اپنا دایاں ہاتھ علی علیہ السلام پر اور بایاں ہاتھ فضل پر رکھا ہوا تھا۔ منبر پر تشریف لے گئے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! میری موت کا وقت آگیا ہے۔ اگر میں نے کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا۔ تو وہ مجھے بیان کرے تاکہ میں اس کو پورا کروں۔ اگر کسی کا مجھ پر قرض ہے۔ تو وہ مجھے آگاہ کرے تاکہ میں اس کو پورا کروں ایک شخص نے مجھ سے ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں شادی کروں گا تو آپ مجھ تکین اوقیہ سونا دیں گے۔ آپ نے فضل سے فرمایا۔ وعدے کو پورا کرو۔ پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے میرے اصحاب میں تمہارا کیسا نبی تھا۔ کیا میں نے تمہارے لئے جہاد نہیں کیا کیا میدان جہاد میں میرے رباعی دانت شہید نہیں ہوئے کیا میری پیشانی

خون آلود نہیں ہوئی، کیا خون میرے چہرے پر نہیں بہا کیا میں نے اپنی قوم کے بھال لوگوں سے  
 طرح طرح کی تکالیف برداشت نہیں کیں، کیا میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر نہیں باندھا  
 انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیا ہے پھر فرمایا۔ میرا لب فیصلہ کرنے والا ہے۔ میں قسم  
 کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ کسی ظالم کے ظلم کو برداشت نہیں کرے گا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں  
 اگر کسی شخص کا کوئی مظلمہ میرے ذمہ ہو تو وہ اس کا قصاص اس دنیا میں مجھ سے لے لے۔ اور مجھ پر بات  
 زیادہ پسند ہے کہ وہ قیامت کے بعد انبیاء و مرسلین کے سامنے مجھ سے بدلہ لے۔ ایک شخص نے جس کا  
 نام سوادہ بن قیس تھا۔ کہا آپ جب طائف سے واپس تشریف لائے تھے۔ میں نے آپ کا استقبال کیا  
 آپ اپنی اونٹنی غضباً پر سوار تھے۔ ایک ہاتھ میں مشوق نامی چھری تھی۔ آپ نے اپنی چھری کو اپنی سواری  
 کے لئے بلند کیا لیکن وہ میرے پیٹ پر لگ گئی میں اس بات کا آپ سے بدلہ لینا چاہتا ہوں، رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا۔ فاطمہ کے گھر جاؤ۔ اور مجھے مشوق نامی چھری لاکر دو۔ جب بلال جناب فاطمہ  
 کے گھر گیا۔ تو آپ نے دریافت کیا کہ رسول اللہ اس سے کیا کرنا چاہتے ہیں، عرض کیا آپ کو علم نہیں ہے  
 آنحضرت دین اور دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں، جناب فاطمہ فریاد کرتی تھیں ہے غم۔ اے باپ آپ  
 کا غم کس قدر گراں ہے۔ جب بلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو فرمایا شیخ کہاں ہے؟  
 اس نے کہا یا رسول اللہ! میں موجود ہوں۔ میرے مال باپ آپ پر قربان ہوں۔ فرمایا جس قدر تمہاری مرضی  
 ہو مجھ سے قصاص لے لو۔ شیخ نے عرض کیا کہ آپ اپنا پیٹ ظاہر کیجئے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا  
 آپ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنا منہ آپ کے شکم اقدس پر رکھ دوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اس بات کی اجازت دے دی۔ اس نے عرض کیا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 شکم مبارک سے بدلہ لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مجھو! سوادہ بن قیس کو اس طرح معاف فرما  
 دیجئے جس طرح اس نے تیرے نبی محمد کو معاف کر دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی اس وقت تک انتقال نہیں کرے گا جب تک اپنے بعد میں کسی اپنے  
 جانشین کو نہ چھوڑ جائے وقد خلقت فیکم الثقین کتاب اللہ و عترتی میں تم میں گراں قدر چیز چھوڑتا  
 ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے اُم سُلَیٰ کے گھر  
 تشریف لے گئے۔ لےے یہود اُمت محمد کو آگ سے محفوظ رکھ۔ اور ان پر حساب (قیامت کو) آسان کر۔



ابن مسعود - طبری - مسلم اور بخاری نے روایت کیا ہے۔ روایت کے الفاظ بخاری کے ہیں۔ ابن عباس کو کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ خمیس مافسوس ہے کہ خمیس کے دن کیا ہو گیا۔ پھر ابن عباس اٹھا روئے کہ سگرزے آپ کی آنسوؤں سے تر ہو گئے آپ سے پوچھا گیا کہ خمیس کے دن کون سا مہینہ پیش آیا تھا فرمایا کہ رسول اللہ خمیس کے روز درد کی تکلیف میں زیادہ مبتلا ہو گئے تھے۔ اور فرمایا مجھے قلم دوات اور کاغذ داد۔ تاکہ میں تمہیں ایک ایسا نوشتہ تحریر کر دوں جس کے بعد کسی گمراہ نہ ہو گئے۔ لوگوں نے آپس میں جھگڑا شروع کر دیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (مطاف اللہ) ہذیان کہہ رہے ہیں۔ مسلم اور طبری کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ہذیان کہہ رہے ہیں۔

۵ دعی النبی نقال قائلہم قد قل یبھجس سید البشر  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی لیکن ایک کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ کو ہذیان ہو گیا ہے بخاری اور مسلم میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمر نے کہا۔ رسول اللہ پر درد کی تکلیف ہے اور تمہارے پاس قرآن مجید ہے اور حسب کتاب اللہ میں کتاب خدا کافی ہے گھر میں اس وقت جو لوگ موجود تھے۔ ان میں مخاصمہ اور جھگڑا شروع ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قلم دوات داد۔ وہ تمہیں نوشتہ لکھ دیں تاکہ تم آپ کے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اور بعض لوگ وہی بات کہتے تھے جو حضرت عمر نے بیان کی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باتوں کا ہیر پھیر اور اختلاف زیادہ ہو گیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔

ابن عباس کہا کرتے تھے۔ ہے مصیبت سخت مصیبت وہ تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے اپنے اختلاف اور جھگڑے کی وجہ سے تحریر لکھنے سے روک دیا گیا تھا۔

مسند ابو یعلیٰ اور فضائل احمد میں ام سلمہ سے روایت ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم ام سلمہ کھاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری وقت میں صرف لوگوں میں حضرت علی ہی آپ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس صبح کو جس صبح کو آپ کا انتقال ہوا کسی کام کے لئے بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بار بار) فراتے تھے۔ کیا علی آگئے ہیں۔ آپ نے میں مرتبہ ایسا فرمایا حضرت علی طلوع ہوئے آپ کے آگئے۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علی سے کوئی کام ہے تو ہم لوگ گھر سے

باہر نکل آئے علی نے اپنے آپ کو رسول اللہ پر گرا دیا۔ علی وہ شخص ہیں جنہوں نے آخری دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات حیرت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چپکے چپکے راز و نیاز کی باتیں کرتے تھے۔

طبری نے کتاب الولاية میں دارقطنی نے کتاب صحیح میں، معانی نے کتاب الفضائل میں اور شعبوں کی ایک جماعت نے حسین بن علی بن حسن بن عبد اللہ بن عباس، ابو سعید خدی اور عبد اللہ بن حارث سے روایت کی ہے۔ اور حدیث کے مفاد دارقطنی کی صحیح کے ہیں۔ بی بی عائشہ کا بیان ہے۔ اور آنحضرت بی بی صاحبہ کے گھر میں انتقال کے وقت موجود تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے حبیب کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے ابوبکر کو بلایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھ کر سر کو نیچے دھکا دیا پھر فرمایا: میرے حبیب کو بلاؤ۔ میں نے حضرت عمر کو بلایا جب آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: میرے حبیب کو بلاؤ۔ میں نے کہا تمہارے لئے طاقت ہو۔ علی بن ابی طالب کو بلاؤ۔ خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کو نہیں چاہیے۔ جب آپ نے حضرت علی کو دیکھا۔ تو جو کچھ آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ اس کو علیؑ کے لئے لے کر اس کے اندر داخل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اپنے ساتھ لیٹاتے رہے اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ علیؑ کے جسم کے اوپر تھا۔

عام احمد بن حنبل اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت کے وقت فرمایا: میرے حبیب علی کو میرے پاس بلاؤ۔ عائشہ نے عرض کیا میں آپ کے لئے ابوبکر کو بلاؤں۔ حفصہ نے عرض کیا میں عمر کو بلاؤں۔ ام الفضل نے کہا میں عباس کو بلاؤں؛ جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک بلند کیا۔ لیکن علیؑ کو نہ پایا۔ آنحضرت خاموش رہے۔ عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے چلے جاؤ اور

اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ روایت میں ہے کہ بی بی عائشہ نے اپنے باپ کو بلایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منسوب کیا۔ حفصہ نے اپنے باپ کو بلایا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی اپنا منہ موڑ لیا۔ جناب ام سلمہ نے حضرت علیؑ کو بلایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کافی دیر تک راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غشی آگئی۔ حسن اور حسینؑ نے اگر دونا اور چلانا شروع کر دیا۔ دونوں بے تاب کی گئے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گر پڑے۔ جناب علیؑ نے دونوں کو ہٹانے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آگئی۔ فرمایا اے علیؑ! ان کو رہنے دو۔ میں ان کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ اور یہ میری خوشبو



منگھتے ہیں میں ان سے زاورامے راہوں۔ برمجھ سے زاورامے رہے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کے دامن کو کھینچا۔ اپنا منہ علی کے منہ پر ڈال دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سرگوشیاں کرنی شروع کیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا۔ تو فرمایا اے علی! میرا سر اپنی گود میں رکھ دو۔ اللہ کا حکم آگیا ہے جب میری روح پرواز کرنے لگے تو اس کو اپنے ہاتھ میں لے لینا۔ اور اس کو اپنے چہرے پر پھیرنا۔ پھر مجھے قبلہ رخ لٹا دینا۔ میرے ضروریات جنازہ کو سرانجام دینا۔ سب لوگوں سے پہلے مجھ پر نماز جنازہ پڑھنا۔ مجھ سے اس وقت تک جدا نہ ہونا۔ جب تک میرے جسد کو سپرد خاک نہ کر لینا۔ اللہ عزوجل سے امداد طلب کرتا! حضرت علیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جناب فاطمہؓ رونے لگیں۔ آپ نے اشارے سے فرمایا۔ میرے قریب آ جاؤ۔ آپ قریب ہو گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کچھ راز کی باتیں کیں۔ سیدہ کا چہرہ خوشی سے تھما اٹھا۔ انقصہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا بائیں ہاتھ بڑھا کر حضرت کے جنگ کے تلے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جناب علیؓ کے ہاتھ پر پرواز کرنے لگی۔ جناب علیؓ نے اپنے ہاتھ کو اپنے چہرے کی طرف بند کیا۔ اپنا ہاتھ اپنے چہرے مبارک پر مس کیا۔ علیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چادر اوڑھ دی۔ آپ کے لوازمات میں مصروف ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ ملک الموت آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ سے پہلے کسی نبی سے اجازت طلب نہیں کی۔ اور نہ ہی آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی۔ وہ حاضر ہوا اور آپ کو اسلام کیا اور عرض کیا۔ اے احمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں۔ میں آپ کی دعوت کو قبض کروں۔ یا واپس چلا جاؤں؟ فرمایا۔ بلکہ تم میری روح کو قبض کر لو۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا۔ تو جبرائیلؑ نے نازل ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا نہیں میں نے تبلیغ کا کام پورا کر دیا ہے۔ پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں؟ فرمایا۔ نہیں بلکہ میں رفیق اعلیٰ کے پاس چاہتا ہوں۔

صالح آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے عرض کیا اے محمد! میرا دنیا میں یہ

آخری آئینا ہے۔ دنیا میں میرا مطلوب تو آپ ہی تھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑے کے اندر سے باہر نکلے تو فرمایا اعظم اللہ اجور کفر فی نبیکم۔ اللہ تمہارے اجر کو نبی کے بارے میں زیادہ کرے۔  
 علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پکڑے کے تلے آپ سے کس قسم کی رازدنیاز کی باتیں کیں تھیں؟ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزار باب علم کے تعلیم کئے تھے۔ اور میرے لئے ہر باب سے ہزار ہزار باب علم اور کھل گیا ہے اور مجھے ان امور کی وصیت فرمائی۔ جن پر انشاء اللہ میں قائم رہوں گا۔

ابو عبد اللہ بن ماجہ سنن میں اور ابو یعلیٰ موصلی مسند میں انس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رسالت انجام دے چکے تو آپ کی خدمت میں جبریل حاضرموتے۔ اور آپ کو خدا کے پاس واپس آنے کا پیغام دیا۔ جناب فاطمہ نے کہا اے بابا آپ اپنے رب کے قریب ہو گئے۔ اے بابا آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے۔ اے بابا آپ کو رب نے بلایا اور آپ نے رب کی دعوت کو قبول کیا۔  
 اصول کافی میں منقول ہے کہ بنو ہاشم کی عورتیں جناب سیدہ کے گھر میں جمع ہوئیں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا عورتوں کی تعداد کو چھوڑو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کرو۔  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! جس مصیبت میں تم گرفتار ہو جاؤ۔ تم میری مصیبت کو یاد کرنا۔ میرے جدا ہونے کی مصیبت تمام مصائب سے بڑی ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا

الموت لا والدی بقی ولا ولد لا هذا السبیل الی ان تری احداً  
 موت سے نہ باپ بچے گانہ ہی بیٹا۔ اس راہ پر ہر ایک کی چلنا ہوگا۔

هذا النبی دلم یخلد لا متسم لرحلہ اللہ خلقا قبلہ خلدا  
 یہ نبی اپنی امت میں ہمیشہ نہ رہے اگر اللہ کسی کو باقی رکھتا تو آپ سے پہلے باقی رکھتا۔  
 للموت مناسہام غیر خاطئة من فاتہ الیوم سہم یفتہ علما  
 موت ایسا تیرے جو بالکل خطا نہیں کرتا۔ اگر آج چوک جانے کا توکل بالکل نہیں چوکے گا۔  
 تاریخ طبری اور ابانۃ العکبری میں تحریر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول



آپ کو کون غسل دے گا؟ فرمایا۔ میرا سب سے زیادہ نزدیک رشتہ دار۔  
 کتاب جلیۃ الاولیاء اور تاریخ طبری میں تحریر ہے۔ کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام آنحضرت صلی  
 علیہ وسلم دیتے تھے۔ اور فضل آنحضرت پر پانی ڈالتے جاتے تھے۔ اور جبریل امین ان دونوں کی مدد کرتے  
 تھے اور حضرت علی علیہ السلام فراتے جاتے تھے (اللہ کے رسول) آپ زندگی اور موت میں کس  
 قدر پاکیزہ ہیں !

مسند موصل میں نبی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو علیحدہ چھوڑ دیا گیا۔ علی بن ابی  
 طالب علیہ السلام اور اسامہ بن زید نے آپ کو غسل دیا۔

صفوانی اپنی کتاب حن و محسن میں اسمعیل بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اپنے باپ سے  
 وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ جب میرا  
 انتقال ہو جائے تو مجھے سات خشک زوں سے میرے چہ غس کے پانی سے غسل دینا۔ ابانہ بن بطنے  
 کہا کہ یہ یزید بن بلال نے کہا کہ علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اکرم صلی علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی۔  
 کہ میرے سوا آپ کو غسل کوئی اور شخص نہ دے۔

آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص بھی میری شرمگاہ دیکھے گا۔ وہ آنکھوں سے اندھا ہو جائے گا۔  
 حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے جس عضو کو ہاتھ لگانا چاہتا تھا اس کو میرے ساتھ  
 لے کر گیا تھا کہ قیس آدمی الٹ رہے ہیں۔ آخر کار میں آپ کے غسل سے غافل ہو گیا۔  
 روایت ہے کہ آنحضرت کے غسل کے وقت حضرت علی نے فضل بن عباس کو ابلو کے لئے بلوایا۔  
 فضل آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ کو اس بات کا حکم حضرت علی علیہ السلام نے دیا تھا۔ اس ڈر  
 کے باعث کہ کہیں فضل اندھے نہ ہو جائیں۔ حمیری نے کہا۔

هذا الذی ولیتمہ عورتی ولو رای عورتی سواة عمتی  
 آنحضرت صلی علیہ وسلم کی زبانی تحریر کرتے ہیں کہ یہ علی وہ ہیں جس کو میں نے اپنے عورتین کے غسل کا متولی  
 بنایا مگر علی کے سوا کوئی اور میری شرمگاہ کی طرف نگاہ کرے گا۔ تو وہ اندھا ہو جائے گا۔  
 نیز حمیری نے کہا۔

من فاشا غل بابنی وغلہ  
 رای عن الدیبا بذاک عنرا

وہ ذات کون تھی جو رسول کے تجہیز و تکفین اور غسل میں مشغول ہو گئی۔ دنیائے اس بات کو ایک معیبت دیکھا۔  
عبدی نے کہا۔

من دلی غسل النسبی ومن لفقه من یغسل فی الکفن  
نبی کو کس نے غسل دیا۔ اور کس نے آپ کو کفن پہنایا۔ (جناب امیر علیہ السلام نے ایسا کیا)  
سوجی نے کہا۔

غسلہ امام صدق طاہر من دلی الشرائک و اسباب الفیر  
آنحضرت صلعم کو امام صدق (علی) نے غسل دیا۔ جو شرک کی آلودگی اور بے ہودہ اسباب پاک تھے۔  
ایک اور نے کہا۔

کان بغسل النسبی مشتملاً فافتنوا و النسبی لہ یقیر  
حضرت علی رسول اللہ کو غسل میں مصروف تھے۔ اور لوگ فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ نبی ابھی  
قبر میں دفن نہیں ہوئے تھے

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام سے دریافت  
کیا کہ آپ پر نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم زندگی اور  
موت میں امام ہیں۔ دس دس آدمی داخل ہو کر آپ پر نماز پڑھتے تھے۔ صوموار کے دن سے کرگل  
کی صبح تک ہر گھنٹہ کا سارا دن آپ پر نماز پڑھتے رہے۔ سب سے پہلے آپ پر اقرار ہانے نماز پڑھی پھر  
خواص نے۔ اصحاب متقیہ نماز میں شامل نہ ہوئے۔ حضرت نے اصحاب متقیہ کے پاس بریدہ کو بھیجا  
لیکن اس میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ اصحاب متقیہ کی بیعت آنحضرت صلعم کے دفن کے بعد مکمل ہوئی۔  
میر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فراتے ہوئے سنا کہ یہ آیت ان اللہ  
ملائکۃ یصلون علی النسبی دے بیسے انتقال کرنے کے بعد محمد پر نماز پڑھنے کے متعلق نازل ہوئی

بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت کی وفات کے وقت خیمہ بول مرید کے محلہ میں تھا شیل نعانی نے القادق  
پر کیا ہے کہ یہ بات سچ ہے کہ عین رسول اللہ کے جنازے میں شامل نہیں ہوئے۔ محمد شریف عفی عنہ



امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس طرح نماز جنازہ پڑھی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ جب امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے آپ کو غسل دیا اور کفن پہنایا تو آپ نے لوگوں کو دس دس کی شکل میں آنحضرت پر داخل کیا۔ جو آنحضرت کے گرد حلقہ بنا کر کھڑے ہو جاتے۔ علی علیہ السلام ان لوگوں کے پیچھے کھڑے ہو جاتے۔ اور فرماتے۔ ان الله و ملائكة راجع لوگ بھی اسی طرح کہتے تھے جس طرح علی علیہ السلام کہتے تھے۔ تمام مدینہ والوں نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس بات میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے۔ بعض نے کہا آپ کو بقیع میں دفن کیا جائے۔ اور کچھ اور لوگوں نے کہا کہ مسجد کے صحن میں دفن کیا جائے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح کو زمین کے پیکر تیرین خطے میں قبض کیا ہے۔ مناسب ہے کہ آپ کو اس زمین میں کیا جائے۔ جہاں سے آپ کی روح نے پرواز کیا ہے۔ ایک جماعت نے آپ کی رائے پر اتفاق کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حجرے میں دفن کیا گیا۔ تاریخ طبری میں ابن مسعود سے ایک حدیث مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اسے اللہ کے نبی آپ کو قبر میں کون دفن کرے گا۔ آپ نے فرمایا جو میرے اہل میں سے ہوگا طبری اور ابن ماجہ میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں حضرت علی بن ابی طالب۔ فضل۔ قثم اور شقران نے اتاری۔ یہی وجہ ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ میں اولیٰ ایمان لائے ہیں، انہوں میں آخر رسول اللہ کے ساتھ ہوں۔ میری نے کہا ہے

و کلا لا تفسیله ، و حدة احمد مبتداء وضعه فی اللحد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اچھے علی نے آپ کو غسل دیا۔ اور اکیلے ہی آپ کو قبر میں اتارا۔ عہدی نے کہا ہے

من کان صنوا للنبی غیر علی من غسل الطہر شحہ و اسراہ  
علی کے سوا نبی کا ہم جنس کون ہے؟ کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور آپ کو سپرد خاک کیا۔ عوفی نے کہا ہے

من غسل المرسل من انزلہ فی لحدہ و عنہ للذین قضی  
کس نے محمد مرسل کو غسل دیا۔ اور کس نے آپ کو قبر میں اتارا۔ اور کس نے آپ کا قرض ادا کیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے کہا ہے

نفسی، علیٰ زفرائہا محبوسۃ یالقیہا خیر جت مع الزفرائات  
وفات رسول سے فرط غم و اندوہ کی وجہ میرا دم گھٹتا جا رہا ہے۔ کاش میں غم و اندوہ  
ساتھ دیر سے رخصت ہو جاؤں۔

لاخیر بعدک فی الحیاء وانما انشی مخافة ان تطول حیاتی  
ایا رسول اللہ! آپ کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں زندگی لمبی  
ہو جائے۔ (میں تو جلدی موت کے بعد آپ سے ملنا چاہتا ہوں)  
ابیر علیہ السلام نے فرمایا ہے

امن بعد تکفین المنسی ودفنہ باثوابہ آسی علیٰ ہالک ثوی  
کیا نبی کے دفن کے بعد میں کسی اور ہلاک ہونے والے شخص پر افسوس کروں گا۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من یتبعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یصل الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی مصیبت میں اس قدر مبتلا ہوئے جب تک کہ ہم دنیا میں زندہ رہیں گے  
ایسی کوئی مصیبت نہیں دیکھیں گے۔

وکان لتماما المحض من دون اہلہ  
آپ اپنے اہل بیت کے لئے دشمنوں کے مقابل ہیں ایک مضبوط قلعہ اور امن کی پناہ گاہ تھے۔  
وکنابہ شمد الانوف بخوہ  
آپ کی وجہ سے ہمارے منازل اس قدر بلند تھے جو دیکھے جاسکتے ہیں اور نہ سننے جاسکتے ہیں۔  
فیاخیر من ضمہ لمخوامع والحقشا  
اے وہ بہترین انسان جس کو پہلوؤں اور انتوں نے چھپا رکھا تھا، اے وہ بہترین نفس جس کو مٹی اور  
خاک نے ڈھانپ دیا۔

کان امور الناس بعدک ضمانت سفینۃ موج البحر والبحر قد طلی  
آپ کے بعد لوگوں کے حالات اس قدر اتر ہو گئے ہیں طرح طوفان خیر سمندر میں کشتی غوطے کھاتی ہے  
وضاق فضالارض عنہم برحبہ  
جب یہ خبر مشہور ہو گئی کہ رسول اللہ انتقال کر گئے تو زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی۔  
لنقد رسول اللہ الذیل قد قضی



فيا حزنانا رائينا نبينا علي حسين نحر الدين واشتدت القوى  
کے ہمسویں ہم نے اپنے نبی کا غم و اندوہ اس وقت دیکھا جب دین مکمل ہوا اور اس کے فورے  
مطلوبہ ہو گئے تھے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے قبر کی زیارت کرتے وقت یہ مرثیہ کہا ہے  
ما غاض دمعی عندنا بئسۃ الاجعتک للیکاء سبباً  
کسی مصیبت کے وقت میرے آنسو نہیں بہے مگر جب آپ کی قبر پر حاضر ہوا ہوں تو لگتا ہے کہ وہاں  
واذا ذکر تک ساجد بہ معنی الجفون ففاض وانسکبا  
جب آپ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بندھ جاتی ہے۔  
لنی اجل ثری حطلت بہ عنان اری بسواة مکتبہ  
جس خاک میں آپ مدفون ہیں مگر یہ میں اس کو جیل القدر خیال کرتا ہوں پھر بھی میں اس کو  
غناک دیکھتا ہوں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک مرثیہ یہ ہے  
للی اللہ اشکورا الی الناس اشتکی لعی الارض تبقی والاخلاد تنهب  
میں اللہ تعالیٰ سے شکایت کر رہا ہوں۔ لوگوں سے نہیں۔ دوست و نیک سے نفرت ہو گئے ہیں۔ اور  
زمین بھی آپ کی حالت پر قائم ہے۔ (اسے بھی غم ہونا چاہیے)  
اخلاقی لو غیر الحیام اصابعک عتبت ولكن ما علی الموت معتب  
اے دوستو! اگر موت کے سوا کوئی اور چیز تمہیں تکلیف دیتی تو میں مزور اس کی خبر لیتا لیکن کیا کروں  
موت سے کوئی بدلہ نہیں لے سکتا۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مرثیہ ہے  
قل للیقت تحت اطباق الشری ان کنت تسمع صرختی وندایا  
جو زات زمین کی تہوں کے اندر غائب ہو گئی ہے اے کہہ دو۔ اگر آپ میری فریاد و نوک پکار کو سنتے  
تو بے قرار ہو جاتے۔

صبت علی مصائب لوانها صبت علی الايام صرن بیابا

آپ کی موت کے بعد مجھ پر اتنی مصیبتیں پڑیں۔ اگر دلوں پر پڑتیں تو کالی راتیں ہو جاتیں۔  
 قد کنت ذات حمتی بطل محمد لا اخش من ضیم وکان جہالیہ  
 میں محمد کے سائے عاطفت میں مامون و محفوظ تھی مجھے کسی دشمن کا خوف نہیں دیکھنا ہمارے ہر  
 قسم کی حفاظت کرتے تھے۔

فالیوم اخشع للذلیل والتقی ضیمی وادفع ظالمی بردایثا  
 آج یہ حالت ہے کہ میں ہر ذلیل اور ظالم سے ڈرتی ہوں۔ اور اپنی چادر سے ظالم کو روکتی ہوں۔  
 فاذا بکت قمریۃ فی یسلھا شجن علی غص بکیت صبا جیا  
 اگر قمری رات کے وقت ہنسی پر کسی غم کی وجہ سے روتی ہے تو میں دن و رات سے روتی ہوتی ہوں۔  
 فلا جعلن الحزن بعدک مؤنسی ولا جعلن الذمغ فیک وشاحیا  
 آپ کے بعد میں نے غم کو اپنا مؤنس اور آپ کے بارے میں آنسو بہانا اپنا شعار بنا لیا ہے۔  
 ماذا علی من شمر توبۃ احمد ان لا یشرمدی الزمان غوالیا  
 جو شخص ایک دفعہ احمد کی قبر کی خاک سونگھ لے گا۔ وہ ساری زندگی خوشبو نہیں سونگھے گا۔  
 جناب سیدہ کا ایک اور مثنویہ

فالیوم اخضع للذلیل والتقی ذلی وادفع ظالمی بالراح  
 آپ کے وفات کے بعد میں ذلیل سے ڈرتی ہوں۔ اور اپنی ستمیوں سے ظالم کو دفع کرتی ہوں۔  
 واذا بکت قمریۃ فیمتأ یھا یسلا علی غص بکیت صبا جیا  
 اگر قمری غم کے باعث رات کو روتی ہے تو میں دن و رات سے غم و اندوہ کی وجہ سے روتی ہوں۔  
 فاللہ صبرنی علی ما حصل بی مات النبی قد انطقی مصباحی  
 جو مصیبت مجھ پر نازل ہوئی ہیں اس کے بارے میں اللہ کی خاطر صبر کرتی ہوں۔ رسول اللہ کا انتقال  
 ہو گیا اور میرے گھر کا چراغ بجھ گیا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مثنویہ

مجنابا للنبی وکان فیہنا امامہ کی امة نعم الامم  
 رسول اللہ کی موت کا ہم نے صدمہ اٹھایا۔ جو امام کرامت بلکہ بہترین امام تھے۔



اكان قوامنا والراس منا فخصم اليوم ليس لنا قسوام  
 ہمارے سرپرست اور وارث تھے۔ آج ہمارا کوئی سرپرست اور وارث نہیں ہے۔  
 فسوح ونشتكى ماقد لقينا ويشكو فقدك البلد الحرام  
 اس کے بعد جن حالات سے دوچار ہوئی ہوں۔ اس کے باعث فوجہ کرتی ہوں۔ اور شکایت کرتی  
 کہ ہوں خانہ کجہ سے آپ کی جدائی کی شکایت کرتی ہوں۔  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے متعلق انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مدینہ میں میری زیارت کرے گا۔ میں قیامت کے روز اس کی سفارش  
 کروں گا۔ یا قیامت کے روز اس کا گواہ ہوں گا۔

## باب دوم

امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی امامت  
 فصل

امامت کے شرائط کے بیان میں

امامت کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ  
 میں زمین میں ایک پنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے خلیفہ کو پیدا  
 کیا ہے۔ حکیم علیم نے اہم چیز کی ابتدا عام چیز سے پہلے کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ آیت فقہاء و  
 کتباہا قوماسواہا بکافورین اولئک الذین ہدی اللہ فہما ہم اقتدا اس  
 پر دلالت کرتی ہے کہ کوئی زمانہ حاکم وین سے خالی نہیں ہے۔ وہ حافظ دین خواہ نبی ہوگا۔ یا  
 امام ہوگا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمین عالم سے کسی خالی نہیں ہوگی۔ لوگ حلال اور

م کے مسائل کی دریافت میں اس کی طرف رجوع کریں گے پھر امام نے اپنے قول کی تفسیر یوں فرمائی  
نے چونکہ صبر کرو۔ اپنے اس دشمن کے معاملہ میں صبر سے کلمہ لا۔ جو تمہاری دین کے بارے میں مخالفت  
کے اپنے امام کو مضبوطی سے پکڑے ہو جس چیز کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور جو چیز تم پر ذمہ  
ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہو۔

امام رضا اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے دریافت کیا گیا کہ کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا۔ کہ نبیوں  
م کے وجود سے خالی ہو سوا یا۔ اگر ایسی صورت ہو تو زمین و آسمان جاسے گی۔

نبی صلم سے روایت ہے کہ ہر مخلوق میں میرے الہیت میں سے ایک عادل انسان موجود ہوگا  
اس دین سے خالیوں کی تعریف۔ باطل پرستوں کی بے جا دخل اندازی اور جاہلوں کی تلویل کو روکے گا۔  
ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی  
آیت کے متعلق دریافت کیا آیتوں کی کتاب من قبل ہذا الاثر من علم  
فرمایا کتاب سے مراد توراۃ اور انجیل ہے۔ ائمہ علم سے مراد انبیاء کے اوصیا کا علم ہے۔ زبیر  
مؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ زمین محبت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ محبت خدا باظاہر اور شہود ہوگا  
مخفی اور پوشیدہ ہوگا۔

روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میرے فرزند خدا کے ساتھ ہمیشہ ہوں گے۔ عونی نے کہا  
ولولا حجة فی کل وقت لاضحی الدین بجهول المومنین  
اگر مروت میں محبت خدا موجود نہ ہو تو دین کے نشانات مٹ جائیں۔

وصار الناس فی طغیاء منها بخونا بالاهل والنجوم  
لوگ گھٹا ثوب اندھیرے میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ ہم نے تاریکی میں چاند اور ستاروں کے  
بے نجات پانی سے۔ ایک اور شاعر نے کہا ہے

کو اکب دین کما انقض کوکب بدا و انخلب عنه الانحیة کوکب  
آئینہ تاریکی میں ستارے ہیں۔ جب ایک ستارہ چلا جاتا ہے۔ تو دوسرا ستارہ ظاہر ہو جاتا ہے  
جس سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ الامام زہام الدین امام دین کی ہمارے ہیں۔ نظام امور



المسلمین مسلمانوں کے کام کے منظم۔ دُعَا المومنین مومنین کی عزت۔ دُور الکافرین کافروں کی ہلاکت۔ اَشْرَ الاسلام اسلام کی دنیا و صلاح الدینا دنیا کی اصلاح کا باعث و النجْم الہادی ہدایت کرنے والے ستارے۔ والمسراج الزاھر روشن چراغ والماد العذب علی اظہار پیاموں کے لئے میٹھا پانی۔ والنور الدال علی الہدیٰ ہدایت کی طرف دہنائی کرنے والا نور۔ المُنجی من الودی ہلاکت سے نجات دلانے والا والمصاب المناظر بہ ستے والا بادل۔ و الغیث الماطل لگاتار برسنے والا ابر۔ والشمس الغلیظة سایہ دار سورج۔ والارض البسیطة کفارہ زمین والعیون العزیزۃ بہت ہوا چمن۔ والامین المرفیق مہربان امین۔ والوالد الشفیق مہربان باپ والاخ الشفیق مہربانی والا بھائی۔ والام البرقہ پنے کے ساتھ چلنے والی ماں۔ دامین اللہ فی خلقہ مخلوق میں اللہ کا امین۔ وجمتہ علی عبادہ بندوں پر جمعت خدا۔ وخلیفۃ فی بلادہ زمین میں خلیفہ خدا۔ الداعی الی اللہ اللہ کی طرف بلانے والا۔ والذاب عن حرہ اللہ اللہ کے حرم سے دور کرنے والا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتة جاهلیة جو شخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر گیا۔ وہ جاہلیت کی موت سا مورا۔

فمن لم یکن یعرف امام زمانہ ومات فقد لاقی المیتة بالجهل جو شخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر گیا۔ وہ جاہلیت کی موت کے ساتھ مورا۔ کتاب التبیون اور المحاسن میں تحریر ہے کہ ہشام بن حکم کا بیان ہے کہ میں نے عمرو بن عبد سے کہا کہ میں چند سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا بیان فرمائیے۔ ہشام کیا آپ کی آنکھ ہے؟ عمرو ہاں ہے۔ ہشام اس کے ذریعہ کیا دیکھتے ہو؟ عمرو۔ رنگ اور چیزوں کا وجود۔ ہشام کیا آپ کی ناک ہے؟ عمرو ہاں ہے۔ ہشام۔ اس سے کیا کام کرتے ہو؟ عمرو۔ اس سے خوشبو اور بدبو سونگھتا ہوں۔ ہشام تیرا منہ ہے؟ عمرو۔ ہاں ہے۔ ہشام۔ اس سے کیا کام لیتے ہو؟ عمرو۔ کھانے کا مڑا معلوم کرتا ہوں۔ ہشام۔ دل رکھتے ہو؟ عمرو۔ ہاں رکھتا ہوں۔ ہشام۔ اس سے کیا کرتے ہو؟ عمرو۔ جو چیزیں جو اس پر وارد ہوتی ہیں۔ ان میں تمیز کرتا ہوں۔ ہشام۔ کیا دل کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا؟

عمرو نہیں ہشام: یہ کیوں یہ تمام اعضا نوٹھیک ٹھاک ہیں؟ عمرو بیٹے! جرب مجھے کسی سو ٹکٹے، دیکھنے چکھنے اور سننے کی چیز کے بارے میں شک ہوتا ہے۔ تو میں اس کو دل کی طرف طرف لوٹاتا ہوں۔ تو یقین پختہ ہو جاتا ہے اور شک دور ہو جاتا ہے۔ ہشام: اللہ نے دل کو شک کے دور کرنے کے لئے بنایا ہے۔ عمرو: ہاں ایسا ہی ہے۔ ہشام: اس کا مقصد یہ ہوا کہ دل کا وجود ضروری ہے۔ ورنہ اور حواس کے ذریعہ لائی ہوئی چیز سے یقین حاصل نہ ہوگا۔ عمرو ہاں درست ہے۔

ہشام: اے ابامرو! ان بچہ اللہ تعالیٰ نے ان حواس کو خالی نہیں چھوڑا۔ اور اس کے لئے ایک امام مقرر کیا ہے جو دل ہے جو حواس کی صحیح بات کو صحیح قرار دیتا ہے۔ اور جس چیز میں اس کو شک ہوتا ہے اس میں ان کے لئے یقین پیدا کرتا ہے تو کیا خداوند عالم نے تمام مخلوق کو حیرت شک اور اختلاف میں چھوڑ دیا ہے۔ ان کے لئے کوئی امام مقرر نہیں کیا جس کے ذریعے وہ اپنے شکوک اور ابام کا علاج کریں؟

ایک حکم نے کہا امامت پر چار طرح سے استدلال کیا جاسکتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام امت کے اولین اور آخرین لوگوں کو وہ تمام احکامات تعلیم کر دیئے ہوں۔ جن کی ان کو ضرورت ہو۔ اور آپ کے انتقال کے بعد ان کو پھر کسی چیز کی احتیاج نہ رہے۔ یا امت آپ کے بعد وہ تمام احکامات کی تعلیم حاصل کرے۔ اور اللہ کے بھیجے ہوئے کسی مرؤب اور معلم کی ضرورت باقی نہ ہو۔ یا نبی کے بعد امت سے شرعی تکلیف ساقط ہو جائے۔ لہذا وہ جانوروں کی طرح آوار پھرتے رہیں۔ یہ تمام باتیں باطل ہیں۔ تکلیف لازم۔ لطف واجب۔ اور لوگ غیر معصوم ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ امت کے لئے ایک حافظہ شرح معصوم کا ہونا ضروری ہے جو شخص بھی ہلاک ہو۔ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو۔ اور جو بھی زندہ ہو۔ دلیل کے ساتھ زندہ ہو۔

امام کی عصمت کے دلائل یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین لے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے پھر کسی شخص کے ہم حکم دیا ہے۔ کہ ہم سچے لوگوں کے ساتھ ہو جائیں۔ اور یہ بات اس امر کی مقتضی ہے کہ جن کی معیت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ معصوم ہوں جس شخص میں عصمت ثابت نہ ہو۔ اس کی اتیان کرنا امر تبیح ہے۔ اللہ تعالیٰ امر تبیح کا حکم نہیں دیتا۔ جب امامت کے بارے میں عصمت کا ہونا ضروری قرار پایا۔ تو عصمت



کی مخصوص امیر المؤمنین علیہ السلام اور اپنی اولاد میں بطور اجتماع پائی جاتی ہے۔ کیوں کہ امت کے کسی اور کی عصمت کا دعویٰ پیش نہیں کیا۔ بلکہ عصمت کو انہی حضرات کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اور امت کے صفات کسی اور شخص میں نہیں پائے گئے اور ان حضرات کے سوا اور کسی نے اپنے معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

آیت ولورودہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم آئمہ معصومین علیہم السلام کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ کیوں اللہ تعالیٰ نے اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ کسی بات کا صحیح علم اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب بات کو ان حضرات کے سامنے پیش کیا جائے جس طرح رسول صلعم کی خدمت میں کسی امر کے پیش کرنے سے صحیح علم ہو سکتا ہے۔ صحیح علم اور یقین اس شخص سے حاصل نہیں ہو سکتا جو معصوم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو جائز قرار نہیں دیتا کہ وہ اس شخص کی پیروی کا حکم دیں جس سے خطا کا صادر ہونا ممکن ہو۔ اگر یہ بات درست ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود امر تبیح کا حکم دیتا ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔

جب یہ آیت عصمت اولی الامر پر دلالت کرتی ہے تو آئمہ معصومین علیہم السلام کا معصوم ہونا ثابت ہوا کیوں کہ ان دونوں امروں میں کسی نے فرق قرار نہیں دیا جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ آیت معصوم کی پیروی پر دلالت کرتی ہے تو اس آیت کا مصداق آل احمد ہیں روایت ہے کہ یہ آیت بارہ حجج اللہ (آئمہ) کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

انی جاعلک للناس اماما۔ اے ابراہیم! میں تم کو لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے امامت کو ایک عظیم منصب خیال کرتے ہوئے کہا۔ ومن ذریعتی میری اولاد میں بھی امام پیدا ہوں گے؛ تو اللہ تعالیٰ نے کہا لا ینال عہدی الظالمین میرے عہد امامت کو ظالم لوگ حاصل نہ کر سکیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ کیا میرے ظالم بیٹے بھی منصب امامت پر فائز ہوں گے؟ خداوند تعالیٰ نے کہا میرے سوا ایت کی پوجا کرنے والے اس مرتبے کے اہل نہیں ہوں گے۔ تو اس موقع پر ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا واجتنبی دینی ان نعبد الا صنما پالنے والے مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچا۔ اس سے

ثابت ہوا کہ بنی اور وصی علیہما السلام نے کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی۔ اور نہ دعائے ابراہیم بے کار جب دعوت کا سلسلہ ان دونوں حضرات تک پہنچا۔ تو محمد بنی ہوئے اور علی وصی قرار پائے جب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ لاینال عہدی الظالمین تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ امامت پاکیزہ اور معصوم لوگوں میں قرار پائی۔

خداوند عالم نے کہا وہ ہبتا لہ اسحاق و یعقوب ابراہیم کی اولاد پیسے در پیسے امامت کی وارث قرار پائی۔ آخر کار اس امامت کے منصب کو نبی صلعم نے حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اولی الناس بابوہیم للذین ابتمعوہ و ہذا النسب الذین امنوا ابراہیم کے منصب کے حق دار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی پیروی کی۔ امد یر بنی اور وہ لوگ جو ایمان لائے تو آنحضرت کے لئے امامت کا عہدہ خاص طور پر مخصوص ہوا۔ آپ نے اس منصب جلیل کو علی علیہ السلام کے سپرد حکم خدا تعالیٰ ان تمام مراسم کے ساتھ کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرض کئے تھے۔ علی علیہ السلام کی اولاد میں وہ اصفیاء قرار پائے جن کو علم اور ایمان سے نوازا گیا تھا۔ قال الذین لو تو العلم والایمان یہ آیت علی علیہ السلام کی اولاد کے اجراء میں ہوں گے یا رہے ہیں نازل ہوئی ہے جو قیامت تک دیکھے بعد دیگرے پیدا ہوں گے۔

عبداللہ بن عثمان امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام اور ان کے پیرو مراد ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا۔ ومن ذریعتی لغلام تبیعض کے لئے آتا ہے۔ اور یہ بات معلوم ہو جائے کہ بعض ذریعت امامت کی مستحق ہے اور بعض نہیں ہے۔ امامت کا وہ دعوے دار ہو سکتا ہے جو حضرت ابراہیم کی طرح ظاہر و پاکیزہ ہو۔ اور لاینال عہدی ظالمین کا اتقادی ہی ہے اور ابراہیم نے کہا۔ ومن تبضی فاندہ منی جو میری پیروی کرے گا وہ سے ہوگا۔ اس سے یہ بات واجب ہوتی ہے کہ پیروی کرنے والے معصوم ہوں۔ ابراہیم نے بذوق کا سوال کیا۔ تو کہا درزق اہلہ من الثمرات یہاں کے رہنے والوں کو پھلوں کے سے مالا مال کر۔ یہ سوال عام تھا کسی کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔ جیسے امامت کا سوال کیا تو ذریعتی کہہ کر سوال خاص کیا یعنی امام میری اولاد میں سے ہوں۔

وجعلنا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ کے متعلق امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امامت قیامت



مسک باقی رہے گی یہی نے کہا عقبہ سے مروا کمال محمدیوں -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑتا ہوں "کتاب خدا اور اپنے اہل بیت" یہ حدیث عید بیان کردہ حضرت کی عصمت پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے مسک کرنے کا حکم دیا ہے یہ بات اہل بیت کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت نے علی الاطلاق ان سے مسک کرنے کا حکم دیا ہے یہ بات اہل بیت کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ ورنہ یہ بات لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے امیر متبع کا حکم دیا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تائید کی ہے کہ جو شخص اہل بیت سے مسک کرے گا۔ وہ گمراہی سے محفوظ ہوگا۔ اگر اہل بیت سے خطا کا جواز ممکن ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گمراہی پر بھی ان کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ (حالانکہ یہ ناممکن ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت میں اہل بیت اور کتاب کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ان سے مسک کرنا واجب گردانا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اہل بیت اور کتاب آپس میں مجداد ہوں گے۔ اگر اہل بیت کتاب سے جدا ہو گئے تو ان سے خطا کا ہمارا ہونا ممکن ہوگا۔ اور یہ بات نص کی مخالف ہے۔ جب اہل بیت کی عصمت ثابت ہوگئی تو ان کی امامت بھی ثابت ہوگئی۔ اس بات کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کرتی ہے۔

ابوعلی محمدی ابو سنیل سے سوال کرتا ہے کہ کیا عصمت اور توفیق تیرے دین کا جز نہیں ہے یہ دونوں چیزیں اللہ کی جانب سے اس شخص میں ودیعت کی جاتی ہیں۔ جو ان دونوں کا مستحق ہوتا ہے۔ ابو سنیل --- آپ کی بات تو درست ہے۔ لیکن ایومر املت لکھ دینا کھڑکی ٹوڑے اللہ نے تمہارے لئے دین کو تو مکمل کر دیا ہے۔

ابوعلی محمدی --- تم ان مسائل کے بارے میں کیا کہو گے۔ جن کا حکم کتاب خدا سنت رسول اقوال صحابہ اور فقہاء کے اجتہاد میں موجود نہیں ہے۔ ابو سنیل --- ایسا مسئلہ بیان فرمائیے۔

ابوعلی محمدی --- ان دس آدمیوں کے متعلق کیا کرو گے۔ جو ایک عورت کے ساتھ ایک ہی حجر میں زنا کیا ہے۔ اور ہر ایک کے زنا کرنے کی نوعیت مختلف ہے۔ بعض نے کچھ ضرورت پورا کی۔ اور بعض نے حسب امکان کچھ مقدار بتائی۔ کیا اللہ کی مخلوق میں کوئی ایسا شخص آج کل موجود ہے جو جرم کی مقدار کے

ہر ایک آدمی پر اللہ کے حدود کو قائم کرے۔ دنیا میں اس شخص پر حد قائم کرے۔ اور آخرت کے  
س کو پاک کرے۔

یہ سن کر ابو ہریرہؓ خلع پوش ہو گیا۔ اور ابو علی نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔  
اگر امام معصوم نہ ہو۔ تو تمام لوگوں سے اپنی تیزی کیسے ظاہر کرے۔ جو شخص ماموین کے گروہ  
میں جاتا ہے۔ وہ معصومین کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے جس کی طرف بشر محتاج ہو وہ صاحب عصمت  
ہے۔ جس ذات سے معجزات کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کے لئے عصمت ثابت ہوتی ہے۔  
ان الذین امنوا وعملوا الصالحات لیجعل لہم اللہ روحین ودا۔ وہ لوگ جو ایمان  
لے اور نیک اعمال کئے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے لئے دو (موت) مقرر کرے گا۔ اس آیت کے  
امیر المومنین علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مومنین کے دلوں میں موت مقرر کرنے  
اور عصمت ہے۔

### امامت کے بارے میں نصوص

اللہ تعالیٰ نے جناب آدمؑ کے متعلق فرمایا۔ ان الله اصطفیٰ ادم اللہ نے آدم کو چنا۔ انی  
لی فی الاسر من خلیفہ میں آدم کو زمین خلیفہ بنانے والا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق  
ولقد اصطفینا فی الدنیا ہم نے اس کو دنیا میں چن لیا۔ انی جاعل للناس املاً  
میں لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔ جناب موسیٰؑ کے بارے میں فرمایا۔ انی اصطفیتک  
الناس میں نے تم کو لوگوں پر چن لیا۔ واصطفیتک لنفسی میں نے تجھے اپنے نفس کے  
میں لیا۔ طاہر کے بارے میں فرمایا۔ ان الله اصطفاه علیکم اللہ تعالیٰ نے ان کو تم پر  
یا تمام انبیاء اور اوصیاء کے بارے میں فرمایا۔ ان الذین سبقت لہم من الحسنی ہم الی  
سے اچھلی ان کے لئے سبقت کر چکی ہے۔ اللہ یعطی من الملائکۃ رسلاً ومن  
س اللہ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے۔ وانہ عندنا عن  
مصطفین الاختیار

ولقد اخترنا ہم علی علم علی العالمین

وجعلنا ہم ائمةً یہدون بامرنا ہم نے ان کو امام بنایا۔ وہ ہمارے امر کے ساتھ ہدایت



وَالْمَلِكُ الْمَلِكُ قَوْتِي الْمَلِكُ مِنْ تَشَاءُ اللَّهُ تَكْ كَالْمَلِكِ هَيْ جِسْ كُو چاہتا ہے ملک  
 قَوْتِي الْحَكْمَةُ مِنْ يَشَاءُ اللَّهُ جِسْ كُو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے ۔ وَعَدَ اللَّهُ  
 كُو اَمَكُم وَعَمَلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَهُمْ تَم لُكُوں میں سے جو لوگ ایمان لائے ۔  
 اَمَكُم ان کو مژور تعلیف بنایا جائے گا ۔ نَحْنُ اَمَكُم وَنَجْعَلُهُمُ الْوَارِثِينَ  
 ہمیں گئے ۔ اورد ہم انھیں زمین کا وارث قرار دیں گے ۔ وَانْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ  
 تَم پر کتاب اور حکمت نازل کی ۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ يَهْدِي اللَّهُ  
 كُو چاہتا ہے ۔ یوتا ہے ۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ كُو دُو کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں  
 اَمَّا فَضْلُ اللَّهِ تَم اس بات کی تمنا نہیں کرتے ہو اللہ نے فضل کیا ہے ۔ اَشْهَدُ  
 اَلَا هُوَ لِلْاَسْمَاءِ وَاُو لُو اَعْلَمُ قَاسًا بِالْقِسْطِ  
 اَمَّا فَضْلُكُمْ عَنِ بَعْضِ اللَّهِ تَم کو بعض پر فضیلت دی ۔ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ  
 دَرَجَاتٍ اَمَّا فَضْلُكُمْ عَنِ بَعْضِ اللَّهِ تَم کو بعض پر فضیلت دی ۔ اَشْهَدُ  
 اَلَا هُوَ لِلْاَسْمَاءِ وَاُو لُو اَعْلَمُ قَاسًا بِالْقِسْطِ

وَمَا وَهَبَ اَنْلِيكَ لَعَبْدَةٍ ۔ بَقِي وَمَهْمَا لَمْ يَهْبِمْ يُوْهَبُ  
 اللہ کا عطیہ ہے ۔ اپنے جس بندے کو چاہتا بخش دیتا ہے جب وہ نہیں بخشا تو  
 حاصل نہیں ہوتا ۔

وَمَنْ يَشَاءُ مَا يَشَاءُ وَعِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ وَعِلْمُ مَا لَمْ يَكُنْ  
 کُو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے ۔ اَمَّا اس کے پاس کتاب کا علم  
 اس کے پاس ہے جس کو وہ نہیں لکھتا ۔

وَمَنْ يَشَاءُ مَا يَشَاءُ وَعِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ وَعِلْمُ مَا لَمْ يَكُنْ  
 اَمَّا اس کے پاس ہے جس کو وہ نہیں لکھتا ۔  
 وَمَنْ يَشَاءُ مَا يَشَاءُ وَعِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ وَعِلْمُ مَا لَمْ يَكُنْ  
 اَمَّا اس کے پاس ہے جس کو وہ نہیں لکھتا ۔

امام رضا، امام جعفر صادق اور امیر المومنین علیہم السلام سے روایت ہے۔ اور حدیث مختصر ہے  
 ان حضرات نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیت کو وصیت کی۔ شیت نے شبان کے بارے  
 میں وصیت کی۔ شبان نے بھلت کے بارے میں، بھلت نے عوق کے بارے میں، عوق نے عیشاک کے  
 متعلق عیشاک نے اخوخ۔ آپ نے اویس بنی کے بارے میں وصیت کی۔ اور اویس نے ناحور کے بارے  
 میں۔ ناحور نے نوح کے بارے میں، نوح نے سام کے بارے میں، سام نے عشار کے بارے میں، عشار  
 نے رغیشاک کے بارے میں، رغیشاک نے یافت کے بارے میں، یافت نے برہ کے بارے میں، برہ نے جفیسہ  
 کے بارے میں، جفیسہ نے عمران کے بارے میں، عمران نے ابراہیم کے بارے میں، ابراہیم نے اسمعیل کے  
 بارے میں، اسمعیل نے اسحاق کے بارے میں، اسحاق نے یعقوب کے بارے میں، یعقوب نے یوسف  
 کے بارے میں، یوسف نے بڑیا کے بارے میں، بڑیا نے شعیب کے بارے میں، شعیب نے موسیٰ  
 کے بارے میں، موسیٰ نے یوشع کے بارے میں، یوشع نے داؤد کے بارے میں، داؤد نے سلیمان کے  
 بارے میں، سلیمان نے آصف کے بارے میں، آصف نے زکریا کے بارے میں، زکریا نے عیسیٰ کے  
 بارے میں، عیسیٰ نے شمعون کے بارے میں، شمعون نے یحییٰ کے بارے میں، یحییٰ نے منذر کے بارے میں  
 منذر نے سلمہ کے بارے میں، سلمہ نے برہ کے بارے میں، وصیت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ برہ  
 نے وصیت کو میرے حوالے کیا۔ اے علی! میں اس وصیت کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ اور تم اس  
 وصیت کو اپنے عوی کے حوالے کرو گے، اور تیرا عوی اس وصیت کو تیرے اوصیا کے حوالے کرے گا۔  
 جو پے در پے تیرے فرزند (حسین) سے پیدا ہوں گے۔ آخر کار یہ وصیت کا سلسلہ اس شخص پر جا کر ختم  
 ہوگا۔ جو تیرے بعد تمام زمین پر اپنے رہنے والوں سے افضل ہوگا۔ (محل اللہ فرجہ) اگر امام منصوب  
 من اللہ نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ مختص نہ ہوتا جس شخص نے اپنے آپ کو بغیر نص کے امام  
 جانا۔ اس نے اٹکل پچھو سے کام لیا۔

جس شخص نے نص کو اپنے لئے اپنے باپ کی جانب سے قرار دیا۔ تو یہ بات اس کے لئے اس  
 کے رشتہ دار کی جانب سے قرار پائی (اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ نص نہ ہوئی)۔ اور وہ امام برحق نہیں  
 ہوگا۔ ابن حماد نے کہا۔

رأيت النص يفضح جاحداً به ويلجئهم الى ضيق الحشاق



نم ویکھو گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نص حکمران کو رسوا کرے گی۔ انہیں ایسے تنگ مقام پر لے جائے گی۔ جس کے جواب میں ان سے کوئی بات نہ بن آئے گی۔

لو کان اجتماع القوم رشداً لما أدى الى طول افتراق  
اگر قوم کا اجتماع ہدایت پر ہوتا۔ تو مخالفت کے بارے میں لمبا جھگڑا پیدا نہ ہوتا۔  
فاشی نے کہا ہے ۛ

وان لم يفل بالنص معانداً غدا غفلة بالرغم منه يحاول  
جو شخص دشمنی کی وجہ سے نص کا قائل نہ ہوا۔ تو نص کی طاقت کو دیکھ کر ہاتھ پیر مارنے لگا۔  
يعرفه حق الوصي و فضله على الخلق حتى تضل بواطله  
نص و وصی کے حق اور فضیلت کو لوگوں پر آگاہ کرے گی۔ مخالف کے جھوٹے دعوے ختم ہو جائیں گے  
بشنوی نے کہا ۛ

يا مصرف النص جهلاً عن أبي حسن باب المدينة عن ذي الجهل مقبول  
باب مدينة ابو الحسن علی سے جہالت کے باعث نص کو پھیرنے والے جہالت کی وجہ سے علم کے  
موازہ کو تالا لگاتے ہو۔

مولی الانام علی والولی معا کما تنفوه عن ذي العرش جبرائیل  
حضرت علی بیک وقت لوگوں کے سردار اور ولی ہیں۔ اس بات کا جبرائیل نے عرش کی رون سے  
اعلان کیا۔

حمران بن المین نے قاضی یحییٰ بن اکثم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا کہ جب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے فرمایا یمن کنت  
ولا فعل مولاه جس کا میں مولاء ہوں اس کے علی مولائیں۔۔۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات  
مکہ کی جانب سے کہی تھی یہ اپنی ذاتی رائے سے فرمائی تھی یا قاضی یحییٰ یہ بات سن کر خاموش ہو گیا۔  
سب حمران چلا گیا۔ تو آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا۔ یحییٰ نے کہا اگر میں یہ کہتا ہوں کہ  
مکہ سے اپنی رائے سے علی کو لوگوں کا امام بنایا تھا۔ تو میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی مخالفت کرتا۔  
یمن الہدیٰ میرا رسول اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کہتا مگر میں کہتا کہ رسول اللہ نے اللہ کے حکم

سے علی کو کھڑا کر کے امام بنایا تھا۔ تو میں علی کی امامت کو صحیح ثابت کرتا۔

سائل نے دریافت کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماؤں کی کیوں مخالفت کی۔ اہل حدیث کے منوال  
یہ فراموشی کو کیوں غلط بنایا ابھی سے اس سوال کا کوئی جواب بن گیا۔

ان الله بامر محمد ان تؤدوا الامانات الى اهلها کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام  
نے فرمایا کہ ایک امام دوسرے امام کو اپنی وفات کے وقت وصیت کرتا ہے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس حالت میں مر گیا۔ اور اس نے کوئی وصیت نہ کی۔ تو وہ جہنمیت کی موت مرا۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وصیت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بغیر  
وصیت کے مرے گا۔ اس نے اپنے عمل کا خاتمہ گناہ پر کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ  
وکی نبی جاء قبل وجیه مطاع وانتحر للوصی عیتم  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے پہلے ہر نبی کا ایک فرمانبردار وصی ہوتا تھا۔ ائمہ میرے وصی کا اکل  
کہتے ہو۔

نفعکم فی الدین اذنی منافیہ  
تمہارا نفع دین کے بارے میں میرے فعل کے خلاف ہے۔ میرا حکم تمہارے حکم کے مخالف ہے۔  
وقلتو صف لنا بغير وصیة  
تم نے کہا کہ نبی بغیر وصیت کے وفات پا گئے کیا میں نے تمہیں بدیعہ الفاظ وصیت نہیں کیا کہ  
تم اس بات کو جانتے ہو۔

نصبت لکم بعدی املا یدکم علی اللہ فاستیکبرتم و ضللتم  
میں نے اپنے بعد تمہارے لئے امام مقرر کیا۔ جو تمہیں اللہ کی طرف ہدایت کرے۔ تم نے نیکر کیا اور  
گمراہ ہو گئے۔

وقد قلت فی تقدیمہ و دلالتہ علیکم بما شاہدتہم و سمعتم

۱۔ وصیت کے بارے میں علامہ علی علیہ الرحمۃ کی کتاب اثبات الوصیۃ خوب چیز ہے۔ اس کا ترجمہ بھی کر دیا  
۲۔ لایہ شہن پاکستان کے زیر اہتمام چھپ رہی ہے۔ ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ



فرمانے لگا کہ علی تم پر مقدم ہیں اور آپ کی ولایت تم پر واجب ہے۔ تم اس موقع پر موجود تھے اور

علی غدا صلی محلاً وقریۃ کھارون من موسیٰ فلم عنہ حلتہ

علی کا میرے نزدیک وہی محل اور منبر ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔ علی کے بارے میں دیوانہ

ہوتے ہوئے

علی رسول فاتبعوا فسانۃ ولکم بعدی اذا غبت عنکم

میں جب دُنیا سے غائب ہو جاؤں گا تو میرے بعد علی میرے جانشین ہیں اور آپ کی پیروی کرنا۔

راوی ولفد اوحی الیک ریح کی تفسیر میں ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام بیان فرماتے ہیں کہ اللہ

فرمانے لگے رسول کو حکم دیا تھا کہ آپ علی علیہ السلام کو خلیفہ بنائیں۔ اور علی کے ساتھ اور کسی کو شریک

نہ بنائیں۔

والمؤمنوا بنبی الہدی وباللہ ذی الطول ما فاشوکا

مؤمن بنی حدیے اور اللہ پر ایمان لاتے تو اسے علیؑ آپ کی مخالفت نہ کرتے۔

والمؤمنوا بمعاد لما ازالوا النصوص والامامہو کا

مؤمن لوگوں کو قیامت پر یقین ہوتا تو نصوص کو ضائع نہ کرتے۔ اور آپ کو آپ کا حق دینے

میں نہ کرتے۔

وکنہم کتموا لشک فی اغیب النبی وابد وہ فیہا

میں لوگوں نے تیرے بھائی بنی کے بارے میں شک کو پوشیدہ رکھا۔ اور تیرے متعلق ظاہر کر دیا۔

وکنہم خلف نصر واقولہم لیبقوا علیک وما عاینوکا

میں نے ایک آدمی کو خلیفہ بنایا۔ اور اپنی بات کا پاس اس لئے رکھا تاکہ آپ پر بغاوت نہ کریں۔

میں کوئی امداد نہ کریں۔

وامع النص قالوا لستہ تو انی عن الحق واستضعفوکا

میں نے نصیح ثابت ہو گئی۔ تو ہم سے حق سے کترانی والی باتیں کہنے لگے۔ اور آپ کو کمزور کر دیا۔

والہم نص خیر الوری یدبیل الظنون دینفی الشکو کا

ہم نے انہیں کہا یہ نفس تو خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو گناہوں اور شکوک کو دور کرتی ہے۔

### صفات امیر معصومین علیہم السلام

امامیہ حضرات کی احادیث میں وار و ہول ہے کہ امام حق کی پچاس صفیں ہیں۔ امام معصوم ہو یا اس کے متعلق مقصود ثابت ہوں۔ اعظم الناس ہو، افصح الناس ہو، احکم الناس ہو۔ اتقوا الناس ہو۔ اشجع الناس ہو۔ اشرف الناس ہو۔ اوفی الناس ہو۔ ابر الناس ہو۔ ازہد الناس ہو۔ استعاض الناس ہو۔ اعبد الناس ہو اور لوگوں پر سب سے زیادہ مہربانی کرنے والا ہو۔ اللہ کی تواضع کے بارے میں سب سے زیادہ محتشہ ہو۔ اللہ کے حکم کو زیادہ پکڑنے والا ہو، اللہ کی نہی سے زیادہ رکنے والا ہو۔ نفس کے لحاظ سے لوگوں سے زیادہ بہتر ہو۔ بخون پیدا ہوا ہو، پاک ہو۔ اس کی ولادت اور وفات کے امور کو معصوم انجام دیتا ہو۔ لوگوں کے احوال اس کے تصرف میں ہوں قرابت صادقہ کے باعث اپنے گمے پیچھے دیکھتا ہو۔ اس کا سایہ نہ ہو۔ کیوں کہ وہ اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہے ہر وہ شخص جس سے وہ پیدا ہوا ہے مومن ہو جب ماں کے شکم سے زمین پر تشریف لائے تو اپنی ہاتھوں پر کوزین پر ٹیک کر کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھتا ہو۔ اس کا قلب نہ سوتا ہو۔ مدد ہے۔ اس کی دعا قبول ہوتی ہو۔ اس کے فضلہ کوزین پر نہ دیکھا گیا ہو۔ اللہ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ امام کے فضلہ کو نگلے۔ اس کو اقلیم نہ ہوتا ہو۔ جمائی نہ لیتا ہو۔ اگر مار نہ چلتا ہو۔ اس کے عیس کی خوشبو مشک کی خوشبو سے زیادہ ہو۔ اس کے بارے میں ظاہر اوصیت کی گئی۔ حاوی نامکن دیل اور معجزہ رکھتا ہو۔ واقعات کے ظاہر ہونے سے پہلے آگاہ کرتا ہو۔ نبی نے اس سے عہد و پیمان کیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار اس کے پاس موجود ہوں۔ اس کی تلوار و زور افکار ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ اس کو پوری آتی ہو۔ اس کے پاس ایک ایسا صحیفہ ہو جس میں آلہ کے شیعوں کے نام درج ہوں۔ جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔ اور اس کے پاس ایک ایسا صحیفہ ہو جس میں قیامت تک ہونے والے اعدائے ال بیت کے نام تحریر ہوں۔ اس کے پاس صحیفہ جاوید جس کا طول ستر گز ہے۔ اس میں وہ ہر چیز تحریر ہے جس کی ضرورت اولاد آدم کو ہوگی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر ہے اور علی نے اس کو لکھا ہے۔ اس کے پاس جفرا حمر ہو۔ یہ ایک برتن ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار موجود ہیں جفرا حمر اس وقت نیکے گا۔ جب ہمارے قائم خود ج فرمائیں گے۔ اس کے پاس جفرا سفید ہو۔ یہ وہ طرفہ ہے جس میں زراعت موسیٰ انجیل عیسیٰ زبور ولف وکتاب وکتاب منزلہ موجود ہیں



اس کی تمام حد و سماع حاصل ہوتا ہے۔

ذہنی کا کار میں طرح تھاں پر پڑتی ہے۔ ایسی کار ستا ہو۔ کبھی کبھی اس کے پاس ایسی شکل ظہر  
ہوتی جو جو حیرانل میکائیل اور امرا فیل سے بڑی ہو۔ کبھی کبھی کسی چیز کو دیکھتا ہو۔ اور خطاب کرتا ہو۔  
بعض حدیث نے نام کی صفت یہ بھی قرار دی ہے کہ اسے تمام احکام اسلام کا علم ہو۔ مفضل کا  
فاضل پر مقدم ہونا اصول کے خلاف ہے۔ جب مفضل میں نقص ثابت ہو گیا تو اس کا اختصاص خود  
میں ہو گا۔ — عبد المحسن صوری نے کہا ہے

ال انبیاء هم النبی وانما بالوحی فرق بینہم فتفرقوا  
آل نبی اور نبی ایک ہیں وحی کی وجہ سے فرق ہے۔ جس کے باعث یہ لوگ آپس میں جدا  
بھاڑ گئے ہیں۔

ابت الاماتہ ان تلبق بفیوہم ان الوسالۃ بالا مامۃ الیق  
اہل بیت کے سوا امامت کسی اور کے پاس جانے سے انکار کر دیا ہے۔ رسالت امامت سے  
خاص مرتبہ ہے۔

ہمارے ائمہ علیہم السلام علوم میں غاص دسترس رکھتے ہیں۔ (ان کا مقابلہ کوئی شخص نہیں کر سکتا)  
لو کہ کسی مدرسہ میں داخل ہوئے ہیں اور نہ ہی کسی استاد سے پڑھا ہے اور نہ ہی کسی فقیہ کے سامنے نالو  
نماز کیا ہے۔ اور کسی راوی حدیث سے روایت کو سیکھا ہے تمام کائنات کے لوگوں میں ان حضرات  
کی حدیث علیہم السلام ہے۔ لوگوں نے ان حضرات سے علم اخذ کیا ہے۔ اور انہوں نے نبی صلیم سے علم حاصل  
کیا ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کے بعد رسول اللہ صلیم کا بھی یہی حال ہے آپ نے قریش میں پرورش  
کی اور کسی مدرسہ میں داخل نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی کسی معلم سے پڑھا۔ اور نہ ہی کسی خبر سے استفادہ  
کیا۔ یہ سب لوگوں کے سامنے قرآن عظیم کو پیش کیا۔ جس میں امرا انبیاء اور اخبار فقہین کا ذکر موجود  
ہے۔ ان کو کوئی عقل مند لوگوں نے اعتراض کیا۔ کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے نازل ہوا ہے۔

یہ لوگوں کو یہی قوم ہے۔ جو نور خلافت سے مزین ہو کر انش شرق و غرباں پہنچ گئی۔ اور  
یہ لوگوں کی لہجہ زبان نبوت کے ساتھ گفتگو کرتی ہے جو ہدایات لوگوں نے اس سے رہنما  
کیے۔ ان کا نام اصول رکھا گیا۔ اور یہ اصول سات سو ہیں۔ انہیں اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اور یہ

اصول علوم دین اور رب حکمت مواعظ وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ لوگوں نے حج آئمہ سے روایات کو نقل کیا ہے۔ ان میں سے امام حسن امام حسین علیہما السلام ہیں۔ ان سے روایات کم روایت کی گئی ہیں۔ کیوں کہ زلمے نے ان کو بیان کرنے کی فرصت نہیں دی۔ ابو الحسن امام علی نقی اور ابو محمد امام حسن عسکری تو سامرہ کے قید خانے میں قید رہے۔ اس لئے ان سے روایات کم لی گئیں ہیں۔ جب یہ بات ہوگئی تو انہوں نے علوم کو عام لوگوں سے حاصل نہیں کیا۔ اور نہ ہی ایک امام کا فتویٰ دوسرے امام کے فتوے کے خلاف ہو سکتا ہے۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ منصوبہ من اللہ امام تھے۔ عام لوگ جن فتوے پر عمل کرتے ہیں۔ آئمہ معصومین کے مشترک فتوے ان کے خلاف ہیں۔ آج تک کسی آدمی نے اس امر کا دعویٰ نہیں کیا کہ انہوں نے اپنے مخالف سے کوئی بات دریافت کی ہو۔ بلکہ مخالفین ان سے مسائل دریافت کرتے رہے ہیں۔ یہ بات اس امر کا ثبوت ہے کہ استحقاق امامت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کو یگانہ روزگار بنایا ہے۔ یہ حضرات امامت و خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ کیوں کہ لوگ احکام دین کے بارے میں ان کے محتاج ہیں۔ اور ان کو احکام دین کے بارے میں لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔ احکام دین میں لوگوں کے محتاج نہ ہونے کے باعث آئمہ معصومین مثل رسول خدا ہیں۔ کیوں کہ سابقہ امتوں کے حالات انہوں کے لوگوں سے معلوم نہیں کئے نہ ہی انہوں نے احکام شرائع انبیاء کو ان ادیان کے علماء سے حاصل کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کی احتیاج سے مستغنی کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت مسلم کی نبوت کی ایک دلیل یہ بھی دی ہے انہیں یہدی الی الحق الحق ان یتبعہن لایہدی الا ان یہدی

اور اللہ تعالیٰ نے کہا قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون محمد ان سے کہہ دو کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں، چونکہ آئمہ معصومین علیہم السلام تمام ادیان کا علم قیوسر رسول رکھتے ہیں۔ لہذا وہی حضرات خلافت و نبیاست کے حق دار ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے

انا علی صاحب الزمان  
صاحب الخوض لدی القیامہ  
میں علی ہوں صاحب تہوار ہوں۔ تیبارت کے روز حوض اکوٹھا کا مالک ہوں۔  
اخروی اللہ ذی العلامہ  
قد قال اذ غمضت العمامہ  
میں نبی کا بھائی ہوں۔ صاحب علامت ہوں جب مجھے نبی نے عمامہ باندھا تو فرمایا۔



انت اخی و معدان الکرامہ ومن له من بعدی الامامہ  
تم میرے بھائی ہو۔ مردان کرامت ہو۔ اور وہ شخص جو میرے بعد راست کے منصب پر فائز ہو سکے۔

## انتخاب قدرت

اللہ تعالیٰ کی مشیت کا انتخاب ہمیں چیز سے متعلق ہے۔ یہ رزق من یشاء جس کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے۔ یہیب من یشاء ناکثا جس کو چاہتا ہے۔ لڑکی دیتا ہے۔ دیہیب من یشاء الذکور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ و یجعل من یشاء عقیما جس کو چاہتا ہے بانچہ بنا دیتا ہے۔ قوی الملت من یشاء تو جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے و تنزع الملت ممن یشاء جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے۔ و تخرج من یشاء جس کو چاہتا ہے عورت دیتا ہے۔ و تنزل من یشاء جس کو چاہتا ہے دولت دیتا ہے۔ و یخسر من یشاء جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ و یرفع ما یشاء جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے واللہ یضاعف لمن یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے دوگنا کرتا ہے۔ و لکن اللہ یزکی من یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے۔ یؤتی الحکمة من یشاء جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے۔ واللہ یؤید بنصرہ من یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے اس کی مدد کرتا ہے۔ و لکن اللہ یمنع من یشاء اللہ جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔ یرفع درجات من یشاء جس کو چاہتا ہے درجات بلند کرتا ہے۔ یہدی اللہ لمن یشاء جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ و ربک یخلق ما یشاء و یختار تیرا رب جس کو چاہتا ہے۔ اس کو پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ ان اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ اللہ بعض فرشتوں کو چنتا کرتا ہے۔ و یختار ما یشاء و یختار کی تفسیر میں محمد بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد اور آپ کے اہل بیت کو چنتا کیا۔

ابو ہشام اپنے استاد کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے تم کو چن لیا اور علی کو منتخب کیا۔ اور میں نے تم دونوں سے اولاد کو پیدا کیا۔ اور ان کے لئے خمس مقرر کیا۔

ابن بطہ کتاب الامانہ میں اپنی سند ائیش بنک لے جاتے ہیں۔ ائیش ابو صالح سے ہے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابو صالح مؤذن کتاب الاربعین ہیں اور سمعی نے کتاب الفضائل میں، دونوں اپنی سند عبد الرزاق سے بیان کرتے ہیں عبد الرزاق معمر سے وہ ابو یوسف سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ الفاظ ابن عباس کے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کی شادی جناب فاطمہ سے کر دی۔ تو جناب فاطمہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے میری شادی ایک غریب آدمی کے ساتھ کر دی ہے جس کے پاس نہیں ہے۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ اسے فاطمہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر نگاہ انتخاب دوڑائی اس سے دو آدمیوں کو منتخب کیا۔ ایک ان میں تیرا پسر ہے اور دوسرا میرا شوہر ہے

علی بن جعد شعبہ بن حماد بن مسلمہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جس طرح چاہا مٹی سے پیدا کیا۔ اور اسے منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے اہل بیت کو تمام مخلوق سے منتخب کیا اور مجھے رسول بنایا اور علی کو امام مقرر کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماکان لہم الخیرۃ کو تمام امت فرمایا۔ کہ بندوں کو انتخاب کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن جس کو چاہا اس نے منتخب کیا اور میرے اہل بیت کے برگزیدہ اور اللہ کی مخلوق میں سے اس کے چنے ہوئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا سبحان اللہ اللہ پاک ہے۔ اس چیز سے جس سے کفہ اللہ کا شریک قرار دیتے ہیں۔ پھر فرمایا اے محمد! تیرا رب جانتا ہے جو کچھ اعدوں نے اپنے سینوں میں بغض چھپا رکھا ہے یہ سناحق بات ہے اور تیرے اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں۔ اور صرف زبان سے تیری اور تیرے اہل بیت کی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو منتخب کیا تو موسیٰ سے کہا۔ وانا اخر تک میں نے تجھے چن لیا ہے۔ انتخاب کے بعد موسیٰ نبی اور کلیم ہو گئے۔ قرآن مجید و کلام اللہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیٰ نے عمل و بیعت کے لئے ستر آدمیوں کو چنا لیکن موسیٰ کا یہ انتخاب بہتر ثابت نہ ہوا۔ بلکہ بڑے فساد کا موجب ہوا۔ تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آنحضرت نے بدر کے قیدیوں کے متعلق صحابہ سے مشورہ

لے جناب سیدہ کا علی کی غفلت کی شکایت کرتا اور یہ قلم ہے جو حضرت کے منافی ہے۔ ۱۲ منہ



لیا۔ انہوں نے قیدیوں سے غدیرہ لینے کا مشورہ دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا مشورہ قبول کر لیا اور اللہ کے نزدیک یہ مشورہ غلط تھا صیغ نہیں تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ما کان نسبى لمن یكون له اسرى له

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل میں اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے آپ بنو کلاب کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کریں گے۔ کہ آپ کے بعد حکومت ہماری ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اگر چاہے گا تو حکومت ہم میں ہوگی۔ اگر نہیں چاہے گا۔ تو حکومت کسی غیر میں ہوگی۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ جنگ تو ہم کریں اور حکومت ہمارے غیر کریں۔ پہلے گئے اور بیعت نہ کی۔ مادی اعطام النسبوة میں تحریر کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے محمد اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ فرمایا جو کچھ اسلام کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ وہ تیرے لئے ملے گا۔ اور جو چیز اسلام کے لئے مضر ہوگی۔ وہ تیرے لئے بھی مضر ہوگی۔ عرض کیا کہ مجھے اپنے بعد حکم مقرر کریں؟ فرمایا۔ اس بات کا نہ تجھ سے اور نہ ہی تیری قوم کے ساتھ کوئی وعدہ کرتا ہوں لیکن تم لوگ کھڑوں کی بجائیں تمام لو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ وہ جو کچھ چاہے گا۔ تمہیں دے گا۔ القصہ جملة الامران الله قد مہ والامر لله ليس الامر من قبلى

تمام امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور میرے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

الخیر اجمع فیما اختار خالفنا وفي اختیار سواء اللام والسنوم

جو کوئی وہ ہے جس کو ہمارا خالق منتخب کرتا ہے۔ اور وہ جس کو کوئی اور منتخب کرتا ہے۔ وہ بُرائی

اور گنہگار ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے کسی جوان کو ایسے گروہ کا حاکم

نہیں بنایا جس گروہ میں اس شخص سے زیادہ پسندیدہ اللہ کے نزدیک اگر شخص موجود ہو تو اس مقرر کرنے

واللہ نے اللہ کی خیانت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دکھایا کہ نبی کے لئے لوگوں کا مشورہ قبول کرنا درست نہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

خبرداروں کو یہ بتاتے تھے کہ

ولید بن مسیح نے کہا کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر غیبِ مستحق نے خلافت کا دعوے کیا۔  
تو اللہ اس کی زندگی کو تباہ کر دے گا۔

ابو الحسن رضا ابن ربیع بن فقیہ سے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے نکلے تھے تو کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تھا۔  
ابن ربیع بن فقیہ — بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو خلیفہ بنایا تھا!  
ابو الحسن — دینہ والوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں نہیں فرمایا تھا۔ کہ تم جس کو چاہو منتخب  
کر لینا لہذا تمہارا اجماع گمراہی پر نہ ہوگا۔

ابن ربیع — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنہ و فساد کا خوف دامن گیر تھا۔  
ابو الحسن — اگر فساد ہو جاتا تو آپ واپسی پر اس کی اصلاح فرما دیتے  
ابن ربیع — فساد سے پہلے فساد کو بند کرنا ضروری تھا۔  
ابو الحسن — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کیا تھا؟  
ابن ربیع — نہیں۔

ابو الحسن — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو آپ کے سفر سے بہت زیادہ بڑی اور اہم تھی جس  
فتنہ اور فساد کا خوف آپ کو اپنے سفر کے وقت ہوا۔ آپ نے موت کے بعد اُمرت پر اس کا کیسے اطمینان  
کر لیا تھا؟

عبدی نے کہا —

قالوا رسول الله ما اختار بعده  
کہا رسول اللہ نے اپنے بعد کسی کو امام مقرر نہیں کیا۔ ہم نے اپنا امام خود منتخب کر لیا۔  
اقمنا اماما ان اقام على الهدى اطعنا وان ضل الهداية قومنا  
ہم نے امام مقرر کیا ہے اگر ہدایت پر قائم رہا تو اہل ہدایت کریں گے۔ اگر بھٹک گیا تو اس کو  
بیدھا کریں گے۔

فقلنا اذا انتم اماما امامكم  
ہم نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اپنے امام کے امام ہوئے۔ خدا کا شکر ہے تم سرگرداں ہو گئے  
اور ہم سرگرداں نہیں ہوئے۔



ولكننا اخترنا الذي اختار ربنا لنا يوم نخم ما اعتدنا لادخلنا  
غدير خم کے روز جس امام کو ہمارے لئے ہمارے رب نے منتخب کیا ہے ہم نے بھی اسی کو منتخب  
کیا ہے۔ اس بارے میں ہم نے نذیاتی کی ہے۔ اور نہ روگردانی۔

يجمعنا يوم القيامة ربنا فتخزون ما قسم ونجزي الذي قلنا  
قیامت کے روز ہمیں ہمارا رب جمع کرے گا۔ تم کو اسی چیز کا بدلہ ملے گا جو تم کہتے ہو۔ اور ہمیں وہ  
بدلہ ملے گا جو ہم کہتے ہیں۔

هدمتكم بآياتكم فواعد دينكم ودين على غير القواعد لا يثبت  
تم نے اپنے ہاتھوں سے دین کی بنیادیں اکھاڑ دیں۔ جس دین کی بنیادیں نہ ہوں یہ تیسر نہیں ہوتا۔  
وهي على نور من الله واضح قیام رب زدنا منك نورا وثبتنا  
ہم اللہ کے روشن نور پر قائم ہیں۔ اے رب اپنی طرف سے ہمارے لئے نور زیادہ کر۔ اور ہمیں  
ثبات قدم رکھ۔

نحوه الامام في تحريره - اگر امامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک تمام لوگ  
عارضہ پر ہیں۔ تو یہ بات ناممکن ہے (اس کا بندوبست نہیں کیا گیا) اب تو جو لوگ امامت پر متمکن  
ہیں۔ ان کا انتخاب لوگوں پر محکم چلاتے ہیں۔ پھر نہ شاید کو سوچنے کا حق ہے۔ اور نہ ہی فائز کو انتخاب کا۔  
یعنی بنو ہاشم نے کہا ہے

اذا كان لا يعرف الفاضلين الا بشيهم في الفضيله  
جب یہ بات طے شدہ ہے کہ فاضل آدمی اپنے مانند آدمیوں کو پہچان سکتے ہیں۔  
فمن اين لامة الاختيار وما لعقل لهم المستحيل  
تو امت کو انتخاب کا حق کہاں سے مل گیا۔ اور ان کی کمزور عقلیں کس طرح کام کر سکتی ہیں۔  
بنو ہاشم نے کہا ہے

لما جئت لاقوا اهل السبيل قد بين الله دين الهدى  
مجھے اس قوم پر تعجب ہوتا ہے۔ جس نے یہ دھلاستہ گم کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا۔  
کہ جس کا نام ہم کہاں ہے۔

فما عرفوا الحق لما استبان ولا انصروا الرشيد لما بدا  
 جب حق ظاہر ہوا تو اس کو نہ پہچانا۔ جب ہدایت سامنے آئی تو اس کی طرف نہ دیکھا  
 وما نحفي الرشيد لئلا اضل الحلووم اتبع الهدى  
 ہدایت مخفی نہ تھی۔ عقلمیں گمراہ ہوئیں۔ اور خواہش کی پیروی کی۔  
 ایک اور شاعر نے کہا۔

فوالهداية لا يخفى على احد لولا اتباع الهدى والفي والحسد  
 اگر خواہش کی پیروی گمراہی اور حسد نہ ہو۔ تو ہدایت کا نور کسی شخص پر مخفی نہیں ہے۔  
 قد بين الله ما يرضى ويسخطه مناد فرق بين النقي والرشيد  
 جس بات سے اللہ ہم سے راضی اور ناراض ہوگا۔ اس کو بیان کر دیا۔ گمراہی اور ہدایت  
 میں فرق کر دیا۔

يا احمد المصطفیٰ الهادی وعترته من اهتدى بهداهم واستبقوا الهدى  
 احمد مصطفیٰ ہوی اور آپ کی عترت کی ماہمائی سے جس نے ماہمائی حاصل کی وہ ہدایت پر قائم رہا۔  
 ان الامامة رب العرش نصبها مثل النبوة لم تنقص ولها تزود  
 نبوت کی طرح امامت کو رب العرش مقرر کرتا ہے۔ اس میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی۔  
 والله يختار من يرصاه يس لنا نحن اختيار كما قد نال فاقصد  
 اللہ جس پر راضی ہوتا ہے۔ اس کو منتخب کرتا ہے۔ ہمیں اختیار کا قد نال فاقصد  
 ويوم القيامة تولى الذين كذبوا على الله وجوههم مسودة  
 اے محمد! تو دیکھے گا کہ جن لوگوں نے اللہ پر بہتان باندھا ہوگا۔ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔  
 ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں ایک شخص نے دریافت کیا۔  
 آپ نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد وہ شخص ہے جس نے اپنے کو امام سمجھا۔ حالانکہ وہ امام نہیں تھا۔  
 راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اگرچہ علوی فاطمی ہی کیوں نہ ہو بفرمایا۔  
 مگرچہ علوی فاطمی ہو۔

نزدادہ بن اعین نے کہا کہ مجھے زید بن علی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس یہ پوچھنے کے لئے



بھجا کر تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ جو آل محمد سے ہو۔ اور تم سے ادا و طلب کرے، میں نے کہا  
 اگر اس کی اطاعت فرض ہے۔ تو میں اس کی مدد کروں گا۔ اگر اس کی اطاعت فرض نہیں ہے۔ تو میری  
 مرضی ہے۔ مگر چاہوں گا۔ تو اس کی مدد کروں گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب زید نے خرچ  
 کیا تو خدا کی قسم میں نے اس کو ہر طرح روکا۔ اور اس کے باز رکھنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا  
 زید بن علی اور مومن طاق کی آپس میں گفتگو:  
 اس گفتگو کے بیان کرنے والے ابو مالک احمی ہیں:-

زید — کیا تمہارا خیال ہے کہ آل محمد میں مفترض الطاعہ امام موجود ہے۔ جو اپنی ذات کے  
 لحاظ سے مشہور و معروف ہو۔

مومن طاق — کیوں نہیں۔ میں سے ایک آپ کے والد ماجد تھے۔

زید — تم پر افسوس ہے کہ تم یہ بات بھی جانتے ہو لیکن میری امامت کا اقرار نہیں کرتے  
 خدا کی قسم میرے والد تجھ پر اس قدر مہربان تھے۔ کہ اگر گرم کھانا لایا جاتا تھا تو آپ مجھے اپنے زانو پر بٹھاتے  
 تھے۔ کھانے کا نوالہ لے کر اس کو ٹھنڈا کرتے اس کے بعد میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ تم نے دیکھا کہ  
 آپ مجھ پر اس قدر مہربان تھے کہ میرے لئے کھانے کی گرمی برداشت نہیں کرتے تھے۔ تو جہنم کی آگ  
 میرے لئے کیسے برداشت کرتے۔ اور مجھے فراتے کہ جب میں مر جاؤں گا۔ تو تم اپنے بھائی میرے فرزند  
 امام محمد باقر کی بات سننا۔ اور آپ کی اطاعت کرنا۔ کیونکہ وہ حجت خدا ہیں۔ اور مجھے اس حالت میں نہ  
 چھوڑتے کہ میں جاہلیت کی موت مر جاؤں۔ (اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میں مفترض الطاعہ امام ہوں)  
 مومن طاق — امام نے یہ اس لئے فرمایا کہ تم کہیں کافر نہ ہو جاؤ۔ جس کی وجہ سے عذاب  
 خدا کے مستحق نہ بن جاؤ۔ اور آپ میرے بارے میں شفاعت بھی نہ کر سکیں۔ اور تجھے مشیت خدا کے حوالے  
 کر کے چھوڑ دیا تاکہ آپ میرے متعلق شفاعت کر سکیں۔

(زید — تمہارا یہ خیال غلط ہے)

مومن طاق — اچھا بتاؤ کہ تم افضل ہو یا انبیاء؟

زید — انبیاء افضل ہیں۔

مومن طاق — حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنا خواب بھائیوں

سے بیان نہ کرنا۔ ورنہ تیرے بارے میں کوئی چال چل جائیں گے۔ جناب یعقوب نے یوسفؑ کے بھائیوں کو اس بات سے کیوں نہ آگاہ کیا: تاکہ وہ یوسف کے ساتھ کوئی چال نہ چلتے، جس طرح یعقوب نے بات کو ان سے چھپایا، اس طرح آپ کے باپ نے نہ چھپایا۔ امام زین العابدینؑ کو آپ کے بارے میں بھی خوف تھا، اگر آپ امام محمد باقر کے مقام کو آگاہ کرتے۔ اور اللہ نے جس خصوصیت کے ساتھ آپ کو نوازا تھا۔ بیان کرتے: تو تم ضرور کوئی چال چلتے یعقوب کو بھی یوسف کے بارے میں ان کے بھائیوں کی جانب سے یہی خوف لاحق تھا۔

مومن طاق کی بات جب امام جعفر صادق علیہ السلام کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا: خدا کی قسم اس کے علاوہ امام کو اور کسی بات کا خوف نہیں تھا۔

زید بن وہب شخص امام نہیں ہو سکتا جو پردے چھوڑ کر گھر کے اندر بیٹھا ہے۔ بلکہ امام وہ شخص ہو سکتا ہے جو اپنی تلوار بنام سے باہر نکالے۔ (اور جہاد کرے)

ابوبکر حضری (اس دوران میں کہا) اسے ابوسعید بن ابی طالب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ امام تھے یا نہیں تھے۔ اس نے بھی پردے ڈال دیئے تھے۔ اور گھر میں بیٹھ گئے تھے۔ ایک وقفہ کے بعد آپ تلوار لے کر میدان جہاد میں نکلے؛

(حضری نے دو تین مرتبہ یہی سوال کیا۔ لیکن زید نے کوئی جواب نہ دیا حضری نے کلام کو جاری رکھے ہوئے کہا)

اگر علی بن ابی طالب امام ہو سکتے ہیں۔ تو آپ کے بعد گھر پر پردہ لٹکانے والا امام ہو سکتا ہے۔ اگر علیؑ گھر پر پردے نہ لٹکاتے اور آپ کا وجود بطور امام نہ ہوتا۔ تو آج جناب کا وجود نہ ہوتا؛ ایک زیدی۔ (فساد کے ارادے سے شیخ مفید علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ آپ کن وجوہ کی بنا پر زید کی امامت کا انکار کرتے ہیں؟

شیخ مفید: میرے متعلق تمہارا خیال غلط ہے۔ میں زید کے بارے میں وہی بات کہتا ہوں جس کا کوئی زیدی المذہب انکار نہیں کرے گا۔

زیدی: جناب کا کیا مذہب ہے؟

شیخ مفید: میں زیدی امامت کے متعلق وہی بات کہتا ہوں جو زیدی ثابت کرتے ہیں۔ اور میں



اس بات کی نفی کرتا ہوں جس کی زیدی نفی کرتے ہیں۔ یہی کہتا ہوں کہ زید علیہ السلام کے امام تھے۔ زید کے امام تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے امام تھے۔ یہی زید کی اس امامت کا انکار کرتا ہوں جو موجب عصمت نفس اور معجزہ ہوتی ہے۔ اس بارے میں میری کوئی زیدی مخالفت نہیں کرے گا۔

ہشام بن ولید مدینہ میں آیا۔ بنو عباس نے اس کے پاس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شکایت کی۔ کہ آپ نے ماہر خلی کی میراث کو لے لیا ہے۔ اور میں کوئی چیز نہیں بی۔ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق منسربہ تشریف لے گئے۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور کہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت پر مبعوث کیا۔ تو ہمارے دادا ابو طالب نے آپ کی جان و مال سے ہمہ ردی اور مدد کی۔ تمہارے باپ اور ابوہریرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ ابوہریرہ پر تو شاطین مسدود رہے۔ تمہارا باپ (عباس) سرکشیاں دکھاتا رہا۔ جنگ بدیں ایک شکرے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آگیا اور خود مقدمۃ الجیش میں تھا۔ سواروں اور پیادوں کے ساتھی بنے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی۔ تمہارے باپ ہمارے آزاد کردہ ہیں۔ اس نے اللہ اور رسول کی خاطر ہرگز جنگ نہیں کی۔ اسی وجہ سے اللہ نے ہم سے اس کا رشتہ اس آیت کی رو سے کاٹ دیا

الذین امنوا ولحمیہا جس واما لکم من ولایتہم من شئ یہ مرنے والے ہمارے غلام ہیں۔ ہم نے ان کی میراث کو لے لیا ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہیں ہماری مال خاطرہ ہیں۔ جس نے اپنے باپ کا میراث پایا تھا۔

دادی الارحام بعضہم اولیٰ بعض سے فضل بن شاذان نے استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ قریبی کے لئے ولایت مقرر کی ہے۔ علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے سب سے زیادہ مقدم ہیں کیوں کہ امامت رسالت کی شلخ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عباس کی قرابت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم۔ نبی مومنوں کی جانی سے اولیٰ ہیں۔ پہلی آیت میں اولیت کی شرط ایمان اور ہجرت قرار دی ہے۔ عباس بالاجماع مہاجر نہ تھے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عباس کی نسبت زیادہ قریب تھے۔ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں۔ عباس باپ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ جو شخص دو اسباب کی وجہ سے قریب ہو۔ وہ ایک سبب والے سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد عباس باپ کی طرف سے قریب ہو۔ تو علی عباس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے کے زیادہ حق دار ہوتے۔

ری تربت تھی۔ اور عباس کی ایک ہی علی خود بھی وارفتہ تھے۔ اور ان کی شیعہ اور اہل بدعتی وارث تھی۔  
میر۔ اسے ابن عباس ایک مسئلہ بتلیے کہ ایک شخص مر گیا۔ اس نے ایک چھوٹی سی چھوڑی اس  
میت کس طرح تقسیم ہوگی؟

مال دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔

کی کیا وجہ ہے کہ فاطمہ نے میراث رسول پایا اور عباس کو کچھ نہ ملا۔  
نہیں دونوں نے میراث حاصل کی تھی۔

اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار و عمامہ تلوار، انگوٹھی، بخلہ، تازیانہ اور دوسری  
میت کی موجود ہیں؟

نیزیں تو میرے پاس موجود نہیں ہیں

وہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے میں سے کیا چیز حاصل کی تھی؟

سے امام احمد بن حنبل حضرت ابو بکر افضل الصحابہ تھے یا حضرت علی؟

ام صحابہ سے افضل ہیں۔ اور علی تمام اہل بیت سے افضل تھے۔

مذہب یہ ہوا کہ آپ نے بیعتیہ کو چچا پر ترجیح دی؟ جس دن رسول اللہ نے مسجد کے

بند کرنے کا حکم دیا تھا، تو حمزہ اور عباس نے بھی یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی تھی۔

وہ شاہ نے اپنے سرداروں کی موجودگی میں شیخ مفید سے سوال کرتا ہے؟

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام کون تھا؟

میں نے جس کی خدمت میں عباس نے عزم کیا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ میں آپ

کو تارہوں سے کہ جس سے آپ جنگ کریں گے میں اس سے جنگ کروں۔ اور جس سے

میں اس سے صلح کروں گا۔

ہے؟

السی ہیں تمام اعاذ بیت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن روز آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہا۔ اسے بیعتیہ اپنا ہاتھ بڑھائیے میں آپ کی بیعت کرتا

تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے پنے بیعتیہ کی بیعت کر لی ہے۔ پھر آپ کی کوئی



نہیں کرے گا۔

اس کا کیا جواب دیا تھا؟

اب یہ دیا تھا کہ نبی صلعم نے مجھے فرمایا تھا۔ لوگ میرے پاس خود حاضر ہوں اور میں کسی کو بیعت تک سب میری بیعت نہ کر لیں۔ اس وقت تک میں تلوار میاں سے باہر نہ نکالوں۔ میں یہ ہوں۔ کبھی کے پاس آتے ہیں کبھی کسی کے پاس نہیں جاتا۔ ان باتوں کے باوجود میں سول کے اسوہ حسنہ پر چلتا ہوں۔

اسطہب یہ ہوا کہ عباس نے علی کی بیعت کی دعوت دے کر غلطی کی تھی۔

عباس نے کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ اس نے ظاہری اسباب پر عمل کیا اور علی کا عمل باطن پر تھا۔ اس حق پر قائم تھے۔

نبی کے بعد امام تھے۔ توشیحین اور ان کے ماننے والوں نے غلطی کی۔

غیرہ کو غلطی سے بری سمجھتے ہو تو علی اور عباس نے غلطی کی کیوں کہ انہوں نے ابوبکر سے تباخر کی۔ اور ابوبکر کی خلافت پر دونوں راضی نہ تھے۔ اور نہ ہی ابوبکر اور عمر کی دونوں کو اس بات کا اہل تصور کیا۔ کہ ان کو اپنے امور میں کسی بات میں شریک کر لیں خاص طور سے کے روز حضرت عمر نے ان دونوں کو درخود اٹھنا نہ سمجھا۔

عبدالسلام پر کبھی مزار اور کبھی وکیل کے پاج کا عیب لگایا۔ اگر علی عبدالرحمن کی مخالفت کریں تو بقتل کر دیا جائے۔ حق کو عبدالرحمن کے ساتھ گردانا نہ کہ علی کے ساتھ عبدالرحمن کو علی پر مملکت دی۔ منتخب کرنے والی اور منتخب ہونے والی کسی پارٹی نے عباس کو شریک نہ کیا۔ علی عباس کو امام بنو ہاشم سے خمس چھپیں کہ فوجی ہتھیاروں اور فوجی کاموں میں صرف کیا۔ اسے بادشاہ آپ خود ملے کریں کہ حق کس طرف تھا۔

طالب حسن حسینی فیسی نے کہا

دکان فی الشوری من القوم سنتہ ولحمیلک للعباس ثور دثول

ہم نے پچھ آدمیوں کے متعلق تھا۔ عباس کو کسی نے داخل نہیں کیا۔

فہام ابو حفص ولحمیرضہ لہا! اصاب ام اخطای ذاب نقول

ابو جھنص عمر نے عباس کو شور مچای سے باز رکھا۔ یہ ٹھیک کام کیا یا غلط ہیں اس کے متعلق کیا کہوں۔  
غالیوں کی تردید

اللہ تعالیٰ نے کہا لا تغلوا فی دینکم ولا تغلوا علی اللہ الا الحق یمن میں غلو نہ کرو۔ اللہ کے بارے میں حق بات کہو۔ معقل بن یسار سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ دو شخص میری شفاعت میں دار نہ ہوں گے۔ ایک ظالم امام۔ دوسرا دنیا میں زیادتی کرنے والا۔ اور حد سے زیادہ بڑھنے والا۔ اسیح بن نباتہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے معبود! میں غالیوں سے بڑی۔ جس طرح نصاریٰ سے عیسیٰ بن مریم بڑی ہیں۔ اے معبود! ان کو ہمیشہ ذلیل کرنا۔ اور ان میں سے کسی کی اداوند نہ کرنا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرمایا۔ غالی اللہ کی شریر مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو حقیر تصور کرتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کی بدولت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خدا کی قسم غالی یہود نصاریٰ سے زیادہ شرارتی ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بندوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیا۔  
ف کتاب نے کہا۔

لا تدخلن فی حلا الانبیاء کو فی الاھبید بھل غلوا  
مت کی وجہ سے انبیاء اور اعیانہ کے مرتبہ میں غلو نہ کرتا۔

تسین الذی قال جعلنا کل نبی عدوا  
کہنے والے کی بات کو نہ بھولنا کہ ہم نے ہر نبی کا ایک دشمن مقرر کیا ہے۔

رم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تیری اس آیت میں مثال عیسیٰ بن مریم جیسی ہے۔ ایک قوم نے رکھا۔ تو آپ کے بارے میں افراط سے کام لیا۔ ایک قوم نے آپ سے بغض رکھا۔ تو آپ کے بیٹے کی۔ وحی نازل ہوئی۔ دماض بن مریم مثلاً اذا قومك منه يصد وقد بحالہ  
میں جنم۔

الحشرہ مؤلفہ ابو السعادات۔

اعظ کتاب اشرف نبی صلعم میں کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔  
ف ان یقال ینک ما قالت النصارى فی المسیح قلت ایوم نیک مقالة



لَا تَهْمُ بِمَلَأَمَنِ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا فِدَا تَرَابِ فَعَلِيكَ وَفَضْلُ وَضُوءِكَ يَهْتَفَتُونَ بِهِ  
 وَلَكِنْ حَسِبْتُ أَنْ تَكُونَ مِنْ دَانَا مِنْكَ تَوْشِي وَارْتِكَ رَجَّحَ أَكْرَمُجِيهِ اس بات کا خوف نہ ہوتا۔  
 کہ تیرے بارے میں (اے علی) وہ بات کہیں گے جو نصاریٰ عیسے کے بارے میں کہتے ہیں۔ تو میں آج  
 کے دن تمہارے متعلق ایک ایسی بات کہتا کہ تم مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے گذرتے تو وہ تیرے  
 جوتوں کی مٹی اور تیرے وضو کے پئے ہوئے پانی کو اٹھا لیتے۔ اور اس سے شفا حاصل کرتے۔ لیکن  
 (اے علی) تیرے لئے اتنی بات کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم میری میراث پاؤ  
 گے۔ مگر میں تمہاری میراث لوں گا۔ اس روایت کو ابو بصیر نے امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے  
 کتاب الغیہ میں یہ اشعار درج ہیں :-

لَوْلَا خِفَافَةُ مَفْتَرٍ مِنْ أَمْتِي مَا فِي ابْنِ مَرْيَمَ يَفْتَرِي النَّصْرَانِي  
 (شاعر رسول اللہ کی زبانی تحریر کرتا ہے) اگر مجھے اپنی امت کے اقرا پر دازوں کا خوف  
 نہ ہوتا جس طرح نصاریٰ نے ابن مریم کے بارے میں اقرا پر دازی سے کام کیا۔

أَخْبَرَنِيكَ مَنَاقِبًا فِي فَضْلِهِهَا قَلْبُ الْأَيْبِ يَنْطَلُ كَالْحَبِيرِ أَنْ  
 تِيرِي أَيْسَى فَضِيلَتِ دِيَانِ كَرَامَتِ جِسِّ سَيِّدِنَا كَادِلِ حِلْمَانِ أَوْ شَشْدَرِ رَهْ جَانَانِ  
 دیکھنا ع الاقوام منك لا خذ ما وطأتك منك من اشرى العقيان  
 لوگ دوڑ کر تیرے قدموں کی خاک کو اٹھا لیتے۔

مَتَبَرِّكِينَ بِذَلِكَ تَرَامَةُ لَهُمْ شَمُّ الْمَعَاظِ أَيْ مَارِثَمَانِ  
 اور اس کو بطور تبرک اور شفا استعمال کرتے۔ آخری شعر اصل کتاب میں اسی طرح واقع ہوا  
 ہے۔ آخری مصرعہ کا مطلب مبہم معلوم ہوتا ہے۔

اُمیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے۔ غالی۔ عجب  
 اول بغض رکھنے والا سب پر روایت بھی آپ سے منقول ہے: میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے  
 افراد سے کام لینے والا عجب میرے بارے میں ایسی باتیں بیان کرے گا۔ جو مجھ میں موجود نہیں ہوں گی۔  
 اور مجھ سے بغض رکھنے والا شخص اس کو میری دشمنی اس بات پر برا بیگنہ کرے گی۔ کہ وہ مجھ پر بہتان  
 باندھے۔

عبداللہ بن عثمان کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن سبا نبوت کا مدعی تھا۔ اور اس کا عقیدہ تھا کہ امیر المومنین خدا ہیں۔ یہ بات امیر المومنین تک پہنچ گئی آپ نے اس کو بلایا اور دریافت کیا اس نے فرمایا حضرت نے فرمایا تیری ماں تیرا ماتم کرے شیطان نے تجھ پر غلبہ کیا ہے اس عقیدہ سے توبہ کر اس نے توبہ کرنے سے انکار کیا آپ نے تین دن کی مہلت دی جب اس نے پھر بھی توبہ نہ کی تو آپ نے اس کو آگ میں جلا دیا۔

یصرہ کی لڑائی کے بعد ستر جاٹ المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو خدا تھے۔ آپ کو سجدہ کیا۔ فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ ایمان نہ کرو۔ میں تمہاری مانند مخلوق ہوں۔ میں نے اس بات کے ماننے کا انکار کر دیا۔ فرمایا میرے بارے میں جو عقیدہ رکھتے ہو۔ اس سے باز رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ انہوں نے حضرت کی بات نہ مانی حضرت نے ایک گڑھا تیار کر لیا۔ اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ جلا دی۔ قبر ایک ایک کو اپنے من پر اٹھا کر لاتا اور اس کو آگ میں پھینک دیتا تھا۔ پھر حضرت نے یہ اشعار پڑھے۔

فی اذا ابصرت امراً منكراً  
اذلت ناداً و دعوت تنبیر  
بہ میں نے ایک ناجائز بات کو دیکھا۔ تو آگ جلا دی اور قبر کو طلب کیا۔

ہمہا متفرت حقراً فظہر  
وقنبر یخطم خطاً منکراً  
میں نے گرے کھڑا اور قبر ناجائز فعل کو لگام دیتا تھا۔

ی نے یہ اشعار بیان کئے ہیں۔

مرغلوانی علی لا ابا لہم  
وجشموا انفساً فی حبد تعب  
قوم نے علی کے بارے میں غلو سے کام لیا ان کے لئے تمباہی ہو۔ انہوں نے آپ کی محبت فوں کو سخت مصیبت میں ڈالا۔

ا ہوا اللہ جل اللہ خالقنا  
من این یكون اس ام او یكون ایا  
نے کہا علی خدا ہیں۔ ہمارا خدا احد و بتر ہے۔ اں یا باب سے پیدا شدہ انسان ہو سکتا ہے۔

احار امور الخلق بینہم  
اذ کان فی المہد ادخى البطن محتجبا

باقی عبداللہ بن سبا کی کوئی شخص یہ نہیں ہوا بلکہ عثمان علی اور نوامید کی حدیث ساز کیٹی نے اس واقعہ کو تراشا ہے۔ تفصیل  
میں مہری کی کتاب ملاحظہ ہو۔ ۱۷۔ مترجم



آگ میں جلنے کے بعد حضرت نے ایک آدمی کو زندہ کیا جس کا نام محمد بن نصیر نصیری تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں ظاہر ہوا ہے۔ وہ صرف علی کی ذات ہے۔ نصیری گروہ اپنے آپ کو محمد بن نصیر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ تو مابا حیرہ کہلاتی ہے۔ انہوں نے عبادات اور شرعی امور کو چھوڑ دیا۔ منہیات اور محرمات میں پڑ گئے اور یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہودی حق پر ہیں ہم ان کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہیں۔ نصیرائے حق پر ہیں۔ ہم ان کے ساتھ راہبری نہیں کر سکتے۔

### فرقہ مبغیہ کا رد

نبی صلیم کے انتقال کے بعد امت نے امامت کے بارے میں نصی امور اختیار کے متعلق اختلاف کیا۔ جو لوگ نص کے حق میں تھے کہ آنحضرت صلیم نے اپنے بعد امام کے متعلق نص فرمائی ہے مخالف اور موافق دونوں طریقوں سے یہ بات ثابت کی ہے کہ رسول اللہ صلیم کے بعد بارہ ائمہ ہیں جو رسول اللہ صلیم کے جانشین ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتقال کے بعد فرقہ مبغیہ پیدا ہوا۔ انہوں نے ایسا دھوئے کیا جس سے امامت میں تفرقہ پڑا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بعد اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق نص فرمائی۔ اور آپ نے اس بات پر اپنے دونوں بیٹوں اسحاق اور علی کو گواہ کیا۔ اور مندرجہ ذیل حضرات کو بھی گواہ بنایا۔ مفضل بن عمر۔ معاذ بن کثیر۔ عبد الرحمن بن سراج۔ بن مختار۔ یعقوب سراج۔ حران بن اعین۔ ابو بصیر۔ داؤد رخی۔ یونس بن علیان۔ یزید بن سلیمان۔ سلیمان بن خالد اور صفوان جمال۔ اور اس بات پر کتابیں گواہ ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس فتنہ کے بارے میں آگاہ فرمایا تھا کہ یہ فتنہ آپ کی موت کے بعد ظہور پذیر ہو گا اور آپ نے اسماعیل کی موت کا اعلان کیا آپ کو غسل دیا کفن بنایا۔ اور آپ کو دفن کیا۔ اور برہنہ پا آپ کے جنازے کے ساتھ چلے۔ اور اسماعیل کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے عکاشہ بن محض اسدی کو بیہوشی کے گھر میں ایک نوٹڈی کی خریداری کی روایت کیا۔ حضرت نے نوٹڈی کے اوصاف بتا دیئے تھے۔ اور آپ اسے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خاطر خریدنا چاہتے تھے۔ جب عکاشہ دلال کے پاس آیا۔ تو اس نے کہا کہ میں تو اسے ستر دیناروں سے کم قیمت پر نہیں بیچوں گا۔ اس نے قبیل کو کھولنا چاہا۔ عکاشہ نے کہا اس کو مت کھولو۔ اس میں اتنی رقم ہوگی۔ جس کا تم مطالبہ کرتے ہو۔ جب اس نے قبیل کو کھولا تو اس میں اتنی ہی رقم موجود تھی۔ راوی کا

بیان ہے۔ کہ حضرت لونڈی کو امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس لائے۔ اور لونڈی سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے عرض کیا۔ میرا نام حمیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا تم دنیا میں حمیدہ ہو۔ اور آخرت میں تمہارا نام محمود ہے۔ حمیدہ گھر سے مہونے کی طرح میل سے پاک و صاف تھی ہمیشہ فرشتے اس کی نگہبانی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ کی کرامت کے ساتھ میرے پیروں کی گئی۔ اور میرے بعد حجت خدا کے حوالے ہوئی۔ حضرت نے اس سے سوال کیا۔ کہ تم کنواری ہو یا عیسیٰ؟ عرض کیا کہ میں کنواری ہوں۔ فرمایا۔ تم دلالوں کے ہاتھ میں کنواری کیسے رہ گئی۔ فرمایا۔ اگر کوئی دلال میرا ارادہ کرتا تھا۔ تو اس کے منہ پر ایک بزرگ تھپڑ مارتا تھا۔ اور وہ مجھے چھوڑ دیتا تھا۔ جب حمیدہ کو ایک سوداگر نے خریدا۔ تو اہل کتاب کی ایک عورت نے کہا کہ غریب تم سے ایک ایسا فرزند پیدا ہو گا۔ جو روئے زمین پر مخلوق سے زیادہ عزت والا ہو گا۔

ابن بابویہ اپنے استاد سے منصور بن عازم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابو عبد اللہ علیہ السلام کے ساتھ دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور حضرت کے ساتھ آپ کا بیٹا اسماعیل بھی موجود تھا۔ اس دوران میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام گزرے۔ اور آپ بھی پیچھے تھے۔ تو آپ کو دیکھ کر جناب اسماعیل نے کہا بھلائی میں لونڈی کے فرزند سبقت لے گئے۔

ابن بابویہ اپنے اسناد سے ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل کو ایک شراب نوش قوم کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں اس حالت کو دیکھ کر غمگین صورت میں باہر نکلا۔ میں خانہ کعبہ میں حجر اسود کے پاس آیا۔ تو اسماعیل کو خانہ کعبہ پکڑے ہوئے روتے دیکھا۔ اور اسماعیل کے آنسوؤں سے خانہ کعبہ کے غلاف کا پردہ بھیگ گیا ہے۔ میں نے اس بات کا ذکر ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے فرزند کو شیطان نے متلا کر رکھا ہے شیطان اس کی صورت میں آگیا ہے روایت ہے کہ شیطان نبی اور وصی کی شکل میں نہیں آسکتا۔

زرارہ بن اعین سے روایت ہے۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے داؤد بن کثیر بن جمران بن عین اور ابو بصیر کو بلایا۔ اور مفضل بن عمر بھی ایک جماعت کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کل تیس آدمی ہو گئے تھے حضرت نے داؤد سے فرمایا۔ اسماعیل کا چہرہ کھولو۔ آپ نے اس کا چہرہ کھولا۔ فرمایا اسے داؤد غور کرو۔ اور اچھی طرح دیکھو کہ اسماعیل زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ عرض کیا مر گئے ہیں۔ حضرت ہلکی ہلکی ایک ایک آدمی کو دکھاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے آخری آدمی کو دکھا دیا۔



فرمایا اے مجبور! گواہ رہنا۔ پھر حضرت نے غسل اور تجذیر کا حکم دیا۔ مفضل سے فرمایا۔ کہ اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دو۔ اس نے کپڑا ہٹا دیا۔ فرمایا زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ تم تمام اس کو اچھی طرح دیکھ لو۔ مفضل نے کہا اے آقا وہ تو مر چکے ہیں۔ فرمایا تم اس بات کے گواہ رہنا۔ تم نے اچھی طرح تحقیق کر لی ہے۔ عرض کیا ہاں اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ ان لوگوں کو حضرت کے اس فعل سے تعجب ہوا۔ فرمایا اے اللہ! ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ پھر حضرت اس کو قبر کے پاس لے آئے۔ اور اس کو لحد میں رکھ دیا۔ فرمایا اے مفضل! اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دو۔ اس نے کپڑا ہٹا دیا۔ آپ نے فرمایا تم تمام لوگ دیکھ لو۔ اسماعیل مر گئے یا زندہ ہیں انہوں نے کہا اے اللہ کے ولی وہ تو مر گئے ہیں۔ فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا۔ عنقریب باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے۔ اور چچا میں گے کہ اللہ کے نور کو بچا دیں۔ آپ نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ فرمایا واللہ متحہ نورہ ولو کسہ المشرکون اور اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافر چین چین ہوتے رہیں گے۔ حضرت نے اسماعیل پر مٹی کو ڈالا۔ اور اپنے قول کا اعلاوہ فرمایا۔ کفن دیا ہوا حنوط لگایا ہوا۔ اس قبر میں دفن شدہ میت کون ہے؟ ہم نے عرض کیا آپ کے فرزند اسماعیل ہیں۔ فرمایا اے لوگو! گواہ رہنا۔ پھر حضرت نے امام موسیٰ کاظم کے دست اقدس کو پکڑ کر فرمایا۔ یہ حق ہے۔ حق اس کے ساتھ ہوگا۔ اور اس سے وہ حق پیدا ہوگا۔ جس کو اللہ تعالیٰ زمین اور زمین پر رہنے والوں کا وارث بنائے گا۔

عبداللہ نے کہا۔ کہ جب اسماعیل بن جعفر کا انتقال ہو گیا۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اے لوگو! یہ دنیا بھائی کا گھر ہے۔ اتنا کا گھر ہے استوا کا گھر نہیں ہے۔ پھر آپ نے ابو نوح راشل کا یہ شعر بطور تشیل کے پیش کیا ہے

فلا تحسبن انی تناسیت عهدہ ولكن صبری یا اصمیم جمیل

اے اہم یہ خیال نہ کرو۔ کہ میں اپنا وعدہ بھول گیا ہوں میں تو صبر کر رہا ہوں۔

مکمل اپنی حیدر میں بیان کرتے ہیں۔ جب اسماعیل کو موت آئی۔ تو آپ کے پاس ابو عبد اللہ علیہ السلام موجود تھے۔ آپ نے کچھ گنگو کے بعد اسماعیل کے کفن کے کونوں پر یہ عبارت تحریر کی اسماعیل شہدایں لا الہ الا اللہ اسماعیل گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے اپنے ایک شیخ کو لایا۔ اور آپ کو کچھ

دوسرے عطا کئے اور اس کو حکم دیا۔ کہ وہ آپ کے فرزند اسماعیل کی طرف سے جا کر حج لو کرے۔ اور اس سے فرمایا جب تو اسماعیل کی طرف سے حج کر لو گے۔ تو تمہیں نو چھ توابع ملے گا اور اسماعیل کو ایک حصہ۔

### خارجیوں کا رد

حلیۃ الاولیاء میں ابو حبانہ سے روایت ہے۔ کہ علی بن ابی طالب نے فرمایا۔ لوگ حکیم کے بارے میں مجھ پر عجیب جوئی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے پرندے کے بارے میں دو حکم مقرر کئے ہیں۔

ابن عباس کا خارجیوں سے مناظرہ۔

ابو عبد اللہ بن بطلہ سے روایت ہے۔ کہ ابن عباس سے خارجیوں کی ایک جماعت نے مناظرہ کیا۔ ابن عباس نے دریافت کیا کہ تمہیں امیر المومنین کی ذات پر کیا اعتراض ہے؟ انہوں نے کہا تین اعتراض ہیں (۱) اللہ کے دین کے بارے میں حکم مقرر کیا۔ اس لحاظ سے کافر ہو گئے (۲) آپ نے جہاد کیا لیکن مال غنیمت نہ لیا اور نہ ہی کسی کو قیدی بنایا۔ (۳) اور اپنے نام سے لفظ 'امیر المومنین' مٹا دیا تھا۔ ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے امر اللہ میں لوگوں کو حکم بنایا ہے جیسا کہ شکار کے قتل کے بارے میں فرماتا ہے: حکم یہ ذواصل منکم اور میاں بیوی کی اصلاح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فان خفتن شقاق بینہما فالشواحد کما من اھلہ و حکما من اھلہا اور تمہارا یہ اعتراض کہ آپ نے جہاد کیا اور نہ مال لیا اور نہ ہی کسی کو گرفتار کیا۔ تم اپنی مال عاۃ کو گرفتار کرو گے۔ جو دوسری سے حلال تصور کرتے ہو۔ اگر تم نے وہ بات کی تو کافر ہو جاؤ گے۔ کیوں کہ وہ تمہاری مال ہیں۔ اگر تم کہو کہ وہ ہماری مال نہیں تو تم نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تکذیب کی۔ وازواجہ امھاتکم بنی کی عورتیں تمہاری مائیں ہیں۔ اور تمہارا یہ اعتراض کہ آپ نے اپنے نام سے لفظ 'امیر المومنین' مٹا دیا تھا۔ تو تمہیں معلوم ہے کہ جب سہیل بن عمرو اور ابوسفیان حدیبیہ کے وفد صلح کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اے علی! لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے ابوسفیان وغیرہ نے اس بات پر اعتراض کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نام سے لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے۔ یہ رسول اللہ کے لفظ مٹانے سے رسول اللہ کی نبوت سے خارج نہیں ہوتے تو لفظ 'امیر المومنین' مٹانے سے علی امامت سے کیسے خارج ہو جائیں گے عبد اللہ بن عباس کے مناظرہ کی وجہ کافی لوگ اپنے عقیدے سے باز آ گئے تھے۔

اس کی وجہ چیز حلال تصور کرنا ہے۔



عبداللہؑ بھی اباض اور ہشامؑ بن حکم نے خلیفہ ہارون رشید کے سامنے مناظرہ کیا۔  
ہشام - خواجه کا ہمارے خلاف کوئی مسئلہ نہیں ہے۔  
اباض - یہ کیوں کہ؟

ہشام - تمہاری لوگ جو رہنموں نے ہمارے ساتھ حضرت علیؑ کی ولایت عدالت - خلافت امامت اور فیصلت پر اتفاق کیا تھا۔ پھر تم حضرت سے دشمنی کی وجہ سے ہم سے نکل گئے۔ اور آپ سے اہل بیت سزا دی کیا۔ ہم اپنے اہل بیت پر قائم ہیں۔ اور تمہاری گواہی اس پر موجود ہے۔ تمہارا اختلاف ہمارے مذہب میں کوئی نقصان نہیں دیتا۔ تمہارا دعوے ہم پر حجت نہیں ہے۔ اختلاف اتفاق کا مقابلہ نہیں کر سکتا دشمن کی گواہی دشمنی کے حق میں مقبول ہوتی ہے۔ اور دشمن کی مخالف گواہی مردود ہوتی ہے۔  
یہ بھی بنی خالد فیصلہ کا وقت قریب آگیا۔ اور وہ امور گفتگو کی ضرورت ہے۔  
ہشام جب کلام اس حد تک پہنچ جائے جو افہام کو سمجھنے میں مشکل معلوم ہوتی ہو۔ تو انصاف کا تقاضا ہے۔

کو فیصلہ کے درمیان کوئی واسطہ ہونا چاہیے۔ جو ثالث کے طور پر ان باریک امور کا فیصلہ کرے اگر ثالث میرے اصحاب میں سے ہوگا۔ تو وہ فیصلہ میرے لئے ناقابل قبول ہوگا۔ اگر ثالث میرے اصحاب میں سے ہوگا تو وہ فیصلہ میرے لئے ناقابل عمل ہوگا۔ اگر ثالث ہم دونوں کے مخالف ہوگا تو اس کا فیصلہ نہ میرے لئے اور نہ ہی تیرے لئے واجب العمل ہوگا۔ اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ ایک آدمی میری طرف سے ہو اور ایک آدمی تیری طرف سے ہو۔ وہ بطور ثالث کے فیصلہ کریں۔ وہ فیصلہ قابل قبول ہوگا۔  
اباض - اہل یہ رائے مناسب ہے جس میں اس پر مدہنی ہوں۔

ہشام - فیصلہ ہو گیا اور جھگڑا ختم ہو گیا۔ اس شخص نے حکیم کو امروین میں ملن لیا۔ یہ خارجہ جی لوگ ولایت امیر المومنین علیؑ کے سامنے ساتھ ہے حتیٰ کہ حکیم کا قصہ و پیش ہوا۔ انہوں نے حکیم سے انکار کر دیا۔ اور حضرت کی تکفیر کے قائل ہو کر گمراہ ہو گئے۔ یہ شخص دو مختلف مذہب لوگوں کے فیصلہ پر راضی ہو گیا۔ ان میں ایک شخص حضرت علیؑ کے فرزند ہے۔ دوسرا آپ کو عادل مانتا ہے۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے۔ تو حضرت امیر المومنین علیؑ علیہ السلام اہل بالصواب خلافت کے اہل ہیں۔ اگر یہ بات غلط تھی تو اس نے حضرت پر کفر کا فتوے لگا کر ہمارے اہل کو رعب دی۔ اب غور طلب معاملہ حضرت کے کفر اور ایمان کے بارے میں ہوا نہ کہ حضرت کے کفر کے متعلق۔ خلیفہ ہارون رشید نے اس بات کو مستحسن قرار دیا۔ اور ہشام کو انعام دینے کا حکم دیا۔

(مومن طاق اور ضحاک شادی کا مناظرہ)

مومن طاق - اے ضحاک! تم علی بن ابی طالب سے کیوں پیرا دی کرتے ہو۔ اور آپ کا خون بہانا کیوں حلال جانتے ہو؟

ضحاک - علی نے دین کے معاملہ میں حکم مقرر کیا۔

مومن طاق - ہر وہ شخص جو اللہ کے دین میں حکم مقرر کرے۔ اس کا خون بہانا حلال ہے۔  
ضحاک - بالکل جائز ہے۔

مومن طاق - تم مجھے اپنے مذہب کے بارے میں آگاہ کرو میں اس کے متعلق تم سے مناظرہ کیوں گا۔ اگر تمہاری دلیل میری دلیل پر غالب آگئی تو میں تیرے مذہب میں داخل ہو جاؤں گا؟  
ضحاک - دوستی رائے کا فیصلہ کون کرے گا۔ لہذا اس بارے میں ایک حکم عالم کا فیصلہ کرنے کے لئے ہونا ضروری ہے؟

مومن طاق - اے شخص! تم نے اپنے دین کے معاملہ میں حکم کا فیصلہ منظور کر لیا ہے؟  
ضحاک - ہاں مجھے حکم کا فیصلہ منظور ہے۔

مومن طاق - ضحاک کے اصحاب سے مخاطب ہو کر تمہارے ساتھی نے اللہ کے دین میں حکم مقرر کرنا منظور کر لیا ہے۔ اب تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟  
انھوں نے حکواریں مار مار کر ضحاک شادی کو قتل کر ڈالا۔

### سوالات و جوابات

1۔ کن وجوہ کی بنا پر حضرت امیر المومنین نے خلیفہ بن جانے کے بعد فدک کو چھوڑ دیا تھا؟  
2۔ باقر علیہ السلام۔ امیر المومنین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو عقیل نے فروخت کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اپنا گھر کیوں نہیں بیچ کر لیتے؟ فرمایا کیا عقیل نے ہمارا گھر چھوڑ دیا تھا۔ ہم لوگ اہل بیت جو حیز ہم سے بذریعہ ظلم سلب ہوئے۔ ہم اس کو واپس نہیں لیتے۔

3۔ حدیث میں آیا ہے کہ ظالم اور مظلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم کو ثواب اور ظالم کو عذاب دیا ہے۔



ابو حنیفہ مد مومن طاق سے) اگر خلافت علی کا حق تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے اس کو کیوں نہ طلب کیا،

طوائف نہیں تھی۔ تو وصی رسول اس سے زیادہ مجبور تھے۔ یوسف نے کہا: رب الصبح احب الی  
 سعاد عونی الیہ اگر تم کہو کہ قید خانہ کی خواہش کی مجبوری کے بغیر کی تھی۔ تو تم کافر ہو گئے مگر تم  
 ہو۔ کہ یوسف کو اس چیز کی طرف بلا یا گیا جس سے اللہ ناراض ہوتا تو وصی اس سے بھی زیادہ مجبور تھے۔  
 یوسف نے کہا فردت منکم ملاخفتکم اگر تم کہو کہ موسیٰ بغیر خوف کے بھاگ گئے تھے تو تم کافر  
 ہو گئے اگر تم کہو کہ موسیٰ لوگوں کے برے ادا دے کی وجہ سے بھاگ گئے تھے تو وصی اس سے  
 بھی زیادہ بے بس تھے۔ میں نے ہارون کی تاسی کی جبکہ اس نے اپنے بھائی کے کہا: یا ابن ام  
 ن القوم استغفونی وکادرا یقتلوننی اگر تم کہو کہ قوم نے ہارون کو کمزور نہیں کر دیا تھا۔ اور آپ  
 کے قتل پر کلام نہیں تھے۔ تو تم کافر ہو گئے۔ مگر تم کہو کہ آپ کو قوم نے کمزور کر دیا تھا اور آپ کے قتل  
 پر آمادہ تھے۔ اس لئے آپ ان سے خاموش رہے تو وصی اس سے بھی زیادہ مجبور اور بے بس تھے۔  
 میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کیا۔ آپ غار کی طرف بھاگ گئے تھے اور مجھے اپنے  
 بستر پر بٹا دیا تھا۔ اور میں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان بخش دی تھی۔ اگر تم کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی  
 خوف کے بھاگ گئے تھے تو تم کافر ہو گئے۔ اگر تم کہو کہ کفار کے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف تھا۔ اور بھاگے  
 بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا۔ تو وصی اس سے زیادہ مجبور اور بے بس تھے۔ لوگوں نے عمر بن الخطاب امیر المؤمنین  
 آپ نے سچ فرمایا۔

کتاب نوح ابلاغ میں حضرت کا ایک منجملہ درج ہے: میں نے غور کیا۔ مجھے میرے ال بیت کے سوا  
 در کوئی مددگار نہ ملا۔ مجھے ان کی موت کا خوف تھا۔ میری آنکھوں میں خس و خاشاک تھے۔ اور گئے میں  
 چھوٹا گیا تھا۔ اور میں میرے کڑے گھونٹ پی رہا تھا۔ جو میرے لئے اندران سے بھی زیادہ کڑے تھے۔  
 کتاب انفصال میں ابوب الملکوت کے ضمن میں تحریر ہے کہ امیر علیہ السلام نے فرمایا: میں موسیٰ کے  
 اسوہ حسنہ اور اپنے خلیل کی سیرت پر عمل کروں گا۔ کتاب خدا میں جو کچھ موجود ہے وہ میرے لئے درس عبرت  
 کے لئے کافی ہے۔ اور جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ویدعت کی ہے۔ اس میں برہاں موجود ہے۔ جس چیز  
 میں نے جانا وہ میری بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اگر ان لوگوں نے میری تکذیب کی ہے تو لوگوں نے  
 مجھے پہلے حق کی تکذیب کی تھی۔ اگر میرا اس معاملہ میں امتحان لیا گیا تو میری سیرت ایک روشن دلیل اور  
 میرے راستے کا کام دے گی۔ جو شخص میری سیرت پر چلے گا نجات پائے گا۔ میں اس روش پر چلتا ہوں۔



میں ہرگز کتاب خدا کو ضائع نہیں کروں گا۔ اور نہ اپنے ابن عم کے عہد کو پامال کروں گا۔

محمد بن سلام نے بیان کیا کہ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجھ پر اس قدر مصائب ٹوٹ پڑے جتنے پہاڑوں پر پڑتے۔ تو وہ ان کو نہ اٹھا سکتے۔ اگر ان سختیوں کو پہاڑ اٹھا لیتے تو میں مزدور اٹھا لیتا۔ میں نے اپنے اہل بیت کو غصہ کی حالت میں دیکھا۔ جس کا غصہ قابو سے باہر تھا۔ اپنے نفس پر ضبط نہیں کر سکتے تھے۔ اور جو مصیبت ان پر نازل ہوئی تھی۔ وہ ان کے برداشت سے باہر تھی۔ ناراضگی نے ان کے صبر کو زائل کر دیا تھا۔ اور ان کی عقل کو منطوق کر دیا۔ ان کی فہم و تفہیم بات چیت اور سننے کی قوت کے درمیان پردہ حائل ہو گیا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صبر سے کام لیا۔ اور چپ رہنا لازم تصور کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی تجویز و تکفین کے متعلق جو حکم دیا تھا اس میں مصروف ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان خوک نہ مومن فقہی علیہ مومن نے صرف ایک آدمی کو ذلح کے طور پر قتل کیا تھا اور اس کو شہر میں خوف لافض ہو گیا۔ فخرج منها خائفاً وفان کے بارے میں شہر سے نکل گئے تھے۔ نفرت منکر لما خفت کرب مجھے تم سے خوف ہوا تو میں تم سے بھاگ گیا تھا رب اتی تلت منهم معبود میں نے ان کا ایک آدمی قتل کر دیا ہے۔ رب انی اخاف اے معبود! میں ان سے ڈرتا ہوں۔ علی کہ ان لوگوں سے خوف کیوں نہ لافض ہو۔ کیوں کہ میں نے ان کا خون بہایا۔ اور انہیں فنا کے گھاٹ اتارا۔ اور ان کو قید کیا۔ میں نے چھوٹے بڑے قبیلہ کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کیا۔

جب امیر المؤمنین علیہ السلام گھر میں بیٹھ گئے اور لوگوں نے کوئی تعرض نہ کیا۔ تو آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی آپ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد ہے (اے علی) قوم تیرے امر کو توڑ دے گی۔ اور خلافت کے بارے میں تیرے ساتھ زیادتی کرے گی۔ تم میرا واجب جاننا آخر کار امر تیری طرف ہونے لگے گا۔ غریب یہ لوگ تیرے ساتھ بے وفائی کریں گے۔ تم میری ملت پر زندگی بسر کرو گے۔ اور میری سنت پر قتل ہو گے جس نے تجھے دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ تیری یہ ٹاڑھی غریب تیرے سر کے خون سے خضاب ہوگی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ علی کو کس چیز نے جہاد کرنے سے منع کیا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کتاب اللہ کی ایک آیت نے منع کیا تھا۔ لوتزایلو العذابا الدین کھڑا

منہم عن ابا ایہما اللہ تعالیٰ نے کچھ مومنین کو کفار اور منافقین کی پشتوں میں ودیعت کر رکھا ہے علی نے ان لوگوں سے اس وقت تک جہاد نہ کیا جب تک وہ ودیعتیں ان کی پشتوں سے باہر نہیں آئیں۔ جب یہ ان کی پشتوں سے باہر آگئیں۔ تو علی نے جہاد کیا اور ان لوگوں کو قتل کیا۔

زدارہ بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنی ذات کی طرف لوگوں کو کیوں نہ بلایا۔ اور اپنے دشمنوں کے خلاف تلوار کیوں نہ اٹھائی؟ فرمایا۔ آپ کو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں یہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ اور اس بات کی بھی گواہی نہ دیں کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔

صدقہ بن مسلم نے عمر بن قیس تاجر سے سوال کیا کہ حضرت علیؑ اپنے گھر میں کیوں بیٹھ گئے؟ کہا علیؑ اس اُمت میں اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فریضہ کو امت تک پہنچا دیا تھا۔ فرائض پر یہ بات واجب نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائیں۔ بلکہ لوگوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ فرائض کی بات کو قبول کریں۔ علیؑ ہارون سے بھی زیادہ معذور تھے۔ جب موسیٰ میقات کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ہارون سے فرمایا۔ میری قوم میں میرے خلیفہ بن جاؤ۔ اور فسادپوں کے راہ کی پیروی نہ کرنا۔ اور آپ کو ان کا گمراہ مقرر کیا تھا۔ اللہ کے نبی محمدؐ نے اس اُمت میں علیؑ کو علم مقرر کیا تھا۔ اور لوگوں کو علیؑ کی طرف بلایا تھا۔ جب لوگوں نے علیؑ کی بات ماننے سے انکار کیا تو آپؐ اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ وہ لوگ ایک نقصان میں پڑھ گئے۔ علیؑ کو اس منصب سے نکال دیا جس میں آپؐ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس جواب کو اچھا سمجھا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام سے ان دونوں دشمنین کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں اس شخص کی مانند تھا جس کا ان پر حق ہو۔ اگر وہ اس کو جلد ادا کر دیں۔ تو ان کی تعریف کرے اگر وہ تاخیر کریں۔ تو ان کو غیر پسندیدہ قرار دے۔ میں لوگوں میں اس شخص کی طرح تھا۔ جو ان کو آسانی کی طرف بلائے۔ اور لوگ اس کی اس بنا پر تحقیر کریں کہ اس سے ہدایت حاصل کرنے والے کم ہیں۔ اگر میں خاموش رہا۔ تو مجھے معاف کر دو۔ شورش کے روز امیر علیہ السلام نے عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا۔ ہمارا حق ہے اگر دے دو گے تو ہم بے یس گے۔ اگر منع کر دو گے تو اونسٹ پر سوار ہو کر کہیں دور نکل جائیں گے۔



ایک منکم نے سوال کیا کہ آپ نے اولین میں کیوں جہاد نہ کیا۔ اور آخرین سے کیوں لڑے۔ تو ایک جواب دینے والے نے جواب دیا کہ رسول اللہ پہلے کیوں نہ لڑے۔ اور شعب ابوطالب اور غار میں کیوں رہے۔ اور اس کے بعد لڑے؟

ابوہریرہؓ نے عبداللہ بن شریک سے سوال کیا جب امیر المؤمنین نے لوگوں کو جنگ جمل کے روز شکست دے دی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرو۔ اور زخمی کو کچھ نہ کہو۔ اور جو اپنا دروازہ بند کرے وہ ایمان میں ہے۔ جب صفین کی لڑائی کا روز ہوا۔ تو آپ نے بھاگنے والوں کو قتل کیا۔ اور زخمی پر سختی کی۔ آپ کے اسی دونوں حملوں میں تھا وہ پایا جاتا ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ جمل والوں نے طلحہ اور زبیر کو قتل کر دیا تھا۔ اور جنگ صفین میں معاویہ بن ابی سفیان تھا۔ اور ان لوگوں کا قائد اور سردار تھا۔

ایک ناصبی نے مومن طاق سے سوال کیا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام شیخین کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرتے تھے۔ آپ اس معاملے میں جھوٹے تھے یا سچے؟ مومن طاق نے کہا کہ مجھے ان دو فرشتوں کے متعلق آگاہ کرو۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس شانہ ہے بکریاں ہیں۔ اور میرے پاس ایک بکری ہے۔ کیا یہ بات جھوٹی تھی یا سچی؟ ناصبی خاموش ہو گیا۔

سیمان بن جریور نے ہشام بن حکم سے سوال کیا کہ مجھے علی کے اس قول کے بارے میں آگاہ کرو۔ جو ابوبکر کو یا خلیفہ رسول کہہ کر پکارنے تھے۔ آپ اپنے اس قول میں سچے تھے یا جھوٹے؟ ہشام نے کہا اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آپ ایسا کہتے تھے؟ اگر بالفرض کہتے بھی تھے تو اس کہنے کو ایسا سمجھو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے کہا انی سقیم۔ میں بیمار ہوں۔ (حالانکہ بیمار نہ تھے)۔ پس فعلہ کبیر ہم بتوں کو ان کے بڑے بت نے توڑا ہے۔ (حالانکہ ابراہیمؑ نے خود بت توڑے تھے) یا جس طرح حضرت یوسفؑ نے کہلوا یا تھا۔ ایقھا العیونکم لسا رتقون اے قافلے والو! تم خود ہو۔ (حالانکہ وہ چور نہ تھے)

ابو عبیدہ معترلی نے ہشام بن حکم سے سوال کیا کہ ہمارے عقیدہ کے درست ہونے اور تمہارے عقیدہ باطل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ہماری تعداد زیادہ ہے۔ اور تمہاری تعداد کم ہے۔ حالانکہ علیؑ اور آپ کے ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ہشام نے کہا۔ تو نے ہم پر چوٹ نہیں کی۔ بلکہ حضرت نوحؑ بنی پر چوٹ کی ہے حضرت نوحؑ عیدہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہے۔ اومان کو دن رات نجات کی

طرف ہلاتے رہے۔ آپ پر صرف چند لوگ ایمان لائے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اہل بصرہ کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو سلوک مکہ والوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

سائل۔ ر علی بن مشیم سے سوال کرتا ہے یہ بتائیے کہ علی نے قوم کے پیچھے نماز کیوں پڑھی تھی؟  
علیؑ۔ آنحضرت ان لوگوں کو بمنزل ستون سمجھتے تھے،

سائل۔ جب عثمان کی خلافت کو حق نہیں پہانتے تھے۔ تو اس کے سامنے ولید بن عقبہ کو منرا کیوں دی؟  
علیؑ۔ آپ امام تھے۔ آپ کو حق تھا۔ کہ عزم کو منرا دیتے۔

سائل۔ جب ابو بکر اور عمر کو خلیفہ برحق نہیں جانتے تھے۔ تو ان کو مشورہ کیوں دیا؟

علیؑ۔ آپ کا امام ہونے کی حیثیت سے فرض تھا۔ کہ احکام الہیہ کو لوگوں کے سامنے بیان کریں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے امن عامہ کے پیش نظر شاہ مصر کو مشورہ دیا تھا۔  
سائل۔ شورے کے روز گھر میں کیوں بیٹھ گئے تھے۔

علیؑ۔ اتمام حجت کے لئے اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اگر قوم نے انصاف سے کام لیا۔ تو آپ سب پر غالب آئیں گے۔ اگر حجت ثابت ہو جائے گی۔ تو آپ کا حق آپ کو مل جائے گا۔ اس روز امیر المومنین مکان شورے کے دروازے میں اس لئے داخل ہوئے تھے۔ کہ اگر انصاف سے کام لیا گیا تو مجھے میرا حق مل جائے گا۔ انہوں نے آپ سے مشورہ تک نہ کیا۔

ایک سائل۔ (شیخ مفید سے) یہ فرمائیے حضرت علی نے ان لوگوں کے عطیات کیوں قبول کئے اور ان کے پیچھے نماز کیوں پڑھی ان کی گرفتار کی ہوئی عورتوں سے نکاح کیوں کیا۔ اور ان کی مجالس میں فیصلے کیوں کئے۔

شیخ مفید۔ عطیات اس لئے قبول کئے کہ یہ آپ کا حق تھا۔ اور نماز اس لئے پڑھی کہ آپ امام تھے، جو شخص آپ کے آگے بڑھ کر نماز پڑھے گا۔ اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اب یہ حنفیہ کینز سے نکاح کا معاملہ توشیعہوں نے اس بات کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ حنفیہ جن کے بابوے میں تمہارا خیال ہے۔ کہ حضرت نے پہلے اس کی شادی محمد بن مسلم حنفی سے کی تھی۔ اور اس کی موت کے بعد پھر اس سے خود شادی کر لی تھی۔ اس بات کی دلیل یہ ہے۔ کہ حنفیہ قیدیوں میں سے نہیں تھیں یہ ہے کہ جب حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی قیدی ہوئی عورتوں کو واپس کر دیا تھا۔ تو حنفیہ کو واپس نہیں کیا۔



تھا۔ اگر خلیفہ قیدی ہوئیں تو حضرت عمرؓ ضرور اس کو واپس کر دیتے۔ اگر ہم بالفرض مان بھی لیں۔ تو تمہارا اعتراض درست نہیں۔ جن لوگوں کو حضرت ابو بکرؓ نے گرفتار کیا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر اور کافر تھے۔ ان سے نکاح کرنا ہر مسلمان کے لئے جائز تھا۔ رہا حضرت کے فیصلے کرنے کا مسئلہ تو اگر حضرت کو قدرت حاصل ہوتی تو آپ ان کو فیصلے کرنے سے روک دیتے۔ آپ امام برحق تھے۔ اس لحاظ سے فیصلہ کرنا آپ کا حق تھا۔ اور آپ نے فیصلہ کیا۔

کتاب الکر والفرس تحریر ہے کہ لوگوں نے کہا کہ حضرت علیؓ پہلے شخص کا عطیہ کیوں قبول کر لیتے تھے ظالم کا عطیہ تو ظالم ہی قبول کرتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ دانیال نبیؑ نجات نصیر بادشاہ کا عطیہ قبول کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بدلت درست ہے۔ کہ علیؓ نے پہلے بیعت نہیں کی۔ اور بعد میں بیعت کی ان میں سے کون سی بات درست ہے۔ کیا دوسرے فعل میں غلطی کی؟ ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت لوگوں کو اسلام کی دعوت نہیں دی۔ اور دوسرے وقت لوگوں کو دعوت دی ہے ایک دفعہ جہاد نہیں کیا پھر جہاد کیا ہے (تو ان باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون سا فعل درست تھا) ایک شخص نے علامہ مرتضیٰ سے دریافت کیا۔ کہ وہ کون سا خلیفہ ہے کہ جس نے جہاد تو کیا لیکن

لوگوں کو قید نہیں کیا۔ اور نہ ہی مال غنیمت لیا؟ آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں علامہ مرتضیٰ ہو گیا لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا تھا۔ لیکن ابو بکرؓ نے اس کا مال نہیں لیا تھا۔ روایت ہے کہ عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک مرتد قتل ہوا۔ لیکن عمرؓ نے اس کے مال سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ مسورہ عجمی کو حضرت نے قتل کیا۔ لیکن آپ نے اس کا مال نہ لیا۔ قتل کر دینے سے یہ ضروری نہیں۔ کہ مال بھی لیا جائے۔

ایک شخص نے شریک سے سوال کیا۔ کہ جمل کی لڑائی کے روز حضرت علیؓ نے اپنے فرزند امام حسینؑ کو فرمایا تھا۔ کہ بیٹا تیرا باپ اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اس دن سے قبل تیس سال پہلے مر گیا۔ بات اس چیز پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ کو جنگ جمل کے بارے میں کچھ شبہ اور کھٹکا تھا۔ بلکہ یہ امر حق اس بات کا متقاضی تھا۔ کہ اس میں تکلیف اٹھائی جائے جناب مریمؑ نے حق بات سے میں کہا جس میں کسی شریک کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ یا یبتنی مت قبل هذا وکت نسباً۔ (جس کی میں اس دن سے پہلے مرجاتی اور میں نسباً منیاً ہو جاتی۔ حکیم کے پاس سے میں میری مین) کیا بکرؓ کو اس بات میں شک ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کیا مجھ پر یہ بات عائد ہوتی ہے۔

کہیں اپنے دین میں شک نہ کروں۔ یا نبی پر بھی یہ بات عائد ہوتی تھی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے نہیں کہا تھا۔ قل فاتوا بكتاب من عند الله هو اهدى من هذا اتبعه ان كنتم صادقين  
اے محمد! ان سے کہہ دو۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کتاب لاؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت  
کرتی ہو۔ تو میں اس کی پیروی کروں گا۔ اگر تم اپنے دعوے میں پکے ہو۔

ہشام بن حکم نے تسکلیں کی ایک جماعت سے سوال کیا۔ کہ مجھے اس بات سے آگاہ کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ  
نے رسول اللہ کو مکمل دین کے ساتھ بھیجا تھا یا ناقص دین کے ساتھ۔ انہوں نے کہا مکمل دین کے ساتھ کہا  
گیا کیس کی صورت یہ تھی کہ نبوت اور خلافت ایک گھر میں رہے گی۔ یا نبوت تو ہوگی۔ لیکن خلافت نہیں ہو  
گی۔ انہوں نے کہا بلکہ نبوت اور خلافت ایک گھر میں موجود ہوگی۔ اس نے کہا۔ تو تم خلافت کو اور گھر میں  
کیوں قرار دیتے ہو۔ جب خلافت نبو یا شمع میں قرار پاتی ہے۔ تو ان کے چہروں پر تلواریں چلاتے ہو؟

## باب سوم

دوازده ائمہ علیہم السلام کی امامت کا ثبوت  
فصل

### خطبات کے بیان میں

مندرجہ ذیل خطبہ سید مرتضیٰ علم الہدی علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ہے  
الحمد لله باری النسم  
قد رالرزق قاسم القسم  
الواحد الماجد المقيض على  
عبادة من سوانح النعم

۱۔ عربی وان حضرات کی دلچسپی کے لئے وضع کر دیا ہے۔ میرے خیال میں اردو ترجمہ کی ضرورت نہیں  
ہے مطالب کم دلچسپی بیان پہلے ہو چکے ہیں ۱۲ مترجم



ربا توالتا فنون نعمته !  
 نحمدہ شاکرین انعمہ  
 وارسل المرسلین قاطبہ  
 وابتعث المصطفی وفضله  
 محمد خیر من سبی ودعا  
 صلی علیہ الالہ مازہرت  
 ثم علی المرتضی وزوجتہ  
 ثم علی باقر وجعفر والکاظم  
 ثم ابنہ والنقی والحسن  
 القائم العادل المجدد دین  
 من عملا الارض بعد ما ملئت  
 هم عصمتی فی الوری لانهم  
 سهل ویرلنا لقاءهم  
 واغفر لنا سیئاتنا وقنا  
 بن نعیم کا خطبہ یہ ہے :-

الحمد لله ذی الافضال والکرم  
 ابد اضلعه من غیب قدرته  
 یجری مالک سلطان حکمتہ  
 انظر الی القبة المحضرة عالیة  
 وانظر الی الارض فوق الساء طایفه  
 لما تری تحضرت المہوت ابد م  
 نفا عجیباً بلا غیب تعاورة  
 فالوجد والعین والاذنان ظاہرہ  
 رب الیرابا ولی الطول والنعم  
 تدهو بدایعها کالروض فی الیم  
 ماشاء ینخرجه خلقاً من العدم  
 قد زائها الانجم الزهرا فی الظلم  
 محفوفة بالروای فی ثم والدم  
 من نطفة مکنت فی ظلمہ الرحم  
 قد اجمیلا مکیں اساق والقدم  
 والقلب والروح والاحشہ فی ظلم

رسول کے

مصدق

بادہ ہدایت

وہ کہ اللہ تعالیٰ

کے ساتھ کہا

تو نہیں ہو

راہ گھری

نے ہو

یہ

نہیں

فيها وهي حليف العقل مذكر  
 هذا مرتب افعال ميسرة  
 هذا يعرفان محض القول في شرف  
 سبحان منشها سبحان مبدعها  
 اختار من خلقه ما شاء مفتيا  
 واختار منهم رسول الله سيدنا  
 جلت مناصبه عزت مناصبه  
 صلى عليه الله الخلق متصلا  
 ثم الصلوة على من عبدك خلف  
 اخو الرسول اسير المؤمنين ولي  
 ثم الصلوة على نجل له فطن  
 ثم الصلوة على نجل له ندس  
 ثم الصلوة على زين العابدين  
 ثم الصلوة على المعصوم باقرنا  
 ثم الصلوة على المامول جعفرنا  
 ثم الصلوة على المنصور كاظمنا  
 ثم الصلوة على المظلوم سيدنا  
 ثم الصلوة على الصدر الثاني فد  
 ثم الصلوة على الصدر الثاني به  
 ثم الصلوة على معصومنا الحسن  
 ثم الصلوة على المهدي قائمنا  
 عليهم صلوة الله تبارك وتعالى  
 ما دامت مكة الزفراء في النعم

هذا الحليم السيف النطق والكلم  
 هذا مقتحم مخزوق ومنكم  
 هذا بتوحيد رب العرش في نعم  
 اعجب بضعته في كل ذي قم  
 حتى تعالى رفيع الشأن والعلم  
 محمداً افضل الاجياء والنم  
 فاحت اطايبه في الحمل والحر  
 ما انهل ويل على المضيغات والاكم  
 عند الخليفة حقا كاسراضم  
 الله خير عباد الله كلهم  
 اعني به الحسن المختار ذي لهم  
 اعني الحسين كريم الخيم والشميم  
 اعني عليا على الفضل والخيم  
 محمد بن علي سيد الامم  
 الصادق الطاهر العالي من التهم  
 الفيظ عيظ الخيل والخم  
 على بن موسى الرضا المحفوظ الذمم  
 محمد بن علي عالم فهم  
 نجل التقى امام الخلق فحشم  
 الزكي واخي الانام الطاهر الحرم  
 محمد بن الحسن الكشاف الغم  
 عليهم صلوة الله تبارك وتعالى  
 ما دامت مكة الزفراء في النعم



ایک اور صاحب کا خطبہ ہے لیکن اس کی پچاسی سے صرف عربی وان طبقہ ہی لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ الحمد للہ خالق السموات والارض وجعلنا اطباقاً فوق بعض الخالق الرفیع والمختص والابرار والنقص، المبررة عن الطول والعرض، نور السماوات والارض خالق السموات والارض فائق الاصباح، منتشر الرياح، باعث الارواح اهل الحدود والسموات۔ مثل نوره كمشكاة فيها مصباح۔ مفرج البیض من الاجاجة والمنزل الماء من المزن بعضها عذب وبعضها اجاجة، وصف في قلوب المومنین سراجہ فقال المصباح في الزجاج۔ رب العالمین عليم غنی وفيما وعد المومنین وفي ضرب لئلا مثلاً ومثله سنی، فقال كانها كوكب دری۔ يعطى المجذبل من الثواب غير ممنونة وانزل التوراة والانجيل في صحف مكنونة وانزل القرآن في اوقات مكنونة۔ يوقد من شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا غربية ولا سماوية ولا أرضية ولا نفوسية ولا جنسية لا شرقية ولا غربية، فمن عرفه لم يلحقه الضر ولا عار ومن تعدى الى النار من رب من عذابه لا تسجيده دار ولدنار وهو الله الواحد له دار النافع الضار يكاذرتيها يضي ولو لم تفسد نار و من جماله سرور في سرور من كماله جود في جود في جنانه تصور في تصور وفي كتابه نور على نور اله العزة والبهجة والقدرة والسناويهدى الله لنوره من يشاء فمن عرفه رفع عنه العقوبة والبأس۔ والقنوط واباس ويرضى الله الامثال للناس وهو الملك القدیر الرحمن الرحيم وهو بكل شئ عليم۔

مذکورہ بالا خطبہ سے عربی وان طبقہ زیادہ لطف اٹھا سکتا ہے۔ اور اس لئے اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا اور اصل کو تحریر کر دیا کر دیا ہے۔

### فصل ۳۵

ان آیات کے بارے میں جو ائمہ معصومین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئیں  
 انہیں نور السموات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! نور میرا نام ہے شکوۃ

میرا نام ہے جس کی مدد سے کسی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اللہ ان کو میری شفاعت نصیب نہ

تم ہو مصباح حسن حسین ہیں زجاء علی بن حسین ہیں کانبہا کوکب دری محمد بن علی یوقد من شجرہ جعفر بن محمد مبارکہ موسیٰ بن جعفر زیتونہ علی بن موسیٰ لاشدقیہ محمد بن علی ولا غریبہ علی بن محمد یکاد زیتہا حسن بن علی یضی قائم مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔

کتاب التوحید ابن بابویہ اپنے اسناد کے ساتھ امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کشکافہ فیہا مصباح کے متعلق روایت کی ہے۔ علم کا نور بنی اکرم معلم کے سینے میں ہے۔ چراغ شیشے میں ہے شیشے سے مراد علی کا سینہ ہے۔ علم بنی علی کے سینے میں بذریعہ تعلیم بنی پہنچا۔ یوقد من شجرہ مبارکہ سے مراد نور علم ہے جو نہ ترقی نہ ہی غریب ہے۔ یعنی نہ یہودیہ ہے اور نہ ہی نصرانیہ ہے۔ یکاد زیتہا یضی ولولہ تسلسلہ نار سے مراد آل محمد کا عالم ہے جو سوال کرنے سے علم کی گفتگو کرتا ہے۔ نور علی خود سے مراد امام ہیں جو نور علم اور حکمت سے مویہ ہے آل محمد کا ایک امام دوسرے امام کی تائید کرتا ہے۔ یہ سلسلہ جناب آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک چلا جائے گا۔ یہ لوگ وہ اوصیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ اور مخلوق پر ان کو اپنی حجت قرار دیا ہے۔ زمین کسی وقت میں بھی ان میں سے ایک سے خالی نہ رہے گی۔ شجرہ سے مراد رضوان بیت بنی معلم ہے۔ لقد رضی اللہ من المؤمنین سے مراد اصحاب رسول ہیں۔ درخت نور اور مبارک سے مراد بارہ ائمہ ہیں۔ درخت طعونہ سے مراد بنو امیہ ہیں۔

جابر جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے والفجر ویال عشا کے متعلق روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا اے جابر! الفجر سے مراد میرے جد ہیں اور دس باتوں سے مراد دس امام ہیں والشفع سے مراد امیر المؤمنین والو توقام آل محمد علیہ السلام کا نام ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے آیت اللہ نور السموات والارض کی تفسیر میں فرمایا کہ نور سے مراد ان لوگوں کی ہدایت ہے جو آسمانوں میں ہیں اور ان لوگوں کے لئے ہے جو زمین پر ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس نور سے مراد زمین اور آسمان کے ہادی ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ مثل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بیان کیا ہے۔

صاحب کتاب مصباح الواعظ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بارہ چیزوں سے نیت دی ہے آسمان کو بروج سے و فی السماء الدنیا سالوں کو مہینوں سے و



میں سے جو علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد ہیں۔  
اور نہ میں کو

افاشی انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی  
میں سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

وہ چاند کی طرف رجوع کرے۔ اور جو چاند کو نہ پائے وہ  
تسک کرے۔ جو اس کو نہ پائے۔ فرقہ دین سے تسک کرے۔

اس کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں سورج ہوں۔ علیؑ چاند ہیں۔ نہرو فاطمہ  
اور حسینؑ اور فریقین حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اس واقعہ کو نطنزی نے کتاب الفصائل میں ذکر

کیا ہے۔

ہماری روایات میں ہے کہ قاسم نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے۔ کہ جب تم فرقہ دین کو  
نہ پاؤ۔ تو نجوم زاہرہ سے تسک کرو۔ پھر فرمایا۔ نجوم زاہرہ نو آئمہ ہیں جو امام حسین علیہ السلام کی پشت  
پر پیدا ہوئے۔ اور ان میں نبی مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بارہ چیز کو نور کہا ہے۔

۱۔ اپنی ذات کو اللہ نور السموات والارض

۲۔ اپنے رسول کو قد جاء کرم اللہ نور

۳۔ اپنے ولی کو نور علی نور

۴۔ بارہ آئمہ کو یریدون یطفوا نور اللہ

۵۔ ایمان کو مثل نورۃ مکشکوۃ

۶۔ چاند کو رجعل القمر فیہن نوراً

۷۔ آگ کو مثلہم کمثل الذی

۸۔ تورات کو انا انزلت التوراة فیہا ہدی ونوراً

۹۔ قرآن کو واتبعوا النور الذی

۱۰۔ عدل کو۔ واشترقت الاکرام بنورہا

(مصنف نے بارہ چیزوں کو تحریر کیا ہے۔ لیکن جب چیزیں تحریر کیں ہیں تو تیرہ بنتی ہیں)

جابر حنفی جابر انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے یا ایہا الذین امنوا طیعوا اللہ

میں سے جو علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد ہیں۔

واطيعوا الرسول کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو تو پہچان لیا۔ لیکن اولی الامر کون ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ اسے جابر! وہ میرے خلفائے ہیں، اور میرے بعد مسلمانوں کے آئمہ ہیں۔ ان میں اول علی بن ابی طالب ہیں پھر حسن ہیں۔ پھر حسین ہیں پھر علی بن حسین پھر محمد بن علی جو تورات میں باقر کے نام سے مشہور ہیں۔ اسے جابر! عنقریب تم اس سے ملو گے مگر جب اس سے ملو تو ان سے میرا سلام کہہ دینا پھر صادق جعفر بن محمد ہیں۔ پھر موسیٰ بن جعفر ہیں۔ پھر علی بن موسیٰ ہیں۔ پھر محمد بن علی ہیں۔ پھر علی بن محمد ہیں پھر حسن بن علی ہیں۔ پھر وہ امام ہو گا جس کا نام اور کنیت میرے علم پر ہو گی۔ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہوں گے۔ اللہ کے بندوں میں اللہ کا بقیہ ہوں گے وہ حسن بن علی کے فرزند ہوں گے جن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ ثقی اور غریب کی فتح دے گا۔ اور وہ اپنے شیعوں سے غائب رہیں گے۔ غیبت کے زمانہ میں آپ پر ایمان لے لوں وہ شخص لائے گا جس کے دل کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو گا۔

ابو بصیر اس آیت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آئمہ علی اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے جتنی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

جابر بن یزید حسنی ایک لمبی حدیث اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں نقل کرتا ہے کہ بعضا الحجۃ الفجرت منه اثنا عشرۃ عینا قد علحد کل اناس مشربہم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ جب جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ سے قحط سالی اور پیاس کی شکایت کی انھوں نے حضرت موسیٰ سے طلب باران کی استدعا کی تو جناب موسیٰ نے ان کے لئے باران رحمت کی دعا کی تم نے اس بات کو سنا ہے جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اس طرح مومنین میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول جو آئمہ آپ کے بعد ہوں گے۔ ان کے متعلق ہمیں آگاہ کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث کے بیان کے بعد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ جب تم علی کی شادی فاطمہ سے کرو گے۔ تو میں فاطمہ کے ذریعے علی کی صلب سے گیارہ آئمہ کو پیدا کروں گا۔ جن کی تعداد علی سمیت بارہ ہو گی۔ یہ گل کے گل امام ہوں گے۔ اور آپ کی امت کے ہادی ہوں گے ہر زمانے



کے لوگ ان سے ہرگز پائیں گے۔ وہ ان کو اس طرح جانے دے گا۔  
 اپنے گھٹ کو بان لیا تھا۔

میشاق کے ہائیل و بعثنا منهم اثنی عشر نقیباً  
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرا میثاق  
 اور میرے بعد ہونے والے بارہ آئمہ کا میثاق لیا تھا۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ  
 کی رحمت ہیں۔ ان میں بارہویں امام قائم (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر  
 دیں گے۔ اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

قیس بن ابوحازم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اولیاء الذین  
 انعم اللہ علیہم من النبیین میں انبیاء سے مراد میں ہوں۔ صدیقین سے مراد علی ہیں شہداء  
 سے حسن اور حسین صالحین سے مراد حضرت حمزہ اور جعفر و حسن اولیاء و ذبیقہ سے مراد میرے  
 بعد آنے والے بارہ امام ہیں۔

حضرت محمد باقر علیہ السلام نے دین طبع اللہ و رسولہ میں فرمایا۔ انبیاء سے مراد (محمد مصطفیٰ)  
 صدیقین سے مراد علی (مرتضیٰ شہداء سے حسن اور حسین۔ صالحین سے اولاد حسن اور حسن۔ حسن  
 اولیاء و ذبیقہ سے مراد محمدی علیہ السلام ہیں۔

کتاب الفہرۃ میں ابن بابویہ اپنے اسناد سے مفصل بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے  
 اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ واذ ابشیل  
 ابراہیم ربہ کلمات کہ یہ کلمات کیا ہیں؟ فرمایا۔ وہ کلمات ہیں جن کو حضرت آدم نے اپنے رب کی جانب  
 سے حاصل کیا تھا جن سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی جناب آدم نے کہا تھا۔ یاد اب اس اللہ  
 بحق محمد و علی و فاطمہ و الحسن و الحسین الاقبیاء علی فتاب علیہ اے محبوب! میں تجھے محمد علی  
 فاطمہ حسن اور حسین کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ کو قبول فرما۔ اللہ نے جناب آدم کی توبہ قبول  
 کی۔ اور وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے میں نے عرض کیا۔ اللہ کے اس فرمان فاطمہ کا کیا مطلب  
 ہے؟ فرمایا کہ جناب آدم نے قائم آل محمد (ک) بارہ آئمہ کو پورا کیا تھا۔

میں گھٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے۔ میری امت کے ان لوگوں کے لئے برکت ہے جنہوں نے  
 حضرت کو بھٹلایا۔ اور ان سے میری صلہ رہی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اللہ ان کو میری شفاعت نصیب نہ

والشمس وضحاها کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں کہ والشمس سے مراد رسول اللہ ہیں اور والقمر اذا تلاھا سے مراد علی بن ابی طالب ہیں والنهار اذا جلاھا سے مراد حسن اور حسین ہیں اور آل محمد مراد ہیں۔ دونوں حضرات نے فرمایا۔ واللیل اذا بغشاھا سے مراد عتیق ابن صمحاک اور ان دونوں کو دوست رکھنے والے مراد ہیں۔

اصول کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت سے روایت ہے کہ شمس سے مراد رسول اللہ ہیں آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین کو لوگوں پر روشن کیا۔ والقمر اذا تلاھا سے مراد امیر المومنین ہیں جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہے۔ اور رسول اللہ نے جن جن کو آپ کو علم و ولایت کیا۔ واللیل اذا بغشاھا سے مراد ائمہ جو مراد ہیں جو رسول اللہ صلعم کے خلاف امر الہی کے مالک بنے۔ اور رسول اللہ کی جگہ بیٹھ گئے جہاں رسول اللہ کا بیٹھا اولے تھا۔ ان میں بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے ظلم اور جور کی وجہ سے اللہ کے دین پر بدوہ والا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کی حکایت واللیل اذا بغشاھا سے کی ہے۔ والنهار اذا جلاھا سے وہ امام مراد ہیں۔ جو اولاد و خاتمہ سے پیدا ہوں گے جن سے رسول اللہ کے دین سے متعلق لوگ سوال کریں گے۔ اور ان کی حکایت اللہ تعالیٰ نے والنهار اذا جلاھا سے کی ہے۔

کتاب کشف الخیر میں ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں یا ایہا الذین امنوا رکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم کو نازل کیا۔ سلمان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ مراد ہیں جن پر آپ گواہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ ان کی وجہ سے دین میں کوئی حرج واقع نہ ہوگا۔ یہ لوگ جناب ابراہیم کی نسل پر قائم ہیں۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے مراد گیارہ آدمیوں کو خاص طور پر دیا ہے۔ جو امت کے علاوہ ہیں۔ سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی ہم پر وضاحت فرمادیجئے فرمایا۔ ایک میں ہوں۔ دوسرے میرے بھائی علی ہیں۔ اور گیارہ ائمہ میرے فرزند مراد ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے بجا فرمایا ہے الخ

جابر بن یزید جعفی امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ان عدۃ الشہور حضرت نے فرمایا۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ ان سے مراد امیر المومنین ہیں حضرت نبی اکرم نے امیر المومنین کے بعد آنے والے بارہ ائمہ کو ایک ایک کر کے گنا۔ پھر حضرت نے طویل کلام کے بعد



فرمایا۔ منها اربعة حرم چار ان میں حرمت کے مہینے ہیں۔ ان سے مراد چار علی ہیں۔ (۱) امیر المومنین علی۔  
(۲) میرے والد علی بن حسین۔ (۳) علی بن موسیٰ (۴) علی بن محمد۔ فلا تظلموا فیہن انفسکم  
کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان سب کا دامن پکڑو اور ہدایت پا جاؤ گے۔

ایک روایت میں ہے کہ چار حرمت والے مہینوں سے مراد یہ چار حضرات ہیں۔ علی۔ حسن۔ حسین  
اور قائم اکی محمد ذلک دین القیم کی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے۔  
سیمان نصیری نے کہا میں نے حسن بن علی علیہما السلام سے سوال کیا کہ اُمّہ کی تعداد کیا ہے فرمایا  
ان کی تعداد سال کے بارہ مہینوں کے برابر ہے

اصبح بن نباتہ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمّہ کی تعداد کے متعلق دریافت کیا گیا۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ راتوں دنوں اور مہینوں کے رب کی قسم۔ ان کی تعداد آسمان کے برجوں کی تعداد  
کے برابر ہے۔

مسلم بن قیس امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے ایک طویل حدیث میں  
معاذ و عواد کے بارے میں فرمایا کہ والد رسول ہیں اور واد لد سے مراد یہ اوصیا ہیں۔  
ایک روایت میں ہے کہ واد و العدم قاسماً بالقسط سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں جو  
پہلے و پے امام ہوتے رہیں گے۔

علامات و البیّنات ہم بہت دنوں کے متعلق روایت ہے کہ اس سے مراد بارہ ائمہ علیہم  
السلام ہیں اور اس کی تفسیر رسول اللہ کی حدیث کرتی ہے۔ البیّنات اہل السما و اہل  
الارض ستارے آسمان والوں کے لئے آمان کا باعث ہیں۔ اور میرے اہل بیت  
کے لئے آمان کا باعث ہیں۔ یہاں میں ٹھکا ہوا آدمی اشاروں سے ہدایت پاتا ہے اور وہ  
میں گمراہ ہوگا۔ وہ اہل بیت کے ذریعے ہدایت پائے گا۔

یہود احد کہان تکون لد جنة من نخيل کی تفسیر میں آیا ہے کہ باغ کے مالک رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔ درخت اُمّہ معصوم علیہم السلام ہیں اور نہریں علماء کے  
مذہب کے ہیں۔ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔ درخت اُمّہ معصوم علیہم السلام کی اولاد مراد ہے

آگ کے فتنے اور قہیوں سے مراد اُمت ہے۔

ابو القاسم کوئی نے کہا وما یجملہ تادیلہ الا اللہ والراسخون فی العلم کے بارے میں روایت ہے کہ راسخون فی العلم وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب قرآن کے ساتھ رکھا ہے اور آگاہ کیا ہے کہ وہ خوش تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے لغت میں راسخ کے معانی یہ ہیں کہ وہ کسی صورت میں بھی اپنے فہم سے جدا نہ ہوں جن کی طبیعت ہی اللہ تعالیٰ نے علم پر مخلوق کی ہو جس طرح حضرت عیسیٰ وقت ولادت ہی عالم تھے۔ اور کہا انی عبد اللہ وانا فی الکتاب میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے۔ جو شخص ایک مدت تک سہل رہا ہو۔ اور اس کے بعد کسی غیر سے اکتساب علم کیا ہو ایسا شخص راسخون فی العلم نہیں ہو سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ درخت کی جڑیں زمین میں راسخ ہو گئیں جڑیں ابتدا سے ہی راسخ ہوتی ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ لوگ کہاں ہیں۔ جو ہمارے سوا راسخون فی العلم کا دعویٰ کرتے ہیں ایسے لوگ جھوٹ کہتے ہیں اور بغاوت کرتے ہیں اور ہم پر حسد کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے اور ان لوگوں کو پست کیا ہے۔ اور ہمیں عطا کیا اور ان کو محسوم رکھا ہے اور ہمیں داخل کیا اور ان کو باہر نکال دیا۔ ہمارے ہی وجہ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اور ہمارے ہی ذریعہ سے اندھا پن دُفع ہوتا ہے اور ان لوگوں کو اس بات کی قدرت کہاں ہے۔

ابو صلیح کنانی اور ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، فضل بن یسار اور یزید بن معاویہ عجل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حدیث کے الفاظ کنانی کے ہیں کہ ہم ایک ہی قوم ہیں جس کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے۔ اور ہم مال غنیمت کے مالک ہیں۔ اور ہم پیغمبر مال کے حق دار ہیں۔ اور ہم راسخون فی العلم ہیں۔ اور ہم وہ محسوم لوگ ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ امر یحسدون الناس علی ما اتاهم اللہ من فضلہ کیا لوگ ان آدمیوں پر حسد کرتے ہیں۔ جن کو اللہ نے فضل عطا کیا ہے۔

اقول توحید رب العلیٰ ! وان الاسماء اثنا عشر

بلند رب کی توحید کا اقرار کر کے کتابوں کے امام بارہ ہیں۔



## فصل

ان نصوص کے بارے جو ہمارے پیشواؤں کے بارے میں نازل ہوئیں۔

اس بارے میں دو قسم کی حدیثیں ہیں۔ کچھ احادیث وہ ہیں جو آئمہ کے بارے میں حضرت آدمؑ کی خلقت سے پہلے کی بیان کی جاتی ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو شریعت اسلام سے پہلے کی بیان کی جاتی ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک حصہ وہ ہے جن کو اہل سنت نے بیان کیا ہے اور کچھ تعداد وہ ہے جو امامیہ حضرت نے بیان کی ہیں جو احادیث حضرت آدمؑ سے پہلے کی بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں حدیث مشاق، حدیث اصل، حدیث اسماء، مکتوبہ علی العرش ہے اور حدیث کلمات وغیرہ ہیں۔ ہر ایک کا بیان اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔ اور وہ حدیث جو اسلام سے پہلے کی ہے۔ وہ حدیث بارونی ہے جس کے بارے میں حضرت عمرؓ خطاب نے سوال کیا تھا کہ یہ ایک طویل حدیث ہے۔ ہم نے اس کا کچھ حصہ اس کتاب میں بیان کیا ہے۔ ابو علی طبرسی نے کتاب اعلام الوری میں نقل کیا ہے کہ مجھے اس شخص نے حدیث بیان کی جس پر مجھ کو اعتماد ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات کے سفر اول میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی ہے اور تورات کی عبرانی عبارت کے الفاظ یہ ہیں۔ ویشہیل شمعتنغ ہنہ برختی آتو وھفرتی آتو بمار مار شینیم عاسار نسیم یوالد وانا یعتولگی کا ولحات برنی ہانیم ترجمہ میں نے اسمعیل کی نماز کو قبول کر لیا۔ اور میں نے اس کو برکت دی۔ میں نے اس کو بڑھایا۔ اور اس کے عدد کو زیادہ کیا۔ اس کے ایک ایسے فرزند کے ذریعے جس کا نام محمد ہوگا جس کا علم حساب کے عدد کے ذریعہ ۹۲ عدد ہوگا۔ میں اس کی اولاد سے بارہ امام بناؤں گا۔ اور محمد کو ایک قوم (امت) عطا کروں گا۔ قاضی کراچلی نے استبصار میں تحریر کیا ہے۔ کہ یہ عبارت پرانی تورات میں موجود ہے۔ جو یونانیوں کے پاس ہے۔

شیخ مفیدؒ نے حدیث حضرت کو بیان کیا ہے۔ اور امیر المومنین کے ساتھ حضرت کی محبت کا بھی تذکرہ ہے۔ نیز حضرت سے چند مسائل دریافت کرنا اور حضرتؑ کا اپنے فرزند حسن کو جواب دینے کے متعلق حکم دینا امام حسن نے مسائل کا جواب دیا۔ تو حضرت نے لوگوں کی موجودگی میں یہ اعلان کیا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں

نہ کے سوا کوئی مہبود نہیں ہے۔ اور میں ہمیشہ اس بات کی گواہی دیتا رہا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کتنا ہے  
 اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں ہمیشہ اس  
 بات کی گواہی دیتا رہا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (علی) اللہ کے رسول کے وصی ہیں۔ اور اللہ کی  
 بات کے ساتھ قائم ہیں آپ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور کہا  
 میں ہمیشہ اس بات کی گواہی دیتا رہا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علی کے وصی ہیں اور جنت خدا  
 میں۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے امام حسن کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا کہ آپ اپنے باپ کے وصی ہیں۔ اپنے  
 باپ کے بعد جنت خدا میں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حسین بن علی اپنے باپ کے وصی ہیں (اسے من)۔  
 آپ کے بعد آپ جنت خدا میں۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ علی بن حسین امیر ہیں۔ کہ  
 کھڑے ہوں گے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن علی امیر علی بن حسین سے کھڑے ہوں گے۔  
 میں گواہی دیتا ہوں کہ جعفر بن محمد، محمد بن علی کا امیر کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ  
 موسیٰ بن جعفر، جعفر بن محمد کا امیر کھڑے ہوں گے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ علی  
 بن موسیٰ، موسیٰ بن جعفر کا امیر کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن علی، علی بن موسیٰ  
 کا امیر کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن محمد، محمد بن علی کا امیر کھڑے ہوں گے۔  
 میں گواہی دیتا ہوں کہ حسن بن علی، علی بن محمد کا امیر کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ  
 ایک مرد حسین کی اولاد سے ایسا پیدا ہوگا۔ جس کو نام اور کینہ کے ساتھ نہیں پکارا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ  
 اس کے امر کو غالب کرے گا جو زمین کو اس قدر عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس قدر وہ ظلم و  
 جور سے پھری ہوئی ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب یا امیر المومنین ورحمة اللہ وبرکاتہ  
 کلبی شرقی بن نظامی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ تمیم بن وحمز سے وہ جابر بن منذر  
 عابدی سے روایت کرتے ہیں۔ جابر و نظری المذہب تھا۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لایا اور  
 کہا

اخبر الاولون باسمک فینا  
 ویا سماء بعدہ تنالنا  
 ویا رسول اللہ ہمارے پہلے لوگوں نے آپ کے نام اور آپ کے بعد ہونے والے اوصیاء کے  
 کے نام سے آگاہ کیا ہے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جماعت صحابہ سے) تم میں قس بن ساعدہ آیا۔ اس کو کون جانتا ہے ؟  
 یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص اس کو جانتا ہے۔ لیکن میں خصوصیت سے اس  
 کے علاوہ واقعات سے آگاہ ہوں۔

پھر ہمیں اس کے حالات سے آگاہ کیجئے۔

یا رسول اللہ! میں نے قس کو اس وقت دیکھا۔ جب وہ لیاؤ کی ایک مجلس سے باہر  
 نکلتے ہوئے تھے۔ اس کا چہرہ رات کی تاریکی میں سورج کی طرح چمکتا تھا۔ اس نے اپنے  
 سر سے دو انگلیوں کو آسمان کی طرف بلند کیا ہوا تھا۔ اور میں اس کے قریب گیا۔ اور اس کو کہہ کتے  
 تھے: اے اللہ! آسمانوں اور چوڑی پھلی زمینوں کے مالک! تجھے عہدوران تین محدودوں کا  
 حکم دے گا۔ چار علیوں کا واسطہ۔ فاطمہ اور حسین کا واسطہ۔ جعفر اور موسیٰ کا واسطہ  
 کیلئے نقیب ہیں۔ میں کی شفاعت خطرہ کی جلتے گی۔ اور یہ انا جیل کے وارث ہیں مگر اہو  
 نے دلے ہیں۔ ملاؤں کو الگ کرنے واسطے ہیں۔ صادق القول ہیں۔ جن کی تعداد بنی اسرائیل  
 کی سیبائی تعداد کے برابر ہے۔ مخلوق کی تخلیق انہی سے شروع ہوئی اور انہی پر قیامت قائم  
 ہوگی۔ انہی کی شفاعت حاصل ہوگی۔ ان لوگوں کی اطاعت اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے۔

موجودہ یل پل والے برسے ہیں سیراب کر۔ پھر کہا کاش کہ میں ان حضرات کا زمانہ پاتا۔  
 کیا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے نام بتائیے۔ جن کی گواہی قس  
 ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ہمارے واجب میں شب معراج آسمان پر گیا۔ تو میرے رب  
 کی طرف مہج کی۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہوں کہ مجھ سے رسولوں کو کس چیز کی وجہ سے مبعوث کیا گیا  
 ہے۔ وہ بار خداوندی میں عرض کیا کہ رسولوں کو بیوں مبعوث کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے کہا۔ کہ میں نے  
 تیری نبوت، علی بن ابی طالب اور ان ائمہ کی ولایت پر مبعوث کیا جو تم دونوں سے پیدا ہوں گے۔  
 اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی حقیقت اور ان کے ناموں سے آگاہ کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہا۔ یہ میرے  
 ہیں۔ اور یہ میرے دشمنوں سے بدلہ لے گا۔ یعنی ہمدی علیہ السلام۔

صاحب الروفہ نے تحریر کیا ہے۔ کہ قس کا واقعہ اعلان نبوت سے دس سال پہلے کا ہے۔ اور حضرت  
 سلمان فارسی کی اس بارے میں گواہی مشہور ہے۔



میں نے آنحضرت صلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ کام اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک لوگوں میں بارہ خلفاء نہ ہو جائیں گے۔ آنحضرت صلیم نے آہستہ سے کلام فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آنحضرت صلیم نے کیا فرمایا ہے۔ والد نے کہا کہ فرمایا ہے کہ وہ خلفاء سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ اس سنو سے مسلم نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

رحمہ اللہ اسناد جابر بن سمرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کا کام پندرہ چھتر ہے گا یہاں تک کہ ان میں بارہ خلفاء ہوں گے۔ پھر آنحضرت نے آہستہ کلمہ فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلیم نے فرمایا ہے کہ ہاں کہ فرمایا ہے سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

رحمہ اللہ اسناد جابر بن سمرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ اسلام برابر غالب رہے گا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے ایک کلمہ فرمایا جس کو میں سمجھ نہ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلیم نے کیا فرمایا ہے۔ کہا کہ وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

رحمہ اللہ اسناد جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلیم کو فرماتے ہوئے سنا۔ ہاں (اسلام) بارہ خلفاء تک غالب رہے گا۔ آنحضرت صلیم نے آہستہ سے کلام فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا تو آپ نے کہا کہ وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

رحمہ اللہ اسناد عامر بن سعد کا بیان ہے کہ میں نے جابر سمرہ کے پاس ایک رافع نامی غلام کے ہاتھ خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ ہمیں اس بات سے آگاہ کیجئے جس کو آپ نے رسول اللہ صلیم سے سنا ہے کہ جابر نے میرے پاس خط لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلیم سے جمعہ کے دن شام کو اس خط کو لکھا جس میں شام کو اسلی کو رجم کیا گیا تھا۔ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے اور تمہارا خلیفہ ہوں گے۔ جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

رحمہ اللہ اسناد جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کے ساتھ نبی صلیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ دین اس وقت تک محفوظ اور غالب رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفے نہ گزریں گے۔ آپ نے ایک ایسا کلمہ ارشاد فرمایا جس کو لوگوں نے سنا لیکن میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلیم نے کیا فرمایا ہے کہ ہاں کہ فرمایا ہے سب کے سب



کے سب قریش سے ہوں گے۔

نصفی مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس بیٹھ ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے آپ سے دریافت کیا، اے ابو عبد الرحمن کیا آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا۔ کہ اس امت میں آپ کے بعد کتنے لوگ خلیفہ ہوں گے؟ ابن مسعود نے کہا کہ جب سے میں عراق سے واپس آیا ہوں۔ مجھ سے پہلے مجھ سے اس بات کا کسی نے سوال نہیں کیا، ہم میں کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا۔ کہ بنو اسرائیل کے نقیبا کے تعداد کے برابر بارہ خلیفہ ہوں گے۔

(بخاری اسناد) ثوری عبد الملک بن عبید بن جابر بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا کام درست اور صالح رہے گا۔ حتیٰ کہ ان میں بارہ امیر ہوں گے۔ جو قریش سے ہوں گے۔ (بخاری اسناد) انس نے کہا کہ بنی مسلم نے فرمایا۔ لگا تا یہ دین قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ بارہ امیر ہوں گے۔ جو قریش میں سے ہوں گے۔ جب وہ امیر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ تو زمین ہٹنے والوں کے ساتھ تباہ ہو جائے گی۔

(بخاری اسناد) جابر بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ پھر ان کے بعد خرابی واقع ہوگی۔

(بخاری اسناد) ابان بن عمرو سے روایت ہے کہ بنی مسلم نے فرمایا کہ اس دین والے اپنے دشمنوں پر اس وقت تک فتح یاب رہیں گے۔ حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفہ ہوں گے اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ ابو طفیل سے روایت ہے کہ مجھے عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ اسے ابو طفیل بنی مسلم کے بعد بارہ خلیفہ شمار کرتا اس کے بعد بارہ دھاڑ ہوگی۔

شیفیع ابی نعیم نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر کو کہتے ہوئے سنا۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔

علاء بن خلیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بنی مسلم کے پاس موجود تھے آپ نے فرمایا کہ میری امت کا کام ہم پر درست حالت پر رہے گا۔ حتیٰ کہ ان میں بارہ خلیفہ گزریں گے۔ اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(بخاری اسناد) انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم میں سے بارہ خلیفہ ہوں گے۔

کے گا۔ اللہ ان کی مدد کرے گا۔ اور دشمنوں کی عداوت انہیں کوئی نقصان نہ دے گی۔  
 ان عمر سے رسول اللہ کے بعد خلفاء کے باہرے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ رسول  
 اللہ ہوں گے۔ جو نیکو کب سے ہوں گے۔

ابوہریرہ بن علی علیہما السلام سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے  
 شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے۔ اور میری موت  
 اور اس جنت میں داخل ہو جس کا وعدہ میرے رب نے مجھے سے کیا ہے۔ تو اسے چاہیے  
 اب اور آپ کی پاکیزہ اولاد کو درست رکھے۔ جو آنحضرت کے بعد ہدایت کے امام اور  
 یہ حضرات تم لوگوں کو ہدایت کے دروازے سے نکال کر گمراہی کے دروازے پر

کاہل بن سمرہ کا بیان ہے کہ میں اپنے باپ کے پاس مسجد میں گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ  
 دے رہے تھے اور میں نے آپ کو فراتے ہوئے سنا۔ میرے بعد بارہ غیلہ ہوں گے۔ پھر آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ میں نے اپنے باپ سے  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ کہا کہ فرمایا۔ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

عن ابن عباس انه قال قال النبی ص من سرہ ان یحیی حیاتہ و یموت  
 بعد ان التی عمر ساری فیہ وال علیا من بعدہ ولیہ و یقتل بالائتہ  
 یتقی خلقہ من طیتی رزقوا فہما عما ویل لکن ین بفضلہ من امتی  
 لا انا لہم اللہ شفاعتی

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ میری زندگی  
 میری موت کی طرح موت مرے۔ اور اس باغ عدن میں قیام پذیر ہو جس کو  
 میرے بعد علی سے دوستی کرے۔ اور علی کے دوست سے محبت کرے۔ اور  
 میری حقارت سے ہوں گے۔ وہ میری مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں  
 میری امت کے ان لوگوں کے لئے طاقت ہے جنہوں نے  
 میری صلہ رحمی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اللہ ان کو میری شفاعت نصیب نہ





کرے گا۔

عن عبد الله بن عمر قال قال النبي يا علي انا نذير اصابك صهاديها والحسن قائدها  
الحسين سائقها وعلي بن حسين جاسعها ومحمد بن علي عارفها وجعفر بن محمد كاتبها  
وموسى بن جعفر محصيها وعلي بن موسى معبرها ومنجيها وطارد مبغضها ومدني مريد  
ومحمد بن علي قائدها وعلي بن محمد سائرها وقائمها والحسن بن علي تاديبها  
ومعطيها وانقاصم الخلف ساقها وناشدها وناشدها ان في ذلك لآيات للمؤمنين  
عبد الله بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! میں اپنی امت کا نذیر ہوں  
تم اس کے ہادی ہو۔ حسن اس کے قائد۔ حسین سائق۔ علی بن حسین جامع۔ محمد بن علی عارف۔ جعفر بن محمد كاتب  
موسی بن جعفر محصى، علی بن موسی معبر، منجی اور اس امت کے مبغضین کو بھگانے والے اور مؤمنین کو لانے  
والے ہیں۔ جعفر بن علی اس کے قائد اور سائق علی بن محمد سائر اور عالم، حسن بن علی تادی اور مدعی اور قائم خلف  
ساقی، ناشر اور تادیب ہیں ان باتوں میں مؤمنین کے لئے آیات موجود ہیں۔

علی بن ابی طالب اور جابر انصاری دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سلطان  
علی الخوض وانت یا علی اساقی والحسن السراشد الحسين الامر وعلي بن الحسين القادر  
ومحمد بن الناصر وجعفر بن محمد السائق وموسى بن جعفر محصى الحسين والمبغضين و  
جامع المناقضين وعلي بن موسى مزين المؤمنين محمد بن علي منزل اهل الجنة في  
رجائهم وعلي بن محمد خطيب شيعتهم ومزوجهم الخور والحسن بن علي سراج اهل  
جنة يستفنون به والهادي للهدى شفيعهم يوم القيامة حيث لا باذن الا لمن  
نسأله يرضى من حوزي پر موجود ہوں گا۔ اے علی! تم خوض کے ساقی ہو گے جس رائد ہوں گے۔ حسین بن  
علی بن حسین فارط ہوں گے۔ محمد بن علی ناشر ہوں گے۔ جعفر بن محمد سائق ہوں گے۔ موسیٰ  
بن موسیٰ اور دشمنوں کو شہادہ کرنے والے ہوں گے۔ اور منافقین کی بڑا کھانا ہے والے ہوں گے  
مؤمنین محمد بن علی اہل جنت کو ان کے درجات میں آمانہ ہے والے۔ علی بن محمد اپنے  
خود سے ان کی شہادی کرنے والے حسن بن علی سراج اہل جنت ہوں گے۔  
اکریں گے۔ ہادی ہدی دہل اللہ فرجہ، قیامت کے روز ان کی



شفاعت کریں گے۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد عباس بن عبدالمطلب نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ نے آپ سے فرمایا۔ اے چچا! میری اولاد میں سے بارہ آدمی خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد مکروہ ہو رصاد ہوں گے۔ اور بڑی سختی کا سامنا کرنا ہوگا۔ پھر میری اولاد میں سے مہدی خروج فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا انتظام ایک رات کے اندر کر دے گا۔ جس قدر زمین ظلم سے بھری ہوگی۔ اسی قدر وہ اس کو انصاف سے بھر دیں گے۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ اسی قدر وہ زمین پر تشریف فرما ہوں گے۔ پھر وہ جہاں کا خروج ہوگا۔

(بخاری اسناد) علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات مرغوب ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس اور پاکیزہ حالت میں ملاقات کرے۔ اور اسے بڑا ڈر غمگین نہ کرے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ تجھے دوست رکھے۔ اور تیرے بیٹوں حسن حسین علی بن حسین محمد بن علی جعفر بن محمد موسیٰ بن جعفر علی بن محمد علی بن محمد حسن بن علی پھر مہدی کو دوست رکھے۔ اور مہدی انکے آخر میں ہوں گے۔

اگر ہم اس قسم کی احادیث کو کما حقہ جمع کر دیں تو کتاب ضخیم ہو جائے گی۔ جس شخص کو مزید زیادہ کی ضرورت پیش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دوسری بڑی بڑی کتب کا مطالعہ کرے ان کتب میں بارہ ائمہ کی امامت پر رسول اللہ کی نص موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ ائمہ کی وضاحت کی ہے ان کے اسماء اور عدد پر نص فرمائی ہے۔ اور ان کے خلیفہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس حدیث میں بارہ خلف کا عدد نص رسولی ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا ان حضرات کی امامت ثابت ہے جن لوگوں نے اہل بیت کی مخالفت کی ہے۔ امامت کے بارے میں ان کے نزدیک تعداد بارہ ائمہ تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ ان کا سلسلہ تعداد بارہ سے تجاوز ہو جاتا ہے۔ امت میں بارہ کی تعداد کا دعویٰ امامیہ حضرات کے سوا اور کسی نے نہیں کیا جو چیز اجماع کے خلاف ہو وہ باطل ہوتی ہے۔

## فصل

ان احادیث کے بارے میں جو امامیہ حضرات روایت ہوئیں ان احادیث کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور ایک حصہ وہ ہے

جن کی آباہنے اپنے بیٹوں پر فہم فرمائی ہے۔ اس قسم کی احادیث کا سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر امام کے باب میں پیاں ہوگا۔ وہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں ان کے لحاظ کے لئے کتاب الکفایہ فی التفسیر سے بیان کیے ہیں۔ اصحاب رسول میں سے ان حضرات سے روایت کی ہے۔

۱۔ ابن عباس۔ آپ سے سعید بن جبیر، ابو صالح، مجاہد، طاؤس، اصبخ اور عطاء روایت کرتے ہیں۔  
۲۔ ابن مسعود۔ آپ سے عطاء بن سائب، مسروق اپنے آپ سے تیس بن عباد اور حنشل بن معمر روایت کرتے ہیں۔

۳۔ ابو سعید خدری۔ آپ سے عطیہ عوفی اور مارون عبدی سعید بن مسیب، اور ابو صلیح نامی روایت کرتے ہیں۔  
۴۔ اہم بن غفاری۔ آپ سے ابو عارف حنشل بن معمر اور ابن سائب۔  
۵۔ ابو جابر انصاری۔ آپ سے جابر جفی، وائل بن اسقع، قاسم بن حسان، اور ہاشم۔

۶۔ ابو ایوب انصاری۔ آپ سے یاس بن سلمہ بن اویس، زید بن مارون، آپ کے مشایخ کے ذریعے سے روایت کرتے ہیں۔

۷۔ عمار بن یاسر۔ آپ سے ابو طفیل، ابو سعید، اور محمد بن عمار۔

۸۔ حذیفہ بن الیمان۔ آپ سے احمد بن عبد اللہ بن زید بن سلام۔

۹۔ حذیفہ بن الیمان۔ آپ سے ابو طفیل، ابو جحیفہ، اور ہشام روایت کرتے ہیں۔

۱۰۔ زید بن ارقم۔ آپ سے محمد بن زیاد، زید بن حسان اور ابو النضر روایت کرتے ہیں۔

۱۱۔ وائل بن اسقع۔ آپ سے مکحول، ابلح، خالد بن معدان، ابو سلیمان جنی، ابو ہریرہ بن ابی عبدہ اور قاسم۔

۱۲۔ زید بن ثابت۔ آپ سے قاسم بن حسان اور ابو طفیل۔

۱۳۔ ابو امامہ اسعد بن زرارہ۔ آپ سے ابلح کنڈی، قاسم، ابو سلیمان جنی۔

۱۴۔ عمران بن حصین۔ آپ سے مطرف بن عبد اللہ، اصبخ اور ابو عبد اللہ شامی۔

۱۵۔ سعد بن طاہر۔ آپ سے سعید بن مسیب۔



- ۱۶۔ جابر بن سمرہ آپ سے زیاد بن عقبہ عبدالملک بن عقیل شیبی، سماک بن حرب۔ اور اسود بن سبیح مدنی  
 ۱۸۔ انس۔ آپ سے ہشام بن زید۔ انس بن سیرین۔ ابو خالبہ۔ حفصہ بن سیرین اور حسن بصری۔  
 ۱۹۔ ابو ہریرہ۔ آپ سے سعید مرقی۔ عبد الرحمن اعرج۔ ابو صالح سلمان۔ ابو مریم۔ اور ابو سلمہ۔  
 ۲۰۔ ہوقتاوہ۔ آپ سے بھی روایت لی گئی ہے۔

۲۱۔ عمر بن خطاب آپ سے مفضل بن حصین عبداللہ بن مالک۔ عمرو بن عثمان بن عفان  
 ابی بلی عاتشہ۔ آپ سے شعبہ بخاری قتادہ۔ بخوالہ حسن بصری۔ بخوالہ ابو سلمہ۔ ہشام بن جابر۔ بخوالہ  
 ابو سلمہ۔ ابو بشیر۔ محمد بن منکدر۔ بخوالہ ابو سلمہ

۲۲۔ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آپ سے زینب بن علی۔ ابو ذر۔ سہل ساعدی۔ جابر انصاری حسین بن  
 علی عباس بن مسعود ساعدی۔

۲۳۔ امام سلمہ آپ سے عمارہ دہلی۔ ابن جبیر اور مقلص۔ اور تابعین میں سے مندرجہ ذیل حضرت روایت  
 کرتے ہیں۔ زید بن علی گیارہ آئمہ بھی پہلے درجے کی روایت کرتے ہیں۔ اور جناب ام سلمہ سے اصطلح ابن  
 سعد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ انا وعلی  
 آئمہ حسین کی اولاد سے پاب۔ روا الحسین مطلقاً و من معصومون میں علی حسن حسین اور نو  
 ابن سائب ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت

اشنا عشر قحۃ من صلب الحسین و اتساع مہدیہم میرے بعد بارہ آئمہ ہوں گے۔ نو  
 حسین کی صلب سے پیدا ہوں گے۔ ان میں سے نو اہل محمدی اہل اللہ فرجہ ہوں گے۔  
 حش بن معمر ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد بارہ امام ہوں  
 گے۔ سب کے سب قریش میں ہوں گے۔

عطیہ عوفی حذری سے روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین سے فرمایا۔ تم امام ہو۔ امام کے  
 فرزند ہو۔ نو امام تیری صلب سے پیدا ہوں گے۔ جو نیکو کار ہوں گے۔ ان میں سے نو امام قائم (عجل  
 اللہ فرجہ) ہوں گے۔

ابو ذر غفاری نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد بارہ آئمہ ہوں گے۔ نو امام حسین کی

صلب سے پیدا ہوں گے۔ نواں ان میں قائم رحل اللہ فرجہ ہوگا۔

پھر آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ ان امس کی مثال تم میں ایسی ہوگی جس طرح نوح کی کشتی کی۔ جو شخص اس پر سوار ہوا۔ وہ نجات پا گیا تھا۔ اور جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ ہلاک کیا تھا۔ اور (وہ حضرات تم میں بنو اسرائیل کے) باب حطہ کی مانند ہیں۔

سلمان فارسی نے کہا کہ بنی کریم صلیم نے فرمایا۔ میرے بعد آمنہ بنو اسرائیل کے تقبیہ کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ اور وہ بارہ ہوں گے۔ پھر آنحضرت صلیم نے حضرت امام حسین کی پشت پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ تو نیکو کار امام آپ کی صلب سے پیدا ہوں گے۔ اور ان میں سے نواں ہمدی رحل اللہ فرجہ ہوگا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس قدر وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی ان حضرات سے بغض رکھنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔

جابر انصاری نے کہا یا رسول اللہ صلیم میں نے تو راتیں شبیر اور شبیر کو دیکھا ہے۔ میں نے کبھی اسما کو نہیں <sup>عائشہ</sup> وہ کون حضرت علی ہیں۔ اور حسین کے بعد کتنے اور صیبار ہوتے گئے؟ آنحضرت صلیم نے فرمایا۔ نو اور صیبار حسین کی پشت سے پیدا ہوں گے۔ اور ہمدی حسین کی اولاد میں سے ہوگا۔ مفصل بن حصین عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلیم کو فرماتے ہوئے سنا میرے بعد بارہ امام ہوں گے۔ پھر آنحضرت صلیم نے اپنی آنکھوں سے آنسو بہا کر فرمایا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ وہ سب کے سب تشریف لے چکے ہوں گے۔

انس نے کہا کہ بنی کریم صلیم نے فرمایا۔ آمنہ میری محنت ہیں سے ہوں گے۔ وہ یادت کیا گیا اے اللہ کے رسول آپ کے بعد کتنے امام ہوں گے۔ فرمایا۔ تقبیہ بنو اسرائیل کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جناب قاطمہ سلام اللہ علیہا کا بیان ہے کہ میں نے وہی الاصراف رجال کے بارے میں آپ نے اپنے باپ بنی صلیم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ حضرات میرے بعد ہونے والے امام ہیں۔ ان میں میرے دو سبط حسن اور حسین ہیں۔ اور نو امام حسین کی صلب سے پیدا ہوں گے اور یہی اعراف والے آدمی ہیں۔ بیشت میں صرف وہ آدمی داخل ہوگا۔ جو ان حضرات کو جانتا ہوگا۔ اور وہ رو جاتے ہوں گے۔ ورنہ میں وہ شخص داخل ہوگا۔ جو ان کا انکار کرتا ہوگا۔ اور وہ اس کا انکار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت ان حضرات کی معرفت کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے۔



ابو امام نے کہا کہ بنی کریم نے فرمایا جب میں شب معراج آسمان پر گیا تو میں نے ساتی عرض پر نور کے ساتھ جہدت لکھی ہوئی دیکھی۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَيْدِيَهُ بَعْلَى وَنَصْرُهُ بَعْلَى ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ  
الْحُسَيْنِ رَوَايَتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَايَتُ مُحَمَّدٍ الْأَحْمَدِ أَمْرَتَيْنِ وَجَعَلَهُ  
مَوْسَى وَالْحُسَيْنِ وَالْحُجَّةِ أَثْنَى عَشَرَ اسْمًا مَكْتُوبًا بِالنُّورِ فَقُلْتُ يَا رَبِّ اسْمِي  
مِنْ مَوْلَادِ الَّذِينَ قَرَنَتْ لَهُمْ نُبُوتُكَ بِالنُّورِ يَا مُحَمَّدُ هُمُ الْأُئِمَّةُ بَعْدَكَ  
وَالْأَخْيَارُ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں میں نے اس کی تائید کی اور نصرت علی کے فریضے کی۔ اور اس کے بعد حسن اور حسین کے ذریعے کی پھر میں نے میں دفعہ علی علی اور دو دفعہ محمد محمد لکھا ہوا دیکھا پھر جعفر موسیٰ حسن اور حجت کے نام تحریر شدہ دیکھا۔ یہ سب نام نور کے ساتھ لکھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا اے معبود! مجھے ان ناموں کے متعلق آگاہ فرمائیے۔ جن کو تم نے میرے نام کے ساتھ لکھا ہے یا

آواز آئی اے محمد! یہ وہ امام ہیں جو تیرے بعد پیدا ہوں گے۔ اور تیری اولاد کے بہترین لوگ ہیں۔ ابو جعفر قمی نے اکمال الدین میں سماعین ممدان اور ابو بصیر سے روایت کی ہے۔ یہ دونوں حضرات ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں حضرات نے فرمایا ہم بارہ آدمی محدث ہیں۔

ابو بصیر ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نو امام حسین بن علی کے بعد ہوں گے ان میں کا تو ان قائم راجل اللہ قریب ہوگا۔

سید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مسلم نے فرمایا میرے بعد میرے خلفا میرے جیسا اور حج اللہ بارہ ہوں گے۔ ان میں کا تو ان میں کا آخر میرا نذرند ہوگا۔ یعنی تمام میری اولاد میں سے ہوں گے۔

ابن عباس سلیم بن قیس ہمدانی سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن جعفر اور معاویہ کے درمیان کچھ گفتگو جاری ہوئی عبد اللہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میں تمام مومنین سے ان کے

نفس کے لحاظ سے افضل ہوں پھر علی بن ابی طالب تمام مومنین سے ان کے نفس کے لحاظ سے افضل ہیں جب علی شہید ہو جائیں گے۔ تو حسن بن علی تمام مومنین سے ان کی جان کے لحاظ سے افضل ہوں گے۔ حسن کے بعد میرے بیٹے حسین تمام مومنین سے ان کی جان کے لحاظ سے افضل ہوں گے۔ جب امام حسین شہید ہو جائیں گے۔ تو آپ کا بڑا خوند علی بن حسین تمام مومنین کی جان سے افضل ہوگا۔ میرا بڑا بیٹا محمد باقر تمام مومنین کی جان سے افضل ہوگا۔ اے بابرا! حق تعالیٰ تم ان کو پاؤ گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوہ امر کا نام لیا۔ فرمایا۔ نو حسین کی اولاد سے ہوں گے۔ پھر عبد اللہ نے حسن، حسین، عبد اللہ بن عباس، عمو بن ابی سلمہ اور اسماعیل بن زید سے گواہی طلب کی۔ ان حضرات نے اس بات کی گواہی دی پھر یہ روایت مسلمان، ابوداؤد اور مقداد سے بھی سلیم نے روایت کی ہے۔

### حاصلیث لوح

کتاب مولد قاطب میں ہے۔ کہ مولد ذیل حضرات نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے (۱) ابو سعید محمد بن موسیٰ بن متوکل (۲) محمد بن علی ماجیلویہ (۳) احمد بن علی بن ابی حمزہ (۴) ابی ہاشم (۵) احمد بن زیاد (۶) جابر کا بیان ہے۔ کہ مولد محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب جناب قاطب کو حضرت امام حسین کی ولادت کی مبارک بادوں کو تسلیم کے لئے آیا تو حضرت جابر نے فرمایا جس پر یہ عبادت شریعت تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ عز و جل و عظیم کی طرف سے محمد کے لئے ہے جو اللہ کا نور ہیں اس کے لئے۔ اللہ کا حجاب اور دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر روح الایمان یہ پیغام لے کر نازل ہوئے میرے محمد میرے نام پڑے ہیں۔ میری نعمتوں کا شکر یہ ادا کرو۔ ان کا کفران نہ کرو۔ میں ہی خدا ہوں۔ میرے کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میرے سوا جو شخص کسی اور سے اس فگائے گائے میں اسے دردناک اب میں گرفتار کروں گا۔ میری عبادت کرو۔ مجھ پر بھروسہ کرو میں نے جس بنی کو روانہ کیا جب اس کی حیات ختم ہوئی۔ تو میں نے اس کے لئے ایک وصی کو مقرر کیا۔ میں نے تمہیں تمام انبیاء پر فضیلت عطا کی ہے وصی علی کو تمام اوصیا سے افضل گردانا میں نے تمہیں حسن اور حسین کے ذریعے بزرگ بنایا۔ کو باپ کے بعد میں نے ان کی حکمتوں کا منبع قرار دیا۔ اور حسین کو وحی الہی کا خطی اور میں نے حسین کو اپ کے ساتھ مکرم کیا۔ ان کے درجات کو تمام شہداء کے درجوں سے بلند کیا اس کے ساتھ حکم نامہ کو



مقرر کیا آپ کی اولاد کو حجت بانٹ دینا۔ ان لوگوں کا اول علیؑ سید العابدین اور گزشتہ اولیا کی ذریت ہیں اور آپ کا فرزند جو اپنے نانا کا ہم شکل ہیں محمد باقر ہیں۔ جو میرے علم کا باقر اور میری حکمت کا منبع ہیں۔ آپ کے بعد جعفر ہیں۔ آپ کے بارے میں شک کرنے والے تباہ ہو جائیں گے۔ جو شخص آپ کے فرمان کو نہ کرے گا۔ وہ میرے فرمان حق کا رد کرنے والا ہوگا۔ میں آپ کے مقام کو بلند کروں گا۔ آپ کے شیعوں سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں گی۔ میرے اولیا کا انکار کرنے والا ایسا ہے۔ کہ گویا اس نے میری نعمتوں کا انکار کیا۔ جس نے میری ایستادگی کو بدل دیا۔ اس نے مجھ پر ستیان باندھا ہے۔ تباہی ہو تہمت لگانے والوں اور اقرار و اذوں پر۔ علی میرے ولی ہیں میرے مددگار ہیں۔ میں آپ پر بار نبوت لا دوں گا۔ علی کو ایک متکبر عفریت قتل کرے گا۔ آپ اس شہر میں دفن ہوں گے۔ جس کو نیکو کار بندے حضرت صالح نے بتایا ہے آپ کے پہلو میں جو دفن ہوگا۔ . . . . میں اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا۔ جس کے بیٹے سے جو میرے علم کا وارث ہوگا۔ اور میرے علم کا منبع ہوگا۔ میرے اسرار کا خازن۔ مخلوق پر میری حجت ہیں نے جنت اس کا ٹھکانا بنایا۔ اس کے خاندان کے ستر لوگوں کے بارے میں جو ویرانہ کے مستحق ہیں گے۔ اس کی شفاعت کو منظور کروں گا۔ اس کا بیٹا علی میرا ولی اور مددگار ہوگا۔ میں اس پر نیک بخشی کو ختم کروں گا۔ وہ مخلوق پر میرا گواہ میری وحی کا مین۔ میں اس سے ایک ایسے شخص کو پیدا کروں گا جس کا نام حسن ہوگا۔ جو لوگوں کو میرے راستے کی طرف دعوت دینے والا ہوگا۔ میرے علم کا خزانہ ہوگا۔ میں اس سلسلے کو آپ کے ایک بیٹے پر ختم کروں گا۔ جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہوگا۔ اس میں موسیٰ کا کمال۔ عیسیٰ کی شان۔ یحییٰ کا حیر ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو ذلیل کرے گا۔ ترک اور دینم کی طرح ان کے سر جھکا دے گا۔ پھر قتل ہو جائے جائیں گے۔ خوف کتنے اور ڈرتے ہوں گے۔ ان کے خون سے زمین رنگی جائے گی ان کی عورتوں میں دھاڑ دھاڑ ہوگی یہ لوگ یسوع اولیا ہیں۔ ان کے ذہبے نقتضے کے اندھیرے کو دھ کر دیں گے۔ اور زلزلوں کو روکوں گا۔ یہ سب ہدایت یافتہ ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا۔ ایک تحریر نکالی جو علی کے ہاتھ کی تھی۔ اور رسول اللہ نے لکھوایا تھا۔ اور حضرت امیر علیہ السلام نے تحریر کیا تھا۔

مفید محمد بن نعمان۔ ابو جعفر کلینی۔ حسن بن حمزہ علوی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ جاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب فاطمہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جابر نے حدیث لوح کو بیان

کیا۔ یعنی نے برت سی روایات ابن افریہ سے آپ بارہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ آل محمد سے بارہ امام ہوں گے۔ تمام کے تمام محدث ہوں گے۔ رسول اللہ، علی اور علی کے دونوں بیٹے محدث ہیں۔

ابو سعید خدری اور ابو طفیل سے روایت ہے کہ بارہوی حضرت عمر کے پاس آیا اور آپ سے کچھ مسائل دریافت کیا۔ حضرت عمر نے حضرت علی کے پاس جانے کو کہا کہ مسائل جا کرواں دریافت کرو۔ بارہوی حضرت علی سے یہ بیان فرمایا کہ یہ محدث کے اوصیاء کتنے ہوں گے۔ اور محمد کا جنت میں کیا مقام ہوگا؟

حضرت علیؑ۔ اس امت میں بارہ امام ہوں گے۔ جو سب کے سب آنحضرت صلعم کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اور وہ میرے ذریعے پیدا ہوں گے۔ جنت میں ہمارے بیٹی کا مقام جنت عدن میں بہت افضل اور اشرف جگہ ہوگا۔ اور یہ بارہ امام بھی آنحضرت صلعم کے ساتھ اسی درجہ میں ہمارے شاخ گے۔ ایسے آئمہ حضرات کی اولاد میں سے ہوں گے۔

فرمایا۔ میرے بعد بارہ امام ہوں گے۔ اے علی! ان کے پیروں کے کہے کہ آنحضرت صلعم نے فرج (فرج) ہوگا۔ جن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب کی فتح دے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تم لوگ بیعتہ القدر پر ایمان لاؤ۔ اس رات اللہ تعالیٰ کا سال بھر کا امر نازل ہوتا ہے اور اس سر کے حامل میرے بعد علی بن ابی طالب اور آپ کے گیارہ فرزند ہوں گے۔ قریب قریب اس کے اس حدیث کو جابر بن عبد اللہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور ابن عباس سے امیر المومنین سے روایت کیا ہے۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی وفات سے پہلے ایک کتاب نازل فرمائی۔ اور جبرائیل نے کہا اے محمد! یہ تیری وصیت ہے تیرے نجیب اہل بیت کے لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے جبرائیل! میرے اہل بیت نجیب فرماؤ کون ہیں؟ عرض کیا۔ علی بن ابی طالب اور کتاب پر کئی ہریں سونے کی لگی ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلعم نے اس کتاب کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ اور آپ کو حکم دیا کہ آپ اس کی ایک ہر توطہ کر جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے۔

ہم یہ سب سنا کر حیران و حیرت میں رہے اور اس سے بہت حیرت ہوئی اس کے ساتھ علم نامہ کو



اس پر عمل کریں۔ آپ نے ایک مہر کو توڑا۔ اور جو کچھ اس میں لکھا ہوا تھا اس پر عمل کیا۔ آپ نے اپنی وفات کے قریب اس کتاب کو اپنے بیٹے حسن کے حوالے کیا۔ آپ نے ایک مہر کو توڑا۔ (اور اس پر جو کچھ لکھا ہوا تھا اس پر عمل کیا) پھر آپ نے کتاب کو حسین کے حوالے کیا۔ آپ نے مہر کو توڑا اور اس میں تحریر تھا۔

ان اخرج بقوم الى الشهادة فلا شهادة بهم الا معك كچه لوگوں کو سے کہ شہادت کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں کی شہادت صرف تیرے ذریعے ہی نصیب ہوگی۔ اور اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دے۔ آپ نے اس تحریر پر عمل کیا۔ آپ نے اس کتاب کو علی بن حسین کے حوالے کیا۔ آپ نے ایک مہر کو توڑا۔ اس میں تحریر تھا۔ ان اطرق و اصحت والامر من عند الله واعبدوا ربك حتى ياتيك اليقين دنیا سے کنارہ کشی فرمائیے۔ اپنے گھر میں بیٹھ جائیے۔ اپنے رب کی عبادت کیجئے۔ حتیٰ کہ آپ کو موت آجائے پھر آپ نے وہ نوشتہ اپنے بیٹے محمد باقر بن علی کے حوالے کیا۔ آپ نے مہر کو توڑا تو اس میں تحریر تھا کہ لوگوں سے حدیث بیان فرمائیے۔ اور ابھیں فتوے دیتے۔ اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرو اور تمہارا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ آپ نے اس نوشتہ کو اپنے بیٹے امام جعفر صادق کے حوالے کیا۔ آپ نے مہر کو توڑا تو اس میں تحریر تھا۔ حدث الناس و انشر علوم اهل بيتك و صدق اباك الصالحين و لا تخافن الا الله و انت في حرز و امان لوگوں کو حدیث بیان فرمائیے۔ اپنے اہل بیت کے علوم کی اشاعت کیجئے۔ اور اپنے نیک آبا کی تصدیق فرمائیے اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ تم پناہ اور امان میں رہو گے۔ آپ نے ایسا کیا۔ آپ نے اس تحریر کو امام موسیٰ کاظم کے حوالے کیا۔ آپ نے اپنی وفات کے وقت اس تحریر کو اپنے بعد والے امام امام علی رضا کے حوالے کیا۔ پھر یہ تحریر اسی طرح پے درپے امام ہدیٰ رجب اللہ فرجہ تک پہنچی۔ اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے آپ نے اعش سے آپ نے ابو صالح سے آپ نے ابن عباس سے آپ نے نبی صلعم سے روایت کیا ہے۔

لایوں نے حیاۃ الوابیہ سے حدیث بیان کی ہے جوابہ نے کہا کہ میں نے علی کی خدمت میں عرض کیا۔ اے امیر المومنین آپ کی امامت پر کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کنکریاں اٹھا کر رے آؤ میں کنکریاں اٹھا کر لائی آپ نے ان پر اپنی ہر حجاب دی۔ پھر فرمایا اے جوابہ! جو شخص امامت کا مدعی ہوتا ہے اس کا اس بات کی قدرت ہوتی ہے جس طرح تو نے دیکھا کہ ہر کنکریوں پر حجاب دی گئی

ہے تجھے علم ہونا چاہیے کہ ایسا شخص امام معترضی مطاعت ہوتا ہے۔ امام جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کے کام میں کوئی چیز بکاوٹ پیدا نہیں کرتی۔ میں ابیر المؤمنین کی وفات کے وقت امام حسن کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ تم جیابہ و ابیہ ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں میں یہی ہوں۔ فرمایا۔ جو کچھ تیرے پاس ہے اسے میرے پاس لاؤ میں نے کنگریاں آپ کی خدمت میں حاضر کر دیں۔ آپ نے ان پر اپنی ہر اس طرح چھاپ دی جس طرح ابیر المؤمنین نے چھاپ دی تھیں۔ پھر میں امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا تم امامت کی دلیل چاہتی ہو؟ تمہارا پاس جو چیز ہے اس کو میرے سامنے حاضر کرو۔ میں نے کنگریاں آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے ان پر اپنی ہر چھاپ دی۔ پھر میں علی بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں ان دنوں میں اپنی عمر ۱۳ سال شمار کرتی تھی۔ میں نے حضرت کو عبادت میں مشغول پایا۔ آپ نے اپنی سیارہ انگلی سے میری طرف اشارہ فرمایا میری جوانی لوٹ کر دوبارہ آگئی۔ فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو میرے پاس لاؤ۔ میں نے وہ کنگریاں آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے ان پر اپنی ہر گھادی پھر میں ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے بھی گھادی اسی طرح میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے بعد جیابہ نواہ زندہ رہیں۔

## فصل

### نکتے اور اشارے

اللہ تعالیٰ نے آئمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء اور عدد کو کئی چیزوں کے ساتھ بطور اشارہ کے بیان فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔

سنریہم آیاتنا فی الافاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم اہل الحق بعض جگہ آئمہ کا ذکر کتب آسمانی میں کیا ہے اور بعض جگہ اپنی مخلوق میں ظاہر کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو چیز زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کا ذکر زیادہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فہدائم اقتسد ان کی ہدایت کی پیروی کرو۔ سنۃ من قد ارسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد سنۃنا تھویلا یہ طریقہ ہے ان لوگوں کے لئے جن کو ہم نے تم سے پہلے بھیجا۔ اور تم ہمارے طریقہ



میں کوئی عیب نہ ہوگا۔

اس سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل کے بارے میں فرمایا یہ طریقہ ہے جس میں تبدیلی اور تفسیر جائز نہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا میری امت میں سب وہ ہیں جو اسرائیل میں واقع ہوئیں تھیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح ایک جوتادو سرے جوتا سے شاہد ہوتا ہے۔ ہوا اسرائیل میں پہلے نقیب تھے۔ وبعثنا منہم اثنی عشر نقیباً اور میری امت میں بھی بارہ نقیب ہوں گے۔

صحابہ، ابویوب، ابن مسعود، وانس، خدیجہ بن اسید، ابوقتاہ، ابوسریرہ، اور انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے بعد کتنے امام ہوں گے؟ فرمایا بنو اسرائیل کے نقیب کے برابر۔

احمد کی حدیث میں حسین بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا۔ فرمایا نہیں میں آخری نبی ہوں میرے بعد امام ہوں گے۔ بنو نقیبہ نبی اسرائیل کے برابر ہوں گے۔ اور انصاف کو قائم کئے ہوں گے۔

ابو حفصہ رحمہ اللہ بقرۃ علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت میں بارہ نقیب ہوں گے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔ قائم باحق انہیں میں ہوگا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس قدر وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائے: وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم اللہ تعالیٰ نے اس آیت وبعثنا منہم اثنی عشر نقیباً کی تحت ہمیں آگاہ کیا ہے کہ ہمارے خلفاء کی تعداد بھی بارہ ہوگی۔ آیت استخلف میں جو کاف کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہمارے خلفاء کی تعداد بارہ ہو۔ اور اس میں تو کلام ہی نہیں ہے کہ نقیب سے مراد خلفاء ہیں۔

ابن مسعود نے کہا کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا: میرے بعد نبی اسرائیل کے نقیب کی تعداد کے برابر بارہ خلفاء ہوں گے۔ بنو اسرائیل میں نقیب کی طرح بارہ حواری بھی تھے۔ واذا قال الحواریون یا عیسیٰ ہشام بن زید انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ

آپ کے حواری کون ہیں ؟ فرمایا میرے حواری بارہ امام ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ علی اور فاطمہ کی صلب سے ہوں گے۔ وہ لوگ میرے حواری ہیں اور میرے دین میں میرے دو گار ہیں۔ ان پر اللہ کی نسیب سے نجات اور سلام ہے۔ ان میں اسباط اولاد یعقوب ہے اور وہ بارہ ہیں۔ وقبطننا ہم اثنی عشر اسباط اصمات

ابو صالح سمان ابو مرو سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس خطبہ دیا اور فرمایا اسے لوگو! جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے۔ اور میری موت کی طرح مرے تو اسے چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالب کو دوست رکھے۔ اور آپ کے بعد آئمہ کی اقتداء کرے آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کے بعد کتنے آئمہ ہوں گے؟ فرمایا اسباط کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جن کی خاطر موسیٰ علیہ السلام کے لئے بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے۔ اسباط کی تعداد بارہ تھی (نا بیعت منہ اثنتا عشرة یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی بیان کیا۔ انی زایت احد عشر کوکبا والشمس وانفس راتھدی ساجدین اسے باپ ایس نے گیارہ ستارہ سوچ اور چاند کو دیکھا ہے کہ مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ گیارہ ستاروں سے مراد حضرت یوسف کے گیارہ بیانی اور بارہویں حضرت یوسف خود تھے جن کی کل تعداد بارہ تھی۔ اور نبیوں اسرائیل کے گروہ بھی بارہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بارہ نبیوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ابراہیم۔ اسماعیل۔ اسحاق، یعقوب، یوسف۔ یعنی ایوب، یونس، موسیٰ، ہارون، داؤد اور زکریا۔ انا و جینا الیہ کم اوحینا الی ابراہیم واسماعیل واسحاق و یعقوب والاسباط عیسیٰ و ایوب و یونس کما اوحینا داؤد زبوراً و سلماً قد قصصنا ہم عیلت من قبل رسلاً لم نقصم رھلون و ایتنا داؤد زبوراً و سلماً و ایتنا موسیٰ تکلیماً۔

منصور بن عازم نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ آدم کو جانتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں جانتے تھے جس طرح نوح جانتے تھے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی شرعاً لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً ان آئمہ کی تعداد کا ذکر قرآن مجید میں اشارے کے طور پر ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ناموں کی قسم اس طرح کھائی ہے جس طرح کہ مسلم کے نام کی قسم کھائی ہے ولعمرت سے بنی کے نام کی قسم کھائی ہے اور الصافات اور النراذات



والنارعات والنجس والطور، والسماءات البروج، والسماء والطارق، و  
والسین، واللیل، والمضی اور والتین سے ائمہ کے نام کی قسم کھائی ہے۔

اس قسم پر قرطیہ السلام نے فرمایا۔ والتین سے مراد امام حسن۔ والزبتون سے مراد امام حسین  
علیہ السلام سے مراد امیر المؤمنین و هذا البلد الامین سے مراد رسول اللہ ہیں۔ بقدر خلقنا  
اللہ فی الحسن تقویم اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرمایا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کا یشاق لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے تورات میں ائمہ معصومین علیہم السلام کا نام بن اسماء کے ساتھ کیا ہے۔ بہاد ماد۔  
یلید۔ فتدران۔ ابوبیل۔ سطور۔ مشوط۔ وزور۔ مشوز۔ ہرار۔ شموید۔ نشطور۔  
یوشن۔ نوخیشور۔

لہذا انجیل میں ان حضرات کے نام یہ ہیں۔ تغویث۔ فیدار۔ بیوا۔ متشورا۔ مشور۔ ہنلا  
یشور۔ بطون۔ نوکش اور فیدموا  
کلمہ توحید میں بارہ حروف ہیں۔ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ میں بھی بارہ حروف ہیں۔  
اور حرفتات ذکر ک میں بھی بارہ حروف ہیں یعنی ان بارہ سے رسول کے ذکر کو منبذ کیا۔ ان کے اول کا  
حرف ک کے آخر کا منکر ہے۔ کلمہ شہادتین میں نقطہ کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کا کوئی مثل  
اکثر نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل اللہ عزوجل کے اسماء بارہ بارہ حروف ہیں جو ان حضرات کے عدد کے برابر ہیں  
الواحد المقدم۔ الحلیم العلیم۔ الرحمن الرحیم۔ السميع البصیر۔ اللطیف الخبیر الخالق  
العالمین مالک يوم الدين۔ المالك القادر۔ الخالق الرازق۔ المحی العمیت۔ الدائم الباقی  
اللہ لا الہ الا هو۔ الحمد لله شکرا۔ الحمد لله حقاً۔ اللہ ولی الدین۔ توکلت علی  
اللہ۔ حسبی اللہ وکفی۔ وحده لا شریک له۔

بعض آیات کے حروف بھی ان حضرات کے عدد پر ہیں۔ اعطیناکم الکونین انحضرت صلعم کی اولاد  
ورفتا لک ذکر ک آپ کی اولاد کے ذریعہ و علم لہ الاسماء یہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے نام  
تھے۔ جن کو آدمؑ نے عرش پر کھڑا دیکھا تھا۔ وجعنا ہم امة۔ فہذا ہم اقتدا۔ سترہم

والجسم - والطور، والسماءات البروج - والسماء والطارق او  
والمعنى اور والتین سے ائمہ کے نام کی قسم کھائی ہے۔

کے فرمایا۔ والتین سے مروا امام حسن۔ والزبتون سے مروا امام حسین  
وین و هذا البلد الامین سے مروا رسول اللہ ہیں۔ بقدر خلقنا  
لہ تعالیٰ نے اس وقت فرمایا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے رسول  
یت کا یتاق لیا تھا۔

ائمہ معصومین علیہم السلام کا نام ان اسماء کے ساتھ کیا ہے۔ بہاد ماد۔  
س۔ سطور۔ مشوط۔ وزور۔ مشوذ۔ ہرار۔ شہوید۔ نشطور۔

کے نام یہ ہیں۔ تغویث۔ نید مار۔ بیوا۔ متقشورا۔ مشور۔ ہغلذ  
تین ہوا

ہیں۔ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ میں بھی بارہ حروف ہیں۔  
ی بارہ حروف ہیں یعنی ان بارہ سے رسول کے ذکر کو مزید کیا۔ ان کے اول کا  
شہادتین میں نقطہ کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کا کوئی مثل

س کے اسماء بارہ بارہ حروف ہیں۔ جو ان حضرات کے عدد کے برابر ہیں  
لعلم۔ الرحمن الرحیم۔ السميع البصیر۔ اللطيف الخبير۔ الخالق  
لدين۔ المالك انقاد۔ الخالق الرازق۔ المحي الممیت۔ الدائم الباقی  
لہ شکر۔ الحمد لله حقاً۔ الله ولي الدين۔ توکلت علی  
رحله لاشریک له۔

ت بھی ان حضرات کے عدد پر ہیں۔ اعطینا الکون ان حضرت مسلم کی اولاد  
کی اولاد کے ذریعہ و علم لہ الاسماء یہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے نام  
کے اور کچھ تہا۔ جنہم ائمة۔ فہذا ہم اقتداء۔ سیدہم



ایاتنا۔ اذانرت فلانصب۔ اذکر فی عند ربک

نبی صلم کی تعریف آئمہ کی تعداد کے مطابق بارہ حروف سے کی جاتی ہے۔ انبی المصطفیٰ۔ الوہی

المجتبیٰ۔ افضل العالمین۔ خاتم النبیین۔ البشیر النذیر۔ السراج المنیر۔ الصلق

المقال۔ الشریف الخصال۔ الحاکم بالعدل۔ القاضی بالفصل۔ الہادی المرشد

الشفیق المنقذ۔ محمد رسول اللہ۔ محمد حبیب اللہ۔ محمد امین اللہ۔ محمد

جبار باشرع۔ محمد خص بالوحی۔ محمد صاحب الحق۔ محمد صفوة الرب۔

محمد سید المرسل۔ محمد خیر البشر۔ محمد سید العرب۔ محمد نبی المہدی

محمد ابو القاسم

انبیاء کے ناموں میں اس تعداد کا خیال رکھا گیا ہے۔ آدم والک البشر۔ آدم خلیفۃ

نوح ذوالسفینۃ۔ نوح ذوالطوفان۔ ابراہیم الخلیل۔ آدم نوح ابراہیم۔

عیسیٰ محمد۔ موسیٰ التورات۔ موسیٰ کلیم اللہ۔ عیسیٰ والاخیل۔ عیسیٰ کلمۃ اللہ۔ محمد

والفرقان۔ اولوالعزم رسول پنج میں اور خاتم النبیین ان سے افضل ہیں۔

حضرت علیؑ کے نقاب کے حروف بھی تعداد میں بارہ ہیں۔ علی وصی الرسول علی روح القول

علی جامع اشرف۔ علی قانع الافلک۔ علی قانع السباب۔ علی رد الاجتاب۔ علی عالم الحکمۃ

علی ابوالائمۃ علی فارح الکرب۔ علی خلیفۃ الرب۔ علی ذوالعجاب۔ علی ذوالخرائب

علی خلیفۃ اللہ۔ حیدرۃ البو تراب۔ علی بن ابی طالب۔ امیر المومنین۔

ہمارے آئمہ کا ذکر بارہ حروف پر مشتمل ہے۔ الائمۃ من قریش۔ انبی والامام

علی واولادہ حق۔ فاطمۃ الزہراء۔ الحسن والحسین۔ الحسن المہموم۔ الحسین

الشہید۔ الحسن بن علی علی نقی ثقات۔ الامام الباقی۔ الامام الصادق۔ الامام

مکاظم۔ الرضا وصی موسیٰ۔ ابو جعفر التقی۔ ابوالوصی المتقی۔ الحسن العسکری

الحجۃ المنتظر۔ اثنا عشر خلیفۃ۔ اثنا عشر اماما۔ اثنا عشر نقیبا۔ اثنا عشر ابلا

للہجۃ اثنا عشر۔ الائمۃ اثنا عشر۔ اصحاب الامرات۔ ذریۃ نبی الہادی۔ اہل بیت

الرسول۔ الحترۃ الزکیۃ۔ کتاب اللہ اعترۃ۔ المنصوص علیہم۔ صلی اللہ علیہ

وليه في الحبة - عدوهم في النار -

لقد اتانا خبر بانهم اثنا عشر وسيلتي في محشرى ائمتي اثنا عشر  
بجھ حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا بارہ ہیں قیامت کے روز میرا سید  
بارہ امام ہیں۔

کلمات حق کی حروف بارہ ہیں انھم الصديقون - الهدى دين الحق - ائمة امنا الله  
العقل حجة الله - اشرع دين - الدين الاسلام - انجاة الايمان - العباد القرآن -  
الموحد والوعيد - الحياة والموت - البعث والنشور - بحاسبة العباد - الجنة والحجيم  
الغواب الدائم - العقاب الدائم - من تفقه القبر - لاعمل الانبياء - الطهر وضو  
وعسل - الوضوء عسل ومسح الكعبة القبلة الصلوة الخمس - الزكاة الصوم ولاج  
الاجمعة - انصاف المروءة - الطواف والسعي - والمشعر الحرام

علم حروف کے ذریعے استخراج محمد کی ح "اور دال" کے بارہ عدد ہوتے ہیں۔ آدم کی دال  
اور حوا کی ح کے بارہ ہیں۔ بسم کی ب۔ اللہ کا الف رحمن کی ح۔ اور الرحیم کا الف بارہ ہوتے ہیں۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم میں تین بیسم ہیں یعنی اہل بیت میں تین محمد ہیں اور اس میں چار لام ہیں یعنی چار  
علی ہیں۔ اور اس میں ی حسین پر دلالت کرتی ہے۔ سین اور نون حسن پر دلالت کرتے ہیں۔ جعفر پر اور  
س موصی پر۔ دلالت کرتا ہے۔

سورہ قل ہوا اللہ کے حروف کی تعداد ۴۸ ہے جو ان کے تعداد کے چار مرتبہ ہے۔

الم - حسم - قرآن مجید میں بارہ جگہ وارد ہیں۔ مفسرین نے کہا ہے کہ معجم حروف جو سورتوں کے  
روع ہیں اللہ کا ایک بھید ہیں۔ کبھی بعض سے علی اور فاطمہ کا نام نکلتا ہے۔ حسم میں تین حروف  
ہے کہ ہیں طہ میں دو حروف فاطمہ کے ہیں یس میں دو حرف حسن اور حسین کے ہیں۔ آئمہ معصومین  
ہم السلام کے ناموں کے حروف ۴۲ ہیں۔ ۲۸ مکرر ہیں اور ۱۴ غیر مکرر ہیں۔ یہ علی حسن، محمد اور زین  
س لور منقوط محمد سے محمد تک بارہ ہیں۔

اعراض دو قسم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فعل اور ہمارا فعل۔ اللہ تعالیٰ کے افعال بارہ ہیں۔ حیات،  
موت، نبوت، نفار، طعم، راحہ، حرارت، برودت، رطوبت، پیوستہ اور فٹا۔ اور یہ اس



بات پر دلالت ہے۔ کہ امامت اللہ تعالیٰ کی جانب سے بطور نص واقع ہے اس میں لوگوں  
 انتخاب کو دخل نہیں اور یہ آئمہ تعداد میں بارہ ہیں۔ علم اصول فقہ کی بنیاد بارہ جہتوں پر  
 خطاب۔ اولیٰ۔ نواہی۔ عموم۔ خصوص۔ جمل۔ بیان۔ نسخ۔ انشاء۔ اجماع۔ اجتہاد اور اہل بیت  
 نحو میں اسم۔ فعل۔ حرف اور یا حروف نمایاں ہے۔ وہ بارہ ہیں۔ بقضائے شریعت ان احوال  
 میں ضرب ہے۔ یہ پہلے اخوات پر اثر کرتے ہیں جس طرح بنی کے بعد آئمہ تمام مخلوق سے اثر  
 ہیں۔ ثنائی کے وزن بارہ ہیں۔ وہ اس طرح کہ ناکلمہ پر فتح ہوگا یا ضمہ یا کسر یا سکون، تین کو  
 چار سے ضرب دو۔ تو بارہ ہوں گے۔

دو رکعتوں کی تکبیریں بارہ ہیں بخت کا وعدہ بارہ شرطیں ہیں سے ہے۔ فرض نمازوں کی راست میں  
 سترہ رکعتیں ہیں ان میں بارہ معصومین علیہم السلام پر وال ہیں۔ اور پانچ تکبیریں اصول خمسہ کو بتلاتی ہیں  
 اعلام مکہ بارہ ہیں۔ حج قرآن و افراد کعبہ کی چار جانب سے ۱۲ میل تک کے لئے ہے مسجد نبوی  
 کے بارہ دروازے ہیں۔ الواح موسیٰ بارہ ہاتھ بسی تھیں آیت واذا راوا تجارۃ دھوا کی  
 تفسیر میں ہے کہ جو لوگ آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھنے میں باقی رہ گئے تھے۔ وہ بارہ تھے۔ باقی سب  
 بھاگ گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آٹھ آدمی باقی رہ گئے تھے ~~میں سے ایک~~  
~~اور دس ہر ایک کیسے~~

حرف کے اعداد کے لحاظ سے۔ ومن الحجۃ علی عبادۃ بعد الرسول (۸۰۳)  
 رسولوں کے بعد مندوں پر اللہ کی حجت کو ن شخص ہے؟ علی بن ابی طالب امامنا دومی  
 المصطفیٰ بعد کا (۸۰۳) علی ابن ابی طالب ہمارے امام ہیں مصطفیٰ کے بعد آپ کے دومی ہیں  
 من یكون القدوة القاسم بالحجة بعد علی بن ابی طالب هموزن الحسن بن علی النقی (۸۵۲)  
 ومن الحجۃ بعد النقی الحسن بن علی هموزن البرا المقتول الحسین بن علی (۱۱۲۱)  
 ومن الحجۃ بعد الحسین بن علی الزکی علی بن الحسین بن علی (۵۵۱)  
 ومن قام بعد اسید علی بن الحسین اقیم القاسم محمد بن علی (۷۹۳)  
 ومن قام بعد الباقر بحجة الصادق محمد بن جعفر (۷۳۹)

الامين وصي الاوصياء موسى  
(٨٩٨) { بمولانا بن جعفر

ومن هو الامام القدوة القائم بالحجة بعد  
الصادق

الرضا علي بن موسى حجة (١٣٣٤)

ومن في الارض بعد موسى حجة

محمد بن علي الشقة (٨٩١)

ومن كان القائم بالحق بعد علي بن موسى الحجة

الولد الصالح التركي علي بن محمد (٥٢٤)

فمن الحجة بعد محمد بن علي

المخلص حسن بن علي (١٢٩٩)

ومن القدوة من القائم بالحجة بعد الناصح

علي بن محمد

ووسري قسم بلحاظ آيات قرآني

ذرية بعضها من بعض والله

وذرية بنى الله من فاطمة وامير

المومنين وهم احد عشر منهم

مسيح عليهم

عليهم القائم بالحق

هؤلاء هم الائمة الامداد اثنا عشر

جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء

العلماء اهل البيت المصطفى واصحاب

على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا

الاخيرات يوم القيامة صلى الله عليهم

كنتم خير امة اخرجت للناس

وهم النبي رسول الله والائمة الانام

عشر اهل البيت امنا الله سلام (٢٤٢)

الله عليهم

ذلك هم العلماء من اهل بيت

فلورودنا الى الرسول والى اولى الامر

محمد الرسول الاثنا عشر للعدل (٢٨١)

منهم الذين يستنبطونه منهم

صلى الله عليهم

اوليا امر الامة ال بنى الرحمة

يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله و

الاثنا عشر الائمة (١٤٨)

اطيعوا الرسول واولى الامر منكم

الشهود بعد النبي على الامة

تكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد



وَيُثَابِتْ عَلَى هَوْلٍ شَهِيداً  
اشْأَعَشْرُ بَرّاً (۲۰۲۷)

أَسْمَاءُ وَيُكْرِمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ  
آمَنُوا الَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُلْقُونَ

الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

وَمِنْ خَلْقِنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ

بِأَمْرِنَا وَبِهِ يَعْدِلُونَ

رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ

الْبَيْتِ أَنْتُمْ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

أَنْبِيَايَرِيدُ اللَّهِ لِيَنْهَبَ عَنْكُمْ الرُّجُومَ

أَهْلَ الْبَيْتِ وَرِيطَهُمْ كَمْ تَطْهِيْرَا-

عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

الَّذِي يَكُونُ فِي عَقِبِهِ أَحَدُ عَشْرِ (۳۵۷۰)

أَمَّا هَارِيَا مَهْدِيَا عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَهُمْ بَعْدُ بَيْنَنَا أَشْأَ

۱۳۰۲

عَشْرُ

الرَّسُولِ وَأَشْأَعَشْرُ بَرّاً زَكِيّاً

(۱۷۷۰)

بَعْدُ

أَرْبَابُ الطَّهَارَةِ فِي الْآيَةِ مُحَمَّدٌ

وَعَلَى دِفَائِلِهِ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنَ وَ

عَلِيٍّ وَمُحَمَّدٍ وَجَعْفَرٍ وَمُوسَى وَعَلِيٍّ ۲۷۷۷

وَمُحَمَّدٍ وَالْحَسَنَ وَابْنَهُ الْهَادِي

الْمَهْدِي صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ

هُوَ دَلَالَتُهُ عَشْرُ (۱۸۸۳)

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ

فِي الْقُرْبَانِي

ان عدد اشهر و عشا و اشهر و عشا

دائرتی سے دیات ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا اسے سماعت بن مہران بن میرزا

پاس صحیفہ لاؤ وہ ایک مفید رنگ کا مجھے لایا حضرت نے اس کو میرے حوالے کیا۔ اور فرمایا اس کو پڑھو

میں نے اس کو پڑھا اس میں دو سطریں تحریر تھیں پہلی سطریں یہ عبارت تحریر تھی لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ اور دوسری سطریں تحریر تھا اللہ کے نزدیک مہنیوں کی تعداد بارہ ہے۔

کتاب خدا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت سے ہے ان میں چار مہینے ہیں

میں یہی دین قیم ہے۔ ان بارہ سے مراد علی بن ابی طالب حسن بن علی حسین بن علی

مہدی آخر الزمان تک تمام آنے کے نام پر جو وقتے پر ہر جن جن کے نام پر

یہ تحریر کہاں تھی۔ اور کہاں لکھی گئی تھی؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کے فرزند! اللہ اس کا  
 اور آپ اس کو بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ تحریر حضرت آدم کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے تحریر  
 تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دینِ قیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کا اختیار کرنا واجب اور ترک کرنا کفر  
 اس میں کوئی شک نہیں کہ مہینوں اور سالوں کی معرفت ماہ رمضان اور ذوالحجہ کے سوا واجب  
 نہ تھے۔ اور جو شخص اس حالت میں مر گیا کہ اسے مہینوں اور سالوں کی معرفت نہیں تھی۔ تو وہ قابل  
 نہیں ہوگا۔ ہاں اگر ائمہ کی معرفت کے بغیر مر گیا۔ تو جہالت کی بہت مرے گا۔ عبدی نے کہا  
 اَسْمَتِي سَادَةَ اِبْرَايَا عِدَا كَمَا عِدَتِ الشُّهُورُ  
 ایک اور نے کہا

دَخِيرَتِي لِلْمَحْشَرِ وَالنَّشُورِ! اَسْمَتِي فِي عِدَدِ الشُّهُورِ  
 مہینوں کے یہ حصے ہیں۔ دن رات۔ جمع و شام۔ گرمی۔ خریف۔ جاڑہ۔ ربیع۔ آغاز ماہ  
 نصف ماہ۔ اور آخر ماہ (ان کی تعداد بارہ ہے)

رفعتہ الواعظین میں حق بن ابی دلف سے ایک ایسی حدیث بیان کی گئی ہے کہ میں نے ابو  
 ابی امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ اے آقا! ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہے لیکن اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا وہ کون سی حدیث ہے؟ عرض  
 ما دوا لایمرفتعا دیکم کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا سبت و شنبہ رسول اللہ کا نام ہے۔ احد  
 المومنین سے کہنا ہے۔ اثنین (دو شنبہ) حسن اور حسین ہیں۔ ثلثا (سہ شنبہ) علی بن حسین  
 و جعفر بن محمد مراد ہیں۔ اربعاء (چار شنبہ) سے مراد موسیٰ بن جعفر محمد بن علی اہل بیت خود ہیں۔  
 مراد میرا بیٹا حسن ہے اور حمزہ سے مراد میرے بیٹے کا فرزند مراد ہے جس کے پاس حق کا گدہ  
 پڑا ہے وہ ہیں جو زمین کو اس قدر عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس قدر کہ ظلم و جور سے  
 ہوگی ان دونوں کے یہی معانی ہیں۔ ان سے دنیا میں دشمنی نہ کرو۔ ورنہ وہ آخرت میں تم سے  
 گئے۔

برسات کے بارہ بارہ گھنٹے ہیں۔۔۔ جنت کی نہریں بتفصیل ذیل بارہ ہیں:-

من ماء غیر آسن وانہار من لبن لیس یغیر طعمہ وانہار من خمر لاذۃ للشاربین



وانهار من غسل مصطفیٰ رويستون فيها كاسا كان مزاجها كافورا، عينا فيها نسي سبيلا  
انا اعطيتك الكوثر۔ يستون من رقيق مختوم۔ (رومراجہ من نسيم) فيها عينان تجريان  
فيهما عينان لنضاختان

ایک حدیث میں ہے کہ جبرائیل نے کہا اسرائیل کے بارہ پیچیدہ تھے۔  
[Redacted]  
[Redacted]  
[Redacted]

بڑے بڑے جزیرے بارہ ہیں۔

ابو اعمش سے روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے والی الجبال کیف نصبت کے  
بارے میں فرمایا۔ اس سے مراد اوصیاء ہیں۔

ظاہر عالم بارہ ہیں۔ ۱۔ کھکس۔ ۲۔ کلابیاں۔ ۳۔ پھول۔ ۴۔ دانے۔ ۵۔ درخت پھل والے۔ ۶۔ غیر پھل والے  
خسرات الارض تیرنے والے جانور۔ ۷۔ اڑنے والے جانور۔ ۸۔ دندے پھوپھے اور آدمی  
بڑھنے والی چیزیں بارہ ہیں۔ ۱۔ حالت۔ ۲۔ تازگی۔ ۳۔ نرمی۔ ۴۔ قوت۔ ۵۔ خوشبو وغیرہ  
خرید۔ ۶۔ فروخت۔ ۷۔ اکل۔ ۸۔ استعمال۔

اجساد بارہ ہیں۔ سونا۔ چاندی۔ رات۔ شب۔ شیشہ۔ کھریا۔ تانبا۔ تار کول۔ گندھک  
پارہ۔ لولا۔ پتھر۔

جواہرات بارہ ہیں۔ موتی۔ یاقوت۔ لعل۔ یزفہ۔ عقیق۔ جوش جراح۔ درم۔  
الماس۔ یشب۔ بسد۔ لاذ وزو۔

خوشبوئیں بارہ ہیں۔ عنبر۔ مشک۔ کافور۔ عود۔ گلاب۔ غالیہ۔ زعفران۔ زباد اور رائی  
کے مرکبات۔

خوشبوئیں سب سے بہتر پھول بارہ ہیں۔ ۱۔ گلاب۔ ۲۔ زریں۔ ۳۔ سکس۔ ۴۔ بنفشہ۔ ۵۔ خیری۔ ۶۔ سنبل  
نیلوفر۔ ۷۔ چنبیلی۔ ۸۔ بیلا۔ ۹۔ یکان۔ ۱۰۔ شبنم۔ ۱۱۔ موتیا۔

میٹھی چیزیں بارہ ہیں۔ ۱۔ گنا۔ ۲۔ شہد۔ ۳۔ انگور۔ ۴۔ چھوہارہ۔ ۵۔ ترنجبین۔ ۶۔ من۔ ۷۔ سکنجبین۔ ۸۔ آم  
خربوزہ۔ ۹۔ کیلا۔ ۱۰۔ عناب۔ ۱۱۔ انار۔

انسانی جسم میں باہر چیزیں ہیں :- بال، ناخن - جلد - گوشت - چربی - مینگ - خون رگیں  
پٹھے - منی - پیشاب - پانچا

ہماری نشوونما بارہ چیزوں سے ہے - علقہ - مغز، ہڈی، گوشت - عین - ریشہ - دودھ  
بڑھائی - بچپن - جوانی - اوپر عمر - بڑھاپا - آخر میں میت -  
اندرونی اعضا بارہ ہیں :- جھراسے ہوا - جھرائے طعام - شرب - قلب - جگر - پیچہ - تلی  
گردے پتہ - مثانہ - معدہ - علبا - معدہ سفلی -

اعضا ٹے متصلہ بارہ ہیں :- قدم - ساق - ران - ہاتھ - بطن - صدر - پشت - گردن - سر  
دوسرے اعضا بارہ ہیں :- دو قدم - دو پنڈلیاں - دو رانیں - دو بازو - دو ہتھیلیاں  
لوہ منہ - قد - کان - ناک - دغیرہ کے -

فروق بارہ ہیں :- دو آنکھیں - دو کان - دو نتھنے - منہ - پستان - شریک -  
چہرہ میں بارہ چیزیں ہیں :- پیشانی - دو ابرو - دو آنکھیں - دو رخسار - ناک - منہ - دلب  
اور زبان -

ہاتھ، پاؤں - ہڈیوں کے جوڑ انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں میں بارہ بارہ ہیں - اور انگوٹھ  
منزلہ نبی کے ہے -

دابہام خیر المرسلین محمد فعلی علیہ الواحد المتکبر  
نصال قلوب بارہ ہیں :-

ذہن - انتباه - سرح - حیات - حیا - بصر - فہم - یقین - عقل - معرفت - خوف اور رجا  
اور قدب بمنزلہ نبی کے ہے -

## فصل

ان الفاظ کے بارے میں جو ائمہ معصومین علیہم السلام کی مدح میں بیان جاتے ہیں

محمد نبی البھار - محمد جبار خدا کے نبی ہیں - علی کرامہ غیر فرار - علی بڑھ بڑھ کر حمد کرنے والے اور بھڑکنے  
والے نہیں ہیں - الحسن مسموم الفجار - حسن کو فاجروں نے زہر دیا ہے - احمسی قتل الکفار - حسین کو کافروں



نے قتل کیا ہے۔ السجاد خمس البوار۔ سید سجاد و نیک لوگوں کے سورج ہیں۔ الباقرانس الخیار۔ محمد باقر  
اچھے لوگوں کے مونس ہیں۔ الصادق سید الاولیاء۔ امام جعفر صادق آزاد لوگوں کے سرور ہیں۔ الکاظم خیر  
الایثار۔ امام موسیٰ کاظم اچھے لوگوں کے اچھے ہیں۔ الرضا قدسی الاسرار۔ امام رضا اسرار کے قصب  
ہیں۔ النقی المبرر من العار۔ امام محمد تقی عیسے پاک ہیں۔ النقی المولی البار۔ امام علی نقی میکو کار ولی  
ہیں۔ الذکی المظہر من الشعار۔ امام حسن عسکری زکی پاک ہیں۔ والمہدی ولی الشار۔ امام مہدی رحل اللہ  
فرجہ انہوی کا بدلہ لینے والے ہیں۔

محمد خاتم الانبیاء۔ محمد آخری نبی ہیں۔ علی سید الاولیاء علی اوصیاء کے سرور ہیں۔ المحسن ولی  
الاصفیاء حسن اصفیاء کے ولی ہیں۔ الحسینی امام الشہداء حسین شہداء کے امام ہیں۔ السجاد ذین الآئینہ سید  
سجاد پرہیزگاروں کی زینت ہیں۔ الباقر علم الاولیاء۔ امام محمد باقر اولیا کا علم ہیں۔ الصادق ظہیر الفقراء۔  
امام صادق فقراء کے مددگار ہیں۔ الکاظم مونس الضعفاء۔ امام موسیٰ کاظم کمزوروں کے مونس ہیں۔ الرضا  
معلم الفقہاء۔ امام رضا فقہاء کے استاد ہیں۔ النقی میراث النقباء۔ امام

محمد تقی نقباء کی میراث ہیں۔ النقی مزین الامراء۔ علی نقی امراء کو زینت بخشے والے ہیں۔ الذکی ولی الحفاظ  
حسن عسکری دین حنیف پر چلنے والے لوگوں کے ولی ہیں۔ والمہدی آخر الخلفاء۔ مہدی آخری خلیفہ ہیں  
محمد رکن الاعلام محمد اعلام کا رکن ہیں۔ علی حصن الاسلام علی اسلام کا قلعہ ہیں الحسن  
شرف اکرام حسن نیک لوگوں کا شرف ہیں۔ الحسین ذین الایام۔ حسین دنوں کی زینت ہیں۔ السجاد  
نفس الانام سجاد لوگوں کا نور ہیں۔ الباقر ذکی الاعلام باقر علم کا ذکر ہیں۔ الصادق السید  
والامام صادق سید اور امام ہیں۔ الکاظم مزین المقام کاظم مقام کو زینت دینے والے ہیں۔ الرضا  
المسدد التمام رضا جو ہر چیز کا چاند ہیں۔ النقی البطل الحرام تقی ہر حرام (کلمہ) ہیں۔ النقی افضل  
الصیام تقی افضل ترین روزہ ہیں۔ الذکی وراشد الاقوام زکی قوموں کو ہدایت کرنے والے ہیں  
المہدی الخلف الاقوام مہدی لوگوں کے خلیفہ ہیں۔

محمد سراج الدین۔ محمد دین کا چراغ ہیں۔ علی امیر المومنین علی مومنین کے امیر ہیں الحسن  
مفتاح البقین حسن یقین کی کنجی ہیں۔ الحسین مصباح المتقین حسین متقین کے مصباح ہیں۔ السجاد  
ذین العابدین سجاد عابدوں کی زینت ہیں۔ الباقر علم النفسین باقر انبیاء کے علم کو ظاہر کرنے والے

ہیں۔ الصادق مقتدی الصادقین صادق صادقین کے مقتدار ہیں۔ الکاظم راحم لمساکین  
کاظم مساکین پر رحم کرنے والے ہیں۔ الرضا مقدم المنفقین رضا منفقین سے بڑھے ہوئے  
ہیں۔ التقی امام المحققین تقی محققین کے امام ہیں۔ النقی مولی المشتاقین نقی مشتاقین کے  
آقا ہیں۔ الزکی رئیس السابقین زکی سابقین کے سردار ہیں۔ المہدی خلیفۃ اللہ فی العالمین  
مہدی کائنات میں اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔

محمد النبی۔ علی الوصی۔ الحسن الرضی، الحسین الوفی۔ السجاد الخیری۔ الباقر  
السخی الصادق الوفی۔ الکاظم الولی۔ الرضا العلی۔ التقی الصفی۔ النقی المجلی۔ العسکری  
الزکی۔ القاسم المہدی

اللہم صل علی سراج الوہاج والیث الشجاع المکرم لیلة المعراج السدای الی افضل  
سرور منہاج۔ وصل علی سید العرب وحلیز الفخر والحسب والعزیز الغلب والاعز  
لمہذب، وصل علی سلیلة المصطفی وحلیلة المرتضی ابنة رسول رب الارضین و  
سما سیدۃ النساء فاطمة الزہراء

وصل علی الحجة النبوی الفاطمی الامام الرضی الحسن بن علی  
وصل علی السید الرشید القاری المصنوعین ذی الباس الشہید الحسین الشہید  
وصل علی زین العباد وفخر الزہاد وامن اهل البلاد المعروف بالعباد  
وصل علی محی سنن الاوصیاء المصطفی بالنفس والاباء المرتضی للابناء والانتہاء باقر  
لمل الانبیاء

وصل علی النور المشرق والشجاع المطرق والعسل المروق والکوکب المتائق الی  
صلی اللہ جعفر الصادق

وصل علی الامام المطہر والیث الفقیر السید علی البشر الی الحسن موسی بن جعفر  
وصل علی الطور الاشم والبحر الجہنم السید المحترم امام العرب والعجم علی  
موسی المعظم

وصل علی الامام الوفی۔ وابیطل الکنی ذی الحسب العلی محمد بن علی التقی  
وصل علی القائم المویذ والامام المہدی ولید صومر المجہد علی بن محمد  
وصل علی السراج المعنی واثرف العلی الامام الزکی الحسن العسکری



وصل على الامام الحاكم العادل العالم الشارح المنتقم الحجة القائم  
 السدي المبين الصادق الامين خاتم النبيين - ورسول رب العالمين -  
 النجم الثاقب الرفيع المراتب الكثير المناقب غالب كل غالب على بن ابي طالب  
 زوجته الغرارة الانسية الحوراء البستول العذراء المزوجة في السمار فاطمة الزهراء  
 السند المعصوم والسيد المسموم الرضا المؤمن ابو محمد الحسن السيد الامين  
 الرافع الجبيل المكنى الوكيل الميراث كل شين ابو عبد الله الحسين  
 عصمة المسلمين وامام الصابرين وبيس الكاين وفضل القانتين وسيد المجتهدين  
 علي بن الحسين زين العابدين

القمر الباهر والباهر والنجم الزاهر والبحر الزاهر والنور الظاهر والامام  
 الطاهر محمد بن علي الباقر

النوع الباسق واللسان الناطق - قامع كل صادق جعفر بن محمد الصادق  
 السيد العادل الحاكم والسياف الصارم القادر القائم موسى بن جعفر الكاظم  
 الشرق والحجى والقيما المستضاء والنور المعنى قتيب طوس بالفضيلة بن موسى الرضا  
 النور المضي والبطل الكمي والفارس الجري واسمع الزكي والمهل الروى محمد بن علي النقي  
 الامامين العادلين وارثي المشعرين وامامي الحسن بن محمد بن علي بن علي بن علي  
 والحسن - الخلف المفصال اكرم الانبياء ومبيد عصبة الكفار محمد بن الحسن العادل  
 المهدي -

اللهم صل على الدعوة النبوية والحجة الحيدرية والاعلام الحسينية والعلاية  
 الحسينية والسعادة السعدية والعلوم الباقية واماثر الجعفرية والاسرار الكاظمية  
 والنجح الرضوية والانوار المحمدية والاشروح العلوية واليهبة العسكرية والخلافة  
 الصالحة المنتصرة

اللهم بحق محمد وامتد وعل وشيعة وفاطمة وعترتها والحسن ودعوتهم والحسين و  
 شهادته والشجادة وزصادقه والباقر وجلالاته والصادق واستقامته والكاظم وانايته و  
 الرضا وآياته والنقي وجلالته والنقي - هذا آيته والزكي ونهايته والمهدي وغيبته

# باب چہارم

## درجات امیر المومنین علیہ السلام

### فصل ۱۴

#### مقدمات کا بیان

تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی شخص کی توثیق انتخاب اور شور سے نہیں ہوتی۔ نائب اور نسبت میں ان صفات کو پائیں جو اس شخص کے نام اور صفات پر دلالت کریں۔ جب ان صفات مل جائیں تو اس کو اپنا ولی بنالیں۔ اور اپنے امور کا منظم قرار دیں۔

معتزلہ فرقہ کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جن صفات کے باعث انسان تعظیم و صنی کا مستحق ہوتا ہے وہ صفات اور لوگوں کی نسبت علی میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ وہ صفات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) علم (۲) جہاد (۳) پرہیزگاری (۴) سخاوت

اور وہ صفات جن پر دلیل سمعی دلالت کرتی ہے۔ جس کے باعث اور لوگوں کی نسبت زیادتی ثواب و نسبت کے لحاظ سے حضرت علیؑ بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ حدیث، پیر اور حدیث نبوک ہے ان دونوں حدیث کے علاوہ اور احادیث بھی آپؑ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ جس صاحب میں یہ صفات موجود ہوں جب عصمت ہوتا ہے اس بات پر بھی لوگوں کا اجماع ہو چکا ہے کہ تمام فضائل سے افضل فضیلت

تہ اسلام ہے۔ پھر قربت پھر علم پھر جہاد پھر راہ خدا میں مال خرچ کرنا۔ پھر زہد اور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کا بیان اس کتاب میں کئی مقامات پر موجود ہے آپؑ کے متعلق قرأت ہوتا شکر و شہ سے بالاتر ہے حمزہ جعفر حسن حسین اور عباس وغیرہ بھی رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں

رسول کی وجہ سے اللہ نے ان پر صدقہ حرام کر دیا ہے۔ علی علیہ السلام ان سے زیادہ خصوصیات کے ہیں۔ اور وہ خصوصیات مختلف امور میں آپؑ کے ساتھ تعلق ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہیں علی علیہ السلام کی خاص فضیلت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ سبقت امام کی وجہ سے رشتہ داروں سے فضیلت لے گئے اور دور و انوں سے قربت رسول کی وجہ سے



فائق رہے۔ ایک ابن نے کہا ہے

قراۃ ونصۃ وسابقۃ  
 علی قرابت۔ نصرت سبقت اسلام کی وجہ سے لوگوں سے بڑھ گئے۔ یہ صفات جن میں آپ سب سے ممتاز ہیں۔

حمیری نے کہا ہے

ما استبق الناس الی غایۃ  
 الا حوی اسبق علی سبقتہ  
 لوگ سبقت کی انتہا تک نہ پہنچ سکے۔ آپ نے سبقت کو انتہا تک حاصل کر لیا تھا۔  
 ابن حماد نے کہا ہے

اما امیر المؤمنین فانہ سبق الہدایۃ ولحمیکن مسبوقا  
 امیر المؤمنین نے سب لوگوں سے نیکیوں کی طرف سبقت کی۔ اور آپ کسی کے پیچھے نہیں رہے۔  
 اختارہ رب العالی واقامہ علم الی سبل الہدی وطریق  
 آپ کو رب علانی نے چن لیا تھا۔ اور آپ کو ہدایت کے راستوں اور راہ کا علم مقرر کیا۔  
 ہم علی علیہ السلام کے فضائل تین صورتوں میں پاتے ہیں۔ پہلے وہ فضائل جن میں آپ صحابہ کے  
 ساتھ شریک ہیں۔ دوسرے وہ خصوصیات ہیں جو آپ میں اور دیگر صحابہ میں موجود ہیں لیکن آپ ان  
 میں منفرد ہیں۔ تیسرے وہ خصوصیات ہیں جن میں آپ منفرد اور یکتا ہیں۔  
 جابر انصاری سے روایت ہے کہ اصحاب نبی میں اٹھارہ خصوصیات تھیں۔ ان میں تیرہ خصوصیات صرف  
 حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ مختص تھیں۔ اور آپ باقی پانچ خصوصیات میں بھی ہماری ساتھ شریک تھے۔  
 الفضائل میں عکبری عبد اللہ بن شداد سے وہ بن ہاد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت  
 علی علیہ السلام کی اٹھارہ ایسی فضیلتیں ہیں جو اُمرت میں کوئی آدمی بھی ان میں آپ کے ساتھ شریک نہیں۔  
 ابن بطہ الا باندہ میں عبد الرزاق سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب اصحاب  
 رسول صلعم سے ایک صد زیادہ فضیلتیں رکھتے ہیں۔ اور اصحاب رسول کے ساتھ ان کی فضیلتوں میں بھی برابر کے  
 شریک ہیں۔

کتاب ابو بکر بن جندوبہ میں تحریر ہے کہ نافع بن الذرق نے عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ میں علی سے دشمنی رکھتا ہوں  
 آپ نے کہا اللہ تعالیٰ تم سے دشمنی رکھے تم ایسے شخص سے دشمنی رکھتے ہو جس کی ایک فضیلت ایسی ہے جو دنیا  
 اور دہشتناک سے افضل ہے۔

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا سابق الاسلام ہونا

معتبر روایات کی روش سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلام لانے والوں کی ترتیب حسب ذیل طریق پر واقع ہے۔  
 علی خدیجہ جعفر زید۔ ابوذر۔ عمر بن قتبہ۔ اسلمی بخالد بن سعید بن عاص۔ عمار کی والدہ سمیہ۔ عبیدہ بن  
 جراح۔ حمزہ۔ نجاب بن ارت۔ سلمان۔ مقداد۔ عمار۔ عبداللہ بن مسعود۔ ایک جماعت کے ساتھ ابو بکر عثمان طلحہ  
 سعید بن ابی وقاص۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعید بن زید۔ صہیب اور بلال۔ تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ حضرت  
 ۴۴ ہجری میں اور ۲۱ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔ انساب الصحابہ میں طبری سے اور المعانی میں قتیبی سے اسلام  
 لانے والوں کی ترتیب حسب ذیل ہے۔ خدیجہ۔ علی۔ زید۔ ابو بکر۔

یعقوب نسوی نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ حسن بن زید نے کہا کہ ابو بکر تین مہینوں کے اسلام لانے  
 کے بعد اسلام لائے۔ قرطبی نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علی حضرت ابو بکر سے پہلے اسلام لائے۔  
 علامہ جافط نے بڑے کروفز کے بعد کتاب العثمانیہ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ زید اور نجاب  
 سے پہلے اسلام لائے۔ اس بات کو کسی نے نہیں کہا کہ یہ دونوں حضرت علی سے پہلے اسلام لائے۔ اور  
 ابو بکر نے بذات خود حضرت علی کے سابق الاسلام ہونے کی گواہی دی ہے۔

ابوذر عہد دمشق اور ابواسحاق ثعلبی اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے کہا کہ  
 میں گھڑی پر افسوس کرتے ہوں کہ اس میں علی بن ابی طالب مجھ سے سبقت لے گئے تھے اگر میں سبقت  
 لانا تو میں سابق الاسلام کہلاتا۔ معاذۃ العذریہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو بصرہ کی  
 کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا انا صدیق اکبر میں صدیق اکبر ہوں۔ امت قبل ان یومن ابو بکر۔  
 ابو بکر کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا ہوں۔ واسمیت قبل ان یسلم عمر ابی میں عمر کے اسلام لانے سے  
 اسلام لایا ہوں۔ بحوالہ معارف قتیبی فضائل سمعانی۔ معرۃ النسوی۔

تاریخ طبری میں قتادہ سالم بن ابی جعدہ محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے  
 آپ سے پوچھا کہ آپ لوگوں سے پہلے حضرت ابو بکر اسلام لائے تھے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ آپ  
 پہلے چالیس آدمیوں سے زیادہ لوگ اسلام لائے تھے لیکن وہ اسلام کے لحاظ سے ہم سے افضل تھے۔  
 عثمان نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر آپ نے مجھ سے پہلے سبقت اختیار کی  
 تو آپ سے پہلے ان لوگوں نے سبقت اختیار کی ہے جو آپ سے اور مجھ سے بہتر تھے۔ امیر المومنین  
 چھ ماہ مجھ سے بہتر کون شخص تھے۔ عثمان نے کہا ابو بکر اور عمر حضرت امیر علیہ السلام نے کہا تم غلط کہتے ہو



میں تم سے اور ان دونوں سے بہتر ہوں۔ میں نے تم سے اور ان سے پہلے اللہ کی عبادت کی۔ اور تمہارے بعد بھی عبادت کرتا رہوں گا۔ حسان نے ایک شعر کے ذریعے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ حضرت ابو بکر حضرت علی سے پہلے اسلام لائے تھے۔ حسان ایک شاعر ہے اور اس کی دشمنی علی علیہ السلام سے ظاہر ہے۔ اس بارہ میں ابو ہریرہ کی روایت قابل اعتبار نہیں ہے کیوں کہ وہ خاذلین میں سے تھا۔ اور کثرت روایات کے سبب حضرت عمرؓ نے اس کو دورہ مارا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ بڑا جھوٹا ہے۔ ابراہیم نخعی کی روایت اس لحاظ سے ساقط الاعتبار ہے کہ وہ پکانا صبی ہے۔ اور اس نے حضرت امام حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اور ابن اشعث کے ساتھ رہ کر عبیدہ بن زیاد کے لشکر میں شامل ہو کر خراسان کی طرف خروج کیا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ صلیب کی شراب سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

وہ روایات جن کی رو سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت علیؑ سب سے پہلے اسلام لائے اس بارے میں تنہا میں تصنیف ہو چکی ہیں۔ بعض روایات وہ ہیں جن کو سدی نے ابومالک سے وہ ابن عباس سے آیت والسابقون الاولون اولہک المقربون کے تحت روایت کرتے ہیں کہ اس آیت میں سابق الاسلام علی بن ابی طالب ہیں۔ مالک بن انس ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم حضرت علیؑ نے اہل ایمان سے پہلے ایمان لانے میں پہل کی ہے۔ اور قیامت کے روز تمام بندوں سے پہلے جنت میں تشریف لے جائیں گے۔

ابو بکر شیرازی کی کتاب میں مالک بن انس سے وہ بھی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت والسابقون الاولون امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپؑ نے تمام لوگوں سے پہلے ایمان لانے میں بیعت کی ہے اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور دو بیعتیں کی ہیں ایک بیعت بدر اور دوسری بیعت رضوان۔ اور دو ہجرتیں کی ہیں ایک ہجرت مکہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت حبشہ سے مدینہ کی طرف۔ (حضرت علیؑ کی یہ ہجرت ثابت نہیں ہے۔ آپؑ نے صرف مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے۔)

مفسرین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے بلکہ اکثر تفاسیر میں یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کی جس آیت میں یا ایہا الذین آمنوا سے خطاب کیا گیا ہے۔ اس آیت کے سردار علیؑ ہیں۔ کیوں کہ آپؑ تمام لوگوں سے پہلے اسلام لائے ہیں۔

المخصائص العلویہ میں نطنزی اپنے اسناد سے ابوالہیثم بن اسمعیل سے وہ مامون سے وہ رشید سے وہ مہدی سے وہ منصور سے وہ اپنے دادا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بن خطاب کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تم مسلمانوں میں اسلام لانے کے لحاظ سے پہلے ہو۔ اور ایمان لانے میں مومنین سے پہلے ہو۔

المعرفة والتاريخ میں ابو یوسف نسوی نے تحریر کیا ہے کہ سدی نے ابومالک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی مجتہد پر سب سے پہلے ایمان لایا۔ اور سب سے پہلے میری نصیحت کی۔ حلیۃ الاولیاء میں ابو نعیم اور المخصائص میں نطنزی اپنے اسناد سے ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا۔ اے علی! اساتذہ خصوصیات ایسی ہیں جن کا تیرے ساتھ اور کوئی قیامت کے روز تک مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تم تمام مومنین سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے سے زیادہ خدا کے پورا کرنے والے ہو۔ تمام لوگوں سے رعایا پر زیادہ ہریان ہو سب سے زیادہ مساوی تقسیم کرنے والے ہو۔ فیصلے کی حقیقت میں سب سے زیادہ سوچ بوجھ سے کام لینے والے ہو۔ اور قیامت کے روز سب سے زیادہ مرتبے والے ہو۔

خطیب اربعین میں مجاہد سے وہ ابن عباس سے۔ اسے احمد نے اپنی کتاب فضائل میں ثعلبی نے کتاب کشف میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ عبدالرحمن بن علی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ دونوں حضرات کا بیان ہے کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امتوں میں اسلام لانے میں اسبقیت کرنے والے تین شخص ہیں جنہوں نے ایک لمحہ بھی کفر نہیں کیا۔ وہ علی بن ابی طالب۔ صاحب بدیس۔ اور آل فرعون ہیں۔ یہ حضرات صلیق ہیں۔ علی ان سے افضل ہیں۔

فریدس ویلمی میں تحریر ہے کہ حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثلثہ من الاولین سے من الاخرین کی تفسیر میں فرمایا۔ یہ دونوں گروہ اس امت میں ہوں گے۔

ثلثہ من الاولین کی تفسیر میں محمد بن فرات امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے حضرت آدم کا مقتول فرزند ہابیل اور مومن آل فرعون مراد ہیں۔ اور وقیل من الاخرین مراد علی بن ابی طالب ہیں۔

خزکوشتی شرف ابنی میں تحریر کرتے ہیں کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا کہ تم لوگوں کو ہونا چاہیے کہ یہ وہ شخص ہیں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ یہ صلیق اکبر



ہیں۔ اور یہ اس امرت کے خلاف ہیں۔ حق اور باطل کے درمیان حد قائم کریں گے۔ یہ مسلمانوں کے یعسوب ہیں۔ اور مال ظالموں کا یعسوب ہے۔

زید بن ارقم اور عظیم کندی نے کہا۔ علی بن ابی طالب سب سے پہلے اسلام لائے۔ بحوالہ جامع ترمذی ابانہ عکبری۔ تاریخ خطیب۔ طبری۔

ابن عباس نے کہا۔ جناب خدیجہ کے بعد سب سے پہلے علی علیہ السلام ایمان لائے۔ بحوالہ محمد بن سعد کتاب طبقات میں اور امام احمد بن حنبل مسند میں۔

تاریخ طبری اور ابن عیینہ نوار زمی میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن اسحاق نے کہا کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لائے اس کی تصدیق کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

عبارت ابن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمام لوگوں سے سات سال پہلے اسلام لایا تھا۔ بحوالہ فضائل الصحابہ عکبر سے مشد امام احمد بن حنبل۔

ابو ذر اور انس سے روایت ہے۔ حدیث کے الفاظ ابو ذر کہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علی پر سات سال پہلے درود بھیجا تھا۔ اس وقت کوئی شخص بھی اسلام نہیں لایا تھا۔ بحوالہ کتاب ابن مردودہ اصفہانی منظر سمعانی امامی سہل بن عبد اللہ مروزی۔

حجۃ العرفی نے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شبہ کو مبعوث ہوئے۔ اوپہ میں سہ شبہ کے روز اسلام لایا۔ بحوالہ تاریخ بغداد۔ رسالہ قویہ سند موصول۔ خصائص لفظی۔

حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے۔ بحوالہ تاریخ طبری۔ تفسیر ثعلبی بذریعہ مندرجہ ذیل روایات محمد بن منکدر۔ یحییٰ بن ابی عبد الرحمن۔ ابو حازم مدنی۔ محمد بن سائب کلبی۔ قتادہ۔ مجاہد۔ ابن عباس۔ جابر بن عبد اللہ۔ زید بن ارقم۔ عمرو بن مرہ۔ شعبہ بن حجاج۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ

صدقته وجميع الناس فيهم من الضلالة والاشك والتمسك

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی۔ جب تمام لوگ گمراہی شرب اور خوسن کی مصیبت میں گرفتار تھے۔ بحوالہ سربراہ صحابہ۔ خیال تابعین۔ اکثر محدثین۔ حبیب اللہ۔ ابو ذر۔ مقداد۔ عمار۔ زید بن صوحان۔ حذیفہ۔ ابو شیم۔ خزیمہ۔ ابو تراب۔ حذری۔ ابی۔ ابو رافع۔ ام سلمہ۔ سعد بن ابی وقاص۔ موسیٰ اشعری۔ انس بن مالک۔ ابو طفیل۔ جبیر بن مطعم۔ عمرو بن حمق۔ حجۃ العرفی۔ جابر بن حضری۔ عارف اعدو عبایہ۔ امی۔ مالک بن حویرث۔ قشیر بن عباس۔ سعد بن قیس۔ مالک اشتر۔ ہاشم بن عقبہ۔ محمد بن کعب۔

حمیٰ خفہ کا

من كان فصد قبل كل موحد يدعوا لاله الواحد القهار

من كان على القبلتين وقومه  
مثل النواحق تعمل الاسفارا

شکر بہتہ و افہم ہے۔



ابن عباس نے کہا: خدا کی قسم ہمیں ان لوگوں کے سوا شخص نے نہ کہا کہ اسلام قبول کیا۔ اور انہی لوگوں کے متعلق یہ آیت ہے۔ اولئك هم الامم وهم مهتدون ان لوگوں کے لئے اس سے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اس سے مراد حضرت علیؓ کی ذات والا صفات ہے۔

کتاب اصول کافی میں ہے۔ ابو بصیر۔ ابو جعفر۔ اور ابو عبد اللہ علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ دونوں حضرات نے فرمایا کہ جب لوگوں نے رسول اللہؐ کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کے رہنے والوں کے ہاک کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؓ کے سوا حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی تکذیب نہیں کی۔ اس بارے میں یہ آیت ہے۔ فتول عنهم فما انت مملوم پھر اللہ نے مومنین پر رحم کیا۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ کہ ان لوگوں کو نصیحت کرو۔ اور نصیحت مومنین کو فائدہ دے گی۔

مخالف اور موافق دونوں حضرات مختلف سلسلہ احادیث میں بیان کیا ہے ان میں سے ابو بصیر اور مصنف بن عبد اللہ عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر علیؓ کا ایمان میری امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ اگر میری امت کا ایمان علیؓ کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے۔ تو علیؓ کے ایمان کا پڑا میری قیامت تک ہونے والی امت کے اعمال کے پڑے سے بھاری ہوگا۔

ابو جابر عطار دی نے ایک قوم کو حضرت علیؓ کو گالیاں دیتے ہوئے سنا۔ تو آپ نے کہا تمہارے لئے طاقت ہو تم اس نعل سے باز آ جاؤ۔ کیا تم رسول اللہؐ کے بھائی اور اس کے چچا کو بھائی کو گالیاں دیتے ہو۔ جس نے سب سے پہلے رسول اللہؐ کی تصدیق کی۔ اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے۔ علیؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھنٹہ پیرے رہنا تمہاری تمام عمروں سے بہتر ہے۔ علیؓ کا ایمان باطنی ہے۔ کیوں کہ وہ ولی اللہ ہیں۔ یہ بات آیت تطہیر اور مباہلہ وغیرہا سے ثابت ہے۔ لوگوں کا اسلام ظاہر ہو گا۔

شیخ عزی نے کتاب المنزول میں مالک بن انس سے وہ حمید سے وہ انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ کہ یہ علیؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

الواحدی للباب فقول القرآن میں آیت فمن شرح الله صدره للإسلام فهو على نور من دينه کے متعلق تحریر کیا کہ یہ آیت جناب حمزہ اور حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔  
فویل للناسية قلوبهم ابولہب اور اس کی اولاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لاتتحدوا الکافرین اولیاء من دون اللہ کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

الذین یظنون انہم صلاقیواریہم وانہم الیہ راجعون کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت علیؑ بن عثمان بن مظعونؓ، عمار اور ابن حضرت کے دوستوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ والذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنة علی کے حق میں نازل ہوئی ہے آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے نماز پڑھنے والے ہیں۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا۔ انہما استجب الذین یسمعون والموتی یبعثہم اللہ ثم الیہ راجعون علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آپ پہلے مننے والے ہیں، اور مردہ سے مراد ولید بن عقبہؓ ہے۔ نیز امام علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت انہما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ آیت کے معنی امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں۔

شیخ زکی نزول القرآن میں عطا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ واحدی الاسباب والنزول احمد الوسیط میں ابن لبیٰ سے وہ حکم سے وہ حکم سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں نجیب اپنی تاریخ میں نوح بن خلف سے ابن بطہ ابانہ میں احمد بن حنبل فضائل میں کبھی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں علامہ شعبی اپنی تفسیر میں ابو نعیم فیما نزل القرآن فی علیؑ (ع) میں ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اور ابن ہبیدہ سے وہ عمرو بن دینار سے وہ ابو العالیہ سے وہ عکرمہ سے اور ابو سعید سے وہ یونس سے وہ ابو عمر سے اور مجاہد سے یہ تمام کے تمام ابن عباس سے روایت کرتے ہیں صاحب الاغانی اور صاحب تنجیہ التراجم نے ابن جریر ابن عباس اور قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی روایت ہے۔ حدیث کے الفاظ امام کے ہیں حضرت علیؑ علیہ السلام سے ولید بن عقبہؓ نے کہا۔ میں آپ سے نیز سے کے لحاظ سے تیز مرزبان کے لحاظ سے فصیح تر اور فوجی لحاظ سے قوی تر ہوں امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے ناستی، جیسا تو نے کہا ہے ایسا نہیں ہے بہت سے روایات میں ہے حضرت نے



فرمایا: اے ماسق! چپ رہ۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: افسن کان مومن کان فاسقاً لا یستون  
مومن سے مراد علی بودائی طالب ہیں اور فاسق سے مراد ولید ہے۔ اما الذین آمنوا وامنوا الصالحات  
علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور اما الذین فسقوا ولید کے پاس سے ہیں نازل ہوئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تیس سال تک زندہ رہے۔ اپنے بھائی اور  
صحابت سے خیرت دیتے رہے۔ دوسرے کے نازیباں پر طعین۔ اللہ کی بارگاہ میں گریہ نہاری کیا۔ وہاں  
انگلیں۔ باغیوں سے جہاد کیا۔ خطبات دیئے۔ مواظف فرمائے۔ (انبیاء کی) سیر میں بیان کیں، حفظ کے احکام  
بیان کئے۔ کائنات میں علوم کو تقسیم کیا۔ یہ سب باتیں حضرت کے ایمانی فضائل کی دلیل ہیں۔

تفسیر یوسف بن موسیٰ قطان سے۔ یحییٰ بن جراح عطا خراسانی میں ہے۔ کہ ابن عباس نے کہا۔  
آیت انما المؤمنون الذین امنوا صدقوا باطہ ورسولہ ثم لیسر تالوا یعنی جنہوں نے ایمان  
میں شک نہیں کیا یہ آیت علی جعفر اور حمزہ کے بار سے میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اللہ  
کی اطاعت میں اپنے مال اور جانوں کو قربی کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے اہلن میں بچے ہیں۔ اللہ نے ان  
کے صدق اور مقابواری کی گواہی دی ہے۔ مہاک نے کہا کہ ابن عباس نے کہا۔ الذین امنوا باللہ ورسولہ  
ثم لیسر تالوا وجاهدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ کی تفسیر سے حضرت علی اس آیت کی  
تمام خصوصیات سے متصف ہونے کی وجہ سے بزرگی اور شرافت کے مالک ہو سکے ہیں۔

ابن ربیع نے مرفوعہ اصول الحدیث میں تحریر کیا ہے کہ اصحاب تالیف میں سے کسی نے حضرت علی کے تمام  
لوگوں سے اسلام نہ لے لیا تھا۔ بلکہ اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ اختلاف آپ کے بالغ ہونے اور نہ ہونے کا ہے۔ اس  
صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر معاذ اللہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آپ نے ایسے شخص کو قبول اسلام کی کیوں  
دعوت دی جس کا اسلام قبول ہی نہیں تھا۔ ان حالات کے تحت تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت علی کا اسلام  
پہلی میں قبول تھا۔ یہی آپ کا اسلام قبول فرما کر آپ کے فضائل میں داخل ہے آپ کی مثال حضرت  
یحییٰ جیسی ہے۔ آپ ایک گھٹے کے تھے کہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور اس نے مجھے  
کتاب عطا کی ہے۔ حضرت یحییٰ کی مانند ہیں۔ وایتناہ الحکمہ حبیباً ہم نے ان کو یحییٰ میں حکم سے  
نوازا تھا۔ حکم کا درجہ اسلام کے بعد ہوتا ہے۔

اہل سنت نے تحریر کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو یحییٰ میں حکم ملا تھا۔ اسی طرح حضرت دانیالؑ اور صاحب

جریح کو حکم ملا۔ شاہد یوسف نے جھوٹے میں گواہی دی۔ اصحابِ شیعہ کے ایک بچے نے گواہی دی۔  
 بڑھیا کے بچے اور فرعون کی بیٹی کی کنگامی کرنے والی عورت کے بچہ نے گواہی دی۔ اہل سنت و اجماعت کے  
 ہیں حیثیت مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمر وغیرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وفد سے فرمایا  
 تمہارا امام وہ ہونا چاہئے جو تم میں سب سے زیادہ اچھا قادی ہو۔ انہوں نے عمری سلمہ کو آگے بڑھایا۔  
 عمر اس کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ عمری سلمہ کا بیان ہے کہ میرے باپ پر ایک چادر تھی۔ جب  
 میں نے سجدہ کیا تو وہ کھل گئی تو میں نے ایک عورت نے کہا کہ اپنے امام کی شرکاء کو چھپا دو۔ جب آٹھ سال  
 کے ہوئے کی امامت چلا رہے۔ تو حضرت علی کی عمر تو کبھی کے بیان کے مطابق نو سال کی تھی تو آپ توحید  
 اور رسالت کی گواہی کیوں نہ دے سکتے تھے۔ امام شافعی نے کہا کہ حضرت علی کے اسلام کو تسلیم کرتے ہیں  
 کیوں کہ بالغ ہونے کی منت کم سے کم نو سال ہے مخلصہ مجاہدین اسحاق۔ احمد بن یحییٰ بن اسمعیل اور جابر بن عبد اللہ  
 نے کہا ہے کہ حضرت علی کی عمر نو سال کی تھی اہل سنت کے بیان کے مطابق حضرت علی کی عمر ۶۳ سال  
 کی تھی۔ ۳۳ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۲۹ سال چھ ماہ زندہ رہے۔  
 بعض کا یہ بھی ہے کہ آپ گیارہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ اور ابو طالب ہارون نے کہلے کہ آپ بارہ سال  
 کی عمر میں اسلام لائے۔ کچھ اور لوگوں نے کہا کہ آپ تیرہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ ابو طیب طبری نے  
 کہا ہے کہ میں نے فضائل الصحابہ کے تحت امام احمد بن حنبل کے ذریعے ایک روایت دیکھی ہے کہ قتادہ  
 نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم لائے آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ نسوی نے اپنی تاریخ  
 میں تحریر کیا ہے کہ قتادہ کا بیان ہے کہ حضرت علی کا یہ شعر کہ غلاماً ما بلغت اوان حلی میں اس  
 وقت اسلام لایا جبکہ میں بالغ نہ تھا۔ اصل میں یوں ہے۔ غلاماً قد بلغت اوان حلی میں اس  
 وقت اسلام لایا جبکہ میں بالغ اور عقل مند تھا۔

### حضرت امیر کا سب سے پہلے نماز پڑھنا

ابو عبید اللہ وزبانی اور ابو نعیم اصفہانی نے اپنی اپنی کتابوں فیما قبل من القرآن فی علی میں اور نظری  
 نے خصائص علویہ میں کبھی سے وہ ابو علی سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور عباسی امام  
 محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت و رکوع مع الزکویں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی  
 طالب کے پاس میں شامل ہوئی ہے۔ یہ دونوں حضرات سب سے پہلے نماز پڑھنے والے اور رکوع



کرنے والے ہیں۔

تفسیر سدی میں قنابہ سے روایت ہے۔ وہ عطا سے وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت

ان ربك يعلم انت تقوم اذنى من ثلثي الليل ونصفه وثلثه وطائفة من الذين

معك سے مراد سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

تفسیر القطان میں وکیع سے وہ سفیان سے وہ سدی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت

کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ یا ایہا المدثر محمد بن عباس پہنو۔ قمر فاند ر یعنی نماز پڑھو اور علی کو بلاؤ۔ تاکہ وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں۔

تفسیر یعقوب بن سفیان میں ہے کہ ہمیں ابو بکر حبیری نے حدیث بیان کی کہ وہ سفیان بن سے وہ ابن

ابی جمیح سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عباس نے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بعثت کا ذکر کیا۔ پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے اس دوران میں

حضرت علی تشریف لائے اور عرض کیا۔ اے انبیاء کیا کر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا۔ یہ اللہ کا دین ہے۔ حضرت

علی ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ پھر وہ دونوں نماز پڑھنے رکوع کرنے اور سجود کرنے لگے۔ اس حالت میں

دونوں حضرات کو اہل مکہ نے دیکھا۔ اور یہ خبر مکہ میں پھیل گئی۔ اور انہوں نے کہا شروع کیا کہ محمد بنوں پر

لگے ہیں اور یہ آیت نازل ہوئی فوج واقفہ وہاں سطر وں وہاں انت بنعمة ربك۔ بھنوں

خز کوئی شرف انہی میں تحریر کرتے ہیں کہ جبریل مکہ کے پہاڑوں کے اوپر والے حصہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو نماز کی تعلیم دی۔ وادی تیرہ پانی کا ایک چشمہ چھوٹا تھا جس میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وضو کیا۔ رسول اللہ نے اس بات سے وضو کرنا سیکھ لیا۔ اور آپ نے علی کو وضو کی

تعلیم دی۔

تاریخ طبری۔ بلاذری، جامع ترمذی۔ ابانہ عکبری۔ فروس دیلمی۔ احادیث ابو بکر بن مالک اور فضائل

المصالحہ میں زعفرانی زید بن ہارون سے وہ شعب بن عمرو بن مرہ سے وہ ابو حمزہ سے اور وہ زید بن

ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ مسند امام احمد بن حنبل میں عمرو بن میمون سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے

ہیں۔ دونوں راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میرے ساتھ علیؑ نے نماز

پڑھی۔ تاریخ نسوی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کی ذات تھی۔

جامع ترمذی، مسند ابو یعلیٰ موصلی میں انس سے اور تاریخ طبری میں جابر سے روایت ہے کہ پیر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ رسالت ہوئے۔ اور حضرت علیؑ نے شگل کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابو یوسف نسوی المعروف میں، ابو القاسم عبد العزیز بن اسحاق اخبار ابی رافع میں ۴۰ طریقوں سے ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے اول حصہ میں نماز پڑھی اور خدیجہؓ نے پیر کے آخری حصہ میں اور حضرت علیؑ نے شگل کی صبح کو نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل میں نسوی المعروف میں ترمذی جامع میں ابی لطف نے ابانہ میں علی بن جعد سے وہ شخص سے وہ مسلم بن کھیل سے وہ جہدہ لہرنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرات سے ہوئے سنا کہ میں سنا شخص ہوں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل الصحابہ میں نیز مسلم بن کھیل سے وہ جہدہ لہرنی سے روایت کرتے ہیں۔ جہدہ لہرنی ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے معبود! میں اس اہمیت میں تیرے نبی کے سوا تیرا عبد اور کسی کو نہیں جانتا۔

آپ نے تین مرتبہ فرمایا الخ۔ مسند ابی یعلیٰ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں اس اہمیت میں اس نبی کے بعد اپنے سوا اور کسی کو اللہ تعالیٰ کا عبد نہیں جانتا۔ الخ

حسین بن علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے ایت تو اہم رکعت سجدہ علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ ایت الذین یقیمون الصلوٰۃ دیوتون الزکوٰۃ وہم راکعون حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر القحطان میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں سجدہ کی حالت میں نماز میں کیا کہوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ صبح اسم ربک العلیٰ عرض کیا رکوع کی حالت میں کیا کہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ صبح باسم ربک العظیم آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان بحیروں کو نماز میں ادا کیا۔



کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت علی علیہ السلام کی ذات تھی۔

جامع ترمذی، مستدرک ابویعلیٰ موصلی میں انس سے اور تاریخ طبری میں جابر سے روایت ہے کہ پیر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ رسالت ہوئے اور حضرت علیؑ نے شگل کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابو یوسف نسوی المعروف فیہ، ابو القاسم عبد العزیز بن اسحاق اخبار ابی رافع میں ۴۰ طریقوں سے ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے اول حصہ میں نماز پڑھی اور خدیجہؓ نے پیر کے آخری حصہ میں اور حضرت علیؑ نے شگل کی صبح کو نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مستدرک العشرہ اور فضائل میں نسوی المعروف فیہ ترمذی جامع میں ابن ابی لبید نے ابانہ میں علی بن جعد سے وہ شخص سے وہ مسلم بن کھیل سے وہ جہدہ بنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں یہ سنا شخص ہوں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مستدرک العشرہ اور فضائل الصحابہ میں نیز مسلم بن کھیل سے وہ جہدہ بنی سے روایت کرتے ہیں جہدہ بنی ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: اے معبود! میں اس اہمیت میں تیرے نبی کے سوا تیرا عبد اور کسی کو نہیں جانتا۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: الخ۔ مسند ابی یعلیٰ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں اس اہمیت میں اس کی نبی کے بعد اپنے سوا اور کسی کو اللہ تعالیٰ کا عبد نہیں جانتا۔ الخ

حسین بن علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے ایت تو اہم رکعت سجدۃ علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ آیت الذین یقیمون الصلوۃ دیوتون الزکوۃ وہم راکعون حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر القحطان میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سجدہ کی حالت میں نماز میں کیا کہوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ سبح اسم ربک العلیٰ عرض کیا رکوع کی حالت میں کیا کہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ سبح اسم ربک العظیم آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس تحکیموں کو نماز میں ادا کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کے تمام لوگوں سے سات سال اور کچھ ماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور لوگوں کے ساتھ چودہ سال۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ۳۰ سال تک نماز پڑھی۔

شرح لا خیل میں ابن فیاض ابو ایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علی پر سات سال درود بھیجا۔ کیونکہ علی سے پہلے مجھ پر کوئی شخص ایمان نہیں لایا تھا۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت ہے۔ **الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ذِينَ تَخْضَوْنَ مِنْ فِي الْأَرْضِ**

ایک روایت میں زیاد بن منذر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں۔ آپ امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ کئی سال تک فرشتے صرف رسول اللہ اور میرے لئے استغفار کرتے رہے اور ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ **وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ذِينَ تَخْضَوْنَ مِنْ فِي الْأَرْضِ**

ایک جماعت نے انس اور ابو ایوب سے، ابن شریک نے فردوس میں جابر سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے سات سال پہلے مجھ پر اور علی بن ابی طالب پر درود پڑھا کیوں کہ علی نماز پڑھتے تھے اور میرے ساتھ اور کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ایک روایت ہے کہ میرے اور علی کے سوا اور کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ میرے ساتھ علی کے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔

سنن ابن ماجہ اور تفسیر شعبی میں عبداللہ بن ابی رافع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھپ کر سات سال اور کچھ ماہ نماز پڑھی۔

تایید بخ طبری اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ علی بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ رسول اللہ کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں۔ میں سے جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہوگا۔ (لوگوں سے پہلے) میں سات سال تک رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھتا رہا۔

مسند امام احمد بن حنبل اور مسند ابو یعلیٰ میں جبۃ العری سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔



حضرت علی علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ ۴۰ سال تک مسیت  
القدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ بحراب کی جگہ وہ تھی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور  
آنحضرت کے ساتھ حضرت علی اور جناب خدیجہ نماز پڑھتی تھیں۔ یہ بحراب کی جگہ مشہور و معروف  
ہے۔ وہ شعب بنو ہاشم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کے دروازے کے پاس ہے۔ ہم  
نے شیرازی سے احوال سنت نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ آیت والسا بقون الاولون  
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے شان میں نازل ہوئی ہے آپ تمام لوگوں سے پہلے ایمان لائے۔ اور دو  
قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ اور دو بیتیں لیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے کعبہ کی طرف منہ کر کے ۳۹ سال نماز پڑھی۔

تاریخ طبری میں تین طریقوں سے روایت ہے۔ ابانۃ العکبری میں چار طریقوں سے کتاب  
البعث میں محمد بن اسحاق سے اور تاریخ میں نسوی سے تفسیر ثعلبی میں کتاب الماوردی میں اسد  
ابو جلی موصی سے اور مسند کئی بن یحییٰ میں کتاب ابو عبد اللہ محمد بن زیاد نیشاپوری میں۔ عبد اللہ بن احمد  
بن حنبل سے وہ اپنے استاد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسماعیل بن یاس بن عقیف سے وہ اپنے  
باپ سے ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ اشعث بن قیس کدی کے بھائی عقیف نے ایک نوجوان کو نماز  
پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک روکا آیا وہ اس نوجوان کے دائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت  
آئی وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ عقیف نے عباس  
سے کہا کہ یہ تو ایک امر عظیم ہے۔ عباس نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ یہ محمد ہیں یہ علی ہیں اھدیہ  
خدیجہ کہے۔ میرے بھتیجے نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ اس کا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے اس  
کے رب سے اس دین کا اس کو حکم دیا ہے۔ خدا کی قسم ان تین آدمیوں کے سوا اس دین کا کوئی اور پیرو  
نہیں ہے۔

کتاب النسوی میں تحریر ہے کہ یہ بات عقیف نے اپنے اسلام لانے کے بعد بیان کی عقیف نے

۱۔ مفصل واقعات امام سہلی کی کتاب خصائص امیر المومنین علیہ السلام کا حفظ کریں اس کتاب کی تالیف پر امام  
موصوف کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا اردو ترجمہ اترنے کر دیا ہے مکتبہ جدیدہ طبعان سے مل سکتا ہے

کہا مگر میں اس وقت اسلام آجاتا تو حضرت علی کے ساتھ دوسرا آدمی ہوتا ایک اور یحیٰی میں محمد بن اسحاق  
 عقیف سے روایت کرتے ہیں کہ جب میں مکہ سے باہر نکلا تو میں نے ایک خوبصورت نوجوان کو گھوڑے  
 پر سوار دیکھا اس نے کہا اے عقیف! تم نے اس سفر میں کیا دیکھا میں نے اسے سارے وقت سے  
 آگاہ کیا۔ اس نے کہا مجھے عباس نے یہ سچ کہا ہے۔ خدا کی قسم اس کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے۔ اور اس  
 کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ میں نے کہا آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا آپ کا چچا زاد بھائی  
 اور آپ کی بیٹی کا شوہر ہوگا۔ اے عقیف! اس شخص کے لئے تباہی ہی تباہی ہے جو آپ کا حق آپ کو نہ دے گا  
 شرح الاخبار میں ابن قیاض اور ابو جحاف ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام  
 نے فرمایا حضرت ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اودھم مہ نوں سجدہ کی حالت میں تھے۔ کہا یہ کام  
 کئے جہاد پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا میں دیکھوں گا کہ تم اس کی کس طرح اطاعت کرتے ہو۔ اور مجھے اس بات  
 کی طرف رغبت دلاتے ہو۔

کتب الشیعہ میں ہے کہ جب بنی مسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ مسجد الحرام میں تشریف لائے  
 آپ نے وہاں نماز پڑھنی شروع کر دی حضرت علیؑ کا گذر ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۹ سال کی تھی۔  
 آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ میرے پاس آجاؤ۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول  
 اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ میں تمہاری طرف خاص اور دیگر لوگوں کی طرف عام طور پر بنی کریموں سے آجاؤ  
 اور میری خدمت میں طرف کھڑے ہو کر میرے ساتھ نماز پڑھو۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جا کر  
 اپنے والد ابوطالب سے اجازت حاصل کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد۔ وہ تم کو اجازت دے  
 دیں گے۔ حضرت علیؑ جناب ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیروی کی اجازت  
 طلب کی جناب ابوطالب نے فرمایا اے بیٹے! تم کو معلوم ہونا چاہیے۔ خدا کی قسم محمدؐ ہمیشہ سے آئین  
 رہے ہیں۔ جاؤ ان کی اتباع کرو۔ ہدایت پاؤ گے اور فلاح حاصل کرو گے۔ اور کلمہ شہادتیں کی گواہی  
 حضرت علیؑ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا  
 فرما رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب کھڑے ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی  
 جناب ابوطالب کا دونوں کے پاس سے گزر ہوا۔ اور یہ دونوں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوطالب نے  
 کہا اے محمدؐ کیا تم یہ سب موبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آسمانوں اور زمین کے خدا کی عبادت کر رہا



ہوں اور جو عبادت میں کر رہا ہوں وہی عبادت میرے بھائی علی میرے ساتھ کر رہتا ہیں۔ اے چچا! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ جو واحد اور قہار ہے۔ حضرت ابو طالب اس قدر ہنسے کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے۔ اور ابو طالب نے یہ شعر پڑھا:

والله من يصلوا اليك بحمدهم حتى اغيب في اتراب دنيانا  
خدا کی قسم یہ اپنی جمعیت کے باوجود تیرا بال تک نہیں بگاڑ سکیں گے۔ جب تک میں قبر میں

پہنچتا ہوں۔

تاریخ طبری اور کتاب محمد بن اسحاق میں ہے۔ کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھاٹیوں کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ اور حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ آپ اپنی قوم سے پوشیدہ ہو کر جاتے تھے۔ دونوں ان گھاٹیوں میں نماز پڑھتے تھے۔ جب شام ہو جاتی تھی۔ تو دونوں لوٹ کر ظہر میں اپنے اپنے گھر آ جاتے تھے۔ ایک مدت تک دونوں کا یہی معمول رہا۔ تبھی نے حدیث کی ہے کہ ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابو طالب نے اس سے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آگاہ کیا یہ اللہ کا دین ہے۔ اور اس کے فرشتوں کا دین ہے۔ اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔

حضرت ابو طالب سے گفتگو کے واسطے میں حضرت علیؓ نے کہا۔ اے باپ! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا ہوں۔ اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے لائے ہیں۔ میں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اور میں آپ کے ساتھ اللہ کی نماز پڑھتا ہوں۔ ابو طالب نے کہا محمد تمہیں بھلائی ہی کی طرف بلاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ لگے رہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلی جماعت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت ابو طالب کا وہاں سے گزر ہوا۔ اور حضرت جعفر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ابو طالب نے کہا اے بیٹے! اپنے چچا کو بھائی کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ حضرت جعفر نے بھی یہی فرمایا۔ آنحضرت نے جب اس بات کو محسوس کیا۔ تو ان دونوں کو ساتھ ملا لیا۔ حضرت ابو طالب خوشی کی حالت میں واپس چلے گئے۔

آیت قد افلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون حضرت علیؓ کی شان

میں نازل ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ خاشع اس شخص کو کہتے ہیں جس کا وجود محراب میں ہو۔ اور دل پاک و ہاب کے پاس ہو۔

ابو اصفیاء صبح امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت واستعینوا بالصبر والصلوة وانها الکبیرة الاعلیٰ الخاشعین میں فرمایا کہ علی خاشعین میں سے ہیں۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ کی طرح حضرت علی کے سوا اور کسی نے نماز نہیں پڑھی اور حضرت علی کی طرح علی بن حسین نے نماز پڑھی ہے۔

تفسیر کعبہ - سدی اور عطاء میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو ناقتے بطور ہدیہ کے دیئے جو بڑے قد اور موٹے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کوئی تم میں ایسا آدمی ہے جو دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ بحالت قیام درکوع و سجود اور وضو و خشوع میں کسی قسم کا دنیا کا خیال اس کے دل میں نہ گزرے۔ میں ایسے شخص کو ایک ناقہ دوں گا۔ رسول اللہ نے اس بات کو تین دفعہ دہرایا۔ اصحاب میں سے کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایسی دو رکعتیں میں پڑھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پڑھو۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی نماز شروع کر دی اور دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا۔

جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلام یہ کہا ہے کہ ناقہ علی کو دے دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تو اس سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اس کے دل میں دو رکعتوں کے اندر دنیا کا کوئی خیال نہ گزرے۔ لیکن جب وہ شہید میں تھے۔ تو اس کے دل میں یہ خیال گنوا کہ کون سی ناقہ لوں۔ جبرائیل نے عرض کیا اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ علی نے یہ خیال کیا کہ کون سی بڑی اور موتی ناقہ لوں اور اس کو منحروں۔ اور اس کو اللہ کی راہ میں تصدق کروں اس کا یہ خیال اللہ تعالیٰ نے کے لئے تھا۔ یہ خیال نہ اپنی ذات کے لئے تھا اور نہ ہی اس دنیا کے متعلق تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ رو پڑے اور دونوں ناقے علی کو دے دیئے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ان ذلک لذكری یعنی نصیحت ہے اس کے لئے جو صاحب عقل ہو۔ والقی اسمع یعنی امیر المومنین اپنی زبان سے جو کلام خدا کی تلاوت کریں اس کو گوش دل سے سنا۔ وہ شہید یعنی امیر المومنین شاہد القلب ہیں۔ اپنی نمازیں اور دنیا کا کوئی خیال اس کے دل میں نہ تھا۔



## فصل

## امیر المؤمنین علیہ السلام کا سب سے پہلے بیعت کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت دو طرح سے کی گئی۔ ایک بیعت عامہ دوسری بیعت خاصہ خاصہ بیعت جنات نے کی جس میں انسانوں کا کوئی حصہ نہ تھا۔ ایک بیعت انصار کے لئے تھی۔ جس میں یہاں تک کوئی تعلق نہیں تھا۔ بیعت عیشیہ ابتداء کی گئی۔ اور بیعت فدیہ آخر میں واقع ہوئی۔ حضرت علی ان دونوں بیعتوں میں منفرد تھے اور دونوں بیعتوں کے اطراف کو پکڑا۔

بیعت عامہ سے مراد بیعت شجرہ ہے۔ یہ وہ پہلو کا ایک درخت تھا۔ جو حدیبیہ کے کوئٹے کے پاس موجود تھا۔ اس بیعت کو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت ہے بقدر رضی اللہ عن المؤمنین اب یہ جگہ معلوم ہے اور اس درخت کا نام و نشان تک مفقود ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ روحا تھا معلوم یہ کہ والا روحا ہے یا وہ روحا ہے جو حمام کے پاس موجود ہے یا وہ روحا ملو ہے جو مکہ کی راہ پر واقع ہے۔

اس درخت کو سیلاب بہا کر لے گیا ہے۔ اس بیعت میں بھی امیر المؤمنین اور صحابہ سے بیعت کی ہے شیرازی نے اپنی کتاب میں جابر بن انصاری سے روایت کی ہے کہ اس بیعت میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور بیعت کی۔ اس کے بعد ابوسنان عبداللہ بن وہب اس کی پھر سلمان فارسی نے بیعت کی۔

اخبار پیش میں ہے کہ حضرت علی کے بعد عمار نے بیعت کی۔ حضرت علی نے سب لوگوں سے پہلے بیعت کی تھی۔ اور یہ بیعت اس بات پر تھی کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے ان کی جان اور مال خریدے گا اور اس کے عوض میں انہیں جنت عطا کرے گا وہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ لوگوں کو قتل کریں اور خود شہید ہو جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے جو تورات، انجیل اور قرآن میں مذکور ہے۔

ان تمام لوگوں نے جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ کی بیعت موت پر کی تھی۔

معرفۃ نسوی ہیں ہے کہ سلمہ سے پوچھا گیا کہ تم لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کس بات پر کی تھی۔ اس نے کہا موت پر۔

احادیث بصریہ میں احمدی سے روایت ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ لوگوں نے عہدِ نبوی کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی تھی کہ وہ سبھاگیں گے نہیں۔ اور یہ بیعت لیٹنے کے مقام پر ایک حقیقت ہے کہ حضرت علیؑ نے کسی جنگ میں فرار نہیں کیا۔ ابن ابی ہاشم کی روایت کے بموجب بیعت کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار تین سو تھی۔

جابر بن عبد اللہ کی روایت کی رد سے یہ تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

ابن سبیب کی روایت کے مطابق تعداد ایک ہزار پانچ سو تھی۔

ابن عباس نے کہا کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار سات سو تھی۔

اس میں کسی کو کلام نہیں کہ ان بیعت کرنے والوں میں منافق بھی شامل تھے جیسے حدیث میں آیا ہے اور عبد اللہ بن ابی سلول۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کو ایت میں چند اوصاف کے ساتھ مقید فرمایا ہے اور فرمایا فعلہ ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم اللہ تعالیٰ نے ایت نماز میں ابومکر پر سکینہ نازل نہیں کیا تھا۔ بلکہ رسول پر سکینہ نازل کیا تھا۔

سندی اور مجاہد نے کہا کہ جس شخص سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ بیعت کرنے والوں سے ملا تھا وہ حضرت علیؑ صلیہ السلام کی ذات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کی صداقت اور وفا کو جان لیا تھا۔ بیعت کنندگان پر حکم رکایا گیا تھا۔ واوفوا بعهدا علیہم اذا عاہلہم ولا تقنطروا الایمان بعد توکیدھا وتقد جعلتم اللہ صلیکم کفیلاً اللہ سے معاہدہ کرنے کے بعد اسے پورا کرو۔ قسموں کو پکا کرنے کے بعد ٹوڑ دو۔ اپنے آپ پر تم نے اللہ کو کفیل بنالیا ہے۔

نیز فرمایا۔ ان الذین یشاہدونک انہا یشاہدون اللہ ید اللہ فوق یدہم۔ انہما ینکث علی نفسہ اے محمدؐ ابو لوگ آپ سے بیعت کر رہے تھے۔ درحقیقت وہ اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ جو شخص بیعت توڑ دے گا۔ اپنی ذات کے لئے عہد شکنی کرے گا۔

بیعت کو بیعت اس لئے کہتے ہیں کہ یہ جان کے عوض ہے۔



ابن عباس نے کہا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت سمرہ کے نیچے اس بات پر بیعت لی تھی کہ وہ جنگ سے نہ بھاگیں صحابہ میں کوئی شخص بھی اس بات پر قائم نہ رہا۔ انہوں نے تو لاؤ فعلاً اس عہد کو توڑ توڑ دیا تھا۔ جنگ خندق کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت بیان کی ہے۔ ولقد کانوا عاہدوا اللہ من قبل لایؤتوا الا دبار اس سے پہلے تو اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے۔

ابو جہل جن میں اس طرح مذمت کی۔ وضاحت علیکم الاسر من بیمار مبت شر ولستم صوابیہ وحتیٰ کے بارہو زمین تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

ابو جہل حدیث میں بیان فرمایا، اذ تصعدون ولوتلون علی احد الرسول یدعوکم فی اخرکم اس وقت کو یاد کرو جب تم پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ اور رسول اللہ تمہیں پیچھے سے بلاتے تھے۔

جنگ یمین میں بالاتفاق ابو بکر اور عمر واپس آ گئے تھے۔ اور حضرت علی تمام غزوات میں ثابت قدم رہے اور پیٹھ کا پورا پورا لحاظ رکھا۔ اور اس بات پر تمام لوگوں کو اتفاق ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ ثابت قدم رہے تھے کہ آپ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ راجل صدقوا ما عاہدوا اللہ ایہ کچھ آدمی ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا اسے سچا کر دکھلایا اللہ تعالیٰ نے تمام مرنے والوں کے بارے میں نہیں کہا قہر من قہنی فبعض وہ ہیں جو انتقال کر گئے ہیں۔ یعنی عمرو، جعفر اور عبیدہ ومنہم من ینتظر بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں۔ یعنی علی علیہ السلام

جنگ یمین میں تمام صحابہ بھاگ گئے حضرت علی کے ریت کے نیچے بنوا شمس کے آٹھ آدمی ثابت قدم رہے۔ اور ان حضرات کا ابن قتیبہ نے اپنی کتاب المعاد فیہ میں ذکر کیا ہے۔

ارشاد میں شیخ سفید علیہ الرحمہ نے تحریر کیا ہے کہ عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور فضل بن عباس بن عبد المطلب بائیں جانب لڑ رہے تھے ابو سفیان بن حریف بن عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پکڑے ہوئے تھے۔ جبکہ آنحضرت کا بغلہ بدخول کر رہا تھا حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی تلوار سے جلو کر رہے تھے۔

نوفل بن محمد بن عبد المطلب۔ ربیعہ بن عرش بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب  
عقبہ۔ عقبہ بن زید بن ابی لہب بن عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے ہوئے تھے۔

بیعت رضوان تو ایک امانت تھی لیکن اس کی سب سے پہلے مخالفت پہلے دو آدمیوں نے کی۔  
رسول اللہ اپنی ذات اور اپنی خدیت کے لئے بیعت لیا کرتے تھے۔ حافظ ابن مریہ نے اپنی کتاب  
میں تین طریقوں سے حسین بن زید بن علی بن حسین سے اس نے جعفر بن محمد علیہم السلام سے روایت کی ہے  
آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مجھے میرے باپ نے اپنے باپ کے واسطے سے وہاب کے ہاتھ  
حسین بن علی علیہم السلام سے روایت کرنے ہیں۔ کہ عقبہ کے مقام پر انصار کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خدمت میں بیعت کرنے کی عرض سے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ اٹھو اور ان سے بیعت لے لو  
حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں ان کی کس چیز پر بیعت لوں۔ فرمایا۔ اللہ کی  
اطاعت کریں اور میری نافرمانی نہ کریں۔

جس خلع سے اپنی جان و اولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ انہی ذرائع سے رسول اللہ اور آپ کے اہل بیت  
اور اولاد کی حفاظت کریں۔

امام احمد بن حنبل نے ان فضائل میں جبہ عری سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اور امام  
ترمذی سے بھی روایت کی ہے۔ کہ حدیبیہ کے روز کاتب علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔  
طبری نے اپنی تاریخ میں برائین عاذب سے وہ قس نخعی سے روایت کرتے ہیں۔

قطان۔ وکیع۔ ثوری۔ سدی اور مجاہد اپنی اپنی تفسیریں ابن عباس سے ایک طویل حدیث تحریر کرتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ! جو حرف تم لکھتے جاتے تھے۔ اس کو جبرائیل دیکھتے جاتے تھے۔  
تجھے دیکھتے تھے اور مسرور اور خوش ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت عیشہ کے موقع پر فرمایا کہ میں اپنے اہل بیت کی طرف خاص طور اور دیگر  
لوگوں کی طرف عام طور بھیجا گیا ہوں۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تین سال بعد کا ہے۔

طبری نے تاریخ میں، خرکوشی نے تفسیر میں، محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں ابوالکلب سے اس  
نص ابن عباس سے اور ابن جریر سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت راند رعتی یزید الاقس بین تامل

ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم کو جمع کیا۔ اور ان کی تعداد چالیس آدمیوں پر مشتمل تھی۔



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو حکم دیا کہ آپ بکری کی ایک دانہ بکائی اور ایک صلیح ۲۰ سیر آنے کی دو ٹیمیں تیار کریں۔ اور ایک پیالہ دودھ کا مہیا کریں پھر دس دس آدمیوں کو کھانا کھانا شروع کیا سب میر ہو گئے اور ان میں بعض آدمی وہ بھی تھے جو سالم بکری کھا جانے والے اور ایک شکرہ پانی کا پی جانے والے تھے۔

براہین حاذب اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ابوہریر نے کہا اس شخص نے تم پر کس قدر جادو کر دیا ہے۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سیاہ سفید اور سرخ کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں کو وراثت میں تم سے اللہ کی طرف سے چاہتا ہوں کہ تم لا الہ الا اللہ کہو۔ ابوہریر نے کہا آپ نے ہمیں اس عرض کے لئے بلایا تھا بیکہ کروہ اور اس کے باقی ساتھی چلے گئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی۔ دوسرے روز انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بلایا اور کھلا پلا کر کہا۔ اے اولاد عبد المطلب میری اطاعت کرو گے۔ تو تمام یمن کے بادشاہ بن جاؤ گے۔ اللہ نے جس نبی کو بھیجا ہے اس کا ایک وصی، بھائی اور وزیر مقرر کیا ہے۔ تمہارا تم میں سے کون میرا بھائی، میرا وزیر میرا وصی میرا وارث اور میرا قرض ادا کرنے والا بننا چاہتا ہے۔ جبری کی روایت ابن جبر اور ابن عباس سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اس امر میں میری وزارت کون قبول کرے گا تاکہ وہ تم میں میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو؟ یہ سن کر لوگ خاموش ہو گئے۔

ابوہریر شینازی مقاتل سے منہاک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ہذا العشرة اور فضائل الصحابة میں احمد اپنے اسناد سے ریحہ بن ناجد سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ تم میں میری بیعت کون کرتا ہے تاکہ وہ میرا بھائی اور میرا وصی ہو؟ یہ سن کر قوم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ حضرت علی ابن لوگوں میں سب سے پھوٹے تھے آپ نے کھڑے ہو کر کہا دیا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ علی نے تین بار یہ کلمہ کہاتیسری بار رسول اللہ نے فرمایا۔ ہاں! تم ہو رسول اللہ نے اپنا ہاتھ امیر المومنین کے ہاتھ پر مارا۔

نیز کوئی اپنی تفسیر میں۔ ابن عباس۔ ابن جبر اور ابو مالک سے اور تفسیر ثعلبی میں براہین حاذب سے روایت ہے کہ حضرت علی سب قوم سے چھوٹے تھے اور کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ میں ہوں رسول اللہ نے فرمایا

تم ہی ہو۔ اسی وجہ سے آپ رسول اللہ کے دمی ہیں یہ سن کر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابو طالب سے کہنے لگے۔ کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کیجئے۔ کیوں کہ اس کو تمہارا امیر بنا دیا گیا ہے۔ تاہنخ طبری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر لوگ خاموش ہو گئے۔ اور حضرت علی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں آپ کا ذیہ نہوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کی گردن کو پکڑ کر فرمایا۔ یہ میرا بھائی ہے میرا وصی ہے۔ اور تم پر میرا خلیفہ ہے۔ اس کی بات سنو۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر لوگ کھڑے ہو گئے۔ اور ہنسنے لگے اور ابو طالب سے کہا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ اپنے بیٹے کی بات کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

ایک روایت میں حضرت بن نوفل، ابورافع۔ عباد بن اسعد۔ انصاری حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اس کام کے لئے حاضر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم ہی ہو۔ اور مجھے اپنے قریب کر لیا۔ باور میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور آپس میں ہنسنے لگے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اتباع اور اطاعت کے عوض میں کس قدر بڑی چیز اس کے ابن عم نے عطا کی؟

تاہنخ طبری میں ربیعہ بن ناخذ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے امیر المومنین آپ اپنے ابن عم کے کیونکر وارث ہوئے۔ اور آپ کے چچا وارث نہ ہوئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک کلام کے بعد دعوت فوالعشیرہ کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا۔ اور میں تمام لوگوں سے عمر کے لحاظ سے چھوٹا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ ان لوگوں کو دعوت دی تھی۔ اور میں ہر مرتبہ اٹھ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فراتے تھے۔ بیٹھ جاؤ۔ تیسری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دامن ہاتھ میرے ہاتھ پر مار کر فرمایا۔ تم ہی اس منصب کے وارث ہو، میرے چچا زاد بھائی میرے چچا کے مقابلے میں میرے وارث ہوئے؟

ابورافع کی حدیث میں ہے کہ ابو بکر نے عباس سے پوچھا کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دیکھتا ہوں کہ کیا آپ اس بات کو جانتے ہیں کہ رسول اللہ نے آپ لوگوں کو جمع کیا تھا اور فرمایا تھا۔ کہ اے اولاد ابو طالب! اللہ تعالیٰ جس نبی کو مبعوث کرتا ہے۔ اس کے اہل میں اس کا ایک ذیہ



بھائی وہی اور اس کے اہل میں ایک خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ تم میں کون ایسا شخص ہے جو میری بیعت اس بات پر کرے۔ کہ وہ میرا بھائی، میرا زید، میرا وارث، میرا وصی اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہو، ان شرط کے مطابق حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ عباسی نے کہا، ہاں ایسی بات ہے جب یہ بات درست ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کی امامت بذاتِ نفس واجب ہے۔  
**حضرت امیر علیہ السلام کا سبقت کرنا**

سیفان ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے واللہین اذتوا العلم والایمان کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آدمی مومن ہوتا ہے لیکن عالم نہیں ہوتا لیکن حضرت علی میں دونوں باتیں جمع تھیں آپ عالم بھی تھے اور مومن بھی۔

مقاتل میں سیفان ضحاک سے روایت کرتے ہیں اس نے ابن عباس سے انسہا بخشی اللہ من عبادہ العلماء کے بارے میں روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے اللہ سے ڈرتے پڑتے تھے۔ اور اللہ کے فراموش بھلا تے تھے۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے۔

صفوانی نے الاحق والحق میں کلبی سے اس نے ابوصاح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حَسَمَ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ عشق سے علم علی ملا ہے جس میں آپ نے ہر جماعت سے سبقت کی ہے اور ہر فرقے سے ممتاز رہے ہیں۔

محمد بن مسلم، ابو حمزہ ثمالی۔ اور جابر بن یزید امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ علی بن فضال فضیل بن یسار اور ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

احمد بن محمد حلی۔ محمد بن فضیل امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق علیہما السلام سے بھی یہ روایت کی گئی ہے۔ زید بن علی، محمد بن خفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ناہی۔ ابو سعید خدری اور اسماعیل سدی سے روایت ہے۔ ان سب حضرات کا متفقہ بیان ہے قل کفی بالله شہیداً یعنی وسیعکم ومن عندہ علم الکتاب سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں ثعلبی اپنی تفسیر میں ابو معاویہ سے اس نے اعش سے اس نے ابوصاح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ عبد اللہ بن عطا ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جس شخص کے پاس کل کتاب کا علم ہے وہ عبد اللہ بن

سلام ہیں۔ امام نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔  
 سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کہ: ومن عنہ علم الکتاب سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں یا آپ  
 نے کہا ایسا نہیں ہے۔ عبداللہ بن سلام اس آیت سے کیوں کر مراد ہو سکتے ہیں کہ یہ سورہ کی ہے۔ اور  
 عبداللہ مدینہ میں اسلام لائے

ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم اس آیت سے عبداللہ بن سلام مراد نہیں  
 ہیں۔ بلکہ اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں جو تفسیر، تشریح، نسخ، منسوخ، حلال اور حرام کے علم تھے۔  
 ابن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی وہ ہیں جس کے پاس کل کتاب کا علم اول اور آخر کا علم ہے۔  
 نطنزی نے خصائص میں تحریر کیا ہے کہ یہ بات محال اور ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک یہودی  
 کو اپنے ذات کے ساتھ دوسرا گواہ بنائے آیت نازل کئے: یا للہ شہید ابینی و بینکم ومن  
 عندہ علم الکتاب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام کا علم تمام صحابہ پر واضح تھا۔ آپ کے علم کا اعتراف کتے ہوئے آپ کی  
 بیعت کرنی تھی باخط کا بیان ہے کہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ میں سے چار اشخاص سے  
 علم لیا گیا ہے۔ حضرت علی۔ ابن عباس۔ ابن مسعود اور زید بن ثابت ایک گروہ نے عمر بن خطاب کے  
 متعلق یہی اظہار کیا ہے۔ لیکن یہ چاروں اشخاص حضرت عمر سے زیادہ قاری قرآن تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کی امامت کا اہل وہ شخص ہو سکتا ہے جو ان  
 میں سب سے زیادہ قاری ہو اس فرمان کی رو سے حضرت عمر کی حیثیت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ اس  
 بات پر بھی امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: امر قریش میں سے ہوں گے ابن مسعود اور زید  
 اس شرط کی وجہ سے وجہ سے ختم ہو گئے۔ باقی رہ گئے حضرت علی اور ابن عباس۔ اگرچہ دونوں عالم فقیہ  
 اور قریشی تھے لیکن حضرت علی ان سے عمر کے لحاظ سے بڑے اور ہجرت کے لحاظ سے مقدم تھے۔ اسی  
 وجہ سے ابن عباس ختم ہو گئے صرف حضرت علی کی ذات باقی رہ جاتی ہے جو باجماع امت کے  
 حق دار ہیں۔

صحابہ حضرت علی علیہ السلام سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ اور آپ کسی سے کوئی مسئلہ دریافت  
 نہیں فرماتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم کسی مسئلہ میں اختلاف کرو۔ تو اس طرف ہو جاؤ۔ جہاں علی بن



ابی طالب ہوں

عبادہ بن صامت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں حکم دیا گیا ہے کہ اگر ہم کسی چیز میں اختلاف کریں تو ہم علی کو اپنا حاکم بنائیں۔ اسی وجہ سے مندرجہ ذیل اصحاب رسول نے حضرت علی کی پیروی کی ہے۔ سلمان عمار۔ حذیفہ۔ ابوذر۔ ابی بن کعب۔ جابر انصاری۔ ابن عباس۔ ابن مسعود۔ زید بن صوحان۔  
مذکورہ بالا حضرات نے علی کے علم کی پیروی کی ہے اور مندرجہ ذیل حضرات پیچھے رہ گئے۔ زید بن ثابت۔ ابو موسیٰ معاویہ۔ عثمان۔ ان سب حضرات کو علی کے علم و فضل کا اعتراف تھا۔

نقاش نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ علی کا علم علم رسول سے اخذ ہے۔ رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی۔ نبی کا علم اللہ کا علم ہے۔ علی کا علم نبی کے علم سے ہے۔ میرا علم علی کے علم سے ہے۔ میرا علم اور تمام اصحاب رسول کا علم علی کے علم کے مقابل میں ایسا ہے جیسے ایک قطرہ پانی کا سات سمندروں میں۔

ضحاک بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کو نو حصے علم دیے گئے تھے اب باقی دسویں حصے میں بھی باقی اصحاب سے زیادہ عالم تھے۔

امالی طوسی میں تحریر ہے کہ حضرت علی کا ایک گروہ کے پاس سے گذرنا، ان میں حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے سلمان نے ان سے کہا، اٹھو اور اس شخص (علی) سے علم حاصل کرو۔ خدا کی قسم اس کے سوا تمہارے نبی کے لئے تمہیں اور کوئی نہیں بتائے گا۔

امالی ابن بابویہ میں مذکور ہے کہ محمد بن منذر نے کہا کہ میں نے ابوامامہ کو کہتے ہوئے سنا کہ علی علیہ السلام اگر کسی چیز کے متعلق کہتے تھے تو اس میں ان کو شک نہیں ہوتا تھا۔ ہم نے رسول اللہ کو قراتے ہوئے سنا میرے راز کا خازن علی ہے۔

سید حمیری نے کہا کہ

وعلی خازن الوحی الذی . کان مستودع الایات السور

علی وحی کے خازن ہیں جو آیات کی سورتوں میں موجود ہے۔

یحییٰ بن معینی اپنے اسناد سے عطاء بن ابی اہاح سے روایت کرتے ہیں۔ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو۔ حضرت علی سے زیادہ علم والا ہو، آپ نے کہا خدا کی قسم

میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا۔ اس بارے میں عمر بن خطاب کا اکثر کلام وارد ہوا ہے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر خاک ہو جاتے۔

خیب نے ابن عباس میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا علم کے چھ حصے ہیں۔ پہلے حصے علی کو ملے ہیں اور لوگوں کو ایک حصہ ملا ہے آپ چھ حصے میں بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں اور اس چھٹے حصے کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔

عمر بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے عمر بن خطابؓ نے کہا اے ابوالحسن! آپ سے جب سوال کیا جاتا ہے تو آپ حکم لگانے اور فیصلے کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اپنا ہاتھ ظاہر کر دو۔ عمر نے ہاتھ ظاہر کیا۔ فرمایا ہاتھ میں کتنی انگلیاں ہیں؟ کہا پانچ ہیں فرمایا اے ابوجہض! تم نے جلدی کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ مجھ سے مخفی نہ تھیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں اس بات میں جلدی کرتا ہوں جو مجھ سے پوشیدہ نہیں ہوتی۔

حضرت عمرؓ اور عبدالرحمنؓ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ دونوں نے حضرت امیر علیہ السلام کے پاس خط تحریر کیا کہ آپ تشریف لے آئیں۔ آپ نے دونوں کے پاس خط تحریر کیا کہ علم کے پاس آنا پڑتا ہے اور علم کسی کے پاس نہیں جاتا۔ عمرؓ نے کہا یہ بنو ہاشم کے ایک بزرگ ہیں جو ائثارۃ علم ہیں۔ جن کے پاس جانا پڑتا ہے۔ وہ خود کسی کے پاس نہیں جاتے۔ عمر جناب امیرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت کو تکیہ لگا سے پایا۔ عمرؓ نے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ عمرؓ نے کہا آپ کی قوم نے آپ سے روگردانی کی ہے۔ ورنہ آپ خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا فیصلہ کا دن ملاقات کی جگہ ہے۔

یونس بن عبید نے حسن سے روایت کی ہے کہ عمروں خطابؓ نے کہا اے معبود! میں اس شکل سے زندہ مانگتا ہوں۔ جس کے حل کے لئے ہمارے پاس ابوالحسنؓ موجود نہ ہوں۔

کتاب اباء میں ابن بطہ سے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کہتے تھے جو چیز بھی میں ملی سے دریافت کرتا ہوں آپ اس کی گرہ کھول دیتے ہیں۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا اے ابوالحسن! مجھے آپ کے بعد اللہ تعالیٰ زندہ نہ رکھے۔

تکلیف بخاری میں مرقوم ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا خدا مجھے اس وقت تک کے لئے باقی نہ رکھے۔



جس مشکل کے حل کے لئے ابوالحسن اعلیٰ موجود نہ ہوں۔

الابانہ اور الفائق میں مذکور ہے۔ کہ عمر نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس مشکل گنتی کے وقت پناہ مانگتا ہوں جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسن موجود نہ ہوں۔

۲۳ مسائل حضرت عمر نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے دریافت کئے آخر کار حضرت عمر کو احقران کرنا پڑا۔ مولا علیؑ ہلاکت عمر اگر علیؑ موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اس بات کو ایک مخلوق نے روایت کیا ہے جن میں ابوبکر بن عباس اور ابو منظر سمعانی ہیں۔

خطیب خوارزم شاہ نے اس بارے میں دو شعر بیان کئے ہیں۔

اذا عمر غلطی فی جواب ونبہ علی بالصواب

جب عمر کسی مسئلے کے جواب میں غلطی کرتے ہیں تو حضرت علیؑ تنبیہ فرما کر اس کی دہستی کہتے۔

يقول بعد له مولا علی هلكت هلكت في ذاك الجواب

پھر عمر علیؑ سے کہتے ہیں۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں اس جواب کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔

حضرت ابوبکرؓ کی یہ بات شہرت کے دروازے تک پہنچ چکی ہے کہ آپؐ نے کہا اگر میں درست فیصلہ کروں تو میری پیروی کرنا اور مسئلے میں بھٹک جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا۔

ابوبکرؓ نے کہا میں ناکہ کا معنی تو جانتا ہوں۔ لیکن ابائے معنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

کلام کہہ رہے ہیں کہا کہ اس کے متعلق میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔ اگر میں نے ٹھیک فیصلہ

کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ اگر میں نے غلطی کی تو یہ میری طرف سے ہوگی۔ کلام شیعہ طائ

کی طرف سے ہوتا ہے۔ لڑکے اور والد کی طرف سے نہیں ہوتا۔

بیچ نے ذرا بات کے متعلق عمر سے دریافت کیا تو آپؐ نے کہا اگر امام غلطی کرے تو اس بات سے

تعجب نہ کرو۔

حضرت علیؑ علیہ السلام کے علم کی گواہی رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے اس فرمان کے ذریعے دی

ہے۔ علی عیبة علی علی میرے علم کی گواہی ہیں۔ علی اعلکم علما و اتدکم

مسلم علی تم میں سے علم میں بڑھے ہوئے اور صلح کرنے میں سبقت لئے ہوئے ہیں۔

اصلم امتی من بعدی علی بن ابی طالب میرے بعد میری امت میں زیادہ علم والے علی

بن ابی طالب ہیں۔

ان باتوں کو علی بن اشم اور ابن شہر دیہ و یحییٰ نے اپنے اسناد سے سلمان سے روایت کیا ہے۔  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے علی کو فضیلت کا ایک جوہر عطا کیا ہے، اگر اس کو تمام روئے زمین کے رہنے والوں پر تقسیم کر دیا جائے تو سب کے لئے کافی ہوگا۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی بن ابی طالب کے بارے میں پوچھا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکمت کے دس حصے کئے گئے علی کو نو حصے عطا کئے گئے۔ اور لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا۔

ربیع بن خثیم نے کہا کہ علی سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص محبت کرنے والا نہیں تھا۔ اور علی سے زیادہ اس شخص سے زیادہ بغض رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ جو آنحضرت سے بغض رکھتا تھا پھر قہر ہو کر کہا کہ جس شخص کو دانائی دی گئی ہے اس کو بہت سی بھلائی دی گئی ہے۔

آپ نے حساب لگا کر حضرت کی فضیلت کے بارے میں استدلال کیا۔ انہوں نے کہا امت میں زیادہ عالم علی بن ابی طالب ہیں۔ یہ بات بالاتفاق بیان کی گئی ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں ۲۱۸ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کا قول ہے کہ جناب امیر اعظم امت اور جمال امت ہیں۔ آپ سید البغیاء ہیں۔ آپ کی شان میں تین سو ستر آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اقتضا کہ علی تم میں سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔

سید بن خثیمہ وغیرہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابن ابی سیٹی سے پوچھا: اے عبدالرحمن! تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے ہو، کہا اسے فرزند رسول ملے۔ فرمایا کس چیز کے ذریعے فیصلے کرتے ہو؟ کہا اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا: اگر اللہ کی کتاب میں حکم موجود نہ ہو؟ کہا سنت رسول سے۔ اگر ان دونوں چیزوں میں نہ ہو تو میں صحابہ کے اجماع سے فیصلہ کرتا ہوں۔ فرمایا اگر صحابہ کے فیصلے میں اختلاف ہو تو کس کی بات سے فیصلہ کرتے ہو؟ کہا اس سے جس پر مجھے اعتماد ہوتا ہے۔ اور باقی لوگوں کی مخالفت کرتا ہوں۔ فرمایا کیا علی کی مخالفت کرتے ہو؟ جب اس کا فیصلہ تم تک پہنچ چکا ہو۔ کہائیں بعض اوقات آپ کے فیصلے کی مخالفت کرتا ہوں۔ اور غیر کے فیصلے کو ترجیح دیتا ہوں۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز تم کیا جواب دو گے جب رسول اللہ



صلیہ وسلم فرمائیں گے اے رب اس شخص تک میرا قول پہنچ چکا تھا لیکن اس نے اس کی مخالفت کی کہا اے فرزند رسول میں نے آنحضرت کے قول کی کس مخالفت کی ہو فرمایا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنا چاہیے کہ اقصا کھد علی؟ تم میں زیادہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ کہا ہاں یہ قول تو مجھ تک پہنچ چکا ہے فرمایا جب تم نے علی کے فیصلے کی مخالفت کی تو کیا تم نے رسول اللہ کے فیصلے کی مخالفت نہیں کی؟ یہ سن کر ابن ابی لیلیہ کا چہرہ زرد و پٹیلہ اور خاموش ہو کر رہ گیا۔

باتہ نہیں ہے کہ ابوامامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد سنت کو زیادہ جاننے والے اور فیصلے کا زیادہ حکم رکھنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

کتاب الجملہ الشفا اور الاحسن والمحسن میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے میں میں ایک فیصلہ صادر فرمایا۔ وہاں کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ علی نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی ظالم نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ظلم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ علی میرے بعد تم پر ولی ہیں اور تمہارے حاکم ہیں۔ اور آپ کا حکم درست ہے۔ فرمان آپ کا فرمان ہے۔ آپ کا حکم کافر ٹھکرے کا۔ اور مومن آپ کے حکم پر راضی ہو۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی تو صحابہ کے لئے یہ بات درست رہتی کہ رسول اللہ کے بعد علی کے سوا کسی اور کو حاکم بنائیں۔ فیصلہ کر کے لئے دین کے اور علوم کے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے علی تمام علوم کے زیادہ جاننے والے ہیں۔ لہذا علی پر کسی اور کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ بات اپنے مقام پر نہایت بری ہے کہ فاضل پر مفضول کو مقدم کیا جائے۔

امام محمد باقر اور امیر المومنین علیہما السلام نے آیت ولیس الیربان تا اتوا البیوت اور داذا قلنا ادخلوا هذه القرية کے متعلق فرمایا۔ ہم وہ گھر ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کے معذروں سے آنا چاہیے۔ ہم اللہ کا وہ دروازہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے وہ گھر ہیں جن کے پاس آنا چاہیے جس شخص نے ہمارا اتباع کیا اور ہماری ولایت کا اقرار کیا۔ وہ شخص گھروں کے اندر ان دروازوں سے آیا۔ اور جس شخص نے ہماری مخالفت کی اور ہم سے غیر کو ہم پر فضیلت دی۔ وہ ان گھروں میں مشیت کی جانب سے آیا۔

یہ حدیث بلا جملہ مذکور ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی

اس کا دروازہ ہیں جو شخص علم حاصل کرنا چاہیے۔ اس کو دروازے سے آنا چاہیے۔  
 امام احمد بن حنبل نے اس کو آٹھ طریقوں سے روایت کیا ہے۔ ابو اسیم تقفی نے سات طریقوں  
 سے، ابن بطہ نے چھ طریقوں سے، قاضی جعانی نے پانچ طریقوں سے، ابن شاہین نے چار طریقوں سے  
 خطیب تارخی نے تین طریقوں سے، ابو یحییٰ بن معین نے دو طریقوں سے روایت کیا ہے

اس حدیث کو سمعانی، قاضی ماوردی، ابو منصور سمری، ابو صلیب ہروی، عبدالرزاق اور  
 شریک ابن عباس مجاہد اور جابر سے روایت کرتے ہیں یہ بات اس امر کی مقتضی ہے کہ امیر  
 المؤمنین علیہ السلام کی طرف رجوع کرنا واجب ہے کہ آنحضرت صلیم نے اپنے آپ کو دینہ شہر سے  
 کنایہ کیا ہے، اور آنحضرت صلیم نے اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ آپ کے علم تک رسائی صرف  
 حضرت علی کے ذریعے سے ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ آنحضرت صلیم نے آپ کو شہر کے دروازے کی مانند  
 قرار دیا ہے۔ شہر میں دروازے کے ذریعے ہی داخل ہونا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلیم نے اس بات کو  
 غلیظت الباب کے ذریعے لوگوں پر واجب کیا کہ وہ صرف دروازے ہی کے ذریعے آئیں۔ یہ حکم  
 حضرت علی کی عصمت پر دلالت کرتا ہے جو شخص معصوم نہیں ہوگا، اس سے غلط بات کا صادر  
 ہونا ممکن ہوگا۔ جب غلط بات وقوع پذیر ہوگی۔ تو اس کی پیروی بذات خود غلط ہوگی۔ یہ بات تو اس  
 امر کی داعی ہے کہ آنحضرت صلیم نے غلط بات کا حکم دیا۔ جو ناجائز ہے۔

تیز امیر المؤمنین علیہ السلام کے اعلم امت ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے، اور اس کو تف  
 کی تائید کرتی ہے کہ صحابہ نے مسائل کے بارے میں آپس میں اختلاف کیا ہے اور ان مسائل میں ایک دوسرے  
 کی طرف رجوع کیا ہے۔ لیکن جناب امیر نے کسی سے کوئی مسئلہ وراثت نہیں کیا۔ یہ بات علی کی ولایت  
 اور اہمیت پر روشن دلیل کی طرح دلالت کرتی ہے۔ علم اور حکمت میں آپ کی زندگی میں اور آپ کی موت  
 کے بعد آپ ہی سے اخذ کرنا چاہیے۔

علی اعلم الناس کیوں نہ ہوں۔ آپ مسجد میں اور گھر میں ہر وقت رسول اللہ صلیم کے ساتھ رہتے تھے آنحضرت  
 کی وحی اور آپ کے مسائل کو لکھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلیم کے فتوے سناتے تھے۔ اور آپ کے مسائل  
 بھی دریافت کرتے تھے۔

جب رسول اللہ صلیم کو وحی نازل ہوتی تھی۔ تو صبح سے پہلے علی کو بتا دیا کرتے تھے۔ اگر دن



کو وحی آتی تھی۔ تو شام سے پہلے علی کو آگاہ کر دیتے تھے۔

یہ بات مشہور ہے کہ جناب امیر نے رسول اللہ سے راند کی بات کہنے کے لئے دس دینار خرچ کئے اور آنحضرت نے دس سکے دریافت کئے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ پر علم کے ہزار دروازے کھل گئے تھے اور ان میں سے ہر دروازے سے ہزار ہزار دروازہ اور کھل گیا تھا۔ اسی طرح رسول اللہ معلم نے اپنی وفات سے پہلے آپ سے وصیت کی تھی۔

حافظ ابو نعیم اپنے اسناد سے زید بن علی اپنے باپ واداسے وہ علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا مجھے رسول اللہ معلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کئے تھے۔ ابو میرے لئے ہزار باب سے ہزار ہزار باب اور کھل گیا تھا۔ اس حدیث کو ابو جعفر بن بابویہ نے اپنی کتاب خصال میں ۲۴ طریقوں اور حدیث بن عبد اللہ ثقی نے بصا طر اللہ رجاست میں ۶۶ طریقوں سے بیان کیا ہے۔ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ معلم کی تلوار کے قبضہ پر ایک چھوٹا سا صحیفہ تحریر تھا۔ یہ وہ حروف تھے جس کے ایک حرف سے ہزار ہزار حرف کہتے تھے۔ دو حرف صرف قیامت کے روز کھلیں گے۔

ابان بن تغلب حسین بن معاویہ سلیمان جعفی۔ اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر۔ یہ سب حضرات ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ کی خدمت میں حضرت علی حاضر ہوئے رسول اللہ نے علی کا ہاتھ اپنے اکڑے کے اندر داخل فرمایا۔ اور فرمایا جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا۔ کفن دینا پھر مجھے بیٹھا دینا۔ اور مجھ سے سوال کرنا اور لکھ لینا تمہیں اب احکام میں ہے کہ رسول اللہ معلم نے علی سے فرمایا میرے کفن کے کونوں کو پاؤں کر مجھے بیٹھا دینا۔ پھر مجھ سے جو کچھ تم چاہو سوال کرنا۔ خدا کی قسم جس چیز کا تم مجھ سے سوال کرو گے۔ میں اس کا تمہیں جواب دوں گا۔ ایک روایت ابو حوانہ نے کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ایسا کیا تھا۔ رسول اللہ نے مجھے قیامت تک ہونے والے واقعات سے آگاہ کیا تھا۔

جناب ام سلمہ کا بیان ہے کہ میں وفات رسول کے وقت آنحضرت معلم کے پاس موجود تھی آنحضرت معلم نے مجھے ایک تحریر دی کہ جو شخص میرے بعد کھڑا ہو اس کو یہ تحریر دے دینا۔ ابو بکر عمر اور عثمان نے اپنی خلافت کے زمانے میں وہ تحریر مجھ سے طلب نہ کی۔ جب حضرت علی کی بیعت کی گئی۔ تو آپ منبر سے

نیچے تشریف لائے۔ اور میرے پاس آکر فرمایا۔ اے ام سلمہ! مجھے وہ تحریر عنایت کر دیجئے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو دی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ آپ ہی اس تحریر کے مالک ہیں؛ فرمایا ہاں۔ میں نے تحریر آپ کے حوالے کر دی۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ اس تحریر میں کیا کچھ لکھا ہے؟ فرمایا: قیامت کے قائم ہونے کے سوا باقی تمام چیزیں اس میں تحریر ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی ام سلمہ کے پاس آئے۔ اور تحریر طلب کی۔ آپ نے تحریر کو کھولا اور اس میں دیکھا اور فرمایا اس میں علم بحدہ موجود ہے۔

المصنوعون الشمار اندین عون المنہن الاعظم کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا یہ تمام انبیاء کا علم ہے۔ جو محمد کی طرف وحی کیا گیا۔ یہ تمام علم حضرت علی کے پاس موجود ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا علی علیہ السلام نے علم کے بارے میں ایک ایسا دعویٰ کیا جس نے ایسا دعویٰ کسی اور شخص سے نہیں سنا۔

حش کمانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فراتے ہوئے سنا: خدا کی قسم میں تبلیغ رسالت۔ و عدل کی تصدیق تمام کلمات کو جانتا ہوں۔ آپ کا فرمان ہے کہ میرے پہلو میں علم کا ایک بحر و خاور موج مار رہا۔ کاش کہ مجھے اس کے اٹھانے والے مل جاتے۔ اور آپ کا فرمان ہے۔ ولو كشف الغطاء ما ازدت يقيناً

ابن نجری نے چھ طریقوں سے۔ ابن مغفل نے دس طریقوں سے۔ ابو ہریرہ شافعی نے چودہ طریقوں سے ان سلسلہ روایات میں۔ حدیث بن حاتم۔ ابی بن نباتہ۔ علقمہ بن قیس۔ یحییٰ بن ام طویل۔ زہ بن حبیش۔ عبید بن ربیع بن رفاعہ اور ابو طفیل ہیں۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ہماجر بن اوفصلہ کی موجودگی میں اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ کس قدر علم سے بھرا ہوا ہے۔ کاش کہ میں اس کے طلب کرنے والے کو پالیتا۔ مجھے گم کرنے سے پہلے مجھ سے سوال کرو۔ یہ علم کام کر رہا ہے۔ یہاں لعاب رسول (کاش) موجود ہے۔ مجھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اس قدر چن چن کر بھرا ہے۔ جس طرح پرند اپنے پنچے کو دانے چن چن کر بھرتا ہے۔ مجھ سے دریافت کرو میرے پاس اولین اور آخرین کا علم موجود ہے خدا کی قسم اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے۔ علیہ میں اس پر بیٹھ جاؤں۔ تو میں تورات والوں کے درمیان تورات سے اور انجیل والوں کے درمیان انجیل سے اور زبور والوں کے درمیان زبور سے اور قرآن والوں کے درمیان قرآن سے فیصلہ کروں گا۔ حتیٰ کہ ہر ایک کتاب کہے گی۔ کہ علیؑ نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا



فیصلہ ہے۔ اور مجھ میں موجود ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انجیل اور تورات بول اٹھے گی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر کتاب نوحی سے جھوم کر کہے گی۔ اسے جو وہاں سے تیرے قبضے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ پھر فرمایا۔ مجھ سے سوال کرو۔ اس سے پہلے کہ مجھے نہ پتا ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دلہے میں شگاف ڈالا اور جسم کو پیدا کیا۔ اگر تم مجھے کسی آیت کے متعلق سوال کرو۔ کہ کون سی آیت مکہ میں۔ مدینہ میں۔ سفر میں۔ حرم میں۔ نازل ہوئی۔ نسخ ہے۔ کہ فسوخ۔ حکم ہے کہ منشاہ۔ اس کی تنزیل اور تشریح کے متعلق آگاہ کروں گا۔

غیر الحکم میں اسری سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا مجھ سے سوال کرو اس سے پہلے کہ مجھے نہ پتا ہو۔ آسمانوں کی باتوں کو زمین کی باتوں سے زیادہ جانتا ہوں۔

کتاب نوح البلاغت میں تحریر ہے کہ آپ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے۔ میں تم کو اس چیز کے متعلق بتاؤں گا۔ جو تمہارے لئے قیامت کے درمیان واقع ہے میں اس گروہ کے متعلق آگاہ کروں گا کہ ہدایت یافتہ ہے یا گمراہ ہے۔ اس کا ابھارنے، قیادت کرنے والا اور نہ گامے والا کون ہے۔ ان کے دشمنوں کے بیٹھنے اور سامان اٹارنے کی جگہ کہاں ہے اور ان میں سے کون قتل کیا جائے گا۔ اور کون انہیں موت دے گا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ اگر میں چاہوں تو تم میں ہر شخص کو تمہارے داخل اور خارج ہونے اور تمام حالات سے آگاہ کروں گا۔

مسلمان فارسی سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے پاس علم منایا۔ بلایا۔ وصایا۔ الباب فصل الخطاب۔ مولا الاسلام اور مولا الکفر ہے۔ میں صاحب یم ہوں۔ میں فاروق بکر ہوں۔ دولت الاول ہوں۔ مجھ سے ان باتوں کے متعلق سوال کرو۔ جو قیامت تک واقع ہوں گی۔ جو مجھ سے پہلے واقع ہوئیں تھیں۔ یا میرے زمانے میں واقع ہوں گی۔ یا اس وقت تک واقع ہوگی۔ جب تک اللہ کی عبادت کی جائے گی۔

ابن مسیب نے کہا۔ کہ اصحاب رسول میں حضرت علی بن ابی طالب کے سوا کسی نے سلونی کا دعویٰ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے۔ تبیاننا کل شیء، وکل شیء احصیاء فی امام بین، ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اسی طرح یہ باتیں قرآن مجید میں موجود

نہیں ہیں۔ ہاں اگر تاویل اور تشریح کی جائے۔ تو ان باتوں کی تہہ تک پہنچنے کا امکان ہے: چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تاویل راسخون فی العلم جانتے ہیں۔ وہ حضرت علی ہیں، آپ نے سلونی قبل ان تفقدونی کا دعوے کیا۔ اگر اس آیت میں ظاہری معنی مراد لئے جائیں تو اُمت میں بہت سے لوگ اس کے جاننے والے ہوں گے۔ اور ایک حوت کی غلطی بھی نہ کریں گے۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو علی علیہ السلام علی الاعلان اس بات کا دعوے نہ کرتے۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ کے ساتھ اس دعوے میں اور بھی شریک ہے، تو آپ یہ دعوے نہ کرتے۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ علم میں حضرت کی نظیر کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔ تو ضرور ماننا پڑے گا کہ امامت کے مترادف صرف آپ ہی ہیں۔

خیر مازی نے تفسیر نزول القرآن میں اور ابو یوسف یعقوب نے اپنی تفسیر ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے، لا تخص لک بہ ساندہ آنحضرت نزول وحی کے وقت اس غرض کی خاطر ہوٹا ہلاتے تھے۔ تاکہ آپ وحی کو یاد کریں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے قرأت وحی کے ختم ہونے سے پہلے پڑھنے میں جلدی کرتے تھے۔ اس آیت ان علینا جمعہ دقرآنہ میں اس بات کی اللہ نے محمد صلعم سے ضمانت لی ہے کہ رسول اللہ کے بعد قرآن علی جمع کریں گے۔ ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے قرآن کو علیؓ کے دل میں جمع کر دیا ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے اس کو چھ ماہ میں جمع کیا۔ اخبار ابن ابی رافع میں ہے کہ رسول اللہ نے مرض الموت کے وقت علیؓ سے فرمایا، اے علیؓ یہ کتاب خدا ہے اس کو لے لو۔ آپ نے ان حصوں کو ایک کپڑے میں جمع کر لیا، اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہو گیا، تو علی علیہ السلام اپنے گھر میں بیٹھ کر اس کی ترتیب دینے لگے جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کیا تھا اور وہ نزول قرآن کے عالم تھے۔

ابو حلا عطار، موفق خطیب خوارزم یہ دونوں حضرات اپنی کتابوں میں تحریر کرتے ہیں۔ علی بن رباح سے کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ کو حکم دیا کہ وہ قرآن کی تالیف کریں چنانچہ آپ نے قرآن کو جمع کیا اور رکھا۔



جبلہ بن سہیم اپنے باپ سے اس نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر میرے لئے مسند بچا دی جائے۔ اور میری بھی پہچان لیا جائے۔ تو میں ضرور ایک ایسا مصوف نکالوں گا جس کو میں نے خود کھا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا ہے۔

اہل سنت کی کتابوں میں ہے کہ حضرت علی نے بلوچہ کی بیعت سے تاخیر اس لئے کی کہ آپ قرآن مجید کی ترتیب اور جمع میں مصروف تھے۔

حافظ ابو نعیم حلیہ الاولیاء میں، خطیب البعین میں۔ سعدی عبد خیر سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں نے قسم اور حلف کھائی تھی کہ میں چاروں کو اپنی پشت پر اس وقت تک نہ ڈالوں گا جب تک میں قرآن کو دو تختوں کے درمیان جمع نہ کر لوں۔

اہل بیت علیہم السلام کے روایات میں ہے کہ حضرت نے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ آپ نماز کے سوا چاروں پر نہ ڈالیں گے جب تک کہ قرآن جمع نہ کر لیں۔ حضرت ایک مدت تک لوگوں سے الگ ہو کر قرآن کی تدوین میں مصروف ہو گئے۔ آخر کار آپ نے قرآن کو جمع کر لیا۔ آپ قرآن مجید کو ایک چادر میں لپیٹ کر ان لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ یہ لوگ مسجد میں جمع تھے۔ ان لوگوں نے حضرت کا آنا عجیب و غریب جانا اور کہنے لگے: ابوالحسن کسی بہت بڑے کام کی خاطر تشریف لائے ہیں جب آپ ان لوگوں کے درمیان میں بیٹھ گئے۔ تو آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید کو رکھ دیا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر ان کے دامن پکڑو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عزت جو میرے اہل بیت ہیں اور یہ کتاب خدا ہے۔ اور میں عزت (رسول) ہوں۔ مرنے کے بعد ہو کر کہا جس طرح کہ قرآن تمہارے پاس ہے اسی طرح کہ ہمارے پاس موجود ہے ہمیں تم دونوں کی ضرورت نہیں ہے حضرت ان لوگوں پر محبت تمام کرنے کے بعد قرآن لے کر واپس گھر تشریف لائے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث میں منقول ہے کہ حضرت قرآن مجید کو اٹھا کر ہوئے اپنے حجر کے طرف واپس تشریف اس حالت میں لائے کہ آپ یہ آیت پڑھتے تھے: فَبِذْذِهِ دَرَاهِظُهُمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبُئْسَ مَا يَشْتَرُونَ

ابن مسعود نے کہا کہ حضرت علیؑ نے قرآن کو جمع کیا۔ اور اس کی قرأت صلیٰ جب علیؑ نے قرآن کو پڑھا تو آپ کی قرأت کی اتباع کرو۔

ایک یہ روایت بھی ہے کہ ابو بکر، عمر اور عثمان نے قرآن کو جمع کیا جب ابو بکر سے قرآن جمع کرنے کے متعلق کہا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ صلیٰ نے نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کے کرنے کا مجھے حکم دیا ہے۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ علیؑ نے دعویٰ کیا کہ مجھے رسول اللہ صلیٰ نے قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ صحابہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر کو قرآن جمع کرنے کو کہا۔ اور انہی لوگوں نے قرآن جمع کیا۔ اور بعض ان میں قرآن کے عالم تھے۔

احمد بن حنبل، ابن بطہ، اور ابو یعلیٰ اپنی تصنیفات میں اہل بیت سے روایت کرتے ہیں۔ اُس نے ابو بکر بن عباس سے ایک طویل خبر بیان کی ہے کہ آویسوں نے سورہ انفک کی تیس آیات پڑھیں اور ان دونوں نے اپنی قرأت میں اختلاف کیا۔ ابن مسعود نے کہا یہ اس قرأت کے خلاف ہے۔ جس کو میں پڑھتا ہوں۔ آپ دونوں کے ساتھ رسول اللہ صلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آنحضرت صلیٰ کے پاس حضرت علیؑ بھی موجود تھے۔ آنحضرت صلیٰ ناراض ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اس طرح پڑھو جس طرح تمہیں تعلیم دی گئی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علیؑ کو مختلف قراتوں کا علم تھا۔ جب زید نے تابوہ پڑھا تو حضرت علیؑ نے فرمایا اس کو تابوت لکھو۔ اس نے اس طرح لکھ لیا۔

سات قاری آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حمزہ اور کسائی آپ کی اور ابن مسعود کی قرأت پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان دونوں صاحبان کا ابن مسعود کی طرح کو مصنف نہیں۔ لہذا ان دونوں کا خیال اُد رجوع حضرت علیؑ کی طرف رہا ہے۔ اور ابن مسعود کی قائم مقام اعراب میں موافقت ہوئی۔ نافع۔ ابن کثیر اور ابو عمرو کی زیادہ تر قرات کا وار و مدار ابن عباس کی قرأت کی طرف ہوتا ہے۔ اور ابن عباس نے اپنی اس کتب اور حضرت علیؑ سے قرأت سیکھی ہے۔ ان قاریوں نے جو قرات پڑھی ہے۔ وہ اپنی کی قرات کے مخالف ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرأت کا مرجع حضرت علیؑ قرار پائے۔ عاصم نے قرأت ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے حاصل کی ہے۔ اور ابو عبد الرحمن کا خود بیان ہے کہ میں نے سارا قرآن حضرت علیؑ بن



ابن مسعود نے کہا کہ حضرت علیؑ نے قرآن کو جمع کیا اور اس کی قرأت سے جب علیؑ نے قرآن کو پڑھا تو آپ کی قرأت کی اتباع کرو۔

ایک یہ روایت بھی ہے کہ ابو بکر، عمر اور عثمان نے قرآن کو جمع کیا جب ابو بکر سے قرآن جمع کرنے کے متعلق کہا گیا تو آپ نے کہا کہ میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور نہ ہی اس کے کرنے کا مجھے حکم دیا ہے۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ علیؑ نے دعویٰ کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ صحابہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبدالرحمن بن عمار بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر کو قرآن جمع کرنے کو کہا اور انہی لوگوں نے قرآن جمع کیا اور بعض ان میں قرآن کے عالم تھے۔

احمد بن حنبل، ابن بطہ، اور ابو یعلیٰ اپنی تصنیفات میں اہل بیت سے روایت کرتے ہیں۔ اُس نے ابو بکر بن عباس سے ایک طویل نحو بیان کی ہے کہ آویوں نے سورہ اخلاص کی تیس آیات پڑھیں اور ان دونوں نے اپنی قرأت میں اختلاف کیا۔ ابن مسعود نے کہا یہ اس قرأت کے خلاف ہے۔ جس کو میں پڑھتا ہوں۔ آپ دونوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت علیؑ بھی موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اس طرح پڑھو جس طرح تمہیں تعلیم دی گئی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علیؑ کو مختلف قراتوں کا علم تھا جب زید نے نابوہ پڑھا تو حضرت علیؑ نے فرمایا اس کو تباہ کرنا۔ اس نے اس طرح لکھ لیا۔

سات قاری آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حمزہ اور کسائی آپ کی اور ابن مسعود کی قرأت پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان دونوں صاحبان کا ابن مسعود کی طرح کو مصحف نہیں ہذا ان دونوں کا خیال اُو رجوع حضرت علیؑ کی طرف رہا ہے اور ابن مسعود کی قائم مقام اعراب میں موافقت ہوئی۔ نافع۔ ابن کثیر اور ابو عمرو کی زیادہ تر قرات کا دار و مدار ابن عباس کی قرأت کی طرف ہوتا ہے۔ اور ابن عباس نے اپنی ابن کعب اور حضرت علیؑ سے قرأت سیکھی ہے۔ ان قاریوں سے جو قرات پڑھی ہے وہ اپنی کی قرات کے مخالف ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرأت کا مرجع حضرت علیؑ قرار پائے۔ عاصم نے قرأت ابو عبدالرحمن سلمیٰ سے حاصل کی ہے۔ اور ابو عبدالرحمن کا نحو بیان ہے کہ میں نے سارا قرآن حضرت علیؑ بن

ابی طالب سے میکھا ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ فصیح ترین قرأت عاصم کی ہے۔ کیوں کہ وہ اصل کے مطابق ہے عاصم اس حروف کو ظاہر کرتے ہیں۔ جس کو ایک غیر مدغم کرتا ہے۔

عاصم ہمزہ کو ثابت رکھتا ہے۔ اور اس کا غیر اس کی سین کرتا ہے۔ جہاں اس کا غیر املہ کرتا ہے وہ نہیں کرتا۔ قرآن میں عدد کوئی حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہیں۔ اور کسی صحابی کی طرف منسوب نہیں ہیں اس بارے میں مندرجہ مفسرین نے حضرت علیؑ علیہ السلام کے تقدم کا اعتراف کیا ہے۔

عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب اور زید بن ثابت۔

تفسیر نقاش میں ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ وہ تفسیر کس قدر بلند مرتبہ ہے۔ جس کو میں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ابن مسعود سے حاصل کیا۔ قرآن سات حروف میں قرأت کی صورت میں نازل ہوا۔ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ علیؑ ظاہر اور باطن دونوں کے جانتے والے ہیں۔ فضائل عکبری میں شعی نے کہا۔ کہ اللہ کے نبی کے بعد کتاب خدا کا علی بن ابی طالب علیہ السلام سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں ہے۔

تاریخ بلاذری اور حلیۃ الاولیاء میں حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم جو آیت بھی نازل ہوئی ہے۔ میں اس کے متعلق جانتا ہوں۔ کہ یہ کیوں نازل ہوئی ہے کہاں نازل ہوئی راست میں نازل ہوئی یا دن میں۔ زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر میرے رب نے مجھے سب سے زیادہ سمجھ دار دل اور سب سے زیادہ سوال کرنے والی زبان عطا کی ہے۔ قوت القلوب میں ہے کہ علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر میں چاہوں تو تفسیر سورہ فاتحہ کے ستر اونٹوں کا بار بنا دوں۔ مفسرین جہاں حضرت علیؑ علیہ السلام کا قول پاتے ہیں۔ دوسروں کے اقوال کو چھوڑ کر آپ کے قول کو لیتے ہیں۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ ابن کو انے آپ سے سوال کیا کہ اللہ ایات ذر واکے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہوا میں پھٹا محاملات و ذرا کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا۔ بادل۔ کہا الجاریات یسرا کے کیا معنی ہیں۔ فرمایا کشتیاں۔ پوچھا المقسمات امرأ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا فرشتے۔ تمام مفسرین نے حضرت علیؑ علیہ السلام کے اس فرمان کی پیروی کی ہے

اول بیت وضع للناس کی تفسیر لوگوں نے جہالت کی وجہ سے یہ کی ہے کہ یہ دنیا میں پہلا گھر ہے۔



ایک شخص نے حضرت سے کہا کہ یہ پہلا گھر ہے۔ فرمایا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے پہلے بھی گھر موجود تھے۔ یہ پہلا گھر اس لحاظ سے ہے کہ یہ لوگوں کے لئے باعث برکت بنایا گیا۔ اور اس میں ہدایت، رحمت اور برکت ہے۔ سب سے پہلے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا۔ پھر عرب کی قوم جریم نے پھر قریش نے اس کو گرا کر نئے سرے سے بنایا۔ ابن عباس نے اس قول کو اچھا تصور کر کے اپنی تفسیر میں اسی کو اخذ کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل مسند میں تحریر کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس وقت عبداللہ بن عباس کی عمر دس سال کی تھی۔ اس نے حکم یعنی مقصد آیات کو حضرت علی علیہ السلام سے پڑھا۔ حضرت امیر علیہ السلام تمام فقہاء سے زیادہ قیست تھے جو ان تمام نے بیان کیا۔ وہ تنہا آپ کی ذات سے ظاہر ہوا۔ شہروں کے تمام فقہا مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور آپ کے مندر علم سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ کوثر والوں کے فقہا سیفان ثوری، حسن بن صالح بن حمی، شریک بن عبداللہ اور ابن ابی یعلیٰ ہیں۔ اور یہ سب کے سب مسائل استنباط کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت علیؑ کے قول سے قیاس کی گئی ہے۔ اسی نہج پر اپنے ابواب کا انحصار کرتے ہیں۔

بصرے والوں کے فقیہ حسن اور ابن سیرین ہیں یہ دونوں ان اشخاص سے نقل کرتے ہیں جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

ابن سیرین نے کوفیوں اور عبیدہ سمعانی سے اخذ کیا یہ حضرت علی کے مخصوص لوگوں میں سے تھے۔

مولانا ابن عباس اور حضرت علی علیہ السلام سے اخذ کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عباس نے علم کا بہت بڑا حصہ حضرت علی علیہ السلام سے اخذ کیا تھا۔ اہل مدینہ نے بھی حضرت علی سے علم اخذ کیا تھا۔ امام شافعی نے ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ مدینہ والوں نے اقوال علی اور ابن عباس کی پیروی کی ہے۔

محمد بن حسن فقیہ کہا کرتے تھے کہ اگر علی بن ابی طالب نہ ہوتے تو ہم اہل بنی کا حکم نہ جانتے۔ محمد بن حسن نے ایک کتاب کی تالیف کی ہے جو تین سو مسائل پر مشتمل ہے۔ یہ مسائل اہل بنی کے متعلق ہیں اس نے حضرت کے فعل پر ان مسائل کی بنا رکھی ہے۔

مسند ابو حنیفہ میں ہے کہ ہشام بن حکم نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق عیض السلام نے ابو حنیفہ سے دریافت کیا کہ تم نے قیاس کو کہاں سے اخذ کیا ہے؟ اس نے کہا علی بن ابی طالب اور زید بن ثابت کے قول سے۔

حضرت علیؓ اور زید بن ثابتؓ کو حضرت عمرؓ نے جدا اور اخوت کے بارے میں گواہ بنایا۔ حضرت عمرؓ سے حضرت علیؓ نے کہا اگر ایک درخت سے ایک شلخ پھوٹ نکلے۔ اور اس شلخ سے دو شاخیں اور پھوٹ نکلیں۔ ان دونوں شاخوں میں سے پہلے شلخ کے زیادہ قریب کون ہوا۔ وہ شلخ جو اس کے ساتھ نکلی تھی یا درخت؟ زید نے کہا اگر ایک نہر سے دو ٹائے نکلیں۔ اور اس سے دو ٹائے اور نکلیں تو ان ٹالوں میں سے ایک ٹالہ دوسرے ٹالے کے قریب ہوگا۔ یا نہر سے

فضائل احمد میں عبد اللہ نے کہا کہ حضرت علی بن ابی طالب تمام مدینہ والوں سے فرائض کے زیادہ جاننے والے تھے۔ شعبی نے کہا میں نے علیؓ سے زیادہ فرائض اور حساب جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت منبر شریف فرماتے۔ اور سائل نے آپ سے میراث کا سوال کیا کہ ایک شخص مر گیا ہے اس نے زوجہ والدین اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔ بی بی کا میراث میں کتنا حصہ ہوگا؟ فرمایا۔ ٹھہنا تسعاً اس مسئلہ کا نام مسئلہ منبر بہ ہو گیا۔

اس مسئلے کی وضاحت یہ ہے کہ ماں باپ کے دوس میں لڑکیوں کے وراثت۔ عالی فریضہ سے عورت کا اٹھواں حصہ اور ۴ میں سے ۳۔ جب یہ ۲۴ ہوں گے۔ تو اس کا حصہ ۹ ہوگا۔ بیسوں ۲۴ کا تہائی ۹ ہوتا ہے باقی پچھ ۱۲۔ ۱۲ ہوتے دونوں بیٹیوں کے لئے اور آٹھ دونوں ماں باپ کو برابر ملیں گے۔

اصحاب روایات میں سے کس سے زیادہ آدمیوں نے بیان کیا ہے۔ جن میں ابن عباس۔ ابن مسعود۔ جابر انصاری۔ ابو ایوب۔ ابو ہریرہ۔ انس۔ ابو سعید خدری۔ اور ابو رافع وغیرہ ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ علی مع الحق علی حق کے ساتھ ہیں۔

ترغی اور بلا فی میں منقول ہے کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ تمام اصحاب رسولؐ سے زیادہ احادیث میں فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جب میں رسول اللہ سے سوال کرتا تھا تو آپ جواب دیتے تھے۔ اور جب میں خاموش ہو جاتا تھا تو آپ خود بتا دیتے تھے۔

کتاب ابن مردودہ میں مذکور ہے کہ جب میں سوال کرتا تھا تو حضور جواب دیتے تھے۔ جب میں چپ



ہو جاتا تھا۔ تو آپ خود بیان فرمادیتے تھے۔

آپ سے مسکین نے بھی روایت کی ہے آپ علم کلام کی اصل ہیں نبی صلعم نے فرمایا: علی اس امت کے عالم ربانی ہیں۔

احادیث میں وارد ہوا ہے سب سے پہلے حق کی خاطر مجاہدہ کا طریقہ جاری کرنے والے حضرت علی ہیں آپ نے محدوں سے مناقضات قرآن کے بارے میں مناظرہ کیا۔ جلیلق کو مشکل مسائل کا جواب دیا۔ آخر کار وہ مسلمان ہو گیا۔

ابن مردویہ نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ جس شخص سے حضرت علی نے مناظرہ کیا۔ آپ اس پر غالب آئے۔

ابو بکر شیرازی اپنی کتاب میں مالک سے اس نے انس سے اس نے ابن شہاب سے روایت کی ہے ابو یوسف یعقوب بن سفیان نے اپنی تفسیر میں۔ احمد بن حنبل اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں ابن شہاب نے کہا مجھے علی بن حسین نے آگاہ کیا آپ کے باپ حسین بن علی نے آپ کو آگاہ کیا۔ اور آپ کو علی بن ابی طالب نے آگاہ کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا: علی حق اور سچائی کے ساتھ سب سے زیادہ مناظرہ کرنے والے ہیں۔ حضرت سے راس المجالوت نے کہا کہ تم لوگ اپنے نبی کے مرنے کے تیس سال بعد ایک دوسرے کو تلوار سے قتل کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا: تم وہ لوگ ہو کہ تمہارے پاؤں ویرانے تل کے پانی سے خشک نہ ہوئے تھے۔ کہ تم موسیٰ سے کہنے لگے کہ ہمارے خدا بھی ایسے بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے ہیں۔

بصرہ والوں نے کلیب جرمی کو جنگ جمل کے بعد حضرت کی خدمت میں اس لئے روانہ کیا کہ خلافت کے بارے میں شبہ کا ازالہ کر دیں۔ حضرت نے اپنے متعلق حق پر قائم ہونا بیان فرمایا۔ پھر اس سے کہا تم میری بیعت کرو۔ اس نے عرض کیا میں قوم کا ایچی ہوں میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کروں گا۔ حضرت نے فرمایا: ان لوگوں نے تم کو اس مقصد کے لئے بھیجا ہے کہ تو ان کے پاس جا کر انھیں گھاس اور پانی کے متعلق آگاہ کرے۔ تم ضرور اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ۔ کلیب نے کہا کہ جب دیل مجھ پر قائم ہو گئی ہے۔ تو اب میرے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ میں بیعت کر لوں۔ اس نے حضرت علی کی بیعت کر لی۔

امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں سب سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ اور تو اس کی اصل یہ ہے کہ اللہ کے صفات کی اس سے نفی کی جائے مسکین حضرات نے جس قدر طویل طویل بحثیں کیں

ہیں۔ وہ مرتبہ ان دو جملوں کی شرحیں ہیں۔ علم اصول میں امامیہ حضرات نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف رجوع کیا ہے۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

زیدیہ معتزلہ قاضی عبد الجبار بن احمد نے ابو عبد اللہ حسین بصری کی طرف رجوع کیا ہے۔

ابو اسحاق عباس ابو ہاشم جبائی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ اپنے باپ ابو علی کی طرف اس نے ابو یعقوب شام کی طرف اس نے ابو ہندیل عارف کی طرف اس نے ابو عثمان طویل کی طرف وہ واصل بن عطاء کی طرف وہ ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن علی کی طرف۔ وہ اپنے باپ محمد بن حنفیہ کی طرف وہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حضرت علم نحو کے خود واضع ہیں۔ لوگ نحو کی روایت خلیل بن احمد بن عیسیٰ بن عمر ثقفی سے کرتے ہیں۔ اس نے عبد اللہ بن اسحاق حضرمی سے اس نے ابو عمرو بن علاء سے اس نے میمون افرن سے اس نے عفسہ نیل سے اس نے ابو اسود ودلی سے وہ حضرت امیر المومنین سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے قریش نے دورد راز ملکوں میں شادی کی۔ ان سے جو اولاد ہوئی۔ ان کی عربی زبان خراب ہو گئی۔ خویدہ اسدی کی لڑکی کی شادی غیر قریش میں ہوئی اس نے کہا۔ ان ابوی مات و ترک علی ملل کثیر۔ جب ان لوگوں نے زبان کو خراب موتے دیکھا۔ تو علم نحو کی بنیاد رکھی۔

روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ایک بازاری آدمی کو اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا۔ ان اللہ بری من امش کلین و رسولہ۔ وہ اسے گردن سے پکڑ کر امیر المومنین کے پاس لے آیا۔ اس نے اس بارے میں کہا کہ اس نے اللہ کے ساتھ قرأت پڑھنے میں کفر کیا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس نے جہنم بوجھ کر الیا نہیں کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابو الاسود کی آنکھ میں تکلیف تھی۔ اس کی بیٹی اس کو پکڑ کر امیر المومنین کی خدمت میں لائی اور کہا۔ یا ابتاہ ما شد حر الرضاء ترید التوجب ابو الاسود نے اس کو اس قسم کی گفتگو سے منع کیا۔ اس نے امیر المومنین کو اس بات سے آگاہ کیا کہ حضرت نے علم نحو کے قواعد کی بنیاد رکھی۔ ایک اور روایت یوں ہے کہ ابو الاسود جنازے کے پیچھے جا رہا تھا۔ تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا متوفی کون ہے؟ اس نے کہا۔ اللہ لا حالانکہ اسے لفظ متوفی استعمال کرنا چاہیے تھا اس نے اس بات سے حضرت علی کو آگاہ کیا آپ نے علم نحو کی بنیاد رکھی۔



ابن سلام نے کہا تعلیم اس بات کی تھی کہ کلام کی تین قسمیں ہیں۔ اسم۔ فعل اور حرف۔ اور ہر ایک کے ایک ایک معنی ہیں۔ اسم وہ ہے جو اسمی کی خبر دے۔ اور فعل وہ ہے جو اسمی کی حرکت سے آگاہ کرے اور حرف وہ ہے جس کا مطلب اس کے غیر میں پایا جائے۔

حضرت کا مرتبہ تمام خطیبوں سے بلند ہے۔ آپ کے خصوصاً ان خطبوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ خطبہ توحید۔ تشقیق۔ ہدایت۔ ملاحم۔ لؤلؤ۔ غرہ۔ قاہتہ۔ افتخار۔ اشباح۔ درۃ تیمہ۔ اقبالیم۔ وسیلہ۔ کالوتیہ قصیدہ نخبہ سلمانیہ۔ ناطقہ۔ وامعہ۔ اور قاضیہ۔ اور آپ کے خطبات کو سید شریف رضی نے نبج المہاجر میں اسمعیل بن مہران سکونی نے کتاب خطیب امیر المومنین میں جمع کیا ہے۔ نیز زید بن وہب نے بھی آپ کے خطبات کو جمع کیا ہے۔

آپ فصاحت اور بلاغت میں تمام فصیح اور بلیغ لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ سید رضی نے کہا ہے۔ کہ حضرت فصاحت کا مشرع اور مواد اور بلاغت کا منشا اور مولد تھے۔ ان باتوں کے جمیع آپ ہی سے ظاہر ہوئے۔ اور ان کے قوانین آپ ہی سے لئے گئے۔

جائز نے کتاب غرۃ میں لکھا ہے کہ حضرت نے معاویہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں تحریر تھا غمک غمک۔ نصار نصاری۔ ذلک ذلت فاختش فاحتش ففلک ففلک تہدی تہدی۔

امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ من آمن آمن۔

کلبی ابوصالح سے اس نے ابو جعفر بن بابویہ سے اس نے امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ ایک دفعہ جمع ہوئے۔ انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ الف کلام میں بہت زیادہ آتا ہے۔ آپ نے فوراً خطبہ مؤثر ارشاد فرمایا۔ جس میں الف نہیں ہے جس کا شروع یہ ہے۔

حمدات من عظمت منته وسبقت نعمته وسبقت رحمته وتحت

کلمته ولقد ت مسیئہ وبلغت قفیتہ

پھر آپ نے فی البدیہ ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں نقطہ والا لفظ نہیں ہے۔ جس کا شروع

اس طرح ہے۔

الحمد لله اهل الحمد وما واه وله اوكى الحمد واحلا واسدع  
الحمد واسراة واطهر الحمد واسماة واکر الحمد واولده  
میں نیکان و دونوں خطیوں کو کتاب المخبزون والمکتون میں بیان کیا ہے۔

حضرت یہ کلام تحفونوا تحفوا فانما یتنظر باولکم اخرکم۔ یشیرہ کلام ومن یقبض  
منه عن عشیrote فانما یقبض عنهم بید واحد ویقبض منهم عنه اید کثیرة ومن  
من حاشیہ یتقدم من قومه المودة اور حضرت کا یہ کلام من جہل شیئا عاذاہ اللہ تعالیٰ کی  
تاک کی مانند ہے۔ بل کذبوا بہالم یحیطوا بعلمہ۔ بہ قول المرء انجوت تحت لسانہ  
ذا تکلم بحسبہ اس آیت کی مانند ہے۔ ولکنہم فی لحن القول اور یہ قول قیمۃ کل امری  
حسن اس آیت کی طرح ہے۔ ان الله اصطفاه علیکم وزادہ بسطة فی العلم و  
سبم آپ کا یہ فرمان القتل یقل القتل اس آیت کی طرح ہے۔ ولکم فی القصاص حیاة  
خطبات اور کلام کو دیکھ کر حضرت کی جلالت القدر کا پتہ چلتا ہے۔ اور آپ کے کلام کی برتری کا  
ذہ ہوتا ہے۔

اگر حضرت کو بزم شعراء میں دیکھا جائے۔ تو آپ کا مرتبہ ان سب سے برہا ہوا معلوم ہوتا ہے۔  
جافظ نے کتاب بیان اور تبیین میں اور کتاب فضائل نبوہاشم میں اور بلاذری نے انساب الاشراف  
میں یہ لکھا ہے کہ حضرت علیؑ تمام صحابہ سے زیادہ اچھا شعر کہتے تھے۔ ان سے زیادہ فصیح خطیب اور  
تھے۔

تاریخ بلاذری میں ہے۔ کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی شعر کہتے تھے لیکن حضرت  
سب سے زیادہ اچھے شعر کہتے تھے۔

علم عروض کے جاننے والوں کا جہاں تک تعلق ہے۔ یہ علم حضرت کے گھر سے نکلا ہے علم عروض کی  
تخلیل بن احمد سے کی جاتی ہے اس نے علم عروض کو اس شخص سے حاصل کیا ہے۔ جو امام محمد باقر  
ام کے اصحاب میں سے تھا۔ یا علی بن حسین علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھا۔ اس نے اس  
سے علم حاصل کر کے علم عروض کے قواعد مرتب کئے

حضرت اصحاب عربیہ میں احکم تھے ابن جریری بصری نے درۃ الفواض میں اور ابن فیاض نے



حضرت نے اپنے اس قول سے اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ یعنی ان سات مراتب کے گزرنے کے بعد جب پیدا ہوا اور زندہ و من کر دیا جائے واعظین میں حضرت علی علیہ السلام کا مرتبہ سب سے بڑا ارفع واعلیٰ ہے۔ امثال۔ عبرت اور مواظب میں کوئی شخص آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضرت کے چند کلمات مختصر ملاحظہ فرمائیں

۱۔ من زرع العدو ان حصد الخسران جس شخص نے دشمنی کو بویا۔ اس نے گھلے

کو کاٹا۔ (۲) من ذکر اعینۃ نسی الامینۃ جس نے ایسے لوگوں کو یاد کیا اس نے موت کو بھلا دیا (۳) من تعد بہ العقل تام بہ الجہل جس شخص کی عقل بیٹھ جاتی ہے اس کی جہالت کھڑی ہو جاتی ہے (۴) امی یا اہل الفروما ابہ حکم بد الخیرہا زہید و شہرہا عتیق و نصیبہا صلوب و عنبریزہا منکوب و سالہا محارم و مالکھا مملوک و تراثھا متروک اسے وھو کے کھانے والے اس دنیا میں کیا چیز تمہیں خوش کر رہی ہے۔ اس کی بھلائی اس کے چھوڑ دینے میں ہے۔ اس کی برائی سحت ہے اس کی نعمتیں چھینی ہوئی ہیں۔ اس کے عزیز خوار ہیں۔ صلح کرنے والے محروم ہیں۔ مالک اس میں مملوک ہیں۔ میراث اس میں متروک ہے۔

عبدالواحد الاحدی نے غرالمحکم میں امیر علیہ السلام کے کلام کو جمع کیا ہے۔  
فلاسفوں کی صف میں حضرت کا مرتبہ بہت بھاری ہے حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا  
میں نقطہ ہوں۔ میں خط ہوں۔ میں خط ہوں۔ میں نقطہ ہوں۔ میں نقطہ ہوں۔ میں خط ہوں۔  
فلاسفوں کی ایک جماعت نے کہا۔ قدرت اصل ہے۔ اور جسم اس کا حجاب ہے اور صورت  
جسم کا حجاب ہے۔ نقطہ اصل ہے۔ اور خط اس کا حجاب اور مقام ہے اور حجاب غیر جسد  
ناسوتی ہے۔

امیر علیہ السلام سے عالم بالا کے متعلق دریافت کیا گیا۔ فرمایا یہ عارضی صورتیں ہیں مواد عالمیہ سے

ہیں قوت اور استعداد موجود ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں تجسلی ڈالی اور وہ چمک اٹھیں۔ ان کو ڈالا۔ وہ روشن ہو گئیں۔ ان کی ماہیت میں عکس ڈالا جس کی وجہ سے ان سے اپنے افعال کو ظاہر انسان کو نفس ناطقہ والا پیدا کیا۔ اگر انسان کا علم کے ذریعے تزکیہ کیا۔ تو مشابہ ہو گیا۔ ان جواہر کے واسطے اعلیٰ ہیں جب اس کے مزاج کو معقول بناتے تو اس کے اعضاء چھٹ جلتے ہیں۔ تو سبعہ کا ترکیب ہو جاتا ہے۔

سید رضی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ جو شخص حضرت علی علیہ السلام کا کلام سنتا ہے۔ تو اسے اس طرح دم ہوتا ہے کہ پہاڑ سے سیلاب اتر رہا ہے۔ وہ اپنی حس کو سنتا ہے اور اپنے نفس کو دیکھتا ہے۔ سننے سے کہ اس بات کا یقین ہرگز نہیں آتا۔ کہ یہ ایسے شخص کا کلام ہے۔ جو دریائے جگ میں غوطہ کھاتا ہے۔ کو سونپتے ہوئے گردنوں کے ڈھیر لگا دیتا ہے اور بہاؤروں کو بچھاڑ دیتا ہے۔ اور اس شان سے ان آتے ہیں کہ خون کے قطرات اس کی تلوار سے ٹپکتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود وہ زائدوں سے زبردائد اور ابدال کا سردار ہے۔

حضرت کہ یہ فضائل معجزانہ ہیں۔ اور آپ کے خصوصیات وہ ہیں جن میں متضاد چیزیں جمع ہیں۔ آپ تمام مہندسین سے زیادہ علم والے ہیں۔ حفص بن غالب سے مرفوعاً روایت ہے۔ حضرت مانہ خلافت میں دو شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے پاس سے ایک قیدی غلام کا گزر۔ ایک نے کہا اگر اس کی بیڑی کا وزن اتنا نہ ہو تو میری عورت کو تین طلاق۔ اور دوسرے نے کہا اس کے الٹ قسم کھائی۔ غلام کے مالک سے کہا گیا۔ کہ وہ بیڑی اتار دے۔ تاکہ اس کے وزن کی حقیقت معلوم کی جائے۔ مالک نے اس بات سے انکار کر دیا۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ حضرت عمر کے پاس لے گئے۔ آپ نے دونوں سے کہا۔ کہ اپنی اپنی عورتوں سے الگ ہو جاؤ۔ پھر یہ مقدمہ راج علی کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے اجانہ (نہانے کا برتن) طلب فرمایا۔ غلام کو حکم دیا۔ کہ میں اپنے پاؤں ڈال دے۔ پھر آپ نے برتن میں پانی ڈالنے کا حکم دیا۔ غلام کا پاؤں اور بیڑی دونوں میں ڈوب گئے۔ جس جگہ تک پانی پہنچ گیا تھا۔ اس پر نشان کر دیا گیا پھر حکم دیا کہ بیڑی پر سے نکال چلائے۔ جب ایسا کر دیا گیا۔ تو لوہا منگو کر اجانہ میں ڈال دیا گیا۔ جب پانی نشان زدہ جگہ تک گیا۔ تو آپ نے اس لوہے کے وزن کرنے کا حکم دیا۔ یہ بیڑی کا وزن تھا۔ حضرت عمر اس بات سے



متعجب ہوئے۔

کتاب تہذیب میں ہے کہ ایک شخص نے امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ہاتھی کا وزن کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کی تم طاقت نہیں رکھتے۔ عرض کیا اب تو میں اس مصیبت میں مبتلا ہو چکا ہوں۔ حضرت نے ایک بڑی کشتی کو طلب کیا۔ اس پر ہاتھی کو سوار کیا۔ جہاں تک پانی پہنچ گیا تھا۔ اس جگہ نشان کر دیا گیا۔ پھر ہاتھی کو اتار کشتی میں لکڑیاں ڈال دی گئیں۔ جب نشان زدہ جگہ تک کشتی میں پانی پہنچ گیا۔ تو آپ نے لکڑیوں کے وزن کرنے کا حکم دیا۔ جب لکڑیوں کا وزن کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ ہاتھی کا وزن ہے۔

بخومیوں کے بارے میں آپ کو بہتری حاصل تھی۔ آپ علم نجوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ایک کسان امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ قیس بن سعدانہ مزاج بن فاسوہ ان سے چل کر بوران کے چل پر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے ستاروں کی غوست میں سفر کیا ہے۔ آج کا دن آپ کے لئے سخت ہے۔ ستاروں کا قرآن برج میزان میں ہے۔ وانا آدمی پر واجب ہے کہ وہ چھپ کر بیٹھ جائے۔ یہ وقت اس برج سے آگ نکلنے کا ہے۔ اگر آپ نے اس زمانے میں جنگ کی آپ کے لئے مصز ہوگی۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے خونخوار اٹار کی خدیجہ نے دلے کسان یہ تو بتا۔ کل رات برج میزان کا ناک کون ستارہ تھا۔ اور صاحب سرطان کس برج میں تھا۔ اور برج اسد سے کب نکلنے والا ہوا۔ اور حرکات میں کتنی ساعات میں ہوئیں۔ اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں اپنی پوتھی دیکھ کر بتاؤں گا۔ بہ سن کہ امیر المومنین علیہ السلام مسکرا پڑے۔ اور فرمایا اے کسان! تو ثابت ہو گیا ہے کہ یہ تو بتا سیاروں کے متعلق تیرا کیا علم ہے۔ برج اسد کے طلوع کی ساعات کہاں ہیں؟ زہرہ کے توابع اور جوامع کیا ہیں۔ چمکنے والے ستاروں کی شعاعی مقدار کیا ہے۔ عرض کیا اے امیر المومنین! ان باتوں کا مجھے علم نہیں ہے۔ فرمایا اے کسان! کیا تیرے علم سے اس بات کا پتہ چل جائے گا۔ اگر چین کا بادشاہ اپنا گھر جل جائے۔ جہشہ کے گھروں میں آگ لگ جائے۔ نادر کا آتش کدہ ٹھنڈا ہو جائے۔ ہندوستان کے سینارے گر پڑیں۔ مراہیہ پانی میں ڈوب جائے۔ اندلس کا قلعہ شق ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ کل رات چین کا گھر  
بڑا۔ چین کا برج شکافتہ ہو گیا۔ سرانچسپ کی فیل گوڑی۔ بطریق روم نے ارمینہ میں شکست کھائی۔  
لڑی میں دیباں یہود گم ہو گیا۔ طوی نمل میں چونیاں ابل پڑیں۔ افریقہ کا بادشاہ ہلاک ہو گیا کیا تمہیں اس سب  
امور کا علم ہے۔ عرض کیا اسے امیر المومنین نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا میرا خیال ہے تم نے مشتری اور زحل کے اختلاف  
کی وجہ سے یہ حکم دگایا ہے۔ پھر فرمایا۔ آج رات ستر ہزار جہان نیک بخت ہو گئے۔ اور ہر جہان میں  
ستر ہزار نفوس پیدا ہوئے ہیں اور آج رات اتنے افراد مر گئے ہیں اور یہ شخص ان لوگوں میں ہے۔  
حضرت نے اپنے ہاتھ سے سعد بن مسعود عادی کی طرف اشارہ کیا جو حضرت کے لشکر میں خوارج  
کا چاموس تھا۔ اس ملعون نے خیال کیا کہ حضرت فرماتے ہیں۔ اس کو پکڑ لو وہ بھاگا اور گر کر مر گیا۔ یہ دیکھ  
کر سان سجدہ میں گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا تو حضرت نے فرمایا کیا میں نے تجھے خدا واد تو قیت سے  
مطمئن نہیں کر دیا۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا میں اور میرا ساتھی نہ شرقی ہیں نہ ہی مغربی۔ بلکہ ہم لوگ ناشتہ القطب  
اور اعلام النعلک ہیں۔ ہاں تمہارا یہ قول کہ تمہارے برج سے آگ نکلتی ہے۔ تو یہ بات میرے حق میں  
ہے۔ اور میرے خلاف نہیں ہے۔ اس برج کا نور اور روشنی بری طرف آ رہی ہے۔ اس کی آگ اور  
اس کے شعلے ہم سے دور ہو گئے ہیں۔ یہ مسائل بہت گہرے ہیں۔ ان میں غور کرو۔ اگر غور کرنے والے  
بنو۔ کسان نے سن کر کہا۔ اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ واللہ اعلم علی ولی اللہ  
حضرت تمام حساب دانوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ابن ابی لیسلا سے روایت ہے۔ دو آدمیوں  
نے سفر میں کھانا کھایا۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں۔ دونوں کے  
ساتھ ایک تیرہ آدمی نے کھانا کھایا۔ اور اس نے آٹھ دہم دیئے۔ دونوں نے جھگڑا کیا اور اپنے مقدمہ  
کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے فرمایا اس بار سے میں جھگڑا کرنا کم ظرفی  
کی بات ہے۔ اس میں جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے صلح اچھی چیز ہے۔ تین روٹیوں والے نے کہا  
آپ اس بار سے میں مہر فیصدہ صادر فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو صرف فیصلے پر ہی راضی ہوتا ہے۔ تو  
تجھے ایک دہم ملنا چاہیے (حالانکہ پانچ روٹیوں والا اس سے پہلے تین دہم دے رہا تھا) اور تیرے ساتھی کو  
سات دہم ملنے چاہیے۔ فرمایا کیا تیری تین روٹیاں اور تیرے ساتھی کی پانچ روٹیاں نہ عین عرض کیا ہاں



ایسا ہی ہے۔ فرمایا آٹھ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کئے جائیں۔ تو کل چوبیس ٹکڑے ہوئے۔ تم نے آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور تمہارا ایک ٹکڑا بچا۔ اور جہان نے بھی آٹھ ٹکڑے کھائے۔ اور پانچ روٹیوں والے نے بھی آٹھ ٹکڑے کھائے۔ اس کے باقی سات پٹے۔ لہذا وہ آٹھ درہم لے اور تم ایک لو۔

صحابہ! کیا سے آپ بہت بڑی فوقیت رکھتے ہیں کسی شخص نے آپ سے اس صنعت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا یہ نبوت کی بہن ہے۔ عصمت کی مروت ہے۔ لوگ اس کے متعلق ظاہر کی طور پر بات کرتے ہیں۔ ہیں اس کے ظاہر اور باطن دونوں کو جانتا ہوں۔ خدا کی قسم یہ جامہ پانی ٹھیری ہوئی ہوا۔ آگ جائلہ اور زمین سا ملہ ہے۔ حضرت سے خطبہ کے دوران سوال کیا گیا۔ کیا کا وجود ہے؟ فرمایا۔ وہ پہلے بھی تھا۔ اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ سوال کیا گیا کہ وہ کس ترکیب سے بنتا ہے؟ فرمایا۔ زہیق۔ جراح۔ اسرب۔ زاج۔ مدید۔ موعفر اور زنجار نکاحس۔ اخفر حوالے۔ فرمایا۔ ان کی ترکیب سے مجھے واقف ہونا چاہیے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ وضاحت فرمائیے فرمایا بعض اجڑا کی مٹی بناؤ اور بعض کو پانی میں ڈال دو۔ مٹی کو پانی سے ملاؤ۔ کیا بن گیا پھر عرض کیا گیا اسے امیر المومنین اور وضاحت فرمائیے۔ فرمایا۔ اس سے زیادہ وضاحت نہ ہوگی۔ حکمانے اس سے زیادہ کی وضاحت نہیں کی۔ تاکہ لوگ اسے کھیل نہ خیالیں۔

اطباء میں آپ کا مرتبہ بہت بڑا تھا۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا۔ جب لڑکا نرم بازو چھوٹے الہ تناسل والا اور ساکن النظر ہو۔ اس سے خیر کی امید کی جاسکتی ہے اور اس کے شر سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ جب لڑکا سخت بازو والا بڑے الہ تناسل والا۔ اور تیز نظر والا ہو۔ تو اس سے نہ بھلائی کی امید کی جاسکتی ہے۔ اور نہ ہی اس کی برائی سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ چھ ماہ۔ سات ماہ اور نو ماہ کا بچہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اور آٹھ ماہ کا بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ ان کے شانہ سے لڑکی کا دودھ اور پیشاب نکلتا ہے۔ لڑکے کا دودھ بازوؤں اور کندھوں سے نکلتا ہے۔ بچہ اپنی انگلیوں کی مقدار کے مطابق ہر سال چار انگلی بڑھتا ہے۔

کسی شخص نے امیر المومنین سے سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ بچہ کبھی والدین کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی خالہ اور پھوپھی کے مشابہ ہوتا ہے۔ حضرت نے اپنے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا۔ تم اس کا جواب دو۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مرد عورت کے پاس سکون نفس اور جوارح کے ساتھ جائے۔ تو دونوں

نطفے آپس میں اس طرح ملتے ہیں جس طرح دو مخالف۔ اس صورت میں اگر مرد کا نطفہ عورت کے لطفہ پر غالب آتا ہے۔ تو لڑکا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب آتا ہے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے اگر مرد پر نشانِ نفس اور مضطرب جوارح کی صورت میں عورت کے پاس جاتا ہے۔ تو دونوں لطفوں میں کشمکش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر نطفہ رحم کی دائیں جانب گرتا ہے۔ تو بچہ عمام اور عمامات کے مشابہ ہوتا ہے۔ اگر نطفہ رحم کی بائیں جانب گرتا ہے۔ تو بچہ خالوں اور خالات کے مشابہ ہوتا ہے۔ وہ شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالۃہ ایک روایت میں ہے کہ سائل حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

نبی صلعم سے سوال کیا گیا کہ بچہ ماں کی رحم میں لڑکی اور لڑکا کیسے بن جاتا ہے۔ فرمایا۔ اگر مرد کا پانی غالب آتا ہے۔ تو لڑکا بن جاتا ہے اور اگر عورت کا پانی مو کے پانی پر غالب آتا ہے۔ تو لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ یسین دین کے بارے میں آپ کے قوانین اصل کی حیثیت رکھتے ہیں جن لوگوں نے اس کے متعلق گفتگو کی ہے۔ ان کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اگر حضرت کو فراغت نصیب ہوتی اور جو کچھ اس کے متعلق آپ جانتے تھے۔ اگر اس کا اظہار فرمادیتے۔ تو کادوباری معاملہ میں اس قدر بیان فرماتے۔ جو اس باب میں کافی وسعت کا باعث ہوتا۔

حضرت کی دانائی کی زیادتی کے بارے میں اُسامہ بن زید اور ابو رافع سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد! میں آپ کو آپ کی ذریت کے متعلق ایک پوشیدہ بات سے آگاہ کرتا ہوں۔ جبرائیل نے تورات کے متعلق بیان کیا جس کو یمن کے ایک گروہ نے درمیان دو پتھروں کے پایا تھا۔ جب یہ لوگ توریت لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ میں تم کو تمہارے باپوں کے ناموں سے آگاہ کرتا ہوں۔ اور تم نے تورات کو پایا ہے۔ اس کو لے کر میرے پاس آئے ہو۔ انہوں نے تورات کو حضرت کے حوالے کر دیا اور اسلام لے آئے۔ رسول اللہ صلعم نے تورات کو اپنے سرقدس کے پاس رکھ کر اللہ کے نام سے دعا کی وہ تورات عربی زبان میں تبدیل ہو گئی۔ آپ نے تورات کو ملاحظہ فرمایا پھر اسے حضرت علی بن ابی طالب کے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا۔ اس میں تیرا اور میری اولاد کا ذکر موجود ہے جو میرے بعد (آئمہ) ہوں گے۔

ورسلًا قد تصصناہم عیك درسلًا ہم نقصصہم عیك کے بارے میں امیر المومنین علیہ



السلام نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سیاہ بنی کو مبعوث کیا تھا۔ اور اس کا قصہ ہم پر بیان نہیں کیا۔  
ایمر علیہ السلام کے وفور علم کا یہ عالم تھا کہ آپ پرندوں، موش اور جانوروں کی بولیاں جانتے تھے۔  
مذراہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایمر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم لوگ اس  
طرح پرندوں کی بولیاں جانتے ہیں جس طرح سیماں بن داؤد جانتے تھے۔ ہر خشکی اور ہزری میں چلتے دلتے  
جانور کی بولی جانتے ہیں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مرغ اظہن میں یوں کہتا ہے اذکر  
اللہ یا غافلین اے غافلوا! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

گھوڑا کہتا ہے۔ اللہم انصر عبادک المؤمنین علی عبادک الکافرین اے مجبور اکابرین  
کے مقابلہ میں اپنے مومن بندوں کی مدد کر۔

گدھا شیطان کی آنکھ میں کہتا ہے۔ ان یلعن العشائرین سو خواروں پر لعنت ہو۔  
مینڈک کہتا ہے۔ سبحان ربی المعبود السبح فی نوح البحار میرا مجبور رب بگ ہے جس کی تسبیح  
سند رول کی گہرائیوں میں کی جاتی ہے۔

قبر کہتی ہے۔ اللہم العن مبغضی ال محمد اے مجبور آل محمد سے دشمنی رکھنے والے پر لعنت کر  
سجید بن طریف امام جعفر صادق سے اور ابو امامہ بھلی سے بھی روایت کی ہے۔ دونوں نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اور حدیث کے الفاظ ابو امامہ کے ہیں۔ حدیث خامی طویل ہے۔

رسول اللہ کی خدمت میں لوگ آپ کے ایک پیچھے کی مبدک باوی کی خاطر حاضر ہوئے۔ لوگوں کے درمیان  
سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے مال باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ ہم نے آج علی سے  
ایک عجیب چیز دیکھی ہے فرمایا کیا دیکھا ہے؟ عرض کیا کہ ہم جب آپ کے فرزند حسین کی ولادت کی مبارک باد  
کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ہمیں آپ کے پاس آنے سے روک دیا گیا۔ اور چل کہا گیا۔  
کہ آپ کے پاس ایک لاکھ چوبیس ہزار فرشتے اترے ہوئے ہیں۔ کچھ اس بات سے تعجب ہوا کہ اس کا نشانہ  
اور گنتی کس طرح ہوئی۔ رسول اللہ مسکراتے ہوئے علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا تمہیں کس طرح معلوم ہوا  
مگر میرے پاس ایک لاکھ چوبیس ہزار فرشتے اترے ہوئے ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ میرے مال باپ آپ  
پر قربان ہو جائیں۔ میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بولیاں سنیں ہیں نے اس بات سے معلوم کیا کہ وہ ایک لاکھ

یوں نہیں ہزار ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ نے فرمایا۔ اے ابوالحسن! اللہ تعالیٰ آپ کا علم اور علم زیادہ کرے۔  
 بھائی اور حیات میں سعدی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام اہل نہر کے پاس تشیف لائے اور  
 لفظ کے مقام پر قیام فرمایا۔ آپ کی خدمت میں اصل باوریا حاضر ہوئے انہوں نے خراج کی زیادہ کی قبلی  
 ان میں شکایت کی۔ کہ ان کے مسائے خاصی زمین رکھتے ہیں لیکن ان پر خراج کم عائد کیا گیا ہے حضرت نے  
 میں اس طرح قبلی زبان میں جواب دیا۔ زعم اوطانہ من زعم اربابہ جس کا عربی میں ترجمہ یوں ہوگا۔ دفن  
 غیر خیر من دفن کبیر چھوٹا دانہ بڑے دانے سے بہتر ہوتا ہے۔

امیر علیہ السلام نے یزدجرد کی بیٹی سے کہا۔ تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا۔ جہان بانویہ (جہان بانو) فرمایا۔  
 بانویہ (شہر بانو) حضرت نے اس کو بھی زبان میں جواب دیا۔

امیر علیہ السلام نے ناقوس کی آواز کی تفسیر بیان فرمائی اس واقعہ کو صاحب مصباح الوداع نے ذکر کیا  
 اور ہمارے جمہور اصحاب نے حدیث احمد بن محمد بن صوحان برائے سیرہ۔ اصبع بن نباتہ جابر بن یزید  
 و دین کو اسے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ناقوس یوں کہتا ہے۔ سبحان اللہ  
 احقا۔ ان المولیٰ صمدیقی۔ بحکم عنارفقار فقا۔ لولا حمہ کنا مشقی حقا حقا صدقا صدقا  
 ہے اللہ حق ہے حق ہے۔ میرا مولیٰ بے نیاز اور باقی ہے۔ اگر اس کی مہربانی نہ ہو تو ہم بدبخت ہو جائیں  
 ہے حق ہے سچ ہے سچ ہے۔ ان المولیٰ یساکننا۔ ویوافقنا ویحاسبنا ہمارا مولیٰ ہم سے سوال  
 ہے ہمیں توفیق دینا ہے اور ہم سے حساب لے گا۔ یا مولانا کلا تھلکنا سے مولیٰ ہمیں ہلاک نہ  
 دار کنا و استخذمتنا واستخلعنا حلیک فنادی بمرانا نقول عنان الدنیا قد غرتنا  
 غلتنا واستہوتنا واستلھنا واستفوتنا یا بن الدینا جمعاً جمعاً یا بن الدینا مہلاً  
 یا بن الدینا دقاً دقاً تغنی الدنیا قمرنا یا من یوم یضی عن الایہوی منارکنا۔ قد  
 داراً تبقی واستوطننا داراً تغنی تغنی الدنیا قمرنا کلاً موتاً کلاً موتاً کلاً  
 کلاً فیہا موتاً کلاً کلاً کلاً فیہا موتاً۔ نقلاً نقلاً دقنا یا بن الدینا مہلاً مہلاً۔ زن  
 وزنا وزنا لولا جہلی مان کانت عندی الدینا الا سجن، خیراً خیراً شرّاً شرّاً سینا شیا  
 حزننا۔ ملا من ذاکم نام ذاکم ترجو نبحوتی تردی۔ عجیل قبل الموت الوزنا عامن یوم  
 فنا۔ الا وہی منارکنا۔ ان المولیٰ قد زدرنا۔ ان فحش عن لا بعجماً



ہماری کئی کو پورا کرنا۔ ہم سے خدمت لی سنا۔ ہمیں خالص بنانا۔ تیری بروہاری نے ہمیں گناہ کی جرات دی۔ تیری معافی کے خواباں ہیں۔ دنیا نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ ہمیں مشغول رکھا خواہشوں میں مبتلا کیا۔ غریب دیا دنیا والو! ٹھہرو ٹھہرو۔ دنیا صدیوں سے فنا ہو رہی ہے۔ ہمارا کوئی دن ایسا نہیں گزرتا ہے۔ کہ ہمارا ایک کن گز نہ پڑتا ہو۔ ہم نے باقی رہنے والے گھر کو برباد کر دیا۔ اور فنا ہونے والے گھر کو گھر بنالیا۔ دنیا ختم ہونے والی ہے سب مرجائیں گے۔ سب مرجائیں گے۔ سب دفن ہوں گے۔ سب فنا ہوں گے۔ سب مردہ، سب فنا کے گھاٹ اترنے والے۔ اس گھر سے دوسرے گھر جانے والے ہیں دفن ہونے والے ہیں۔ دفن ہونے والے ہیں۔ دنیا والو ٹھہرو ٹھہرو۔ اپنے اعمال کو تو لو تو لو۔ اگر جہالت نہ ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔ میرے نزدیک دنیا قید خانہ ہے۔ نیکی کا بدلہ نیکی۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی برابر برابر کام کا بدلہ۔ دنیا کیا ہے۔ کیا ہے اس کی حقیقت فضل خدا سے لو گے۔ نجات پاؤ گے۔ موت سے پہلے اعمال کے وزن بڑھانے میں جلدی کرو۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا۔ کہ ہمارا ایک دن گزرتا ہو۔ بے شک ہمارے مولا سے ہمیں عذاب سے ڈرایا ہے۔ ہم حیرانی کے عالم میں محسوس ہوں گے۔

جب راہب ناقوس پھونک چکا اور امیر المؤمنین علیہ السلام سے ناقوس کی یہ حکایت سنی تو اسلام لے آیا۔ اور کہا کہ میں نے کتاب (تورات) میں پڑھا ہے۔ کہ آخری انبیاء کے زمانے میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو ناقوس کی آواز کی تفسیر بیان کرے گا۔

اس بات پر اجماع ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق پرہیزگار لوگ ہیں۔ ان کو مگر عند اللہ اتقا کہ

پھر اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ متقین میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو بارگاہ ایزدی میں خاشع ہیں۔ وَاذْلَفْتَ الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ اِلٰی تَوَلَّاهُ مَنِيب

اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ کہ خشت میں علماء آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ انہیں بخشی اللہ من عبادہ العلماء

اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ کہ تمام لوگوں سے زیادہ عالم حق کی طرف زیادہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور وہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے۔ کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اور وہ کسی کا تابع نہ ہو۔

انمن یهدی الی الحق الحق ان یبتع امن کا یهدی الا ان یهدی  
 اور اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ عالم بالعدل اس بات کا زیادہ حق دار  
 ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اور وہ کسی کا تابع نہ ہو۔ بحکم ربہ ذوالعدل منکم  
 کتاب خدا، سنت نبی اجماع امت اس بات پر والی ہے۔ کہ نبی صلعم کے بعد اس امت میں  
 سب سے افضل انسان حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

## فصل

### حضرت علی علیہ السلام کا ہجرت میں مسابقت کرنا

سب سے پہلی ہجرت شعب ابوطالب اور شعب عبدالمطلب کی طرف ہوئی اس بات پر اجماع ہو  
 چکا ہے کہ یہ ہجرت کرنے والے نبوہاشم تھے۔ دوسری ہجرت حبشہ کی طرف ہوئی۔  
 معرفت النسوی میں تحریر ہے کہ رسول اللہ نے یہاں حکم دیا تھا کہ ہم حضرت جعفر کی معیت میں  
 من نجاشی کی طرف چلے جائیں۔ یہ ہجرت کرنے والے ۸۲۔ افراد تھے۔ واحدی نے تحریر کیا ہے کہ ان کے  
 معے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

انما یوفی الصابرون اجرهم بغير حساب

کیوں کہ ان لوگوں نے بے حد تکالیف اور شدائد میں گرفتار رہ کر بھی اپنا دین نہیں چھوڑا تھا۔  
 اب ان پر سختی کی گئی۔ تو انہوں نے صبر کیا اور ہجرت کی۔

تیسری ہجرت کرنے والے انصار اول ہیں۔ جنہوں نے عقبہ کے مقام پر بیعت کی تھی۔ اصحاب اہل  
 اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ وہ مترادی تھے جس نے سب سے پہلے بیعت کی تھی۔ وہ ابوہریرہ بن  
 ہاشم تھے۔

چوتھی ہجرت مہاجرین نے کی تھی جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اس ہجرت میں سبقت کرنے  
 والے معصب بن عمیر، عمار بن یاسر، ابو سلمہ مخزومی، عامر بن ابیہ، عبداللہ بن جحش، ابن ام کلثوم، بلال اور  
 دیگر تھے۔

ابن عباس نے کہا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان الذین امنوا وھاجرنا



وجاہدوا فی سبیل اللہ والذین یؤدوا نفعاً والذین یؤدوا نفعاً والذین یؤدوا نفعاً  
 کیسے اور بعض فی کتاب اللہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مومنین کا پھر مجاہدین کا ذکر  
 کیا ہے۔ اور مجاہدین کو تمام بر فضیلت دی ہے۔ اور کہا ہے واولوا الارحام اولى ببعض حضرت علی  
 علیہ السلام نے تمام صحابہ سے ایمان لانے میں سبقت کی ہے پھر عصب ابوطالب کی طرف ہجرت  
 کی ہے پھر چھوڑا دیا۔ اور تین مراتب کے علاوہ آپ نے جو سبقت بر فضیلت حاصل کی ہے۔ وہ یہ ہے  
 کہ آپ فوالارحام میں سے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ حضرت ابو بکر نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے لیکن حضرت علی علیہ السلام کو اس  
 پر بہت بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر کو رسول اللہ خود ساتھ لے گئے  
 تھے جو حضرت ابو بکر کسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے۔ رسول اللہ نے حضرت علی کو اپنے  
 بستے پر چھوڑ دیا۔ جنہوں نے اپنی جان رسول اللہ پر فدا کر دی تھی۔ جان کا قربان کرنا بہت بڑا کام ہے  
 بہ نسبت اس کے کہ اپنی جان کے ڈر سے غار کی طرف بھاگا جائے۔

ابو مفضل غیبانی نے اپنے اسناد سے مجاہد سے روایت کی ہے کہ نبی بنی عائشہ نے اس بات  
 پر فخر کیا کہ میرا باپ رسول اللہ کے ساتھ غار میں تشریف لے گئے تھے۔ محمد اللہ بن خداون صلوات  
 کہا حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں جناب کا کیا خیال ہے کہ آپ رسول اللہ کی جگہ سونگے تھے  
 اور آپ کو اس بات کا علم تھا کہ آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر نبی بنی صاحبہ ایسی خاموش ہوئیں کہ  
 کوئی جواب نہیں پڑا۔

اللہ تعالیٰ کی ان دو آیتوں میں کتنا بڑا فرق موجود ہے۔ ومن الناس من یطری نفسه ابتغاء  
 مرضاة اللہ اور لا تحزن ان اللہ معنا

جب ابو بکر غم و اندوہ میں گرفتار تھے تو رسول اللہ آپ کا دل مضبوط کر رہے تھے۔ حالانکہ حضرت  
 ابو بکر کو کوئی گزند بھی نہیں پہنچی تھی اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ جو آپ  
 کے دل کو دھامس دیتا۔ حالانکہ حضرت علی پر پتھر ملنے کی بارش ہو رہی تھی۔ حضرت ابو بکر غار میں پوشیدہ تھے  
 اور حضرت علی کفار کے اندر گھر سے ہوئے تھے۔

ابن عباس نے کہا آپ کو قتل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اشخاص تیار تھے۔

بنو نوفل میں سے فہم بن عدی، ابیہ بن قطعم، عارث بن عمر

بنو مخزوم سے ابو حنیبل — بنو سہم سے نبیہ اور منبہ فرزندان حجاج۔

نئے جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

آپ کو سنا دیا اور آپ کو اپنا جان شیع بنایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ رسول اللہ کے ہی تھے



تاریخ خطیب طبری تفسیر ثعلبی اور قزوینی میں اس آیت **وَاذِیْعُکُم بِالنَّارِ الذِّیْنَ کَفَرُوا** کے بارے میں منقول ہے کہ یہ واقعہ مشہور ہے۔ جبیر بن رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ آج رات جس بستر پر آپ سوتے ہیں نہ سوئیے گا۔ رسول اللہ نے علی سے فرمایا آپ میرے بستر پر سو جائیے۔ اور میری سبز حقیری چادر اوڑھ لیجئے۔ رات کے وقت کفار کہ رسول اللہ کے مکان کے دروازے پر جمع ہو کر آپ کی گھات میں بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ان کے اس اہتمام کے باوجود نکل کر ہجرت کر گئے۔ رسول اللہ کے قتل کے ایلوے سے بستر کے قریب ہوئے تو انہوں نے حضرت علی کو پہچانا۔ اور آپ سے کہنے لگے تمہارا دوست کہاں ہے فرمایا۔ مجھے کیا معلوم کہ کہاں ہیں۔ تم نے مجھے آپ کی رکھوالی کے پھوکیدار مقرر کیا تھا۔ تم لوگوں نے اس کو نکلنے پر مجبور کیا۔ وہ نکل کر چلے گئے۔

ابو رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں سے جانے کا حکم دیا ہے۔ اور میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ رات میرے بستر پر سو کر بسر کر دو۔ جو بستر پر تجھ پر بستر پر سو یا سو اوڑھ لیں گے۔ تو انہیں میرے جانے کا علم نہیں ہو سکے گا۔

تاریخ طبری۔ تاریخ خطیب اور قزوینی اور تفسیر ثعلبی میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ان کے کمرے نجات دلائی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ چال چل کر حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سولا دیا۔

علامہ ابو رافع اور محدثین ابی ہالہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام تلوار سے کفار پر چھپٹ پڑے اور وہ دم و بار بھاگ گئے۔

محمّد بن سلام ایک طویل حدیث میں امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں رسول اللہ کے لیٹنے کی جگہ پر لیٹ گیا۔ اور قوم کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب دو میرے پاس گھر میں داخل ہو کر آئے تو میں تلوار سے کرکھڑا ہو گیا۔ اور میں نے انہیں اپنے سے دُور کر دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے صبح کی تو آپ اپنے رعب و دبدبہ کی وجہ سے کفار کے شر سے محفوظ رہے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی اور مکہ میں اپنے اہل کی حفاظت کی خاطر اکیلے رہ گئے تھے۔ اور ہر حق دار کو اس کا حق ادا کر دیا تھا۔

محمد واقفی۔ ابو الفرج نجدی۔ ابوالحسن بکری اور اسحاق طبرانی روایت کرتے ہیں کہ جب

حضرت علی علیہ السلام نے ہجرت کرنے کا عزم کیا تو عباس نے آپ سے کہا کہ محمد تو پوشیدہ طور پر چلے گئے ہیں جن کی قریش پوری طرح تلاش کر رہے ہیں۔ اور آپ کھلم کھلا ہجرت کر رہے ہیں۔ حالانکہ تمہارے ساتھ عورتیں، ہموچ مال، مواد عورتیں موجود ہیں۔ اور تم ان کو لے کر قریش کے قبائل کے درمیان گھائیاں اور پڑیچ راستے طے کرو گے اور میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ تم قبیلہ خزاعہ کی نگرانی میں جاؤ۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ان الحیہ شربة موروثة! لا تنزعن وشدا للرحیل  
ان ابن انة النبی محمداً اجل صدوق قال عن جبریل  
لدرخ الزماہر ولا تخف من عالق فاما یرویہم عن التکیل  
انی بری واثق و باحماً  
سبیلہ متلاحق بسبیل

حفظہ بن ابی سفیان کا غلام رات کے وقت آپ کے راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا جب آپ کو دیکھا تو تلوار سے کر آپ پر ٹوٹ پڑا۔ حضرت علی نے ایسی زوردار آواز بلند کی جس کی وجہ سے وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ آپ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے صبح کے وقت مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب ضحیٰ کے مقام پر وارد ہوئے تو آٹھ سو آدمی نے آپ کو جالیا اور کہنے لگے اے غدار کیا تمہارا بل ہے کہ عورتیں لے کر چلے جاؤ گے؟

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے لئے ہجرت فرمائی تھی اور جناب علیؑ کے لئے پہلے رسول اللہ کے تشریف منونا اور اس کے بعد ہجرت کرنا فرض تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کا امتحان اس طرح لیا کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کا جناب اسمعیل کے ذریعے اور جناب عبدالمطلب کا حضرت محمد اللہ صلی علیہ وسلم حضرت علیؑ کا جناب ابوطالب میں رسول اللہ کا مسلسل فدیہ ہوتے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ راتیں غار میں رسول اللہ کے ساتھ رہے۔ علیؑ رسول اللہ کے بستر پر شعب ابوطالب میں تین سال تک اور ایک روایت کے مطابق چار سال تک سوتے رہے۔

عکبری نے فضائل الصحابہ میں اور عنجکروی نے سلوة الشیعہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا:



فقیته بنفسی من وطأ الحصا      ومن كاف بالبيت العتیق وبالجم  
عبد لما خاف ان یکر وایه      فو قاه رانی دو الجلال عن المسکر  
وبث ابا عیهم وما یشتوننی !      وقد صبرت نفسی علی القتل والاسی  
وبات رسول الله فی الغار آمناً      وذلك فی حفظ الاله وفی ستر  
اردت به نصر الاله تبیتلاً      واخبرتہ حتی اوسد فی قبری

جس قدر محنت سخت ہوتی ہے اجر اسی قدر بڑا ہوتا ہے۔ جو شدت اخلاص اور قوت بصیرت  
پر دلیل ہے۔ شہسوار وہی ہوتا ہے جو کرد فر۔ جو شش و جوانی کا مالک ہو۔ پیادہ وہ ہوتا ہے جس کی روح  
مضبوط ہو اور اسے اپنے نفس پر بھروسہ ہو۔ اور اس کا بدن تکالیف اٹھانے پر آمادہ ہو۔ اور نہ خم کھانے  
پر تیار ہو۔ اس شخص کی بہادری کا کیا کہنا یہ جو خطرات کو معمولی کپڑوں میں زرخش وصول پر سو گیا ہو۔  
اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت ومن الناس من یشی نفسه ابتغوا صنادات اللہ  
حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی۔ جبکہ حضرت علی نے رسول اللہ کے بستر پر رات بسر کی تھی  
ابراہیم ثقفی۔ ثعلبی طوسی اپنے اسناد کے ساتھ حکم سے روایت کرتے ہیں اس نے سب سے روایت کی  
ہے اور ابو مالک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابو مفضل شیبانی اپنے اسناد سے امام زین العابدین  
سے روایت کرتے ہیں۔ اور حسی بصری انس سے، ابو زید انصاری سے ابو عمر دین علا سے روایت کرتے  
کرتے ہیں۔ ثعلبی نے ابن عباس سے صاودہ سدی نے بعد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رسول اللہ  
صلعم کے بستر پر رات کو سوتے تھے تو یہ آیت رسول اللہ پر مکہ اور مدینہ کی راہ میں نازل ہوئی تھی۔  
عبداللہ بن عکبر فضائل الصحابہ میں اور ابو عکفر سمعانی روایت کرتے ہیں بعد دونوں حضرت امام علی  
بن حسین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سب سے پہلا شخص جس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کو  
فروخت کر دیا تھا۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات تھی جبکہ حضرت علی نے رسول اللہ صلعم کے  
بستر پر رات بسر کی تھی۔

مشرکین مکہ رسول اللہ صلعم کی تلاش میں تھے۔ رسول اللہ صلعم اٹھے۔ اور حضرت ابو بکر کے ساتھ چل دیے  
اور حضرت علی رسول اللہ صلعم کے بستر پر بیٹ گئے۔ جب مشرکین آئے تو انہوں نے دیکھا کہ علی علیہ السلام  
رسول اللہ صلعم کے بستر پر سوتے ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلعم موجود نہیں ہیں۔

علامہ شعبی نے اپنی تفسیر میں، ابن علقمہ ملحقہ میں۔ ابو سعادت فضائل المشہور میں اور غزالی احیائے العلوم اور کیمیائے سعادت میں ابو لقیطان سے روایت کرتے ہیں، ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے جن کا سلسلہ روایت ہم تک پہنچتا ہے۔ مثلاً ابن بابویہ۔ ابن شاذان کلینی طوسی۔ ابن عقدہ۔ ہنقی۔ ابن فیاض عجمی۔ صفوانی اور تقی اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابو ذافع احمد ہمدانی ابی صالح سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نسل موریکائل کی طرف وحی کی۔ کہ میں نے تم میں بھائی چلادہ قائم کر دیا ہے۔ اور میں نے تم میں سے ایک کی عمر دوسرے سے لمبی کی ہے۔ اور تم میں سے کون ایسا ہے کہ وہ اپنی جان اپنے بھائی پر قربان کر دے۔ دونوں نے موت کو ناگوار سمجھا۔ (احمد جان قربان نہ کی) اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف وحی کی۔ کہ تم میرے ولی علی بن ابی طالب کی مانند کیوں نہ ہو گئے۔ میں نے علی اور اپنے نبی محمد کے درمیان بھائی چلادہ قائم کیا تھا۔ اور علی نے اپنی جان کو رسول پر قربان کر دیا ہے۔ آنحضرت کے بستر پر لیٹ کر آپ کی جان پچائی ہے۔ دونوں زمین پر اتر کر چلے جاؤ اور اس کی جان کی دشمنوں سے حفاظت کرو۔ جبریل نازل ہو کر حضرت امیر کے سر کی جانب اور سیکائل اتر کر آپ کے دونوں پاؤں کی جانب بیٹھ گئے۔ اور جبرائیل علیہ السلام نے کہنا شروع کر دیا۔ اسے فرزند ابوطالب تمہیں مبارک باد ہو تیری مانند کون ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله بعض لوگ وہ ہیں جو اپنی جان فرو کر کے اللہ کی مرضیاں خریدتے ہیں۔

## فصل

### حضرت امیر علیہ السلام کا جہاد میں مسابقت کرنا

امت کا اس بارے میں اجماع ہو چکا ہے۔ اور کتاب خدا اور سنت رسول اس بات کی تائید کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر مخلوق نیکو کار لوگ ہیں۔ اور ان نیکو کاروں اور برگزیدہ شخصوں میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو متقی ہوں۔ ان کے کام عند اللہ اتنا کم اور متقین میں سے افضل



وہ لوگ ہیں۔ جو محباہد ہوں۔ فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین  
 دسجہ اور مجاہدین میں سے افضل وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے جہاد کرنے میں سبقت لی ہو۔  
 لا یتوی من انفق من قبل الفتح وقاتل اور مجاہدین میں سے افضل ہوگا۔ جس  
 نے جہاد میں پہلے لڑا وہ اور نمایاں کام کیا ہو۔

امت کا اس بارے میں بھی اجماع ہو چکا ہے۔ سابقین الی الجہاد بدری لوگ ہیں۔ اور بدریوں  
 میں افضل انسان حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

امت کے اجماع پر قرآن مجید اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ اہل وجہ کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں  
 نے کہا کہ نبی صلعم کے بعد اس امت میں افضل انسان علی علیہ السلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین  
 اسے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو۔ رسول اللہ صلعم نے اپنی زندگی میں کفار سے جہاد کیا۔ اور  
 منافقین سے جہاد کرنے کا آنحضرت صلعم نے علی علیہ السلام کو حکم دیا۔ آپ کا یہ حکم آپ کے اس فرمان  
 میں موجود ہے۔

تقاتل الناکثین والفاستین والماتیین اسے علی اتم ناکثین (جملہ وائے) قاسطین (ظالم  
 صغیرین وائے) مارقین (اسلام سے نکل جانے والے خوارج) سے جہاد کرو گے۔

حدیث حاصف النعل، حدیث کلاب مودی، حدیث اے عمار اتم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔  
 اور حدیث ذی شہیدہ وغیرہ جناب امیر کی بڑی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ صفت خلیفہ کے ہیں۔  
 حضرت علی کا اہل ردہ کے ساتھ جہاد کرنا ان باتوں کا معارض نہیں۔

اصحاب حدیث کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ نبی صلعم نے آپ کو مذکورہ بالا لوگوں کے ساتھ  
 جہاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور ان کو اہل ردہ کہا یہ بات صاحب الضاف سے پوشیدہ نہیں ہے۔  
 جہاد کرنے کے بارے میں مندرجہ ذیل حضرات مشہور و معروف ہیں۔ (۱)۔ علی (۲) حمزہ

ذی شہیدہ کی تفصیل کتاب خصائص امیر المومنین علیہ السلام مؤلفہ امام نسائی میں ملاحظہ کریں۔ جو احقر

کے ترجمہ سے چھپ چکی ہے۔ ۱۲ مترجم

(۱۲) جعفر بن سحر (۱۵) زبیر (۱۶) طلحہ (۱۷) ابو وجانہ (۱۸) سعد بن ابی وقاص (۱۹) برادر بن عازب۔  
سعید بن معاذ اور (۱۱) محمد بن سلمہ

تمام اہل بیت کا اس بات پر اجماع ہے کہ مذکورہ حضرات کا شجاعت بہادری اور کثرت جہاد میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ ہم نے کتب معاذی کو چھانٹ مارا لیکن وہاں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا کوئی کارنامہ نہیں ملا۔

اہل بیت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکلیف کو دور کرنے والے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوات میں شامل نہیں ہوتے تھے تو جناب علی جنگی امور کے متمم ہوتے تھے۔ جب رسول اللہ خود جنگ میں شریک ہوتے تھے تو جناب رسول کے تالی ہوتے تھے۔

ایست توج لور علم دونوں حضرت علی کے ہاتھ میں ہوتے تھے۔ حضرت کبھی کسی شخص کی ماتحتی میں جنگ میں شامل نہیں ہوئے۔ جناب امیر نے کسی جنگ میں وارد نہیں کیا بلکہ بعض تو جنگ میں متعدد مقامات پر بھاگ گئے تھے۔ اور بعض نے دوسرے اشخاص کی ماتحتی میں بھی جنگ میں شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ آیت لیس الہوان تو لواء جو حکم قبل المشرق والمغرب ولكن الہد من آمن باللہ والیوم الآخر وجاهد فی سبیل اللہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر دو۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان لایا جائے۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا جائے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اس آیت کے مصداق امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں۔ اور اس آیت میں جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں حضرت علی علیہ السلام ان کے حامل ہیں یہ بات بالاتفاق بیان ہوئی ہے زحلج اور فرانسے بیان کیا ہے کہ یہ آیت گویا کہ انبیاء و مرسلین کے ساتھ مخصوص ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ولہ اسلام من فی السماوات والارض کی تفسیر میں ابن عباس نے یہی کیا کہ آسمانوں پر فرشتے اللہ پر اسلام لائے اور زمین پر مومن اسلام لائے۔ اور حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے اسلام لائے والے ہیں اور مشرکین سے بھی سب سے پہلے جنگ کی۔



تفسیر عطا ترسانی میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ورضعتا عندك وزرك الذي انقض ظهرك یعنی (اے محمد) ہم نے آپ کی پشت علی بن ابی طالب کے ذریعے مضبوط کر دی ہے۔

ہو الذی ایدک بنصرہ کی تفسیر میں ابو معاویہ منیرہ اعمش سے روایت کرتے ہیں اس نے مجاہد سے روایت کی ہے یعنی اے رسول محمد نیری مدد ایمر المؤمنین علی۔ جعفر۔ حمزہ اور عقیل کے ذریعے کی ہے اسی کے لگ بھگ ہم نے کھلی سے روایت کی ہے اور وہ ابو صالح سے اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔

کتاب ابو بکر شیری میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے وقل رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق اے محمد کہ دو کہ اے معبود! مجھے سچائی کے ساتھ داخل کرنا اور میرے میں (اور سچائی کے ساتھ نکال لینے کہ سے و اخرج لی من لدنک سلطاناً نصیراً اور مجھے اپنی طرف سے ایک مددگار عطا فرما جو سلطان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا کو قبول کر لیا تھا اور آپ کو مددگار سلطان کی صورت میں علی بن ابی طالب کو عطا کر دیا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرتے تھے۔

عکبری فضائل الصحابہ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ کا غلاف پکڑے ہوئے یہ دعا کرتے ہوئے دیکھا: اے معبود! میرے بنو عامر میں سے ایک ایسے آدمی کو صورتہ کر جو میرا قوت بازو بنے۔ جبرائیل رسول اللہ کی خدمت میں تاراضگی کے علم میں آیا کہ یہ مکہ عرفین گزار ہوئے۔ اسے محمد کیا ہم نے تمہاری مدد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے ذریعے نہیں کی۔ جو اللہ کے دشمنوں پر کھلی ہوئی تلوار ہے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

لنصران رسولنا والذین امنوا کی تفسیر میں ابو المصباح صبیح امام رضا علیہ السلام کا غلام معاذ امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت اپنے ابا طاہر بن علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان لوگوں سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی ہیں۔

ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيل الله صفا كانهم بنيان مرصوص  
جناب امیر علیہ السلام جنگ میں صاحب صف ہوتے تھے اور بنیان مرصوص کی طرح

اور جہاد فرماتے تھے۔ جتنے مشرکین کو آپ نے قتل کیا۔ اتنے مشرکین کو کسی اور شخص نے قتل نہیں کیا۔  
صفیان ثوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام مسلمانوں اور مشرکوں کے  
میان ایک پہاڑ کی طرح کھڑے ہو جاتے تھے جس کے ذریعے اللہ مسلمانوں کو عزت دیتا تھا اور  
مشرکین کو ذلیل کرتا تھا۔

یہ آیت جہاد وافی اللہ عن جہادہ ہو ایضا کم حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے  
ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام نے فرمایا۔ ایت ولایہن وجوہہم قتر ولا ذلۃ ایہم المؤمنین  
السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے

حدیث چہرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تم سب سے پہلے مجھ پر  
ان لانے والے ہو۔ اور تم نے سب سے پہلے میرے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ اور تم سب سے پہلے شخص  
میں سے قبر شگافتہ ہوگی۔

بنی کریم صلعم جب گھر سے باہر نکلتے تھے۔ تو مشرکین کے لوندے آپ کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔  
پچھتہ مارنے لگتے تھے۔ جتنے کہ آپ کی پینڈلی اور دونوں گھٹنے زخمی ہو جاتے تھے۔ حدیث علی علیہ  
السلام لا لوندوں پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیتے تھے۔ اور اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کانہم  
مستنصرۃ خرت من قسورۃ

اس بات میں تو کسی کو اختلاف ہی نہیں ہے کہ جنگ بدر میں سب سے پہلے میدان جنگ میں  
والے حضرت علی۔ حضرت حمزہ اور ابو عبیدہ بن جراح تھے۔ امت کا اس بات پر اجماع ہو  
گیا کہ جن حضرات نے امامت کا دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے میدان جہاد میں وہ گاہے گاہے نمایاں  
م نہیں دیئے جو حضرت علی علیہ السلام نے انجام دیئے تھے۔

ولقد کنتم تمنون الموت ثم یوموت کی تمنا کی تھی۔ لیکن علی کی کفایت حضرت علی کو سرخ موت  
تیار کرتے تھے۔ جب جنگ بدر میں حضرت کے ہاتھوں بے پناہ تکلیف اور ذلت اٹھائی  
وقت کفار نے آپ کا نام سرخ موت رکھا۔

تفسیر کا بیان ہے کہ جب بعد کی لڑائی میں عباسی گزشتہ ہو گئے۔ تو مسلمانوں نے اس کو اللہ  
تعالیٰ کے لئے قطع رحم کرنے کا گائیڈ کیا۔ یہ سن کر عباس نے کہا تم لوگ ہماری برائیاں تو کرتے ہو۔



لیکن ہماری خوبیوں کا بیان نہیں کرتے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہاری خوبیاں بھی ہیں۔  
اس نے کہا کیوں نہیں۔ مسجد حرام کے تعمیر کرنے والے ہم ہیں۔ — خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے  
والے ہم ہیں۔ اور۔ حاجیوں کو پانی پلانا ہمارا ذمہ ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے عباس کے دعوے کی تردید میں یہ آیت نازل فرمائی جس میں حضرت علی بن ابی طالب  
علیہ السلام کی موافقت کی۔ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ اور انما یعمرو  
مساجد اللہ الخ اور اجعلنہم سفایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام لمن امن  
باللہ والیوم الآخر وجاہد فی سبیل اللہ

ابو یعل بن خالد نے عامر سے اور ابن جریج نے عطل سے اس نے ابن عباس سے روایت کی  
ہے۔ مقاتل ضحاک سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ سدی نے ابومصالح سے اور ابن ابی  
خالد سے اور زکریا نے شعبی سے روایت کی ہے۔ کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان  
میں نازل ہوئی۔

شعیب قشیری بھائی غنکی نے اپنی تفسیر میں اور واحدی نے اسباب نزول القرآن میں حسن بصری  
عامر شعبی اور محمد بن کعب قرطبی سے روایت کی ہے۔ اور ہم نے عثمان بن ابی شیبہ سے اور وکیع بن  
جراح۔ قاضی شریک۔ محمد بن سیرین۔ مقاتل میں سلیمان میری۔ ابوالک۔ مرة ممدانی۔ اور ابن عباس  
سے روایت کی ہے۔ کہ عباس نے اس بات پر غصہ کیا کہ میں محمد کا چچا ہوں۔ اور میں حجاج کو پانی پلانے  
والا ہوں۔ — ان وجوہ کی بنا پر میں علی بن طالب سے افضل ہوں۔

شیبہ بن عثمان۔ یا ظلمہ داری یا عثمان نے کہا۔ میں افضل ہوں کیوں کہ میں خلع کعبہ کو آباد رکھتا  
ہوں حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں کی بات کو سنا اور فرمایا۔ میں تم دونوں سے افضل ہوں  
اور میں نے تم دونوں سے چھ سال پہلے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ — اور ایک روایت  
میں سات سال کا ذکر آیا ہے۔ اور میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں۔

مسکانی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا۔ مجھے پھوٹی عمر میں وہ کچھ دیا گیا  
تھے جو تم دونوں کو نہیں ملا۔ انہوں نے کہا اے علی! آپ کو کیا چیز دی گئی ہے۔ فرمایا میں نے  
تمہارے لونڈوں پر تلوار کے ذریعے وار کیا۔ تب تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے۔

کس نے اس بات کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپ نے اپنے پیارے لوگوں کو ایسا کیوں کہا۔ فرمایا۔ اس کا حق کے ساتھ تصادم تھا۔ اب جس کا جی چاہے ناراض ہو اور جس کا چاہے راضی ہو۔ اور یہ آیت نازل ہوئی (جو اوپر گزری)

## فصل

### حضرت علی علیہ السلام کی سخاوت اور راہِ خدا میں جان و مال خرچ کرنا

اہل سنت کے ہاں جس بات کی شہرت ہے۔ وہ یہ ہے کہ صحابہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے اصحاب مندرجہ ذیل ہیں (۱) حضرت علی (۲) حضرت ابوبکر (۳) حضرت عمر (۴) حضرت ابن (۵) عبدالرحمن (۶) طلحہ

حضرت علی علیہ السلام کو ان سب لوگوں پر برتری حاصل ہے۔ چونکہ آپ نے اللہ کی راہ میں جان و مال کی سخاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا جہاد اباموالکم و انفسکم۔ اپنے مال اور جان کے ساتھ د کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کی قربانی کی۔ لایستوی حکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولیک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد اہل سنت کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ پر چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔ اگر یہ سب درست بھی ہو۔ تو بھی چالیس ہزار درہم چار ہزار دنیا کے برابر ہوئے۔ جناب خدیجہ کا مال حضرت کے مال سے بہت زیادہ تھا۔ جو مسلمانوں پر صرف کیا گیا۔ اور جس سے عام مسلمانوں کو فائدہ رسید۔ میں نے اس بات کو اپنی ایک مشہور کتاب میں مفصل تحریر کیا ہے۔ جناب خدیجہ کے مال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غنی بنا دیا تھا۔

ووجدك عائلا فاغنتی۔ ایت ناما من اعطی و اتقی حضرت علی علیہ السلام کی زمین نازل ہوئی ہے۔

آیت۔ شر لا یبعین ما انفقوا منا ولا اذی کے متعلق صواک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ابن عباس۔ سدی۔ مجاہد۔ کلبی۔ ابو صالح۔ ی۔ طوسی۔ ثعلبی۔ طبری۔ نوری۔ نقاش۔ عبید اللہ بن حسین۔ ابو علی بن حرب۔ طائی۔



اپنی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم کو رات میں۔ دوسرے کو دن میں۔ تیسرے کو پوشیدہ طور اور چوتھے کو ظاہری طور پر صدقہ دیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ **الذین ینفقون اموالهم باللیل لعل اللہ تعالیٰ نے ہر درہم کا نام مالی رکھا۔ اور اس کے قبول کرنے کی بشارت دی۔ اور اس واقعہ کو نظرتزی نے اپنی کتاب المنہاج فی العلویہ میں روایت کیا ہے۔**

تفسیر نقاش اور اسباب سنرال میں کلی نے کہا کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے اللہ کی راہ میں چار درہموں کا صدقہ دیا۔ تو آپ سے بنی صدم نے فرایا۔ اے علی! تمہیں اس پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ عرض کیا۔ یہ میں نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ میں اس بات کا مستحق قرار پا جاؤں جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تمہیں یقین ہونا چاہیے۔ کہ اللہ نے ایسا کر دیا ہے؛ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کو نازل کیا۔

منہاج ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ **للفقراء الذین احصوا فی سبیل اللہ** تو عبد الرحمن بن عوف نے ہر تہ سے دینار اہل صفہ کے پاس بھیج کر انہیں غنی بنا دیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے دست کے درمیان حصہ میں ان کے پاس چھو ہاروں کی ایک بوری بھیجی۔ اور پہلے صدقے کے خرچے تھے۔ جو اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ قرار پائے۔ اور مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ کسی شخص نے رسول اللہ سے دریافت کیا کہ اللہ کی راہ میں کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا جو نادار کی طرف سے دیا گیا ہو۔

تاریخ بلاذری اور فضائل احمد میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چالیس ہزار دینار کا غلہ تھا۔ آپ نے سب راہ خدا میں تصدق کر دیا۔ اور اپنی تلوار کو بھی فروخت کر ڈالا۔ اور فرمایا۔ اگر میرے پاس رات کا کھانا نہ ہوتا تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔

شمیک۔ ریشہ۔ کلی۔ ابو صاح۔ ضحاک۔ زجاج۔ مقاتل بن حنان۔ مجاہد۔ قتادہ اور ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ مالدار لوگ رسول اللہ کے ساتھ سرگوشیاں کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی **یا ایہا الذین امنوا اذا نجاکم الرسول فقد نجاکم** وہ لوگ سرگوشیاں کرنے سے رک گئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک دینار قرض لیا۔ اور اس کا صدقہ دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس دھنہ سرگوشیاں کیں پھر اس ایک آیت کو ایک اور آیت سے منسوخ کر دیا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک دینار تھا۔ میں نے اس کو دس درہموں کے عوض فروخت کر ڈالا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راز کی بات کرنے کا ارادہ کرتا تھا۔ تو ایک درہم آپ کی خدمت میں پیش کرتا تھا اس آیت کو ایک اور آیت سے منسوخ کر دیا۔

واحدی نے اسباب نزول القرآن اور التبیان میں اور ثعلبی نے کشف اور بیان میں علی بن علقمہ اور مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی کتاب میں ایک ایسی آیت ہے کہ میرے سوا اس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ ہی میرے بعد کوئی اس پر عمل کرے گا۔ میں نے ہی اس پر عمل کیا ہے (پھر حضرت نے مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی)۔

جامع ترمذی، تفسیر ثعلبی، اعتقاد اشعی میں ابی ثوری، سالم بن ابی حفصہ اور علی بن علقمہ انصاری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے اس امت میں اس بات کی تخفیف کر دی۔ ابوالقاسم کوئی نے ایک روایت کچھ زیادتی کے ساتھ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے صحابہ کا امتحان لیا لیکن تمام کے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشیاں کرنے سے رک گئے رسول اللہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ اور جب تک کوئی صدقہ پیش نہیں کرتا تھا، اس وقت تک آپ کسی سے سرگوشی نہیں فرماتے تھے۔ میرے پاس ایک دینار موجود تھا۔ حضرت نے اپنا کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا میں اس آیت پر عمل کر کے مسلمانوں کی توبہ کا باعث بنا۔ اگر میں اس پر عمل نہ کرتا۔ تو ان پر اللہ کا عذاب ضرور ہوتا کیوں کہ سب کے سب صدقہ دینے سے رک گئے تھے۔ بعد میں یہ آیت منسوخ ہو گئی۔

قاضی طریشی کہتے ہیں کہ جناب علی کے سوا تمام صحابہ نے نافرمانی کی حضرت علی نے آیت پر عمل کر کے آیت کو منسوخ کر دیا۔ اس بات پر یہ آیت ولایت کرتی ہے۔ فَاذِم تَفْعَلُوا وَاَتَابَ اللہُ عَلَیْکُمْ

لے تفصیل ہماری کتاب معالم العترة ترجمہ بیابغ امور تہذیب کردہ شیخ جلیل الدین ابی نعیم لاہوری میں موجود

بجئے محمد شفیع عثمانی



اگر حضرت علی علیہ السلام عمل نہ کرتے، تو وہ عذاب کے مستحق ہو چکے تھے۔ چنانچہ یہ آیت اس کی طرف دہشت کنی ہے۔ راسخون کا مجاہد نہ کہ یہ حکم ایک گھنٹے کے لئے تھا۔

مقاتل بن حبان کا بیان ہے۔ کہ یہ حکم دس راتیں قائم رہا۔ اور صدقہ دینا صحابہ کی مرضی پر موقوف تھا۔ اور اس کی مقدار مقرر نہیں کی گئی تھی۔

علامہ شعبی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ اس نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا۔ کہ علی کی تین ایسی خصوصیات ہیں کہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ ایک جناب سے شادی کرنا۔ دوسرے یخبر کی لڑائی کے روز آنحضرت صلعم کا علیؑ کو علم عطا کرنا۔ اور تیسرے آپؐ کی نجوی۔

حضرت علی علیہ السلام نے تین راتیں تین مہانوں کو کھانا کھلایا۔ (مسکین، یتیم اور یتیم اور خود بھوکے رہے) اس بارے میں سورہ دہر کی تیس آیتیں نازل ہوئیں جو آپ کی عصمت پر نص کرتی ہیں۔ اور آپ کے قبول صدقہ پر گواہی دیتی ہیں۔ اور آپ کی سخاوت پر یہ آیت کافی ہے۔ عینا یشرب بہا عباد اللہ خاص طور پر ایک ایسے قیدی کو کھانا کھانا جو دشمن دین ہونے کوئی معمول بات نہیں۔

ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ پندرہ تھپڑا۔ اور مجھے ایک رات اور ایک دن کھانے کو کچھ نہ ملا۔ اور میں نے حضرت ابوبکر سے ایک آیت کے متعلق دریافت کیا اور میں اس کی تشریح حضرت ابوبکر سے زیادہ جانتا تھا۔ میں آپ کے ساتھ آپ کے دروازے تک گیا۔ آپ نے مجھے رخصت کر دیا۔ میں واپس بھوکا آیا۔ اور اس روز مجھے کچھ نہ ملا۔ صبح کے وقت حضرت عمر سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ حالانکہ میں اس آیت کی تفسیر آپ سے زیادہ جانتا تھا۔ آپ نے بھی وہی سلوک کیا جو حضرت ابوبکر نے کیا تھا۔ تیسرے روز حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے آیت کے معانی دریافت کئے۔ آپ نے مجھ کو دیکھا۔ اور جب میں لوٹنے لگا۔ تو آپ نے مجھے گھر کے اندر بلا لیا۔ اور کھانے کو دوڑ دیا اور روغن دیا۔ جب میں بیہر ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر مسکرا دیئے۔ فرمایا۔ تم بتاؤ گے۔ یا میں بتاؤں۔ آپ نے مجھ کو پورے قصر سے آگاہ کیا اور مجھے اس بات سے جبرائیلؑ نے آگاہ کیا ہے۔

ایک روز امیر المؤمنین علیہ السلام کو غلین حالت میں دیکھا گیا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ غلین کیوں ہیں؟

یہ کہ سات روز ہو گئے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی مہمان نہیں آیا۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان علی بن حرب طائی اور مجاہد سے روایت ہے۔ ہر ایک اپنے اسناد سے ابن عباس اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ایک جماعت نے عاصم بن کلیب سے روایت کی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اور حدیث کے الفاظ اس کے ہیں۔ کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بھوک کی شکایت کی۔ رسول اللہ نے اس کو اپنی اذواج کے پاس بھیج دیا۔ انھوں نے کہا۔ ہمارے پاس پانی کے گلاس اور کوئی چیز نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کا کھانا اس شخص کو کون دے گا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کے رسول! اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں۔ جناب فاطمہ کے پاس تشریف لے آئے اور پوچھا اے بنت رسول کیا کھانے کے لئے کوئی چیز ہے۔ عرض کیا ہمارے پاس ایک کھانا رکھا ہوا ہے۔ لیکن ہم ایشیاء سے کام لیں گے۔ اور اپنے ہاں کو دے دیں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اے دختر رسول! بچوں کو سلا دیجئے۔ اور چراغ گل کر دیجئے۔ دونوں نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو جناب فاطمہ چراغ لائیں۔ تو دیکھا کہ پیالہ کھانے سے بھرا ہوا ہے۔ آپ نے صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب رسول اللہ نے صبح کا سلام پھیرا تو علیؑ کو دیکھ کر سخت روئے۔ اور فرمایا اے امیر المؤمنین! تمہارے رات والے کام سے اللہ تعالیٰ تعجب میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ویؤثرون علی انفسہم لئلا یتذکروا۔ یعنی خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ومن یوق شیخ

فسہ یعنی علیؑ، فاطمہ حسن اور حسین فادلتک ہم المفلحون

کتاب ابو بکر شیرازی اپنے اسناد سے مقاتل سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت رجال لاتلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ بغیر حساب تک خدا کی قسم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو تین سو دینار بطور ہدیہ کے عطا کئے تھے۔ حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ میں نے ان کو لے لیا۔ اور کہا خدا کی قسم! میں ان دیناروں کو آج رات اللہ کی راہ میں صدقہ



دوں گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ میں نے عشا کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ سو دینار  
 لئے اور مسجد سے باہر نکل آئے۔ راہ میں مجھے ایک عورت ملی۔ اس نے سوال کیا میں نے اسے وہ  
 دینار دے دیئے۔ صبح کے وقت لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ علیؑ نے سو دینار ایک بدکار عورت کو دے  
 دیئے ہیں مجھے سخت دکھ ہوا دوسری رات میں نماز ادا کرنے کے بعد مسجد سے باہر نکل آیا۔ میں نے  
 اپنے دل میں کہا خدا کی قسم میں آج رات ضرور ایسا صدقہ دوں گا۔ جس کو میرا سب میری طرف سے  
 قبول کرے گا۔ میں ایک آدمی سے ملا۔ اور میں نے وہ دینار اسے بطور صدقہ کے دے دیئے  
 صبح کے وقت مدینے والے کہنے لگے۔ علیؑ نے رات کو سو دینار ایک چور کو دے دیئے ہیں۔ مجھے اس  
 بات کا شدید غم لاحق ہوا میں نے اپنے دل میں کہا۔ خدا کی قسم میں آج رات ضرور ایسا صدقہ دوں گا  
 جس کو میری طرف سے میرا سب قبول کرے گا۔ میں نے عشا کی نماز رسول اللہ کے ساتھ ادا کی  
 اور میرے پاس سو دینار موجود تھے۔ اور میں مسجد سے باہر نکلا۔ مجھے ایک شخص ملا۔ میں نے وہ دینار  
 اس کو دے دیئے۔ جب میں نے صبح کی توبہ دینے والے کہنے لگے۔ علیؑ نے رات سو دینار غنی آدمی  
 کو دے دیئے ہیں۔ مجھے اس بات سے سخت دکھ ہوا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر  
 ہوا اور آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ! یہ جبرائیل ہیں جو کہتے ہیں  
 کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے صدقات کو قبول کر لیا ہے۔ اور تیرے عمل کو پاکیزہ کر دیا ہے۔ وہ دینار جو  
 تو نے پہلی رات ایک بدکار عورت کو دیئے تھے۔ جب وہ اپنے گھریں واپس آئی۔ تو اس نے اللہ  
 تعالیٰ سے برے کام سے توبہ کر لی ہے۔ اس نے ان دیناروں کو اپنا اس امال بنا لیا ہے۔ اور شادی  
 کرنے کے لئے شوہر کی تلاش میں ہے۔ دوسری رات تو نے صدقہ ایک چور کو دیا تھا۔ جب وہ اپنے  
 گھریں واپس آیا تو اس نے اللہ کی بارگاہ میں چوری کرنے سے توبہ کر لی۔ اور ان دیناروں کو اپنا  
 اس امال بنا لیا ہے جس سے وہ تجارت کرے گا۔ اور وہ صدقہ تو نے تیسری رات جو ایک غنی آدمی  
 کو دیا تھا جس نے کئی سال سے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دی تھی۔ جب وہ اپنے گھریں آیا تو  
 اس نے اس کو غلامت کی کہ تم پر افسوس ہے۔ کہ یہ علی بن ابی طالب ہیں۔ باوجود اس کے کہ  
 مال نہیں رکھتے۔ اس نے سو دینار بطور صدقہ کے دیئے ہیں۔ ایک میں ہوں کہ میرے اوپر بہت سے  
 لوگوں کے لئے زکوٰۃ واجب ہے۔ اور میں نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ اس نے اپنے

مال کا شمار کیا۔ اس کو پاکیزہ کیا۔ اور اس نے اپنے مال کی اتنے اتنے دینارِ زکوٰۃ ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیری شان میں یہ آیت نازل کی ہے۔ رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر اللہ وغیرہ۔ ابو ہشیم کا بیان ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ یتیموں کو بلا تے اور انہیں شہد کھلاتے تھے۔ ایک صحابی نے کہا کہ کاش کہ میں یتیم ہوتا (اور شہد کھاتا)۔

معلیٰ بن حنیس امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرِ صلیبہ السلام بنو ساعدہ کے چمپر کے نیچے تشریف لائے۔ رات کا وقت تھا۔ آسمان سے بارش ہو رہی تھی۔ لوگ سوئے ہوئے تھے۔ آپ لوگوں کے سر پر سے ایک ایک دو دو روٹی رکھ کر واپس تشریف لائے۔

محمد بن صمد اپنے باپ سے وہ آپ کے چلے سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں ایک شخص کو دیکھا جس کی پشت پر مشک تھی۔ اور ہاتھ میں پیالہ تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اے معبود! مومنین کے ولی! مومنین کے معبود! مومنین کی جاپناہ! آج رات میری خیرات کو قبول فرمائیے۔ میں نے آج رات اس حالت میں کی ہے کہ میرے پاس صرف اس قدر ہے جو اس پیالے میں ہے۔ یا جو کپڑے ہیں جن کو میں پہنے ہوئے ہوں۔ تو جانتا ہے کہ میں نے سوت بھوک کے باوجود اپنے نفس کو کھانا کھانے سے روکا ہوا ہے۔ پیرا قرب حاصل کرنے کے لئے اس پیالے والے کھانے کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اے معبود! مجھے ٹھیکہ نہ کرنا۔ اور میری دعوت کو رد نہ کرنا۔

راوی کا بیان ہے۔ میں اس شخص کے پاس آیا۔ اور اس کو پہچانا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ آپ ایک شخص کے پاس تشریف لائے۔ اور اسے کھانا کھایا۔

عبداللہ بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلیم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ حضرت علی علیہ السلام نے گھر میں کوئی چیز نہ پائی۔ جس سے ان حضرات کی تواضع کر سکیں۔ آپ باہر تشریف لے گئے۔ تاکہ کوئی چیز ان کی خاطر مدارات کے لئے حاصل کر سکیں۔ آپ نے ایک دینار کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ اور اس کو اٹھا لیا اور اس کے متعلق اعلان کیا کہ کسی کا دینار تو نہیں گر پڑا۔ جب اس کا لینے والا کوئی نہ ملا تو آپ نے اس سے طعام خریدا۔ اس کو لے کر رسول اللہ صلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقع سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ تیرے  
نیت سے آگاہ تھا۔ یہ دنیا اس نے تجھے دیا ہے اور یہ لوگوں کی ملکیت نہیں ہے۔ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں دعائے خیر کی۔

خاصہ اور عامہ دونوں نے روایت کیا ہے کہ خذری اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی  
علیہ السلام نے بھوک کی حالت میں صبح کی۔ جناب فاطمہ سے کھانا مانگا۔ آپ نے کہا میرے پاس تو صرف  
اس قدر تھا جو میں نے اپنے حسن اور حسین کے اوپر آپ کو ترجیح دے کر دو روز کھلایا۔ فرمایا۔ آپ نے  
مجھے کیوں نہ آگاہ کیا۔ تاکہ میں کوئی چیز تمہارے پاس کہیں سے لاتا۔ کہا اسے ابو الحسن! مجھے خدا سے  
جیا آئی کہ آپ کو اس چیز کی تکلیف دوں۔ جس پر آپ کو قدرت حاصل نہ ہو۔ حضرت علیؑ باہر تشریف  
لے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دینار خرچ لیا۔ کوئی چیز خریدنے کے لئے نکلے راستے میں مقدار اہل  
گئے۔ فاقہ کی وجہ سے اس کی حالت متغیر دیکھی۔ آپ نے دینار اس کو دے دیا مسجد میں تشریف لے  
جا کر آرام فرما ہوئے۔ نیند آگئی آپ اس حالت میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو جگایا۔ اور پوچھا یہ کیا  
ہو گیا ہے؟ آپ نے آگاہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ رسول اللہ نماز سے فارغ ہوئے  
فرمایا اے ابو الحسن! تمہارے پاس کھانے کو کوئی چیز موجود ہے۔ تمہارے ساتھ چل کر جس سے افطار کروں  
آپ نے حیا کی وجہ سے سر جھکا لیا۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی طرف وحی کی کہ آپ رات کو علیؑ کے ہاں سے کھانا کھاؤ۔ دونوں چل کر جناب فاطمہؑ کے  
پاس آئے۔ آپ اپنے مصیبت عبادت پر مشغول نماز تھیں۔ اور آپ کی پس پشت کھانے کا بھرا ہوا گرم گرم  
پیالہ موجود تھا جس سے دھواں نکل رہا تھا۔ سیدہ نے دونوں کے سامنے پیالہ رکھ دیا۔ علی علیہ السلام  
نے دریافت کیا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آگیا ہے۔ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا رزق ہے۔  
جس کو چاہتا ہے بلا حساب دیتا ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت علی علیہ السلام کے دونوں شانوں  
پر رکھ کر فرمایا۔

”اے علی! یہ تمہارے دینار کا بدلہ ہے۔“ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا۔ خدا کا شکر ہے اس نے مجھے اس وقت تک موت نہ دی

ہاں وہ چیز دیکھ لی۔ جس کو ذکر یا تے مرثم کے ہاں دیکھا تھا۔  
 بن علیہ السلام کی روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے حق میں یہ

انفسہم  
 ہے کہ جناب جعفر طیار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چادر بطور تحفہ کے  
 سے فرمایا۔ میں یہ چادر اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست  
 رہا اس کا رسول دوست رکھتا ہو۔“

کے جناب علیؑ کو وہ چادر دے دی۔ آپ نے اسے ایک ہزار اشقال میں فروخت  
 دین میں تقسیم کر دی۔

سلمان ابوذرؓ اور مقدادؓ حضرت علیؑ سے ملے۔ رسول اللہ نے آپ سے  
 نے شرم کی وجہ سے اقرار کر لیا۔ (حالانکہ کھانا گھر میں موجود نہیں تھا) جب  
 سے تو ایک پیالے کو کھانے سے بھرا ہوا پایا۔

یت ہے آپ سے مقداد نے کہا کہ میں نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔  
 زرشریف لائے۔ آپ نے اپنی زرہ کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا۔ آپ نے کچھ  
 نے (پچاس درہم) آپ واپس گھر تشریف لارہے تھے۔ راستے میں ایک اہل  
 مجھے درہم دے کر یہ ناقہ خرید لیجئے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے سو درہم میں ناقہ  
 چمکایا آپ کو ایک اور اعرابی ملا۔ اور کہا کہ اس ناقہ کو میرے پاس بیچ دیجئے  
 درہم میں بیچ دیا۔ اور پکا کر کہا اے حسن! اے حسین! جاؤ اعرابی کی تلاش کرو۔ اور  
 پر موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھا۔ تو مسکرائے اور کہا۔ اے علیؑ  
 تھے۔ اور خریدنے والے میکائیل تھے۔ اے علیؑ! سو درہم تو اونٹنی کی قیمت  
 مدائن پچاس درہم کے عوض میں ہیں۔ جو تم نے مقداد کو دئے تھے۔ پھر آپ



حق کہ میں نے اپنی بیٹی کے ہاں وہ چیز دیکھ لی۔ جس کو ذکر یا تے مریم کے ہاں دیکھا تھا۔  
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے حق میں یہ  
آیت نازل فرمائی ہے۔

وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ

حذیفہ کی روایت میں ہے کہ جناب جعفر طیار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چادر بطور تحفہ کے  
دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ چادر اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست  
رکھتا ہو۔ اور اس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہو۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کو وہ چادر دے دی۔ آپ نے اسے ایک ہزار اشقال میں فروخت  
کر دیا۔ پورے رقم فقرا و یتیموں میں تقسیم کر دی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، ابوذرؓ اور مقدادؓ حضرت علیؑ سے ملے۔ رسول اللہ نے آپ سے  
کھانا مانگا۔ حضرت علیؑ نے شرم کی وجہ سے اقرار کر لیا۔ (حالانکہ کھانا گھر میں موجود نہیں تھا) جب  
یہ لوگ گھر میں داخل ہوئے تو ایک پیالے کو کھانے سے بھرا ہوا پایا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ سے مقدادؓ نے کہا کہ میں نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔  
امیر المومنین علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ آپ نے اپنی زرہ کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا۔ آپ نے کچھ  
درہم مقداد کو دے دیئے (پچاس درہم) آپ واپس گھر تشریف لائے تھے۔ راستے میں ایک عربی  
نے آپ کو پکار کر کہا۔ مجھے درہم دے کر یہ ناقہ خرید لیجئے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے سو درہم میں ناقہ  
کو خرید لیا۔ اور اعرابی پگلیا آپ کو ایک اور اعرابی بلائے اور کہا کہ اس ناقہ کو میرے پاس بیچ دیجئے  
آپ نے ایک سو پچاس درہم میں بیچ دیا۔ اور پکار کر کہا اے حسن! اے حسین! جاؤ اعرابی کی تلاش کرو اور  
آپ اپنے دروازے پر موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھا تو مسکرائے اور کہا اے علیؑ  
ناقہ دے اعرابی جبرائیل تھے۔ اور خریدنے والے میکائیل تھے۔ اے علیؑ! سو درہم تو اونٹنی کی قیمت  
ہے اور پچاس درہم زائد ان پچاس درہموں کے عوض میں ہیں جو تم نے مقداد کو دے دیے تھے۔ پھر آپ  
نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

یمنین علیہ السلام نے ایک اسرائیلی کو کہتے ہوئے سنا۔ جو خانہ کعبہ کی زنجیر کو کھڑے ہوئے تھا  
اللہ! یہ گھڑیہ لکھ رہے اور یہ مہمان تیرا مہمان ہے۔ ہر مہمان کی چھانی ہوتی ہے۔ آج رات میری  
اب سے اپنی طرف سے مغفرت قرار دے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اسرائیلی! اللہ تعالیٰ بڑا  
ایسے مہمان کو رد نہیں کرتا۔

رات ایک اور کہنے۔۔۔ والے کو کہتے ہوئے سنا اے عزیز! تو اپنی عورت کے ساتھ  
عزت والا دہی ہے جس کو تو عورت دے کوئی نہیں جانتا۔ کہ تو کیا ہے۔ میں تیری بارگاہ میں  
س۔ اور تیرا سی وسبہ لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔ اور تجھے تیرے حق کا جو تجھ پر واجب ہے  
میں حق کا جو آل محمد پر واجب ہے سوال کرتا ہوں۔ مجھے وہ چیز عطا کر جو تیرے سوا  
ت میں نہیں ہے۔ اور مجھ سے اس چیز کو دور رکھ۔ جس کو تیرے سوا اور کوئی دور نہیں رکھ  
رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے! امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے  
میں ہے حضرت نے تیسری رات ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا۔ اے آسمانوں اور زمین کو  
نے والے مجھے چار ہزار ایدہم عطا فرمائیے۔ حضرت نے اعرابی کے شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ جو  
سب کیا ہے۔ اسے میں نے سنا ہے۔ اور جو کچھ تُو نے اپنے رب سے سوال کیا ہے۔ تو جلا  
سے کیا کرے گا۔ کہا ایک ہزار سے عورت کا حق مہرا کروں گا۔ ایک ہزار سے گھر تعمیر کروں گا  
سے قرض ادا کروں گا۔ اور ایک ہزار سے تلاش معاش طلب کروں گا۔

سے اعرابی! تو نے انصاف سے کام لیا ہے جب تم بدینہ میں آؤ۔ تو علی بن ابی طالب کا نام  
ب اعرابی بدینہ میں آیا۔ تو امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ اپنے باپ سے کہ دو یکہ والا سائل  
میں نے حضرت امیر کو اس بات سے آگاہ کیا فرمایا اے حسین! خدا کی قسم یہ بات ٹھیک کہنے  
لئے جب سلمان حاضر ہوئے تو فرمایا۔ اے سلمان! ناجروں کو طلب کرو جب حاضر ہو گئے  
سے وہ باغ خرید لو جس کو رسول اللہ نے میرے لئے لگایا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک آدمی  
دہ ہزار درہم میں بیچ ڈالا۔ آپ نے چار ہزار درہم اعرابی کو دے دیئے۔ فرمایا اے اعرابی!  
نیر اکتا خرچ ہو۔ عرض کیا تیرہ درہم فرمایا اس کو ۲۶ درہم دے دو لہیہ آنے جلنے کا خرچ ہو  
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranjabirabbas



امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک اعرابی کو کہتے ہوئے سنا۔ جو خانہ کعبہ کی زنجیر کو پکڑے ہوئے تھا  
اے اللہ! یہ گھرتیرا گھر ہے اور یہ مہمان تیرا مہمان ہے ہر مہمان کی میزبانی ہوتی ہے۔ آج رات میری  
مہمانی اپنی جانب سے اپنی طرف سے مغفرت قرار دے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی! اللہ تعالیٰ بڑا  
کریم ہے وہ اپنے مہمان کو رد نہیں کرتا۔

دوسری رات ایک اور کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا اے عزیز! تو اپنی عزت کے ساتھ  
عزیز ہے عزت والا وہی ہے جس کو تو عورت دے کوئی نہیں جانتا کہ تو کیا ہے۔ میں تیری بارگاہ میں  
حاضر ہوا ہوں۔ اور تیرا ہی وسبب ہے کہ تیرے پاس آیا ہوں۔ اور تجھے تیرے حق کا جو تجھ پر واجب ہے  
اور تیرے اس حق کا جو آل محمد پر واجب ہے سوال کرتا ہوں۔ مجھے وہ چیز عطا کر جو تیرے سوا  
اور کسی کی ملکیت میں نہیں ہے۔ اور مجھ سے اس چیز کو دور رکھ۔ جس کو تیرے سوا اور کوئی دور نہیں رکھ  
سکتا۔ اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے! امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے  
جو سریانی زبان میں ہے حضرت نے تیسری رات ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا۔ اے آسمانوں اور زمین کو  
زینت دینے والے مجھے چار ہزار درہم عطا فرمائیے۔ حضرت نے اعرابی کے شاتے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ جو  
کچھ تو نے طلب کیا ہے۔ اسے میں نے سنا ہے۔ اور جو کچھ تو نے اپنے رب سے سوال کیا ہے۔ تو چار  
ہزار درہموں سے کیا کرے گا۔ کہا ایک ہزار سے عورت کا حق مہر ادا کروں گا۔ ایک ہزار سے گھر تعمیر کروں گا  
ایک ہزار سے قرض ادا کروں گا۔ اور ایک ہزار سے تلاش معاش طلب کروں گا۔

فرمایا اے اعرابی! تو نے انصاف سے کام لیا ہے جب تم مدینہ میں آؤ۔ تو علی بن ابی طالب کا نام  
پوچھ لینا۔ جب اعرابی مدینہ میں آیا۔ تو امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ اپنے باپ سے کہ دو بکہ والا سال  
آیا ہے۔ امام حسین نے حضرت امیر کو اس بات سے آگاہ کیا فرمایا اے حسین! خدا کی قسم یہ بات ٹھیک ہے  
سلمان کو بلوائے جب سلمان حاضر ہوئے تو فرمایا۔ اے سلمان! تاجروں کو طلب کرو جب حاضر ہو گئے  
تو فرمایا۔ مجھ سے وہ باغ خرید لو۔ جس کو رسول اللہ نے میرے لئے لگایا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک آدمی  
کے ہاتھ بارہ ہزار درہم میں بیچ ڈالا۔ آپ نے چار ہزار درہم اعرابی کو دے دیئے۔ فرمایا اے اعرابی!  
راستی میں تیرا کتنا خرچ ہوا۔ عرض کیا تیرہ درہم فرمایا اس کو ۲۶ درہم دے دو۔ یہ آنے جلنے کا خرچ ہوا  
باقی رحم کو مٹھی بھر بھر کر فقراور سائیکین میں تقسیم کیا۔ گھر خالی ہاتھ واپس تشریف لائے۔ جناب فاطمہ

زہرا سلام اللہ علیہا سے باغ کی فروخت کرنے کا ذکر کیا۔

سیدہ عالم نے پوچھا۔ رقم کہاں ہے؟ فرمایا۔ خدا کی قسم! میں نے وہ تمام رقم ان لوگوں کو دے دی ہے جس کے بارے میں مجھے شرم محسوس ہوتی تھی کہ وہ سوال کرنے کی ذلت برداشت کریں۔ میں نے انہیں سوال کرنے سے پہلے رقم دے دی ہے۔ فرمایا۔ میں اس وقت تک آپ کو نہ چھوڑوں گی۔ جب تک میرے بابا جان میرے اور آپ کے درمیان فیصلہ نہ کر دیں۔ میں خود بھوکے ہوں۔ میرے دونوں بیٹے بھوکے ہیں۔ آپ نے بارہ ہزار درہم میں سے ایک درہم بھی ہمیں نہیں دیا۔ جس سے ہم کھانا کھا سکیں۔ فرمایا اسے فاطمہ! مجھے عمارت نہ کرو۔ میرا واسن چھوڑ دو۔ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ فاطمہ کی علی سے گرفت پر آسمان کے فرشتے رو پڑے ہیں۔ تم ان دونوں کے پاس جاؤ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا اسے پیٹی! علی کی کیوں گرفت کی ہے؟ سیدہ عالم نے تمام قصہ کہہ سنایا۔ فرمایا۔ اس کو چھوڑ دو۔ میرے نزدیک علی جیسا کوئی آدمی نہیں ہے۔ دونوں ہاتھ تشریف لے گئے۔ محوڑی دیر کے بعد رسول اللہ واپس تشریف لائے۔ پوچھا اسے فاطمہ! میرے بھائی واپس آئے ہیں؟ عرض کیا نہیں آئے۔ رسول اللہ نے فاطمہ کو سات درہم سودا ہجر یہ عطا کئے اور فرمایا کہ علی سے کہہ دینا کہ ان کے ذریعہ تمہارے لئے کھانا خرید لیں گے۔ جب حضرت علی! سیدہ کے پاس آئے۔ تو آپ نے وہ درہم ان کے حوالے کئے۔ آپ نے ان کو لے کر فرمایا۔

بسم اللہ والحمد للہ کثیراً طیباً من فضل اللہ

باناہ میں پہنچے تو ایک اور سوالی مل گیا۔ اور کہنے لگا۔ گرفتار آلام و مصائب کو کون قرض دے گا عرض کیا اے ابواحن! مجھے اللہ کے لئے قرض دیجئے۔ آپ نے تمام رقم اس کو دے دی۔ آپ کسی اور شخص سے قرض لینے کی نکر میں تھے۔ کہ آپ سے ایک بزرگ ملا۔ اس نے کہا۔ آپ مجھ سے یہ اونٹ خرید لیجئے۔ فرمایا۔ میرے پاس رقم نہیں ہے۔ عرض کیا میں قیمت ادا کرنے کی آپ کو مہلت دیتا ہوں۔ آپ نے اونٹ خرید لیا۔ اور پھر اسے فروخت کر دیا۔ باقی واقعہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

میر علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا۔ آپ نے انمانہ کی حالت میں سائل کو انگوٹھی دے دی تو بیعت نازل ہوئی۔



”انما وليكم الله ورسوله“

جو صدقات میں ضرب المثل ہے۔ ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں:۔

يقبل الله منه كما يقبل توبة آدم وقس بان ابراهيم وحنان المصطفى

وصدقة امير المؤمنين

حضرت مال غنیمت میں سے اپنا حصہ اور سہم ذی القربی کا حصہ لے کر تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ آپ نے جب انتقال فرمایا تو آٹھ سو درہم کے سوا اور کوئی ترکہ نہ چھوڑا۔

## حضرت علی علیہ السلام کا بہادری میں سبقت کرنا

اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد صلعم کی صفت بیان کی ہے۔ والذین معہ اشد اعدا علی الکفار یہ صفت حضرت علی علیہ السلام کے لئے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے طاہرات کے قصے میں کہا ہے۔

ان الله اصطفاه عليكم وزاده بسطة في العلم والجسم

امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ سے زیادہ اشد تھے۔ اور اس بات کا بھی امت میں اجماع ہو چکا ہے۔ کہ حضرت علیؓ کا علم تمام لوگوں سے زیادہ تھا۔ (اہل سنت کے نزدیک) اس بارے میں اختلاف ہے۔ کہ حضرت علیؓ کا علم زیادہ تھا یا حضرت ابوبکرؓ کا۔

حضرت علیؓ علیہ السلام کے علم کی زیادتی کے بارے میں تمام امت کا اتفاق ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے علم کی زیادتی کو امت کا ایک گروہ سرے سے منکر ہے۔ لہذا حضرت ابوبکرؓ کی صورت میں اعلم الناس نہیں ہیں۔

امام محمد باقرؑ اور امام علیؑ رضا علیہما السلام اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ لینذار باسأشدیدا من لدنہ باس شدید علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ رسول اللہؐ کے نزدیک ہوتے تھے آپ کے ساتھ آپ کے دشمن سے چھا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علیؓ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

والصابرين في البأساء والضراء وحين الباس

علی بن جعفرہ۔ شعبہ سے فتادہ سے حسین سے۔ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابی بن منافقین کی ایک جماعت کے ساتھ شکر اسلام سے جدا ہو گیا تاکہ غزوہ جنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو حفال نے جو مسلمان جماعت منافق کو پھڑپھڑایا یہ دیکھ کر ابی بن سلول ناراض ہو گیا اور منافقین سے کہنے لگا۔ اگر تم ان کو کھانا کھانا بنا کر دیتے تو یہ رسول سے جدا ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی حکایتوں کی ہے۔ واللہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخربننا الاعن منها الاذل یعنی یہ نہ سے نبی اور علی کو نکال دیتے۔ زید بن ارقم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے آگاہ دیا۔ ابی ابن سلول اشراف انصار کی جماعت کے ساتھ آیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کرتے تھے۔ اور زید کی بات کی تکذیب کرتے تھے۔ زید شرمندگی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ہم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی فیفضوا واللہ خسر اسن السماوات والارض ولكن المنافقین لا یفقهون یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ سیخربننا الاعن منها الاذل واللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین

علی اور اس کے اصحاب کو منافقین پر قوت اور قدرت حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ اے پچھے! تمہیں بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تیری بات کی تصدیق کر دی ہے۔ اور ابن منافقین کے متعلق تم نے آگاہ کیا تھا۔ اس کو جھٹلایا ہے۔ ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام سے روایت ہے کہ اس شخص پر تعجب ہے جو تباہ کر رہا ہے۔ اس شخص کا جس نے نہ جاہلیت میں اور نہ ہی اسلام میں کسی شخص کو کوئی چرکا لگایا ہے ایسے شخص کے ساتھ جس نے صرف جنگ بد میں ۳۵ آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ اور خود کوئی زخم نہ کھایا۔ اہل سنت کے قول کے مطابق جن مشرکین کو حضرت علی علیہ السلام نے بدر کی لڑائی میں تہ تیغ کیا تھا مندرجہ ذیل ہیں :-

ولید بن عتبہ (۲) عامر بن سعید بن عامر (۳) مطعم بن عدی بن نوفل (۴) حنظلہ بن ابوسفیان (۵)



نوفل بن خویلد (۱۹) زمعه بن الاسود (۶) حارث بن زفہ (۸) نضر بن حارث بن عبدالدار (۹) عمیر بن عثمان  
 بن کعب . عم طلحہ (۱۰) عثمان (۱۱) مالک (۱۲) دیہ دونوں طلحہ کے بھائی تھے (۱۳) مسعود بن ابی  
 بن میسرہ (۱۵) عمرو بن مخزوم (۱۶) منذر بن ابی رفاعہ (۱۷) مہنہ بن حجاج سہمی (۱۸) عاص بن منذر  
 (۱۹) علقمہ بن کلاہ (۲۰) ابوالعاص بن قیس عدی (۲۱) معاویہ بن میسرہ بن ابی العاص (۲۲) لو  
 بن . ابیہ (۲۳) عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ (۲۴) سعید بن ابیہ بن میسرہ (۲۵) حاجب بن سائب  
 عویر (۲۶) لکس بن میسرہ بن لوزاں (۲۷) زبید بن طلیس (۲۸) عاصم بن ابی عوف (۲۹) سعید بن وہب  
 (۳۰) معاویہ بن عامر بن عبد القیس (۳۱) عبد اللہ بن جہل بن زبیر (۳۲) سائب بن سعید بن مالک (۳۳)  
 ابوالحکم بن انیس (۳۴) ہشام بن ابی امیہ

(مؤلف کتاب نے ایک آدمی کا نام تحریر نہیں کیا جس کی دوسے ۳۵ آدمیوں کی تعداد پوری  
 جاتی ہے)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جنگ بدر میں چالیس سے اندازاً آدمی قتل کئے تھے  
 جناب امیر علیہ السلام نے جنگ احد میں مندرجہ ذیل مشرکین کو قتل کیا۔

(۱) سرطارتہ بن ابی طلحہ (۲) طلحہ کا بیٹا ابوسعد (۳) اس کے بھائی خالدہ (۴) ومخلہ (۵)  
 (۶) ومحاس (۷) عبدالرحمن بن حمید بن زبیرہ (۸) حکم بن انیس بن شریق ثقفی (۹) ولید بن ارطاة (۱۰) ابی  
 بن ابی حذیفہ (۱۱) ارطاة بن شریح (۱۲) ہشام بن ابیہ (۱۳) مسافع (۱۴) عمرو بن عبداللہ جہمی (۱۵)  
 بن مالک بن مغافری (۱۶) صواب موی عبدالدار (۱۷) ابو حذیفہ بن میسرہ (۱۸) قاسط بن شریح عبدی  
 (۱۹) میسرہ بن میسرہ (۲۰) ان کے علاوہ ان مشرکین کو بھی قتل کیا جو شرکت کھ گئے تھے۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان جنگ احد میں بھاگ گئے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔  
 حضرت ابوبکر کے ثابت قدم ہونے میں ان کا ل کیا ہے آیا آپ موجود رہے یا بھاگ گئے تھے۔  
 امیر علیہ السلام نے جنگ احد میں مندرجہ ذیل مشرکین کو تہ تیغ کیا۔

(۱) عمرو بن عبدود (۲) اس کا بیٹا (۳) نوفل بن عبد اللہ بن میسرہ (۴) جند بن عثمان عبدی (۵) صبر

بن ابی حبیرہ مخزومی

آندھی اس قدر تند تھی کہ پڑی جس کی وجہ سے فدا شدت کھا کر بھاگ گئے

حضرت امیر علیہ السلام نے جنگ جبین میں چالیس آدمیوں کو قتل کیا۔ ان کے سردار ابو جہول کو طول  
س دو ٹکڑوں میں کاٹا۔ حضرت امیر علیہ السلام کی تلوار اس کے نوذعمامہ، جوشن، جہم کو کاٹتی ہوئی زمین تک  
پہنچی۔ اس شخص کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔

اس جنگ میں حضرت امیر علیہ السلام نے چالیس ہزار کفار کے ساتھ جہاد کیا، جتنے کہ آسمانی  
دلائل تھے۔

حضرت نے غزوۃ السدہ میں سات نامور تھافروں کو قتل کیا۔ جن میں سعید بن مالک، عجل بھی تھا  
غزوہ بنو نضیر میں گیارہ سرکشوں کو قتل کیا۔

بنو قریظہ میں دس سے بہتر آدمیوں کو قتل کیا۔ جیسے حمی بن اخطب اور کعب بن اشرف اور غزوہ بنو مصطلق  
س مالک اور اس کے بیٹے کوئی النار والے قتل کیا۔

جناب امیر علیہ السلام دشمن کو دو طرح قتل کرتے تھے۔ یا طول میں اس کے دو ٹکڑے کر دیتے تھے۔  
دو میاں میں سے قلم کر دیتے تھے۔ حضرت کی ضربیں بے نظیر تھیں۔ کوئی شخص آپ کی طرح تلوار کا دار نہیں  
سکتا تھا۔ میدان کے دھینوں کا مقولہ ہے کہ تلوار چلانے کی جتن سیس ہیں جو سب کی سب حضرت امیر  
سے مانو کی گئیں ہیں۔ علویہ (۲) سفلیہ (۳) غلبہ (۴) مالہ (۵) حبالہ اور (۶) جرمام

فتح مکہ کے روز فہاک عرب اسد بن غلویم کو قتل کیا۔ غزوہ داوی الرمل میں بڑے بڑے بہادری  
تل کیا۔ جنگ طائف میں خشم کے گردہ کو شکست دی۔ شہاب بن عباس اور نافع بن عبدان کو قتل کیا۔

میں) جب رسول اللہ مسجد حرام کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ نو مکہ کے لوندے آپ کو پتھر مارتے  
تھے۔ آپ ان لوندوں سے قتال فرماتے تھے۔ اور انھیں بھگا دیتے تھے۔

شب ہجرت کس بہادری کے ساتھ بستر رسول پر سو گئے۔

جنگ جمل میں آپ کی بہادری زبان زد خاص و عام ہے آپ نے اونٹ کے دونوں پاؤں قطع کر دیے  
س کی وجہ سے اونٹ گر پڑا تھا۔

لیکھتے ہیں کہ آپ نے تین سو تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر پر ایک دشمن کو قتل کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ۵۲۳ آدمیوں کو قتل کیا۔ اس بات کو اعظم کوئی نے اپنی تاریخ میں

بان کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سات سو آدمیوں کو دھل جہنم کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام



کی ذرہ کی کوئی پشت نہ تھی۔ اور نہ ہی آپ کی سلاخی میں کوئی ٹھٹھا بٹھ تھی۔

حضرت امیر علیہ السلام اپنے گرد زعثمان بن حنیف کو ایک خط لکھا۔ جس میں تحریر فرمایا کہ اگر تمام عرب میرے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں تو میں ان سے دو گردانی نہیں کروں گا۔ اگر مجھے موقوف مل جائے گا تو میں ان کی گردنیں اڑا کر رکھ دوں گا۔

کتاب الفائق میں تحریر ہے کہ جب حضرت علی شہرین پر حملہ کرتے تھے تو وہ پہاڑوں کی طرف دوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ جب قریش آپ کو جنگ میں دیکھتے تھے تو خوف کی وجہ سے کانپ اٹھتے تھے۔ ایک جنگ کے موقع پر ایک شخص نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو شکر سے بھاگ نکلا اور کہا، موت کا فرشتہ اس طرف ہوتا ہے جس پر علیؑ ہوتے ہیں۔

حدیث خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام بار بار حمد کرنے والا اور نہ بھاگنے والا رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کے نام گرامی سے کفار کو ڈرایا کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل نے مفضائل میں شدا بن ہارث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یمن کا وفد آیا کچھ گفتگو کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم نماز قائم کرو۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک مرد بھیجوں گا جو تم سے لڑائی لڑے گا اور تمہاری اولاد کو قید کرے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا وہ شخص میں ہوں گا یا یہ ہوں گے۔ آپ نے ہاتھ سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔

تاریخ نسوی میں عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف سے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ ورنہ میں تمہارے پاس ضرور ایک آدمی روانہ کروں گا۔ جو مجھ میں سے ہوگا۔ یا میرے نفس کی مانند ہوگا جو تم سے جہاد کر کے تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ اور تمہاری اولاد کو تیسری بنائے گا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑا۔ اور فرمایا کہ وہ یہ ہیں۔

صحیح ترمذی تا تاریخ خطیب بغدادی اور فضائل معانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد ہیشیل بن عمیر سے فرمایا۔ اے گردہ قریش! تمہیں بڑے کاموں سے باز آ جانا چاہیے۔ ورنہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ ایک ایسا آدمی بھیجے گا جو دین پر تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ اس سے مراد حضرت

علی علیہ السلام تھے

والذین معك واشد او علی الکفار کی امام رضا علیہ السلام نے تفسیر فرمائی۔ اور کہا علی علیہ السلام ان

لوگوں میں سے ہیں۔

صفین کے جنگ کے روز معاویہ نے شبیسوں کو کہا۔ علی کو نیزوں پر رکھ لو۔ تاکہ لوگوں اور شہروں کو اس سے نجات ملے۔ مروان نے کہا خدا کی قسم۔ آپ نے ہم پر ایک بھاری کام ڈال دیا ہے۔ خدا کی قسم علی تو قتل کرنا ایسا ہے۔ جیسے وادی کے اژدھے یا جنگل کے شیر کو قتل کرنا۔ یہ سن کر معاویہ ناراض ہو کر کھڑا ہو گیا۔

عمر نے کہا میں نے علی سے زیادہ قرار کو غار سمجھنے والا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ جب حضرت علی شہید ہوئے تو عمرو بن عاص معاویہ کے پاس آیا اور کہا۔ کہ تمہیں بشارت ہو کہ شیر مارا گیا جس کے ہاتھ عراق پر پھیلے ہوئے تھے۔

معاویہ نے جواب میں یہ شعر پڑھا

قل للارانب تربع حیث ماسلکت  
والطیاء بلا خوف ولا حذر

خوکوشوں اور ہرنوں سے کہو۔ جہاں چاہیں بلا خوف و خطر چرا گریں۔

ابو السعادات نے فضائل العشرہ میں روایت کی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام ایک مشرک سے لڑ رہے تھے۔ مشرک نے کہا اے ابن ابی طالب اپنی تلوار مجھے بخش دیجئے۔ حضرت امیر نے اس کی طرف تلوار پھینک دی۔ مشرک نے کہا اے ابن ابی طالب تعجب کی بات ہے کہ آپ نے ایسے وقت میں تلوار پیری طرف پھینک دی ہے خرابا۔ تم نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ یہ شان نہیں ہے۔ کہ سوالی کے سوال کو رد کرے۔ کافر نے اپنے نفس کو زمین پر گرا دیا۔ حضرت کے قدم لئے اور مسلمان ہو گیا۔

جبرائیل نے کہا لا سیف الا نذ الفقار ولا فتی الا علی

تلوار صرف ذو الفقار ہے اور جو ان صرف علی ہیں

ایک خلق کثیر نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی نہیں تھا۔ کنواں دشمن کے درمیان میں تھا۔ مشرکین کنواں کے اوپر بھی موجود تھے۔ آپ کنوئیں کے پاس آئے اور اس میں اتر گئے۔ برتن کو بھرا۔ اس کو کنوئیں کے کنارے پر رکھا۔ پانی بہہ گیا۔ آپ دوسری بار نیچے اترے پھر پانی بہہ



گیا تیسری بار کنوئیں میں اترے پانی کو کنوئیں پر نہ رکھا بلکہ اس کو لئے ہوئے اوپر چڑھ آئے۔ پانی لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ اور فرمایا۔ تم بتاؤ گے۔ یا میں بیان کروں۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ بیان فرمائیے۔ آپ کا کلام زیادہ شیریں ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قضیہ بیان فرمایا۔ پھر کہا وہ جبریل تھے جو تمہارا امتحان لے رہے تھے۔ اور فرشتہ تیرے دل کی مضبوطی دیکھ رہے تھے۔

محدث بن ابی سہری تمہیں احمد بن مزج سے اس نے نہدی سے اس نے دبرہ سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنو معطلق کے لئے نکلے۔ اور وادی وعرہ کے پاس اترے تو رات کے آخری حصے میں جبرائیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو آگاہ کیا کہ کفار وادی جن میں ساکن ہیں۔ اور آپ کو تکلیف دینے کے درپے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین کو طلب کیا اور کہا کہ وادی کی طرف چلے جاؤ۔ آپ وادی کی سرحد کے قریب پہنچے۔ تو اپنے اصحاب سے فرمایا ہر حد کے قریب ٹھہر جاؤ جب تک تمہیں حکم نہ دیا جائے کوئی بات چیت نہ کرنا۔ پھر آپ آگے بڑھے اور وادی کی سرحد پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دشمن سے بچنے کے لئے دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہترین اسماء کے ساتھ یاد کیا۔ پھر اپنے اصحاب کو اپنے قریب آنے کو کہا۔ پھر انہیں وادی میں اترنے کا حکم دیا۔ انہیں ایک سخت آندھی نے گھیر لیا۔ قریب تھا کہ انہیں منہ کے بل گرا دے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے چلا کر کہا۔ میں علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہوں اللہ کے رسول کا وصی ہوں اور میں آپ کا ابن غم ہوں۔ اگر لڑنا ہے تو سامنے آجاؤ۔ کچھ لوگ جانوں کی صورت میں نمودار ہوئے جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے۔ جنہوں نے وادی کے اطراف میں سکونت اختیار کی ہوئی تھی۔ امیر المؤمنین بطن میں وادی کے اندر قرآن پڑھتے ہوئے داخل ہوئے۔ آپ نے وائیں بائیں تلوار چلاتا شروع کی۔ قصوری دیر کے اندر وہ تمام لوگ کالے دھوئیں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ امیر المؤمنین نے تکبیر بلند کی۔ پھر اوپر چڑھ آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کی چال سے پچا لیا ہے اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ کیا ہے ان میں سے جو بچ گئے ہیں۔ وہ میرے پاس اس غرض کے لئے آئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ پر ایمان لائیں۔ حضرت علی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تیرے پاس وہ آیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے سے ڈرا ہے اور

وہ ڈر کے مارے اسلام لایا ہے۔

اہل سنت نے بھی اسی طرح ابن مسعود کی روایت سے لیلۃ الجن کا قصہ بیان کیا ہے اسماء اللہ کے ذریعے جنات کی جنگ کی صوت کا اقرار کیا ہے۔

محمد بن اسحاق، یحییٰ بن عبد اللہ بن حارث اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اور ابو عمرو بن عثمان بن احمد۔ محمد بن ہارون اپنے اسناد سے ابن عباس سے ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں۔ حدیث میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت پیاس محسوس ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کون ایسا آدمی ہے جو ستوں کو لے کر کنوئیں ذات العلم کے پاس جائے۔ اور وہاں سے پانی لے آئے۔ میں اس شخص کے لئے جنت کا ضمان ہوں۔ ایک جماعت روانہ ہوئی جس میں سلمہ بن اکوع شامل تھا۔ جب یہ لوگ درخت اور کنوئیں کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے شور و غل۔ ٹھہلولوں کی آواز اور آگ کو دیکھا۔ جو لکڑیوں کے بغیر جل رہی تھی۔ یہ لوگ خوف کے مارے واپس لوٹ آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو ستوں کو لے کر ذات العلم کنوئیں کے پاس چلا جائے اور وہاں سے پانی لے آئے۔ میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ بنو سلیم کا ایک شخص روانہ ہوا اور اس کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے۔ یہ لوگ خوف کے مارے واپس لوٹ آئے۔ تب تیسری بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں کون ایسا آدمی ہے جو ان ستوں کو لے کر ذات العلم کے کنوئیں سے پانی لے آئے۔ میں اس کے لئے جنت کا ضمان ہوں۔ کوئی شخص خوف کے مارے اس خدمت کے لئے تیار نہ ہوا۔ روزے کی وجہ سے لوگوں پر پیاس کا سخت غلبہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ ان ستوں کو لے کر کنوئیں ذات العلم کے پاس چلے جاؤ۔ تم انشاء اللہ العزیز پانی لاؤ گے اور صبح سلام واپس لوٹو گے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم پر خوف طاری تھا۔ حضرت علی علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ جو کچھ تم سنو اور دیکھو اس سے سرگرم نہ رہنا انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ہم درخت کے قریب پہنچے۔ تو آگ لکڑیوں کے بغیر جل رہی تھی۔ اور خوفت کی آوازیں آنے لگیں اور کٹے ہوئے سر دکھائی دیئے۔ شور و غل بلند تھا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرما رہے تھے میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اور کسی قسم کا خوف نہ کرو۔ اور تم



میں سے کوئی شخص دائیں بائیں نہ دیکھے۔

ہم لوگ درخت کو عبور کر کے پانی کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں عازب نے کنوئیں میں ڈول ڈال کر بھر لیا۔ ایک ڈول بھرا یا دو ڈول پھر کسی ٹوٹ گئی۔ ڈول کنوئیں میں گر پڑا۔ کنواں تنگ تاہیک اور سبیت گہرا تھا اور کنوئیں سے زور زور کے قہقہوں کی آوازیں آئیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کون شخص شکر میں جا کر ڈول اور رسی لاتا ہے؟ آپ کے اصحاب نے عرض کیا: ہم میں کوئی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا۔ آخر کار آپ کنوئیں میں اتر گئے۔ قہقہوں کی آوازیں زیادہ بلند ہونے لگیں۔ آپ کنوئیں کی صراقی کے ذریعے اترتے جا رہے تھے۔ ناگاہ حضرت کا ایک پاؤں پھسلا آپ کنوئیں میں جا پڑے۔ ہم نے سخت پریشانی اور اضطراب کی آواز کو سنا۔ اور آواز کی خیر خرامٹ ایسی تھی جیسے خفاق دالے آدمی کی سانس خیر خرامٹ کے ساتھ آتی ہے۔ پھر حضرت نے آواز بلند کی۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! میں اللہ کا بندہ ہوں میں اللہ کے رسول کا بھائی ہوں۔ (اے ساتھ اپنی مشکوں کو لاؤ۔ حضرت ایٹرنے ان کو پانی سے بھر لیا۔ ایک ایک کو اٹھا کر باہر لائے۔ آپ ہمارے سلسلے چل پڑے اور ہم لوگوں نے کسی چیز کو نہ دیکھا۔

آخر کار جناب امیر علیہ السلام رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا اے علی! تم نے راستے میں کیا کیا واقعات دیکھے۔ آپ نے تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا جو سرتم نے دیکھے تھے۔ اور جن سے خوفناک آوازیں نکل رہی تھیں۔ یہ مثال میری قوم کی ہے۔ جو بات زبانوں سے کہتے ہیں لیکن وہ ان کے دلوں میں موجود نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی کوئی نیکی اور اچھائی مقبول نہیں کرے گا اور قیامت کے روز ان کے اعمال کی کوئی وقعت نہیں ہوگی اور وہ آگ جو کارٹیوں کے بغیر چل رہی تھی اس سے وہ فتنہ مراد ہے جو میرے بعد برپا ہوگا۔ اس فتنے کے وقت کھڑا ہونے والا اور بیٹھنے والا برابر ہوگا۔ ان کے اعمال کو بھی اللہ مقبول نہیں کرے گا۔ قیامت کے روز ایسے لوگوں کے اعمال کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ آواز لگانے والا سلقہ بن عراف تھا۔ یہ اللہ کا دشمن شیطان تھا۔ جو تہوں کے اندر بیٹھ کر قریش کے ساتھ گفتگو کرتا تھا اور میری برائی بیان کرتا تھا۔

عید اللہین سلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلیم نے سعد بن مالک کو صلح حدیبیہ کے روز پانی لانے کے لئے روانہ کیا۔ وہ ناکام واپس آیا۔ اور باقی لوگ بھی پانی لانے سے قاصر رہے پھر آنحضرت نے علی علیہ السلام

روانہ کیا۔ آپ پانی بھر کر لائے اور پانی کے ٹول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور آپ کے حق میں دعا کی۔

کیا ایسی بہادری کسی کرپہلوان کے لئے ثابت ہے۔ جیسے رستم، اسفندیار، گشتاسب، من یا عرب کے کسی شہسوار کے لئے جیسے عنترہ بنی۔ عامون طفیل۔ عمرو بن عبدود یا ترک کے میدان میں کودنے والے کسی فرد کے لئے ایسی بہادری ثابت ہے افراسیاب وغیرہ حضرت علی علیہ السلام ایسے بہادر تھے کہ لشکر کو اس طرح الٹ پلٹ کر کے رکھ دیتے تھے جیسے بالوں کو الٹ پلٹ کر دیا جاتا ہے یا لشکر کے اس طرح پشتے لگا دیتے جس طرح کاغذوں کو ہلے کیا جاتا ہے جنگ آپ کے لئے آسان اور کوشش کرنا آپ کی فطرت میں داخل تھا فتح مندی آپ کی برکت میں سمودی گئی۔ دشمن آپ کی نگاہ میں ایسے تھا جیسے شیر کی نگاہ میں بکری بہت بڑے بہادر اٹھارت میں گھسنے والے اور بہت بڑے دلیر۔ لوگوں کی گردنیں آپ کی تلوار کا نیام تھیں جس جنگ میں تشریف لاتے تھے تو دشمن کا خوف ساتھیوں سے دور ہو جاتا تھا۔ اور آپ وغالب علی کل غالب علی بن ابی طالبؑ کہا جاتا تھا۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا زہد اور قناعت

حضرت علی علیہ السلام کے حالات زندگی سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے مالی دنیا کبھی جمع نہیں کیا۔ اور نہ ہی ریاست اور حکومت کا لالچ کیا۔ جب لوگ سقیفہ نبی ساعدہ میں منہ امیر و حکم امیر کی آواز دگا رہے تھے تو حضرت ابو بکرؓ نے زبردستی خلافت کا کرتہ زیب تن کر لیا اس وقت حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ان اکرمکھ عند اللہ اتقا کہہ لو رہا جہین کے بارے میں فرمایا ہے للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا۔

امت کا اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت علیؓ مہاجرین میں سے زیادہ فقیر تھے۔ اور اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ مال دار آدمی تھے۔



حضرت امیر علیہ السلام نے مال دُنیا کبھی جمع نہ کیا۔ اور نہ ہی گناہوں سے کوئی تعلق رکھا۔ آپ کے زہد پر رسول اللہؐ نے گواہی دی ہے۔ "علیؑ نے دُنیا سے کچھ نہیں لیا۔ اور نہ ہی دُنیا نے آپ سے کچھ لیا ہے۔"

حضرت علامہ طوسی کی کتاب امالی میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک ایسی چیز کے ساتھ ذریت دی، کہ اور بندوں کو اس سے ذریت نہیں دی، وہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ تم کو دُنیا سے پرہیزگاری کے نعمت سے نوازا۔ تم نے دُنیا سے کوئی چیز لی۔ اور نہ ہی دُنیا نے تم سے کچھ لیا۔ تمہیں مساکین کی محبت عطا کی اور تجھے ان کی تابعداری پر راضی قرار دیا۔ اور بغیر سے امام ہونے پر راضی ہیں۔

کتاب اللؤلؤیات میں عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں جناب علیؑ سے زیادہ زیادہ کسی شخص کو نہیں جانتے۔ قوت القلوب میں ابن عیینہ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب صحابہ میں سب سے زیادہ زیادہ تھے۔

سفیان بن عیینہ ہماری سے روایت کرتے ہیں وہ مجاہد سے اس نسخہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیت ناما من طغی وَاثر الحیاة الدنیا علقمہ بن حذافہ بن عیدار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آپ معصیت سے باز رہے اور اپنے نفس کو خواہش نفسانی سے دور رکھا۔ اور آپ کی قرآن کا جنت ہے یہ آیت خاص طور پر حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور جو شخص آپ کی سیرت پر چلے گا۔ وہ عام طور پر اس آیت کا مصداق ہوگا۔

قنادہ حن سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ان للمتقین مفاذاً حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ان لوگوں کے سردار ہیں جنہوں نے از کاب معاصی سے کنارہ کشی کی۔

قزائن ربک سے اہل بیت خاص طور سے مراد ہیں۔ اور باقی پرہیزگار عام طور پر۔ تفسیر المولویوسف یعقوب بن سفیان میں مجاہد سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ

آیت ان المتقین فی ظلال وعیون میں گناہوں میں سب سے زیادہ بچنے والے علی بن ابی طالب  
حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔ جو درخت طوبے کے نیچے قیامت کے روز تشریف فرما ہوں گے اور  
ایک ایسے خیمہ کے نیچے ہوں گے جس کا طول کئی قرسخ کی راہ ہوگا۔ اور آیت کذلک نجزي المحسنین  
سے مراد اللہ تعالیٰ کے مطیع بند سے اہل بیت محمدیہ جو جنت میں ہوں گے۔ اور آیت ان اللہ  
مع الذین اتقوا والذین هم محزون سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

کتاب حلیہ الاولیاء میں سالم بن جعد سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانہ  
خلافت میں بیت المال کو اس حالت میں دیکھا کہ بکریاں اس میں مینگیاں کیا کرتی تھیں۔ شخصی سے روایت  
ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام بیت المال میں بھاڑ دوڑے کر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

ابو عبید اللہ بن حمویہ بصری اپنے اسناد سے سالم بخدری سے روایت کرتے ہیں کہ میں موجود تھا۔  
حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں شام کے وقت مال لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اس مال کو تقسیم کر دو۔ لوگوں  
نے عرض کیا۔ اب شام ہو گئی ہے۔ صبح کو تقسیم کریں گے۔ فرمایا۔ تم میں سے کون اس بات کی ضمانت  
دیتا ہے کہ میں صبح تک زندہ رہوں گا۔ عرض کیا۔ اب ہم کیا کریں۔ فرمایا۔ تاخیر نہ کرو۔ اس کو اسی وقت  
تقسیم کر دو۔

روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ آپ کے پاس چادر خریدنے کے  
لئے تین درہم بھی نہ تھے۔ بیت المال کا تمام کا تمام مال آپ کے قبضے میں ہوتا تھا۔ اور اس کو لوگوں  
میں تقسیم کر دیتے۔ اور اس میں نماز پڑھتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ہے کہ میں جس طرح اس میں خالی  
ہا تھا داخل ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خالی ہاتھ اس سے باہر نکالا ہے۔

جو جعفر طوسی نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ مالی کسی ایسے شخص  
کو دے دیجئے جس کے متعلق آپ کو خطرہ ہو کہ وہ بھاگ کر معاویہ سے جا ملے گا آپ نے فرمایا میں ظلم  
کھنڈہ میں مدد طلب کرنا پسند نہیں کرتا۔ خدا کی قسم میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ جب تک سورج چمکتا اور  
میں زندہ ہوتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر لوگوں کا مالی میرا مال ہوتا تو میں ضرور ہمدردی کرتا۔ لیکن یہ مال ان کا  
مال ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں چاندی اور سونے کے دو ٹوڑے پیش کئے گئے فرمایا  
میں ان کو اپنی زردی خوب دکھا۔ اے سفید! اپنی سفیدی خوب دکھا۔ (اے سونا! اے چاندی!) کسی غیر کو



دھوکہ دو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پانچ سال حکومت کی۔ آپ نے نہ کبھی کینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ کوئی چیز ذخیرہ کی اور نہ ہی چاندی اور سونا چھوڑا۔

ابن ربطہ سیفان ثوری سے روایت کرتے کہ حضرت کی زمین میں پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا آپ کی اس بات کی بشارت دی گئی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ وارشہ کو خوشخبری دو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس چشمہ کا نام ینیع رکھا۔

الغالب میں زنجیری سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک قمیض خریدی ماسنین کا حصہ جو انگلیوں سے زیادہ تھا۔ آپ نے اسے کاٹ دیا اور فرمایا۔ آدمی کے لئے اتنا کافی ہے۔ خصال الکمال میں ابوالحسن لمخی سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین ایک بازار میں سے گذر رہے تھے کہ کسی میں آپ کی قمیض کا دامن پھنس گیا اور پھٹ گیا۔ پھٹے ہوئے حصے کو لئے ہوئے درزیوں کے پاس آئے فرمایا۔ اسے سی دو۔ اللہ تمہیں برکت دے۔

اشعث عہدی سے روایت ہے کہ میں نے فرات پر حضرت علی علیہ السلام کو جمعہ کے روز دیکھا آپ نے کھدر کی ایک قمیض تین درہموں میں خریدی اور اسے پہن کر لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی۔ بعد میں اس کا گایا نہ سلوایا۔

شبیک سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو کوٹ کے اوپر ایک تہہ بند باندھے ہوئے دیکھا اور تہہ کو نصف ساق تک ڈالے ہوئے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام قمیض پہنا کرتے تھے پھر آپ پانچ باوقہ پھیلاتے تھے جو انگلیوں سے زیادہ ہوتی تھی۔ اس کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

علی بن رمیعہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو ایک چادر پہنے ہوئے دیکھا میں نے آپ کی خدمت میں اس بارے میں عرض کیا۔ فرمایا۔ اس کے علاوہ کون سا پکڑا پہنوں۔ اس میں ستر عورتیں بھی گوبر پسینہ بھی جذب ہو جاتا ہے۔

کتاب فضائل احمد میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے جسم مبارک پر ایک موٹی چادر دیکھی گئی

جس کو آپ نے پانچ ورہم میں خریدا تھا۔ اور اس چادر میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اس بارے میں آپ سے دریافت کیا۔ فرمایا مومن اسی کی پیروی کرتے ہیں اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور خرچ میں کفایت ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ لباس نیکو کاروں کے لباس کے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔  
ایک روایت میں ہے کہ میری شرمگاہ کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ کافی ہے۔  
ایک روایت میں ہے کہ یہ مجھے بکرتے دور رکھتا ہے۔ اور نہایت مناسب ہے کہ مسلمان اس کی پیروی کرے۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ جعدی بن ثعلبہ خارجی نے امیر المومنین سے کہا۔ اے علیؑ اللہ سے ڈرو۔ اور تم مرنے والے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کی قسم (تم) حضرت علیؑ کے مقتول ہو موت کا آنا اٹل ہے۔ اور عہد معہود ہے جس نے اس کو جھٹلایا وہ ناکام رہا۔ حضرت کی آستین انگلیوں سے متجاوز نہیں ہوتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے آستینوں کو لمبھوں پر فضیلت نہیں ہے۔ حضرت نے ایک فقیہ کو دیکھا جس کی قمیص کی آستین پھٹی ہوئی تھی۔ حضرت نے اپنی قمیص کی آستین پھاڑ کر اس کی طرف پھینک دی۔

امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس صرف بکری کی ایک کھال ہوا کرتی تھی جس پر رات کے وقت میں اور فاطمہ سویا کرتے تھے۔ اور دن کے وقت اس پر چارہ کھایا کرتا تھا۔  
مسند موصلی میں شعبی حارث سے اور اس نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔ کہ رات کو سونے کے لئے فاطمہ میرے لئے بکری کی کھال پھیلا دیتی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک کپڑا خریدا جو آپ کو عہدہ معلوم ہوا۔ آپ نے اسے راہِ خدا میں دے دیا۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت علیؑ بیت المال میں سے کچھ نہ لیتے تھے۔ خرچ کی خاطر آپ نے اپنی تلوار فروخت کر ڈالی۔ غسل کے وقت آپ کے پاس صرف ایک قمیص ہوتی تھی اس کے علاوہ کوئی اور قمیص نہ تھی۔

فضائل احمد میں ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ فرما رہے تھے۔ میری اس تلوار کو کون خریدے گا۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس چادر خریدنے کے لئے رقم ہوتی تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔  
ابن سعد اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام دود کا مذاق لا



کے پاس تشریف لائے۔ ایک دوکاندار سے فرمایا۔ مجھے دو کپڑوں کی ضرورت ہے۔ اس شخص نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! میرے پاس آپ کی مرضی کے مطابق کپڑے موجود ہیں۔ جب اس دوکاندار نے حضرت امیر کو پہچان لیا۔ تو حضرت وہاں سے چل بیٹے۔ ایک اور دوکاندار کے پاس تشریف لائے۔ حوالہ کا تھا۔ حضرت نے وہاں سے دو کپڑے خریدے ایک تین درہم میں دوسرا دو درہم میں اپنے غلام قنبر سے فرمایا تین درہم والی کپڑا تم سے لو۔ قنبر نے عرض کیا۔ آپ اس کے پہننے کے زیادہ مہی واد ہیں۔ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔ اور لوگوں کو خطبہ دیا۔

فرمایا قنبر! تم فوجوان ہو۔ تم ہیں جوانی کا جوش سرخوردہ۔ یہ کپڑا (تم پہننا) مجھے میرے رب سے شرم آتی ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو تم پر ترجیح دوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اپنے غلاموں کو وہ پہناؤ۔ جو تم خود پہنتے ہو۔ اور انھیں وہ کھلاؤ۔ جو تم خود کھاتے ہو۔ جب حضرت امیر نے تمہیں کو پہنا تو اس کی آستینیں لمبی تھیں۔ آپ نے اس کے کاٹنے کا حکم دیا اور اس ٹکڑے کی فقروں کے لئے ٹوپیاں بنوائیں۔ دوکاندار کے نے عرض کیا۔ لایے ہیں اس کی آستین ٹھیک کر دوں۔ فرمایا۔ اسے ویسے ہی رہنے دو۔ لڑکے کا والد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا بیٹا جناب کو نہیں جانتا تھا۔ اور وہ وہم جو غصے کے لئے وہ حاضر خدمت ہیں۔ فرمایا۔ میں ان کو نہیں لوں گا۔ اس نے مجھے لباس پہنایا اور میں نے ایک اور کو لباس پہنایا۔ ہم نے ایک دوسرے کی رضامندی کے ساتھ سو را کیا تھا۔ اس واقعہ کو احمد نے کتاب الفضائل میں روایت کیا ہے۔

علی بن عمران سے روایت ہے کہ امام حسن بن علی علیہما السلام کا ایک لڑکا باہر نکلا جو ریشم کا پکڑا اور سونے کی منسلی پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ میرا فرزند ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ نے اس کو بلایا۔ اور قمیص کو پھاڑ دیا۔ اور منسلی کو اتار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

عمر بن نعیر سکوئی سے روایت ہے کہ ایک جاٹ نے حضرت کی خدمت میں چڑھنے کے لئے گھوڑا پیش کیا۔ حضرت نے رکاب میں قدم رکھا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ جب زین پر ہاتھ رکھا۔ تو ہاتھ پھسل گیا۔ فرمایا۔ یہ ریشم ہے، عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ میں اس پر سوار نہ ہوں گا۔

امام حرالی نے احیاء العلوم میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت کے پاس ایک برتن میں ستورہ کھے ہوئے تھے جس پر ہر گلی، ہر تھی۔ کسی نے کہا آپ عراق میں ایسا کرتے ہیں جہاں المذبح کی کثرت ہے فرمایا میں نخل کی

سے ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ میں اس بات کو نگہروہ تصور کرتا ہوں۔ کہ اس میں ستر کے علاوہ اور کوئی چیز شامل ہو جائے۔ اور میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میرے پیٹ میں کوئی غیر پاکیزہ چیز چلی جائے۔ معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام عمار سے اپنی غذا منگو کر کھانے تھے۔

ابھیخ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے شہر میں اپنے لباس سواری اور زوردارہ کے ساتھ داخل ہوا ہوں۔ اگر میں تمہارے شہروں سے ان چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز لے لوں تو خائن ہوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اہل بصرہ سے فرمایا تم مجھ پر کیا عیب لگاتے ہو جو قمیص میں پہنے ہوئے ہوں۔ اس کا سوت میرے گھر والوں نے کاٹا ہوا ہے آپ نے اپنی قمیص کی طرف اشارہ کیا۔

سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کو سوکھی روٹی کھاتے ہوئے دیکھا جس کو اپنے گھٹیل سے توڑتے تھے اور ایسے باسی دورہ میں ڈبو کر کھا رہے تھے جس سے کھٹی بو آ رہی تھی۔ میں نے فضہ سے کہا تم پر افسوس ہے۔ تم اس بزرگ کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتی۔ جب تم آٹے میں بھوسی دیکھو تو اسے چھان لیا کرو۔ امیر المومنین نے فرمایا میرے مال باپ اس شخص پر تسربان ہوں جس نے چھنا ہوا کھانا نہیں کھایا۔ اور کبھی پیٹ بھر کر گندم کی روٹی نہیں کھائی تھی۔ حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ (اس سے مراد رسول اللہ ہیں) حضرت نے عقبہ بن علقمہ سے فرمایا اے ابو خدیج! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس سے بے زیادہ سوکھا کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور اس سے زیادہ موٹا لباس پہنا کرتے۔ میں اس سے زیادہ نہیں لوں گا۔ اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے خوف ہے کہ میں آنحضرت سے ایسی حالت میں ہوں۔

عمرو بن حرث سے روایت ہے کہ جناب فضہ ایک تھیلی لائیں جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے متغیر اور سخت روٹی نکالی۔ عمرو بن حرث نے کہا اے فضہ اگر اس روٹی کے آٹے کو صاف کر لیتی تو اچھا ہوتا۔ فضہ نے کہا میں نے یہ کیا تھا لیکن حضرت نے منع فرما دیا تھا۔ میں اس تھیلی میں پاک و صاف کھانا رکھتی ہوں۔ تو حضرت اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حضرت نے اس سے روٹی کے سوکھے ٹکڑے پیالے میں ڈال کر ٹکڑے ٹکڑے کئے ان پر پانی ڈالا اور نمک چھڑکا۔ اور کھائی سے استینا اپیر کی اور کھانے میں مشغول ہو گئے۔ کھانے کے بعد فرمایا اے



عمر دھپٹ بھر گیا۔ ریش مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، یہ دشکم بگھائے میں رہے گا۔ کہ کھانے کی وجہ سے اس کو دوزخ میں داخل کر لوں۔ یہ بات مجھے رسوا کرے گی۔

عدی بن حاتم نے امیر المومنین کے سامنے پانی کا پیالہ بھجوا کر روٹی کے ٹکڑے اور نمک دیکھا تو عرض کیا اے امیر المومنین! میرے لئے یہ بات ناگوار اور شاق ہے کہ آپ دن بھر فاقہ کے ساتھ کام کرتے رہیں، اور رات کو اللہ کی عبادت میں جاگتے رہیں اور آپ کی خوراک یہ ہے فرمایا۔ اپنے نفس کو قناعت کا عادی کر دو۔ ورنہ وہ اپنے کفایت سے زیادہ تم سے طلب کرے گا۔ سواد بن غفلہ سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین کی خدمت میں عید کے روز حاضر ہوا۔ آپ کے سامنے ایک خوان رکھا ہوا تھا جس میں باسی روٹی تھی اور ایک پیالہ دودھ کا موجود تھا، میں نے عرض کیا اے امیر المومنین عید کے روز یہ باسی روٹی فرمایا۔ یہ اس شخص کے لئے عید ہے جس کے گناہ بخش دیئے جائیں۔ ابن بطہ کتاب اہانتہ میں جندب سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے امیر المومنین کو ناقص گوشت دیا اور آپ سے کہا گیا کہ آپ اس میں کچھ گھی کیوں نہیں ملا دیتے؟ فرمایا ہم دس سالن ایک وقت میں نہیں کھاتے، عید کے روز کئی کھانے حضرت کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ آپ نے فرمایا سب کو ایک جگہ ملا دو۔ عزی نے روایت کی ہے کہ حضرت کی خدمت میں ایک خوان رکھا گیا جس میں فالودہ تھا۔ حضرت نے اس میں اپنی انگلیاں تھک ڈبو دیں پھر انگلیاں نکال لیں اور اس میں سے کوئی چیز نہ لی، فرمایا خوب ہے خوب ہے حرام نہیں ہے، لیکن میں اپنے نفس کو اس چیز کا عادی نہیں بنانا جس کا وہ عادی نہیں ہے۔

ایک حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فالودہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور پھر واپس کھینچ لیا۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے اس کو کبھی نہیں کھایا تھا، مجھے اس چیز سے کدھرت محسوس ہوتی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہ کھایا ہو۔

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کیا آپ اس کو حرام تصور کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں میرا نفس اس بات کا شائق نہ ہو جائے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اذہستم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام گیسوں کی روٹی اور گشت دہی تناول فرماتے تھے اور جب لوٹ کر گھر میں تشریف لاتے تو جو کی روٹی نہ تھوڑی اور سکر تناول فرماتے تھے۔ کتاب فضائل احمد میں ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میں ہر ایک شخص آرام سے زندگی بسر کرتا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَحْسَبُوْا اَنَّ السَّیِّئَاتِیْ سَبَقَتْكُمْ اِلٰی النَّجٰتِ ۚ وَلَٰكِنْ اِنَّمَا یُغْنِیْکُمْ اِلَیْهَا اِيْمَانُکُمْ وَتَعْمَلُوْا الصَّٰلِحٰتِ ۚ فَاُولَٰئِکَ لَیْسَ لَہُمْ اِلَٰہَ سِوَ اللّٰہِ ۚ فَاَنصَبُوْا اِلَیْہِ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ ۚ فَاُولَٰئِکَ سَیَرْحَمُ اللّٰہُ ۚ ۝۱۰۷

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت حضرت علیؑ - بلالؓ - عثمان بن مظعونؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت علیؑ نے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ آپؐ بات کو کبھی نیند نہیں کریں گے۔ اے عائشہؓ! بلالؓ نے قسم کھائی تھی کہ وہ دن کو کبھی انفراد نہیں کریں گے۔ اور عثمان بن مظعونؓ نے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی عورتوں سے نکاح نہیں کریں گے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com



ابن عباس امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حاجی لوگ اس فرض کو جمع ہوئے ہیں تاکہ آپ کے کلام کو سماعت کریں آپ اس وقت جوتی کو ٹانگا لگا رہے تھے یہ سن کر خدائی قسم جوئی کا ٹانگا لگانا تمہاری اس سرداری سے میرے نزدیک بہتر ہے (بہ یاد رکھو) میں کو قائم کروں گا اور باطل کو دود کروں گا۔

امیر علیہ السلام نے ابن عباس کی طرف خط تحریر فرمایا حکومت میں کوئی چیز تیرا لیا حصہ نہ ہو۔ اس سے حکومت کو کوئی فائدہ نہ پہنچے اور کوئی ایسا حصہ نہ ہو جو تم کو شقی بنا دے حکومت کا کام یہ ہے کہ باطل کو مٹا دے اور حق کو زندہ کرے۔

امیر علیہ السلام نے فرمایا اسے دُنیا میرے سامنے خواہ تو پیش ہو یا میرا شوق ظاہر کرے۔ تیرے ساتھ کوئی چارہ کار نہیں تیری مدت تنقوڑی ہے کسی اور کو دھوکا دے مجھے تری حاجت نہیں ہے میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں جس کے بعد پھر تمہاری طرف رجوع نہیں ہو سکتا۔

انساب الاشراف میں ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک غریب سے گزرا ہوا فرمایا یہ وہ چیز ہے جس کا بخل کرنے والوں نے بخل کیا ہے یعنی دولت جمع کرنا اور اس کو خرچ نہ کرنا اس مرد بیکار کی مانند ہے۔ امیر المؤمنین فدک کے باغوں میں سے ایک باغ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ہاتھ میں کدال تھی اسی دوران ایک بہت خوبصورت عورت بن ٹھن کے آپ کی خدمت میں پیش ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ اپنی طالب کے بیٹے میرے ساتھ شادی کر لیجئے میں تجھے دوست مندر دوں گی اور زمین کے خزانوں کی طرف تیری رہنمائی کر دوں گی اور جب تک آپ موجود رہیں گے وہ آپ کی ملکیت میں ہوں گے۔ فرمایا تم کوں ہو تاکہ میں تیرے اہل سے تمہاری خواستگاری کروں؟ کہا میں تو دنیا ہوں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا واپس چلی جا۔ میرے سوا کسی اور کو اپنا شوہر طلب کر تجھے مت بول کر نامیری سیرت میں شامل نہیں ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت پرجب دو امر پیش ہوئے تھے اور ان میں سے ایک کو منتخب کرنا آپ کی مرضی پر موثوث ہوتا تھا تو آپ اپنے ذات کے لئے اس کام کو منتخب کرتے تھے جو ان میں سے مشکل ہوتا تھا۔

معاویہ نے حمزہ بن حمزہ سے کہا علی کے اوصاف مجھے بیان کیجئے۔ اس نے کہا خدا کی قسم وہ دن میں بہت زیادہ روزے رکھتے ہیں قائم القیل ہیں لباس مٹا اور کھوراپنڈ کرتے ہیں ماونے درجے کا کھانا کھاتے

ہمارے درمیان تشریف فرما ہوتے ہیں جب ہم خاموش ہوتے ہیں تو آپ گفتگو کی ابتدا کرتے ہیں جب مال کرتے ہیں، تو آپ جواب دیتے ہیں، سب لوگوں پر برابری قائم کرتے ہیں رعایا میں انصاف کرتے ہیں کمزوروں کے ظلم کا خوف نہیں، قوی کو اپنی طرف مال کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے، خدا کی قسم میں نے رات کے دن ان کو محراب عبادت میں بے قرار اور تڑپتے ہوئے دتے ہوئے دیکھا ہے آپ کی آنکھوں میں مسلسل آنسوؤں میں، اور اپنی ریش مبارک کو پاک کر دینا سے یوں مخاطب ہوتے ہیں کیا تو میری مشتاق ہے تو مجھے اپنا گریہ بنانا کیسے ہیں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں جہنم کے بعد رجوع کا سوال پیدا نہیں ہوتا، تیرا عیش کم ہے جو سے فائدہ کم حاصل ہوتا ہے آہ آہ! ادا درہا کم ہے سفر کتنا لمبا ہے اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے۔

ابن سعد کتاب ابانہ میں اور ابو بکر بن عیاش امالی میں ابو داؤد سے روایت کرتے ہیں، اس نے بیہقی سے اس مکران بن حصین سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا، علی علیہ السلام آنحضرت کے میں بیٹھے ہوئے تھے، اور آنحضرت صلعم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: امن یحییب المضطر اذا دہاہ

فالسؤو یجعلکم خلفا الاسحق

یعنی کہ حضرت علی کا نپ اٹھے، آنحضرت صلعم نے آپ کے دونوں شانوں پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ اسے تجھے کیا ہو گیا ہے، عرض کیا اے اللہ کے رسول! جب آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا تو میں ڈر گیا کہ میں ان مصائب میں مبتلا نہ ہو جاؤں، اور میری وہ کیفیت ہو گئی جو آپ نے دیکھی ہے، رسول اللہ صلعم فرمایا۔ اے علی! تجھے مومن و درست رکھے گا، اور منافق تجھ سے بغض رکھے گا، اور یہ بات قیامت تک ایسی ہی رہے گی۔

## فصل

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی سخاوت اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اصح حضرت علی علیہ السلام سے آیت عبد الرحمن کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا

تہا سے ہمارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کڑیاں لاتے، پانی بھرتے اور جھاڑ دیتے اور بلب ناظمہ آٹا پیستیں۔ آٹا گوندھتیں اور روٹیاں تیار کرتیں تھیں۔



ابن بط کتاب ابانہ میں اور احمد فضائل میں روایت کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام نے کوثر  
کھجوریں خرید فرمائیں اور ان کو چادر کے ایک پلے میں ڈال کر اٹھالیا۔ اور لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو  
عرض کرنے لگے یا امیر المؤمنین یہ بوجھ ہمیں دے دیجئے ہم اس کو اٹھاتے ہیں۔ فرمایا عیالدار اس کے اٹھانے  
کا زیادہ حق دار ہے۔

قوت القلوب ابو طالب کی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین کھجوروں کو اٹھائے ہوئے تھے۔ اور تمک  
آپ کے ہاتھ میں تھا۔

نہید بن علی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین پانچ مہنوں پر پیادہ چلتے تھے۔ اور اپنی جوتی اپنے ہاتھ  
سے اٹھالیتے۔ (۱) عید الفطر (۲) عید النضحی (۳) جمعہ کے روز (۴) مریض کی عیادت کے وقت (۵) عزاہ کے ساتھ  
چلتے وقت۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ مقامات اللہ کے ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں اس میں  
پیادہ چلوں۔

زاوان سے روایت ہے کہ امیر علیہ السلام بازار میں اکیلے گھومتے تھے۔ گمراہ کو روایت کرنے کی ضرورت کی مدد  
فرمید فروخت کرنے والوں اور بقالوں کے پاس جا کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ تلت الدار الاخرۃ بجمع  
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس تشریف  
لے گئے اور آپ سوار تھے۔ آپ کے اصحاب آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا  
کیا تمہیں کوئی ضرورت پیش ہے؟ عرض کیا نہیں لیکن ہم بیات پسند کرتے ہیں۔ کہ آپ کے ساتھ چلتے ہیں  
فرمایا۔ واپس لوٹ کر چلے جاؤ۔ آدمیوں کے پیچھے چلنا محقوں کے دلوں کو خراب کرتا ہے۔  
حضرت کی قدرت میں ایندھ کے کسان حاضر ہوئے۔ اور صف بستہ آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا

یہ کیا طریقہ تم نے اختیار کیا ہے؟ عرض کیا کہ ہمارے ہاں دستور ہے ہم اس طرح اپنے امراء کی عزت  
کرتے ہیں فرمایا خدا کی قسم اس بات سے تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس بات سے تم اپنے نفسوں کو بد بخت بنا رہے  
ہو۔ اور اس سے آخرت میں بھی تمہارے لئے بد بختی ہوگی۔ وہ مشقت کس قدر گھائے والی ہے جس کے بعد عذاب  
لاحق ہو۔ اور وہ آرام کس قدر نفع بخش ہے جس کے ساتھ آگ سے امان حاصل ہو۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں دو آدمیوں نے فقر  
کیا۔ حضرت نے فرمایا تم ان اجسام کے ساتھ فقر کرتے ہو۔ جو دوسیدہ ہو جائیں گے۔ اور ان ارواح کے ساتھ

جو لوگ میں چلے جائیں گے جس آدمی کے پاس عقل نہ ہو تو اس کے پاس اخلاق ہونا چاہیے۔ اگر اس کے پاس پرہیز گاری نہیں ہے تو کرم کی صفت سے متصف ہونا چاہیے۔ اگر یہ چیزیں نہیں ہیں تو تم دونوں سے گدھا بہتر ہے اور تم کسی سے اچھے نہیں ہو۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ایک طویل حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے بیٹے کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ان دونوں کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور انھیں صدر مجلس میں بیٹھا یا آپ ان کے سامنے بیٹھ گئے آپ نے کھانا لانے کا حکم دیا۔ کھانا لایا گیا جو نو نے کھایا۔ حضرت نے لوٹا لے کر اس شخص کے ہاتھوں کو دھلانا چاہا۔ لیکن اس شخص نے عرض کیا اے امیر المومنین! یہ کس طرح ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ کہ آپ میرے ہاتھوں پر پانی ڈال رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اور اپنے ہاتھوں کو دھو لو۔ اللہ تعالیٰ تجھے میرا بھائی تصور کرتا ہے جس نے تیرے بارے میں کوئی فرق نہیں کیا۔ اور نہ ہی کوئی احسان کیا ہے۔ اور اس خدمت کے بدلے میں مجھے تمہارا اہل دنیا سے وس گنا جنت میں لو کر عطا کر دے گا۔ وہ شخص بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھوں کو دھویا۔ جب حضرت اس کے ہاتھ دھلانے سے نارغ ہوئے۔ تو آپ نے لوٹا اپنے بیٹے محمد بن خنیفہ کو دے دیا۔ اور فرمایا اسے فرزند اگر اس شخص کا لڑکا اپنے باپ کے بغیر میرے پاس آتا۔ تو میں اس کے ہاتھ خود دھلاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کو نامنظور کرتا ہے۔ کہ باپ اور بیٹے کا مرتبہ برابر قرار دیا جائے۔ باپ نے باپ کے ہاتھ دھلائے ہیں۔ اور بیٹے کو چاہیے کہ بیٹے کے ہاتھ دھلائے۔

حلیۃ الاولیاء اور نزہۃ الابصار میں منقول ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام ایک یہودی کا فیصلہ قاضی شریع کے پاس سے گئے۔ حضرت نے فرمایا، اے یہودی یہ ذرہ میری ہے میں نے اسے تیرے پاس بیچا ہے اور نہ ہی تمہیں بخشش کی ہے۔ یہودی نے کہا یہ ذرہ میری ہے لویر سے قبضہ میں ہے۔ شریع نے حضرت سے گواہ طلب کئے۔ آپ نے کہا، یہ قبر اور حسین میرے حق میں اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

شریع نے کہا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں اور غلام کی گواہی آقا کے حق میں جائز نہیں ہے یہ تو دونوں آپ کے حق میں بات کہیں گے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا، تم پر افسوس ہے۔ تم نے کئی وجوہ سے غلطی کی ہے۔ پہلی



غلطی یہ ہے کہ میں تیرا امام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دین کے بارے میں میری اطاعت تم پر واجب قرار دی ہے اور یہ بھی تو جانتا ہے کہ میں غلط بات نہیں کہوں گا۔ تم نے میرے قول کو رد کر دیا ہے اور میرے دعوے کو خدج کر دیا ہے تم نے مجھ سے گواہ طلب کئے۔ میں نے اپنا غلام اور سید الشہداء اہل الجنتہ کا ایک فرد پیش کر دیا۔ لیکن تم نے دن کو دونوں کی گواہی کو ٹھکرا دیا ہے اور ان کے خلاف التباہ الزام لگایا ہے کہ وہ اپنے مطلب کی بات کہیں گے۔ اب میں تمہیں کوئی سزا نہیں دیتا صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس بات کا فیصلہ کرو۔ کہ یہودی تین دن کے اندر یہاں سے نکل جائے۔

شریح نے اس کو قبا کی طرف نکال دیا۔ یہودی کو نکلنے کی تین دن کی مدت دی گئی۔ جب یہودی نے اس بات کو سنا تو اس نے کہا یہ امیر المومنین حاکم کے پاس اپنا فیصلہ لے لے ہیں۔ اور حاکم نے فیصلہ آپ کے خلاف کیا ہے وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ پھر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یہ زہر آپ کی ہے جو صفین کی لڑائی کے روز ایک اونٹ کے پردے سے گری تھی۔ اور میں نے اس کو اٹھایا تھا۔

کتاب احکام شریعہ میں خزانہ فقہی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مسجد کو ذیہ تشریف فرما تھے۔ وہاں سے عبداللہ بن تغلب تمہی کا گذر ہوا جس کے پاس طلحہ کی زہر تھی جس کو اس نے بصرہ کی لڑائی کے دوران چرایا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا یہ طلحہ کی زہر ہے اس کو تم نے بصرہ کی لڑائی کے روز چرایا ہے۔ ان قفل نے کہا اے امیر المومنین! اس بارے میں اپنے اور میرے درمیان کسی کو قاضی مقرر کر دیجئے۔ آپ نے شریعہ کو حاکم مقرر کر دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا یہ زہر طلحہ کی ہے کہ تم نے بصرہ کی لڑائی کے روز چرایا ہے۔ شریعہ نے حضرت سے گواہ طلب کئے۔ حسن بن علی نے اس بات کی گواہی دی۔ شریعہ نے دوسرا گواہ طلب کیا۔ قنبر نے گواہی دی۔ شریعہ نے کہا یہ غلام ہے میں غلام کی گواہی پر فیصلہ نہیں کروں گا۔

یہ سن کہ امیر المومنین علیہ السلام ناراض ہو گئے۔ پھر فرمایا اس سے زہر کو چھین لو۔ اس نے فیصلہ کرنے میں تین غلطیاں کی ہیں۔

حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ کیسے؟

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے کہا کہ زہر طلحہ کی ہے اور بصرہ کی جنگ کے روز چرایا گئی

تھی۔ اس نے اس بات کو نہ مانا اور گواہ طلب کئے۔ بیٹے نے کہا۔ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں سنی کہ جب پھوڑی کا مال مل جائے۔ تو اس کو لے لیا جائے۔ اور گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر حسن نے گواہی دی۔ تو تو نے کہا کہ ایک گواہ کی گواہی کافی نہیں ہے۔ جب تک اس کے ساتھ دوسرا گواہ نہ ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا ہے۔ یہ دو غلطیاں ہیں۔ تیسری غلطی تم نے یہ کی کہ جب میں نے تمہارے گواہ کو بطور گواہ پیش کیا۔ تو تو نے کہا کہ یہ غلام ہے حالانکہ جب غلام عادل ہو تو اس کی گواہی بلا خطر قبول کی جانی چاہیے۔ (پھر فرمایا) اسے شتریح۔ مسلمانوں کا نام ان کے امور کا ایسا ہونا ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام گری کے وقت گھر میں تشریف لائے۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت کھڑی ہوئی فریاد کر رہی ہے۔ کہ میرے شوہر نے مجھے پر ظلم کیا ہے۔ مجھے ڈرایا ہے اور مجھ پر زیادتی کی ہے۔ اور قسم کھاتی ہے۔ کہ وہ مجھے مارے گا۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کی باندی صبر کر حتیٰ کہ دن ٹھنڈا ہو جائے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ چلوں گا۔ وہ عورت عرض کرنے لگی۔ اس کا غصہ اور زیادہ ہو جائے گا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے سر نیچے کیا۔ پھر بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خدا کی قسم مظلوم کا حق بغیر کسی ڈھیل کے لینا چاہیے۔ فرمایا تمہارا گھر کہاں ہے؟ عورت کے بتانے پر حضرت چل کر اس شخص کے دروازے پر آکر ٹھہر گئے اور فرمایا اسلام علیکم۔ ایک نوجوان باہر نکلا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے، اللہ سے ڈرو۔ تم نے اس عورت کو ذلیل کیا اور اسے گھر سے باہر نکال دیا ہے؟ نوجوان نے کہا۔ تم کون ہو؟ تمہو۔ خدا کی قسم! میں تیری بات کی وجہ سے اس کو ضرور جلا دوں گا۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ میں تجھے نیکی کا حکم دیتا ہوں۔ اور بڑائی سے منع کرتا ہوں۔ ایک نوجوان نے کہا کہ بڑائی پر آمادہ ہے۔ اور نیکی سے ڈرتا ہوں۔ اس دوران میں لوگ ادھر ادھر سے آکر کہنے لگے۔ اسلام علیکم یا امیر المومنین۔ یہ سن کر شخص حضرت کے قدموں پر گہر پڑا۔ اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین! میری غلطی کو معاف کر دیجئے۔ خدا کی قسم میں اس کے لئے ایک ایسی زمین بن جاؤں گا۔ کہ وہ مجھے روندتی رہے گی (نرمی کا سلوک کروں گا) اپنی تلوار ہٹا کر نیام میں رکھ لیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اللہ کی باندی اپنے گھر چلی جا۔ مجھے کچھ شہر سے تو قفس ہے۔ کہ وہ اس قسم کی یا اس کی مانند پھر کوئی بات نہیں کرے گا۔



فجکروی نے سلسلۃ الشیعہ میں اس موقع پر امیر علیہ السلام کے یہ اشعار درج کئے ہیں۔  
 ودع التجبر والتکبر یا اخی ان التکبر للعبد وبیل  
 اسے بھائی ظلم اور تکبر چھوڑ دے۔ تکبر بندے کے لئے بُری بلا ہے۔  
 واجعل ثؤواک للتواضع منزلاً ان التواضع با شرف جمیل  
 انکساری کر کے اپنے لئے مقام پیدا کر۔ تواضع شریف آدمی کا زیور ہے۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا عدل اور امانت

عبدالرزاق معمر سے وہ قتادہ سے وہ عطل سے وہ ابن مسعود سے اس آیت کے بارے میں روایات کرتے ہیں۔ انا بصلنا علی الارض زینۃ لہا لنبیہم ایہم احسن عملاً۔ کہ زمین کی زینت مرد ہیں اور مردوں کی زینت علی بن ابی طالب ہیں۔

حمزہ بن عطا ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ہل یتوی ہوو من یامر بالعدل سے مروی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں کیونکہ امام انصاف کا حکم دیتے تھے اور آپ سیدھے راستے پر قائم ہیں۔

کتاب فضائل احمد بن حنبل میں منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں قیامت کے روز لوگوں سے نو باتوں کے متعلق پوچھ گچھ کروں گا۔ (۱) نماز جنازہ کا پڑھنا، (۲) زکوٰۃ کا دینا، (۳) نیکی کا حکم دینا، (۴) بُری باتوں سے منع کرنا، (۵) رعایا میں انصاف کرنا، (۶) لوگوں میں برابرتقسیم کرنا، (۷) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور (۸) حدود کا قائم کرنا وغیرہ وغیرہ

الفاظ میں ہے کہ عباس بن عبد المطلب اور ربیعہ بن حارث نے اپنے دونوں بیٹوں فضل بن عباس اور عبد المطلب بن ربیعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرت انھیں عامل صدقات مقرر کریں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم میں تم میں سے کسی کو بھی صدقات کا عامل مقرر نہیں کروں گا۔

ربیعہ نے عرض کیا آپ یہ حکم دیتے ہیں حالانکہ ہم نے آپ کے داماد رسول ہونے پر حسد نہیں کیا۔ یہ

ن کو حضرت علی علیہ السلام نے اپنی چادر کو زمین پر ڈال دیا۔ اور اس کے اوپر تشریف فرما ہو گئے اور فرمانے لگے۔ خدا کی قسم میں اس جگہ سے اس وقت تک نہیں اٹھوں گا۔ جب تک تمہارے بیٹے تمہارے پاس نہیں لوٹ کر نہ آجائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ مسلمانوں کے مال کی میل کچیل ہے۔ یہ نہ محمد کے لئے حلال ہے اور نہ ہی آل محمد کے لئے حلال ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس ایک چٹان آیا۔ آپ نے قبر سے ایک رطل شہد کا بطور قرعہ طلب کیا۔ جو زمین سے آیا تھا۔ قبر نے دے دیا۔ جب حضرت علی علیہ السلام شہد کو تقسیم کرنے بیٹھے۔ تو پایا اسے قبر اس مشک میں کچھ خلل معدوم ہوتا ہے۔ قبر نے جواب میں عرض کیا۔ آپ کا فرمانا درست ہے۔ خبر نساپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا حضرت امیر المومنین نے حضرت امام حسن کو مارنے کا ارادہ کیا مگر اباء تقسیم سے پہلے تم نے کیوں لیا ہے؟ حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا۔ ہمارا بھائی تو اس میں حق ہے۔ جو جب میں ملے گا۔ ہم واپس کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ تیرا باپ تجھ پر قربان ہو جائے۔ اس میں شک نہیں کہ تیرا بھی اس میں حق ہے۔ لیکن یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ مسلمان اپنے حقوق میں فائدہ نہ اٹھائیں اور تم ان سے پہلے فائدہ اٹھا لو۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے دہن مہاوک کا بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا۔ تو میں ضرور تم کو سزا دیتا۔ پھر حضرت نے ایک درہم دے کر قبر کو روانہ کیا کہ اس رقم کا عمدہ ٹھکانا کر مشک میں داخل کرو۔ امام فخر الدین رازی کا بیان ہے۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ علیؑ کے ہاتھ مشک کے منہ پر ہیں۔ اور قبر اس میں شہد ڈال رہے ہیں۔ پھر حضرت اس مشک کا منہ بند کر رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں اسے مجھو و با حسن کو معاف کرنا وہ اس بات کو نہیں جانتے تھے۔

التہذیب میں علی بن رافع سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے مال کا خازن تھا۔ مجھ سے امیر المومنین کی صاحبزادی نے موتیوں کا ایک ہار عاریتہ اس شرط پر لیا کہ بقر عید کے تین دن گزرنے کے بعد واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو ہار پہنے ہوئے دیکھا۔ تو اس کو پہچان لیا اور مجھے طلب کیا۔ آپ فرماتے لگے۔ تو مسلمانوں کے مال میں خیانت کرتا ہے؟ میں نے پورے واقعہ سے آپ کو آگاہ کیا۔ اور میں نے کہا کہ اس ہار کی واپسی کا میں ضامن ہوں۔ فرمایا آج ہی واپس کر لو۔ اور آئندہ کے لئے محتاط ہو۔ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔ اگر میری بیٹی نے یہ ہار عاریتہ ضمانت کے ساتھ نہ لیا ہوتا۔ تو یقیناً یہ ہار ہاشمہ عورت ہوتی جس کا ہاتھ چوری کی وجہ سے کاٹنے کا حکم دیتا۔ جب حضرت کی صاحبزادی نے



اس کے متعلق کچھ کہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسے علی کی بیٹی! اپنے نفس کو حق سے دُور نہ رکھو۔ کیا تمام مہاجرین کی عورتوں نے اس عید میں اس طرح کی زیارت کی تھی۔

فضائل احمد میں منقول ہے کہ ام کلثوم نے فرمایا۔ اسے ابو صامح! اگر تم امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھتے کہ آپ کی خدمت میں لیموں لانے گئے تھے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین نے لیموں لے لئے، حضرت نے ان کے ہاتھ سے چھین لئے۔ اور حکم دیا کہ ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

نعم کے ایک آدمی نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو روٹی، سنگ اور سرکہ تناول کرتے ہوئے دیکھا۔ عرض کیا کہ آپ حضرات ایسا کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ اور بیت المال میں تو کافی مال موجود ہے فرمایا تمہیں امیر المومنین سے کس چیز نے بے پروا کر دیا ہے۔

نزدان سے روایت ہے کہ قبرستان مسجد کوفہ کے صحن میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں سونے اور چاندی کے پیالے پیش کئے۔ اور عرض کیا کہ جو چیز آپ کے پاس آتی ہے۔ آپ اس کو تقسیم فرما دیتے ہیں میں نے یہ پیالے جناب کی خاطر چھپا رکھے ہیں۔ حضرت نے تلوار کو نکال لیا۔ اور فرمایا تمہارے لئے ہر گت ہو۔ تو یہ چاہتا ہے کہ میرے گھر میں آگ کو داخل کرے۔

جمل انساب الاشراف میں منقول ہے کہ ایک رات امیر المومنین علیہ السلام کو سردی محسوس ہوئی۔ آپ نے خادمہ کو محاف لانے کو کہا۔ وہ محاف لے کر حاضر ہوئیں۔ فرمایا۔ یہ کس کا محاف ہے عرض کیا۔ یہ صدقہ کے مال میں سے ہے آپ نے اس کے اوڑھنے سے انکار کر دیا۔

امیر المومنین کی خدمت میں عقیل حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ اپنے چچا کو لمبا کس پہنائیے۔ حضرت امام حسن نے اپنی قمیص اور چادر انھیں پہنا دی۔ رات کے وقت انھیں روٹی اور نمک کھانے کو دیا گیا۔ انھوں نے کہا۔ میں یہ نہیں کھاؤں گا۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ کیا یہ اللہ کی نعمت نہیں ہے اس کا بے حد شک ہے۔ عقیل نے عرض کیا۔ مجھے اس قدر رقم عطا فرمائیے۔ کہ میں پندرہ من چمکاسکوں۔ اور تمہارے ہاں سے جلدی چلا جاؤں۔ آپ نے دریافت کیا۔ تیرا قرض کس قدر ہے عرض کیا ایک لاکھ دہم۔ فرمایا۔ خدا کی قسم اس قدر رقم میرے پاس موجود نہیں ہے۔ ہاں تم صبر سے کام لو۔ جب میں لوگوں کو عطیات دوں گا۔ تو تمہیں بھی دوں گا۔ اگر عطیات کا مال نہ آیا۔ تو میں ضرور اپنے عیال کا تمام خرچ تم کو دے دوں گا۔

عقیل: معلوم۔ آپ کے خطبہ ایک تقسیم ہوں گے، اور آپ کو ان سے کتنا حصہ ملے۔ حالانکہ بیت المال آپ کے قبضہ میں ہے۔ اور آپ مجھے عطیات کے آنے پر ٹال رہے ہیں۔

امیر المومنین:۔ اس بارے میں اور تم ایک مسلمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو قصر الامارہ کی چھت کے اوپر گرفت کر رہے ہیں۔ اور سامنے بازار والوں کے صندوقوں کو دیکھ رہے ہیں۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم اس بات کو نہیں مانتے۔ تو نیچے اتر کر چلے جاؤ۔ اور ان صندوقوں کے تالوں کو توڑ کر ان میں جو مال پڑا ہے۔ اس کو نکال لو۔

عقیل:۔۔۔ ان صندوقوں میں کیا کچھ پڑا ہوا ہے؟

امیر المومنین:۔۔۔ ان تجار کا مال پڑا ہوا ہے۔

عقیل:۔۔۔ آپ مجھے ان صندوقوں کے توڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ جن لوگوں نے اللہ پر توکل کر کے ان میں اپنا مال رکھا ہوا ہے؟

امیر المومنین:۔۔۔ تو تم مجھے بیت المال مسلمانوں کے کھولنے کو کہتے ہو۔ اور میں ان کے مال کو نہیں دے دوں۔ جنہوں نے اللہ پر بھروسہ کر کے بیت المال میں اپنا مال رکھ کر اس کو تالا لگایا ہوا ہے۔ اگر تمہارا ارادہ ہو۔ تو تم اپنی تلوار سے لوہے میں اپنی تلوار سے ٹیستا ہوں۔ دو نو حیرہ کی طرف چل دیتے ہیں۔ وہاں تاجر لوگ آ رہے ہوں گے۔ کسی پر جا پڑیں گے۔ اور اس کا مال لوٹ لیں گے۔

عقیل:۔۔۔ کیا میں چور بننے کے لئے آیا ہوں؟

امیر المومنین:۔۔۔ ایک آدمی کا مال چھین لینا بہتر ہے۔ بجائے اس کے کہ تمام مسلمانوں کا مال چرایا جائے۔

عقیل:۔۔۔ آپ مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں۔

امیر المومنین:۔۔۔ تمہیں اجازت ہے۔

عقیل:۔۔۔ میرے پاس نادرہ نہیں ہے۔

امیر المومنین:۔۔۔ اے حسن! اپنے چچا کو چار سو درہم لا دو۔

عقیل: یہ شعر کہتے ہوئے باہر چلے گئے

سَيَقِينِي الَّذِي اخْتَلَعَتْهُ عَمْسِي وَيَقْضِي دِيْنَتَا رَبِّ قَرِيبِ

عمر بن حاص سے روایت ہے۔ کہ جب عقیل نے امیر المومنین علیہ السلام سے بیت المال سے مال طلب



کرنے کا سوال کیا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ تم جہاں جہنم تک قیام کر لو۔ عقیل جہنم تک ٹھہر گیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے جہنم کی نماز پڑھائی۔ اور عقیل سے فرمایا۔ تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو ان تمام مسلمانوں کے بارے میں خیانت کرے؟ عقیل نے عرض کیا۔ وہ شخص بہت ہی بُرا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو تم مجھے ان مسلمانوں کے مال میں خیانت کرنے کو کہتے ہو۔ اور یہ چاہتے ہو کہ وہ مال میں تمہیں دے دوں۔

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا خطاب

”خدا کی قسم میں نے اپنے بھائی عقیل کو سخت فاقہ و فقر کی حالت میں دیکھا۔ وہ میرے حصے کے گمبھوں سے ایک صاع مجھ سے مانگتے تھے۔ میں نے ان کے بچوں کو دیکھا جن کے بال پریشان اور جھوک کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہی مائل ہو چکے تھے۔ گو یا کہ ان کے چہرے نل ڈال کر سیاہ کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے بار بار امر کیا۔ میں نے کان لگا کر ان کی باتوں کو سنا۔ اس نتیجہ پر پہنچا کہ میں ان کی خاطر اپنا دین بیچ ڈالوں گا۔ اپنے طریقے کو چھوڑ کر ان کی کھینچ تان میں ان کی پیروی کروں گا۔ میں نے لوہے کی ایک سلاح گرم کی۔ اور ان کے جسم کے قریب لے گیا۔ تاکہ عبرت حاصل کرے جب سلاح کی گرمی پہنچی۔ تو عقیل سنبھا۔ جس طرح بیمار درد اور بے چینی سے چھینتا ہے قریب تھا کہ اس کا بدن اس دماغ سے جل جائے۔ میں نے کہا اے عقیل! رونے والیاں تم پر روئیں۔ تم لوہے کے اس گرم ٹکڑے سے سوجھنے جوشی مذاق میں تپنا ہے اور تم مجھے اس آگ کی طرف گھسیٹ رہے ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی سے گرم کیلئے۔ تم تو اس کی تکلیف سے چلاؤ۔ اور میں دوزخ کی آگ سے فریاد نہ کروں۔“

ام عثمان اور ام ولد حضرت علی علیہ السلام سے رداہمت کرتی تھیں۔ کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں آپ کے پاس لوگوں کا ڈھیر پڑا ہوا پایا۔ میں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! میری بیٹی کے لئے ان میں سے ایک گچھا دے دیجئے۔ حضرت نے میری طرف ایک درہم بڑھایا اور کہا یہ لے لو۔ لیکن یہ مسلمانوں کا مال ہے۔ صبر کرو جب میرا حصہ مجھے ملے گا۔ تو میں تیری بیٹی کے لئے تجھے دے دوں گا۔

عبد اللہ بن زمرہ نے حضرت سے مال کا سوال کیا۔ فرمایا۔ یہ مال نہ تیرا ہے اور نہ میرا۔ اور یہ مسلمانوں کا مال ہے جس کو ان کی تلواروں نے حاصل کیا ہے۔ اگر تم نے جنگ میں شرکت کی ہے۔ تو تمہیں بھی ان کی مانند حصہ ملے گا۔ ورنہ یہ مال ان کے ہاتھوں کا کیا ہوا ہے۔ اور وہی کے منہ میں اس کو نہیں جانا چاہیے۔

عقیل: معلوم۔ آپ کے خطبہ پاکب تقسیم ہوں گے، اور آپ کو ان سے کتنا حصہ ملے۔ حالانکہ بیت المال آپ کے قبضہ میں ہے۔ اور آپ مجھے عطیات کے آنے پر ٹال رہے ہیں۔

امیر المومنین:۔ اس بارے میں اور تم ایک مسلمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو قصر الامارہ کی چھت کے اوپر گرفت کر رہے ہیں۔ اور سامنے بازار والوں کے صندوقوں کو دیکھ رہے ہیں۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم اس بات کو نہیں مانتے۔ تو نیچے اتر کر چلے جاؤ۔ اور ان صندوقوں کے تالوں کو توڑ کر ان میں جو مال پڑا ہے۔ اس کو نکال لو۔

عقیل:۔۔۔ ان صندوقوں میں کیا کچھ پڑا ہوا ہے؟

امیر المومنین:۔۔۔ ان تجار کا مال پڑا ہوا ہے۔

عقیل:۔۔۔ آپ مجھے ان صندوقوں کے توڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ جن لوگوں نے اللہ پر توکل کر کے ان میں اپنا مال رکھا ہوا ہے؟

امیر المومنین:۔۔۔ تو تم مجھے بیت المال مسلمانوں کے کھولنے کو کہتے ہو۔ اور میں ان کے مال کو تمہیں دے دوں۔ جنہوں نے اللہ پر بھروسہ کر کے بیت المال میں اپنا مال رکھ کر اس کو تالا لگایا ہوا ہے۔ اگر تمہارا ارادہ ہو۔ تو تم اپنی تلوار سے لوہے میں اپنی تلوار سے ٹیستا ہوں۔ دو نو حیرہ کی طرف چل دیتے ہیں۔ وہاں تاجر لوگ آ رہے ہوں گے۔ کسی پر جا پڑیں گے۔ اور اس کا مال لوٹ لیں گے۔

عقیل:۔۔۔ کیا میں چور بننے کے لئے آیا ہوں؟

امیر المومنین:۔۔۔ ایک آدمی کا مال چھین لینا بہتر ہے۔ بجائے اس کے کہ تمام مسلمانوں کا مال چرایا جائے۔

عقیل:۔۔۔ آپ مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں۔

امیر المومنین:۔۔۔ تمہیں اجازت ہے۔

عقیل:۔۔۔ میرے پاس نادرہ نہیں ہے۔

امیر المومنین:۔۔۔ اے حسن! اپنے چچا کو چار سو درہم لا دو۔

عقیل: یہ شعر کہتے ہوئے باہر چلے گئے

سيفينى الذى اغتصب عسى ويلقضى ديتا رب قريب

عربی حاص سے روایت ہے۔ کہ جب عقیل نے امیر المومنین علیہ السلام سے بیت المال سے مال طلب



امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام مالی تقسیم فرما رہے تھے۔ عاصم بن میثم حاضر ہوا۔ اور عرض کی "اے امیر المؤمنین! میں ایک شیخ کبیر ہوں۔ اور چلنے پھرنے سے بوجھل ہوں۔ مجھے کچھ مال عنایت فرمائیے۔" حضرت نے فرمایا یہ مالی میری عزت کا نہیں ہے۔ اور نہ مجھے اپنے والد کی میراث سے ملائے۔ یہ مال تو بطور امانت کے میرے پاس موجود ہے جس کی میں نگہبانی کرتا ہوں۔ (فرمایا) اللہ اس شخص پر رحم کرے جو بڑھے شیخ بوجھل کی اعانت کرے۔

تاریخ طبری اور فضائل امیر المؤمنین میں ابن مردودہ سے منقول ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام میں سے واپس تشریف لائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی جلدی کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لشکر میں اپنے اصحاب میں سے اپنا قائم مقام بنایا۔ حضرت کے چلے جانے کے بعد ہر ایک لشکری نے عہد لباس کے جوڑے زیب تن کر لئے۔ جب یہ لوگ مدینہ کے قریب وارد ہوئے۔ تو حضرت علی علیہ السلام مدینہ سے باہر ان کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ آپ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے عہد لباس زیب تن کیا ہو ہے آپ نے فرمایا تمہارے لئے ہر طاقت ہو۔ تم نے یہ کیا کیا۔ انہوں نے عرض کیا یہ اس لئے کیا ہے۔ تاکہ شہر والوں سے شان و شوکت سے مل سکیں۔ فرمایا۔ تمہارے لئے ہر طاقت ہو۔ تم نے رسول خدا کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے ان کو پہن لیا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے کپڑے اتروائے۔ اور واپس بیت المال میں جمع کر دیئے۔ لشکر والوں نے آپ کے اس حکم کی شکایت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ لشکریوں نے حضرت علی علیہ السلام کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم علی کی شکایت نہ کرو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت زیادہ سخت ہیں۔

مؤلف کتاب کا بیان ہے کہ میں نے اس بات کو مذاکرۂ سندس ہے کہ حضرت کی خدمت میں عمرو بن عاص حاضر ہوا۔ آپ بیت المال میں تشریف فرما تھے۔ حضرت نے چراغ گل کر دیا۔ اور چاند کی روشنی میں باہر تشریف فرما ہو گئے۔ آپ نے اس بات کو جائز تصور نہ کیا کہ چراغ کی روشنی میں بغیر استحقاق کے بیٹھ جائیں۔ حضرت کا یہ کلام اس موقع کا ہے جب آپ نے حضرت عثمان کی عطا کردہ زمینیں لوگوں کو واپس کر دی تھیں۔ فرمایا۔ اگر اس مال کے ذریعہ شادیاں کی گئیں ہوتیں۔ اور لونڈیاں خریدی گئیں ہوتیں۔ تو میں ان کو بھی واپس کر دیتا۔ انصاف میں بہت بڑی وسعت ہے جس شخص پر انصاف کا راستہ تنگ ہو جائے۔ تو وہ ظلم

ہر اور زیادہ ننگ ہو گا۔

جب قتل عثمان کے بعد لوگوں نے آپ کی بیت کرنی چاہی۔ فرمایا: مجھے چھوڑ دو۔ کسی اور کو خلیفہ بناؤ۔ میرے طریق کاہ کو لوگ پسند نہ کریں گے۔ دل ان کو برداشت نہ کریں گے۔ اور عقلمیں اسے نامنتظر کریں گی۔ دنیا میں مزاج بدل گیا ہے۔ حق اور نیکی کا انکار کیا جا چکا ہے۔ یاد رکھو۔ اگر میں نے خلافت کو قبول کر لیا تو میں ان انہود کو نافذ کر دوں گا۔ جن کو میں بہتر تصور کرتا ہوں۔ تو پھر میں کسی کہنے والے کی بات اور عیب جو کی عیب جوئی کی مطلق پرواہ نہیں کروں گا۔

ایک اور روایت میں ابو شیم بن تہان اور عبد اللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ طلحہ اور زبیر ابیہ بن ابیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔

طلحہ و زبیر — ایک زبان ہو کر اسے امیر المومنین آپ اس قدر ہمیں نہیں دیتے جس قدر ہمیں عمر دیا کرتے تھے۔

حضرت — کیا یہ اس قدر نہیں ہے جس قدر رسول تمہیں دیا کرتے تھے؟  
طلحہ و زبیر — خاموش ہو جاتے ہیں۔

حضرت — کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں برابر تقسیم کرتے تھے؟  
طلحہ و زبیر — ان برابر تقسیم کرتے تھے۔

حضرت — رسول اللہ کے طریقے کی اتباع بہتر ہے یا عمر کی؟

طلحہ و زبیر — اے امیر المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کرنا بہتر ہے۔ لیکن ہم نے اسلام لانے میں سبقت کی ہے اور اسلام کی راہ میں تکالیف برداشت کیں ہیں۔ اور ہمیں رسول اللہ سے قرابت حاصل ہے۔

حضرت — کیا تم نے مجھ سے بھی پہلے اسلام لانے میں سبقت کی ہے؟

طلحہ و زبیر — نہیں آپ نے اسلام لانے میں سب سے پہلے سبقت کی ہے؟

حضرت — کیا تم رسول اللہ کے زیادہ قریبی ہو یا میں؟

طلحہ و زبیر — آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریبی ہیں۔

حضرت — کیا تم نے اسلام کی راہ میں مجھ سے زیادہ تکالیف برداشت کیں ہیں؟



ظہر و زیرہ۔ آپ نے زیادہ تکالیف برداشت کیں ہیں۔

حضرت — خدا کی قسم! میں اور میرا میرا مزدور ایک جیسے ہیں۔ آپ نے ایک مزدور کی طرف اشارہ کیا (کہا) سہل بن حنیف ایک غلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ میں نفس کو آزاد کر دیا ہوں۔ جس طرح سہل بن حنیف نے اس غلام کو تین دینار دیئے تھے۔ حضرت نے بھی غلام کو تین دینار دے دیئے تھے۔

ایک غلام نے حضرت سے کچھ مال مانگا۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں اور لوگوں کو دوں گا۔ تو تم کو بھی دوں گا۔ اس نے کہا وہ رقم مجھے کافی نہ ہوگی۔ اس کے بعد وہ شخص معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ کی طرف سے جو مال اسے ملا تھا۔ اس کے متعلق امیر المومنین کی خدمت میں خط لکھا آپ نے خط کے جواب میں فرمایا۔ جو مال تمہیں مل چکا ہے مجھ سے اور لوگوں کو بھی یہ مل چکا ہے۔ اور تیرے مرجانے کے بعد یہ مال اور لوگوں کو بھی ملے گا۔ جو مال اکٹھا کیا ہے تم اس کے بارے میں اپنے نفس پر اپنے جیسے کو ترجیح دو گے۔ جو تم سے اس کا زیادہ محتاج ہوگا۔ جو مال تو جمع کر رہا ہے وہ دو قسم کے لوگوں کو ملے گا۔ ایک وہ شخص ہوگا۔ کہ وہ تیرے مال کو اس کو اللہ کی اطاعت میں خرچ کرے گا۔ جس چیز کے ذریعے تو بدبخت رہا۔ وہ اس چیز کے ذریعے نیک بخت ہو جائے گا۔ دوسرا شخص وہ ہوگا۔ کہ اس مال کو اسے کر خدا کی نافرمانی میں خرچ کرے گا۔ جو مال تو نے اس کے لئے جمع کیا۔ وہ اس کی وجہ سے بدبخت ہو گیا۔ یہ دونوں شخص اس قابل نہیں ہیں۔ کہ تو ان کو اپنے نفس پر ترجیح دے۔ پس تو اس بات کی امید رکھ کہ جو مال خرچ ہو گیا وہ اللہ کی رحمت تھی۔ اور جو باقی رہے وہ اللہ کا رزق ہے۔

حکیم بن اوس سے روایت ہے۔ کہ حضرت ہمارے پاس شہید کے مشیکزے بھجوا کرتے تھے۔ اور ہمارے درمیان ان کو تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ پھر حکم دیتے تھے کہ شہید کو چاٹ لو۔ جب آپ کی خدمت میں سوہ جات کے بار آتے تھے۔ تو آپ حکم فرماتے تھے کہ ان کو فروخت کر ڈالو۔ اور ان کی قیمت بیت المال میں جمع کر دو۔

سعيد بن سيب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے بلا وارث جانوروں کے لئے ایک جگہ تیار کروائی تھی۔ ان کو بیت المال کے خرچ سے آنا چارہ دیا جاتا تھا۔ کہ وہ نہ تو موٹے ہوں اور نہ ہی کمزور۔ جب کوئی شخص ان جانوروں کی ملکیت کا دعویٰ کرتا تھا۔ ثبوت پر آپ واپس کر دیتے تھے۔

ورنہ بدستور وہ اس جگہ پر موجود رہتے تھے۔

عاصم بن ميثم سے روایت ہے کہ امیر المومنین کی خدمت میں سلال نجیص (خاص قسم کا کھانا) ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا، حضرت نے دسترخوان طلب کر کے اس پر چن دیا، پھر دو قطا دوں میں بیٹھ کر لوگ کھانے لگے۔

ابو حمزہ سے روایت ہے کہ حضرت کی خدمت میں نو روز کے روز بخوبیوں نے چاندی کے پیالوں میں شکر ڈال کر پیش کی۔ آپ نے شکر اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم کر دی۔ ان چیزوں کی قیمت کو ان کے جزیہ میں محسوب کر لیا۔

حضرت کی خدمت میں کسی کسان نے زنتار کا پکڑا بطور ہدیہ کے بھیجا۔ حضرت سے عمرو بن حریث نے وہ پکڑا چار ہزار درہم میں خرید لیا۔ آپ نے رقم لوگوں میں تقسیم فرمادی۔

حلیۃ الاولیاء اور فضائل احمد میں عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اصفہان سے مال آیا۔ کوفہ کے رہنے والے سختی لوگ ساتھ گروہ تھے۔ آپ نے مال کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا، اس میں ایک روٹی بھی موجود تھی۔ حضرت نے اس کے بھی سات ٹکڑے کر دیئے۔ اس کا ایک ایک ٹکڑا ان حصوں پر رکھ دیا، پھر ان کی ایک عورت کو بلایا۔ اور ان حصوں کی تقسیم کے بارے میں اس سے قرعہ ڈلویا۔

فضائل احمد میں منقول ہے کہ حضرت نے بیت المال میں ایک دسی ملاحظہ فرمائی۔ فرمایا اس کو لوگوں کو دے دو۔ ایک شخص نے وہ دسی لے لی۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بر و باری اور مہربانی

مختار ثمار ابو مطربصری سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کا گزر خرمافروشنوں کے ہاں سے ہوا۔ آپ نے وہاں ایک ٹونڈی کو روکے ہوئے دیکھا، آپ نے روکے کی وجہ پوچھی۔ عرض کیا پیرے آٹا نے مجھے درہم دے کر خرما خریدنے کے لئے بھیجا۔ میں نے اس شخص سے خرما خریدے جب



میں ان حضرات کے پاس سے خرمے لے گئی۔ تو انہوں نے خرمے ناپسند کئے۔ جب میں اس کے پاس لے کر آئی۔ تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ یہاں اس لئے روتی ہوں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس آدمی سے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے یہ خادمہ ہے۔ اس کا اپنا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ اس کو ایک درہم واپس کر دے۔ اور خرمے واپس لے لے۔ وہ حضرت سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔ لوگوں نے کہا یہ امیر المؤمنین ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران رہ گیا اور اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس نے خرمے سے لے لے اور درہم واپس کر دیا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ مجھ پر راضی ہو جائیں۔ فرمایا اگر تم نے اپنی حالت درستہ نہ کی تو میں تم سے راضی نہیں ہوں گا۔ فضائل احمد میں تحریر ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ جب تو نے لوگوں کے حقوق کو پورا کر دیا۔ تو میں تم سے کیوں راضی نہیں ہوں گا۔

امیر علیہ السلام نے ایک غلام کو کئی دفعہ بلایا۔ وہ نہ آیا۔ آپ باہر نکلے تو وہ دروازے پر موجود تھا۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیوں نہیں آیا تھا؟ عرض کیا کہ میں نے آنے سے روکا۔ اور آپ کی منزل سے ناموں تھا۔ فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے مجھے ایسا بنایا جس کی مخلوق مجھ سے امن میں ہے۔ فرمایا (اے غلام) تم چلے جاؤ۔ تم اللہ کی راہ میں آزاد ہو۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام صبح کی نماز میں مشغول تھے۔ جیسے سے ابن کوا نے یہ آیت تلاوت کی۔ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیس بطن عملک ولتکون من المخالذین حضرت علی علیہ السلام نے مازکی حالت میں قرآن مجید کی تعظیم کی خاطر اس آیت کو کان لگا کر سماعت فرمایا۔ جب ابن کوا آیت کی تلاوت سے فارغ ہو گیا۔ تو حضرت نماز کی قرات میں مشغول ہو گئے۔ ابن کوا نے پھر پڑھنا شروع کر دی۔ حضرت امیر نے پھر کان لگا کر سماعت فرماتا شروع کیا۔ جب وہ آیت سے فارغ ہو گیا۔ تو پھر حضرت نماز میں مشغول ہو گئے۔ اس نے پھر آیت پڑھنی شروع کی۔ حضرت نے پھر اس آیت کو کان لگا کر سنا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستغضک الذین لا یوتقون پھر آپ نے قرات نماز کو مکمل فرمایا کہ کو ع کیا۔ (اور ابن کوا کو کچھ بھی نہ کہا)

نعم بن و جابر اسدی نے امیر المؤمنین کی شان میں نامناسب بات کی۔ حضرت نے اس کے پاس لوگوں کو بلایا۔ وہ اس کو حضرت امیر کی خدمت میں لائے حضرت نے اس کو مارنے کا حکم دیا۔ اس نے

کہا۔ خدا کی قسم تیرے ساتھ ٹھہرنا ذلت اور تجھ سے جدا ہونا کفر ہے۔ جب حضرت نے اس کی یہ بات سنی تو فرمایا۔ ہم نے تم کو معاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذفع بالتي هي احسن السيئة تیرا یہ قول کہ آپ کے ساتھ ٹھہرنا ذلت ہے یہ ایک بُرائی ہے جو ٹوٹنے حاصل کی اور تیرا یہ قول کہ آپ سے جدا ہونا کفر ہے یہ ایک نیکی ہے جو ٹوٹنے کمائی ہے اسی کی بدولت تجھے معاف کر دیا گیا۔

العقد اور نذر ہتہ الالبصار میں منقول ہے قبر نے کہا میں امیر المومنین کے ساتھ عثمان کے پاس گیا حضرت عثمان نے صلح کی جہاں مجھے ملے ہو جانے کا اشارہ کیا گیا میں گھورا سا دور علیحدہ ہو گیا حضرت عثمان نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضرت اپنا سر جھکائے رہے۔ حضرت عثمان نے مترجہ ہو کر کہا کہ آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا۔ تیرا جواب وہ ہے جو مجھے بُرا لگے گا۔ اور جس بات کو تم پسند کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے۔

ایک خوبصورت عورت گزری۔ کچھ آدمیوں نے اسے گھور کر دیکھا۔ امیر المومنین نے فرمایا مان لو جو انہوں کی آنکھوں میں لالچ ٹپکتی ہے اور بد چلنی کا سبب ہوگا۔ جیب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو دیکھے۔ اور وہ عورت اسے اچھی معلوم ہو۔ تو اپنے گھر کا رخ کرے اور اپنی عورت سے تخلیہ چاہے کیوں کہ ایک عورت دوسری عورت کے برابر ہوتی ہے۔

یہ سن کر ایک خارجی نے کہا اللہ خدا اس کا فرکو قتل کرے۔ کیسا عجیب فقیہ بنا ہوا ہے۔

لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ اسے پکڑ کر قتل کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو چھوڑ دو۔ گالی کا بدلہ گالی بھی ہے۔ یا گناہ سے درگزر بھی ہو سکتا ہے۔

مروان بن حکم کو مالک اشتر نے جنگ جمل میں قید کیا حضرت امیر المومنین نے اسے برا بھلا کہا اور چھوڑ دیا۔

عائشہ نے کہا جنگ جمل میں مجھے شکست ہوئی۔ حضرت نے میرے لئے بہترین انتظام کیا۔

انور سے یا ستر سپہی عورتوں کی حفاظت میں بی بی صاحبہ کو دینے بھیج دیا۔

حضرت محمد بن ابی بکر کے ذریعہ عبداللہ بن زبیر نے حضرت امیر المومنین سے امان طلب کی۔ آپ نے اُسے امان دے دی۔ اور اس کے ساتھ اور لوگوں کو بھی امان دے دی۔



موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں مرتبہ اللہ سے مغفرت اور توبہ طلب کرو۔ اس کو چھوڑ دیا۔ فرمایا: جہاں تمہاری مرضی ہو چلے جاؤ۔ ہمارے لشکر میں اگر تیرے ہتھیار یا سامان ہو۔ اس کو بھی لے جاؤ۔ اپنے کئے کو جو پاؤ گے۔ اس سے اللہ سے ڈرو۔ اور گھر میں بیٹھ جاؤ۔

ابن لبطہ عکبری اور ابو داؤد سجستانی محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے ابو جعفر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ علی علیہ السلام شام کی جنگوں میں جس شخص کو گرفتار کرتے تھے۔ اس کے ہتھیار اور گھوڑے کو لے لیتے تھے۔ اور اس سے اس بات کی قسم لیتے تھے کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی مدد نہ کرے۔

ابن لبطہ اپنے اسناد سے عرفجہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ دونوں کا بیانی ہے کہ حضرت علیؑ نے اصحاب نہروان کو قتل کیا۔ ان کے لشکر کا سامان حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس شخص کو جو چیز پہنچے آئی وہ لے گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک ہندیا بیچ گئی تھی۔ بعد میں میں نے دیکھا کہ اس کو بھی کوئی لے گیا تھا۔

ہیری نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ نے کسی جنگ میں طلحہ عبد ری کو قابو پایا اور اس کو اٹا کر دیا۔ رسول اللہؐ نے بکیر بلند کی۔ حضرت علیؑ نے اس کو چھوڑ دیا۔ کسی نے کہا آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اس کا کام تمام کیوں نہ کیا۔ فرمایا میرے ابن عم (رسول اللہؐ) نے مجھے اللہ کی قسم دے کر رحم کرنے کا حکم دیا تھا۔ جب اس کی شرم گاہ ظاہر ہو گئی تھی تو مجھے اس کے قتل کرنے سے شرم آئی۔

جنگ خندق کے موقع پر حضرت علیؑ نے عمرو بن عبدود پر قابو پایا۔ اور آپ نے اسے قتل نہ کیا۔ حذیفہ نے اس کا سبب رسول اللہؐ سے دریافت کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے حذیفہ! اس بات کو چھوڑ دو۔ عنقریب علیؑ تجھے اس کا سبب بتائیں گے۔ پھر آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے ماں کی گالی دی۔ اور میرے منہ پر تھوکا۔ مجھے غصہ آگیا۔ میں اس کے قتل کرنے سے اس بات سے ڈرا کہ کہیں میں اپنے نفس کا بدلہ نہ لوں۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب میرا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ تو پھر میں نے اسے اللہ کی خاطر قتل کر دیا۔

حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت ابو بکر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بیعت کے مسلمین جو حروا واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ وہ بہت مشہور ہیں۔ (سیدہ کے گھر کو جلتا وغیرہ) لیکن آپ نے صبر اور تحمل سے کام لیا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ لوگوں نے حضرت امیر سے حضرت ابو بکر کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ خلیفہ اہل نے کہا آپ میری بیعت کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں ایسا نہ کروں تو کیا ہوگا۔ حضرت ابو بکر نے کہا قسم ہے خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم لوگ تمہاری گردن اڑا دیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام قبر رسول سے پرٹ کر یہ فریاد کرنے لگے۔

يا بنی امی ان القوم استغفونی وکادھا یقتلوننی

ماں جانے قوم نے مجھے کرمور بنا دیا۔ قریب ہے کہ مجھے قتل کریں۔

جاقظ اپنی کتاب البیان والیقین میں بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ ایشاد فرمایا۔ وہ یہ تھا۔

جو امور گزر چکے ہیں۔ دایر سے خیال میں درست نہیں تھے۔ اگر میں ان کے بارے میں اسے زنی کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ حیوات گزر چکی اللہ نے اُسے معاف کیا۔ دو آدمیوں نے خلافت کے بارے میں سبقت کی۔ پھر تیسرا آدمی خلافت پر متمکن ہوا جس کو کوسے کی طرح ہر وقت اپنے پیٹ کا خیال رہتا تھا۔ اگر میں اس کے پرکاٹ دیتا۔ اور اس کا سر اڑا دیتا۔ تو یہ اس کے لئے اچھا ہوتا۔

حضرت سے تمام راویوں نے بیان کیلئے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اسے معبود! میں تجھ سے اللہ قریش سے پناہ مانگتا ہوں۔ جنہوں نے ہر حالت میں مجھ پر ظلم کیا۔

ابراہیم نقضی، عثمان بن ابی شیبہ اور فضل بن وکیع سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس دین سے اٹھایا ہے۔ اس بعد سے لے کر اس دن تک مجھ پر برابر ظلم ہوتا رہا۔

ابراہیم اپنے اسناد سے میسب بن نجید سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام خطبہ ارشاد فرماتے تھے اسی دوران میں ایک اعرابی نے کہا۔ دامظلمتا! امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اعرابی! میرے قریب آ جا۔ وہ حضرت کے قریب ہو گیا۔ فرمایا۔ مجھ پر ڈھیلوں۔ بارش کے قطرول اور



حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بیعت کے سلسلے میں جو واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ وہ بہت مشہور ہیں۔ (سیدہ کے گھر کو جلتا وغیرہ) لیکن آپ نے جس اور تحمل سے کام لیا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ لوگوں نے حضرت امیر سے حضرت ابوبکر کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ خلیفہ اہل نے کہا آپ میری بیعت کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں ایسا نہ کروں۔ تو کیا ہو گا۔ حضرت ابوبکر نے کہا قسم ہے خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم لوگ تمہاری گردن اڑا دیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام قبر رسول سے پرٹ کر یہ فریاد کرنے لگے۔

یا بنی امیہ ان القوم استغفونی وکادما یقتلوننی

ہاں جائے قوم نے مجھے کرمور بنا دیا۔ قریب ہے کہ مجھے قتل کریں۔

حافظ اپنی کتاب البیان والیقین میں بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ ایشاد فرمایا۔ وہ یہ تھا۔

جو امور گزر چکے ہیں۔ دایر سے خیال میں درست نہیں تھے۔ اگر میں ان کے بارے میں اسے زنی کرنا چاہوں۔ تو کر سکتا ہوں۔ جو بات گزر چکی اللہ نے اسے معاف کیا۔ دو آدمیوں نے خلافت کے بارے میں سبقت کی پھر تیسرا آدمی مخالفت پر متکین ہوا جس کو کوسے کی طرح ہر وقت اپنے پیٹ کا خیال رہتا تھا۔ اگر میں اس کے پرکاٹ دیتا۔ اور اس کا سر اڑا دیتا۔ تو یہ اس کے لئے اچھا ہوتا۔

حضرت سے تمام راویوں نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا اسے معذور! میں تجھ سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ جنہوں نے ہر حالت میں مجھ پر ظلم کیا۔

ابراہیم ثقفی، عثمان بن ابی شیبہ اور فضل بن وکیع سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس دین سے اٹھایا ہے۔ اس بعد سے لے کر اس دن تک مجھ پر برابر ظلم ہوتا رہا۔

ابراہیم اپنے اسناد سے میسب بن نجید سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام خطبہ ارشاد فرمایا ہے مجھے اسی دوران میں ایک اعرابی نے کہا۔ دامظلمت! امیر علیہ السلام نے فرمایا اے اعرابی! میرے قریب آ جا۔ وہ حضرت کے قریب ہو گیا۔ فرمایا۔ مجھ پر ڈھیلوں۔ بادش کے قطروں اور

ریت کے ذروں کے برابر ظلم کیا گیا۔

کثیر بن بیان کی روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر اس قدر ظلم کیا گیا جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔

ابو نعیم فضل بن وکیع اپنی اسناد سے حضرت سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جب کبھی بھی خطبہ ارشاد فرمانے کی خاطر منبر پر شریف سے جاتے تھے تو آپ منبر سے اترنے سے پہلے اپنے کلام کے آخر میں ارشاد فرماتے تھے:

مزلت مظلوما من منذ قبض الله نبيه جب سے اللہ نے اپنے نبی کو اس دنیا سے اٹھایا اس وقت سے کہ اس وقت تک برابر مجھ پر ظلم ہوتا رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے والے کے لئے سخاوت کا بادل فریادی کے لئے فریادیں دیں۔ ایسا دواہ کے لئے امید گاہ۔ یہودی کی پناہ گاہ رہا یا پر مہربان اپنے ارادے میں متصرف اپنی دلیل پر ہر دم کرتے تھے اور اپنی جان کو خطرات میں ڈال دیتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک عورت کو دیکھا جس کے کندھے پر پانی کا مشکیزہ تھا حضرت امیرؓ نے اس سے مشکیزہ کو لے لیا اور اپنے کندھے پر اٹھا کر جہاں اس نے جانا تھا وہاں لائے۔ اور اس کے حالات دریافت کئے۔ عرض کیا کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے میرے کمر کو ایک سرحد کی طرف بچھا تھا وہاں وہ مارا گیا اس کے اب قسیم بچے باقی رہ گئے جو میرے پاس موجود ہیں۔ بچوں کو کھانے کے لئے میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے ان حالات کے تحت مجھے مجبوراً لوگوں کی خدمت کرنی پڑتی ہے یس کہ حضرت واپس چلے آئے۔ ساری رات بے چینی میں بسر کی۔ صبح کے وقت خود روٹیوں کا ایک تھیلہ اٹھا کر لے چلے۔ ایک شخص نے عرض کیا مجھے عنایت فرمائیے۔ اس کو میں اٹھا لیتا ہوں۔ فرمایا: قیامت کے روز تو میرا جوہ نہیں اٹھائے گا۔ اس کے گھر آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔

اندر سے آواز آئی۔ کون ہے؟ فرمایا میں وہ شخص ہوں جس نے تیری مشک اٹھائی تھی۔ گھر کا دروازہ کھولنے میں بچوں کے لئے کوئی چیز لایا ہوں۔ عرض کیا اللہ تجھ سے راضی ہو۔ میرے اور علی کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرت گھر کے اندر داخل ہوئے فرمایا میں حصول ثواب کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔ اب تجھے اختیار ہے۔ خواہ آنا گوندھ اور روٹی پکا۔ یا یہ خدمت میرے سپرد کر دے۔ اور تم بچوں کو بھلاؤ

سلیں  
نے  
مالہ  
فرت  
گے  
ہوئے



عرض کیا میں روٹی تیار کرنے میں زیادہ ماہر ہوں۔ اور اس پر مجھے قدرت حاصل ہے۔ اور آپ اتنا  
تیکھے کہ آپ بچوں کو بہلاتے ہیں۔

جب تک عورت روٹی پکانے سے قانع نہ ہوئی۔ آپ بچوں کو بہلاتے رہے۔ عورت نے  
اٹا گوندنا شروع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے گوشت کو پکانا شروع کیا۔ پکانے کے بعد گوشت اور  
کھجور وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ان بچوں کے منہ میں دیتے تھے۔ جب حضرت بچوں کو کوئی چیز  
کھلاتے تھے۔ تو فرماتے بیٹا۔ علی بن ابی طالب کو سعادت کرنا۔ اس کی کوتاہی جو تمہارے بارے میں  
کی ہے۔ جب وہ عورت اٹا گوند چکی۔ تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے۔ تنور کو روشن کرو۔ آپ  
نے تنور روشن کرنا شروع کیا۔ جب وہ روشن ہو گیا تو اس کے شعلے حضرت کے چہرے کی طرف پکٹنے  
لگے۔ حضرت نے دل میں کہا اے علی یہ مزہ چکھ۔ یہ اس کا بدلہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو میوٹوں اور  
یتیموں کو یاد نہ رکھے۔

ایک بار عورت نے حضرت کو دیکھا۔ جو آپ کو جانتی تھی وہ کہنے لگی اے عورت تیرے لئے  
ہاکت ہو۔ یہ تو امیر المومنین ہیں۔ وہ عورت حضرت امیر کی خدمت میں رو کر عرض کرنے لگی۔ اے  
امیر المومنین! میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ اے اللہ کی باندی میں خود  
تم سے شرمندہ ہوں۔ میں نے تیرے بارے میں کوتاہی سے کام لیا۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ہمت اور عجب

ابو جارود ابو جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت اولیٰک  
یسارعون فی الخیرات یہ وہ لوگ ہیں جو نیکیوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی  
شان میں نازل ہوئی ہے۔ نیکی میں آپ سے کسی ایک سبقت نہیں کی۔

ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ جب امیر المومنین اپنا مراقبہ جس جھکائے ہوتے تھے۔ تو آپ کے  
عجب کی وجہ سے ہم کلام کا آغاز کرنے سے ڈرتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام سے کسی شخص نے نہ پوچھا۔



کہ آپ اپنے ہم جہاد رول پر کیسے غالب آجاتے ہیں آپ نے فرمایا ان کے دلوں میں میری ہیبت جاگزیں ہوتی ہے۔

نطنزی نے خصائص میں سفیان بن عیینہ سے وہ شفیق بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب عمر کے ساتھ جا رہا تھا آپ بار بار مڑکے پیچھے دیکھتے جاتے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ کہا تم پر افسوس ہے میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جو خود شیر کے شیر کا فرزند ہے خود بہادر ہے بہادر کا بیٹا ہے۔ تارکیوں کو دور کرنے والا ظالموں اور سرکشوں کے سروں پر تلوار چلانے والا دو تلواروں والا اور صاحب رائے ہے میں نے کہا یہ تو علی بن ابی طالب ہیں۔ کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو مخالفت سے ان کا نام لیتا ہے۔

احد کی جنگ میں رسول اللہ نے ہم سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ جو شخص بھاگ جائے گا۔ وہ گمراہ ہوگا۔ اور جو شخص دشمن کے ہاتھوں قتل ہوگا وہ شہید ہوگا۔ اللہ کے رسول اس کے لئے جنت کا ٹھکانہ ہوگا۔ جب قریقین میں گھسان کاروں نے پڑا تو انہوں نے ہمیں شکست دی یہ شخص (حضرت علیؓ) بالکل اکیلا کفار سے جنگ کر رہا تھا۔ صرف رسول اللہ اور جبریل باقی تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے بھاگنے والے سے کہا تم نے رسول اللہ صلعم سے نہ بھاگنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب بھاگ کر اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ رسول اللہ نے بیت کی ایک مٹی پھینکی اور فرمایا: اے بیت الوجہ خدا کی قسم ہم میں سے کوئی شخص اپنا نہ بچا جس کی آنکھوں میں بیت نہ پڑی ہو ہم بیت سے اپنے چہرے صاف کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے واپس لوٹے۔ اللہ اللہ! اے ابوالحسن! ہمیں معاف کیجئے اللہ آپ کو معاف کرے گا۔ آپ کا یہ بار بار مشرکین پر حملہ کرنا اور ہمارا بھاگ جانا عجیب و غریب چیز ہے۔ عرب کی عادت کے مطابق درگزر فرمائیے۔ جب بھی میں آپ کو اکیلا دیکھتا تھا۔ آپ سے ڈر جاتا تھا۔ (حضرت عمر)

نبی صلعم نے فرمایا جو شخص کسی کو قتل کرے گا۔ مقتول کا لباس قتل کرنے والے کے لئے ہے۔ لیکن حضرت امیر المؤمنینؓ نے کسی ایسے شخص کو بھاگنے والے کا پتھا نہیں کرتے تھے۔ جنگ کے میدان میں جو آپ کے دھڑکے مارے فرما دیتا تھا۔ اس سے ڈک جاتے تھے۔ زخمی سے کوئی تعرض نہیں کرتے تھے۔ جنگ خندق کے موقع پر جب حضرت علیؓ نے عمرو بن عبدود کو پھاڑ دیا تو اس نے کہا پچا کے



یہ میں آپ کی خدمت میں ایک گزارش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری شہرگاہ کو ظاہر کرنا۔ اور میرے پکڑے نہ آتا رہنا۔ فرمایا یہ بات میرے لئے بہت آسان ہے۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں جناب عمرؓ نے عرض کیا آپ نے عمرو بن عبدود کی ذرہ کیوں نہیں اتاری جس کی قیمت تین ہزار درہم تھی اہل عرب میں سے کسی کے پاس ایسی ذرہ نہیں ہے فرمایا مجھے اس بات سے شرم آئی کہ میں اپنے چچا کے بیٹے کو بہن کر دیا۔ جب عمرو بن عبدود کی بہن اپنے بھائی کی لاش پر آئی تو اس نے اسے برتنہ نہ پایا۔ اور اس وجہ سے غم کا اظہار نہ کیا۔ اور کہا میرے بھائی کو کس پریم النفس انسان نے قتل کیا ہے۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا اسے قتل کرنے لوگوں کے میں قتل کروں۔ ان میں سے کسی کے پکڑے نہ آتا رہے جائیں۔ اس سے حضرت کی یہ مراد تھی کہ جن باغیوں کو میں قتل کروں۔ ان کے پکڑے نہ آتا رہے جائیں۔

حضرت سے ایک اعرابی نے سوال کیا۔ آپ نے ایک ہزار دینے کا حکم دیا۔ خاوند نے عرض کیا اس کے دوں یا چاندی کے۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک دونوں ایک پتھر کی حیثیت رکھتے ہیں اعرابی کو دونوں دے دو تاکہ وہ ان سے فائدہ حاصل کرے۔

ابن زبیر نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ میں نے اپنے باپ کے حساب میں دیکھا ہے کہ باپ کے باپ کے باپ پر اسی ہزار درہم واجب اللہ ہوتے۔ فرمایا آپ کے باپ نے پیسہ کہا حضرت نے یہ رقم ادا کر دی۔ — ابن زبیر پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ میں نے حساب میں غلطی کی ہے۔ بلکہ آپ کے والد کے میرے والد پر اسی ہزار درہم بقایا تھے۔ فرمایا میں نے تیرے والد کو معاف کیا اور جو کچھ تو بے گیا۔ تجھے معاف کیا۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا یقین اور صبر

یہ معاویہ ہزبر، اعمش سے وہی سے وہ ابو صالح سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے۔ فما یكذبک بعد بالذین بیعتک کہتا ہے کہ اسے محمدؐ تمہارے بعد علی بن ابی طالب تمہاری تکذیب نہیں کریں گے۔ اور صاحب

امن میں ہوں گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مقامات کثیرہ پر ارشاد فرمایا ہے: میں باب المقام ہوں۔ میں عجز الخصال ہوں۔ میں دابة الارض ہوں۔ میں صاحب اعصاب ہوں۔ میں فاضل قضا ہوں۔ میں نجات کی کشتی ہوں۔ جو اس پر سوار ہوا۔ نجات پا گیا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ غرق ہو گیا۔ (ایضاً) امیر عبد السلام نے فرمایا: میں درخت ندی ہوں۔ حجاب الوری ہوں۔ میں صاحب الدنيا ہوں۔ میں حجة الانبیا ہوں۔ میں زبان مبین ہوں۔ میں حل متین ہوں۔ میں بناو عظیم ہوں۔ جس سے لوگ مذموم سے ہوئے ہیں جس کے متعلق قیامت میں سوال کیا جائے گا۔ اور جس کے بارے میں لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے معبود! تیری عورت تیرے جلال تیرے جلد مکان کی قسم! میں نے کسی دشمن سے خوف نہیں کھایا۔ اور نہ ہی میں نے کسی اپنے دوست کی خوش آمد کی ہنر نعمتوں پر تیرے سوا اور کسی کا شکر ادا نہیں کیا۔

حضرت ایک مناجات میں فرماتے ہیں: اے معبود! میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرا ولی ہوں۔ تو نے مجھے پھن لیا۔ میرا اتقا کیا۔ مجھے بند کیا۔ مجھے مکرم کیا۔ تو نے مجھے اپنے اصفیا کے مقام اور اپنے اولیاء کی خداقت کا وارث گردانا۔ مجھے غنی بنایا۔ اور لوگوں کو دین اور دنیا میں میرا محتاج بنایا۔ مجھے عزت عطا کی۔ اور لوگوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں۔ اپنے نور کو میرے دل میں جاگزیں کیا۔ اپنے سوا اور کسی کا مجھے محتاج نہ بنایا۔ مجھے اپنی نعمتیں عطا کیں۔ اپنی ذات کے سوا اور کسی شخص کا احسان مجھ پر قرار نہ دیا۔ تو نے مجھے اپنے حق کے زندہ رکھنے کے لئے قائم رکھا۔ اپنی مخلوق پر مجھے گواہ بنایا۔ میں تیری رضا مندی اور ناراضگی پر رضا مند اور ناراض ہوتا ہوں۔ میں صرف حق بات کہتا ہوں۔ میں صرف سچ بولتا ہوں۔

امیر علیہ السلام جنگ صفین کے موقع پر کرتا پسنے ہوئے صفوں کے درمیان چل رہے تھے، امام حسن نے عرض کیا کیا یہ جنگ کا لباس ہے؟ فرمایا: اے بیٹا! ان اباک لایبالی ذوق علی الموت او ذوق الموت میں تیرے باپ کو اس بات کی مطلق پروا نہیں ہے وہ خود موت پر جا پڑے یا موت اس پر واقع ہو جائے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اس امت کا بد بخت ترین انسان بات کا منتظر ہے۔ کبھی کبھی کو میرے سر کے خون سے رنگین کرے۔ جب ابن محجم نے اللہ اس پر لعنت کرے۔ حضرت پر اپنی فطرت در رب الکعبہ رب کعبہ کی قسم میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔



اللہ والے ہی موت کی آمد کو کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کتموا صدیقین حضرت کے صبر پر یہ آیت دلائل سے کہتی ہے والصابرین والصادقین والفاستین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار اس آیت کا حضرت کے مقام کے بارے میں نازل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے صابر ہونے پر امت کا اجماع ہو چکا ہے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیس سے لے کر ہٹے ہوئے تک سخت مصائب کا مقابلہ کیا اور رسول اللہ کی وفات کے بعد بھی سخت تکالیف کا سامنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صابرین کی ان اوصاف کے ساتھ تعریف کی ہے والصابرین فی الباس والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا یہ صفت حضرت میں بلاشبہ پائی جاتی ہے۔

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر علی بن ابراہیم میں منقول ہے اور ابان بن عثمان سے بھی روایت ہے کہ جنگ احد کی لڑائی میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ زخم لگے تھے۔

تفسیر قشیری میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور حضرت علی علیہ السلام کے جسم پر سٹھ سے زیادہ زخم موجود تھے۔

ابان کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ اور ام عطیہ کو حکم دیا کہ وہ دونوں جا کر حضرت علی کا علاج معالجہ کریں لیکن دونوں نے عرض کیا کہ ہمیں آپ سے ڈر لگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ حضرت علی کے پاس تشریف لائے اور آپ کی عیادت کرتے تھے۔ اور حضرت علی مجسم ایک پھوڑے کی صورت میں موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اقدس حضرت علی کے جسم مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اس شخص نے یہ تکالیف اور وہ اللہ کی راہ میں برداشت کئے ہیں اور علی علیہ السلام ٹھیک ہو جاتے تھے۔ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ شکوہ اس ذات کا جس کے فضل سے میں نے فراہ نہ کیا اور نہ ہی پیٹھ دکھا کر بھاگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے وہ مقام پر علی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ سنبھری مشکوٰۃ دین سبحان علی اللہ الشاکرین

سید بن جبیر ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے تحت روایت کرتے ہیں۔ افاں مان او قتل القلبی علی اعقابکم ومن منقلب علی عقبیہ فلن یضر اظہ شیاً وسیجری اللہ الشاکرین مگر محمد اپنی موت مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم آٹھ پاؤں پھر جاؤ گے۔ جو شخص اللہ کے پاؤں پھر جائے گا۔ وہ اللہ کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ عنقریب اللہ شکر گزار لوگوں کو بدلہ دیں گے۔

یعنی اے محمد شاکر بن میں سے تیرے صاحب علی بن ابی طالب ہیں۔ اور اپنے پاؤں پر اُلٹے پھر جانے والے وہ لوگ ہیں جو علی کے بارے میں مرتد ہو جائیں گے۔

سفیان ثوری متصور سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ ابن مسعود سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ انی جن یتھم الیوم بہا صبروا آج میں ان کے صبر کا انھیں بدلہ دوں گا۔ یعنی علی بن ابی طالبؑ۔

فاطمہ حسن حسین علیہم السلام نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھوک اور غربت پر صبر کیا۔ ان حضرات نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاطر مصائب پر صبر کیا۔ اور (آج) یہ لوگ فائز المرام ہونے والے ہیں۔

علی بن عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ وتواصوا بالصبر سے مراد علی بن ابی طالب علیہ

السلام ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو حضرت جعفر کی موت کے متعلق آگاہ کیا۔ اور حضرت جعفر نے سرزمین موت پر انتقال فرمایا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون وہ لوگ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی خاطر دوست رکھتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تو مجھے دوست رکھتا ہے تو فقر کی تکلیف کو اختیار کر یا نیک عمل کی چادر کو اوڑھ لے۔

ابو عبیدہ اور قحطیب نے کہا ہے کہ حضرت کے اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال اور تقویٰ کی چادر تیار کر تاکہ اس کے بد سے ہمیں قیامت کے روز فقر کی وجہ سے جنت نصیب ہو۔

دوسرے لوگوں نے کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ دنیا کو ترک کر دے۔ اور اس سے کنارہ کشی اختیار کر فقر پر صبر کر اس مطلب پر امیر المؤمنین علیہ السلام کا یہ قول دلالت کرتا ہے مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں ان لوگوں میں شیعوں والی علامات نہیں دیکھتا۔ عرض کیا گیا۔ اے امیر المؤمنین! شیعوں کی علامات کیا ہیں؟

ایک شخص نے فرمایا۔ بھوک کی وجہ سے تشنگم۔ پیاس کی وجہ سے لنگ کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ روتے

عقلم

سند

ابیت

مت

مقابلہ

ساق

حضرت

احد

تشریف

عہد کریں

پاس

تھے

کالیف

فرمایا۔

ان کے

ساتھ او

مشاکوین

گا۔ وہ



روتے ان کی آنکھیں سو جھ جاتی ہیں۔

مسند ابی یعلیٰ، اعتقاد الاشہنسی اور مجموعہ ابی العلاء ہمدانی میں انس، البربرزہ اور البرافع سے روایت ہے۔ اور کتاب ابانہ میں ابن بطہ تین طریقوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا کہ عرف تشریف لے گئے۔ آپ کا ایک باغ سے گزر ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی! تیرا باغ جو حیرت میں موجود ہوگا۔ وہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سات باغات سے گزر ہوا۔ حضرت علی اسی طرح عرض کرتے جاتے تھے اور رسول اللہ حسب سالتی فرماتے جاتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے گلے لگا لیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور حضرت علی بھی رو پڑے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کو کس چیز نے دولا یا ہے۔ فرمایا میں اس لئے دور ہا ہوں۔ کہ تیرے متعلق لوگوں کے دہل میں کینے موجود ہیں۔ اور میرے بعد اپنے کینوں کو ظاہر کریں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ اس بارے میں کیا طریقہ اختیار کروں۔ آپ نے فرمایا۔ صبر سے کام لینا۔ اگر تم صبر نہ کرو گے تو تکلیف اور سختی میں پڑ جاؤ گے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس بارے میں تو میں اپنے دین کی طاقت خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ اس میں تیرے دین کی زندگی ہوگی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ میں نے کبھی آرام نہیں پایا۔ اس بات پر اللہ کا شکر ہے۔ مجھے خوف بہت کم لاحق ہوا۔ اور میں نے ہر ہمد بہت بڑی کی۔ میں نے مشرکین کو قتل کیا۔ منافقین کو دشمن جانا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اٹھا لیا۔ پھر کیا تھا۔ قیامت کبرے پر پا ہو گئی میں لگاتار مخالف رہنے لگا۔ مجھے اس بات کا ڈر تھا۔ کہ کہیں وہ وقت نہ آجائے۔ جس کا برداشت کرنا میرے اسکان سے باہر ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اس امتحان میں ثابت قدم رہا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر کا انتقال ہو گیا۔ وہ امور صادر ہوئے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں منظور تھے۔ پھر فلاں صاحب (مسند خلافت پر بیٹھے۔ اس کے بعد وہ زمانہ آیا۔ جیسا کہ تم خود دیکھ رہے ہو۔ کہ میں تلوار چلاتے چلاتے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

عمرو بن حوشب سے روایت ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ پہلے امیروں نے لوگوں

پر غم کیا۔ پھر لوگوں نے ایسوں پر ظلم کیا۔

ابو الفتح حنابلہ اپنے اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں ہمیشہ  
مظلوم ہی رہا ہوں۔“

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے اعمال صالحہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات امیر  
المومنین علیہ السلام اور آپ کے شیعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو بے حساب  
اجر ملے گا۔

محمد بن عبد اللہ بن حسن اپنے ابا سے، سدی ابو مالک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔  
کہ امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ  
کہ یہ بھی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سدی۔ ابو صالح اور ابن شہاب ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت بیشتر المومنین  
الذین يعملون الصالحات کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلعم حضرت علیؑ جعفر عقیل حمزہ فاطمہ حسن  
اور حسین کو جنت کی بشارت دیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعمال صالحہ بجالائے ہیں۔ یہ آیت  
اور فاعمل الذین امنوا و عملوا الصالحات سے مراد علیؑ حمزہ اور جبریل بن حارث ہیں۔  
والمعتمدین فی الارض سے مراد عتبہ شیبہ اور ولید ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بازوؤں کی  
مٹھائی کمانی سے ایک ہزار غلام خرید کر کے آزاد کئے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ آپ نے  
اپنے چہرے سے شہاد غلام خرید کر کے آزاد کئے ہیں۔ جن کا شمار ناممکن ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک شخص نے کھجوروں کی گٹھلیوں کا ایک بھٹلا دیکھا اور عرض  
کیا آئے ابو الحسن! یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا ایک لاکھ غلام ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ نے ان گٹھلیوں  
کو بچھا۔ وہ سب کی سب کھجوریں تیار ہو گئیں۔ آپ نے ان کو وقف کر دیا۔ آپ نے خیر وادی



انقری مال کو وقف کر دیا تھا۔ مال ابی نیرو۔ بغیثۃ ارباجاء۔ اینہ۔ رعداء اینہ اور رباعل کے مال موسیٰ کی خاطر وقف کر دیا تھا۔ اور اولاد خاطر کے وہ افراد جو صاحب امانت اور صاحب صلاح تھے ان کی تولیت میں دے دیا تھا۔

آپ نے حجاج کی خاطر ایک چشتی کھدوائے۔ وہ ہمارے اس دن تک باقی اور موجود ہیں۔ آپ نے مکہ اور کونہ کی راہ میں کنوئیں کھدوائے۔ آپ نے حضرت حمزہ کی تربت کے مقابل میں مدینہ میں مسجد فتح کی تعمیر کی۔ ایک مسجد کونہ میں اور دوسری میقات میں تعمیر کرائی۔ جامع بصرہ بھی آپ کی تعمیر کردہ ہے۔ ایک مسجد آبادان میں تعمیر کی۔ اور اس کے علاوہ اور مساجد بھی آپ نے تعمیر کرائیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دن کو روزہ رکھا کرتے اور رات کو ایک ہزار رکعت بجا لاتے تھے۔ مکہ کی سڑک آپ ہی نے تعمیر کرائی تھی۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات سال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال روزے رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس حج ادا کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کفار سے جہاد کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد باغیوں سے جہاد کیا۔ احکام دینی کے فتاوے دیئے۔ (مختلف علوم کی اشاعت کی سنتوں کو زندہ کیا اور بدعتوں کو مٹایا۔

ابو جلی سند میں تحریر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سے میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ غزاتہ تہجد نور ہے اس وقت سے بے کراچ تک میں نے غزاتہ تہجد کبھی نہیں چھوڑی۔ ابن کوانے عرض کیا۔ کیا یہ لیلۃ السحر یہ کہنے؟ فرمایا لیلۃ السحر یہ نہیں ہے۔

اباۃ العکبریٰ میں سلیمان بن مغیرہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ام مہدیہ سے پوچھا کہ ماہ رمضان میں جناب علیؑ کی نماز پڑھنے کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ کہا آپ کے نزدیک ماہ رمضان اور ماہ شوال برابر تھے۔ ساری رات نماز پڑھتے تھے۔

نیشاپوری روضۃ الواعظین میں تحریر کرتے ہیں کہ عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ آپ نے بعض متاخرین سے سنا۔ وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آیت امن هو قانت ایۃ اللیل سا جداً وقائمہا حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وقت مغرب کا تھا۔ آپ نماز میں مشغول تھے اور قرآن بھی پڑھتے تھے اسی حالت میں آپ نے صبح کر دی اس کے بعد آپ نے وضو کی

تجدید فرمائی۔ اور مسجد کی طرف تشریف لے چلے۔ اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ سورج کے طلوع ہونے تک تعقیبات میں مصروف رہے۔ پھر آپ کی خدمت میں لوگ حاضر ہونے لگے۔ آپ ان کے درمیان فیصلہ جات کرنے میں مہتمک ہو گئے۔ اسی حالت میں نماز ظہر کا وقت آگیا۔ آپ نے وضو کی تجدید فرمائی۔ اور اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔ آپ تعقیبات میں بیٹھ گئے۔ اسی حالت میں لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگ کے درمیان فیصلہ کرنے اور قتلے دینے میں مصروف ہو گئے۔ اور سورج غروب ہو گیا۔

تفسیر قمیشی میں مذکور ہے کہ جب نماز کا وقت آجاتا تھا۔ تو حضرت کا چہرہ نق ہو جاتا تھا۔ اور بدن میں تھوڑی سی پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ فرمایا۔ اس امانت کا وقت آگیا جس کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پریش کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ انسان نے کمزور ہونے کے باوجود اس کو اٹھا لیا تھا۔ اب مجھے علم نہیں ہے کہ میں اس امانت کو اچھی طرح اٹھائے ہوئے ہوں یا نہیں۔

عردہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ہم نے آپ میں صالح الاعمال شخص کا ذکر کیا۔ یہ سن کر ابوذر و کعبہ رگا۔ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار علی بن ابی طالب ہیں۔ میں نے آپ کو غمناک اور درد بھر آواز میں کہتے ہوئے سنا۔ معبودا کتنی تکلیف دینے والی مصیبتیں تھیں۔ کہ تو نے ان کو مجھ سے دور کیا۔ میں نے تیری نعمتوں کے ذریعے ان کا مقابلہ کیا۔ کتنے گناہ تھے۔ کہ تو نے ان سے اپنی مہربانی سے مجھ کو بچا لیا۔ اسے معبودا اگرچہ تیری عمر کا کافی حصہ تیری نافرمانی میں گزرا۔ اور اعمال ناموں میں میرے گناہ بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں میں تیری بخشش کے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا۔ اور تیری رضا مندی کے سوا اور کہیں توفیق نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے چند کلمات نماز ادا فرمانے کے بعد دعا گریہ وزاری اور مناجات میں مشغول ہو گئے۔ اور کہا اسے معبودا میں تیری بخشش پر نظر کرتا ہوں۔ تو مجھے میرے گناہ خفیف معلوم ہوتے ہیں۔ اور جب میں تیرے بڑے مواخذہ کو یاد کرتا ہوں۔ اگر میں نے ان کو اعمال نامہ میں پڑھا اور تو ان کا شمار کرنے والا ہے۔ تو تو کہے گا۔ اس شخص کو پکڑو۔ پکڑے جانے والے کے لئے بہت بڑی تباہی ہوگی۔ نہ اس کو اس کا قبیلہ چھڑوا سکے گا۔ اور نہ ہی اس کے خاندان اسے کوئی فائدہ پہنچائے گا۔ اسے شخص پر مصیبتوں کا ہجوم ہوگا۔ آہ خدا امان دے۔ ایسی آگ سے جو تیری آواز گروں کو بھون دے گی۔ آہ خدا محفوظ رکھ اس آگ سے جو چہروں کو بھلس دے گی۔ آہ جس کے لئے تیرا رحمت بھرتے ہوں گے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام اتنے روئے۔ کہ میں آپ سے کسی آواز و حرکت

میں  
کا  
نے  
ی  
سجد  
کی  
ل  
فدا  
م  
تے  
نے  
ماہ  
ن  
ا  
ن  
دکی



کو زند سن سکا میں تے نہال کیا آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی عبادت کا ایک صحیفہ لے کر اس کو تھوڑا سا پڑھ کر پھر اس کو کاپٹتے ہوئے ہاتھوں سے رکھ دیا۔ فرمایا کس شخص میں یہ قدرت ہے کہ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی عبادت کا مقابلہ کر سکے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب سورہ طس میں پانچ آیات نازل ہوئیں۔ امن جعل الادمن قراراً اخ تو حضرت علیؑ اس طرح زمین پر غش کھا کر گر پڑے جس طرح چڑیا غش کھا کر گر جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے لوگوں کے کفر کرنے اور اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں بردباری کرنے سے تعجب ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جسرا قدس پر ہاتھ پھیر دیا۔ اور فرمایا (اے علیؑ) تجھے شدت ہو۔ مومن تجھ سے نفی نہیں رکھے گا۔ اور منافق تجھے دوست نہیں رکھے گا۔ اگر تم نہ ہوتے۔ تو اللہ کا گروہ نہ پیدا جاتا۔

صاحب المجلدۃ۔ امام احمد بن حنبل نے کتاب فضائل میں مجاہد سے۔ صاحب سند الحشرۃ اور ایک اور جماعت نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر بھوک کے آثار ملاحظہ کئے۔ آپ نے چڑا لیا۔ اس کے وسط کو موڑا۔ اس کو اپنی گردن میں داخل کیا۔ اور اس کے درمیان واسے حصے کو مضبوطی سے کھجور کے تنے سے کسا۔ حالانکہ آپ کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی آپ کو معلوم ہوا کہ ایک شخص کو اپنے باغ کے سیراب کرنے کی ضرورت ہے آپ اس کے پاس آئے اور فرمایا۔ کیا تم ایک ڈول کے بدلے ایک کھجور دو گے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے اس کی خاطر کئی ڈول کھینچے۔ آپ نے ڈول کو رکھ دیا۔ اور کھجوریں لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی نیابت اور ولایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو سورہ برات دے کر مکہ میں تبلیغ کی خاطر روانہ فرمایا۔ اور آپ کے ذریعے حضرت ابو بکر کو معزول کر دیا۔ اس بات پر مفسرین اور ناقضین اخبار کا اجماع ہو چکا ہے۔

کئے۔ مندرجہ ذیل حضرات نے اس واقعہ کو خصوصیت کے طور پر بیان کیا ہے۔

۱۔ تاریخ طبری (۲) تاریخ بلاذری (۳) جامع ترمذی (۴) مورخ واقندی (۵) شعبی (۶) سدی (۷) طبری (۸) واحدی (۹) قسطلی (۱۰) فثیری (۱۱) سمعانی (۱۲) احمد بن حنبل (۱۳) ابن بطہ (۱۴) محمد بن اسحاق (۱۵) ابو یعلیٰ موصلی (۱۶) اعمش (۱۷) سماک بن حرب

ذکورہ بالا حضرات عروہ بن زبیر۔ ابو ہریرہ۔ انس۔ ابورافع۔ زید بن نقیع ابن عمر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور حدیث کے الفاظ ابن عباس کے ہیں۔ کہ جب سورہ برات کے نو آیات اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے ادا کرنے کے لئے مکہ میں حضرت ابو بکر کو روانہ فرمایا۔ جبریل آئیں نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان آیات کو جا کر یا تم خود ادا کرو۔ یا وہ شخص ادا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین سے فرمایا، میری ناتو غضبنا پر سوار ہو جاؤ۔ اور حضرت ابو بکر کو جا کر بلایا۔ اور اپنے ہاتھ سے اس سے سورہ برات لے لو۔ جب حضرت علی نے اس سے سورہ برات کو لے لیا تو حضرت ابو بکر نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حزرع و فزع شروع کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے اس امر میں مجھے اعزاز بخشا تھا جس سے گدہ نہیں بندہ ہو گئیں تھیں۔ جب میں اس امر کی انجام دہی کے لئے خانہ مولاہ تو آپ نے مجھے واپس بلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے میرے پاس جبریل آئیں نازل ہوئے۔ اللہ فرمایا ان آیات کو یا تو تم جا کر ادا کر سکتے ہو۔ یا پھر وہ شخص جو تم میں سے ہو چونکہ علی مجھ سے ہیں اور ان کو میری طرف سے علی ہی ادا کر سکتے ہیں۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ خطیب ہیں اور میں (جو ان آدمی ہوں) فرمایا۔ ان آیات کی تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ یا تم خطیب بن جاؤ۔ عرض کیا اگر یہی بات ہے تو میں جاتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول۔ فرمایا۔ جاؤ۔ اللہ کی زبان کو ثابت اور تیرے دل کو ہدایت دے گا۔

ابو جعفر حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام مکہ میں تھے تو لوگوں کے درمیان خطبہ دیا۔ تلوار کو نیلام سے نکالا اور فرمایا۔ کوئی شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے اور کوئی مشرک حج ادا نہ کرے۔ جس کے لئے کوئی مدت مقرر ہے۔ وہ اس مدت تک اس شخص کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ اس کے لئے آج سے چار ماہ مدت مقرر ہے۔



مسند موصیٰ میں یہ عبارت زیادہ ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جنت میں صرف مومن ہوں گے۔ ہوگا یہ ایسا حکم ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حکم دیا تھا۔ کہ میرے گھر کو طواف کرنے کی قیام کرنے والوں۔ رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ندا کرنے کا حکم دیا تھا۔

### واذن فی الناس بالحق

اور دل (حضرت علی علیہ السلام) کو آخر میں ندا کرنے کا حکم دیا۔ واذن من اللہ ورسولہ۔ صدی ابو مالک۔ ابن عباس اور حضرت امام زین العابدین علیہ نے فرمایا۔ اذان سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ آپ نے مشرکین کے درمیان غزویٰ معنی۔

تفسیر تیشی میں مذکور ہے۔ کہ ایک مشرک نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ اگر چاہوں کہ تم سے کبھی کوئی شخص رسول اللہ سے بعض امور میں مناچہ لے گا۔ تو کیا لے سکے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وای احد من المشرکین استحدت فاجعلہ الخ اگر کوئی مشرک سے پناہ طلب کرے تو اس کو پناہ دے دو۔

ایک حدیث میں حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ خداش عمرو بن عبدود کے بھائی سعید نے کہا۔ کہ میں چار ماہ کی مدت منظور نہیں ہے۔ اور ہم تم سے اور تم سے ان علم سے بڑی ہیں۔ ہمارے درمیان اور تیرے ابن عم کے درمیان تلوار اور نیزہ ہی فیصلہ کرے گا۔ اگر تیرا اور میرا تو آؤ۔ ہمارا مقابلہ کر لو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تیار ہو کر آ جاؤ۔ پھر فرمایا تمہیں علم ہونا چاہیے۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ انکم غیر معجزی اللہ الخ

تفسیر تعلیمی میں منقول ہے کہ مشرکین نے کہا۔ کہ ہم تیرے عہد اور تیرے ابن عم کے عہد سے بیزاری اور کینہ رکھتے ہیں۔ تلوار اور نیزہ کے ذریعے طے پائے گا۔

ایک روایت میں مسابہ ابن صوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ میرے بھائی موسیٰ سے کوہ طور پر رب نے مناجات کی تھی۔ اور آخر کلام میں کہا کہ اسے موسیٰ اس کی قوم قحط کے پاس چلے جاؤ۔ اور تم کسی قسم کا خوف نہ کھاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تو حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کیا ہے۔

الحسين

**طالب**

ہم نے  
وہ  
میں

بسم اللہ  
وہ جو  
نیرے  
ساک

استغفر الله

سے ارشاد

22



خالد چھ ماہ تک بین میں رہا۔ لیکن کسی نے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ آپ نے خالد کو معزول کر دیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ جب آپ یمن میں تشریف لائے تو لوگوں کو نجد کی نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ان کے سامنے پڑھا۔ ایکسری دن میں ہمدان کو قید تمام کا تمام مسلمان ہو گیا۔ یمن والوں نے بھی بیعت اسلام کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور فرمایا ہمدان پر سلام ہو۔

پھر علامہ نے جنگِ صفین کے موقع پر یہ اشعار ارشاد فرمائے جن میں سے ایک شعر

لَقُلْتُ لِهَيْدَرٍ أَنْ ارْخُلُوا بِسَلَامٍ

یہاں پر یوماً کنت بوابِ جنت



اگر میں کسی روز جنت کا دربان بن جاؤں۔ تو قبیلہ ہمدان سے کہوں گا۔ کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت امیر علیہ السلام کی نیابت کا موقعہ وہ تھا۔ کہ جب آپ کوتناضی بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا گیا۔ اس بات کا دوست اور دشمن نے اعتراف کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اسے معبود اس کی مدد کرنا اور فصل خطاب یقین کرنا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس روز کے بعد میں نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہیں کیا۔ اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور ابو یعلیٰ نے بھی اپنی مسند میں تحریر کیا ہے اور ابن بطہ نے ابانہ میں اس حدیث کو چار طریقوں سے بیان کیا ہے حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کا ایک موقعہ وہ تھا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ایک شرعی مہم کی خاطر روانہ کیا تھا۔ اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے مسند اور فضائل میں بیان کیا ہے ابو یعلیٰ نے مسند میں اور ابن بطہ نے ابانہ میں اور زحشری نے فائق میں بیان کیا ہے اور الفاظ وہ ہیں جن کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم ایک خانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں ایسا کون شخص موجود ہے۔ جو مدینہ میں جائے۔ وہاں کی ہر قبر کو ہموار کر دے۔ اور وہاں کی ہر مورتی کو بگاڑ دے۔ اور وہاں کے ہر بت کو توڑ دے

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ کام میں سرانجام دوں گا۔ آپ مدینہ میں تشریف لائے۔ مدینہ والوں پر آپ کی ہدایت طاری ہو گئی اور آپ نے بغیر کسی کی مزاحمت کے سب قبروں کو ہموار۔ مورتیوں کو بگاڑ دیا اور بتوں کو توڑ دیا۔ اس اہم کام سے فارغ ہو کر واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے قبروں کو ہموار کر دیا ہے مورتیوں کو بگاڑ دیا ہے اور بتوں کو توڑ دیا ہے۔

ایک موقعہ نیابت کا وہ بھی تھا۔ جو ۳۴ اوٹوں سے زائد تھے۔ انھیں حضرت علی علیہ السلام نے نحر کیا۔ اسمعیل بخاری، ابو داؤد سجستانی، بلاذری، ابو یعلیٰ موصلی، احمد بن حنبل اور ابوالقاسم اصفہانی نے ترمذی میں جابر اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواوٹوں کی ہدی

قربانی کے لئے دی۔ حضرت علی علیہ السلام مدینہ سے مکہ میں تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ ۳۴ اونٹ وہ نحر کریں۔ اور آپ سے فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر پکائیں آپ نے گوشت کو پکایا۔ دونوں نے مل کر کھایا اور شور باپیا۔

ایک روایت میں مجاہد عبد الرحمن بن ابی یعلیٰ سے ہے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اونٹوں کی قربانی کا اہتمام کروں۔ جب میں نے ان تمام اونٹوں کو نحر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چمڑے گوشت اور ہڈی کو بطور صدقہ کے تقسیم کر دیا۔ کافی کہنی میں ابو عبید اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ۶۳ اونٹوں کو نحر کیا اور باتوں کو حضرت علی علیہ السلام نے ذبح کیا۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ یہ جبریل ہیں اس نے مجھے کہا کہ میں حکم دوں کہ جو شخص ہدی کو نہیں لایا۔ وہ احرام کھول دے یہ جو مکہ میں ہدی کو لایا ہوں اس لئے ارادہ کیا ہے اسے پورا کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶۲ یا ۶۴ اونٹ لائے تھے حضرت علی علیہ السلام میں سے ۳۴ یا ۳۶ اونٹ لے کر آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا تمہاری کیا نیت ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول! جو حضور کی نیت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم بھی میری طرح احرام باندھ لو۔ اور قربانی کے اونٹوں میں میرے شریک ہو جائیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے ۶۲ اونٹ نحر کئے اور علی علیہ السلام نے ۳۴ نحر کئے۔

حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کا ایک موقعہ وہ بھی تھا۔ جس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی دی تھی۔ اس واقعہ کو حاکم بن یوسف کتاب معرفۃ علوم الحدیث میں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابو نصر سہل نقیہ نے حدیث بیان کی۔ وہ صالح بن محمد بن حبیب سے ہے وہ علی بن حکم سے ہے وہ شریک سے ہے وہ ابو العتار سے ہے وہ حکم بن عتبہ سے ہے وہ ایزن بن حنین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے دو مینڈھوں کی قربانی دی ایک مینڈھے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی طرف سے قربان کیا۔ اور فرمایا اس بات کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں۔ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرتا رہوں گا۔ اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے انفضائل میں بیان کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کا ایک موقعہ وہ بھی ہے جس میں حضرت علی علیہ السلام نے خالد کے فساد



کی اصلاح کی تھی۔ بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو ایک سریہ کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ خالد نے بلو زہرا سدی کے قبیلے کو لوٹا۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ خالد نے پہلے ان کی مشکیں کسوائیں پھر ان کو تلوار پر لکھ لیا۔ ان میں سے جو بھی قتل ہوا سو دیا جو لوگ قتل ہونے سے بچ گئے تھے۔ وہ امان نامہ لے کر حاضر ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کو لکھ دیا تھا۔ ان تمام لوگوں نے خالد کی شکایت کی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مجھو! میں خالد کے فعل سے بیزار ہوں

بلو مسجد حذری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن مرتبہ فرمایا۔ اے مجھو! میں خالد سے بری الذمہ ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا سامان تو ضائع ہو گیا ہے اور وہ مسلمانوں میں تقسیم ہو گیا ہے لیکن میں تمہیں تمہارے سامان کی مانند اور سامان دیتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام تین اونٹ سامان سے بھرے ہوئے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کو ادا کر دو۔ وہ تمام سامان حضرت علیؑ کے حوالے کیا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کا جو نقصان ہوا ہے اس کی ایک فہرست تیار کر لی جائے پچانوہ فہرست تیار کی گئی۔ فرمایا: یہ سامان ہے جو تمہارے نقصان کی تلافی کرے گا۔ انہوں نے عرض کیا سبحان اللہ یہ سامان تو ہمارے نقصان سے کہیں زیادہ ہے فرمایا اس دوسرے اونٹ کا سامان بھی لے لو۔ تاکہ تم اپنے اہل و عیال اور نوکروں کو لباس پہنا سکو۔ تاکہ تم جس قدر غمگین ہوئے تھے۔ اسی قدر خوش ہو جاؤ۔ اس تیسرے اونٹ کے سامان کو بھی لے لو تاکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہو جاؤ۔

مال کی تقسیم کے بعد حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو تمام کارروائی سے آگاہ کیا۔ کارگزاری کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ہنسے کہ آپ کے دہن آدھ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں تھیں۔ فرمایا (اے علی) جس طرح تو نے ہر ذمہ داری کو ادا کیا ہے اللہ تعالیٰ تیری ذمہ داری کو ادا کرے اسی کے لگ بھگ ہر ذمہ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت علی کو اپنے اہل و عیال میں اپنا جانشین بنایا۔ اور آپ کو حکم دیا کہ آپ کا ہر قرض اور امانت کو ان کے اہل تک پہنچا دیں۔ اور آپ کو اپنے ترضوں کے چکانے کی وصیت فرمائی تھی بخاری ہا ستاد خود عباد سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا قرض کون چکائے گا۔ میرے دعوے کون پورے کرے گا۔ بلو اب شخص میرے سفقہ میں

ہوگا جس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ امور میں سرانجام دہی گا۔

فردوس دیلمی میں ہے کہ سلیمان نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب میرے وعدے پر پورے کریں گے۔ اور میرے قرض کو چکائیں گے۔

امام احمد بن حنبل نے فضائل میں ابن آدم سہول اور حبشی بن جنادہ سہول سے روایت کی ہے کہ بنی صلیم نے فرمایا: علی مجھ سے ہیں اور میں اس سے مولیٰ میں اپنا قرض خود چکاؤں گا یا علی! آنحضرت صلیم کا فرمان ہے کہ علی میرے قرض کو ادا کریں گے اور میرے وعدے پر پورے کریں گے۔ اور آنحضرت صلیم نے فرمایا اے علی! تم میرے قرض کو ادا کرو گے۔ یہ بات بہت سی روایات میں موجود ہے۔

قنادہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے تین سال تک زمانہ حج میں اعلان کیا کہ جس کسی شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرض ہو۔ وہ میرے پاس آئے میں اس کا قرض ادا کر دوں۔

اہل سنت کی روایات میں حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابو بکر کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلیم نے مجھے تین لپ کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت ابو بکر نے کہا: اے علی! ان کو دے دو۔ حضرت ابو بکر نے ان خرموں کو گنا۔ تو ہر لپ میں ساتھ خرے تھے تو حضرت ابو بکر نے کہا کہ رسول اللہ صلیم نے سچ فرمایا تھا۔ میں نے آنحضرت صلیم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اے ابو بکر! میرا اور علی کا ہاتھ عدد میں برابر ہے۔ بنی صلیم کا قرض صرف وعدوں کی شکل میں تھا۔ جس کی تعداد اسی ہزار تھی جس کو حضرت علی علیہ السلام نے ادا کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلیم کا جہاں دینیوی قرضہ ادا کیا۔ وہاں دینی قرض بھی ادا کیا۔ جو سب سے بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلیم پر ایک چیز فرض کی تھی۔ اور کس چیز کے پورا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہتھیایا اور اس کے ادا کرنے کی وصیت حضرت علی کو کی۔ اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے یا ایہا النبی جہاد الکفار والمنافقین اے رسول! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔ رسول اللہ صلیم نے اپنی زندگی میں کفار سے جہاد کیا۔ اور منافقین سے جہاد کرنے کا حکم حضرت علی علیہ السلام کو دیا تھا۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے رسول اللہ صلیم کی وفات کے بعد ناکشیں تواسطین اور منافقین سے جہاد کیا۔ یہ وہ فرض تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول اللہ صلیم پر فرض تھا۔ اور جناب علیؑ نے اس کو رسول اللہ صلیم کی طرف سے ادا کیا۔ حضرت رسول اللہ صلیم نے اپنی وفات کے بعد اپنی عورتوں کی طلاق کا اختیار جناب علی علیہ السلام کے سپرد کیا تھا۔ ابوذر علی مرادی اور صاحب تومہ کے یہ تفسیریں حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلیم نے اپنی عورتوں کی طلاق کا اختیار حضرت



علی علیہ السلام کے سپرد کیا تھا۔

اصبح بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو بی بی عائشہ کے پاس روانہ کیا اور کہا پیچھا کہ واپس لوٹ کر چلی جا۔ ورنہ میں (تیرے متعلق) وہ بات کہوں گا جس کی وجہ سے تیرا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہے گا۔

امام المؤمنین علیہ السلام نے جنگ جمل کے موقع پر جب بی بی عائشہ انٹسٹ سے گر پڑیں تو اپنے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ غلامہ (بی بی عائشہ) کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے کہو کہ امیر المؤمنین علیہ السلام تجھے کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ اور گٹھلی میں شکاف ڈالا ہے تم ابھی ابھی چلی جاؤ ورنہ تیرے پاس ایسی چیز کو بھیجوں گا جس کو تم جانتی ہو۔ جب امیر المؤمنین کا پیغام حضرت امام حسن علیہ السلام نے آپ کو پہنچایا تو آپ اسی وقت کھڑی ہو گئیں۔ اور کہنے لگیں جلدی میری سواری کا انتظام کرو۔ مہابہ کی ایک عورت نے آپ کی خدمت میں عرض کیا (ریکیا) شیخ بنو ہاشم حضرت عباسؓ تمہارے پاس آئے اور تم سے گفتگو کی لیکن آپ نے اس کی کوئی بات نہ مانی۔ وہ ناراض ہو کر تم سے چلے گئے جب ایک رکھ آپ کے پاس آیا تو آپ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ بی بی عائشہ فرماتے لگیں کہ یہ لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو دیکھنا چاہے اسے چاہیے۔ کہ اس لڑکے کو دیکھ لے۔ جس بات کے لئے حضرت علیؓ نے اس کو میرے پاس بھیجا ہے اس کو میں خوب جانتی ہوں۔ وہ عورت عرض کرنے لگی۔ میں آپ کو اس حق کا واسطہ دے کر دریافت کرتی ہوں۔ جو آپ پر رسول اللہ کی طرف سے واجب ہے مجھے مزہ آگاہ فرمائیے کہ علیؓ نے کیوں اس لڑکے کو آپ کے پاس بھیجا ہے۔ بی بی عائشہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کی طلاق کا اختیار علی علیہ السلام کو دے دیا تھا جس عورت کو علی علیہ السلام دنیا میں طلاق دے دیں گے وہ آخرت میں آپ سے الگ ہو جائے گی۔

ایک اور روایت میں بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال فقیہت اپنے اصحاب میں تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمیں بھی ہمارا حصہ دنا چاہیے (نہ ملنے پر) ہم نے زیادہ اصرار کیا حضرت علیؓ نے اس بارے میں ہمیں طماننت کی۔ اور فرمایا۔ تمہیں رسول اللہ کا جھوکنا کافی نہیں ہے ہم نے علیؓ پر هجوم کر دیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ فرمایا اے علیؓ! میں نے تمہیں ان کی طلاق کا اختیار دے دیا ہے انہیں سے جس کو تم طلاق دو گے اس کے لئے وہ طلاق بائنہ ہوگی۔



چونکہ رسول اللہ نے کوئی وقت معین نہیں کیا تھا کہ علی علیہ السلام کو یہ اختیار آپ کی زندگی میں رہے گا یا آپ کی موت کے بعد بھی آپ کو یہ حق حاصل ہوگا۔ لہذا دونوں صورتوں میں جناب علی علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے۔ اور مجھے خوف دامنگیر ہے کہ کہیں جناب علیؑ مجھے طلاق نہ دے دیں۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو جاؤں۔

حضرت امیر علیہ السلام کی نیابت کا ایک واقعہ وہ تھا کہ ثقب ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے بستر پر سلیا اور خود غار میں تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے حرم میں اپنا قائم مقام بنایا۔ آپ نے بھی روز کے بعد آپ کے حرم کو مدینہ میں پہنچایا۔ قریش کے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کرنے اور ان کو شکست دینے میں آپ کو اپنا نائب بنایا اپنے خاص امر اور اپنے راز کی حفاظت میں آپ کو اپنا نائب بنایا جیسا کہ حدیث داریم اور جنگ تبوک کے موقع پر آپ کے اپنا جانشین بنایا۔ فدک کی طرف بھیج کر آپ کو اپنا ولی بنایا۔ بنو زہرہ کی طرف خروج کا آپ کو ولی بنایا۔ جنگ احد میں آپ کے لشکر کا علم جناب علیؑ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا اور جنگوں میں بھی حضرت علیؑ ہی آپ کے لشکر کے علمبردار ہوتے تھے اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔ اپنی وفات کے وقت اپنے غسل کفن اور نماز جنازہ اور دفن کا متول حضرت علیؑ کو بتایا۔

حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم اہل بیت نبوت رسالت اور امامت ہیں۔ ہماری ولادت کے امور و ایام بجا نہیں لائیں۔ امامت کی ولادت۔ نفیض غسل اور دفن کے امور کو اس جیسا امام سرانجام دیتا ہے علیؑ کی ولادت کے امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے لوازم حضرت علیؑ علیہ السلام بجالائے حسن اور حسینؑ کی ولادت کے فراموش امیر المؤمنینؑ نے طے کئے۔ حسن اور حسینؑ نے امیر المؤمنینؑ کی وفات کے لوازم سرانجام دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے امور کے متعلق علیؑ علیہ السلام کو وصیت کی جس کا بیان عنقریب انشاء اللہ آئے گا۔

فتح مکہ کے روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو ایک انعام عظیم میں اپنا نائب بنایا۔ حضرت علیؑ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں پر سوار ہو گئے کعبہ کی سطح کو پکڑ کر اس پر چڑھ گئے۔ آپ بتوں کو ہر طرف سے توڑتے تھے جس سے خانہ کعبہ کی دیواریں لرز گئیں۔ آپ بت کو اس قدر روز سے جھکاتے تھے جو گر کر ٹوٹ جاتا تھا۔ اس واقعہ کو احمد بن حنبل۔ ابو نعیم موصی۔ ابو یوسف خطیب نے تاریخ محمد بن سعد و غیر انی نے فضائل میں اور خطیب خوارزمی نے اربعین میں ابو عبد اللہ نظرنی نے خصائص میں



امام رضا علیہ السلام کے قلام الواعظ جامع امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے  
سے ایک حدیث سنی جو اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے بیان فرماتے تھے۔ در فحشاء مکانا  
ہم نے اس کو ایک بلند مقام پر ادخا کیا۔ کہ یہ آیت اس موقع کے متعلق ہے جب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
پشت پر سوار ہو کر بت توڑتے تھے۔

ابو بکر شیریازی نزول القرآن فی شان امیر المؤمنین علیہ السلام میں قناد سے روایت کرتے ہیں۔  
سیدب سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ ہم لوگ مکہ میں  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ اور اس کے گردین سوسائٹت رکھے ہوئے تھے رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹے کا حکم دیا۔ وہ تمام کے تمام منہ کے بل گرا دیے گئے کعبہ کی چیت پر ایک بڑا  
ہوا تھا جس کا نام ہبل تھا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اے علی! تم مجھ پر سوار ہو جاؤ  
تم پر سوار ہو کر اس ہبل بت کو کعبہ کی چیت سے گرا دوں یا حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول  
مجھ پر سوار ہو جائیں، جب رسول اللہ میری پشت پر سوار ہوئے۔ تو رسالت کے بوجھ کی وجہ سے میں آپ  
نہ اٹھا سکا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے کندھے پر سوار ہونا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
پڑے آپ اتر آئے اپنی پشت میرے لئے سجھا دی میں سوار ہو گیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دلنے  
شکاف ڈالا۔ اور روح کو پیدا کیا (میں اس قدر بلند ہوا) اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو اپنے ہاتھ سے  
چھو سکتا تھا۔ میں نے ہبل کو کعبہ کی چیت سے نیچے ٹپک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بیات نازل کی کہ  
جار الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا۔

امام احمد بن حنبل اور ابو بکر خطیب نے قنادی کتاب میں نعیم بن حکیم مدائنی سے روایت کی ہے کہ  
مجھے ابو مریم نے علی بن ابی طالب کے حوالے سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ  
اندوارہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ میں کعبہ کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
شمالوں پر سوار ہو گئے فرمایا مجھے بت کی طرف اٹھاؤ میں نے آپ کو اٹھایا۔ جب میری کمزوری محسوس  
تو فرمایا۔ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا میں نے آپ کو اپنے سے اتار دیا۔ رسول میری خاطر بیٹھ گئے۔ فرمایا اے  
سوار ہو جاؤ میں آپ کے شانے پر سوار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے مجھے محسوس ہوا کہ  
جاہوں تو آسمان کو چھو سکتا ہوں۔ میں کعبہ کی چیت پر چڑھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے۔



نئے قریش کے بڑے بت کو نیچے پھینک دیا۔ جوتا بے کا بنا ہوا تھا۔ اور لوہے کی میخوں سے بڑا ہوا تھا۔ جو زمین تک پہنچی ہوئیں تھیں۔

نبی کی روایت میں ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ مجھے خیال ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق کو چھو سکتا ہوں۔۔۔ مجھے ابوالحسن علی بن احمد عاصمی اسمعیل بن احمد واعظ سے وہ ابو بکر بہتلی سے وہ ابو مریم سے وہ امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مجھے اٹھا لو تاکہ میں بتوں کو کعبہ کی چھت سے گرا دوں۔ میں آپ کو نہ اٹھا سکا۔ آپ نے مجھے اٹھایا۔ اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو چھو سکتا تھا۔ ایک حدیث میں یوں ہے کہ خدا کی قسم اگر میں چاہتا تو آسمان کو اپنے ہاتھ سے چھو سکتا تھا۔

نامی ابو عمرو عثمان بن احمد اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو جو بت خانہ کعبہ کی چھت پر ہیں ان کو توڑ دو۔۔۔ انہوں نے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے بنی سلمہ نے علی علیہ السلام سے فرمایا میرے شانے پر چار ہوجا تاکہ میں تم کو بند کروں آپ کو اتنا بند کیا کہ کعبہ کی چھت پر پہنچا دیا آپ نے ایک بت کو توڑنے کا بنا ہوا تھا پکڑ کر نیچے زمین پر پٹک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز بلند کی۔ آپ نیچے اتر آؤ کعبہ کی چھت سے جست لگائی۔ آپ ایسے نیچے تشریف لائے گویا کہ آپ کو دو پر لگے ہوئے تھے حضرت کہتے تھے کہ میری ہمیشہ یہ آواز دہری کہ کاش کہ میں بتوں کو گراتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بتوں کو گراتا تھا۔ وہ ان کو اکھاڑ کر نہیں پھینک سکتا۔ جب حضرت ابو بکر خلیفہ بنے تو آپ منبر رسول کی سیڑھی چھوڑ کر نیچے بیٹھے۔ جب حضرت عمر بیٹھے تو اس نے ایک سیڑھی اور چھوڑ دی۔ اور جب حضرت عثمان بیٹھے تو اس نے منبر رسول کی ایک سیڑھی اور چھوڑ دی۔ جب حضرت علی علیہ السلام مسند خلافت پر بیٹھے تو آپ اس جگہ پر تشریف فرما ہوئے جہاں رسول خدا تشریف فرما ہوا کرتے تھے لوگوں کو بلانے کی جگہ پر شروع کر دیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیا چیز میگوئیاں ہیں جو میں سن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس جگہ جلوہ افروز ہیں۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو فراتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میری جگہ پر بیٹھے اور مجھ پر عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں گرا دے گا۔ خدا کی قسم! میں آپ کے عمل پر عمل کرتا ہوں۔ اور آپ کے فرمان کی پیروی کرتا ہوں۔

نے حضرت  
انا علیا  
معلم کی  
وہ ابن  
رسول  
رسول اللہ  
راست لکھا  
جاؤ یہاں  
سول آپ  
س آپ کو  
مذہب  
دلے ہیں  
سے ضرور  
ن ذوق  
ہے کہ  
کم کعبہ کے  
صلی اللہ علیہ وسلم  
کی  
نے علی  
ہوا کہ میں  
ہے۔



کرتا ہوں آپ کے حکم کے مطابق حکم کرتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میں آپ کی جگہ پر بیٹھا ہوں پھر آپ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

”اے لوگو! میں اپنے بھائی ابراہیم بن عم کے مقام پر بیٹھا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنے چچ سے آگاہ کیا۔ جو باتیں مجھ سے صادر ہوئیں ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے۔ گویا کہ آپ نے فرمایا کہ میں وہ شخص ہوں جس نے اپنے قدم کو ہر نبوت پر رکھا۔ یہ منبر تو صرف لکڑیوں کا ہے۔ میں محمد سے ہوں اور محمد مجھ سے ہیں۔“

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے خطبہ افتخاری میں فرمایا۔ میں وہ ہوں جس نے بتوں کو توڑا۔ میں وہ ہوں جس نے جھنڈوں کو بند کیا۔ میں اسلام کی بنیادوں۔ ابن نبیاء نے کہا آپ کی وجہ سے اسلام کی رسیاں مضبوط ہوئیں۔ آپ کی وجہ سے لوگوں کے بت برباد کئے گئے۔ ایمان آپ کی وجہ سے پیدا اور باقی ہے۔ حملہ کرنے کے لئے آپ کی تلاش میں ہے۔ مقام ابراہیم کو ہر چھر پر شرف حاصل ہے کیوں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدم رکھا تھا۔ اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا قدم دشمنوں کے سروں سے زیادہ بزرگ والا ہے۔ کیوں کہ علی کا قدم فناء نبوت ہے۔ غالیہ اور مشبہ زرقوں نے اس سے زیادہ بات بیان کی ہے۔ ان کا ایک شعر بیان کرتا ہے ہونو اس نے کہا۔

قیل فی تل فی علی المرتضیٰ  
قلت لا یسلخ تسوی رجلاً  
کلمات تطفو ناراً موقدہ  
صار فدا الجہل الی ان عیدہ  
وعلی واضعاً رجلاً  
بسکان ومنع اللہ یدہ

حدیث ارتقا اور حدیث مزاج برابر ہیں یہ دونوں واقعات دونوں معجزات سے مختلف واقعات میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ یہ دونوں واقعات دو دفعہ وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ مستند ابولحسن میں ابو مریم سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند رات کو چلا سکتا کہ ہم لوگ خانہ کعبہ میں پہنچے۔ مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شانہ پر سوار ہو گئے۔ میں آپ کو لے کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری مکروری محسوس کی۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے۔ میری خاطر بیٹھ گئے۔ فرمایا میرے شانہ پر سوار ہوں۔

کرتا ہوں آپ کے حکم کے مطابق حکم کرتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں آپ کی جگہ پر بیٹھا ہوں پھر آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

”اے لوگو! میں اپنے بھائی اور اپنے بن عم کے مقام پر بیٹھا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنے عہد سے آگاہ کیا۔ جو باتیں مجھ سے صادر ہوئیں ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے۔ گویا کہ آپ نے فرمایا کہ میں وہ شخص ہوں۔ جس نے اپنے قدم کو ہر نبوت پر رکھا۔ یہ منبر تو صرف کھڑیوں کا ہے۔ میں محمد سے ہوں اور محمد مجھ سے ہیں۔“

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے خطبہ افتخار میں فرمایا۔ میں وہ ہوں جس نے بتوں کو توڑا۔ میں وہ ہوں جس نے جہنموں کو بلند کیا۔ میں اسلام کی بنیادوں۔ ابن نباتہ نے کہا آپ کی وجہ سے اسلام کی رسیاں مضبوط ہوئیں۔ آپ کی وجہ سے لوگوں کے ہمت برباد کئے گئے۔ ایمان آپ کی وجہ سے پھیل گیا اور باقی ہے۔ حمد کرنے کے لئے آپ کی تلاش میں ہے۔ مقام ابراہیم کو ہر چہر پر شرف حاصل ہے کیوں کہ یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدم رکھا تھا۔ اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا قدم دشمنوں کے سروں سے زیادہ بزرگی والا ہے۔ کیوں کہ علی کا قدم شانہ نبوت ہے۔ غالیہ اور مشبہ زتوں نے اس سے زیادہ بات بیان کی ہے۔ ان کا ایک شعر بیان کرتا ہے ابو اس نے کہا ہے

قیل فی قل فی علی المرتضیٰ	کلمات تطفؤ ناراً موقدہ
قلت لا یبلغ تسوی رجلاً	صار ذوالجہل الی ان عہدہ
وعلی واضعاً رجلاً	بسکان وضع اللہ یدہ

حدیث ارتقا اور حدیث مزاج برابر ہیں یہ دونوں واقعات دونوں معجزات سے عطف اللہ علیہ میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ یہ دونوں واقعات خود فطرہ وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ مسند ابویعلیٰ میں ابو مریم سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو چلا حتیٰ کہ ہم لوگ خانہ کعبہ میں پہنچے، مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شانہ پر سوار ہو گئے میں آپ کو لے کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کمزوری محسوس کی فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خاطر بیٹھ گئے۔ فرمایا میرے شانہ پر سوار ہو گیا۔



جاؤ۔ میں آپ کے شانے پر سوار ہو گیا، آپ مجھے اٹھا کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کی افق کر چھو لوں۔ میں کعبہ کی چھٹ پر چڑھ گیا۔ میں قریش کے ایک بت کے پاس پہنچا جو آدمی کی شکل میں پتھر یا تانبے کا بنا ہوا تھا۔ الی آخر (یہ ایک واقعہ ہے)

اسمعیل بن محمد کوئی نے ایک طویل حدیث ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خوالہ کا ایک بت خانہ کعبہ کی چھت پر موجود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوالحسن! میرے ساتھ چلو۔ تاکہ ہم اس بت کو کعبہ کی چھت سے گرا کر پھینک دیں۔ ہم دونوں رات کے وقت چلے۔ فرمایا اے ابوالحسن! میری پشت پر سوار ہو جاؤ۔ کعبہ کا طبل چالیس گز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلند کیا۔ فرمایا اے علی! اوپر پہنچ گئے ہو۔ عرض کیا قسم ہے اس بات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معوث کیا، اگر میں چاہوں تو آسمان کو چھو سکتا ہوں۔ میں نے بت کو اٹھ کر زمین پر پڑکا۔ وہ زمین پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھر میں نے پھلے کو پکڑ کر اپنے آپ کو زمین پر گرا چاہا۔ جب آپ نے اپنے کو زمین پر گرایا، تو منس پڑے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی! کیوں منس پڑے ہو؟ خدا تم کو منسا تا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس بات سے متعجب ہو کر ہنسا کر میں نے اپنے کو کعبہ کے اوپر گرایا۔ لیکن مجھے نہ کوئی گزند پہنچی اور نہ ہی مجھے کوئی تکلیف لاحق ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالحسن! آپ کو تکلیف کہوں کر پہنچتی۔ یا کسی درد ہیں کیوں مبتلا ہوتے۔ جب محمد نے نہیں بند کیا اور جبرائیل نے نہیں اتارا۔

خوارزمی نے اربعین میں ایک طویل حدیث بیان کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں رات کے وقت پہنچے۔ ہم لوگوں کو یہ خوف تھا کہ کوئی قریشی یا اور آدمی ہم کو نہ دیکھ لے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شانے پر سوار کر کے کعبہ کی چھت پر پہنچایا۔ میں نے کعبہ کی چھت سے بت کو نیچے پھینک دیا۔ وہ گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں کعبہ کی چھت سے کود کر نیچے آ گیا۔ یہ وہ واقعہ ہے۔

یہ تمام باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کو اور لوگوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرب حاصل تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کو زیادہ خصوصیت حاصل تھی۔ آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علیٰ عہد ہیں۔ اور آپ ہی رسول اللہ کی امت پر آپ کے انتقال کے بعد آپ کے وصی ہیں۔ آپ نے مشائخ میں سے کسی شخص کو کسی بات میں اپنا نائب نہیں بنایا تھا۔

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ایسے خصوصیات کے مالک ہیں کہ آپ کسی کی ماتحتی میں نہیں رہتے جب کسی مہم کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ہی لوگوں کے انچارج (انصر) ہوتے تھے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو چھوڑ کر کہیں تشریف لے گئے تو آپ ہی کو ان کا نگران مقرر کیا۔ شیخ اسامہ بن زید اور عمرو بن عامر کی ماتحتی میں روانہ کئے گئے۔

## فصل

### حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا حرم اور ترک ہدانت

تفسیر ثعلبی، قشیری، واحدی، قزوینی، معانی زجاج، مسند موصی اور اسباب النزول میں واحدی سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے عثمان بن طلحہ عبدی نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور کعبے کی چھت پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ بنی مسلم نے اس سے غار کعبہ کی کنجی طلب کی۔ اس نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں کنجی دینے میں دریغ نہ کرتا۔ علی بن ابی طالب چھت پر چڑھ گئے اور اس کے ہاتھ کو مروڑ کر کنجی لے لی۔ دروازے کو کھول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے۔ فوراً کعبہ نماز پڑھی۔ جب باہر نکلے تو عباس نے کنجی حاصل کرنے کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کیت نازل کی۔ ان اللہ یا من کھدان تو دوا الامانات الیٰ اہلہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کنجی عثمان کو واپس کر دی جائے۔ اور اس سے معذرت کی جائے۔

عثمان نے کہا۔ اسے علی پہلے تو آپ سے تکلیف اور اذیت دی۔ اس کے بعد نرمی سے پیش آ رہے ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت تیرے بارے میں نازل کی ہے۔ آپ نے عثمان کے ساتھ آیت مروت فرمائی عثمان ایمان لے آیا بنی مسلم نے کنجی اس کے ہاتھ سے لے لی۔

صاحب نزول کی روایت میں ہے کہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ جب تک دنیا میں کعبہ موجود ہے۔ کعبہ برداری اور مجاہدت اولاد عثمان میں رہیں گی۔ اور یہ دونوں چیزیں آج تک اولاد عثمان کے پاس موجود ہیں۔

صحیحین، تہذیب، سنن، اور اکثر تفاسیر میں یہ واقعہ منقول ہے کہ ابو عمر صیفی بن مشام کی اونٹنی سارہ مکہ سے روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اہلہ کے حاضر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



فیمو عبدالمطلب کو اس کی دیکھ بھال کا حکم دیا۔ ساطب بن ابی بلتعہ نے اُسے دس دینار دیئے کہ تم مکہ والوں کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفود آنے کے متعلق ایک خط لے جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو صیغہ وار میں رکھنا چاہتے تھے تاکہ آپ مکہ والوں کے پاس اچانک پہنچ جائیں۔ اس کے خط کو لے لیا۔ اور مکہ کے بلالوں میں پوشیدہ کر دیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ جبیر بن ابی جہش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو تمام واقعہ سنا گاہ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں اس کے پیچھے حضرت علیؓ، زبیرؓ، مقدادؓ، عمارؓ، عمرؓ، طلحہؓ اور ابو مرثدہؓ کو روانہ کر دیا۔ انہوں نے روضہ راجح پر اسے جا لیا۔ خط کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس نے انکار کر دیا۔ تلاش کے باوجود خط نہ ملا۔ واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؓ نے اس کو روک لیا۔ خدا کی قسم نہ ہم نے کبھی بھٹ بولا ہے۔ اور نہ ہی ہماری بات کی تکذیب کی گئی ہے۔ آپ نے تو ارمیاہ سے نکال کر بلندی اور کہا یہ خط کون کالو۔ ورنہ خدا کی قسم تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ اس نے پسپو ہونے سے خط کو نکال کر پیش کر دیا۔ امیر المومنین نے خط کو لے لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساطب بن ابی بلتعہ کو طلب کیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اس بات پر کس چیز نے بڑائیغٹہ کیا ہے؟ کہا کہ میں مکہ والوں میں ایک غریب آدمی کی حیثیت کے جوازیں رہتا تھا، میں نے اس بات کو پسپہ کیا کہ اس واقعہ کا خط لکھ کر ان کے نزدیک اپنی دوستی پیدا کروں۔ تاکہ وہ میرے اہل و عیال کے محافظ ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا عداوی وعدکم اولیاء تلحقون الیہم المودة

سدی اور مجاہد نے اپنی اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیت لاتخذوا عداوی وعدکم اولیاء تلحقون الیہم المودة کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین مکہ کے پاس خط لکھ کر ہمدردی نہیں نصیحت کر کے میرے اور اپنے دشمن سے دوستی نہ بڑھاؤ۔ جنہوں نے رسول محمد کو مکہ سے نکال دیا تھا۔ اہم کو بھی نکال دیا تھا اسے مسلمانوں ان لوگوں نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو حق کے ساتھ آتی تھی۔ جو رسول اللہ اور کتاب قرآن کے ساتھ کفر کیا تھا۔

امیر المومنین علیہ السلام کا یہ فرمان بہت مشہور ہے۔ میں وہ شخص ہوں جس نے فتنہ کی بیخ و بن کو اکھاڑ کر پھینک دیا ہے اور میرے سوا اس کا خاتمہ کوئی شخص نہیں کر سکتا تھا۔

طبری اور نگاہ نے اپنی تاریخوں میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں کو جمع کیا اور

ہے  
پ  
کی

ان سے پہلے بھاگنے کی ابتداء کعب سے تحریر کریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اس روز سے سن کی ابتدا کی جائے جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ماہ ربیع الاول میں تشریف لائے۔ آپ نے تاریخ لکھنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے ایک ماہ یا دو ماہ پہلے سے تاریخ لکھنا شروع کی۔ حتیٰ کہ سال تمام ہو گیا۔

تاریخی نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی سیاست معجزات کے قائم مقام تھی۔ عثمان کے قتل کے بارے میں حضرت کے اصحاب کے دگر وہ تھے۔ ایک گروہ کا خیال تھا کہ عثمان مظلوم مارے گئے ہیں۔ یہ لگ عثمان سے تو لڑتے تھے اور اس کے دشمنوں سے تبرک کرتے تھے دوسرا گروہ جمہور اہل خوب مال ثروت اور اہل باس کا تھا۔ جن کا یہ عقیدہ تھا کہ عثمان اپنے احداث کی وجہ سے قتل ہوئے ہیں اور اس کا قتل واجب جانتے تھے۔ ان میں سے بعض اشخاص یہ تھے جو اس کے کفر کے قائل تھے۔ ہر گروہ اس بات کا قائل تھا کہ حضرت اس کے ہمنوا ہیں اور حضرت کو اس بات کا علم تھا کہ اگر ایک گروہ کی مائے کی تائید کی گئی۔ تو دوسرا گروہ آپ سے الگ اور جدا ہو جائے گا۔ آپ اپنے کلام میں ایسے الفاظ استعمال فرماتے تھے جو دونوں کے خیالات کے موافق ہوتے تھے فرمایا کرتے۔ خدا کی قسم عثمان قتل کئے گئے۔ تکلیف کے ساتھ قتل کئے گئے۔ واللہ قتل عثمان قتل دلم تاریخ طبری میں ابو بکر ہندلی سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر کے خلاف اہل ہمدان۔ رے۔ مناوند۔ قوس اور اصفہاں کا اکٹھا ہوا۔ طلحہ نے ایسی ایسی دسی دسی دی۔ عثمان نے کہا شام بین کوفہ اور بصرہ والے ان کا مقابلہ کریں۔ امیر المؤمنین عیسیٰ بن ماریہ نے فرمایا۔ اگر شام والے مقابلہ کے لئے جائیں۔ تو روم والے ان کی اولاد پر چڑھائی کر دیں گے۔ اگر یمن والے مقابلہ کریں۔ تو حبشہ والے ان کی اولاد پر چڑھائی کر دیں گے اور اگر کہ اور مدینہ کے لوگ مقابلہ کے لئے جائیں۔ تو تمام اطراف و اکناف کے عرب ٹوٹ پڑیں گے جن سے نجات حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا۔

جو تم نے عجم کی کثرت اور ان سے اپنے ور کا ذکر کیا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کثرت اور قلت کو پیش نظر رکھ کر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ دین کی امداد کو پیش نظر رکھ کر کرتے تھے اور نہیں جو اس بات کا جو علم ہوا ہے کہ ایرانی مسلمانوں کے خلاف چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل کو تم سے زیادہ بڑھاتا ہے۔ وہ ان کے اس فعل کو گروہ کو ختم کرنے کی قدرت رکھتا



بسم الله الرحمن الرحيم

اعداش  
میتے  
بقا  
عالم

کو اس  
رجائے  
غلام  
دل

سے گئے  
ہیں مجھے  
میں سے  
بصرہ

جگہ پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور اس کو اس بات سے روکا۔ اس نے بندہ آزاد رکھا کما میر سے مل جلنے کی بات نہ کی۔ یہ سب مرتبہ کو دیکھا۔ اور خدا کی قسم مجھے جہاں پوج کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں عقیل کی مشکیں کس کر آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ فرمایا۔ ہمیں اس کے پاس چلنا چاہئے۔

تو بتاؤ کہ یہ شخص ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا۔ کہ آپ نے فلاں شخص کی فلاں چیز سے مخالفت کی ہے، فرمایا ہمارے اچھے بندے اس شخص میں ہماری اتباع کرتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی خیانت کی۔ پھر حضرت کی خدمت میں ایک شخص کا بھڑا لایا۔ فرمایا کھانا تم سے ہٹا لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں اس شخصیت کی خیانت کھانے سے منع کیا ہے۔ جب تک کہ اس کا دشمن اس کے ساتھ کھانا نہ کھا جائے۔

حضرت امیر علیہ السلام کی دعوت سلطنت عہد نے کی سب نے فرمایا تین شرط کے ساتھ تمہاری دعوت منظور ہے۔

۱۔ ہماری خاطر باہر سے کوئی چیز نہ لانا۔ ۲۔ ہماری خاطر گھر میں کوئی جمع نہ کرنا۔ ۳۔ ہماری وجہ سے اپنے اہل و عیال کو تکلیف میں نہ ڈالنا۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں اگر تم نے انہیں چاہیں پھر ان پر عمل کیا تو ان کے ماسوا کی تمہیں ضرورت نہ رہے گی۔ اگر تم نے ان کو چھوڑ دیا۔ تو ان کے سوا اور کوئی چیز تمہیں ناکدہ نہ دے گی۔ عرض کیا اے ابوالحسن وہ کون سی تین باتیں ہیں فرمایا بخواہ آویسی قرسی بخواہ بعیدی اس کے بارے میں حدیث اللہ کو قائم کرنا اور ناراضگی و نزول حالتوں میں اللہ کی کتاب کے ذریعے حکم کرنا۔ سرخ و سیاہ کے بیان انصاف سے تقی کرنا۔ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم آپ نے مختصر کلام میں بڑی تبلیغ نہ دانی۔

زادہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ عبد اللہ بن عمر نے شراب پی حضرت عمر نے اس کو گڑے مارنے کا حکم دیا لیکن کسی کو بھی اسے گڑے مارنے کی اجازت نہ ہوئی۔ حضرت علی نے اس کو چالیس کھٹکے مارے۔

زادہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ



بن عقبہ پر گواہوں نے شراب پینے کی گواہی دی عثمان نے علی علیہ السلام سے کہا کہ آپ میرے امدان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائیے جو یہ کہتے ہیں کہ ولید نے شراب پی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے چالیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

تہذیب الاحکام میں مقبول ہے کہ نجاشی شہزادہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا جس نے ماہ صیام میں شراب پی تھی حضرت نے اسے انسی کوڑے مارے پھر ایک ہاتھ قید رکھا۔ صبح کو ملا کر بیس کوڑے اور رات کو اس نے کہا اسے امیر المؤمنین اسی کوڑے تو شراب پینے کی وجہ سے مارے۔ اور بیس کوڑے کیوں مارے ہیں تو یہ اس لئے کہ تو نے ماہ رمضان میں شراب پینے کی جھڑت کی ہے۔

معاویہ کے علم میں یہ بات آئی کہ نجاشی نے اس کی بُرائی بیان کی ہے اس نے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ امیر المؤمنین کے پاس نجاشی کے شراب پینے کی گواہی دیں۔ شبہات کے بعد اسی پر حضرت امیر علیہ السلام نے مہجادی کر دی۔ ایک جماعت حضرت علیہ السلام کے خلاف ہو گئی جن میں طایق بن عبد اللہ ہندی بھی تھا اس نے عرض کیا اسے امیر المؤمنین ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ ولایت العقل اور معادن العقل کے نزدیک بدکار و نیکوکار تفرقہ باز اور اتحاد رکھنے والے قیصد کرنے میں برابر ہیں۔ آپ نے ہمارے بھائی عارضہ یعنی نجاشی کے بارے میں جو طریقہ اختیار کیا ہے اس سے ہمارے سینوں میں جوش پیدا ہو گیا ہے، آپ نے ہمارے امور کو پرانہ کر دیا ہے آپ نے ہمیں اس راہ پر چلا دیا ہے جس کا انجام کاراگ ہے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اسے بھائی! بنو ہند یہ بات اگرچہ بہت بُری ہے مگر خشوع کرنے والوں کے لئے نہیں ہے۔ وہ بھی تو ایک مسلمان رومی ہے جس نے اللہ کی حرمت کی ہتک کی ہے ہم نے اس کی زکوٰۃ اور تعبیر کی خاطر اس پر حد قائم کی ہے اسے بھائی بنو ہند! جس شخص پر حد قائم ہو جائے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ولا یجس منکم شمنان قوم علی ان لا تعدوا اعداؤا ہوا قرب للتقویٰ۔ طایق کل کر چلا گیا نجاشی اس کے ساتھ تھا، دونوں معاویہ کے پاس پہنچے ایک روایت میں ہے کہ یہ طایق واپس امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

طایق امرواق اور ابی شہاب نہری ایک خبر میں بیان کرتے ہیں کہ سندرجہ ذیل حضرات نے ولید بن عقبہ پر قتلہ خودی کی شہادت دی

۱۔ ابو زبیب اسدی۔ ۲۔ ابو مزاع۔ ۳۔ سعید بن ابی اشقری۔ ۴۔ عبد اللہ بن خنیس ازدی۔ ۵۔

عقربن زید بکری۔

حضرت عثمان نے زبانی تو حد قائم کرنے کا حکم دیا لیکن پوشیدہ طور پر حد قائم کرنے سے منع کر دیا۔  
امیر المومنین نے سمجھا کہ یہ تو حد قائم کرنے کو ٹال رہے ہیں۔ حضرت کھڑے ہو گئے۔ آپ کے ساتھ امام حسن بھی  
تھے۔ جب آپ نے حد قائم کرنا چاہی تو اس نے قرأت کا واسطہ دیا۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے  
ابو وہب! چپ رہو۔ بنو اسرائیل کی ہلاکت کا باعث یہ پتیر تھی۔ کواہنوں نے حدود کو قائم کرنا چھوڑ  
دیا تھا۔ آپ نے اس پر حد جاری کی۔

ایک شخص نے اپنے غلام سے بدکاری کی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے اختیار دیا کہ تین باتوں  
میں سے ایک بات چن لیں۔ تلوار کا قتل۔ دیوار کا اس پر گرایا جانا۔ یا آگ میں جلنا۔ اس نے آگ میں جلنا  
پسند کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام سے دو رکعت نماز پڑھنے کی ہدایت طلب کی۔ جب نماز پڑھ لی تو اپنے  
سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اے موجود! میں نے ایک گناہ کیا۔ اور تیرے دیا کی خدمت میں تائب  
ہو کر آیا۔ میں نے آگ میں جلنا اس لئے پسند کیا ہے تاکہ قیامت کے روز جہنم کی آگ سے نجات پا جاؤں  
حضرت علی علیہ السلام رد پڑے۔ اور وہ لوگ بھی مد پڑے۔ جو آپ کے ارد گرد موجود تھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔ ایک شخص نے کہا۔  
اے امیر المومنین آپ نے حدود میں ایک حد کو محفل کر دیا ہے۔ فرمایا۔ تم پر افسوس ہے جب امام اللہ  
تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو۔ پھر بعد اس کے اور اللہ کے سامنے اپنے گناہ سے توبہ کرے۔ تو اس کا گناہ  
معاف کر دیا جاتا ہے۔

ایک عورت حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ لہو و لعل کیا کہ میرے شوہر نے مجھے پرکاری  
کی ہے۔ اور میری نوکرانی کو حاملہ کر دیا ہے۔ اس شخص نے کہا اس نے یہ نوکرانی مجھے بخش دی تھی۔ حضرت امیر  
علیہ السلام نے فرمایا گواہ لاؤ ورنہ میں تمہیں رجم کروں گا۔ جب عورت نے دیکھا کہ اس کا شوہر رجم سے نہیں  
پتھے گا۔ تو اس نے توبہ کر لیا کہ میں نے نوکرانی اسے بخش دی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے عورت کے کورے  
ماتے لہو اس نوکر کو چھوڑ دیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ذات میں یہ خصوصیات پورے طور پر پائے جاتے تھے۔ اور صحابہ  
میں ایک ایک خصوصیت پائی جاتی تھی۔ جس میں تمام خصوصیات پائے جائیں۔ وہ تمام صحابہ سے افضل ہے



لے قدم نہ توتا ہے جو افضل ہو۔

# باب پنجم

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ان مناقب کے بارے میں جن میں آپ تمام اصحاب سے منفرد ہیں

## فصل

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی میزان کتاب اور حساب غیرہ میں منزلت

ابن وراج ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت و نفع للموازين بالقسط يوم القيامة سے مراد رسول اور ائمہ الی بیت محمد ہیں۔ برابر ہمیں کی روایت میں ہے کہ اس آیت سے انبیاء اور اوصیاء مراد ہیں۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ آیت افا من ثقلت موازينہ سے مراد علی امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ فقہوفی عیشة راحیة وہ پسندیدہ زندگی میں ہوں گے۔ و اما من خفت موازينہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کیا۔ فلمہ ہادیۃ اس کا ٹھکانہ دوزخ کا وہ درجہ ہے جس کا نام ہادیۃ ہے۔ جو شدید ترین درجہ ہے۔

ابو حمزہ ثمالی حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آیت و اما من اوتی کتابہ بیمنہ وہ شخص جس کو اس کا اعمال نامہ واپس ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

تاج بغداد۔ فردوس دینی اور تھانص نقضی اپنے اسناد سے محمد بن شہاب سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنوان صحیفۃ المومن جب علی بن ابی طالب علیہ السلام مومن کے مجتہد کا عنوان علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت ہے محمد بن

## مترجمی نسخہ کیا ہے

ال المتبى ذریعتی وہم الیہ وسیلتی  
نبی کی آل میرا ذریعہ ہیں اور وہ میرا وسیلہ ہیں  
ارجو بان اعطی غدا بید الیمنی صحیفتی

مجھے امید ہے کہ ان کے دہلے سے مجھے قیامت کے روز اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

شیرازی اپنی کتاب میں اور ابو معاویہ مزیہ اعمش سے وہ مسلم نظیر سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم دیں گے کہ سلسلہ قسم کی آگ کو جلایا جائے اور رضوان کو حکم دیں گے کہ آسمانوں بہشتوں کو مزین کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے گھاسے میکائیل پل صراط کو جہنم کے دوش پر کھینچ دو۔ اور جبرائیل کو حکم دے گا کہ اسے جبرائیل ہرش کے تلے یزنان کو نصب کر دو۔ اسے محمد اپنی امت کو آواز دو کہ حساب کے لئے قریب ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ صراط پر سات پل قائم کئے جائیں۔ پہلے کا طویل ستر ہزار فرسخ ہوگا۔ اور پہلے پر ستر ہزار فرشتے قیام فرما ہوں گے۔ وہ اس امت کی ہر عورت اور ہر مرد سے پہلے پل پر علی بن ابی طالب کی ولایت اور آل محمد علیہم السلام کی حب کے واسطے ہیں سوال کریں جس شخص کے اندر اہل بیت کی محبت ہوگی اور وہ صبح جواب دے گا۔ تو پہلی پل سے جو نذریا دینے والی تیز رو بھلی کی طرح عبور کر جائے گا۔ جو شخص اپنے نبی کے اہل بیت سے محبت نہ رکھتا ہوگا۔ تو وہ سر پہلی جہنم کے گرد سے میں گر پڑے گا۔ اگرچہ اس کے نیک اعمال ستر صدیقین کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ سر پہلی پر نماز تیسری پل پر زکوٰۃ چوتھی پل پر روزہ، پانچویں پل پر حج چھٹی پل پر زکوٰۃ اور ساتویں پل پر عدل کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ جو شخص ان چیزوں کو بجالاتا ہوگا۔ وہ تیز رفتار چوندھیا دینے والی بھلی کی طرح عبور کر جائے گا۔ اور چوہاں چیزوں کو بجالائے گا۔ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ اس بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے۔ ووقفوہم انہم مسئولون اسے فرشتوں ان بندوں کو پہلی پل کے پاس ٹھہراؤ۔ ان سے طاہر علی اور نبی اہل بیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اب تم آخرت میں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے جس طرح دنیا میں علی کے خلاف ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بل ہم الیوم مستلمون بلکہ وہ آج کے دن فرما رہے ہیں۔



اقبل بعضهم على بعضهم يتلوا ومون وہ ایک دوسرے کو تلاوت کرتے مول گئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **ان السمع والبصر** کل لعلیت کان عنہ مسئولا کان۔ آنکھ ہر چیز سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے تلاوت کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا۔ کان۔ آنکھ اور دل سے سراسر ہی لوگ ہیں۔ عنقریب ان سے میرے وہی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آپ نے حضرت علی کے متعلق اشارہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ مجھے میرے نبی ہونے کی صورت کی قسم میری تمام اہل بیت کو قیامت کے روز پوچھا جائے گا۔ اور **ان** حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے (کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور اس بار سے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے وقفرهم انهم مسئلون

تفسیر وکیع بن سفیان میں سدی سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ **قوربت** منہم اجمعین تیرے رب کے ہر قسم ان تمام لوگوں سے ضرور سوال کیا جائے گا۔ یعنی امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پھر اس آیت عموماٰ نوا یعملون جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں کے متعلق کہا جائے گا۔ جو اعمال انہوں نے دنیا میں بحال سے ہوں گے۔ اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

حضرت امام ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ **شمر** لقسن یوسف عن النعیم۔ پھر تم سے ضرور اس دن نعیم کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

التنزیہ معانی التفسیر میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نعیم سے مراد ولایت امیر المؤمنین علیہ السلام ہے۔

شعبی اپنی تفسیر میں مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابو القاسم قیسری اپنی تفسیر میں حاکم۔ حافظ سے وہ ابو ہریرہ سے اور ابن بطلان اپنی ابانت میں ابو سعید خدری سے یہ تمام حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز بندے کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہلے گے۔ جب تک اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال نہ کر دیا جائے گا۔

۱۔ اپنی عمر کی اشغال میں تباہ کی۔ (۲) جوانی کو کن مصائب میں مبتلا رکھا۔ (۳) اہل کماں سے لایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور (۴) ہم اہل بیت کی محبت کے رکھنے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

ابو یونس کی اور وہایت طبری میں منقول ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے بعد آیت

عجب کون ہیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: وہ یہ ہیں۔ اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: یہی محبت میرے بعد تب باقی رہے گی۔ جب اس سے محبت کرے گا! منقبۃ الطائریں ہیں ابو نعیم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ کی محبت کی علامت کیا چیز ہے؟ فرمایا: جو شخص اس سے محبت کرے گا۔ آپ نے اپنا دست اقدس حضرت علی کے کندھے پر رکھا فرمایا جس نے اس کو محبوب جانا۔ اس نے ہم لوگوں کو محبوب جانا۔ جس نے اس سے بغض رکھا۔ اس نے ہم سے بغض رکھا۔

ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس وقت کی جس نے مجھے حق کے ساتھ معبود کیا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی بندے کی نیکی قبول نہیں کرے گا۔ جب تک اس سے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے سوال نہ کرے گا۔

صحیفہ الزہد بیت علیہم السلام میں منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ان الیٰنا ایاہم شہدان علیٰنا حسابہم یہ لوگ ہماری طرف نہیں گئے۔ اور ہم ہی ان سے حساب کتاب لیں گے۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے: اذ اکان یوم القیامۃ وکلنا اللہ تعالیٰ بحساب شیعتنا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد کر دے گا۔

محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا کیا مطلب ہے اَوَلٰیئَکَ یَسْئَلُ اللّٰهُ سِیِّئَاتِہُمْ حَسَنَاتِ اللّٰہِ ان کو بُرائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔ فرمایا: گنہگار یومین قیامت کے روز لا یا جلیسے گا۔ اور موقف حساب میں ٹھہرایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے حساب کتاب لے گا۔ اس بات کی لوگوں کو مطلقاً خبر نہیں ہوگی۔ یومین اپنے گناہوں سے اللہ کو آگاہ کرے گا۔ جب اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ لکھنے والے فرشتوں سے کہے گا کہ اس کی بُرائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دو۔ پھر اس بات کا لوگوں میں اظہار کر دو۔ لوگ کہیں گے کہ اس بندے کی ایک بُرائی نہیں تھی بلکہ بے شمار گناہوں میں جگڑا ہوا تھا! پھر اللہ تعالیٰ اس کے چشت میں بنائے کا حکم دے گا۔ ہمارے گنہگار شیعوں کے بارے میں اس آیت کی یہی تاویل ہے۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا: یومیر یلہ المسود



من اخيه وامه راسيه وصا جنتہ ونبیہ قیامت کے روز آدمی اپنے بھائی، باپ بیوی اور اولاد سے  
بھجائے گا۔ وہ مذکورہ اشخاص سے اس لئے بھجائے گا کہ انہوں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی  
ولایت کا انکار نہیں کیا ہوگا۔ جس نے علی علیہ السلام کو دوست رکھا ہوگا۔ وہ نہیں بھجائے گا۔ اور جس نے علی علیہ  
السلام کو دوست رکھا ہوگا۔ اس سے دشمنی نہیں رکھے گا۔ اور علی علیہ السلام سے بغض رکھنے والے سے  
دوستی نہیں رکھے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ دانت اول من یدخل  
الجنة اور تم سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے !

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا تیرا گھر بہشت میں میرے گھر  
کے مقابل میں ہوگا جس طرح کے دو بیانیوں کے گھر ہوتے ہیں۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا تیرا گھر بہشت میں ہوگا جب مجھے لباس  
پہنایا جائے گا۔ اس وقت تجھے بھی لباس پہنایا جائے گا۔ جب مجھے تحفے دیئے جائیں گے اس وقت  
تجھے بھی تحفے دیئے جائیں گے۔

ایمر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا بہشت کے دروازے میں ستر دروازوں سے میرے شیعوں  
اور میرے اہل بیت داخل ہوں گے۔ اور باقی ایک دروازے سے ساری مخلوق داخل ہوگی۔  
ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا میں نے جنت میں علیؑ کے لئے اتنی حویریں  
پکھیں جس قدر درختوں کے پتے ہیں۔ اور علیؑ کے لئے محل دیکھے۔ جو انسانوں کی تعداد کے برابر ہیں۔

## فصل

حضرت علی علیہ السلام کا جواز بہشت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں

محمد بن صباح زعفرانی مزنی سے وہ ثنائی سے وہ مالک بن حمید سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت فلا اقتحم العقبة کے بارے میں فرمایا کہ پہلے مرا پیر ایک گھائی ہوگی۔  
پس کہ چڑھائی ایک ہزار سال اور اترائی ایک ہزار سال کی راہ ہوگی۔ جس کا طول تین ہزار سال کی راہ کا ہوگا۔  
ایک ہزار سال کی راہ میں کانٹے۔ گوکھرو۔ پچھو اور سانپ ہوں گے۔ پہلا شخص میں ہوگا جو اس گھائی کو

ٹے کروں گا۔ اور دوسرے طے کرنے والے علی بن ابی طالب ہوں گے۔ آنحضرت صلعم نے کچھ کلام کے بعد فرمایا  
محمد اور اہل بیت کے سوا کوئی شخص اس کو تکلیف کے بغیر طے نہ کر سکے گا۔

سالم بن عبد اللہ اپنے باپ سے ایک حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے  
بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم وہ گھائی ہیں جس نے اس کو طے کیا اس  
کی گردن دوزخ سے آزاد ہوگی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہم لوگ وہ گھائی ہیں جس نے اس کو طے کر لیا۔  
وہ نجات پا گیا۔ پھر فرمایا: اور تمام لوگ جمید النہار ہیں۔ ہماری اور ہمارے شیعوں کی گردنیں دوزخ  
کی آگ سے آزاد ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نیک ذبیحہ سے مروی امیر المؤمنین علیہ السلام کی  
ولایت ہے۔ کیوں کہ اسی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ تفسیر مقاتل میں عطاء بن عباس سے روایت کرتے  
ہیں کہ آیت یوم لا ینخذی اللہ النسبی اللہ بنی کو رسوا نہیں کرے گا یعنی اللہ محمد کو عذاب نہیں  
دے گا۔ فالذین امنوا معہ یعنی وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ایمان لائے اللہ تعالیٰ علی بن ابی طالب  
فاطمہ حسن حسین حمزہ اور جعفر کو عذاب نہ دے گا۔ نور ہم یسعی علی اور فاطمہ کا پل صراط پر نور  
روشن ہوگا۔ جس کی روشنی دنیاوی نور سے ستر گنا زیادہ ہوگی۔ نور دن کے سامنے اور دایں پہلو سے روشن  
ہوگا۔ یہ حضرات اس نور کی روشنی میں تشریف لے کر چلیں گے۔ اہل بیت محمد اور آل محمد پل صراط کو اکٹھے  
عبور کریں گے۔ اور ان کے عبور کرنے کی رفتار رفات بھلی کی طرح ہوگی۔ پھر ان حضرات کے بعد ایک  
ایسی قوم ہوگی جو ہوا کی مانند پل صراط عبور کرے گی۔ بعض گھوڑے کی دوڑ کی طرح بعض معمولی انسان کی  
رفتار۔ بعض گرتے پڑنے اور بعض سست رفتاری سے عبور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے اس کو کشادہ  
نور گناہگاروں کے لئے اسے ہایک بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یقولون ربنا اتمم لنا نورنا۔  
وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے نور کو ہمارے لئے مکمل فرما۔ تاکہ ہم اس کے وسیع پل صراط  
کو عبور کریں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام سبز زرد کے ہودج میں سوار ہو کر اس کو عبور کریں گے۔ جناب فاطمہ آپ  
کے ساتھ ہوں گی۔ آپ یا قوت سرخ کے پردے میں ہوں گی۔ آپ کے چاندوں طرف حویں ہوں گی۔  
بھلی کی طرح چلتی ہوں گی۔



بن عباس اور انس بنی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: قیامت کے روز دونوں خبر مراد کو نصب کر دیا جائے گا۔ اس کو صرف وہی شخص عبور کر سکے گا جس کے پاس ٹکٹ ہوگی۔ اور اس ٹکٹ پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت تحریر ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ وَتَقْوَاهُمْ اَنْتُمْ

مَسْئُولُونَ

ہمیں ابو شہر آشوب نے اپنے استاد سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا: ہر چیز کا ایک پروانہ رہداری ہوتا ہے۔ پل صراط کا پروانہ راہداری علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔ تاریخ خطیب میں حدیث مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ طاووس سے کہیں کہ میں نے نبی صلعم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ لوگوں کے لئے ٹکٹ ہوگا، فرمایا: ہاں ہوگا۔ عرض کیا یہ کون سا ٹکٹ ہوگا، فرمایا: علی بن ابی طالب کی محبت۔

وکیح کی حدیث میں ہے کہ ابو سعید نے عرض کیا یا رسول اللہ! برات علی کے کیا معنی ہیں، فرمایا: لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰی رِئٰی اللّٰهِ۔

رسول اللہ صلعم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: میری امت صراط کو کس طرح عبور کرے گی۔ یہ سن کر جبرائیل چلے گئے۔ واپس آکر آنحضرت صلعم کو بلایا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ تم صراط کو میرے نور کے ذریعے ٹھکرو گے۔ علی بن ابی طالب پل صراط کو تمہارے نور کے ذریعے عبور کریں گے۔ اور علی کے نور کے ذریعہ تمہاری امت عبور کرے گی۔ تمہاری امت کا نور علی کے نور سے ماخوذ ہوگا۔ اور علی کا نور تمہارے نور سے ہوگا۔ اور تمہارا نور اللہ کے نور سے ہوگا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ صراط وہ جگہ ہے جس کے دائیں رسول اللہ صلعم اور بائیں امیر المؤمنین کھڑے ہوں گے۔ اور دونوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرنت سے ندا آئے گی۔ القیافی جہنم کل کفار عینہم تم دونوں ہر کافر سر کس کر جہنم میں ڈال دو۔

حسن بصری عبد اللہ سے وہ نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: وہ ایک نور کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔ یعنی علیؑ آپ کے سامنے نہر تسنیم جاری ہوگی۔ پل صراط کوئی شخص عبور نہیں کر سکے گا جب تک اس کے پاس حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور آپ کی ولایت کی ولایت کا پروانہ نہ ہوگا۔ آپ جنت کی اوپر والی منزل میں تشریف فرما ہوں گے۔ اپنے دوست

فرمایا۔

س

لیا۔

ذبح

کی

ن کرتے

نہیں

ب

پر نور

ہر روشن

کو آٹھ

ب

ن کی

کو کشادہ

تا۔

ل صراط

طہ آپ

س گی جو

س

س

س

س

س

کو بہشت میں اور اپنے دشمن کو جہنم میں داخل کریں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کا کیا مطلب ہے؛ القیام فی جہنم الخ فرمایا اے علی! جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک قطار میں جمع کرے گا۔ تو اس وقت میں اور تم عرش کی دائیں جانب کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کہے گا۔ اے محمد! اے علی! کھڑے ہو جاؤ جس شخص نے تم دونوں سے بغض رکھا۔ تمہاری مخالفت کی۔ اور تمہاری بات کو جھٹلایا۔ اس کو دوزخ میں ڈال دو۔

حضرت امام رضا علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت میرے اور علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قاضی شریک اور عبد اللہ بن حماد انصاری سے روایت ہے۔ دونوں کا متفق بیان ہے کہ میں عیش کی اس بیماری کے دوران جس میں آپ کی وفات ہو گئی تھی موجود تھا۔ اور آپ کے پاس مندرجہ ذیل حضرت بھی موجود تھے۔ (۱) ابن ابی یعلیٰ (۲) ابن شبرمہ (۳) ابو حنیفہ۔ (ابو حنیفہ نے کہا اے ابو محمد! اللہ سے ڈرو۔ اور اپنی ذات کا بھی خیال رکھو یہ دنیا میں تیرا آخری دن ہے۔ اور آخرت کا پہلا۔ آپ حضرت علی کے بارے میں ایسی احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ اگر تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے۔ تو یہ بات تیرے حق میں بہت مفید ثابت ہوگی۔ عیش نے کہا شہ گونسی حدیث؛ کہا مثلاً عبایۃ الاسدی والی حدیث کہ علی دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ یہ سن کر عیش نے کہا کہ مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ اور میرے پیچھے تیکہ لگا دو۔ مجھے تو یہ حدیث اس شخص نے بیان کی ہے جس کی طرف میں جا رہا ہوں وہ موسیٰ بن ظریف ہیں۔ جو بنو اسد کے امام ہیں۔ وہ عبادہ بن جحش سے روایت کرتے ہیں جو اپنے قبیلے کے سردار ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا۔ انا قسیم النار میں دوزخ کی تقسیم کرنے والا ہوں۔ اقول ہذا لی دعیہ کہوں گا یہ میرا ہے اس کو چھوڑ دو وھذا عدوی خذیہ یہ میرا دشمن ہے اس کو پکڑ لو۔

مجھے ابو متوکل ناجی نے حجاج کی گوزری کے زمانے میں بیان کیا۔ وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مطعم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت کا روز قائم ہو جائے گا۔ تو میں اور علیؑ پھر اٹھ جائیں گے۔ اور کہا جائے گا کہ اس شخص کو جنت میں داخل کر دو جو مجھ پر ایمان لایا۔



اور اہل شخص کو دوزخ میں ڈال دو جس نے میرے ساتھ کفر کیا۔ اور تم دونوں سے بعض رکھا، ایک جگہ اس طرح الفاظ ہیں جس نے تم دونوں سے بعض رکھا اس کو آگ میں اور جس نے تم دونوں سے محبت رکھی اس کو جنت میں داخل کر دو۔

مجھے ابو وائل نے حدیث بیان کی۔ اس سے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو اللہ علی کو حکم دے گا۔ کہ تم جنت اور دوزخ کے درمیان تقسیم کرو۔ تو آپ دوزخ سے فرمائیں گے۔ اس شخص کو پکڑو۔ یہ میرا دشمن ہے۔ اور اس کو چھوڑ دو۔ یہ میرا دوست ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ابو حنیفہ نے اس بات کو سنا۔ تو ہم سر پر رکھ دیا اور کہا اٹھ کر میرے ساتھ چلو۔ ابو محمد (عمش) اس سے بڑی اور بات کیا بیان کریں گے۔ راوی نے کہا عمش نے شام سے پہلے انتقال کیا۔ ابن شیرین فردوس میں روایت کرتے ہیں کہ خدیفہ نے کہا کہ بنی مسلم نے فرمایا۔ علی دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں!

احمد و محسن میں صفوانی ایک طویل حدیث میں اسحاق بن مرہ سے بن جعفر سے وہ اپنے باپ اور دادا سے وہ اپنے ابا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دو فرشتے رضوان اور مالک میرے پاس نازل ہوں گے۔ مالک کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف اور احسان سے مجھے حکم دیا کہ میں دوزخ کی آگ کو جلاؤں میں اس کو جلا دیلے پھر حکم دیا کہ اس کے دروازے بند کر دوں۔ میں نے اس کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کی کنجیاں آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ اے محمد! آپ ان کو بے لیں۔ میں کہوں گا۔ میں نے قبول کیا میرے رب نے مجھ پر احسان کیا۔ اس کے اس احسان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پھر میں وہ کنجیاں علی کے حوالے کر دوں گا۔ پھر رضوان کہے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے احسان اور لطف سے حکم دیا ہے کہ میں جنت کو سجادوں میں لیں۔ اس نے اس کو سجادیا ہے پھر حکم ہوا ہے کہ میں اس کے دروازے بند کر دوں۔ چنانچہ میں نے اس کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کی کنجیاں آپ کے حوالے کر دوں اے محمد! ان کنجیوں کو لے لو۔ میں کہوں گا۔ میں نے قبول کیا۔ یہ میرے رب کا مجھ پر احسان ہے میں اس کے اس احسان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پھر میں ان کنجیوں کو علی کے حوالے کر دوں گا۔ علی جنت پر اس شان سے تشریف لائیں گے کہ آپ کے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہوں گی۔ اور دوزخ کی چابیاں بھی آپ کے ہاتھ میں ہوں گی۔

ت  
ر  
ل  
ل

ل

ل

ل

ل

ل

ل

ل

ل

ل

ل

ل

تہ مخمیری نے خالق میں تحسین کیا ہے کہ علیؑ کے قسیم النار ہونے کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کے دو گروہ ہوں گے۔ ہدایت یافتہ اور گمراہ۔ گویا کہ آپ دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں کہ ایک گروہ دوزخ میں چلا جائے گا۔ اور ایک گروہ آپ کے ساتھ بہشت میں چلا جائے گا۔ (یہ تاویل غلط ہے۔ بلکہ آپ لوگوں کی تقسیم کریں گے۔ گمراہ لوگوں کو جہنم میں ڈالیں گے۔ اور نیکو کاروں کو بہشت میں داخل فرمائیں گے۔) محمد بن سعید نے ایک کتاب تصنیف کی ہے کہ حضرت علیؑ قسیم النار ہیں۔ سید حمیری نے کہا کہ قسیم النار هذا لی فکفی عنہ لایضرر وهذا لی یا نار فخذی الفاجر الاکبر علی دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ فرمائیں گے۔ یہ شخص میرا ہے۔ اس کو چھوڑ دے۔ اور اس کو کوئی قصاص نہ دے۔ اسے دوزخ میں تیرا ہے۔ اس بڑے فاجر کو پکڑ لے۔

فَاكُ قِيمِ النَّارِ مِنْ قِيمِهِ  
خُذْ عِدْدِي دُزْدِي نَاصِرِي  
وہ شخص آگ کی تقسیم کرنے والے ہیں، آپ فرمائیں گے۔ یہ میرا دشمن ہے اس کو پکڑو۔ اور یہ  
میرا دوست ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔

تو کہ علی بن ابی طالب ! صہر المنی المصطفیٰ الطاهر  
وہ علی بن ابی طالب ہیں۔ جو پاکیزہ محمد مصطفیٰ کے داماد ہیں۔  
عوفی نے کہا۔

امامی تقسیم النار مختار اہلہا ولابد للجنة والنار من اهل  
آگ کی تقسیم کرنے والے میرے امام ہیں۔ جنت اور دوزخ کی تقسیم آپ کے اختیار میں ہوگی۔  
بغشوی نے کہا ہے

وكيف تحرقني نار الهجيم اذا | كان القسم لهما مولدي ذا الحسب



مجھے دوزخ کی آگ کیسے جلانے گی۔ جب کہ اس کی تقسیم کرنے والے میرے بزرگ آقا ہوں۔  
وہاں نے کہا ہے

تسیم الجحیم فہذا لہ وهذا لہا باعتبار القسمة  
حضرت علی دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں آپ کا دوست آپ کے حصہ میں چلا جائے گا۔ اور آپ کا  
دشمن دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ نہایت مناسب تقسیم ہوگی۔

یذود عن الحوض أعدائہ نکم من لعین طرید وکم  
آپ اپنے دشمنوں کو حوض سے ہٹائیں گے کتنے لعین وہاں سے بھاگتے جائیں گے۔  
فمن ناکثین ومن قاسطین ومن مارقین ومن مجتوم  
بہت بڑی تعداد ناکثین قاسطین مارقین اور ظالمین کی بھگال جائے گی۔  
وہاں نے کہا ہے

یاسیدی یابن ابی طالب! یاعصمة اعقف والجار  
الحمیرے آقا ابو طالب کے فرزند اے لاچار اور ہمسائے کے پناہ گاہ  
لا تجعلن النار لی مسکنًا یافاسم الجنتہ والنار  
آگ میں میرا ٹھکانا نہ بنانا۔ اے جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے۔  
ایک اور نے کہا ہے

علی حبہ جنتہ قسیم النار والجنتہ  
علی کی محبت دُھال ہے۔ آپ دوزخ اور جنت کی تقسیم کرنے والے ہیں۔  
وصی المصطفیٰ حقًا امام الانس والجنۃ

آپ مصطفیٰ کے برحق وصی ہیں انساؤں اور جنوں کے امام ہیں۔  
عمرو بن شمر نے کہا کہ کلبی اور اعمش جمع ہوئے۔ اور کلبی نے اعمش سے کہا کہ آپ نے علی کے مناقب  
میں کون سی زبردست چیز سنی ہے؟

اعمش نے عبابہ والی حدیث بیان کی کہ حضرت علی علیہ السلام قسیم النار ہیں کلبی نے کہا کہ میرے  
پیش اس سے بھی زیادہ اور بڑی چیز موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو

ایک کتاب دی تھی جس میں اہل جنت اور اہل ہوزخ کے نام تحریر تھے۔

عبدالمہدی بن بشیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت نے ایک طویل حدیث میں معراج کا ذکر کیا پھر فرمایا۔ فادھی الی عیدہ ما ادھی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے بنی مسلم کو ایک کتاب عنایت کی تھی جس میں اصحاب یمن اور اصحاب شمال کے نام تحریر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب یمن کی کتاب کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیا اور اس کو ملاحظہ فرمایا اس میں اہل جنت کے نام تحریر تھے۔ اور ان کے باپ دادا اور قبائل کے نام بھی موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آمین الرسول بما انزل الیہ من ربہ رسول اللہ اس چیز پر ایمان لائے جو ان پر ان کے رب کی جانب سے نازل کی گئی۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ والہو منون کلکم آمن باللہ تمام مومن بھی اللہ کے ساتھ ایمان لائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ ربنا لا تو اخذنا ان نسینا او اخطانا اے محبوبو! اس چیز کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا جس کو ہم بھول جائیں یا غلطی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بات میں نے منظور کر لی ہے۔ بنی مسلم نے کہا۔ ولا تقبلنا ما لا طاقت لنا بہ انہ اسے قبول کرنا ہمارے لیے طاقت نہ ہوگا۔ ان تمام معوضات پر رسول اللہ تعالیٰ کہتا جاتا تھا کہ میں نے ان کو منظور کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس صحیفہ کو لے لیا اور اپنے دائیں ہاتھ مبارک میں تھام لیا اس کے بعد آپ نے اصحاب شمال والے صحیفہ کو کھولا تو اس میں چھ بیویوں کے ناموں کو معدن کے باپ دادا کے ناموں اور قبائل کے ناموں کے ساتھ موجود پایا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیفہ تشریف لائے اہل ان کے پاس دونوں صحیفے موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا۔

صفوانی باسناد خود موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے حضرت بنی مسلم سے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے روز موجود ہوں گا۔ دو فرشتے آئیں گے۔ ایک کا نام رضوان ہوگا۔ دوسرے کا نامک۔ رضوان بلند سی سے کہے گا۔ اے اللہ کے نبی! تم پر سلام ہو میں کہوں گا تم پر سلام ہو۔ اسے پاکیزہ خوشبو بخوبی صورت۔ ہر ان بہرے کے لئے کس مقصد کے لئے آنا ہوا ہے کہے گا۔ میں نام رضوان ہے میں جنت کا خازن ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف سے مجھے حکم دیا ہے کہ میں



کہیں جنت کو سجا دوں میں نے ان کو سجا دیا ہے۔ پھر ارشاد ہوا ہے کہ میں ان کے دروازے سے بند کر دوں  
میں نے ان کے دروازے سے بند کر دیئے ہیں۔ اور میں ان کی کنجیاں سے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں  
اسے احمد ان کنجیوں کو لے لو۔ میں کہوں گا میں نے اپنے رب کی جانب سے اس بات کو قبول کر لیا  
ہے میں اس الغام پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کو میرے بھائی علیؑ کے حوالے کر دو۔ وہ ان کنجیوں کو  
علیؑ کے حوالے کر دے گا۔ لے۔

محمد بن زکریا غلابی کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اور حدیث مختصر ہے۔ کہ رضوان نداۓ گا کہ  
اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں جنناں کی کنجیوں کو محمدؐ کے حوالے کر دوں۔ اور محمدؐ نے مجھے  
حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو علی بن ابی طالب کے حوالے کر دوں۔ دیکھو یہ کنجیاں موجود ہیں ہیں  
ان کو علیؑ کے حوالے کر رہا ہوں۔ تم لوگ اس بات پر گواہ رہنا۔ پھر جہنم کا خازن اُٹھے گا۔ اور ندا  
دے گا کہ اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں جہنم کی کنجیوں کو محمدؐ کے حوالے کر دوں اور محمدؐ  
نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو علیؑ کے حوالے کر دوں۔ دیکھو اس بات کا گواہ رہنا۔ میں وہ  
کنجیاں علیؑ کے حوالے کر رہا ہوں۔ (رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ) تم جنت اور جہنم کی کنجیاں لے  
لو گے۔ اور میرے سامنے لو گے تیرے ال بیت تیرے سامنے لیں گے تیرے شیعہ تیرے  
ال بیت کے سامنے لیں گے حضرت علیؑ کا فرمانا ہے کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہماری  
بادگشت جنت کی طرف ہوگی۔ فرمایا کعبہ کے رب کی قسم ایسا ہی ہوگا۔

محمد قتال نے روضۃ الاعظمین میں نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جنت کے  
دروازے کی زنجیر سونے کی ہے۔ جب زنجیر دروازے کے پٹ پر گرتی ہے تو آواز دیتی ہے اور  
کہتی ہے یا علیؑ!

خصائص نطنزی میں قیس بن ابی حازم سے روایت ہے۔ آپ ابن مسعود سے روایت کرتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی بن ابی طالب حلقۃ معلقۃ باب الجنة من تعلق  
بها دخل الجنة علی جنت کے دروازے کی لٹکی ہوئی زنجیر ہیں جس نے اس کو پکڑ لیا۔ وہ جنت میں  
داخل ہو جائے گا۔

طویل  
عزوجل  
تھے۔  
س  
نے  
ن پران  
ن کل  
ن نا  
مطی کر  
ماقمہ  
وضات  
ن کو لپیٹ  
کو کھولا۔  
موجود  
سماں  
حضرت  
یا ان کرتے  
کا نام  
وں گا  
وہ  
یہ ہے

## فصل

حضرت علی علیہ السلام ساقی کوثر ہیں اور محشر کے روز لوگوں کی سفارش کریں گے

ابن جبیر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوثر کے متعلق پوچھا۔ فرمایا کہ علی کوثر ایک نہر ہے۔ جو اللہ کے عرش کے تلے جاری ہے جس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے۔ شہر سے زیادہ میٹھا ہے۔ مکھن سے زیادہ نرم ہے۔ اس کے سنگریزے موتی۔ زبرد اور مرجان کے برابر ہیں۔ اس کے خس و خاشاک زعفران کے ہیں۔ اس کی مٹی مشک اذفر کی ہے اس کے قواعد عرش کے نیچے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے پہلو پر اپنا دست اقدس مارا۔ اور فرمایا۔ یہ نہر میرے تیرے تیرے دوستوں کے لئے ہے۔

حافظ ابو نعیم باسناد خود عطیہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا مجھے کوثر عطا کیا گیا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے؟ فرمایا کوثر ایک نہر ہے۔ جنت میں جاری ہے جس کا طول اور عرض مشرق اور مغرب کے درمیان والے فاصلے کے برابر ہے جو اس کا ایک دفعہ پانی پی لے گا۔ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور جو اس سے ایک دفعہ نہالے گا۔ وہ کبھی آلود نہیں ہوگا۔ وہ شخص اس کا پانی نہیں پی سکتا جس نے میری ذمہ داری کو توڑ دیا ہوگا۔ میرے اہل بیت کو قتل کیا ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ علی نہر کوثر سے ان لوگوں کو ہٹا دیں گے۔ جو آپ کے شہنشاہ ہوں گے جو شخص ایک دفعہ اس کا پانی پی لے گا۔ وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

طلاق سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے میں شنگاف ڈالا اور روح کو پیدا کیا۔ میں اپنے ان دونوں ہاتھوں سے اپنے دشمنوں کو ہٹاؤں گا۔ جب کہ اپنے دوستوں کو وہاں لاؤں گا۔

احمد نے فضائل میں ابو حریب بن ابی الاسود دؤلی سے اس طرح کی روایت کی ہے۔

ابو رافع کے اخبار میں یہ حدیث پانچ طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی



میں شیعہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے جو سیر و سیراب ہوں گے۔ اور تمہارے دشمن اس حالت میں آئیں گے کہ پیلے ہوں گے۔ اور ان کی گردنیں جھکی ہوئی ہوں گی۔“

تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ سقاہم ربہم شراباً طہوراً ان کا رب ان کو شرابِ طہور پلائے گا لوگوں کے سردار علی بن ابی طالب ہیں۔ اور وہی انہیں شرابِ طہور پلائیں گے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ رب بمعنی سید آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسفؑ کے قصہ میں بیان کرتا ہے۔ ”اذکرتی عند ربک“ مجھے اپنے رب (مالک و سردار) کے پاس یاد کرنا۔

کتب فائق میں منقول ہے کہ بنی صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا: تم میرے حوض سے قیامت کے روز لوگوں کو اس طرح مٹاؤ گے۔ جس طرح ہمدانی کی وجہ سے گردن جھکا ہوا سیا سا اونٹ پانی سے چایا جاتا ہے۔

ابن جبر، شعبہ سے وہ البرجوزا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ فماتنفعکم شفاعۃ الشافعیین تمہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش فائدہ نہیں دے گی۔ پھر کہا کہ سب سے پہلے جو شخص اپنی امت کی قیامت کے روز سفارش کریں گے وہ رسول اللہؐ ہوں گے۔ سب سے پہلے جو شخص اپنے اہل بیت اور اولاد کے بارے میں سفارش کریں گے وہ امیر المؤمنین علیہ السلام ہوں گے۔ روم کے مسلمانوں کے متعلق سب سے پہلے سفارش کرنے والے صہیبؓ ہیں۔ سب سے پہلے مومنین حبشہ کے بارے میں سفارش کرنے والے بلالؓ ہوں گے۔

جران بن اعین سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں کی سفارش کریں گے۔ خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں کی سفارش کریں گے۔ خدا کی قسم۔ ہم اپنے شیعوں کی سفارش کریں گے۔ حتیٰ کہ لوگ کہیں گے کہ ہمارا نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے اور نہ ہی ہمارا کوئی گہرا دوست ہے۔ خود کس وٹلی میں ہے کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سفارش کرنے والی پانچ چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن۔ (۲) رحم۔ (۳) امانت۔ (۴) تمہارا نبی اور (۵) تمہارے نبی کے اہل بیت۔ تفسیر وکیع میں ابن عباس سے روایت ہے: ولسوف یعطیک ربک لتقرض غنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محمدؐ! غنقریب تم قیامت کے بعد

کے  
لے  
شہد  
ہیں  
نیچے  
کے اور  
تین  
جو  
رہے  
میں غلام  
اور  
میں نہیں  
نے  
نہر کوثر  
تم

پختہ تمام اہل بیت کے بارے میں سفارش کرو گے سب کو جنت میں داخل کرو گے۔ اس بارے میں اپنے رب سے راضی ہو جائو گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے: "تسوی کل امۃ جاشئہ" امام نے فرمایا: اس سے مراد نبی صلعم اور علی ہیں۔ دونوں حضرات ایک بلند جگہ پر شریف فرما ہوں گے جس کی وجہ سے تمام مخلوق سے اونچے ہوں گے۔ آنحضرت صلعم پہلے سفارش فرمائیں گے پھر فرمائیں گے۔ اے علی تم سفارش کرو۔ آپ ایک آدمی کی اپنے اہل بیت میں اور دوسرے آدمی کی قید میں سفارش کریں گے اور ایک شخص اپنے عمل کی حیثیت سے دو آدمیوں کی سفارش کرے گا۔ اور یہی مقام محمود ہے۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ: "وینش الذین امنوا ان لہم قدم صدق" مراد نبی صلعم کی شفاعت ہے۔ والذی جاد بالصدق سے مراد علی کی شفاعت ہے۔ اولئکہ ہم الصدیقون سے مراد شفاعت آئمہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے روز سفارش کروں گا میری سفارش منظور کی جائے گی۔ علی سفارش کریں گے۔ آپ کی سفارش منظور ہوگی۔ اور میرے اہل بیت سفارش کریں گے۔ ان کی سفارش بھی منظور کی جائے گی۔

## فصل

### حضرت علی علیہ السلام کی قرابت

محمد بن مفضل موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتا ہے: "الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل کہ اس سے مراد ہم آل محمد علیہم السلام ہے" و زبانی باسناد خود بخوبی سے وجاہت صاحب سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ "وانتوا الذین الذی تساءلون والارحام کہ یہ آیت رسول اللہ کے متعلق نازل ہوئی ہے قیامت کے روز رسول اللہ کے سبب اور نسب کے سوا ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا۔

آیت "اولوالارحام بعضهم اولی ببعض صاحبان رحم بعض سے بعض آدمی ہیں اس کے بارے میں زید بن علی علیہ السلام نے فرمایا: اس آیت سے علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں آپ ہمارے



ہیں اور ذورحم بھی۔

تفسیر جابر بن یزید میں امام علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس ایت میں علی علیہ السلام کی ولایت ثابت ہے علی علیہ السلام غیر کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اولیٰ ہیں۔ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ کے بھائی ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہستیوار۔ سامان بخند شہداء اور آپ کے تمام ترکہ کے وارث ہوئے۔ آنحضرت کے بعد آپ کی کتاب قرآن کے وارث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ثم اذنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا۔ جن کو ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا تھا۔ کتاب سے مراد کل قرآن ہے۔ جو رسول اللہ پر نازل ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے آپ کو کوئی تعلیم نہیں دیتا تھا۔ آپ سے لوگ پوچھا کرتے آپ کو دین کے بارے میں کسی شخص سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اولاد اسمعیل سے اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو۔ کنانہ سے قریش کو۔ قریش سے ہاشم کو چنانچہ جس سلسلہ نسب میں آپ کا تعلق ہے اس سے بڑے بڑے مشائخ کا کوئی تعلق نہیں ہے جیسے حضرت ماں باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں۔ آپ کے زلنے میں آپ کے در بھائی اور آپ کے دونوں بیٹوں کے سوا کوئی ہاشمی نہیں تھا۔ حضرت کا باپ ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم اور ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں۔

آپ کی والدہ کا سلسلہ نسب ۴۳ واسطوں سے محد بن عدنان تک جا کر ملتا ہے۔ ماں کی جہت سے بھی آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ سے جا کر ملتا ہے آپ کے سوا اس بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی اور شریک نہیں ہے۔ رسول اللہ آپ کے ابن عم دو وجوہات سے ہوتے ہیں۔ عبد اللہ اور ابوطالب چونکہ بھائی بھائی ہیں۔ اس لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ابن عم ہیں۔

امانتیں آپ کی ماں کا نسب رسول اللہ سے قریب ہے۔ اس وجہ سے بھی آپ رسول اللہ کے ابن عم ہیں۔ آپ دو وجوہوں سے رسول اللہ کے فرزند ہیں۔ ایک تو یہ کہ رسول اللہ نے آپ کی پرورش کی ہے فاطمہ بنت اسد کا بیان ہے کہ میں بیمار ہو گئی تھی۔ آنحضرت علی کے مز میں اپنی زبان دے دیتے تھے اور اللہ کے حکم سے اس سے دودھ جاری ہو جاتا تھا۔ دوسرے آپ رسول اللہ کے داماد ہیں۔ ولادہ بمنزل فرزند ہوتا ہے۔ جب کسی شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ تو کہا جاتا ہے۔ آپ کو داماد کی مبارک ہو۔

دب  
تہ  
جس  
سے  
لے  
ن  
سے  
ن

آپ کے دونوں فرزند (حسین) حکماً اور شرعاً رسول اللہ کے فرزند ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
 میں حسین کا باپ ہوں اور میں ان سے زیادہ عقل مند ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی فرمایا کرتے۔ محمد بن  
 حنفیہ میرے فرزند ہیں۔ اور حسین رسول اللہ کے فرزند ہیں۔

حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سید الانبیاء ہیں۔ آپ کے داماد سید الوصیین۔ آپ کی زوجہ عاتلین  
 کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کے دونوں فرزند جو انان بہشت کے سردار ہیں۔ آپ کا چچا حضرت حمزہ سید  
 الشہداء ہے آپ کا بھائی جعفر انسانی صورت میں فرشتہ ہے۔ جو پرندوں کے سردار بہشت میں فرشتوں  
 کے ساتھ اڑتے دیکھتے ہیں۔ آپ کے داماد سید عرب اور رسول اللہ کے مددگار ہیں۔ آپ کا دادا  
 مکہ کا رئیس تھا۔ آپ کے باپ کا دادا ہاشم عرب کا سردار تھا۔ آپ کی خوش دامن ام المومنین خدیجہ کبریٰ  
 ہیں۔ آپ سب سے پہلے رسول اللہ پر اسلام لائیں۔ اور نماز پڑھی اور اسلام کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا  
 اور جناب خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل چلی۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں جو سب سے  
 پہلی ہاشمی عورت ہیں جو دو ہاشمیوں میں سے پیدا ہوئیں۔

نہج البلاغہ میں تحریر ہے۔ کہ حضرت سے کسی شخص نے کہا۔ اے ابوطالب کے فرزند آپ تو خلافت  
 کے بارے میں زیادہ حریص ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم تو بعیدی ہونے کے باوجود مجھ سے زیادہ لاپچی  
 ہو۔ میں تو رسول اللہ کے ساتھ اخص اور اقرب ہوں۔ میں نے اپنا حق طلب کیا ہے۔ تم میرے اور حق  
 کے درمیان حائل ہو۔ تم حق کی وجہ سے میرے چہرے کو مارتے ہو۔ جب میں نے اس (اول) کے  
 دروازے کو حجت اور برہان کے ساتھ لوگوں کی موجودگی میں کھٹکھٹایا۔ تو وہ مکا بکا رہ گیا۔ اس کی ہوش  
 گم ہو گئی اور مجھے کوئی جواب نہ دے سکا۔

ثقة راویوں نے رسول اللہ سے بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علی! تم ایسے خصوصیات  
 کے مالک ہو۔ کہ مجھے ان میں سے ایک بھی حاصل نہیں۔

(۱) تیری بیوی فاطمہ ہے میری بیوی کوئی ایسی نہیں۔

(۲) تیرے صلب سے دو ایسے فرزند ہیں میری صلب سے ایسے فرزند پیدا نہیں ہوئے۔

(۳) تیری بیوی کی ماں خدیجہ ہے۔ اور میری ایسی ساس نہیں ہے۔

(۴) تیرا خسرو مجھ ایسا انسان ہے اور مجھے آپ ایسا خسرو نصیب نہیں ہوا۔



۵۔ تیرا نسب میں بھائی جعفر ہے مجھے ایسا بھائی نہیں ملا۔

۱۰۔ تجھے ناظم بنت اسد ہاشمیہ مہاجرہ عیسیٰ ماں ملی ہے۔ اور مجھے ایسی ماں نہیں ملی۔

سلطان۔ ابو ذر اور مقداد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب کے ساتھ فخر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! عرب کا فخر تم ہو۔ تم ابن عم کے لحاظ سے مکرم۔ بھائی کی وجہ سے مکرم۔ ان سب سے علم میں بڑے ہو۔ علم میں بہت زیادہ ہو۔ صلح کے لحاظ سے بڑے ہوئے ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ان سے دل کے لحاظ سے بڑے بہادر ہو۔ ہاتھ کے لحاظ سے بڑے سخی ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ تم میری اُمت میں فضل کے لحاظ سے افضل ہو۔

ابوالحسن مدائنی نے تحریر کیا ہے کہ معاویہ نے حضرت کی طرٹ خط تحریر کیا جس میں لکھا۔ اے ابوالحسن! میرے بے شمار فضائل ہیں۔ میرا باپ جاہلیت میں (عرب کا) سردار تھا۔ اور میں اس وقت اسلام کا بادشاہ ہوں۔ میرے ہاں رسول اللہ کا سمہ دھیانہ ہے میں خال المؤمنین ہوں اور کاتب وحی ہوں۔ جب امیر المؤمنین علیہ السلام نے خطا کو پڑھا تو فرمایا۔ ابوالفضل! (طنز ہے) ہم پر فخر کیا ہے جو منہ جگر خوار حضرت حمزہ کا بیٹا ہے فرمایا۔ اے غلام معاویہ کو خط تحریر کرو۔ اور حضرت نے منہ و جگر ذیل اشعار تحریر کرائے۔

محمد النبی اخی و صہری دھینہ سید الشہداء علی

محمد میرے بھائی اور خسر ہیں۔ سید الشہداء حمزہ میرے چچا ہیں۔

و جعفر الذی یفحی و یسہی ! یطیر مع الملائکۃ ابن عمی

اور جعفر جو صبح و شام (جنت میں) فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں میرے ماں بھائی ہیں

و بنت محمد سکنی و عرسی ! مشروب لحمہا بد می دلحی

محمد کی بیٹی میری زوجہ ہے۔ جس کا خون اور گوشت میرے ساتھ مخلوط ہے۔

و سبطا احمد و الدی منها یخت منکم لہ سہم کسہمی

فاطمہ کے محمد کے دو سبط پیدا ہوئے ہیں جو میرے فرزند ہیں۔ تم میں سے کس شخص کا حصہ محمد سے

ایسا ہے جیسا کہ میرا۔

سبقتکم الی الاسلام طرّاً غلاماً ما بلغت اوان حلی

میں نے تم سب سے پہلے اسلام کی طرف سبقت کی تھی۔ میں ابھی لڑکا تھا اور رشد کے زمانے کو نہیں پہنچا تھا۔ (حضرت نے ظاہری تشیل دی ہے۔ ورنہ حضرت ہاں کی گود میں ہی عاقل اور بالغ تھے)

انا البطل الذی لن تنکحوا لیومہ الکریہۃ ولیومہ مسلمہ  
میں ایسا بہادر ہوں۔ جس کا تم ہرگز ہرگز انکار نہیں کر سکتے۔ خواہ جنگ کا دن ہو۔ خواہ صلح کا۔  
واوجب لی ولایتہ علیکم رسول اللہ یوم غدیر خم  
غیر خم کے روز رسول اللہ نے میری ولایت تم پر واجب کر دی تھی۔

وادمی بی کامتہ لحکمہ ! قہل فیکم قدم کقدمی  
آنحضرت نے میرا حکم ماننے کی اپنی امت میں رصیت کی تھی۔ کیا تم میں سے کسی شخص کا قدم  
میرے قدم کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر تھا ؟

فویل ثم ویل ثم ویل لبحاحد طاعتی من غیر جبرہی  
پس ہلاکت پھر ہلاکت پھر ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو میرے کسی تصور کے بغیر میری  
اطاعت کا انکار کرتا ہے۔

جب معاویہ نے خط کو پڑھا تو کہا اسے غلام اس کو پھاڑ ڈال۔ تاکہ اہل شام اس کو نہ پڑھیں۔  
ورنہ وہ فرزند ابوطالب کی طرف ہو جائیں گے۔  
مدینہ کے لوگ حضرت عمر کے پاس فخر کی باتیں بیان کر رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت امیر علیہ  
السلام نے مندرجہ ذیل اشعار امشاد فرمائے۔

اللہ اکبر منا بنصر نبیہ ۱۱ و بنا اقام دعائہ الاسلام  
اللہ نے اپنے نصرت کی وجہ سے ہمیں مکرم کیا۔ اسلام کے ستون ہمارے ذریعے قائم کئے۔  
و بنا اعز نبیہ و کتابہ واعزنا بالنصر والافتاد  
ہمارے ذریعے اپنے نبی اور اپنی کتاب کو معزز کیا۔ نصرت اور سبقت کی وجہ سے ہمیں عزت دی  
دی۔ و بنا جبریل فی ایساتنا ! بغض اللہ الاسلام والاحکام !  
فرائض اسلام اور احکامات لے کر جبریل ہمارے گھروں میں حاضر ہوتے تھے۔

نحن الخیار من البریۃ کلہا ونظامہا وزمام کل زمام



ہم تمام کائنات سے منتخب کروہ افراد ہیں۔ کائنات کا تقاضا ہم بلکہ دنیا کی ہر مہار (ہمارے) ہاتھ میں ہے

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کی کیفیت

جب فاطمہ بنت اسد کا نکاح حضرت ابوطالب سے ہوا تو حضرت ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد لله رب العالمين رب العرش العظيم والمقام الكريم والمشعر

العظيم الذي اصطفانا اعلاما وسدقة وعرفا وخلعنا دجاجة بهائم

اطهار من الخنا والريب والاذى والجب واقام لنا المشاعر وفضلنا على

العشائر نخب آل ابراهيم وصفوته وزرع اسماعيل في كلام له

پھر کہار میں نے فاطمہ بنت اسد سے شادی کر لی۔ اور حق مہر ادا کر دیا۔ اور صبیغہ عقد کو جاری کیا

اس سے پوچھو اور گواہی دو۔ اس نے کہا میں نے فاطمہ کو تمہاری زوجیت میں دے دیا۔ اور ہم اس بات

پر حاضر ہیں پھر لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔

شیخ اسد قاضی ابو عمرو عثمان بن احمد نے ایک طویل خبر میں بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت اسد نے

مولد صوم کو ایک خرابا کھلتے ہوئے دیکھا جس کی خوشبو ہر خوشبودار چیز مشک اور عنبر سے زیادہ

تھی۔ وہ خرابا اشما یخ بکھور کا تھا جناب فاطمہ نے عرض کیا مجھے بھی اس میں سے عنایت فرمائیے تاکہ

میں بھی اس کو کھاؤں نبی عیدہ السلام نے فرمایا اس وقت تک تیرے لئے اس کا کھانا جائز نہیں ہے

جب تک تم میرے ساتھ اس بات کی گواہی نہ دے دو کہ لا الہ الا اللہ والی رسول اللہ کے

ساتھ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے ان دونوں باتوں کی گواہی

دی۔ آنحضرت صلم نے ایک سو فرمایا آپ نے کھایا اور خواہش اور بڑھ گئی ابوطالب کی خاطر ایک

سوگیا کیا آنحضرت صلم نے فرمایا اس بات کا عہد دو کہ ان کو شہادتین ادا کرنے کے بعد دو گی۔ آپ

نے اس بات کا عہد کیا۔ رات کے وقت حضرت ابوطالب نے ایک ایسی خوشبو سونگھی تھی جس

کا عہد کسی ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی آپ نے واقعہ کا اظہار کر دیا حضرت ابوطالب نے وہ خرابا

طلب کیا۔ آپ نے کہا جب تک کلمہ شہادتین نہیں پڑھو گے اس وقت تک نہیں دوں گی۔ آپ نے کلمہ شہادتین پڑھا۔ لیکن جناب فاطمہ سے فرمایا کہ اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔ تاکہ قریش مجھے طعنہ نہ دیں۔ جناب فاطمہ نے اس بات کا وعدہ کیا۔ آپ نے وہ فرما حضرت ابوطالب کو دے دیا۔ حضرت ابوطالب نے اسی رات اپنی زوجہ فاطمہ بنت اسد سے مقاببت کی۔ حضرت فاطمہ حاملہ ہو گئیں۔ اور آپ کا حسن زیادہ ہو گیا۔ علیؑ ماں سے ماں کے شکم میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ یہ گفتگو کعبہ میں ہوتی تھی ایک دفعہ علیؑ نے جعفر سے گفتگو کی۔ تو جعفر پر غشی طاری ہو گئی۔ جب فاطمہ بنت اسد کعبہ کے اندر داخل ہوئی۔ تو تمام بیت منہ کعبہ کی طرف پڑے آپ نے شکم پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔ اے نور چشم! ابھی تو آپ ماں کے شکم میں ہیں۔ اور بیت تمہیں سجدہ کرتے ہیں۔ جب تم شکم مادر سے دنیا میں تشریف لاؤ گے۔ اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی۔ میں نے اس بات کا ذکر ابوطالب سے کیا۔ فرمایا۔ یہ وہ بات ہے جس کا مجھے اسد نے طائف کی راہ میں ذکر کیا تھا۔

عمر بن خطابؓ اور جابر انصاریؓ کا بیان ہے کہ ایک راہب نے ہاکرنا تھا جس کا نام عسرم بن عیسیٰ تھا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک سو نوے سال کی تھی۔ اور اس دوران میں اللہ تعالیٰ سے حاجب طلب نہیں کی تھی صرف اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا دیا۔ اللہ نے ابوطالب علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا۔ راہب نے آپ کا گہرا رقبہ پوچھا۔ آپ نے آگاہ کیا۔ جب یہ سنا تو ایک کھمک آپ کے سر کو بوسہ دیا۔ اور کہا اللہ کا شکر ہے۔ اس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک کہ مجھے اپنے ولی کی زیارت سے مشرف نہیں کیا۔ پھر فرمایا اے فلاں تجھے بشارت ہو۔ اللہ نے مجھے الہام کیا ہے کہ تم سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو اللہ کا ولی ہوگا۔ جس کا نام علی ہوگا۔ جب آپ اس کا زمانہ پہنچا تو میرا حق کو سلام کہنا۔ ابوطالب نے کہا تمہاری تہمت کی کیا دلیل ہے؟ کہا آپ کیا دلیل چاہتے ہیں؟ کہا اس وقت جنت کا کھانا آجائے۔ صاحب نے دعا کی۔ ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ جنت کے سیب انکو اور انار سے بھرا ہوا اُتار دیا۔ ابوطالب نے ایک دانہ کھایا۔ جو پانی کی صورت میں تبدیل ہوا۔ جس سے جناب فاطمہ بنت اسد حاملہ ہوئیں۔ اور حمل میں علیؑ ہیں۔ زمین کانپ اٹھی۔ کئی دن تک زمین زلزلے سے دوچار رہی۔ نولہے کو دیکھ کر قریش نے بتوں کو کہہ ابوتیس کی چوٹی پر رکھ دیا۔ وہ پتھروں سے ٹکرانے لگے۔ اور انکو ٹرانے لگے۔ قریش کے (بھوٹے) معبود آپس میں چوٹیں کھا کر زمین پر منہ کعبہ کی طرف پڑ گئے۔



حضرت ابو طالب پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور بلند آواز سے پکارتے

”اے لوگو! اللہ تعالیٰ اس ذات کوئی حادثہ لایا ہے اور کوئی نئی مخلوق پیدا کی ہے۔ اگر تم نے اس کی اطاعت نہ کی اور اس کی ولایت کا اقرار نہ کیا اور اس کی امامت کی گواہی نہ دی۔ تو تم جس مصیبت میں گرفتار ہو۔ وہ تم سے دور نہ ہوگی۔ تم اس کی ذات کا اقرار کرو۔“

پھر آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا۔

”اے میرے معبود! اے میرے آقا میں تجھے محمدیہ۔ محمودیہ، علویہ، عالیہ اور فاطمیہ بیضا کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں۔ کہ تو مکہ والوں پر مہربانی اور رحمت کو نازل فرما۔“

جاہلیت کے زمانے میں شدید بد کے وقت عرب والے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے اور الفاظ کی حقیقت کا انہیں علم نہیں تھا۔ کہ یہ کون ذات مقدسہ ہیں۔

جب حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا۔ تو جناب فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے پاس تشریف لائیں۔ اور ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

”اے معبود! میں تجھ پر ایمان لائی ہوں۔ اور تیری طرف سے جو کچھ رسول لائے۔ ان پر ایمان لائی ہوں اور اس مقدس کتب پر ایمان لائی ہوں۔ جو میرے والد کے کلام کے ساتھ مصدق ہیں۔ اور اس حق کا واسطہ دیتی ہوں جس نے اس گھر کو بنایا۔ اور اس بچے کا واسطہ دیتی ہوں جو میرے شکم میں موجود ہے میرے امز ولادت کو آسان کر دے۔“

آپ کا یہ کہنا تھا۔ کہ خانہ کعبہ کا دروازہ کھل گیا۔ آپ اس کے اندر تشریف لے گئیں۔ تو کیا دیکھتی ہیں کہ جیت اللہ شریف کے اندر حویریں۔ جناب مریم۔ جناب آسیہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ وغیرہ موجود ہیں ماہنوں نے زچگی کے فرائض اس طرح انجام دیئے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے وقت پاتہ تکمیل کو پہنچائے گئے تھے۔

جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے تو خدا کے آگے مجید میں گر پڑے۔ اور یہ الفاظ زبان اقدس پر جاری فرمائے

اشھد ان لا اله الا الله واشھد ان محمداً رسول الله میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں واشھد ان علیاً وصی محمد رسول الله میں گواہی دیتا ہوں کہ علی محمد رسول اللہ کے وصی ہیں۔

بسمحمد یغتم اللہ النبوة دلی قسم الوکایہ محمد کے ذریعہ اللہ نے نبوت کو ختم کیا ہے اور میرے ساتھ ولایت کی تکمیل ہوگی۔ وانا امیر المؤمنین اور میں امیر المؤمنین ہوں قسم علی الفساد وصال عن المعالین وانشئت اسماء فبیاتہ آپ نے ان عورتوں پر سلام کیا جو بیت اللہ میں موجود تھیں۔ اور ان کی مزاج پر کسی کی آپ کے نور کی روشنی کی وجہ سے آسمان روشن ہو گیا۔

حضرت ابوطالب یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اسے لوگوں تمہیں بشارت ہو، اللہ کے ولی دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ اللہ ان کے ذریعہ اوصیا کا خاتمہ کرے گا، آپ رب العالمین کے نبی کے وصی ہیں؟

پھر ابوطالب نے حضرت علی علیہ السلام کو اٹھالیا، حضرت علی نے آپ پر سلام کیا، ابوطالب نے عورتوں کو بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت علی علیہ السلام نے ان کی کیفیت سے آپ کو آگاہ کیا، پھر کہ آپ مشرم کے پاس تشریف لے جائیں۔ جو حالات (میری ولادت کے بارے میں ملاحظہ کئے ہیں) ان سے ان کو آگاہ کریں، وہ پہاڑ اکام میں غار کے اندر موجود ہیں۔ جب حضرت ابوطالب غار کے اندر تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر چکے ہیں، اور کفن میں مدفون ہیں، آپ نے غار میں دو پھیلیوں کو دیکھا انہوں نے آپ کو مبارک یا دہی ابوطالب غار کے اندر چلے گئے اور جا کر کہا، سلام علیک یا ولی اللہ! اے اللہ کے ولی تم پر سلام ہو، درجۃ اللہ وبرکاتہ اللہ کی رحمت اور برکتیں تم پر نازل ہوں، اللہ تعالیٰ نے مشرم کو زندہ کر دیا، وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کھڑا ہو گیا، اور کہا، اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبده ورسوله میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، وان علیاً ولی اللہ اور علی اللہ کے ولی ہیں والامام بعدہی اللہ اللہ کے نبی کے بعد امام ہیں۔ ابوطالب نے کہا تمہیں بشارت ہو، حضرت دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ مشرم نے پوچھا کہ علی کی ولادت ہو چکی ہے آپ نے پورے واقعہ سے آپ کو آگاہ کیا، حالات سن کر مشرم روہڑا، پھر سجدہ شکر ادا کیا، انگوٹھ اتار کر مجھے میرے لباس سے لٹا دیا، وہ آپ نے اس کو لبادہ اوڑھا دیا، وہ پہلے کی طرح مردہ ہو گیا۔ حضرت ابوطالب نے وہاں تین روز قیام کیا، دوزخ پھیلیوں نے باہر نکل کر کہا، اے ابوطالب تم پر سلام ہو، اللہ کے ولی کے پاس چلے جاؤ، تم غیر کی نسبت اس کی ٹہنی اور حفاظت کے زیادہ حق دار ہو، ابوطالب نے پوچھا تم دونوں کو اس کا کیا حکم ہے؟ کہا ہم علی کا عمل ہیں، جو قیام قیامت تک اس سے تکلیف کو دور کرتی رہیں گی۔ ہم میں سے ایک



سائقہ کچھ دوسری کا نام قائدہ ہے۔ جو جنت کی طرف لے جانے والیاں ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابو طالب واپس تشریف لے آئے۔

ایک روایت میں شعبہ قتادہ سے وہ انس سے وہ عباس بن عبد المطلب سے روایت کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں حسن بن محبوب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور حدیث مختصر ہے کہ بیت اللہ کا دروازہ پشت کی جانب سے نمود نمود بن گیا۔ اور جناب فاطمہ اندر تشریف لے گئیں۔ پھر شکاف نمود نمود دل گیا۔ اور اب پیوست ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ آپ کعبہ میں تین دن قیام فرماتے ہیں۔ اور جنت کے پھل کھاتی رہیں۔ جب کعبہ سے باہر تشریف لائیں۔ تو علی علیہ السلام نے زمین دن کی عمر میں کہا اے باپ آپ بسم ہو اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ پھر آپ نے کھنگارا اور کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قد اخرج المؤمن بے شک مومن غلام یافتہ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک تیری وجہ سے مومن کامیاب ہو گئے۔ خدا کی قسم آپ مومنین کے امیر ہیں۔ تم ان سے اپنے علم کے ذریعے جس بات میں وہ شک کرتے ہوں گے۔ جگاڑا کرو گے۔ خدا کی قسم آپ ان کے راہنما ہیں۔ خدا کی قسم۔ وہ آپ کی وجہ سے ہدایت پائیں گے۔ رسول اللہ نے اپنی زبان اقدس علی کے منہ میں دے دی جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اس دن کا نام یوم ترویہ رکھا گیا۔

صبح کے وقت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ سلام کیا۔ اور آپ کو دیکھ کر ہنس پڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارے کرتے شروع کئے۔ دگو دیں جانے کے لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو گود میں لے لیا۔ فاطمہ نے کہا ہر بچان لیا ہے سوزہ۔ اس لئے اس دن کا نام سوزہ پڑا۔ تیسرے دن جو دہش ڈالنا تھا۔ حضرت ابو طالب نے لوگوں میں جامع منادی کرا دی اور کہا میرے بیٹے علی کی پیدائش کی خوشی میں ولیمہ کی دعوت میں شامل ہو جاؤ۔ آپ نے تین سو اونٹ اور ایک ہزار گائے اور بکریاں ذبح کیں۔ اور اس سے دعوت ولیمہ کو تیار کیا۔ اور کہا دعوت ولیمہ اس وقت کھانا جب بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کر لو گے۔ انہوں نے سات مرتبہ طواف کیا۔ اور کہا بیت اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ اور میرے بیٹے علی پر سلام کرو۔ لوگوں نے یہ کیا۔ اس روز سے یہ سنت جاری ہو گئی جناب فاطمہ نے حضرت علی علیہ السلام کو رسول اللہ کے ساتھ رکھ دیا۔

حضرت علی نے علی کے منہ میں اپنی زبان دے دی۔ دہریں کان میں اذان اور بایں کان میں اقامت

کہی۔ کلمہ شہادتین کی یاد دہانی کرائی گئی۔ حضرت علی علیہ السلام نہایت (اسلام) پر پیدا ہوئے۔  
ابو علی ہمام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت علی علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔  
تو جناب ابوطالب نے جناب فاطمہ کے ہاتھ کو پکڑا۔ اور علی جناب ابوطالب کے سینے پر تھے۔ اور  
آپ نے بطح کی طرف تشریف لے جا کر یہ منادی کی۔

یارب ذا الفسق الدجی والفسق المتباعد المفضی  
اے شدید تابہ کی اولد روشن چاند کے معبود

بین لنا من حملك المفضی ما ذا تری فی اسم ذا الصبی  
اپنے مقدس فیصلے سے ہمیں آگاہ کیجئے کہ آپ نے اس بچے کا نام کیا تجویز کیا ہے۔  
راوی کا کہنا ہے کہ کوئی چیز باول کی طرح زمین پر چلتی ہوئی آئی اس نے ابوطالب کے سینے پر پہنچ  
کر محمد علی کے اپنے سینے کے ساتھ دبایا۔ جب صبح کا وقت ہوا۔ تو وہ ایک سبز رنگ کی تختی تھی جس پر  
یہ دو اشعار مرقوم تھے۔

محصتا بالولد الزکی والطاهر المنتجب الرضی  
تم دونوں کو ایک ولد زکی، پاک، برگزیدہ اور اللہ کے منظور نظر کے بارے میں مخصوص کیا گیا  
ہے۔

فاسم من غامض علی ! علی اثنی من المعلی  
اس کا نام علی ہے جو علی سے شق ہے  
اس تختی کو غامض کعبہ میں لٹکا دیا گیا تھا۔ اور یہ برابر وہاں معلق رہی۔ آخر کار ہشام بن عبدالمک  
نے اس کو تار لیا تھا۔

اہل بیت کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ تختی کعبہ کے دیواروں میں موجود تھی۔ ولد طاہر نسل  
طاہر سے مقام طاہر میں پیدا ہوا۔ یہ کرامت غیر کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟  
دنیا کا اشرف ترین مکان مقام حرم ہے۔ اور حرم کا اشرف حصہ مسجد ہے۔ مسجد کا زیادہ شرف  
والا حصہ بیت اللہ ہے۔ اس جگہ پر آپ کے سوا کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ جو اس جگہ پیدا ہو گا۔  
نجات درجہ فضیلت والا ہو گا۔ پھر مزید خصوصیت یہ ہے کہ حضرت جمعہ کے روز پیدا ہوئے۔



جو تمام دونوں کا سردار ہے۔ اور شہر حرام میں پیدا ہوئے۔ اور جلئے ولادت بیت حرام تھی۔ امیر المومنین کے سوا یہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی طہارت اور تہنہ

یہ بات بالاجماع ثابت ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیبذرب عنکم الذریر لعل بیت ویطہرکم تطہیراً حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کتاب زدوکس میں علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ بنی مسلم نے فرمایا۔

”ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ظاہری اور باطنی فواحش کو دور رکھا ہے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں یہ دعا کی تھی۔ واجبنی دینی ان لعبد الاصنام یالٹنے والے مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجہ سے بچائے رکھنا۔ یہ دعا مجھ پر اور علی پر ختم ہوئی۔“

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”میں دعوت ابراہیمؑ کو اپنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مراد اولاد و طاہرین کو لیا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ میں اصحاب طاہرین سے ارحام طہارت کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ مجھے جاہلیت کی صفاح و کفاح نے چھوایا نہیں۔ جاہلیت کے زمانے کے لوگ نہ کیا کرتے تھے۔ ان کے صحیح نسب نہیں ہیں۔ جماعت کے زمانے کی باتیں بہت مشہور ہیں اور اہل معرفت ان سے آگاہ ہیں۔

یہ لایذ بن ہارون جریر بن عثمان سے وہ عوف بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے نذرمانی ہے کہ ایک ایسے غلام کو آزاد کروں۔ جو حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہو۔ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم مجھے تو حسنؑ اور حسینؑ اور عبدالمطلبؑ سے کوئی ایسا شخص دکھائی نہیں دیتا۔ ان کا تعلق شجرہ حبشی سے ہے۔ اور بنی مسلم کو میں نے فراتے ہوئے سنا ہے کہ یہ لوگ میرے باپ کی اولاد ہیں۔

اہل بیت نے اولاد کا طہار اور بلہ ہی ساطع سے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ حضرت علیؑ معصوم تھے۔

اور لوگوں نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ آپ نے ایک لمحہ بھی شرک نہیں کیا، اور آپ نے پچھن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔

تاریخ خطیب میں جاہل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اشخاص نے وحی کی ایک لمحہ بھی تکفیر نہیں کی۔ (۱) مومن آل حسین (۲) علی بن ابی طالب (۳) آسیہ (زین فروع) تفسیر و کتب میں ہمیں سفیان بن مرہ ہمدانی نے عبد بنیر سے حدیث بیان کی ہے کہ یہی نے علی بن ابی طالب سے آیت یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاۃ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: خدا کی قسم اس آیت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے سوا اور کسی شخص نے عمل نہیں کیا۔ ہم لوگ وہ ہیں جو اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔ اور اسے کبھی نہیں بھولتے۔ ہم اس کا شکر ہی ادا کرتے رہتے ہیں اس کی نعمتوں کا کبھی کفران نہیں کیا۔ ہم اس کی فرمانبرداری کرتے رہتے ہیں۔ اس کی معصیت کبھی نہیں کی جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں اس آیت پر عمل کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ حَسْبُ قَدَرِ طَاقَتِمْ ہو۔ اسی قدر اللہ سے ڈرتے ہو۔

دیکھنے کے کہا ما استطعتم کا مطلب ہے: ما اطعتم پھر فرمایا: و احملوا ما تؤمرون و اطیعوا یعنی اللہ۔ اس کے رسول اور اہل بیت رسول کی اطاعت کرو۔ اور جو کچھ تمہیں حکم دیں۔ اس کی اطاعت کرو۔

اہل سنت جب حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے جنوں کی کبھی بھی پوجا نہیں کی۔

روایت ہے کہ ایک شادی شدہ آدمی نے بار بار زنا کیا۔ اور اس بات کا اعتراف نہیں کرتا تھا۔ پوچھی دفعہ اس نے زنا کا اقرار کیا۔ اور حضرت نے اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ پھر قید سے باہر نکلا۔ اور اس کے لئے ایک گھڑا کھدوایا۔ اس کو اس میں ڈال دیا۔ فرمایا: اسے لوگو! یہ حقوق اللہ ہیں ان کی ہزاروں دفعہ شخص دے سکتا ہے جس نے ایسا نہ کیا ہو۔ تمام لوگ یہ سن کر چلے گئے۔ حضرت علیؑ اور آپ کے دونوں فرزند حسن و حسین باقی رہ گئے آپ نے اس کو رہا کر دیا۔ پھر اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

کتاب تہذیب میں منقول ہے کہ حضرت علیؑ ان اشخاص میں سے تھے جن کے تعلق اللہ تعالیٰ سے



نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو بیان کیا ہے واجبتی ونبی ان نعبدا الا صنام  
اور دوسرے موقع پر غلیل کی دعا کو یوں نقل کیا ہے ومن ذریئتنا امة مسلمة تکبیرى اولاد  
میں سے ایک گروہ کو اپنی ذات کے لئے مسلمان بناتے رہنا۔ بتوں کی پوجا کرنے والا ظالم ہوتا ہے۔ آیت لایزال  
مہدی الظالمین کے مصداق ظالم خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی آپ نے بتوں کے نام پر کبھی قربانی کی ہے ان کے علاوہ  
اور کسی بُرائی میں مبتلا نہیں ہوئے جب قریش طرح طرح کے فحاشی میں ملوث تھے۔

مفسر قطان بن عمرو بن حمران سجد سے وہ تبارہ سے وہ حن بھری سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ابی  
قحس کے گھر میں مندرجہ ذیل حضرات جمع ہوئے۔

۱۔ عثمان بن مظعون (۲) ابو طلحہ (۳) ابو سعیدہ (۴) معاذ بن جبل (۵) اسہل بن یساف۔ اور (۶) ابو دھانہ۔  
ان حضرات نے کچھ کھایا پیا۔ اور ان کے سامنے شراب لائی گئی۔ حضرت علیؑ اٹھ کھڑے ہو گئے عثمان نے  
کھانے پینے کی وجہ سے حضرت علیؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے شراب پر لعنت کی ہے۔ خدا کی قسم میں اس  
کو نہیں پیریں گا جس سے میری عقل جاتی رہے۔ اور جو شخص مجھے دیکھے وہ منس پڑے۔ میں ایسی چیز کا خوگر  
ہوں کہ ہونا چاہتا ہوں جس کو میں سرے سے چاہتا ہی نہیں ہوں۔ حضرت ان کے ہاں سے اٹھ کر مسجد میں تشریف  
لے کر جبریلؑ آئیں یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والییسر رجس  
موسم الشیطان حضرت علیؑ السلام نے کہا یا رسول اللہ! قسم ہے خدا کی یہ شراب کتنی بُری چیز  
ہے کہ میں نے پیمیں ہیں اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

اب اس بھری کا بیان ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے آپ نے نہ ہی  
کبھی پہلے نہ ہی حرمت کے بعد ایک لمحہ کبھی شراب نہیں پی۔

اب اس بھری کا بیان حضرت علیؑ السلام نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ اور آپ ہی کی شان میں یہ آیت قد افلح  
المؤمنون نازل ہوئی ہے۔

اب اس بھری میں تین طریقوں سے عمار بن یاسر سے مروی ہے۔ اور ایک جماعت نے طرق کثیرہ سے  
اس کی روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلؑ ایمن نے مجھے  
اسے محمد اکرام کا بہن نے علیؑ کے بارے میں فرشتوں سے پوچھا ہے کہ جب سے وہ علیؑ کے

نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو بیان کیا ہے واجبني ونبی ان نعبد الا صنام  
اور دوسرے موقع پر خلیل کی دعا کو یوں نقل کیا ہے ومن ذریئتنا امة مسلمة تک میری اولاد  
میں سے ایک گروہ کو اپنی ذات کے لئے مسلمان بناتے رہنا۔ بتوں کی پوجا کرنے والا ظالم ہوتا ہے۔ آیت لایزال  
مهدی الظالمین کے مصداق ظالم خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی آپ نے بتوں کے نام پر کبھی قربانی کی ہے ان کے علاوہ  
کہ کسی بُرائی میں مبتلا نہیں ہوئے جب قریش طرح طرح کے فحاشی میں ملوث تھے۔  
حضرت عقیل بن عمرو بن حمران سجدہ سے وہ توادہ سے وہ حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ابی  
قحس کے گھر میں مندرجہ ذیل حضرات جمع ہوئے۔

۱۔ عثمان بن مظعون (۲) ابو طلحہ (۳) ابو عبیدہ (۴) معاذ بن جبل (۵) سہل بن بیضا۔ اور (۶) ابو جہانہ۔  
ان حضرات نے کچھ کھایا یا پیا۔ اور ان کے سامنے شراب لائی گئی۔ حضرت علیؑ اٹھ کھڑے ہو گئے عثمان نے  
کھڑے ہونے کی وجہ پوچھی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے شراب پر لعنت کی ہے۔ خدا کی قسم میں اس  
کو نہیں پیوں گا جس سے میری عقل جاتی رہے۔ اور جو شخص مجھے دیکھے وہ ہنس پڑے۔ میں ایسی چیز کا خوگر  
نہیں ہونا چاہتا۔ جس کو میں سرے سے چاہتا ہی نہیں ہوں۔ حضرت ان کے ہاں سے اٹھ کر مسجد میں تشریف  
لے گئے۔ جب یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والییسر رجس  
من عمل الشیطان حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ! قسم ہے خدا کی یہ شراب کتنی بُری چیز  
تھی۔ میں نے پیمیں ہیں اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

ابو جہانہ بصری کا بیان ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے آپ نے نہ ہی  
شراب پی ہے نہ ہی حریرت کے بعد ایک لمحہ کبھی شراب نہیں پی۔

ابو سعید خدریؓ حضرت علیؑ علیہ السلام نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ اور آپ ہی کی شان میں یہ آیت قد افلح  
المرءون ان کان للہ اولاد لعلیٰ یؤخروا۔

ان دونوں میں تین طریقوں سے عمار بن یاسر سے مروی ہے۔ اور ایک جماعت نے طرق کثیرہ سے  
اسی سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جبریلؑ ایمن نے مجھے  
اسے محمد اکرام کا بہن نے علیؑ کے بارے میں فرشتوں سے پوچھا ہے کہ جب سے وہ علیؑ کے



ساتھ رہے۔ انہوں نے علی کی ایک غلطی بھی تحریر نہیں کی۔ عجبی نے کہا ہے

فان جبریل الامین قال لی عن ملکین الکاتبین منادنا  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے فرمایا کہ جبریل امین نے مجھے کہا کہ کراؤ کاتبین کا بیلن ہے کہ جب سے وہ علیؑ کے  
ساتھ ہوئے ہیں۔

انہما ما یکتہما قہ علی !! الطہر علی زلتہ ولاختہ

انہوں نے پاکیزہ علی کی کوئی غلطی اور بُرائی تحریر نہیں کی۔

حضرت ابوطالب اور جناب فاطمہ بنت اسد نے حضرت رسول خدا کی پرورش کی۔ اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب خدیجہ نے علی عبیدہ السلام کی پرورش کی۔ صلوات اللہ علیہم

میں نے بطور مذاکرہ کے یہ بات سنی ہے کہ حضرت علی عبیدہ السلام نے تین دن تک آنکھیں نہیں

کھولیں تھیں جب بنی صلم تشریف لائے تو آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور بنی صلم کی طرف نگاہ کی۔ رسول

پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے اپنی (پہلی) نگاہ کے ساتھ مخصوص کیا۔ اور میں نے مجھے اپنے

علم کے ساتھ مخصوص کیا۔

مذہب ذیل کتب میں مجاہد سے روایت ہے

۱۱، تاریخ طبری (۲) بلاذری (۳) تفسیر ثعلبی (۴) واحدی (۵) شریف البیہقی (۶) لہجہ بنی خوارزمی (۷) معجم

محمود البیہقی (۸) مغازی محمد بن اسحاق (۹) معرقۃ ابو یوسف نسوی۔

حضرت علیؑ خدا کی ایک نعمت ہیں۔ ایک دفعہ قریش سخت قحط میں مبتلا ہو گئے حضرت ابوطالبؑ

ایصال تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ اور جناب عباس سے کہا کہ جناب ابوطالبؑ

کثیر البیہقی ہیں۔ آپ حضرات کو اس بات کا علم ہے کہ اس زمانے میں دوگ تھو سالی سے دو چار ہیں۔

ساتھ چلو ذرا جناب ابوطالبؑ کے خیالی بوجھ کو ہلکا کر دیں یہ حضرات جناب ابوطالبؑ کے پاس تشریف

لے یہ عیال غایب بنو امیہ کے حدیث ساز کار خانے میں وضع کی گئی ہے۔ اور حضرت علی عبیدہ السلام کے والد کو اس

مفسر کا بر کیا گیا ہے حالانکہ حضرت ابوطالبؑ متوسط قسم کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور تجارت کیا کرتے

ایک تاجر آدمی اس قدر غریب نہیں ہو سکتا کہ اپنی اولاد کا بیٹودہ شروع کر دے ۱۳ مترجم

گئے سارے کہا اپنے لوگوں کو ہم میں تقسیم فرما دیجئے۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا۔ صرف عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو۔ باقی آپ کی جو مرضی ہو کر دو۔ آپ کے پاس صرف عقیل آپ کی وفات تک اکیلے رہ گئے۔ یہ جنگ بدر میں گرفتار ہوئے۔ حضرت جعفر کو جناب حمزہؓ نے لے لیا۔ آپ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں حضرت حمزہؓ کی فہادت تک جناب حمزہؓ کے پاس رہے عباس نے طالب کو لے لیا۔ یہ جنگ بدر تک آپ کے ساتھ رہے پھر آپ مفقود و انجبر ایسے ہوئے کہ آپ کے متعلق کوئی پتہ نہ چلا سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے ذمے لے لیا۔ حضرت علیؓ کی عمر اس وقت چھ سال تھی۔ حضرت علیؓ کی پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب خدیجہؓ نے کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب خدیجہؓ نے علیؓ کی پرورش ابوطالب اور فاطمہ بنت اسدؓ کی پرورش سے کہیں زیادہ اچھے طریقے سے کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال تک حضرت علیؓ آپ کے ساتھ رہے اور آپ کے انتقال کے بعد علیؓ علیہ السلام اکیلے رہ گئے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے علیؓ کا انتخاب حکم خدا کا ہے۔ اخبار ابو رافعؓ کو ابو القاسمؓ نے تین طریقوں سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجہؓ سے شادی کی تو اپنے چچا ابوطالب سے کہا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنا فرزند عنایت فرما دیجئے۔ تاکہ وہ میرے کام کاج میں میرا ہاتھ بٹائیے اور میرا مددگار و شامت ہو۔ اس بات پر میں جناب کا شکریہ ادا کروں گا۔ جناب ابوطالب نے کہا آپ جس ارادے کو لینا چاہتے ہیں۔ لے لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے ذمے لے لیا۔

منجی ابدال غم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک خطبہ تحریر ہے جس میں فرماتے ہیں کہ بنم لوگیوں کو اس بات کا علم ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ اور منزلت مخصوصہ حاصل تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی گود میں پرورش کیا۔ اپنے سینے پر لٹایا۔ اپنے بستر پر سلا یا۔ اپنے جسم سے مجھے مس کیا۔ اپنا پسینہ مجھے سونگھایا۔ پہلے طعام کو اپنے منہ میں چباتے تھے پھر مجھے کھاتے تھے۔ آپ نے نہ قول اور نہ ہی فعل میں مجھے بھونچا یا یا جب میں نے اپنی ماں کا دودھ پھوڑا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے

اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنی امداد کی خاطر اپنے پاس لے لیا تھا۔ تاکہ اگر اسلام میں آپ کے خاندان ہو سکیں۔ ورنہ عزت کی وجہ سے اب نہیں تھا۔ ۱۲ محمد شریف معنی عنہ

کے  
اللہ  
میں  
دل  
اپنے  
اللہ  
ب  
طالب  
میں  
شریف

و اس قدر  
تھے



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگا دیا تھا۔ (گویا کہ) میں فرشتوں میں سے ایک (خصوصاً جس جہدہ کے لحاظ سے) بڑا فرشتہ تھا۔ دن رات حضرت کے نیک راستے اور محاسن اخلاق کی تعلیم پائی تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح پیروی کرتا تھا جس طرح اونٹنی کا پلہ اپنی مال کے پیچھے پیچھے چلتا ہے آپ کے اخلاق نے مجھے ہر روز ایک علم حاصل ہوتا تھا۔ اور اس کی پیروی کا مجھے حکم دیتے تھے۔

حضرت نے خطبہ قاصد میں فرمایا جس گھر میں اسلام آیا۔ اس میں رسول اللہ اور جناب خدیجہ تھیں ان کے ساتھ قیسہ آدمی ہیں تھا۔ یس وحی اور رسالت کے نور کو دیکھتا تھا۔ اور روح نبوت کو سونگتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی میں اس وقت شیطان کے کراہنے کی آواز کو سنتا تھا۔ میری نگین چشمہ نبوت سے سیراب ہو میں میں نے رسالت کے پستان سے دو وہ چپا ہے۔ نبوت کا درخت امامت کی شاخوں پر سایہ فگن رہا ہے جس کی پرورش اس گھر میں ہوئی۔ جو وحی کا گھر تھا۔ میری پرورش اس گھر نے کی جو وحی کی منزل کا گھر تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات سے لے کر آپ کی وفات تک آپ سے جدا نہیں ہوا۔ اور لوگوں کا ہمارے ساتھ قیاس نہ کر دے۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی وادادی

اس آیت کے بارے میں مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں۔ وهو الذی خلق من المساء بشرًا وجعلہ نسبًا وصہراً اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کو نسب اور واداد بنایا۔ (۱) عباس (۲) ابن مسعود (۳) جابر (۴) براء (۵) انس (۶) ام سلمہ (۷) سدی (۸) ابن سیرین (۹) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے مراد محمد رسول اللہ علیہ السلام۔ فاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔ دکان دبت قدیرا سے مراد قائم آل محمد علیہ السلام ہیں۔ جو آخری زمانے میں پیدا ہوئے گئے۔ علی علیہ السلام کے سوا صحابہ میں کسی شخص کے لئے نسب اور سبب جمع نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور سبب کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کے مستحق ہوئے۔ ایک روایت میں ہے آیت میں بشر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے فاطمہ زہرا اور صہر سے علی علیہ السلام ہیں۔

تفسیر شعبی میں ابن سیرین سے روایت ہے کہ یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کے شوہر ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم بھی ہیں۔ اور آپ کی بیٹی کے شوہر  
 بھی۔ لہذا علی نسب بھی ہوئے اور داماد بھی۔

کعب بن زہیر نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد تمام لوگوں سے افضل ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف وحی کی کہ فاطمہ سے  
 کہہ دو۔ وہ علی کی نافرمانی نہ کریں۔ ورنہ اگر علی ناراض ہوئے۔ تو میں اس کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جاؤں گا  
 فاطمہ زہراؑ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید دی حکم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ علی بن ابی طالب کو پیدا نہ  
 کرتا تو فاطمہ کا ہمسر کوئی شخص نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! اگر آپ نہ ہوتے تو روئے زمین برفاطمہ  
 لکھنی ہمسرہ ہوتا۔

مفضل ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو پیدا نہ کرتا۔ تو روئے زمین  
 برفاطمہ کا کوئی ہمسرہ ہوتا۔ خواہ آدم ہوتے یا کوئی اور۔

اہل سنت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی لڑکیوں سے شادی کی اور حضرت  
 عثمان کے عقد میں اپنی دو لڑکیاں دیں۔ کسی کے ہاں شادی کرنا اس شخص کی فضیلت پر دلالت نہیں کرتا۔ شادی کرنا  
 تو اس شخص کے ہاں جہاز ہے جو کلمہ شہادتیں کی گواہی دیتا ہو۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شادی ایک  
 اور جماعت کے ہاں بھی کی ہے۔ رہا حضرت عثمان کے ہاں رسول اللہ کی شادی کا سلسلہ تو یہ بات حقیقت  
 کے خلاف ہے۔ اور کثیر تعداد خود اہل سنت نے اس بات کا انکار کیا ہے۔ مگر بعض محال مان بھی لیا جائے  
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں لڑکیوں کی شادی حضرت عثمان سے پہلے دو کاندوں سے کر دی تھی۔ حضرت فاطمہ  
 کو قیاس کسی کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ سیدہ ولیدہ اسلام ہیں۔ اہل عبا میں شامل ہیں۔ میدان مبارک  
 میں وہاں پاک کے ساتھ شریفی نہیں تھیں۔ اور نہایت دشوار وقت میں رسول اللہ کے ساتھ ہجرت کی  
 ہے۔ سیدہ کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی۔ جبرائیل نے چادر کے تلے اہل بیت رسول کے ساتھ ہونے  
 میں فرمایا۔ ان حضرات کے صدق کی اللہ نے گواہی دی ہے اور وہ آئمہ جو قیامت تک پے درپے امام ہوں گے  
 ان کی اس میں ابن میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل ان ہی کے ذریعے علی۔ آپ

ابو  
کی  
جسے  
میں  
تھا  
تھا  
کا  
ی  
پ



ابن شیاہن مروری کتاب فضائل فاطمہ علیہا السلام میں باسناد و نحو حسن بن واقد سے وہ ابو بکر سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور نیز بلذری باسناد و نحو بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمہ کی خواستگاری کا پیغام دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا منتظر رہ کر رہا ہوں۔ الخ

۱۱) مسند احمد بن حنبل اور فضائل (۲) سنن ابوداؤد (۳) ابانہ ابن ربیعہ (۴) تالیف خلیفہ (۵) کتاب

ابن شاپین۔ حدیث کے الفاظ ابن شاپین کہے ہیں۔ وہ باسنہ و خوخو خالد فدا۔ ابو ایوب۔ عکرمہ۔ ابو  
یحییٰ جمع اور عبیدہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ یہ تمام حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب  
رسول اللہ نے فاطمہ کی شادی علی سے کی۔ تو فرمایا، فاطمہ کو کوئی چیز دو۔ عرف کیا میرے پاس تو کوئی چیز  
موجود نہیں ہے رسول پاک نے فرمایا خطیرہ زرہ کہاں ہے، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: میرے پاس خطیمہ زرہ موجود ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہر ہی ان کو دے دو۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اخوت

یعنی طریقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (۱) ابن عمر ہونے کی حیثیت سے (۲) فاطمہ بنت اسد نے رسول اللہ کی پرورش کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری ماں ہی بھوٹا اب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی بڑے ہونے پر آپ کی حمایت کی۔ زبان۔ مال۔ تلوار اور اولاد اور ہجرت کے وقت آپ کی بیعت کی۔ باپ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ باپ ولادت اور باپ وفات۔ نیز چچا بھی والد ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی حکایت کرتے ہیں۔

وَلَا قَالِ اِبْرٰهٖمَ کَایٰہِ اِذْ رَجَبْ اِبْرٰهٖمَ نَے اپنے باپ (چچا) آذر سے کہا۔ زجاج نے کہا نساہین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول کی حکایت کی ہے۔ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِیْرَے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ تو انہوں نے جواب دیا اَللّٰہُ وَالْاِہْلَکَ اِبْرٰهٖمَ وَاسْمٰعِیْلَ وَاسْحٰقَ اَبَے اور آپ کے باپوں ابراہیم واسمعیل اور اسحاق کے خدا کی عبادت کریں گے۔

دعا کی مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا بھائی بنایا ہے۔ بیعت ذو العشرہ کے دن چنانچہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کسی شخص نے نہیں کی تھی اور جناب علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی تاکہ آپ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہوں رسول اللہ نے کئی مقامات پر علی علیہ السلام کو اپنا بھائی کہا ہے۔ خیبر کی جنگ کے روز کہا تم میرے بھائی اور رسی ہو جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان علی علیہ السلام کو قائم کیا۔ تو اس وقت آپ کو اپنا بھائی بنایا۔ اس واقعہ کی صحت کو شیعی سنی دونوں مانتے ہیں اس واقعہ کو ابن بطہ نے چھ طریقوں سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ مقام خیبر پر موجود تھے۔ آنحضرت کے ساتھ مسلمانوں کی آدھی موجود تھے۔ جبرائیل حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے درمیان علی علیہ السلام کو قائم کیا ہے۔ مجھے اور یساکیل کو بھائی بھائی بنایا ہے۔ اسرائیل اور عزرائیل کو درویشوں کو بھائی بنایا



ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

خطیب خوارزمی نے اپنی کتاب میں باسنا و خود ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی نے سب سے پہلے اسرائیل کو پھر جبرائیل کو اپنا بھائی بنایا۔ تاریخ بلاذری اور سلامی وغیرہ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیت انما المؤمنون اخوة نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم شکل اور ہم مثل آدمیوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت عثمان سے عبد الرحمن بن عوف اور ابی وقاص کو سعید بن زید کا بھائی بنایا۔ طلحہ اور زبیر کے درمیان ابو عبیدہ اور سعد بن معاذ کے درمیان مصعب بن عمر اور ابیوب انصاری کے درمیان ابو ذر اور ابو مسعود کے درمیان سلمان اور حذیفہ کے درمیان حمزہ اور زید بن ارقم کے درمیان ابو دوا اور بلال کے درمیان جعفر طیار اور معاذ بن جبل کے درمیان مقداد اور عمار کے درمیان عائشہ اور حفصہ کے درمیان زینب بنت جحش اور سمونہ کے درمیان بلورام سلمہ اور صفیہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

حقی کہ آپ نے اپنے تمام اصحاب کے درمیان ان کے منازل کے اعتبار سے بھائی چارہ قائم کیا۔ پھر فرمایا اے علی! تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ نے ہاجرین اور انصار کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی بنایا تو اس کے بعد حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: تم میرے بھائی ہو۔

تاریخ بلاذری میں منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ہے لیکن مجھے ایک چھوڑ دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بھائی ہو۔ اور تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ جب مجھے بلایا جائے گا۔ اس وقت تمہیں بلایا جائے گا۔ جب مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ اس وقت تمہیں بھی لباس پہنایا جائے گا۔ جب میں بہشت میں داخل ہوں گا۔ اس وقت تم بھی بہشت میں داخل ہو گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس بات پر راضی ہوں۔

ترمذی، شعبانی اور نطنزی میں ابن عمر اور زید بن ابی ادنیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت علی اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی طرف سے آنسو جاری تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔

کتاب: کس و کس میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے نبی اور



میرے جان علم ہیں۔

کتاب المناقب میں ابواسحاق الحدادی سے روایت ہے کہ ابو یحییٰ نے کہا کہ جب بھی حضرت علیؓ بستر پر تشریف فرما ہوتے تھے تو آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ شخص ہوں جو اللہ کا بندہ ہوں اور رسول اللہؐ کا بھائی ہوں اس بات کا دعویٰ میرے بعد صرف وہ شخص کرے گا جو مغتری اور کذاب ہوگا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے مابین بھائی چارہ قائم کیا اور علیؓ کو ویسے چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے اس بارے میں گزارش کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو اپنی ذات کے لئے منتخب کر لیا ہے دنیا اور آخرت میں صرف تیرا بھائی میں اور تو میرا بھائی ہے یہ فرمان سن کر حضرت علیؓ علیہ السلام رو پڑے اور کہا یہ

ایک بعضی ایہا المصطفیٰ الذی ہدانا بہ الرحمن من عبد الجہل

اے محمد مصطفیٰ میں جان دے کر آپؐ کی حفاظت کروں گا آپؐ وہ ہیں جن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے ہماری حیالت سے ولایت کی طرف راہنمائی کی۔

فخر گز دی سلوۃ الشیعہ میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ

انا اخو المصطفیٰ لاشد فی تسبی

میں محمد مصطفیٰؐ کا بھائی ہوں میرے نسب میں کوئی شک نہیں ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر یہ بات کہی آپؐ کے دونوں سبط میرے فرزند ہیں۔

جلای وجد رسول اللہ منظر د فاطمہ زوجتی کا قول ذی فہم

میرا اور رسول اللہؐ کا دادا ایک ہیں۔ فاطمہ میری زوجہ ہیں۔ یہ کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے۔

والحمد لله شکراً لا شریک لہ البو بالعبد والبقا بلا امل

اللہ کا شکر ہے جس کا کوئی شریک نہیں جو بندے کے ساتھ نکلی کرنا ہے جو لا انتہا زمانے تک رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر مسکرا دیا اور فرمایا اے علیؓ تم نے پیچ کرنا۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ لوگ مدینہ میں عقد موافقات کے بعد ایک دوسرے کے ہاتھ

تھے۔

اولوالارحام کا ان کے میراث میں کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل کی

ان الذین امنوا وھاجر واولیاءھم واماوالھم وانیفھم فی سبیل اللہ والذین  
اولوا نحصی واولیاءھم بعضھم اولیاء بعض والذین امنوا اولوا لھم واما لھم من  
ولایتھم من شئی

وہ لوگ جو ایمان لائے، ہجرت کی راہ میں مال و جان کے ساتھ جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے  
رسول کو چنا وہی۔ اور ان کی مدد کی۔ وہ ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت  
نہیں کی تم کو ان کی ولایت میں کسی چیز کا حق نہیں۔

جو مومنین کہیں رہ گئے تھے ان کی میراث بطور ترزیعت کے تقسیم ہوئی تھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت  
نازل کی۔

والذین امنوا من بعد وھاجر واولیاءھم واما لھم منکم واولوالارحام  
بعضھم اولیاء بعض

اس آیت کے نازل کے بعد میراث کا سلسلہ اور الارحام کے طور پر تقسیم ہونے لگا۔  
تفسیر قطان اور تفسیر وکیع میں سفیان اعثمی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے  
ہیں کہ لوگ عقد موافقات کے لحاظ سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی۔  
فلقبی اولی بالمومنین من النفعھم واولوالارحام بعضھم اولیاء بعض فی کتاب اللہ  
فی المومنین والمہاجرین

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ قائم کیا  
تھو کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص مر جائے اور اس پر قرض دینا واجب ہو۔ تو اس کا قرض میں چکاؤں گا۔ اور جو  
شخص مرے اور مال چھوڑ کر مرے تو مال اس کے وارثوں کا ہے۔ اس حکم نے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ اس آیت  
کے نازل کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں مومن سے ان کی جان سے اولی نہیں ہوں؟ لوگوں نے  
جواب دیا کہ جی ہاں اللہ کی قسم



فرمایا: تم لوگوں کو یقین ہونا چاہیے کہ جس شخص کا میں مولا ہوں یہ اللہ کے ولی علی بن ابی طالب اس کے مولا ہیں۔ اے معبود! تو اس شخص کو دوست رکھنا جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھنا جو اس سے دشمنی رکھے۔ تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس پر قرض ہو یا زمین چھوڑ کر مر جائے تو اس کا متولی میں ہوں جو مال چھوڑ کر مرے۔ وہ اس کے وارثوں کا ہے۔

تفسیر جابر بن یزید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قرض چکانے میں ولایت حاصل تھی۔ اور رحم میں بھی ولایت حاصل تھی حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ کے وارث ہیں چنانچہ خود رسول اللہ نے فرمایا: تم دینا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ اور تم میرے وارث ہو۔

سبحانی فضائل میں بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر شئی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے علی میرے وصی اور میرے وارث ہیں۔ لوگوں کا بیان ہے کہ عباس نے اس آیت کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث نہیں پائی والذین امنوا و لم یھاجرہا مالکم من دلائمہم من شئی یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ عباس نے ہجرت نہیں کی تھی۔

ابن بطہ نے کتاب اباد میں تحریر کیا ہے کہ کسی نے تھم بن عباس سے پوچھا: عباس کے مقابل میں علی رسول اللہ کے واسطہ کیوں ہو گئے۔ کہا کہ علی اہم سے زیادہ رسول اللہ کے ساتھ گئے رہتے تھے۔ اور ہم سب سے زیادہ تیز کے ساتھ رسول اللہ کے مشن میں داخل ہو گئے۔

یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام نسب کے لحاظ سے حقیقی بھائی نہیں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آپ کے حق میں بیان کئے ہیں۔ وہ آپ کی منزلت اور نفیست کی وضاحت کے اعتبار سے ہیں اہم مسلمانوں پر آپ کا جتنا مقصود تھا۔ تاکہ کوئی شخص آپ پر مقدم نہ ہو جائے اور آپ پر کوئی شخص حکومت نہ کرے۔ تمام اصحاب میں جو ایک دوسرے کی مثال تھے بھائی چارہ قائم کرنے کا مقصد تھا۔ حضرت علیؑ کو اپنا ہم جنس اسے اپنا بھائی قرار دیا۔ قرب ہمارے میں یہ شئی اس شے کی بھائی تھی۔ جبکہ وہ شے اس شے کی مشابہ ہو کر سے قرب رکھتی ہو یا معانی میں اس کی مطابقت رکھتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: ان هذا اخی لیسے تیس دوسرے بھائی ہیں۔ اس کی ۹۹ دنیائیں ہیں یہ کہنے والے ہیں۔ اور مکاتیل ہیں۔



فصل

ایمہ المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا جوار

(۱) زید بن کرقم (۲) سعید بن ابی وقاص (۳) ابو سعید خدری (۴) ام سلمہ (۵) ابو رافع (۶) ابو طفیل (۷) حذیفہ  
ابو ہریرہ غفاری سے روایت کرتے ہیں (۸) ابو حازم ابن عکاس سے روایت کرتے ہیں (۹) علامہ ابن حجر سے روایت  
کرتے ہیں (۱۰) زید بن علی اپنے بھائی امام محمد باقر سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں (۱۱) اور امام علی بن موسیٰ  
کاظم علیہ السلام بعض روایات بعض اور روایات میں مدغم ہو گئے ہیں

جب ہاجرین مدینہ میں تشریف لائے تو انہوں نے مسجد کے ارد گرد اپنے گرنائے اور ان گھروں کے  
 سوراخوں سے مسجد کی طرف کھلتے تھے اور انے جانے کا راستہ مسجد میں سے ہو کر گزرتا تھا اور بعض اصحاب مسجد  
 میں سبالتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو بھیج کر شادی کرا دی کہ رسول اللہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ حضرت  
 علیؑ کے دروازے کے سوا باقی تمام لوگ اپنے اپنے دروازے سے مسجد کی طرف سے بند کر دیں تمام اصحاب نے  
 قبول کیا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مان لیا۔ مگر ایک شخص نے انکار کر دیا (یہ مناقب تھا)

رسول اللہ کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: مجھے ان دو عازروں کے بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اعلیٰ کے وہ ان سے کو کھلا رکھنے کو کہا گیا ہے تم میں سے ایک معترض نے میرے اعلیٰ پر اعتراض بھی کیا ہے۔ خدا کی قسم نہیں نے کسی چیز کو بند کیا ہے۔ بلکہ نہ ہی کسی چیز کو کھولا ہے مجھے تو



صرف ایک چیز کا حکم دیا گیا تھا میں نے اس حکم کو بجالا با ہے اس حدیث کو احمد نے کتاب الفضائل میں بیان کیا ہے۔

مسند ابویعلیٰ میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کے دروازے کو میں نے نہیں کھولا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلا رکھا ہے۔

خصائص علویہ میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! میں نے ان دروازوں کو بند نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے علی کے دروازے کو کھولا ہے۔ بلکہ اللہ عزوجل نے ان کو بند کیا ہے (ابوہریرہ کے دروازے کو کھولا ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت والنجم اذا هوىٰ ان هوا کا وحی یوحیٰ تک تلاوت فرمایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد کی طرف جتنے دروازے موجود ہیں ان تمام کو بند کر دو۔ صرف علی کا دروازہ کھلا رہے کہیں اب نہ ہو۔ کہ تم پر عذاب نازل ہو جائے۔۔۔ بحوالہ مسند ابویعلیٰ۔ فضائل سعانی حلیۃ الادبیا۔ بروایت ابو نعیم بدو طریق عن ابی صالح بن عمرو بن میمون قال ابن عباس تاریخ بغداد میں خطیب نے زید بن علی سے وہ اپنے بھائی محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کر دو۔ اپنے ہاتھ سے علی کے دروازے کی طرف اشارہ فرمایا کہ تیرے انفراد میں میں تیرے مرنے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دو۔

جامع ترمذی میں شعبۃ ابویعلیٰ محمد بن ابی سلیم سے وہ عمرو بن میمون سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ علی کے دروازے کے علاوہ اور دروازے بند کر دو۔

مسند العشرة میں احمد بن عبد اللہ بن رقیم کنانی کا بیان ہے کہ ہم جبل کی لڑائی کے زمانے میں مدینہ کے باہر نکلے ہماری طاقت صحابہ مالک سے ہو گئی۔ وہ بیان کرتا تھا کہ رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ جو دروازے مسجد کی طرف کھلتے ہیں ان کو بند کر دو۔ اور علی کے دروازے کو چھوڑ دیا تھا۔

تاریخ بلوڑی اور مسند احمد میں ہے کہ عمرو بن میمون نے کہا کہ ابن عباس ایک باہر سے تشریف لائے

یہ شخصیت جو کہ ایک بڑے بڑے لوگوں پر اف اف ہے جو ایسے لوگوں کے خلاف کھڑے ہو گئے  
 ہیں۔ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے۔ جس کا میں مولا ہوں۔ اس کے علی مرہ ہیں۔ اور جس کے  
 لئے میں فرمایا تھا۔ جس کا میں دلی ہوں اس کے علی دلی ہیں۔ اور جس کے متعلق کہا ہے علی تم کو مجھ سے  
 عزت حاصل ہے جو مارون کو موتے سے حاصل تھی۔ اور جس کے بارے میں کہا۔ کہ کل میں ایسے شخص کو علم  
 تھا کہ جو زیادہ غیور ہو گا۔ اور فرمایا۔ علیؑ کے دروازے کے سوا باقی دروازے بند کر دو۔ غار والی رات حضرت  
 علیؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ سوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو دروازے دے کر حضرت ابوبکرؓ کو روانہ کیا لیکن بعد  
 میں آپؐ نے حضرت علیؑ کو سلام کر بھیج دیا۔ اور آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے آیات کو پڑھ لیا تھا۔  
 ان کا نام بن عبد اللہ بکیری اور مسترین ابویعلیٰ اور احمد اور فضائل احمد میں اور شرف المصطفیٰ ابو سعید خدری اور  
 حضرت علیؑ کے لئے اور حدیث کا متن نیشاپوری کا ہے۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا تین چیزیں ایسی ہیں اگر ان  
 میں سے ایک چیز بھی مجھے حاصل ہو جاتی۔ وہ میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھی۔  
 ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یحییٰ کی جگہ کے روز علم جناب علیؑ کو دے دیا تھا۔  
 ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہؑ کی شادی حضرت علیؑ سے کر دی تھی۔  
 ۳۔ آنحضرت علیؑ کے دروازے کے سوا باقی دروازے بند کر دئے تھے۔  
 ۴۔ ان کے قیام کا بیان ہے۔ کہ عباسؓ روتے ہوئے گھر سے نکلے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر  
 عرض کیا کہ میں نے سجد سے چپا کو نکال دیا ہے۔ اور چپا کے بیٹے کو ساکن کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا۔ میں نے تجھے نکالا ہے اور نہ ہی میں نے علیؑ کو ساکن کیا ہے علیؑ کو تو اللہ نے ساکن کیا ہے۔  
 ۵۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ میرے لئے ایک خوش سوراخ (چھوڑ دو تلوک میں  
 مسجد کی طرف دیکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہو گا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی تجھے ایک انگل کے برابر  
 (تو اللہ کی اجازت دی جاسکتی ہے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ مجھے ایک کوہ) (کہ کہنے کی اجازت حجت  
 علیہ السلام کے لئے) میں سجد کو دیکھتا ہوں۔ فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر تم سوئی کے سوراخ کی مانند بھی ایک سوراخ  
 کی اجازت طلب کرے گا تو وہ بھی نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی اسی قسم کا سوال کیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے انکار فرما دیا۔

کتاب الفائق میں علامہ زبیدیؒ کی تصانیف میں جو حدیث بیان ہے کہ جب اسی بات کی منادی کرانی



گئی۔ کہ آل رسول اور آل علیؑ کے سوا جو لوگ مسجد میں قیام پذیر ہیں وہ علیؑ کے ہم پیمان ہیں۔ گیسے ہوئے مسجد سے باہر نکل گئے۔

فصل سہمائی میں جابر بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے آپؐ سے پوچھا کہ آپ کا علیؑ کو خصال کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کہا عثمان کے متعلق تو یہ خیال ہے۔ کہ گویا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا ہے اور تم اسے معاف کرنے سے نفرت کرتے ہو۔ رہا علیؑ کا معاملہ تو وہ ابن عمرؓ رسول اللہؐ کے دادا ہیں۔ اور یہ آپؐ کا گھر ہے۔ آپؐ نے حضرت علیؑ کے گھر کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ ایک مسجد تیار کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کے بعد دس گھنٹے تک وہ گھر رسول اللہؐ اور آپؐ کی ازواج کے لئے تھے۔ دسواں گھر جو ان گھروں کے درمیان میں تھا وہ علیؑ کا تھا۔ فاطمہؑ کا تھا۔ اور یہ سالِ اولیٰ ہجری کا واقعہ ہے۔ کچھ حضرات نے کہا۔ کہ یہ واقعہ حضرت مسلمؓ کی زندگی کے آخری دنوں کا ہے۔ پہلا خیال صبح اور شہر ہے علیؑ کا وہ گھر اپنی حالت پر باقی رہا۔ لگاتار علیؑ عیساؑ اور آپؐ کی اولاد اسی میں رہتی تھی۔ یہ مسجد عبدالملک بن مروان کی حکومت کے زمانے تک باقی رہا۔ عبد الملک بن مروان کو اس واقعہ کا علم ہوا اس شرف اور فضیلت پر لوگوں نے اہل بیت رسولؐ پر حسد کیا۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ علیؑ نے اس گھر کو گرنے کا حکم دیا۔ اور ہمارے بنایا کہ اس گھر کو اگر مسجد کی توسیع کی جائے گی۔ اس وقت اس گھر میں صوفیوں کا حصہ بہتے تھے۔ آپؐ نے کہا میں اس گھر سے ہرگز باہر نہیں نکلوں گا۔ اہل میں اپنے مقدور کوشش کریں گا کہ اس گھر کو کوئی شخص نہ گرائے۔ آپ کو کڑے مارے گئے۔ لوگ آپ کے خلاف ہونے لگے۔ اس بیسی میں آپؐ گھر سے باہر نکل آئے۔ گھر گرا دیا گیا۔ اور مسجد میں شامل کر دیا گیا۔

عسے بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ سلام اللہ علیہا کا گھر تربت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور گھر تھا۔ اور وہ آپؐ کے گھر کے درمیان ایک حوض بنایا تھا۔

منہج الکراچی میں تحریر ہے کہ جس گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام پذیر تھے اس کے درمیان اور باطن کے درمیان بقیع کے زقاق تھے۔ ایک دروازہ بقیع کی طرف آئے جانے کے لئے کھول دیا گیا تھا۔ اصحاب نے علیؑ کے لئے یہ دروازہ بند کر دیا۔ بعد یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ جس شخص نے دروازہ خیر کو بند کر دیا۔ اس کے لئے دروازہ کیسے بند کیا جاسکتا تھا جس نے کفر کے دروازے کو جڑ سے اکڑھا کر چھینک دیا ہو۔ اس کے لئے علم کے دروازے کھل گئے۔ سید حمیدی نے کہا ہے۔

من كان في مسجد من قال منه قربة وجوار  
مسجد میں نبی کا ہمایہ کون تھا، نبی سے قرابت اور ہمایہ کی کس نے حاصل کی تھی؟  
والله ادخله واخرج قومه واختاره دون البوينة جارا  
اللہ نے علی کو مسجد میں داخل کیا، اور قوم کو نکال دیا۔ اللہ نے تمام مخلوق کے مقابلیں علی کو رسول  
کا ہمایہ چن لیا تھا۔

اور ارفع کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف لے گئے اور فرمایا کچھ لوگ ایچ میں  
جن کے دلوں میں شبہات موجود ہیں کہ رسول اللہ نے مسجد میں علی کو ساکن کر دیا ہے۔ اور لوگوں کو نکال دیا  
ہے خدا کی قسم میں نے یہ کام اپنے رب کے حکم کی وجہ سے کیا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی  
کی کہ آپ مسجد میں قیام کریں۔ اور آپ اور آپ کے بھائی لدون اور آپ کی اولاد کے سوا کوئی شخص مسجد میں  
جنب کی حالت میں داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تمہیں یقین ہونا چاہیئے علیؑ کو عہد سے وہ نسبت  
حاصل ہے جو موسیٰ سے ہارونی کو حاصل تھی۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا  
اگر کوئی نبی ہوتا تو علیؑ ہوتے

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مسجد میں سویا کرتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ علیؑ بھی  
سویا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم آٹھ کر مسجد چلے جاؤ اور مسجد میں  
دسویا کرو۔ ہم لوگ آٹھ کر مسجد کے باہر چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ! تم مسجد میں سویا کرو اللہ  
تعالیٰ نے تیرے متعلق اجازت دے دی ہے

ابو صلیح مؤذن اربعین میں اور ابوہریرہ عطاء بن یدنا اپنی کتاب میں باسناد خود ام سلمہ سے روایت کرتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنتہ آواز سے کہا تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ اس مسجد میں نبی ازواج نبی۔ غافلہ بنت  
محمدؑ اور علیؑ کے سوا کوئی شخص جنب اور حائض کی حالت میں نہیں رہ سکتا۔

جامع ترمذی، اور مسند ابو یعلیٰ میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ! میرے  
لختیرے سوا اس مسجد میں کوئی شخص جنب نہیں کر سکتا۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ! میرے لختیرے سوا اس مسجد میں امت میں سے  
کوئی شخص جنب نہیں کر سکتا۔



ایک اور روایت میں ہے کہ میری مسجد میں میرے اور علی اور اولاد کے والدین کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت میں داخل نہیں ہو سکتا جو شخص چاہے وہاں چلا جائے آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ منافقوں نے کہا کہ آنحضرت اپنے داماد کے بارے میں گمراہ اور بدگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی کو یہ خصوصیت بجانب اللہ حاصل تھی کہ دونوں کے دروازے کھلے رہتے یہ بات عند اللہ ان کے درجات کی زیادتی کی طرف دلالت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات سے راضی ہے مسجد میں آنے جانے اور مسجد میں جنب کی حالت میں قیام رکھنا ان دونوں حضرات کی طہارت عصمت پر دلالت کرتا ہے۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اولاد طاہر

آدمی وہ شریف اور عورت والا تصور کیا جاتا ہے جو اپنے پیچھے اولاد چھوڑ جائے قیامت تک اولاد میں نبوت اور امامت قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے اس بات سے عورت عطا کی ہے اور علی علیہ السلام کو بھی ان میں سے بزرگی سے نوازا جتنا پتہ لگا ہے

رجعلہا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ

جلیۃ الاولیاء میں انس اور ابو بزرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ کلمہ ہے جس کو نے لازم پکڑ رکھا ہے جس نے اس کو (یعنی علی کو) دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے اس سے بدگوار رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو عربی عام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھویاں کی کتاب لکھی اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

انا اعطیناک مکمل الخ

یہ کثرت کا پہلو ہے مقصد یہ ہے کہ آنحضرت کی اولاد کثیر ہوگی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی کسی امر میں اجماع کرنا مخلوق خدا کے لئے محبت قرار دیا۔ آپ کی اولاد دائمہ علیم السلام ہیں جو امام

ماتق میں حضرت کی اولاد میں بلکہ ہر نماز میں درود پڑھنا واجب ہے ورنہ نماز باطل ہو جائے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول دین سے بارے میں محبت ہے۔ اسی طرح دین کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علی کی زوجہ اور آپ کے دونوں فرزندوں (حسین) کا قول محبت ہے کیونکہ یہ صاحبان صاحب عصمت و مہارت ہیں۔

حضرت علی کی اولاد میں ایک لطیفہ مقرر ہے حالانکہ آپ کے دونوں فرزند صلب کے لحاظ سے تو آپ کے فرزند ہیں اور ولادت کے اعتبار سے یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبط (فرزند) ہیں شریعت کے لحاظ سے وہ حقوق رسول اللہ کے فرزند ہیں مطلقاً ہے کہ یہ دونوں آپ کی بیٹی کے فرزند ہیں، دنیا میں اس بات کی نظیر نہیں مل سکتی کہ نانا حکم اور شریعت کے اعتبار سے نواسوں کا باپ ہو۔ اور حقیقت میں وہ آپ کے ابن علم اور آپ کی بیٹی کے فرزند ہیں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں کے باپ صلیبی باپ کی طرح ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ ہر وہ شخص جو میری اولاد ہو حقیقت میں وہ اپنے باپ کا بیٹا ہوتا ہے

مبارک کے ذریعہ جبرائیل نے اس بات پر فرمایا کہ وہ ان میں سے ہیں حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کو اہل بیت کے بعد حضرت بنی۔ اولاد رسول۔ آل طہ اور آل بیس کہتے ہیں۔ حضرات کو سید اور شریف کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

وہ اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ کاش وہ سادات میں سے ہوتے۔ انہیں وجہ کی بنا پر علم انساب وضع کیا گیا اور جو نسب کی کتابیں تالیف کی گئیں تاکہ جھوٹے مدعی اٹھیں شامل نہ ہو سکیں یہ سب اہتمام ان حضرات کے احترام کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

ان پر باوجود غریب اور بے گھر ہونے کے ان میں سے فقیر دہی اپنا حکم چلا سکتا ہے دشمنوں کا یہ عالم ہے کہ وہ ان کے اکابر کو تو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے چھوٹوں کو قرب حاصل کرتے ہیں۔ ان کے خزانوں کو تہنیک کرتے ہیں۔ اور ان کے مردوں کی قبروں کی زیارت کو باعث برکت تصور کرتے ہیں۔ ان کے گھر کو برباد کر دیتے ہیں اور ان کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں۔ دنیا میں تو ان سے دشمنی ہوتی ہے اور آخرت میں انہیں اپنا وسیلہ خیال کرتے ہیں۔ نماز استسقاء میں حضرت عمر بن خطاب نے حسینؑ کو سیدہ حاصل کیا تھا۔ دونوں حضرات کے احوال کو دعا کی حالت میں اپنے سینے سے لگایا تھا۔



انہی کا بیان ہے۔ قحط سالی کے سال حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کے ساتھ کو ساز و سامان کے ساتھ اہل بیتؑ کے پاس بے جلو۔ ان کے درمیان اس کو خر کر دو۔ اور ان کی خدمت میں عرض کرو کہ اس کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کریں اور چربی کو اٹھا کر لے جائیں۔ اور پکا کر کھائیں اگر گوشت کی انہیں مزید ضرورت ہو تو وہ بھی دے دو۔ پھر آپ نماز استسقاء کے لئے نکلے اور طلب باران کی دعا مانگی اور بارش ہو گئی۔

یہ حضرات نسب کے اعتبار سے معروف اور فضیلت کے لحاظ سے مخصوص ہیں۔ کیا تم اس بات پر غور نہیں کرتے کہ جو شخص یحییٰ بن محمدؑ کی اولاد سے ہوتا ہے اس کو عربی۔ نقویں کنانہ کی اولاد کو قریشی۔ اولاد عبد المطلب کو ہاشمی۔ علی عقیل اور جعفرؑ کی اولاد کو طالسی۔ محسن اور حسینؑ کی اولاد کو علوی۔ محمد۔ عباس اور عمر بھی امیر المومنینؑ کے فرزند ہیں اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسینؑ علیہما السلام کی اولاد کو قاضی بھی کہتے ہیں امیر المومنینؑ کی اولاد نے لوگوں کی لڑکیاں اپنے نکاح میں لائی ہیں لیکن اپنی لڑکیوں کی شادیاں غیروں میں نہیں کیں۔ اگر عیسوی اور لاہری کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہو تو ہو گیا ہو۔ جناب عمرؓ نے حضرت ام کلثومؑ سے عقد کے بارے میں لاکھ جتن کئے مگر ناکام رہے۔ اگر چہ لوگوں نے اس بارے میں مختلف واقعات نقل کئے ہیں۔ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادیاں سادات کے ہاں کرنے میں باعث ثواب خیال کرتے تھے۔ چنانچہ ماموں نے اپنی لڑکی کا نکاح امام حسینؑ سے بن امام جعفر علیہ السلام سے کر دیا تھا۔ عبدالملک بن مروان نے اپنی لڑکی امام علیؑ زین العابدینؑ علیہ السلام کے نکاح میں دینی چاہی۔ لیکن امام علیہ السلام نے انکار فرما دیا۔ مشہور و معروف شاعر نے اپنی لڑکی کا نکاح شریف عام سے کر دیا تھا۔ اور اس نے اس بارے میں کہا ہے

لِلْحَمْدِ لِلَّهِ حَمْدًا أَبَدًا اذْهَبَ سَبْطُ رَسُولِ اللَّهِ فِي وَلَدِنَا

اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ ہمیشہ شکر ہے کہ رسول اللہؐ کا سبط میرا فرزند (واماد) ہو گیا۔

دنیا میں کوئی نسب قائم علیہا السلام کی نسل سے بہتر نہیں ہے۔

صحابہ مجاہدین اور انصاء کی اولاد میں سے کوئی شخص ایسا صاحبِ بگا اور فضل نہیں ہوا۔ جیسا کہ حضرت علیؑ

علیہ السلام کی اولاد میں جس قسم کا سلسلہ پایا جاتا ہے سید رضیؑ اور سید مرتضیٰؑ علیہ السلام کی نظر علم و فضل کی کون چھی کر سکتا ہے۔

ابو الحسنؑ ہی عفو کا بیان ہے کہ جناب سید رضیؑ اپنے دور کے لوگوں سے بہترین ادیب اور زیلہ اپنے

شعروں کی قریشی میں یہ بات آج تک نہیں پائی گئی۔

محمد تقی علم الہدی نے علمائے اُمت کے مونہوں میں اپنے دلائل اور براین کے ذریعے مجاہدین پر خدا  
وہیں تھیں حضرت محمد بن جعفر کی نظر بہادری میں کوئی شخص پیش کر سکتا ہے۔ اپنے زمانے کے بہادر ترین  
آدمی تھے۔

رسول اللہ نے آپ کا نام اور کفایت رکھی تھی یہ بات آپ کی فضیلت کے لئے کیا کم ہے۔  
ان حضرات کو دیکھ کر گیسائے نے کہا ہے کہ امام محمدی علیہ السلام آپ ہی ہیں۔ آپ اپنے باپ علی علیہ  
السلام سے علوم کی اشاعت کرتے ہیں۔

سلوات بزرگواروں میں سے سلوات زبیریہ ہیں جو ہر خروج کرنے والے سید کو امام تصور نہیں کرتے۔  
حضرت زید بھی ناصر اور قاسم کو امام خیال کرتے ہیں ان کے ایسے آئمہ کی تعداد سترہ ہے۔  
بعض دور میں جو ہر خروج کرنے والے کو امام تصور کرتے ہیں۔ ان کے آئمہ کی تعداد ۲۳ ہے۔ انہی سلوات  
میں خلفاء مصر ہیں مثلاً (۱) عاصد (۲) فائز (۳) طاہر (۴) حافظ (۵) مستعلی (۶) مستنصر (۷) ظاہر (۸) حاکم  
(۹) عزیز (۱۰) معز (۱۱) منصور (۱۲) قائم (۱۳) ہدق وغیرہ

انہی حضرات میں سے مکہ مدینہ جبل چبوت کے بادشاہ ہوئے ہیں۔ انہی بادشاہوں میں بہت بڑے  
بادشاہ گزرے ہیں۔ مثلاً داعی کبیر حسن بن زید۔ اور آپ کا بھائی محمد بن حضرت ابی سے ہر شہر میں نقیب گزرتے  
ہیں۔ آئمہ معصومین کی جلالت شان کی کوئی شخص کیا برابری کر سکتا ہے۔ مثلاً امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین  
امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام علی نقی، امام حسن عسکری زکی، امام محمد  
علیہم السلام۔

انہی حضرات کی بدولت دنیا کے گوشے گوشے میں علوم کی نشر و اشاعت ہوئی ہے  
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مندرجہ ذیل چوٹی کے اشخاص نے علم حاصل کیا ہے۔

(۱) طاہر بن یحییٰ (۲) سعید بن مسیب (۳) سعید بن جبیر (۴) ابن شہاب زہری۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے تو دنیا نے ہر قسم کے علوم کو حاصل کیا ہے اسی کتاب کو باقر علم الانبیاء کہا  
جاتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے دنیا کے مشہور اہل علم حضرات کا کتاب کیا ہے جن کی تعداد چار ہزار



ہے سن میں ابو حنیفہ، مالک، ابو محمد اور آپ نے امام شافعی اور احمد نے روایت کی ہے آپ نے ان حضرات کے جوابات میں ایک صد کتب تصنیف کی ہیں جو کتب اصول کے نام سے مشہور ہیں۔ یہی حال ایام ہوئے کاظم بن امام جعفر صادق علیہما السلام کا ہے جتنی کہ آپ کو قید کر دیا گیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام سے علم کے شے پھوٹ نکلتے۔ اور آپ کے باپ ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کا بھی یہی حال تھا۔ یہ باتیں علم کی تلاش کرنے والوں پر مخفی نہیں ہیں۔ ہاں یہ بات مسلم ہے کہ امام ابو الحسن امام علی نقی اور امام ابو محمد حسن عسکری علیہما السلام سے روایات اور احادیث کم باری ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں حضرات کو بادشاہ وقت کے حکم سے عسکر (سمرایہ) میں قید کر دیا گیا۔ ان کو فتوے دینے سے روک دیا گیا۔ ابن حماو نے کہا ہے

الا انصی مولیٰ کال محسبہ فلا تحسن الفحشاء منی ولا تهلل

تھیں تعین ہونا چاہیے کہ میں کل محمد کا غلام ہوں۔ تم مجھ سے بُری بات اور یہودہ عادت محسوس نہیں کرو گے۔

اولئک قوم لا یحاط بغضہم ویس لهم فی الخلق شینہ ولا شکل یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی فضیلت کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص مخلوق میں ان کا نظیر اور شیل نہیں پایا جاتا۔

هم امناہ اللہ فی الارض والسماء وہم عینہ واکا ذن والجنب والحیل

زمین و آسمان میں یہ لوگ اللہ کے ایمن ہیں۔ اور اللہ کی آنکھ کان پہلو اور رسی ہیں۔

وہم انجم الذین الذی صا صوا علی ظلم الاشیاء فہی لہا تحلو

یہ حضرات دین کے ستارے ہیں۔ شرک کی تاریکی پر ان کی روشنی چوڑائی ہوتی ہے۔

وفی کتب اللہ القدیمۃ نعتہم وقد لظقت عن عظیم فقلہم الرسل

یہ لوگ ہیں کہ اللہ کی قدیم کتب میں جن کی تعریف اور توصیف موجود ہے، اور ان کے فضل عظیم کو رسول

نے بیان کیا ہے۔

فروع رسول اللہ احبہا اصلہا لقد طاب فرع والنبی لہ اصل

یہ رسول اللہ کی فروع ہیں۔ فرع پاکیزہ ہے اور بنی اس فرع کی اصل ہیں۔

علی امیر المومنین ابوہم فہل بعلی فی فاصلہ مثل

امیر المومنین علی ان حضرات کے باپ ہیں۔ علی کی مثل ہو سکتا ہے

فانتہم اہل بیت کان فیہ بامر اللہ یخادم جبرئیل  
تم ایسے گھر والے تھے جن میں اللہ کے حکم سے جبرائیل خدمت کرتا تھا۔

## فصل

### سادات کے مشاہد مقدسہ کے بارے میں

اگرچہ گزشتہ زمانے میں بڑے بڑے عظیم انسان گزرے ہیں۔ لیکن دوسرے زمین پر ان کے آثار اور  
شہرت اس کمال و درجہ پر نہیں ہے جس قدر محمد و آل محمد کی ہے۔ لوگ مزارات سادات اور آئمہ معصومین  
علیہم السلام پر تقرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے حاضری دیتے ہیں۔ اگرچہ گزشتہ امتوں میں کس نے  
نوشیروانی، فرعون، ہامان، شداد اور فرود جیسے لوگ گزرے ہیں۔ لیکن اس وقت ان کی عظمت کا نام و  
نشان باقی نہیں ہے دوسری طرف جب ہم اہل بیت علیہم السلام کی طرف نظر کرتے ہیں تو دنیا کا گوشہ  
گوشہ ان کے آثار سے بھرا پڑتا ہے لوگوں نے زیارت گاہیں اور مسجدیں ان حضرات کے نام سے تعمیر کی ہیں۔  
کائنات کے تمام ساکنین ان حضرات کے مزارات کی عظمت کے قائل ہیں۔ اگرچہ صاحب مزار کی زندگی گوشہ  
گنہی میں بسر ہوئی ہے دنیا کے دور دراز علاقے کے لوگ ان حضرات کی قربت کو وسیع قریب سے کر اللہ تعالیٰ  
کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ ہوں ہوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے۔ ان مزارات مقدسہ کا نام بلند اور ان کا ذکر بڑھتا جا رہا  
ہے۔ ان مزارات مقدسہ سے لوگوں نے چشم دید اور خواب میں معجزات و کمالات اور عجیب و غریب باتیں ملاحظہ  
کی ہیں یہ تو گزشتہ انبیاء اور وصیاء علیہم السلام کے آثار مثلاً حطیم۔ مقام ابراہیم پشیراب اسماعیل۔ بدوۃ  
موسے۔ صخرہ جیسے باب خطہ بنو اسرائیل ہیں وہ چیزیں نہیں دیکھتے جو چیزیں ہم آئمہ معصومین علیہم السلام  
کی ولادت گاہوں ان کی حاضر ہونے کی جگہوں اور ان کے قیام فرمانے کی جگہوں میں دیکھتے ہیں۔ حق غالب آگیا  
اور باطل مٹ گیا۔

سب سے زیادہ زیارت گاہیں امیر المومنین علیؓ کی ہیں۔

مسجد کعبہ جہاں

حجۃ الاسلام پیدا ہوئے۔



۲۔ خدیجہ کے گھر میں بنی جو آج کل مسجد کی صورت میں ہے۔ ان حضرات کی نماز گاہ جو شعب بنو ہاشم میں جو بنی مسلم کے ولادت والے دروازے کے پاس ہے

۳۔ وہ جگہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت مشیرہ لی تھی۔

۴۔ وہ جگہ جہاں آیت تطہیر نازل ہوئی تھی۔ ۵۔ مقام بیعت خدیجہ

۶۔ آپ کی رقبہ میں عبادت گاہ ۷۔ صیفین میں سکونت گاہ

۸۔ میقات کی خاطر مسجد الاحرام تعمیر کرائی۔ ۹۔ بغداد میں مسجد براشا

۱۰۔ آپ کے آیات میں سے مسجد ذب دریا سے نرات کے پاس۔

۱۱۔ حلب میں مشہد الشمس (آج کل مسجد شمس کے نام سے مشہور ہے)

۱۲۔ بابل میں مسجد نجمہ ۱۳۔ دیا نیل کے پاس مشہد السمک

۱۴۔ مدائن میں مشہد النار والنفرج والمنطقہ ۱۵۔ بغداد کی سوق قیقہ میں مسجد الصوط

۱۶۔ مشہد کف کوفہ میں ۱۷۔ مسجد کف رقبہ میں

۱۸۔ مسجد المجدات قتل اور نور رقبہ میں ۱۹۔ مشہد الشراپ کے شہر میں

۲۰۔ ایک مسجد موصل میں ۲۱۔ مسجد موصل میں

۲۲۔ بغداد اور سامرا کے درمیان مشہد الحدیث ۲۳۔ رجبہ شام کے پاس مشہد البوق

۲۴۔ شام میں مسجد صخرہ ۲۵۔ مشہد کوٹی بغداد کے پاس

۲۶۔ جامع بصرہ میں آپ کا قبلہ ۲۷۔ حضرت کی جامع کوفہ میں قتل گاہ جامع کوفہ حضرت

نوح نے تعمیر کیا تھا جس میں ہزارہی اور ہزارہی وصی نے نماز پڑھی ہے۔

۲۸۔ غری میں آپ دفن ہوئے جو آج کل ایک مسجد کی صورت ہے۔ جہاں ہر وقت زائرین کا تہا بندھا

رہتا ہے جو ہر وقت رکوع و سجود میں مصروف رہتے ہیں۔

۲۹۔ امام قیام گاہیں زیارت گاہ عام دغاس ہیں۔ جب بصرہ تشریف لے گئے تو مشہد جلیل مقامات

پر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ شرط۔ دزار۔ بطارانت۔ نیکہ اور مشہد عذیر کے پاس۔ بصرہ سے چار

فرسخ کے فاصلہ پر۔ مہرزی۔ آبادان۔ دقلہ۔ بستی مسجد اللہ اور کتب خانہ عراق

کے راستے میں مدائن۔ بغداد۔ انبار۔ بغداد دہا اور عاتہ ہیں۔ رجبہ اور عاتہ کے درمیان

۳۰۔ یہ مسجد عاتہ کے درمیان ہے۔ کوفہ کے ایک بیگم کے گھر کے چاروں طرف ہے۔ اور مسجد کے اندر بیڑی لادھت موجود ہے۔ ۳۱۔ شہر میں

نورجیہ میں زلیخا، بلخ، تہ۔ اور صلیحین میں۔

کسی طرح حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کے مشاہدہ دینہ کر لیا۔ بغداد۔ سامرا۔ طوس میں پائے جاتے ہیں۔ ہمارے علویوں کے مشاہدہ دنیا کے کونے کونے میں آسمان کے ستاروں کی طرح پائے جاتے ہیں۔

## فصل

### اہل بیت علیہم السلام کے مظلمہ کے بیان میں

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: عباد الرحمن الذین یغنون علی الارض ہوناً اللہ کے بندے جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں۔ اس سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں۔ جو دھنوں کے ڈھ سے آرام سے چلتے ہیں۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا: قریش اور ہمارے درمیان یہ جھگڑا ہے۔ کہ اللہ نے ہماری بنیادوں کو ان کی بنیادوں سے اونچا کیا ہے اور ان کے سروں سے ہمارے سروں کو بلند کیا۔ اللہ نے ان پر حاکم بنانے کے لئے ہمیں چنا۔ یہ بات ان کو ناگوار گزری جس بات پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ ظالمین ناخن ہونگے۔ جس بات کو خداوند عالم نے برآ سمجھا۔ اس کو انہوں نے لہجھا سمجھا۔ جب اللہ نے ہمیں عبادت قرار دیا۔ ہمیں کتاب نصرت و رخصت اور سنن کی تعلیم دی ان سے ہماری خطا سے ہماری عزت اور نرمی کے ساتھ ان کی دنیا سے ہمارے دین اور اسلام کو بچائے رکھا۔ وہ لوگ ہم پر کود پڑے۔ ہماری عظمت کا انکار کر دیا۔ ہمارے حق سے ہمیں رد کر دیا۔ اے معبود میں تجھ سے قریش کی زیادتی کی پناہ گزینوں۔ تو میرا حق ان سے لے لے۔ انہوں نے جو ظلم مجھ پر کیا ہے۔ اس بارے میں انہیں نہ چھوڑ۔ میرے میرا حق طلب کر کیوں کہ تر انصاف کرنے والا حاکم ہے قریش نے میری قدر و قیمت گھٹا دی۔ میرے میرے حوال کو حرام کیا۔ میری بے عزتی کی۔ اور میرے خاندان کی ہتک کی۔ میرے چچا زاد اور میرے بہن بھائی۔ میرے دشمنوں کو میرے متعلق بھڑکایا۔ میرے اور میرے پیدا کر دی۔ میرے کشت کو خاک میں ملا دیا۔ میرے مہربان میرے اس سے مجھے میرے کشت میں طوفان ہوا۔ میرے ہر بیت میں بانی۔

مہ

عزت

رحا

سات

چار

رق

دینا

کد



کیا صلالت کے اندھے پن اور تاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نہیں نکلے۔ کیا ہم نے انھیں ظالم قلم سے  
 نہیں پھڑپھڑایا۔ ان پر ہلاکت ہو۔ کیا ہم نے ان کو بغاوت کی آگ سے نجات نہیں دلائی۔ نافرمانوں کے حملے  
 باغیوں کی تلواروں، شہروں کے چٹھے، اور نینروں کی زد سے انھیں نجات نہیں دلائی۔ جنہوں نے عرب پر  
 دھاک بٹھادی تھی۔ جنگ کے خوگر تھے۔ میدان جنگ میں جن کے قدم جم جاتے تھے۔ جنگ و جدل کے  
 ہمدان، نیزوں کے ترکش اور تلواروں کے خود تھے۔ کیا ان لوگوں نے ہماری وجہ سے شرافت حاصل نہیں کی۔  
 ہماری وجہ سے حق و انصاف کو نہیں پایا۔ کیا میں محمد کا نائب آپ کی رسالت کی دلیل، آپ کی خوشی اور  
 ناخوشی کی دلیل نہیں ہوں۔ وہ غصہ نہیں ہوں۔ جو سخت سے سخت زہروں کو کاٹ کے رکھ دیتا ہے  
 حریص لوگوں کو جلا کر خاک کر دے۔ میرے باعث بڑے بڑے جرنیلوں کے سر ٹلم کئے گئے ہیں۔ تم  
 تیم کو راہ فراد دکھلائی۔ سوار عدی کو میدان جنگ سے بھگا دیا۔ اگر میں قریش کو موت و مرگ کے لئے پھونک  
 دیتا۔ تو مگر لمبوں کی تلواریں انھیں ختم کر دیتیں۔ عجیبوں کے گھوڑے دشمن کے حملے انھیں روند کے رکھ دیتے  
 گھوڑوں کی ٹہپیں انھیں کھل کھل کے چور کر دیتیں۔ وہ شہسواروں کی چمکتی ہوئی تلواروں میں کپکپاہٹے ہوتے۔ اگر  
 صورت نہ ہوتی۔ تب وہ مجھے تکلیف دیتے اور مجھ پر ظلم کرنے کے لئے موجود نہ ہوتے۔ پھر یہ کیوں کہتے ہیں کہ  
 حریص متہم ہو۔ کچھ کلام کرنے کے بعد فرمایا۔ میرے اس قول کی گواہی گوئیے اور بہرے بھی دیں گے کہ اس  
 کی فتح میری وجہ سے ہوتی تھی۔ میں نے دین کی امداد اور رسول اللہ کی مددگی میں نے اسلام کے بھٹیل کو گام  
 میں نے ہی اسلام کے میناروں کو بلند کیا۔ میں نے ہی اسلام کے آثار اور حالات کو ظاہر کیا۔ اسلام کے  
 کو میں نے اجاگر کیا۔ پیدل اور گھڑ سواروں کو میں نے ہی کھل کھل دیا۔ کچھ کلام کے بعد فرمایا۔ چلے  
 دھوکے اور کرے بھی اور عدی کے لوگوں نے خلافت کے حصول میں مجھ پر اس طرح سبقت کی کہ  
 گھوڑوں کے وقت چلے بہانے اور کرے سے گھوڑا لگے بڑھایا جاتا ہے کچھ کلام کے بعد فرمایا۔  
 اس کو وہ مجاہدین و انصار ایم سلفہ کے دوزخ توہیت کرنے میں تیم اور عدی کی طرف اس لئے سبقت کی  
 کہ تمہیں سنا د کا خوف تھا۔ لیکن یہ خوف تمہیں جگسا ابوا کے وقت کیوں نہ لاحق ہوا۔ جب کہ وہ  
 فوجیں میدان میں ہوت کابل سپر پر منہ نہ رہا تھا۔ اور تلواروں کی بھیاں چمک رہی تھیں  
 یہ دونوں حضرات اس وقت تک نہیں ڈرے تھے۔ جب خندق کی لڑائی کے بعد  
 عمرو بن عبد ود اپنی تلوار کو تیر سے بٹھا کر رکھ دیا۔ اور بار بار لوگوں کو بلانے لگا۔







زیادہ تیز تھا۔

## خطبہ شفق شقیہ

خدا کی قسم فلاں شخص نے قمیص خلافت کو زبردستی پہن لیا خدا کی قسم وہ شخص جانتا تھا کہ خلافت میرے بغیر اس طرح نہیں چل سکتی میرے علم کی یہ حالت تھی کہ پہاڑ سے اترنے والے سیلاب کی طرح تیزی کے ساتھ دبا تھا جس کی بندی پر کوئی پرغہ نہیں پہنچ سکتا تھا میں نے مسد خلافت سے چشم پوشی کی۔ اور اس کی طرف توجہ نہ کی میں نے سوچا کہ ٹوٹے ہوئے باتھوں سے حملہ کروں یا اس گھٹا ٹپ مصیبت پر صبر سے کام لوں (اس صبر کی معیاد اتنی لمبی ہے) کہ جس میں بوڑھا بالکل کھوٹ ہو جائے اور بچہ بوڑھا ہو جائے، مومن مصائب میں جھینٹا خدا سے مل جلے میں نے دیکھا کہ صبر نہایت مناسب ہے میں نے صبر کیا لیکن میری آنکھ میں خشک غاشاک تھی۔ اور گلے میں (تکلیف کے باعث) اچھو آگیا تھا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث (خلافت) ابھی یہی تھی۔ آخر کار اول اپنی راہ لگا۔ اور خلافت اپنے بعد دوسرے کے سپرد کی۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے ایشی کا شمر بطور نیشنل پڑھا

شتان مایوی علی کورھا دیوم حیان اخی حبابر

کہاں آج کا دن کہ اونٹنی کے پالان پر گزرتا ہے۔ اور کہاں وہ دن کہ جیاں کے بھائی جابر کی صیبت میں رہا ہوتا تھا۔

تعب و یزبات تو یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں تو خلافت سے دستبرداری کا اعلان کرتا تھا کہ (میں) پھوڑ دو کسی اور کو خلیفہ بناؤ (مرتبے وقت اپنے بعد ایک اور آدمی کو خلیفہ بنا گیا۔ اس میں کلام نہیں کہ ان دنوں نے خلافت کے تھنوں کو خوب پھوڑا۔ (دوسرے نے) خلافت کو سخت محل میں رکھ دیا جس کے زخم کا دی (میں) کو پھوڑ کر بھی کسمتی محسوس ہوتی تھی۔ بات بات پر لغزش کرتا تھا۔ اور عذر کرتا تھا جس کا اس سے واسطہ پڑتا ہے جیسے کوئی شخص رکش لوثنی پر سوار ہو۔ اگر اس کی ہمار کھینچتا ہے تو اس کی منہ زوری سے) اس نے (میں) کو شکاکتہ ہوا جاتا ہے اگر ہمار کو ڈھیلا چھوڑ دے۔ تو اس کے ساتھ ہتھکڑیوں میں پڑے گا۔ اس کے بچائے (میں) کشی متلوں مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اس کی مدد اور شدت (میں) اور مجھے ایک جماعت کا ایک کیا لگاؤ۔ ان میں کے سب سے پہلے

بر اس  
تقریب  
ف  
اس  
محبت  
س  
لٹ  
نے  
بر  
د مجھے  
دونوں  
تھے  
سے  
س کی  
س  
طویل  
رگیا  
کے



بھرا کر دیا گیا۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں ام سلمہ حاضر ہوئیں۔ عرض کیا اے رسول کیا حال ہے  
 اللہ کے انتقال کے بعد زندگی نہایت تکلیف دہ اور مشقت سے گزر رہی ہے۔ رسول اللہ کا انتقال  
 ہم پر عظیم ہوا۔ خدا کی قسم اس کے حجاب چاک ہوئے اس کی امامت کو قطع کیا گیا۔ جو تنزیل شرعی اور  
 رسالت نبوی کے خلاف تھی۔ لوگوں کے دلوں میں بدر کے کینے احمد کی دشمنی چھپی ہوئی موجود تھی۔ جو ب  
 وادشا نے بر لگا۔ تو شقاوت اور خیالات کا سیلاب ہم پر ٹوٹ پڑا۔ ایمان کے رشتے ٹوٹ گئے۔ رسالت کی  
 حفاظت مومنین کی امداد کے متعلق اللہ سے جو وعدے کئے گئے تھے۔ وہ ختم ہو گئے۔ ان لوگوں نے دنیا کے تکبر  
 کو جمع کیا۔ جب سیدہ کے کلام کو خلیفہ اول نے سنا۔ تو آپ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے مسلمانوں  
 کے گروہ اے باطل کی طرف جلدی کرنے والو! اے ابدی گھانا کھانے والو! کیا تم نے قرآن میں غور نہیں کیا۔ لگاتار  
 بُرائی کرنے سے تمہارے دلوں کو سیاہ کر دیا ہے۔ تمہاری آنکھوں کانوں سے حساب بے لیا جائے گا۔ وہ باتیں  
 کس قدر بھونڈی ہیں۔ جو تم پیش کر رہے ہو۔ کتنی بُری باتوں کو تم نے پکڑا ہے تمہیں گمراہی کا خمیازہ بھگتنا پڑے  
 گا۔ جب تمہارے سامنے سے پڑے ہیں گئے تب تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ تم نے کس قدر نقصان کیا ہے اور تم پر واضح  
 ہوگا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کس قدر حساب ہے۔ کہ جس کی تم تاب نہ لا سکو گے۔ اس روز اہل باطل  
 خسارے میں ہوں گے۔ انصار سے فرمایا۔ یہ دین دلت کے بدگارو! اسلام کے نگہبانو! میرے حق میں کستی کیوں  
 رہے ہو۔ مجھ پر عظیم ہو رہا ہے۔ اس سے اعراض کیوں کرتے ہو کیا رسول اللہ نے اپنی اولاد کی حفاظت کا  
 نہیں دیا تھا۔ تم ان باتوں کو بھول گئے ہو۔ اور کسی اور غم میں پڑ گئے ہو۔ تمام دنیا کو تم نے اپنی گمراہی سے  
 دیا ہے۔ صاف چیز میں تلاوت کر دی ہے۔ کھلی ہوئی راہ کو دور کر دیا۔ تمہارے اس فعل سے بڑا کانپ  
 اس ختم ہو گئیں۔ حرمتیں ضائع ہوئیں۔ خدا کی قسم یہ بڑا حادثہ اور بہت بڑی مصیبت ہے اس  
 کی مانند نہ ہوگی۔ کوئی ہلاکت اس قدر جلد نہ آئی۔ تم نے میرے باپ کی میراث کو ہضم کر لیا میرے  
 دیکھتے دیکھتے میرے باپ سے جو وعدے کئے تھے ان کا کیا انجام ہوا۔ میری آواز تمہارے کانوں  
 سے ٹکرا رہی ہے۔ میری فریاد سن رہے ہو لیکن کانوں میں تیل ڈالے ہوئے ہو۔  
 میری دادرسی نہیں کرتے۔ اور میرے لئے منتخب کیا ہے تم وہ نیک بندے  
 ہو۔ جن سے ہمیں فائدہ کی امید تھی۔ تم کو کس قدر غم و غم کی پھیلا رہے ہو۔ ہم خاموش

ہیں تم ہم پر سختی کر رہے ہو۔ اور ہم پر حکومت کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ ہم تم پر حاکم ہیں ہمارے باعث اس کی بجائے تم پر گھوم کرانی۔ شہر فتح ہوئے مشکلات آسان ہوئیں۔ شر کا جوش ٹھنڈا ہوا۔ مفر کی چنگاریاں بجھ کر گئیں۔ حق کی آواز بلند ہوئی۔ دین کا نظام قائم ہوا۔ اس کے بعد تم ہم سے پھر گئے۔ بڑھتے قدم پر ہم نے ان لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنے ایمان میں نکث کیا ہے۔ خدا کی قسم ہستی میں جا پڑے۔ تم حق سے بہت دُور چلا پڑے۔ جو کٹا دیگی اور تنگی میں سب سے زیادہ احترام مستحق تھے۔ تم ان سے الگ ہو گئے۔ جن ستم نے تکی سے نکل کر وسعت میں قدم رکھا تھا۔ اور دولت سے نجات پائی تھی۔ افسوس ہے جنہوں نے یہ سب کچھ کیا تھا۔ انہی پر تم نے جو کیا جو کچھ میں نے کہا۔ پس اس کو تباہی کا اظہار ہے۔ جو تم نے کی۔ یہ نفس کو ذلیل کرنا۔ ہڈی کو ترشنا۔ سینہ کو کچلنا غصہ کو دہانا۔ لباس کو ہچاک کرنا اور محبت کو محذور بنا دینا ہے۔ تم کرو۔ جو کچھ کر رہے ہو۔ مگر یہ سمجھ لو کہ اس آگ کا سامنا ہونے والا ہے جو قلوب تک پروردگار کے۔ قیامت کے دن کا حاکم خدا کے واحد و یکتا ہوگا۔

جب حضرت ابوبکر کے ہاں سے واپس لوٹیں۔ تو حضرت علیؓ کے پاس آئے فرمایا۔ یہ لوگ دلوں میں کینے پھینک رہے ہیں۔ بخیلوں کی طرح اپنے مافی الضمیر کو دیا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ خداں نے میرے باپ کا عطیہ اور میرے بچوں کا روزینہ ضبط کر لیا۔ اس نے مجھے مظلوم بنانے کی کوشش کی۔ میری خصوصیت میں سخت ہو گیا۔ اس کا عین غصہ کیا۔ جو میری ہمدرد ہے اب کوئی روکنے والا اور میری مصیبت دفع کرنے والا کوئی نہیں ہیں۔ مجھ کوئی کروہیں سے نکلی۔ اور دولت کے ساتھ واپس ہوئی۔ اب میرا کوئی اختیار نہیں کاش میں اپنی اس ذلت سے بے مرعاتی۔ اپنی امیدوں کے مرنے سے پہلے دنیا سے خستہ ہو جاتی۔ واللہ! میرا عذر آپ کے معاملہ میں ہو سکتا ہے۔ میرا شکوہ اپنے رب سے ہے اپنے باپ سے میں داد خواہ ہوں گی۔ خداوند! ان کو سب سے زیادہ عیب ہے۔

ایم المؤمنینؓ نے فرمایا۔ اسے بعضہ رسول! آپ غم نہ کریں آپ کے مرتبہ میں کوئی کمی نہیں بلکہ آپ کے مرتبہ میں کمال ہے۔ خدا کی قسم! میں نے دین میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا۔ اور نہ میں نے خطا کی۔ مگر آپ کا غم کرتی ہوں۔ آپ کو ہذا عفو فرمائیے۔ اور آپ کا فیصلہ صحیح سہامت ہے جو میں نے سیکھا ہے۔ اس کے بعد میں نے یہ سب کچھ فرمایا۔

جس کو رسولؐ نے فرمایا۔



## فصل

## اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کے بیان میں

سمان بن ابان نے کہا: کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا:

أَلَا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا

مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ انْظَامِ أَهْلِهَا

فرمایا: اس سے مراد ہم لوگ ہیں عبدوس جمدانی۔ ابن خودک اصفہانی اور ابن شیرویہ مدنی ابوسعید خدری  
نے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے ان مصائب کا ذکر کیا جو آپ کی وفات کے بعد حضرت  
علی کو پہنچیں گے۔ یہ سن کر حضرت علی رو پڑے۔ عرض کیا میں آپ سے اپنی قرابت اور صحبت کے حق کا واسطہ دے کر  
سوال کرتا ہوں کہ آپ میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اپنے پاس اٹھائے۔ فرمایا اے علی! میں  
تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اس موت کا سوال کروں جو پہلے مقرر ہو چکی ہے

ہمارے اصحاب کی کثیر تعداد کا یہ نظریہ ہے کہ ہمارے آئمہ دینا سے شہادت کی موت کے ساتھ تشریف لے  
گئے ہیں۔ یہ حضرات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہیں: وَاللّٰهُ مَا مَاتَ  
أَكَا مَقْتُولٍ شَهِيدًا خُذَا كِي تَسْمِیْہِم مِّنْ سِیْرِہُمْ مَقْتُولٍ ہُوَ شَہَادَتِہِ كِي مَوْتِہِ مَرَّہِیْہِ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: فاطمہ حسن اور حسین رسول اللہ کے پاس موجود تھے۔ اسی دوران میں رسول  
کی طرف متوجہ ہو کر رو پڑے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کیوں رو تے ہیں؟ فرمایا کہ میں  
تمہارے کہ تمہارے سر پر ضرب لگے گی۔ فاطمہ کے منہ پر طمانچے لگیں گے۔ حسن کی ران پر نیزہ لگے گا۔ اور  
آپ کو مارا جائے گا۔ اور حسین کو شہید کیا جائے گا۔

ایک شخص کو یہ اشعار کہتے ہوئے سنا:

اذ ذكركم في النساء دهنك السر

جب دل نبی کے سے عزتی کو یاد کرتا ہے

وذبح الصبي وقتك ودم الشبر

ترترق في العين ماء الفسواد وتجرى على الخد منه الدار

فإن قلب صبراً على حزنهم فعند البلايا تكون العبد

فقہانے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ آنحضرت خمس غنائم نبیہ ہاشم میں تقسیم فرماتے تھے بالاسم

سوس ادا ہوا کی طرف سے کافی مال حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا اے بنو ہاشم اگر تم اس مال

نے فرمایا۔ یہ بات مجھے منظور ہے

برہمچاریوں کیلئے یہ بات کافی دلچسپ ہے۔

کہا کہ دیا ہے اور ہم نے جس سے کام لیا ہے

پس کے پاس خمس کا مال واپس کر دیا تھا۔

درمختار دی گئی، (لیکن زمانے کی کسٹم ظریفی ملاحظہ لیجئے کہ) یہ ذوات مقدسہ مصائب اور سزاؤں سے محفوظ رہیں۔

کوی دیکھ دی۔ تو دوسرے نے اپنے پیٹے کا پتھر فروخت کر دیا ہے۔ حالانکہ مال یہ ہے

ہندوستان کا لیمہ بگاڑا نہیں بھا۔ اور بے جرم و خطا



یہ کثرت ظلم کا نتیجہ تھا۔ کہ حضرت علی نے جناب فاطمہ کورات کو دفن کیا اور اپنے متعلق وصیت فرمائی۔  
 مگر کہ مجھے کسی پوشیدہ مقام پر پوشیدہ طور پر دفن کیا جائے۔ اکیس دشمنان خدا آپ کے جسد اطہر کو قبر سے نکال  
 دیتے تھے (موتی نہ کریں)

حضرت علی امام حسن اور عقیل علیہم السلام کے گھروں کو یزید کے حکم سے سجد بن عامر نے منہدم کر دیا تھا۔  
 حضرت علی علیہ السلام کے اس گھر کو جو سجدہ مدینہ میں واقع تھا۔ عبدالملک بن مروان نے گرا دیا تھا۔ امام حسین علیہ  
 السلام کی قبر مبارک اور آپ کے اصحاب کی قبروں کو تہ وبالا اور مقامات قبور کو کھوڑ ڈالنے اور تہر علقہ کا پانی کھو  
 کر ان قبور پر چھوڑنے کا حکم متوکل عباسی نے دیا تھا۔ ان قبور کے زائرین کو قتل کیا گیا۔ ان حضرات پر قوم ہمو  
 مسلط کیا۔ یہ لوگ یہ کام انجام دیتے رہے۔ یحییٰ کہ متوکل قتل کر دیا گیا۔ خلیفہ مستنصر بھی سیرت کا مالک تھا۔ آپ  
 کی حکومت کے زمانے میں حضرت امام حسینؑ کی قبر دو بار تعمیر کی گئی۔

مقبرہ نے اس مشہد کو جلا دیا۔ جو مقبرہ قریش ازار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں تھی۔ اس کے ساتھ  
 پر سلام ہو۔

## فصل

### امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی نبی صلعم کے ساتھ خصوصیت

وہ شخص آنکھوں سے یقیناً اندھا ہے جو یہ کہتا ہے کہ آیت انفسنا و انفسکم سے مراد نبی صلعم کی خود

ہے یہ بات محال میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس کو جاکے جائے۔ بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے

جسے نفوس کے قائم مقام ہو۔ اگر بالفرض محال تسلیم کر بھی لیا جائے کہ انفسنا سے مراد علی علیہ السلام

ہیں۔ کہ یہ کہنے کا حق تھا۔ کہ آپ اس شخص کو میدان سبائل میں لائے ہیں جس کی شرط نہیں تھی۔ اور آپ

شرط کی تھی کہ اس کا یہ اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انفسا سے مراد وہ ذات

جو قائم مقام ہے۔

کتاب وسینہ میں

مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ یہ شخص اپنے بن عم کا نفس

تعالیٰ کی یہ آیت دلائلہذا و انفسکم کا مقصد یہ ہے کہ تم اپنے کمزور مومن بھائیوں کو طاقت نہ کرو۔  
 (انفسکم سے کمزور مومن بھائی مراد ہیں) کسی لفظ کو حقیقی معنی سے نکال کر مجازی معنی میں ضرورت کے وقت استعمال  
 کیا جاسکتا ہے۔ (یہاں اس بات کی ضرورت ہے) اگر اس کے اس اعتراض کو تسلیم کر لیں کہ رسول اللہ کے بنو عامر  
 تو بہت تھے۔ پھر لوگوں کو چھوڑ کر علی علیہ السلام کو کیوں منتخب کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام میں  
 خصوصیات ہیں جو ان میں موجود نہیں ہیں اور صاحب عبادت تو ایک نفس کی مانند تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 دوسرے کلمات کے ساتھ واضح کیا ہے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ بنی صلم نے حضرت علیؑ سے کہا۔  
 انت منی وانا منك

تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔

فخائل سمعانی، تاریخ خطیب اور فردوس دیلمی میں برآ اور ابن عباس سے روایت ہے لفظ ابن  
 عباس کے ہیں کہ بنی صلم نے فرمایا علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے نیز فرمایا۔  
 (اے علیؑ) تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے روح کو میرے بدن سے نیز فرمایا۔ (اے علیؑ) تم کو مجھ  
 سے وہ نسبت حاصل ہے جس طرح ایک روشنی سے دوسری روشنی حاصل کی جاتی ہے۔  
 ابن حماد نے کہا کہ

من الذی قال النسبی لہ انت منی مثل روحی فی البدن

وہ شخص (علیؑ) کو کہتا ہے جس کے بارے میں بنی نے فرمایا۔ تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میری

روح کو میرے بدن سے۔

بخاری میں ہے کہ بنی نے علی علیہ السلام سے کہا تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔ فردوس دیلمی میں

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ بنی صلم نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ میرے بعد

ہرمومن کے دلی ہیں۔ اس قسم کی روایت ابن میمون نے ابن عباس سے کی ہے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ بنی صلم نے ایک وفد (طائف) سے کہا تمہارے سرور پر مبنی چاہیے

نکوۃ ضرور لو کہ فی چاہیے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسے شخص کو بھیج دوں گا جس کی مانند ہوگا۔

صل اللہ نے اس فرمان سے علی علیہ السلام کی ولایت کو ظاہر کیا۔

صل اللہ نے اس فرمان سے علی علیہ السلام کی ولایت کو ظاہر کیا۔

صل اللہ نے اس فرمان سے علی علیہ السلام کی ولایت کو ظاہر کیا۔

صل اللہ نے اس فرمان سے علی علیہ السلام کی ولایت کو ظاہر کیا۔



امت کے ولی ہیں۔

کتاب الحدائق بالاستاذ انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس بات کا ارادہ کرتے کہ کسی جگہ یا مجمع عام میں علی کو مشہور کریں۔ تو آپ اپنی سواری پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور لوگوں کو پیچھے جانے کا حکم دیتے تھے۔

کتاب شرف المصطفیٰ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عمامہ تھا جس کو آپ پہنا کرتے تھے۔ اس کا نام سحاب تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام اس کو پہنا کرتے تھے۔ جب حضرت علی علیہ السلام اس کو پہن کر تشریف لاتے تو فرماتے علی سحاب پہن کر تمہارے پاس آیا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر کھڑے تشریف لے جا رہے تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام پیادہ روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سواری پر جاؤ یا واپس چلے جاؤ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کے فضائل بیان کئے۔

اور ارفع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھ جاتے اور اٹھنے کا ارادہ کرتے۔ تو علی کو پکار کر قیام فرما دیتے اور کسی شخص کو نہیں پکارتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس بات کو جانتے تھے۔ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی علیہ السلام کے سوا سہارا نہیں دیتا تھا۔

جہانی ایک حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف فرما ہوتے تو حضرت علی علیہ السلام کا سہارا لے کر بیٹھ جاتے۔

مراد لب میں ابو منصور ثعلبی سے روایت ہے۔

ابو نعیم عیسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی علیہ السلام اکٹھے سویا کرتے تھے اور ان کے درمیان ایک لحاف ہوا کرتا تھا۔

حلیۃ الاولیاء میں عبد الرحمن بن ابی علی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے جانے پر آپ کو میرے اور فاطمہ کے درمیان رکھ دیا۔

النسب الاشراف میں ہے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے

بارے میں آگاہ کیجئے۔ کہا اگر ترمقصد یہ ہو کہ تمہیں اس بات کا علم ہو کہ علیؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا منزلت تھی۔ تو علیؑ کے گھر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں دیکھو۔  
بخاری اور ابوبکر بن مردویہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے کہا کہ دیکھو علیؑ علیہ السلام کا گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان واقع ہے۔

خصائص مظہری میں ہے کہ ابن عمرؓ نے کہا کہ کسی شخص نے میرے والد سے حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا۔ یہ رسول خدا کا گھر ہے یا علیؑ علیہ السلام کا گھر ہے۔ اور یہ گھر وہ ہے جس میں رسول اللہ کے ساتھی (ابوبکر) رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھٹک آتی تو علیؑ علیہ السلام فرماتے۔ اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کا ذکر بلند کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے۔ اے علیؑ! اللہ تیری کعب کو بلند کرے۔  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کے عالم میں ہوتے۔ تو خواب علیؑ کے سوا کوئی شخص آپ سے بات کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ حضرت علیؑ کے پاس تشریف لائے۔ اور آپ خواب میں تھے۔ رسول اللہ نے آپ کو بیدار نہ کیا۔

اس بات میں کوئی کلام نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ سے سن اور مرتبہ کے لحاظ سے بڑے تھے۔ جب آپ علیؑ علیہ السلام کا احترام کرتے تو یہ احترام یا اللہ عزوجل کے حکم کی وجہ سے ہوتا تھا یا اپنی ذات کی طرف سے کرتے تھے۔ دونوں حالتوں میں لوگوں کو علیؑ علیہ السلام کا مرتبہ دکھانا مقصود تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک علیؑ علیہ السلام کا کیا مقام ہے۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علیؑ علیہ السلام سے کس قدر محبت تھی ہم اس کو مالی طوسی سے ابن مسعود کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کا ہاتھ جناب علیؑ کے ہاتھ میں تھا اور آپ کو پیوست کئے ہوئے حرکت دیتے تھے میں نے عرض کیا کہ جناب علیؑ کی آپ سے کیا منزلت ہے۔ فرمایا۔ اتنی جتنی میری اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

اپنی استاد سے مجھے ابو علاء ہمدانی نے حدیث بیان کی ہے کہ نبیؐ بی عیال ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ جناب علیؑ کو گھیرے ہوئے تھے۔ اور آپ کو بوسے دیتے تھے اور فرماتے تھے میرے ماں یا باپ ہیں جو جائیں میرے ماں باپ اس



مسافر شہید پر قربان ہو جائیں۔ اس حدیث کو موصی نے مسند میں ابن مینا سے وہ اپنے باپ سے وہ بابی عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو بصیر ایک حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کے ہرے کے پیسنے کو پونچھنا شروع کیا۔ پھر اس کو اپنے ہرے مبارک پر ملتے تھے۔

ابو علا عطاء عبد خیر تک سند روایت سے کہ یہاں کہتے ہیں کہ علیؑ علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے قنبر بن بطلہ ہریر کے پیش کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چھلکے تباہ کرانگے کئے۔ اور قنبر میرے نہیں دیتے تھے۔ کسی نے پوچھا آپ علیؑ کو دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا کیا تجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔

امام بخاری میں ہے کہ جنگ بدر کی واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے۔ احباب نے آپس میں پکارنا شروع کیا کہ تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ اسی دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور آپ کے ساتھ حضرت علیؑ بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو مفقود پایا تھا۔ فرمایا۔ ابوالحسن کے پیٹ میں تکلیف ہو گئی تھی۔ اس لئے میں آپ کے ساتھ چھپ رہا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر عمرو بن عبدود نے حضرت علیؑ کے سر اقدس کو زخمی کر دیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے علیؑ علیہ السلام کے سر اقدس پر پٹی باندھ دی اور سر پر دعائے تلاوت کی۔ آپ ٹھیک ہو گئے۔ فرمایا۔ اس وقت میں کہاں ہوں گا۔ جب اس ڈاڑھی کو اس سر کے خون سے خضاب کیا جائے گا۔

حضرت علیؑ علیہ السلام سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سویا کرتے۔ ایک رات بخارا کی وجہ سے بیدار رہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کی بیداری کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیدار رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت میں کافی کہ کبھی مصلیٰ عبادت پر نماز پڑھتے اور کبھی حضرت علیؑ کے پاس تشریف لے آتے آپ کے پاس آکر آپ کی مزاج پرکشی کرتے اور آپ کی حالت کا جائزہ لیتے۔ اسی حالت میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھ کی۔ فرمایا۔ اے معبود! علیؑ کو شفا اور عافیت عطا کر۔ کیوں کہ جس تکلیف میں آپ مبتلا ہیں اس کی وجہ سے رات بھر بیدار رہے۔ ایک روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ! اٹھو! تم ٹھیک ہو گئے۔ جو چیز میں نے اپنے رب سے مانگی تھی۔ اس نے مجھے عطا کر دی ہے جو چیز میں نے مانگی ہے۔

وہ تہمت لے لے گئی ہے۔

ابو زمیر سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز گوش کے پیچھے جا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش سے باتیں کر رہے تھے اور دراز گوش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا۔ آپ کا قابہ اور غیظہ میں جانے کا ارادہ تھا جب دونوں کے قریب پہنچ گئے فرمایا۔ اے معبود! مجھے وہ شخص دکھلا دو۔ اے معبود! مجھے وہ شخص دکھلا دو۔ یہ جوتھی دفعہ فرمایا۔ اے معبود! مجھے اپنی رجا دکھلا دو۔ فوراً حضرت علیؓ کچھ روں کے درمیان سے باہر نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گر پڑے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام پر گر پڑے اور آپ کو بوسے دینے شروع کر دیئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات جناب علی سے نہیں ہوتی تھی تو فرمایا کرتے۔ اللہ عزوجل کے حبیب اور اس کے رسول کے حبیب کہاں ہیں۔

فضائل احمد میں جابر بن انصاری سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاریہ کے پاس موجود تھے انصاریہ عورت نے رسول اللہ کے لئے کھانا تیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک جنتی آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں وادی کی طرف لگی ہوئی تھیں وہاں سے ایک کوئی کاس روکھلائی دیا۔ فرمایا۔ اے معبود! اگر تو چاہے تو اس شخص کو علیؓ میں تبدیل کر دے۔ علیؓ تشریف لائے۔ جناب رسول خداؐ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔

جامع ترمذی۔ ابانہ۔ عکبری مسند اور فضائل احمد اور کتاب ابن مردودہ میں مندرجہ ذیل حضرات سے روایت ہے۔

۱۱۱۱م عظیمہ ۱۲۱ ابو ہریرہ ۱۳۱ عبد الرحمن بن ابی یعلیٰ۔ اور ۱۴۱ ابو یعلیٰ۔

کونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں علیؓ کو بھیجا۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ دونوں ہاتھوں کو بند کئے ہوئے تھے۔ اللہم لا تمٹنی حتی تویرینی علیاً معبود! اس وقت تک مجھے موت نہ دے۔ جب تک میں علیؓ کو دیکھوں۔

غیب کی اربعین میں ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے پلٹے والے تو غمگین رہو۔

تو حضرت عیسیٰ بن عاصؓ کو اور احد کی لڑائی میں حضور کو ہم سے جدا کر دیا۔ صرف علیؓ باقی رہ گئے ہیں (۱۱۱) کی کہانی کے تنہا نہ بھڑکانا اور تم بہترین وقت ہو۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ پر اپنے امراء اور راز آگاہ کر دیئے تھے۔ ابن شیر ویر نے فردوس میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے راز دار علی بن ابی طالب ہیں۔

ترمذی نے جامع میں ابویعلیٰ نے سند میں جابر تک سلسلہ روایت سے کتب بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کئے روز جناب علیؓ سے راز نیاز کی باتیں کیں۔ راز و نیاز کا سلسلہ طویل ہو گیا۔ آدمیوں نے ایک دوسرے سے کہتا شروع کیا، کہ رسول اللہ نے اپنے ابن عم کے ساتھ طویل سرگوشیاں کیں ہیں۔

تومذنی کی روایت یہ ہے کہ لوگوں نے کہا: رسول اللہ نے راز و نیاز کا سلسلہ لبا کر دیا ہے یہ خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اتنا کہا آپ نے علیؓ سے راز کی باتیں بیان کیں اور ہمارے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: میں نے اس سے راز کی باتیں نہیں کیں۔ بلکہ اللہ نے اس سے راز کی باتیں کیں ہیں۔ پھر ترمذی نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے رب کا حکم ہوا ہے کہ تم علیؓ سے راز کی باتیں کرو۔

اس بارے میں عبدی نے کہا ہے

وكان بالطائف انت جاهد فقال اصحابه الحضرة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے طائف کے مقام پر راز کی باتیں کیں۔ جو اصحاب موجود تھے انہوں نے کہا:

اصلت تجواث مع علی فقال ماليس فيه زور

آپ نے علیؓ سے بے راز کی باتیں کیں ہیں۔ فرمایا: اس میں جھوٹ نہیں ہے۔

ماانا ناجيته ولكن نا جاهد ذوالعزّة النخبة

میں نے اس سے راز کی باتیں نہیں کیں۔ بلکہ صاحب عزت خیر اللہ نے اس سے راز کی باتیں کیں ہیں۔

سید حمیری نے کہا ہے

ففي يوم ناهك النبي محمد يس اليه ملو يد و يطلع

طائف کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے وہ راز دے کر سب سے بتائے جو آپ نے پسند کئے

یعنی ابوصالح سے وہ ابی عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے اپنے آخری خلیفہ

ارشاد فرمایا: لوگ جسے اذن دیا کہ وہ میرے پاس ہمیشہ رہتے ہیں۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوں

ہوں بلکہ وہ میری بات کو قبول کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کی حاجتیں نازل کی۔ ومنهم الذين يملكون

وَيَقُولُونَ هُوَ اذن بعض وہ لوگ ہیں جو نبی کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں وہ تو اذن (کان) ہے۔

پھر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ اسی اثنا میں دو آدمی آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ فرمایا: تیسرے آدمی کو پھوٹ دو۔ آدمی کو سرگوشی نہیں کرنی چاہی۔ یہ بات مومن کو اذیت دیتی ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ اذاتنا جیتتم فلا تتناجوا بالامم والعدوان ومعصية الرسول ان الله تعالى كما قولہ ہے۔ انما النجوى من الشيطان المحزون للمؤمنين امنوا

رسول اللہ پانی وفات کے وقت جناب علی سے فرمایا: آپ مجھ سے جدا نہ ہونا۔ وارقطعہ نے صبح میں سمعیٰ بنی نضال میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وفات کے وقت) جناب علی کو اپنے سینے سے لگائے رہے۔ آپ کا انتقال ہو گیا۔

عش، ابو سلمہ ہمدانی اور سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی گود میں انتقال کیا۔ ابو کریم عیاش، ابن حجات، اور عثمان بن سعید، تمام حضرات صحیح بن عمیر سے وہ بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جناب علی کے ہاتھ میں نکلی۔ آپ نے (بطور تبرک) اسے اپنے منہ کی طرف دیکھا۔

غیر وہ ام مویس سے وہ ام سلمہ سے روایت کرتی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ذریعے میں قسم لگائی گئی رسول اللہ کے آخری وقت میں سب سے زیادہ حضرت علی آپ کے قریب رہے کچھ باتوں کے کہنے کے بعد کہا کہ حضرت علی نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرا دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راز لے کر سرگوشیاں کرتے تھے۔ ان باتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس کی تمام ہی تھی کہ موت کے بعد آنحضرت کو اس حنوط سے تجھاکریں جو جبرائیل اسمان سے لے کر حاضر ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی پر اعتماد تھا۔ آپ نے اہل حرم کے معاملات میں آپ کو تصفیہ کے لئے بھیجے تھے۔

حضرت علیؑ کی تاریخ میں اور اصحابی اپنی حدیث میں محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص کے پاس کو تبت لگائی گئی۔ وہ باور نامی شخص تھا جس کو حضرت علیؑ نے دو ہتھیاروں کے ساتھ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا اس فیصلے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو بھیجا۔ اور آپ کی اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا تو رو بہ ہوا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام پر حقیقت واضح ہو گئی کہ یہ خصی ہے۔ اس میں مردوں والی کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے قتل کے بارے میں رک گئے۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے۔ محمد بن اسحاق باسناد خود ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ماریہ کا ایک ابن علی تھا۔ جو اس سے طلاق کیا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بھیجا کہ اسے جا کر قتل کر دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے حکم کی تعمیل اس طرح کروں گا جس طرح گرم کھل اٹن میں جاتی ہے ایک روایت میں ہے کہ جس طرح گرم کھل بالوں میں جاتی ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا جس کی طرف آپ مجھ کو بھیج رہے ہیں۔ موجودہ چیز دیکھتا ہے جس کو غیر موجود نہیں دیکھ سکتا۔ آپ تلوار لے کر روانہ ہو گئے جب آپ اس کے پاس پہنچے تو تلوار کو میان سے باہر نکال لیا۔ اس نے سمجھا کہ حضرت اس کو قتل کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ چٹ نوین پر رٹ گیا۔ اور اپنے پیر پھیلا دیئے۔ جب حضرت نے دیکھا تو وہ ناکارہ تھا۔ مرد والی اس میں کوئی علامت نہیں تھی۔ آپ تلوار کو میان میں رکھ لیا۔ واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو حالات سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے ال کے امتحان دور کر دیا۔

ابن بابویہ نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے احتجاج میں جو حضرت ابو بکر سے بیان کئے تھے اپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۲۳ خصوصیات گنوائیں ہیں۔ فرمایا میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ بنی بنی عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ابراہیم آپ کے نطفے سے نہیں ہے بلکہ یہ تو غلہ قبیل کے نطفے سے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا اے علی! جاؤ اور اس کو قتل کر دو۔ جس نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ نے مجھے بھیجا ہے تو میں شال گرم کھل کی مانند ہو جائے گی۔ جس کو گوبر میں گاڑ دیا جائے۔

بخاری سہل بن سعدی سے راوی ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ گئے تھے۔ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو زخمی کر دیا۔ حضرت علی پانی لاکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدس پر ڈالتے تھے۔ اور جناب خاتمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے خون کو دھوتی تھیں۔ حضرت علی نے ایک پانی

کہہ دیا اور اس کی راکھ آپ کے زخموں میں بھری

تاریخ طبری میں ہے کہ جنگ احد کا جو واقعہ ہوا سو ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے عقب میں جناب علیؑ کو روانہ کیا۔ فرمایا: "تو تم کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ اور دیکھو یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ جب انہوں نے اپنے گھوڑوں پر نہیں اُرد لوٹوں تو پالان کس لی۔ اور کہہ کی طرف مائل ہو گئے تو میں نے چلنا شروع کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔ آیت من شر التفات فی العقد کی تفسیر میں مفسرین بیان کرتے ہیں کہ بعید بن اعظم یہودی نے مدینہ کی کنوئیں میں جاؤ کر دیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی پیا تو بیمار پڑ گئے۔ دوزخ سے حاضر ہوئے آپ کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ آپ نے علیؑ کو زہر اور عمار کو کنوئیں کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے کنوئیں کے تمام پانی کو باہر نکال ڈالا۔ گویا کہ کنوئیں خالی ہو گیا۔ کنوئیں میں اتر کر ان لوگوں نے ایک پتھر کو اٹھایا۔ اس کے تلے سے ایک موزے کو نکالا۔ چنانچہ موزے کے اندر سے آپ کے سر کی ایک کٹکھی برآمد ہوئی۔

بہت سے واقعات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے بارے میں دعا فرمائی۔ غدیر خم کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عبود! اس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے"۔ خیبر میں فرمایا: "اے پلٹے والے علیؑ کو سردی اور گرمی سے بچائے رکھنا"۔ مہابہ کے موقع پر فرمایا: "پالنے والے یہ لوگ میرے جی بڑے اور میرے خاص افراد ہیں ان سے رحمت کو دور رکھ۔ اور انہیں کا حقہ پاکیزہ فرما"۔ علیؑ جب بیمار ہوئے تو فرمایا: "اے پالنے والے علیؑ کو عافیت اور شفا عطا فرما"۔ اس سے علاوہ اور بھی بہت سے احادیث ہیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کی نصرت اور ولایت کے متعلق دعا کی ہے۔ یہ باتیں دلی الامر کے مطابق ہیں ان امور سے آپ کی امامت روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے۔

علیؑ کے عہد نامہ کاتب وحی عہد نامہ جات اور مراسلات ملک تھے علیؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریٰہ خصوصیت سے علیؑ کی سب آنحضرت کا دل زبان اور ہاتھ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد حضرت علیؑ کو عہد نامہ جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام کاتب ہمارے رسول اور بالاتفاق عہد نامہ صلح حدیبیہ کے کاتب تھے۔

ابو جعفر کا کہنا ہے کہ حضرت علیؑ کاتب نبی تھے۔ عہد ناموں اور وادع کے صحیفہ اہل نجران کو حضرت علیؑ نے تحریر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے عہد نامے کئے۔ وہ سب کے سب جناب علیؑ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں اور ابو جعفر کے کہے کہ آدمی رات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جناب علیؑ کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا تھا۔ یہ وقت



کسی اور کے لئے مفروضہ نہیں ہوتا تھا

تایید بخلاذری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے لئے ایک خاص وقت میں آنا جانا ہوتا تھا۔ یہ بات کسی اور کے لئے جائز نہیں تھی۔

عبداللہ بن یحییٰ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے لئے سحر کا وقت ہوتا تھا جب میں حاضر ہوتا تو اجازت طلب کرتا۔ اگر نماز میں معروف ہوتے تو سبحان اللہ فرماتے۔ عرض کرتا میں حاضر ہو رہا ہوں۔ مسند احمد یسنن ماجہ۔ اور کتاب ابو بکر بن عیاش میں ہے۔ باسناد خوش عبداللہ بن یحییٰ احمزی سے وہ جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو وقت ہوتا تھا ایک دفعہ رات کو دوسری دفعہ دن میں۔ میں حاضر ہوتا اگر آپ نماز میں ہوتے تو میرے لئے کھڑا کرتے تھے (یہ اجازت کی علامت ہوتی تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نام رکھنے میں میرے نام اور کینت کو ایک ساتھ نہ رکھا کرو۔ میں ابو القاسم ہوں۔ اللہ کے لئے گواہی تقسیم کروں گا۔ ایک حدیث میں ہے میرے نام کے ساتھ نام۔ میری کینت کے ساتھ کینت نہ رکھو لیکن ایک ساتھ دونوں کو نہ رکھو۔ مگر علی علیہ السلام اور آپ کے فرزند (قائم کل محمد علیہ السلام) کے بارے میں اس کی اجازت دے رکھی تھی۔

ثعلبی اپنی تفسیر میں سمعانی اپنی رسالت میں۔ ابن ربیع اصول الحدیث میں۔ ابوسعدات فضائل العشرین میں۔ خطیب اور بلاذری اپنی اپنی مایہ نگوں میں اور مظنری خصائص میں ہر ایک اپنے استاد کے ساتھ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے علی) تیرا ایک رکاب پیدا ہوگا جس کو میں نے اپنا نام اور کینت عطا کر دی ہے۔ سمعانی اور احمد کی روایت میں ہے۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کینت میری کینت پر رکھنا۔ صرف اس کو اس بات کی اجازت ہے اور لوگوں کے لئے ایسا نہیں ہے۔ جب محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے تو طلحہ نے کہا: اے علی! نے اپنے فرزند کے لئے رسول اللہ کا نام اور کینت کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے حضرت علی اس شخص کے پکڑے آئے۔ جو اس بات کی گواہی دے کہ رسول اللہ نے صرف علی کو اس بات کی اجازت دی تھی۔ اور اپنے بعد باقی لوگوں کے لئے یہ دونوں چیزیں حرام کر دی تھیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمدی علیہ السلام (عجل اللہ فرجه) کے بارے میں اجازت دی تھی۔ آنحضرت کا منہ رجب ذیل فرہان حد شہرت تک پہنچ چکا ہے۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس دن کو مبارک کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک شخص میری اطاعت میں سے خروج کرے گا۔ جس کا نام میرے نام پر اور جس کی کینت میری کینت ہوگی۔

کسی اور کے لئے مفود نہیں ہوتا تھا

تایید بلاذری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے لئے ایک خاص وقت میں آنا جانا ہوتا تھا۔ یہ بات کسی اور کے لئے جائز نہیں تھی۔

عبداللہ بن یحییٰ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے لئے سحر کا وقت ہوتا تھا جب میں حاضر ہوتا تو اجازت طلب کرتا۔ اگر نماز میں معروف ہوتے تو سبحان اللہ فرماتے۔ عرض کرتا میں حاضر ہو رہا ہوں۔ مسند احمد سنن ابیہ۔ اور کتاب ابو بکر بن عیاش میں ہے: باسبب خویش عبداللہ بن یحییٰ احمری سے وہ جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو وقت جانا ہوتا تھا ایک دفعہ رات کو وہ سر وضو دن میں۔ میں حاضر ہوتا اگر آپ نماز میں ہوتے تو میرے لئے کھڑکا دتے تھے (یہ اجازت کی علامت ہوتی تھی)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نام رکھنے میں میرے نام اور کینت کو ایک ساتھ نہ رکھا کرو۔ میں ابو القاسم ہوں۔ اللہ سے گاہیں تقسیم کروں گا۔ ایک حدیث میں ہے میرے نام کے ساتھ نام۔ میری کینت کے ساتھ کینت۔ دیکھو لیکن ایک ساتھ دونوں کو نہ رکھو۔ مگر علی علیہ السلام اور آپ کے فرزند (کاظم محمد علیہ السلام) کے بارے میں اس کی اجازت دے رکھی تھی۔

ثعلبی اپنی تفسیر میں سعدانی اپنی رسالت میں۔ ابن ریح اصول الحدیث میں۔ ابوسدادات فضائل العشرۃ مطہرہ خطیب اور بلاذری اپنی تالیفوں میں اور نطنزی خصائص میں ہر ایک اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے علی) تیرا ایک راجعہ ہوگا جس کو میں نے اپنا نام اور کینت رکھا ہے۔ سعدانی اور احمد کی روایت میں ہے۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کینت میری کینت پر رکھنا۔ صرف اس کو اس بات کی اجازت ہے اور لوگوں کے لئے ایسا نہیں ہے۔ جب محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے تو طلحہ نے کہا: اے علی! نے اپنے فرزند کے لئے رسول اللہ کا نام اور کینت کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے حضرت علی اس شخص کے نام پر آئے۔ جو اس بات کی گواہی دے کہ رسول اللہ نے صرف علی کو اس بات کی اجازت دی تھی۔ اور اپنے بعد بالیہ کے لئے یہ دونوں چیزیں حرام کر دی تھیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمدی علیہ السلام (عجل اللہ فرجہ) کے لئے یہ اجازت دی تھی۔ آنحضرت کا منہ رجب ذیل قرآن حدیث تک پہنچ چکا ہے۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن کا وقت جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو مبارک کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک شخص میری اطاعت سے خروج کرے گا۔ جس کا نام میرے نام پر اور جس کی کینت میری کینت ہوگی۔



حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذخیرہ کا کام دیتے تھے۔ انہیں کا بیان ہے کہ بنی صلیح نے حضرت علیؓ کو قتل کیا۔ آپ نے قاتل کو قتل کیا۔ ان کی اولاد کو گرفتار کیا۔ ان کو سبے کر واپس لوٹے۔

حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی۔ آپ دیندہ سے باہر علیؓ سلام کے استقبال کی خاطر پہنچ گئے۔ جب آپ علیؓ سے ملے تو انہیں گھسے لگایا۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ فرمایا: میرے مال باپ آپ کے قربان ہوں۔ آپ کے ذریعہ اللہ نے میرے بازو کو اس طرح مضبوط کیا ہے جس طرح ارون کے ذریعے موسیٰ کے بازو کو مضبوط کیا تھا۔

جابر کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے وفد سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہدفہ ہستی میں میری جان ہے تمہیں نماز ضرور پڑھنا چاہیئے۔ ورنہ تمہارے پاس ایک ایسے شخص کو روانہ کروں گا۔ وہ مجھ سے میرے نفس کی مانند ہوگا۔ تم میں سے لڑنے والے لوگوں کی گردنیں اڑا کے رکھ دے گا۔ اور ضرور تمہاری گردن کو قید کرے گا۔ وہ یہ ہیں۔ اور علیؓ کے ہاتھ کو پکڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شہداء ان پر لگائے تھے۔ جب انہیں لے کر نکلا تو فرمایا: جس بادشاہ یا قوم نے میری نافرمانی کی ہے میں نے ان پر اللہ کے تیر علی کو بھیجا۔ جس سریر میں میں نے علیؓ کو روانہ کیا ہے۔ تو میں نے دیکھا ہے۔ کہ جبرائیلؑ آپ کے واسطی طرف اور میکائیلؑ آپ کے بائیں طرف ہوتے تھے۔ اور ایک فرشتہ آپ کے سر کے اوپر ہوتا ہے اور بادل آپ پر سایہ لگن ہوتا ہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ میرے جیب کو فتح فرمادی اور کامرانی سے نوازتا ہے۔

جیب نے اربعین میں اسی کی مانند محصب بن عبدالرحمن سے حدیث شریفان کی ہے کہ رسول اللہ نے حدیث کے بغیر سے فرمایا تھا اس حدیث کے لگ بھگ بنو ولید سے فرمایا تھا۔ علیؓ رسول اللہ کے رازوں کا کھلا تھے۔ سو حق کی اپنی کتاب میں ایک حدیث طویل ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی انگلیوں میں ڈالی ہوئی تھیں۔ فرمایا اے ام سلمہ گھر سے باہر شریف سے جائے میں علیؓ کے ہاتھ میں کچھ کھنا چاہتا ہوں۔ میں باہر چلی گئی دونوں نے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں گفتگو اس نہج کی تھی کہ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ دونوں کیا کہہ رہے ہیں میں نے تین دنوں اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ اجازت مرحمت فرمائی۔ علیؓ علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ رسول کے ہاتھ میں لٹکائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ کان پر تھا۔ اس حالت میں دونوں نے یہ بات کہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔ اس بات کو کرنا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اس کو کرنا

ہوگا بنی صلیح نے فرمایا اسے ام سلمہ مجھ سے ناراض نہ ہونا جبریل اللہ کی طرف سے یہ حکم لے کر نازل ہوئے ہیں کہ میں اپنے بعد اسلام کی امور کے دیکھ بھال کے متعلق علی کو وصیت کروں میں جبریل اور علی کے درمیان موجود تھا۔ جبریل میری وائیں طرت تھے اور مجھے کہتے تھے کہ علی کو ان حالات سے آگاہ کر دو جو قیامت تک واقع ہوں گے۔ ان وجوہات کی بنا پر رسول اللہ علی علیہ السلام کو اپنی زہ اور تمام ہتھیار دے بیٹے تھے اور اپنا یکلہ تلوار، قیغ اور چادر وغیرہ۔

## باب ششم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی یاد خالق اور مخلوق کے نزدیک  
فصل

ان تحالف کے بیان میں جو حضرت علی علیہ السلام کو متجانب اللہ عزوجل عطا ہوئے

احمد بن یحییٰ ازدی ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج تشریف لے گئے تو آسمانوں میں ایک ہاتف نے آواز دی اے محمد! اللہ عزوجل آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علی بن ابی طالب کو میری طرف سے سلام کہہ دو۔

قبر کا بیان ہے میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ دیسے فرات کے کنارے پر موجود تھا۔ حضرت نے اپنے قیغ اتاری اور پانی میں چلے گئے ایک ایسی موج آئی جس نے حضرت کی قیغ کو لے لیا۔ امیر المومنین پانی سے نکلے اور قیغ کو نہ پایا۔ اس بات سے آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ ناگاہ ہاتف نے آواز دی۔ اے ابوالحسن! اپنی طرف دیکھو۔ جو چیز دیکھو۔ اس کو لے لو۔ آپ اس طرف دیکھتے ہیں کہ ایک خوبصورت ڈبہ ہے جس میں قیغ کے پلے کی ہوئی موجود ہے آپ نے اس سے لے کر لیا۔ آپ کے ہر ملو میں ایک کاغذ کا پرہہ گرا۔ جس پر یہ عبارت تحریر ہے۔



حق بنی ہاشم و جل کا یہ ہدیہ ہے۔ علی بن ابی طالب کی طرف۔ یہ قمیص ہارون بن یزید کی ہے۔ ہم نے اس کا وارث  
 آنحضرت کو بنایا ہے۔ حسن بن زکریا فارسی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت سوار تھے علی علیہ السلام پیادہ ساتھ  
 چل رہے تھے۔ پانی کے حشے پر پہنچے۔ دونوں نے وضو کیا۔ نماز پڑھی۔ حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں  
 رکوع اور سجود میں مصروف تھا۔ اچانک آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علی! سر کو اٹھاؤ۔ اس ہدیہ کو دیکھو۔ جو اللہ  
 تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ زمین کی بلند سطح پر ایک گھوڑا زین اور لجام  
 سیت موجود ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ عود جل نے یہ ہدیہ تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اس پر سوار ہو جاؤ۔  
 میں سوار ہو گیا۔ اور نبی صلعم کے ساتھ چل پڑا۔

عبداللہ بن شاپوری کی امامی میں تحریر ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام  
 جعفر صادق علیہ السلام امام محمد باقر علیہ السلام سے امام محمد باقر علیہ السلام امام زین العابدین سے امام زین العابدین علیہ السلام  
 حضرت امام حسینؑ مظلومؑ کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ مصعب کے سب مسرت کے ساتھ کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے علی علیہ  
 السلام کو ایک سیب دیا۔ آپ کے ہاتھوں سے گر گیا۔ اور درمیان سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے وسط سے ایک  
 خط نکلا جس میں یہ عبارت تحریر تھی۔ "طالب غالب (اللہ) کا یہ تحفہ ہے جو علی بن ابی طالب کی طرف روانہ  
 کیا گیا ہے۔"

کتاب خلیفہ خوافی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے۔ آپ کے پاس ایک  
 تمچ تھا۔ کہا (اے محمد) اللہ بعد اسلام کہتا ہے کہ یہ علی بن ابی طالب کے لئے ہدیہ ہے۔ نبی نے علیؑ کو بلایا۔ آپ  
 کو وہ تمچ دے دیا۔ حضرت کے ہاتھوں میں آئے ہی دو ٹکڑے ہو گیا جس کے اندر سے سیریشم کا ایک ٹولہ صورت پارچہ  
 بکھر رہا اس پر عبارت کی دو سطریں تحریر تھیں۔ (اللہ) طالب غالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف  
 روانہ ہے کہتے ہیں یہ اس موقع کی بات ہے جب حضرت امیر المومنین نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تھا۔

امام ابو سفیان سے وہ ابو ایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم میرے گھر میں آئے  
 آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام نازل ہوئے ایک چاندی کا جام لائے جس کی زنجیریں سونے کی تھیں۔  
 جس میں دھن مٹم کا پانی تھا۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پیا۔ پھر علیؑ کو دیا۔ آپ نے پیا۔ پھر جناب  
 نامہ ہرا کو دیا۔ آپ نے پیا۔ امام حسنؑ نے پیا اور پیا۔ پھر امام حسینؑ نے پیا اور پیا۔ پھر خلیفہ اولؑ نے پیا۔ پھر پیر  
 اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ لا یمسہ الا المطہسون و فی ذلک فیلتنفس المتنافسون

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی چادر کو پکڑ کر فرمایا۔  
 اے محمد کے رب تو نے محمد کو اس سے پہلے اتنا بھوکا نہیں کیا۔ حضرت جبرائیلؑ ایک باوام سے کرنازل ہوئے۔ عرض  
 کیا کہ اللہ کا حکم ہے اس کو توڑو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑا اس کے اندر سے ایک تازہ سبز تہ نکلا جس میں تحریر تھا  
 محمد اللہ کے رسول ہیں میں نے اس کی تائید علی کے ذریعے کی ہے۔

ثابت انس سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف تشریف لے گئے۔ اسی دوران میں ایک  
 بادل حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تہ میں ہاتھ ڈال دیا۔ ایک انار نکلا خود کھایا یا مادر علی کو کھلایا۔ پھر لوگوں سے  
 فرمایا۔ دیکھو اس طرح نبی اپنے وحی کے ساتھ ملوک کرتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چوسا۔ پھر علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔  
 آپ نے اتنا چوسا کہ اس میں کوئی چیز باقی نہ رہ گئی۔ فرمایا۔ اس کو نبی یا نبی کے وحی کے سوا اور کوئی شخص نہیں چوس سکتا۔  
 محمد بن ابوعبیر محمد بن مسلم اور ذرہ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت جبرائیل  
 علیہ السلام جنت کے دو انار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ اور آپ کو دے دیئے آپ نے ایک کھایا۔ اور  
 دوسرے کو توڑ دیا۔ اور وہ علی علیہ السلام کو دیا۔ آپ نے کھایا۔ رسول خدا نے فرمایا جو انار میں نے کھایا ہے یہ نبوت  
 ہے اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں تھا۔ دوسرا علم تھا جس میں تم میرے ساتھ برابر کے شریک ہو۔

جیسے بن صلت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ  
 پہاڑ کے باب پر آکر تشریف فرما ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر دیکھا۔ انار سامنے دکھا ہوا دکھائی دیا۔ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انار کو دو ٹکڑے کیا۔ خود کھایا اور علی علیہ السلام کو کھلایا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ یہ انار جنت  
 کا انار ہے۔ اس کو دنیا میں صرف نبی اور نبی کا وحی کھا سکتا ہے۔

ابان بن تغلب ابو احمرا سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے فلاں! میں اس انار کے  
 سے تمہیں اپنی ذات کی وجہ سے منع نہیں کیا۔ اس کو بطور تحفہ کے میرے اور میرے وحی کے پاس بھیجا ہے۔  
 دنیا میں اس کا کھانا غیر نبی اور غیر وحی کے لئے حرام ہے۔ اللہ عزوجل کے حکم مان سے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے  
 قیامت کے روز تناول کرے گا۔ بیش طبع تو اس بات کو قبول کرے۔ اور تصدیق کرے۔ اگر جھٹلایا اور انکار کیا۔ غیر  
 یومئذ للمکذ بین تو اس دن دہل دہم کا ایک حصہ جھٹلانے والوں کے لئے ہوگا۔ اس میں شکر  
 نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ سایہ وار مقامات اور چشموں کے پاس مقیم ہوں گے۔





کہ میرے سامنے عرش کے تلے علی بن ابی طالب قیام فرما ہیں۔ واللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل علی بن ابی طالب مجھ سے یہاں پہلے آگئے ہیں، عرض کیا۔ نہیں لیکن اے محمدؐ تجھے اصل واقعہ کے متعلق آگاہ کرتا ہوں نہیں یقین ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے اوپر موجود ہر فرشتہ پر صلوٰۃ اور شہادت زیادہ بھیجتا ہے عرش خدا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کا بہت مشتاق ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو عرش کے تلے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی صورت میں پیدا کر دیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر اپنے شوق ملاقات کی تسکین کو ٹھنڈا کرے۔ اللہ نے اس فرشتے کی تسبیح اور تقدیس کا ثواب ان شیعیان اہل بیت کے قرار دیا ہے۔

طاہر کس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب شب معراج آسمان پر جبرائیلؑ لے گیا۔ جبرائیل اللہ میں ساتویں آسمان پر پہنچے جبرائیل نے عرض کیا اے میرے رب میرے دہن کی جگہ ہے پھر مجھے جبرائیل ایک لود کی طرف لے گیا پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ کے فرشتے میں سے ایک فرشتہ علیؑ کی صورت میں موجود ہے جس کا نام علیؑ ہے جو بخشش کے تلے سجدہ ریز ہے۔ لو کہ اسے عبود علیؑ اس کی اولاد اس کے دوستوں اس کے شیعوں اور اس کے پیروکاروں کو بخشے۔ اللہ علی سے بغض رکھنے والوں دشمنی کرنے والوں اور حد کرنے والوں پر لعنت کر تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ مجاہد ابن عباس سے روایت کرتا ہے اور حدیث مختصر ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے تو آپ نے ایک فرشتے کو علیؑ کی صورت میں دیکھا علیؑ اور اس میں ذرہ برابر فرق نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ ہی خیال کیا۔ اے کہا اے ابو الحسن! آپ مجھ سے پہلے اس جگہ پر آگئے ہیں؟

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ علی بن ابی طالب نہیں ہیں۔ یہ فرشتہ علیؑ کی صورت پر بنایا گیا ہے۔ کاباعت یہ ہوا کہ فرشتے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کے مشتاق رہتے تھے انہوں نے بارگاہِ خلافت میں سوال کیا کہ علیؑ کی صورت یہاں قائم کی جائے تاکہ وہ اس کی زیارت کر سکیں۔

حذیفہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کی صورت والا فرشتہ پوچھے آسمان پر دیکھا۔ امش ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قوٰ حنک منہ یصدون جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تھی کہ وہ تیری قوم اس سے انکار کرتی تھے جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپسی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔







کتاب خطیب خوارزمی اور کتاب ابو عبد اللہ مظہر کا من ابو حمید صاحب سلیمان بن عبد الملک سے روایت ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا کہ کچھ حضرت علیؑ کی بیڑیاں بیان کرتے ہیں عمر بن عبد العزیز بمنبر پر تشریف لے گئے اور کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی۔ غزالی بن مالک غفاری نے کہ ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے ۱۰ اسی دوران میں جبرائیل نازل ہوئے اور آنحضرت کو پکارا۔ رسول اللہ ﷺ کراکھنس پڑے چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کیوں ہنس پڑے تھے۔ فرمایا۔ جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ اس کا گندہ علیؑ کے ساتھ ہوا۔ اس وقت آپ سوئے ہوئے تھے آپ کے جسد اقدس کا ایک حصہ کھلا ہوا تھا۔ جبرائیلؑ کا بیان ہے میں نے حضرت کے جسد اقدس پر پکڑا ٹھیک کیا تو اس وقت آپ کے ایمان کی ٹھنڈک میرے دل میں محسوس ہوئی۔

امام ابو جعفر قمی میں ایک طویل حدیث موجود ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم لوگوں  
کو تین شخصیں یاد رکھو۔ جو ان تین افراد کے پاس چلا جائے، جنہوں نے میرے قتل کرنے کے لئے کوشش کی اور میری  
قسم کھا رکھی ہے، عرب کعبہ کی قسم یہ اپنے مقصد میں جھوٹے ہیں، لوگ خاموش ہو گئے، فرمایا میں تم میں سے  
نہیں دیکھ سکتا کسی نے اس بات سے علی کو آگاہ کر دیا، حضرت علی تشریف لائے اور آپ نے کہا: ایسے لوگوں سے  
میں کیلے جاتا ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کو اپنی زرہ اپنا عمامہ پہنایا، پستی تلوار لگائی، سادا اپنے گھوڑے  
سوار کیا۔ امیر المومنین (علی بن ابی طالب) کی طرف روانہ ہو گئے، تین دن گذر گئے، زمین اور آسمان سے کہیں علی کی  
کو آپ کو ایسے جناب فاطمہ حسن و حسین کو اپنی گودی میں بیٹھا کر کہنے لگیں، ممکن ہے یہ دونوں بچے تیمم پر ہوں۔



آنکھوں میں آنسو آگئے اور دھنا شروع کیا پھر فرمایا اے لوگو! جو شخص میرے پاس علی بن ابی طالب کی خبر گائے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ لوگ جناب علیؑ کی تلاش میں پھیل گئے عمار بن قنادہ نے حاضر ہو کر جناب علیؑ کی خبر کی بشارت دی۔ امیر المومنین علیؑ اس شان سے تشریف لائے کہ آپ نے دو آدمیوں کو قید کیا ہوا تھا۔ اور ایک آنکھ کا سہاگہ کے پاس موجود تھا تین ہانٹ اور تین گھوڑے بھی آپ کے پاس موجود تھے حضرت علیؑ نے یہ بیان کیا کہ جب میں مدینہ میں پہنچا تو میں نے ان تینوں آدمیوں کو اونٹوں پر سوار دیکھا۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب اور ابن عم رسول اللہ ہوں۔ اس مقتول نے مجھ پر حملہ کر دیا اس کے اور میرے دو بیان کو محبت کا دوا بدل ہوا ایک سُرخ اندھی چل پڑی۔ اے اللہ کے رسول میں نے اس میں آپ کی اس آواز کو سنا۔ کہ میں نے میری خاطر اس کی زرہ کا گوشہ کاٹ دیا ہے۔ میں نے اس کو تلوار سے ضرب لگائی لیکن قتل نہ کر سکا پھر زرد اندھی چل پڑی۔ میں نے اس میں سے اللہ کے رسول آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابن سے اس کی زرہ کو الٹ دیا ہے میں نے اس پر تلوار کی ضرب لگائی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن دونوں آدمیوں نے کہنا شروع کیا کہ ہمارا یہ مقتول ایک ہزار سوار کے برابر تھا ہوتا تھا اور ہمارے قتل کرنے میں جلدی کر۔ اور میں معلوم ہوا ہے کہ محمد ہر ابن زہم علیؑ اور امت ہیں ہمیں گرفتار کر کے ان کے پاس بے چلے۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی آواز جبرائیل اور دوسری آواز میکائیل کی تھی۔ بنی صلم نے ان پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے خدا سے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آنحضرت صلم نے دونوں کے قتل کا حکم دیا۔ جبرائیل نے نازل ہو کر عرض کیا کہ اس شخص کو قتل نہ کرو۔ یہ شخص اپنی قوم میں اچھے اخلاق والا اور سخی ہے۔ آنحضرت صلم نے فرمایا اے علیؑ! رک جلاؤ! میں میرے رب کا ایچی ہوں اور مجھے آگاہ کرتا ہے کہ یہ اچھے اخلاق والا اور اپنی قوم میں سخی ہے اس شخص کو قتل نہ کرو۔ اپنے بھائی کے معاملہ میں ایک درہم بھی کہیں اپنی ملکیت میں نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میں کبھی جنگ میں شامل ہوا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے بھائی کے معاملہ میں ایک درہم بھی کہیں اپنی ملکیت میں نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میں کبھی جنگ میں شامل ہوا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے بھائی کے معاملہ میں ایک درہم بھی کہیں اپنی ملکیت میں نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میں کبھی جنگ میں شامل ہوا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے بھائی کے معاملہ میں ایک درہم بھی کہیں اپنی ملکیت میں نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میں کبھی جنگ میں شامل ہوا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے بھائی کے معاملہ میں ایک درہم بھی کہیں اپنی ملکیت میں نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میں کبھی جنگ میں شامل ہوا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔



کی خوشخبری دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے استقبال کو نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گاتار آپ کے دائیں بائیں بدلیں اور سر کو دیا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا علی کو آپ اس طرح دوبارہ ہے ہیں گویا کہ اس نے جنگوں میں شرکت کی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ عظام کے شکر میں کی جماعت تجھے قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ان کے پاس لڑنے کے لئے ایک لاکھ علی کو روانہ کرو۔ علی ان کے مقابلے کے لئے نکلے۔ آپ کے ساتھ جبرائیل تھا جس کے ماتحت ایک ہزار فرشتے تھے اور یسائیل تھا جس کے ماتحت ایک ہزار فرشتے تھے۔ میں نے ملک الموت کو دیکھا کہ علی کے گالے لڑ رہے تھے۔

ابو نعین خلیب بشرح ابن قیاض اور اخبار بوراق میں ایک طویل حدیث میں حذیف بن یمان سے روایت ہے کہ کبیر المؤمنین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ پر عباد تھے آپ کا سویک ایسے شخص کی گود میں تھا جو مخلوق سے زیادہ خوبصورت تھے جی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ اسی شخص نے کہا (اے علی) اپنے باپ علم کے قریب ہو جاؤ۔ آپ اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار تھے۔ حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا گود میں رکھ دیا صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ علی نے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ وہ ایسا ایسا شخص تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرائیل تھے میرے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے حتیٰ کہ مجھے درد کی تکلیف سے نفاذ ہوا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعات تحریر کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ آپ سے کتاب وحی کے تعلق کیا تہنیت اور کالی میں حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے جبرائیل اذان کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر حضرت علی کی گود میں تھا جبرائیل نے اذان اور اقامت کہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ فرمایا اے علی! تم نے سند عرض کیا ہاں سنا فرمایا یا د بھی کر لیا۔ عرض کیا ہاں یا د بھی کر لیا۔ فرمایا بلال کو بلاؤ۔ اور اسے اذان کی تعلیم دو۔ جواب علی نے بلال کو بلایا۔ اور اسے اذان کی تعلیم دی۔

عبداللہ بن عمرو باسناد خود جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مشرک قوم نے میری نافرمانی کی میں نے ان پر اللہ کا تیر مہینہ کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول اللہ کا تیر مہینہ ہے؛ فرمایا علی بن ابی طالب ہیں جس سریر میں یا مقابلہ میں میں نے آپ کو بھیجا میں نے دیکھا کہ جبرائیل آپ کے دائیں طرف اور یسائیل آپ کے بائیں طرف لڑ رہے تھے۔ اور ملک الموت آپ کے سامنے لڑ رہے تھے۔ اور بادل آپ پر سایہ فگن ہوتا تھا۔ اور اللہ عزوجل آپ کو نصرت اور غفر سے نوازتا تھا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبوک کے مال غنیمت کو تقسیم کیا۔ اور علی کو اپنے اہل



میں قائم مقام بنایا۔ عین مال کی تقسیم میں آپ کو دو حصے عطا کئے۔ اس بار سے میں لوگوں نے چریگوئیاں شروع کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم نے اس گھوڑہوار آدمی کو نہیں دیکھا تھا: جو لشکر کے دائیں طرف مشرکین پر حملہ کر رہا تھا، ان کو شکست دے کر واپس آیا تھا اور مجھے کہا اے محمد! میرا بھی آپ کے ساتھ مال غنیمت میں حصہ ہے۔ وہ میں نے علی کو دے دیا ہے۔ وہ شخص جبرائیل تھا۔ اے لوگو! میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں: کیا تم نے اس گھوڑہوار کو دیکھا تھا: جو لشکر کے بائیں جانب مشرکین پر حملہ کر رہا تھا، اور لشکر کو شکست دے کر میرے پاس آیا تھا، اور کہا اے محمد! میرا بھی آپ کے ساتھ مال غنیمت میں حصہ ہے، اور میں نے وہ حصہ علی کو دے دیا ہے۔ یہی صحیح سبب ہے۔ خدا کی قسم میں نے تو علی کو وہ حصہ دیا ہے جو جبرائیل اور میکائیل کا حصہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا۔ اور لوگوں نے علی کو اللہ اکبر کہا۔ اس بار سے میں وراثت قبی نے کہا ہے

علی مولیٰ اسمہین من غیر ان غزا غزوة تبوک جبئہ اسمہم مسہم  
 علی نے جنگ تبوک کے مال غنیمت میں غیر لڑائی کئے مال غنیمت کے دو حصے لئے ایسے حصے کی خوش بختی کیا کہنا  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر حضرت علی کو سوار کیا اپنے خاص عمارہ نور لباس پہنایا، اور اپنے ہاتھ پر سوار کیا۔ فرمایا: اے علی! جاد جبرائیل تیری داہنی طرف اور میکائیل تیری بائیں طرف۔ عزرائیل تیرے سامنے اور اسرافیل تیرے پیچھے۔ اللہ کی مدد تیرے اوپر اور میری دعا تیرے پیچھے ہے۔  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس بار سے میں علی کی مدد میں ہر شے فرشتوں نے کی تھی۔ امیر المؤمنین علی علیہ السلام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: خدا کی قسم میں نے باب نجیر کو دیکھا جس کی قوت، نہری غذائی طاقت سے اکھاڑا ہے، بلکہ قوت ملکیت کی طاقت میرے ساتھ تھی اور اس طاقت کی طاقت سے اکھاڑا ہے جو رب کے نواسی درجہ سے روشن ہے۔

ابن سعد اللہی میں محمد بن حنفیہ نے اسناد خود سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ اہد کی لڑائی کے روز حضرت علی کو ۱۶ عزات آئیں، اور آپ رسول اللہ کے سنانے سے مشرکین کو ہٹا دیے تھے، ہر عزت کے ساتھ ہاتھ زمین پر گر پڑتے تھے، اور جبرائیل آپ کو اٹھاتے تھے۔

ابن سعد اللہی میں قیس بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے اہد کی لڑائی میں سولہ عزات ملیں۔ ہر عزت کے وقت میں زمین پر گر پڑتا تھا، جب چوتھی دفعہ عزت ملی تو میں زمین پر گر پڑا۔ تو میرے پاس



ایک خوبصورت چہرے والا۔ اور پائیز خوشبو والا شخص آیا۔ اس نے مجھے پہلو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ کہا کہ آپ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت میں ہیں۔ وہ دونوں آپ سے راضی ہیں۔ علی نے کہا کہ میں نبی معلم کی خدمت میں آیا۔ آپ کو حالات سے آگاہ فرمایا۔ اسے علی! اللہ تیری آنکھوں کو کھٹھڑا کرے وہ تو جبرائیل تھے۔

یعقوب اور محاسن میں باسناد خود ابو عبد اللہ خدی سے روایت کرتے ہیں۔ ہم محل کی لڑائی کے روز حضرت علی بن ابی طالب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس لوگ با ائیر المؤمنین کی آواز بلند کرتے ہوئے حاضر ہوئے۔ کہ جس تیر و پیکان لگے ہیں۔ آپ نے ان کی بات پر توجہ نہ دی۔ دوسرے لوگ حاضر ہوئے تو انہوں نے اس کا تذکرہ کیا اور کہا ہم تو زخمی ہو گئے ہیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ فرشتے تھے۔ پھر ایک سردہنہا چلی جس کی ٹھنڈک مجھے زدہ اور لباس کے درمیان محسوس ہوئے۔ گئی محبت نے زدہ چنی اور دشمن نے ہتھیار کیا۔ میں نے ان سے پوچھے کہ کونسی شخص کو فتح یاب ہوتے نہیں دیکھا۔

عاصم بن سعد سے روایت ہے کہ عباس کے ساتھ ابویہ انصاری آیا۔ عرض کیا خدا کی قسم مجھے میرے چچا علی بن ابی طالب نے گرفتار کیا ہے نبی معلم نے فرمایا۔ میرے چچا نے سچ کہا ہے۔ وہ تو جاکر کریم تھے۔ جو علی کی شکل میں موجود تھے۔ نبی معلم نے فرمایا۔ اللہ! میری داد و فرشتوں کے ذریعے کہتا ہے جو علی بن ابی طالب کی شکل میں ہیں۔ میں تنگ و شغول کے دل میں علی بن ابی طالب کا وہ یہ قائم ہو۔ ابویہ انصاری نے کہا میں نے بھی عباس کو پہچان لیا۔ دیکھا ہے کہ ان کے ساتھ بہت سے جو اہل گھوڑے پر سوار تھا۔ جس کے پکڑنے سے مقتدر تھے اور کتا تھا۔ کھانسی سے حقیر کو گھینو۔ اور علی کے حواغیہ کرو۔ کہا کہ علی! یہ تیرا چچا اور بھائی ہیں۔ آپ کو کس جلال اور آپ ان کے نیا داد میں جناب علی نے یہ واقعہ رسول اللہ صلعم سے بیان کیا۔ فرمایا۔ وہ جبرائیل تھے۔ ان دونوں کو تیرے حواغیہ کو کھینچنے والے۔ فقال المشركون في مشقول ہے کہ ایک جن سجدہ رسول میں رہا کرتا تھا۔ حضرت علی مسجد میں تشریف لے گئے۔ غائب ہو گیا۔ جب حضرت چلے گئے تو میں اپنی جگہ پر واپس آگیا۔ نبی معلم نے پوچھا کہ تم کیوں علی کے آگے گئے؟ غائب ہو گئے تھے۔ عرض کیا۔ اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ کو علی کی صورت میں پیدا کیا۔ جو انبیاء کے لئے ہے۔ وہ کفار سے جہاد کر لیتے۔

نصیر بن عیوب اور محاسن میں نصیر سے روایت ہے کہ صادق آل محمد علیہ السلام نے حضرت سیدہ زینب کے پاس میں فرمایا۔ مشرکین کے زعمیں سے پوچھا جانتا تھا کہ تمہیں کس نے زخمی کیا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب نے مجھ پر بہت کتا تھا تو میرا جتنا تھا۔



قبائل انصاریہ میں احمد نے خضائض العلویہ میں فطنتری سے روایت ہے کہ حادثہ نے کہا ہمد کی  
کھجور کی باج کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”ہمد سے پاس پانی کوں لائے گا“

یہ سنا کر لوگ خاموش ہو گئے علی علیہ السلام کھڑے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ کنوئیں کے  
پانی کو پینے جو بہت گہرا اور تاریک تھا۔ اس میں اتر گئے۔ اللہ عزوجل نے جبرائیل۔ میکائیل اور اسرافیل کی طرف  
فرمان کیا کہ تم میرا اس کے گروہ کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ آسمان سے زمین پر اتر سے ان کی آوازیں جو سننا  
چاہتے ہو تم کو سننا تھا جب کنوئیں کے سامنے پہنچے تو ایک ایک نے حضرت پر عزت اور اکرام کا سلام کیا۔

عبدالرحمن بن صاع نے اسناد خود ابن مسعود سے نقلی مفسر یا اسناد خود محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمد کی  
کھجور کے پتے پر جب اصحاب نے پانی لانے سے خاموشی اختیار کی تو حضرت علی کو رسول اللہ نے پانی لانے کے  
لئے بلایا۔ آپ چاہ بل پر تشریف لائے۔ پانی کی مشک بھر کر باہر نکالی۔ ہوا چل پڑی پانی بہ گیا۔ آپ دوبارہ  
کنوئیں کے اندر چلے گئے۔ پانی کی مشک بھر کر نکالی۔ ہوا چل پڑی پانی بہ گیا تیسری دفعہ پھر اب معاملہ پیش آیا  
تو حضرت علی نے پانی بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا پہلی ہوا جبرائیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آکر آپ کی خدمت میں سلام کیا۔ دوسری ہوا  
میکائیل تھے۔ جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آکر آپ کو سلام کیا۔ تیسری دفعہ جو ہوا چلی وہ اسرافیل  
تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے پرے میں آکر آپ کو سلام کیا ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
مختصری خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے تھے تاکہ تیری خدمت کریں۔

عبدالرحمن بن صاع نے اسناد خود ایک سے روایت کی ہے کہ لیث کہا کرتے تھے کہ علی کی ایک  
ہزار تین ہزار تین فضیلتیں ہیں

جابر سے روایت ہے کہ میں اور امیر المؤمنین علی علیہ السلام دریا سے فرات کے کنارے چل رہے تھے ناگاہ  
ایک بڑی موج بلند ہوئی۔ حتیٰ کہ آپ کو مجھ سے پھپھایا۔ پھر آپ سے دُور ہو گئی۔ حضرت امیر علیہ السلام کے  
پیشانی پر پانی کی نمی تک نہ تھی۔ میں ہکا بکا رہ گیا۔ اور سخت میرانی میں پڑ گیا اس کی وجہ حضرت امیر  
صلی اللہ علیہ وسلم سے چوٹی فرمایا۔ یہ چیز تم نے دیکھی تھی۔ فرمایا۔ یہ وہ فرشتہ ہے جو پانی کا سواں پانی سے  
بچتا ہے اور گئے رگایا۔



عبداللہ بن عباس اور حمید طویل انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جب کوغ میں تشریف لے گئے تو دیر لگائی ہم لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے آواز دی علی کہاں ہیں آپ آخری صف میں نماز پڑھ رہے تھے حاضر ہوئے فرمایا اے علی! جماعت میں شامل ہو گئے ہو۔ عرض کیا اے اللہ کے نبی! بلال نے اقامت کہنے میں جلدی کی ہے۔ میں نے حسن کو وضو کے لیے پانی لانے کی آواز دی میں نے دیکھا کہ گھوڑوں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ ناگاہ مجھے غیبی آواز نے پکارا۔ اے ابوالحسن! داہنی طرف دیکھو میں نے دیکھا کہ سونے کی ایک طرف جو سبز دھواں میں ڈھکا ہوا لٹکا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ بکھن سے زیادہ نرم اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس سے وضو کیا پانی پیا۔ سر پر ایک قطرہ پکا اس کی ٹنڈک میں نے دل میں محسوس کی کہ میرے ہاتھ پر پانی ڈالا جا رہا تھا پھر میں نے دھواں سے اپنا منہ پونچھا اس دوران میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا اے اللہ کے نبی پھر میں آکر جماعت میں شامل ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طرف بہشت کا تھا پانی کوثر تھا قطرہ عرش کے نیچے کا تھا۔ دھواں وسیلہ ہے جسے جبرائیل دھواں دینے والے میکائیل تھے۔ لگاؤ جبرائیل میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے کہہ رہے تھے۔ اے محمد! ٹھہرو غلو! دیر ٹھہرو تاکہ علی آکر آپ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائیں۔

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جبرائیل کو وجہ کلی کی صورت میں دیکھا تھا۔ اور آپ کی اس نام سے پکارا تھا۔ اور اس وقت بھی جبرائیل کو دیکھا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھا۔ اور جبرائیل نے کہا آپ اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں اس وقت بھی دیکھا جب جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھواں سے کرا رہے تھے اس وقت بھی دیکھا جب حضرت نے ایک اعرابی سے ناقہ خریدا۔ اور دوسرے ہاتھ میں سو سٹھ دینار ہیں فروخت کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے وقت بھی جبرائیل کو دیکھا۔ اس کے لگ بھگ میں احمد سے روایت کی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کئی موقعوں پر کی ہے۔ شعبہ سے وہ قتلاہ سے وہ ابن جبر سے وہ ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت کرتے ہیں: نَزَلَ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ماہ بٹے رمضان کے۔ اور جناب علی علیہ السلام نے بھی آپ کے ساتھ چھ ماہ کے۔ ان مہینوں میں عیلة القدر کی رات کو جبرائیل



اسلام پر نازل ہوتے تھے اور رب کی جانب سے آپ کو سلام کرتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کرتے ہیں کہ اہل بیت رسول کے پاس ایک شخص آیا تھا۔

اس نے کہا کہ میں نے اللہ کی راہ میں تمہیں ہر معصیت سے تعزیت ہو۔ ہر طاقت سے تمہیں نجات ہو اور ہر عزت ہو جائے وہ مل جائے۔ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کا اصفیٰ کیا نصیحت

کی کہ یہ کلمہ اہل بیت نبی قرار دیا اپنی حکمتیں تمہیں روایت کیں۔ اپنی کتاب کا وارث بنایا۔ اپنے علم کا تمہیں تابوت بنا دیا۔ اپنی عزت کا حصہ جو لوگ اس کے سامنے تھے اس سے تمہاری مثال بیان کی۔ گناہوں سے تمہیں

محفوظ رکھنے سے تمہیں امان دی۔ اللہ کی تعریف سے تعزیت یافتہ ہو۔ اللہ اپنی نعمت تم سے دور نہیں کرے گا۔ اور تمہاری برکت نازل کرے گا۔ اس قسم کی گفتگو کا ایک لمبا سلسلہ تھا۔ کسی نے اس کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام

سے پوچھا کہ یہ کس نے دینے والا کوئی ہوتا تھا؟ فرمایا۔ جبرائیل کی رہائی خداوند عالم ہوتے تھے۔ اس قسم کی روایت

میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

شامی کے زہد مولانا نے لوگوں سے احتجاج کیا۔

”کہا تم میں کوئی شخص اب ہے جس نے میرے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل دیا ہو۔ جبرائیل جس سے راز و نیاز کی

بات کرتے ہوں ماور میں اپنے ہاتھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیتے وقت آپ کے ہاتھ کی حرکت کو محسوس کرتا تھا۔

ابو حوٰنہ نے حسن بن علی بن عفان سے اس نے محمد بن صلیت سے اس نے سعد بن علی سے اس نے اسماعیل بن ابی اس نے ابو اسیم بن شمر سے اس نے ابو نعیم بن ابی اسیم سے روایت کی ہے کہ عین کی لڑائی میں

صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمہ الجیش میں حضرت علیؑ تھے بنی مسلم نے فرمایا ہیں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ علیؑ یہ کہے

کہ تمہیں اپنی کپاس داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔ علیؑ سلام نے کہا جو شخص داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔

جیسے کہ جبرائیل ہنس پڑے ابو حوٰنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد بنی مسلم نے کچھ فرمایا۔ لیکن مجھے یاد نہ رہ سکا۔

حضرت علیؑ سلام نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہے کہ میری بات کا جواب جبرائیل دیتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں وہ جبرائیل

تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے جواب دیتے ہیں۔

یہ بات تو مسلم ہے کہ اللہ عزوجل نے علیؑ سلام کی صورت پر فرشتوں کو پیدا کیا تھا۔ وہ علیؑ سلام کی زیارت

کرتے تھے آپ کی مدد کرتے تھے۔ ان کو اپنے سے بات کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ اور فرشتے حضرت کی خدمت

جب کوئی

سے فارغ

رہ رہے

قامت کہتے

کی بھی موجود

کے سونے کا

نہیں اور نہ

بسر پر ایک

مال سے

ہو گیا بنی مسلم

جبرائیل کہتے

روٹھوڑی

بک کسی

برائیل نے

کو دھا تو

میں ایک

کے فضائل

علی بن محمد

نے ہیں۔

ان میں سے

نیل علی

کرتے تھے یہ باتیں اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ وحی معلوم کے بعد حضرت علی تمام مخلوق سے بزرگ ترین تھے۔  
فرشتے علی علیہ السلام کے شرکے سپاہی تھے۔

## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ مقالات

عباد بن ربیع اسدی کا بیان ہے کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے پاس ایک شخص بیٹھ  
تھا جو گھنی ٹاڑھی والا تھا۔ اور امیر المومنین علیہ السلام سے بات چیت کر رہا تھا۔ وہ اٹھ کر چلا گیا۔ تو میں نے حضرت کی خدمت  
عرض کیا۔ اسے امیر المومنین یہ شخص کون تھا۔ میں نے آپ کو ہم سے گفتگو کرنے کا موقع نہ دیا۔ فرمایا۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ  
السلام کے وصی ہیں۔

عبدالرحمن بن کثیر ہاشمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ صفین کے موقع پر امیر المومنین علیہ السلام  
نے حضورِ پاکؐ کو اولیٰ وی بہار شگافہ ہوا۔ ایک سفید سر سفید ٹاڑھی اور سفید چہرے والا انسان اس کے اللہ  
سے باہر نکلا اور عرض کیا۔ السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاتم النبیین کے وصی کو خوش آمدید ہو۔  
جو غر الجبلین کے تائید ہیں۔ والا لا انا ثور وانما فضل العائز ثواب الصديقین سید الوصیین ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے بھائی شمعون بن جہول حضرت یحییٰ بن مریم روح القدس کے وصی تم پر سلام  
ہو۔ آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ عرض کیا غیریت سے ہول اللہ آپ پر رحمت نازل کرے یہی حضرت روح اللہ کے آنے کے  
انتظار میں ہول میں اللہ کی راہ میں اور کوئی بڑا امتحان نہیں جانتا جس میں آپ مبتلا ہیں۔ اور کل (قیامت) کو آپ  
زیادہ اچھے ثواب لینے والا اور بلند مکان والا آپ کے مقابلہ میں کوئی نہیں ہوگا۔ اسے میرے بھائی! اسے علی بن ابی طالب  
کو آپ ملے کر رہے ہیں اس کے بارے میں صبر سے کام لیں۔ حتیٰ کہ کل (قیامت) کو اپنے حبیب رسول اللہ سے ملا  
کیں۔ میں تیرے اصحاب اوصیاء کو دیکھ رہا ہوں۔

ابن مہزیار نے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص  
حاضر ہوا۔ جس نے دو سبز چادریں پہنی ہوئیں تھیں اور ریش سفید تھی۔ جو اب امیر المومنین علیہ السلام نے نماز سے سجدہ  
پھیرا تو وہ شخص حضرت کے سر پر گر پڑا۔ اور آپ کے سر کے ہوسے دینے لگا۔ حضرت کے ہاتھ کو پکڑا اور دوزل شخص



نے گئے۔ ہم دو گ جلدی جلدی دونوں کی طرف چل پڑے ہم نے آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا: یہ میرے  
بہن خضر بن جو مجھ پر گر پڑے تھے۔ اور مجھے کہا، تم کو فہم میں موجود ہو۔

موجود اور سعد بن طریف نے اصغ سے روایت کی ہے کہ خضر علیہ السلام دوسری دفعہ تشریف لائے شہم اسطوانہ  
کی طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ کہا اسے صاحب ساریہ اگر کے مالک یعنی علی علیہ السلام سے میرا سلام کہنا۔ اور ان  
کی محبت میں عرض کرنا کہ میں حاضر ہوا تھا۔ لیکن آپ نیند فرما رہے تھے۔

حضرت امام جعفر بن محمد علیہم السلام اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ امیر المومنین علیہ السلام سے  
روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ جس کی صرف آہٹ  
سنانی تھی لیکن وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے تھے اس نے آکر کہا۔ اے گھر والا! تم پر سلام ہو۔ اللہ کی رحمت  
اور برکتیں نازل ہوں۔ اللہ کی ذات پر بھروسہ کرو۔ اور اسی سے ثواب کی امید رکھو۔ محروم وہ شخص ہے جو اللہ کے  
ثواب سے محروم ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔

محمّد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کعبہ کا طواف کر رہے تھے ایک شخص خانہ کعبہ کے  
درون میں داخل ہوئے یہ دعا کر رہا تھا۔ یا من لا یشفلہ مع من مع یا من لا یغدرہ الشاکون  
یا من لا یجبرہ الفحاح املحید آذنی برد عفون وحلاوة مغفرتک۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے آپ کی دعا یہ ہے؛ کہا آپ نے اس کو سنا ہے؟ فرمایا  
ہاں۔ کہا اس کو ہر نماز کے بعد پڑھا کریں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں فطر کی جلیں ہے اگر آپ کے گناہ  
ان کے ستاروں جارش کے قطروں۔ زمین کے سنگ پر زردن اور مٹی کے برہم کیوں نہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو  
بیک چھیننے سے پہلے بخش دے گا۔

عبد اللہ بن حسن بن حسن اپنے باپ دادا وہ حضرات امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، آپ  
مکہ کو فہم میں ایک دن تشریف فرما تھے، جب رات ہو گئی تو آپ کے پاس ایک شخص آیا۔ جو سفید کپڑے  
پہنے ہوئے تھا۔ چوکیداروں اور فوجیوں نے حاضر ہو کر اطلاع دی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ تم کیا چاہتے  
ہو؟ عرض کیا کہ ہم اس شخص کو آپ کے پاس آتے ہوئے دیکھا۔ پورے شب بیدار ہوا۔ کہ کہیں آپ کے حمد نہ کرے  
خدا تعالیٰ! تم پر رحم کرے۔ تم سب کے سب چلے جاؤ۔ تم تو زمین والوں سے میری حفاظت کرتے ہو لیکن  
میں زمین سے کون میری حفاظت کرے گا۔

تھوڑی دیر حضرت کے پاس بیٹھا ہوا آپ سے باتیں پوچھتا رہا۔ کہا اسے امیر المومنین، آپ نے خلافت کو رد فرمایا۔ زینت اور کمال بخشا ہے۔ اور خلافت نے آپ کی کوئی عزت نہیں بڑھائی۔ اُمّت محمد آپ کی محتاج ہے۔ آپ امت کے محتاج نہیں ہیں۔ کچھ لوگوں نے آپ سے پہلے خلافت پر قبضہ کیا۔ اور آپ کی جگہ بیٹھ گئے۔ اللہ پر واجب ہے کہ ان سے حساب و کتاب لیں۔ آپ دنیا میں تو زاہد الگ تھلگ کھڑے ہیں۔ مگر آسمانوں اور زمین میں عظیم القدر ہیں۔ آخرت میں سب کو کثیر مقیلاً میں انکسالات خداوندی سے ترازا جائے گا۔ جب آپ کے شیعہ مان باؤں کو دیکھیں گے تو ان کی ہیکلیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ آپ خود سید المرسلین ہیں اور سید الانبیاء کے بھائی ہیں۔ اس شخص نے بارہ ائمہ علیہم السلام کے حالات بیان کئے اور چلا گیا۔ امیر المومنین حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ تم جانتے ہو۔ یہ کون شخص ہے، عرض کیا اسے امیر المومنین یہ کوئی تھے۔ فرمایا۔ یہ میرے بھائی خضر ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت خضر نور حضرت علی علیہم السلام کھٹے ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ کھات صحت بیان فرمائیے۔ کہا کہ اللہ کی رضا مندی کی خاطر دوست مندوں کو غریبوں کی مدد کرنی چاہیے۔ اس سے بہتر کئی چیز نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے بہتر یہ ہے اللہ پر ہر دس کے غریب کو امر کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت خضر نے فرمایا۔ یہ وہ بات ہے کہ جس کو سونے کے پانی سے لکھ لینا چاہیے۔ مالی مفید نیشاپوری اور تاریخ بغداد میں ہے کہ قتیب بن شحزف نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ حضرت نے ان سے نصیحت کی بات دریافت کی۔ کہا مجھے پانی پھیلی دکھلاؤ۔ جب حضرت نے پھیلی دکھلائی تو سبز سیاہی سے اس پر یہ عبارت تحریر تھی۔

قد كنت ميتاً نصرت حياً وعن قليل تعود ميتاً  
تو مردہ تھا۔ زندہ کیا گیا۔ غریب تو پھر مردہ ہوگا۔

قابن لدار البقا بئاً ودع لدار الفنا بئاً  
بقا کے گھر کو بناؤ۔ فنا کے گھر کو چھوڑ دو۔

عبد اللہ بن سلیمان حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام جب گھر سے نکلا گیا۔ تو آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربت اطہر کے نزدیک کھڑے ہو گئے۔ فرمایا اسے مانجائے۔ قوم نے مجھے کہا کہ عذاباً ہے قریب ہے کہ مجھے قتل کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے ایک ہاتھ باہر نکلا۔ لوگوں نے پہچانا۔ کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے۔



اللہ صلعم کا ہاتھ ہے اور آواز کو بھی پہچانا کہ یہ رسول اللہ صلعم کی آواز ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا: اے فلاں! تم نے اس ذات کے ساتھ کفر کیا جس نے تمہیں مٹی سے پھر لطفے سے پھر گوشت کے لومڑے سے پیدا کیا۔ اور پھر تجھے مرد بنایا۔

عبداللہ بن سلیمان۔ زیاد بن منذر اور عباس بن حریص سب حضرات ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ایک شخص سے ملے اور اس سے احتجاج کیا۔ آپ نے فرمایا: تو اس بات پر کیا ماضی ہے کہ تیرے اور میرے درمیان رسول اللہ صلعم فیصلہ کر دیں؟ اس نے جواباً کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ رسول اللہ صلعم تو انتقال کر چکے ہیں، حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے ہاتھ کو پکڑا۔ اور قبا میں تشریف لے آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں تشریف فرما ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے خلافت کے بارے میں (حضرت علی علیہ السلام کے حق میں فیصلہ دیا۔

مابینا اور اوصیا کی غیبت یا وفات کے بعد کسی شخص کا ان کی زیارت کرنا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ زیارت کرنے والا شخص جیل القدر ہے۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانے میں کوئی شخص آپ کی نظیر نہیں تھا۔

## فصل حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ ایسٹل و اس کے شکر کے حالات

صل الشرائع میں ابی بابویہ حضرت سلمان فارسی سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایسٹل کا گزر کچھ لوگوں کے ساتھ ہوا۔ وہ لوگ حضرت علی کو گالیاں دے رہے تھے اس نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو رہی ہے کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے ان کی قوم کے اندر یہ کہ بارہ ہزار سال عبادت کی جب اللہ عزوجل نے جنات کو ہلاک کر دیا تو میں نے بارگاہ خدا کی اس بات کی شکایت کی اس شکایت کے نتیجے میں مجھے آسمان سے دنیا کی طرف بے جایا گیا۔ میں نے وہاں بارہ ہزار سال عبادت کی اس وقت میرا رہن سہن فرشتوں کے ساتھ تھا۔ اسی دوران میں ہمارے ساتھ ایک نور شمعانی تھا۔ تمام فرشتے اس کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑے۔ ناگاہ اللہ عزوجل کی طرف سے ایک آواز آئی۔ یہ نور نہ ملک تقرب کی طرف نہیں گزرتا۔ بلکہ یہ نور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طینت کا ہے۔

عبداللہ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اے علی! وادی کی طرف تشریف لے جا۔ آپ میں تشریف لائے اور ایک گھر میں داخل ہوئے وہاں کسی کو نہ دیکھا آپ گھر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔

وہاں ایک شیخ سے ملاقات ہوئی۔

شیخ — آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟

حضرت — مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھیجا ہے۔

شیخ — آپ مجھے جانتے ہیں۔

حضرت — معلوم ہوتا ہے کہ ملعون تم ہی ہو۔

شیخ — میں آپ سے کشتی کرنا چاہتا ہوں۔

پہنچا تو حضرت اور اس کے درمیان کشتی ہو گئی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے پھانسی دیا۔ اس نے کہا:

علی! میرے اوپر سے اٹھ جائیے میں آپ کو ایک بشارت دیتا ہوں۔ حضرت اس کے اوپر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

حضرت — اے ملعون! تم مجھے کس بات کی بشارت دو گے؟

ملعون — کہ جب قیامت کا روز ہوگا، حق عرش کے دامنِ طرف اور حسین عرش کے بائیں طرف موجود ہوں گے۔

اپنے شیعوں کو دوزخ سے نجات کا ٹکٹ دے رہے ہوں گے۔

شیخ — (کھڑے ہو کر) کیا میں ایک اور کشتی آپ سے کرتا ہوں؟

حضرت — میں تیار ہوں۔

پہنچا تو کشتی میں امیر المومنین علی علیہ السلام نے اسے دوسری مرتبہ بھی پھانسی دیا۔

ملعون (ابلیس) — آپ مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو ایک اور بشارت دیتا ہوں!

حضرت علی علیہ السلام نے اسے پھانسی دیا۔

ملعون — جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا، تو آپ کی اولاد کو آپ کی پشت سے ذروں کی مانند نکالا۔ اور ان سے کہا:

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: آپ ہمارے رب ہیں، ان کے نفسوں کو ان پر گواہ بنایا۔ محمد کا لہجہ:

آپ کا لہجہ سے مشتق لیا ہر جہل کو تیرا چہرہ اور مدحوں کو تیری روح کی پہچان کرائی۔ جو شخص آپ سے کہتا ہے کہ:

آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ تو اللہ عزوجل نے اس کو اس بات کی مغفرت دے دی ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ:

مگر میں آپ سے بغض رکھتا ہوں اس کو بھی اللہ عزوجل نے آپ کی حقیقت سے آشنا کر دیا ہے۔ (پھر کہا کہ) اللہ

اور میرے ساتھ تیری کشتی کرو۔

حضرت — ہاں کشتی کرتا ہوں۔



آپ نے اس کو پھپھاڑ دیا۔ اور پھوڑ دیا۔ پھر اس نے آپ کے شتی کی امیر المؤمنین نے اسے پھر پھپھاڑ دیا۔  
 ملعون — اے علی! میرا کچھ مرنہ نکالئے مجھ سے اٹھ جائے میں آپ کو ایک اور ثروت سناتا ہوں۔

حضرت — اے علی! ٹھیک ہے لیکن میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ اور تجھ پر لعنت کرتا ہوں۔

ملعون (ابلیس) — خدا کی قسم اے ابو طالب! کے فرزند! جو شخص بھی آپ کے ساتھ بغض رکھتا ہے۔ میں نطفہ کے قرار

کے وقت میں اس کے باپ کے ساتھ اس کی ماں کی رحم میں شریک ہوں۔ اور اس کی مال میں بھی شریک ہوتا ہوں

کیا آپ نے اللہ عزوجل کی کتاب کی یہ آیت نہیں پڑھی دشارکھم فی الاموال والاولاد

یہ تیرا خلیفہ اور کتاب نطرنی میں ابن جریج سے روایت ہے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے

میں ابو خلیفہ العس سے وہ ابی وائل سے وہ ابو عبد اللہ سے وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔ خو کو شکی کی

کہاؤں میں با سند و خود ضحاک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ قاضی ابوالحسن اشعانی نے اسحاق الاقر سے روایت

کی ہے ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے اس بات کو روایت کیا ہے۔ ان میں ابو جعفر بن بابویہ ہیں جنہوں نے الامتحان

میں بیان کیا ہے۔ اور حدیث کے الفاظ سرکوشی کی تحریر کے مطابق ہیں۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ کے محن میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا جو بہت بڑا تھا۔ ہاتھی کی مانند تھا۔ رکن

میں کے نزدیک تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تھوک کر فرمایا۔ تم پر لعنت ہو۔

حضرت علی — اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ کیا کیا؟

حضرت علی — کیا تم اس کو نہیں پہچانتے؟ یہ ابلیس لعین ہے۔

حضرت علی فوراً پلٹے اس کی پیشانی اور سوندہ کو پڑ کر کھینچا۔ اور زمین پر گر دیا۔ اور عرض کیا یا رسول میں اس کو ضرور

کھینچوں گا۔

رسول اللہ — اے علی! تجھے معلوم نہیں ہے کہ وقت معلوم تک ہلت دی گئی ہے۔

ابن جریج نے حضرت علی علیہ السلام نے اسے پھوڑ دیا۔

حضرت علی — (کھڑے ہو کر کہا) اے علی! مجھے پھوڑ دیجئے۔ میں آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ مجھے آپ پر نہ ہی

خدا کی قسم میں پر کوئی قدرت حاصل ہے خدا کی قسم جو شخص بھی آپ سے بغض رکھتا ہے۔ میں اس کے مال کے

ساتھ اس کی مال کے رحم میں شریک ہوتا ہوں جیسا کہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ دشارکھم فی الاموال والاولاد

خدا کی قسم اسے علی! اس کو پھوڑ دیجئے

ہاں

آپ

ہے

میں

میں

یہ

ہاں

ہاں

ہاں

ہاں

ہاں

حضرت علی علیہ السلام نے اس کو چھوڑ دیا۔

کتاب ابراہیم میں ابوساۓہ شامی سے روایت ہے کتاب ابن فیاض میں اسماعیل بن ابان سے روایت ہے۔ یہ دونوں حضرات حضرت ام سلمہ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اور بلالؓ رسول اللہ کے نشانات قدم کو دیکھتے ہوئے آپ کی تلاش میں نکلے جب یہ لوگ پہاڑ کے پاس پہنچے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نشان گم ہو گیا اسی دوران میں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو نیکہ لگاے اور اپنے کندھے پر ایک چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اسے بلال! تم یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں ایک خبر لاتا ہوں۔ آپ اس شخص کی طرف روانہ ہو گئے۔ قریب پہنچ کر فرمایا۔ اسے اللہ کے بند سے تم نے رسول کو کہیں دیکھا ہے؟ اس نے کہا اللہ کا رسول بھی ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر حضرت علی ناراض ہو گئے۔ ایک پتھر اٹھایا۔ اور اس کو دسے مارا۔ جو اس کی آنکھوں کے درمیان لگا۔ اس نے ایک سخت چیخ مرنے کی تمام زمین گھوڑوں اور مردوں سے بھاگ ہو گئی۔ انہوں نے اس کے ارد گرد طواف کرنا شروع کیا۔ حضرت علی اس کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ابھی جا ہی رہے تھے۔ کہ اسی انیس پہاڑ کی طرف سے دو پرندے آئے ایک پرندے نے اس کا دایاں حصہ اور دوسرے نے بائیں حصہ پکڑ لیا۔ اور لگاتار اس شخص کو اپنے پروں سے مارتے رہے۔ حتیٰ کہ تمام گھوڑے اور آدمی چلے گئے۔ دونوں پرندے واپس لوٹے جاکر پہاڑ پر بیٹھ گئے حضرت نے بلال سے فرمایا آؤ پہاڑ پر چلیں اور ان پرندوں کا پتہ کریں۔ حضرت علی اور بلال پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے عقب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں حضرت علی علیہ السلام کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہاں آپ نے فرمایا۔ اسے علیؓ کبیدہ خاطر کیوں ہو؟ آپ نے تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علیؓ! تمہیں معلوم ہے وہ پرندے کون تھے؟ عرض کیا نہیں؟ فرمایا۔ وہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تھے۔ دونوں میرے ساتھ باتوں میں مشغول تھے۔ انہوں نے آواز کو سن کر معلوم کیا۔ کہ وہ ابلیس ہے۔ اور یہ دیکھ کر تیری امداد کو پہنچے۔

ابو یوسف حمزہ اللہ علانی اپنے سلسلہ روایت میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جعفر فاطمہ علیہم السلام کے گھر میں جمع ہوئے۔ آپ نماز میں مشغول تھیں جب سلام پڑھا۔ تو اپنی دائیں ہاتھ کی توڑ ٹپ سے جھرا ہوا طبق موجود پایا اور آپ کی بائیں جانب سات روٹیاں اور سات بھنے ہوئے پیاز تھے اور ایک پیالہ۔ دودھ کا۔ اور ایک طاس شہد کا اور ایک پیالہ شراب جنت کا۔ اور ایک کھجور کا۔ اب معین اکثر کا۔ ان چیز کو دیکھ کر آپ سجدہ شکر میں گر پڑیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اپنے باپ پر دیکھ کر



ابو جہل نے ان حضرات کے سامنے کھجوروں کا طبق بڑھا دیا جب یہ لوگ اس کے کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے دسترخوان ان کے سامنے رکھا۔ اس دوران میں دروازے کے چیمے سے ایک سائل نے آواز دی۔ اسے اہل بیت کرم کیا مسکن کو کھانے کے لئے کچھ ملے گا۔ سیدہ نے ایک روٹی اٹھالی اس پر سبنا ہوا پزند رکھا اور شراب جنت کا پیالہ اٹھایا سائل کو دنیا چاہا، یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، فرمایا یہ کھانا تو اس سائل پر حرام ہے۔ آپ کو آگاہ کیا کہ یہ تو ابلیس ہیں اگر ہم نے اس کو یہ کھانا دے دیا تو یہ اہل بہشت میں سے ہو جائے گا۔ (جنت کے کھانے کھانے والا دوزخ میں نہیں جاسکتا)

ابو صلح مؤذن اربعین میں اپنے استاد سے زنیب بنت جحش سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے پاس تشریف لائے کہا دونوں پرندے لے آؤ وہ دونوں جنت کے دسترخوان میں سے تھے، اسی دوران میں ایک سائل نے آواز دی اسے اہل بیت آپ لوگوں پر سلام ہو میں وہ کھانا کھلا دو جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دیا اور فرمایا اے اللہ کے بندے تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کھلائے گا۔ دوسری بار بھی یہی سائل آیا اور پہلے کی طرح اس کے ساتھ سلوک ہوا۔

کتاب ابو اسحاق طبری میں مؤذن علی اپنے باپ امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فاطمہ حسن حسین کو بلایا۔ ایک پیالہ طلب کیا جس میں کھانا تھا۔ ہم نے اس سے کھانا کھایا۔ دروازے پر ایک سائل آکر ٹھہر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ ہو جا۔ پھر آپ نے بچا ہوا کھانا اٹھایا۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے آج آپ سے وہ بات دیکھی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کھانا جنت کا تھا۔ اور سوال کرنے والا شیطان تھا۔

تہذیب الاحکام میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جناب رسول اللہ کو غسل دینا چاہا۔ گھر میں ایک کدو مٹنی گئی

”تمہارا نبی طاہر و مطہر ہے۔ اس کو ایسے ہی دفن کر دو۔ اور اسے غسل نہ دو۔“

حضرت علی علیہ السلام نے آواز سن کر فرمایا — اے اللہ کے دشمن دور ہو جا۔ مجھے تو آپ نے اپنے غسل کفن اور دفن کا حکم دیا تھا۔

پھر ایک اور آواز سنی گئی اے علی بن ابی طالب اپنے نبی کی شہرہ گاہ کو چھپا دو اور آپ کی

قیس کو مت اتارو۔

کافی کلینی میں چار حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کیے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام منبر پر تشریف فرما تھے، مسجد کے دروازے سے ایک اڑدھا داخل ہوا۔ لوگوں نے اُسے قتل کرنا چاہا۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ ان کو اسی کے ہارنے سے روک دو۔ انہیں روک دیا گیا۔ وہ اڑدھا چل کر منبر کے پاس پہنچا۔ بلند ہو کر امیر المومنین کو سلام کیا، امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں سلام کا جواب اثناء سے دیا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کیا میرا نام عمیر بن عثمان ہے۔ میں آپ کے نائب کا بیٹا ہوں جو جنات پر مقرر تھا۔ میرا آپ انتقال کر گیا ہے، اس نے مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی تھی۔ کہ آپ کے فرمان سے مطلع ہو سکوں۔ میں حاضر خدمت ہوں میرے تعلق کیا حکم ہے؟ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں تجھے اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنی قوم کی طرف چلے جاؤ۔ تم ان کے قائم مقام ہو۔ اور ان پر میرے خلیفہ ہو۔ ایک طویل حدیث علی بن محمد صوفی سے مروی ہے کہ ان کی ملاقات شیطان سے ہوئی۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کہا۔ میں اولاد آدمؑ سے ہوں۔ شیطان نے کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم اس قوم میں سے ہو جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ اور دہساؤنات اس کی نافرمانی بھی کرتے ہیں ایسے بعض بھی کہتے ہیں، اور (گاہ بگاہ) اس کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔

حضرت نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں صاحب یم، اسم بکیر ہیل عظیم، قاتل ہابیل نوح کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والا صالح کی اونٹنی کی کوئیں کاٹنے والا ابراہیم کو آگ میں ڈالنے والا یحییٰ کے قتل کی تدبیر کرنے والا۔ قوم فرعون کو دیباے نیل میں ٹھکانا دینے والا۔ میں مخمل السحر ہوں اور قائد السحر موسیٰ کی طرف ہوں۔ میں بنو اسرائیل کی طرف گرامہ بنانے والا ہوں۔ میں زکریا کو آرسے سے چیرنے والا ہوں جب ابراہیم بائیس لے کر کعبہ گرانے آیا تھا۔ میں اس کے ساتھ تھا۔ جنگ اعداؤں جنہیں میں نے محمدؐ کے خلاف لوگوں کو روکنے کے لئے جمع کیا تھا۔ مستغفر کے روز میں نے منافقین کے دل میں حسد ڈالا تھا۔ نصرہ کی لڑائی کے روز ہر مروج اور اونٹ خود میں تھا۔ صغیر کی لڑائی میں لشکر میں صاحب موافق میں تھا، کربلا کی لڑائی میں مومنین کا مذاق اڑانے والا میں تھا۔ میں منافقین کا امام ہوں۔ پہلے لوگوں کو ہلاک کرنے والا میں ہوں۔ میں نے آخری لوگوں کو گمراہ کیا۔ میں ناکشیں کا شیخ۔ قاسطین کا رکن۔ اور مارتین کا سیہ ہوں میں ابورہ ہوں جو آگ سے پیدا کیا گیا ہے مٹی سے پیدا نہیں ہوا۔ میں وہ شخص ہوں جس پر خدائے لم یزل نازل ہوا۔

صوفی نے کہا۔ میں تجھے اللہ کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائے جس کے ذریعہ



میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر سکوں اور اس کے قریبے زمانے کی مصیبتوں پر کامیاب ہو جاؤں۔ کہا دنیا میں پرہیزگاری اختیار کر اور قوت لایموت پر قانع رہو۔ آخرت کا ذخیرہ علی بن ابی طالب کے ساتھ محبت رکھ کر کامیاب ہو جاؤ۔ اور حضرت کے دشمنوں سے بغض رکھو۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی سات آسمانوں میں عبادت کی ہے اور سات زمینوں میں اس کی نافرمانی کی ہے۔ میں نے جس مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو دیکھا ہے وہی اللہ کا تقرب علی کی محبت کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ صوفی کایاں سے کہ یہ کہہ کر وہ شخص میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ فرمایا کہ ملعون زبان سے ایسا بیان لایا تھا۔ اور دل سے کفر کیا تھا۔

مناقب ابواسحاق۔ طبری اور ابانہ الفلکی میں ہے کہ ابو حمزہ شمالی نے کہا کہ بنی تہیم کا ایک آدمی تھا جس کا نام غیشمہ تھا۔ صفین کی جنگ کے روز جب حکمیں کی تجویز قرار پائی۔ تو وہ جزیرہ کی طرف بھاگ گیا جب راوی عین سے گزرا جس کا نام میانہ قین ہے۔ اس نے راوی سے ایک ٹیسی آواز کو سنا۔

یا ایہا الساری بل میا قین !! مخالف الحق دین الصادق

اسے میانہ قین سے گزرنے والے تم نے حق اور سچے دین کی مخالفت کی ہے۔

تابع دینا لیس دین الخالق بل کان دین احق مناقق

تم نے خالق کے دین کی پیروی نہیں کی بلکہ احمق اور مناقق کے دین کی پیروی کی ہے۔

غیشمہ نے جواباً کہہ

لما رایت القوم فی الخصوم فارتدت دین احق لیسم

جب میں نے قوم کو جھگڑا کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے احمق کیفے کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔

حق یعود الدین فی المسمیم

حتی کہ دین صحیح شکل میں لوٹ آئے

غشی کواد نے کہا

اصح بقول ثم دعه ترشدا ان علیا کالحام الاصل

سنا پیڑی یا پتہ سن اور ادھر کے جہانے چھوڑ دو۔ علی متبع ہراں کی مانند ہے۔

منہاجہ دین النبی المہتدی ! ما رجع الی دین وصی احمد

علی کا طریقہ نبی کا دین ہے۔ احمد کے وصی کے دین کو اختیار کر۔

فخالف المراق منه والشہد

شک و شبہ کو چھوڑ دے جا کر وصی کے دین کی گواہی دو۔

وہ شخص لوٹ کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لگاتار آپ کی خدمت میں حاضر رہا ہے۔ حتیٰ کہ قتل کیا گیا۔

بعض کتب احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک نیک جن عورت اہل بیت علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی اس کا بیان ہے کہ میں نے جزیرہ میں شیطان کو ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے دیکھتے ہوئے سنا کہ

تشفیٰ الی اللہ اهل العباد وان لم یکنوا شفیعاً فمن

اللہ کے ہاں اہل عباد میری سفارش کریں گے۔ انہوں نے میری سفارش نہ کی تو کون کرے گا۔

شفیع النبی شفیع الوصی شفیع الحسین شفیع الحسن

میری سفارش نبی، وصی حسین اور حسن کریں گے۔

شفیع الی اللہ اهل العباد فصلی علیہم الہ المنن

میری سفارش معصومہ کو بن کریں گی۔ ان حضرات پر اللہ کی رحمت نازل ہو۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ مخلوق شیطان اور اس کے لشکر سے ڈرتی ہے۔ اور ان سے پناہ

مانگتی ہے مگر ایسے اور گروہ ابلیس حضرت علی علیہ السلام سے ڈرتے ہیں۔ اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان

کا وسیع تلاش کرتے ہیں۔ ایسا حضرت کی شان کی بندی اور مدارج کے کمال کی وجہ سے ہے۔

## فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا آسمانی کتبوں میں ذکر

ابو القاسم کو فی اہل تبدل کے دین میں بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے

فضائل زیادہ بیان فرمائیے۔ تو حاسدین نے اس بات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی تو اللہ

عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔



## فان كنت في شك مما انزلنا اليك

یعنی علیؑ کے بارے میں جو باتیں میں نے تم پر نازل کیں، اگر اس کے متعلق شک ہے، تو فاسال الذین یقرؤن الکتاب من قبلک تو اس کے متعلق اہل کتاب سے دریافت کرو۔ کہ ان کی کتابوں میں علیؑ کے بارے میں کیا کچھ تحریر کیا گیا ہے، تم لوگ ضرور وحی محمدؐ کا ذکر ان کی کتابوں میں پاؤ گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کہا لقد جائتک الحق من ربک فلا تکن من الممتزین تیرے پاس حق آگیا، شک کرنے والوں میں سے نہ بنو۔ ولا تکن من الذین کذبوا بایات اللہ فتکون من الخاسرین تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور گھٹاپا پانے والے لوگوں میں ہو گئے۔ اس مقام پر آیات سے مراد متقیرین اور متاخرین اوصیا ہیں۔

کافی میں محبوب بن فضل ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام کی ولایت تمام انبیاء کے صحیفوں میں تحریر تھی، اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو نبوت محمدؐ اور وصایت علیؑ علیہ السلام کے ساتھ بھیجا ہے

صاحب شرح الاخبار کا بیان ہے کہ حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ووصی بہا ابراہیم بنیہ و یعقوب یا بنی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن اکادانتہم مسلمون کہ اس سے مراد ولایت علیؑ ہے۔

اصول کی بعض کتب میں تحریر ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں تمہیں علیؑ علیہ السلام کی اس فضیلت کے بارے میں آگاہ کروں، جو تواریات میں موجود ہے، تو تم کہو گے سلمان پاگل ہو گئے، اور دوسرا اگر وہ تو بول کہے گا: اے اللہ! سلمان کے تامل کو بخش دے۔ روضۃ الواعظین میں نیشاپوری سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت فاطمہ بنت اسد موجود تھیں، صبح کے وقت حضرت ابو طالبؓ سے کہا کہ میں نے آج رات عجیب و غریب باتیں دیکھی ہیں۔ (یعنی فرشتوں وغیرہ کو ملاحظہ کیا ہے) جناب ابو طالبؓ نے فرمایا: تم انتظار رکھو۔ چند سال کے بعد تم بھی ایسا فرزند جنوگی، اس واقعہ کے تیس سال بعد امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

کتاب مولد امیر المومنین میں ابن بابویہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طالبؓ ایک پتھر پر سو رہے تھے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا دروازہ کھل گیا ہے، ایک نور نکلا جس نے آپ کو گھیر لیا۔ یہ خواب دیکھ کر جناب

ہے۔ حتیٰ کہ

میں حاضر

نے سنا

سن

سن

ن سے پناہ

اور ان

علیؑ کے

تو اللہ

ابوطالب چونک پڑے ایک راہب کے پاس آئے اس سے یہ خواب کا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا اے ابوطالب  
تجھیں بشارت ہو عنقریب آپ کے ہاں اللہ عزوجل ایک فرزند عطا کرے گا جو عالم کے لئے مشکل کش ہوگا۔  
ابوطالب خانہ کعبہ میں آئے اور طواف کیا۔ اور یہ اشعار پڑھے۔

اطوف لللال حول البيت      ادعوك بالرخبة محي المبيت  
بان تربي السبط قبل الموت      اخر نورا يا عظيم الصوت  
مفلتا بقل اهل الحبت      وكل من دان يوم السبت

پھر واپس ہو کر اس پتھر سو گئے، خواب میں دیکھا کہ آپ نے سر پر یا قوت کا تاج اور ریشمی شلوار پہنی ہوئی  
ہے۔ اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے ابوطالب تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں، میرے ہاتھ فٹھند ہو گئے  
تیرا خواب بہترین ہے، تیرا ایک فرزند پیدا ہوگا جو شہر کا مالک ہوگا، عظیم المرتبت ہوگا جو کفار کو نیچا رکھے  
گا، آپ یہ خواب دیکھ کر خوشی خوشی جاگ پڑے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور یہ اشعار بیان کئے۔

ادعوك رب البيت والطواف      والولد المحبو بالفعاف  
تعينني بالمسنى اللطاف      دعاء عبد الذنوب واق  
وسيد السادات والاشراف

پھر آپ آکر پتھر پر سو گئے خواب میں جناب عبدالمناف کو دیکھا اور آپ نے کہا، اسد کی بیٹی سے عقد کرنے  
میں تجھے کون سی چیز مانع ہے خواب سے بیدار ہوئے اور ناظرین اسد سے عقد کر لیا۔ اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور  
یہ اشعار پڑھے۔

قد صدقت رؤياك التعبير      لست بالمرتاب في الامور

تیرے خواب کی تعبیر سچی ہے مجھے کسی امر میں شک نہیں رہا۔

ادعوك رب البيت والنذور      دعاء عبد مخلص فقير

کعبہ اور نذور کے مالک میں آپ سے منس ارد قیرے بندے کی طرح دعا کرتا ہوں

فادعني يا خالقي سرور عا      بالولد الحلال المسكور

اے پیدا کرنے والے مجھے وہ فرزند دے جو میری خوشی کا باعث ہو۔ وہ مشکل کش ہو جس کا آپ نے

خواب میں ذکر کیا ہے۔



يَكُونُ لِلْمَبْعُوثِ كَالْوَحْيِ سِرًّا يَا لَهْمَا يَا لَهْمَا مِنْ نُورٍ

رسالت پر فائز ہونے والے کے لئے وزیر کی مانند ہو ان دونوں کے نور کا کیا کہنا

ابراہیم نخعی علقمہ بن عباس سے ایک حدیث سفیر بیان کرتے ہیں کہ قرقبہ نامی راہب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت امیر علیہ السلام نے جب دیکھا تو فرمایا: یحیرا اصفر کو خوش آمدید ہو۔ (بتاؤ) تمہوں صفحا کی کتاب کہاں ہے؟ عرض کیا اے امیر المومنین آپ اس بات کو نہیں جانتے فرمایا: ہمارے پاس تمام اشیا کا علم ہے اور تمام تفسیر کے معانی سے آگاہ ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے اس نے کتاب کو نکال اور پڑھنا شروع کیا "بسم اللہ الرحمن الرحیم جو کچھ ہوا سو ہوا۔ لکھا گیا جو کچھ لکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان پڑھوں میں سے ایک رسول کو مبعوث کرنے والا ہے جو ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا۔ اللہ کے راہ کی راہنمائی کرے گا۔ جو درشت رو اور بدگو نہیں ہوں گے۔"

اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کو بیان کیا۔ اور یہ بھی ذکر کیا کہ آپ کے بعد آپ کی امت اختلاف میں پڑ جائے گی پھر آپ کی امت میں سے ایک شخص دریا کے غارت کے کنارے پر ظاہر ہوگا۔ جو لوگوں کو امر بالمعروف کا حکم دے گا۔ اور بقی باتوں سے منع کرے گا اور حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ اس نے حضرت علی کی بیعت کو بیان کیا پھر کہا جو شخص اس نیک بندے کو پاس لے۔ اس کو چاہیے کہ آپ کی عذر سے اور آپ کی مدد عبادت ہوگی اور آپ کے ساتھ قتل ہونا شہادت ہے۔" یہ سن کر امیر المومنین نے فرمایا: اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھے بھولایا نہیں اور اس ذات کا شکر ہے جس نے نیکو کار لوگوں کی کتابوں میں میرا ذکر کیا ہے یہ شخص صفین کی لڑائی میں حضرت کے ساتھ قتل ہوا۔

امالی ابو الفضل شیبہ بانی اعلام النبوة ماوردی اور مستخرج الحشم میں ایک طویل حدیث مذکور ہے امیر المومنین علیہ السلام حضرت کے کنارے بیٹھیں تشریف لائے۔ حضرت کی خدمت میں عمرو بن یوحنا حاضر ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لکھی ہوئی کتاب آپ کی خدمت میں پہنچی یہی صلح کی بیعت کا ذکر کیا اور آپ کے اوصاف بیان کئے اس کے بعد کہا کہ جب حضرت کو اللہ تعالیٰ اٹھا لے گا تو آپ کی امت آپ کے اختلاف میں پڑ جائے گی پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ اس کا اتفاق ہوگا۔ تیسرے کے زمانے میں چھوٹ پڑ جائے گی۔ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ پھر خلافت بنی کے دھبی کے پاس چلی جائے گی۔ دھبی کے خلات لوگ بنو امیہ کی بیعت کریں گے۔ بنو امیہ میں بیاز بنی کے قتل پڑیں گی۔ پھر اس نے حضرت کی بیعت اور زید کا ذکر کیا پھر کہا ان کی اطاعت صحیح معنوں میں اللہ کی راہ میں اطاعت ہوگی۔ میں جناب کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔" — یہ سن کر امیر المومنین سجدہ میں گر پڑے۔ اور دس مرتبہ فرمایا: احسان کرنے والے

س نے کہا اے ابو طالب  
کل کث ہوگا

المیبت

صوت

سبت

شیشی شلوار پہنی ہوئی

تھ فتمند ہو گئے

و کفار کو نیچا دکھائے

ن کئے

س

ف

سے عقد کرنے

کا طواف کیا اور

سوس

یہ

ور

پہنے

کا شکر ہے۔ پھر فرمایا۔ اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھے بھولا یا نہیں۔ اور اپنے نزدیک میرا ذکر بھولا ہوا قرار نہیں۔  
یہ راہب لیلۃ القدر کی رات قتل کر دیا گیا۔

کافی کلینی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ کے پاس کچھ لوگ ایسے تھے جو ماہ رمضان میں کھانا نہیں کھاتے تھے۔

حضرت علیؑ: کیا تم یہودی ہو؟

لوگ: ————— نہیں۔

امام: ————— کیا نصارے ہو؟

لوگ: ————— نہیں بلکہ مسلمان ہیں۔

امام: ————— کیا کسی بیماری میں گرفتار ہو؟

لوگ: ————— نہیں۔

امام: ————— کیا لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے ہو؟

لوگ: ————— لا الہ الا اللہ کہتے ہیں لیکن محمدؐ کو نہیں جانتے۔

امام: ————— اس بات کا اقرار کرو ورنہ میں تمہیں آگ میں جلا دوں گا۔

جب یہاں لوگوں نے اس بات کا انکار کیا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے انہیں آگ میں جلا دیا۔ یہودیوں نے

اسے اس فتنے پر افسوس کیا کہ آپؑ نے دین محمدؐ میں ایسا نئی چیز پیدا کر دی ہے۔ لڑا ہوا میں کسی سے نوا تو کیا تھا جو کہ خود پر

ہو میں رکنا کس شخص اور تقدس اور شہادت دینا؟ اس قسم کے لوگ یہ کہتے کہ تمہارے کیا حضرت موسیٰؑ کی ذات کے

بیشع ہو تو ان اپنی قوم کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کا اعتراف کیا لیکن موسیٰؑ کے رسول ہونے کی ان کا

دلی حضرت نے من کوڑی پہلے کا مسیح تھی کر دیا۔ ایک سید یہودی نے عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ کا

ہو گیا ہے۔ اس نے ایک کتاب تہ کے نام سے لکھائی۔ اور امیر المومنینؑ کے واسطے کر دی۔

حضرتؑ کے قتل کے کوٹا جلا کر کیا اور پڑھے یہودی نے عرض کیا۔ اسے ابو طالبؑ کے بیٹے کہوں روئے

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ دیکھتے ہو یہاں امیر نام لکھا ہوا موجود ہے۔ اس نے کہا کہ کتاب میں مجھے اپنا نام دکھلا

حضرتؑ نے اس کو انام و کویا۔ فرمایا امیر نام اس کتاب میں ایسا ہے کہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ امیر المومنینؑ نے کہا شکر

اس واقعہ کا جس نے امیر نام لکھا۔ انہوں نے کہے صحیفہ میں ثابت رکھا ہے۔



امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے متعلق بشارت دینے والوں کا ایک دفتر بھرا ہوا ہے اس کا ذکر باعث طہارت ہوگا۔ مثلاً سلمیٰ بنیس بن ساعدہ، تبع النک، عبد الملک، ابو طالب، ابو حذافہ بن اسد، حمیری نے حضرت کے آنے کی پیشین گوئی کی تھی۔ حمیری نے تو سات سو سال پہلے پیشین گوئی کی تھی۔

## فصل

### امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا انبیاء اور اوصیا کے ساتھ مقام

تراویح اہل ایمان کی اس سے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں، جانیق ایک جماعت، نصابی کے ساتھ حضرت ابو بکر کے پاس آیا، اس سے مسائل دریافت کئے، وہ جواب دینے سے عاجز رہا، حضرت عمر نے کہا، ان یہود وہ یاتوں سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا خون مباح کر دوں گا، جانیق نے کہا کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ جو ہدایت کا طالب ہو کر آئے، اس سے یہی سلوک کیا جائے، اچھا مجھے ایک شخص کے متعلق آگاہ کرو جس سے میں ان مسائل کو دریافت کر سکوں، ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی، کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے آپ نے اس سے پوچھا، نصرانی نے کہا میں آپ سے بھی وہی سوال دریافت کروں گا، جو اس شخص سے دریافت کئے ہیں۔

نصرانی — آپ اللہ کے نزدیک نہیں ہیں یا اپنے نفس کے نزدیک۔

حضرت — میں اللہ کے نزدیک اس طرح ہوں، جس طرح اپنے عقیدہ میں ہوں ہوں۔

نصرانی — آپ کا جنت میں کیا مقام ہوگا؟

حضرت — میں فردوس اعلیٰ میں نبی امی کے ساتھ ہوں گا، اس بات کا میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

نصرانی — آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا ہے کہ ذکر کردہ درجے کا ترے رب نے وعدہ کیا ہے؟

حضرت — کتاب منزل اور نبی مرسل کی تصدیق کے ذریعے معلوم ہوا۔

نصرانی — اپنے نبی کو کیوں کر پہچانا؟

حضرت — آیات ماہرت اور معجزات بینات کے ذریعے۔

نصرانی — بتاؤ، اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

ہو اقرار نہیں دیا۔

لوگ ایسے حاضر ہوئے

دیا یہودیوں نے حضرت

تہ جو کوہ طور پر نازل

نبی کو وقت کے بعد

بول ہوئے کی نواہی نہ

ہیں کہ آپ ناکوس

پیشہ قبول روئے

اپنا نام دکھلائے

مؤمنین نے کہا بشکر ہے

حضرت — اللہ تعالیٰ کہاں ہے سے بند ہے اسے مکان کی ضرورت نہیں۔ وہ جیسے آج ہے ویسے پہلے تھا۔  
میں تغیر اور تبدیلی نہیں ہوتی۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نہیں بدلتا۔

نصرانی — اللہ تعالیٰ کو حواس کے ذریعے محسوس کیا جاتا ہے اگر یہ بات نہیں تو اس کو پہچاننے کا کیا طریقہ؟  
حضرت — اللہ اس چیز سے بند ہے کہ اس کی صفت تقدیر سے بیان کی جائے۔ اور وہ حواس سے محسوس  
ہو۔ وہ اپنی بدشعنیوں سے ظاہر ہے جو صاحبان عقل کی اپنی کرتی ہیں۔ (کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے)  
نصرانی — آپ کے نبی نے مسیح کے مخلوق ہونے کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

حضرت — ترکیب جسمانی سے ان کا مخلوق ہونا ثابت ہے۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلتا۔  
لہذا ذاتی مخلوق ہونے کی علامت ہے۔ یسوع بائیس ہون کی عصمت نبوت کے لئے ضرور رسال نہیں ہیں۔  
نصرانی — آپ کا علم یہی ہے یا کتابی؟

حضرت — جس سے ہمیں آگاہ کیا ہے اس کا تعلق علم کائنات و مایکون سے ہے۔  
نصرانی — آپ کے دعویٰ کی تصدیق کیوں کر ہو؟  
حضرت — تم گھر سے اس نیت سے نکلے ہو کہ میرے جوابات کو تسلیم نہیں کرو گے۔ میں نے تجھے خواب یا  
پستہ مقام سے بھی آگاہ کیا ہے۔ اور تم سے کلام بھی کی ہے۔ اور اپنی مخالفت سے تجھے ڈرایا ہے۔ اور اپنی  
پیروی کا تمہیں حکم دیا ہے؟

نصرانی — جناب نے سچ فرمایا۔ میں گیمسی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔  
آپ اللہ کے رسول کے وہی ہیں اور تمام لوگوں سے خلافت کے زیورہ حق وہی ہیں  
اس کے ساتھ جو لوگ آئے تھے۔ وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر نے کہا خدا کا حکم ہے اسے منہ نہیں  
ہدایت پائی۔ اور تمہیں اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ نبوت کا علم اپنی بیت نبوت کے پاس ہے۔ لیکن رسول کے  
بعد ہفت اس شخص کے پاس ہے جس سے تم نے پہلے گفتگو کی تھی۔ اور اس بات پر تمام اُمت راضی ہے۔  
نصرانی نے کہا جو کچھ آپ نے کہا میں اس کی تک پہنچ گیا ہوں۔ اور میں نے اپنے امیر میں یقین کر لیا ہے۔



## فصل

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا غیب کی باتوں سے آگاہ کرنا

ثابت بن افلح کا بیان ہے۔ آدھی رات کو میرا گھوڑا گم ہو گیا۔ میں امیر المومنین علیہ السلام کے دروازے پر حاضر ہوا۔ اندر سے قبر باہر نکلے کہا۔ اسے افلح کے بیٹے۔ گھوڑے کو عوف بن طلحہ سعدی سے جا کر لے لو۔

ابراہیم بن عمر امیر المومنین کس سلسلہ روایت نے جا کر بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا، کاش مجھے کوئی معتبر آدمی مل جاتا۔ میں اس مال کو مدائن میں اپنے شیعہ کے پاس بھیجتا۔ ایک آدمی نے اپنے دل میں کہا میں اس مال کو سکر کر خر کے راستے چلا جاؤں گا۔ حضرت کی خدمت میں آکر عرض کی۔ اسے امیر المومنین! میں اس مال کو سکر مدائن جاؤں گا۔ حضرت امیر المومنین نے سر اٹھا کر فرمایا تم ہی تو ہو جس نے یہ خیال کیا کہ (مال سکر) کر خ کے راستے چلا جاؤں گا۔ کتاب غریب الحدیث افعال میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، خانہ کعبہ کا طواف بہت زیادہ کیا کرو۔ میں چشمہ کے ایک گچے اور چھوٹے کانوں والے آدمی کو دیکھ رہا ہوں۔ جو کعبہ میں بیٹھا ہوا ہے اور اسے گرا رہا ہے۔ صاحب الحلیۃ نے حارث بن سوبید سے روایت کی ہے کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو فراتے ہوئے سنا۔ حج کرو۔ اس کے بعد حج نہ کر سکو گے۔ گویا کہ میں چھوٹے کانوں والے اور گچے چشمی کو دیکھ رہا ہوں جس کے ہاتھ میں کدال ہے۔ اور جو کعبہ کے ایک ایک پتھر کو گرا رہا ہے۔

عبدالرزاق اپنے شہادت سے۔ وہ عبدالرحمن بن عوف کے غلام بینا سے روایت کرتے ہیں۔ نضر بن شہیل عوف سے وہ مروان الاصفہر سے روایت کرتے ہیں حضرت علیؑ کو ذیہم موجود تھے۔ ایک سوار تک شام صیقا اور معاویہ کی موت سے آگاہ کیا اسے حضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے پوچھا۔ تم اس کی موت کے وقت موجود تھے؟ اس نے کہا۔ ہاں میں موجود تھا۔ بلکہ اس کی قبر پر میں نے مٹی ڈالی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شخص جھوٹا ہے کسی نے کہا اسے امیر المومنین آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ شخص جھوٹا ہے۔ فرمایا جب تک وہ اپنے عہد حکومت میں ایسی سے اعمال نہ کرے گا۔ اس وقت تک نہیں مرے گا کسی نے کہا۔ آپ پھر اس سے کیوں اڑ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تاکہ حجت تمام ہو جائے۔ محاضرات میں راغب نے کہا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہندو کا بیٹا اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کی گردن میں صلیب نہیں لٹکے گی۔ اس واقعہ کو احنف بن قیس۔ ابن شہاب زہری۔ اعظم

سے پہلے تھا۔ اس

نے کا کیا طریقہ ہے؟

سے محسوس

(ہے)

دست بدلنا۔ کمی

میں ہیں۔

تجھے خواب میں

ہے۔ اور اپنی

کے رسول ہیں۔

تھے شخص تم نے

ایک رسول کے

راہی ہے۔



کوئی۔ ابو حنیان نو حیدری اور ابو ثلاج نے ایک ایک جماعت کے لئے تمیز بیان کیا۔ جس طرح حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ معاویہ اسی طرح مراکتھا۔

عمار بن عباس سے روایت ہے۔ حضرت علی علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے۔ ہمیں حکم دیا جسفوں میں جاکر اعلان کرو۔ کہ کسی شخص کو مجھ سے نفرت ہے۔ جب یہ آواز بلند کی گئی تو ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ ہم راضی ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ہم رسول اور اس کے ابن عم کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمار! بیت المال میں چلے جاؤ۔ اور ہر ایک آدمی کو تین دینار دے دو۔ اور میرے لئے بھی تین دینار لے آؤ۔ عمار اور ابوشمہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیت المال کی طرف چلے گئے۔ حضرت نے جا کر مسجد قبا میں نماز پڑھی۔ ان لوگوں نے بیت المال میں تین لاکھ دیناروں کو پایا۔ اور لوگوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ ہر ایک کے حصے میں تین تین دینار آئے۔ عمار نے کہا خدا کی قسم حق تمہارے رب کی طرف سے آیا نہ مال کا علم تھا۔ اور نہ ہی لوگوں کی تعداد کا پتہ تھا۔ صرف یہی معجزہ ولایت کرتا ہے۔ کہ اس آدمی کی اطاعت تم پر واجب ہے۔ ظنہ اور جویر نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔

فرد مرحۃ اور ناصبیہ نے ابو جہیم عدوی سے روایت کیا ہے۔ جو حضرت علی کا دشمن تھا۔ کہ مصر والے مقام ذی قنسرین میں ان سے ہوئے تھے میں حضرت عثمانؓ کا خط لے کر معاویہ کی طرف روانہ ہوا۔ میں نے خط کو اچھی طرح لپیٹا۔ اور تلوار کے قبضہ میں رکھ دیا۔ راستے سے اگے ہوا پہلے لگا۔ راست کی تیار کی چھاپکی تھی۔ میں برف کے کنارے پہنچ گیا۔ مجھے ورازگوش پر سوار ایک آدمی دکھائی دیا۔ جس کے آگے آگے دو اور آدمی آ رہے تھے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ دیہات کی طرف سے آ رہے تھے۔ آپ نے مجھے پہچان لیا تھا۔ لیکن میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ میں نے اس وقت پہچانا جب آپ کے کلام کو سنا۔ فرمایا۔ سحر کہاں جا رہے ہو؟ عرس کیا۔ دیہات میں جا کر اپنے ساتھیوں کو بلاؤں گا۔ فرمایا۔ تلوار کے قبضہ میں کیا چیز ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ نے مذاق کرنا کبھی ترک نہیں کیا۔ پھر آپ نے اس سے خط نکال لیا۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ..... ایک شخص آیا اور کہا۔ کہ میں آپ سے ظاہر میں جس طرح محبت کرتا ہوں اسی طرح پوشیدگی میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ امیر المومنین علیہ السلام تھوڑی دیر تک زمین پر بکڑی مارتے رہے۔ جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سر اٹھا کر فرمایا۔ خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو۔ پھر ایک اور آدمی حاضر ہوا۔ عرض کیا میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ حضرت کافی دیر تک زمین پر بکڑ



نارنگے رہے پھر سر اٹھا کر فرمایا تم سب کو حج کہا ہمارے طہیزت طہیزت مرحومہ سہے جس دن اللہ نے میثاق لیا تھا اس کا بھی میثاق لیا تھا جس نے میثاق کے روز عہد کیا تھا وہ چھوٹ کر نہیں رہ سکتا (اور جس نے عہد نہیں کیا تھا وہ ہم میں داخل نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہم آوی کو حقیقت ایمان اور حقیقت نفاق سے پہچان لیتے ہیں علی بن نهران اور محمد بن سہار ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی بی عائشہ نے حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھنے والے شخص کو خدا سے کراپ کی خدمت میں روانہ کیا وہ شخص روانہ ہوا حضرت سوار تھے اس شخص نے آپ کو خدا دیا بہر نور کر ڈھڑکا اور فرمایا ہمارے گھر چلو وہاں کھانا اور پانی ملے گا اور میں تمہارے خدا کا جواب لکھتا ہوں کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا حضرت نے رکاب سے پاؤں نکالا اور اتر پڑے آپ کے اصحاب نے آپ کو ڈھکیا۔

حضرت سراسر شخص سے مخاطب ہو کر کہا میں تجھ سے کوئی بات دریافت کر سکتا ہوں؛  
شخص — خوشی سے

حضرت — سوال کا جواب دو گے۔

شخص — ضرور دوں گا۔

حضرت — میں نے اللہ کی قسم دے کر یہ چاہتا ہوں کہ کیا نبی عائشہ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے لئے ایک ایسا آدمی تلاش کرو جسے علی سے شدید دشمنی ہو۔ لوگوں نے تجھے تلاش کر کے نبی صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ نبی صاحب نے تم سے دریافت کیا کہ تم علی سے کس قدر دشمنی رکھتے ہو۔ تم نے کہا تھا میں بہت زیادہ دشمنی رکھتا ہوں۔ پھر فرمایا اور وہ کہہ کہ اگر میرا سبب تجھے یہ موقعہ عطا کرے کہ علی اور اس کے اصحاب میرے گھر کے دریاں سے گزر جائیں تو میں علی کو ایک ایسی تلوار کی ضرب لگاؤں گا جس سے تلوار اس کا خون بہا دے گی۔

شخص — ہاں میں نے کہا تھا۔

حضرت — یہی ہے جسے اللہ کی قسم دے کر دریافت کرا ہوں کہ کیا نبی عائشہ نے تمہیں یہ نہیں کہا تھا کہ میرا یہ خدا نے ان کی آنکھ پاس چلے جاؤ اور اس کو دے دو۔ آپ یا سفر رہتے ہوں گے یہ قیام فرما ہوں گے۔ اگر سفر کر رہے ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر نہ رہا ہوں گے۔ کمان کا سہارا لئے ہوں گے۔ آپ کے اصحاب آپ کے پیچھے اسی طرح پرابند ہے چلے آ رہے ہوں گے۔ جس طرح برہم سے پرابندہ کڑا رہے ہیں۔

نے  
اعلان  
ہم  
بن چلے  
وں کی  
نے  
نے  
نے  
سے  
سے  
اے  
اچھی  
رف  
نے  
یں  
ہے  
رض کیا  
کہا  
میں  
اتم  
پرکاری

شخص — ہاں ایسا ہی ہے؟

حضرت — میں تجھے اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں۔ کیا تم سے بی بی صاحبہ نے یہ نہیں کہا تھا کہ اگر علی تمہیں کھانے پینے کی پیشکش کریں۔ تو اس کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ کیوں کہ آپ کے کھانے میں جادو ملا ہوا ہو گا۔

شخص — ہاں یہ بھی کہا تھا۔

حضرت — واقعہ کی صداقت کا یقین ہوا ہے۔

شخص — آپ نے بالکل درست بیان فرمایا۔ میں آپ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوا تھا کہ دوئے زمین پر آپ سے زیادہ کوئی شخص میرا دشمن نہیں تھا۔ اب میری حالت یہ ہے کہ تمام مخلوق میں سے کوئی شخص آپ کی نسبت میرا زیادہ دوست اور محبوب نہیں ہے۔ آپ کا جوارشاد ہو وہ فرمائیے۔

حضرت — میرا خط لے کر اللہ کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے کہو کہ اللہ نے تو تمہیں گھر بیٹھے حکم دیا تھا۔ لیکن تم نے خوب اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ وہ شخص خط پہنچا کر واپس امیر المومنین علیؑ کے سامنے کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا۔

اصناف سے مروی ہے کہ ہم نے امیر المومنین علیؑ کے ساتھ حج کی نماز پڑھی۔ اسی دوران میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس نے سفر کا لباس پہنا ہوا تھا۔

امیر المومنین — کہاں سے آ رہے ہو؟

شخص — شام سے آ رہا ہوں۔

امیر المومنین — کیا کام ہے؟

شخص — ایک مزدور کے تحت حاضر ہوا ہوں۔

امیر المومنین — بتاؤ ورنہ میں بتا دوں گا۔

شخص — اے امیر المومنین آپ ہی بتا دیجئے۔

امیر المومنین — غلامی دو تین ماہ فلاں سال معاویہ نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص علی کو قتل کرے گا

اسے دس ہزار دینار انعام دیں گا۔ فلاں آدمی کو پٹا لگا کہ یہ اقدام میں کروں گا۔ معاویہ نے ہمدردی



تم ہی کرو۔ جب گھینچا نو شتر مسدا ہوا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور اس کے فرزندوں کے باپ کے پاس کے جاؤں۔ اور انہیں قتل کر دوں۔

معاویہ نے دوسرے دن اعلان کیا جو شخص علیؑ کو قتل کرے گا۔ اسے بیس ہزار دینار دیئے جائیں گے۔ ایک اور آدمی لپکا اور کہا اس خدمت کے لئے میں تیار ہوں۔ معاویہ نے کہا اچھا تم جاؤ۔ پھر وہ شتر مسدا ہوا۔ تیسرے دن اعلان کیا جو شخص علیؑ کو قتل کرے گا۔ اسے تیس ہزار دینار انعام دئے جائیں گے۔ تم بیک کر کھڑے ہو گئے ہو۔ اور تم حمیر کے ایک آدمی ہو۔

شخص — (اے امیر المومنین) آپ نے سچ فرمایا۔ اب میں وہ کام کروں جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے یا نہ کروں اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

امیر المومنین — نہیں تم واپس چلے جاؤ۔ اسے قبرا اس کی سواری کا انتقام کر دو۔ زلوراء اور نان ونفقہ اس کے لئے مہیا کر دو۔

اسحاق بن حسان اپنے اسناد سے (صحیح سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ سے مدائن کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ ہم لوگ اتوار کے روز چل پڑے اور مندرجہ ذیل حضرات پیچھے رہ گئے۔

(۱) عمر بن حریش، (۲) اشعث بن قیس (۳) جریر بن عبد اللہ بکلی (ان کے ساتھ پانچ افراد اور بھی تھے۔ یہ جریر بن خوزیم اور سیر کے مقام پر چلے گئے۔ انہوں نے کہا لوگوں کو جمع ہونے سے پہلے ہم علیؑ علیہ السلام سے مل جائیں گے۔ اور آپ کے ساتھ جمع کی نماز پڑھیں گے۔ یہ لوگ صبح کے وقت بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ کہ اچانک ایک

گولہ نمودار ہوئی انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ عمر بن حریش نے اسے اپنے ہاتھ میں سے کراس کا بیجہ کھول کر آگے بڑھایا۔ اور کہا کہ یہ امیر المومنین ہیں اس کی بیعت کر لو۔ یہ یہ کل اکٹھا آدمی تھے۔ سب نے اس گولہ کی بیعت کی۔ پھر اسے مار ڈالا اور یہ لوگ وہاں سے چل پڑے۔ اور کہنے لگے علی بن ابی طالبؑ کا یہ خیال ہے کہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ اب ہم نے اس کی بیعت توڑ دی ہے اور اس گولہ کی بیعت کر لی ہے۔ (دیکھئے اس کے متعلق بھی کچھ بتاتے ہیں) جمعہ کے روز مدائن میں وارد ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ امیر المومنین امیر پر خلیفہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بہت سی رائے کی احادیث سے آگاہ کیا۔ اور ہر حدیث کا ایک باب ہوتا تھا۔ میرے لئے ہر باب سے ایک ہزار باب (علم و راز کا) اور کھل گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب عزیز (قرآن مجید میں) فرماتا ہے۔ یوم رند عوکل اناس بامامہم فیما رت کے روز ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلایں گے۔ میں اللہ کی قسم

یہ تھا کہ اگر  
نے میں

اس نے ہوا تھا۔

کہ تمام مخلوق

ارشاد ہو

بیٹے کا حکم دیا

میں امیر المومنین

کو قتل کرے گا

نے کہا اچھا



کھا کر بیان کرتا ہوں۔ کہ اس اُمت کے اٹھ افراد قیامت کے روز اس حالت میں اُٹھائے جائیں گے۔ کہ ان کا نام گواہ ہوگی۔ اگر میں چاہوں تو ان کے ناموں سے بھی آگاہ کر سکتا ہوں۔

عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے۔ کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے ابو موسیٰ اشعری کو غافل بنا کر روانہ کیا۔ اور اس سے کہا کہ کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کرنا۔ اور اس سے تجاوز نہ کرنا۔ جب اس سے پہلے گیا تو حضرت نے فرمایا۔ اس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر آپ نے اس کو کیوں مانا بنا کر بھیجا ہے۔ حالانکہ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اس نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے علم کے مطابق مخلوق میں عمل کرنا۔ تو پھر اسے رسول بھیجے گی کیا ضرورت تھی۔

مسند الاحشرہ میں احمد بن منہل سے روایت ہے کہ ابو الوضی نے کہا۔ ہم لوگ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کوفہ کی طرف جا رہے تھے۔ حرورائے دو یا تین دن چل چکے تو کافی لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا۔ میں اس بات کو امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں ان لوگوں کے بارے میں کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ یہ غلبہ ہمارے پاس واپس آجائیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے جس طرح فرمایا تھا۔ ایسا ہوا تھا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ظہر اور زہیر نے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم یہ لوگ عمرہ کرنے نہیں چاہتے بلکہ بصرہ جانا چاہتے ہیں۔ ایک دعا بت میں ہے کہ یہ لوگ فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ دونوں فاجر مکار و اخل ہوئے تھے۔ اور غادر ہو کر نکل گئے۔ ایک گڑباد میں جا کر ملیں گے۔ اور قتل کر دیئے جائیں گے۔

ابو ہشیم بن سیمان اور عبداللہ بن رافع کی روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے تم دونوں کے لئے کبار سے میں آگاہ کیا گیا ہے اور مجھے تمہارے پھپھرنے کی جگہ دکھائی گئی ہے حضرت یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے اور یہ دونوں شبنم رہے تھے۔ فمن نکث فاما نکثت علی نفسه۔

۱۵ اس مآخذ کو علامہ شیخ حسین اعلیٰ اللہ مقامہ عالم باخون صدی ہجری نے اپنی کتاب عیون السجوات میں بیان کیا ہے۔ جو اللہ کے معجزات میں لا جواب چیز ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے۔ اعتراف اس کا ترجمہ بھی اردو میں کر دیا ہے۔ مکتبہ ساجدہ چاہ نمبر والا بھٹان شہر سے مل سکتی ہے ہر مومن کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے مجالس پڑھنے والوں کے لئے بہترین مددگار ہے ۱۲ محمد شریف عفی عنہ



عبداللہ بن خلف خزاعی کی بیوی صفیہ بنت حریث ثقیفیہ نے حضرت علی علیہ السلام سے جہل کی لڑائی کے بعد کہا  
 "اے احباب کے قاتل اور جماعت میں تفریق ڈالنے والے"۔۔۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا "اے صفیہ! میں  
 تیرے بغض کی وجہ سے تجھے کچھ نہیں کہوں گا کیوں کہ میں نے جنگ بدر میں تیرے دادا کو اور جنگ احد کے موقع پر  
 تیرے چچا اور شوہر کو قتل کیا ہے۔ اگر میں دوستوں کا قاتل ہوتا۔ تو اس شخص کو مزدور قتل کر دیتا جو ان گھروں میں  
 چھپا ہوا ہے جب لوگ ان گھروں کی تلاش ہی لی۔ تو مردان اور عبداللہ بن زبیر کو ان گھروں میں پایا۔

آتش ہمدان کے یکسو گئی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ صفیہ کی جنگ بدر میں امیر المومنین علیہ السلام  
 کے ساتھ موجود تھے اہل شام نے عراق کے مہینہ کو شکست دے دی۔ اشر نے آواز دی کہ واپس آ جاؤ  
 امیر المومنین شام والوں سے فراتے تھے اسے ابو مسلم ان لوگوں کو پکڑ لو۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جن  
 رتبہ ایسا فرمایا، اشر نے عرض کیا ہمارے ملک میں کوئی شخص ابو مسلم نام کا نہیں ہے

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میری مراد کوئی اور نہیں ہے میں تو اس شخص کو پکڑنا چاہتا ہوں۔ جو  
 آخری زمانے میں مشرق سے خروج کرے گا جس کے فریضے اللہ تعالیٰ اہل شام کو غرق کر دے گا۔ اور بنو امیہ  
 سے ان کی سلطنت چھین لے گا۔

حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ اشد شہ بن قیس کنہی نے اپنے آپ کو گھریں  
 اذان کا چبوترہ بنالیا تھا جب مسجد کوفہ میں نماز کے پانچوں وقتوں میں اذان ہوتی تھی۔ وہ اس چبوترے پر چڑھ کر  
 یہ گواز بلند کرتا تھا۔۔۔ اسے شخص تو بھوٹا اور جاوگ رہے تھے۔

میرے باپ نے اس کا نام عنق فار لکھا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس کا  
 نام عنق نار لکھا تھا۔ حضرت امیر المومنین سے اس کا مطلب پوچھا گیا آپ نے فرمایا جب اشد شہ کی موت کا وقت  
 آئے گا۔ تو اس پر عنق فار داخل ہوگی۔ آسمان سے کچی ہوئی صورتیں نازل ہوگی۔ جو اس کو جلا کر خاک کر دے گی۔  
 جب اسے دفن کیا جائے گا۔ تو وہ سیاہ کرٹے کی مانند ہوگا۔۔۔ جب اس نے وفات پائی۔ تو جو لوگ اس وقت  
 موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے آگ نازل ہوئی جو عنق کی طرح کچی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ اس کو جلا کر خاک  
 دیا۔ اور وہ واپس کی طرح پیچ و پکا کر لے گیا تھا۔

ابن بطہ نے ابانہ میں اور ابو یوسف نے سنن میں ابو مجالہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے  
 اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر خوارج کے بارے میں فرمایا۔ خدا کی قسم تم میں دس آدمی بھی قتل نہیں ہوں گے۔ اور

گئے۔ کہ ان کا

بے ابو موسیٰ

کرنا۔ جب ابو

س کو کیوں غافل

تعالیٰ اپنے علم

حضرت علی علیہ السلام

بہتر دیا۔ میں نے

میں کوئی فکر

اقتدا۔ ایسا ہی

نے فرمایا۔ خدا کی

تفہیر پر پکارنا چاہتے ہیں

بکل گئے ایک گروہ

تم دونوں کے

دست فرما ہے

بیان کیا ہے۔ جو

ساجد ہے چاہ

کے لئے بہترین



خوارج کے دس آدمی بھی نہیں بچیں گے۔ حضرت اے کے اصحاب میں سے نو آدمی قتل ہوئے۔ اور خوارج کے نو آدمی بھاگ گئے۔ دو صحن کے علاقہ میں دو عمان۔ دو بلاد جزیرہ دوہمن اور ایک موزون کے علاقہ میں چلا گیا۔ آج کل جو خابرجی ان علاقہ جات میں پائے جاتے ہیں۔ وہ انہی خوارج کی اولاد میں سے ہیں۔

انتم کوئی کی روایت کے مطابق حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے مندرجہ ذیل حضرات قتل ہوئے۔ (۱) روبیع بن وریع (۲) سعد بن خالد سیبی (۳) عبد اللہ بن حماد ارحی (۴) فیاض بن خلیل ازوی (۵) کبیر بن سلمہ حنی (۶) عبید بن عبید ثولانی (۷) جمیع بن بشم کنڈی (۸) عتب بن عامر اسدی۔

ابو جابر کا تلب علی بن عثمان سے وہ آپ مظفر بن حسن واسطی سلال سے آپ حسن بن زکریا سے روایت کرتے ہیں اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے شہر میں خواب میں دیکھا میں آپ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا آپ کے ہاتھ پر اسلام لایا آپ نے میرا نام حسن رکھا۔ میں نے حضرت سے بہت سی احادیث سماعت کیں میں حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ تمام جنگوں میں تال رہا ایک دن میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میرے دل میں دعا فرمائیے کہ آپ سے فرمایا اے فارسی! تم بڑی عمر پاؤ گے۔ تمہاری پاش ایک ایسے شہر میں لائی جائے گی جس کی ایک ایسا آدمی آباد کرے گا جو میرے چچا عباس کی اولاد سے ہوگا۔ اس شہر کا نام اس لئے میں بغداد ہوگا۔ تم بغداد کو گئے تھے پھر اس کے متعلق مدائن کے مقام پر پہنچے گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے جس طرح فرمایا تھا۔ یہ ستم ہی ہوا تھا۔ بات کو مدائن میں داخل ہوئے اور انتقال کر گئے۔

مسعد بن سہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کدر بغداد کی سرزمین سے ہوا پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے؟ میں نے کہا بغداد۔ فرمایا۔ درست ہے یہاں ایک شہر تعمیر ہوگا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شہر کے خصوصیات بھی بیان فرمائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ سے کوڑا زمین پر گر گیا۔ پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے؟ عرض کیا گیا اے بغداد کہتے ہیں۔ فرمایا یہاں ایک مسجد تعمیر ہوگی۔ پھر اس کا نام سوط ہو جائے گا۔

تاریخ بغداد میں مفید ابو بکر جانی سے روایت ہے کہ ابو دنیا حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ اور آپ ہی نے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ کونہ میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی زیارت کے لئے حاضر ہوا جب ہم کو فتنے کے قریب پہنچے تو میرے والد کو بہت سخت پیاس لگی میں نے اپنے والد کی خدمت میں عرض کیا آپ یہاں تشریف رکھئے میں آپ کے لئے پانی کی خاطر صبر کی جارہی ہوں۔



کتابوں میں ممکن ہے کسی جگہ پانی دستیاب ہو جائے۔ میں چھان بین کر رہا تھا۔ مجھے ایک پانی کا کنواں ملا۔ میں نے اس سے غسل کیا اور آٹھ پانی پیا۔ کہ سیر ہو گیا۔ پھر میں اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اٹھو اللہ صوبہ کل کش لیا ہے۔ قریب ہی پانی کا ایک چشمہ موجود ہے ہم دونوں روانہ ہوئے لیکن وہاں کوئی چیز بھی موجود نہ تھی۔ میرے والد نے پیاس کی شدت سے دم توڑ دیا۔ میں اس کو دفن کر کے امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صغین سے باہر موجود تھے۔ بغلام پر سوار تھے۔ میں نے حاضر ہو کر حضرت کے ہنگامہ کی رکاب کو تھام لیا۔ حضرت میری طرف مڑے۔ میں رکاب پر ٹوٹ پڑا۔ اس کے مڑنے سے میرے چہرے پر زخم آگیا۔ ابو بکر مفید کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے چہرے پر زخم کا نشان دیکھا تھا۔ اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے مجھ سے پیسے نکالتے ہوئے میں نے آپ کی خدمت میں تمام واقعات بیان کئے۔ آپ نے فرمایا جو شخص اس چشمے کو پانی پئے گا اس کی عمر بہت زیادہ لمبی ہو جائے گی۔ مجھے بشارت ہو کہ تو کافی عمر بسر کرے گا۔ آپ نے میرا نام محمد رکھا۔ (یعنی بڑی عمر والا) آپ وہی شخص ہیں جس کو شیخ ازہم والا کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ خطیب کا بیان ہے کہ میں بغداد میں مستقر رہا۔ میرے ساتھ شہر کے شیوخ بھی تھے۔ انھوں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو بغدادیوں نے یہ بتایا کہ ہاں وہ ہمارے ہی ہیں عمر کی وجہ سے مشہور ہے۔ میرے معلومات ہیں یہ ہے کہ اس کا انتقال شہر میں ہوا۔ ہمارے شیخ نے مالی میں اس طرح آپ کی وفات تحریر کی ہے۔

عمرات۔ عورتیں اور اہل بیت امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے رفاقت کرتے ہیں کہ جنگ نہروان کی دہائی پر حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی اسوا کے مقام پر قیام فرمایا۔ ایک راہبہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جگہ توحی کا وحی نزول اجلال فرمے گا۔ جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں خود سید الاوصیاء ہوں جو سید الانبیاء کا وصی ہوں۔ عرض کیا کیا آپ قریش کے اصحاب ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وصی ہیں۔ مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ میں نے انجیل میں آپ کی تعریف پڑھی ہے۔ آپ مسجد براثا میں اترو گے جو جناب مریم کا گھر ہے اور حضرت عیسیٰ کی زمین ہے۔

حضرت نے احباب سے فرمایا اس جگہ بیٹھ جاؤ۔ راہبہ نے کہا یہ دوسری دلیل ہے پھر فرمایا اسے احباب اس گرجے میں اتر جاؤ۔ اودا میں جگہ پر ایک مسجد تعمیر کر دو۔ جناب نے گرجے کی مسجد بنا دی۔ حضرت امیر المؤمنینؑ کو فیہ میں پہنچ گئے۔ وہاں اپنی شہادت تک قیام فرما رہے۔ جناب اپنی تعمیر کردہ مسجد براثا میں واپس آ گئے۔

راج کے نوادی  
میں چلا گیا۔ آج کل

ذیل حضرات  
میل ازوی (۵)

ن سے روایت

میں دیکھا میں

میں نے حضرت

دن میں نے

ماری ناش

وگا۔ اس شہر

ہو جائے گا۔

تعالیٰ کر گئے۔

علیہ السلام

ہوئے ہاں ایک

بت میں ہے

بغداد کہتے

زمانے میں

یہ اسلام کی

لگی ہیں نے

چھان بین



ایک اور روایت میں ہے کہ لایب نے عرض کیا میں نے انجیل میں پڑھا ہے۔ اس جگہ وہ شخص نماز پڑھے گا جس کا نام ایلیا ہوگا۔ کافی گفتگو کے بعد کہا جس نے محمد صلعم کو پایا ہے، اسے چاہیے کہ آپ کی پروردی کرے جو آپ کے ساتھ آیا آپ لوگوں کو یقین دہانا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں یہاں ایک درخت بوسے گا۔ جس کے پھل بھی خراب نہیں ہوں گے۔ زادان کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا تم پانی کہاں سے پیتے ہو؟ عرض کیا وہ جگہ سے فرمایا کنواں کیوں نہیں کھود لیتے۔ تاکہ اس سے پانی پیتے رہو، عرض کیا کنواں کھودا تھا لیکن اس کا پانی نمکین نکلا تھا۔ فرمایا اب دو سر کنواں کھودو اس نے کنواں کھودا جس سے میٹھا پانی نکلا، فرمایا اسے جیسا کہ تم بھی یہاں سے پانی پیا کرنا۔ یہ مسجد نکلا تا رہا رہے گی جب لوگ اس کو خراب کر دیں گے اور اس کی کھجور کو کاٹ دیں گے تو یہ سخت مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔

صہب بن قیس کی روایت میں ہے کہ حضرت ایک جگہ تشریف لائے وہاں زمین پر اپنا پاؤں مارا وہاں پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا، فرمایا یہ مریم کا چشمہ ہے، فرمایا یہاں سترہ گز زمین کھود زمین کو کھودا گیا اس کے نیچے سے ایک سفید پتھر نکلا، فرمایا یہاں مریم نے عیسیٰ کو رکھا تھا اور اس جگہ نماز پڑھی تھی، امیر المومنین نے پتھر کو نصب کر دیا۔ اور اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی آپ اس جگہ پر چار روز قیام فرمایا ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ مریم کا چشمہ ہے جو اس کی خاطر پھوٹ نکلا تھا، سات گز یہاں زمین حنا کی گئی تو اس کے اندر سے ایک سفید پتھر نکلا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں انبیاء نے نماز پڑھی ہے، ابو جعفر نے فرمایا کہ ہم نے اس بات کو پایا ہے کہ اس جگہ حضرت عیسیٰ سے پہلے نماز پڑھی گئی تھی، ایک اور روایت میں ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم خلیل نے نماز پڑھی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے چلا کر بحرانی زبان میں اظہارے کنوئیں! میرے قریب آجا (کنوئیں کا پانی حضرت کے قریب آگیا) حضرت مسجد کی طرف تشریف لے جانے لگے۔ تو راستے میں (موجودہ) کے کانٹے دار درخت موجود تھے حضرت نے اپنی تلوار نکالی۔ اور ان کو صاف کر دیا۔ فرمایا اس جگہ اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی کی قبر ہے۔ (اس جگہ سے) سورج کو واپس لوٹنے کا حکم دیا۔ سورج لوٹ کر واپس آگیا۔ اس وقت حضرت کے ساتھ آپ کے تیرہ اصحاب موجود تھے خطا استواس کے ذریعے قبر قائم کیا۔ اور اس کی طرف نماز ادا فرمائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے وہ وہ سورج کو واپس لوٹا دیا تھا ایک جگہ یہ ہے جو اس کتاب (مکتبہ) میں



ایک روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اسے وٹا میرے قریب آ جاؤ۔ وٹا کا بیان ہے کہ میں حضرت کے قریب ہو گیا، ٹہرایا اپنے محلہ میں چلے جاؤ۔ وہاں مسجد کے دروازے پر ایک مرد اور ایک عورت کو جھگڑا کرتے ہوئے پاؤں گئے۔ ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں وہاں پہنچا، واقعی دونوں کو جھگڑا کرتے ہوئے پایا۔ میں نے کہا تم دونوں کو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام یاد کرتے ہیں۔ ہم لوگ حضرت کی خدمت میں پیش ہو گئے۔ فرمایا اسے جوان یہ تو عورت ہے، اس سے کیوں لڑتے ہو؟ عرض کیا اسے امیر المؤمنین! میں نے اس سے شادی کی ہے حتیٰ کہ ہر ادا کیا ہیں اس کا مالک بنا ہوں میں نے اس سے زنا کرنا کیا ہے؟ جب میں اس کے قریب گیا۔ تو اس سے ایک ایسا خون دیکھا۔ جس سے میں مبکا بہکا رہ گیا۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا، "یہ عورت تم پر حرام ہے۔ اور تم اس کے شوہر نہیں ہو سکتے۔" یہ بات سن کر لوگوں کا ٹوہام ہو گیا حضرت نے فرمایا، کیا تو مجھے جانتی ہے؟ عرض کیا لوگوں سے سنا ہے۔ لیکن اس سے قبل آپ کو دیکھا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا، توفلانہ بنت فلان اور فلان آل سے نہیں ہے؟ اس عورت نے عرض کیا خدا کی قسم ایسا ہی ہے آپ نے فرمایا، کیا تم نے فلان بن فلان سے اپنے اہل والوں سے چوری نکاح منع نہیں کیا تھا؟ پھر تو حاملہ ہو گئی تھی۔ اور تم نے ایک روکا جاتا تھا۔ اور تمہیں اپنی قوم سے ڈرنا تھا۔ اور تم رات کے وقت اس لڑکے کو اٹھا کر چل پڑی تھی۔ جب ایک دیوان مقام پر پہنچی۔ تو وہاں اس لڑکے کو زمین پر لٹا دیا تھا۔ شفقت کی وجہ سے اس کے سانس کچھ دوسرا کھڑی ہو گئی تھیں۔ کبھی اٹھاتی کبھی سے وہ بارہ زمین پر لٹا دیتی تھیں لیکن رسوائی کے ڈر سے دوسری تھیں، کتوں نے تجھے بھونکنا شروع کیا۔ تو ان کے ڈر سے دوڑیں ایک کتے نے ترے لڑکے کے قریب آ کر اسے سونگھا۔ بدبو کی وجہ سے اسے پھارنا چاہا۔ تم نے کتے کو ایک پتھر مارا۔ لیکن وہ کتے کی بجائے ترے لڑکے کو دگا۔ روکا چلانے لگا۔ تجھے ڈر لایا حتیٰ کہ وہاں کہیں صبح نہ ہو جائے۔ اور تیرا واقعہ لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے تم وہاں سے واپس چل پڑی لیکن تیرا دل رقت سے بھرا ہوا تھا۔ تم نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے۔ کہا اے معبود! اسے دوبہت کی حفاظت کرنے والے اس کی حفاظت کر۔ عرض کیا خدا کی قسم یہ تمام واقعات درست ہیں آپ کے بیان نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ فرمایا اس آدمی کو لاؤ وہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ فرمایا، اپنی پیشانی کھو بوس اس نے پیشانی سے کپڑا اٹھالیا

(بقیہ ماضیہ صفحہ گذشتہ) میں مذکور ہے دوسری جگہ وہ ہے جو حد کے قریب ہے جو سڑک کے بلا سے نجف کو جاتی ہے۔ اس کے

کنارے پر ایک جگہ ہے جو مسجد ردا الشمس کے نام سے مشہور ہے۔ اور کتاب عیون المعجزات مولفہ علامہ شیخ

بات کی تائید ہوتی ہے اس گنہگار نے اس جگہ کو پیش قدم خود دیکھا ہے ۱۲ مترجم

جس کا

پکے

سا کے

تم پانی

عرض کیا

جس سے

میں کو خراب

پانی کا

نیچے سے

ھر کو نصب

علیہ السلام

از میں صفا

ابو جعفر

روایت

قریب آ جا

میں (مقام)

کے نہیں

اس وقت

نماز ادا کرنے

ب رات کی اگلے صبح



آپ نے فرمایا یہ وہ زخم ہے یہ تیرے ٹوٹے کے سر پر لگا۔ یہ تیرا ہی لڑکا ہے اللہ نے تجھے اس کی مجامعت سے بچا لیا۔ یہ تیری اس دعا کا نتیجہ ہے جو تو نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کی تھی۔ اللہ کی نوازش کا شکریہ ادا کر۔

حادثہ عود، ابویوب انصاری، جابر بن یزید اور محمد بن مسلم ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور عیسیٰ بن سیدان ابو عبد اللہ علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ حدیث کا ایک حدیث کے دوسرے حصے میں مل گیا ہے امیر المومنین علیہ السلام کو فے کے بازاروں کا دورہ فرما رہے تھے ایک عورت نے تین بار آپ کو لعن کہا۔ فرمایا۔ اے سلفیقہ میں نے تیرے خاندان کے کتے افراؤ قتل کئے ہیں اس عورت نے کہا تیرا یا اگھارہ۔ جب وہ عورت واپس گھرائی۔ تو اپنی ماں سے واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا سلفیقہ اس عورت کو کہتے ہیں جو حیض کے بعد پیدا ہوا ہوا۔ اور اس سے کوئی نسل نہ چلے کہا اے ماں آپ کی یہی حالت ہے؟ کہا ہاں اب ہی ہے۔

ایک روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس عورت نے کہا آپ نے میرے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ عدل سے فیصلہ نہیں کیا۔ رعایا میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ اور نہ ہی وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے خزیمہ (رسوا) اے بذیہ (بدکار) یا سلفیقہ (مکارہ) گھبرا کر وڑی اور کہتی جاتی تھی میں ہلاک اور تباہ ہو گئی اے ابوطالب کے بیٹے آپ نے میرا پردہ چاک کر دیا۔

خصائص مظہری میں تحریر ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ قریش میں سے سفھی۔ انصاری میں سے یہودی۔ عرب میں سے دغی اور تمام لوگوں میں سے بد بخت تم سے بغض رکھے گا اور عورتوں میں سے سلفیقہ عورت تم سے بغض رکھے گی۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ سلفیقہ عورت کیا ہوتی ہے۔ فرمایا جس کو معقد سے حیض آتا ہے۔ عورت نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول سچا ہے۔ آپ نے مجھے ایک ایسی چیز کے بارے میں کہا ہے۔ جو مجھ میں موجود ہے۔ اے امیر المومنین! آئندہ میں کبھی آپ سے بغض نہیں رکھوں گی۔ آپ نے فرمایا۔ خداوند! اگر یہ اپنے قول میں سچی ہے۔ تو اس کے حیض کو اس جگہ قرار دے جو ماں سے تمام عورتوں کو آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے حیض کو ٹھیک راستے سے جاری کر دیا۔

حادثہ عور کا بیان ہے کہ عمرو بن حادث نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا تم میں یہ عیب موجود تھا۔ اس عورت نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے قول کی تصدیق کی۔ عمرو نے اسے کہا کیا علی ساحر یا کاہن اور جادوگر تو نہیں ہیں؟ اس عورت نے کہا۔ اے عبد اللہ! تم نے نہایت دیکھ بات بیان کی ہے۔ حضرت تو اہل بیت نبوت میں سے ہیں۔ بن حریث امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو اس عورت کی گفتگو سے آگاہ کیا۔



حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا عورت نے تم سے زیادہ خوبصورت بات بیان کرنی تھی۔

حذیفہ بن یمان نے امیر علیہ السلام کی خدمت میں حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں عرض کیا خدا کی قسم میں آپ کے اس کلام کا مطلب اور شرح نہیں سمجھ سکتا تھا۔ کیف انت یا حذیفہ اذا ظلمت العیون العین والنبی بیس اظہر نا۔ اے حذیفہ! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جو بعیون العین کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی اور بنی صلم ہمارے سامنے موجود پڑے ہوں گے۔ میں آپ کے اس کلام کا مطلب کل رات سمجھا۔ عتیق اور حضرت عمر کو آپ کے خلاف دیکھا۔ ان دونوں کے ناموں کے شروع میں عین ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے حذیفہ! عبدالرحمن کو بھول گئے ہو۔ جو حضرت عثمان کی طرف جھک گئے تھے جو غریب تمہوں عام کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دو گے جو جگروں کے کھنے والی کے بیٹے معاویہ سے مل جائے گا ان عیون نے مجھ پر ظلم کرنے کا اجتماع کر لیا ہے۔

مندرجہ ذیل حضرات آنے والی حدیث کے راوی ہیں۔

۱۔ زید بن صوحان (۲) صعصعہ بن صوحان (۳) برآ بن سہرہ (۴) اصبع بن نباتہ (۵) جابر بن شریکل (۶) محمد بن کواہ

ایک پادری سے جس کی عمر ۱۲۰ سال تھی، ولیم کے گرجے میں جو ایوان کی سرزمین پر واقع تھا۔ کہا تھا کہ ایک شخص جس کو لوگ علی کہتے ہیں۔ ناقوس کی تغیر بیان کرتے ہیں۔ کہا مجھے ان کے پاس بے چلو۔ میں اسے انزع بغین خیال کرتا ہوں جب امیر المومنین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تو کہائیں نے آپ کے چلنے کو انجیل میں پڑھا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ اپنے ابن عم کے دھی ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم ایمان لانے کی غرض سے آئے ہو۔ ایمان لانے میں مزید رغبت کا باعث کوئی اور چیز بیان کر دوں، عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ اپنی زرہ اتار دو اور اپنے اصحاب کو وہ شمشیر جو تیرے دونوں شانلوں پر موجود ہے دیکھو یہ سن کر اس نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ کلمہ پڑھنے کے بعد غش کھا کر گر پڑا اور انتقال کر گیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اسلام میں کم ہوا۔ اور اللہ کے جوار میں کافی عرصہ رہے گا۔

۱۔ شامہ سونگھنے کی حس کو کہتے ہیں۔ مراد خوشبودار چیز ہے (مصطلحات اللغات صفحہ ۴۶ مطبوعہ دہلی المکتبہ)

سے بچا

اور عیسیٰ

کیا ہے

اسے

تساویس

کس

سے

جو اللہ

گہرا

فرمایا تھا۔

سے رکھے گا۔

سے

چیز کے

آپ نے

تساویس

نے

ہیں؟

ہیں

ہیں



ابن عباس سے روایت ہے کہ جمل کی لڑائی کے روز امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہم لوگ ضرور اس فریق پر غلبہ آجائیں گے اور ضرور ان دونوں آدمیوں کو قتل کر دیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہم لوگ ضرور ہجرہ کو فتح کر لیں گے۔ اور آج کوفہ سے آٹھ ہزار اور تیس سے کچھ اور آدمی ہمارے پاس آجائیں گے۔ ایسا ہی ہوا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا چھ ہزار سپہ سالار آدمی آجائیں گے۔

ابن عباس کی حدیث کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے حضرت لوئس قرنی کی صفین میں آمد کے بارے میں فرمایا تھا (لوئس امیر یونانیوں کے ہمراہ جنگ صفین میں شہید ہوئے) صحابہ تفسیر نے جذب بن عبد اللہ از دی سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام مروان کے مقام پر اتر گئے جب ہم خوارج کے لشکر کے پاس پہنچے تو ان کی قرآن پڑھنے کی وجہ سے آواز ایسے آ رہی تھی جس طرح شہد کی مکھسوں کی ہتھکڑی کی آواز آتی ہے۔ میں نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو امیر المؤمنین علیہ السلام کے لشکر سے الگ ہو کر نماز پڑھنے شروع کر دی۔ اور کہا اے جمہور! اگر اس قوم کے ساتھ لڑنا تیری اطاعت ہے تو میں ان سے اٹنے کے لئے آیا ہوں۔ اگر ان سے لڑنا تیری معصیت کا باعث ہوگا۔ تو وہ بات مجھے دکھلا دیجئے اسی دوران میں حضرت علی شریف لائے۔ آپ نے فرمایا اے جذب! میں اللہ سے شک سے پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت امیر علیہ السلام سواری سے نیچے اترے نماز پڑھنے لگے۔ اسی اثنا میں ایک سوار نے آکر عرض کیا اے امیر المؤمنین! لوگوں نے نہر کو عبور کر لیا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ ایک اور حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ قوم نے نہر کو عبور کر لیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ جذب کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! جب میں نے جا کر دیکھا تو خوارج کا لشکر اور سالان نہر سے دوسری جانب تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا یہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اور حضرت انجمن بچھا کر دیں گے۔ اور ان کا خون بہائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ محل بوری بنت کسری کے پاس نہیں پہنچیں گے۔ لیکن ہم لوگ ان کے صفوف کی طرف چلے گئے تو ہم نے جا کر دیکھا ان کے جھنڈے اور سالان اسی جگہ موجود تھے۔ حضرت امیر علیہ السلام میری گدی کو پکڑ کر فرمایا اے بھائی! ازواجِ امیر تم پر واضح ہو گیا ہے، میں نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! ضرور۔

سفیان بن عیینہ کا ورس مانی سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے حجر مدری سے



فرمایا۔ اسے حجر اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب تو صفائے منہ پر موجود ہوگا۔ اور تجھے حکم دیا جائے گا۔ کہ تم مجھے سب کرو۔ اور مجھ سے برات کا اظہار کر دے۔ عرض کیا (یا حضرت) میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں! آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم یہ بات ضرور ہو کر رہے گی۔ جب یہ بات ہو۔ تو مجھ پر صوب کرنا نیکن مجھ سے برات نہ کرنا۔ کیوں کہ جو شخص مجھ سے دنیا میں برات کرے گا۔ میں اس سے آخرت میں برات کروں گا۔ طاؤس کا بیان ہے کہ حجر کو حجاج نے گرفتار کر لیا اور اس بات پر عجبور کیا کہ حضرت علیؑ کو گالیاں دیں۔ حجر نہر پر چڑھ گیا اور کہا اسے دو گواہ! امیر نے حکم دیا ہے کہ میں علیؑ پر لعن کروں۔ تمہیں آگاہ ہونا چاہیے۔ کہ تم اس پر لعنت کرو۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔

## فصل ۸

### امیر المومنین حضرت علیؑ کا منایا "بلا یا" اور اعمار کے متعلق آگاہ کرنا

ابن خنبل بناتہ سے روایت ہے کہ ایک شخص امیر المومنین علیؑ کے ساتھ کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے فلاں تیا ہو جاؤ۔ اپنے نفس کے لئے جو چاہتے ہو اسے تیار کر لو۔ تم فلاں فلاں دن بیمار ہو گے۔ فلاں فلاں ماہ ہو گے۔ اور فلاں گھڑی ہوگی۔ جس طرح حضرت فراتے تھے۔ ویسے ہی ہو جاتا تھا۔ حضرت نے ان باتوں کی تعلیم رشید جمہری کو دے دی تھی۔ ان وجوہ کی بنا پر لوگ رشید کو رشید بلا کر کہتے تھے۔ حضرت امیر علیؑ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کی خبر سے دی تھی۔ (اور ویسے ہی ہوا تھا)

فصل بن زبیر الوالحکم سے یہ اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؑ السلام نے فرمایا۔ "مجھ سے جو چاہو جو چاہو۔ جو تمہیں اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔" ایک شخص نے کہا۔ یہ فرایے کہ میرے سر اور میری دائرہ میں کتنے بال ہیں۔ حضرت علیؑ السلام نے فرمایا۔ تیرے سر کے ہر بال کے پاس ایک فرشتہ موجود ہے جو تجھے لعنت کرتا ہے اور تیری دائرہ کے ہر بال کے پاس ایک شیطان موجود ہے جو تجھے ٹھونکے گا۔ تیرے ہر بال کے گھر میں ایک رذیل آدمی موجود ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کو قتل کرے گا۔ جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے اس پر یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ جس بات کا تم نے سوال کیا ہے۔ اگر اس کے بارے میں بران کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ تو ضرور تمہیں آگاہ کرتا۔ اس کا بیٹا عمرانؑ نام میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا قتل عمر کے ہاتھ پر واقعہ ہوا۔

ضرور اس  
علیؑ علیہ السلام  
یاس  
آدمی  
کی صفین  
مہر وان  
ہی تھی  
اسم  
توین  
می دوران  
یہ اسلام  
نہر کو  
نہر کو  
تے  
یکس گئے  
نہیں  
ہے  
اے  
سے



ابوالفرج اصفہانی اخبار حسن کے تحت بیان کرتے ہیں کسی نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خالد بن عوف مگر گیا ہے آپ نے فرمایا۔ وہ نہیں مرا۔ بلکہ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا۔ تک مگر اہل شرک کا قائد نہیں بنے گا جس کا علم حبیب بن جبار کے پاس ہوگا۔ منبر کے نیچے سے ایک شخص نے ہر دم کیا اسے امیر المومنینؑ اخذ کی قسم میں آپ کا شیعہ ہوں۔ اور یقیناً میں آپ کا محب ہوں۔ اور میں ہی حبیب بن جبار ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں ایسے جھنڈے اٹھانے سے بچنا چاہیے۔ لیکن تم اس کو اٹھاؤ گے ضرور اور اس جھنڈے کو لئے ہوئے اس دروازے سے داخل ہو گے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے باب فیل کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لئے عمر بن سعد بن ابی وقاص کربلا کی طرف روانہ ہوا۔ خالد بن عوف عمر کے مقدر حیش میں تھا۔ اور حبیب بن جبار جھنڈا لئے ہوئے تھا۔ اور باب فیل سے مسجد داخل ہوا۔

امیر علیہ السلام اہل کوفہ کو مخاطب فرما کر کہتے ہیں۔ کہ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب اہل بیت رسولؐ تمہارے پاس وارد ہوں گے اور تم جان بوجھ کر ان کو قتل کر دو گے۔ وہ کہنے لگے معاذ اللہ اگر تمہارے پاس اس بار سے میں اللہ تعالیٰ بھی محکم ہو کر آجائے۔ تو اس کے سامنے ہم کوئی بہانہ بنا کر ڈال جائیں گے۔ اسمعیل بن زیاد سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے براہ بن عازب سے فرمایا۔ اسے براہ حسین میرا بیٹا قتل کر دیا جائے گا۔ حالانکہ تم زندہ موجود ہو گے۔ اور اس کی نصرت نہیں کرو گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد براہ کہا کرتے تھے۔ خدا کی قسم امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے پھر فرمایا۔ اور افسوس کرتے تھے۔

مسند موصلی میں عبد اللہ بن یحییٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ صفین کی طرف جاتے ہوئے جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نینوا کے مقابل میں ہوئے۔ تو بلند آوازیں فرمایا۔ اے ابو عبد اللہ فرات کے کنارے صبر سے کام لینا میں نے عرض کیا آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ طغی (کربلا) کے مقام پر حسینؑ کو شہید کر دیا جائے گا۔

جویریہ بن مسہر عبدی بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام صفین کی طرف جاتے ہوئے طفوف کربلا میں ٹھہر گئے اور دائیں اور بائیں دیکھنا شروع کر دیا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! وہ لوگ یہاں آئیں گے۔ لوگوں نے حضرت کے فرمان کا مطلب اس وقت سمجھا۔ جب حضرت



امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنی شہادت کے متعلق خود آگاہ فرمایا تھا۔ شاید کوئی حمار بن محبی سے وہ ابن عقیق سے وہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی موت سے آگاہ تھا کہ کب آئے گی تودہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات تھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ جو اشخاص کو ذمہ میں رہتے ہیں ان کے نام لکھ لئے جائیں۔ ایک صحیفہ میں ان کے نام لکھ کر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت نے ان ناموں کو پڑھا۔ جب ابن مجہم کے نام پر پہنچے۔ تو اپنی انگلی اس کے نام پر رکھ کر فرمایا: خدا تجھے قتل کرے۔ خدا تجھے قتل کرے۔ کسی نے آپ سے پوچھا: جب آپ کو اس بات کا علم ہے کہ وہ آپ کو قتل کرے گا۔ تو آپ اس کو خود پہلے کیوں نہیں قتل کر دیتے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اگناہ سرزد ہونے سے پہلے بندے کو عذاب نہیں دیتا۔ اور کبھی فرماتے تھے مجھے کون قتل کرے گا؟

ابن صبح بن نباتہ سے روایت ہے کہ جس ماہ حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے۔ اسی ماہ خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ رمضان کا ماہ اُلیا جو تمام مہینوں کا سردار ہے۔ اس ماہ میں شیطان کی چکی چلے گی اس سال تم ایک صف میں حج ادا کرو گے۔ اور اس کی علامت یہ ہے میں تم میں موجود نہ ہوں گا۔

صفوانی الاحسن والمحسن میں ابی صبح سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا پہلے اس کے کہ آپ کو قتل کے روز قتل کر دیا جائے۔ فرمایا تمہیں آگاہ ہونا چاہیے جو شخص بھی یہاں اولاد عبد المطلب میں سے موجود ہو۔ میرے قریب ہو جائے۔ ان لوگوں کو میرے قاتل کے سوا اور کسی شخص کو قتل نہ کرنا چاہیے۔ خبردار کل میں تم کو اس میں نہ پاؤں۔ کہ تم یہ کہتے ہوئے لوگوں کو ڈیر لو۔ کہ امیر المومنین قتل ہو گئے۔

عثمان بن مغیرہ سے روایت ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام جب ماہ رمضان آیا۔ تو ایک رات امام حسن علیہ السلام کے ہاں ایک رات امام حسین علیہ السلام کے ہاں اور ایک رات عبد اللہ بن جعفر کے ہاں بسر کرتے تھے۔ اور تین نقروں سے زیادہ کوئی چیز تناول نہیں فرماتے تھے۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا: میرے رب کا امر آنے والا ہے۔ اور میں اس لئے خالی پیٹ رہنا چاہتا ہوں۔ اس کے آنے میں ایک رات یا اور دو راتوں کی دیر ہے جس رات کے متعلق فرمایا تھا۔ اسی رات آپ کو شہید کیا گیا۔ اسی طرح حضرت نے مندرجہ ذیل حجاب

امام کی خدمت

مرے کا جب

میں سے عرض

ہی حبیب بن

سے ضرور اور تم

فیصل کی طرف

مطرف روانہ ہوا

میں سے مسجد میں

بہ اہل بیت

را اگر ہمارے

سے گئے۔

سے فرمایا۔ اسے

حضرت

م نے پیر

ہوئے جب

فرزات کے

کے مقام پر

ہوئے طفوف

پنے فرمایا

جب حضرت



کے شہید ہونے کی خبر دی تھی

۱۔ جبر بن عدی (۷) رشید بھری (۳) کیل بن زیاد (۴) شیم ثمار (۵) محمد بن اکثم (۶) خالد بن سعود (۷) جیب بن مظاہر (۸) جویریہ (۹) عمرو بن حق (۱۰) قنبر (۱۱) مذرع وغیرہ وغیرہ  
امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان حضرات کے قاتلین کے نام اہل ان کے قتل کی کیفیت کے متعلق آگاہ فرمایا  
انشاء اللہ تعالیٰ ان بیانوں کا بیان آگے آئے گا۔

عبد العزیز اور صہب ابوالعالمیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حمیس مذرع بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے امیر المؤمنین علیہ السلام کو فراتے ہوئے سنا خدا کی قسم ایک لشکر ضرور آئے گا۔ جب بیدار کے مقام پر پہنچے گا تو زمین اس کو ٹنگی جائے گی۔ میں نے مذرع سے کہا یہ تو غیب کی بات ہے کہ خدا کی قسم جس بات سے بچے امیر المؤمنین نے آگاہ کیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی۔ ایک آدمی ضرور پکڑا جائے گا۔ اور اسے ضرور قتل کیا جائے گا۔ اور اس مسجد کے کمرے پر اسے لٹکایا جائے گا۔ میں نے کہا یہ دوسری غیب کی بات ہے۔ اس نے کہا مجھے ثقہ امین بن ابی طالب نے آگاہ کیا تھا۔ امیر العالمیہ کا بیان سنا کہ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ مذرع گرفتار ہوا۔ اور شہرین کے درمیان اسے سولی پر لٹکایا گیا۔

معرفت اور تاریخ میں فوری سے بیان کیا ہے کہ انہی بن خافقی سے روایت ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کو فرات پرے سنا۔ اسے اہل عراق، غفریب تم میں سے سات آدمی جو غنڈا ہوں گے جو شل اصحاب احمد و کے ہوں گے قتل ہوں گے۔ جبر بن عدی اور آپ کے اصحاب قتل کئے گئے۔  
امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے بعد قتلوں کے پرہیز کرنے کے متعلق آگاہ کیا۔ کو ذی منہلہ کے دوران بیان فرمایا کہ جب دیکھا کہ لوگ آپ کا ساتھ دینے میں عاجزی کرتے ہیں۔ تو فرمایا امیر سے بعد کس امام کے ساتھ قتال ہو کر جہاد کرو گے۔ اور میرے بعد کس گھر کی حفاظت کرو گے۔ غفریب تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہوگا جو بڑے خلق اور شکم والا ہوگا جو پائے گا کھا جائے گا۔ اور جو چیز نہ پاسے گا۔ اس کی تلاش کرے گا۔ ایسے شخص کو قتل کر دو مگر تم اسے قتل نہیں کر سکو گے۔ غفریب مجھے سب کرنے اور میرے سے برات ظاہر کرنے کا حکم دے گا۔ مجھ پر اس وقت سب تو کرنا ایک مجھ سے بڑا ہی نہ کرنا۔ کیوں کہ میں فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہوں۔ سب سے پہلے اسلام اور ہجرت کی طرف سبقت کی ہے یہ حضرت امیر علیہ السلام نے یہ اشارہ امیر شام معاویہ کی طرف فرمایا تھا۔

اہل بصرہ سے فرمایا میں نے امانت کو ادا کر دیا۔ غیب کے بارے میں تمہیں نصیحت کی اس کے بعد اگر تم نے



میری توہین کی اور مجھے جھٹلایا تو اللہ عزوجل تم پر نواذیف کا ایک ایسا آدمی مسلط کرے گا۔ جو تمہاری حرمت کو تباہ کر دے گا۔ یعنی حجاج

حضرت امیر علیہ السلام نے ترکوں اور زنجیوں کے متعلق آگاہ فرمایا تھا جس کو علامہ رضی نے منہج السبلان میں بیان کیا ہے حضرت امیر عبید اللہ بن جراح نے ترکوں کے بارے میں فرمایا گویا کہ میں ایک ایسی قوم کو دیکھ رہا ہوں جن کے چہرے بوٹے چٹروں سے مڑھے ہوئے ہیں ریشم اور دیباچ پہنچے ہوئے ہیں تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہوں گے خون کی ہولی کھیل جائے گی زخمی مقتولوں پر ہو کر گزریں گے۔ قلعہ زیادہ ہوں گے۔ اور جھانک جانے والے غور سے ہوں گے۔

پھر ابی زنج کے بارے میں فرمایا۔ اسے اسٹف گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کا نشانہ ایسے ہو گا جو گردن اڑے گا۔ اور نہ ہی گھوڑوں کے منہ کے آواز۔ ہڈی۔ اور نہ لجاموں کی کھڑکھڑاہٹ ہوگی۔ اور نہ ہی گھوڑوں کا ہمہ ہوگا۔ وہ نہیں برائے چلیں گے جس طرح شتر مرغ چلتا ہے۔

محمود نے خاتمی میں امیر علیہ السلام کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ تمہارے پیچھے ایک قسم پوشیدہ ہے۔ جو ختم ہونے میں نہیں آئے گا۔ اور ایسے امتحان میں پڑ جاؤ گے جس کی میعاد بہت لمبی ہوگی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ لونیہ میں فرمایا آگاہ ہو جاؤ یہ میں تم سے عنقریب کچھ کرنے والا ہوں۔ اور غیب کے پاس جاؤں گا۔ والا ہوں۔ فتنہ امویہ اور مملکت کسریہ کے فتنہ بہت سی ہوتی ہیں اور بایں تم پر بنو عباس کی سلطنت کی طرف سے واقع ہوں گی جس میں ڈر اور بالوسی ہوگی۔ یہ لوگ وجہ اور ذلیل کے درمیان ایک شہر آباد کریں گے جس کا نام زور ہوگا۔ آپسے پھر اس شہر کے اوصاف بیان کئے اور اس پر شیعہ ان کے چوبیس بادشاہ حکومت کریں گے۔

اول صفاح ہوگا۔ (۲) مفاص (۳) جموح (۴) مجروح۔ ایک روایت میں تجدید لکھا ہے (۵) مظفر (۶) موث (۷) انظار (۸) کمیش (۹) مظهر (۱۰) مستظلم (۱۱) مستعصب ایک روایت میں مستغف ہے (۱۲) غلام (۱۳) مختلف (۱۴) غلام (۱۵) متر (۱۶) لکھنؤ (۱۷) اکر ایک روایت میں اکتب آیا ہے (۱۸) اکتب (۱۹) اکاب (۲۰) مشرف (۲۱) وشم (۲۲) عظم (۲۳) عنوی (۲۴) کاذب اور غیبی ہوگا۔ پھر سرخ نمنہ اور زور و فساد ہوگا۔ اس کے بعد قاتل باحق تشریف لائیں گے۔

امیر علیہ السلام نے خطبہ غرائس اور شاوہریا میں زمین والوں کے لئے ہلاکت ہو جب ان کے ہنر والے پرستی اور ستکفی کا نام دیا جاتا ہوگا۔ ان کے انقباض میں متبی سہم نہیں ہوگا جب ہم نے ان کے صفات بیان کئے ہیں تو ہم اس کا نقیب متقی باتیں ہیں جس نے بنو عبدالمطلب سے امداد کی درخواست کی تھی۔ پھر حضرت نے ربیعہ کے ایک آدمی کا نام لیا جو قبیلہ ربیعہ

بنو سعد (۱)

بنو آگاہ فرمایا تھا۔

حدیث بیان کی

کے مقام پر

جس بات سے

مقتل کیا جائے گا۔

بھی تھے ابن علی

اور شریف کے

بنو سعد کو فرماتے

ہے ہوں گے۔

بنو بیان فرمایا۔

بنو جہاد کرو

اور شکم والا ہوگا

مقتل نہیں کر

سب تو کرنا لیکن

بنو طرف سبقت

بعد اگر تم نے



سے ہوگا جس کے نام میں سین اور یم آئے گا۔ اس کے بعد اب شخص آئے گا جس کے نام میں وال اور تاف آئے گا پھر آپ نے اس شخص کی صفت اور اس کی سلطنت کی صفت بیان کی۔ ان میں سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو زور و پند لیوں والا ہوگا جس کا نام احمد ہوگا۔ آپ نے فرمایا سناوی نہا کرے گا۔ زخمی مقتولوں پر گزر رہے ہیں۔ اور مرد دفن کئے جا رہے ہیں۔ ہند سندھ پر غالب ہوگا۔ قلعہ سعید پر۔ قبط اطراف مصر پر۔ اندلس اطراف افریقہ پر حبشہ یمن پر ترک خراسان پر روم شام پر اور اہل ارمینہ کا بھی غلبہ ہوگا۔ پھر قائم آل محمد کے خروج کا ذکر فرمایا۔

خطبہ اقلیم میں ہر ملک کے حالات بیان کئے۔ اس کے بعد وہ حالات بیان کئے جو نبی صلعم کی وفات کے بعد ہر دس سال واقع ہوں گے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے یمن سودس مجری تک کے حالات بیان کئے جس میں فتح قسطنطنیہ، متغالیہ اندلس، حبشہ، نوہ، ترک، کرک، اہل اور جیل، قاقول، قاقولس، چین اور دنیا کے دور دراز ملکوں کے حالات بیان فرمائے۔

خطبہ قسیمہ میں فرمایا۔ عجیب بے حد تعجب تو یہ ہے جو جمادی اور ربیع کے درمیان واقع ہوگا۔ عجیب اور بے حد عجیب بات یہ ہے کہ جو مرد سے زمینوں کی کھوپڑیوں کو ماریں گے۔

خطبہ ملاحم جو زہرا کے نام سے مشہور ہے میں فرمایا۔ ساٹھ سال کے اندر سخت محبتیں اور حادثے ظہور پذیر ہوں گے جس میں بڑے بڑے بہادروں کی ناکس کٹ جائیں گی۔ مرقل کر دیئے جائیں گے۔ اور عورتیں قیدی بنائی جائیں گی۔ لوگوں کا مال اور دین سلب کر دیا جائے گا۔ ان کے مکانات اور محلات کچھ برباد کر دیئے جائیں گے۔ اور کچھ جلا کر رکھ کر دیئے جائیں گے۔ ان کے غلام ان کے کہیں اور ان کی نوڈیوں کے بیٹے ان پر حکومت کریں گے۔ ان سالوں میں ظالم بادشاہ ہوں گے۔ اور خان قاضی ہوں گے۔ پھر کچھ کلام کے بعد فرمایا۔ یہ دس سال کو ال کہلائیں گے۔ بنی عباس کا ایک بادشاہ خراسان میں مقبول ہوگا۔ اور خراسان میں ہی اس کا وقار ختم ہوگا۔

معتصم کے بارے میں فرمایا۔ وہ یم۔ عین اور صاد کے سا؟ منبروں پر پکارا جائے گا۔ یہ شخص صاحب فتوحات نصرت اور ظفر ہوگا اس کے جھنڈے ملک روم میں ہرائیں گے۔ عنقریب وہ حبشہ کو بھی فتح کرے گا۔ اس کے عقاب میں ایک عقاب سخت بند ہوگا۔ جو بارون اور جعفر کے عقب میں سے ہوگا۔ جو مونفک کو اپنا گھر بنائے گا۔ عرب کو مٹا دے گا۔ عجم میں سے ترکوں کو اپنا وزیر اور دوست بنے گا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کے وہ حدود جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی پر نازل کئے ہیں۔ مٹا دیئے جائیں گے۔ اور یہ بات کہی جائے گی کہ یہ فلاں شخص کی رائے ہے۔ اور یہ فلاں شخص کا خیال ہے۔



یعنی امام ابوحنیفہ اور امام اشاعری وغیرہما ہوں گے۔ اے اور قیاس سے کام لیا جائے گا۔ آثار کو اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ اور قرآن کو پس پشت ڈال دیا جائے گا۔ ایسے زلمے میں شراب پی جائے گی۔ لیکن اس کا نام اور رکھا ہوگا۔ شراب پی کر (الانتہا) عرطبہ۔ کو بہ قینات اور معائبائے جائیں گے۔ سونے اور چاندی کے برتن استعمال ہوں گے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا محل اور مکان مضبوط بنائے جائیں گے۔ مرد و بیابج اور یہ شتم نہیں گے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ روم سے ساحل وغیرہ کا جو علاقہ لے لیا جائے گا۔ وہ واپس لے لے گا۔ ترک سے کاشغر اور ماورالنہر کا جو علاقہ لے لیا جائے گا۔ وہ اس کو واپس لے لے گا۔ قفص نقیس وغیرہ کا علاقہ واپس لے لے گا۔ اور قفص کا جو علاقہ لیا جائے گا۔ وہ بھی اس کو واپس لے لے گا۔ پھر اس میں عجیب و غریب واقعات رونما ہوں گے۔ آپ نے ایک شہر کا نام لیا جس کے رہنے والے بعض آدمیوں کے ساتھ فریب سے کام لیں گے۔ بعض لوگ صاف گہنی سے کام لیں گے۔ حتیٰ کہ فرمایا۔ تم اہل بصرہ کے لئے ہلاکت ہو۔ اسی طرح اہل خیبر کے لئے ہلاکت ہو۔ جب یہ یہ ہوگا۔ گوہی دینور کے لئے ہلاکت ہے۔ اہل اصفہان پر جالوت عبد اللہ حجام کی وجہ سے ہلاکت ہوگی۔ اہل عراق پر ہلاکت ہوگی۔ اہل شام پر ہلاکت ہوگی۔ اہل مصر پر ہلاکت ہوگی۔ اہل خلافت پر ہلاکت ہوگی۔ لشکر حلوان اور دینور کے درمیان قتل کئے جائیں گے۔ اہل اور رنجان کے درمیان بھی شکر قتل کئے جائیں گے۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک شخص ولیم اور طبرستان کی زمین سے اٹھے گا۔ اور بدلہ لے گا۔

حضرت امیر علیہ السلام کا ایک اور خطبہ ہے۔ اس امت کی تباہی کا باعث وہ لوگ ہوں گے جن کا ذکر ہمارے رب نے شجرہ معوذہ سے کیا ہے۔ ان کا پہلا شخص سرسبز ہے اور آخری کمزور اور دُجلا ہے۔ ان لوگوں کے بعد امت محمد کے پانچویں وہ لوگ بن جائیں گے جن کا پہلا آدمی الرؤف ہوگا۔ دوسرا افسک۔ پانچواں کبش ساتواں اعلم۔ دسواں اکفر ہوگا۔ اس کو وہ شخص قتل کرے گا جو اس کا زیادہ مخصوص ہوگا۔ پندرہواں کثیر العالی اور قلیل الغنا ہوگا۔ سبہواں ذمہ داری کو پورا کرنے والا اور صلہ رحم کرنے والا ہوگا۔ گویا کہ میں اس کے اٹھارہویں شخص کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کے دونوں پاؤں اس کے خون میں آلود ہو گئے ہیں۔ تیسرا آدمی ایسے ہوں گے جن کی سیرت گمراہ ہوگی۔ بائیسواں بڑھا کھوسٹ ہوگا۔ جس کے عوام خوشحال ہوں گے چھبیسواں وہ ہوگا جس کے ہاتھ سے ملک نکل جائے گا۔ گویا کہ میں اس کو زوراء کے پل پر مقتول دیکھ رہا ہوں۔ یہ اس کے اپنے فعل کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ اپنے بندوں میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

خطبہ کا ایک اور حصہ۔ غنقریب عراق درآدمیوں کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ ان کے درمیان مجروح اور مقتول بہت ہوں گے یعنی صریک اور ولیم۔ گویا کہ میں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ کہ ذوات الفروج کا خون ذوات الفروج کے ساتھ

آئے گا  
پنڈیوں  
کے

یہ زمین پر

آئے بعد  
میں فتح  
میں ملکوں

بہ حد

ہوں گے

لوگوں کا

یہ جہیں

شاہ ہوا

شاہ

ات

عقاب

ب کو

کے

ہے



مل رہا ہے۔ اہل زور اور جو بنو قنطورہ سے ہوں گے۔ کے لئے ہلاکت ہے۔

دولت ایساں ہوں گی جن میں فریقین کو نقصان ہوگا۔ یعنی مصل کی لڑائی جس کا نام باب الازانی ہوگا۔ طعن کے لئے ہلاکت ہو جن کا تعلق اشراک سے ہوگا۔ عرب کے لئے ہلاکت ہو جو ترکوں سے اختلاف پیدا کریں گے۔ امت محمد کے لئے ہلاکت ہو۔ جب اس کے رہنے والے اپنے شہروں کی حفاظت نہ کریں بنو قنطورہ دریائے چجوں کو عبور کر کے دریائے حبلہ کا پانی پیئیں گے۔ بصرہ اور ریدہ کا قصد کریں گے۔ خدا کی قسم تم اپنے اس شہر کو ضرور جان لو گے۔ گمراہ کہیں اس کے جامع کو کشتی کے سامنے کی طرح یا شتر مرغ کے سیٹھنے کی مانند دیکھ رہا ہوں۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے شہروں کی بربادی کے بارے میں فرمایا: قتادہ سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ وان من قریۃ الا مخرج مہلکوها قبل یوم القیامۃ او مخرج یوحا فرمایا: سمرقند۔ جاج۔ خوارزم۔ اصفہان اور کوفہ کو ترک اور ہمدان تباہ اور برباد کریں گے۔ مدینہ کو ولیم اور طبریہ برباد کریں گے۔ مدینہ اور فارس قحط اور بھوک سے تباہ ہوں گے۔ مکہ کو جشی تباہ کریں گے۔ بصرہ اور بلخ غرق ہوں گے۔ سندھ کو ہند تباہ کرے گا۔ اور ہند کو تبت۔ تبت کو چین۔ بدخشان۔ صاغان کرلین تباہ کریں گے۔ شام کا کچھ حصہ گھوڑوں کی ٹالوں اور قتل کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ بین ٹلیوں اور ایک بادشاہ کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ سجستان اور شام کا بعض علاقہ زنگیوں سے تباہ ہوگا۔ شمالی طاعون میں مبتلا ہو کر تباہ ہوگا۔ مرو کا شہر دیت سے صحرائیں سے۔ نیشاپور نیل کے ختم ہونے سے۔ آذربائیجان گھوڑوں کی ٹالوں اور بھلیوں کی وجہ سے بخرار غرق۔ بھوک اور لوگوں کے چھوڑ جانے کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ بغداد کی (اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے) اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دیا جائے گا۔

کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے باپ (امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام) ان دفتوں کی امامت پر راضی تھے۔ اس لئے ان کی قید کردہ لونڈیوں کو قبول کیا حضرت علی علیہ السلام نے جابر انصاری کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ ان سے پوچھو جابر کا بیان ہے کہ میں نے حنیفہ کو تربت رسول اکرم کے پاس روئے ہوئے اور آپ ہی بھرتے ہوئے سنا۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو اور آپ کے اہل بیت پر۔ آپ کے بعد آپ کی امت نے ہمیں اس طرح قید کیا جس طرح کفار کو قید کیا جاتا ہے۔ ہمارا اس کے سوا اور کوئی جرم نہیں تھا کہ ہم لوگ آپ کے اہل بیت سے محبت کرتے تھے۔ پھر کہنے لگے اے لوگو! ہمیں کیوں گرفتار کیا ہے۔ ہم نے تو کلمہ شہادتین کا اقرار کیا ہے۔ نہ میر نے کہا۔ اللہ نے جو چیز تمہیں دی ہے وہ تم نے ہمیں



نہیں دی کہنے لگی۔ ممکن ہے مہروں نے ایسا کیا ہو۔ عورتوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ طلحہ اور خالد نے اس پر اپنا اپنا  
 پکڑا ڈال دیا کہنے لگی میں برہنہ نہیں تھی۔ کہ تم مجھے چھپاتے ہو۔ اور نہ ہی میں نے تم سے سوال کیا ہے۔ جو تم مجھے  
 صدقہ دے رہے ہو۔ زبیر نے کہا یہ دونوں تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ کہنے لگی۔ یہ دونوں میرے شوہر نہیں  
 ہو سکتے۔ میرا شوہر تو وہ ہو گا۔ جو مجھے اس بات سے آگاہ کرے۔ جو میں نے ماں کے شکم سے باہر آتے ہوئے کہی  
 تھی۔ اسی اثنا میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا خولہ امیری بات کان لگا کر سن  
 تیری ماں حاملہ تھیں۔ اسے روزہ اٹھا۔ معاملہ شدت اختیار کر گیا اس نے فریاد کی۔ اے معبود! اے معبود! اس بچے  
 کو صبح سالم پیدا کرنا۔ اللہ نے دعا کو قبول کیا۔ جب تھیں جنا تو تونے نیچے سے لا الہ الا اللہ محمد  
 رسول اللہ پڑھا۔ نہ کہا۔ اے ماں! اغتریب میرا ملک ایک سردار ہو گا۔ جس سے میں ایک فرزند جنوں  
 گی۔ اس نے اس بات کو کہنے کی ایک تختی پر لکھ لیا۔ جہاں تو پیدا ہوئی تھی وہیں اس تختی کو دبا دیا۔ جب تیری ماں  
 غائب ہوئی تو اس تختی کے بارے میں تجھے وصیت کی۔ جب تیرے قید ہونے کا وقت آیا۔ تو اگرچہ تجھ میں ہمت  
 نہیں تھی۔ پھر بھی تو اسے تختی کو نکال کر اپنے بازو پر باندھ لیا۔ وہ تختی لٹاؤ۔ اس تختی کا نام لکھیں ہوں۔ میں ہی امیر  
 المومنین ہوں۔ میں اس مہارک رکے کا باپ ہوں۔ جس کا نام محمد ہو گا۔ اس نے تختی امیر المومنین کے حوالے  
 کی۔ حضرت عثمان نے پڑھ کر حضرت ابو بکر کر سنایا۔ کہنے لگی۔ خدا کی قسم جو کچھ تختی پر تحریر تھی۔ اس میں حضرت علی  
 علیہ السلام نے کہنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ تمام نے کہا اللہ اور اس کا رسول سچا ہے کہ

انما صدیئة العلم وعلی بابہا

حضرت ابو بکر نے کہا۔ اے ابو احسن! آپ اس کو لے لیں۔ اللہ عزوجل آپ کو اس میں برکت دے۔ حضرت  
 علی علیہ السلام نے خنیفہ کو سہ ماہ بنت عیس کے حوالے کیا۔ اور کہا اس عورت کو لے لو اس کو عورت سے رکھو۔ اور اس  
 کی ہر طرح کی دیکھ بھال کرو۔ خنیفہ برابر سہ ماہ بنت عیس کے پاس رہ گئیں۔ حتیٰ کہ اس کے بھائی نے آکر حضرت علی  
 سے اس کا عقد کر دیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مہر ادا کیا اور نکاح کے طور پر اس سے شادی کی۔

یہ تمام باتیں حضرت علی علیہ السلام کے علم غیب پر دلالت کرتی ہیں۔ جو رسول اللہ کے ذریعے آپ کے پاس  
 پہنچا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا تھا۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ عا لہم الغیب فلا یظہر  
 علی غیبہ احد الا من ارضی من رسول فانہ یسلط من بین یدیہ و من خلفہم احد الا یعلم  
 ان قد ابلغوا رسالت ربہم واحاط بما لدیہم واحصی کل شیء عددًا وہ اپنے غیب ہر کسی کو مطلع

ن کے لئے  
 است محمد کے  
 کو عبور کر کے  
 گویا کہ میں

سے روایت  
 کا احسن

اور ہمدان  
 نے۔ بلکہ کو جھٹی

صاغان کریں  
 صیاء ہو گا۔

دریت سے  
 لا غرق

اور نیچے

یہ اسلام  
 نے جاہر

پاس  
 بیت پر

اور کوئی  
 کیوں گرفتار

نے ہیں



نہیں کرتا۔ سوائے اس کے جسے اس نے رسول میں سے مٹھنی کیا پس وہ یقیناً اس کے آگے اور اس کے پیچھے نگہبیاں چلا دیتا ہے تاکہ وہ یہ ظاہر کر دے کہ یقیناً انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچا دیا اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس نے احاطہ کر لیا ہے اور ہر چیز کو گنتی کے لحاظ سے اس نے شمار کر لیا ہے۔

نبی صلعم نے اس بات میں اپنے دھی کے لئے بخل سے کام نہیں لیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے وما هو علی الغیب بغنیین وہ غیب پر بخل سے کام نہیں لیتا۔

اسے امور غیب سے وہی شخص آگاہ کر سکتا ہے جس کو رسول اللہ صلعم نے اپنے بعد اپنا قائم مقام بنایا ہو۔

## فصل ۹

### امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی دعا پر اعتراض نہ کرو۔ وہ کبھی رد نہیں ہوتی۔ غم کوئی نے کتاب فتوح میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا۔ اے معبود اظہر بن عبداللہ نے رضامندی سے میری بیعت کر لی تھی۔ پھر اس نے میری بیعت کو توڑ دیا ہے اس کو پکڑنے میں جلدی ذرا۔ اسے ہمت نہ دے۔ اور نہ میر بن عوام نے میری قرابت کو توڑ دیا۔ میرے عہد و پیمان کو توڑا۔ میرے دشمن کی مدد کی۔ حالانکہ وہ خود جانتا ہے کہ وہ مجھ پر ظلم کر رہا ہے۔ اس کا جس طرح چاہے اور جہاں چاہے مواخذہ کر۔

تافنخ طبری میں تحریر ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فریاد مجھے تعجب تو اس بات پر ہے کہ اہل دونوں نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی فرمانبرداری کی تھی اور میرے خلاف ہو گئے ہیں خدا کی قسم یہ دونوں کس بات کو جانتے ہیں کہ جو مساجد ان مجھ سے پہلے گنبد تھے ہیں۔ میں ان سے کسی طرح کم نہیں ہوں اے معبود! جس بات پر ان دونوں نے نظریہ قائم کر رکھا ہے اس کو توڑ دے جس بات کا اپنے دلوں میں ارادہ کر رکھا ہے۔ اسے پورا نہ ہونے دے جس جڑی کا انہوں نے آکاف کیا ہے وہ انہیں دکھا دے۔

فضائل عشرہ اور اربعین میں خطیب زاذان سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر علیہ السلام کی بات کو جھٹلایا امیر علیہ السلام نے فرمایا میں تیرے خلاف بددعا کرتا ہوں۔ اگر تو نے مجھے جھٹلایا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے بنیائی سے



اندھا کر دے۔ کہا ہاں حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے خلاف بددعا کی۔ وہ شخص اپنی جگہ سے نہیں ہلاتھا کہ اس کی بینائی جاتی رہی۔

س کے پیچھے  
اور جو کچھ

جمیع بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے عہدِ ابراہیم سے کہا تم نے میرے حالات سے معاویہ کو آگاہ کر دیا ہے۔ اس نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ تم اس بات کی قسم اٹھاتے ہو کہ تم نے یہ کام نہیں کیا۔ کہا ہاں اس نے قسم اٹھائی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کی بینائی کو زائل کر دے۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ اندھا ہو گیا تھا۔ دوسرے کے سہارے چلتا تھا۔

تاریخ بلاذری جلیۃ الاولیاء میں تحریر ہے۔ اور ہمارے اصحاب نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے کہ جابر انصاری سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حدیث من کنت مولاً فعلی مولاً کے بارے میں مندرجہ ذیل اصحاب نے گواہی دلا نا چاہی لیکن انہوں نے گواہی نہ دی۔ اور ہر ایک کے بارے میں بددعا فرمائی۔

(۱۱) انس بن مالک (۲) براء بن عازب اشعث۔ خالد بن ولید۔ حضرت علی علیہ السلام نے انس کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے برص کی بیماری میں مبتلا کر کے مارے گا۔ جس کو اپنے عمامہ سے بھی نہ ڈھانپ سکو گے۔

خالد سے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے جاہلیت کی موت مارے گا۔ براء سے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے وہاں موت دے گا جہاں سے ہجرت کی تھی۔

جابر کا بیان ہے خدا کی قسم کہ میں نے خود انس کو دیکھا کہ برص میں مبتلا ہوا جس پر عمامہ ڈالتا تھا۔ لیکن اس کو چھپا نہیں سکتا تھا۔ میں نے اشعث کو دیکھا وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا تھا۔ اور کہا کرتا تھا اللہ کی ذات کا شکر ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے میرے دنیا میں اندھے ہو جانے کے بارے میں بددعا کی تھی اور آخرت کے بارے میں نہیں کی تھی۔ ورنہ مجھے آخرت میں عذاب دیا جاتا۔ خالد کا جب انتقال ہوا تو اسے اس کے گھر میں دفن کیا گیا اور وہ جاہلیت کی موت مرا۔ براء معاویہ کی طرف سے یمن کا گورنر بنا۔ اور وہیں انتقال کر گیا اور اس نے وہیں سے ہجرت کی تھی اور یہ سرت کا علاقہ ہے۔

ولید بن عارض وغیرہ سے روایت ہے بشر بن ارقاۃ بن حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ تھا یمن میں معاویہ کی طرف سے گورنر مقرر ہوا۔ جب حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو اس کے قتل کے متعلق معلوم ہوا تو فرمایا اے

ماہو

مور

ہوتی۔ عثم  
کر کے

دیا ہے

سے عہد

چاہے

ہے کہ ان

دونوں اس

اجس بات

پورا نہ ہونے

ن کو جھٹلایا

بینائی سے



محبود! بشر نے اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت کر ڈالا۔ اس کی عقل کو سلب کر لے۔

بشر کے دماغ میں فتور لاحق ہوا۔ تلوار کو چاہتا تھا۔ اسے ایک لکڑی کی تلوار بنا کر دی گئی۔ اس سے اپنے بدن پر وار کرتا تھا۔ حتیٰ کہ غش کھا کر گم پڑتا تھا۔ جب ہوش میں آجاتا تھا تو تلوار تلوار کہہ کر پکارتا تھا ہمیشہ اس کا یہی طریقہ رہا۔ حتیٰ کہ مر گیا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے بنو زبید کے غزوات میں ایک شخص کے خلاف بددعا کی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک تل تھا۔ وہ اس کے چہرے پر پھینا شروع ہوا۔ اس سے اس کا تمام چہرہ سیاہ ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تم پر تعقیف کا ایک جواں مسلح کرے گا پھر چھا گیا کہ وہ تعقیف کا کون سا جواں ہو گا۔ فرمایا: وہ وہ جواں ہو گا جو اس کی عزت کو تباہ کرے گا۔ اس شخص کو حجاج نے پکڑوا کر قتل کر دیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کے بارے میں فیصلہ کیا۔ اس نے کہا اے علی خدا کی قسم آپ نے مجھ پر ظلم کیا آپ نے فرمایا اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری شکل بگاڑ دے گا۔ اس کا سر خنزیر کے سر کی طرح ہو گیا تھا۔

صاحب نے اپنے سالہ عزائیں ابو عینہ سے نقل کیں۔ کہ اس کا بھائی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ملا تھا۔ حضرت کو اس کی گفتگو تکلیف دہ معلوم ہوئی تھی۔ آپ نے اس کے خلاف اور اس کی اولاد کے خلاف اندھونے کی بددعا کی تھی اس خاندان کا یہ نظریہ ہے کہ جو بچہ اندھا پیدا ہو گا وہ صحیح النسب ہو گا (دور نہیں)۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے والعب بن مصعب جہنی کے خلاف بددعا کی تھی۔ یہ شخص اصحاب صفیہ میں تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: عراق مصیبت میں مبتلا ہے۔ تم اہل شام کے پاس اندھیاں لگوں گا بن لائے ہو۔

وہ اسی وقت اس بیماری میں مبتلا ہوا۔ آج کل لوگ اس منارہ پر پتھر پھینکتے ہیں۔ جس پر کھڑے ہو کر وہ اذان دیتا تھا۔

ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اولاد عباس کے بارے میں منتشر ہونے کی بددعا کی تھی۔ کسی ماں اولاد کی قبریں آپس میں اتنی دور نہیں ہیں۔ جن قبریں آپس میں دور ہیں عبداللہ بن

میں دفن ہوئے۔ معبد مغرب میں تیشم منفعہ رواح میں تمامہ ارجوان میں اور متعم خانہ میں۔

فضائل العشرہ اور خصائص علویہ میں ابن مسکین سے روایت ہے کہ میں اور میرا خالو ابن امیہ بنو مرہ کے ایک گھر کے پاس سے گذرے آپ نے کہا تم نے اس گھر کو دیکھا ہے میں نے عرض کیا ہاں دیکھا ہے کہا ایک



وقفہ حضرت علی علیہ السلام کا اس گھر کے پاس سے اس وقت گزرا ہوا جب لوگ اس کو بنا رہے تھے اس کے بلکہ کا ایک حصہ حضرت پر گریہ کر رہا جس سے آپ زخمی ہو گئے آپ نے بددعا کی کہ اس کی تعمیر مکمل نہیں ہوگی اور اس پر کوئی اینٹ نہیں رکھی جاسکتی تھی یہ سن اس گھر پر گزرا جو گھروں کے مشابہ نہیں تھا۔

طراح بن عدی اور صعصعہ بن صوحال سے روایت ہے کہ دو شخص امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اپنا جھگڑا لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے ایک کے حق میں اور دوسرے کے خلاف فیصلہ کر دیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا۔ اس نے کہا آپ نے درست فیصلہ نہیں کیا۔ رعایا میں انصاف نہیں کیا۔ وہ فیصلہ نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہوتا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اسے کتے دُور مہرچا۔ وہ شخص اسی وقت بھونکنے لگا۔

جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ کلام فرمایا۔ تم لوگوں کو یقین ہونا چاہیے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور آپ کا ابن عم ہوں اور آپ کے علم کا وارث۔ آپ کے راز کی کان، آپ کے غمی ذخیرے کی ٹھہری ہوں۔ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ وہی کام میں نے کیا ہے۔ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی تھی۔ اسی کا مطالبہ میں نے کیا میں اس دروازے میں داخل ہوا ہوں جس دروازے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے۔ ہلال بن نوفل کنڈی نے اس بات سے ناک بھوں چڑھائی۔ اور کہا اسے ابو طالب کے بیٹے تھا تو اس سے کام لیں اور غلط بات نہ نہ کریں۔ یہ سن کر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا سفر کے لئے تیار ہو جاؤ۔ خدا کی قسم ابھی حضرت کا کام ختم نہیں ہوا تھا کہ وہ مختلف رنگ دسے کر کے کی شکل میں تبدیل ہو گیا یعنی مبروص ہو گیا۔

مندرجہ ذیل اشخاص کو حضرت کی بددعا لگ گئی تھی۔ زید بن ارقم جو اندھا ہو گیا تھا۔ بلعاب بن قیس جو مبروص ہو گیا تھا۔

عبد اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ اے معبود! ان مجھے راحت دے۔ میرے اور ان کے درمیان تفریق ڈال دے۔ مجھے ان کے بدلے میں اچھے انسان عطا کر اور انہیں میرے بدلے میں برا شخص دے۔ اسی روز آپ انتقال فرما گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اے معبود! میں ان سے نفرت کرتا ہوں۔ اور یہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ میں ان سے رنجیدہ ہوں۔ اور وہ مجھ سے رنجیدہ ہیں۔ مجھے ان سے راحت دے اور ان کو مجھ سے آرام دے۔ اسی بات آپ انتقال فرما گئے۔

سے اپنے  
ماتحتاً ہمیشہ

ساک کی تھی۔  
رو سیاہ ہو گیا  
کا ایک  
کو تباہ کرے

پہرہ پر ظلم کیا  
طرح ہو

سلام  
کاف اند  
(

سفیر میں  
بے ہو

ان وقایع  
شر ہونے  
بید اللہ شمر

کے  
ایک



حدیث طبرہ کو مندرجہ ذیل حضرات نے اپنی اپنی کتب میں جگہ دی ہے۔

(۱) ترمذی اپنی جامع میں (۲) حلیۃ الاولیاء میں ابو نعیم نے (۳) بلاذری نے تاریخ میں (۴) خزرجی نے  
شرف المصطفیٰ میں (۵) حمدانی فضائل الصحابہ میں (۶) طبری نے ولایت میں (۷) ابن بیع نے صحیح میں (۸) ابو  
یعلیٰ نے مسند میں (۹) احمد نے فضائل میں (۱۰) فطنری نے اختصاص میں۔

مندرجہ ذیل حضرات حدیث طبرہ کے راوی ہیں۔

(۱) محمد بن اسحاق (۲) محمد بن یحییٰ ازودی (۳) سعید مازنی (۴) ابن شاحین (۵) سدی (۶) ابو بکر بیہقی  
(۷) مالک (۸) اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ (۹) عبد اللہ بن نمیر (۱۰) مسعون کرام (۱۱) داود بن علی بن عبد اللہ  
بن عباس (۱۲) ابو حاتم رازی

مذکورہ بالا حضرات اپنے اسناد سے انس۔ ابن عباس اور ابن امین سے روایت کرتے ہیں۔ ابن بطہ نے  
حدیث طبرہ کو دو طریقوں سے بیان کیا ہے۔ خطیب البکر نے تاریخ بغداد میں سات طریقوں سے بیان کیا ہے  
احمد بن محمد بن سعید نے حدیث طبرہ کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام کتاب طبرہ ہے  
قاضی احمد کا بیان ہے کہ میرے نزدیک حدیث طبرہ اس قدر صحیح ہے جس کے بیان کے لئے میرے پاس  
انفاظ نہیں ہیں۔ ابو عبد اللہ بصری نے کہا کہ احادیث کی صحت کے بارے میں جو طریقہ ابو عبد اللہ جانی نے  
وضع کیا ہے اسی کے مطابق حدیث طبرہ صحیح ہے کیوں کہ اس حدیث کو یوم شوریٰ حضرت علی علیہ السلام  
نے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ لوہی نے اس کا انکار نہیں کیا تھا۔ شیخ نے کہا حضرت امیر علیہ السلام  
نے شوریٰ کے روز اس حدیث کے ذریعہ اپنی فضیلت کا اظہار بھی کیا تھا۔ جو لوگ بھی اس وقت موجود تھے  
انہوں نے اس حدیث کی صحت کا اقرار کیا تھا۔ اس بات کا علم ایسا ہی ہے جیسے کہ شوریٰ کے منعقد  
ہونے کا علم ہے۔

یہ حدیث متواتر ہے۔ اُمت میں سے کسی فرد نے بھی اس کی صحت کا انکار نہیں کیا۔ حدیث طبرہ کو  
پنیس صحابہ نے انس سے روایت کیا ہے۔ اور دس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ بات

حدیث طبرہ کی تفصیل کتاب خصائص امیر المؤمنین مولانا ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب صاحب صحیح نسائی متون میں

اس کتاب کا بھی احقر نے ترجمہ کر دیا ہے جو شانِ بیوہ کا ہے۔ اور دستیاب ہوتا ہے۔ ۱۲ مترجم



اپنے مقام پر صبح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول حضرت علی علیہ السلام سے محبت کرتے تھے۔ اور یہ بات حضرت کے سوا کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے جس شخص کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہو۔ اس کی اللہ واجب جمع الحیث میں تحریر ہے کہ انس سر پر عمامہ باندھے ہوئے تھے کسی نے اس کا سبب پوچھا کہا یہ علی علیہ السلام کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ پوچھا وہ کیوں کر؟ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی شخص نے ایک پکا ہوا پرندہ بطور ہدیہ کے پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے محبوب! اپنے محبوب ترین بندے کو میرے پاس بھیج جو میرے ساتھ یہ پرندہ تناول کرے حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے لیکن میں نے کہہ دیا: رسول اللہ آپ کو نہیں چاہتے۔ میری خواہش یہ تھی کہ اس شخص میری قوم سے ہونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری دفعہ دعا کی پھر حضرت علی تشریف لائے پھر میں نے کہہ دیا: رسول اللہ آپ کو نہیں چاہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دفعہ پھر وہی دعا کی پھر علی علیہ السلام تشریف لائے پھر میں نے کہہ دیا کہ رسول اللہ آپ کو نہیں چاہتے! یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے آواز کو بلند کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بلا رہے ہیں اور اس آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا، آپ نے فرمایا اے انس یہ کون شخص ہے میں نے عرض کیا: علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ آپ نے فرمایا: انھیں اندر آئے دو۔ جب حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میں نے تین بار بار گاہ خداوندی میں عرض کی کہ میرے پاس اپنا محبوب ترین بندہ بھیجے جو میرے ساتھ یہ پرندہ سے تناول کر سکے، اگر تم تیسری مرتبہ نہ آتے۔ تو میں تمہارے نام کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں درخواست کرتا کہ علی کو میرے پاس بھیج! حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین مرتبہ حاضر ہوا تھا، مجھے تو انس نے ہٹا دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ رسول اللہ آپ کو نہیں بلا رہے! انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ایسا اقدام کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری یہ خواہش تھی کہ ایسا آدمی وہ ہو جو میری قوم سے ہو۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے تھے اور کہا: خداوند! انس کو ایسا داغ دے جس کو لوگوں سے چھپا نہ سکے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انس کو ایسی بیماری میں مبتلا کر جس کو یہ عمامہ سے بھی نہ چھپا سکے۔ پھر انس نے سر سے عمامہ کھولا اور اس کا سر تمام کا تمام میرٹھ تھا پھر کہنے لگا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کی بددعا کا نتیجہ ہے۔

(۳) آخر کوشی نے

صحیح میں (۴) ابو

(۱) ابو بکر بیہقی

ابن علی بن عبد اللہ

ابن بطہ نے

بیان کیلئے

باب طر کے

میرے پاس

جہان نے

علیہ السلام

علیہ السلام

موجود تھے

کے منعقد

حدیث طبر کو

یہ بات

متونی ۳۳



حضرت علی علیہ السلام نے مندرجہ ذیل حضرات کے حق میں دعائے خیر کی۔

- ۱۔ اُمّ عبد اللہ بن جعفر کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس سے گزری اور میں حاملہ تھی حضرت علی علیہ السلام نے میرے حق میں دعا فرمائی اور میرے شکم کے اوپر ہاتھ پھر کر فرمایا۔ اے معبود! جو کچھ اس شکم میں ہے اسے اس میں بکرت والا لڑکا قرار دے۔ میں نے لڑکا جنا۔ (حضرت عبد اللہ کا والد ارہونا کسی سے مخفی نہیں)
- ۲۔ امتیاء الخزرجی میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے احرام کی رات ایک شخص کو روئے آواز دیتے ہوئے سنا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ اس شخص کو لے آؤ۔ وہ شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت نے دیکھا کہ وہ نوجوان ہے۔ لیکن اس کے بدن کا نصف حصہ سوکھ چکا ہے۔ حضرت امیر نے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا میں ایک عیش پرست آدمی تھا۔ میرے والد! مجھے نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے نصیحت کرنے لگے۔ میں نے ان کو مارا۔ انھوں نے مجھے بد دعا دی۔ چند اشعار پڑھے۔ جب ان کا کلام ختم ہوا تو میرا نصف بدن سوکھ گیا۔ میں نادوم ہوا۔ میں نے توبہ کی۔ میں نے ان کو اچھی طرح راضی کیا۔ آپ اونٹ پر سوار ہوئے۔ تاکہ مجھے اس جگہ لے آئیں اور میرے حق میں دعا کریں۔ مگر اتفاق کی بات ہے کہ جب نصف آبادی مل کر چکے۔ تو ایک پرغہ اڑا۔ اس کے اڑنے کی وجہ سے اونٹ ہلاک ہو گیا۔ اور میرا والد اونٹ سے گر کر مر گیا۔ علی علیہ السلام نے چار رکعت نماز ادا فرمائی پھر مجھے فرمایا۔ اٹھو تم ٹھیک ہو گئے ہو۔ وہ شخص صبح سالم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم نے سچ کہا اگر تیرا والد تم سے راضی نہ ہوتا۔ تو میری دعا کہیں نہ سنی جاتی۔

۳ ایک اندر نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا اللھم اسئلک یارب الارواح الفانیة ورب الاجساد البالیة اسئلک بطاعة الادویة الراجحة الی اجسادھا وبطاعة الاجساد الملمة الی اعضائھا وبالنشفاق القیور عن اهلھا ولد عنک الصلوة فیھم واخذ بالحق بیئھم اذا بوز الخلاق یتظرون قضائک دیون لطفو ویخلفون بطشک ویزبون رجبتک یوم لا یغنی مولی عن مولی شیئاً ولا هم ینصرون الا من رحم اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اسئلک یا رحمن ان تجعل النور فی بصری والیقین فی قلبی وذکرک باللیل والنهار علی لسانی ابد اما البقیة ینی انک علی کل شیء قدير۔ انیسے نے اس دعا کو سنا۔ اور یاد کر لیا۔ اور اپنے اس گھر میں واپس آیا جس میں پناہ لی ہوئی تھی۔ اس نے نماز کی خاطر طہارت کی اور نماز پڑھی پھر وہ دعا پڑھی جب ان تجعل النور فی بصری تک پہنچا تو اللہ عزوجل کے حکم سے اندھا آنکھوں والا ہو گیا۔



امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا متواترات میں سے ہے جو آپ کے آیات باہرات میں اللہ تعالیٰ کا حسب معمول دستور ایک عظیم مقصد اور اقامت دین کی خاطر تبدیل کیا جاتا ہے اس نظام کو تبدیل کرنے والے خاص طور پر انبیا اور ائمہ علیہم السلام ہیں۔

## فصل ۱۰

### امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے ناممکن باتوں کا ظاہر ہونا

شعبہ قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ اور حسن بن محبوب عبد اللہ بن غالب سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت اسد نے کہا میں نے علی کو ایک پٹے میں لپیٹ دیا آپ نے اسے پھاڑ دیا پھر میں نے دو کپڑوں میں لپیٹا ان کو پھاڑ دیا پھر میں نے تین سے لے کر چھ کپڑوں میں لپیٹا آپ نے ان کو بھی پھاڑ دیا ان میں بعض کپڑے پٹے کے تھے اور بعض ریشم کے حضرت علی علیہ السلام نے کہا اسے مای میرے ہاتھ نہ باندھیں مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ میں اپنی انگلیوں سے اپنے رب کی گواہی دوں۔

انس حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی دوران ایام طفلی جھوٹے میں تھے آپ نے ایک سانپ کو دیکھا جو آپ کی طرف بڑھ رہا تھا اس صغیر سنی میں آپ کے ہاتھ نہایت مضبوط تھے حضرت علی نے اپنے آپ کو حرکت دی اپنا ہاتھ باندھ لیا اور دہانے ہاتھ سے سانپ کی گردن کو پکڑ لیا اور اسے ایک سخت جھٹکا دیا اپنی انگلیاں اس کے منہ میں داخل کر دیں اس کو اس وقت تک پکڑے رہے جب تک وہ مر نہ گیا جب آپ کی والدہ ماجدہ نے یہ حالت دیکھی تو وہ معظمہ پکارنے لگیں اداؤ سن کر لوگ جمع ہو گئے آپ پھر کہنے لگیں گو یا کہ تم حیدر غصب ناک شیر ہو۔

جابر جعفی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی دایہ بنو ہلال کی ایک عورت تھی حضرت علی علیہ السلام کو اس کے رضاعی بھائی کے ساتھ خیمہ میں چھوڑ کر کہیں کام کے لئے باہر چلی گئیں حضرت اس لڑکے سے ایک سال بڑے تھے خیمہ کے پاس ایک کنواں تھا وہاں اس کنویں کی طرف بڑھا اس نے پانسا سر اور پیر کنویں میں ڈالا حضرت نے اپنے منہ سے اس کے ہاتھ کو اور اپنے ہاتھ سے اس کے قدم کو پکڑ لیا اسی حالت میں روکے رہے۔

میں حاملہ تھی حضرت  
مجھے اس شکم میں  
سے مخفی نہیں  
میں آواز دیتے  
حضرت نے دیکھا  
پھا۔ اس نے عرض  
ت کرنے لگے۔  
نصف بدن سوکھ  
مجھے اس جگہ  
نریک پرغہ اڑا  
نے چار رکعت نماز ادا  
ہ السلام نے فرمایا تم

میں یارب  
الی اجسادھا  
تک المصداقة  
مفون بطشاک  
بسم الله الرحمن  
باللیل والتمنا  
لینا۔ اور اپنے  
مروہ دعا پڑھی جب



حتیٰ کہ اس کی ماں آگئی اس نے قوم میں کہنا شروع کیا بچانے والے دڑکے کو دیکھو۔ علیؑ نے میرے دڑکے کو پکڑا ہوا ہے حضرت ابوطالب اپنے اور بھائیوں کے بچوں کو اکٹھا کرتے تھے۔ اور ان کی آپس میں کشتی کرتے تھے۔ اور عرب میں کشتی لڑنے کا دستور تھا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام بچپن کی حالت میں اپنی استیمن چڑھا کر اپنے سے بڑے اور چھوٹے بھائیوں سے کشتی کرتے تھے۔ اور انہیں پکھاڑ دیتے تھے۔ اور اپنے شوعم کے چھوٹے بڑے بچوں کے ساتھ بھی ایسا کرتے تھے حضرت ابوطالب کہتے تھے۔ علیؑ غالب آگئے اور آپ کا نام خیر غالب اور کھاجب ذرا بڑے ہوئے تو بڑے بڑے مضبوط آدمیوں کو پکھاڑ دیتے تھے۔ قویٰ پیکل آدمی کو ہاتھ سے پکڑ کر حلق کر لیتے اور جھٹکا دے کر اسے مار ڈالتے تھے کبھی ایسا بھی کرتا تھا کہ تین زناہ گھوڑے کو دوز کر جلیختے۔ اور اُسے پچھے سے کھینچ کر واپس کر دیتے۔ آپ پہاڑ کی کھائی سے ایک پتھر ہاتھ میں اٹھا لاتے۔ اور اسے لوگوں کے درمیان رکھ دیتے۔ ایک دو یا تین آدمیوں میں سے کسی میں یہ قدرت نہ تھی کہ اُسے وہ ہلا سکیں۔

امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام جس شخص کی کبائی کو دہلتے تھے اس کا سانس بند ہو جاتا تھا۔ اور وہ سانس نہیں لے سکتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ نے ایک رستے پر میلوں کے نشانات لگائے آپ نشانات کے پتھر خود اٹھا لاتے تھے۔ دو پتھر شکوں میں دبا کر ایک کو پاؤں کی ٹھوکریں لگاتے ہوئے لے آتے تھے اور یہ فاصلہ ستر میل کا ہوتا تھا اور پس پر لکھ دیتے تھے کہ یہ علیؑ کا میل ہے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے ایک ستون پر اپنا ہاتھ مارا پتھر پر آپ کے انگوٹھے کا نشان آگیا۔ وہ پتھر کو فے میں موجود ہے۔ اسی طرح مشہد کف بکمریت موصول اور طبیعتہ الاقین وغیرہ میں موجود ہے۔ غار نبی کے پاس جبل ثور کے پتھر پر آپ کی تلوار کی زد کا نشان موجود ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے نیزے کے نشان جبال بادیرہ اور قلعہ خیبر کے نزدیک ایک پتھر پر موجود ہے امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام سنگ ریزوں پر مہر لگاتے۔ ان پر نشان پڑ جاتا تھا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ تین حضرات کے سنگ ریزوں پر مہر لگائی گئی۔ ام سلمہ و ائمتہ الکذب کے سنگ ریزوں پر نبیؐ اور وصی علیہما السلام دونوں نے مہر لگائی۔ پھر ام المومنین حضرت جعفر و البقیہ اسد بہ میں پھر ام غنم اعلیہ بیانہ ہیں ان دونوں کے سنگ ریزوں پر امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام نے مہر لگائی تھی۔ روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام شیاطین کے لئے تاج بنے پر اور جنات کے لئے لوہے پر مہر لگاتے تھے جس سے یہ جھک پیدا ہوتی تھی اور وہ ان کی اطاعت کرتے تھے۔



ابو سعید خدری جابر انصاری اور عبداللہ بن عباس ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید نے کہا کہ میں جب اہل ارہ کی جنگ سے واپس لوٹا تو حضرت علی علیہ السلام میرے لشکر میں تشریف لائے ہیں نے کہا اصلع یعنی علی آ رہے ہیں کسی نے جا کر یہ بات حضرت علی علیہ السلام سے کہہ دی غصے کے مارے آپ کے حلق میں کلام کے اڑوہام کی وجہ سے اچھوٹا گیا۔ شیر کی طرح بہہہ کرتے اور بادل کی طرح گرجتے ہوئے تشریف لائے اور کہا۔

"کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟" میں نے کہا "ہاں" آپ کی دونوں آنکھیں سُرخ ہو گئیں اور فرمایا۔ اسے نزار او سے اتم جیسا آدمی میرے ایسے آدمی سے آگے پڑھنا چاہتا ہے۔ اور تم جیسے آدمی کو یہ جرات ہو جائے کہ میرا نام اپنے نالو کے اندر گھماتا رہے آپ نے مجھے گھوڑے سے نیچے گرا دیا ہیں آپ کو بالکل نہروک سکا آپ مجھے گھسیٹتے ہوئے حادث بن کلاہ کی چکی کے پاس لے آئے۔ آپ نے بوہے کی ہونی کیل کو جو چکی کے چلنے کا دار و مدار تھی اپنے ہاتھوں سے اکھاڑا اور اس طرح مروڑ کر میرے گلے میں ڈال دی جس طرح چمڑے کو موڑا جاتا ہے میرے ساتھ ہی بنظر اس طرح دیکھ رہے تھے کہ گویا وہ موت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ رہے ہیں میں نے آپ کو اللہ اور رسول کی قسم دی کہ مجھے معاف کیجئے اور مجھے چھوڑ دیجئے۔ مگر آپ نے ایک زمانی لوگوں نے حضرت ابو بکر کی خدمت میں یہ واقعہ پیش کیا آپ نے لوہاروں کی ایک جماعت کو بلوایا انہوں نے کہا یہ کیل اس وقت تک نہیں نکل سکتی جب تک اسے کو گرم نہ کیا جائے۔ خالد کئی روز تک اس حالت میں پھرتے رہے جب لوگ اس کو دیکھتے تو ہنس پڑتے تھے۔ کسی نے کہا حضرت علی سفر سے واپس تشریف لائے ہیں حضرت ابو بکر خالد کو لے کر حضرت علی کی خدمت میں بطور سفارش کے حاضر ہوئے کہ آپ اس کیل کو نکال دیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جب اس نے اپنے لشکر کی کثرت اور سپاہیوں کی زیادتی کو دیکھا تو اتر گیا اور میری منزلت کا ارادہ کیا۔ میں نے یہ کیل اس کی گردن میں ڈال دی ہے۔ تاکہ اس کا مزاج درست ہو جائے اس وقت اس کیل کا نکالنا شاید میرے لئے ممکن نہ ہو سکے۔ تمام لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں قسم و کرہ عرض کیا کہ آپ اس طوق کو ضرور نکال دیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے بوہے کے طوق کو سر سے پار کر تھوڑا تھوڑا موم کی طرح ٹوڑ کر پھینکتے تھے حضرت علی علیہ السلام نے یہ فعل ایسے کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ وانشالہ الحدید ان اعمل سابعات وقد رقی السدود۔ ہم نے حضرت داؤد کے لئے لوہے کو نرم کر دیا کہ اس سے نہریں تیار کر دیں اور گڑبوں کو نارب انداز سے رکھو۔ اس واقعہ کو مندرجہ ذیل حضرات

ارٹکے کو پکڑا ہوا ہے  
تھے۔ اور عرب میں  
اور چھوٹے بھائیوں  
بھی ایسا کرتے تھے  
وئے تو بڑے بڑے  
مار ڈالتے تھے  
تھے۔ آپ پہاڑ  
آدمیوں میں  
اور وہ سانس  
انات لگاتے  
لے آتے  
میں پتھر کو ف  
کے پاس  
پہر جو ہو رہے  
کے سنگ  
میں پھر  
روایت  
جس سے



نے بیان کیا ہے۔

ابن عباس (۳) سفیان بن عیینہ (۳) حسن بن صالح (۴) وکیع بن جراح (۵) عبیدہ بن یعقوب اسدی  
کچھ اور راوی بیان کرتے کہ اول نے نماز میں کہا۔ خالہ وہ کام ذکر سے۔ (یعنی قتل جناب امیر) جس کا میں نے  
اسے حکم دیا تھا۔ ابو ذر کی حدیث میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے اپنی سبابہ اور وسطی انگلیوں  
سے پکڑ کر اس قدر بھینچا کہ اس کی پیچ نکل گئی۔ پکڑوں میں پاخانہ کر دیا۔ اور دونوں پاؤں زمین پر مارتا تھا۔ عمار کی  
روایت میں ہے: اور بڑے اونٹ کی طرح یسلا تا تھا۔ اور مسجد کے اندر اس کا پیشاب خطا ہو گیا۔

کتاب البلاغی میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنی دونوں انگلیاں اس کے کمر بند میں  
ڈال دیں۔ اور اٹھا کر زمین پر پٹک دیا۔ اس نے اسی جگہ پاخانہ خطا کیا۔

صاحب تاریخ نے حبیب بن جهم اور ابو سعید تمیمی سے نطنزی نے خصائص میں۔ اعثم نے فیرح میں  
طبری نے کتاب الولاۃ میں محمد بن قاسم ہمدانی سے۔ اور ابو عبد اللہ برقی نے اپنے مشائخ کی ایک جماعت  
سے روایت کرتے ہیں جو امیر المؤمنین کے اصحاب تھے۔ کہ صفین کی جنگ کے موقع پر امیر المؤمنین حضرت  
علی علیہ السلام صندوق باربستی میں قیام فرمایا۔ مالک اشتر نے عرض کیا۔ لوگوں نے اس جگہ قیام کیا ہے جہاں  
پانی ہی نہیں ہے؟ فرمایا اے مالک۔ ہم غفیر اسی جگہ سے پانی سے سیراب ہوں گے۔ تم اور تمہارے  
اصحاب جہاں ایک گڑھا کھودیں۔ انہوں نے ایک گڑھا کھودا۔ ایک بہت بڑا سیاح پتھر نمودار ہوا جس کو  
وہ اکھاڑنے کے کھودنے والوں کی تعداد ایک سو مرد پر مشتمل تھی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے دست  
اقدس کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا۔ طاب طاب یا عالم یا طیب یا بوشہ شریا کر یا چا نو ثا تو دیشا بر جوتنا میں  
ایمن یا رب العالمین یا رب موسیٰ و ہارون پھر حضرت علی علیہ السلام نے اسے اکھاڑ کر چالیس ہاتھ دوڑھینک  
دیا۔ پانی ظاہر ہو گیا جو شہد سے زیادہ میٹھا اور بہت سے زیادہ ٹھنڈا اور یا قوت سے زیادہ صاف و شفاف تھا  
ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے پتھر کو پھر اسی جگہ رکھ دیا۔ ہمیں حکم دیا کہ  
ہم مٹی ڈال کر اس جگہ کو پھسپھس دیں۔

جب ہم تھوڑی دور آگے چلے گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو اس چٹھے  
کی جگہ کو پہچان سکتا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہم تمام لوگ جانتے ہیں۔ واپس لوٹ کر آئے تو ہمیں اس  
کی جگہ معلوم نہ ہو سکی اسی اثنا میں گرجے سے آتا ہوا ایک راہب دکھائی دیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے



اسے دیکھ کر فرمایا: تم شمعون ہو، عرض کیا ہاں میرا نام شمعون ہے میرا یہ نام میری ماں نے رکھا۔ اس بات کا  
 علم یا نوالہ اللہ تعالیٰ کو ہے یا جناب کو۔ آپ نے فرمایا: تم شمعون! تم کیا چاہتے ہو، عرض کیا اس چشمے کو معلوم  
 کرنا چاہتا ہوں اور اس کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کا نام زاحوا ہے۔ ایک نسخہ میں ہے کہ زاحوہ ہے یہ  
 ایک جنت کا چشمہ ہے جس سے تین سو بیویاں نے اور تیرہ اوصیاء نے پانی پیا ہے۔ اس کے بعد راہب مسلمان ہو گیا۔  
 پانی پی رہا ہوں، راہب نے عرض کیا میں نے کتب انجیل میں اسی طرح پایا ہے اس کے بعد راہب مسلمان ہو گیا۔  
 ایک روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ شعیب کا کنواں ہے پھر امیر المؤمنین  
 کو چڑھا کر چلے گئے۔ راہب شمعون بھی آپ کے پیچھے جا رہا تھا، امیر المؤمنین علیہ السلام نے صفین میں قیام فرمایا۔  
 فریقین میں جنگ چھڑ گئی۔ سب سے پہلے شمعون درجہ شہادت پر فیضیاب ہوئے۔ حضرت امیر علیہ السلام سواری سے  
 اس حالت میں نیچے اترے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ فرمایا: آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا  
 جس کو وہ درست رکھتا ہے راہب قیامت کے روز ہمارے ساتھ ہوگا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کی روایت میں ہے کہ ہمیں ابو محمد شیبانی نے اس سے کہا: ہمیں ابو عوانہ نے  
 اعمش کے حوالے سے وہ ابو سعید تمیمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ اس چشمے سے چل پڑے تھے  
 راہ میں ہمیں پیاس لگ گئی۔ بعض لوگوں نے کہا: واپس چلو اس چشمے سے پانی پی لیں۔ لوگ واپس روانہ ہوئے  
 اور میں ان لوگوں میں تھا جو پانی پینے کے لئے واپس روانہ ہوئے تھے۔ ہم مذکورہ جگہ پر پہنچے لیکن تلاش کے  
 باوجود وہاں چشمہ کہیں نہ ملا۔ ہم راہب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ چشمہ کہاں ہے؟ اس نے کہا  
 کون سا چشمہ؟ ہم نے کہا جس سے ہم نے سیر ہو کر پانی پایا تھا۔ ہم نے تو اس کی تلاش بہت کی ہے لیکن ہمیں  
 کہیں نہیں ملا۔ راہب نے کہا اس کو تو صرف نبی اور وحی ہی ظاہر کر سکتا ہے۔ اس بلے میں مندرجہ ذیل  
 شعراء نے اشعار بیان کئے ہیں۔

(۱) سید جمیری (۲) ابن حنبل (۳) سروچی

تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں تحریر ہے۔ کہ ابی بن ابی سلول اور جد بن قیس نے حضرت  
 امیر المؤمنین علیہ السلام کی دعوت ایک ایسی دیوار کے پاس کی جس کا طول ۳۰ ہاتھ اور عرض ۲۵ ہاتھ تھا۔ اس کے  
 اندر کے حصے کی انہیں نکال دیں۔ حضرت امیر المؤمنین کو دائیں جانب بٹھانا چاہا۔ لیکن آپ بائیں جانب بیٹھ گئے  
 اور دیوار کے پیچھے کافی آدمیوں کو کھڑا کر دیا۔ کہ جب حضرت بیٹھ جائیں تو آپ پر دیوار گرا دی جائے۔ حضرت امیر علیہ

بنا اسدی  
 جس کا میں نے  
 اور وسطی انگلیوں  
 ملا تھا۔ عمار کی  
 لیا۔

کے کمر بند میں

فترج میں

جماعت

حضرت

کے جہاں

ہمارے

ہوا جس کو

دست

جو تار میں

بھینک

تھا

م دیا کہ

چشمے

س

م نے



اسلام نے کھانا کھایا اور لوگوں نے بھی کھایا۔ لوگوں نے عرض کیا جناب کو تکلیف تو نہیں ہوئی فرمایا۔ مجھے بائیں طرف بیٹھنے سے تھوڑی تکلیف ہوئی بہ نسبت اس تکلیف کے جو دائیں طرف بیٹھنے سے لاحق ہوتی۔

جابر انصاری سے روایت ہے کہ خیبر کی جنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حضرت علیؑ کے حوالے کیا اس سے پہلے آپ کے حق میں دعا بھی فرمائی تھی۔ آپ اس قدر تیز خیبر کی طرف روانہ ہوئے کہ آپ کے اصحاب کو کہنا پڑا کہ آپ آہستہ آہستہ تشریف لے چلے۔ قلعہ کے پاس پہنچ کر دروازہ اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا بستر آدمیوں نے کوشش کی کہ دروازہ کو دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیں لیکن ایسا نہ کر سکے۔

حافظ ابو عبد اللہ اپنی اسناد ابو رافع تک سند سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ قلعہ قنوص کے پاس پہنچ گئے تو لوگوں نے حضرت امیر علیہ السلام پر تیرا در پتھر پھینکے شروع کئے۔ آپ نے ان پر حملہ کر دیا اور دروازہ کے قریب پہنچ گئے۔ اور دروازہ کو اکھاڑ کر چالیس ہاتھ اپنے پیچھے کی طرف پھینک دیا چالیس آدمیوں نے دروازہ کو اکھاڑا چاہا لیکن نہ اٹھا سکے۔

ابو انعام محفوظ البستی کتاب الدرجات میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے مزرب کو قتل کرنے کے بعد قلعہ کے رہنے والوں پر حملہ کر دیا۔ وہ شکست کھا کر قلعہ کے اندر چلے گئے آپ قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور اس کی نہ خیر کو پکڑا جس کا وزن چالیس من تھا۔ دروازہ کو جھٹکا لگایا۔ تمام قلعہ میں زلزلہ آگیا۔ لوگوں نے سمجھا واقعی زلزلہ آگیا ہے آپ نے دوبارہ جھٹکا دیا۔ اور دروازہ اکھاڑ کر چالیس ہاتھ ہوا میں دھڑ پھینک دیا!

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے قلعہ کو جھٹکا لگایا۔ حقیقہ کا بیان ہے کہ میں ایک طاق میں بیٹھی ہوئی تھی جس طرح دہن بیٹھی ہوتی ہے جس پر منہ کے بل گر پڑی۔ میں نے یہی خیال کیا تھا کہ زلزلہ آگیا ہے کسی نے مجھے بتایا کہ حضرت علیؑ نے قلعہ کو جھٹکا دیا ہے آپ کا ارادہ ہے کہ دروازہ کو اکھاڑ کے پھینک دیا ابان زلزلہ مسکوہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؑ نے قلعہ کو جھٹکا دے کر اکھاڑ لیا۔ اور اس کو پہلے بطور ڈھال کے استعمال کیا اور پھر اسے اپنی پشت پر رکھ لیا آپ اور لوگ قلعہ کے اندر گھس گئے۔ حالانکہ دروازہ حضرت امیر علیہ السلام کی پشت پر موجود تھا۔

اشاد میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے خیبر کی جنگ کے روز دروازہ کو اکھاڑ لیا تھا لوگوں نے اس سے گدڑ کو قلعہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد لوگوں نے بطور تجربہ کہ اسے اکھاڑا چاہا۔ لیکن چالیس آدمی بھی نہ اٹھا سکے۔



ابو الحسن درانی معروف بہ غلام مصری نے ابن جریر طبری تاریخی سے اس بات کی روایت کی ہے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ اس دروازے کو پچاس آدمی بھی نہ اٹھاتے تھے۔ حکم کی روایت میں ہے کہ ست آدمی اٹھانے سے قاصر رہے۔

ابن جریر طبری صاحب، مسند خدیج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دروازہ حیر کو اپنے بائیں ہاتھ میں اٹھالیا تھا۔ جن کا طولی چار گز عرض پانچ انگلیوں اور چار انگلیاں تھا۔ ایک ٹھوس پتھر تھا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کی انگلیوں کے نشانات آگے تھے۔ کسی تیرہ گز کے بغیر کپٹ نہ اٹھا لیا تھا۔ پھر سے بطور ڈھال استعمال کیا۔ بڑے بڑے ہاروں کو چوڑی آئیں ذخیر کاران پر حملہ کر دیا۔ پھر اسے اپنے پیچھے لی طرف چالیس ہاتھ دور پھینک دیا۔

رامش افروزی ہیں کہ دروازے کا طولی اٹھارہ ہاتھ تھا۔ اور خندق کا عرض بیس ہاتھ تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے دروازے کا ایک سر خندق کے ایک حصہ پر رکھ دیا۔ اور دروازے کا دوسرا حصہ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور تمام لشکر اس پر چل کر خندق کو عبور کر گیا۔ وراثت کی تعداد آٹھ ہزار سات سو مردوں پر مشتمل تھی۔ اور ان گورنے والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو دروازے پر گزر رہے تھے۔ جیسے بیٹھ کر تے اور ڈرتے تھے۔

ابان کی روایت میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم مجھے دروازے کے نیچے پیچھے کھڑے ہونے میں (خندق میں اٹھاتے ہیں) اتنی تکلیف محسوس ہوئی تھی اس کو اٹھاتے وقت محسوس ہوئی تھی۔

ارشاد میں تحریر ہے کہ جب لوگ خیبر کے قلعہ سے واپس پلٹے۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے دروازے کو اپنے دلہنے ہاتھ میں اٹھا کر کئی ہاتھ دور اوپر پھینک دیا۔ دروازے کو بیس آدمی بند کیا کرتے تھے۔

علی بن سعد شعبہ سے وہ قناد سے وہ حسن سے وہ ابن عباس سے ایک طویل حدیث کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ دروازے کو چالیس آدمی کھولتے تھے۔

تاریخ طبری میں ابو رافع کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے بائیں ہاتھ سے ڈھال لگ گئی آپ نے خیبر کا ایک دروازہ اٹھا لیا۔ اور اسے بھور ڈھال استعمال کیا۔ لیکن جب آپ قلعہ فتح کر چکے تو

یا۔ مجھے بائیں طرف

کے حوالے کیا

کے اصحاب

بلکہ دیا بستر

نفوس کے پاس

اور دروازہ

آدمیوں نے

کو قتل کرنے

پر پہنچے

نے سمجھا واقعی

ایک طاق

کہ نزلہ

پھینک دیں

علیہ السلام

بند کر لیا

لیا تھا

چالیس



کافی مخلوق نے اسے حرکت دینے کی کوشش کی لیکن اس کو نہ ہلا سکے۔

روض الجنان میں بعض صحابہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں علی علیہ السلام کے دروازے کو اٹھانے کے بارے آپ کی قوت پھینکنے اور وہاں کے طور پر استعمال کرنے میں اتنا تعجب نہیں ہوا جس قدر ہمیں آپ کی اس جسارت پر تعجب ہوا۔ کہ آپ ایسے اس کے دونوں کونے اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہر نئے خندق کے اندر موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مطلب یہ تھا کہ تم علیؑ کے پاؤں کی طرف نہیں دیکھتے میں نے آپ کے پاؤں کی طرف دیکھا۔ تو وہ دونوں ہوا میں معلق تھے میں نے عرض کیا یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ آپ کے قدم ہوا میں معلق ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہوا میں معلق نہیں ہے بلکہ جبرائیل علیہ السلام کے پیروں کے اوپر موجود ہیں۔ وہ خبر کے اٹھانے کے بارے میں مندرجہ ذیل حضرات نے اشعار بیان کئے ہیں۔

۱) ناشی (۲) وراق (۳) ابن حنظل (۴) ابن کی (۵) عوفی (۶) سید جمیری (۷) ابن علویہ (۸) ابن زبیک (۹) زاتھی (۱۰) تاج الدولہ

یہ تمام باتیں خارق عادات ہیں۔ یہ نبی اور مہدی کے سوا کسی کے لئے ممکن نہیں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ لہذا حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی ہیں۔

## فصل ۱۱

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ذاتی معجزات

آپ نے کسی جنگ میں شکست نہیں کھائی۔ جو شخص بھی آپ کے مقابل میں آیا مغلوب ہوا۔ آپ کی تلوار کی زد میں جو آیا۔ وہ کبھی نہ بچا۔ آپ کا مد مقابل آپ سے بھاگ کر نہ جاسکا۔ تمام جنگوں میں پیادہ نکلے۔ جس علم کے نیچے حضرت علی علیہ السلام نے جنگ رومی و عجمی و فیل و خوار ہو کر بھاگ گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام پچاس ہاتھ کوہ عمرو بن عبدود پر جا کر چھپے تھے۔ اور پچیس ہاتھ چھپے کی طرف پلک کر رہے تھے۔ یہ بات ایک معجزہ ہے۔

جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے دونوں پاؤں پر تلوار کا وار کیا۔ اور ایک وار میں اسے کاٹ



کے رکھ دیا۔ حالانکہ وہ کپڑوں اور ہتھیاروں سے مسلح تھا۔

غیر کی جنگ کے روزمہربان کا فرعونہ خود اور زندہ پہنچے ہوئے تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے تلوار کا ایک ایسا وار کیا جو اس کے سر اور حلق کو کاٹتا ہوا اسے یوں ٹکڑے کر گیا۔ پھر آپ نے ستر ہزار سپاہیوں پر ایسا حملہ کیا کہ وہ ستر ہزار ہو گئے۔ فریقین کے آدمی آپ کی یہ کارکردگی دیکھ کر حیران تھے مخالفین قلعہ کی طرف بھاگ گئے۔

شہد بوق شام کے میدان میں موجود تھے۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ جب معاویہ صفین کی لڑائی کے لئے شام سے نکلا۔ تو اس نے فوج میں نقاروں کی نوبت بجوائی امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اسی وقت خبر دی کہ معاویہ اب دمشق سے روانہ ہو رہا ہے۔ شام اور صفین میں اٹھارہ روز کا فاصلہ ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

کوثر میں ایک دیکھ موجود ہے جہاں امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے شہید فرمایا کہ معطلہ کو دیکھ لیا تھا۔ اور اس کو سدا م کیا تھا۔

مسجد حذرات رقبہ میں موجود ہے۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے جہاں کے رہنے والوں سے شہداء کی لاشیں لے جانے کے لئے کشتیاں طلب کی تھیں۔ اور انھوں نے ہکار کر دیا تھا۔ اور کہا کہ ہماری کشتیاں خراب ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری بات میں کھڑے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صنعت کو ٹھیک نہ رکھے۔ اور تمہیں سیر نہ کرے کشتیوں کی بجائے ایک کشتی نابہرہ بڑی چیز تیار کی جس کو جابز کہتے ہیں اس کے ذریعے شہداء کی لاشوں کو عبور کیا۔ زہر تباہ و برباد ہو گیا جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ تھکی اور عسرت کی ہمیشہ زندگی بسر کرتے رہے۔

ابو ذہرہ سے روایت ہے کہ آپ نے تین دن کی راہ ایک رات میں طے کی۔ اور صبح کے وقت کفار کے پاس موجود تھے۔ اور ان پر فتح پائی۔ اور العادیات صبحاً آپ کی شان میں نازل ہوئی۔

۱۰ دیکھو ترے نچوڑ کو رقبہ سے کہتے ہیں۔ غالباً یہی وہ دیکھ ہے جو اس وقت مسجد کوفہ کے صحن میں دیکھا جاتا ہے۔  
۱۱ نام سے مشہور ہے جہاں امیر المؤمنین علیہ السلام شریف فرمایا کہ فوج جات فرمایا کرتے تھے ۱۲ مترجم

میں علی علیہ السلام  
تعالیٰ کرنے میں اتنا  
دونوں کرنے  
میں کا مطلب یہ  
تو وہ دونوں  
معلق ہیں رسول  
موجود ہیں۔ ورنہ

علویہ (۸) ابن

آنحضرت صلیم

غلوب ہوا۔

م جنگوں میں

ہو کر بھاگ گئے۔

جھپٹے تھے۔

کاٹ



تفسیر ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے دیکھا کہ ثابت بن قیس بن ثمالہ انصاری بڑا دیر کثواں (بڑا ہوا تھا) لوگ اسے بہت زیادہ رہتے تھے۔ آپ کنوئیں میں اتر گئے۔ لوگوں نے کہا پہلے ایک کو پتھر مار تے تھے اب دو مار گئے ہیں۔ انہوں نے دوسروں کا پتھر مارا۔ جو حضرت کے سر کے پچھلے حصہ کی طرف گرا۔ آپ نے ثابت کے سر کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور اس پر آپ جھک گئے۔ ایسے ہی پتھر اور مارے اور کھینچے گئے۔ اگر ان دونوں آؤ بیوں میں ایک ہزار انسانوں کے برابر بھی روح ہو۔ تو وہ ایک پتھر سے بھی بچتا نہیں پاسکتی۔ اللہ عزوجل کے حکم سے کنوئیں کے کنارے کل مٹی اتنی گری کہ کنوئیں کی سطح برابر ہو گئی۔ دونوں صبح سہ ماہی نکلی آئے۔

عقیدہ کی راست منافقین نے نبی عظیم کے قتل کا ارادہ کیا اور جو باقی مدینہ میں رہ گئے تھے۔ انہوں نے علی علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملے اور منافقین کے بغض کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو لوگوں کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ حضرت علی علیہ السلام کے جانے کے بعد منافقین نے ایک گہرا گڑھا کھودا اسے تنکوں سے ڈھانپ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام جب واپس تشریف لائے اور گڑھے کے قریب پہنچے۔ اللہ عزوجل نے حضرت امیر علیہ السلام کے گھوڑے کو گویا کیا۔ اے حضرت یہاں گڑھا موبو دیجئے۔ فرمایا اللہ عزوجل کے حکم سے چلے پھو۔ گھوڑا اسے عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر حضرت امیر نے اس پر سے تنکوں کے ٹھکانے کا حکم دیا۔ آپ نے اس کے اندر عجیب و غریب چیزیں داخل کیں۔ مسند احمد فضائل اسما اور سنن ابن ماجہ میں عبد الرحمن بن ابی ایوب سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نہایت سردیوں کے دنوں میں نہایت باریک پتھر پہناتے تھے۔ اور سخت گرمیوں میں تبا اور نہایت موٹا پتھر استعمال کرتے تھے۔ حضرت امیر علیہ السلام کو نہ گرمی محسوس ہوتی تھی۔ نہ ہی سردی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ خیبر کی جنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اللہ عزوجل تم کو گرمی اور سردی سے بچائے رکھے۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اے معبود اس کو گرمی اور سردی سے بچا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا اے معبود اس سے گرمی اور سردی کو روک۔

حضرت امیر علیہ السلام سے ایک بونانی حکیم نے کہا کہ میں آپ کے چہرے کی زردی کا علاج کر سکتا ہوں۔ لیکن آپ کی پینڈیوں کے پتے پن کا میرے پاس علاج نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا میرے چہرے کی



نزدی کتنی مقدار میں پہنچ جائے گی۔ عرض کیا کہ اگر آپ اس میں سے دو مالوں کے سروں کے برابر تناول فرمایا  
لیں تو آپ ٹیکس ہو جائیں گے۔ اگر یہ ایک دانے کے برابر کھائی جائے تو آدمی کو مار دیتی ہے۔  
فرمایا: جو تمہارے پاس موجود ہے اس کی کتنی مقدار ہے عرض کیا دو مثقال آپ نے اس کے ہاتھ  
سے تمام دوانی لے لی۔ اور کھائے۔ یہ دیکھ کر یونانی حکیم کا پٹنے رگا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے مسکرا  
کر فرمایا: اسے ابو عبد اللہ! یہ مجھے کوئی نقصان نہ دے گی۔ امام پر نہ ہر کا اثر نہیں ہوتا۔ فرمایا:  
اپنی آنکھیں بند کر لو۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر فرمایا: کھول دو۔ اس نے آنکھیں کھول کر حضرت  
علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھا جو سرخ اور سفید ہو چکا تھا فرمایا: تیرے زہر کی وجہ سے میرے  
چہرے کی زردی جاتی رہی ہے۔

پھر امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک بڑے اسطوانہ پر ہاتھ مارا جس کے اوپر ایک جگہ  
بنی ہوئی تھی۔ جہاں یونانی بیٹھا کرتا تھا۔ اور اس کے اوپر دو کمرے بنے ہوئے تھے آپ نے اسے  
دیواروں سمیت اٹھالیا۔ یہ دیکھ کر یونانی غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو امیر المؤمنین حضرت  
علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ دو تکی بنائے ہیں کی فوت کا نتیجہ ہے۔

جیب بن جس جنگی جابر انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے ہمارے  
ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر ہماری حوت متوجہ ہو کر فرمایا: اسے لوگو! تمہارے بھائی سلمان کے بارے میں اللہ  
تعالیٰ تمہارے اجر کو زیادہ کرے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سر پہ باندھا۔ اور آپ  
کی چادر زیب تن کی۔ عصا اور تلوار ہاتھ میں لی۔ اور غصبا اونٹنی پر سوار ہوئے۔ قبر سے فرمایا: دس تک گنو۔  
قبر کا بیان ہے۔ میں نے دس تک گنا۔ پس ہم سلمان کے دروازے پر (دائن میں) موجود تھے۔

دراوان کا بیان ہے کہ جب سلمان کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے کہا: آپ کو غسل کو ان دس  
گاہ سلمان نے کہا: مجھے غسل وہ شخص دے گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا ہے۔ میں نے کہا: تم دائن  
میں ہو۔ اور وہ مدینہ میں موجود ہیں۔ (ربہ کیسے ہو سکتا ہے) کہا: اے زاذان جب میرے مرنے کے بعد  
میری ڈاڑھی کو باندھ دو گے تو اس وقت ایک آواز سنو گے۔ میں نے آپ کی ڈاڑھی کو باندھ دیا تو ایک آواز  
سنی۔ دروازے پر پہنچا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام دروازے پر موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: اے زاذان  
ابو عبد اللہ سلمان انتقال کیے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا ہی ہول ہے۔ حضرت اندر شریف

دیکھا کہ ثابت  
کنوئیں میں  
مومن کا پتھر  
لگا لیا۔ اور  
ہزار انسانوں  
سے کنوئیں کے

انہوں نے

اے بارے

مجھے سے وہ

بعد ناقین

اے

نہیں یہاں

لیا پھر حضرت

سینہ دیکھیں

کہ امیر المؤمنین

ہیں قبا اور

زیدی اس

اللہ عزوجل

در سدی سے

مراج کر سکتا

چہرے کی

مراج کر سکتا

چہرے کی



لائے۔ اور سلمان کے چہرے سے چاور کو ہٹایا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کو دیکھ کر سلمان بنفس پڑے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! تمہیں خوش آمدید ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو تو آپ سے کہنا کہ آپ کے بھائی نے آپ کی قوم سے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ آپ نے تجہیز و تکفین کا کام شروع کیا آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کی زور زور سے تکبیریں رہے تھے میں نے حضرت کے ساتھ دو آدمیوں کو دیکھا، سوال کرنے پر آپ نے کہا: ایک میرے بھائی جعفر تھے اور دوسرے خضر علیہما السلام تھے۔ اور ان کے ساتھ الگ الگ ستر ستر ہزار فرشتوں کی صفیں تھیں۔ ہر ایک صف میں ایک ایک ہزار فرشتے موجود تھے۔

## فصل ۱۲

### جہوانات کا امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا

ابن و صہبان اور قتاک روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنگل سے گزر رہے تھے، راستے میں شیر میٹھا ہوا تھا، اس کے بچے اس کے پیچھے تھے میں نے اپنے گھوڑے کو واپس ہونے کے لئے موڑا۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا کہاں جاتے ہو؟ اے جویرہ بن سہر اگے بڑھو۔ یہ شیر تو اللہ کا ایک کتا ہے۔ پھر فرمایا: وما من دابة الا هو اخذ بناصيته۔ شیر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں آیا، اور زمین پر روم مارتا تھا اور کہا: السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمة اللہ وبرکاتہ اے اللہ کے رسول کے چچا کے بیٹے، آپ نے کہا: وعلیک یا ابا الخارث۔ تم پر سلام ہو اے ابو الخارث! تمہاری بی بی کیا چیز ہے عرض کیا: سبحان من البسني المهاباة ذنن في قلوب عباده مني المخافة پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے رعب کا لباس پہنایا۔ اور اپنے بندوں کے دلوں میں میرا خوف ڈال دیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین جویرہ بن سہر سے فرمایا: کہ غریب راستے میں تجھے ایک شیر ملے گا، عرض کیا: اس کی کیا تدبیر کروں؟ فرمایا: اس سے میرا سلام کہنا، اور اسے اس بات سے آگاہ کرنا کہ میں نے تجھے اس سے امان دے دی ہے۔ پچانچہ وہ راستے میں جا رہے تھے کہ شیر اس کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اسے ابو الخارث امیر المؤمنین علیہ السلام نے سلام کہتے ہیں، اور آپ نے مجھے تجھ سے امان دی ہے۔



دوپانچ ونعہ ہمہ کر کے اس بات کو پکا کیا تھا۔ مفضل نے یہی اس بات کو ذکر کیا ہے۔ شیبانی ابن جویرہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے ایک شیر کو ہمہ کرتے ہوئے اور سر سے مٹی اڑاتے ہوئے دیکھا۔ اس نے جویرہ سے کوئی بات بیان کی۔ اس نے اس باسے میں امیر المؤمنین سے پوچھا۔ فرمایا: وہ اسی کی شکایت کرتا تھا۔ اور مجھے دعا دیتا تھا۔ اور کہتا تھا خدا ہم میں سے کسی کو آپ کے دوستوں پر مسلط نہ کرے۔

عمرون حمزہ غنوی فضائل کو فرمایا بیان کرتے ہیں کہ ایک روز امیر المؤمنین جامع کوفہ کے محراب میں موجود تھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا۔ مسجد کے صحن کی طرف وضو کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں اسے سانپ ملا جو اسے کاٹنا چاہتا تھا۔ وہاں سے بھاگ کر امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو راستے کے تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کھڑے ہو کر چل پڑے۔ جس بل میں سانپ رہتا تھا۔ اس کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ تلوار کول میں داخل کر دیا۔ فرمایا: اگر تو موسیٰ کے عصا کی مانند ایک معجزہ ہے تو سانپ کو باہر نکل۔ ایک لمحہ کے اندر اس صورت میں تلوار باہر نکل۔ کہ سانپ اس میں لپٹا ہوا تھا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اعرابی کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: کہ جب تو میرے ہاں سے اٹھ کر روانہ ہوا تو تیرا خیال تھا کہ میں چار آدمیوں میں سے چوتھا آدمی ہوں۔ عرض کیا ہاں یہ بات درست ہے۔ پھر اس نے اپنے سر پر طمانچہ مارا۔ اور مسلمان ہو گیا۔

الامتحان میں عمار بن یاسر اور جابر انصاری سے روایت ہے کہ میں امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ ایک صحرا میں جا رہا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام راستے میں مڑ کر چننے لگے۔ میں بھی آپ کے پیچھے ہو گیا۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ پھر اتنے مسکرائے کہ ہمیں پڑے اور کہا اسے پرنڈ سے کیا کہنا میں نے عرض کیا یہ ندہ کہاں ہے؟ فرمایا ہوا میں موجود ہے۔ تم چاہتے ہو کہ اس کو دیکھو۔ اور اس کے کلام کو سنو؟ میں نے عرض کیا: ہاں میرے آقا! حضرت امیر علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اور کوئی دعائیہ جواہر نہ آہستہ تھی۔ فوراً پرنڈہ زمین پر آیا۔ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے ہاتھ پر گرا۔ اپنی پشت سے حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ کو مس کیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے حکم سے بدلو۔ اللہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اللہ عزوجل نے پرنڈ سے کو صاف عربی زبان میں گویا کیا۔ اس نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے پوچھا اس صحرا میں جہاں نہ پلو سے ہیں اور نہ ہی پانی ہے خوراک کہاں سے کھاتے ہو؟ عرض کیا اسے آقا! جب بھوکا ہوتا ہوں۔ آپ اہل بیت حضرات کی ولایت کا

حضرت امیر  
پ سے  
شروع کیا  
حضرت  
مرے  
ت میں

شیر  
دورا  
ربایا  
تھا  
و  
سنی  
نایا

تے  
ہے  
ب  
ہ



ذکر کرتا ہوں۔ اور میرا جانا ہوں۔ جب یہ ایسا ہوتا ہوں۔ تو آپ حضرات کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہوں۔  
یہ سب کچھ نیتاً ہوں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ میں برکت دے اللہ تعالیٰ میں برکت دے۔  
یہ تو ایسا ہی ہو گیا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یا ایہا الناس علمت منطق الطیر

محمد بن وہبان از دی و پہلی معجزات النبوة میں ہزار بن غاذب سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین علیہ  
السلام نے آسمان میں بطوں کی آواز کی بولی قطار اپنے سر کے اوپر ملاحظہ کی۔ جو سائیں سائیں اور چھنے کی آوازیں  
بندہ کرتی تھیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ سب مجھ پر اور آپ لوگوں پر سلام کرتی ہیں۔ ان نفاق نے  
گنگھینوں سے چھ میگوئیاں شریعت کر دیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے غنبر اپنی پوری بلند آواز سے  
آواز دے۔ اسے بڑا۔ امیر المؤمنین رب العالمین کے پاک اور آخری رسول کے بھائی نہیں بدلتے ہیں  
قبر حے یہ ہاتھ بند آواز سے پکاری۔ فوراً ایک سپرندہ فر فر کرتا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اب سب کو کہو  
کہ نیچے اتریں۔ اس نے آواز دی۔ میں نے دیکھا کہ بطوں نے اپنے سینے پر جمع کی طرف بھاگ رہے ہیں۔  
مسجد کوفہ کے صحن میں تمام کی تمام جمع ہو گئیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک نہایت طبع خطبہ ارشاد  
فرمایا جس میں ایک عجیب زبان استعمال فرمائی۔ جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے تھے۔ لیکن وہ اٹھیں حضرت امیر  
علیہ السلام کی گنگھو سمجھتی تھیں۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عز و جبار کے اذن سے بولو۔ وہ  
صاف عربی زبان میں بولنے لگ گئیں۔ السلام علیک یا امیر المؤمنین و خلیفۃ رب العالمین یہ ایسا ہے  
جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ علیہ السلام ادبی معہ و الطیر

محل الشرائع میں علی بن حاتم قزوینی باسناد خود انکس سے وہ ابوہریرہ بن علی بن ابی طالب سے روایت  
کرتے ہیں کہ ایک روز امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام باہر تشریف لے گئے۔ اور ویرانہ پر قیام فرمایا  
اور کہا اے حضرات ایک چھلی تھے باہر نکالا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم کون ہو۔ اس نے عرض کیا میں  
بنو اسرائیل کی امت کا ایک فروہوں آپ حضرت کی ولایت ہم پر پیش کی گئی تھی۔ ہم نے انکار کر دیا تھا۔ ہمارا  
قوم چھلی کی صورت میں مسخ کر دی گئی۔

معجزات، روضہ اور ولات ابن علقمہ میں ابو اسحاق صیقلی اور حارث بن عور سے روایت ہے کہ ہم نے  
ایک شیخ کو روئے ہوئے دیکھا۔ اور وہ کہہ رہا تھا کہ میں سو آدمیوں کے پاس گیا۔ مگر انصاف کو صرف ایک  
لحمہ دیکھا۔ اس سے اس باسے میں پوچھا گیا کہ امیر تمام حجر حمیری ہے۔ ہیں یہودی المذنب تھا۔ کہا نافروخت



سے بھاری کرتا ہوں

عبد الحليم بن عبد المنعم بن محمد

## پہلے کی آوازیں

ان معلق نے

اپنی آواز سے

جیسے بدلتے ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ کام پیسے ہیں۔

خطیم ارشاد

حضرت امیر

ہستے بولو۔ ۵۱

والہائے

بے ریا

بہترین قیام فرمایا

ہستہ زنی کیا ہیں

رویا تھا ہماری



عرفت ایک

لما فزوت

کڑا تھا۔ ایک دن میرا گدڑ کو فہ کی طرف ہوا۔ جب میں مسجد کے قصبے کے پاس پہنچا۔ تو میں نے جھپٹائی کو گم پایا۔ میں کو فہ میں اشرے کے پاس گیا۔ اس نے میرا رخ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی طرف کر دیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر فرمایا۔ اے بھائی یہ وہاں ہمارے پاس علم بلایا اور منایا اور علم ماکان اور یا کون موجود ہے جس تجھیں آگاہ کروں۔ یا تم مجھے آگاہ کر دو گے۔ کہ تم کیوں آسے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی آگاہ فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ قصبہ مسجد میں تیرا مال ایک جن کے گیا ہے۔ اب تو کیا پاتا ہے عرض کیا اگر مال دلا کر آپ احسان فرمائیں۔ تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضرت امیر علیہ السلام میرے ساتھ پھل پڑے قصبہ کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ اور دعا مانگی۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یا رسول اللہ کیا شواظ من تاؤنحاس فلا تتصران فرمایا اے عبد اللہ یہ بدترین ہے۔ خدا کی قسم اسے گروہ جنات اس بات پر میری بیعت نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی ایسا معاہدہ کیا تھا۔ راوی کو بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ مال قصبہ سے باہر نکل رہا ہے میں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدًا رسول اللہ واشہد ان علیا ولی اللہ افسوس ہے کہ جب میں اب کو فہ میں آیا ہوں۔ تو آپ کو مقتول پایا ہے یہودی بدینہ کا رہنے والا تھا۔

حضرت محمد بن حنفیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے موزے ایک کوا لے گیا تھا۔ آپ نے نماز کے لئے وضو کرنے کی خاطر انھیں اتارا تھا۔ ان میں ایک سیاہ سا ناپ گھس گیا تھا۔ اور کوا انھیں اٹھا کر فصا میں لے گیا تھا۔ پھر انھیں پھینک دیا تھا۔ اور ان کے اندر سے ایک سیاہ سا ناپ نکلا تھا۔ اللہ عزوجل نے آپ کو اس طرح سے بچا لیا تھا۔

افغانی نے کہا کہ دہشتی نے بیان کیا۔ سید جمیری کناس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اور اعلان کیا۔ اگر کوئی شخص علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کوئی ایسی فضیلت میرے پاس لائے جسکے بارے میں میں نے شعر نہ کہا ہو تو میں اس کو اپنا یہ گھوڑا دے دوں گا۔ لوگ ہفتا ست بیان کرتے جاتے تھے۔ اور آپ اس کے بارے میں اپنے اشعار بیان کرتے جاتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے یہ واقعہ بیان کیا۔ کہ ابو عسل ملاوی نے کہا۔ اے امیر مومنین علیؑ سلام نماز کی طہارت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے موزے اتارے۔ اس میں ایک سیاہ سانپ گھس گیا جب انہیں پہننا پڑا تو انہیں ایک کوا سے کراڑ گیا۔ پھر اس نے انہیں نیچے چھینکا۔ جن سے ایک سیاہ سانپ نکلا۔ یہ واقعہ سن کر سید جمیری نے سب وعدہ اپنا گھوڑا اس شخص کو دے دیا۔



اور پھر اس واقعہ کے بارے میں اشعار نظم کئے۔

کتاب صوائف الجن میں محمد بن اسحاق بیہقی بن عبد اللہ بن عارث سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے مسلمان ناری نے ایک حدیث بتائی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک بارش ولے دن موجود تھے ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ تھے۔ ایک عینی آواز آئی۔ اسلام علیک یا رسول اللہ۔ آپ نے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟

عرفہ۔ میرا نام عرفہ بن شراح ہے میں بنو نخل سے تعلق رکھتا ہوں۔

رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ تیری صورت میں رحمت نازل فرمائیے۔ ہمارے پاس ظاہر ہو کر آئیے۔

سلمان۔ وہ شخص ظاہر ہو گیا جو ایک شیخ کی صورت میں تھا جس پر گھنے بال تھے جس کا چہرہ موٹے بالوں سے چھپا ہوا تھا۔ ان میں اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا اس کی دونوں آنکھیں طویل شکاۃ تھیں۔ اس کا منہ اس کے سینے میں تھا جس میں دانت تھے۔ جو بظاہر بہت لمبے تھے اس کے داخل جنگلی درندوں کی طرح تھے۔

شیخ۔ اے اللہ کہنی امیر سے سنا اپنی قوم کے کسی شخص کو روانہ فرمائیے جو میری قوم کو اسلام کی دعوت دے میں اسے صحیح سلامت واپس بھیج دوں گا۔

رسول اللہ۔ اصحاب سے مخاطب ہو کر تم میں سے کوئی شخص میری طرف سے جا کر قوم جنات کو تبلیغ کرے میں اس کے لئے جنت کا حصہ من ہوں۔ (یہ سن کر کوئی نہ اٹھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ فرمایا جب تیسری مرتبہ کہا تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا)

حضرت علی۔ یا رسول اللہ! اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں۔

رسول اللہ۔ بن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اسی رات میرے پاس آ جانا میں تیرے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو میرے حکم سے فیصلہ اور میری زبان سے لے گا۔ اور میری طرف سے قوم جنات کو تبلیغ کرے گا۔

داوی کا بیان ہے یہ سن کر جمع غائب ہو گیا۔ رات کے وقت پھر حاضر ہوا۔ ایک اونٹ پر سوار تھا۔ خود یہ ایسا بیٹھا ہوا تھا جو بکری معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ دوسرا اونٹ بھی تھا جو گھوڑے جتنا بلند تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس پر سوار کر دیا۔ سلمان کا بیان ہے کہ مجھے امیر علیہ السلام کے مجھے



سوار کر دیا۔ اور میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ فرمایا اس وقت تک آنکھیں نہ کھولنا۔ جب تک علیؑ کو اذان دیتے نہ سنا۔ جو کچھ دیکھو اس سے ڈرنا نہیں۔ تم امن میں رہو گے۔ اونٹ چل پڑا۔ اس کے چلنے کی آواز ایسے پیدا ہوتی تھی جس طرح شتر مرغ کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔ اس دوران میں حضرت علیؑ علیہ السلام قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ ہم تمام رات چلتے رہے صبح کے وقت حضرت علیؑ علیہ السلام نے اذان دی۔ اور اونٹ کو بٹھا دیا۔ فرمایا اے سلمان! اتر جاؤ۔ میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اور اتر پڑا۔ میں زمین پر موجود تھا۔ حضرت نے اقامت کہی۔ اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی میں رگتا رہا جن کی آواز سننا رہا۔ آخر کار ایک شخص نے مجھ پر سلام کیا۔ میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا۔ مخلوق کا ایک انبؤہ عظیم تھا۔ جو میرے اوپر نظر اپنے رب کی تسبیح میں مصروف تھا۔ سوچ نکلی آیا حضرت امیر علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں ان لوگوں سے خطاب کیا، ان میں جو جنات منکر تھیں۔ انہوں نے حضرت امیر علیہ السلام کے فرمان کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "حق کو جھٹلاتے ہو۔ قرآن سے روکتے ہو۔ اور اللہ کے آیات کا انکار کرتے ہو۔" پھر آسمان کی طرف سر بلند کر کے فرمایا: "اے معبود کلمہ عظمیٰ۔ اسماء حسنیٰ، عزائم کبریٰ، حتیٰ قیوم مردوں کو زندہ کرنے والے اور زندوں کو مارنے والے اور زمین و آسمان کے رب کا واسطہ اے جنات کی نگہبانی کرنے والے اور شیطان کی تاک میں رہنے والے۔ وہ آگ نازل کہو جو نہ بجھے۔ شہاب ثاقب اور جلانے والے شعلے اور قتل کرنے والے تانیا۔ کہیص۔ طواسم۔ حوامیم۔ بسین۔ نون۔ وانقلم۔ ویا۔ سطور۔ ن۔ فریات۔ والنجم۔ اذاموی، والطور۔ کتاب مسطور فی رق منشور۔ والبت المعمود۔ اور اقسام عظام اور مواعج نجوم جو منکبرین منکین پر پڑتے ہیں۔ جو رب العالمین کے آثار کے منکریں مان کا واسطہ ان پر نازل کرے۔"

سلمان کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ میرے بچے سے زمین نکل رہی ہے۔ میں نے فضا میں شور و غل سنا۔ پھر آسمان سے آگ برسی۔ جن جنات نے اس آگ کو دیکھا۔ کچھ جل کر ختم ہو گئے۔ اور کچھ غش کھ کر منہ کے بل گر پڑے۔ اور میں بھی اپنے منہ کے بل گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ دھوئیں کا ایک بادل آسمان کی طرف اٹھ رہا ہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: "سروں کو اٹھا لو۔ اللہ عزوجل نے شیطانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اپنا خطبہ شروع کر دیا۔ اے گروہ جن، شیاطین، غیلان، بنو شمراخ، اکل نجاح، ماکنین، اجاح اور مال اور قفار اور تمام شہروں کے شیطانو! یہ بات جان لو کہ زمین

سے روایت کرتے  
م کے ساتھ ایک  
اسلام عیدک

ایسے۔

چہرہ موٹے بالوں  
تہ بقیں۔ اس کا  
حق جگہ درندہ

م کی دعوت دے

کو تبلیغ کرے  
دوسری مرتبہ

ایک ایسا آدمی  
بات کو تبلیغ

پرسوار تھا۔

سے جتنا بلند

م کے پیچھے



عدل وانصاف سے اس قدر بھروی جائے گی۔ جس قدر وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ پس یہ بات حق ہے نہیں کہ یہ حق کے بعد مگر گمراہی۔ تم کہاں بھاگتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اللہ عزوجل پر اور اس کے رسول پر اور رسول کے رسول پر ایمان لائے۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہوئے۔ تو نبی صلعم نے فرمایا کیا ہوا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے تمام قصہ بیان کیا۔

ابو منصور اور اصفہانی اپنے اسناد سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ میں نے شاہیوں کے اونٹ کو مع سوار اور بوجھ کے دیکھا کہ اس نے تمام چیز کو پیچھے پھینک دیا۔ جھوٹوں کو غور کرتا ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے ہونٹوں کو حضرت امیر علیہ السلام کے سر اور کندھوں کے درمیان رکھ کر حرکت دینے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ خدائی قسم یہ میرے اور رسول اللہ کے درمیان ایک علامت ہے۔ اس دن لوگوں نے جراثیم کی اور سخت جنگ چھڑ گئی۔

ابو العزیز کاوش بخبری اپنے اسناد سے بیان کرتا ہے کہ آور بائجان کے علاقے کے ایک آدمی کا ہونٹ تھا، جو اپنے مالک کی اطاعت نہیں کرتا تھا۔ وہ شخص امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کے کر حاضر ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا جب تم اس جگہ یاؤ۔ جہاں اونٹ موجود ہے تو روبرو دعا پڑھنا، اللھم انی اتوجه الیہ بنی الرحمة (ع) و اھل بیتہ الذین اخترتھم علی علم علی العالمین اللھم ذلانی صعدو بہا و حواہا و اکفنی شرھا فانک اذکافی المعافی والغالب القاہر۔

وہ شخص چلا گیا۔ جب دوبارہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس اونٹ کی تمام قیمت موجود تھی جس کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لایا تھا۔ امیر المومنین نے اس سے فرمایا جب تم اونٹ کے پاس گئے تھے۔ تو وہ تمہارے پاس مطیع اور فرمانبردار ہو کر آیا تھا۔ تم نے اس کی پیشانی کو پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔ حضرت امیر المومنین نے ایک ایک بات جو اونٹ والے کو پیش آئی تھی۔ گنوا دی۔ اس نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے ساتھ تھے۔ براہ کرم جو کچھ میں لایا ہوں اسے قبول فرما لیجئے۔ فرمایا۔ بالہیرت ہو کر چلے جاؤ۔ اللہ عزوجل تمہارا مال میں برکت دے۔



عمار کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عمان کے شہر میں جندی بن کر رہے سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ دونوں کے درمیان سخت اور تکلیف دہ جنگ چھڑ گئی۔ جندی نے ایک غلام کو طلب کیا جس کا نام کنڈی تھا اسے کہا اگر تم سبباًہ عملے اور شہباز بغلہ والے شخص کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے گرفتار کر لو۔ اور اسے ذلت کے ساتھ زمین پر گرا دو۔ تو میں تمہاری شادی اپنی اس بیٹی کے ساتھ کروں گا جس کی شادی میں نے بادشاہوں کے لڑکوں کے ساتھ نہیں کی۔ کنڈی سفید ہاتھی پر سوار ہوا۔ جندی کے پاس تیس ہاتھی تھے۔ ان ہاتھیوں اور شکر کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام پر حملہ کر دیا۔ جب امیر المومنین علیہ السلام نے جندی کو دیکھا تو اپنے بھنے پر اتر پڑے۔ اپنے ہر قدم سے پتھر اٹھایا۔ تمام جنگیں خور اور غنا چمک اٹھا۔ پھر اپنے سر راہ ہو گئے۔ ہاتھیوں کے قریب آگیا آپ نے کچھ ایسا کلام ارشاد فرمایا جس کو انسان نہ سمجھ سکے۔ اچانک ۲۹ ہاتھیوں نے سر دیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا۔ ان کے درمیان دابیں باہیں دوڑتے تھے۔ آخر کار شکر کو عمان کے دروازے پر پہنچا دیا۔ تمام ہاتھی واپس امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ایسی گفتگو کی جس کو تمام لوگوں نے سنا۔ اسے علی بن ابی طالب کے تمام حضرت عمار کو جانتے ہیں۔ اور حضرت عمار کے رب پر ایمان لائے ہیں۔ مگر یہ سفید ہاتھی بہ محمد اور آل محمد کی معرفت نہیں رکھتا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک سخت کرک بلند کی۔ جیسے کہ غصہ اور ناراضگی کے وقت کرک کرتے تھے۔ ہاتھی کا پٹنے لگا۔ اور ٹھہر گیا۔ امیر المومنین نے اس کو ذوالفقار کی ایک ضرب لگائی۔ اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ ہاتھی بڑے پٹنے کی طرح زمین پر گر گیا۔ کنڈی کو اس کی پشت سے پکڑ لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کیا کہ فیصل پر تشریف لے جلیے۔ اور ابوالحسن سے بندہ آواز سے فرمائیے۔ اسے مجھے بخش دیجئے۔ یہ آپ کے قیدی ہیں جناب علی علیہ السلام نے کنڈی کو چھوڑ دیا۔

کنڈی۔ اے ابوالحسن آپ نے مجھے کیوں چھوڑ دیا

حضرت امیر۔ "افسوس ہے ذرا نظر اٹھا کر تو دیکھو۔"

کنڈی۔ نظر اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اللہ عزوجل اس کی آنکھوں کے درمیان سے پردے کو ہٹا دیتا ہے۔ تو

اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آپ کے اصحاب کو دینہ کی دیوار پر کھڑے ہوئے دیکھتا ہے۔ عرض کرتا

ہے۔ اے ابوالحسن یہ کون شخص ہے؟

یہ بات حق ہے۔

کے رسول پر اور

حضرت علی علیہ السلام

میں حضرت

کے تمام چیز کو

میں کو حضرت

دیکھ کر فرمایا۔

کی اور سخت

آوی کا

حضرت

موجود ہے

یتم الذین

شر ہا

اس کے

امیر المومنین

یا تھا۔ تم

ولے پوش

پیرے

میں تھا



حضرت امامؑ۔۔۔ یہ ہمارے آثار رسول اللہ صلعم ہیں  
 کندی۔۔۔ ہمارے اور آپ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟  
 حضرت امامؑ۔ چالیس دن کی راہ

کندی۔۔۔ اسے بواحسن۔ آپ کا رب رب عظیم ہے اور آپ کا نبی نبی کریم ہے۔ اپنا دست اقدس اگے بڑھا  
 میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں  
 حضرت علی علیہ السلام نے جندی کو قتل کر دیا۔ اور بے شمار مخلوق سمندر میں ڈوب کر مر گئی۔ اور کافی تعداد  
 میں لوگ قتل کر دیئے گئے اور جو باقی بچے وہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے قلعہ کندی کے سپرد  
 کیا۔ اور جندی کی بیٹی سے اس کی شادی کی۔ کچھ مسلمانوں کو وہاں اس لئے چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ انھیں فرائض  
 کی تعلیم دیں۔

حضرت امیر علیہ السلام نے واوی عقیق میں قوم جنات سے بیعت لی۔ انھوں نے عرض کیا اے امیر  
 المومنین اسورج ہمارے بچوں کو تکلیف دیتا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے سورج کو پلٹنے کا حکم دیا۔ وہ  
 پلٹ کر آگیا۔ آپ نے اس سے عہد پیمان لیا۔ کہ وہ اولاد مومنین کو کوئی تکلیف نہ دے۔ خواہ وہ انسان  
 ہوں۔ خواہ جن۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں تحریر ہے کہ یہودیوں نے حضرت علی علیہ السلام سے رسول اللہ صلعم  
 کی نبوت کے بارے میں مناظرہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہودیوں کے اونٹ کو پکارا۔ اسے یہودیوں  
 کے اونٹ اور کپڑے محمد صلعم اور اس کے وصی کی گواہی دو۔ یہودیوں کے اونٹ اور کپڑے بول گئے۔  
 اے علی! آپ نے سچ فرمایا۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ اس کے برحق وصی ہیں۔ بعض یہودی مومن  
 ہو گئے۔ اور کچھ ذلیل و خوار ہو گئے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ ہُدٰی  
 لِلْمُتَّقِیْنَ کِتَابٌ سِوَا اَمْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور متیقین سے مراد آپ کے شیعہ ہیں۔

ابو بکر شیریازی نزول القرآن فی شان علیؑ میں بالاسناد و مقاتل سے وہ محمد بن حنفیہ سے وہ امیر المومنینؑ  
 سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ اَنَا عَرَضْنَا الْاِمَامَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی نے میری امانت سات  
 آسمانوں اور زمینوں پر ثواب اور عذاب کے ساتھ پیش کی تھی۔ آسمانوں اور زمینوں نے عرض کیا۔ ثواب اور  
 عذاب کے ساتھ نہیں۔ بلکہ بلا ثواب اور بلا عذاب یہ بوجہ ہم پر لاؤ۔ اللہ عزوجل نے میری امانت تمام پرندوں



پریش کی سب سے پہلے میری امانت پر ایمان لانے والے سفید باز اور سفید قبرے ہیں۔ سب سے پہلے انکار کرنے والے اُلُو اور عنقا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر لعنت کرے۔ اُلُو دن کو ظاہر نہیں ہوتا۔ عنقا سمندروں میں ایسا غائب ہوا کہ کبھی بھی ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میری امانت کو زمینوں پر پیش کیا۔ بعض زمینیں میری ولایت پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں پاکیزہ بنایا۔ اور ان کے پودے اور پھلوں کو میٹھا اور شیرین قرار دیا۔ اور کچھ حصے زمین نے جبری اطاعت کے بارے میں جھگڑا کیا۔ اور میری ولایت کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شوریٰ قرار دیا۔ اور اس کے پودوں کو کڑوا اور اندرائیں قرار دیا۔ اور ان کے پھلوں کو عوسج اور حنظل بنایا اور ان کے پانی کو سخت کھاری بنایا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ وحملہا الانسان یعنی اس امانت کو انسان نے اٹھالیا۔ (اللہ تعالیٰ نے کہا) اے محمد! آپ کی امت نے ولایت اور امانت امیر المومنین کو مع ثواب و عذاب اٹھالیا ہے یہ انسان اپنی ذات کے لئے ظالم ہے۔ اور امر رب میں جاہل ہے اور امانت اور ولایت کے حق کو پوری طرح ادا نہ کرے گا۔ اور وہ ظلوم اور غشوم ہوگا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ”مجھ کو مومن دوست رکھے گا اور منافق و لد حرام میرے ساتھ بغض رکھے گا۔“

تاریخ باذری میں ابو حبیہ نے کہا: میں اور سلمان رندہ میں ابودر کے پاس گئے۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: عنقریب میرے بعد ایک فتنہ برپا ہوگا جو شخص تم میں اس فتنے کے وقت موجود ہو۔ اسے کتاب خدا اور علی بن ابی طالب کا ساتھ دینا چاہیے کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ علی بن ابی طالب سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے قیامت کے روز میرے ساتھ مصافحہ کریں گے۔ وہ یعسوب المومنین ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا: اے علی! تم یعسوب المومنین ہو اور مال یعسوب الظالمین ہے۔“

بشارت ہے کہ النخل معبود ہے اے معاویہ نخل سے مراد بنو ہاشم ہیں۔ بیخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ شفا للناس یعنی بنو ہاشم سے علم ظاہر ہوتا ہے۔

امام شجاعیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ نبی صلعم نے فرمایا: علی امیر النخل ہیں۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلعم نے علی کو بنو فہل کے قلعہ کی طرف روانہ کیا۔ انھوں نے جنگ کی ان کے ہتھیار ختم ہو گئے۔ شہد کی لکھیوں کو چھوڑ دیا۔ اس بات سے آنحضرت کا لشکر مجبور ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام

است اقدس اگے بڑھائے  
اللہ کے رسول ہیں  
مرگئی۔ اور کافی تعداد  
کندی کے سپرد  
انھیں فرات

عرض کیا اے امیر  
نے کا حکم دیا۔ وہ  
خواہ وہ انسان

سے رسول اللہ صلعم  
اسے یہودیوں  
بول لٹے۔  
یہودی مومن  
یہ ہدی

وہ امیر المومنین  
ذی امانت سات  
یا ثواب اور  
انت تمام ہندو



شہد کی کھیسوں کے پاس تشریف لائے۔ وہ آپ کی مطہر ہو گئیں۔ اس لئے آپ کو امیر النمل کہتے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ غار کے اندر شہد موجود تھا۔ لیکن کوئی شخص اندر جانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لے گئے اس سے کافی شہد پھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام امیر النمل اور یعسوب رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام قیامت کے دن یعسوب ہوں گے۔ یہ آپ کے شرف کے لئے اونچی بات ہے۔ یعسوب شہد کی نذر کبھی کو کہتے ہیں۔ سور اور کھیسوں کا سردار ہوتا ہے۔ تمام کھیاں اس کی پیروی کرتی ہیں۔

دینوری نے کہا۔ کہ جب یعسوب اڑنے سے غار چڑھتا ہے۔ اسے کھیاں اٹھاتی ہیں۔ اور باقی کھیاں شہد نہیں بناتیں۔ اور اڑتی رہتی ہیں۔

## فصل ۱۳

### جمادات کا امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا

ابو بکر بن مرویہ نے مناقب میں ابو سحاحی ثعلبی نے تفسیر میں ابو عبد اللہ کتبی نے خصائص میں یحییٰ نے اربعین میں اور ابو احمد جرجانی نے تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے سورج واپس لوٹا تھا۔ ابو بکر وراق کی ایک کتاب ہے جس میں ان طریقوں کو بیان کیا ہے۔ جو رؤس کے بارے میں ہیں۔ ابو عبد اللہ نے ایک کتاب جواز رؤس میں لکھی ہے۔ ابو القاسم جگانی کے مسئلہ ہیں۔ سورج کے لوٹنے کے صحیح ہونے ہیں۔

ابو الحسن شاذان نے ایک کتاب بیان تحریر کی ہے۔ کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے سورج کو لوٹایا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین کی خاطر کئی دفعہ سورج لوٹا۔ اس بات کو سلطان نے بھی روایت کیا ہے اور حسب ذیل مقامات پر سورج لوٹا۔ (۱) یوم بساط الخندق۔ (۲) یوم حنین۔ (۳) یوم خیبر۔ (۴) یوم قریبا۔ (۵) یوم یثرب۔ (۶) یوم غاصریہ۔ (۷) یوم ہمدان۔ (۸) یوم بیعت رضوان۔ (۹) یوم عینین۔ (۱۰) بفسطاط میں۔ (۱۱) بنو مائز میں۔ (۱۲) وادی حقیق میں۔ (۱۳) احد کی جنگ کے بعد۔ (۱۴) کافی کابینی کی روایت کے موجب مدینہ کی مسجد فیض میں عام طور پر مشہور یہ ہے۔ کہ رسول اللہ معلوم کی زندگی میں دو دفعہ آپ کی خاطر سورج لوٹا۔ مقام اکرع غیم میں اور رسول اللہ معلوم کی وفات کے بعد بابل کے مقام پر



آپ کی خاطر سورج لوٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج لوٹنے کا واقعہ مندرجہ ذیل حضرات بیان کرتے ہیں: (۱) ام سلمہ (۲) اسماء بنت عیس (۳) جابر انصاری (۴) ابوذر (۵) ابن عباس (۶) خدری (۷) ابو ہریرہ (۸) امام جعفر صادق علیہ السلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقام کراع غیم نماز ادا فرمائی جب سلام پھیرا تو آپ پر وحی نازل ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے آکر سہارا دے دیا۔ اس حالت میں سورج غروب ہو گیا۔ قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو رہا تھا۔ وحی کے ختم ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے علی! تم نے نماز پڑھی ہے یا عرض کیا نہیں اور تمام قصہ بیان کیا۔ فرمایا: میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تیری خاطر سورج واپس لوٹے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ سورج چمکتا ہوا واپس لوٹ کر آیا۔

ابو جعفر طحاوی کی روایت کے موجب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے معبود! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا۔ سورج واپس ہوا۔ علی نے کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ نماز سے نادم ہوئے سورج ڈوب گیا، شام سے ظاہر ہو گئے۔ ابو بکر مہر وہ کی روایت میں اس سے روایت ہے کہ خدا کی قسم! ہم نے سورج کے غروب ہوتے وقت اس کی ایک آواز سنی جس طرح آواز سے سے لڑی چیرتے وقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ واقعہ غزوہ بدر میں صہبائے کرام کے مقام پر ہوا تھا۔ روایت ہے کہ جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دیئے ہوئے تھے تو نماز اشاروں سے ادا فرمائی اور جب سورج لوٹ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نماز کا اعادہ کیا۔ اس بارے میں مندرجہ ذیل شعراء نے اشعار بیان کئے ہیں۔

(۱) صاحب (۲) مضیع بصری (۳) سید حمیری (۴) ابن حنابل (۵) علی بن احمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جویرہ بن سہرہ ابو رافع اور حسین بن علی علیہما السلام کی روایت کے موجب حضرت امیر علیہ السلام نے بابل کے مقام سے دریائے فرات کو عبور کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک گروہ کے ساتھ عصر کی نماز ادا کی۔ لوگوں نے دریا عبور نہیں کیا تھا۔ کہ سورج ڈوب گیا۔ کافی لوگوں سے عصر کی نماز فوت ہو گئی۔ بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ سورج واپس لوٹ آیا۔ اس وقت سورج افق میں تھا۔ جب لوگوں نے نماز کا سلام پھیرا تو سورج پھر غائب ہو گیا۔ لوگوں نے شریک گزرتے کی آواز سنی۔ اور روڑ گئے۔ تھیں تبھی سورج اور تکبیر شروع کر دیں۔ بابل کی سڑک میں پر مقام ساعدہ میں مسجد مدینہ الشمس مشہور و معروف ہے۔

۱۵۔ اس احقر نے مسجد مدینہ الشمس کو ۱۹۶۱ء میں دیکھا ہے۔ جگہ کے پاس ہے جو بکری رکھا کرنا معنی ہے نجف اشرف

ہتے ہیں۔  
نماز تھا۔ حضرت  
کا نام امیر النمل  
گئے۔ یہ آپ کے  
تھے۔ تمام مکیناں  
مدینہ کی مکیناں شہد

نما  
میں خلیفہ  
سورج واپس  
ہو گئے ہیں۔  
سورج کے

سورج کو لوٹایا تھا  
ت پر سورج  
نہروان  
کے بعد  
کی زندگی  
مقام پر



ابن عباس نے طرق کثیرہ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ سورج عرف حرب ذیل حضرات کی خاطر واپس لوٹا تھا۔ (۱) حضرت سلیمان (۲) یوشع و صی موسیٰ اور (۳) علی بن ابی طالب علیہم السلام و صی محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

محمد بن مسلم ابو جعفر علیہ السلام اور جابر سے روایت کرتے ہیں کہ سورج نے حضرت علی علیہ السلام سے سات مرتبہ کلام کیا پہلی مرتبہ یا امام المسلمین اشفع لی الی ربی ان لا یغنی بنی مسلمانوں کے امام اللہ کے ہاں میری سفارش فرمائیے کہ وہ مجھے عذاب نہ دے۔ دوسری مرتبہ کہا۔ اصر فی احرق مبعضید فانی اعر فہم بیدار ہم مجھے حکم دیجئے میں آپ کے دشمنوں کو جلا دوں۔ میں ان کو ان کی پیشانیوں سے جانتا ہوں۔ تیسری مرتبہ بابل میں آپ سے اس وقت گفتگو کی جب آپ سے نماز عصفوت ہو گئی تھی۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے سورج سے فرمایا۔ اپنی جگہ سے پٹ کر آجھا۔ سورج نے یکساں کلمہ جواب دیا تھا اور پٹ کر آیا تھا، چوتھی مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یا ایتھا الشمس هل تصفین خیطۃ؟ اے سورج تو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے؟ سورج نے جواب دیا۔ وعن قابی لو خلق الله الخلق مشلت لم یخلق النار میرے رب کی عورت کی قسم اگر اللہ تعالیٰ آپ کی مانند مخلوق کو پیدا کرتا تو دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ پانچویں مرتبہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں نماز کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت کی تھی اور کھلم کھلا سورج نے حضرت امیر علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ سورج نے کہا تھا۔ حق علی علیہ السلام کے لئے ہے حق اس کے ہاتھ میں ہے اور حق آپ کے ساتھ ہے۔ قریش اور جو لوگ موجود تھے۔ انہوں نے اس بات کو سنا تھا۔ چھٹی مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام نے سورج کو طلب کیا تھا اور وہ آپ حیات کا پانی یکساں برتن میں سے کھاتے ہوئے تھا۔ اور آپ نے اس سے وضو کیا تھا۔ آپ نے ویراقت کیا۔ تم کوئی ہونہ عرض کیا میں روشن سورج ہوں۔ ساتویں مرتبہ حضرت امیر المومنین کی وفات کے وقت سورج آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو سلام کیا آپ نے سورج سے اور سورج نے آپ سے باتیں کیں۔ (دیکھتے اسناد) راوی کا بیان ہے کہ منع ہو گیا۔ اور ہم ہوائوں میں پھرتے گئے۔ یعنی منعم نے فرمایا۔ اے

راوی شریف ہوئے۔ ان کو جانی ہے کہ سورج کے کلام سے مراد حق ہے۔ مزید وضاحت۔ ہماری ترجمہ کردہ کتاب عیون السجرات و طہرہ

طہرہ کہتے ہیں کہ سورج کو کہہ تو ہے غای حقون شہر طہرہ کہیں ۱۲ متریم



علیؑ اٹھو۔ اپنی وہ کرامت دیکھو جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہے جب کل سورج طلوع کرے تو اس سے کلام کرو۔ حضرت علیؑ علیہ السلام قیام فرما ہوئے اور کہا السلام علیک ایٹھا العبد الذائب فی طامعۃ اللہ ربہ۔ سورج نے جواب دیا۔ وعلیک السلام یا اَخا رسول اللہ و وصیہ حجتہ اللہ علی خلقہ۔ یہ سن کر حضرت علیؑ علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر میں گر پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ علیہ السلام کو پکڑ کر اٹھایا اور آپ کے چہرے اقدس سے مٹی صاف کی۔ اُسے میرے حبیب اٹھو۔ تم نے اپنے رونے سے آسمان والوں کو رولا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے عرش اٹھائے والوں سے فخر کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی۔ اور سیدنا وصیہ کی وصیت سے میری قیادت کی پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَلِلّٰہِ اسْلَمُ مِنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْہًا۔

حضرت ابو بکرؓ کی خدمت کے رخصتے میں لوگ زلزلہ میں آگئے۔ حضرت ابو بکرؓ اور آپ کے ساتھی حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر زلزلہ کی شکایت کرنے لگے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام ایک بلند جگہ پر بیٹھ گئے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی۔ اور زمین پر ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا۔ اسے زمین تجھے کیا ہو گیا ساکن ہو جا۔ زمین ساکن ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ میں وہ شخص ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِذَا زُلْزَلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَہَا۔ میں وہ انسان ہوں جو زمین سے اس وقت کہوں گا۔ آج تجھے کیا ہو گیا ہے۔ زمین اپنے حالات سے آگاہ کرے گی زمین مجھ سے حال مست بیان کرے گی۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر وہ زلزلہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے تو وہ مجھے جواب دے گا۔ لیکن مجھے وہ معلوم نہیں ہوتا۔

سعید بن مسیب اور عمار بن ربیع کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنے پاؤں سے زمین کو ٹھوکر لگائی۔ اور وہ متحرک ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا ساکن ہو جا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یَوْمَئِذٍ تَحْدُثُ اَخْبَارُہَا۔

امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ابو ہریرہؓ نے اپنی اولاد سے ملنے کا اظہار کیا۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔ آنکھیں بند کرو۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دینہ میں اپنے گھر میں موجود پایا۔ وہاں تھوڑی دیر بیٹھا۔ پھر مکان کی چھت پر حضرت علیؑ کو تشریف فرما دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ آؤ واپس چلیں۔ ابو ہریرہؓ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو کوفہ میں پایا۔ اس بات سے ابو ہریرہؓ

کی خاطر واپس  
مسی محمد صلوٰۃ اللہ

سے سلام سے سات  
نوں کے امام اللہ  
یغضبت فانی  
سے جانتا ہوں۔

زنت امیر المومنین  
اور پٹ کر آگیا  
اللہ؟ اسے سوج

سے لم یخلق  
تا۔ پانچویں مرتبہ  
علی علیہ السلام

اختفا۔ حق علیؑ  
ہو جو و نفعی۔

اور وہ آپ  
دستا کیا۔ تم  
سورج آپ

لیں۔

فرمایا۔ اسے

ایات مہدی



کو تعجب ہوا۔ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اگر اصف بن برخیا تخت کو جو دو ماہ کی مسافت پر دور تھا، چمک چمکنے کی دیر میں سلیمان علیہ السلام کو پاس لا سکتا ہے۔ تو میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق اپنے باپ علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ایک مقدمہ کے فیصلہ کی خاطر دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین یہ دیوار تو گرنے والی ہے آپ نے فرمایا: تم اپنا کام کرو۔ ہمیں اللہ کی نگہبانی کافی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے دونوں آدمیوں کے درمیان فیصلہ کیا۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اس کے بعد دیوار گر پڑی۔

امیر علیہ السلام نے ایک منافق کو دیکھا۔ جو قرض کی وجہ سے ایک مومن کو پکڑے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا: اے معبود! بحق محمد و آلہ الطاہرین اپنے اس بندے کا قرض چکا دے۔ پھر حکم دیا کہ ان پتھروں کو اٹھاؤ۔ وہ اس کے ہاتھ میں سونابن گئے۔ اس نے اپنا قرض ادا کیا۔ اور ایک لاکھ درہم سے زیادہ سونا بچ گیا۔

ایک جماعت نے خالد بن ولید سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت علی علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ اپنی زہ کی کڑیاں اپنے ہاتھ سے جوڑ رہے ہیں۔ اور انھیں مناسب جگہ پر فٹ کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ کام تو داؤد علیہ السلام کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے خالد! ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوہے کو داؤد کے لئے نرم کیا۔ اور ہمارے سامنے کیوں کر نرم نہ ہوگا۔

صالح بن کیسان اور ابن رومان جابر انصاری کی ایک سند روایت بیان کرتے ہیں کہ عباس حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ اور آپ سے میراث بنی صلعم کا مطالبہ کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چیز میراث قرار پاتی ہیں۔ بخلہ۔ دلدل۔ ذوالفقار۔ زوہ۔ علامہ صحاب میں تم سے ان چیزوں کا زیادہ حق وارد ہوں۔ تم وہ چیزیں طلب نہ کرو۔ جو تیری نہیں ہیں۔ عباس نے کہا میں ان چیزوں کو ضرور لوں گا۔ کیوں کریں آنحضرت صلعم کا چچا ہوں۔ تمام لوگوں کے مقابل میں میں ہی آپ کا وارث ہوں۔ امیر المؤمنین اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے ساتھ لوگ بھی تھے۔ حضرت امیر علیہ السلام مسجد میں تشریف لئے۔ آپ نے زہ۔ عمامہ۔ ملو اور بغلہ کے لانے کا حکم دیا۔ یہ تمام چیزیں لائی گئیں۔ عباس سے فرمایا: اسے چچا اگر لے لو گے کہ آپ میں اٹھنے کی طاقت ہے۔ تو یہ تمام کی تمام آپ کی ہیں۔ انبیاء کی میراث ان کے اوصیاء کا حق ہوتا ہے۔ اور کسی فرد کا حق نہیں ہوتا۔ ہاں اولاد و اوصیاء اس بات کی حق دار ہوتی ہے اگر آپ ان کو لے کر نہ اٹھ سکے۔ تو پھر آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہا ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے زہ اپنے ہاتھ سے پہنائی۔ عمامہ اور ملو اس پر ڈال دیا۔ اور فرمایا اسے چچا۔ ملو اور عمامہ کے ساتھ اٹھو۔ عباس نہ اٹھ سکے۔ آپ



نے نلو کو لے لیا پھر فرمایا۔ صرف عمامہ کے ساتھ اٹھو۔ پھر بھی عباس نہ اٹھ سکے۔ یہ دیکھ کر لوگ حیران اور ششدر رہ گئے۔ پھر فرمایا اسے چچا! یہ بخلہ جو دروازے کے پاس موجود ہے۔ یہ خاص طور پر میرے اور میری اولاد کے لئے مخصوص ہے اگر آپ میں اس پر سوار ہونے کی قدرت ہے۔ تو سوار ہو کر۔ عباس باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ میرا دشمن بھی تھا۔ اور اس سے کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا علی نے تجھے دھوکا دیا ہے۔ بخلہ کے بارے میں اپنے آپ کو دھوکے میں نہ ڈالو۔ جب اپنا پاؤں رکاب میں ڈالو تو اللہ عزوجل کا نام لو۔ اور یہ آیت تلاوت کرو۔

ان الله يمسك السموات والارض ان تنزولا

جابر انصاری کا بیان ہے کہ جب دشمن علی علیہ السلام کو عباس کے ہمراہ آتے ہوئے دیکھا۔ تو کوہ اور ایسی آواز بلند کی جو ہم نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ عباس غش کھا کر گہرے سے لوگ جمع ہو گئے۔ عباس نے بخلہ کے روکنے کو کہا لیکن کوئی شخص اس کو روک نہ سکا۔ آخر کار حضرت علی علیہ السلام نے بخلہ کو اس کے نام کے ساتھ پکارا یہ کہن ہم اس کا نام نہ سُن سکے۔ بخلہ فرمانبرداری اور انصاری کی صورت میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام اس پر لپک کے بیٹھ گئے اور یہ اظہار کیا کہ حسین اور حسینؑ بھی ساتھ سوار ہو لیں (جب دونوں شہزادے تشریف لائے) تو انھیں سوار ہونے کا حکم دیا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے زہرہ اور عمامہ کو پہنا اور تلوار لگائی اور اس پر سوار ہو کر دولت کدہ پر تشریف لائے۔

ابو جعفر طوسی مامی میں ابو محمد فحام سے وہ ابو مریم سے وہ سیطان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس دوران میں حضرت علی تشریف لائے۔ انھوں نے آپ کو چند سنگریزے دیئے جب سنگریزے حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ میں پہنچے۔ تو آپ کے ہاتھ میں یوں گویا ہوئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ رضیت باللہ رباً و بھم نبیاً و بعلى ولیاً۔ بنی صلی نے فرمایا۔ جو شخص اس حالت میں صبح کرے۔ اور علی کی ولایت پر راضی ہو۔ تو وہ اللہ کے خوف اور عذاب سے مامون میں رہتا ہے۔

مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں:-

جابر بن عبد اللہ۔ حذیفہ بن یمان۔ عبد اللہ بن عباس۔ ابو ہریرہ بن عبد اللہ بن عثمان سے محمد بن یحییٰ بن معاذ امام رضا علیہ السلام سے محمد بن صدوق موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے نیز ابن شہر وہ اور بلی سے امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے۔ آپ اپنے آباؤ اجداد سے وہ لوگ امیر المومنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بازار میں جا رہے تھے۔ ہمارا گدرا ایک کھجور کے درخت کے پاس سے ہوا

ست پر دور تھا۔

سی ہوں۔

امام ایک مقدم

ہے اپنے

ورمیان فیصلہ

سے فرمایا۔

وہ اس کے

ت میں دیکھا۔

عرض کیا یہ

کے لئے

علیہ السلام

بہ چیز میراث

بیزین طلب کرے ہو

تمام

زرت امیر

لی میں

میراث

پان

بے ہاتھ

آپ



اس کھجور کے درخت نے قریبی کھجور کے درخت سے جھٹکا کر کہا۔ یہ محمد مصطفیٰ اور یہ علی مرتضیٰ ہیں، ہم ان دونوں درختوں کے پاس سے گذر گئے۔ دوسرے درخت نے تیسرے درخت سے کہا یہ نوح نبی یہ ابراہیم خلیل ہیں۔ ہم ان سے بھی گذر گئے۔ پھر تیسرے نے چوتھے درخت سے کہا یہ موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون ہیں، ہم ان سے بھی گذر گئے۔ پھر چوتھے درخت نے پانچویں سے کہا۔ یہ محمد سید الانبیاء اور یہ علی سید المرسلین علیہ السلام نے سکر لویا۔ پھر فرمایا۔ اے علی! بدینہ کی اس کھجور کا نام صحافی رکھو۔ جس نے میری اور تیری فضیلت کا اعلان کیا ہے۔ روایت ہے کہ یہ کھجور کے درخت اس باغ میں تھے جو عقیقہ سفلی میں عامر بن سعد کا تھا۔

حادثہ احمد کا بیان ہے ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہو کر عاتقہ میں پہنچے حضرت عاتقہ ایک درخت کے پاس گئے جس کی طرف ٹہنیاں باقی رہ گئیں تھیں۔ باقی تمام چیزیں پھر چکی پتھر، ساپ نے ہاتھ مارا اور فرمایا۔ میری خاطر اللہ کے حکم سے پھر سرسبز اور پھل دار ہو جائے اس کی ٹہنیاں سرسبز ہو گئیں پھل لایا۔ ہم نے پھل توڑ کر کھائے۔ اور اپنے سب گھالے صبح کے وقت ہم کچھ گئے۔ اور وہ سرسبز اور ثواب تھا۔ اور اس میں پھل موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو بین کی طرف صلح کے لئے روانہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام انھیں دکھائی دیے۔ وہ سب کے سب تیرے لئے ہوئے تھے تیرے تیرے گئے ہوئے تھے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے غنم آواز سے فرمایا۔ اے درخت اے پھر ہے مئی اللہ کے رسول محمد میں سلام کہتے ہیں کبھی درخت اور کوئی پھر اور مٹی کا ڈھیر ایسا نہ تھا جس نے یہ آواز ہو کر نہ کہا ہو کہ اللہ کے رسول محمد اور تم پر سلام ہے قوم کے سردار گھبرا اٹھے۔ ان کے سوار کا پٹنے لگے۔ ان کے ہاتھوں سے ہتھیار گر پڑے۔ حضرت امیر کی غنم دست میں فوراً حاضر ہو کر صلح کر لی۔ حضرت علی علیہ السلام نے ایک انصاری کو دیکھا جو مریہ سے چیلوں کے چیلے اٹھا کر کھارہا ہے۔ آپ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ تاکہ وہ شرمسار نہ ہوں گھر تشریف لائے جو کی روٹیاں لے کر اس کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا جو کہ تم بھوکے ہو۔ ان روٹیوں کو لے لو۔ اللہ تعالیٰ ان میں برکت قرار دے گا اس نے اس بات کا امتحان کیا۔ اس نے اس میں گوشت پیرنی۔ حلوا۔ رطب۔ تر بوڑھ دی اور گرمی کے پھل پائے۔ یہ دیکھ کر اس شخص کے شانے کانپ اٹھے۔ اور منہ کے بل کر پڑا حضرت علی علیہ السلام نے کہے اٹھایا۔ فرمایا کیا ہو گیا ہے؟ عرض کیا میں منافق تھا۔ اور ہر اس بات میں شک کرتا جو محمد یا آپ بیان فرماتے تھے۔ اللہ عزوجل نے میرے لئے آسمان اور زمین کے پورے کھول دیئے ہیں میں نے ان تمام چیزیں کو دیکھا جن کا آپ دونوں حضرات وعدہ کرتے ہیں۔ اور جن سے آپ بڑھتے ہیں۔ اب میرا شک دور ہو گیا ہے۔



عدوی نے بیت المال سے ایک ہزار دینار سے لئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا پیغام لے کر سلمان آئے اور کہا۔ مال بیت المال میں واپس کر دے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عدوی نے کہا کہ اولاد و عہد المطلب کا جادو اس قدر عجیب و غریب ہے کہ کسی شخص نے نہیں دیکھا ہوگا اور نہ ہی سنا ہوگا جس قدر میں نے دیکھا۔ ایک دن میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں محمد کی کمان تھی۔ اس سے جادو کیا۔ اسے زمین پر پھینک دیا۔ اور کہا اللہ کے دشمن کو پکڑ لو کمان اڑدھالی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ وہ مجھے پکڑنا چاہتی تھی۔ میں نے قسم دے کر جان بچائی۔ جناب علی نے پھر اسے پکڑ لیا۔ وہ کمان کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔ حضرت علی رضائے حاجت کی خاطر بیٹھ گئے۔ منافقین نے دیکھ لیا۔ آپ نے قبر سے فرمایا۔ اس درخت اور اس کے مقابل والے درخت کے پاس چلے جاؤ۔ اور انھیں آواز دو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی تمہیں حکم دیتا ہے کہ آپس میں مل جاؤ۔ ان درختوں کے درمیان ایک فرسخ سے زیادہ فاصلہ تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام کے حکم سے دونوں درخت آپس میں پیوست ہو گئے۔ منافقین حضرت کے گرد گھومتے رہے۔ آپ نے دونوں درختوں کو ٹوٹ جانے کا حکم دیا۔ دونوں واپس چلے گئے۔ اس طرح ہو گئے جیسے پہلے تھے۔ ایک دوسرے سے دوڑ کر جدا ہو گئے حضرت امیر علیہ السلام پھر قضائے حاجت کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اللہ عزوجل نے منافقین کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے شہم قمار کو کسی کام کے روانہ کیا۔ آپ اپنی دوکان پر بٹھہر گئے ایک شخص کھجور خریدنے کی خاطر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا درہم رکھ دو۔ اور کھجور اٹھا لو۔ جب کام کے شہم واپس آئے تو آپ نے درہم میں نقص پایا۔ اس بار سے میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کھجور کو بی بی تھی۔ اس اثنا میں خریدنے والے آگیا۔ اور کہنے لگا۔ یہ کھجور... کھجور بی بی ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں تحریر ہے کہ ایک شخص نے شام سے امیر المومنین حضرت علیہ السلام کی خدمت میں مریضہ تحریر کیا کہ میں اپنے اہل و عیال میں جکڑا ہوا ہوں۔ اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ جو مال میں چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ کہیں یہ لوگ اسے غفلت نہ کریں۔ مجھے اس بات کی فکر ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشتاق ہوں۔ اس بار سے میں میرے حال پر توجہ فرمائیے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے کہہ دیا۔ اپنے اہل و عیال کو جمع کر۔ اور مال ان کے سپرد کر دے۔ پھر اس مقام عرس میں محمد رسول اللہ اور آپ کی پاکیزہ آل پر درود پڑھتا رہے اس کے بعد کہو اس کے بعد یہ تمام چیزیں میری آپ کے

ان دونوں درختوں کے  
تم ان سے بھی گذر  
گئے۔ پھر چونکہ درخت  
ٹوٹ کر اویا۔ پھر فرمایا۔  
تو کہہ بہ کھجور کے

سائیں پیچھے حضرت  
سایہ نے ہاتھ مارا  
دیا۔ ہم نے چل توڑ  
پہل موجود تھے۔

حضرت علی علیہ  
حضرت امیر علیہ السلام  
درخت اور کوئی پتھر  
سے ہوا۔ گھبرا اٹھے۔

ہر کر سلیج کر لی۔  
آپ نے اس سے  
لئے۔ فرمایا چونکہ تم

اس نے اس میں  
پٹھے۔ اور

لا۔ اور ہر اس  
پہلو سے کھول  
بڑاتے ہیں۔



پاس دو لیت ہیں۔ تیرے بندے۔ تیرے ولی علی بن ابی طالبؑ کے حکم سے پھر کھڑے ہو جاؤ۔ اس شخص نے اسی طرح عمل کیا۔ اس بات کا معاویہ کو پتہ لگ گیا، اس نے حکم دیا کہ اس کے اہل و عیال کو قید کر لیا جائے۔ اور اس کے مال کو لوٹ لیا جائے۔ لوگ چل پڑے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ جو مال ہم لیں گے وہ ہمارا ہی ہوگا اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے بازار میں فروخت کرنے کے لئے بھیج دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر میں انھیں معاویہ کے اہل و عیال کے مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مال کو پھوڑا اور سانپوں میں تبدیل کر دیا۔ جب چوروں نے مال اٹھایا، تو مال نے انھیں ڈنگ لگا گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ مر گئے۔ اور باقی چلے گئے حضرت علیؑ نے اس روز اس شخص سے فرمایا کہ کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو۔ کہ تمہارے اہل و عیال تمہارے پاس آجائیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دعا فرمائی اے معبود! انھیں یہاں بھیج دیجئے۔ اتنی دیر میں وہ اس شخص کے پاس موجود تھے اسے واقعہ سے آگاہ کیا حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل بعض اوقات معجزہ بعض مومنین کی بصیرت کی زیادتی کی خاطر ظاہر کرتا ہے۔ اور بعض کافروں کی خاطر اس لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ پوری طرح حجت تمام ہو جائے۔

یہ واقعہ عام و خاص میں مشہور ہے کہ کوثر والوں نے امیر المومنین حضرت علیؑ کی خدمت میں اپنے غرق ہونے کی فریاد کی۔ فرات کا پانی بہت چڑھ گیا تھا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے وضو کیا اور اکیلے نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ عصا تھیب کے سہارے فرات کی طرف چلے۔ عصا فرات کے پانی پر مارا آپ نے فرمایا۔ خدا کے حکم اور مشیت سے کم ہو جا۔ پانی بیٹھ گیا۔ مچھلیاں ظاہر ہو گئیں۔ بہت سی مچھلیوں نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں امیر المومنین کہہ کر سلام عرض کیا۔ کچھ مچھلیاں خاموش رہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) بحری (۲) سارماہی (۳) زمار

اس چیز سے لوگ حیران ہوئے۔ بعض کے سلام عرض کرنے اور بعض کے خاموش رہنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے پاک مچھلیوں کو گویا کیا۔ اور ان مچھلیوں کو خاموش رکھا جو حرام نجس لہو اللہ کی راندی ہوتی تھیں۔

ایک روایت ابو محمد قمی بن احمد بغدادی اور احمد بن حسن قسطنطنی۔ حسن بن زکریا بن خالد سیکنہ ہی سے کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر علیہ السلام نے عصا مارا، تو فرمایا اے ابو خالد سیکنہ! مولا، وریا ایک ہاتھ کم ہو گیا۔



آپ نے فرمایا۔ اتنا کافی ہے، عرض کیا۔ کچھ اور۔ آپ نے مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ دوسری وقفہ پانی پر عصا مارا۔ پانی ایک ہاتھ اور کم ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! بس اتنا کافی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں چاہتا تو تمہارے لئے سنگریزوں کو بھی ظاہر کر دیتا۔ یہ بات اس طرح ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور کے تنے اور بھیر ٹیپے نے کلام لیا تھا۔

سہل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ معاویہ نے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو حکم دیا کہ جو لوگ فرات کے گھاٹ پر موجود ہیں انہیں کہو کہ علی! تمہیں حکم دیتے ہیں کہ پانی کے گھاٹ سے علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ وہ ہٹ گئے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے آدمی گھاٹ کے اندر چلے گئے اور پانی لے لیا۔ اس بات کا معاویہ کو علم ہو گیا۔ اس نے گھاٹ کے نگرانوں کو بلایا۔ اور گھاٹ کے پھوڑے کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے جواب میں کہا ہمارے پاس عمرو بن عاص آئے تھے انہوں نے کہا کہ معاویہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ کو چھوڑ دو۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا کہ کام خود کرتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو کہ میں نے نہیں کیا۔

دوسری صبح کو معاویہ نے جمل بن غلبہ نخعی کو پانچ ہزار سپاہی دے کر گھاٹ کا نگران مقرر کیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مالک کو بھیجا۔ اس نے پہلے کی طرح جا کر کہا جمل نے گھاٹ چھوڑ دیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے آدمی گھاٹ کے اندر چلے گئے اور پانی بھر لیا۔ پھر معاویہ کو علم ہوا۔ اس نے جمل کو طلب کیا۔ اس کی جواب طلبی کی۔ اس نے کہا۔ آپ کے فرزند یزید آئے تھے۔ اور مجھے کہا کہ آپ مجھے گھاٹ کے چھوڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ معاویہ نے یزید سے پوچھا یزید نے انکار کیا۔ معاویہ نے آرٹور دیا۔ جمل جو شخص بھی آئے کسی طرح کی کوئی بات نہ ماننا۔ اگرچہ میں خود حاضر کیوں نہ ہو جاؤں۔ جب تک اس سے میری انگوٹھی نہ لے لو۔ جمل دوبارہ گھاٹ کی نگرانی کے لئے روانہ ہو گیا تیسرے دن امیر المومنین نے مالک کو پہلے کی طرح حکم دیا۔ جمل نے اب خود معاویہ کو دیکھا اس سے انگوٹھی لے لی۔ اور گھاٹ سے الگ ہو گیا۔ معاویہ کو پتہ چلا۔ اس نے جمل کو طلب کیا۔ جواب طلبی پر اس نے خود معاویہ کو معاویہ کی انگوٹھی دکھائی۔ معاویہ نے انگوٹھی والے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مارا۔ اور کہا یہ میری انگوٹھی ہے۔ یہ علی کی مصیبت میں سے ایک مصیبت ہے۔

محمد شوبانی باسناد خود بیان کرتے ہیں ضمضام عبسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ بارش کب ہوگی۔ میری اونٹنی کے شکم میں کیسے بھل گیا ہوگا۔ اور میں کہاں مروں گا۔

ہو جاؤ۔ اس شخص کو قید کر لیا جائے۔  
وہ ہمارا ہی ہوگا  
ان کی نظر میں  
تبدیل کر دیا جب  
پانی چلے گئے حضرت  
بیابان تمہارے پاس  
ساتی دیر میں وہ  
بعض اوقات  
ظاہر کرتے

مدت میں اپنے  
لیا اور اکیلے نماز  
کے پانی پر مارا  
پہلیوں نے  
جو مندرجہ

کے بارے  
میں نجس

سے کرتے  
کم ہوگا



یہ آیت نازل ہوئی۔ ان اللہ عندہ علم الساعة وہ مسلمان ہو گیا اور نبی صلعم سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے اہل عیال کے ساتھ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گا۔

ابو صفصام چلا گیا پھر اپنی قوم بنو عبس جو تمام مسلمان ہو چکی تھی کوئے کر آیا۔ اور نبی صلعم کے بارے میں پوچھا لوگوں نے کہا آپ انتقال فرما چکے ہیں۔ اس نے کہا آپ کے بعد خلیفہ کون ہے؟ جواب میں کہا ابو بکر ہیں ابو صفصام مسجد میں داخل ہوا اور کہا اے خلیفہ رسول! میں نے رسول اللہ صلعم سے انہی سرخ پشت والی اونٹنیاں یعنی جن کی آنکھیں سیقید ہوں اور آنکھوں کے ڈھیلے سیاہ ہوں طر الفیمن اور نقطہ حجاز ہوں۔ حضرت ابو بکر نے کہا۔ اے عرب بھائی! تم نے مازوقی اعتقل چیز کا سوال کیا ہے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلعم نے صرغہ بندہ۔ و لدل۔ گدھا یعفور۔ تلوار۔ ذوالغفار اور زہ فاضل کے سوا اور کوئی چیز میراث کے طور پر نہیں چھوڑی۔ اور یہ سب چیزیں علی بن ابی طالب لے گئے ہیں۔ ہمارے پاس تو فدک چھوڑ گئے ہیں۔ تو اس کو ہم نے حق کے ساتھ لے لیا ہے۔ ہمارے بنی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ مسلمان نے چلا کر کہا۔

گردی و گردی و حق از امیر المومنین ببردی

کام کو ان کے اہل کے پاس لوٹا دو۔ پھر سلاٹن نے اپنا ہاتھ ابو صفصام پر مارا۔ اسے علی علیہ السلام کے گھر لے آیا۔ و روانہ کھٹکھٹا یا حضرت امیر علیہ السلام نے اندر سے جواب دیا۔ اے مسلمان! اندر آ جاؤ۔ اور ابو صفصام کو بھی اندر لے آؤ۔ ابو صفصام نے کہا یہ تو عجیب و غریب بات ہے آپ نے تو مجھے میرے نام کے ساتھ بلایا ہے۔ حالانکہ آپ مجھے نہیں جانتے جناب سلاٹن نے حضرت امیر المومنین کے فضائل بیان کئے۔ صفصام حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ اور کہا اے ابوالحسن! میں نے رسول اللہ صلعم سے انہی اونٹنیاں یعنی جن کے اوصاف بیان کئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا تیرے پاس ثبوت ہے؟ اس نے وثیقہ پیش کیا جناب امیر نے فرمایا۔ اے مسلمان! لوگوں میں اعلان کر دو۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلعم کا دفن دیکھنا چاہیے۔ اسے کل مدینہ کے باہر آ جانا چاہیے۔ صبح کو لوگ باہر نکل پڑے۔ جناب امیر علیہ السلام بھی تشریف لائے۔ اپنے بیٹے حسن علیہ السلام سے راز کی باتیں کیں۔ فرمایا اے ابو صفصام میرے بیٹے حسن کے ساتھ ریت کے ڈھیر کی طرف چلے جاؤ۔ حسن علیہ السلام تشریف لے چلے۔ ابو صفصام آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ریت کے ڈھیر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ زمین سے ایسی گفتگو فرمائی۔ جسے ہم سمجھ نہ سکے رسول



اللہ صلعم کا عصاریت کے ڈھیر پر مارا۔ ریت کے ڈھیر سے ایک پتھر نکلا جس پر یہ دو سطرین فور سے تحریر تھیں۔ سطر اول میں یہ عبارت تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اور دوسری سطر میں یہ عبارت تھی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ امام حسنؑ نے پتھر پر عصا مارا جس سے اونٹنی کی ہمار نکلی۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اے ابو ذرؓ صام! انہیں لے کر جاؤ۔ ابو ذرؓ صام انٹی اونٹنیاں بکھینچ کر لے چلا جن کی پشت سرخ سا بکھیں سفید۔ ان کے ڈھیلے سیاہ جن پر طائف عین اور نقطہ حجاز تھے۔ ذرؓ صام حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے پوچھا۔ اے ابو ذرؓ صام قرض پورا ہو گیا۔ عرض کیا پورا ہو گیا۔ فرمایا۔ نوشتہ مجھے دو اس نے نوشتہ حوالے کیا۔ حضرت نے لے کر اسے پھاڑ دیا۔ فرمایا۔ مجھے میرے بھائی امیرؑ سے ابن عم رسول اللہ صلعم نے اس بات سے آگاہ کیا تھا۔ کہ اللہ نے ابن ازہرؓ کو اس پتھر کے پتھے پیدا کیا ہے۔ صلیح نبیؐ کی اونٹنی سے دو ہزار سال پہلے۔

## فصل ۱۴

امیر المومنین حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات رضویوں اور موتے کے ساتھ

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے۔ علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے وہاں انصار کی ایک جماعت موجود تھی۔ فرمایا کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر ہو جاؤ؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے ان کے بارے میں آنحضرت صلعم سے اجازت طلب کی۔ حاضر ہوئے۔ حضرت علیؑ رسول اللہ صلعم کے سر پر ہاتھ رکھے۔ آپ نے رسول اللہ صلعم کا ہاتھ آنحضرت کے سینے سے لٹاف سے باہر نکالا۔ بخار نیز نکلا۔ فرمایا۔ ام سلام رسول اللہ کو چھوڑ کر چلی جا۔ اور اے ڈانٹا۔ رسول اللہ اکڑ کر بیٹھ گئے۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ تھی۔ فرمایا۔ ابو طالب کے فرزند آپ کو خصال خیر عطا کئے گئے ہیں۔ بخدا بھی آپ سے ڈرتا ہے۔

عبدالواحد بن زید کا بیان ہے کہ میں طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک لڑکی کو اپنی بہن سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ منتخب وصی کے حق کی قسم جو برابر حکم کرتے ہیں۔ فیصلہ میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔ فاطمہ مرعنیہ کے شوہر ہیں یہ بات ایسے نہیں ہوگی۔ میں نے کہا کیا تم علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتی ہو؟ کہا میں کیوں کر آپ کو نہ جانوں۔ مصفین کی جنگ میں میرے والد میرے سامنے قتل کئے گئے۔ ایک دن آپ میری ماں کے پاس تشریف

وہ اپنے اہل عیال

بارے میں پوچھا

میں کہا ابو بکر ہیں

پشت والی

ابن اور نقطہ حجاز

کی قسم رسول

کوئی چیز میراث

میں تو فدک چھوڑ

ہو تا۔ سلمان

علیہ السلام کے

را آ جاؤ۔ اور

مجھے میرے

فضائل بیان

رسول اللہ صلعم سے

ثبوت ہے؟

اللہ صلعم کا قرین

سلام بھی تشریف

کے ساتھ ریت

حضرت امام حسن

بھی نہ سکے رسول



لئے اور کہا اسے ایتم کی ماں کیا حالت ہے؛ عرض کیا اچھی ہوں۔ پھر میری والدہ مجھے اور میری اس بہن کو آپ کے پاس لائیں۔ چھپک کی وجہ سے میری آنکھوں کی ہینا پی تھم ہو گئی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنا دھنا ہاتھ میرے چہرے پر پھیرا۔ اسی وقت میری آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اب تو تاریک رات ہیں بھاگے ہوئے اونٹ کو دیکھ سکتی ہیں۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیت قل یا ایہا الذین ہادوا کے بارے میں تحریر ہے کہ یہودی کہنے لگے: اے محمد! اگر آپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو ہمارے سردار کے فرزند کے حق میں دعا کیجئے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہمارے بیماری سے صحت و عافیت عطا کرے بنی صلعم نے فرمایا: اے ابوالحسن اللہ سے اس کی عافیت کے متعلق دعا کیجئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دعا کی۔ اور اللہ نے اسے ٹھیک کر دیا۔ اور وہ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہو گیا۔ اس نے کلمہ شہادتیں پڑھا۔ اس کے باپ نے کہا یہ اپنی صحت کے مطابق ٹھیک ہو گیا ہے۔ اور ہمیں بد دعا کیجئے۔ امیر علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا: اے معبود! اسے اس کے بیٹے کی بلا میں گرفتار کر۔ وہ شخص اسی وقت سخت مبروص اور مجذوم ہو گیا۔ چالیس سال تک اسی حالت میں رہا۔ کائنات کے لئے عبرت کا مقام بنا ہوا تھا۔

حاتمی اپنے اسناد سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک اسود حاضر ہوا، اس نے حضرت کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ میں نے چوری کی ہے آپ نے تین دفعہ پوچھا۔ اس نے اقرار کیا۔ عرض کیا اے امیر المومنین میں نے چوری کی ہے۔ مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اس کو ابن کواہل گیا۔ کہا: تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ کہا لیث العجاز وکیش العراق ومصادم الابطام المنتقم فی الجہال کریم الاصل۔ شریف الفصل محل الحرمین وارث المشہدین ابوالسبطین اول السابقین واخر الوصیین من آل یسین المؤمنین۔ مجبریل المنصور بمید کائیل الحبیل المتین المحفوظ بجنہ اسماء اجمعین، واللہ امیر المومنین علی اغم الراغبین بن کوانے کہا اس نے آپ کا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور آپ اس کی تعریف کرتے ہیں کہا: اگر آپ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے تو آپ کے بارے میں میری محبت اور زیادہ ہوتی۔ ابن کوا امیر المومنین کی خدمت میں آیا اور اسود کے واقعات سے آگاہ کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔



اسے ابن کو اجو لوگ ہمارے محب ہوتے ہیں۔ اگر ہم ان کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں تو ان کی محبت ہمارے پاس نہیں اور زیادہ ہوتی ہے اور ہمارے دشمنوں کی یہ عادت ہے اگر ہم ان کو گھسی اور شہید ہی کیوں نہ چمائیں۔ ان کا بغض ہمارے متعلق اور زیادہ ہوتا ہے۔ امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: اپنے چچا اسود کو لے آؤ۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اسود کو امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے کانٹا ہاتھ اٹھا کر کٹی ہوئی جگہ پر نصب کر دیا۔ اور اپنی چادر سے وہاں پر دیا چند پوشیدہ کلمات پڑھ کر اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ رہ کر جہاد کرتا رہا۔ آخر کار جنگ نہروان میں جہاد کرتا ہوا شہید ہوا۔ اس اسود کا نام افصح تھا۔

مہشام بن عدی ہمدانی کا جگہ۔ صفین میں ایک ہاتھ اٹک ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ہاتھ اٹھایا۔ اس پر کچھ پڑھا۔ اسے اس کی جگہ پر چسپاں کر دیا۔ ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ کہا اے امیر المومنین آپ نے کیا پڑھا۔ آپ نے فرمایا: سورہ فاتحہ۔ اس نے گویا: کہ حضرت کے اس فعل کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اس کا ہاتھ دو حصوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت اس کو چھوڑ کر تشریف لے گئے۔

ابن بابویہ نے اپنی کتاب معرفۃ الفضائل اور علل الشرائع میں حیان بن شدیر سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے بابل کے مقام پر نماز عصر میں کیوں تاخیر کر دی تھی؟ فرمایا: جب امیر المومنین نے ظہر کی نماز پڑھی۔ تو ایک پٹری ہوئی کھوپڑی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس سے کلام کیا۔ فرمایا: اے کھوپڑی تم کہاں کی رہنے والی ہو؟ کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اور فلاں بادشاہ بگداں ہوں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اپنے قصے سے آگاہ کیجئے۔ تم کیا کرتے تھے۔ اور تیرے زمانے میں کیا واقعات تھے۔ کھوپڑی نے واقعات بیان کئے۔ اس نے اپنے زمانے کے اچھے اور بُرے تمام واقعات بتائے۔ حضرت انھیں باتوں میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا حضرت نے اس سے تین حرف انجیل کے کہے۔ تاکہ اس بات کو عرب نہ سمجھ سکیں۔

علا ت کہتی ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کھوپڑی کو پکارا۔ پھر کہا اے جلدی بن کر اگر پانی سے جانے کا راستہ کہاں ہے، عرض کیا۔ اس جگہ۔ وہاں مسجد تعمیر کی گئی۔ جس کا نام مسجد الجبہ ہے۔ جلدی جبشہ کا بادشاہ تھا جو اس ہاتھی کا مالک تھا۔ جس کو ابرہہ لے کر خانہ کعبہ گرائے آیا تھا۔

نیز کہتی ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک مچھلی کو آواز دی۔ اے سمونہ راستہ کہاں ہے؟ اس نے

میری اس بہن کو  
علیہ السلام نے  
مات میں

میری اس بہن کو  
میں دعا کیجئے  
اے ابوالحسن اللہ  
میں ٹھیک کر دیا۔  
کہا یہ اپنی صحت  
میں معبود اسے  
سال تک اسی حالت

خدمت میں  
نے تین دفعہ  
علم دیا کہ اس  
ذو کیش الحراق  
الحسین  
لوئیں

عین، والد  
اپنے اور آپ  
میری محبت اور  
یت امیر علیہ السلام



دریائے فرات سے سر باہر نکالا۔ اور عرض کیا: جو شخص میرے پانی میں رہتے ہوئے نام جانتا ہے۔ اس سے  
دریا کے عبور کرنے کا راستہ مخفی نہیں ہے۔

امالی شیبانی میں تحریر ہے۔ رشید ہجری نے کہا: میں حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ ایک  
راستہ پر جا رہا تھا۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے رشید! جو چیزیں دیکھ رہا ہوں، کیا تم  
بھی اس کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین نہیں۔ آپ کے سامنے سے تو پردے اٹھ  
جاتے ہیں اور آدمی کے لئے تو نہیں مٹائے جاتے۔ آپ نے فرمایا: میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جو آگ  
کے بڑے حصے میں ہے اور مجھ سے کہتا ہے۔ اے علی! میرے لئے استغفار کیجئے۔

کتاب ابن بابویہ: ابوالقاسم البستی، تافہی البوعمرین احمد جابر اور انس سے روایت کرتے  
ہیں کہ ایک جماعت حضرت عمر کے پاس بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام کی تنقیص کر رہی تھی سلمانؓ نے  
کہا: اے عمر! اس دن کو یاد نہیں کرتے جس روز تم۔ ابو بکر، میں اور ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود  
تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کی خاطر چادر بچھائی۔ اور ہم میں سے ایک ایک آدمی کو اس کے کونے پر  
بٹھایا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے اٹھ کو پکڑا۔ چادر کے وسط میں بٹھایا۔ پھر فرمایا اے ابو بکر! اٹھو علی کی امامت  
اور خلافت مسلمان پر سلام کہو (مسلمانوں کا حلیفہ اور امام کہہ کر سلام کرو) اس طرح ہم میں سے ہر ایک آدمی  
سے کہا: پھر فرمایا اے علی! اس نور یعنی سورج کو سلام کرو۔ امیر المومنین علیہ السلام نے کہا اے روشن  
آیت تم پر سلام ہو۔ سورج نے جواب دیا اور کانپ گیا۔ اور کہا تم پر سلام ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے  
معبود! تم نے میرے بھائی سلمان کو جو تمہارے برگزیدہ تھے ملک دیا تھا اور ہوا دی۔ جو صبح کو ایک  
ماہ کی راہ چلتی تھی اور شام کو بھی ایک ماہ کی راہ طے کر لیتی تھی۔ اے معبود! وہی ہوا بھیج جو دن کو اٹھار  
اصحاب کف کے پاس لے جائے جناب علی نے کہا اے ہوا! میں اٹھا لے۔ فوراً ہم لوگ ہوا میں موجود تھے۔  
جس قدر اللہ نے چاہا ہم ہوا میں سیر کرتے رہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے کہا: اے ہوا! ہمیں نیچے رکھ  
دے اس نے ہمیں غار کے پاس رکھ دیا۔ ہم میں سے ہر ایک آدمی کھڑا ہوا۔ اصحاب کف پر سلام کیا مگر انہوں  
نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا: اسلام علیکم اہل الکہف غار والو تم پر  
سلام ہو۔ ہم لوگوں نے سنا کہ انہوں نے کہا: وعیدک اسلام یا دھی محمد۔ اے محمد کے دھی تم پر سلام  
ہو۔ انا قوم مجوسوں ہنہا من زمن دقیا نوس۔ ہم لوگ دقیا نوس بادشاہ کے زمانے سے اس



جگہ بند ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگوں نے ان لوگوں کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ انہوں نے عرض کیا: ہم نبی یا نبی کے وصی کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ تم خاتم الانبیاء اور رب العالمین کے رسول کے وصی ہو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنی جگہ چلے جاؤ۔ ہم اپنی جگہ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا: اسے ہوا میں اٹھالے۔ پس ہم ہوا میں موجود تھے۔ جتنا اللہ نے چاہا۔ ہم نے سیر کی۔ پھر فرمایا: اسے ہوا میں نیچے رکھ دے۔ اس نے ہمیں نیچے رکھ دیا پس ہم مسجد رسول اللہ صلعہ میں تھے صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھی۔ انس کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف فرما تھے۔ اور مجھ سے اس واقعہ کی شہادت طلب کی۔ میں نے مالِ مٹول سے کام لیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم مالِ مٹول سے اس بات کو رسول اللہ صلعہ کے وصیت کے بعد چھپا چھپاتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے جسم کی سفیدی شکم میں سوزش اور آنکھوں کے اندھے پن میں مبتلا کرے۔ میں اپنی جگہ سے ابھی نہیں اٹھا تھا۔ کہ میں برص اور اندھے پن میں مبتلا تھا۔ انس ماہِ صیام وغیرہ کے روز سے نہیں رکھا کرتا تھا۔

چارہ رسول اللہ کی خدمت میں ہر بوقت نے بطور مدد کے پیش کی تھی۔ غارِ بلادِ روم میں ایک جگہ ہے۔ جس کا نام ارکدئے ہے وہ باہمت کی ملکیت میں ہے آج کل اس کا نام ضیعہ ہے۔ ایک اور خبر میں ہے۔ کہ کعب کے بھائی خلی بن اشرف یہ چادر لائے تھے۔ جب اس نے معجزات علی علیہ السلام کو دیکھا۔ تو مسلمان ہو گیا۔ نبی صلعہ نے اس کا نام محمد رکھا۔

کتابِ علوی بھری میں ہے کہ یمن کی ایک جماعت نبی صلعہ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کیا ہم لوگ گزشتہ اُمّوں کے بقایا لوگ ہیں جو آلِ نوح سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے نبی کا ایک وصی تھا جس کا نام سام تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں آگاہ کیا ہے کہ ہر نبی کا ایک معجزہ ہوتا ہے۔ اور اس کا ایک وصی بھی ہوتا ہے جو اس کا قائم مقام بھی ہوتا ہے۔ آپ کے وصی کون ہیں؟ آنحضرت صلعہ نے اپنے ہاتھ سے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ عرض کیا اے محمد! اگر ہم علی علیہ السلام سے اس بات کا سوال کریں کہ ہمیں سام بن نوح دکھا دیں۔ تو کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں اللہ کے حکم سے ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے علی! ان کے ساتھ مسجد میں چلے جاؤ۔ محراب کے پاس زمین پر پاؤں مارو۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لے گئے ان لوگوں کے پاس صحیفے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام محراب رسول اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ جو مسجد کے

ہے۔ اس سے

کے ساتھ ایک

کیا تم

تو پر دے اٹھ

جو آگ

روایت کرتے

سلمان نے

کے پاس موجود

کے کونے پر

علی کی امامت

ہر ایک آدمی

لے روشن

نے کہا اے

صبح کو ایک

الان کو اٹھا کر

موجود تھے۔

ہیں نیچے رکھ

کیا بیکن انہوں

تار و انونم پر

سی تم پر سلام

تے سے اس



اندھ تھا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر کھڑے ہو گئے۔ زمین پر پاؤں مارا۔ زمین پھٹی۔ قبر اور تابوت ظاہر ہوا۔ تابوت میں سے ایک بزرگ کھڑا ہوا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ جو سر اور ڈاڑھی سے لے کر سینے تک مٹی جھاڑ رہا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام پر سلام کیا۔ اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ سید المرسلین وانک علی ووصی محمد سید الوصیین وانا سام بن نوح۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے صحائف کو کھولا۔ اس شخص کو ویسے پایا۔ جیسے ان کے صحائف میں اس کے بوصاف بیان کئے گئے تھے۔ انھوں نے کہا اب ہم چاہتے ہیں کہ یہ (سام) اپنے صحائف میں سے کوئی سورۃ تلاوت کرے۔ اس نے پڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ ایک سورۃ ختم ہو گیا۔ پھر جناب علی پر سلام کیا پہلے کی طرح سو گیا۔ زمین مل گئی۔ یہ لوگ تمام کے تمام کہنے لگے۔ ان الہین عند اللہ الاسلام۔ اللہ کا دین اسلام ہے۔ یہ لوگ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ۱۰۔

اتخذن وامن دونہ اولیاء فاللہ ہوالولی وھو یحیی الموتی۔ الخ

سلمان (شلقان) سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی بنو مخزوم میں خلائیں تھیں۔ بنو مخزوم کا ایک نوجوان حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔ اے اموں میرا بھائی فوت ہو گیا ہے مجھے اس کا بے حد غم و حزن لگا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو۔ عرض کیا ہاں فرمایا۔ اس کی قبر دکھاؤ۔ حضرت اس شان سے تشریف لے چلے۔ کہ رسول اللہ کی چادر جس کا نام مستجاب تھا۔ اپنے سر پر ڈالے ہوئے تھے قبر کے پاس پہنچ کر اپنے ہونٹوں کے ساتھ کلام کیا پھر پاؤں سے قبر کو ٹھوکر لگائی۔ وہ قبر سے باہر نکلا۔ اہل فرس کی زبان میں کہا ویکما حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا تم جب مرے تھے۔ تو اہل عرب میں سے تھے عرض کیا لیکن ہم فلاں اور فلاں کی سنت پر مرے تھے اور ہماری زبان بھی تبدیل ہو گئی ہے۔

## فصل ۱۵

### حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بغض رکھنے اور سب کرنے کا انجام

(محدف اسناد) ابو یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو منبر کو ذریعہ تشریف فرما دیکھا اور آپ فرما رہے تھے میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ نبی رحمت کا وارث ہوں میں سیدہ



نساء اہل الجنتہ سے میں نے نکاح کیا ہے میں سیدالاصحابوں۔ آخری اوصیاء انبیاء ہوں میرے سوا جو شخص بھی اس بات کا دعویٰ کرے اللہ عزوجل اسے تکلیف میں مبتلا کرے گا۔ عیسٰی کے ایک آدمی نے کہا یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ یوں کہیں میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور رسول اللہ کا بھائی ہوں ابھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا تھا کہ شیطان نے اسے پکڑ لیا اور مسجد کے دروازے کی طرف اپنا پاؤں گھیسٹا ہوا چلا۔

عیاشی ایک حدیث کی سند امام جعفر صادق علیہ السلام تک لے جا کر بیان کرتے ہیں بنی صلم نے فرمایا۔ اے علی! میں نے اللہ عزوجل سے سوال کیا کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان دوستی قرار دے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ اور میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ میرے اور آپ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ تجھے پیرا وصی قرار دے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ ایک شخص نے کہا اگر محمد اپنے رب سے ایک صاع کھجوروں کو طلب کرتے۔ جو بوسیدہ اور پرانی مشک میں ہوتا تو یہ اس سوال سے بہتر ہوتا۔۔۔ فرماتے کہ سوال کیوں نہ کیا جو آپ کے دشمن کے خوف آپ کی کم مضبوط کرنا۔ کان کا سوال کیوں نہ کیا جس سے فاقہ سے نجات ملے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ فلعلک باخع نفسك ایک روایت میں ہے کہ یہ شخص ایک بیماری میں گرفتار ہوا۔

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! اگر تیرے بارے میں اس بات کا خوف نہ ہوتا۔ جو بات نصاریٰ مسیح (عیسے) کے بارے میں کہتے ہیں۔ تو تیرے حق میں ایک ایسی بات کہتا۔ تم مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے گذرتے۔ وہ تیرے پاؤں کی خاک اٹھا لیتے۔ یہ سن کر حارث بن عمر فہری نے لوگوں سے کہا کہ محمد کو اپنے ابن عم کے متعلق عیسے بن مریم کے سوا کوئی اور مثال نہیں ملے۔ عنقریب اپنے بعد اسے بنی بنادیں گے۔ خدا کی قسم جن معبودوں کی ہم عبادت کرتے ہیں۔ وہ اس شخص سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ولما ضرب ابن مریم مثلاً تاوانہ نعیم الساعۃ فلا مترون بها وابتغونی ہذا صراط مستقیم

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت بھی نازل ہوئی تھی۔ ان ہوا لعبدنا عیسیٰ بنی صلم نے فرمایا۔ (اے حارث) اللہ سے ڈرو۔ علی بن ابی طالب سے دشمنی رکھنے میں توبہ کر۔ کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تیرے بعد علی تیرے وصی ہیں۔ فاعلمہ عالمین کی عورتوں کی سرداریں تیرے بیٹے حسن اور حسین جو انان بہشت کے سردار ہیں تیرا چچا حمزہ سید الشہداء ہے تیرا ابن عم جعفر جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے

ظاہر ہوا۔ تاہم  
اس سے لے کر سینے  
سعداً رسول اللہ  
میں اپنے صحائف  
انہوں نے کہا  
اشرار کیا جتنی کہ  
تمام کہنے لگے۔  
ت نازل کی۔ ۱۰

نما کہ امیر المؤمنین  
فرمود کر عرض گزار  
فرمایا۔ تم اسے  
کہ رسول اللہ  
تھے کلام کیا پھر  
سلام نے پوچھا  
سے تھے اور

تجہام

یا ویکھا۔ اور  
ہوں سیدہ



ہستے ہیں۔ حجاج کی ستائیت تیرے چچا عباس کے ہاتھ میں ہے۔ اور قریشیوں کے لئے کوئی چیز نہیں چھوڑ  
 وہ بھی تو تیرے باپ کی اولاد ہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے حارث بن اوس پر افسوس ہے جو بات  
 میں نے اولاد عبدالمطلب کے لئے بیان کی ہے وہ اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ اللہ عزوجل نے یہ اعزاز  
 اسے بخشا ہے۔ حارث نے کہا اے اللہ تیرے ہاں سے یہ بات حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا  
 نامطر علینا حجارة من اسماء اللہ نے یہ آیت نازل کی وماکان اللہ یسعد بہم وانت فیہم  
 جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ اس وقت تک ان کو عذاب نہیں دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث  
 کو طلب کیا فرمایا۔ یا توبہ کرو۔ یا ہم سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا توبہ کرنے کو میرا دل نہیں مانتا۔ ہاں آپ لوگوں  
 کے ہاں سے چلا جاتا ہوں۔ اونٹنی پر سوار ہو کر چلا جب صحرا میں پہنچا۔ اللہ عزوجل نے آسمان سے ایک  
 پرندہ اتارا جس کی چونچ میں پتھر تھا۔ جو سور کے دانے کے برابر تھا۔ حارث کی کھوپڑی پر پھینکا جو اس  
 کے معقد سے خارج ہو کر زمین پر جا گرا۔ جو اس کے پاؤں پر جا کر لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر  
 آیت نازل کی۔ سائل بحذاب واقع للکافرین بولا یتہ علی بن ابی طالب۔ فرمایا۔ یہ جو اہل  
 کے کرنا نازل ہوئے ہیں۔

زیاد بن کلب کا بیان ہے کہ میں کچھ لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد بن صفوان بن عیینہ الشہن زیار  
 کی معیت میں وہاں سے گزرا۔ دونوں مسجد میں داخل ہوئے۔ پھر مڑ کر ہمارے پاس آئے۔ محمد بن صفوان کی  
 دونوں آنکھیں ختم ہو چکی تھیں۔ ہم لوگوں نے کہا۔ یہ کیا ہو گیا۔ کہا کہ میں محراب مسجد میں کھڑا ہوا۔ اور کہا  
 (معاذ اللہ) جو شخص علیؑ کو گالی نہ دے گا۔ تو میں اس کو بیٹی کی گالی دوں گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے میری  
 مینائی کو ختم کر دیا ہے۔

عمر بن ثابت ابو معشر بلادی سے روایت کرتے ہیں۔ سمعانی، مطیری، نطنزی اور خللی نے بیان کیا  
 کہ ایک شخص سعد بن مالک کے پاس سے گذرا۔ جو علیؑ علیہ السلام کو گالیاں دے رہا تھا۔ سعد نے کہا تم پر افسوس  
 ہے کیا کہہ رہے ہو۔ کہا میں وہ کہہ رہا ہوں جس کو تم سن رہے ہو۔ سعد نے کہا خداوند اگر یہ جھوٹا ہے  
 تو اس کو ہلاک کر دے۔ بختی اونٹ نے گرا کر اسے ہلاک کر دیا۔

سید بن مصیب سے روایت ہے۔ مروان بنہر تھا۔ جناب علیؑ کا ذکر کیا۔ حضرت کو گالیاں دیں  
 میری آنکھوں میں نیند آگئی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکلا ہے۔ جس نے



۴۲ گاہیں لگائی ہیں۔ اور میں نے کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا۔ اے اموی اے شقی تُو نے کیا اس ذات کے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر تجھے مرد بنایا۔ مردان کی زندگی ۴۳ سال کی نہیں ہوتی تھی کہ وہ مر گیا۔

منقب اسحاق العدل میں تحریر ہے کہ مشام کی خلافت کے زمانے میں ایک خطیب امیر المومنین علیہ السلام پر منبر پر بیٹھ کر لعن کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے ایک ہاتھ نکلا ہاتھ دکھائی دیا۔ لیکن ہاتھ کی کلائی دکھلائی نہ دی اس نے ۴۴ گاہیں لگائیں۔ تربت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کلام سنا گیا۔ اے اموی تمہارے لئے طاقت ہو۔ کیا تُو نے اس ذات کے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے مرد بنایا۔ پھر ہاتھ واپس چلا گیا۔ پس کیا تھا۔ ایک نیلے رنگ کا دھواں اٹھا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ منبر سے نہیں اترتا تھا۔ کہ اندھا ہو گیا۔ جو آدمی پکڑ کر لے چلا۔ تین دن نہیں گزرے تھے کہ وہ فی السارہ واستقر ہو گیا۔

علماء واسطہ کا بیان ہے کہ یہ لعن کرنے والا شخص خطیب واسطہ تھا۔ جب اس نے لعن کرنا شروع کیا تو ایک بیل دریائے فرات عبور کر کے اپنا منبر کی دیوار کو ٹوڑ کر شہر میں داخل ہو گیا۔ جامع مسجد میں آیا۔ منبر پر چڑھ کر خطیب کو اپنی سینگ مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر وہ بیل لوگوں کی نگاہ سے غائب ہو گیا۔ لوگوں نے اس دروازے کو بند کر دیا جس سے وہ بیل داخل ہوا تھا۔ اس کے آنے کا نشان صاف ظاہر تھا۔ اس دروازے کا نام بیل والا دروازہ رکھا۔

ہاشمی کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو شام میں دیکھا جس کا نصف چہرہ سیاہ تھا۔ میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا میں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ جو شخص اس بارے میں مجھ سے دریافت کرے گا۔ میں اسے ضرور آگاہ کروں گا۔ میں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کو بہت زیادہ ناسزا الفاظ سے بول کیا کرتا تھا۔ ایک رات میں سویا ہوا تھا۔ ایک شخص نیند میں میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ تم ہی علی کی بڑائی بیان کرتے ہو۔ اس شخص نے میرے چہرے کے ایک حصہ پر مارا۔ میرے چہرے کا مضروب حصہ سیاہ ہو گیا جس کو تم دیکھ رہے ہو۔

شمر بن عطیہ کا بیان ہے کہ میرا باپ جناب علی کے حق میں ناسزا الفاظ استعمال کرتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نیند میں اس کے پاس آئے اور کہا کہ علی کو گالیاں تم دیتے ہو، اور اس کی گردن کو ایسا دبایا کہ

میں نے چیز نہیں چھوڑی  
میں نے جہنم  
میں نے یہ اعزاز  
میں سے پھر برسا۔  
والتینہم  
میں نے عار  
میں آپ لوگوں  
میں سے ایک  
میں کا جو اس  
میں رسول پر  
میں یہ جبریل

شمر بن زیاد  
میں صفوہ کی  
میں اور کہا  
میں نے میری

میں بیان کیا  
میں تم پر فیس  
میں ہونا ہے

میں دیں  
میں نے



وہ تین راتوں تک بستر پر پیشاب اور پاخانہ پھرتا رہا۔

مہینہ منورہ میں ایک شخص راکرتا تھا پہلے وہ نامیسی تھا۔ پھر شیعہ ہو گیا۔ اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے نیند میں جناب علی علیہ السلام کو دیکھا ہے انہوں نے مجھے فرمایا۔ اگر تم جنگ صیفین کے موقع پر سوتے تو کس شخص کے ساتھ لڑتے ہیں نے سر نیچے کر لیا۔ اور سوچنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا! اے خیس! یہ مسئلہ بھی فکر عظیم کا محتاج ہے اپنی گدی ادا کر دو۔ اس پر اتنے تھپڑ لگائے گئے کہ میں بیدار ہو گیا۔ میری گدی متورم ہو گئی۔ اور میں نے اپنے عقیدہ سے توبہ کر لی۔

ابو جعفر منصور کا بیان ہے کہ ایک قصہ گو جب اپنے قصوں سے فارغ ہوتا تھا۔ تو جناب علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا تھا۔ اسی دھند سے میں لگا رہا۔ اچانک اس نے یہ کام کرنا چھوڑ دیا۔ اس سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں جناب علی کو کبھی گالیاں نہیں دوں گا۔ میں یہی کام کرتا تھا کہ میں نے نیند میں دیکھا کہ لوگ جمع ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے کہا ان کو پانی پلا دو میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کو پانی پلا دو۔ اس نے مجھے بھگا دیا میں نے اس بات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا اس شخص کو پانی پلا دو۔ اس نے مجھے تارکول پلا دیا میں نے صبح اس حالت میں کی۔ کہ تارکول کے ڈکار لیتا تھا اور تارکول کا پیشاب کرتا تھا۔

اعش کا بیان ہے کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا کہ ایک شخص کے سر سے پڑی گر گئی۔ اس کا سر خنزیر کا سر تھا۔ اس سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ اس نے کہا۔ میں تین سال اذان دیتا رہا ہوں۔ اذان اور اقامت کے درمیان سو مرتبہ جناب علی پر صحن کرتا تھا۔ اور ہر روز پانسو مرتبہ ایسا کرتا تھا اور جمعہ کی رات کو آپ پر ایک ہزار مرتبہ صحن کرتا تھا میں اسی صحن میں مصروف تھا کہ میں سو گیا مجھے پیاس لگ گئی۔ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حسین علیہم السلام کے پاس موجود پایا میں نے حسین کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے پانی پلا دو۔ انہوں نے میرے ساتھ بات تک نہ کی میں جناب علی کے قریب گیا عرض کیا اے ابو الحسن مجھے پانی پلائیے آپ نے نہ پانی پلایا نہ ہی میرے ساتھ بات کی میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب گیا اور عرض کیا کہ مجھے پانی پلائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر بند کیا۔ اور مجھے دیکھا آپ نے فرمایا۔ تم وہ شخص نہیں ہو جو ہر روز پانچ صد مرتبہ علی پر لعن کیا کرتے تھے۔ اور کل رات تم آپ پر ہزار مرتبہ لعنت کی ہے؟ مجھ سے کوئی جواب نہیں



ہڈا آپ نے میرے چہرے پر تھوک دیا۔ اور فرمایا دور ہو جا اسے خنزیر! خدا کی قسم جب میں نے صبح کی تو میرا چہرہ اور میرا سر خنزیر کی مانند تھا۔

اس کا سبب پوچھا  
جنگ صیفین کے  
امیر علیہ السلام  
نے گئے کیس

یغاب علی علیہ السلام  
اس کا سبب  
کیس میں نے  
میں آنحضرت  
اس کو پانی پلا  
فرمایا اس شخص  
اور لیتا تھا اور

اس کا سر  
اور اقامت  
کو آپ پر  
نے اپنے  
میں عرض  
فرمایا اے ابو  
اور عرض کیا  
جو ہر روز  
جواب نہی

حسین بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کا بیان ہے کہ ابیہم بن ہاشم مخزومی مدینہ کا گورنر تھا۔ جمعہ کے روز ہمیں منبر کے قریب جمع کرتا تھا۔ اور علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا۔ میں منبر کے ساتھ لگ گیا۔ مجھے اونگھ آگئی۔ میں نے ایک قبر کو دیکھا جو شکافہ ہو گئی۔ اس سے ایک آدمی نکلا جس نے سفید لباس پہن رکھا تھا اس نے کہا اے ابوعبداللہ جو مات یہ شخص کہہ رہا ہے۔ اس کی وجہ سے غمگین ہو۔ میں نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہے۔ کہا آنکھ کھول کر نہ دیکھو۔ اللہ اس شخص کے ساتھ لیا کرتا ہے۔ وہ علی کا ذکر کر رہا تھا۔ منبر سے نیچے پھینک دیا گیا اور مر گیا۔

عثمان بن عفان مجستانی کا بیان ہے کہ محمد بن عباد نے کہا۔ میرے پڑوس میں ایک نیک شخص رہا کرتا تھا۔ اس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کے کنارے کھڑے ہوئے دیکھا۔ حسن اور حسین اُمت کو پانی پلا رہے تھے۔ میں نے پانی طلب کیا۔ دونوں نے انکار کر دیا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شکایت کی۔ فرمایا اس کو پانی نہ پلاؤ۔ اس کے پڑوس میں ایک شخص رہتا ہے جو علی کو گالیاں دیتا ہے۔ اور یہ اس کو منع نہیں کرتا۔ مجھے ایک چھری دی اور کہا جا کر اس کو ہلاک کر دو۔ میں باہر نکلا اور جا کر اس شخص کو ہلاک کر دیا۔ چھری واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حسین! اسے پانی پلاؤ۔ آپ نے پانی پلا دیا۔ میں نے کاسہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ میں نے اس سے پانی پیا ہے یا نہیں۔ میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ لوگوں کا شور و غل سنا کہ فلاں شخص کو بستر پر ذبح کر دیا گیا۔ پولیس نے میرے ہمسائے کو پکڑ لیا۔ میں امیر کے پاس گیا۔ عرض کیا۔ خدا آپ کا بھلا کرے۔ یہ کام تو میں نے کیا ہے۔ اور لوگ بے گناہ ہیں۔ میں نے خواب کا قصہ سنایا کہا۔ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مجھے جزائے خیر دے گا۔ عبداللہ بن سائب اور کثیر بن صلت کا بیان ہے کہ زیاد بن ابیہ نے اشرف کوفہ کو مسجد کوفہ کے صحن میں جمع کیا تاکہ انھیں امیر المومنین علیہ السلام پر سب کرنے اور بات کرنے پر مجبور کرے۔ میری آنکھ لگ گئی خواب میں ایک لمبی گردن والے آدمی کو دیکھا۔ جو زمین اور آسمان کے درمیان کھڑا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں گردنوں کو توڑنے والا طاعون ہوں۔ میں زیاد کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ میں نیند سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ ہم نے سنا کہ زیاد پر طاعون کا حملہ ہو گیا ہے۔



ایک مجنوں کو لڑکے پتھر مارتے تھے۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن مجنوں ہنر پر چڑھ گیا اور کہا  
نواصب ندلا مواعے سفاہة۔ محبے ام من کام زانیة  
فان ترکوا لوی ترکتہ حباہم  
وان شتموا عمری شمت ہاویہ

## فصل ۱۶

وہ باتیں جو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ظاہر ہوئیں

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مومن مرجا  
ہے تو زمین اور آسمان اس پر چالیس دن تک رویا کرتے ہیں جب کوئی عالم مرجاتا ہے تو اس پر چالیس  
ماہ روتے ہیں۔ اے علی جب تم قتل کئے جاؤ گے تو زمین اور آسمان تم پر چالیس سال روئیں گے۔ ابن  
عباس کا بیان ہے جب حضرت علی علیہ السلام کو فدہ کی سرزمین پر قتل کئے گئے تو آسمان سے تین دن تک  
خون برستا رہا۔

ابو حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں یزید بن سعید سے بھی  
روایت ہے کہ جب امیر المومنین علی علیہ السلام کا انتقال ہوا اس وقت زمین سے کوئی پتھر اٹھایا جانا  
تھا۔ تو اس سے تازہ خون ٹپکتا تھا۔

ابو العین خطیب اور تائید نخ نسوی میں تحریر ہے کہ عبد الملک بن مروان نے فہری سے پوچھا کہ جس  
روز حضرت علی قتل ہوئے اس روز کیا نشانی تھی؟ کہا جو پتھر بھی بیت المقدس کا اٹھایا جاتا تھا اس کے  
نیچے تازہ خون جوش مار کر نکلتا تھا۔

مسجد کوفہ میں جب حضرت علی علیہ السلام پر ضرب لگائی گئی تو ایک آواز سنی گئی "حکم اللہ کا ہے  
علی تیرا حکم نہیں ہے۔ نہ ہی زیر سے اصحاب کا حکم ہے۔ جب حضرت امیر علیہ السلام کا اپنے گھر میں انتقال  
ہوا تو یہ آواز سنی گئی۔ انمن یلقی فی النار خیرام من یاتی النایوم القیامة پھر ایک اور  
ہاتف نے آواز دی رسول اللہ مر گئے اور تمہارا باپ مر گیا۔

۱۔ یہ آواز دینے والے خارجی تھے ۱۷ مترجم



صفوانی نے احن اور محن میں اور کلینی نے کافی میں تحریر کیا ہے۔ کہ جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ایک شخص روتا ہوا آیا اور کہتا تھا۔ آج نبوت کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے جس گھر میں امیر المومنین علی علیہ السلام کا جنازہ موجود تھا۔ اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر دروازے کے پٹ کو پکڑ کر کہا اللہ آپ رحم کرے۔ آپ سب لوگوں سے پہلے اسلام لانے والے۔ ایمان کے لحاظ سے زیادہ مخلص۔ یقین میں زیادہ پکے۔ اللہ سے زیادہ خوف کھانے والے، بنی کے زیادہ اطاعت گزار۔ آپ کے اصحاب میں سے زیادہ امن پسند۔ زیادہ اچھے مناقب کے مالک، زیادہ سوابق کے مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غفلت اور فضائل اور فضائل میں زیادہ مشابہ آپ لوگوں سے زیادہ خفیف آواز والے تھے۔ بزرگی کے لحاظ سے پہاڑ تھے۔ سب سے کم گو تھے۔ زیادہ ٹھیک بات کہتے تھے۔ زیادہ بہادر دل والے تھے۔ اچھے عمل والے تھے۔ زیادہ پختہ یقین والے تھے۔ اس بات کی حفاظت کی جس کو لوگوں نے ضائع کیا۔ اس کی نگہبانی کی جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا۔ ظالموں سے بدلہ لیا۔ کافروں کے لئے عذاب مومنوں کے لئے جہنم پناہ۔ اور قلعہ جو پہاڑ کی مانند ہو۔ جس کو جھکڑ بوائیں نہ مانہ سکیں۔ بچے کے لئے مہربان باپ۔ بیویوں کے لئے مہربان شوہر کی مانند تھے۔ آپ نے ہر تقسیم کیا۔ رعایا میں انصاف سے کام لیا۔ آپ نے آگ کو بجھایا۔ اور بتوں کو توڑا۔ بت خانوں کو ذیل کیا۔ اور جس کی عبادت کی لوگوں نے متوجہ ہو کر دیکھنا چاہا لیکن کسی شخص کو نہ دیکھا۔ امام حسن علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ شخص کون تھا۔ آپ نے فرمایا غفر علیہ السلام تھے۔

اخبار اطلالیہ میں مذکور ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں کو قید کیا۔ انھیں ہوش کے سامنے پیش کیا۔ اس نے ان پر کفر پیش کیا۔ مسلمانوں نے انکار کر دیا۔ اس نے ان پر گرم زیتون کا تیل ڈالنے کا حکم دیا۔ اس نے ان میں سے ایک آدمی کو ان کے حالات بتانے کے لئے چھوڑ دیا وہ جا رہا تھا۔ کہ اس نے گھوڑوں کے کھروں کی آواز سنی یہ دیکھ کر دیکھنے لگا اس نے اپنے ان ساتھیوں کو دیکھا۔ جن کو گرم زیتون میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس نے ان سے سبب پوچھا انھوں نے کہا کہ خشکی اور تری کے شہدائے ہاں سنا دی کی گئی ہے۔ کہ آج رات علی بن ابی طالب علیہ السلام شہید کر دیئے گئے۔ اس پر جا کر نماز جنازہ پڑھو ہم نے نماز جنازہ پڑھ لی ہے اور اپنے اپنے گھرانوں کی طرف جا رہے ہیں۔

ابودرداء راڑی باسناء و نحوہ منہوہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے پوچھا گیا کہ تم نے عجیب ترین

اؤدکھا  
نیۃ

میں

لی مومن مرجاتا  
تو اس پر چائیں  
گئے۔ ابن  
تین دن تک

سے بھی  
ٹھایا جاتا

چھا کہ جس  
اس کے

مذکا ہے  
انتقال  
س اور



چیز کیا دیکھی . کہا وسط سمندر میں چٹان دیکھ رہے ہو . ہر روز ایک ہرندہ شتر مرغ کی مانند نکل کر اس پر بیٹھتا ہے پوری طرح بیٹھ کر ایک سر نکال کر جوڑا . پھر ہاتھ کو اسی طرح ایک ایک بازو لایا . بازوؤں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا . حتیٰ کہ وہ مکمل انسان بن کر بیٹھ گیا . جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو پھر اس کے ٹہرے ٹہرے کر دیئے پہلے اس کے سر کو اٹھایا . باقی اعضا کو ایک ایک کر کے اٹھایا . جب کافی عرصہ اس طرح کرتا رہا تو ایک دن میں نے اس کو آواز دی . تم پر طاقت ہو . تم کون ہو ؟ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا یہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے قاتل عبدالرحمن بن ملجم ہیں . اللہ عزوجل نے اس پرندے کو اس پر مسلط کر دیا ہے جو قیامت تک اس کو عذاب دیتا رہے گا . بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عبدالرحمن ابن ملجم کی قبر سے کتے کے بھونکنے کی آواز سنتے ہیں .

خلیفہ مسترشد نے حاکم کربلا اور نجف کا مال لے لیا . اور کہا قبر کو خزانہ کی ضرورت نہیں ہے فوج نے اتحاد کر کے اس کو اور اس کے بیٹے راشد کو قتل کر دیا .

ابوسکان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ منار جھک گیا تھا . جو غری (نجف) کے راستے میں تھا . فرمایا . ہاں یہ اس وقت جھک گیا . جب لوگ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے جنازے کو لائے تھے . تو یہ افسوس اور غم کی وجہ سے جھک گیا تھا .

غزالی کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نجف میں دفن ہیں . حضرت امیر علیہ السلام کے جنازے کو اونٹنی پر سوار کر کے لایا گیا تھا . جب اونٹنی قبر کی جگہ پہنچی تو بیٹھ گئی . حتیٰ اٹھانے کی کوشش کی گئی نہ اٹھی آپ کو اسی جگہ دفن کیا گیا ہے

ابوبکر شیرازی اپنی کتاب میں حسن بصری سے روایت کرتے ہیں . کہ حضرت علی علیہ السلام نے وفات کے وقت حسن اور حسین سے وصیت فرمائی تھی . کہ جب میں انتقال کر جاؤں گا . تو تم میرے سر ہانے جنت کا حنوط اور تین کفن جو جنت کے ریشم کے ہوں گے پاؤ گے . مجھے غسل دینا . حنوط لگانا . اور کفن پہنا نا . امام حسن علیہ السلام کا بیان ہے . ہم نے حضرت امیر علیہ السلام کے سر ہانے سونے کا طبق پایا . جس میں جنت کے کافور کے تین شمامات رکھے ہوئے تھے . اور جنت کی پیری بھی رکھی ہوئی تھی . جب غسل و کفن سے فارغ ہوئے . تو ایک اونٹ آگیا . آپ کا جنازہ اس پر سوار کر دیا گیا . اور اس بات کی حضرت کی

لے اس بارے میں مفصل حالات ہماری کتاب آیات جلی ترجمہ فرحت انفری میں ملاحظہ کریں . بہترین چیز ہے ۱۲ محدث شریف غفرلہ



وہیت نھی کہ عنقریب ایک اونٹ آئے گا۔ جو مجھے میری قبر تک لائے گا۔ قبر کے پاس ٹھہر جائے گا پھر اپنے اونٹ آیا اور آپ کے جائے دفن کے کنارے ٹھہر گیا۔ خدا کی قسم کوئی شخص نہیں جانتا تھا کہ اس تربت کو کس نے تیار کیا ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد حضرت امیر علیہ السلام کو تحدیں اتار دیا۔ لوگوں پر سفید بادل اور سفید پرندے چھا گئے جب حضرت امیر علیہ السلام دفن کر دیئے گئے تو بادل اور پرندے چلے گئے۔

اب بیت علیہم السلام کے روایات میں وہ بات ہے۔ جو تہذیب الاحکام میں سدا سکات سے مروی ہے کہ مجھے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے حدیث بیان کی کہ جس روز حضرت امیر علیہ السلام کو تربت لگی تو حسن اور حسین سے فرمایا۔ مجھے غسل کفن۔ اور حنوط لگانا میرے تخت پر مجھے رکھ دینا۔ اس کے پچھلے حصے کو اٹھانا نہیں لگے حصے کے اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے ایک کھدائی ہوئی قبر اور بنائی ہوئی تحد اور کھدی ہوئی اینٹ کے پاس دو گئے۔ مجھے تحد میں رکھ کر اینٹیں چن دینا سر کے طرف والی اینٹ کو اونچا کر دینا۔ پھر دیکھنا کہ تم کیا سنتے ہو۔

(حذف سند) حسین بن علی علیہما السلام ایک طویل حدیث میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا میرے فرزند و باپ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرا کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ و دفن کو حکم دیا تھا۔ دائیں کونے سے ایک تختی نکلے گی کفن اس چیز کا دنیا جو تم پاؤ۔ جب غسل دیا تو آپ کو اسی تخت پر لٹایا۔ جب تخت کا اگلے حصہ حرکت کر اٹھا۔ تو پچھلا بھی حرکت کرتا تھا۔ پیش امام کی حیثیت سے ایک دفعہ امام حسن اور ایک دفعہ حسین علیہما السلام نے نماز پڑھائی۔ تخت پر اس عبارت کو موجود پایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ چیز ہے جس کو نوح نبی علیہ السلام نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ذخیرہ کو رکھا تھا۔

حسینؑ نے مکان کی دہلیز میں کفن کو موجود پایا جس میں جھوٹا رکھا ہوا تھا۔ یہ دونوں کی روشنی کی طرح چمک رہا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے غسل کے وقت فرمایا (حسن بنائی) نہیں دیکھتے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کس قدر ہلکے ہو گئے ہیں۔ فرمایا اسے ابو عبد اللہ! ہمارے ساتھ ایک قوم ہے۔ جو ہماری امداد کر رہی ہے۔ نماز عشاء اخیرہ کی ادائیگی کے بعد تخت کا اگلا حصہ حرکت کرنے لگا۔ ہم لوگ پیچھے پیچھے ہوئے غزنی پہنچ گئے۔ قبر علی علیہ السلام پر حاضر ہوئے۔ قبر امیر المؤمنین علیہ السلام کے فرمان کے مطابق موجود تھی۔ ہم بہت سے بہروں کی آہٹ لوڑھڑاھٹ کی بھڑک مینتے تھے۔ تخت کو رکھ دیا۔ امیر المؤمنینؑ پر نماز پڑھی جس طرح میں

مانند نکل کر اس  
دلایا۔ بازووں کو  
تو پھر اس کے  
کافی عرصہ اس  
بنت متوجہ ہوا اور  
تے اس پرندے  
ہے کہ وہ عبد الرحمن

نہیں ہے فوج

(بخف) کے راستے  
جنانے کو لائے

م کے جنازے  
کی گئی نہ اٹھی

اسلام نے وفات

سرہانے جنت

کفن پہنا تا

پایا جس

ب غسل و کفن

حضرت کی

عمر شریف علی عند



فرمایا تھا۔ آپ کو قبر میں اتار دیا۔ محمد میں لٹا دیا۔ قبر کی اینٹیں چن دیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اینٹوں کو چن دینے کے بعد ایک اینٹ کو سر کی جانب سے نکال دیا گیا (دیکھا گیا تو) قبر میں کوئی چیز نہیں تھی۔ ناگاہ ایک غیبی آواز آئی۔ امیر المومنین علیہ السلام عبد صالح تھے۔ اللہ نے اسے اس کے نبی سے ملا دیا۔ انبیاء کے بعد اللہ عزوجل اولیاء کے ساتھ الیہ لکھا ہے۔ اگر ایک نبی مشرق میں انتقال کر جائے۔ اور اس کا دھرم مغرب میں فوت ہو جائے۔ تو اللہ وصی کو نبی کے ساتھ ملا دیتا ہے۔

ام کلثوم بنت حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ قبر صریح کی جانب سے شگافتہ ہوئی۔ سر کی لکڑی سے بناموا تخت نمودار ہوا۔ جس پر یہ عبارت سر بانی نبیاں میں مرقوم تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہذا قبر حضرت نوح علی بن ابی طالب دمی محمد قبل الطوفان۔ ستمائے ستماء یہ قبر علی بن ابی۔ لب علیہ السلام کی خاطر نوح نے طوفان سے جان بچا کر پہلے کھود دی ہے۔

نیز جناب ام کلثوم فرماتی ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کو جب دفن کیا گیا۔ تو ایسا بولنے والا کہہ رہا تھا۔ احسن اللہ لکم العزافی سید کم و حجة اللہ علی خلقہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو تمہارے سردار کے بارے میں ابھی تعزیت دے رہا تھا کہ مخلوق پر اللہ کی رحمت ہے۔

تہذیب میں ایک خبر ہے کہ اسماعیل بن عیسیٰ نے ایک حبشی نو جوان کو جو بہت خطرناک تھا۔ جس کو عرف اینٹ تھا۔ مادہ الجوز سے لکڑی میں ایک جماعت کے ساتھ حضرت علیؑ کی قبر کی طرف مامور کیا اور حکم دیا کہ جب وہ اس قبر کی تمہ تک کھود ڈالو۔ اس نے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ پٹانچہ انھوں نے پانچ ماہ تک قبر کو کھودا۔ اور ایسی سخت جگہ پر پہنچ گئے۔ جس کی کھدائی سے لاچار ہو گئے۔ ہمیشہ غلام نیچے اتر گیا۔ اس نے ایک سخت پھوٹ اس جگہ لگائی جس کی آواز خشکی میں سنی گئی۔ پھر دوسری اور تیسری ضرب لگائی لیکن بے سود۔ پھر سخت چٹایا۔ فرمایا کہ رگہ۔ اسی کے ذریعے اسے نکالا گیا۔ اس کی انگلیوں سے لے کر سب تک خون بہہ رہا تھا۔ اسے چمچ پر لا کر اٹھا لائے۔ اس کے بائیں پہلو کا تمام گوشت گر رہا تھا۔ آخر کار اسے خلیفہ عباسی کے پاس لائے۔ وہ قبیلہ رومیہ کو اپنے فعل سے تائب ہوا۔ اور مخالفین علیؑ پر تبرکات عظام اسی قدر کر گیا۔ خلیفہ عباسی راست کو سوار ہو کر علی بن محمد بن جابر بنار کے پاس پہنچا اور کہا کہ تیرا تدبیر پر صندوق



کر دی جائے۔

رحمۃ اسناد ابو الحسن بن حسن نے کہا۔ ہم لوگوں نے اس صندوق کو دیوار کی تعمیر سے پہلے دیکھا

تھا۔ اس دیوار کو حسن بن زید نے بنایا تھا۔

امالی میں تحریر ہے ایک خلیفہ ربارون رشید مغربین اور ثوبہ کے علاقہ میں سکار کی نہ میں سے گیا۔ اس نے کتے ہرنوں پر چھوڑ دیئے۔ ہرنوں نے دختوں کے جھنڈ میں پناہ لی کتے واپس آگئے۔ ہرن پھر بچے اترے کتے پھر چھوڑ دیئے گئے۔ پہلے کی طرح واقعہ پیش آیا۔ نبی اس کے ایک بزرگ سے اس کا سبب پوچھا۔ کہا اس جگہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کو حرم بنایا جو بھی پناہ لیتا ہے۔ امن میں آجاتا ہے۔

اہل سنت کی ایک جماعت اہل بیت علیہم السلام کے فضائل نقل کرنے پر مجبور ہے۔ اگر ایک نے فضائل کا انکار کیا ہے۔ تو دوسرے نے لکھ کر اس کا رد کر دیا ہے۔ ان حضرات کی تواضع۔ صحاح سنن جوامع۔ سیر اور تفاسیر مناقب اہل بیت سے مملو ہیں۔ اگر ایک میں کوئی بات نہیں ہے تو دوسری میں مل جاتی ہے ایک خلق کثیر نے اہل بیت علیہم السلام کے مناقب کو بیان کیا ہے مناقب اہل بیت علم صنوری بن گیا ہے۔ مندرجہ ذیل حضرات نے کتب تک تحریر کیں ہیں۔

۱۔ کتاب المناقب و کتاب فضائل فاطمہ علیہا السلام

۲۔ کتاب التذکرہ۔ مصنفہ ابن جریر طبری

۳۔ تفضیل الحسن و حسین علیہما السلام۔ مسند امیر المومنین اخبارہ و فضائلہ

۴۔ کتاب العلوی اور کتاب فضل نبی ہاشم علی بنی امیہ

۵۔ منقبتہ المطہرین فی فضائل امیر المومنین۔ اور ماہزل فی من القرآن فی امیر المومنین علیہ السلام ابو نعیم اصفہانی

۶۔ مناقب امیر المومنین اور کتاب فضائل امیر المومنین اور کتاب فضائل امیر المومنین

۷۔ ابو الحسن رویانی المجہدات

۸۔ ابوبکر محمد بن مومن شیرازی کتاب نزول القرآن فی شان امیر المومنین

۹۔ ابوصالح عبید اللہ المولود فی فضائل امیر المومنین علیہ السلام

۱۰۔ احمد بن حنبل مسند اہل بیت اور فضائل اصحابہ

۱۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن زری الخصال العلویہ علی سائر البریہ - (۱۲) ابن مغازی کتاب مناقب

۱۲۔ ابو عبد اللہ بصری کتاب الدرجات

۱۳۔ ابوالقاسم البستی کتاب المراتب

یہ کتب کو سر کی

نہیں علیہ السلام

لیکھ کر آئے ہیں۔

یہ کتب کے ساتھ

منتہ ہوئی۔ ساج

بدمی محمد

نہان سے سات

الاکہ رہا تھا۔

دور کے بارے

تھا۔ جس کا

مور کیا اور انھیں

نے پانچ ہاتھ

چھ آئے گئے اس

لگائی لیکن

کے کر سنے

آخر کار اسے

کلام اسی وقت

یہ صندوق تعمیر

۵۱ بھلا سب بوزراب اور کتاب الحمد للہ۔

یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ منکرین بھی آپ کے فضائل کا دم بھرتے ہیں۔

شہد الانام بفضلہ فی العدا الفضل ماشہدت بد الاعدا

بردی مناقبہم لنا اعداؤہم لا فضل الا ما رواہ حسود

مسلم، بخاری، ابن بطہ اور فطنزی نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم بیکار ہو گئے۔ آپ اہل بیت کے دو مردوں کے ہمارے سے باہر نکلے۔ ایک فضل تھے ایک اور آدمی

تھا، آنحضرت مسلم کے قدم پر زین پر نشان دیتے جا رہے تھے۔ آپ نے سر پر مضبوطی سے پکڑا بانڈھا ہوا

تھا۔ بی بی صاحبہ کی دوسرے آدمی سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

معاویہ نے ابن عباس سے کہا کہ تم نے تمام جنگ حکم نامہ لکھ کر علی کے ذکر کی مناسی گرا دی ہے۔

ابن عباس۔ آپ ہمیں قرآن پڑھنے سے منع کرتے ہیں؟

معاویہ۔ نہیں۔

ابن عباس۔ قرآن کی تفسیر بیان کرنے سے منع کرتے ہیں؟

معاویہ۔ ہاں۔

ابن عباس۔ قرآن کی تلاوت نہ تو کریں، لیکن اس کا مطلب کسی سے دریافت نہ کریں۔

معاویہ۔ غیر اہل بیت سے دریافت کرو۔

ابن عباس۔ قرآن ہم لوگوں پر نازل ہوا اور اس کا مطلب دوسرے لوگوں سے جا کر پوچھیں۔ آپ

ہمیں اللہ کی عبادت سے منع کرتے ہیں، آپ کے اس فعل سے امت تباہ ہو جائے گی۔

معاویہ۔ جو کچھ تم لوگوں پر نازل ہوا ہے۔ اس کو پڑھو تو سہی۔ لیکن اس کی آگے روایت نہ کرو یریدون

لیطفوا و نورانہ بافواہم

معاویہ نے اعلان کیا کہ جو شخص علی کے فضائل بیان کرے گا میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ واللہ

متمنورہ ولو کہہ الکافرون



# باب، مفسر

قضایا امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام

## فصل ۱

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں فیصلے

تفسیر یوسف قطان بن کسح ثوری سدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرو بن خطاب کے پاس موجود تھا، کعب بن اشرف مالک بن صفی اور جی بن خطاب نے آکر کہا کہ جب تمہاری کتاب میں یہ آیت موجود ہے وجنتہ عرشنا السماوات والارض من جب ایک بہشت کی وسعت سات آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے تو قیامت کے روز تمام بہشتیں کہاں سما سکیں گی؟ حضرت عمر نے کہا میں اس بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ اسی اثنا میں حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے آپ نے فرمایا تم کس سورج بچاؤ میں پڑے ہوئے ہو؟ یہودی نے مسئلہ بیان کیا، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا مجھے تم لوگ اس بات سے آگاہ کرو کہ جب رات ہوتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے اور جب دن ہوتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟ کہا گیا یہ بات اللہ عزوجل کے علم میں ہے آپ نے فرمایا بہشتیں بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں کہ وہ کہاں ہوتی ہیں حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور یہ آیت نازل ہوئی فاسألوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون اگر تم نہیں جانتے تو صاحبانِ ذکر سے دریافت کرو۔

واقعی اور اسحاق طبری نے بیان کیا ہے کہ حنظلہ بن ابی سفیان نے عبید بن داؤد ثقفی سے کہا کہ تم علیؑ کے خلاف اس بات کا دعویٰ کرو کہ میں نے اشیٰ مشغال سونا اور ایک امانت جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کی تھی وہ تو تم سے بھاگ گئے تھے اور تم ان کے وکیل ہو۔ ہذا یہ چیزیں مجھے دے دو۔ اگر علیؑ اس بات پر گواہ طلب کریں تو ہم گروہ قریش اس بات کی گواہی دیں گے۔ اس کے عوض میں اسے ایک سو شغال

سدا

سود

ل اللہ علیہ وآلہ

اور آدمی

انہا ہوا

ہے۔

آپ

یہیں د

اللہ



سونا نام لگایا اور ہند کے گلے کا مار بھی دیا گیا جس کی قیمت دس منشاں سونا تھی۔ عمیر نے علی علیہ السلام کے خلاف دعوے کر دیا۔ حضرت نے نام و دبیعتوں کی چچان بین کی۔ ہر ایک پیمان کے مالکوں کے نام تحریر تھے۔ عمیر کی دبیعت کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عمیر کو بہت سمجھایا کہ اس جھوٹے دعوے سے باز آ جاؤ لیکن اس نے ایک نہ مانی اور کہنے لگا۔ اس بار سے میں میرے پاس گواہ موجود ہیں اور وہ یہ ہیں۔ المہمل۔ عکرمہ۔ عقبہ بن ابی معیط۔ ابو سفیان اور حنظلہ۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ وہ چالاک کی ہے۔ جو اپنے موجد کی طرف پلٹے گی۔ آپ نے حکم دیا کہ گواہوں کو کچھ میں بٹھا دیا جائے۔ عمیر سے فرمایا اسے تنہی بھائی۔ اب بتاؤ یہ امانتیں آپ نے رسول کو کس وقت دی تھیں؟ کہا۔ چاشت کا وقت تھا۔ آنحضرت نے ان امانتوں کو لے کر اپنے ایک غلام کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر ابو جہل کو بدایا۔ اور اس سے پوچھا۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ پھر ابو سفیان کو طلب کیا۔ اور اس سے دریافت کیا۔ اس نے کہا غروب آفتاب یہ چیزیں دیں تھیں۔ آنحضرت نے ان کو ہاتھ میں لے کر اپنی آستین میں رکھ دیا تھا۔ پھر حنظلہ کو بلا کر دریافت کیا۔ اس نے کہا یہ واقع بالکل نصف النہار کا ہے۔ جب یہ چیزیں دے کر لوٹا تھا۔ تو آنحضرت نے اسے چیزیں رکھ دیں تھیں۔ عقبہ کو بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیزیں لے کر اسی وقت گھر میں بھجوا دیں تھیں۔ پھر عصر کا وقت تھا۔ عکرمہ کو بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا یہ واقع سورج نکلنے کے وقت کا ہے۔ آپ نے یہ چیزیں اسی وقت ظہر کے گھر بھجوا دیں تھیں۔ پھر حضرت عمیر کی طرف متوجہ ہو کر ڈانے لگے۔ کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا رنگ زرد پڑ گیا ہے۔ اور تیرے حالات برور کئے ہیں۔ عرض کیا۔ میں حق بات کہوں گا۔ اللہ کے گھر کی قسم دھوکہ کبھی فلاح نہیں پاتا۔ میں نے محمد کے پاس کوئی چیز امانت نہیں رکھی تھی۔ ان دو چیزوں نے مجھے اس کام کے کرنے پر مجبور کیا۔ ایک یہ دینا ہیں اور دوسرے ہند کا مار ہے جس پر اس کا نام تحریر ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے وہ تلوار لا دو جو گھر کے کونے میں پڑی ہے۔ حضرت نے تلوار کو ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ کیا تم لوگ اس تلوار کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا۔ یہ تلوار حنظلہ کی ہے۔ ابو سفیان نے کہا یہ چرائی ہوئی ہے۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تو اپنی بات میں سچا ہے۔ تو یہ بتلا۔ کہ تیرا غلام مہمل جھٹی کہاں ہے؟ جواب میں کہا۔ طائف میں ہے اور کام کرنے گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ افسوس کی بات ہے۔ اس کے آنے کی امید ہے۔ اگر سچے ہو تو کسی کو بھیج کر یہاں بلاؤ۔ یہ سن کر ابو سفیان چپ ہو گیا۔



امیر علیہ السلام قیام فرما ہوئے۔ قریش کے دس غلاموں کو ایک جگہ کے کھودنے کا حکم دیا جب انہوں نے کھودا۔ تو اس کے اندر مہلح مقتول صورت میں دفن تھا۔ آپ نے اس کے مکائے کا حکم دیا۔ انہوں نے اس کو نکالا اور اٹھا کر کعبہ کی طرف لائے لوگوں نے حضرت سے اس کے قتل کا سبب پوچھا۔ فرمایا۔ ابوسفیان اور اس کے فرزند نے اس کو یہ رشوت دی تھی کہ اگر تم علی کو قتل کر دو۔ تو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا پھر انہی شخص رستے میں میرے لئے چھپ کر بیٹھ گیا۔ یہ سچے قتل کرنے کے لئے اچھپ پڑا ہیں نے اس کے سر پر طرب مگائی۔ جس سے فی النار والستقر ہو گیا میں نے اس کی تلواریں اور ہین کے مکر کو باطل کر دیا۔ اب یہ لوگ عیبر کے ذریعہ سہرا بہانہ کرنا چاہتے ہیں۔ عیبر نے کہا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ

ابو داؤد اور ابن ماجہ اپنے اپنے سنن میں۔ ابن بطہ ابانہ میں احمد فضائل الصحابہ میں بھی ان مردویہ بہت سے واسطوں سے زید بن ارقم سے حدیث است کہتے ہیں۔ کہ کسی نے نبی صلعم سے کہا کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں تین شخص ایک دوسرے کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے حاضر ہوئے۔ ہر ایک اس بات کا مدعی تھا کہ یہ دوسرا ہے۔ میں نے طہر احد میں اس کی ماں سے یہ سماعت کی تھی۔ اور یہ زلمے جاہلیت کی بات ہے۔ آپ نے لڑکھڑانے کے ناموں کے ساتھ قرعہ ڈالا۔ ایک کے نام قرعہ نکلا۔ لڑکا اس کے حوالے کیا۔ اور اہل پران کے لئے دلائل شہادت لایا۔ وہی اللہ ان دونوں کو دھمکی دی کہ ایسا کام نہ کیا کرو۔ یہ سن کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اس ذات کا شکر ہے جس نے ہم الہیت میں بھی ایسے افراد قرار دیئے ہیں جو داؤد کی سنتوں کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

احمد بن حنبل مسند میں اور احمد بن معینی دونوں اہلیوں میں اپنے اپنے اصحابوں سے حماد بن سلمہ سے وہ سماک سے وہ حبش بن مہتر سے اور محمد بن قیس حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ الفاظ بیان ابو جعفر علیہ السلام کے ہیں چار شخص ایک گڑھے سے گزر رہے۔ جو شیر کے شکار کے لئے بنایا گیا تھا۔ ایک شخص اس میں گر پڑا۔ اس نے دوسرے کو دوسرے نے تیسرے کو تیسرے نے چوتھے کو پکڑا۔ یہ تمام کے تمام گڑھے میں گر کر ہلاک ہو گئے۔ امیر علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ پہلا شخص شیر کا شکار رہا ہے۔ اس کے اہل پڑاؤت قرار دی۔ جو دوسرے کے اہل کواد کریں۔ دوسرے کے اہل پڑاؤت ویت منہر کی جو تیسرے کے اہل کو دیں۔ جو تیسرے کے اہل پڑاؤت ویت منہر کی کہ وہ چوتھے کے اہل کواد کریں۔ یہ خبر

علیہ السلام کے نام تحریر کیا کہ اس جھوٹے گواہ موجود ہیں

پ نے حکم دیا

پ نے رسول اللہ

پ نے ایک غلام

پھر ابوسفیان

حضرت نے ان

یہ واقعہ بالکل

نہیں عقیدہ کو

عصر کا وقت

وقت کا حکم

کہ تیرا رنگ

کی قسم دھوکا

مجھے اس

تحریر

نے تمہارا

ابوسفیان

مہلح

س کی بات

ہو گیا

http://fb.com/ranajabirabbas



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ابوہریرہؓ نے وہ فیصلہ کیا جس کو اللہ عزوجل نے عرش پر کیا ہے۔

امیر عبدہ السلام نے ان لوگوں کا فیصلہ کیا جن پر یہ لوگ لگے تھے۔ اور انہیں ہلاک کر دیا تھا۔ اور ان ملک ہونے والوں میں دو غوریلے تھے۔ ایک لونڈی تھی دوسری آزادہ۔ آزاد کا آزاد دوسرے ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔ اور لونڈی کا بھی غلام سے ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔ آزاد آدمی بچوں کے متعلق شہادت نہ کر سکا۔ کہ ان میں غلام کا لڑکا کون سا ہے۔ حضرت امیر عبدہ السلام نے دونوں بچوں پر آزاد ہونے کا قرعہ ڈالا جس کے نام آزاد ہونے کا قرعہ نکلا اس پر آزاد ہونے کا حکم لگایا۔ ان دونوں کی میراث میں آزاد اور غلام کی میراث کا حکم لگایا۔ نبی صلعم نے اس فیصلہ کو درست قرار دیا۔

موصیٰ بن سلام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر گائے کے گائے کو مار ڈالا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تم دونوں ابوبکر کے پاس جاؤ۔ اس بارے میں ان سے دریافت کرو۔ انھوں نے اگر حضرت ابوبکر سے پوچھا۔ حضرت ابوبکر سے کہا۔ چلو رنے جانور کو مار ڈالا۔ گائے کے مالک پر کوئی تاوان نہیں۔ رسول اللہ صلعم کو اس بات سے آگاہ کیا۔ آپ نے عمر کی طرف جانے پر اشارہ کیا۔ حضرت عمر نے بھی وہی بات کہی۔ جو حضرت ابوبکر نے کہی تھی۔ رسول اللہ صلعم کو اس بات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا علی علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ امیر عبدہ السلام نے واقعہ سے آگاہ ہو کر فرمایا۔ اگر گائے نے گدھے کے مسکن میں داخل ہو کر اسے مار ڈالا ہے۔ تو گائے کے مالک کو گدھے کے مالک کو گدھے کی قیمت دینی چاہیے۔ اگر گدھا گائے کے بازو میں چلا گیا۔ اور گائے نے اسے مار ڈالا تو گائے کے مالک پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی علیہ السلام تمہارے در بیان وہ فیصلہ کیا ہے۔ جو اللہ عزوجل نے کیا ہے۔

احادیث ابیہریرہؓ میں احمد حاکم سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ بن قرظہ نے انصار کے ایک آدمی سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص کے اونٹ نے مشترک کے اندر ستورہ دینے پر شخص حضرت علی علیہ السلام کے پاس گیا۔ اور اس کے بارے میں پوچھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم پر برائے کے عوض نوٹھی کا جہنم واجب ہے یا عذاب ناز۔ یہ شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی علیہ السلام نے جو کہا ہے وہ تم نے سنا تو ہے لیکن میں اتنی اجالت نہ پتا۔



ہوں۔ کہ ہر انڈے کے عوض ایک ایک روزہ رکھ لے یا ایک ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔  
 جابر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں، اُتی بن کعب نے بنی صلعم کی خدمت میں یہ آیت پڑھی۔ واسیع  
 علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ جو لوگ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں موجود تھے ان میں حضرات ابو بکر  
 عبیدہ، عمر، عثمان اور عبدالرحمن موجود تھے۔ ان سے پوچھا کہ وہ پہلی نعمت کون سی ہے۔ جس کے ذریعے اللہ  
 عزوجل نے تمہارا امتحان لیا ہے۔ یہ لوگ گہری سوچ میں پڑ گئے کہ روزی بتائیں، لباس بتائیں اولاد یا بیویاں  
 بتائیں۔ جب سب چپ ہو گئے، تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا اسے ابوالحسن، تم بتاؤ، عرض کیا، اللہ عزوجل نے  
 مجھے پیدا کیا، حالانکہ میرا نام نشان تک نہ تھا۔ میرے ساتھ یہ نیکی کی کونجھے زندہ پیدا کیا، نہ کہ مردہ۔ اس نے  
 مجھے اچھی شکل اور مناسب ترکیب سے پیدا کیا۔ مجھے سوچنے اور یاد رکھنے والا بنایا۔ مجھے شعور عطا کئے۔ جس کے  
 ذریعے میں غائب چیزوں کو جانتا ہوں۔ میرے اندر ایک سراج مینر قرار دیا۔ مجھے اپنے دین کی رہنمائی کی۔ اور  
 مجھے اپنی راہ سے گمراہ نہ کیا۔ مجھے خود مختار اور مالک بنایا۔ مملوک نہ بنایا۔ زمین و آسمان کے اندر باہر جو کچھ ہے اس کو  
 برا مطیع بنایا۔ تمہیں مرد بنایا، جو اپنی عزتوں پر حکومت کرتے ہیں، عورتیں نہیں بنایا۔ رسول اللہ صلعم ہر جملہ کے  
 ختم ہونے پر فرماتے جاتے تھے، تو نے سچ کہا، پھر فرمایا، اس کے بعد کیا ہوا؟ عرض کیا، دان تعد و انعمۃ  
 اللہ لا تحصوہا رسول اللہ صلعم نے مسکرا دیا اور فرمایا، تجھے حکمت مبارک ہو۔ تجھے علم مبارک ہوا اے ابوالحسن  
 تم میرے علم کے وارث ہو میرے بعد میری امت میں جو اختلاف ہوگا، اس کی وضاحت کرو گے۔  
 عبیدہ الاولیاء میں ابو صلح حنفی علی عبیدہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت  
 میں عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمائیے، فرمایا کہو۔ سلی اللہ میرا رب اللہ ہے، پھر اس بات پر قائم رہ، میں نے  
 کہا میرا رب اللہ ہے، نہیں ہے میری توفیق مگر اللہ کے ساتھ۔ اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اسی طرف رجوع  
 کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ابوالحسن، تجھے علم مبارک ہو۔ تجھے علم پلایا گیا اور دوبارہ پلایا ہے۔  
 فضائل احمد میں اسمعیل بن عیاش باسناد خود حضرت علی بن ابیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت  
 علی بن ابیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کے زمانے میں ایک فیصدہ کیا، رسول اللہ صلعم نے اس فیصلے کو بے حد پسند  
 فرمایا آپ نے فرمایا، شکر ہے اللہ عزوجل کا جس نے ہم اہل بیت میں حکمت کو قرار دیا ہے۔

بیاض جس کو اللہ عزوجل

دیا تھا۔ اور ان ملک

تہجیو یا سائر کا تھا۔

سکا کہ ان میں غلام

کے نام آتا ہوئے

حکم رکھا گیا تہی صلعم

رسول اللہ صلعم

م دو نول ابو بکر

حضرت ابو بکر

بانت سے

ابو بکر نے کہی تھی

یہ السلام نے

نے کے ملک

نے اسے

در بیان

آدی سے

یہ السلام

تو مٹی کا

ان کیا

تہی



## فصل ۲

### حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں المؤمنین حضرت علی کے فیصلے

شیعہ سنی دونوں نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابو بکر نے ایک شرابی پر حد قائم کرنا چاہی۔ اس شخص نے کہا۔ میں نے شراب تو پی ہے۔ لیکن مجھے اس کی حسرت کا علم نہیں تھا۔ کسی کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ آپ سے اس بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا۔ دو مسلمان نقیب ہاجرین اور انصار کے پاس روانہ کرو۔ جو گھوم کر ان حضرات سے دریافت کریں اور انھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھیں تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس پر ایسا تحریم پڑھی گئی ہو یا کسی نے اسے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ہو۔ اگر وہ آدمی اس بات کی شہادت دیں تو اس شخص پر حد قائم کہ دو۔ اور اگر اس بات کی شہادت نہ ملے۔ تو اس شخص سے نوبہ لے لو۔ اور اسے چھوڑ دو۔ وہ شخص اپنی بات میں سچا تھا۔ اسے چھوڑ دیا گیا۔

حضرت ابو بکر سے ایک اور شخص نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں پوچھا۔ کہ اس نے ایک کنواری عورت سے شادی کی اور رات کے وقت اس نے بچہ جنا۔ آپ نے کہا میں اس کو نہیں جانتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ عورت لونڈی ہوگی۔ جو اس شخص سے حاملہ ہوگی۔ اسے آزاد کر کے زوجیت میں لے لیا۔ اور وہ شخص مر گیا۔ اس لحاظ سے بیٹے اور ماں نے اس کی میراٹھی بانی۔

ایک اور شخص ایک آدمی کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔ اور اس نے بیان کیا کہ اسے میری ماں کے خیال سے اعدام ہوا ہے۔ فرمایا۔ اسے جا کر سورج کے نیچے کھڑا کر اور اس کے سایہ پر حد جاری کر خواب سایہ کے ماتھے ہے۔ لیکن ہم غمگین اسے سزا دیں گے تاکہ آئندہ یہ مسلمانوں کو تکلیف نہ دے۔

ابو بصیر ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں مسلمان ساحل عدن پر ایک مسجد تعمیر کرتے تھے۔ جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو مسجد گر پڑتی تھی۔ پھر ناسے تھے پھر گر پڑتی تھی آخر کار امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے خطبہ دیا۔ لوگوں کو قسم دے کر پوچھا۔ اگر تم میں سے کسی شخص کو اس سبب کا علم ہو۔ تو وہ بیان کرے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا قبلہ کی طرف سے اس کے دائیں اور بائیں حصہ زمین کو کھودو تمہیں وہاں دو قبریں نظر آئیں گی۔ جن پر یہ عبارت تحریر ہوگی انا رضوی و اختی حبائے رضوی ہوں اور میری بہن جہانم عزیزہ جبار کے ساتھ شریک نہیں کرتے۔ تھے۔ یہ



دونوں موجود ہوں گی۔ انھیں غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دینا۔ پھر مسجد کی تعمیر کرنا وہ باقی رہے گی  
حضرت علی علیہ السلام نے جس طرح فرمایا۔ ان لوگوں نے ویسا کیا۔ اور مسجد پرانی جگہ قائم رہی۔ اور پھر  
نہ گری۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو نصرا نیوں نے سوال کیا کہ جب اور بغض میں کیا فرق ہے حالانکہ ان کا  
منبع ایک ہے۔ نیز پیچھے خواب اور جھوٹے خواب میں کیا فرق ہے۔ اور ان کا مرکز ایک ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حضرت عمر کی طرف اشارہ کیا۔ جب اس سے پوچھا تو اس نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ جب حضرت  
سے جب اور بغض کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار سال پہلے پیدا  
کیا۔ اور انھیں ہوا میں سلک کیا۔ جن کو وہاں پہچانا ان کو یہاں بھی پہچانتے ہیں۔ جن کو یہاں نہ پہچانا ان سے یہاں بھی  
اختلاف کرتے ہیں۔ پھر اس نے حضرت علی علیہ السلام سے حفظ اور نسیان کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: کہ جب  
اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو ان کے دل پر ایک پردہ ڈالا۔ جب کوئی چیز دل سے گذرتی ہے اور  
پردہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔ تو اسے آدمی یاد کرتا ہے۔ اور جب بند ہوتا ہے۔ تو آدمی بھول جاتا ہے۔ پھر انھوں نے  
رویہ صادقہ اور رویہ کاذبہ کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: جب اللہ عزوجل نے روحوں کو پیدا کیا۔ تو ان پر ایک  
سلطان مقرر کیا جو نفس ہے۔ جب آدمی سوتا ہے تو روح چلی جاتی ہے۔ تو سلطان باقی رہ جاتا ہے۔ روح کا گذر  
جب فرشتوں کے ہاں سے ہوتا ہے۔ تو وہ خواب پہچانتا ہے۔ جب جنت کے پاس سے ہوتا ہے۔ تو وہ  
خواب جھوٹی ہوتی ہے۔ یہ جوابات سن کر دونوں نصرانی مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام کے سامنے جنگ  
مغفین میں شہید ہوئے۔

تقیہ الجاحظ اور تفسیر ثعلبی میں تحریر ہے کہ حضرت ابوبکر سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ فَاَكْهٰتُ  
وَابَا۟ا۟ لِّمَا كُنَّا سَمٰنًا مَّجْمِعًا سَآیَہ كَرۡسِیِّكَ۔ کون سی زمین مجھے جگہ دے گی۔ کہاں جاؤں گا اور کیا کروں گا۔ اگر میں نے  
کتاب کے بارے میں وہ بات کہہ دی جس کو میں نہیں جانتا تھا۔ فَاَكْهٰتُ کے معنی میں جانتا ہوں اور ابّا کے معنی  
اللہ بہتر جانتا ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کے روایات میں ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا  
آپ نے فرمایا: ابّا گھاس کو کہتے ہیں۔ اللہ نے یہاں انڈیزوں کا ذکر کیا ہے جو انسان اور حیوان کے لحذا کے کام آتی  
ہے اور ان کی زندگی کا باعث ہیں۔  
بادشاہ روم کے ایلچی نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ ایک ایسا شخص ہے جو نہ بہشت کی خواہش رکھتا

لیے فیصلے

اس شخص نے

السلام کی خدمت میں

دوانہ کرو۔ جو

غص موجود ہے

کی ہو۔ اگر وہ

تو اس شخص

ایک کنواری

حضرت علی علیہ

ایا۔ اور وہ شخص

ا کہ اسے میری

باری کر خواب

میں مسلمان

ہرگز پڑتی تھی

لوگوں کو قسم

نے فرمایا قبلہ

تخریر ہوگی

تھے۔ یہ



ہے اور نہ ہی وزخ سے ڈرتا ہے اور نہ اللہ کا خوف رکھتا ہے۔ نہ رکوع کرتا ہے نہ سجدہ کرتا ہے مگر وہ اور  
 خوں کھاتا ہے۔ اس بات کی شہادت دیتا ہے جس کو میں نے دیکھا نہیں نقتے کو دوست رکھتا ہے اور حق  
 سے بغض رکھتا ہے وہ کون ہے؟ حضرت ابو بکر نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر نے کہا تم نے کفر  
 کو فرکی یہ دلی کی رائیہ المؤمنین علیہ السلام کو اس بات سے آگاہ کیا گیا آپ نے فرمایا یہ شخص اللہ کا ملا ہے جو نہ  
 بہشت کی امید رکھتا ہے اور نہ ہی آگ سے ڈرتا ہے لیکن اللہ سے ڈرتا ہے۔ اور اللہ کے ظلم سے نہیں ڈرتا  
 اور اللہ کے انصاف سے ڈرتا ہے۔ نماز جتارہ میں نہ رکوع کرتا ہے اور نہ ہی سجود۔ مکاری مچھلی اور جگر کھاتا ہے  
 مالا اور اولاد کو دوست رکھتا ہے (انما اموالکم واولادکم) بہشت اور وزخ کو دیکھا نہیں لیکن ان کی گواہی دیتا  
 ہے۔ اور موت کو وہ ناپسند کرتا ہے لہذا تک وہ حق ہے۔

اس انجیلوت ابو بکر سے سوال کرے کہ بعد جواب نہ پانے کی صورت میں جناب امیر سے سوال کرتا ہے اشیاء  
 کی اصل کیا ہے؟

جناب امیر۔ پانی۔ وجعلنا من الماء کل شیء حی  
 اس جاوت۔ وہ دو کون سے جہاوت میں ہو کلام کرتے ہیں؟  
 جناب امیر۔ آسمان اور زمین۔

اس جاوت۔ وہ کون سی چیزیں ہیں۔ جو گھنٹی برقی میں ہیں لیکن مخلوق نہیں دیکھتی؟  
 جناب امیر۔ مات اور دن

اس جاوت۔ وہ کون سا پانی ہے جو آسمان میں ہے اور نہ ہی نہیں ہے؟  
 جناب امیر۔ وہ پانی جو سیلاب نے بنیوں کے پاس بھیجا تھا۔ وہ گھوڑوں کا پسینہ تھا۔

اس جاوت۔ وہ کون سی چیز ہے جس میں روح تو نہیں ہے لیکن سانس لیتی ہے؟  
 جناب امیر۔ صبح۔ وضح اذا تنفس

اس جاوت۔ وہ کونسی قبر ہے جو اپنے ساکن کو لے کر چلتی رہی ہے؟  
 جناب امیر۔ بیرونس نبی ہیں جن کو مچھلی لے کر سمندر میں پھرتی رہی۔



## فصل ۳

## حضرت عمر کی خلافت میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے

اثبات انفس میں تحریر ہے کہ ایک لڑکے نے حضرت عمر سے اپنے والد کا مال طلب کیا جو کونہ میں مرگیا تھا اور یہ لڑکا مدینہ میں تھا حضرت عمر نے ڈانٹ کر اسے بھگا دیا۔ باہر جا کر ظلم کی وہ لڑکا فریاد کرنے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام مل پڑے آپ نے فرمایا۔ اسے مسجد میں لے آؤ تاکہ اس کی حقیقت سے آگاہ کروں۔ لڑکا لایا گیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا۔ اس لڑکے نے آگاہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کروں گا جس کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے اوپر کیا ہے۔ یہ فیصلہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جسے اپنے علم کے ساتھ نوازا ہو۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے بعض ارباب کو بلایا۔ اور آپ نے فرمایا۔ کدال لاؤ۔ مجھے لڑکے کے والد کی قبر کے پاس سے چلو۔ یہ لوگ چل پڑے آپ نے فرمایا اس قبر کو کھودو۔ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکال کر لاؤ آپ نے پسلی لڑکے کو دے کر فرمایا۔ اس کو سونگھو۔ جب لڑکے نے اسے سونگھا تو اس کے ہتھکڑوں سے خون بہنے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اس شخص کا لڑکا ہے۔ حضرت عمر نے کہا۔ صرف خون بہنے سے اسے مال دے دیا جائے آپ نے فرمایا۔ یہ تم سے زیادہ مال کا مستحق ہے اور تمام مخلوق سے بھی حضرت امیر علیہ السلام نے تمام حاضرین کو پسلی سونگھنے کا حکم دیا۔ تمام نے سونگھا۔ پسلی کسی کے ہتھکڑے سے خون نہ ٹپکا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دوبارہ لڑکے کو پسلی سونگھنے کا حکم دیا۔ اس نے سونگھا۔ اس کے ہتھکڑوں سے بہت سا خون جاری ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شخص اس کا باپ ہے۔ مال اس کے حوالے کرو۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! انہیں نے کبھی جھوٹ کہا ہے۔ اور نہ ہی کبھی میری بات جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔

ایک مرد اور عورت حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے مرد نے کہا یہ عورت زنا کار ہے عورت نے کہا یہ مجھ سے زیادہ زانی ہے۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ دونوں کو کوڑے لگائے جائیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابھی حد جاری نہ کر۔ عورت پر دو حدیں جاری کرو۔ اور مرد پر کوئی حد نہیں ہے۔ عورت پر ایک حد زنا کی۔ جس کا اس نے خود اقرار کیا ہے۔ دوسری ہمت لگانے کی۔

عمر بن داؤد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ عقبہ بن ابی معبد مرگیا۔ جنازے پر حضرت

بے مردہ اور  
اے اور حق  
کہا تم نے کفر پر  
بہتے جو نہ  
نہیں دوتا  
کھاتا ہے  
کی گواہی دیتا  
ماتے اشیاء



علی علیہ السلام اور صحابی کی ایک جماعت حاضر ہوئی جس میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ ایک حاضر آدمی سے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: عقبہ مرگئے ہیں۔ اور تیری عورت تم پر حرام ہو گئی ہے۔ اس سے مقابرت کر کے پختہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابوالحسن! میں تو آپ کا ہر فیصلہ انوکھا ہوتا ہے۔ لیکن یہ تو حیران کن ہے۔ میرے کوئی اور عورت کسی کی اپنے مرد کے لئے حرام ہو جائے۔ فرمایا: ہاں یہ ٹھیک ہے یہ عقبہ کا تھا۔ اس نے ایک آزاد عورت سے عقد کیا تھا۔ یہ عورت عقبہ کی میراث میں شریک ہو گئی۔ تو اس عورت کو شوہر خود اپنی عورت کے بعض حصے کا غلام ہو گیا۔ آزاد عورت سے غلام متمتع نہیں ہو سکتا جب تک عورت لے آئے اور کر کے پھر شادی نہ کرے۔

روض الجنات میں ابوالفتوح رازی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس چالیس عورتیں حاضر تھیں۔ ان میں سے مرد کی شہوت کے بارے میں پوچھا۔ کہا: مرد کو ایک حصہ اور عورت کو نو حصے زیادہ ہوتی ہے۔ کہنے لگیں کہ اس کی کیا وجہ کہ جس کے پاس ایک حصہ شہوت ہو۔ وہ عقد دائمی منعمہ اور لونڈیاں رکھتا ہے اور جن کے ہاں نو حصے شہوت کے ہیں، وہ صرف ایک شوہر کر سکتی ہے؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے۔ یہ مقدمہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ہر ایک عورت کو پانی کا ایک ایک گلاس لانے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا: اس کو اجازت میں گرا دو۔ پھر ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنا اپنا پانی لے۔ عورتیں بیک زبان عرض کرنے لگیں ہم اس بات کی تمیز نہیں کر سکتیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: مونیوہ ہوں (تو اولاد کی تمیز نہیں ہو سکے گی۔ نسب اور میراث باطل ہو جائے گی)۔ حضرت عمرؓ نے کہا: آپ کے بعد مجھے اللہ باقی نہ رکھے۔

حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت آئی۔ اور کہنے لگی کہ ایک عورت شوہر وار ہو۔ اور اپنے باپ کی اجازت سے شادی کی ہو۔ اور اب دوسرا شوہر کرنا چاہتی ہے کیا یہ بات اس کے لئے جائز ہے؟ سامعین نے انکار کیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اپنا شوہر میرے پاس لاؤ۔ اسے آپ نے حکم دیا کہ اسے طلاق دے دو۔ اس نے طلاق دے دی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص نامرد تھا۔ اس شخص نے اس بات کا اقرار کیا۔ عورت نے عدت گزارے بغیر دوسرے آدمی سے عقد کر لیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ کیا۔ ایک شوہر وار عورت کا جس نے منہ سیاہ کیا تھا ایک چھوٹے لڑکے کے ساتھ۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اسے رجم کیا جائے۔ حضرت علیؓ



علیہ السلام نے فرمایا یہ رجم نہیں ہوگی۔ بلکہ اس پر حد قائم ہوگئی۔ جس نے اس سے زنا کیا ہے۔ وہ بالغ نہیں ہے۔  
 .. من کے ایک شادی شدہ آدمی نے دینے میں زنا کیا حضرت عمر نے حکم دیا کہ اسے رجم کیا جائے۔ امیر المؤمنین  
 حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ اپنے اہل و عیال اور شہر سے دور ہے۔ یہ رجم نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس پر حد  
 واجب ہوگی۔ حضرت عمر نے کہا۔ لا ابقانی اللہ معصلاً لمدین لہا ابوالحسن اللہ مجھے اس مشکل کے لئے باقی نہ  
 رہے جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسن موجود نہ ہوں۔

اصبح بن نباتہ سے روایت ہے کہ پانچ زانیوں کے بارے میں حضرت عمر نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ امیر  
 المؤمنین نے اس حکم کو صحیح نہ سمجھا۔ آپ نے ایک کی گروں اڑادی۔ دوسرے کو رجم تیسرے پر حد قائم کی۔  
 چوتھے پر چاقو کوڑے نصف حد قائم کی۔ پانچویں کو صرف سزا دی۔ حضرت عمر نے کہا آپ نے یہ کیوں کیا حضرت  
 امیر علیہ السلام نے فرمایا پہلی شخص ذمی تھا۔ اس نے مسلمان عورت سے زنا کیا۔ اپنے ذمہ سے نکل گیا۔ دوسرا شادی شدہ  
 تھا۔ اس نے زنا کیا۔ ہم نے اسے رجم کیا تیسرا زانی غیر شادی شدہ تھا۔ ہم نے اس پر حد قائم کی۔ چوتھا زانی غلام تھا  
 ہم نے اس پر نصف حد قائم کی۔ پانچویں پاگل تھا۔ اسے صرف سزا دی۔ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا۔ اے ابوالحسن!  
 میں اس قوم میں زندہ نہ رہوں جس میں آپ موجود نہ ہوں۔

حاتق ابوتراب الخلیفہ کافی کلینی۔ ابو جعفر عاصم بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں کہ  
 ایک لڑکا اور عورت حضرت عمر کے پاس آئے۔ لڑکے نے کہا۔ خدا کی قسم یہ میری ماں ہے۔ اس نے نواہ مجھے  
 اپنے شکم میں رکھا۔ پورے دو سال دو دو چلا دیا۔ اب میرا شمار کرتی ہے۔ اور مجھے بھڑکا دیا ہے اور کہتی ہے۔  
 کہ میں تو جانتی تک نہیں ہوں۔ اسے اس کے چار بھائی لائے تھے۔ اور چالیس آدمیوں نے قہیں کھائیں۔  
 کہ یہ لڑکا جھوٹا ہے یہ اس عورت کو اس کے رشتہ داروں میں لٹوا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے تو آج تک شادی  
 نہیں کی۔ حضرت عمر نے لڑکے پر حد قائم کرنے کا حکم دیا۔ اس رشتہ کے نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا۔ اور کہا  
 یا علی! آپ میرے آدمی ہاں کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ بیٹھ گئے  
 آپ نے اس عورت سے پوچھا کیا تمہارا کوئی ولی ہے؟ عورت عرض کرنے لگی ہاں ہیں۔ یہ میرے چار بھائی موجود  
 ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں تمہاری بہن کے بارے میں جو حکم لگاؤں۔ وہ تمہیں منظور ہے؟ عرض کیا منظور ہے  
 آپ نے فرمایا۔ میں اللہ اور ان لوگوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ میں نے اس عورت کا اس لڑکے سے عقد کر  
 دیا۔ چار سو درہم نقد پر جو میرے مال سے ادا ہوں گے۔ اے قہر درہم سے آؤ۔ قہر چار سو درہم لے کر حاضر خدمت

نزدادی سے حضرت  
 سے مقاربت کرنے  
 بلکہ یہ تو حیران کن  
 ہے یہ عقیدہ کا غلام  
 تو اس عورت کا  
 جب تک عورت

عورتیں حاضر ہوتی  
 یا وہ ہوتی ہے۔  
 بونڈیاں رکھتا ہے  
 ہر خاموش ہو گئے۔

ایک عورت کو  
 کہ پانچا پنا پانی نکال  
 سلام نے فرمایا اگر  
 نے کہا اے علی!

پ کی اجازت سے  
 کیا حضرت امیر  
 اس نے طلاق  
 عورت نے عدت

بخصوص دار عورت  
 حضرت علی



ہو گیا۔ رکے سے فرمایا۔ اے وہوں کو لے کر اپنی بیوی کی گودی میں ڈال دو۔ اور اسے اپنے گھرے جاؤ۔  
 پتلا دھبی۔ الامان الامان۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے فرزند! خدا کی قسم یہ تو میرا فرزند ہے۔ میرے  
 سنے میری شادی بچپن سے کی تھی۔ میں نے اسے جنا۔ جب یہ بالغ ہوا۔ تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور  
 حکم دیا۔ کہ میں بھی اس کا انکار کروں۔ اور میں ان سے ڈرتی ہوں۔ اس عورت نے رکے کے ہاتھ کو پکڑا۔ اور  
 بے کرچی گئی۔ حضرت عمرؓ نے بلند آواز سے کہا۔

لولا علی لہلك عمر

بمکہ جن لیے جب سلسلہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔

حضرت عمرؓ کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی۔ جس نے زنا کر لیا تھا۔ آپ نے اس کے رجم کرنے کا  
 حکم دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس عورت پر تو آپ کو اختیار ہے۔ لیکن جو اس کے شکم میں موجود ہے  
 اس پر آپ کو کیا اختیار ہے۔ اے اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ عرض کیا کہ یہ  
 پھر اس کے بارے میں کیا حکم لگاؤں؟ آپ نے فرمایا۔ فی الحال اسے نگرانی میں رکھو۔ جب بچہ جنم لے اور لڑکے  
 بڑے کوئی کفیل بھی نہ ملے۔ پھر اس پر حد قائم کرنا۔ جب بچہ جنم لے گا۔ تو مر گئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔

لولا علی لہلك عمر

مسئلہ عبدالرحمن بن عوفؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک چور حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا۔ آپ  
 اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ دوسری بار پھر چوری کے الزام میں لایا گیا۔ اس کا پاؤں کاٹا گیا۔ آخر قیسری بار لایا گیا۔ آپ  
 ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو۔ آپ نے اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیا۔  
 اسے قید کر دیا۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور کہا۔ میں جانتا ہوں  
 کہ تو ایک پتھر ہے۔ نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر میں نے رسول اللہ کو بوسے دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا  
 مجھے بوسہ نہ دیتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ یہ فائدہ بھی دیتا ہے اور نقصان بھی کہا وہ کیسے آپ نے فرمایا  
 اللہ عزوجل نے جب انسانوں سے میثاق لیا تھا۔ تو اس بات کو ایک کتاب میں لکھ لیا تھا۔ اور وہ کتاب اس  
 حجر اسود کو کھلا دی گئی تھی۔ تو یہ حجر اسود مومن کی وفاداری اور کافر کے انکار کی گواہی دے گا۔ جب لوگ حجر اسود  
 بوسہ دیتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔ اللہم ایماننا بک وتصديقتنا بک ووفاء بعہدک اے معبود



ایمان لاتے ہیں۔ تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور تیرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا۔ اس کو پورا کرتے ہیں۔  
اس کو ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے۔

شعبہ قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ تم یہ بات کہو۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام یا جو سنت قائم کی۔ وہ اللہ کے حکم سے تھی۔ اس میں اللہ کی حکمت مضمر تھی۔  
فضائل العشرہ میں تحریر ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک سیاہ لڑکا آیا۔ اس کے باپ نے انکار کر دیا کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے اسے سزا دینے کا حکم دیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے اس آدمی سے کہا کہ کیا تم نے اس کی ماں سے حیض کی حالت میں جماع کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے اسی وجہ سے اسے سیاہ کر دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔

لولا علی لهلك عرس

کلبی کی روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں (زوجین) چلے جاؤ۔ یہ تم دونوں کا لڑکھٹے۔ خون نطفہ پر غالب آیا ہے۔

قاضی نعمان شرح الاخبار میں عمر بن حنظلہ سے اور قتادہ باسناد و انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں منیٰ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا۔ ایک اعرابی آیا۔ اس کے پاس اونٹوں کی قطار تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا اس سے پوچھو یہ اونٹ بیچے گا۔ میں گیا اور پوچھا۔ اس نے کہا بچوں گا۔ حضرت عمرؓ نے جا کر اس سے چودہ اونٹ خریدے۔ فرمایا اے انس ان اونٹوں کو پکڑ لو۔ اعرابی نے کہا کجاوے اور چان نہیں دوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں نے ان کو کجاووں اور پٹانوں کے ساتھ خریدا ہے۔ دونوں نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو اپنا حج (ثالث) مقرر کیا۔ آپ نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ تم نے کجاووں اور پٹانوں کی شرط کی تھی؟ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں آپ نے فرمایا صرف اونٹ لے جاسکتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے انس سے کہا۔ اس کے پالان اور کجاوے ان کے حوالے کر دو۔

حضرت عمرؓ کے پاس ملایا آپ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھوڑا سا اس میں سے بچ گیا۔ اس کے متعلق صحابہ سے مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا اس کو آپ سے لیں۔ اگر آپ اس کو تقسیم کریں گے تو یہ تھوڑا حصہ آپ سے آئے گا جس کی طرف کوئی توجہ نہیں دے گا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ اس کو ان میں تقسیم کر دو۔ خواہ کتنا ہی کم نہ آئے۔ تھوڑا اور بہت برابر ہے۔

میرے جاؤ۔ عورت  
میرے بھائیوں  
انکار کیا اور مجھے  
کو پکڑا۔ اور اسے

رجم کرنے کا حکم  
موجود ہے۔  
میں کیا کہیں  
تھے۔ اور لڑکے کے

آگیا۔ آپ نے  
دلا یا گیا۔ آپ نے  
دیا ہے۔ اب

جانتا ہوں۔  
دیکھا ہوتا۔ تو  
پہننے فرمایا۔

کتاب میں  
میں جبر اسود کو  
اے معبود



ابو عثمان نہدی کو بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں نے اپنی عورت کو طلاق دیں ہیں۔ ایک طلاق زمانہ شرک میں اور دو طلاق زمانہ اسلام میں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے۔ اس نے کہا آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ یہ حضرت عمرؓ نے کہا اس وقت تک انتظار کرو جب تک علی بن ابی طالب نہ آئیں۔ حضرت علیؓ تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ سے اپنا واقعہ بیان کرو۔ آپ نے آپ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جو طلاق تم نے اسلام لائے سے پہلے دی ہے۔ اسے اسلام نے ختم کر دیا ہے۔

ابو القاسم کوئی اور قاضی نعمان اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں ایک غلام پیش کیا گیا جس نے اپنے مالک کو قتل کر دیا تھا۔ آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے اس کو گھلایا۔ اور آپ نے فرمایا کیا تم نے اپنے مالک کو قتل کر دیا ہے؟

غلام۔ ہاں قتل کیا ہے۔  
حضرت امیر۔ کیوں قتل کیا ہے؟  
غلام۔ اس نے مجھ سے جبراً باغی کیے۔  
حضرت امیر۔ (مقتول کے ورثہ سے کیا تم نے اپنے مردے کو دفن کر دیا۔  
وارثہ۔ ہاں دفن کر دیا۔

حضرت امیر۔ یمن دن کے بعد اس شخص کو میرے پاس لانا۔  
یمن دن کے بعد وہ لوگ آجاتے ہیں حضرت علیؓ علیہ السلام حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے بائز بنے دتے ہیں اور مقتول کی قبر پر کھڑے ہو کر دریافت کرتے ہیں۔  
حضرت امیر۔ کیا تمہارے ساتھی کی یہی قبر ہے؟  
وارثہ۔ ہاں ضرور یہی قبر ہے۔

حضرت۔ اس کو کھو دو۔  
انہوں نے قبر کو لٹکے کھنڈاں

حضرت امیر۔ اپنی عیبت کو قبر سے باہر نکالو۔

انہوں نے دیکھا کہ مردہ قبر میں موجود نہیں ہے۔



حضرت امیر۔۔۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! خدا کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میری بات چھوٹی ثابت ہوئی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا کہ میری امت کا جو فرد لوط کی قوم کا کام کرے گا۔ اور اس طریق پر انتقال کرے۔ وہ اپنی قبر میں مقررہ وقت تک رہے گا۔ وہ تین دن سے زیادہ قبر میں نہیں رہے گا۔ زمین اسے قوم لوط کی طرف پھینک دے گی۔ جو ہلاک ہو گئی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کا حشر انھیں لوگوں کے ساتھ کرے گا۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ شام کے حاجیوں نے راستے میں احرام کی حالت میں شتر مرغ کے پانچ اٹھائے۔ انھیں بچا کر کھا گئے پھر کہنے لگے ہم نے غلطی کی ہے۔ ہم نے احرام کی حالت میں شکار کیا ہے۔ یہ سنیں اگر حضرت عمر سے واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر نے کہا جماعت صحابہ کے پاس جاؤ ان سے اس بارے میں دریافت کرو۔ تاکہ وہ اس بارے میں کوئی فیصلہ کریں۔ انہوں نے صحابہ سے دریافت کیا لیکن ایک کا فتویٰ دوسرے کے فتوے کے خلاف ہوتا تھا۔ حضرت عمر نے کہا یہاں ایک اور آدمی رہتا ہے جب ہم کسی مسئلہ میں آپس میں اختلاف کرتے ہیں تو اسے اپنا حکم بتاتے ہیں۔ پھر آپ نے ایک شخص کو عطیہ نامی عورت کے پاس روانہ کیا۔ اس سے اس کی گدھی مستعار لی اس پر سوار ہوئے۔ لوگوں کو لے کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت بیچ کے مقام پر موجود تھے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عمر سے کہا۔ انھیں حکم دیں کہ پانچ ٹوٹیاں کا بھن کر اینٹیں جیب نیچے پیدا کریں۔ تو ان بچوں کو تاوان کے طور پر دیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا کہ ابو الحسن! بعض اوقات اونٹنی بچہ نہیں جنتی آپ نے فرمایا بعض اوقات انڈا بھی تو گندا ہو جاتا ہے۔

ہیشم ایک شکر میں تھا۔ جب چھ ماہ کے بعد واپس آیا۔ تو اس کی بیوی نے ایک بچہ جنا ہوا تھا۔ اس نے بچے کا انکار کر دیا۔ وہ حضرت عمر کی خدمت میں آیا۔ آپ نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عورت کو رجم ہونے سے پہلے پایا۔ حضرت عمر سے فرمایا۔ کچھ تو لحاظ کرو۔ یہ عورت سچ کہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وحملہ وفضالہ ثلاثون شهراً حمل اور دودھ چھڑوانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین مائیں اپنی اولاد کو دو سال پورے دودھ پلائیں حمل اور رضاعت کی مدت تیس ماہ ہوگی۔

تشریح۔ کم از کم حمل کی مدت چالیس دن ہیں جو نطفہ کے انعقاد کا زمانہ ہے اور بچے کے کم از کم زندہ

سنا اپنی عورت کو تمہیں  
میں کیا رائے ہے؟  
وقت تک انتظار کرو۔  
ایسا واقعہ بیان کرو۔ اس  
سی ہے۔ اسے اسلام

ملافت میں ایک غلام  
علیہ السلام نے اس

ہوئے بائزث ریف



پیدا ہونے کی میعاد چھ ماہ ہے۔ نطفہ رحم میں چالیس دن رہتا ہے۔ پھر چالیس دن میں غلقہ، پھر چالیس دن میں مضغہ بن جاتا ہے۔ چالیس دن میں اس کی شکل بنتی ہے۔ اور بیس روز کے اندر اس میں روح داخل جاتی ہے۔

احمد بن عامر بن سلیمان طائی امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر کے سامنے ایک شخص نے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ اس نے انصاریں سے ایک شخص کا لڑکا قتل کیا ہے۔ حضرت عمر نے مقتول کے باپ کے حوالے قتل کرنے کے لئے کہا۔ اس نے اسے توار کی ضربیں لگائیں۔ اور خیال کیا کہ یہ ہلا ہو گیا۔

مضروب کو گھرایا گیا۔ اس میں رت جہاں باقی تھی۔ چھ ماہ کے بعد اس کا زخم ٹھیک ہو گیا۔ اور وہ تندرست ہو گیا۔ مقتول کا باپ پھر اسے پکڑ کر حضرت عمر کے پاس لایا۔ حضرت عمر نے اسے مقتول کا باپ کے حوالے کر دیا۔ یہ دیکھ کر وہ شخص امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں فریاد کرنے لگا۔ حضرت علیؑ۔ (حضرت عمر سے مخاطب ہو کر) آپ نے اس شخص کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے؟ حضرت عمر۔ نفس کے بدلے نفس۔

حضرت علیؑ۔ ایک دفعہ پہلے قتل نہیں کیا گیا؟ حضرت عمر۔ ہاں میں نے قتل کر دیا تھا۔ لیکن یہ زندہ رہا۔ حضرت علیؑ۔ دو دفعہ قتل ہو گا؟

حضرت عمر۔ (حیرانی کے عالم میں) پھر آپ ہی فیصلہ فرمائیں؟

حضرت علیؑ (مقتول کے باپ سے) آپ نے ایک دفعہ اسے قتل نہیں کیا؟

مقتول کا باپ۔ ہاں قتل تو کیا ہے۔ لیکن اگر یہ زندہ رہا۔ تو میرے بیٹے کا خون بے کار گیا۔

حضرت علیؑ۔ نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ تجھے اس شخص کے حوالے کیا جائے۔ تاکہ جو کچھ تو نے اس کے ساتھ

کیا ہے۔ وہ اس کا تم سے بدلہ لے سکے۔ پھر تم اس کو اپنے فرزند کے خون کے عوض میں قتل کرنا۔

مقتول کا باپ۔ خدا کی قسم اس صورت میں مجھے موت یقینی معلوم ہوتی ہے۔

حضرت علیؑ۔ اسے تجھ سے ضرور بدلہ لینا چاہیے۔

مقتول کا باپ۔ میں اپنے بیٹے کے خون سے درگزر کرتا ہوں۔ اور مجھ سے قصاص نہ لیا جائے۔ حضرت نے



ان کے درمیان اپنے اپنے دعوے کے چھوڑ دینے کا معاہدہ تحریر کیا یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے۔ اور کہا اے ابوالحسن! اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ آپ حضرات اہل بیت ہجرت ہیں۔

پھر کہا لولا علی لہلک عمر

سنی شیعہ دونوں نے بیان کیا ہے۔ قدامہ بن مظعون نے شراب پی حضرت عمرؓ نے حد جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا مجھ پر حد واجب نہیں اس آیت کی رو سے لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ کھانے پینے کی چیزیں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے حضرت عمرؓ نے اس سے حد روک دی علی علیہ السلام کو جب یہ بات معلوم ہوئی۔ فرمایا۔ قدامہ اس آیت کا اہل نہیں ایمان والے اور نیک عمل بنالانے والے لوگ کبھی حرام کو حلال نہیں کرتے۔ قدامہ مرتد ہو گیا ہے۔ اس سے توبہ طلب کرو جو کچھ اس نے کہا ہے پھر اس پر حد قائم کرو۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کرو۔ یہ دین سے خارج ہو گیا ہے۔ اس بیان سے حضرت عمرؓ کو سمجھ آئی۔ واقعہ سے قدامہ کو آگاہ کیا۔ قدامہ نے توبہ کی حضرت عمرؓ نے اس پر اسی کوڑے لگائے

حسن عطاء۔ قتادہ شعبہ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت پاگل سے کسی شخص نے بدکاری کی شہادت قائم ہو گئی حضرت عمرؓ نے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اس عورت کو واپس لے جاؤ۔ اور اسے جاکر کہو کہ تجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ کہ یہ فلاں قبیلہ کی باگل عورت ہے بنی صلعم نے فرمایا ہے پاگل پر اس وقت تک کے لئے معاف ہے جب تک ہوش میں نہ آجائے۔ یہ تو مثلہ عقل اور نفس ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ اللہ آپ کو کشتائش دے قریب تھا۔ کہ میں اس کے کوڑے میں ہلاک ہو جاتا۔ اس بات کا صحیح بخاری میں اشارہ موجود ہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں دو عورتیں لڑکے کے متعلق جھگڑا کرتی ہوئیں آئیں ہر ایک کہتی تھی کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ ان میں سے کسی کے پاس کوئی گواہ نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ کو یہ سن کر غم لاحق ہوا۔ اس پریشانی کا ذکر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دونوں عورتوں کو بلا کر وعظ نصیحت کی۔

اور خوف دلایا۔ کہ تم اپنے جھگڑے سے باز آ جاؤ۔ لیکن وہ اپنے موقف پر ڈٹی رہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے

فرمایا۔ رکائے آؤ۔

عورتیں۔ کیا کرو گے؟

حضرت امیر علیہ السلام۔ ہمیں اس کے دو ٹکڑے کروں گا۔ اور تم میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دوں گا۔

پھر چالیس دن  
روح داخل ہو

سائنس ایک

ہم نے مقتول

کیا کہ یہ ہلاک

آگیا۔ اور وہ

مقتول کے

سئلہ کیلئے؟

نے ساتھ

کرنا۔

ت نے



ایک عورت خاموش ہو گئی۔ دوسری نے کہا اللہ اللہ! اسے ابو الحسن! اگر یہی بات ہے تو میں اسے

دینے کے لئے تیار ہوں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ اللہ اکبر یہ اس عورت کا فرزند ہے۔ اور اس کا نہیں ہے۔ مگر اس کا بیٹا جوتا تو منور  
اس پر رقت طاری ہوئی اور شفقت مادی جوش میں آئی۔ دوسری عورت نے اقرار کیا کہ وہ واقعی اسی کا لڑکا  
ہے۔

قیس بن بریج، جابر جعفی سے وہ تمیم بن حزام اسدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس دو  
لڑکیاں ایک لڑکے اور ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا کرتی ہوئیں آئیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا مشکل کشا ابو الحسن  
کہاں ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام کو بلا یا گیا۔ بارگاہ آپ کے سامنے پیش ہوا۔ آپ نے بدشیشاں منگوا لیں  
ان کا وزن کیا۔ پھر ہر ایک لونڈی سے کہا اس میں اپنا دودھ دودھ۔ دونوں شیشیوں کا وزن کیا۔ ایک دوسری سے  
وزنی ثابت ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ لڑکا اس کا ہے جس کا دودھ وزنی ہے اور لڑکی اس کی ہے جس کا دودھ ہلکا  
ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اسے ابو الحسن! یہ کیوں کر معلوم کیا؟ فرمایا۔ اللہ عزوجل نے مرد کا حصہ عورت سے  
دوگنا بنایا ہے۔ اطباء اس فرمان کو اس قرار سے کر دودھ کو جانچ کر لڑکی اور لڑکے کے بارے میں حکم لگاتے  
ایک عورت نے اندھے کی سفیدی اپنی سوکن کے بستر پر ڈال دی۔ اور اپنے شوہر سے کہنے لگی۔ تمہارا  
اس عورت سے ایک اجنبی مرد نے ہمبستری کی ہے اس کے کپڑوں کی تلاشی کے لیے۔ تلاشی کے دوران میں  
پانی گئی۔ حضرت عمرؓ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے عورت کو براؤینے کا ارادہ کیا۔ امیر المومنین علیہ السلام  
نے فرمایا گرم پانی لاؤ۔ جو سخت گرم کیا گیا ہو۔ پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے اس جگہ پر ڈالنے کا حکم دیا۔ سفیدی  
گئی۔ اور اس عورت کی طرف پھینک دی گئی۔ آپ نے فرمایا تمہارا کمر بہت بڑا ہوتا ہے۔ مرد سے کہا  
عورت کو گھر لے جاؤ۔ اس پر تہمت لگائی گئی ہے اور دوسری عورت پر حد جاری کی۔

ابو الحسن رویانی نے احکام میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک جڑواں بچے جن کے  
جسم ایک دوسرے کے ساتھ پیوست تھے پیدا ہوئے۔ ان میں ایک زندہ تھا۔ اور دوسرا مردہ۔ حضرت  
کہا کہ ان کو لوہے کے ذریعے جدا کر دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا۔ مردہ کو دفن کیا جائے۔ زندہ خود  
ہو جائے گا۔ ایسا کیا گیا کئی دن کے بعد زندہ مردہ سے الگ ہو گیا۔  
حضرت عمرؓ نے کبدہ کے لباس کے تانے کا ارادہ کیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس میں مال کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

اول وہ مال جو مسلمانوں میں بطور میراث تقسیم ہوتا ہے۔

دوم۔ مال غنیمت جو مستحقین میں تقسیم ہوتا ہے۔

تیسرے خمس اس کے لئے بھی اللہ عزوجل نے ایک جگہ مقرر کی ہے جہاں سے دیا جائے۔

چوتھے صدقات اس کے لئے بھی ایک جگہ مقرر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کعبہ کا لباس اپنی جگہ پر چھوڑا جاتا تھا۔ رسول اللہ نے بھول کر نہیں چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ جگہ کسی سے مخفی بھی نہیں تھی جہاں اسے اللہ اور اس کے رسول نے رکھا ہے۔ تم بھی اس کو بڑی رہنے دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر آپ نہ ہوتے تو میں رسوا ہوتا۔ لباس اپنی جگہ چھوڑ دیا گیا۔

واحد سیدھا بن ابن عہدی خدمۃ الابرار میں باسناد ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ جب سفید ہمارے (مخوسی) کو شکست ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ ان مجوسیوں کا یہودیوں اور عمارت کے ساتھ کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ان کے پاس تو کتاب موجود ہے۔ اور مجوسیوں کے پاس تو کوئی کتاب بھی نہیں ہے۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کے پاس بھی کتاب موجود تھی۔ میں یہ اٹھا دی گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ایک بادشاہ نے نشے کی حالت میں اپنی بیوی باہن سے زنا کیا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا۔ اس سے نجات کیونکر ہوگی کسی نے کہا کہ تمام اہل مملکت کو جمع کر کے کہو کہ میں اس بات کو حلال تصور کرتا ہوں اور تم بھی اسے حلال جانو۔ اور اس نے جمن کر کے اس بات کا اعلان کیا کہ اس چیز کو جائزہ تصور کرو۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کے لئے گڑھے کھدوائے اور ان میں آگ جلائی گئی اور انہیں گڑھوں کے سامنے لایا گیا۔ جس نے اس بات کے ماننے کا انکار کیا۔ اس کو گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ اور جس نے اس بات کو قبول کیا۔ اس کو چھوڑ دیا گیا۔ (اسی وجہ سے کتاب اٹھا لی گئی)

جابر بن یزید عمیر بن ادس اور ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے علم نہیں ہے کہ میں مجوسیوں کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ ابن عباسؓ کہاں ہیں ہونگوں نے کہا یہاں موجود ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ سے کہا مجوسیوں کے بارے میں علیؓ علیہ السلام کو کیا کہتے سنا ہے۔ اگر کچھ نہیں سنا۔ تو جا کر آپ سے دریافت کرو۔ ابن عباسؓ علیؓ علیہ السلام دم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے اس بارے میں پوچھا۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فوقین سے

ما ہوتا تو ضرور

ی اسی کا لڑکا

کے پاس دو

شاہ ابوالحسن

شاہ منگولیں

دوسری سے

کا دودھ ہلکا

عورت سے

میں حکم لگتے ہیں

کہنے لگی۔ تمہاری

دوران میں سفیدی

میں عید اسلام

یا سفیدی پاک

و سے کہا اپنی

پہلے جن کے

حضرت عمرؓ نے

زندہ خود الگ

نے فرمایا۔ قرآن



افمن يهدى الى الحق احق ان يتبع امن لا يهدى الا ان يهدى فمالكم  
كيف تحكمون۔ پھر فتوے دیا۔

حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے ایک بڑھے کے ساتھ شادی کی تھی۔ حالت جماع میں وہ اس کے سینے پر مرکب رہ گیا۔ اس عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ متوفی کی اولاد نے حضرت عمرؓ کے پاس دعوت کیا کہ یہ لڑکا زنا کا ہے۔ حضرت عمرؓ نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ امیر المومنینؓ نے اس عورت کو دیکھا تو ان لوگوں سے پوچھا کہ اس مرنے والے کس روز اس عورت سے شادی کی تھی۔ کس روز زفاف کیا۔ اور اس کے جماع کی کیفیت کیا تھی۔ انھوں نے کہا ہم اس بات کو نہیں جانتے۔ امیر المومنینؓ نے اس کے ہم سن لڑکوں کو بلایا اور فرمایا کہ کھیلو۔ جب کھیل میں مست ہو گئے۔ حضرت نے ایک زور کی آواز بلند کی۔ لڑکے کھڑے ہو گئے۔ لیکن بڑھے والا لڑکا ہتھیلیوں پر سہارا دے کر کھڑا ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا میں نے اس لڑکے کے ہتھیلیوں پر سہارا لینے سے اس کے باپ کی کمزوری کو دیکھا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس لڑکے کو باپ کا وارث قرار دیا۔ اس کے ان بھائیوں پر جو باپ کی طرف سے تھے۔ جو چھوٹے تھے۔ حد جاری کی۔ خطیب کی اربعین میں کسے کہ ایک عورت کے متعلق گواہوں نے گواہی دی کہ عرب کے ایک چشمہ پر یہ ایک مرد کے ساتھ پانی لگتی۔ جس نے اس سے دلی کی ہے۔ حالانکہ وہ اس کا شوہر نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے رجم کرنے کا حکم دیا۔ یہ سن کر وہ عورت کہنے لگی۔ اے معبود! تو جانتا ہے۔ میں اس بات سے بڑی ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ ناراض ہو گئے۔ امیر المومنینؓ حضرت علیؓ سلام نے فرمایا۔ اس سے ہرچھو تو ہے۔ یہ کیا کہتی ہے؟ وہ عورت عرض کرنے لگی۔ میں اپنے خاندان کے اونٹ سے کپڑے کے ٹپے چلی گئی۔ میرے ساتھ پانی بھی تھا۔ میرے اونٹوں کے گلے میں کوئی دودھ والا جانور نہیں تھا۔ میرا پانی ختم ہو گیا۔ میں نے اس شخص سے پانی طلب کیا۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ اس شرط پر دوں گا۔ کہ تو مجھے منہ سیاہ کرنے دے۔ میں نے اس بات سے انکار کیا۔ جب میں پیاس کی شدت سے جاں بدب ہو گئی۔ تو پھر میں نے منہ سیاہ کرنے دیا۔

امیر المومنینؓ نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ فمن المضطر في محمصة غير متجائف فلا شئ عليه

تہذیب الاحکام میں تحریر ہے کہ دو آدمیوں نے ایک عورت کے پاس امانت سپرد کی۔ اور کہا ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا۔ جب تک ہم دونوں جمع نہ ہوں۔ دونوں چلے گئے اور کچھ عرصہ کے بعد ایک نے آکر کہا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے۔ امانت مجھے واپس کر دو۔ عورت نے پہلے تو انکار کیا۔ لیکن جب اس نے



بہت تنگ کیا۔ تو پھر مال واپس کر دیا۔ کچھ مدت کے بعد اس کا دوسرا ساتھی آگیا۔ اور کہنے لگا۔ میری امانت واپس کرو۔ اس عورت نے کہا کہ تیرا دوسرا ساتھی نے کیا ہے۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ حضرت عمر کے پاس لے گئے۔ آپ نے عورت سے کہا آپ کو واپس کر دینا چاہئے۔ اس عورت نے کہا۔ اس شخص کے اور میرے درمیان علی علیہ السلام کو حکم مقرر کر دیجئے۔ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہاری امانت (رضی کرو) میرے پاس موجود ہے تم دونوں نے اس سے کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں جمع نہ ہوں کسی کو نہ دینا۔ جاؤ اپنے ساتھی کو بلا کرے آؤ حضرت نے فرمایا۔ یہ دونوں اس عورت کے ال کو ختم کرنا چاہتے تھے۔

غریب الحدیث میں تحریر ہے کہ حضرت عمر کے پاس دو شخص آئے اور پوچھا کہ لونڈی کی کتنی طلاقیں ہیں۔ حضرت عمر انہوں کے ایک حلقہ کی طرف متوجہ ہوئے جس میں ایک اس شخص موجود تھا۔ اس سے مسئلہ دریافت کیا۔ اس نے کہا دو طلاق۔ ان دونوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ دو طلاق۔ ان میں سے ایک نے کہا ہم آپ کے پاس آئے کہ آپ امیر المؤمنین ہیں اور آپ سے مسئلہ دریافت کریں گے۔ آپ نے تو دوسرے شخص سے مسئلہ دریافت کیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا کیا تم جانتے نہیں کہ یہ شخص کون ہے۔ یہ علی بن ابی طالب ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ہے کہ سنا ہے۔ لو ان السماوات والارض وضعت فی کفة و وضع ایمان علی فی کفة لم یزح ایمان علی اگر آسمان اور زمین ایک پلڑے میں لو علی کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے۔ تو علی کا ایمان بھاری ہوگا۔

## فصل ۴

حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے

کشف ثعلبی۔ ابن عیین خطیب اور موطا مالک میں۔ بختہ بن بدیع جہمی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان کے پاس ایک ایسی عورت نکلی گئی جس نے چھ ماہ میں پچھ جانا تھا۔ آپ نے رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تم سے اس بارے میں کتاب خدا کے ذریعے جھگڑا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسے وحیدہ فصحاء ثمانون شہرا پھر کہا ہے والوالدات یرضعن اولادھن ھوایں کامیلین لمن اراد ان یرضع الرضاۃ ورسال مدنی وروہ پلانے کی ہوئی۔ اور چھ ماہ مدنی تھیں ہوئی۔

ما لکم

حالت جماع میں

عمر کے پاس

برت کو دیکھا تو

با۔ اور اس کے

کے ہم سن لڑکوں

لڑکے کھڑے

لا میں نے اس

لام نے اس لڑکے

حد جاری کی۔

کہ عرب کے ایک

شوبہ نہیں تھا۔

تا ہے۔ میں اس

نے فرمایا۔ اس سے

برائے کئے چلی گئی۔

ختم ہو گیا۔ میں نے

ہ کرنے دے۔ میں

تہ سیاہ کرنے دیا۔

تعلیہ

سپر دکی۔ اور کہا

عرصہ کے بعد ایک

ہوئی۔



ثبوت سنی دونوں نے بیان کیا ہے۔ ایک شخص کی ایک کمینہ تھی۔ اس سے اس کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ بعد ازاں  
اپنے غلام سے عقد کر دیا۔ اور خود مر گیا۔ یہ عورت اپنے لڑکے کے ملک میں آگئی۔ اس کا لڑکا اس کے شوہر کا وارث  
ہوا۔ کیوں کہ وہ اس کا باپ تھا۔ اس کے بعد یہ لڑکا بھی وفات پا گیا۔ اب اس لونڈی نے اپنے اس لڑکے کی  
حاصل کی۔ جس میں یہ غلام بھی شامل تھا۔ جو اس کا شوہر ہے۔ یہ دونوں اپنا جھگڑا حضرت عثمان کے پاس سے  
لونڈی کتنی تھی یہ میرا غلام ہے۔ غلام کتنا تھا۔ یہ میری عورت ہے۔ حضرت عثمان نے کہا۔ یہ بڑی مشکل ہے۔  
امویہ بن حضرت علی علیہ السلام وہیں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا اس عورت سے پوچھو کہ جب اس نے اپنے  
کی میراث حاصل کی ہے۔ اس کے بعد تو اس نے جماع نہیں کیا کہنے لگی۔ نہیں فرمایا۔ اگر وہ ایسا کرتا۔ تو میر  
اس کو سزا دیتا۔ جاؤ یہ تیرا غلام ہے۔ اس کا تم پر کوئی حق نہیں ہے۔ اگر تو چاہے تو اسے آزاد کرے۔ چاہے  
غلام رکھے۔ چاہے اسے بیچ ڈالے۔ یہ سب باتیں تیرے اختیار میں ہیں۔

بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں ایک مکاتبہ عورت نے زنا کیا جس کے تین  
آزاد ہو چکے تھے۔ حضرت عثمان نے اس کے متعلق امیر المومنین سے پوچھا۔ حریت اور اقیقت کے حساب  
حد لگائی جائے گی۔ زید بن ثابتؓ نے کہا۔ حریت کے حساب سے سزا دی جائے گی۔ فرمایا۔ حریت کے  
سے کیسے سزا دی جائے گی۔ اس کے تین حصے آزاد ہو چکے ہیں۔ جو حریت سے زیادہ ہیں۔ عرض کیا اگر  
ہے۔ تو حریت کے لحاظ سے میراث بھی پائے گی۔ فرمایا۔ ضرور زید خاموش ہو گیا۔

سفیان بن عیینہ باسناد خود محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک شخص کی دو عورتیں ایک  
دوسری ہاشمیہ تھیں۔ انصار یہ کو طلاق دے دی کچھ مدت کے بعد خود مر گیا۔ انصار یہ نے بیان کیا۔ کہ  
عدہ میں ہوں۔ حضرت عثمان کے پاس اس بات کے گواہ بھی پیش کر دیئے۔ اور میراث طلب کیا۔  
کرنے میں شش پنج میں پڑ گئے۔ دونوں کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا۔ فرمایا۔ تم اس  
قسم کھاؤ۔ کہ طلاق کے بعد تجھے تین حیض نہیں آئے۔ (اگر یہ بات ہے) تو میراث حاصل کر لو۔  
نے ہاشمیہ سے کہا۔ یہ تیرے ابن عام کا فیصلہ ہے کہنے لگی میں راضی ہوں۔ قسم کھائے اور میراث  
لے۔ انصار یہ نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ اور میراث چھوڑ دیا۔

ایک شخص کے پاس بیٹیم لڑکی تھی اس کی عورت کو یہ خود ہوا۔ کہہیں شوہر اس سے شادی نہ کرے۔  
اور شوہر تو زکوٰۃ لے کر اس کی بکارت انگلی سے زائل کر دی۔ جب اس کا شوہر واپس آیا۔ تو



اس لڑکی پر بڑائی کی تہمت لگائی۔ اور اپنی ہمسائی عورتوں سے اس بات کی گواہی بھی دلا دی۔ یہ مقدمہ حضرت عثمان یا حضرت عمر کی خدمت میں پیش ہوا۔ ان لوگوں کو لے کر آپ علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے گواہ کے بارے میں پوچھا۔ وہ عورت کہنے لگی۔ میرے یہ ہمسائے گواہ ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے تلوار کو میان سے نکال کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے عورت کو طلب کیا۔ اور اس سے اچھی طرح دریافت کیا۔ وہ اپنی بات پر اڑی رہی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے واپس کر دیا۔ ایک گواہ کو طلب کیا۔ اب گھنٹوں کے بل بیٹھ گئے آپ نے فرمایا۔ تم جانتی ہو کہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اور میری یہ تلوار موجود ہے۔ اس مرد کی عورت نے جو کچھ کہا ہے میں نے اسے مان دیا ہے۔ اگر تم نے مجھ سے سچی بات بیان نہ کی۔ تو میں تمہیں تلوار پر رکھ لوں گا۔ وہ عورت عرض کرنے لگی۔ اگر میں سچ کہوں۔ تو اماں دے دو گے۔ آپ نے فرمایا۔ سچ بولو۔ اس عورت نے کہا خدا کی قسم! اس نے اس لڑکی کی خوبصورتی کو دیکھ کر خائف ہوئی۔ کہ کہیں اس کے شبہ ہر کا جی خراب نہ ہو جائے۔ اس وجہ سے اس لڑکی کو نشہ آور چیز پلا دی۔ اور میں بلایا۔ ہم نے اس کو پکڑے رکھا۔ اس نے اپنی انگلی سے اس کی بکارت نائل کر دی۔ یہ سن کر امیر علیہ السلام نے اللہ اکبر کہا۔ اور فرمایا۔ میں دانیال نبی کے بعد پہلا شخص ہوں جس نے گواہوں میں فری ننگالا۔ اس عورت پر تہمت کی حد مقرر کی۔ اور ان عورتوں پر پتھر کا تار ان مقرر فرمایا۔ اور اس لڑکی کا عفر چار سو درہم مقرر کیا۔

حکم دیا کہ عورت اپنے مرد سے الگ ہو جائے۔ اور اس کا شبہ ہر سے طلاق دے دے۔ اور اس لڑکی سے اس کی شادی کر دی۔ حضرت عمر نے عرض کیا اے ابوالحسن! ہمیں دانیال کی حدیث سے آگاہ فرمائیے۔ جناب امیر علیہ السلام نے حکایت بیان کی کہ بنو اسرائیل کے بادشاہ کے دو قاضی تھے۔ ان دونوں کا ایک دوست تھا۔ جو نیک آدمی تھا اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔ بادشاہ نے اسے کسی کام کے لئے بھیجا۔ اس شخص نے قاضیوں سے کہا کہ میری غیر حاضری میں میری عورت کا خیال رکھنا۔ انہوں نے کہا ہاں ضرور خیال رکھیں گے۔ آدمی چلا گیا قاضی صاحبان دوست کے دروازے پر آتے رہے۔ اور اس کی بیوی پر لٹو ہو گئے۔ لیکن عورت ان کے پھنڈے میں نہ آئی۔ وہ انکار کرتی رہی۔ آخر کار انھوں نے کہا کہ ہم تیرے خلاف بادشاہ کے دربار میں زنا کی شہادت دیں گے۔ اور پھر ہم تجھے ضرور رجم کر دیں گے۔ عورت نے کہا جو کچھ تمہارے جی میں آئے۔ جہاد اور کرو۔ بادشاہ نے اس بات کو برا خیال کیا۔ وزیر سے مشورہ کیا

کا پیدا ہوا۔ پھر اس کا  
س کے شوہر کا وارث  
نے اس لڑکے کی بھی میراث  
تاکے پاس لے آئے۔  
میں مشکل ہے۔ امیر  
اس نے اپنے لڑکے  
ایسا کرتا۔ تو میں ضرور  
ادکرے۔ چاہے اسے

س کے تین حصے  
ت کے حساب سے  
میت کے حساب  
عرض کیا اگر یہ بات

تیس ایک انصاریہ  
بیان کیا کہ میں ابھی  
سب کیا۔ آپ فیصلہ  
یا تم اس بات کی  
کر لو۔ حضرت عثمان  
زمیراث حاصل کر

نہ کرے۔ اس نے  
یا۔ تو اس نے



اس نے کہا میں اس کا کوئی عمل نہیں بتا سکتا۔ وزیر باہر چلا گیا۔ راستے میں اس کے کھیل رہے تھے۔ جن میں حضرت ابن بھی تھے۔ وانیال نے لڑکوں کو بلایا۔ اور کہا کہ میں بادشاہ بتا ہوں اسے فلاں! تم عابدہ عورت بنو۔ اسے فلاں! تم دونوں قاضی بنو۔ اور اس عورت پر گواہی دو۔ پھر مٹی جمع کر کے اس کی ایک تنوار بنائی۔ پھر لڑکوں سے کہا۔ اس کو (ایک قاضی لڑکے کو) فلاں جگہ پر جا کر بٹھا دو۔ (جب بٹھا چکے) تو کہا۔ اس کو (دوسرے قاضی کو) فلاں جگہ پر بٹھا دو۔ پھر ایک قاضی لڑکے کو طلب کیا۔ فرمایا۔ سچ کہو اگر سچ نہ کہا۔ تو ہمیں تلواریں سے قتل کرو گے! کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ اس عورت نے زنا کیا ہے۔ کہا۔ کب؟ کہا فلاں دن۔ کہا کس کے ساتھ۔ کہا فلاں کے ساتھ۔ کہا۔ کہاں پر؟ کہا فلاں جگہ۔ لڑکوں سے کہا۔ اسے جا کر اپنی جگہ پر بٹھا دو۔ اور دوسرے کو لے آؤ۔ دوسرا حاضر ہو گیا۔ کہا۔ تمہاری کیا گواہی ہے؟ کہا اس نے زنا کیا ہے۔ کہا کب؟ کہا فلاں دن۔ کہا کس کے ساتھ۔ کہا فلاں بن فلاں کے ساتھ۔ کہا کس جگہ؟ کہا فلاں جگہ۔ اس نے اپنے ساتھی کی گواہی سے مختلف گواہی دی۔ وانیال نے کہا۔ اللہ اکبر! اسے فلاں ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ لوگوں میں اعلان کیا کہ انھوں نے فلاں عورت پر جھوٹی گواہی دی ہے۔ انھیں لے آؤ تاکہ انھیں قتل کیا جائے۔ وزیر جلدی جلدی بادشاہ کے پاس گیا۔ اسے واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نے قاضیوں کے بیان لئے۔ انھوں نے مختلف بیان دیئے۔ اور انھیں قتل کر دیا۔

## فصل ۵

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے وہ فیصلے جو بیعت عامہ کے بعد کئے

کتاب من الیہ حضرہ الفقہ میں تحریر ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا بصرہ کی لڑائی کے بعد ایک راستے سے گزر رہا تھا۔ جس پر ایک عورت اور عین مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا۔ انھوں نے کہا یہ عورت حاملہ تھی۔ جب لڑائی اور ہزیمت کو دیکھا تو ڈگئی۔ آپ نے فرمایا۔ ان میں سے پہلے کون مر رہا ہے۔ عرض کیا۔ اس کا بیٹا۔ آپ نے اس کے شوہر کو طلب کیا۔ جو مردہ لڑکے کا باپ تھا۔ اسے اپنے بیٹی کی میت میں لٹکا کا رشتہ قرار دیا۔ اور اس کی ماں کو بھی ثلث دیت کا وارث بنایا۔ پھر مرد کو اپنی مردہ عورت کے اس ثلث دیت کے نصف کا وارث بنایا۔ جو اس نے اپنے مردہ فرزند کی میراث سے حاصل کیا تھا۔ باقی میت کے رشتہ دار وارث ہوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ نیز حضرت علی



علیہ السلام نے عورت کی نصف دیت کا بھی شوق کو وارث بنایا۔ جو دو ہزار پانچ سو درہم تھی۔ کیوں کہ عورت کا اور کوئی ترکہ نہیں تھا۔ یہ تمام رقم پریت المال بصرہ سے ادا کی گئی۔

میں حضرت زینال

د۔ اسے نکال:

لوگوں سے

سے قاضی

سے قتل کروں گا۔

ساتھ۔ کہا فایا

وہ دوسرے

فلاں دن

ساتھ کی

ای وی ہے۔

تک کیا جائے

لئے۔ انھوں

لئے

کے بعد

نے

دیکھا تو

لو طلب

تک دیت

پنے مردہ

حضرت علی

احکام شریعہ میں خزانہ فنی سلمہ بن کھیل کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک شخص کو غلطی سے قتل کیا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا۔ تیرے رشتہ دار اور قرابت دار کہاں رہتے ہیں؟ عرض کیا موصل میں رہتے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے عامل موصل کو تحریر کیا کہ فلاں بن فلاں جس کا حلیہ ایسا ایسا ہے غلطی سے اس نے ایک مسلمان مرد کو قتل کر دیا ہے۔ اور اس کا بیان ہے کہ اس کے رشتہ دار موصل میں رہتے ہیں۔ میں فلاں بن فلاں اپنا اپنی تیرے پاس روانہ کر رہا ہوں جس کی شکل ایسی ایسی ہے۔ جب تمہارے پاس پہنچ جائے۔ اور میرے خط کو پڑھو۔ تو اس کی تلاش کرو۔ مسلمانوں سے اس کے قرابت داروں کے بارے میں دریافت کرو۔ اگر موصل میں اس کے رشتہ دار مل جائیں تو انہیں اکٹھا کرنا اور ان میں سے جو ایسے ہوں جو کتاب خدا کے مطابق کسی روکاؤٹ کے بغیر ان کو اس کی میراث ملتی ہے اور ان میں سے جو ماں باپ دونوں کی طرف سے قرابت دار ہوں۔ ان سے وثاقت اور جو ماں کی طرف سے ہوں۔ ان سے ایک وثاقت دیت کا طلب کرو۔ اگر باپ کے قرابت دار موجود نہ ہوں۔ تو دیت کو ماں کے قرابت داروں پر بانٹ دو۔ یہ دیت تین سال کے اندر قسطوں کی صورت میں وصول کی جائے۔ اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے کوئی قرابت دار نہ ہو تو اس دیت کو اہل موصل میں سے ان لوگوں پر تقسیم کرنا۔ جن سے یہ پیدا ہوا تھا۔ اور پرورش پائی تھی۔ اہل شہر میں سے کوئی اور ان میں داخل نہ ہو جائے۔ ان لوگوں سے دیت تین سال میں وصول ہو۔ اور ہر ایک سال کا ایک حصہ مقرر کرنا۔ اگر موصل میں اس کا کوئی قرابت دار اور شریک نہ ہو۔ تو میرے فلاں بن فلاں اپنی کے ذریعے اس دیت کو میری طرف لٹا دے انشاء اللہ میں ہی اس کا دلی ہوں گا۔ اور میں ہی دیت کو ادا کروں گا۔ میں ایک مسلمان کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دوں گا۔ عدی بن حاتم امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ صفین کی لڑائی کے دن حضرت امیر نے بلند آواز سے فرمایا میں معاویہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کروں گا۔ آخر میں آہستہ آہستہ آواز میں فرمایا انشاء اللہ میں حضرت کے قریب تھا۔ عرض کیا یا امیر المؤمنین! آپ نے قسم کھائی تھی۔ اور پھر اس کی استثنائ بھی کر دی۔ فرمایا۔ ان الحرب خدا جگ ایک دھوکہ ہے۔ میں مومن کے نزدیک صادق القول ہوں۔ میں نے اپنے اصحاب کو تحریریں دلائی ہیں۔ تاکہ وہ کاہلی اختیار نہ کریں۔ میں نے انہیں پانچ دیا ہے کہ آج



کے بعد انشاء اللہ نفع اٹھائیں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ ایک آدمی کو قتل کر دے۔ چنانچہ اس نے قتل کر دیا۔ حضرت امیر المؤمنین نے فیصلہ فرمایا۔ آدمی کا غلام اس شخص کے گھرے یا تلوار کی مانند ہوتا ہے۔ مالک کو قتل کر دیا جائے اور غلام کو قید خانہ میں بند کیا جائے۔ درحقیقت اس آدمی کو تین آدمیوں نے قتل کیا تھا۔ ایک نے اسے پکڑا۔ دوسرا لوگوں کو دیکھتا رہا۔ تیسرے نے قتل کر دیا۔ پکڑنے والے کے متعلق عمر قید کا حکم دیا۔ دیکھنے والے کی آنکھیں نکلوانے کا اور قتل کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

نقلۃ الاخبار اور فضائل العشرة میں تحریر ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے زمانہ حکومت میں ایک لڑکھیا پیدا ہوئی جس کے دوسرے دوسرے تھے۔ حضرت امیر سے اس کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جب یہ سو جائے تو زور کی آواز پیدا کر دے۔ اگر تم جہم جاگ جاؤ۔ تو ایک بے ایک کی میراث ملے گا۔ اگر ایک حصہ جاگ جائے۔ اور دوسرا سو جائے تو یہ دو آدمی ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس کے دوسرے دو منہ، دو ناک، دو قمل، دو دبر اور چار آنکھیں ایک ہی بدن میں تھیں۔ اور اس کے ساتھ اس کی بہن بھی تھی۔ خلیفہ ثانی نے تمام صحابہ کو جمع کر کے اس کے متعلق پوچھا۔ لیکن انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ بلغ میں موجود تھے۔ فرمایا۔ اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر یہ سو جائے۔ اور اس کی تمام آنکھیں بند ہو جائیں۔ یا دونوں منہ ایک ساتھ بند ہو جائیں۔ تو یہ ایک بدن ہے۔ اگر کچھ آنکھیں کھلی رہیں۔ اور کچھ منہ بند رہیں۔ یا ایک منہ بند ہو جائے۔ اور ایک کھلا رہے۔ تو یہ دو بدن ہیں۔ دوسرے دو راستوں کے متعلق فرمایا۔ اسے خوب کھلاؤ پلاؤ۔ اگر دونوں راستوں سے پیشاب کرے۔ اور دونوں راستوں سے پاخانہ پھرے تو ایک بدن ہے۔ اگر ایک سے پاخانہ یا پیشاب کرے تو یہ دو بدن ہیں۔ اس واقعہ کو طبری نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

عمار ذہبی ابو صہبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا تھے۔ ابن کو انے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میں نے مردہ مرغی کا انڈا نکالا ہے۔ کیا اسے کھا سکتا ہوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا۔ اگر میں اسے ایک اور زندہ مرغی کے نیچے رکھ کر اسے پیمہ نکالوں تو کیا اس کو کھا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں اسے کھا سکتے ہو۔ عرض کیا



کیوں؟ فرمایا یہ زندہ مردہ سے نکلا۔ وہ مردہ مردہ سے نکلا۔

حسن بن علی عبدی سعد بن ظریف سے وہ قاضی شریح سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس نے بیان کیا کہ مجھ میں مرد اور عورت دونوں کے علامات موجود ہیں، میں ان دونوں مقامات سے پیشاب کرتی ہوں۔ اور ایک ہی وقت میں بند ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر شریح نے بہت تعجب کیا کہنے لگی اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میرے شوہر نے مجھ سے جماع کیا، اور مجھ سے بچہ پیدا ہوا۔ میں نے اپنی لونڈی سے جماع کیا، اس نے مجھ سے بچہ پیدا کیا۔ شریح نے تعجب کرتے ہوئے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ اسے ہمراہ لے کر امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عورت سے پوچھا تیرا شوہر کون ہے؟ اس عورت نے عرض کیا فلاں بن فلاں۔ آپ نے ایک شخص کو بھیج کر اسے بلوایا، اور پوچھا عرض کیا ہاں وہ ایسے ہی ہے۔ فرمایا قبہ چار عورتیں لے کر اس کے پاس چلے جاؤ۔ اور اس کی پسلیاں گنو۔ اس کا شوہر کہنے لگا میں اجازت نہ دوں گا۔ نہ عورت کو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دینار خسی سے فرمایا۔ اس کے جسم پر کپڑا باندھ دے۔ یا اسے کسی علیحدہ گھر میں لے جاؤ۔ اور اس کی پسلیاں گنو۔ دائیں جانب سے آٹھ اور بائیں جانب سے سات تھیں۔ حضرت امیر علیہ السلام اسے مردوں کا لباس پہنا کر مردوں میں شامل کیا۔ اس کا شوہر عرض کرنے لگا یا امیر المؤمنین اب میرے چچا کی لڑکی ہے۔ اس نے تو مجھ سے بچہ پیدا کیا ہے۔ آپ اسے مردوں میں شامل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حکم کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے حوا کو آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا ہے۔ مردوں کی ایک پسلی کم ہوتی ہے اور عورتوں کی پسلیاں پوری ہوتی ہیں۔

اسماعیل بن موسیٰ باسناد خود بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے ایک شخص کی عربیہ لڑکی کی خواستگاری کی اس نے اس کا اس سے نکاح کر دیا۔ رخصتی کے وقت وہ لڑکی بھیجی جس کی ماں عجبی عورت تھی۔ اس عورت سے مقاربت کرنے کے بعد اسے یہ قصہ معلوم ہوا۔ وہ معاویہ کے پاس آیا۔ اور یہ واقعہ بیان کیا۔ معاویہ نے کہا۔ یہ ایسی شکل ہے جس کو ابوالحسن ہی حل کر سکتے ہیں۔ وہ شخص کو ذہب میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امیر المؤمنین سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ باپ کو چاہیے کہ بذات عربیہ کا جو مہر اس کے

۱۔ یہ روایت عامہ معلوم ہوتی ہے۔ مؤلف کو تسامح ہوا ہے ۲ مترجم

یت کرتے ہیں

حضرت امیر

ل کر دیا جائے

نے اسے

یا۔ دیکھنے

ت میں ایک

یا۔ فرمایا جب

اگر ایک

و و قبل۔ دو

نے تمام صحابہ

خدمت میں

تمام آنکھیں

اور کچھ بند

تعلق فرمایا۔

پھرے تو

کتاب

ہو کر عرض

ایک اور

ہو۔ عرض کیا



شعبہ ہر نے قرار دیا ہے۔ اس سے نرت، عجمیہ کا سامان خریدے۔ یہی اس کا حق مہر ہوا۔ جو فرج کے حلا کی وجہ سے ہے۔ اس شخص سے کہا، اس کو اس وقت تک ہفتہ نہ لگانا۔ جب تک اس کا وعدہ ختم نہ ہو جائے اس جرم کی وجہ سے اس کے باپ کو کوڑے لگائے جائیں۔

تہذیب میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے، کہ آپ نے تلی کھانے سے منع کیا تو نے کہا یا امیر المومنین جگر اور تلی برابر ہیں، آپ نے فرمایا، تو نے غلط کہا ہے۔ پانی کا بدن نہ آؤ۔ تمہیں فرق بتانا ہوں! وہ شخص جگر اور تلی اور پانی کا بدن لے آیا۔ آپ نے فرمایا، جگر اور تلی سے شق کر کے پانی میں ڈال دے۔ (ڈالنے کے بعد) جگر سفید ہو گیا، لیکن کم نہ ہوا۔ تلی سفید نہ ہو سکی کچھ تھی۔ ساری کی ساری بہہ کر خون ہو گئی۔ صرف چمڑا اور رگیں باقی رہ گئیں! آپ نے فرمایا، یہ دو فرق ہے یہ گوشت ہے۔ اور یہ خون ہے۔

ابن بطہ اور شریک اپنے اپنے اسناد سے ابن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں، کہ میں معاویہ کے موجود تھا۔ اسی اثنا میں وہ شخص ایک کپڑے کے بارے میں اڑتے ہوئے معاویہ کے پاس آئے۔ ایک یہ میرا کپڑا ہے۔ اس نے گواہ بھی پیش کر دیئے، دوسرے شخص نے کہا، یہ میرا کپڑا ہے۔ میں نے فلاں سے خریدا ہے۔ لیکن جس سے خریدا ہے، اس کو نہیں جانتا، معاویہ نے کہا، کاش! اس مسد کے حل کر کے لئے جناب علیؑ موجود ہوتے۔ ابن ابی عمیر کا بیان ہے، کہ میں نے معاویہ سے کہا، کہ میں حضرت علیؑ کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ نے اس قسم کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر اس شخص کو دے دیا تھا جس نے گواہ تھے۔ اور دوسرے سے کہا تھا، کہ فروخت کرنے والے کو لے آؤ۔ یہ سن کر معاویہ نے دونوں آدمیوں کے اسی طرح فیصلہ کیا۔

اسی اسناد سے روایت ہے، کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک غلام پیش ہوا جس نے آواز کو قتل کیا تھا۔ جناب امیر المومنین نے اسے مقتول کے رازوں کے واسطے کروایا۔ انھوں نے اسے معاف کر دیا۔ لوگ کہنے لگے کہ تم نے ایک آزاد آدمی کو قتل کیا، اور تو آزاد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، یہ آزاد نہیں ہوا۔ بلکہ مالکوں کے پاس جائے گا۔

جابر بن عبد اللہ بن یحییٰ سے روایت ہے، کہ ایک شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا، یا امیر المومنین! میں نے جماع کرتے وقت تنہا اپنی عورت سے عزل کیا تھا۔ لیکن اس نے تو ایک بچہ



کیا ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تجھے اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تم نے وحی کرنے کے بعد پیشاب کرنے سے پہلے وحی کی تھی۔ عرض کیا ہاں ایسا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ لڑکا تیرا ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام سے نماز کے پڑھوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ جب انسان نمازیں پڑھتا ہے۔ تو اس کا جسم پکڑے اور اوپر کی تمام چیزیں تسبیح کرتی ہیں۔

جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے ایمان کو شرک کی گندگی سے پاک کرنے کے لئے فرض کیا۔ نماز کو تکبر کی تنزیہ کے لئے۔ زکوٰۃ کو رزق کا سبب بنایا۔ روزوں کو خالص اخلاص کے لئے اتھارنا مقرر کیا۔ حج کو تقویت دین کا باعث بنایا۔ جہاد اسلام اور امر بالمعروف کو مصلحت عوام کے لئے مقرر کیا۔ منہی عن المنکر بے وقوفوں کے لئے روک ہے۔ صلہ رحمی انسان کی زیادتی کے لئے مقرر کیا۔ قصاص کو جانوں کی حفاظت کے لئے اقامت حدود کو محارم کی عظمت کے لئے۔ ترک شراب کو عقل کی حفاظت کے لئے۔ پھوری چھوڑنے کو پاکدامنی اختیار کرنے کے لئے۔ ترک زنا سب کی حفاظت کے لئے۔ ترک ولایت نسل کی زیادتی کے لئے۔ گواہوں کو منکرین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے۔ ترک کذب صدق کی عورت کی خاطر۔ سلام کو خوف سے امن کے لئے۔ انیت کو نظام امت کے لئے اور اطاعت کو سلطان کی تعظیم کے لئے فرض کیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ کہ جل میں کیوں ٹھہرا جاتا ہے۔ اور حرم میں کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ عزوجل کا بیت ہے۔ اور حرم اس کا در ہے۔ جب آنے والے آتا ہے۔ تو اسے دروازے پر ٹھہرایا جاتا ہے۔ تاکہ بارگاہ خداوندی میں عاجزی و زاری کر سکے۔ عرض کیا۔ مشعر حرام حرم میں کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جب آنے والے کو اجازت دی جائے۔ تو دوسرے پردے کے پاس کھڑے ہوں۔ جب ان کی زاری لمبی ہو جائے۔ تو انہیں قریب آنے کی اجازت دی جائے۔ جب ارکان حج ادا کر لیں۔ اور گناہوں سے پاک و صاف ہو لیں۔ اللہ عزوجل اور ان لوگوں کے درمیان پردے اٹھ جائیں۔ تو پیکرہ حالت میں انہیں زیارت کی اجازت دی جائے۔ عرض کیا۔ ایام تشریق میں روزے کیوں حرام ہے؟ فرمایا۔ لوگ اللہ کے زوار اور اس کے مہمان ہوتے ہیں۔ میزبان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے مہمانوں کو روزہ رکھوائے۔ عرض کیا۔ خانہ کعبہ کے پردوں کو پلٹنے کا کیوں حکم ہے؟ فرمایا۔ اس کو یوں سمجھو۔ کہ ایک شخص دوسرے شخص کا جرم کرتا ہے۔ مجرم اس غرض سے اس سے چھٹتا ہے۔ تاکہ وہ اسے معاف کر دے۔

ابن ہمدی نے نزہۃ الابصار میں زعفرانی نے مستقصی میں ابن سیرین اور قاضی شریح سے روایت کرتے ہیں۔

تفرج کے حلال ہونے  
تم نہ ہو جائے۔ اور

سے منع کیا تھا قصاص

تے آؤ۔ میں ابھی

جگر اور تلی کو دیرین

نہ ہوئی۔

فرمایا۔ یہ دونوں ہیں

معاویہ کے پاس

ایک نے کہا۔

نے فلاں بازار

کے حل کرنے

نہ علی بنیہ السلام

نے گواہ قائم کئے

یوں کے درمیان

نے آزاد آدمی

معاف کر دیا۔

ہوا۔ بلکہ اپنے

اس نے

ایک بچہ پیدا



کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک فوجیوں کو روکے ہوئے دیکھا۔ اس کا سبب پوچھا عرض کیا میرے والد نے ان لوگوں کے ساتھ سفر کیا تھا یہ لوگ تو واپس آ گئے لیکن وہ واپس نہیں آیا، اور اس کے پاس بہت سا مال تھا۔ میں اپنا مقدمہ قاضی شریح کے پاس لے گیا ہوں۔ اس نے میرے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: شریح کو آدمی کی تلاش بلور و فعات کے بارے میں پوری چھان بین سے کام لینا چاہیے تھا۔ نہ کہ صرف گواہ طلب کرنے پر اکتفا کرنا۔

ابو جعفر نے من یحضرہ الفقیہ میں۔ کلینی نے کافی میں۔ طوسی نے تہذیب میں۔ اور ابن فیاض نے شرح الاخبار میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا میں اس بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا۔ جیسا حضرت داؤد علیہ السلام نے کیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو بلو کر انھیں بغور دیکھ کر فرمایا کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں اس بات کو نہیں جانتا۔ جو تم لوگوں نے اس شخص کے باپ کے ساتھ کی ہے۔ اور یہ تمہارا گمان ہے کہ میں قلیل العلم ہوں۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو آپس میں جُدا کر دیا۔ پھر انھیں ایک ایک کر کے بلایا اور فرمایا مجھے آگاہ کر اور اپنی آواز کو بلند نہ کر (تاکہ دوسرا جرم سن نہ سکے) پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے جانے اترنے سے سال ماہ دن۔ اس شخص کی بیماری موت غسل تکفین۔ نماز جنازہ۔ دفن اور قبر کی جگہ کے بارے پوچھا عبد اللہ بن ابی رافع کو حکم دیا کہ اس شخص کے بیانات قلم بند کرو۔ جب بیان لکھ لیا تو اللہ اکبر کہا۔ اور لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ دوسرے آدمی نے یہ سنا کہ اس شخص نے ان لوگوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ پھر اس شخص کو اس کی جگہ واپس کر دیا۔ اور دوسرے کو بلایا۔ اس سے بھی وہی سوالات کئے جو پہلے سے کئے تھے۔ اس نے مخالف جوابات دیئے۔ نیز آپ نے تکبیر کی آواز بلند کی۔ پھر آپ نے تیسرے گواہ کو طلب کیا۔ پھر جو تھے کو بلایا انھیں وعظ و نصیحت کی اور ڈرایا دھمکایا۔ انھوں نے اس شخص کے قتل کرنے کا اقرار کر لیا۔ کہ انھوں نے اسے قتل کر کے اس کا مال لے لیا تھا۔ اور اسے کوڑے کے قریب نکال جگہ پر دفن کیا تھا۔ ان لوگوں نے ال واپس کر دیا۔ مقتول کے لڑکے نے خون معاف کر دیا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام لڑکوں کے پاس سے گزرے۔ اور وہ کھیل رہے تھے۔ اور ایک لڑکے کو سات الدین کہہ کر بلاتے تھے۔ داؤد علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تمہارا یہ نام کس نے رکھا ہے؟ اس لڑکے نے عرض کیا میری ماں نے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اپنی ماں کے پاس لے چلو۔ اس عورت سے آپ نے فرمایا۔ اے اللہ کی بندی! تم نے اپنے بیٹے کا یہ نام کیوں رکھا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اس عورت نے



عرض کیا۔ اس کا باپ سفر پر گیا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے۔ میرے شکم میں یہ بچہ تھا۔ اور لوگ تو واپس آگئے۔ لیکن میرا شوہر واپس نہ آیا۔ میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا، انھوں نے بتایا کہ وہ مر گیا ہے۔ میں نے مال کے بارے میں دریافت کیا۔ کہنے لگے۔ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تم لوگوں کو کوئی وصیت بھی کی تھی۔ وہ کہنے لگے۔ کہ آپ کے شوہر کا خیال تھا کہ تم حاملہ ہو۔ اگر بچہ کی یا لڑکے پیدا ہو۔ تو اس کا نام مات الدین رکھنا۔ میں نے وصیت کے مطابق اس کا نام مات الدین رکھا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا۔ کیا تم ان لوگوں کو بہانتی دودھ وہ عورت کہنے لگی۔ ہاں بتانتی ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے ان کے پاس لے چلو اور انھیں من کے گھروں سے لکھا جیتے۔ جب وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے درمیان اسی طرح فیصلہ کیا۔ ان پر خون ثابت ہو گیا۔ مال ان سے برآمد ہوا۔ آپ نے فرمایا اسے اللہ کی حمد کی اپنے فرزند کا نام عاش الدین رکھو۔

ابن مسیب کا بیان ہے۔ معاویہ نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا۔ کہ حضرت علیؑ سے یہ مسئلہ دریافت کرو۔ کہ ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ ایک شخص کو زنا کرتے ہوئے پایا ہے۔ اور اسے قتل کر دیا ہے۔ اس کا قاتل کی کیا سزا ہے؟ فرمایا اگر زانی شادی شدہ تھا تو قاتل کی کوئی سزا نہیں ہے۔ کیوں کہ اس نے اس شخص کو قتل کیا جس کا قتل واجب تھا۔

چھ شخص دریا سے فرات میں تیر رہے تھے۔ ان میں ایک ڈوب گیا۔ دو آدمیوں نے گواہی دی کہ ان تین آدمیوں نے اس کو ڈوبیا ہے۔ اور وہ تین آدمی کہتے تھے۔ کہ ان دو نے ڈوبیا ہے۔ حضرت نے گواہی کے مطابق ویت کے پانچ حصے کئے تین حصے دو پر اور دو حصے تین پر مقرر کئے۔

محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیر المومنینؑ نے چار آدمیوں کے بارے میں فیصلہ کیا۔ جو شہر اسپانی کریم پیش ہو گئے تھے۔ ہتھیار سے کراپس میں لڑ پڑے۔ دو قتل ہو گئے اور دو زخمی ہوئے۔ فرمایا انہیں کو پچاس کوڑے لگانے کے بعد مقتولین کی دیت ان سے وصول کی جائے۔ اگر کوئی مجروح سزا کے وقت مر جائے۔ تو مقتولین کے ورثہ پر اس کا کوئی سوا ان نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقتولین کی دیت چاروں کے قبائل پر واجب ہے۔

ایک شخص نے اپنا غلام اپنے بڑے کے ساتھ کوڑہ بیجا۔ راستے میں دونوں جھگڑ پڑے۔ بڑے نے غلام کو مارا۔ غلام نے اسے گایاں دیں اور دعوے کیا کہ بڑا کا میرا غلام ہے۔ اپنا مقدمہ امیر المومنین علیہ السلام کی

میرے والد

بہت سا

نے فرمایا۔

طلب کرنے

شرح

حضرت

ہمارے خیال

نہ ہے کہ

ر کے بلایا

اس جانے

ر سے پوچھا

لوگوں نے

کو اس

س نے

تھے کو بلایا

اسے

کر دیا۔

م کا فیصلہ

ایک

ہا ہے؟

سے آپ

نے



خدمت میں لے گئے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے قبر سے فرمایا۔ دیوار میں دو سوراخ کر دو۔ انہیں حکم دیا کہ سوراخوں کے اندر اپنے سر داخل کر دو۔ قبر سے فرمایا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار لا دو۔ میں ان میں غلام کی گردن اڑاتا ہوں۔ غلام نے جلدی سے سوراخ سے اپنا سر نکالا۔ لڑکے نے اپنا سر نہ نکالا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے غلام کو اس کے کتے کی سزا دی پھر اسے اس کے مالک کے پاس لوٹا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم نے ایسا دوبارہ کیا۔ تو ضرور تیرا ہاتھ کاٹ دوں گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص نے انصاریہ عورت سے شادی کی۔ جب رخصتی کی رات آئی۔ تو اس نے اپنے دوست کو اپنے گھر میں چھپایا۔ جب اس کا شوہر گھر میں داخل ہوا۔ تو اس نے دوست کو اشارہ کیا۔ دونوں لڑ پڑے۔ شوہر نے اُس کے آشنا کو قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر عورت نے اپنے مرد پر حملہ کر دیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ آپ نے فیصلہ دیا کہ عورت اپنے آشنا کی دیت دے۔ اور اپنے شوہر کے قتل کے باعث قتل کر دی جائے۔

اصناف سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک اونٹن سے وصیت کی۔ کہ یہ دس ہزار درہم ہیں جب میرے لڑکے سے لے کر جو کچھ چاہو اس کو دے دینا۔ جب لڑکے تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے پوچھا کہ تم اُسے کتنا دو گے۔ عرض کیا ایک ہزار درہم۔ فرمایا۔ تم اسے نو ہزار درہم دو۔ یہ وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو۔

تین شخص ایک اونٹ میں حصہ دار تھے۔ ایک نے اونٹ کو لیا۔ اور مضبوط باندھ دیا۔ وہ کسی ضرورت کی خاطر چلا گیا۔ دوسرے دو حصہ داروں نے آکر اونٹ کو چھوڑ دیا۔ اونٹ ایک کنویں میں جاگرا۔ جس سے پھر چور ہو گیا۔ انہوں نے اونٹ کو نحر کیا۔ اور اس کے گوشت کو بیچ دیا۔ تیسرا حصہ دار بھی آگیا۔ اس نے کہا۔ تم لوگوں نے مست کیوں کھولا اور کھولا تھا۔ تو اس کی نگرانی کرتے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا۔ کہ دونوں حصہ دار اس شخص کو اونٹ کا ایک ٹنڈ قیمت ادا کریں کیوں کہ اس نے اونٹ کو مضبوطی سے باندھا تھا۔ جب اونٹ کے گوشت کی قیمت کو دیکھا گیا۔ تو وہ کل اونٹ کی قیمت کا ایک ٹنڈ ہوتی

۱۰ حضرت امیر علیہ السلام کے فیصلہ جات اور کرامات میں کتاب کنوز المعجزات ترجمہ الخراج و الجراج مطبوعہ مکتبہ المساجد ۱۰ چاہ نمبر کوئٹہ تو لے خان ملتان شہر ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مترجم



تھی۔ اس نے اس قیمت کو لے لیا، اور وہ دونوں شخص خالی ہاتھ چلے گئے۔

ایک عورت ایک شخص کی لونڈی کے مشابہ تھی، رات کو جا کر اس کے بستر پر سو گئی۔ اس نے اس سے جماع کیا، امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا، مرد پر پشیدہ طور اور عورت پر ظاہری طور پر حد جاری کی جائے۔ ابو عبیدہ غریب الحدیث میں تحریر کرتے ہیں، کہ ایک عورت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی، میرے شوہر نے میری لونڈی سے جماع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، اگر تم سچی ہو، تو ہم اسے رجم کریں گے۔ اگر تم جھوٹی ہو، تو تجھے گوزے لگائیں گے۔ بہ سن کر کہنے لگی، مجھے میرے گھرے چلو غصے کے بارے میں اپٹ کھول رہا ہے۔

روایت ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرے، اس پر کوئی حد نہیں، امیر المؤمنین علیہ السلام نے سن کر فرمایا، اسے ابو عبد الرحمن یہ اس وقت کی بات ہے، جب حدود مازل نہیں ہوئے تھے۔

دو آدمیوں نے ایک آدمی پر اس بات کی گواہی دی، کہ اس نے زرہ چرائی ہے۔ وہ شخص قسم کھا کر کہتا تھا کہ میں بے قصور ہوں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے، تو میرا ہاتھ ہرگز نہ کاٹا جاتا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا کہ کیوں؟ عرض کیا کہ رسول اللہ کو اللہ عزوجل اس بات سے آگاہ کرتا، کہ میں بے قصور ہوں، جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا، تم اس شخص کا ظلم سے ہاتھ نہ کاٹو، اللہ عزوجل سے ڈرو۔ اور انھیں قسم دلائی، پھر فرمایا، اچھا ایک اس کا ہاتھ پکڑے، اور دوسرا اس کا ہاتھ کاٹے، جب ہاتھ کاٹنے کی جگہ پہنچے تو یہ منظر دیکھ کر لوگ گھبرا اٹھے۔ اور آپس میں جمع ہو گئے، اس بھیڑ میں یہ دونوں کہیں غائب ہو گئے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کو اس بات سے آگاہ کیا گیا، فرمایا، اگر کوئی شخص مجھے وہ دونوں گواہ دکھلا دے، تو میں ضرور ان کو سزا دوں گا۔

منج البلاغہ میں تحریر ہے، کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں دو شخص پیش کئے گئے، ایک نے اللہ کے مال کی چوری کی تھی، اور دوسرے نے لوگوں کا سامان چرایا تھا، آپ نے فرمایا جس نے اللہ کا مال چرایا ہے، اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ البتہ دوسرے پر حد شدید واجب ہے، اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ یحییٰ بن سید عمر بن سعد رضی سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، کہ عبید بن عامر جہنی مرگیا، یہاں سال جانور غلام وغیرہ چھوڑ گیا، اس کے ایک غلام کا نام سالم دوسرے کا

۱۔ انھیں حکم  
۲۔ موسم کی تلوار  
۳۔ نے اپنا سر  
۴۔ پاس لہٹا

۵۔ میں ایک  
۶۔ اپنے گھر میں  
۷۔ شوہر نے  
۸۔ نے فیصد

۹۔ ہزار درہم ہیں  
۱۰۔ سلام تے  
۱۱۔ جس کو

۱۲۔ وہ کسی ضرورت  
۱۳۔ جس سے  
۱۴۔ اس نے  
۱۵۔ نے فیصد

۱۶۔ کو مضبوطی  
۱۷۔ شدت ہوتی

۱۸۔ مطبوعہ مکتبہ



یسون تھا۔ ابن عم اس کے وارث ہوئے۔ انھوں نے نوذی غلاموں کو آزاد کر دیا۔ عقبہ کی بیوی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میں عقبہ کی بیوی ہوں۔ اس کے بنو عمام نے انکار کیا۔ سالم اویسیون نے گواہی دی ہے کہ عقبہ کی زوجہ ہے عقبہ کی بیوی تے یہ بھی بتایا کہ میں حاملہ ہوں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا عورت کا حصہ اس وقت تک روک لیا جائے۔ جب تک بچہ پرانہ ہو۔ اگر اس نے لڑکا تو اس کا میراث میں کوئی حق ہے اور نہ ہی لڑکے کا کیوں کہ اس بارے میں ان دونوں کے غلاموں نے گواہی دی کہ اگر اس نے لڑکا نہ جنا تو اس کو چوتھا حصہ میراث کا ملے گا کیوں کہ اس کی زوجیت پر آزاد آدمیوں نے گواہی دی ہے جنہیں ان لوگوں نے آزاد کیا ہے۔ جو مستحق میراث تھے۔

بادشاہ روم نے معاویہ سے چند مسائل دریافت کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ لاشی کیا چیز ہے سن کر معاویہ حیران ہوا۔ عمرو عامی نے کہا کسی آدمی کو گھوڑا دے کہ جناب علی کے لشکر میں روانہ کیجئے۔ وہ اس کو بیچنے کا بہانہ کرے۔ جب قیمت دریافت کریں تو کہے اس کی قیمت لاشی ہے ممکن ہے۔ اس ترکیب سے مال کا حل نکل آئے۔ ایک شخص گھوڑے کو حضرت علی علیہ السلام کے لشکر میں آیا۔ آپ کا اس کے پاس تہہ ہوا۔ قنبر بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا اسے قبر اس سے گھوڑے کی قیمت پوچھو۔ اس نے کہا لاشی ہے۔ لے قبر گھوڑا اس سے لے لو۔ اس نے کہا مجھے لاشی دے دو۔ آپ نے فرمایا اسے صحرا میں لے جاؤ۔ اسے یہ دیکھ دو۔ اس نے کہا یہی لاشی ہے۔ آپ نے فرمایا جلاؤ اور معاویہ کو اس بات سے آگاہ کر دو۔ کہا میں یہ کیسے آپ نے فرمایا کیا تم نے اللہ عزوجل کا فرمان نہیں سنا۔ بحسبہ الضمان ما رحتی اذا جاء له یوم یحداہ کفار کے اعمال کی مثال جنگل کی ریت کی طرح ہے جب پیلا آتا ہے۔ تو اسے لاشی پاتا ہے۔ (یعنی کچھ بھی نہیں صرف دھوکا ہی دھوکا ہوتا ہے)

اجمع سے روایت ہے کہ شاہ روم نے معاویہ کے پاس چند باتیں تحریر کیں۔ اگر تم نے ان کا جواب دے دیا۔ تمہارے پاس خراج روانہ کروں گا۔ ورنہ تم میرے پاس خراج روانہ کرو۔ معاویہ سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اس نے یہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کئے آپ نے ان کا جواب دیا تب معاویہ نے وہ مسائل شاہ روم پاس روانہ کئے۔

مسئلہ :- زمین پر سب سے پہلے کس چیز نے حرکت کی ؟  
جواب :- کھجور کا درخت۔



یسعون تھا۔ ابن عم اس کے وارث ہوئے۔ انھوں نے نوذی غلاموں کو آزاد کر دیا۔ عقبہ کی بیوی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میں عقبہ کی بیوی ہوں۔ اس کے بنو عمام نے انکار کیا۔ سالم اویسیوں نے گواہی دی ہے کہ عقبہ کی زوجہ ہے عقبہ کی بیوی تے یہ بھی بتایا کہ میں حاملہ ہوں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا عورت کا حصہ اس وقت تک روک لیا جائے۔ جب تک بچہ پرانہ ہو۔ اگر اس نے لڑکا تو اس کا میراث میں کوئی حق ہے اور نہ ہی لڑکے کا کیوں کہ اس بارے میں ان دونوں کے غلاموں نے گواہی دی ہے اگر اس نے لڑکا نہ جنا تو اس کو چوتھا حصہ میراث کا ملے گا کیوں کہ اس کی زوجیت پر آزاد آدمیوں نے گواہی دی ہے جنہیں ان لوگوں نے آزاد کیا ہے۔ جو مستحق میراث تھے۔

بادشاہ روم نے معاویہ سے چند مسائل دریافت کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ لاشی کیا چیز ہے سن کر معاویہ حیران ہوا۔ عمرو عامی نے کہا کسی آدمی کو گھوڑا دے کر جناب علی کے لشکر میں روانہ کیجئے۔ وہ اس کو بیچنے کا بہانہ کرے۔ جب قیمت دریافت کریں تو کہے اس کی قیمت لاشی ہے ممکن ہے۔ اس ترکیب سے مال کا حل نکل آئے۔ ایک شخص گھوڑے کو حضرت علی علیہ السلام کے لشکر میں آیا۔ آپ کا اس کے پاس تہہ ہوا۔ قنبر بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا اسے قبر اس سے گھوڑے کی قیمت پوچھو۔ اس نے کہا لاشی ہے۔ لے قبر گھوڑا اس سے لے لو۔ اس نے کہا مجھے لاشی دے دو۔ آپ نے فرمایا اسے صحرا میں لے جاؤ۔ اسے یہ دیکھ دو۔ اس نے کہا یہی لاشی ہے۔ آپ نے فرمایا جلاؤ اور معاویہ کو اس بات سے آگاہ کر دو۔ کہا میں یہ کیسے آپ نے فرمایا کیا تم نے اللہ عزوجل کا فرمان نہیں سنا۔ بحسبہ الضمان ما رحتی اذا جاء له یوم یحده کفار کے اعمال کی مثال جنگل کی ریت کی طرح ہے جب پیلا آتا ہے تو اسے لاشی پاتا ہے۔ (یعنی کچھ بھی نہیں صرف دھوکا ہی دھوکا ہوتا ہے)

اجمع سے روایت ہے کہ شاہ روم نے معاویہ کے پاس چند باتیں تحریر کیں۔ اگر تم نے ان کا جواب دے دیا تو تمہارے پاس خراج روانہ کروں گا۔ ورنہ تم میرے پاس خراج روانہ کرو۔ معاویہ سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اس نے یہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کئے آپ نے ان کا جواب دیا تب معاویہ نے وہ مسائل شاہ روم پاس روانہ کئے۔

مسئلہ :- زمین پر سب سے پہلے کس چیز نے حرکت کی ؟  
جواب :- کھجور کا درخت۔



مسئلہ۔ زمین والوں کے غرق سے امان کا باعث کیا چیز ہے ؟

جواب۔ توس قسرع۔ جب تک آسمان پر دیکھی جائے۔

مسئلہ۔ وہ کون سے دروازے ہیں جو ایک دفعہ ایک قوم کے لئے کھلے تھے۔ پھر بند ہو گئے۔ اور کبھی نہیں کھلیں گے۔

جواب۔ کھکشاں

جب ان جبرائات کو پڑھا تو کہنے لگا۔ خدا کی قسم یہ تو محمد صلعم کی نبوت کی کان سے نکلے ہوئے ہیں۔ اور معاویہ کے پاس خراج روانہ کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے ابا علیہم السلام کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ دریا کا مدوجہ کیا چیز ہے ؟ آپ نے فرمایا۔ سمندروں پر ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا نام ارمٰن ہے جب سمند میں قدم رکھتا ہے۔ تو پانی میں جوش اُکڑ بٹھ جاتا ہے۔ جب قدم باہر نکلتا ہے۔ تو پانی کم ہو جاتا ہے۔

## فصل ۶

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ابن کوا کے مندرجہ ذیل سوالات

ابن کوا۔ پانی کا ذائقہ کیسا ہے ؟

حضرت امیر۔ زندگی کا ذائقہ

ابن کوا۔ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا راستہ ہے ؟

حضرت امیر۔ سورج کے دن کا راستہ۔

ابن کوا۔ وہ دو کون سے بھائی ہیں جو ایک دن میں پیدا ہوئے اور ایک ہی دن میں مر گئے۔ لیکن ایک کی عمر ایک سو چالیس

سال تھی اور دوسرے کی پچاس سال

حضرت امیر۔ عزیر اور اس کا بھائی عذراء ایک ہی دن میں پیدا ہوئے۔ لیکن خداوند عالم نے عزیر کو ایک سو سال مردہ

رکھنے کے بعد زندہ کیا۔

ابن کوا۔ وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جس پر سورج صرف ایک گھڑی چمکا ؟

دی امیر المومنین

عالم نے انکار کیا ہے

ابن۔ امیر المومنین

اس نے لڑکا بنا۔

نے گواہی دی ہے۔

نے گواہی دی

کیا چیز ہے ؟ یہ

بجھے۔ وہ اس گھر

ایب سے مسئلہ

پاس سے گزرا۔

الہامی۔ لاشیٰ فرمایا

اور۔ اسے بیت

میں یہ کیسے کہوں

لے بعد شیا

کچھ بھی نہیں ہوتا

دے دیا۔ تو میں

س نے یہ سائل

شاہ روم کے



مسئلہ۔ زمین والوں کے غرق سے امان کا باعث کیا چیز ہے ؟

جواب۔ توس قسرع۔ جب تک آسمان پر دیکھی جائے۔

مسئلہ۔ وہ کون سے دروازے میں جو ایک دفعہ ایک قوم کے لئے کھلے تھے۔ پھر بند ہو گئے۔ اور کبھی نہیں کھلیں گے۔

جواب۔ کنگشال

جب ان جہاںات کو پڑھا تو کہنے لگا۔ خدا کی قسم یہ تو محمد سلع کی نبوت کی کان سے نکلے ہوئے ہیں۔ اور معاویہ کے پاس خراج روانہ کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے ابا علیہم السلام کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ دریا کا مادہ جہاں کیا چیز ہے ؟ آپ نے فرمایا۔ سمندروں پر ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا نام اومان ہے جب سمند میں قدم رکھتا ہے۔ تو پانی میں جوش آکر بڑھ جاتا ہے۔ جب قدم باہر نکلتا ہے۔ تو پانی کم ہو جاتا ہے۔

## فصل ۶

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ابن کوا کے مندرجہ ذیل سوالات

ابن کوا۔ پانی کا ذائقہ کیسا ہے ؟

حضرت امیر۔ زندگی کا ذائقہ

ابن کوا۔ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا راستہ ہے ؟

حضرت امیر۔ سورج کے دن کا راستہ۔

ابن کوا۔ وہ دو کون سے بھائی ہیں جو ایک دن میں پیدا ہوئے اور ایک ہی دن میں مر گئے۔ لیکن ایک کی عمر ایک سو پچاس

سال تھی اور دوسرے کی پچاس سال

حضرت امیر۔ عزیر اور اس کا بھائی عذیرہ ایک ہی دن میں پیدا ہوئے۔ لیکن خداوند عالم نے عزیر کو ایک سو سال مردہ رکھنے کے بعد زندہ کیا۔

ابن کوا۔ وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جس پر سورج صرف ایک گھڑی چمکا ہے

بوی امیر المومنین

عام نے انکار کیا ہے

ابن۔ امیر المومنین

اس نے لڑکا بنا۔

نے گواہی دی ہے۔

نے گواہی دی

کیا چیز ہے ؟

جیسے۔ وہ اس گھر

یہ سب سے مسئلہ

پاس سے گزرا۔

ابا۔ لہٰذا فرمایا

اسے ریت

یہ کیسے کہوں

یہ جگہ شیا

کچھ بھی نہیں ہوتا

سے دیا۔ تو میں

نے یہ سائل

نہا۔ روم کے

حضرت امیرؑ - وہ سمندر جس کو اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے لئے ایک راستہ بنایا تھا۔

ابن کوہ - وہ کون سا انسان ہے جو کھاتا پیتا تو ہے لیکن پشیا ب و پاخانہ نہیں کرتا؟

حضرت امیرؑ - وہ چمچ جو ماں کے شکم میں ہوتا ہے؟

ابن کوہ - وہ کون سی چیز تھی جس نے سیا تو زندہ تھی - جب کھایا تو مردہ تھی؟

حضرت امیرؑ - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا۔ جب ویرخت کی ٹہنی تھی۔ اس وقت تک اس کا عرق پیتا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بنی اور جادو گروں کی رسیوں کو ننگا - تو مردہ تھی؟

ابن کوہ - وہ کون سی زمین ہے جو طوفان نوح کے زمانے میں بلند رہی؟

حضرت امیرؑ - زمین کعبہ۔

ابن کوہ - وہ کون سا جانور ہے جس پر جھوٹ بولا گیا۔ وہ نہ جن تھا۔ اور نہ ہی انسان؟

حضرت امیرؑ - یہ وہ بھیڑیا تھا جس پر برادران یوسفؑ نے جھوٹ بولا تھا۔

ابن کوہ - وہ کون سی چیز ہے جس پر اللہ نے وحی کی۔ نہ وہ جن ہے اور نہ ہی انس؟

حضرت امیرؑ - شہد کی مکھی۔

ابن کوہ - وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جس پر نماز پڑھنا ناجائز ہے؟

حضرت امیرؑ - خانہ کعبہ کی پشت۔

ابن کوہ - وہ کون سا قاصد ہے جو نہ جن تھا۔ نہ انس نہ فرشتے۔ اور نہ ہی شیطانوں میں سے ہے؟

حضرت امیرؑ - ہمدرد۔ اذہرب بکائی ہذا۔

ابن کوہ - وہ کون سا مبعوث ہے جو جن۔ انس۔ ملائکہ اور شیاطین میں سے نہیں ہے؟

حضرت امیرؑ - وہ کوہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا کہ وہ قابیل کو قبر کھودا تھائے۔

ابن کوہ - وہ کون سی جان تھی جو دوسری جان کے اندر موجود تھی۔ بلکہ دونوں کے درمیان کوئی قرابت

صلہ جمی نہ تھی۔

حضرت امیرؑ - یونسؑ بنی جو پھلی کے شکم میں موجود تھے۔

ابن کوہ - قیامت کب واقع ہوگی؟

حضرت امیرؑ - اور مدت کے پورا ہونے کے بعد۔



ابن کوٹا۔ جناب موسیٰ کے عصا کا کیا نام تھا؛

حضرت امیر۔ اربیعہ جو عوجیج کا تھا۔ جس کا طول حضرت موسیٰ کے سات باقہ تھا۔ یہ جنت کی چیز تھی۔ اس سے

جبرائیل علیہ السلام نے شعیب بنی پر نازل کیا تھا؛

دو یہودی بھائیوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ اس سے سوال کیا کہ وہ کون سی ایک چیز ہے جس

کا دوسرا نہیں۔ وہ کون سے دو ہیں جن کا تیسرا نہیں۔ اس طرح اس نے انہوں سے سو تک سوال کئے۔

اور کہا کہ ہم ان باتوں کو تو راستہ اور انجیل میں پاتے ہیں۔ اور آپ ان کو قرآن میں تلاوت کرتے ہوں گے۔ حضرت

امیر نے مندرجہ ذیل جواب دیئے، ہمارا خدا واحد ہے مختار ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ دوم۔ آدم و حوا جو سب سے پہلے دیئے تین۔

جبرائیل میکائیل اور اسرافیل میں جو وحی کے فرشتوں کے راس درمیس ہیں۔ چہار چیزیں توریت، انجیل۔ زبور

اور قرآن ہیں پانچ چیزیں۔ پانچ نمازیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور آپ کی امت پر نازل کیں۔

اور آپ سے پہلے اور کسی نبی پر نازل نہیں کیں تھیں۔ نہ ہی آپ سے پہلے کسی امت پر نازل کیں تھیں۔ تم

ان باتوں کو توریت میں موجود پاتے ہو۔ چھ چیزیں دن ہیں جن میں اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

سات سے مراد سات آسمان تہ بہ تہ ہیں آٹھ سے مراد آٹھ حاکمان عرش ہیں۔ نو سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے نو معجزے ہیں۔ دس سے مراد عشرہ کاملہ مراد ہے گیارہ سے مراد یوسف علیہ السلام کے گیارہ ستارے۔

مراد ہیں یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا تھا میں نے خواب میں گیارہ ستاروں کو دیکھا ہے۔ جو مجھے سجدہ

کر رہے ہیں بارہ سے مراد بارہ ماہ ہیں۔ تیرہ سے مراد یوسف علیہ السلام کے والدین اور گیارہ بھائی ہیں۔

چودہ سے مراد نور کی چودہ قندیلیں ہیں۔ سو سات آسمانوں کے درمیان معلق ہیں۔ اور وہ چودہ پردے ہیں جو تیارست

تک اللہ عزوجل کے نور سے روشن رہیں گے۔ پندرہ سے مراد ماہ رمضان کی راتیں ہیں جو گزر چکی تھیں اور تمام

آسمانی کتابیں ایک ہی دفعہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف نازل ہوئی تھیں۔ سولہ سے مراد وہ سولہ فرشتوں کی

صفیں ہیں جو عرش کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ستترہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ ستترہ نام ہیں جو بہشت اور دوزخ کے

درمیان لکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو زمین و آسمان کے رہنے والے جل کر خاک ہو جاتیں۔ اٹھارہ سے مراد وہ نور

کے اٹھارہ پردے ہیں جو عرش اور کسی کے درمیان واقع ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو بڑے بڑے ٹھوس پہاڑ پگ جاتیں

اور زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی چیزیں نور عرش سے جل جائیں۔ انیس سے مراد دوزخ کے خازن ایس ہیں۔

بیس وہ دن ہیں جن میں اللہ عزوجل نے موسیٰ کو دیا وہ علیہ السلام کے لئے نرم کر دیا تھا ان کیس کا موقوف نے ذکر

کا عرق پتیارہ۔

نبی قرابت اور



نہیں کیا) بائیس وہ تاریخیں ہیں جن میں کشتی نوح کو قرار ہوا۔ تیس وہ تاریخ ہے جس میں حضرت یسے پیدا ہوئے اور نواسرٹس پر دسترخوان نازل ہوا۔ چوبیس وہ تاریخ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بینائی واپس کی تھی۔ چھبیس خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے چھبیس روز کلام کیا۔ وادی مقدس میں چھبیس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھبیس روز آگ میں قیام کیا۔ حتیٰ کہ آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی۔ ستائیس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خداوند عالم نے ستائیس سال کی عمر میں مکان اعلیٰ کی طرف اٹھایا تھا۔ اٹھائیس سے مراد حضرت یونس علیہ السلام کے پیٹ میں اٹھائیس دن رہے۔ (انیس کا ذکر موقوف ہے نہیں کیا تیس دنوں کا اللہ نے سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا۔ چالیس دن رقبہ کی پوری ایجاد ہے۔ پچاس پچاس ہزار برس روز قیامت سے مقدار۔ ساٹھ روزہ نہ رکھنے کا کفارہ۔ ایک روزہ کی بجائے ساٹھ روزے رکھے) اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مساکین کو کھانا کھلائے۔ ستر سے مراد وہ ستر آدمی ہیں جن کو موسیٰ علیہ السلام جن کریمات کے لئے سے مراد اسی سے مراد فاحلہ و ہم تسمانین جلالة انھیں اسی کوڑے لگاؤ نو سے سے مراد تسع و تسعون ہوں لی تعجۃ آخری سورہ فاحلہ واکل واحد منہما مائۃ جلالة۔ یہ سن کر دونوں یہودی ہوئے۔ ایک جنگ جمل میں دوسرا جنگ خندق میں قتل ہوا۔

## فصل،

ایک سال نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے مندرجہ ذیل سوال

سوال۔ وہ کون سے میاں یہودی ہیں۔ جو ہیں تو ایک دوسرے کے لئے مزدوری لیکن دونوں میں نہیں ہے۔

ج۔ سورج اور چاند۔ (چاند عربی میں مذکر سورج مؤنث ہے)

س۔ وہ کون سا نور ہے۔ جو نہ سورج نہ چاند نہ ستاروں اور نہ ہی چراغ سے ہوتا ہے؟

ج۔ یہ وہ نور کا عمود ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے لئے میدان تہیں بھیجا تھا۔

س۔ وہ کون سی ساعت ہے۔ جو نہ ہی دن اور نہ ہی رات میں شامل ہے؟

ج۔ سورج نکلنے سے پہلے کی ساعت۔



س۔ وہ کون سا بیٹا ہے جو اپنے باپ کی عمر سے بڑا ہے ؟  
ج۔ یہ حضرت عویر ہیں جب اللہ نے اسے دوبارہ زندہ کیا۔ تو اس کی عمر چالیس سال تھی اس وقت ان کے بیٹے کی عمر ایک سو دس سال تھی ۔

س۔ وہ کون سی چیز ہے جس کا کوئی قبضہ نہیں ؟  
ج۔ خود کعبہ ۔

س۔ وہ کون سا بیٹا ہے جس کا باپ نہیں ہے ؟  
ج۔ حضرت عیسیٰ

س۔ وہ کونسا انسان ہے جس کے رشتہ دار نہیں ہیں ؟  
ج۔ حضرت آدم علیہ السلام

ایم المؤمنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے صبح کس حالت میں کی ہے؟ آپ نے فرمایا میں صریح اول ہوں میں فادق اعظم ہوں میں خیر البشر کا وصی ہوں۔ میں اول ہوں میں پس آخر ہوں میں باطن ہوں میں ظاہر ہوں میں ہر چیز کو پہلے سے جانتا ہوں میں عین اللہ ہوں میں جنب اللہ میں امین اللہ علی المرسلین ہوں۔ ہماری وجہ سے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے ہم زمین و آسمان میں اللہ کے خازن ہیں میں زندہ کرتا ہوں میں مارتا ہوں۔ مجھے موت نہیں آئے گی۔

ایم المؤمنین علیہ السلام کے فرمان کو سن کر اعرابی و رطہ حیرت میں پڑ گیا۔ یہی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اول اس لحاظ سے ہوں کہ میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا ہوں میں آخر اس لحاظ سے ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی میں آخر میں دیکھا تھا۔ (آخر وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا جتنی کہ قبر میں آخری زیارت کرنے والا میں ہی تھا) میں اسلام کا ظاہر کرنے والا ہوں۔ میں باطن بطن العلم ہونے کی حیثیت سے ہوں میں ہر چیز کو پہلے اس وجہ سے جانتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے اس بات کی خبر اپنے نبی کو دی تھی۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آگاہ کیا تھا۔ میں اللہ کی آنکھ اس اعتبار سے ہوں کہ میں مومنین اور کافروں پر اللہ کی آنکھ ہوں میں جنب اللہ (اللہ کا پہلو) اس اعتبار سے ہوں کہ قیامت کے روز نفس کہے گا۔ یا حسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ کاش کہ میں جنب اللہ کے بارے میں کوتاہی نہ کرتا جس نے میرے بارے میں کوتاہی کی اس نے اللہ کے بارے میں کوتاہی کی۔ اللہ عزوجل نے کسی نبی کو اس وقت تک آگاہ نہیں کیا۔

بت عیسیٰ پیدا ہونے  
سب علیہ السلام کی  
حضرت ابراہیم  
حضرت اور یس  
حضرت یونس  
حضرت نے حضرت  
وہ کیا مت کی  
ت نہ ہوا کہ  
سے لگے تھے  
نعون نعبدة  
بودی مشرف اسلام

سوال کئے  
میں زندگی موجود



جب تک اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم ہونے کا اقرار نہیں لے لیا۔ اس لحاظ سے بناب محمد خاتم الانبیاء، محمد سید الانبیاء ہیں۔ میں سید الاولیاء ہوں (ہم لوگ) زمین میں خدا کے خازن میں جو کچھ ہیں ہیں رسول اللہ نے تعلیم دی۔ قول صادق کے ذریعہ تعلیم دی۔ میں زندہ کرنے والا اس لحاظ سے ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ کروں گا۔ میں مارنے والا اس اعتبار سے ہوں کہ میں بدعت کو مارتا ہوں گا۔ میں نہ مرنے والا اس طور سے ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ دلائل تحسین الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احياء عند ربهم یذقون جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انھیں مردہ خیال نہ کرو۔ بلکہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور روزی پاتے ہیں۔

کتاب ابو بکر شہ ازلی میں تحریر ہے۔ کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے جامع بصرہ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے مومنین مسلمانوں کا گروہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف خود کی ہے وہ اول ہے وہ آخر ہے یعنی ہر شے سے پہلے ہے اور ہر چیز کے بعد ہے گا ہر چیز پر ظاہر ہے اور ہر چیز کے لئے باطن ہے اس کا علم برابر ہے۔ مجھ سے جو چاہو پوچھ لو اس سے قبل کہ مجھے نہ پاؤ۔ میں اول ہوں میں آخر ہوں! بخیر سن کے اہل بصرہ تمام کے تمام روپڑے اور آپ پر درود پڑھنا اس بارے میں عبدی محمد بن نعمان اور زہابی نے اشعار بیان کئے ہیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے زمین کو بچھایا پہاڑوں کو بند کیا۔ چشموں کو جاری کیا دریاؤں کو بہایا درختوں کو لگایا۔ پھلوں کو لپکایا۔ بادلوں کو بند کیا۔ رعد کو گرجایا۔ بجلی کو چمک دی۔ سورج کو روشنی دی۔ چاند کو ظاہر کیا۔ بادش کو اتارا ستاروں کو گاڑھا۔ میں خود مجسّم ذخا ہوں۔ میں نے پہاڑوں کو ٹھہرایا میں نے پانی میں کشتیاں چلائیں۔ میں جناب اللہ ہوں۔ میں کلمۃ اللہ ہوں۔ میں نذیب ہوں۔ اور میں اللہ کا وہ دروازہ ہوں۔ جس سے آنا چاہیے۔ ادخلوا الباب سجداً الغفر لکم خطایا کم رستوبید المصنّین میرے ساتھ اور میرے ہاتھوں پر قیامت واقع ہوگی۔ باطل پرست میرے بارے میں شک کریں گے۔ میں اول ہوں۔ میں آخر ہوں۔ میں باطن ہوں۔ میں بیگ چیز کو پہلے سے جانتا ہوں۔ ان فقرات کی امام محمد باقر علیہ السلام نے تفسیر یوں فرمائی ہے۔ میں نے زمین کو بچھایا۔ یعنی میری اور میری اولاد کی وجہ سے زمین سکون پکڑتی ہے۔ میں نے پہاڑوں کو گاڑھا۔ یعنی میری اولاد کے ائمہ کھوس پہاڑیں جن کی وجہ سے زمین باقی ہے میں نے چشموں کو جاری کیا۔ یعنی وہ علم جو حضرت امیر علیہ السلام کے دل میں تھا۔ وہ آپ کی زبان کے ذریعہ جاری ہوا۔ میں نے دریا جاری کئے۔ یعنی آپ سے وہ چیز پیدا ہوئی جس نے اس کو پکڑا۔ وہ نجات پا گیا۔



درخت لگانے سے مراد ذریت طیبہ ہے۔ پھل کھانے سے مراد ان کے پاکیزہ اعمال ہیں۔ بادلوں کے بند کمانے سے مراد اس آئمہ کا سایہ ہے۔ جس نے سایہ حاصل کیا۔ قطروں کے برسانے سے مراد زندگی اور رحمت ہے۔ وعدہ سے مراد وہ چیز ہے۔ جو بطور حکمت کے سنی جائے۔ بجلی کی چمک سے مراد کہ شہر مراد (انسان) ہم سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ سورج چمکانے سے مراد ہم میں سے قائم ہے۔ جو نور علی نور ہے چاند کے طلوع کرنے کا مطلب یہ ہے۔ مہدی میری اولاد میں سے ہوگا۔ میں نے ستاروں کو گڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ستارے ہماری وجہ سے راہ پاتے ہیں۔ اور ہمارے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ میں تمام اور خواہ سمندر ہوں۔ یعنی میں امام امت عالم العلماء حکیم الحکما اور قائد القائدہ ہوں۔ میرا علم میری طرف اس طرح جاری ہوتا ہے۔ اور اس طرح واپس آتا ہے جس طرح سمندر زمین پر اللہ کے حکم سے گھٹتا اور بڑھتا ہے میں نے کشتیاں جاری کیں کا مطلب یہ ہے۔ اعدام خیر اور آئمہ مجھ سے پیدا ہوں گے۔ پہاڑوں کو ٹھہرانے سے مراد یہ ہے کہ میں نے فتنوں کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اور اصول گمراہ کو قتل کروں گا۔ میں جذب اللہ اور اس کا حکم ہوں اور میں قلب اللہ ہوں یعنی میں اللہ کے علم کا چراغ ہوں۔ باب اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص میرے ذریعے اللہ کی طرف روانہ ہوگا۔ وہ بخش دیا جائے گا۔ میرے ساتھ اور میرے ہاتھوں پر قیامت واقع ہوگی۔ کا مطلب یہ ہے۔ یہ قیامت سے پہلے رجعت واقع ہوگی۔ میری اولاد سے جو مومن ہوں گے۔ اللہ ان کی مدد کرے گا۔

# باب ششم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر نصوص

(۱)

انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصلوة ويؤتون

الزكاة وهم راكعون

سے جناب محمدؐ

جو کچھ ہیں ہمیں

یکم میں رسول

کے کو ماروں

سبع الذین

کے گئے انھیں

عبارت ارشاد

یعنی ہر شے

راہ ہے۔

بصرہ تمام

ان کے ہیں۔

نزل کو ہایا

چاند کو

لے پانی

یہ روزہ

میرے

اول ہوں

انے

برقی

میں

ریحہ

ن پالیا



تحقیق تھا کہ رسول اللہ اور اس کے رسول اور وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لائے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

آمت ہا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ اور جب حضرت علیؑ نے رکوع کی حالت میں سائل کو انگوٹھی بطور صدقہ کے دی۔ تو یہ آیت آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ اس بارہ میں مفسرین میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ مندرجہ ذیل مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

ثعلبی۔ ماوردی۔ قیشری۔ ترمذی۔ رازی۔ نیشاپوری۔ نسائی۔ طوسی۔ اور طبری۔

ذیل کے راویوں نے روایت کیا ہے :-

مجاہد۔ حسن۔ اعمش۔ عقبہ بن ابی حکم۔ غالب بن عبد اللہ۔ قیس بن ربیع۔ عباہ ربیع۔ عبد اللہ اور عبید اللہ بن عمر بن علی بن ابی طالب۔

مندرجہ ذیل مصنفین نے اس واقعہ کو اپنی اپنی کتب میں تحریر کیا ہے :-

واحدی نے کتاب اسباب نزول القرآن میں کہی ہے وہ ابو صالح سے، وہ ابن عباس سے معانی نے فضائل الصحابہ میں حمید طویل سے وہ انس سے سلمان بن احمد اپنی معجم اور اوسط میں عمار سے ابو بکر بیہقی مصنف میں۔ محمد قتال نے تنویر اور روحہ میں عبد اللہ بن سلام۔ ابو صالح۔ ثعلبی اور مجاہد سے اور ذراہ بن اعمین۔ محمد بن علی سے۔ فطرنزی خلیفہ میں ابن عباس سے ابانہ غلکی سے وہ جابر انصاری تابع تھیں لوری ابن عباس سے اور کلبی۔ روایات میں بیان کرتے ہیں۔ الفاظ میں اختلاف ضرور ہے۔ لیکن مطلب ایک ہے۔ اسباب النزول میں واحدی سے روایت ہے۔ کہ عبد اللہ بن سلام اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا۔ مسجد میں قیام کرنے کے بعد رسول اللہ کی خدمت میں شکایت کی۔ جب سے ہم لوگ اسلام لائے ہیں۔ ہماری قوم نے ہمارا بارگاہ طہر دیا ہے۔ نہ بولتے ہیں۔ نہ ہمارے ساتھ بیٹھتے اور نہ رشتہ نافہ کرتے ہیں۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں ایک سائل کو دیکھا۔

رسول اللہ (سائل سے) تجھے کسی نے کوئی چیز دی ہے؟

سائل۔ ہاں۔ چاندی کی انگوٹھی دی ہے۔ (ایک روایت میں ہے۔ کہ سونے کی انگوٹھی دی ہے)

رسول اللہ۔ کس نے دی ہے؟

سائل۔ اس رکوع کرنے والے نے دی ہے۔



تم کرتے ہیں۔

سائل کو انگوٹھی  
اسی نے اختلاف

عبداللہ اور

سے سمجانی

سے ابورک

جابر سے اور

انصاری تابع

مطلب ایک

بیویوں کے ساتھ

آل اسلام لائے

بشتہ نافذ کرتے

ہو دیکھا۔

ہوئی ہے

تفسیر ثعلبی میں ہے۔ ابو ذر سے روایت ہے کہ سائل نے کہا۔ اللہ شہدا انی سالت فی  
مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولہ یعطنی احد شیئاً وکان علی رء رکعاً  
فاومی بخصرۃ الیمنی فاقبل السائل حتی اخذہ من خصرۃ وذلک بعین رسول  
اللہ فلما فرغ رسول اللہ من صلاتہم رفع رأسہ الی السماء وقال اللہم انی انشی موتی  
سالت فقال رب اشرح لی صداری

اسے معبود میں نے سنا ہے۔ رسول اللہ میں سوال کیا ہے۔ مجھے کسی نے کوئی چیز نہیں دی۔ اس وقت  
حضرت علیؓ کوٹ میں تھے۔ آپ نے دائیں چھوٹی انگلی سے سائل کو اشارہ کیا۔ اس نے اگر انگوٹھی اٹھ لی۔ یہ  
واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا۔ جب رسول اللہ نماز سے فارغ ہوئے۔ آسمان کی طرف سر ہل کر کے  
فرمایا۔ اے معبود! میرے بھائی موسیٰ نے سوال کیا۔ پالنے والے میرے سینے کو کھول دے۔ تو نے قرآن  
میں نازل کیا۔ میں نے تیرے بازوؤں کو تیرے بھائی کے ذریعے مضبوط کیا۔ ہم نے تمہارے لئے ایک نشان  
مقرر کیا۔ یہ لوگ تم دونوں کا کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اے معبود! میں محمدؐ تیرا بیٹا اور تیرا صغی ہوں۔ اے معبود  
میرے سینے کو کھول دے۔ میرے کام کو آسان کر دے۔ میرے اہل میں سے علیؓ کو میرا وزیر مقرر کر دے۔ اس کے  
ذریعے میرے بازو کو مضبوط کر۔ ابو ذر کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ  
جبرائیل علیہ السلام بارگاہ خداوندی کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض  
گذا رہے تھے۔ اے محمدؐ پڑھو آپ نے فرمایا کیا پڑھوں عرض کیا پڑھو۔ انہا ایک کھرا لہ در سولہ الخ  
ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ مسلمان ہو گیا۔ جن میں عبداللہ  
بن سلام۔ اسید ثعلبہ۔ بنی امین۔ سلام اور ابن سویہ تھے۔ یہ لوگ عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ موسیٰ کا وہی  
یوشع بن نون تھا۔ یا رسول اللہ آپ کا وہی آپ کے بعد کون ہے؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے  
بعد رسول اللہ نے فرمایا انھو! وہ انھے مسجد رسول میں آئے۔ سائل مسجد کے بائیں نکل رہا تھا۔ فرمایا اسے سائل!  
کسی نے کوئی چیز دی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ یہ انگوٹھی دی ہے۔ آپ نے فرمایا کس نے دی ہے؟ عرض کیا اس  
کوئی نے دی ہے۔ جو نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کس حالت میں دی ہے؟ عرض کیا رکوع کی حالت میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکیر کسی اور اہل مسجد نے بھی بکیر کسی آپ نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے ولی علی بن ابی طالب  
علیہ السلام ہیں۔ وہ لوگ کہنے لگے۔ ہم اللہ کے رعبا ہوئے۔ اسلام کے دین ہونے پر محمدؐ کے نبی ہونے پر اور علیؓ



کے ولی ہونے پر راضی ہیں۔ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ ومن يتول الله ورسوله اخ  
 کتاب ابو یوسف شیرازی میں تحریر ہے کہ سائل نے سوال کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ہاتھ انگوٹھی کے  
 اپنی پشت پر رکھا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ انگوٹھی اتارتے۔ سائل نے ہاتھ بڑھا کر حضرت امیر  
 السلام کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی۔ اور آپ کے حق میں دعا کی۔ اللہ عزوجل نے فرشتوں کے ساتھ امیر المؤمنین کے  
 ذریعے نذر کیا۔ میرے فرشتوں کیا نہیں دیکھتے میرے بندے کا جسم میری عبادت میں مصروف ہے لیکن اس کا  
 میرے ساتھ معلق ہے۔ وہ اپنے مال سے میری رضا جوئی کے لئے صدقہ دے رہا ہے۔ تم گواہ رہو میں اس سے  
 اور اس کے خلف سے (یعنی اس کی اولاد سے) راضی ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔  
 مصباح میں تحریر ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے یہ حدیث ۲۴ بار دوا المعجم کو دیا۔ مصباح نے نیز  
 سے روایت کی ہے۔ کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب حضرت امیر علیہ السلام نماز ظہر میں مشغول تھے۔  
 روایت میں ہے۔ ظہر کی نافذ میں مشغول تھے۔ لے

امالی ابن بابویہ میں تحریر ہے کہ کسی صحابی .... نے کہا کہ میں نے حالت رکوع میں پالیس گز  
 راہ خدا میں صدقہ دیں۔ کہ جس طرح علی علیہ السلام کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح میرے بارے  
 بھی کوئی آیت نازل ہو جائے لیکن کوئی آیت نہ نازل ہوئی تھی نہ ہوئی۔

اسباب النزول میں واحدی سے روایت ہے۔ ومن يتول الله ورسوله اخ کہ جو شخص اللہ  
 اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ والذین امنوا یعنی علی کو دوست رکھتا ہے فان حزب الله الله  
 گروہ یعنی اللہ کے شیعہ اس کے رسول کے شیعہ اور اس کے ولی کے شیعہ ہیں۔ هم الغالبون یعنی  
 یہی لوگ تمام ہندوں پر غالب ہیں۔ اس آیت (انما وليکم) میں جس طرح اللہ نے آیت کو اپنی ذات  
 ساتھ پھر اپنے نبی کے ساتھ پھر ولی کے ساتھ شروع کیا ہے۔ اس طرح دوسری آیت ومن يتول  
 میں یہی ترتیب ملحوظ ہے۔

علم ابجد کی حساب کی رو سے آیت انما وليکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ

لے تفصیل کے لئے خطا نص امیر المؤمنین مولفہ امام فانی کا ترجمہ ملاحظہ کریں جو مکتبہ السامعہ پشاور چاہ نجی والا کوٹہ

مقام شہر مغربی پاکستان سے مل سکتا ہے ۱۲ مترجم



راکعون کا وزن محمد مصطفیٰ رسول اللہ و بعدہ المرتضیٰ علی بن ابی طالب و عترتہ کا وزن برابر ۳۵۸۰ ہے۔  
 کافی میں جعفر بن محمد اپنے ابا، طاہر بن کے واسطے سے روایت بیان کرتے ہیں۔ آیت انما ولیکم اللہ  
 ورسولہ الخ نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا ایک گروہ مسجد مدینہ میں جمع ہوا۔ ایک دوسرے سے  
 کہنے لگا کہ اس آیت کے بارے آپ حضرات کا کیا نظریہ ہے؟ ایک نے کہا۔ اگر ہم اس ایک آیت کا احکام  
 کرتے ہیں۔ تو تمام آیات کا احکام کرتے ہیں۔ اگر ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ تو وہی اس ورسولہ کے ہیں۔ اس صورت  
 میں علی بن ابی طالب عبد السلام ہم پر مسلط ہو جاتے ہیں اور ہمیں یہ بھی علم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس  
 کا حل یہ ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن آگے چل کر علی کی اطاعت نہیں کریں گے۔ اس بارے  
 میں اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونها یعنی ولایت محمد واکثرہم  
 الکافرین یعنی علی کی ولایت سے اکثر لوگ کفر کرتے ہیں۔ اسی آیت سے امامت امیر المومنین علیہ السلام ثابت  
 ہے۔ اور عصمت بھی کیونکہ خدا کا رکوع کی اطاعت قبیح ہے لفظ ولی بمعنی اولی بالتصرف ہے۔ کامل مبرور کے کتاب  
 البصائر میں صفات اللہ کے تحت تحریر کیا ہے ولی بمعنی اولی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا امر اذ نکمت  
 بغیر اذن ولیہا دمنہ اولیا لام وقلان دلی امر الرعیۃ (عورت) قصاص اور رعایا کا ولی وہی ہوتا ہے  
 جو اولی بالتصرف ہو۔ نمازیں امیر المومنین کا رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دینا آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے کسی اور  
 کا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ لفظ انما حصہ پر دلالت ہے۔ کسی اور نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دینے  
 کا دعویٰ نہیں کیا شیعوں کے ہاں یہ روایت متواتر ہے مخالفین کے ہاں بھی قریب قریب متواتر ہے  
 جمع کا صیغہ واحد کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات میں مذکور ہے الذین  
 قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم اور ان الذین یسنادونک من  
 وراء الحجرات اور یقولون لئن رجعنا الی المدینہ۔ والذین امنوا (موم) پر دلالت نہیں کرتا۔  
 بلکہ خصوص پر مال ہے۔ کیوں کہ نماز کی حالت میں رکوع میں انگوٹھی دینے والے صرف امیر المومنین ہی ہیں۔ امیر  
 المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نماز کی حالت میں رکوع میں زکوٰۃ کے دینے کے بارے میں مندرجہ ذیل شعر اپنے  
 اشعار بیان کرتے ہیں۔

خوبیہ بن ثابت۔ حسان بن ثابت۔ سید حمیری۔ علامہ رضی۔ ذہل خزاعی۔ عوفی۔ عبیدی۔ ابن حماد۔ وراق  
 صفی بصری۔ نصر بن مقلد۔ اصفہانی اور ابوالحسن وغیرہ۔

انگوٹھی کے ساتھ

حضرت امیر علیہ

امیر المومنین کے

لیکن اس کا دل

میں اس سے

ہوئے

ح نے نیز ابو

دل تھے۔ ایک

پالیس انگوٹیاں

بارے میں

بخصوص اللہ اور

اللہ اللہ کا

یون یعنی

اپنی ذات کے

من یتول الخ

من الزکوٰۃ وھم

الانگوٹھ تو ہے خا



## آیت والنجم اذا هوى

ابو جعفر بن بابویہ۔ انالی میں طرق کثیرہ سے جویر سے وہ ضحاک سے وہ ابو ہریرہ بن عتبہ سے وہ ربیعہ  
سعدی سے اور ابو اسحاق قزازی سے وہ جعفر بن محمد سے آپ اپنے ابا طاہر بن عیسیٰ السلام سے یہ سب لوگ  
ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور منصور بن اسود امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ اپنے ابا طاہر بن عیسیٰ  
السلام سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ وہ ہیں جن کو منصور نے بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے  
اور اس بیماری میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے اہل بیت اور اصحاب حاضر  
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو آپ کے بعد کون ایسا شخص ہوگا۔ جو آپ کا امر  
میں ہیں کھڑا ہوگا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کوئی جواب نہ دیا۔ اور خاموش رہے۔ دوسرے دن انھوں  
نے وہی بات دہرائی۔ لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا تیسرے دن عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کا انتقال  
ہو جائے تو آپ کا جانشین کون ہوگا اور آپ کا حکم ہم پر کون نافذ کرے گا آپ نے فرمایا۔ کل میرے اصحاب  
گمراہ آسمان سے ستارہ اترے گا۔ دیکھو وہ کون ہے۔ ایسا شخص میرے بعد تمہارا خلیفہ ہوگا۔ اور میرا امر لے کر  
پرکھڑا ہوگا۔ اور ہر شخص کے دل میں اس بات کی خواہش تھی۔ کہ آنحضرت فرمائیں۔ تم میرے بعد خلیفہ ہو گے  
چوتھے روز ہر ایک شخص اپنے اپنے حجرے میں بیٹھ گیا۔ اور اس بات کا منتظر تھا۔ کہ ستارہ کس کے گھر میں  
ہوگا آسمان سے ستارہ چل پڑا۔ اس کی روشنی دنیا کی روشنی پر چھا گئی۔ ستارہ علیؑ علیہ السلام کے حجرے  
اترا۔ لوگوں کی بھیر لگ گئی۔ اور کہنے لگے یہ شخص گمراہ اور بے راہ ہو گیا ہے اپنے ابن عم کے بارے میں اپنی  
سے بات کرتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ والنجم اذا هوى۔ ایک روایت  
ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ جب کہ رسول بھلا نہ تھوی انفسکو نوف بکالی کی روایت کی روے  
یہ بات ثابت ہے۔ کہ ستارہ علیؑ کے گھر میں اترا۔ جس کی روشنی سے شہر مدینہ اور اس کے مضافات روشن  
ہو گئے نازل ہونے والا ستارہ نہرہ تھا۔ ایک روایت میں ہے شریما تھا۔ مندرجہ ذیل شعر نے اس بار  
میں اشعار بیان کئے تھے۔

ابن حماوہ۔ خطیبہ شیخ۔ عوفی۔ ابن علیہ۔ اور ہیار

تاریخ خطیبہ۔ بلاذری۔ حبیبہ ابو نعیم۔ اور ابانہ اکبری میں سفیان ثوری۔ اعمش سے روایت کرتے ہیں



یزید ثوری علقمہ سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ شادی کی صبح کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حصم  
 اقدس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچکی محسوس کی۔ آپ نے فرمایا اے فاطمہ! میں نے تیری شادی اس شخص سے کی  
 ہے جو دنیا میں سردار سے اور آخرت میں صالحین میں سے ہوگا۔ اے فاطمہ! جب اللہ تعالیٰ نے تیری شادی  
 علیؑ سے کرنی چاہی جبرائیلؑ کو حکم دیا جبرائیلؑ چوتھے آسمان پر کھڑا ہوا۔ فرشتوں کو صفوں میں کھڑا کر دیا ان  
 پر خطبہ پڑھا۔ اور تیری شادی علیؑ سے کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بہشت کے درخت کو حکم دیا کہ وہ زیور  
 اور پوشاکیں اٹھا لے پھر اسے حکم دیا کہ وہ فرشتوں پر بچھا کر کرے۔ ایک نے دوسرے سے زیادہ پیڑیں  
 اٹھائیں۔ قیامت تک ایک دوسرے سے فخر کرتے رہیں گے۔ ام مسلم کا بیان ہے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا عورتوں  
 پر اس بات کا فخر کیا کرتی تھیں کہ میں وہ ہوں جس کا خطبہ نکاح جبرائیلؑ نے پڑھا تھا۔

تاریخ بغداد و اشرف المصطفیٰ اور شرح الامکانی میں عبد الرزاق ممر سے وہ زہری سے وہ عبد اللہ  
 سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے علیؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا: تم دنیا میں بھی سید ہو اور  
 آخرت میں بھی سید ہو۔ جس نے مجھے دوست رکھا، اس نے مجھے دوست رکھا جس نے مجھے دوست رکھا، اس نے  
 خدا کو دوست رکھا جس نے تجھ سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے مجھ سے بغض رکھا، اس نے خدا سے بغض رکھا۔  
 حلیۃ الاولیاء۔ فضائل سمعانی کتاب الطبرانی اور تہذیبی میں بلا سند عبد الرحمن بن ابی یسلی سے وہ  
 حسن بن علی علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سید العرب کو بلاؤ  
 یعنی علیؑ کو۔ بنی عاتکہ نے عرض کیا آپ سید العرب نہیں ہیں آپ نے فرمایا میں اولاد آدم کا سردار  
 ہوں۔ اور علیؑ عرب کے سردار ہیں۔ جب علیؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا: اے گروہ! تم  
 اگر تم اس کا واسن پکڑو گے۔ تو ہرگز ہرگز اس کے بعد گمراہ نہ ہو گے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! یہاں کیوں گے۔  
 فرمایا یہ علیؑ موجود ہیں میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرو۔ میری عزت کی وجہ سے ان کی عزت کرو۔ مجھے  
 جبرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا حکم دیا ہے اور میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔

ابو بشیر سعید بن عائشہ نے کتاب السور میں اس کو روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بنی ہاشم  
 عائشہ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ) سردار کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس کی اطاعت، اس طرح فرض ہے۔  
 جس طرح میری اطاعت ہے۔

ابو حنیفہ ایک سند سے فاختہ امیانی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے فرمایا کہ تم دنیا

بنی عسیری سے وہ ربیعہ  
 م سے یہ سب لوگ  
 اپنے اباہ طاہرین علیہم  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے  
 اور اصحاب حاضر ہوئے  
 جو آپ کا امر لے کر  
 دوسرے دن انھوں  
 اگر آپ کا انتقال ہو  
 میرے اصحاب کے  
 اور میرا امر لے کر تم  
 سے بعد خلیفہ ہو گے۔  
 کس کے گھر میں نازل  
 اسلام کے حجرے میں  
 بارے میں اپنی خواہش  
 ایک روایت میں  
 روایت کی دو سے  
 مضافات روشن  
 شاعر نے اس بارے  
 روایت کرتے ہیں۔



میں بھی لوگوں کے سردار ہو۔ اور آخرت میں بھی لوگوں کے سردار ہو۔

حلیۃ الاولیاء میں شعبی نے کہا: حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: میرے بارے میں سید المسلمین اور امام المتقین کا آنا مبارک ہو۔

مسند کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں سید الانبیاء ہوں اور علیؑ

الاولیاء ہیں

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: خود سید ہو۔ سید کے بیٹے اور سید کے بھائی ہو۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ“

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور تم میں سے جو صاحب امر ہو کی اطاعت کرو۔

اس آیت کے بارے میں اُمت کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ یہ آیت ہمارے ائمہ علیہم السلام کے میں نازل ہوئی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ ہمیں اولی الامر سے مراد امراء سرایا ہیں۔ جب ان میں سے ایک بات غلط ثابت ہوگی۔ تو دوسری خود بخود صحیح ثابت ہو جائے گی۔ وہ بات جس سے یہ ثابت ہو

کہ اولی الامر سے مراد ہمارے ائمہ علیہم السلام ہیں۔ وہ یہ ہے۔ آیت علی العموم اولی الامر کی اطاعت پر کرتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اولی الامر کا عطف اپنے اور اپنے نبی کے ساتھ کیا ہے جس طرح اللہ کی اطاعت واجب ہے۔ اسی طرح اولی الامر کی اطاعت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا

نہیں کیا۔ نہ ہی اپنی ذات کے لئے نہ ہی نبی کے لئے کسی اختصاص کا نہ ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ اطاعت تمام کی واجب ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی۔ تو ان حضرات کی امامت ثابت ہوگئی۔ کہ

امام کے سوا نبی کے بعد کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ جب اولی الامر کی اطاعت واجب ہے۔ علیہم السلام کی عصمت ثابت۔ ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ فعل قبیح کا حکم دیتا ہے۔ یہ اس صورت

جب مطاع غیر معصوم ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قبیح کا واقع ہونا ناممکن ہے مگر قبیح کا مان لیں تو قبیح کی اقتدا لازم آئے گی۔ انہی وجوہ سے ثابت ہے کہ متاع معصوم ہو۔ وہ ہمارے ائمہ



مرایا معصوم نہیں ہیں۔ اس آیت میں ان کا مراد ہونا باطل ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اولی الامر سے مراد علمائے عامیہ ہیں۔ حالانکہ ان کا آپس میں اختلاف ہے اگر ہم ایک کی اطاعت کریں۔ تو دوسرے کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ جب مومن ایک کی اطاعت اور دوسرے کی نافرمانی کرے گا۔ تو ایسا حکم اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ اولی الامر کی تعریف علم اور حکمت کے ذریعے کی ہے

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَ الَّذِينَ يُسْتَبْطِنُ بِهِمْ

خوف کے وقت امر کا ٹوٹنا امر کی طرف ہے۔ اور استنباط کے وقت علما کی طرف۔ یہ دونوں چیزیں امیر عالم ہی میں جمع ہو سکتی ہیں۔

شعبی ابی عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام ہی امرائے سرایا ہیں پہلے ان میں علی ہیں حسن بن صالح بن حمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے مراد ائمہ اہل بیت رسول صلعم رضی۔

تفسیر مجاہد میں ہے کہ یہ آیت امیر المومنین کی شان میں اس وقت نازل ہوئی۔ جب جنگ تبوک کے وقت رسول اللہ صلعم نے آپ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بناتے ہیں۔ فرمایا یا علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔

جب رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں علی علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے محمد صلعم کے بعد امر امت کا نگران علی کو بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو علی علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ اور مخالفت سے منع کیا تھا۔ ابانہ نکلی میں تحریر ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی۔ جب ابوسریہ نے حضرت علی علیہ السلام کی شکایت بارگاہ نبوی میں کی تھی۔

حیث انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي کو مسلم اور بخاری نے بیان کیا ہے اور نطنزی نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ کہ کسی نے شافعی المذہب شخص سے حضرت علی کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے

بہ والہ وسلم نے کہا۔

بیوں اور علیؑ

السلام سے فرمایا تم

شعبہ

ماحب امر ہو۔ اس

م السلام کے بارے

میں سے

بہ ثابت ہوتا ہے

طاعت پر دلالت

طرح اللہ اور رسول

اسی چیز کا اختصار

ت کرتا ہے۔ کہ

ہو گئی۔ بیکوں کہ

بہ ہے تو ائمہ

صورت میں ہوگا

ت قبیح کا واقع ہوتا

سے ائمہ میں امراد



سے حاصل تھی۔ ہاں مگر میرے بعد نبوت نہیں ہوگی۔

احمد بن محمد بن سعد نے اس حدیث کے طرق کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جسے اُمت میں اجمالاً قبولیت کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ اس میں تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار ارشاد فرمایا ہے۔ اور ایک موقعہ وہ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ اور حرم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اور آپ تنہا تھے۔

تبمک مدینہ سے ورتھا وہاں جانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عینہ میں نقص امن کا خطرہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا بھی علم تھا کہ تبمک میں جنگ نہیں ہوگی۔ آپ چالیس ہزارہا لشکر لے کر روانہ ہوئے تھے۔ اور علی علیہ السلام مدینہ میں اکیلے تھے۔ اس وقت مدینہ میں یا منافق تھے یا عورتیں۔

ابو سعید خدری کا بیان ہے کہ جب بنی صلیح بمقام حرف پہنچے۔ تو حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی۔ منافقین کا خیال ہے کہ آپ مجھے ایک بوجھ اور غیر ضروری تصور کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ بھڑکے ہیں میں نے تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ تم واپس جاؤ اور میرے اہل اور اپنے اہل میں میرے خلیفہ بنو کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو بارون کو ہوئے۔ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی بنی نہیں ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام واپس تشریف لائے روایات کثیرہ میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی بنی نہیں ہوگا۔ اگر ہوتا۔ تو تم ہوتے۔

اس حدیث کو خطیب نے تاریخ میں عبد الملک عکبری نے فضائل میں اور ابو بکر بن مالک ابن شلاح اور علی بن حجد نے اپنی اپنی احادیث میں بیان کیا ہے۔ یہ اور ابن فیاض نے شرح الاخبار میں عمار بن مالک سے وہ سعید سے وہ اپنے باپ سے اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت بارون مرتبہ فضل میں ہوئے علیہ السلام کے تالی تھے۔ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تالی ہیں۔ مرتبہ نبوت کا استثناء خود رسول نے کر دیا ہے حتمی طور پر یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ نبوت کے سوا باقی تمام مراتب امیر المؤمنین کے لئے واجب ہے جو بارون کو ہوئے سے حاصل تھی۔ ان مراتب میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ اور قوم پر آپ کی اطاعت فرض تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



کے مقام کے مستحق تھے۔ اس سے امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی امامت اور عصمت ثابت ہوتی ہے کیوں کہ علیؑ لافظ اطلاق اطاعت کا واجب ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپؐ سے کوئی ناجائز فعل صادر نہ ہوا۔ لہٰذا نبی بعدی کی نفی کی مخالفت کی اس تاویل کا بطلان ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث صرف آپؐ کی ایک خصوصیت مدینہ میں آپؐ کے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ بلکہ نبوت کے سوا باقی تمام خصوصیات علیؑ علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھیں۔ جو باروں کو موت سے حاصل تھیں۔ اگر کسی اور چیز کی نفی کرنا مقصود ہوتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اپنی وفات کے بعد نبوت کی نفی کر دی تھی۔ اس کی بھی نفی کر دیتے۔ اس سے ثابت ہوا۔ باقی تمام باتیں اسی وقت علیؑ علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھیں۔ گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا۔ کہ تمہیں میری وفات کے بعد وہ تمام مراتب حاصل ہیں جو باروں کو موت سے حاصل تھے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی۔ تو مخالف کے اس دعوے کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کو یہ اختصاص صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک محدود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو علیؑ ہوتے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اس لئے آپؐ کا بھائی ہی آپؐ کا وزیر اور خلیفہ ہوا۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرا وزیر میرے اہل سے ہو۔ وہ میرے بھائی باروں ہیں۔ اسے میرا خلیفہ بنا۔ جس شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منزلت باروں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ وہ اس بات سے پاک و پاکیزہ ہے۔ کہ خیال آرائیاں اس کے خلیفہ اول موسیٰ میں تیرج۔ تاب کھاتی ہیں۔ ویک۔ اہن۔ ابن علویہ۔ ابن مک۔ زاسی۔ نالشی۔ ابن جواد۔ عوفی۔ محمد بن قیس بن ہشام۔ رئیس ابو یحییٰ بن وزیر ابو القاسم مغربی۔ حمافی۔ ابن اطمیس۔ منصور نمری۔ ابن لاحتی۔ صاحب۔ زید بن علی اور صنوبری نے اس بارے میں اشعار بیان کئے ہیں۔

۴

## یوم غدیر کا واقعہ

یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل الیك من ربك وإن لم تفعل فما بلغت رسالته  
اے رسول وہ بات پہنچا دے جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو  
تو نے کار رسالت کو نہیں پہنچایا۔

امرت میں  
یوسلم نے  
درجہ میں

معلم کو  
تھے۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اور غیر  
میرے  
ہے  
لئے

تو

تحتاج  
تاک

کہ جس

امیر

لازم

ب

اللہ

م



واحدی نے اسباب نزول القرآن میں باسناد و نحو و انمش اور ابو حیان سے یہ دونوں عطیہ سے اور  
ابو سعید خدری سے ابو بکر شیرازی فی ما نزل القرآن فی امیر المؤمنین میں بالاسناد و نحو ابن عباس سے مرزبانی  
اپنی کتاب میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من  
ربک خدا بختم کے روز علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ابن جریر عطاء ثوری اور ثعلبی میں منقول ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت  
میں نازل ہوئی ہے۔

ابراہیم تفسیری باسناد و نحو خدری بریدہ اسلمی اور محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت غدیر کے  
روز علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ثعلبی میں جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ بلغ ما انزل الیک کے معانی یہ ہیں کہ علی بن ابی  
طالب علیہ السلام کی فضیلت جو تم پر نازل کی گئی ہے۔ اُسے پہنچا دو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

من كنت مولا فاعلی مولا

نیر جعفر بن محمد سے کہیں نے اپنے اسناد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت علی علیہ السلام کے بارے میں  
نازل ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

من كنت مولا فاعلی مولا اللهم رال من والاه وعاد من عاداه آیت یا ایہا  
الرسول میں پانچ چیزیں موجود ہیں۔ کرامت۔ امر۔ حکایت۔ عزل اور عصمت۔ اللہ عزوجل نے اپنے  
رسول کو حکم دیا کہ تم علیؑ کو امام نصب کرو۔ آنحضرت صلعم نے قوم کی تکذیب کی وجہ سے توقف کیا۔  
تو یہ آیت نازل ہوئی۔ فلعلک باخع نفسك تب رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ  
جا کر علیؑ کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کریں۔

اس بارے میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے اصحاب سلیم بن قیس کو فی متوفی سن ۳۰ ہجری کی  
تالیف کردہ کتاب السقیفہ ایک لاجواب چیز ہے جس کا ترجمہ بندہ نے اردو میں کر دیا ہے صدر حاضر کے تقاضوں  
کی وجہ سے ابھی اشاعت معرض التواہیں ہے الحاج جناب ملک صادق علی صاحب عرفانی مدیر اخبار شیعہ لاہور و  
ملک شیعہ جنرل یک انجمنی لاہور کی تحویل میں مذکور اردو ترجمہ موجود ہے دیکھنے ملک صاحب کب شائع فرمائے ہیں ترجمہ



پھر کچھ دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ثب علیہ  
 میں اوجی الی عبدہ ما اوحی کے بارے میں تفسیر میں آیا ہے کہ یہ اشارہ علی علیہ السلام کے لئے ہے جب  
 وقت آگیا تو حکم خداوندی آیا کہ جو کچھ تم پر نازل کیا گیا۔ اور وحی کی گئی اس کو پہنچا دے۔ یہ تفسیر تفسیر تفسیر  
 زامی - مجرہ - اور ابن حماو نے اس بارے میں اشعار بیان کئے ہیں۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام آیت الحمد نشرح للک صدقات کے بارے میں ارشاد  
 فرماتے ہیں کیا ہم نے تیرے وحی کے بارے میں تجھے آگاہ نہیں کیا۔ اور اس کو تمہارا وارث نہیں بنایا۔ اور تمہارے  
 اس دشمن کو ذلیل نہیں کیا جس نے تیری پشت کو توڑ دیا تھا۔ اور اس سے سلاۃ الانبیاء کو پیدا نہیں کیا جو  
 لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ اور تیرے ذکر کو بلند کیا جب میرا ذکر ہوتا ہے تو تیرا ذکر میرے ساتھ ہوتا ہے۔  
 جب تو اپنی دنیا کے امور سے فارغ ہو جائے تو ولایت کے لئے علی کو امام مقرر کرنا کہ لوگ اختلاف کی حالت  
 میں آپ کے ذریعے ہدایت حاصل کرتے رہیں۔

عبد السلام بن صالح حضرت امام رضا علیہ السلام سے الم نشرح للک صدقات کے بارے میں روایت  
 کرتے ہیں کہ اے محمد! کیا ہم نے علی کو تیرا وحی مقرر نہیں کیا؟ اور علی کی وجہ سے کفار سے لڑائی کا بوجھ تم سے  
 دور نہیں کیا؟ ورفعت ذکرت۔ اپنے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بلند نہیں کیا۔

ابو حاتم رازی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر بن محمد نے آیت فاذا فرغت فالنصب کو پڑھا اور کہا کہ  
 (اے محمد) جب تم شریعت کی تکمیل سے فارغ ہو جاؤ۔ تو علی کو امام بناؤ۔  
 ابوسعید خدری اور جابر انصاری کا بیان ہے کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ نبی صلعم نے  
 فرمایا۔ اللہ اکبر دین مکمل ہو گیا۔ نعمت تمام ہو گئی۔ رب میری رسالت اور میرے بعد علی بن ابی طالب کی  
 ولایت پر راضی ہو گیا۔ اس کو نظری نے خلافت میں بیان کیا ہے۔

عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ الیوم اکملت لکم دینکم میں نے آج کے دین میں  
 مکمل کر دیا۔ دین کے محافظ کے قیام سے وائست علیکم نعمتی میں نے اپنی نعمت کو تمام کر دیا۔ ہماری  
 ولایت کے ساتھ۔ ورضیت لکم الاسلام دین اسلام سے راضی ہوا۔ یعنی نفس نے ہمارے کام  
 کو تسلیم کر لیا۔

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کا فرمان ہے یہ آیت غدیر کے روز نازل

اس غلطی سے وہ  
 سے مرزبانی  
 لیک من

اسلام کی فضیلت

یت غدیر کے

یہ کہ علی بن ابی  
 ال ہوئی۔ تو نبی

کے بارے میں

یت یا ایہا

جیل نے اپنے

سے توقف کیا۔

لو حکم دیا کہ وہ

جبری کی

ماضی کے تقاضوں

رشیوہ لاہور و

شائع فرماتے ہیں ترجمہ



ہوئی۔ حضرت عمرؓ سے یہودیوں نے کہا۔ اگر یہ دن ہم میں ہوتا، تو ہم اس دن کو عید کا دن قرار دیتے۔

ابن عباسؓ نے کہا۔ اس دن سے زیادہ کامل عید کا اور کوئی ہو سکتا ہے۔

ابن عباسؓ نے کہا۔ اس دن کے بعد رسول اللہ ﷺ اس دن کے بعد انتقال فرما گئے۔

سہی نے کہا۔ اس کے بعد نہ حلال اور نہ ہی حرام کی کوئی اور آیت نازل نہیں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے

ذوالحجہ اور محرم میں حج ادا کیا اور انتقال فرما گئے۔

روایت ہے کہ آیت، ﴿مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَ رَبِّكَ﴾ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو علم دیا

کہ علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کر دیں۔ آپؐ نے لوگوں کے دلوں کے مساو کے باعث توقف کیا تو یہ

آیت نازل ہوئی۔ یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل الیہ من ربہ۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ اذکر وأفہم اللہ علیکم

پھر آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی اس آیت میں پانچ بشارتیں ہیں۔ اکمال دین۔ اتمام نعمت۔ فنا

جہن۔ امانت شیطان۔ اور خوف منکرین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الیوم یدنس الذین کفروا من

دینکم حدیث غدیر میں مومنین کے لئے عید ہے۔ بلکہ عید القدر المکرم۔ ابن عباسؓ نے کہا اس روز پانچ

غذیریں جمع ہو گئیں تھیں۔ جمعہ۔ غدیر خمیر ہود۔ عید نصاریٰ۔ نور مجوس۔ اس سے پہلے یہ غدیریں جمع نہیں

ہوئیں تھیں۔ ابو سعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ غدیر کا روز تیس کا دن تھا۔

علماء اس حدیث کو تو مانتے ہیں۔ مگر اس کی تاویل میں اختلاف کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حضرات نے اس

کو ذکر کیا ہے۔

(۱) محمد بن اسحاق۔ (۲) احمد بلاذری (۳) مسلم بن حجاج (۴) ابو نعیم اصفہانی (۵) ابوالحسن والظفی

(۶) ابوبکر بن مردیہ (۷) ابن شاپین (۸) ابوبکر بن قنات (۹) ابوالفضل بن جہش (۱۰) ابواسحاق ثعلبی

(۱۱) ابوسید خدری (۱۲) ابومظفر سمعانی (۱۳) ابوبکر بن شیبہ (۱۴) علی بن حنفیہ (۱۵) شعبہ (۱۶) غمش

(۱۷) ابن عباس (۱۸) ابن عساکر (۱۹) شعبی (۲۰) زہری (۲۱) ابوشامہ (۲۲) ابن یحییٰ (۲۳) ابن

ماجدہ (۲۴) ابن عبد ربہ (۲۵) الکافی (۲۶) ابویعلیٰ موصلیؒ کی طریقوں سے (۲۷) احمد بن حنبلؒ چالیس طریقوں

سے (۲۸) ابن بطیمہؒ ۲۷ طریقوں سے (۲۹) ابن جریرؒ ۱۷ سے زائد واسطوں سے کتاب الوداع میں۔

(۳۰) ابوالعباس بن عقیقہ (۳۱) ابوسید خدریؓ کی طریقوں سے (۳۲) علی بن حلالؒ مکیؒ نے کتاب الغدیر تصنیف

کی (۳۳) احمد بن محمد بن حنفیہؒ ایک کتاب لکھی۔ جس میں ان حضرات کا ذکر ہے جنہوں نے حدیث غدیر کی



فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا عاقلہ ام سلمہ ام ہانی فاطمہ بنت حزامہ صاحبہ الجہرہ نے خاتم کے تحت تحریر کیا کہ تم وہ مقام ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کے بارے میں غرض نئی تھی۔  
 عمرو بن ابی ریحہ نے اپنے لشکار میں اپنے افسار میں حدیث غم کو ذکر کیا ہے  
 ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غم کے وقت  
 پر ارشاد فرمایا۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تیرہ سو آدمی موجود تھے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم لوگ کسی کا حق دو گواہوں کی شہادت پر دے دیتے ہیں لیکن ایسے گواہوں کو اس کے شہادت کے بعد بھی آپ کا حق آپ کو نہ دیا گیا۔ یعنی عدیرہ کے موقع پر دس

• •  
— 6 —  
*Handwritten signature*  
B. B.

اللہ تعالیٰ نے

تہذیب و تمدن کے حکم و پابا

تفکیک

افضة الله عليكم

تقوا من تحت رضا

من كفر وامن

اس وقت پانچ

ہمدردی جمع نہیں

فراست نے اس

روشن و آفتاب

اسمیں

(۱۶) عیش

৩৭(২৩)৬

مل عیالیں ملز تقویٰ

القول بغيره يفسد -

٤٩  
عبد القدير نصيف

پیش قدمی



ہزار اصحاب گواہ تھے) غدیر وادی ارکاک سے۔ جو مدینہ سے دس فرسخ اور جحفہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

۱۸ ذی الحجہ کو مقام غدیر پر اجتماع ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانیہ کو اعلان کرنے کا حکم دیا۔ نماز جماعت کا اعلان کیا گیا۔ فرمایا تمہاری جانوں سے کون افضل ہے؟ عرض کیا گیا۔ اللہ اور اس کا رسول۔ آپ نے فرمایا: خداوند گواہ رہنا۔ پھر علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

”من كنت مولاه فهذا علي مولاه“

اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله“

”جس کا میں سردار ہوں۔ اس کے علی سردار ہیں۔

اے مجھ تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔ تو اس کی مدد کر جو علی کی مدد کرے۔ تو اس کو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے۔“

اس حدیث کی مزید تقویت اس بات سے ہوتی ہے۔ کہ اس حدیث کی شہادت لوگوں سے یوم الدار طلب کی تھی آپ نے اس موقع پر اپنے فضائل کو گناہاں کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہو۔ من كنت مولاه فعلي مولاه“ انہوں نے کہا نہیں (وہ تو آپ ہیں)۔ انہوں نے اس حدیث کا اعتراف کیا تھا۔ اور وہ تمہارا صاحب تھے۔

فضائل احمد۔ احادیث ابو بکر بن مالک۔ ابان بن بطنہ اور کشف الشبلی میں براہین غازیہ سے روایت ہے۔ کہ ہم لوگ حجتہ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آئے تھے۔ غدیر خم کے مقام پر نماز جامعہ کا اعلان فرمایا۔ دو بھرتوں کے درمیان تشریف فرما ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: کیا میں مومنین سے ان کی جان سے افضل نہیں ہوں؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: میں ہر مومن سے ان کی جان سے افضل نہیں ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: ہاں ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ (علی) اس کے سردار ہیں۔ جس کا میں سردار ہوں۔ اے مجھ تو اس کو دوست رکھ۔ جو اس کو دوست رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ سے حضرت عمرؓ کی ملاقات ہو گئی۔ عرض کیا: اے ابوطالب کے فرزند! آپ کو مبارک ہو۔ آپ تو ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے سردار ہو گئے۔



ابوسعید خدری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! مجھے مبارک باد دو۔ مجھے مبارک باد دو۔ اللہ عزوجل نے مجھے نبوت سے اور میرے اہل بیت کو ولایت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب کی امیر المؤمنین علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ عرض کیا اے ابوالحسن! آپ کو خوشخبری ہو۔ آپ میرے اور ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہو گئے ہیں۔ خیر کوشی شرف المصطفیٰ میں برابن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معبود! تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔ اس کے بعد حضرت علی کی حضرت عمر سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت عمر نے عرض کیا اے ابوطالب کے فرزند! آپ کو مبارک باد ہو۔ آپ نے صبح و شام اس حالت میں کی کہ آپ ہر مومن اور مومنہ کے سردار ہو گئے۔

ابوبکر باقرانی نے تہمید میں سماعی نے فضائل الصحابہ میں اسناد خود سالم بن ابی جعد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کسی نے حضرت عمر بن خطاب سے پوچھا: آپ تو علی علیہ السلام کے بارے میں ایسی بات کہتے ہیں جو اور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہیں کہتے۔ حضرت عمر نے کہا حضرت علی علیہ السلام تو میرے مولا ہیں۔

معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من کنت مولاه فعلی مولاه تو ایک عدوی شخص کہنے لگا خدا کی قسم یہ حکم خداوندی نہیں، بلکہ یہ اپنی طرف سے غلط کہہ رہے ہیں۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ولو تقول علینا بعض الافادیل الی کافرین تک حسان جمال ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بند کئے ہوئے ہیں کہ ایک شخص کہنے لگا کہ اس کی آنکھوں کو دیکھو کہ اس طرح گھوم رہی ہیں جس طرح مجنوں کی آنکھیں گھومتی ہیں۔ اس وقت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہوئے۔ وان یکاد الذین کفروا یزلقون بالابصار ہم

عمر بن یزید نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس آیت قل انما اعطکم بواحدۃ کے بارے میں پوچھا فرمایا یہ ولایت ہے! میں نے عرض کیا یہ کیوں کر۔ فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کا امام مقرر کیا اور فرمایا: من کنت مولاه فعلی مولاه تو لوگ ٹک کرنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہمیں ایک نئی بات کی طرف بلاتے ہیں۔ اپنے اہل بیت کو ہماری گردنوں پر مسلط کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ قل اعطکم بواحدۃ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں۔ میں نے وہ چیز ادا کر دی ہے جو تمہارے رب نے تم پر فرض کی ہے۔ ان تقوموا لله نستی وقرادی اللہ تعالیٰ کی خاطر دو۔ دو اور ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ نستی سے مراد

ہے پر واقع

کا حکم دیا۔ رسول۔

ال

تھے۔ تو

سوار طلب

س کے

وہ تو

روایت

کے مقام

لو پکا کر

میں ہر

یہ (علی)

تو اس

کئی۔

ہے



وہ امام ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان دونوں (رسول اور علیؑ) کے اولاد سے ہوں گے۔ پھر کہنے لگے) اسے دوسرے (علیؑ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے سوا کسی کو مراد نہیں لیا۔

علامہ سیبویہ رضی اللہ عنہ نے کتاب تہذیبہ الانبیاء میں تحریر فرمایا ہے۔ ابتداء امر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین عبیدہ السلام کی امامت پر نص فرمائی تو قریش نے کہا۔ یا رسول اللہ! اسلام کا ابتدائی زمانہ ہے۔ یہ لوگ اس بات پر راضی نہیں ہوں گے۔ کہ نبوت تم میں ہو اور امامت تیرے ابن عم میں۔ اگر آپ امامت کسی اور میں قرار دیں تو بہتر ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے یہ بات سنا ہی اسے اور اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے اور یہ بات تم پر فرض کی ہے۔ کہنے لگے اگر آپ اللہ کے خوف کے واسطے یہ کام نہیں کر سکتے تو خلافت کے بارے میں علیؑ کے ساتھ قریش کا ایک آدمی شریک کر دیجئے۔ تاکہ لوگوں کا اضطراب بھی ختم ہو۔ اور آپ کا کام بھی پورا ہو جائے۔ ایک نے ایسا کر دیا تو لوگ آپ کے خلافت میں ہوں گے یہ بات مان لیں ہوئی۔ لاشعور کہ اس نے لبتی طین عملک ولتکون من الخناسین اگر تم نے کسی کو شریک (خلافت علیؑ کے بارے میں) کیا تو تیرے غلے ضبط ہو جائیں گے اور گھانا اٹھائے جائیں گے۔

عبد العظیم حسنی (صاحب مزار بقا مائے نروضران) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ابو محمدؑ کے ایک آدمی نے کہا قریش میرے پاس جمع ہوئے پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم نے تمہاری عبادت چھوڑ دی۔ اور آپ کی پیروی کی ہمیں علیؑ علیہ السلام کی ولایت میں شریک کر دیں تاکہ ہم شرکا ہو جائیں۔ جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ اے محمد! اگر آپ نے کسی کو شریک کیا تو آپ کے عمل ضبط ہو جائیں گے۔ اس آدمی نے کہا۔ جیسے مجھے یہ سن کر تکلیف لاحق ہوئی تو میں نے اختیار کر لیا۔ مجھے اشعر گھوڑے پر سوار ایک آدمی ملا جس کے سر پر نرد و عمامہ تھا۔ اس کے جسم سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ کہا اسے شخص محمدؑ نے ایسی گرہ لگائی ہے جس کو صرف کاشتری کھوے گا یا منافق۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس بات سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم گھوڑا سوار کو جلتے ہو، وہ جبرائیل تھے۔ اس نے تم پر ولایت کی گرہ کو پیش کیا تھا۔ اگر تم لوگوں نے اس گرہ کو کھول دیا۔ یا اس بارے میں شک کیا تو قیامت کے روز میں تمہارے خلاف مدعی ہوں گا۔

حضرت امام عبیدہ السلام نے فرمایا۔ ابن ہند نخرے کرتا ہوا کھڑا ہوا۔ غصے کے عالم میں دانتا ہوا عبد اللہ بن قیس اشعری پر۔ بایاں ہاتھ مغیر بن شعبہ پر رکھے ہوئے یہ کہتا ہوا روانہ ہوا۔ خدا کی قسم! ہم محمدؑ کی بات کی



تصدیق نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی علیؑ کی ولایت کا اقرار کریں گے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ فلا صدق ولا  
صلیٰ الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب اہل بیت علیہ السلام نے عرض کیا: ہا تجرک بہ  
ساند لتجصل بہ رسول اللہ اس سے رک گئے۔ یہ آیت وقال الذین لا يرجون لقاءنا آیت بقرآن  
غیر ہذا اویس لہ وہ لوگ جو ہماری طاقت کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کوئی اور قرآن لایے یا اسے  
بدل دیجئے۔ یہ باتیں دشمنان خدا و رسول اللہ کی غیر حاضری میں کہا کرتے۔ اور ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ان کی  
بات نہیں سنتے۔ کاش! محمد علیؑ کی بجائے انھیں امام مقرر کر دیں۔ یا ایک آیت کو دوسری کے مقابل میں بدل  
دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں کہا: قل ما یكون لی ان ایدلہ کہہ دو کہ میں اس کو نہیں بدل سکتا۔  
ابوالحسن راضی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو علیؑ کی ولایت کی طرف بلایا۔ وہ  
لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمت نہ کر پائے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی۔ قل انی لا املكکم ضراً ولا  
نفعاً قل انی من بعیدی من اللہ ان عصیتمہ احد ولین اجد من دومتہد ااکلا بلائاً  
من اللہ ورسالاتہ میں علیؑ کے بارے میں یہ باتیں پہنچانا ہوں۔ ومن لیصل اللہ ورسولہ جس نے اللہ اور  
اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ فی ولایۃ علیؑ کی ولایت کے بارے میں فان ارنا بعدہم خالدین  
فیہا ابد او ہمیشہ ہمیشہ ووزخ میں رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: صاحب  
علیؑ مابقہ وادہ۔ یعنی یہ لوگ جو چھوڑیں گے بارے میں کہتے ہیں جیہ کہو۔ واھجرہم ہجر اجمیلا  
وذرنی واللمکنین انھیں اچھی طرح چھوڑ دو۔ اپنے دھمکے بارے میں مجھے اور چھوڑنے والوں کو چھوڑ  
دے۔ اولی النعمۃ وہم ہلہم خیر لا بعض منہم علیہم السلام میں سے فرمایا کہ وہ ویل للمکنین  
اسے چھوڑ دے۔ انوں کے لئے ویل ہے۔ بما اوفی الیہ من ولایۃ علیؑ کی ولایت کے بارے  
میں جو کچھ تم پر نازل کیا گیا۔ اللہ نہ ملک الاوسین کیا تم نے پہلے لوگوں کو بلا کہ نہیں کیا جنہوں نے اسے  
اومدیا کہ وہ ہے میں ورسول کریمؐ یا۔ کذا اللہ نفعل ما یشاء منہم جو چاہے اس کے ساتھ ایسا کریں گے  
جو اہل محمد پر فرمایا کرتے تھے۔ اور وہی محمدؐ کو کیا ہے میں مبتلا کر رہے گا۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: لست اقول الحق واما تقول یعنی علیؑ  
کے منقول نقل اہی وروی اللہ الحق واما انت تہتہم جنہوں نے کہہ دو میرے واسطے کی قسم وہ (علیؑ) پہلے شاکس تھے  
ہیں۔ اور تم چسپو نہیں کہتے۔

(اسے دوسرے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ لوگ اس بات

خبر کر دیں۔ تو

سب سے اور یہ بات

میں علیؑ کے

بارے۔ اور آپ

تجربہ

لوگ ترسے

روایت کرتے

ہے۔ اور کہتے

میں شریک

محمد! اگر آپ

لاحق ہوئی

اس کے

ہوے گا یا

دار کو جانتے

یا اس

عبد اللہ

بات کی

بات کی

بات کی

بات کی



ابو عبیدہ ثعلبی - نقاش - سفیان بن عیینہ - رازی - ترمذی - نیشاپوری - طبری - ابو موسیٰ نے اپنی وفات میں تحریر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدير خم کے مقام پر جناب علی علیہ السلام کی امامت کی تھی۔ تو یہ خبر تمام شہروں میں پھیل گئی۔ حادثہ بن نعمان فہری ایک روایت میں ہے ابو عبیدہ جابر بن نصر بن بن کلاہ عبدری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔ اے محمد! آپ نے لا الہ الا محمد رسول اللہ کی گواہی نماز روزہ حج اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ ہم لوگوں نے قبول کیا۔ اس بات پر راضی نہیں ہوئے۔ حتیٰ کہ اپنے ابن عم کو بند کر کے اسے ہم پر فضیلت دی۔ اور کہا۔ من مولاہ فعلی مولاہ کیا یہ بات آپ کی ہے۔ یا اللہ کی طرف سے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہے۔ یہ سن کر عارث اپنی سواری کی طرف یہ کہتا ہوا بڑھا۔ اے معبود! اگر جرات محمدؐ کہتے ہیں۔ حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائے۔ یا ہمیں دردناک میں مبتلا کر دو ابھی سواری تک نہیں پہنچا تھا۔ کہ اللہ نے ایک پتھر پھینکا۔ جو اس کی کھوپڑی پر پڑا۔ اور اس معتد سے نکل گیا۔ اور وہیں فی النار واسقر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ سال سائل واقعہ شرح الاخبار میں ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ انبعث ابنایستعجلون ہمارے عذاب کی طرف میں جلدی کرتے ہیں۔ اس کو ابو نعیم فضیل بن دیکین نے بیان کیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مدت سے صحابہ کو اپنی وفات سے آگاہ کرتے تھے۔ یہ سن کر منافقین کہا کرتے تھے کہ اگر محمدؐ مر گیا۔ تو ہم اس کے دین کو بیکار کر دیں گے۔ جب غدير خم کی کارروائی میں آئی۔ تو کہنے لگے۔ اب ہماری چال مٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ الیوم یثبٹ الذین کفروا انہ آج کافر یا یومس ہو گئے۔

ایک روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدير خم سے فارغ ہو گئے۔ لوگ چلے گئے۔ تشریف کا ایک گروہ جمع ہو کر افسوس کرنے لگا۔ وہاں سے ایک گروہ گزری۔ کہنے لگے کاش محمدؐ اس کو ہمارا امام دیتا۔ اور علیؑ کو نہ بتاتے۔ اس بات کو ابو ذر نے سُن لیا۔ آپ نے اس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیج کر انھیں بلایا۔ اور ان سے ان کی بات کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اور قسم کھائی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ یحلفون باللہ ما قالوا الخ۔ جو کچھ کہتے ہیں اس کے متعلق اللہ کی قسم کھاتے ہیں۔



ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر مجھے آگاہ کیا ہے کہ قیامت کے روز کچھ لوگ اس حالت میں لائے جائیں گے کہ ان کا امام گواہ ہوگی۔ وہ بیان رکھنا کہیں تم لوگ ان میں سے نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ یومئذ عواقل اناس باصنافہ قیامت کے روز ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے لفظ مولا کے معانی اولی بالمدبیر اور اولی بالتصرف کے ہیں۔ اور فرض طاعت کے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلام کے آخر میں فرمایا تھا۔ المست اولی بکم من انفسکم اگر مولا کے معانی اولی بالتصرف وغیرہ نہ ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ایک مہم بن کے رہ جائے گا۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو حضرت علیؑ امام ہیں اور اس لفظ مولا کا ظاہری اقتضا بھی یہی ہے کہ حضرت علیؑ کو موالات اور نصرت واجب اور علی الاطلاق آپ کو چھوڑ دینا اور آپ سے دشمنی رکھنا حرام ہے۔ اس سے حضرت علیؑ علیہ السلام کی عصمت ثابت ہے بغیر معصوم کا اتباع ناجائز ہے۔

امام ابو عبد اللہ نیشاپوری اور امام ابو جعفر طوسی میں احمد بن محمد بن ابی نصر امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا مجھے میرے آباؤ اجداد علیہم السلام نے بیان کیا ہے کہ غدیر کا دن زمین کی بہ نسبت آسمان میں زیادہ مشہور ہے اللہ تعالیٰ کا ایک محل بہشت میں ہے جس کی ایک اینٹ چاندی کی اور دوسری سونے کی ہے اس محل میں ایک ہزار سُرخ قبے ہیں۔ اور ایک لاکھ نیسے سبز یا قوت کے ہیں جس کی مٹی مشک اور عنبر کی ہے اس میں چار نہریں جاری ہیں ایک نہر شراب کی ایک نہر پانی کی ایک دودھ کی اور ایک خالص شہد کی۔ اس محل کے گرد تمام قسم کے پھولوں کے درخت موجود ہیں۔ ان درختوں پر پرندے موجود ہیں۔ جن کے جسم تو بیوں کے اور پر یا قوت کے ہیں اور ان کی طرح طرح کی بوئیاں ہیں۔ جب غدیر کا دن آتا ہے تو ساکنان آسمان اس محل میں حاضر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور تمہیل بجالاتے ہیں۔ اور پرندے اڑ کر پانی میں جا پڑتے ہیں۔ مشک اور عنبر میں اٹھکھینچیاں کرتے ہیں جب فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ تو ان پر ان کے ان چیزوں کے قطر است گرتے ہیں۔ اس دن فرشتے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نساوی کا نچھاور ایک دوسرے کو بطور تحفے کے دیتے ہیں۔ جب دن کا آخری حصہ آتا ہے تو اعلان ہوتا ہے تم اپنے اپنے مقامات پر چلے جاؤ۔ تم لگے سال کے اس دن تک تمام مخلوق اور مخلوقوں کے ماموں ہو۔ محمدؐ اور علیؑ کی کرامت کی وجہ سے۔

مصابح المتعجبین میں وہ خطبہ درج ہے جو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ دن بڑی شان والا ہے اس

جہاں اپنی تفسیر  
قیامت کی تبلیغ  
ابن نصر بن حارث  
لا الہ الا اللہ  
نے قبول کیا آپ  
کہا۔ من کنت  
فرمایا قسم ہے اس  
سواری کی طرف  
جس دروناک عذاب  
پڑا۔ اور اس کے  
سائل بعد از  
عذاب کی طرب

آگاہ کرتے تھے  
و انی عمل میں  
س الذین

تشریف  
فرمایا امام بنا  
ہو آگاہ کیا۔

نے انکار  
جو کچھ کہتے



دن کشائش ہوتی ہے۔ درجے بلند ہوتے ہیں۔ یہ دن ایضاً، افصاح عن المقام الصراح ہے اور دن کے کمال کا دن ہے۔ عہد و مہمود کا دن، شاہد و مشہود کا دن، بدیم و ضاحت عقد و عن النفاق و الجود ہے۔ اور بیان حقائق ایمان کا دن ہے۔ یہ شیطان کے کراہنے کا دن، برہان کا دن، اس فیصلے کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ علاء اعلیٰ کا دن ہے جس سے تم روگردانی کرتے ہو۔ یہ ارشاد کا دن ہے۔ یہ فوار کی دھیل کا دن ہے۔ یہ سینوں کی پوشیدہ باتوں کے ظاہر کرنے کا دن ہے پوشیدہ امور کے ظاہر کرنے کا دن۔ یہ مخصوص لوگوں کے بارے میں نصوص بیان کرنے کا دن ہے۔ یہ شریعت کا دن، یہ ادب کا دن، یہ بیہوشی کا دن، اور یہ شمعوں کا دن ہے۔

## ۵ خاصف النعل

صحیح ترمذی میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے روز پہیل بن عمرو سے اس وقت فرمایا۔ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جماعت کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اے گروہ تشریش! تم کو باز آجانا چاہیے۔ درنہ میں ضرور تمہارے پاس ایک ایسا شخص بھیجوں گا۔ جو دین کے بارے میں تمہاری گروہ نہیں اڑا دے گا جس کے دل کا امتحان اللہ عزوجل نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہے۔ عرض کرنے لگے "یا رسول اللہ وہ شخص کون ہے؟" آپ نے فرمایا۔ یہ وہ شخص ہے جو جنت کو ہاتھ کے رگڑ رہا ہے۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنی جوتی مانگے لگانے کے لئے دی تھی۔

خطیب تلمیح میں اور معانی فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہ تشریش! تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل تمہارے پاس ایک ایسے آدمی کو روانہ کرے گا جس کے دل کا امتحان اللہ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہے۔ باقی حدیث حسب سابق ہے۔ ابن بطہ نے حدیث خاصف النعل کو سات طریقوں سے بیان کیا ہے ان میں ایک طریقہ وہ ہے جو ابو سعید خدری نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگوں میں وہ شخص موجود ہے جو قرآن کی تفسیر پر اس طرح جہاد کرے کہ جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل کے وقت جہاد کیا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ سے اللہ کے رسولؐ وہ شخص میں ہو گا



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "نہیں"

حضرت عمر: "اے اللہ کے رسول وہ میں ہوں گا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "نہیں۔ یہ وہ شخص ہے جو جوتی کو ٹھیک کر رہا ہے۔"

"ہم نے بڑھ کر دیکھا تو علیؑ علیہ السلام تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مبارک ٹھیک کر رہے تھے۔"

کاتبی خطیب نے اسناد خود الوعین میں حذری سے وہ روایت بیان کی ہے۔ جس کو ہم نے کئی اسناد سے جابر بن زید سے وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے جوتی جناب علیؑ کے حوالے کی۔ تاکہ آپ اسے درست کر دیں۔ اور فرمایا تم میں ایک شخص موجود ہے جو قرآن کی تفسیر پر جہاد کرے گا۔ جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر جہاد کیا تھا۔ ابوسعید (حذری) کا بیان ہے کہ میں نے باہر نکل کر اس بات کی جناب علیؑ کو بشارت دی۔ جناب علیؑ کی خوشی میں کوئی اضافہ نہ ہوا۔ گویا کہ آپ نے اس بات کا ذکر پہلے ہی سنا ہوا تھا۔

احمد نے فضائل میں بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔ اور حدیث کے الفاظ وہ ہیں جس کو مسلم نے بیان کیا ہے ابوسعید حذری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو گروہ ہوں گے۔ ایک تیسرا گروہ پیدا ہوگا۔ اس تیسرے گروہ کو جو قتل کرے گا۔ وہ آدمی بالحق ہوگا۔ علیؑ کے نام کو دیکھتا ہے وہ آدمی بالحق ہوں گے۔

۶

## الوصی و الولی

کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیر کی رو سے یہ بات جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر وصی کے دنیا سے شریف لے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ من مات بغیر وصیۃ مات میتۃ جاہلیۃ جو شخص وصیت کے بغیر مر گیا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔

آیت یا ایہذا الذین امنوا لما تقولون مالا تفعلون کی رو سے ہر نبی وصیت کر کے دنیا سے

رخصت ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فبہذا ہم اقتدہ

اورین کے  
ہے۔ اور بیان  
مس کا تم سے وعدہ  
کی دلیل کا دن  
دن یہ مخصوص  
ح کا دن۔ اور یہ

اس وقت  
تھا۔ اسے گروہ  
میں تباری  
ہے۔ "یا رسول  
تم نے حضرت

گروہ قتل  
کے دل کا  
خاصیت  
کہ رسول  
نے قرآن کی



طبری میں ابو طفیل سے روایت ہے حضرت امیر علیہ السلام نے اصحاب شوریٰ سے فرمایا میں نہیں اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ نبی صلعم کا میرے سوا کوئی اور وصی تھا؟ یہ سن کر کہنے لگے: "نہیں"

سفیان ثوری منہج سے وہ مجاہد سے وہ سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا وصی میرا خلیفہ بن کر میں تجھے چھوڑ جاؤں گا۔ وہ ان سے افضل ہوگا۔ وہ میرے وعدے پورے کرے گا۔ اور میرے قرض کو چکا دے گا۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

طبری سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میری کاپی سے دعویٰ ہوتا ہے آپ کے وصی کون ہیں؟ فرمایا: میرا وصی میرا خلیفہ بن کر میں تجھے چھوڑ جاؤں گا۔ وہ ان سے افضل ہوگا۔ وہ میرا قرض ادا کرے گا۔ اور میرے وعدے پورے کرے گا۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

مطہر بن خالد انس سے اور عبادہ بن عبد اللہ سلمان فارسی سے دونوں نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے سلمان! میری اُمت میں میرے وصی کے بارے میں پوچھا ہے کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ موت نے کس کو وصیت کی تھی؟ میں نے کہا کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں! آپ نے فرمایا: یوشع کو وصیت کی تھی۔ کیوں کہ یوشع موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں علم الناس تھے۔ میرا وصی میرے بعد میری اُمت میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اسی کے قریب قریب احمد نے فضائل الصحاب میں بیان کیا ہے:

ابورافع کا بیان ہے کہ جس روز رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا اس روز آپ کو غشی آگئی۔ میں نے آنحضرت کے قدم مبارک پکڑ لئے۔ اور انھیں چومنے لگا۔ اور رو رہا تھا۔ آپ ہوش میں آگئے اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد میرے لئے اور میرے فرزندوں کے لئے کون ہوگا؟ آنحضرت صلعم نے سر اٹھا کر فرمایا میرے بعد اللہ اور صالح المؤمنین رزم نوگوں کے نگران ہونگے۔

زید بن علی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوذر کی ملاقات حضرت علی سے ہوگئی۔ ابوذر نے عرض کیا: میں آپ کی لا اور وصیت کی گواہی دیتا ہوں۔

ابوکر بن مرداس نے اسی طرح سلمان۔ مقداد اور عمار سے روایت کی ہے۔ عکرمہ بن عباس سے



روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا: (اے محمد) یہ آپ کے وصی ہیں۔

نبی صلعم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پیدا کئے ہیں ان سب سے اللہ کے نزدیک زیادہ بزرگی والا ہوں۔ لیکن میں اس بات پر فخر نہیں کرتا۔ اور اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار اوصیاء پیدا کئے ہیں۔ اللہ عزوجل کے نزدیک ان سب سے علی زیادہ عزت والے ہیں۔

مسعودی عمر بن زیاد باہلی سے وہ شریک بن فضیل بن سلمہ سے وہ اُمّ ہانی بنت ابوطالب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ میرا نجات یا یعنی علیؑ مجھے اذیت دیتا ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا: علیؑ تم کو تکلیف نہیں دیتے۔ اللہ عزوجل اُسے میرے خلق پر پیدا کیا ہے۔ اے اُمّ ہانی! وہ زمین پر بھی امیر ہیں اور آسمان میں بھی۔ اللہ عزوجل نے ہر نبی کا ایک وصی مقرر کیا ہے۔ آدم علیہ السلام کا شیث موسیٰ علیہ السلام کا یونسؑ۔ سلیمان علیہ السلام کا آصفؑ عیسیٰ علیہ السلام کا شمعونؑ۔ اور علیؑ میرے وصی ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت میں تمام اوصیاء سے افضل ہیں۔ میں روز قیامت صاحب شفاعت ہوں گا۔ میں بلانے والا ہوں اور وہ ادا کرنے والے ہیں۔

ابو نعیم کی حلیہ میں اور طبری کی ولایت میں تحریر ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اے انس! تمہارے پاس اس دروازے سے ایمان لائیے۔ یہ دروازہ ہے قنات الغر المحجلین اور خانم الوصین داخل ہوں گے۔ اس نے کہا: میں نے کہا: اے مجھ کو ایسا شخص انصاریں سے قرار دینا۔ اور میں نے اس بات کو پوشیدہ رکھا۔ اور اس دروازے سے علیؑ تشریف لائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اے انس! کون تشریف لائے ہیں میں نے عرض کیا: یہ تو علیؑ ہیں۔ آنحضرت صلعم خوشی خوشی قیام فرما ہوئے۔ اور علیؑ کو گلے لگایا۔ پھر علیؑ کے چہرے کا پسینہ اپنے چہرے سے صاف کیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے میرے ساتھ (آج) ایسا سلوک کیا، ایسا پہلے کبھی نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: مجھے ایسا کرنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ تم میری طرف سے ادا کرو گے۔ لوگو! کو میرا پیغام پہنچاؤ گے اور میرے بعد وہ جس اختلاف میں پڑ جائیں گے۔ اس کی وضاحت نہ کرو گے۔ یہ مطلب اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے مستفاد ہے:

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِتُبَيِّنَ لَهُمْ مَا اَخْتَلَفُوا فِيهِ

حضرت علیؑ علیہ السلام نے اس آیت کی وضاحت کی اور حدیث الوصیۃ آنحضرت صلعم کی بیعت فد العشرہ

میں نہیں اللہ  
میں تھا: یہ سن

نے رسول اللہ  
کا۔ وہ میرے

یا رسول اللہ  
پہنچاؤ جاؤں گا۔  
بن ابی طالب

میں کہ آپ  
کہ موتے

الوشع کو

میری

یب احمد

آنحضرت

یا رسول

ایا میرے

نے

سے



کے موقع پر بالاتفاق پہلے بیان ہو چکی ہے۔

صاحب نے اپنے کلام میں کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے بھائی ہیں جب آپ نے بلایا لیبیک کہی۔ تمام لوگوں سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ جب بلایا مدد کی۔ آپ کی ہمدردی کی۔ دین کے ستون کو مضبوط کیا۔ مشرکوں کو شکست دی۔ اور رسوا کیا۔ شرب ہجرت فرما کر رسول پر سوار اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور حمایت کی۔ دشمنوں کو ذلیل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات غسل دیا۔ اور آپ کو سپرد خاک کیا۔ آپ کے قرض کو ادا کیا۔ جو جو وصیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں۔ ان کو پورا کیا۔ یہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ اور کوئی نہیں ہے۔

وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حدیث ابن عباس پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا میری وصیت قبول کرنا۔ میرے وعدے پورے کرنا۔ اور میرے قرض کو چکا دینا۔ عباس نے کہا یا رسول اللہ! تیرا چچا بہت بوڑھا ہے۔ اور بڑے عیال والا ہے۔ آپ سخاوت اور بخشش کے مجسمہ ہیں۔ آپ نے اتنے وعدے کر رکھے ہیں۔ جنہیں تیرا چچا ادا نہیں کر سکے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: میری وصیت قبول کر۔ میرے وعدے پورے کر۔ اور میرے قرض کو ادا کر۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا میرے قریب میرا چچا۔ آپ قریب ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سینے سے لگایا۔ اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری۔ اور فرمایا اس کو لے لو اور اسے اپنے ہاتھ میں پہنوا پانی تلوار اور زردہ طلب کر کے آپ کو دے دی۔ روایت ہے کہ یہ چیزیں جبرائیل آسمان سے آپ کی خدمت میں لائے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اور فرمایا میری زندگی میں ان چیزوں پر قبضہ کر لو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خیر مع زین حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اور آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا نام لے کر اپنے گھر چلے جاؤ۔ اس کے بعد حضرت پرغشی طاری ہو گئی۔

ابن عبد ربہ نے عقید میں بلکہ تمام اُمت نے اہل رافع وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ کہ عباس نے حضرت علی علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر تلوار اور گھوڑے کے بارے میں بھگڑا کیا۔ یہ مقدمہ حضرت ابو بکر کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت ابو بکر نے کہا اے عباس! تم اس وقت کہاں تھے؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولادِ عابد کو جمع کیا تھا۔ اور تم بھی ان میں موجود تھے۔ اور فرمایا تھا: تم میں کون ایسا شخص ہے جو میرا بوجھ بانٹے۔ تاکہ وہ میرے اہل میں میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ میرے وعدے پورے کرے اور میرا قرض ادا کرے۔ عباس نے حضرت



ابوبکر سے کہا تمہیں خلافت پر کس نے بٹھایا ہے اور ہم پر حکم چلاتے ہو۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر نے کہا اسے اولاد  
عبدالطلب لڑے جاؤ۔

ایک متکلم نے ہارون رشید سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہشام بن حکم (صحابی حضرت امام جعفر صادق علیہ  
السلام) سے اس بات کا اقرار کراؤں کہ علی ظالم تھے۔ ہارون رشید نے کہا اگر تم نے ایسا کر لیا تو فلاں فلاں انعام  
کے مستحق قرار پاؤ گے۔ متکلم نے ہشام سے کہا۔ اے ابو محمد! اس بات کو تمام سنے بیان کیا ہے کہ علی اور عباس  
نے چادر رسول تموار اور گھوڑے کے بارے میں حضرت ابوبکر کے سامنے جھگڑا کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں  
ایسا ہوا تھا۔ متکلم نے کہا کہ پھر ان دونوں میں اپنے ساتھی پر ظلم کرنے والا کون تھا۔ اور اس سے رشید  
سے ڈرتا (اگر عباس کو ظالم کہتا) کہا ان میں کوئی بھی ظالم نہیں تھا۔ کہا دو شخص جھگڑتے ہوں۔ اور دونوں ہی حق  
پر ہوں، کہا ہاں۔ یہ ایسا ہی ہے جس طرح دو فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑتے ہوئے نماز  
ہوئے تھے۔ اور ان میں کوئی بھی ظالم نہیں تھا۔ یہ صرف حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم کے بارے میں آگاہ کرنے  
آئے تھے۔ اسی طرح دونوں کا حضرت ابوبکر کے پاس فیصلہ کے لئے جانا اسے اس کے مہم سے آگاہ کرنا تھا۔  
اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ هَذَا لَكَ الْوَلَايَةُ الْحَقُّ اس ولايت تجس صرف اس شخص کا حق ہے۔  
جسے اللہ تعالیٰ نے ولی مقرر کیا ہے۔ چنانچہ انشاء ہوا ہے انما وليکم اللہ ورسولہ والذین امنوا ان  
نیز فرمایا فان الله هو مولاہ الخ نبی صلعم نے ادلی بالمومنین من انفسم فرمایا۔ حضرت  
علی علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ من كنت مولاہ فعلى مولاہ۔ مولیٰ بمعنی اولیٰ بدلیل آیت  
ما واکم النادى مولاکم ہے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ جس کا میں ولی ہوں علی اس کے ولی ہیں۔ احمد نے  
فضائل میں اسکا فی نے شرح میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ محمد بن اسحاق۔ جلیح بن عبد اللہ۔ عبد اللہ بن بریدہ اور  
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد علی تمہارے  
ولی ہیں۔

عمران بن حصین۔ بریدہ ابن عباس۔ جابر انصاری اور عمر بن علی سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔  
علی منی وانا منہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ دھو ولی کل مومن بعدی وہ میرے  
بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔

ثعلبی نے باسناد خود عطل سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں جب

آپ کی

بش رسول

کے ذیل

میں رسول

اے

پکا دینا

میں مجسمہ

علی کی

اگر وہ

بیضے

طلب

انحضرت

یت صلعم

لمرہے

زیت

میر کے

طلب

عبد

میر کے

نرت



نے فرمایا اللہ میرا رب ہے مجھے اس کے ساتھ کوئی امارت حاصل نہیں ہے۔ علیؑ اس کے ولی ہیں جس ولی ہوں مجھے اس کے ساتھ کوئی امارت حاصل نہیں ہے۔ ان حضرات نے کہا جس شخص کو اللہ نے ولی کہا۔ وہ اللہ کے ساتھ ہے۔ یہ بات مقتضی ہے کہ علیؑ ولی اللہ ہیں۔

## حضرت علیؑ امیر المومنین - وزیر اور امین ہیں

”ثقة لکوں کی ایک جماعت نے اعمش سے وہ عباسیہ اسدی سے وہ حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور لیث مجاہد سے، سعدی ابو مالک اور ابن ابی یعلیٰ سے داؤد بن علیؑ اپنے باپ سے ابن جریر سے عکرمہ اور سعید بن جبیر یہ تمام حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ عوام بن حوشب نے مجاہد اعمش نے زید بن دریب سے وہ حذیفہ سے یہ تمام حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جو بھی آیت قرآن میں یا ایہا الذین امنوا کے عنوان سے نازل ہوئی ہے۔ علیؑ اس کے امیر اور شریف ہیں۔“

حذیفہ کی روایت میں ہے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام اس آیت کے لب ہاب ہیں۔ اور میں ہے کہ جناب علیؑ ان آیات کے سر وار اور امیر ہیں۔

یوسف بن موسیٰ قحطان اور کعب بن جراح کی روایت میں ہے کہ علیؑ علیہ السلام اس کے امیر اور شریف ہیں کیونکہ آپ تمام مومنین سے پہلے ایمان لائے۔ ابراہیم ثقفی، احمد بن حنبل اور ابن بطہ عکبری عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ علیؑ شریف اور امیر ہیں اس آیت کے۔“

صحیفہ رضا علیہ السلام میں ہے کہ قرآن میں جو آیت یا ایہا الذین امنوا نازل ہوئی ہے وہ ہمارے حق میں ہے۔ توراة میں جو یا ایہا الناس آیا ہے وہ بھی ہمارے بارے میں ہے۔ تفسیر مجاہد میں ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں یا ایہا الذین امنوا ہے حضرت علیؑ اس کے سابق ہیں کیوں کہ انہوں نے اسلام لانے سے پہلے بیعت کی ہے۔ اللہ عزوجل نے علیؑ علیہ السلام کا نام ۸۵ مقامات پر قیامت تک امیر المومنین اور سید النما ظہیرین رکھا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وادعوا بعہد اللہ چاہا یا اسے کہ علیؑ علیہ السلام



میں نازل ہوئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ جناب علی علیہ السلام کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو۔  
 محمد بن مسلم ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ولوالقی معازیرہ اس شخص کے بارے میں  
 نازل ہوئی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے کر امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرنے کا حکم دیا تھا جب رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو اس نے علی علیہ السلام کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرنا ترک کیا۔ اور وعدہ پورا نہ کیا۔  
 اہل سنت کے علمائے بیان کیا ہے مثلاً مشغری نے عمران بن ہریرہ اسلمی سے یوسف بن کلید سعدی  
 نے واوہ بن ہریرہ سے اور عباد بن یعقوب اسدی واوہ ہرقی سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابوبکر حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ امیر المؤمنین کو سلام کرو۔  
 حضرت ابوبکرؓ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ زندہ ہیں۔ (آپ کے ہوتے ہوئے کون امیر المؤمنین ہو سکتا ہے؟)  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہاں میری زندگی میں۔

پھر عمر حاضر خدمت ہوئے۔ اس سے بھی اسی طرح فرمایا ہرقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا:  
 امیر المؤمنین کون ہیں؟ فرمایا علی بن ابی طالبؓ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ اور اس کے رسول کا یہی حکم  
 ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔

ابراہیم ثقفی عبد اللہ بن جبکہ کنانی سے وہ ذریعہ بخاری سے وہ شمالی سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام  
 سے روایت کرتے ہیں کہ ہریرہ شام میں گیا ہوا تھا۔ حبشہ واپس رہا۔ تو لوگ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر  
 چکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دربار میں حاضر ہوا۔ کہا اے ابوبکرؓ! کیا ہم لوگوں کا علی علیہ السلام کو امیر المؤمنین کہہ کر  
 سلام کرنا بھول گئے ہو جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے واجب تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: تم غیر حاضر تھے  
 اور ہم لوگ موجود تھے۔ اللہ ایک حکم کے بعد دوسرا حکم تبدیل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے  
 لئے نبوت اور ملک ایک وقت میں جمع نہیں کیا۔

ثقفی اور سری بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ عمران بن حصین اور ابو ہریرہؓ نے ابوبکرؓ سے کہا: تو ان لوگوں میں  
 تھا جس روز علیؓ کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا گیا تھا۔ کیا وہ دن بارہ یا بھول گئے ہو؟ کہا مجھے یاد ہے ہریرہ  
 نے کہا کیا کسی مسلمان کے لئے سزاوار ہے کہ وہ امیر المؤمنین پر حکومت کرے۔ عمران نے کہا: نبوت اور امامت  
 ایک گھر میں جمع نہ ہوگی۔ ہریرہ نے اس سے کہا: ۲۱ یحسدونہ الناس علی ما اتاہم من فضلہ فقد  
 لیتنا لای ابرہیم المکتب والیکمۃ وایتناہم مد کا عظیم اللہ نے ان کے لئے نبوت اور ملک

ولی ہیں جس کا میں  
 ولی کہا۔ وہ نص

لام سے روایت  
 سے ابن جریج عطا  
 نے مجاہد سے  
 ہی آیت قرآنی مجید

ہیں۔ اور روایات

امیر اور شریف

کہ علیؓ اس

وہ ہمارے

ہے کہ قرآن مجید

سلام لائے ہیں

امیر المؤمنین

نبیہ اسلام کی ولایت



کو ایک ساتھ جمع کیا ہوا ہے۔ روئی کا بیان ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ ہو گئے۔ ہم لوگ حضرت عمر کے مرتے وقت تک اس کے چہرے سے ناراضگی کے آثار دیکھتے رہے۔

اعلیٰ عباسیہ اسدی سے وہ ابن عباس سے اور وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ام سلمہ سے فرمایا سنو اور گواہ رہو۔ یہ علی امیر المومنین اور سید المسلمین ہیں۔

بشیر غفادی۔ قاسم بن جذبہ اور ابو طفیل انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ میں وضو کی حالت میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے انس ابھی اس دروازے سے امیر المومنین سید المسلمین قائد الغر المحجلین اور خاتم الموصیین داخل ہوں گے۔ انس نے کہا۔ اس دروازے سے علی علیہ السلام داخل ہوئے۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ! رسول اللہ نے جواب میں کہا۔ وعلیک السلام یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کیا یا رسول اللہ آپ زندہ ہیں اور مجھے امیر المومنین کے لفظ سے یاد فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے علی! میں زندہ ہوں اور تیرا یہ نام اللہ کی جانب سے جبرائیل نے رکھا ہے۔ کل تم میرے اور جبرائیل کے پاس سے گذرے ہم گفتگو میں مصروف تھے تم نے ہم پر سلام نہ کیا۔ جبرائیل نے کہا امیر المومنین کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ اس نے ہم پر سلام نہیں کیا۔ خدا کی قسم اگر آپ ہم پر سلام کرتے تو ہم خوش ہوتے۔ اور آپ کو سلام کا جواب دیتے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مخلوق نے روایت کیا ہے۔ جن میں ابن مہدی بھی ہیں۔ فرمایا۔ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں داخل ہوا۔ آپ کو فہم کی حالت میں پایا۔ آپ کا سر وجہ کبھی کی گود میں تھا۔ میں نے وجہ پر سلام کیا۔ وجہ نے کہا۔ وعلیکم السلام یا امیر المومنین ویا فارس المسلمین ویا قائد الغر المحجلین وقاتل الناکثین و القاسطین و المارقین اور امام المتقین بھی کہا۔ پھر مجھے کہا۔ آگے تشریف لائے اپنے بنی کا سر اپنی گود میں رکھ لیجئے۔ تم اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار ہو۔ میں رسول اللہ صلعم کے قریب گیا۔ آپ کا سر اپنی گود میں رکھا پھر میں نے وجہ کو نہ دیکھا۔ رسول صلعم نے آنکھوں کو کھولا۔ فرمایا۔ اے علی کس سے گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ وجہ سے اور میں نے پورا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وجہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ جبرائیل تھے۔ وہ تیرے پاس اس لئے آئے تھے کہ تمہیں آگاہ کریں۔ کہ اللہ عزوجل نے تمہارے یہ نام رکھے ہیں۔

عاصم بن خورج صاحب راۃ الانصار کا بیان ہے۔ کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی جو تجھ سے آگے بڑھے گا۔ وہ کافر ہوگا۔ آسمان والوں نے تیرا نام امیر المومنین رکھا ہے۔



ہمارے اصحاب نے امیر المومنین کا لفظ آئمہ علیہم السلام کے سوا اور کسی کے لئے جائز قرار نہیں دیا بلکہ شخص نے صادق آل محمد سے یا امیر المومنین کہا۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو۔ اس نام پر صرف وہ شخص راضی ہوگا جو ابو جہل کی بیماری میں مبتلا ہوگا۔

ابن عباس نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کا نام امیر المومنین اس لئے رکھا گیا کہ آپ تمام لوگوں سے پہلے اسلام لائے۔

امالی بن سہل احمد قسطنطین اور کافی کلینی نے اپنے اپنے اسناد سے جابر جعفی سے روایت کی ہے کہ مجھے ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہوتا کہ جناب علی علیہ السلام کا نام امیر المومنین کب رکھا گیا تو لوگ آپ کی ولایت کا انکار نہ کرتے۔ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل آپ رحم کرے۔ آپ کا نام امیر المومنین کب رکھا گیا۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کی اصحاب سے ان کی اولاد کو نکالا۔ اور ان کو ان کے نفسوں کا گواہ بنایا۔ اور کہا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ محمد میرے رسول اور علی امیر المومنین ہیں۔

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد کے یمن مقامات پر تحریر کیا ہے کہ نبی اکرم صلم نے صلح حدیبیہ کے روز حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا یہ نیک لوگوں کے امیر کافروں کے قاتل ہیں جس نے اس کی مدد کی وہ مذکور ہے اور جس نے اس کو پھوڑ دیا وہ ناکام ہے۔ آنحضرت صلم بلند آواز سے یہ الفاظ ارشاد فرما رہے تھے۔ احمد مستدرک الانصاب میں ابو یوسف نسوی معرفت اور تاریخ میں اسکانی اور ابوالقاسم اسکانی شرح میں بریدہ اور برائے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلم نے یمن کی طرف دو لشکر روانہ کئے ایک کاسر دار علی تھا۔ دوسرے کا خالد بن ولید۔ آنحضرت صلم نے فرمایا اگر تم کہیں اکٹھے ہو جاؤ تو لوگوں کے امیر علی ہیں جب تم جدا ہو جاؤ تو ہر ایک اپنے اپنے لشکر کا امیر ہے آنحضرت صلم جناب علی کو لوگوں کا امیر بناتے تھے۔ اور آپ پر کسی کو امیر مقرر نہیں کرتے تھے۔

ابو بکر شیریازی کتاب فیما نزل من القرآن فی امیر المومنین علیہ السلام میں مقاتل سے وہ عطا سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ تو رات میں موجود تھا۔ اے موسیٰ ہم نے تم کو چن لیا۔ اور تیرا وزیر تیرا بھائی ہارون ہے۔ جو باپ اور ماں کی طرف سے تیرا بھائی ہے جس طرح ہم نے محمد کے لئے الیا کو چن لیا۔ اور اس کا بھائی وزیر وصی اور اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے۔ تم دونوں بھائیوں کے لئے خوشخبری ہو۔ اور ان دونوں بھائیوں کو خوشخبری ہو۔ الیا ابواسبغ کے حسن حسین اور محسن فرزند ہوں گے۔ جس طرح ہم نے تیرے بھائی

نزلت عمر کے

علم سے فرمایا

مت میں رسول

سید المسیحین

م داخل ہوئے۔

نبیاء السلام

یرکاتہ عرض

علی! میں

سے گذرے

س نے ہم پر

اللہ صلم

وجہ پر

تل الناکثین

لوگوں میں

لوگوں میں

ہے تھے۔

تل تھے۔

سے



بارون کے فرزند شبیر شبیر اور مشیر کو بنایا ہے۔

منقبۃ المطہرین فیما نزل من القرآن فی امیر المؤمنین تالیف ابو نعیم اصفہانی خصائص علویہ فطنزی میں شعبہ بن حکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مکہ کی وادی میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑا۔ ہمارے ذریعے ایک ہاتھ اوپر چڑھے پھر ہمارے ساتھ چار رکعت نماز ادا کی۔ پھر سر و آسمان کی طرف بلند کیا۔ کہا اے معبود! موسیٰ بن عمران نے تجھ سے سوال کیا تھا۔ میں محمد تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ میرے سینے کو کشادہ کر دے۔ میرے امر کو آسان کر دے میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں۔ میرے اہل بیت میں سے میرا وزیر علی بن ابی طالب کو بنا دے جو میرے بھائی ہیں اس سے میری پشت کو مضبوط بنا۔ اُسے میرے کام میں شریک بنا۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے ایک اعلیٰ چٹائی کا اعلان سنا۔ اسے احمد جو سوال تو نے کیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔ ایک روایت میں یوں ہے۔ میرا وزیر میرے اہل میں سے میرے بھائی علی کو بنا اس کے ذریعے میری کم مضبوط کر۔

تفسیر قطان۔ دیکھ بن جراح عطا خراسانی اور احمد فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس کا کہنا ہے۔ کہ میں نے آسمان پر غیب میں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ خداوند! میں تمہاری بات کہتا ہوں۔ جو موسیٰ بن عمران نے کہی تھی۔ اُسے معبود! میرا وزیر میرے اہل سے اس کو بنا۔ جو میرا داماد ہو۔ سمعانی نے فضائل اصحابہ میں مطر سے وہ انس لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا خلیل میرا وزیر میرے اہل میں میرا خلیفہ جن کو میں چھوڑ جاؤں گا۔ وہ ان سے افضل ہوگا جو میرے وعدے پورے کرے گا۔ اور میرا قرض چوکائے گا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

امالی ابوصدق اہوازی میں انس سے روایت ہے کہ بنی صلعم نے فرمایا۔ میرا بھائی میرا وزیر میرا وصی۔ میرے اہل میں میرا خلیفہ علی بن ابی طالب ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میرے بعد امام اور امیر ہو۔ میرے بعد میرے صاحب اور وزیر ہو۔ یہی مثل میری امت میں اور کوئی نہیں ہے۔

۸

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے باطن کی تعریف

”اے آپ خدا اور رسول کے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔“



یہ نطنزی میں  
 یلیہ السلام کے  
 آسمان کی طرف  
 میرے سینے  
 چھسکیں میرے  
 مکر مضبوط بنا۔  
 اسے احمد جو سوال  
 نبی علی کو بنا اس

میں کا کہنا ہے۔  
 خدا! میں تیری  
 میرا دلانا ہو،  
 میرا دلیر میرے  
 ۱۔ اور میرا قرض  
 میرا دھی،  
 ابا! تم میرے  
 نہیں ہے۔

عبداللہ بن حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: علی میرے بعد تمام لوگوں سے



سے افضل ہیں۔ مسعودی نے باسناد خود ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ بنی صلعم نے فرمایا: علیؑ  
میں سب سے زیادہ افضل ہیں؟

عبدالرزاق معمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سفیان سے پوچھا تمام صحابہ سے افضل کون ہیں  
علیؑ ہیں۔

جناب امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام حق کے ساتھ ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے

باترین علیہما السلام سے روایت ہے آیت والذین اتیناھم الكتاب یقرحون بما انزل  
وهو الحق سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔ ابن مسعود کی قرأت والذی انزل علیک الكتاب  
الحق ومن یؤمن بہ یعنی اس پر ایمان لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔ لوگوں میں بعض وہ ہیں  
بعض آیات کا انکار کرتے ہیں اور ان آیات کی تشریح میں انکار کرتے ہیں جو علیؑ اوصال محمدؐ کے بارے میں  
ہوئیں ہیں اور بعض آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور مشرکین تمام آیات کا انکار کرتے ہیں۔

ابن عباس نے کہا آیت انھن یعلم انھا انزل الیک من ربك الحق سے مراد علیؑ  
ابو الورود نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے انھن یعلم انھا انزل الیک من ربك  
الحق سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں؟

باب ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ یا ایہا الناس قنوا  
الحق من ربکم فآمنوا خیراً لکم۔ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے حق آگیا (اس پر ایمان  
تمہارے لئے اچھا ہے۔ اس سے ولایت علیؑ کا انکار کیا: تو اللہ عزوجل کی  
بات کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے لئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (حکم ماننے کے لئے) موجود ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت دقل جاء الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن  
محمدؐ ان سے کہہ دو۔ تمہارے رب کی طرف سے حق آگیا جو چاہے اس پر ایمان لائے۔ اس سے علی بن ابی  
علیہ السلام کی ولایت مراد ہے اور جو چاہے اس بات کا انکار کرے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت  
الحق هو اے محمدؐ! لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ علیؑ تیرے وصی ہیں کہہ دو میرے رب کی قسم



میرے دھی ہیں؟

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ یا اهل الكتاب لم تلبسون الحق بالمبطل لئلا کتاب حق کو باطل سے کیوں ملاتے ہو۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھی۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا تم اس حق کو کیوں چھپاتے ہو جس کا رسول اللہ نے تمہیں علی کے بارے میں حکم دیا تھا۔ آیت اخمن یهدی الی الحق احق ان یتبع کے بارے میں زید بن علی نے کہا۔ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام سے لوگ مسائل دریافت کرتے تھے اور آپ کسی سے نہیں پوچھتے تھے آیت ولئن اتبع الحق سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں۔

مناک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں آیت والعصر ان الانسان لفی خسر سے مراد ابو جہل ہے الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات سے علی اور سلمانؓ مراد ہیں ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والعصر کو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پڑھا۔ ابی بن کعب کا بیان ہے کہ سورہ والعصر امیر المؤمنینؓ اور آپ کے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوا۔ الا الذین آمنوا سے مراد وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں انما یرسلکم اللہ ورسوله والذین آمنوا نازل ہوا۔ اور عملوا الصالحات سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے بارے میں ویقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ ہے وتواصوا بالحق سے مراد وہ شخص ہے۔ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الحق مع علی و علی مع الحق حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہیں۔ وتواصوا بالصبر سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت والصابرین فی الباس والضراء وحین الباس ہے۔ قرار ابو نعیم سے روایت کرتے ہیں۔ وتواصوا بالصبر سے علی بن ابی طالبؓ علیہ السلام مراد ہیں۔

تفسیر ثمالی میں طسم تلك آیات الكتاب کے تحت تحریر ہے کہ آیات یہ ہوں گے کہ آخری زمانے میں ایک نداوی آسمان سے نازل کرے گا۔ تم لوگوں کو علم ہونا چاہیے۔ حق علی اور اس کے شیعوں کے ساتھ موجود ہے۔

مسند ابی یعلیٰ بن عبد الرحمن بن ابی سعید حذری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ علی بن ابی طالبؓ علیہ

میرے فرمایا۔ علی میری امت

کون ہیں؟ کہا

کے ساتھ

یسا نزل الیک

الکتاب ہو

بعض وہ ہیں۔ جو

کے بارے میں نازل

سے مراد علی ہیں۔

من ربک

میں قہر جہنم

پہلے ایمان لاؤ۔ یہ

اللہ عزوجل کو اس

موجود ہیں۔

سلیومیں لے

علی بن ابی طالب

آیت یتبنونک

رب کی قسم وہ



اسلام گور سے بنی صلعم نے فرمایا۔ حق اس کے ساتھ ہے حق اس کے ساتھ ہے۔

ابو ذر سے کسی نے پوچھا۔ لوگ جناب علی علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیوں کرتے ہیں۔ کہا تمہیں کتاب خدا کی بابت کئی چاہیے۔ سردار حقیقت میں علی بن ابی طالب ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے اور علی کی زبان پر جاری ہے حق وہاں جاتا ہے جہاں علی جاتے ہیں۔

جمل کی لڑائی کے روز محمد بن ابوبکر نے بی بی عائشہ کو سلام کیا لیکن بی بی صاحبہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ کہا میں تمہیں اس بات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تو نہیں کہا کرتی تھی کہ علی بن ابی طالب کا دامن پڑو۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہیں۔ یہ اس وقت تک جڑ نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ بی بی صاحبہ کہنے لگی۔ ہاں یہ بات میں نے رسول اللہ صلعم سے سنی تھی۔

عبداللہ اور محمد فرندان بدیل بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بی بی صاحبہ سے .... سلام دے کر یہ حدیث دریافت کی۔ آپ نے اس بات کا اعتراف کیا۔

سمعی نے فضائل الصحابہ میں تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی مع الحق والحق مع علی اعتقاد اہل السنہ میں سعد بن ابی وقاص بنی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ علی مع الحق والحق مع علی والحق ید ورحیت مآد ار علی

عبید اللہ بن عبد اللہ حلیف بنو امیہ کا بیان ہے۔ کہ معاویہ نے سعد سے کہا۔ تو ہمارے حق کو نہیں جانتا اور ہمارے غیر کے باطل ہونے کا اقرار کرتا ہے ہمارے ساتھ ہو جائیے یا ہمارے خلاف ہو جاؤ۔ دونوں کے درمیان گفتگو جاری ہوئی۔ سعد نے حدیث علی مع الحق بیان کی۔ معاویہ نے کہا مجھے اس شخص کے پاس لے چلو جس نے تمہارے ساتھ اس حدیث کو رسول اللہ سے سنا ہے ورنہ میں تیرا براہِ شتر کروں گا۔ سعد نے کہا اُم المؤمنین اُم سلمہ سے سنا تھا۔ یہ دونوں ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ام سلمہ نے کہا سعد نے سچ کہا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے اس حدیث کو میرے گھر میں بیان فرمایا تھا۔ مالک بن جعونہ عوفی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

خطیب اپنی تاریخ میں ابو ذر کے غلام ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں ام سلمہ کی خدمت میں حاضر



ہوا۔ آپ رو بہ ہی شخص۔ اور فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے یہ دونوں آپس میں اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ قیامت کے روز میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

ابن کثیر نے یہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ اس شخص کے لئے طاقت ہو۔ جو میری معرفت سے باطل ہے۔ اور میرا حق نہیں جانتا۔ تم لوگوں کو یقین ہونا چاہئے۔ میرا حق وہ ہے جو اللہ کا حق ہے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ اللہ عزوجل کا حق میرا حق ہے۔

اس حدیث سے معتزلہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ جناب علی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ امامیہ حضرات کا بیان ہے کہ یہ حدیث حضرت علی علیہ السلام کی عصمت پر دلالت کرتی ہے اور آپ کی پیروی کو واجب گردانتی ہے۔ علی اور حق کی معیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاطلاق بیان کی ہے۔ یہ بات محال ہے کہ جناب علی سے ناجائز امور کا صدور ہو۔

۱۰

## جناب امیر علیہ السلام، امام خلیفہ اور وارث ہیں

تفسیر ابو عبیدہ اور علی بن حرب طائی میں عبد اللہ بن عبد الوہاب سے روایت ہے۔ کہ خلیفہ چار ہیں

۱۔ آدم۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

۲۔ داؤد۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ یعنی بیت المقدس میں۔

۳۔ یسوع۔ موسیٰ نے کہا۔ اخلفنی فی قومی

۴۔ علی۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات یعنی علی لیست خلفہم فی الارض من قبلہم یعنی آدم۔ داؤد اور یسوع۔ ولیمکن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم یعنی اسلام ولیمید لہم من بعد خوفہم احنا یعنی ال کہ یعبدونہ لیس کون فی شیانہ من کفر بعد ذلک ولایت علی بن ابی طالب کے ساتھ۔ فاولئک ہم الفاسقون یعنی اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر خدا کی لعنت ہے پھر آپ

کہا تمہیں کتاب  
ہوئے سنا  
جہاں علی

ب نہ دیا۔ کہا میں  
ن پکڑو۔ کہ میں  
س وقت تک  
مات میں نے

م

والحق  
الحق و

تہیں جانتا  
دونوں کے

کے پاس  
عدنے کہا  
عدنے سچ  
سی طرح

میں حاضر



نے بیان فرمایا کہ میں اس لحاظ سے چوتھا خلیفہ ہوں۔ (۱) آؤم (۲) واو کو (۳) ہارون (۴) علی

ابو عبد اللہ نے کہا جب قیامت کا دن ہوگا عبادی نہ کرے گا۔ زمین میں اللہ کا خلیفہ کہاں ہے؟ واو کو  
کھڑے ہوں گے۔ کہا جائے گا۔ تم مراؤ نہیں ہو۔ اگرچہ تم زمین میں اللہ کے خلیفہ تھے۔ امیر المومنین کھڑے  
ہوں گے ندا آئے گی۔ اسے گروہ خلافت یہ علی بن ابی طالب اللہ کے بند و مومنین میں اللہ کے خلیفہ اور اس  
کی حجت تھے جس شخص نے دنیا میں اس کی دسی کو پکڑا تھا۔ آج اس کی دسی کو پکڑے وہ آپ کے نور سے روشنی  
سامل کرے گا۔ آپ اسے جنت میں پہنچائیں گے۔

کتاب ابو بکر بن مسعود یہ اور کتاب محمد سمعی میں عبد الرزاق اپنے باب سے وہ قیامت سے وہ ابن مسعود سے  
روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے مجھے سانس لی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ  
کو کیا ہو گیا ہے؟ فرمایا اے ابن مسعود مجھے اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔  
ابن مسعود۔ کسی کو خلیفہ بنائیے۔

آنحضرت صلعم۔ کس کو؟  
ابن مسعود۔ ابو بکر کو۔

رسول اللہ صلعم چپ ہو جاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد پھر آہ بھرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول  
اللہ صلعم آپ کو کیا ہو گیا ہے؟  
آنحضرت صلعم۔ مجھے موت کا پیغام ملا ہے۔  
ابن مسعود۔ کسی کو خلیفہ بنائے۔

آنحضرت صلعم۔ کس کو؟  
ابن مسعود۔ عمر کو۔

رسول اللہ صلعم چپ ہو جاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد پھر آہ کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپ کو کیا  
ہو گیا ہے؟

آنحضرت صلعم۔ میری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔  
ابن مسعود۔ کسی کو خلیفہ بنائیے؟  
آنحضرت صلعم۔ کس کو بناؤں؟



ابن مسعود - علی بن ابی طالب کو بناویجئے۔

آنحضرت صلم - (تدریس خاموش رہنے کے بعد فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر لوگ علی کی اطاعت کریں گے۔ تو وہ تمام جنت میں داخل ہوں گے۔

امالی ابن بابویہ میں وکل شی احمدیہ کا فی امام حسین کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ در آدمی اپنی جوت سے کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ امام حسین سے مراد اور آپ ہے؟

آنحضرت صلم - نہیں۔

دوڑوں آجی - "انجیل ہے؟"

آنحضرت صلم - نہیں۔

دوڑوں آدمی - قرآن ہے؟

آنحضرت صلم - نہیں۔

اسی دوران میں حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے بنی صلم نے فرمایا۔ یہ وہ امام ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا احصاء فرمایا ہے۔ ہر دور کے اہل بیت واجعلنا المتقین اصحاباً گویا کہ آپ ہی امام متقین ہیں نہ کہ کوئی اور۔ والجنۃ اعدت للمتقین۔ جنت متقینوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

خلیفہ ہارون رشید نے لوگوں کو حکم دیا کہ علی کو خلیفہ رسول نہ کہا جائے۔ معاویہ صریحاً کہہ دیا امیر المؤمنین۔ بنو تیم کہتے ہیں۔ ہمیں خلیفہ رسول اللہ ہے۔ اور بنو امیہ کہتے ہیں کہ ہمیں خلیفہ گور ہے۔ اسے بنو ہاشم تہدایا خلیفہ کہاں گیا۔ خدا کی قسم خلافت میں خلافت کا حصہ تم کو یہ لائے کہ علی بن ابی طالب تمہارے خلیفہ ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ ہارون رشید اپنے ارادہ سے باز آیا۔

معجم طبرانی میں علیم جہنی سے اور اخبار اہل بیت علیہم السلام میں اسعد بن زرارہ سے وہ بنی صلم سے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج خداوند عالم نے مجھے علی کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی ہے کہ وہ امام المتقین بیدار سلین۔ اور قائم الغر المجلین ہیں۔ ابوصلت ام واری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلم نے فرمایا۔

اے علی! تم سید المرسلین۔ امام المتقین، قائم الغر المجلین اور لعروب المؤمنین ہو۔

یوسف قطان اپنی تفسیر میں شعبہ سے وہ قنادرہ سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے

آیت یوم ندموکل الناس بامامہم کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔

نہیں؟ واؤو

بنوین کھڑے

خلیفہ اور اس

توڑ سے روشنی

ابن مسعود سے

رسول اللہ آپ

یا رسول

آپ کو کیا



کواللہ تعالیٰ آمَنہ صدی۔ مصباح الدجی اعلام تقی امیر المؤمنین حسن اور حسین کو بلائے گا۔ اور ان حضرات کو کہا جائے گا کہ پھر اطمینان اور تمہارے شیعوں عبور کر لیں تو تم سب لوگ بغیر حساب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

پھر بدکار آمَنہ کو بلایا جائے گا۔ خدا کی قسم ان میں بے یقین ضرور ہوگا۔ اور اسے کہا جائے گا کہ تم اپنے گروہ کا ہاتھ پکڑ کر جہنم میں چلے جاؤ اور تم سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔ شیعوں کی دونوں نے امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے آباؤ اجداد علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز ہر شخص اپنے زلمے کے امام اپنے رتبہ کی کتاب اور اپنے اپنے نبی کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ تم لوگ اللہ کی حمد بیلین کیوں نہیں کرتے کہ قیامت کے روز ہر قوم اس شخص کے ساتھ بلائی جائے گی جس کو وہ دوست رکھتی ہوگی ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی پناہ تلاش کریں گے۔ لوگ ہماری پناہ طلب کریں گے۔ تم کس سوچ بچار میں پڑے ہو۔ ہم تجھے بیدار جنت میں لے جائیں گے۔ کعبہ کے رب کی قسم آپ نے تین دفعہ یہ فقرہ فرمایا۔

وَجَعَلَهُمُ امَّةً وَجَعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ہم نے ان لوگوں کو امام بنایا اور ہم نے انہیں وارث بنایا۔ حافظ ابو یعلیٰ باسناد خود شریک بن عبد اللہ سے وہ ربیعہ سے وہ ابو ہریرہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک وارث اور وصی ہوتا ہے۔ علی میرے وصی اور وارث ہیں۔ فضائل الصحابہ میں احمد زید بن اونی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا اے علی! تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے۔ جو بارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔ ہاں مگر میرے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوگا۔ تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی میراث کیا چیز ہے۔ فرمایا۔ جو مجھ سے پہلے انبیاء کی میراث تھی۔ . . . عرض کیا۔ آپ کے پہلے انبیاء کی میراث کیا چیز تھی؟

فرمایا۔ خدا کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

لہذا وہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے رسول اللہ کا علم میراث میں پایا۔ اور فاطمہ زہراؑ نے رسول اللہ صلعم کی باقی جائیداد ترکہ میں پائی۔ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں رسول اللہ صلعم کی مشہور حدیث ہے (اے علی!) تم وارث علم الاولین والاخرین ہو۔

۱۔ بلور ہے کتاب بھی اہل سنت کی ہے۔ اور راوی بھی عامہ سے تعلق رکھتے ہیں ۱۲ مترجم



## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام خیر المخلوق ہیں

ابن مجاہد تاریخ میں طبری دلائل میں، ویلی فرودس میں اور احمد فضائل میں بحوالہ اعمش یہ روایت ابو وائل اور عطیہ عائشہ سے، تیس ابو حازم سے، وہ جریر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں سان سب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر ومن رضى فقد شکر علی علیہ السلام تمام انسانوں سے افضل ہیں جس نے اس بات سے انکار کیا وہ کافر ہے اور جو اس پر راضی ہوا۔ وہ شکر گزار ابو زبیر اور عطیہ عوفی اور جواب کا کہنا ہے کہ ہم نے جابر کو عصا کا سہارا لئے ہوئے دیکھا۔ آپ مدینہ کی گھیسوں اور لوگوں کے مجالس کی جگہ پر گھوم کر یہ اعلان کر رہے تھے۔ اے گروہ انصار! اپنی اولاد کے اندر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت ڈالو۔ جو شخص آپ کی شان کا انکار کرے۔ اسے پانی ماں کی حالت پر غور کرنا چاہیے۔

دارمی باسناد خود اصیغ بن نباتہ سے اور جمیع تہی سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ نے خیر البشر والی حدیث بیان کی تو کسی نے آپ سے پوچھا۔ پھر تم علی علیہ السلام سے کیوں اڑیں؟ کہنے لگیں۔ میں بذات خود نہیں اڑتی بلکہ مجھے طلحہ اور زبیر نے مجبور کیا تھا ایک روایت میں ہے کہ یہ بات امر قدیر اور قضا غالب تھی۔

ابو وائل۔ وکیع۔ ابو معاویہ۔ اعمش۔ شریک اور یوسف قطان اپنے اپنے اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے جابر اور حذیفہ سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ تو دونوں نے کہا کہ علی خیر البشر ہیں اس بارے میں صرف کافر ہی شک کرے گا عطا نے بی بی عائشہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اس کو سالم بن ابی جعد نے جابر سے گیارہ طریقوں سے بیان کیا ہے۔

طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ خلیفہ مامون رشید نے بیع الاول ۲۱۲ھ میں اعلان کیا کہ قرآن مجید مخلوق ہے ابو علی بن ابی طالب تمام صحابہ سے افضل ہیں بلکہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے افضل ہیں بغداد اور بصرہ کے اکثر معتزلہ نے بھی عقیدہ ظاہر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام تمام مخلوق سے افضل ہیں اور ابو عبد اللہ بصری کا یہی عقیدہ تھا۔

ان حضرات کو

مل ہو جاؤ۔

پنے گروہ کا ہاتھ

تمام سے آپ اپنے

کے دونہ ہر

کے گا۔

یقیناً امت کے

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ہے یہ دے

وں وارث

ہے باپ سے

اور وارث

تم کو مجھ

ہو گا۔ تم

ابتداء کی

یز تھی؟

یش میں

بارے



ابو بکر ہندی شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیجئے جس کے ذریعے اللہ مجھے نفع دے۔ آپؐ نے فرمایا تجھے لوگوں کے ساتھ احسان کرنا چاہیے۔ یہ تجھے دنیا اور آخرت میں فائدہ دے گا۔ اسی دوران میں حضرت علیؑ علیہ السلام آگئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ کو ناطقہ بھاتی ہیں۔ فرمایا اچھا۔ اُس شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ کون شخص ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیکی کا عمل کیے۔ وہ تمام کائنات سے افضل ہیں۔

ابن عباس۔ ابو بکر۔ ابن شریک اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہیں۔ میری اور تمہاری وعدہ گاہ حوض (کوثر) ہے جب لوگ محشر ہوں گے تو تم اور تمہارے شیعہ اس شان سے آئیں گے کہ ان کی پیشانیوں اور ہاتھ چمکتے ہوں گے۔

ابو نعیم اصفہانی زیما نزل القرآن فی علیؑ علیہ السلام میں بار سناؤ خود شریک بن عبد اللہ سے ابو اسحاق حوث سے روایت کرتے ہیں کہ علیؑ علیہ السلام نے فرمایا ہم اہل بیت پر لوگوں کا قیاس نہیں کیا جاسکتا یہ سن کر ایک شخص اٹھا۔ اور ابن عباس کے پاس حاضر ہوا اور اسے اس بات سے آگاہ کیا آپؐ نے کہا علیؑ علیہ السلام نے سچ کہا کیا نبی علیہ السلام کی ذات ایسی نہیں کہ آپ پر لوگوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا؟ اور علیؑ علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ

ابو یوسف شیریازی کتاب "نزل القرآن فی شان علیؑ علیہ السلام" میں تحریر کرتے ہیں کہ مالک بن انس نے کہا ان الذین آمنوا علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ آپؐ نے تمام لوگوں سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔ وعملوا الصالحات سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے فرائض کو ادا کیا۔ اولئک ہم خیر البریۃ وہ لوگ تمام لوگوں سے افضل ہیں یعنی اس سے مراد علیؑ علیہ السلام ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

اعمش عطیہ سے، حذری سے، خیرب جابر سے راوی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے



نے فرمایا: علی خیر البریۃ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب جناب علیؑ کو آدابیت سے نہتے تھے۔ تو کہا کرتے تھے: خیر البریۃ آگئے۔

بلاذی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں: کہ عطیہ نے کہا: ہم لوگوں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا: ہمیں علیؑ علیہ السلام کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

ابن عبدوس ہمدانی اور خطیب خوارزمی اپنی اپنی کتابوں میں اپنے اپنے اسناد سے سلمان فارسی سے نقل کرتے ہیں: کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: میرے بعد میرے وزیر اور جن کو میں چھوڑ جاؤں گا۔ ان سے افضل علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

تاریخ خطیب میں انمش عدی سے۔ ذہ سے عبید اللہ سے مروی ہے کہ علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ جو شخص علیؑ کو خیر البشر نہ کہے وہ کافر ہے۔

خطیب تاریخ میں باسنار اور علقمہ سے وہ عبید اللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں افضل آدمی علی بن ابی طالبؑ، نوجوانوں میں حسینؑ اور عورتوں میں فاطمہؑ بنت محمدؐ ہیں۔

طبریان ولایت اور مناقب میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ مسروق سے وہ بنی ہاشم سے روایت کرتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص تمام مخلوق اور خلقت سے بدترین ہوگا۔ جو تمام

مخلوق اور خلقت سے بدترین آدمی کو قتل کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے قریب ترین وسیلہ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے مراد محمدؐ اور اس کے اصحاب کا قتل تھا (جن کو امیر المؤمنینؑ نے قتل کیا)۔

امام حسن علیہ السلام کی مصالحت کے بعد سعد بن ابی وقاص معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ نے کہا: اس شخص کے لئے مرجا ہے جو حق کو نہ جانتے ہوئے اس کی پیروی کرتا ہے اور باطل کو نہ پہچانتے ہوئے اس سے

اجتناب کرتا ہے سعد نے کہا: یہ مقصد یہ ہے کہ میں تیری مدد علیؑ علیہ السلام کے خلاف کروں۔ نبی علیہ السلام سے یہ بات سنتے کے بعد جو آپ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ سلام اللہ علیہا سے فرمائی تھی (اے فاطمہ! تو باپ اور شوہر

کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہے)۔

لے تفصیل کے لئے ہماری ترجمہ کردہ کتاب خصائص امیر المؤمنینؑ مؤلفہ امام نسائی اور معالم الغرۃ ترجمہ سیاح

المودت ملاحظہ کریں۔ آپ کا وہاں یہ واقعہ مفصل ملے گا۔ ۱۷ مترجم

نہ ہو کر عرض گزار

نے فرمایا تجھے لوگوں

اللہ سلام آگئے۔

نقص ہے رسول

السنین

نے اور نیک

صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب

بریت

ہوں گے تو

عبید اللہ سے

میں کیا جاسکتا

نے کہا علی علیہ

اور علی علیہ

لکھت

س نے کہا

پہلے رسول

میا۔ اولیٰ

نبی صلی

نبی صلی



سلمان فارسی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اُمت میں افضل ترین آدمی علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

طالقانی نے ولید بن مسلم سے اس نے فاضل بن ابی سفیان اس نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب نے وظائف کی فہرست تیار کی تو امام حسن اور امام حسین کے ناموں سے شروع کیا ان دونوں کی گودیاں مال سے بھریں حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ نے کہا: آپ نے ان دونوں کا نام میرے نام سے پہلے تحریر کر دیا ہے حالانکہ مجھے صحابی اور مجاہد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور ان دونوں کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے۔ حضرت عمر نے کہا: چپ رہو تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ ان دونوں کا باپ تیرا باپ ہے اور ان دونوں کی ماں تیری ماں سے افضل ہے۔

۱۲

## امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سبیل مستقیم اور وسیلہ ہیں

حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام محمد باقر علیہما السلام آیت ان الذین کفروا کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کے نبی و امیر اور ہیں۔ وصدقوا عن سبیل اللہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت سے روکتے ہیں۔

ابو حمزہ اور زرارہ بن اعین روایت کرتے ہیں کہ ابو جعفر علیہ السلام نے اس آیت ہذہ سبیل ادعوالی اللہ علی بصیرۃ انارمن اتبعنی (اتبیعنی سے مراد) علی بن ابی طالب ہیں ایک روایت ہے کہ آل محمد مرو ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہذہ سبیل سے مراد نفس رسول اللہ ہے۔ اور علی آل محمد کے شیعوں میں سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سبیل (راستہ) سے مراد علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ عطیات الہی صرف علی علیہ السلام کی ولایت ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہارون بن جہم اور جابر ابو جعفر (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں: فاعقر للذین تابوا ایک جماعت اور بنو امیہ کے متعلق ہے واتبعوا سبیلک یعنی علی علیہ السلام کی ولایت پر ایمان لائے۔ اور سبیل (راستہ) سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

ابراہیم ثقفی باسناد خود ابو بکرہ سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:



ان هذا صراط مستقيما فاتبعون ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيل کے متعلق میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سوال کیا کہ ان باتوں کو علیؑ میں قرار دے چنانچہ اللہ عزوجل نے ایسا کر دیا ہے (صراط مستقیم سے مراد علیؑ ہیں)۔

ابو الحسن مانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اذا جاء ما من المنافقون یعنی تیرے وصی کی ولایت کے بارے میں آتے ہیں۔ قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين لكاذبون اتخذوا ايسارهم جنّة قصداً عن سبيل الله سبيل سے مراد وصی ہیں۔ انهم ساء ما كانوا يعملون بانهم امنوا بعتبة تیری رسالت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور تیرے وصی کی ولایت کا انکار کرتے ہیں۔ فطبع الله على قلوبهم فهم لا يفقهون۔ واذ اقبل لهم تعالى استغفر لهم رسول الله علیؑ کی ولایت کا اقرار کرو رسول اللہ تمہارے گناہوں کے متعلق استغفار کریں۔ لو دارو سهم ورايتهم يصدون یعنی علیؑ علیہ السلام کی ولایت سے لوگوں کو روکنے ہیں اور علیؑ پر تکبر کرتے ہیں۔

ابو ذر ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت واتبعوا سبيلکم کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ سبیل سے مراد علیؑ علیہ السلام ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ آیت فمن اظلم ممن افتری علی الله کذباً انہ اس مقام پر سبیل اللہ سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ وانہا سبیل مقیم سے مراد نبی کے وصی ہیں۔ مشہور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ باقی تمام ہلاک ہو جائیں گے۔ رنابھی فرقہ وہ ہے جس نے حضرت علیؑ علیہ السلام کا راستہ اختیار کیا ہے۔

نوافل امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے اور ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ومن خلقنا امۃ یهدون بالحق وبعیدون وہ میں ہوں اور میرے شیعہ ہیں۔ باقرین امام محمد باقر و جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا۔ وہ ہم لوگ ہیں۔

تفسیر کعب بن جراح میں سفیان ثوری سے اسدی سے، اسباط سے، محمّد سے وہ عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا اھذا صراط المستقیم سے مراد یہ ہے کہ کہو اسے معبود ہمیں بنی

علی بن ابی طالب

روایت کی ہے

شروع کیا

دونوں کا نام

دونوں کو یہ

توں کا باپ تیرے

ہیں

متعلق فرماتے

کو علی بن ابی

سبیل

ہیں ایک

سبیل سے

سبیل (راستہ)

حاصل ہو سکتے ہیں

تاعقر للذین

ایت پر ایمان

نے فرمایا۔



اُمّ سلمیٰ اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی محبت کی طرف ہدایت عطا کرتے  
تفسیر ثعلبی اور کتاب شارحین میں مسلم بن حیان بریدہ سے اھد نا الصراط المستقیم کے بارے  
میں کہتے ہیں کہ صراط سے مراد محمد وال محمد ہیں

باقول علیہما السلام نے فرمایا: اھد نا الصراط المستقیم سے مراد اللہ عزوجل کا وہ دین مراد  
ہے جس کو جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ پر نازل کیا۔ صراط الذین انعمت علیہم  
سے مراد ہدایت اسلام اور ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی نعمت سے بالامال ہے ایسے لوگ معضوب  
نہیں۔ انصار سے اور لٹاکی نہیں ہیں، جو امیر المؤمنین علیہ السلام کی امامت کی معرفت نہیں رکھتے۔ والصلّٰین  
یعنی امامت علی بن ابی طالب سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

جعفر صادقؑ اس آیت کے متعلق کہتے ہیں: وانہ فی ام الکتاب لدینا علی حکیم ام الکتاب  
سورہ فاتحہ ہے جس میں علی علیہ السلام کا ذکر موجود ہے۔ صراط المستقیم سے آپ ہی مراد ہیں۔  
اعمش ابوصاح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فتعلیون  
من اصحاب الصراط السوی خدا کی قسم اس سے مراد محمد اور آپ کے اہل بیت ہیں۔ اور من اھندی سے  
مراد اصحاب محمد ہیں۔

خصا نص میں اصغ سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے اور ہماری کتابوں میں جاہر سے وہ امام محمد باقر علیہ السلام  
سے روایت کرتے ہیں۔ وان الذین لایومنون بالآخرۃ عن الصراط لنا کبون جو لوگ آخرت  
پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ صراط سے ٹھڑھے ہو گئے ہیں۔ فرمایا صراط سے مراد ہماری ولایت ہے۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام اس آیت افسن یشی مکیا علی وجہہ اھدی سے مراد دشمنان اہل بیت  
مراد ہیں۔ ام یشی سویا علی صراط مستقیم سے مراد دشمنان۔ مقداد اور عمار وغیرہ ہیں۔ تفسیر میں ہذا  
صراطی مستقیم سے مراد قرآن اور آل محمد ہیں۔

عبد اللہ بن عباس اپنے باپ سے اور زید بن علی بن حسین علیہم السلام روایت کرتے ہیں۔ واللہ یدعوا  
الی دار السلام سے مراد جنت ہے۔ ویھدی من یشالی صراط مستقیم سے مراد علی بن ابی طالب  
علیہ السلام کی ولایت ہے۔ جاہر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس اپنے اصحاب کو بلایا۔ اور علی علیہ  
السلام کو طرف اشارہ کر کے فرمایا: ہذا صراط المستقیم فانتھبوا۔ صراط المستقیم



نبی صلم نے فرمایا۔ اے میرے دشمن تمہیں یہ بات کافی ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلم نبضہ فرما رہے تھے۔ آپ کے سامنے حضرت علی علیہ السلام موجود تھے۔ آنحضرت صلم کے دائیں اور بائیں ایک ایک آدمی موجود تھا۔ فرمایا دایاں اور بایاں گمراہی پر ہے۔ ٹھیک راستہ وہ ہے جو سیدھا ہے۔ پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ اور کہا ہذا صراط المستقیم فاتبعوا یہ راستہ (علی) راہ مستقیم ہے اس کی پیروی کرو۔

حسن سے روایت ہے کہ ابن مسعود کھلا۔ لوگوں کو وعظ کیا۔ انھوں نے کہا اے ابو عبد الرحمن صراط مستقیم کہاں ہے؟ کہا صراط مستقیم وہ ہے کہ اس کا ایک کونہ جنت میں ہے۔ اور اس کا ایک کنارہ محمد اور علی کے پاس ہے۔ اور اس کے دونوں کناروں پر جھوٹے بلائے والے موجود ہیں جس کا راء سیدھا ہوگا۔ وہ محمد کے پاس آئے گا۔ جو سیدھے راستے سے بھٹک جائے گا۔ وہ جھوٹے بلائے والوں کی پیروی کرے گا۔

ثماني ابو جعفر عليه السلام سے فامستمسك بالذي ادعى اليك انك على صراط مستقيم یعنی جو چیز تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ اس کو پکڑو۔ بے شک تم سیدھے راستے پر قائم ہو چکے علی کی ولایت پر قائم ہو۔ جو صراط مستقیم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ علی ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ فلاں شخص بادشاہ کا دروازہ ہے۔ جیسا کہ اس کے ذریعے بادشاہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔

(۱۳)

## جناب امیر علیہ السلام جل اللہ اور عروۃ الثقی ہیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ ضربت علیہم الذلۃ ایما ثقفوا الا بحبل من الله وحبل من الناس سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ (یعنی حبل سے مراد علی ہیں) ابو جعفر صانع کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ واعتصموا بحبل الله جميعاً فرمایا حبل (رسی) سے مراد ہم لوگ ہیں۔

محمد بن علی غنیری باسناد خود نبی صلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت سے اس آیت کے بارے میں ایک اعرابی نے پوچھا۔ آنحضرت صلم نے اعرابی کے ہاتھ کو پکڑ کر علی علیہ السلام کے شانے پر رکھ کر فرمایا یہ اللہ کی رسی ہے۔ اسے مضبوطی سے پکڑو۔ اعرابی نے علی علیہ السلام کے گود چکر گایا۔ اور آپ سے چپٹ گیا۔ پھر کہا اے معبود!

تقیہ کے بارے

ل کا وہ دین مراو

انعت علیہم

سے رگ مغضوب

والضالین

کیم ام الكتاب

ی راویں۔

فستعلمون

من اهدی سے

امام محمد باقر علیہ السلام

ت جو لوگ آخرت

دشمنان اہل بیت

تفسیر میں ہذا

واللہ یسعوا

مراد علی بن ابی طالب

بلو یا۔ اور علی علیہ

کی پیروی کرو۔



میں آپ کو گواہ کرے کہتا ہوں۔ میں نے تیری رسی کو پکڑ لیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ جنتی آدمی کی طرف دیکھے۔ تو وہ اس اعلیٰ کی طرف دیکھے۔ اسی طرح حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی گئی ہے۔  
سفیان بن عیینہ زہری سے وہ انس بن مالک سے کہ ومن یسلم وجهہ الی اللہ کی آیت اعلیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے آپ پہلے شخص ہیں جس نے بے حد خلوص کے ساتھ اپنا چہرہ اللہ کی راہ میں جھکا دیا۔ آپ محسن ہیں۔ یعنی مومن اور مطیع ہیں۔ اور آپ نے عروہ وثقی کو پکڑا ہے۔

قول لا الہ الا اللہ والی اللہ عاقبۃ الامور خدا کی قسم اس قول پر قائم ہو کر علی بن ابی طالب علیہ السلام قتل ہوئے ہیں جو شخص عروہ وثقی سے تسک کرنا چاہے۔ اسے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے تسک کرنا چاہیے۔

تفسیر البریلینسہ یعقوب بن سفیان نسوی میں کلبی۔ مجاہد۔ ابوصالح مخزومی ابن عباس سے روایت کرتے حنفہ نے عائشہ کے کمرے میں بنی سلمہ کو مارا تیرہ بٹہ کے ساتھ دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔ عرض کیا ہاں پوشیدہ رکھوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنفہ کی عیب خاطر کی وجہ سے فرمایا۔ ماریہ مجھ پر حرام ہے۔ حنفہ نے اس بات سے عائشہ کو آگاہ کیا۔ اور اس کو یہ بشارت دی ہے۔ ماریہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے حرام کر لیا ہے۔ عائشہ نے بنی سلمہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اذا سرانی الی بعض ازواجہ حدیثا تاھو مولاہ وجبرائیل وصالح المومنین کہا خدا کی قسم صالح المومنین علی ہیں۔

بخاری اور ابویعلیٰ موصلی میں تحریر ہے کہ ابن عباس نے کہا۔ میں نے حضرت عمر بن خطاب سے ان دو عورتوں کے بارے میں پوچھا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زنا دتی کی نفی۔ کہا۔ وہ حنفہ اور عائشہ ہیں۔

سدی ابومالک سے ابن عباس سے ابوبکر حفصی ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ثعلبی باسناد خود موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، اسماء بن عبید بنی سلمہ سے روایت کرتی ہیں۔ کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

ابونعیم اصفہانی باسناد خود اسماء بنت عبید سے ابن عباس سے وہ بنی سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی میرے بعد باب ہدیٰ ہیں۔ اور میرے رب کی طرف بلانے والے ہیں۔ اور وہ صالح المومنین ہیں۔



ومن احسن قولاً ممن دعا الى الله وعمل صالحاً

امیر المؤمنین علیہ السلام نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: میں محمد مصطفیٰ خیر مشر جو ہا شہم کی اولاد سے تھے  
کا بھائی ہوں میں سنا ام اکیر ہوں۔ بنا عظیم ہوں۔ صالح المؤمنین ہوں۔

ابو نعیم حلیہ الاولیاء میں عمر بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے باپ سے، واحدی اسباب نزول القرآن  
میں بریدہ سے اور ابو القاسم بن حبیب اپنی تفسیر میں زر بن حبیش سے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام سے  
روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگا کر فرمایا کہ مجھے رب نے حکم دیا ہے  
کہ تجھے قریب کر لوں۔ دور نہ کروں۔ تم (میری بات کو) سنو۔ اور خوب یاد رکھو۔

تفسیر ثعلبی میں بریدہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے تعلیم دیتا ہوں۔ تم اس کو یاد  
رکھو۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ وتعیھا اذن داعیۃ اس کو نطنزی نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔

انباء ابنی رافع میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں  
تجھے قریب کر لوں۔ دور نہ کروں۔ تجھے حکم دوایت کروں۔ کوتاہی نہ کروں۔ مجھ پر واجب ہے کہ ترے بارے میں اپنے  
رب کی اطاعت کروں۔ اور تم پر واجب ہے کہ تم اسے یاد رکھو۔

محاضرات ابوالقاسم راعب میں ضحاک ابن عباس سے اور امالی طوسی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
سے روایت ہے۔ اور بعض کتب شیعہ میں سعد بن طریف ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وتعیھا اذن  
داعیۃ سے ازہق علی مراد ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا: خدا  
کی قسم اے علی! اس سے تیرا اذن (کان) مراد ہے۔

کتاب البیاقوت میں ابو عمر سے اور غلام تغلب سے کشف و بیان میں ثعلبی سے۔ عبد اللہ بن حسن نے کافی کلینی  
میں بیہمون بن مہران سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت وتعیھا اذن داعیۃ نازل ہوئی۔ تو  
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے عبود یاد رکھنے والا کان علی کو بنا۔ پھر فرمایا جب سے  
یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ میں لگاتار بارگاہ خداوندی میں عرض کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس سے تیرے دونوں کان مراد  
ہیں۔ یا علی۔

تفسیر تفسیری اور غریب العزیزی میں تحریر ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی اکرمؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا۔ کہ میں

یہ اس (علیؑ) کی  
لمنی ہے۔

ست علیؑ کے

لی راہ میں جھوکا

ابن ابی طالب علیہ

سلام کی محبت

روایت کرنے

س بات کو

فرمایا۔ ماریہ

نرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اذا

مد کی قسم صالح

ان دو عورتوں

باسناد

علی بن ابی

کہ رسولؐ

المؤمنین ہیں



نے اللہ عزوجل سے دعا کی ہے کہ اس سے تیرا کان ہی بنا دے۔

جابر جعفی عبد اللہ بن حسین اور مکحول نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اسے علیؑ اس سے تیرا کان مرا دے۔ اسے معبود پایا اور کہنے والا کان علیؑ کا کان بنا۔ اس نے ایسا کر دیا۔ حضرت علیؑ نے کہا، اس کے بعد میں نے جو چیز سنی اس کو نہیں بھولا۔

تفسیر اقطان بن دیکع سے سفیان سے سدی سے عبد خیر سے وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں صخر بن حرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا اور عرض گزار ہوا اے محمدؐ خلافت آپ کے بعد ہمارے لئے ہوگی۔ یا کسی اور شخص کے لئے ہوگی؟ آپ نے فرمایا۔ اے صخر خلافت میرے بعد اس شخص کے لئے ہوگی۔ جس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ مِنَ الْبَنَاءِ الْعَظِيمِ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ بعض لوگ علی علیہ السلام کی ولایت اور خلافت کی تصدیق کرتے ہیں اور بعض لوگ آپ کے بارے میں ان دونوں چیزوں کو ٹھکراتے ہیں۔

تم کلا سیدوں کا مطلب ہے کہ وہ لوگ اپنی اپنی قبروں میں جناب علیؑ علیہ السلام کی ولایت اور امامت کو جان لیں گے۔ جب ان سے قبروں میں سوال کیا جائے گا۔ مشرق مغرب بخشی اور تری کا کوئی ایسا مردہ نہیں ہوگا جس سے قبر میں امنکر اور نیکر مرنے کے بعد ولایت میر المؤمنین کا سوال نہ کریں۔ دونوں میت سے کہیں گے۔ مَنْ رِبِّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ وَمَنْ أَمَلُكَ تیرا رب۔ تیرا دین۔ تیرا نبی۔ اور تیرا امام کون ہے؟ علقمہ کا بیان ہے کہ صفین کی جنگ کے روز شام کے شکر سے ایک آدمی نکلا جو سلاح پوش تھا اور سر پر قرآن رکھا ہوا تھا۔ اور وہ کہتا تھا۔ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ اور کہا میں رہنا چاہتا ہوں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا بھڑو حضرت میدان جنگ میں تشریف لے۔ اور فرمایا تم جانتے ہو کہ بنا عظیم (بڑی خبر) کیا چیز ہے جس کے بارے میں تم اختلاف کرتے ہو؟ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں ہی بنا عظیم ہوں۔ میرے بارے میں تم اختلاف کرتے ہو اور میری ولایت کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو۔ اور میری ولایت کے منکر ہوئے ہوئے حالانکہ تم نے اس کو قبول کیا تھا۔ اگر تم میری تنوار سے بچ گئے۔ تو اپنی بغاوت کی وجہ سے ملاک ہو جاؤ گے۔ غدیر کے روز تم نے میری ولایت کو جان لیا تھا۔

۱۔ مومن کے پاس ہر فرشتے آتے ہیں۔ ان کا نام مبشر و بشیر ہے۔ ملاحظہ ہو حق یقین علامہ سید عبد اللہ شہر علی شانی  
مطبوعہ نجف اشرف ۱۲ محمد شریف عفی عنہ مترجم شاہ رسولوی۔



اور جو کچھ تم نے جانا تھا۔ اُسے قیامت کے روز جان لو گے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اسے اپنی تلوار کی زو میں لے لیا۔ اس کا سر اور ہاتھ قلم کے پھینک دیا۔

اصنع کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں وہ بنو عظیم ہوں جس کے بارے میں تم اختلاف کرتے ہو۔ عنقریب تم اس بات کو جان لو گے۔ بیکہ میں جنت اور دوزخ کے درمیان قیام فرما ہوں گا۔ اور دوزخ سے کہوں گا۔ یہ میرا ہے۔ اور یہ تیرا ہے۔

ابو المضاہیح حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عزوجل کے نزدیک مجھ سے بڑی خبر کوئی نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ جنگ اُحد کے روز بھاگ گئے۔ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کفار سے لڑ رہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم کے وائیں طرف اُور میکائیل علیہ السلام بائیں طرف سے لڑ رہے تھے۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ قسلی ھو بنا عظیم استمر عند معر منون وہ ایک بڑی خبر میں تم اس سے روگردانی کرتے ہو۔

۱۴

## جناب امیر علیہ السلام نور، حدی اور ہادی ہیں

واحدی نے وسیط اور اسباب النازل میں عطا سے روایت کی ہے۔ کہ آیت افسمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربه

علی اور حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ فویل للقالیبہ قلبہم۔ ابو جہل اور اس کے لڑکے کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ ابو جعفر اور جعفر صادق علیہما السلام نے آیت یعنی حکم من الطلمات الی النور یعنی کفر سے ایمان کی طرف نکال۔ یعنی ولایت علی کی طرف۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت والذین کفر وایعنے انھوں نے ولایت علی بن ابی طالب کے ساتھ کفر کیا۔ ادلیاؤھم الطاغوت۔ یہ آیت حضرت امیر کے دشمنوں اور جنہوں نے ان کی پیروی کی ہے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے لوگوں کو نور سے نکالا۔ نور سے مراد علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں کی ولایت اختیار کر کے تاویل میں چلے گئے۔ ان حضرات کے بارے میں

سے سوال کیا

نہا۔ حضرت

ت کرتے ہیں

کے بعد ہمارے

دلی۔ جس کو

سم

ولایت اور

اور امامت

ہو گا۔ جس

من

ہیں ہے

اور سر پر

حضرت

اختلاف

رہی

اگر تم

لیا تھا۔

ن



یہ آیت نازل ہوئی ہے والذین امنوا بہ و عنزوہ و نصر وہ و اتبعوا النور الذی انزل معہ اور یریدون لیطفئوا نور اللہ انواہم دیابی اللہ الا یتم نورہ ولو کراہ الکافرون ابوالحسن ماضی نے کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے ولایت امیر المؤمنین بجھا دیں، واللہ متم نور کا یعنی اللہ امامت کو پورا کر کے رہے گا۔

مالک بن انس ابن شہاب سے ابوصالح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں، وما یتوی الاعنی سے مراد البہل والبصیر سے مراد امیر المؤمنین ہیں، ولا الظلمات سے البہل ولا النور سے امیر المؤمنین مراد ہیں، والظلم یعنی امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا جنت میں سایہ ہوگا۔ ولا الحسور سے مراد جہنم ہے پھر اللہ شمنان ال بیت کو جہنم میں ڈالے گا۔ وما یتوی الاحیاء سے علیؑ - حمزہ - جعفر رضی اللہ عنہما فاطمہ اور خدیجہ مراد ہیں۔ ولا الاموات سے مراد کفار مکہ ہیں۔

ابو خالد کاہلی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں، امنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا اے خالد خدا کی قسم نور سے مراد آل محمد ہیں، اسم لنا نورنا سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے ہمارے شیعوں کو ہمارے ساتھ بلا دیا۔

شیرازیہ ویلی ابوالفضل حسینی سدوسی باسناء خود حماد بن ثابت سے وہ عین بن عمیر شیشی سے وہ عثمان بن عفان سے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے چہرے سے اللہ عزوجل نے فرشتوں کو پیدا کیا۔

ابوبکر شیرازی اپنی کتاب میں ابوصالح اپنی تفسیر میں ضحاک ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں پوچھتے ہیں، ذلک کتاب سے مراد قرآن ہے جس کا وعدہ اللہ عزوجل نے موسیٰ اور عیسیٰ سے کیا تھا کہ آخری زمانے میں محمد پر نازل کرے گا۔ لاریب فیہ اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے۔ یعنی یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ تبیان اور نذیر ہو کر متقین کے لئے متقین سے مراد علی بن ابی طالب ہیں جس نے ایک لمحہ بھی شرک نہیں کیا نہایت خلوص سے اللہ کی عبادت کی ہے۔ وہ اور اس کے شیعوں جنت میں بلا صلا بھیجے جائیں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے سورہ بقرہ کی آیت کے بارے میں فرمایا کہ یہ اللہ کے ناموں میں سے اللہ کا ایک نام ہے۔ اس کے بعد چار آیات امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی مدح میں ہیں (پھر) دو آیات کافروں کی



مذمت میں ہیں پھر تیرہ آیات منافقین کے بارے میں ہیں۔

ابو الحسن ماضی کو امیر علیہ نے آیت لھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنے وصی کی ولایت کے ساتھ بھیجا۔ ولایت ہی دین حق ہے۔

لیظہر علی الدین کلمۃ کاملہ طلب رہے۔ کہ تمام اویان پر ظہور قائم کے وقت غلبہ ہو گا۔ واللہ صمہ ضرر سے مراد ولایت قائم ہے۔ اگرچہ کافر علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں کلمہ کرتے ہیں ماحی حضرت سے روایت ہے۔ لہذا معاذ اللہ ای حدیث سے مراد ولایت ہے۔ ہم اپنے مولیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ جو شخص اپنے مولیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ اسے جس کا کوئی خوف نہیں ہو گا۔

ابو الورود حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وما شا قوال الرسول من بعد ما تبین لہم الھدی ہدایت سے مراد امر علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

زمخشری کشف میں الکافی شرح حجج ال سنہ میں حجاج سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اس نے حسن سے پوچھا کہ تیری ابو تراب کے بارے میں کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت یافتہ لوگوں سے قرار دیا ہے کہ اس پر دلیل لاؤ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہی کتاب میں کہتا ہے۔ وما جعلنا القبلة التي كنت علیہا تا الا الذین ھدی اللہ علی پیغمبر شخص میں جنہیں اللہ عزوجل نے نبی اکرم کے ساتھ ہدایت دی۔ ایک روایت ہے کہ یہ آیت وقالوا ان نتبع الھدی میں حدیث سے مراد علی ہیں۔ اور آیت ویرید اللہ الذین اھتدوا ھدی یہاں بھی ہدے سے مراد حضرت علی ہیں

احمد بن محمد بن سعید نے آیت انما انت منذر لکل قوم ہاد کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے کہ یہ آیت امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ابن عباس منکاب اور زجاج کا بیان ہے۔ انما انت منذر لکل قوم ہاد کے بارے میں مراد رسول اللہ صمہ ہیں۔ وکیل قوم ہاد ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے۔ سے مراد امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ہیں جسکافی نے شواہد التنزیل میں دربان نے فیما نزل من القرآن فی امیر المؤمنین میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے ہمیں طہارت کے ساتھ طلب کیا آپ کے پاس علی بن ابی طالب بھی موجود تھے علی کی طہارت کے بعد آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر بیٹھے سے لگایا۔ پھر فرمایا۔ انما انا منذر لکم واللہ ہوں۔ پھر جناب علی کے ہاتھ کو علی کے بیٹے کے ساتھ لگایا۔ پھر فرمایا۔ لکن قوم ہاد پھر فرمایا اسے علی انہم لوگوں کے لئے

نای انزل

تم تورہ ولو

بیر المؤمنین بجا

تتوی الاعلی

سے امیر المؤمنین

ور سے مراد جنہم

جعفر حسن حسین

ہیں۔ امنوا

نم لنا نورنا

وہ عثمان بن عفان

نے فرشتوں

بت کے بارے میں

سے کیا تھا۔ کہ

اللہ کی طرف سے

طالب ہیں جس

جنت میں بلا حسا

نعموں میں سے

آیات کا فرد کی



روشنی کا تار ہو۔ ہدایت کا جھنڈا ہو۔ امین قرآن ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم ایسے ہی ہو۔“  
حافظ ابو نعیم نے تین طریقوں سے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ بنی مسلم نے فرمایا: اگر تم علیؑ کو خلیفہ بناؤ گے۔ حالانکہ میں دیکھ رہا ہوں تم ایسا نہیں کرو گے۔ تو تم اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تمہیں روشن راستے پر چلائیں گے (مختوڑ سے تفاوت کے ساتھ مشکوٰۃ المصابیح میں بھی یہ روایت درج ہے)

حافظ ابو نعیم فیما نزل من القرآن فی امیر المؤمنین میں باسناد خود عطاء بن سائب سے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ شیروہ فرودس میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ ابو نعیم کی روایت کے مطابق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں اور ہادی علیؑ ہیں اسے علیؑ تیری وجہ سے ہدایت یافتہ ہدایت پائیں گے۔ اس کو فعلی مفسر نے روایت کیا ہے۔

ثعلبی کشف میں عطاء بن سائب سے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا۔ فرمایا میں ڈرانے والا ہوں۔ پھر اپنے ہاتھ سے علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کے کندھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اسے علیؑ ہتم ہدایت کرنے والے ہو۔ میرے بعد تیری وجہ سے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت پائیں گے۔

عبد اللہ بن عطاء ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مسلم نے فرمایا میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہدایت کرنے والے ہیں۔

ابو ہریرہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ڈرانے والا ہوں اسے علیؑ تم ہدایت کرنے والے ہو ہر قوم کے لئے۔

سعید بن مسیب ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اس امت کے ہادی بن ابی طالب ہیں۔

ثعلبی سدی سے عبد خیر سے علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ ڈرانے والے بنی مسلم ہیں اور ہادی ایک بنو ہاشم کا آدمی ہے۔ یعنی حضرت کی ذات مراد ہے۔

حافظ ابو نعیم باسناد خود عبد خیر سے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈرانے والا میں ہوں اور ہادی بنو ہاشم کا ایک آدمی ہے۔



ابو معاویہ ضریر انکس سے مجاہد سے ابن عباس سے مومن خلقنا امتہ اُمت سے مروا اُمت محمد یعنی علی ہیں۔ یہ دونوں بالحق اسے محمد تیرے بعد علی حق کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ اور وہ یہ بعد دونوں یعنی تیرے بعد لوگ علی کی خلافت سے روگردانی کریں گے۔ اُمت کے معنی نیکی کا جھنڈا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔ ان ابراہیم کان امتہ یعنی ابراہیم نیکی کا نشان تھے۔ اُمت اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو ابراہیم پر جاری کیا گیا ہے اور علی بھی ایسے تھے۔

ثابت بناتی ہے والی بغفار من تائب وآمن وعمل صالحاً ثم اھتدی کے بارے میں کہا ولایت علی اور اہل بیت کی طرف ہدایت حاصل کی۔ الا من تائب ومن آمن وعمل صالحاً ثم اھتدی کا عدد اور الی ولایتہ المرتضیٰ علی والائتہ بعدہ کا عدد ایک ہزار آٹھ سو اڑھتیس ہے۔

۱۵

## حضرت امیر علیہ السلام شاہد شہید شہداء ذوالقرنین بیر معطلہ اور قصر مشید ہیں

طبری باسناد خود جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اضمن کان علی بینة من ربہ ویتلوہ شاہد منہ سے مروی ہیں ہواں۔

حافظ ابن نعیم نے تین طریقوں سے عباد بن عبد اللہ ابی سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ اضمن کان علی بینة من ربہ ویتلوہ شاہد منہ رسول اللہ اپنے رب کی دلیل پر قائم تھے۔ اور میں اس بات کا گواہ تھا۔ اس کو طبری نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ حماد بن سلمہ ثابت سے ذہانس سے روایت کرتے ہیں۔ اضمن کان علی بینة من ربہ سے مروا رسول اللہ صلعم ہیں۔ اور یتلوہ شاہد منہ سے مروا علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ خدا کی قسم علی رسول اللہ صلعم کی زبان تھے۔

کتاب نصیح خطیب میں تحریر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے ابن کوا نے سوال کیا کہ آپ کے بارے میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اضمن کان علی بینة من ربہ ویتلوہ شاہد منہ زاذان نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ثعلبی نے کلبی سے اس نے ابو صالح سے ودا بن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت اضمن کان

ہے ہی ہو۔

فرمایا۔ اگر تم علی

والا اور ہدایت

طریق میں بھی

سے سعید بن

ہیں حدیث کے

اور ہادی علی ہیں

کہ جب یہ آیت

تھے سے علی بن

میرے بعد

نے والا ہیں

سے علی

پوچھا۔

دی ایک

نے والا



علی بنیۃ من ربه ویتلوہ شاہد منہ شاہد (گواہ) سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے۔ قاضی ابو سعید عثمان بن احمد نے اور قیشری نے اپنی دونوں کتابوں میں اور فکی مفسر نے اس واقعہ کو مجاہد سے اور عبد اللہ بن شداد سے روایت کیا ہے۔

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حبیب بن یسار سے وہ زاذان سے اور جابر بن عبد اللہ سے دونوں حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: افسن کان علی بنیۃ من ربه ویتلوہ شاہد منہ رسول اللہ اپنے رب کے بیٹہ پر قائم ہیں اور شاہد منہ میں ہوں۔

افسن کان علی بنیۃ من ربه کا وزن اور رسول اللہ سید الانبیاء احمد ابن کا وزن برابر برابر ہے۔ ویتلوہ شاہد منہ کا وزن اور علی بن ابی طالب شاہد برزخ کا وزن ۸۶۲ ابن سہود نے یوں قرأت کی ہے: افسن اوتی علم من ربه ویتلوہ شاہد منہ حضرت علیؑ علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے گواہ ہیں۔ آپؐ کی اُمت پر آپؐ کے بعد یہ دوری ہے کہ نبی اکرمؐ کا گواہ تمام مخلوق سے زیادہ انصاف کرنے والا ہو۔ ایسے شخص کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص اس پر کیسے مقدم ہو سکتا ہے آیت فیکف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہید انبیاء اپنی اپنی امتوں کے گواہ ہیں۔ ہمارے نبیؐ انبیاء پر گواہ ہیں اور علیؑ علیہ السلام ہم نبیؐ کے گواہ ہیں اور علیؑ اپنی ذات کے خود گواہ ہیں۔ قل کفی بادلہ شہید ابی بنی دینکم کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ سلیم بن قیس ہمدانی کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: آیت شہید سے ہم لوگوں کو مراد بیا ہے (ہم) لوگوں پر گواہ ہیں۔ رسول اللہؐ ہم پر گواہ ہیں۔ ہم اللہؐ کے گواہ اس کی مخلوق پر ہیں۔ اور اس کی زمین پر اس کی محبت ہیں۔ ہم لوگ وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ وکذلت جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہدا علی الناس ویکون الی سول علیکم شہدا۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے روز انبیاء اور گواہ لائے جائیں گے۔

مالک بن انس سمی بن ابی صالح سے اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ ومن یطع اللہ ورسولہ فازلیک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء۔ شہداء سے مراد حضرت علیؑ جعفرؓ حمزہؓ حسنؓ اور حسینؓ یہ لوگ شہداء اور صالحین کے سردار ہیں یعنی سلمان ابوذرؓ مقدادؓ عمارؓ بلالؓ اور جنابؓ کے و حسن ادنیسؓ رفیقؓ یعنی جنت میں اچھے دوست



ہوں گے ذالک الفضل من اللہ وکفی باللہ علیماً بہشت میں علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ حسینؑ اور رسول اللہ صلیم کا ایک گھر ہوگا۔

ابو عبید نے غریب الحدیث میں بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلیم نے جناب علیؑ علیہ السلام سے فرمایا کہ تیرا ایک گھر خیرت میں ہوگا۔ اور تم دو تقرنین ہو۔

سویب بن غفلہ اور ابو طفیل کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ دو تقرنین ایک عادل بادشاہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت کی۔ اس نے اپنی قوم کو سربراہی اختیار کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اس کے (سر کے) ایک سینک پر تلوار لگائی ایک عرصہ تک جتنا کہ اللہ عزوجل نے چاہا وہ لوگوں سے غائب رہا۔ دوبارہ نمودار ہو کر قوم کے پاس آیا انھیں اللہ عزوجل کی طرف بلایا پھر انھوں نے اس کے دوسرے سینک پر تلوار لگائی اسے اور وہ شخص دو سینکوں والا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں میں اس جیسا شخص ہو جو ہے۔ اس سے مراد حضرت امیر علیہ السلام کی اپنی ذات تھی کیونکہ آپ کے سر پر بھی دو تلوار لگائی گئی تھیں۔ ایک خندق کی جنگ کے روز دوسری ابن جحیم کی ضربت۔

ایک اعرابی نے نبی صلیم کو آواز دی۔ آپ اس کے پاس محشق چادر پہن کر تشریف لے گئے اس نے کہا آپ تو جوان معلوم ہوتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ اسے اعرابی میں تو جوان ہوں۔ جوان کا بیٹا ہوں اور جوان کا بھائی ہوں۔ عرض کیا آپ خود تو جوان ہیں لیکن دوسری باتیں کس طرح ہو سکتی ہیں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا میں نے اللہ عزوجل کو فراتے ہوئے سنا۔ قالوا سمعنا فتی ینذکھم بقتالہ ابراہیم انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کے متعلق سنا ہے جسے ابراہیم کہتے ہیں۔ فرمایا میں ابراہیم کا بیٹا ہوں۔ میں جوان کا بھائی اس لحاظ سے ہوں کہ جنگ احد کے روز ایک آواز دینے والے نے آواز دی تھی۔ لاسیف الاذوالفقار ولافتی الاعلیٰ تلوار صرف ذو الفقار ہے۔ اور جوان صرف علیؑ ہیں اور میں اس کا بھائی ہوں۔

احمد بن حمید ثہمی کا بیان ہے کہ میں نے کتاب الجامع میں اس آیت ابراہیم معطلہ و قصر مشید کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان دیکھا ہے کہ قصر مشید سے مراد رسول اللہ صلیم اور بیبر معطلہ سے مراد علیؑ علیہ السلام ہیں۔

اسے یہ محل نزاع ہے کہ واقعی دو تقرنین کے سر پر دو سینگ تھے۔ زمانہ حال کے مورخین نے لکھا ہے کہ یہ بات غلط ہے تحقیق کے لئے مولانا ابوالکلام آزاد کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے دو تقرنین کے بارے میں ایک بیبر رسالہ تحریر کیا ہے ۱۲ مئی ۱۹۲۸ء

اس کو روایت کرنے اس واقعہ

حضرت علیؑ علیہ السلام کا شاہد

بن کا وزن برابر ۸۴۲

منہ

کی ہے۔ کہ

اس پر کیسے

ن ہولاء

کے گواہ ہیں۔

کے گزر چکا ہے۔

لوگوں کو مراد

اس کی

جعلناکم

ن۔ ایک

صلح اللہ و

ن اعر شہداء

یعنی سلمان

دوست



علی بن جعفر اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے موطا سے مراد امام صامت اور قصر شید سے مراد امام ناطق ہے۔

## جناب امیر علیہ السلام صدیق - فاروق، صدق اور صادق ہیں

ابن عباس اس آیت والذین آمنوا ورسعہ اولیک ہم الصدیقون کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ اس آیت کے صدیق علی بن ابی طالب ہیں۔ آپ ہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔ راوی نے واشہدوا عند ربہم کے بارے میں پوچھا کہ وہ علی - حمزہ اور جعفر ہیں۔ یہ لوگ صدیق ہیں۔ اور یہ لوگ رسولوں پر گواہ ہیں۔ ان کی استوں پر کہ ان لوگوں نے رسالہ کو پہنچایا پھر پوچھا ہم اجر ہم عند ربہم کا کیا مطلب ہے۔ کہا انھیں تصدیق رسالت پر اجر ملے گا۔ اور اسی حضرات کا نور پھر اڑ پر چمکے گا۔

مالک بن انس سہمی سے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں ومن یطع اللہ ورسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین یعنی انبیاء سے مراد محمد ہیں اور صدیقین سے مراد علی ہیں۔ آپ پہلے شخص ہیں جس نے جناب محمد صلعم کی تصدیق کی۔ والشہداء سے مراد علی - حمزہ - جعفر - حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔ ہر صدیق نبی نہیں ہے اور تمام صدیقین صالح ہیں۔ ہر صالح صدیق نہیں ہے اور نہ ہی ہر صدیق شہید ہیں۔ صرف امیر المومنین صدیق - صالح اور شہید ہیں۔ دونوں آیات میں ان تین اوصاف کے مالک نبوت کے سوا آپ ہی ہیں۔ ابوذر ایک حدیث بیان فرماتے تھے۔ لوگ آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ بنی صلعم نے فرمایا۔ آسمان نے کسی شخص پر سایہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی زمین نے اسے اٹھایا ہے جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ بنی صلعم نے فرمایا۔ تمہیں یقین ہونا چاہیے۔ یہ آنے والا شخص (علی) صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔

ابن ربیع نے ابانہ میں اور احمد نے فضائل میں عبد الرحمن بن ابی مہسل وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور ثیرویہ فردوس میں داؤد بن بلال سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بنی صلعم نے فرمایا۔ صدیق تین اشخاص ہیں۔ (۱) علی بن ابی طالب (۲) حبیب بن جابر (۳) مومن آل فرعون یعنی حزقیل۔ ایک روایت میں ہے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ان سے افضل ہیں۔ امیر المومنین نے کئی مرتبہ ذکر کیا۔ کہ میں صدیق اکبر ہوں۔ اور فاروق اعظم ہوں۔



ابن عباس نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اس امت کے صدیق - فاروق - محدث - ہارون - نوح - آصف - ثعلون - باب حط - سینہ نجات - طالوت اور ذوالقرنین علی ہیں ۔

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ اے محمد! علی کا نام آپ لوگوں کے پاس کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: آپ کا نام ہمارے ہاں صدیق اکبر ہے۔ عبد اللہ نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ ہم نے تورات میں لکھا ہوا پایا ہے۔ محمد نبی رحمت ہیں اور علی مقیم الحجۃ ہیں۔

ابو سخیل کا بیان ہے کہ میں نے ابوذر کی خدمت میں عرض کیا کہ میں لوگوں میں اختلاف پاتا ہوں آپ اس بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ کہا تجھے دو چیزوں سے تمسک کرنا چاہیے کتاب خدا اور شیخ علی بن ابی طالب علیہ السلام سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ (علی) سب سے پہلے میرے ساتھ ایمان لائے ہیں اور قیامت کے روز سب سے پہلے میرے ساتھ مصافحہ کریں گے۔ آپ صدیق اکبر ہیں آپ وہ فاروق ہیں۔ سو حق اور باطل کے درمیان فرق کریں گے۔ حسن ابوعلی غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: خنزیر میرے بعد قتل ہوا ہو گا جب ریاست ہو جائے تو علی بن ابی طالب کا دامن لازم پکڑنا۔ آپ حق اور باطل کے درمیان تفریق کرنے والے ہیں۔

ابن شیر وید نے فردوس میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو فاروق اس لئے کہتے ہیں کہ آپ جنت اور دوزخ میں تفریق کرنے والے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ آپ کے ذکر سے آپ کا محبوب اور دشمن پہچانا جاتا ہے۔

علمائے اہل بیت حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق حضرت امام موسیٰ کاظم حضرت امام رضا اور جناب بن علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اہل سنت نے ابراہیم حکم سے وہ اپنے باپ سے وہ سدی سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں عبیدہ بن جید منصور سے وہ مجاہد سے نطنزی خاص میں لیث سے وہ مجاہد سے صفاک نے کہا کہ ابن عباس نے کہا۔ جاء بالصدق سے مراد رسول اللہ صلعم ہیں علی علیہ السلام نے آپ کی تصدیق کی ہے۔ فمن اعظم فمن کذب علی اللہ

فرق ہیں

یہ میں کہتے ہیں۔

ذوی نے واشہد وا

س رسولوں پر گواہ

سہم کا کیا مطلب

روایت کرتے ہیں

یعنی انبیا سے

والشہداء

ما صح ہیں۔ ہر

دونوں آیات

لوگ آپ کی

اُٹھایا ہے

یق اکبر اور

ت کرتے ہیں

میں۔ (۱) علی

لی بن ابی طالب

یق اعظم ہوں۔



و کذب بالصدق اذ جائه سے ولایت اہل بیت مروا ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:  
 ولایت نبی صلعم مراد ہے۔ و کذب بالصدق میں صدق علی بن ابی طالب ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق  
 اور حضرت امام رضا علیہما السلام نے فرمایا۔ کہ اس سے نبی اکرم صلعم اور امیر علیہ السلام مروا ہیں۔  
 کلبی اور ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیت یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ  
 وكونوا مع الصادقین کا مطلب یہ ہے کہ علی بن ابی طالب کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس واقعہ کو تفسیر نے اپنی  
 تفسیر میں بیان کیا ہے وہ ابو جعفر علیہ السلام سے اور کلبی ابو صالح سے وہ ابن عباس سے۔۔۔۔۔  
 ابراہیم ثقفی نے ابن عباس سے اور سدی سے اور جعفر بن محمد علیہما السلام نے اپنے باپ سے روایت  
 کی ہے۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب بن یزید بن انس۔ نافع سے وہ ابن عمر سے اس آیت کے بارے  
 میں روایت کرتے ہیں یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے  
 صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اللہ سے ڈریں۔ پھر کہا۔ کونوا مع الصادقین کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلعم  
 اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ ہو جاؤ۔  
 تخریج شریف ابنی میں اور کشف میں نقلی تحریر کرتے ہیں۔ دونوں کا کہنا ہے کہ اصمعی نے ابو عمرو  
 بن خلّاف سے وہ جابر جعفی سے وہ ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے  
 ہیں کہ یہ محمد اور علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی صادق عزت ہیں میں دنیا اور  
 آخرت میں رسول اللہ صلعم کا بھائی ہیں۔

تفسیر میں آیا ہے۔ صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے رجال  
 صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ

عمر بن ثابت ابو اسحاق سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا رجال  
 صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم میں ہی منتظر  
 ہوں اور میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

ابو الدرداء حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ من المؤمنین رجال



صدقوا سے مروی علی۔ حمزہ اور جعفر ہیں۔ فمنہم من قضي نجيته۔ عمدہ سے مراد حمزہ اور جعفر ہیں۔ ومنہم من ينتظر من علي بن ابي طالب عليه السلام مراد ہیں۔

متکلمین کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر آیت یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین دلالت کرتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے صفات پائے جاتے ہیں۔ والصابرین فی الباس والضر والوحین الباس سے مراد جنگ ہے۔ اولیاء الذین صدقوا اولیک ہم المتقون اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام امامت کے لئے غیر کی نسبت اولیٰ ہیں آپ کسی جنگ میں نہیں بھاگے جس طرح اور حضرات کی مقامات پر جنگ سے بھاگ گئے ہیں۔

ابو ورق صمخاک سے شعبہ حکم سے۔ عکرمہ سے۔ اعمش سعید بن جبیر سے اور عویزی سجستانی مغرب القرآن میں ابو عمر سے۔ یہ تمام حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ابن عباس سے آیت یتجعل لہم الرحمن وداً کے بارے میں پوچھا گیا۔ کہا کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے۔ جس کے دل میں علی علیہ السلام کی محبت نہ ہو۔

ابو نعیم اصفہانی اور ابو الفضل شیبانی اور ابن ابی لطفہ عکبری اور ابوالاسناد محمد بن حنفیہ سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ دونوں حضرات کا بیان ہے کہ جو مومن (اللہ سے) ملاقات کرے گا۔ اس کے دل میں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کے اول بیت علیہم السلام کی محبت اس کے دل میں موجود ہوگی۔

جناب زید بن علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا کہ مجھے ایک شخص نے کہا ہے۔ کہ میں تجھے اللہ عزوجل کی خاطر دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا۔ اے علیؑ شاید تم نے اس سے کوئی نیکی کی ہوگی۔ عرض کیا خدا کی قسم میں نے اس سے کوئی نیکی نہیں کی۔ فرمایا۔ شکر ہے اس خدا کا جس نے مومنین کے دلوں کو اس قابل بنایا۔ جو تیرے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

ثعلبی۔ زید بن علی اور ابوسعید بن خبائہ امیر المومنین سے اور ابو حمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور عبد الکرم خراز اور حمزہ زیادت برائین عازب سے یہ تمام حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

السلام نے فرمایا۔  
حضرت امام جعفر صادق  
رو ہیں۔

منوا اتقوا اللہ  
علی نے اپنی

سے روایت

آیت کے بارے  
شعر عزوجل نے  
ہے۔ کہ محمد صلی

نے ابو عمرو  
روایت کرتے

دنیا اور

ایسا ہے مجال

فرمایا۔ رجال

ہی مشفر

سال



کہ آپ نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ کہو اے مجبور! میرے لئے اپنے نزدیک ایک عہد قرار دے اور میری سارے مومنین کے دلوں میں محبت قرار دے۔ ان دونوں باتوں کو علی نے کہا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کو ثعلبی نے اپنی تفسیر میں برائین عاذب سے زہتری نے خصائص میں برائے اور ابن عباس سے اور محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت ان الذین امنوا و عملوا الصالحات یجعل لهم الرحمن وداً فاشما یسنا ۵ یلسانک لبثشہ المتقین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ و تندریدہ قومائے اسے مراد بنو امیہ کے ظالم افراد ہیں۔

۱۷

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ایمان، اسلام دین، سنت سلام اور قول ہیں

ابو حمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا آباءکم و اخواتکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ایمان سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام کی روایت ہے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب الیکم الایمان سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں آیت کہ ۵ الیکم الکفر والنسوق والعصیان سے مراد تین آدمی ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور زید بن علی علیہ السلام بیان کرتے ہیں۔ ومن یکفر بالایمان سے ولایت علی علیہ السلام کا انکار مراد ہے

حضرت امام محمد باقر اور حضرت جعفر صادق علیہما السلام نے آیت ان الذین کفروا ینادون ملکت اللہ اکبر من مقتکم انفسکم اذ تدعون الی الایمان فتکفرون میں ایمان سے مراد ولایت علی علیہ السلام ہے جس کا لوگ انکار کرتے ہیں۔

ثعلبی اپنی تفسیر میں اور ابو صامح نے ابن عباس سے روایت کی ہے عبد اللہ بن ابی سلول اور اس کے اصحاب حضرت علی علیہ السلام سے گفتگو کرنے میں چاہتے تھے اختیار کرنے لگے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے



عبداللہ اللہ سے ڈرو۔ منافق نہ بنو۔ منافق اللہ کی بدترین مخلوق ہیں۔ کہا اے ابوالحسن ایسا نہ فرمائیے۔ خدا کی قسم ہمارا ایمان آپ کے ایمان کی طرح ہے پھر یہ لوگ چلے۔ عبداللہ نے کہا تم لوگوں نے دیکھا کہ میں نے کس دھنگ کی بات کی ہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کے خلاف باتیں کرنے لگے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَإِذَا تَقَوُّوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِذَا خَلَاوا شَيْئًا طِينَهُمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُنَ** جب ایمان والوں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم ایمان والے ہیں۔ جب اپنے شیبا طین کے پاس جلتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو ان (مومنین) کا مذاق اڑاتے ہیں۔

تفسیر حذیل میں اور مقاتل میں محمد بن حنفیہ سے ایک لمبی حدیث بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں نے کہا ہم علی بن ابی طالب اور آپ کے اصحاب کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ **اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمُ اللَّهُ** ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ یعنی قیامت کے روز انھیں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام پر مذاق اڑانے کی سزا دے گا۔ ابن عباس نے کہا یہ یوں ہو گا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مخلوق کو پل صراط پر گزرتے کا حکم دے گا۔ مومنین جنت کی طرف عبور کر جائیں گے۔ اور منافق جہنم میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ملک (دوزخ کا دروغہ) سے کہے گا۔ کہ منافقین کا مذاق اڑاؤ۔ ملک بہشت کی طرف دوزخ کا دروازہ کھول کر آواز دے گا۔ اے گروہ منافقین جہنم سے یہاں چڑھ کر آ جاؤ۔ اور بہشت میں چلے جاؤ۔ **فَيَسْبِغُ الْمُنَافِقُونَ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ سَبْعِينَ نَحْصًا** یفاً

جب دوزخ کے دروازے پر پہنچ جائیں گے۔ اور وہاں سے نکل جانے کا راہ کریں گے۔ تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ ایک اور جگہ جہنم کا دروازہ بہشت کی طرف کھول دیا جائے گا۔ اور انھیں وہ دروازہ دکھا کر کہا جائے گا۔ کہ اس دروازے سے بہشت کی طرف چلے جاؤ۔ **فَيَسْبِغُونَ** مثل الاول جب اس دروازے پر پہنچ جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اور پھر دوسری جگہ اور دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اسی طرح ان سے ہمیشہ ہمیشہ تک سلوک کیا جائے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت **إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ** کے بارے میں فرمایا

اس سے مراد علی علیہ السلام کی ولایت کو تسلیم کرنا ہے

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیت **إِنَّمَا تَعْبُدُونَ لِمَا دَقَّ**

وَأَنَّ الدِّينَ لَوَاقِعُ كَے بارے میں فرمایا۔ **وَيَنْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ** ہیں

سے اور میری  
م پر ایمان لائے

لباس سے  
السلام نے  
فانما  
نارید

یا۔ یا  
الحی الایمان  
علیہ السلام  
لیکھ

سے ولایت

تنت  
دولایت

اس کے  
کہا



حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت ان الذین امنوا وعملوا الصالحات لهم اجر غیر مسمون کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام مروی ہیں۔ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا۔ تم ایک ذلت بعد بالذین سے کیا مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دین سے مروی امیر المؤمنین ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون سے ولایت جناب علی علیہ السلام مروی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آیت وذلك الدين القسيم حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے ادخلوا فی السلم كافة کے بارے میں فرمایا کہ علی کی ولایت میں داخل ہو جاؤ۔ ولا تتبعوا خطوات الشيطان کے متعلق فرمایا کہ آپ کے سوا اور کسی کی اتباع نہ کرو۔

شریک ابو حفص اور جابر نے آیت ادخلوا فی السلم كافة سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام کی ولایت میں داخل ہو جاؤ۔

محمد بن فضیل ابو الحسن راضی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ انه لقول رسول الكریم کا مطلب یہ ہے جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے ولایت علی کے لئے نازل ہوئے۔ (قول سے مروی علی علیہ السلام کی ولایت ہے) میں نے عرض کیا۔ وما هو بقول شاعر قید سلاماتو منون کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ لوگوں نے کہا تھا کہ محمد اپنے رب پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے اس بات کا علی کے بارے میں حکم نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن (آیت) نازل کیا۔ اور کہا کہ جناب علی علیہ السلام کی ولایت رب العالمین کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

ابو حمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ یہ امر ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انکم لفي قول مختلف يوسف عنه من افك عن الولاية افك عن الجنة عبد اللہ بن جنذب کا بیان ہے کہ میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ ولقد وصلنا علم القول آپ نے فرمایا ایک امام سے دوسرے امام کی طرف (ولایت کو) پہنچایا۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے وهدوا الى الطيب من القول سے مروی حمزہ جعفر عبیدہ سلمان۔ ابوذر



نقد اور غماز میں۔ وہد والی امیر المؤمنین

## جناب امیر المؤمنین حجة الله ذكر الله آيت الله فضل الله رحمة الله و نعمت الله ہیں

تاریخ خطیب اور الاحقر والمحن میں انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعم نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا میں اور یہ اللہ مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

کتاب فروس ویلمی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں اور علی اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہیں۔

ابوصالح ابن عباس سے اس آیت ومن اعرض عن ذکری فان له معیشتہ ضحکا کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے ولایت حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ اللہ عزوجل نے اسے ہدایت سے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔

ابوبصیر ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد ولایت امیر المؤمنین ہے جس نے عرض کیا، و محشرہ یوم القیامۃ اعمی کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا قیامت میں بصارت سے محروم ہوگا دنیا میں امیر المؤمنین کی ولایت سے دل کا اندھا ہوگا۔ آپ نے فرمایا وہ قیامت میں پریشان اور جبران ہوگا اور کہے گا۔ لرحمۃ تنی اعمی وقد کنت بصیراً مجھے اندھا کیوں محسوس کیا۔ میں تو (دنیا میں) بصارت والا تھا، قال كذلك اتتک آیاتنا میرے آیات تمہارے پاس آئے تھے۔ فرمایا آیات سے مراد آئمہ ہیں نفسیتھا و کذلک تنسی تم نے ان (آئمہ) کو بھلا دیا تھا۔ آج تمہیں بھلا دیا گیا ہے۔ یعنی دنیا میں تم نے آئمہ کو چھوڑ دیا تھا۔ آج تمہیں دوزخ میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس طرح جس طرح تم نے آئمہ کو چھوڑ دیا تھا، ان کے امر کی اطاعت نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی ان کی بات کو سنا تھا۔ و کذلک تجزی من اسرف و لم یومن بآیات ربہ ولعذاب الاخرۃ اشد و ابقی و کذلک تجزی من اشرک یعنی امیر المؤمنین کے ساتھ اور کسی کو شریک کیا کتاب ابن امیہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیت قل ما اسئلكم علیہ من اجر دما اذا من المتکلمین ان ہوا کا ذکر للعالمین میں (ذکر سے) مراد امیر المؤمنین ہیں۔

ابن عباس نے آیت ذکر ارسو کا گے بارے میں کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی جانب سے ذکر ہیں اور علی

ہم اجس

دی کا بیان ہے

سے مراد

سو تن

آیت

سے کے

فرمایا

ی علی علیہ

سیاہ ہے

ہے

ہا تھا۔

لے

جانب

بارے

لحنتہ

ملنا

الوذیر



محمد کی طرف سے ذکر ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے کہا۔ **وَاذْكُرْ لَكُمْ وَلِقَوْلِكَ**

تفسیر ثعلبی میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے آیت **تَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ** کے بارے میں فرمایا ہم لوگ اہل ذکر ہیں۔

ابن ابی عباس غلکی میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا، **خبروا** اور ذکر رسول اللہ ہیں اور ہم آپ کے اہل ہیں۔ ہم لوگ **رَاسُخُونَ فِي الْعِلْمِ**۔ منار الہدیٰ۔ اعلام التقی اور ہماری شان میں مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انبیاء اور قیامت تک ہونے والا علم عطا کیا گیا ہے پھر حضرت نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ **هَذَا ذِكْرٌ مِّنْ قَبْلِي** یعنی نبی صلعم

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام آیت **لَوْ أَنِ اللَّهُ هَدَانِي كُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ** کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس شخص کا قول ہے جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں ایسا کہے گا۔ اور اللہ عزوجل اس کے جواب میں کہے گا۔ **بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ** میری آیات تیرے پاس آئیں تو نے ان کی تکذیب کی۔ غور کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اللہ عزوجل کی کوئی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے۔

ابو جہر و حضرت امام محمد باقر علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد علی بن ابی طالب

علیہ السلام ہیں۔ ویسوت کل ذی فضل فضل

ابن مسعود کی قرأت میں یوں ہے۔ **فَلَنْ تَوَلَّوْا اَعْدَاءَهُ وَاتَّبِعُوهُمْ فَاِنِ اخَافَ عَلَيْهِمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ** اگر تم نے علی کے دشمنوں اور ان کے ماننے والوں کی پیروی کی۔ تو مجھے ان پر عذاب یوم عظیم کا ڈر ہے۔

ابو معاویہ ضرب الشمس سے وہ ابو صامح سے اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ **وَلَقَدْ فَضَّلْنَا**

**بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ** اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلعم کو علم اور عقل کے ساتھ فضیلت دی ہے۔

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام آیت **ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ**

**مَن عِبَادَهُ** اور **وَلَا تَسْتَمْنُوا** افضل اللہ بہ بعضکم علی بعض یہ دونوں آیات انہیں حضرات کی



شان میں نازل ہوئی ہیں۔

تاریخ بغداد میں سدی سے روایت ہے اور کلبی ابو صالح وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں فضل اللہ سے مراد نبی صلعم اور ورجمتہ سے مراد علی ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: فضل اللہ سے مراد اقرار بر رسول اللہ ورجمتہ سے مراد اقرار بولایت علی ہے۔

ابن عباس نے اس آیت کے بارے میں کہا دیو لا فضل اللہ علیکم ورحمۃ سے مراد محمد ورحمۃ سے مراد علی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد جناب علی اور ورجمتہ سے مراد فاطمہ ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یدخل من یشاء فی رحمۃ میں رحمت سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آیت یعرضون نعمۃ اللہ سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو ولایت علی علیہ السلام کے متعلق آگاہ کر دیا۔ پھر انہوں نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد انکار کیا۔

مجاہد نے آیت السعدت والی الذین یدعون نعمۃ اللہ کفر اسے مراد یہ ہے کہ بنو اُمیہ نے محمد صلعم اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ کفر کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث میں کہا کہ بعض لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلعم علی علیہ السلام کی محبت میں دیوانہ ہو گئے ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ن والقلم وما یسطرون الی قومہ المفتون تفسیر وکیع میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے: السعید کیتما کیا تم ابوطالب کے پاس تمہیں نہ تھے۔ اور تمہیں ابوطالب کی پناہ میں دے دیا۔ جو تیری حفاظت کریں گے۔ اور تیرا تربیت کریں گے۔ ووجدک ضالاً سے مراد یہ ہے کہ تمہیں ایک گمراہ قوم میں پایا۔ اور انہیں تیرے باعث توحید کی طرف ہدایت کی ووجدک ضالاً سے یہ مراد ہے کہ تمہیں مال نجدیجہ سے غنی بنا دیا۔ فاما یتیم فلا تقہس واما السائل فلا تنہس واما بنعمۃ ربک فحدث سے مراد یہ ہے کہ ان پر قرآن کا اظہار کر اور انہیں آگاہ کر جو نعمت اس کے ذریعے تمہیں دی۔ حسن نے کہا: واما بنعمۃ ربک فحدث سے مراد یہ ہے کہ اسے محمد! بندوں کو اس احسان سے آگاہ کر جو ابوطالب نے تم پر کیا ہے۔ اور کہنا: خدا میں جو فضائل علی ہیں۔ ان سے انہیں آگاہ کر۔ تاکہ وہ علی کی ولایت کا اعتقاد رکھیں مشہور بات ہے کہ آیت

بارے میں فرمایا ہم

میں اور ہم آپ

میں مثالیں بیان

متا کلم ہونے

من قبلی

میں فرمایا کہ یہ

میں کچھ جواب

میں میری آیات

ابو علی بن ابی طاہ

عذ اب

نوم عظیم

لنا

ہے

یشاء

ت کی



و اتسمت عیسکم نعمتی غدیر کے روز نازل ہوئی۔

## جناب امیر علیہ السلام رضوان احسان، جنت فطرۃ، وابۃ الارض قبلہ بقیۃ، ساعت یسر اور مقدمہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت ذلک بانہم ایتہ عواما استخط اللہ وکن ہوا رضوانہ فاحبط اعمالہم سے مراد یہ ہے کہ انھوں نے علی علیہ السلام کو ناپسند کیا۔ حالانکہ بدر-جین-یوم بطن نخلہ-یوم ترمذیہ میں اللہ عزوجل نے علی علیہ السلام کی ولایت کا حکم دیا تھا۔ اور عرصہ کے دن علی علیہ السلام کی شان میں پندرہ آیتیں نازل ہوئیں تھیں۔

ابن زوالن اور ابو داؤد مسیحی ابو عبد اللہ جدلی سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے آیت ومن جاء بالحسنة فله عشر مئة ضعف من جله بالسنة فلا یجزی الا مثلہا کے بارے میں فرمایا۔ اسے ابو عبد اللہ حسنہ سے مراد ہماری محبت اور سیدہ سے مراد ہم سے بغض مراد ہے۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ نیکی بتاؤں جس کا بجالانے والا جنت میں داخل ہوگا۔ اور وہ بُرائی بتاؤں جس کا کرنے والا دوزخ میں داخل ہوگا۔ اور اس بُرائی کے ہوتے ہوئے اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ میں نے بعض کیا ہاں ضرور آگاہ فرمائیے فرمایا نیکی سے مراد ہم سے محبت کرنا اور بُرائی سے مراد ہم سے بغض رکھنا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا نیکی سے مراد جناب علی علیہ السلام کی ولایت اور محبت ہے اور بُرائی سے مراد آپ سے دشمنی رکھنا ہے۔ اور بغض ہے اور عداوت کی حالت میں کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آیت ومن یقر ف حسنۃ نزولہ فیہا حسنا سے علی بن ابی طالب کی مودت مراد ہے۔ اس کو ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے ابا و اجداد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آیت فطرۃ اللہ المستی فطر الناس علیہا سے مراد توحید محمد رسول اللہ اور علی امیر المؤمنین ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ مومن ہے۔ فرمایا ہمارے دشمن یہود اور نصاریٰ سے ملحق ہوں گے



اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گئے جب تک مجھے دوست نہ رکھو گے۔ اور وہ شخص جھوٹا ہے۔  
جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ اور اس سے یعنی علیؑ سے نفص رکھتا ہے۔

امالی۔ طوسی۔ قمی اور مسند ابو الفتح صفار اور ابن شیل وکیل بن علی بن بلال امام رضا علیہ السلام سے روایت  
کہتے ہیں کہ وہ اپنے ابا، علیہم السلام سے وہ حضرات نبی صلعم سے آپ جبرائیل علیہ السلام سے وہ میکائیل سے  
وہ اسرافیل سے وہ حضرات لوح سے وہ قلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ علی بن ابی طالب  
کی ولایت میرا قلعہ ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہو گیا۔ وہ میرے غائب سے امن میں آگیا۔ امام رضا علیہ السلام  
نے فرمایا۔ بشرط کے ساتھ اور میں ان شرط میں سے ایک شرط ہوں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ تتبعھا الرادفہ سے مراد زمین کا زلزلہ ہے۔ اس کے ساتھ دابہ کا  
خروج ہوگا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اخر جنالہم دابۃ من الارض تکلمہم سے مراد حضرت  
علی علیہ السلام ہیں۔ ابو عبد اللہ جدی کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں دابۃ الارض ہوں  
علیۃ الاولیاء میں انس اور ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رب العالمین نے علیؑ  
بن ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھ میں مجھ سے عہد کیا۔ آپ رایت الہدیٰ منار الایمان میرے اولیاء کے امام  
اور ان تمام لوگوں کے نور ہیں جنہوں نے میری اطاعت کی۔

آیت بقیۃ اللہ خیرکم علیٰ اور آپ کی اولاد علیہم السلام کے ہاتھ میں نازل ہوئی۔  
علی بن حاتم نے کتاب الاخبار میں ابو النضر بن شاذان سے روایت کی ہے کہ آیت بدل کذ جو ابیالسا  
سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے علیؑ کی ولایت کی تکذیب کی۔ اور یہ بات امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے حضرت  
امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت یسیدکم اللہ بکم الیسی ولایسیدکم العسی میں بسیر سے مراد امیر المومنین ہیں  
اور عسیر سے مراد فلاح اور فلاح ہیں علیؑ مقدم ہیں حسبہ نسب علم اوبہ ایمان، حرب مال اور باپ  
کے لحاظ سے۔

بیت پیر اور مقدم ہیں

بضوانہ فلعبط

بطن نخلہ۔ یوم

اکی شان میں

علی علیہ السلام

لہا کے بارے

میں کا بجالانے

ہوگا۔ اور اس

تیکے سے مراد

سے اور بڑائی سے

علی بن ابی

اللہ المستی

حاضر ہوا۔ اور

سے ملتی ہوں گے



## جناب امیر علیہ السلام انسان، رجل۔ رجال عبد اور والدین

اہل بیت علیہم السلام کی تفسیر میں آیا ہے کہ آیت صلّی اللہ علی الانسان حین من الدھر میں انسان سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ کلام کی تفسیر یہ ہو گی کہ انسان پر آیا کوئی زمانہ نہیں گذرا جس میں وہ شے کے طور پر مذکور نہ ہو۔ وہ کیوں کر مذکور نہ ہو کہ حضرت علی علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی سابق عرش اور جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا اور اس بات پر دلیل اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے انا خلقنا الانسان من نطفۃ محلوۃ مہ۔ کہ آدم کی خلقت نطفہ سے نہیں ہوئی تھی ابو محمد علیہ السلام نے آیت انھا تذکوا عما سفرتھ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد کرام ہیں۔ جو بڑھاپے میں قتل الانسان ما احقرہ میں انسان سے مراد امیر المومنین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس نے کیا کفر کیا کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور کہا گیا کہ اس نے کیا کیا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔

ہو الحسن ماضی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ولایت علی غائبین کے متفقین کے لئے تذکرہ ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض لوگ جھٹلاتے ہیں۔ علی کافروں کے لئے حسرت ہیں۔ اور علی کی ولایت حق ایقین ہے۔ حاکم جرکانی بان سغا و بوطنیل سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، آیت درجلاً سلاً لوجیل اس سے مراد میں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوں۔ عباسی باہا سنا و ابو خالد سے وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ رجل سلم سے مراد علی اور آپ کے شیعی ہیں۔

حسن بن زید اپنے ابا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ درجلاً سلماً لرجل میں ہم اہل بیت کی مثال میان کی گئی ہے۔ اور یہ رجل رجال صحتوا معاھدوا اللہ علیہ اور علی الاعراف رجال اعراف پر کچھ اور آدمی ہوں گے۔ دونوں آیتیں علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا تم میرے بھائی نور میرے صاحب ہو۔ آیت انھو اکتبوا اللہ علیہ انھو علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ بصرہ میں فرمایا۔ میں اللہ عزوجل کا بندہ ہوں۔ رسول اللہ کا بھائی ہوں



بیں صدیق اکبر اور میں فاروق اعظم ہوں بھوٹے کے سوا اس لقب کو اپنے ساتھ اور کوئی چسپاں نہیں کرے گا۔  
حضرت عبداللہ بطور افتخار کے ہیں جس طرح خود فرمایا، کفنی لی فخر اُن اکون للک عبد ادا کے مجبوراً  
لے یہ بات فخر کے لئے کافی ہے۔ کہ میں تیرا عہدہ بر جاؤں۔

ابان تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ص و بالوالدین احسانا  
میں والدین سے مراد رسول اللہ صلم اور علی علیہ السلام ہیں۔  
سالم جعفری ابو جعفر علیہ السلام سے اور ابان بن تغلب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت  
کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت رسول اللہ اور علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حدیث ابن جبہ اسی  
طرح روایت کی گئی ہے۔

ابوالمصایح امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انا  
وعلی الوالدان میں اور علی (امت کے) والدین ہیں۔ بعض ائمہ علیہم السلام اس آیت ان اظہری  
دلوالدیت کے متعلق فرمایا کہ رسول اللہ صلم اور جناب علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نبی  
صلعم نے فرمایا۔ انا وعلی ابواھذہ الامۃ میں اور علی اس امت کے باپ ہیں۔ آپ نے فرمایا  
انا وعلی مولیٰ ہذہ الامۃ میں اور علی اس امت کے مولا ہیں۔  
بعض ائمہ سے مروی ہے کہ آیت لا افسر بہذا البلد۔ وانت حل بہذا البلد و  
والد و ما ولد والد سے مراد امیر المومنین اور ما ولد سے مراد ائمہ ہیں۔

شعبی ربیع مذکورین میں، خرکوشی شرف الغنی میں ہمارا اور جابر اور ابوالبواب سے، فردوس بیہی میں امالی  
طوسی میں الوصلت سے وہ انس سے یہ تمام حضرات نبی صلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ حق  
علی علی الامۃ لحنی الوالد علی الولد علی کا حق اس طرح امت پر ہے جس طرح والد کا حق اپنے بیٹے پر  
مفردات راغب میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی انا و انت ابواھذہ  
الامۃ اے علی میں اور تم اس امت کے باپ ہیں۔ اور ہمارا حق ان پر ان کے باپوں سے بہت بڑا ہے  
جنہوں نے انہیں جنا ہے کیوں کہ اگر انہوں نے ہماری اطاعت کی تو ہم انہیں آگ سے نجات دلا دیں گے۔  
اور دارالقرارد کی طرف سے جہاں گے۔ مجبوریت کے باعث انہیں خیاب سے ملا دیں گے۔  
قاضی ابوبکر احمد بن کامل نے کہا کہ علی کا حق تمام مسلمانوں پر یہ ہے کہ آپ کی نافرمانی نہ کی جائے اور

الدین

من الدھ

کذا جس میں وہ

سان عرش اور حبت

الانسان من

یت انھا تذکرۃ

ما احقرہ

سے قتل کر دیا۔ اور

ہے۔ اور ہم

اور علی کی ولایت

یت علی علیہ السلام

ہے ہوں۔ عیاشی

سے مروی اور

میں ہم اہل بیت

الاعراف

تی ہیں۔

یا تم میرے بھائی

میں نازل ہوئی ہے

اللہ کا بھائی ہوں



ہم پر بھی اسی طرح واجب ہے۔ اللہ عزوجل نے علیؑ کی قدر بند کی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: اسوائت ابواہذہ الامۃ بیئیں اور تم اس اُمت کے باپ ہیں۔

۲۲

## وجہ تسمیہ علیؑ مرتضیٰ حیدرہ اور ابوتراب وغیرہ

بیئیں نے مصحف ابن مسعود میں آٹھ مقامات پر علیؑ علیہ السلام کا نام لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اور بیئیں نے کتاب کافی میں دس مقامات پر علیؑ علیہ السلام کا نام تفصیل کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا ہے۔

ابو بصیر ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی: ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایتہ علی والائمۃ من بعدہ نقسنا ذلک فوراً عظیماً۔ جس نے اللہ اس کے رسول کی جناب علیؑ اور ان کے بعد ہونے والے ائمہ کی ولایت کے بارے میں اطاعت کی و بڑی کامیابی کو پہنچا۔

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی: فستعد من ہونی ضلال مبین یا معشر الکذبین حیث اتاکم رسالۃ ربی فی علی والائمۃ من بعدہ عنقریب تم جان لو گے کہ کھلی ہوئی گمراہی میں کون ہے اسے جھوٹوں کا گروہ جب میرے رب کی طرف علیؑ اور اس کے بعد ہونے والے ائمہ آکے بارے میں پیغام آیا ہے

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت سائل سائل بعد اس واقع للغا خبرین بولایتہ علی لبس لہ دافع اس طرح پڑھی پھر فرمایا: خدا کی قسم جبرائیل اس طرح لے کر محمدؐ پر نازل ہوئے تھے۔

عمار بن مروان مغل سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل اس آیت

لے اس قسم کی روایات کا مقصد یہ ہے کہ تنزیل کے ساتھ ساتھ آیت کی تفسیر بھی ساتھ ہوتی تھی تاکہ قاری آیت کی شان نزول میں اشتباہ نہ رہے علامہ جلال الدین سیوطی نے اتفاق فی العلوم القرآن میں اس قسم کی بہت سی آیتیں نقل کی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مترجم



کو اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے: یا ایہا الذین اوتوا الكتاب امنوا بما انزلنا علی عبدنا  
فی علی نور مبیناً

جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اسی طرح لے کر جبرائیل  
حضرت محمد صلعم پر نازل ہوئے۔ ان کلمات فی رب مما انزلنا علی عبدنا فی علی بن ابی طالب  
فاترا بسورة من مثله جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل  
کیا تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ۔ جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ  
آیت اس طرح نازل ہوئی ولوانهم امنوا ما یوخطون به فی علی لکان خیراً لهم جو بات علی  
علیہ السلام کے بارے میں کہی گئی ہے اگر اس پر ایمان لے آئیں تو یہ ان کے لئے اچھا ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت اس طرح جبرائیل علیہ السلام لے کر نازل ہوئے وقل  
جار الحق من ربکم فی ولایۃ علی فمن شاء قلیو من ومن شاء قلیکفر انا اعتدنا  
للظالمین ملال محمد نارا کہ تمہارے رب کی جانب سے علی کی ولایت کے متعلق حق آگیا پس جو چاہے  
ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔ ہم نے آل محمد سے انکار کرنے والوں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔  
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت جبرائیل علیہ السلام یوں لے کر نازل ہوئے ان الذین  
ظلموا ال محمد حفهم لم یکن الله لیغفر لهم ولا یهدی لهم طریقاً الا جہنم خالیدی  
فہا ابداً وکان ذلک علی الله یسیراً جن لوگوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا اللہ عزوجل انہیں  
نہیں بخشے گا۔ اور نہ ہی راستے کی ہدایت دے گا۔ مگر جہنم کی۔ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بات اللہ پر آسان  
ہے پھر فرمایا: یہ آیت یوں نازل ہوئی: یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم  
فی ولایۃ علی فآمنوا خیر لکم وان تکفروا بولایۃ علی فان الله ما فی السموات  
والارض من اے لوگو! تمہارے رسول تمہارے رب کی طرف سے علی کی ولایت کے بارے میں تمہارے پاس حق کو  
لایا۔ ایمان لاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم نے علی کی ولایت کے بارے میں کفر کیا تو اللہ عزوجل کے لئے  
وہ چیز ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

محمد بن سنان نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کیا کہ یہ آیت قرآن میں اس طرح تھی: کبریا علی  
المشرکین بولایۃ علی ما مذعوہم الیہ یا محمد من ولایۃ علی اے محمد! علی کی ولایت

فرمایا: اسوائت

دیکھا ہے اور میں

ومن یطع

جس نے اللہ اور

اطاعت کی وہ

نزل ہوئی نستعملون

الامۃ من بعدہ

ہرے رب کی

سائل بعد اب

اس طرح لے کر

جبرائیل اس آیت

تاکہ قاری کو

قرآن میں اس



کی طرف جو تم انھیں بتاتے ہو۔ یہ بات مشرکین کو ناگوار گزرتی ہے۔

ابو الحسن ماضی نے اس طرح آیت کو لکھا تھا۔ اور فرمایا: میں نے کتاب نزل میں آیت کو اس طرح پایا آیت یہ ہے / انا نحن نزلنا علیک القرآن بولایۃ علی تنزیلاً ہم نے تم پر قرآن کو ولایت علی کے حق میں نازل کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت یوں نازل ہوئی۔ یس ما اشتروا به انفسهم بما یکفوا بما انزل الله فی علی جو حیزہ اللہ عزوجل نے علی کے متعلق نازل کی۔ اس کے ساتھ کھڑکے انہوں نے اپنی ذات کے لئے برہم واد کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: آیت یوں نازل ہوئی۔ واذا قیل لهم ماذا انزل ربکم فے علی قالوا اساطیر الاولین جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے علی کے بارے میں کیا نازل کیا۔ تو ان لوگوں نے کہا پرانے لوگوں کے قصے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت یوں نازل ہوئی۔ والذین کفروا بولایۃ علی بن ابی طالب ادلیا هم الطاعوت جن لوگوں نے ولایت علی بن ابی طالب کے بارے میں کفر کیا۔ ان کے اولیاء طاعوت ہیں آپ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو اسی طرح لے کر نازل ہوئے تھے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے۔ ان الذین یکتھون ما انزلنا من البینات فی علی بن ابی طالب وہ لوگ اس چیز کو چھپاتے ہیں۔ جو ہم نے علی بن ابی طالب کے بارے میں بینات نازل کئے۔

عجسے بن عبد اللہ اپنے باپ سے وہ اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علی وان لک فضل عذبتک عذابا لیمما اے رسول اس چیز کو پہنچا دے جو علی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو تمہیں دردناک عذاب دوں گا۔ میرے دشمن نے علی کا نام اڑا دیا۔

اے لوگوں کو مقصد کی اہمیت کے بارے میں آگاہ کرنا تھا۔ اس لئے ظاہری تنبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی ورنہ یہ ناممکن تھا کہ رسول اللہ تعالیٰ کے حکم کے بجا نہ گئے۔ المسترجم



تہذیب اور مصباح میں دعائے غیریوں ہے۔ واثق ہذا ان الامام العزیز الرشید امیر  
المؤمنین العزیز ذکرتہ فی کتابک اے اللہ گواہ رہنا امام ہادی۔ رشید امیر المؤمنین ہیں جس کا ذکر  
تم نے اپنی کتاب میں کیا۔ اور کہا واثقہ فی ام الكتاب لدینا علی حکیم ہمارے نزدیک ام الكتاب  
میں علی حکمت واسعہ ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے باپ سے وہ اپنے جد علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک  
روز ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمیشہ جناب علی سے کہتے رہتے ہیں۔ انتحی بمنزلہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تو قرآن میں کیا ہے مگر علی کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ یہ سن کر رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اللہ عزوجل کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ صراط علی مستقیم علی کا راستہ  
سیدھا ہے اس آیت کو ہر کی روایت میں اس طرح پڑھا گیا ہے:

ابو بکر شیبہ ازی اپنی کتاب میں بلا سناد شیبہ سے وہ فتاویٰ سے کہیں نے بھری کو اس طرح تلاوت کرتے  
ہوئے سنا۔ ہذا صراط علی مستقیم میں نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے کہا یہ راستہ علی بن ابی  
طالب کا ہے۔ اس کی پیروی کرو اور اس کے ساتھ تسک کرو کیوں کہ یہ راستہ واضح ہے اور اس میں  
کوئی گمراہی نہیں ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: ان ایسا ایسا بہم ان کی بازگشت ہماری  
طرف ہوگی۔ فرمایا: اس مخلوق کی بازگشت ہماری طرف ہوگی۔ اور ہم ان سے حساب و کتاب لیں گے۔  
ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ عزوجل  
سے دعا کی تھی کہ اس کے لئے آخرین میں لسانی صدق قرار دیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا: ہم نے اس کو اسحاق اور  
یعقوب عطا کیا اور ہم نے دونوں کو نبی بنایا۔ اور ہم نے علی کیا۔ انھیں اپنی رحمت سے اور ہم نے قرار دیا ان کے  
لئے اسحق صدق علی کو یعنی علی بن ابی طالب کو۔

مصطفیٰ ابی سعید میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام پر یہ بات واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے

میں حق ثابت کریں۔

رحمت ہے کہ اولاد آدم میں علی کسی کا نام نہیں تھا۔ اس عرب دوسرے کہا کرتے تھے کہ یہ میرا بیٹا علی  
ہے اس سے ملو اس کی بلندی ہوتی تھی۔ لیکن علی نام نہیں ہوتا تھا۔ ابن حماد نے کہا ہے

طرح پایا آیت  
میت علی کے

انفسہم  
ساتھ بھر کر کے

دل ربکم  
میں کیا نازل

علی بن  
ان کے اولیاء

میت امام  
ان الذین  
جو ہم نے

نقل ہوتی  
ذات اب

میں دروناک

سب کی گئی  
رجم



اللہ ستماء علیاً من عنده فما علی علامہ خلق علا  
 اللہ نے اپنی طرف سے آپ کا نام علی رکھا۔ آپ کی بندگیوں تک مخلوق پہنچ نہ سکی۔  
 عوفی نے کہا ہے

هو المثل الاعلیٰ کفایت باسمہ علی علاق فی الاسم والباس والحسب  
 علی مثل اعلیٰ ہیں۔ آپ کا نام علی تیرے لئے کافی ہے۔ آپ نام میں، جنگ میں اور نصیبت میں بلند ہیں  
 ابن حماد نے کہا ہے

سلام علی احمد المرسل سلام علی الفاضل المفضل  
 سلام علی من علا فی العلی فسمیہ رب علی علی  
 احمد مرسل پر سلام ہو۔ اور بڑی نصیبت والے پر سلام ہو۔  
 اور سلام ہو۔ اس پر جو نصیبت میں بلند ہے جس کا نام رب علا نے علی رکھا۔

بعض نے کہا کہ حضرت کا نام علی اس لئے پڑا کہ آپ جنگ میں بلند رہتے تھے۔ اس پر آیت انتم  
 الاعلون موبد ہے۔ اور بعض کا یہ خیال ہے کہ علی اس سوار کو کہتے ہیں جو سب سے زیادہ بہادر ہو۔ اور ہر  
 چیز سے زیادہ زعمب والا ہو۔ مؤلف سے

یا علی لقد علوت علی الخلق وسمی ذوالجلال علیاً  
 اے علی! آپ تمام مخلوق پر بلند ہیں۔ آپ کا نام ذوالجلال نے علی رکھا۔  
 وقیل کان داراً فی الجنان تعلو حتی تمخاضی منائل الانبیاء  
 آپ کا گھر جنت میں اس قدر بلند ہوگا کہ انبیاء کے گھروں کے برابر ہوگا۔

کسی نبی کا گھر علی کے گھر سے بلند نہیں ہوگا۔ ابن حماد نے کہا ہے

یا خیر ناء وخیر دان یا صاحب الذکر والمثنائی  
 اے بہترین خیر بہترین دین اے صاحب ذکر اور مثنائی  
 یا حجة الله فی البرایا نورک باق علی الزمان  
 اے کائنات میں اللہ کی حجت تیرا نور زمانے پر باقی رہے۔  
 یا صاحب الخوض والحدیث بقاسم النار والحنان



اے ملک حوض تیرا نام دوزخ اور جنت کو تقسیم کرنے والا ہے  
یا عرۃ فاذا ماسکوها فی عرۃ المحشر بالامان  
اے وہ مضبوط رسی جس کا تھلنے والا میدان محشر میں امن میں ہوگا۔

سبحانک رب العلی علیا اذ سرتزل عالی المکان  
تیرا نام رب علانے علی رکھا جس کو آپ ہمیشہ بلند مرتبہ رہے  
یا سیداً مالہ نظیراً ولا شبیه ولا مدان  
اے وہ سردار جس کا کوئی شخص نظیر اور مثیل نہیں ہے۔

بعض نے کہا کہ آپ کا نام علی اس لئے پڑا کہ آپ کے سوا کسی شخص کی شادی آسمان پر نہیں ہوئی کچھ  
لوگوں نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر بتوں کو گرانے کے وقت قدم کھتے تھے۔ ابو بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
پشت پر آپ کے سوا اور کوئی بندہ نہیں رہا۔

انا مولیٰ علی دعی لی ولی بابی اسم علی بابی ذکر علی  
میں علی کا غلام ہوں علی میرے ولی ہیں۔ میرے ماں باپ علی کے نام پر قربان میرے ماں باپ  
علی کے ذکر پر قربان۔

بعض نے کہا کہ علی ہر لحاظ سے بلند ہیں نسب میں اسلام میں علم میں زہد میں سخاوت میں جہاد میں  
دین میں ولایت میں اور ہر لحاظ میں۔

ایک خبر میں ہے کہ بنی صلیح نے آپ کا نام مرتضیٰ رکھا جب اہل عیہ السلام بنی صلیح کی خدمت میں  
حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد! اللہ تعالیٰ نے غلامہ کے لئے علی کو اور علی کے لئے غلامہ کو اتنا کیا ہے  
ابن عباس کا بیان ہے کہ حضرت علی تمام امور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کی خاطر اتباع  
کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا نام مرتضیٰ ہوا۔ جب جعفری نے کہا کہ جبہ اس شخص کو کہتے ہیں جو نہایت باریک  
امور کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہو۔ بعض نے کہا جبہ بکشیہ کو کہتے ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

انا الذی سمعتنی امی حیدرہ میں وہ ہوں جس کا جس کی ماں نے نام حیدر رکھا۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ جب مسلمانوں نے طلحہ عبد رے کے مقابلے میں بزدلی کا ثبوت دیا تو امیر المؤمنین  
حضرت علی علیہ السلام اس کی طرف آگے بڑھے۔ طلحہ نے کہا تم کوئی ہو؟ امیر علیہ السلام نے چہرے سے کپڑا اٹھایا

میں بند ہیں

نے انتہ

اور ہر



اور فرمایا میں گردن کو توڑنے والا ہوں میں علی بن ابی طالب ہوں :

میں نے کتاب الروافی اہل القبیل میں دیکھا ہے کہ مصنف امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام میں اس آیت کے تحت یوں تحریر تھا۔ یا لیتنی کنت تو اباً یعنی کاش کہ میں اصحاب علی میں سے ہوتا۔ کتاب ما نزل فی اعدائ محمد میں اس آیت کے تحت تحریر ہے۔ یوم یحضر الظالم علی یدیدہ ایک ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا۔ بنی عدی کا ایک آدمی ہوگا جس کو علی علیہ السلام غلاب دیں گے اور وہ علیؑ کے ہاتھوں کو کاٹے گا۔ اور ہاتھ کاٹنے والا کہے گا۔ جو نہ تو تم کا آدمی ہوگا۔ یا لیتنی کنت تو اباً کاش کہ میں تباہ یعنی شیخہ ہوتا۔

ابن بابویہ نے علل الشرائع میں ابن عباس سے روایا جمع کیے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور کافران چیزیں دیکھے گا۔ جو اللہ تعالیٰ نے ثواب دینی اور کرامت علیؑ کے شیعوں کے لئے عیا کر رکھی ہیں۔ تو کہے گا۔ یا لیتنی کنت تو اباً۔ منی کاش کہ میں علیؑ کے شیعوں کا ہوتا۔ بخاری مسلم طبری ابن یسع۔ ابو نعیم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ بعض افراد نے سہل بن سعد سے کہا کہ علیؑ کو گالیاں دو۔ سہل نے انکار کیا۔ پھر کہا چلو کہو۔ خدا ابو تراب پر رحمت کرے۔ سہل نے کہا خدا کی قسم یہ نام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ ابو یہ نام آپ کو زیادہ محبوب تھا۔ بخاری۔ طبری۔ ابی مردویہ ابن شایہ۔ اور ابن یسع نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا سے راضی ہو گئے تو گھر سے باہر چلے گئے اور مسجد میں جا کر سو گئے کہ رسول اللہ نے جا کر آپ کو پایا۔ اے ابو تراب اٹھو اے ابو تراب اٹھو کہا۔ طبری۔ ابن اسحاق اور ابن مردویہ نے کہا کہ عمار نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغزوہ ذوالعشیرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک منزل پہنچے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام نے بیدار کیا جو علیؑ علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ اے ابو تراب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا جب آپ کے چہرے کو خاک آلودہ دیکھا۔ فرمایا تم جانتے ہو کہ تمام لوگوں سے زیادہ بد بخت کون ہوگا؟ بد بخت ترین انسان دو ہیں۔ ایمر ثمود جس نے ساؤنی کی کوئیں کاٹ دیں تھیں اور اس سے زیادہ بد بخت وہ ہوگا جو اس کو خضاب آلودہ کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ جناب علیؑ علیہ السلام کی ڈاڑھی پر رکھا۔

۱۲ مکتب اور روایات تمام کی تمام اہل سنت میں شیخہ اس بات کو برگزین نہیں کرتے۔ ۱۲ محمد شریف شاہ رسولی ترجمہ



علی الشرائع میں قہمی نے تحریر کیا کہ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو زمین میں کام کرتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ غبار آلود حالت میں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان لوگوں کو ملا نہیں کروں گا۔ جو آپ کو ابو تراب کی کنیت سے بجاویں۔ آپ نے فرمایا تم میرے بھائی ہو۔ میرے وزیر ہو اور میرے املا میں میرے خلیفہ ہو۔ حسن بن علی علیہما السلام نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے نذر کرتا ہے جو شخص تیرے اس عمل جیسا عمل کرے اور زمین اس کے لئے گواہی دے گی۔ امیر علیہ السلام اپنے رخساروں کو زمین پر رگڑتے تھے اور ایک ویرانہ زمین پر یہ عمل بجالاتے تھے تاکہ وہ زمین قیامت کے روز آپ کی اس بات پر شہادت دے سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کو اس حالت میں دیکھتے کہ خاک آپ کے چہرے پر ہوتی تھی تو آپ فرماتے اے ابو تراب اس طرح کیا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح جانتے آپ کو مخاطب فرماتے۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب علی علیہ السلام کی کنیت ابو تراب اس لئے پڑی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تم سب سے پہلے شخص ہو گے جو قیامت کے روز اپنے سر سے مٹی جھاڑو گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب ہم علی کو ابو تراب کہتے ہیں۔ تو ہم علی کی مدح کرتے ہیں۔ لوگ حضرت علی علیہ السلام کو اصلع قریش بھی کہتے تھے۔ کیوں کہ جنگوں میں سر پر اکثر خود استعمال کرنے کی وجہ سے آپ کے سر کے بال اگلے حصے سے جھڑ گئے تھے۔ ابن عباس نے کہا کہ علی انزع شراک سے ہیں۔ اور بطن علم کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ ایک مدح ہے۔

علی الشرائع قہمی میں تحریر ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اصلع بنا دیتا ہے۔ اس کے سر کے بال (اگلے حصے کے) جھڑ جاتے ہیں۔ اور وہ شخص میں ہی ہوں۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں سیف اللہ ہوں۔ اللہ کے دشمنوں کے لئے اور اللہ کی رحمت ہوں اللہ کے اولیاء کے لئے۔

۱۰۰ یعنی قبر سے باہر تشریف لاؤ گے ۱۰ متر جم

نام میں اس  
کتاب کا  
لی دیدیہ  
اور وہ علی کے  
ش کی میں تراب

فرماتے ہوئے  
اور کرامت  
علی کے شیعوں  
میں بن سعد  
سہل نے کہا

بھری۔ ابھی مرویہ  
اللہ علیہا سے ناراض  
سے ابو تراب اٹھو

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اس کلام نے  
سب آپ کے

کتاب بد بخت ترین  
ت وہ ہو گا۔ جو

یہ شاہ رسد لوی مترجم



ابن مسعود نے اصول الحدیث میں خبر کو شعی نے شرف النبی میں اور شیروہ نے فردوس میں روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آنحضرت کو یا ابا کہہ کر پکارتے تھے حضرت امام حسین اپنے باپ کو ابراہیم اور حضرت امام حسن ابو الحسن کہہ کر پکارتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ تب دونوں غمزدہ حضرت علی علیہ السلام کو باپ کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک روایت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حسن اور حسین نے مجھے باپ کہہ کر نہیں پکارا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔

نظنری نے خصال نص میں تحریر کیا ہے کہ حضرت داؤد بن سیمان نے کہا کہ میں نے ایک شیخ کو بغلہ پر سوار دیکھا جسے لوگوں نے گھیر رکھا تھا میں نے کہا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ شہنشاہ عرب ہیں اور یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

## باب دوم

### امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے جہاد کے مختصر واقعات

جناب امیر علیہ السلام کے جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جہاد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کئے۔ اور دوسرے وہ جہاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جس جہاد میں حصہ لیا اس میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

### ۱۔ جنگ بدر

مسلم اور بخاری میں ہے کہ آیت ہذا اخصمان مومنین اور کفار کے چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حمزہ۔ عیینہ۔ علی۔ ولید۔ عقبہ اور شیبہ ہیں۔ بخاری میں تحریر ہے کہ ابو ذر قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ خدا کی قسم یہ آیت انہیں لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے (حمزہ نے ولید کو عیینہ نے عقبہ کو۔ اور علی نے شیبہ کو قتل کیا) عطاء بن خشم۔ قیس بن عبادہ۔ سفیان ثوری۔ عثمان بن جبیر اور ابن عباس



روایت کرتے ہیں کہ آیت والذین کفروا قطعتم لہم شہاب من ناز۔ عتبہ شیعہ اور ولید کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ان اللہ یدخل السذین امنوا وعملوا الصالحات جنات تا صراط الحمید جناب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام جناب حمزہ اور عبیدہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اسباب النزول میں قیس بن سعد بن عبادہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی۔ ہے اور ہمارے مقابلہ کرنے والوں کے متعلق آیت عذاب الخبیث تک نازل ہوئی۔ ابن عباس نے کہا کہ آیت ام حسب الذین اجتروا الشیعات بد کے روزانہ چھ آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ شعبہ قتادہ اور ابن عباس نے آیت دانہ ہوا ضحک داب کی انھوں نے سے مراد امیر المؤمنین حمزہ اور عبیدہ ہیں جنہوں نے بدر کی جنگ کے روز مسلمانوں کو ہنسایا۔ اسکی سے کفار مکہ مراد ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رو لایا حتیٰ کہ قتل کیا۔ (زہر دیا) اور جہنم میں داخل ہوئے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا۔ ویش الذین امنوا وعملوا الصالحات حمزہ علی اور عبیدہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ابو یوسف نسوی میں قبیعہ بن عتبہ ثوری سے وہ منصور سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے آیت ام نجھل الذین امنوا وعملوا الصالحات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت علی۔ حمزہ اور عبیدہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کالمفسدین فی الارض عتبہ۔ شیعہ اور ولید کے بارے میں نازل ہوئی۔

آیت کیا ہے  
میں آنحضرت  
عس کہہ کر  
اکو باپ کہہ  
جم کی زندگی

میں کو جملہ  
عرب ہیں

میں



نے عقبہ پر حملہ کیا۔ اس کے سر ایسی تلوار لگائی جس سے اس کی کھوپڑی شکافتہ ہو گئی۔ عقبہ نے عیدہ کی پندلی پر ضرب لگائی جس نے گہرا زخم کر دیا۔ دونوں زمین پر گر پڑے۔ شیبہ نے حمزہ پر حملہ کر دیا۔ آپس میں تلوار اٹھانے لگیں تلواروں پر دندنے پڑ گئے۔ علی علیہ السلام نے ولید پر حملہ کر دیا۔ اس کے شانے پر ایسی تلوار لگائی کہ وہ اس کی نعل سے نکل گئی۔

ایمان نکلے میں ہے۔ حمزہ اور شیبہ گتھم گتھہ ہو گئے۔ مسلمانوں نے کہا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ کتنا آپ کے چچا پر بھونک رہا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس پر حملہ کر دیا۔ کہا اسے چچا آپ کا سر مجھے روند رہا ہے۔ حضرت حمزہ قدیم بہت لمبے تھے۔ حمزہ نے اپنا سر شیبہ کے سینے میں داخل کیا۔ جناب علی علیہ السلام نے شیبہ پر تلوار لگائی جس سے وہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر عقبہ کے پاس آئے جس میں ابھی رتوں جان باقی تھی۔ اور اس کا کام تمام کر دیا۔

مجمع البیانی میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ بدر میں ستر آدمیوں کو قتل کیا۔ ارشاد میں ہے کہ ۳۵ آدمیوں کو — زید بن وہب نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے حدیث بدر کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ ہم لوگوں نے مشرکین کے ستر آدمی قتل کئے۔ اور ستر آدمیوں کو قید کیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ اکثر مشرکین حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ زعشری کی فائق میں ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ میں نے جناب علیؑ کو اپنا گھوڑا ہٹکاتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ فرماتے تھے ۷

بازل عنائین حدیث سنی مخنف اللیل کانی جینی

لمثل هذا ولدتی اھی

مرزبانی نے کتاب اشعار الملوک والنفایس تحریر کیا ہے کہ علی علیہ السلام شجع للعرب تھے۔ بدر کی جنگ میں مشرکین پر حملہ کر کے انہیں بھگایا اور فرماتے تھے ۷

لن یا کلوا التمر بظھر مکة لن بعد هاتحتی تكون الرکة

۲۔ جنگ احد

ابن عباس نے کہا آیت ثم انزل علیکم من بعد الغم آمنة فهاشأ یغشی طائفہ



منکم و طائفۃ قد اہمتہم انفسہم علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔  
 کتاب شیرازی میں سفیان ثوری حوالہ سے وہ حسن سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اس آیت  
 کے تحت و امتفزز من استطعت مذہم بصدک کہ شیطان نے احد کے روز شکر رسول اللہ میں آواز  
 بلند کی کہ محمد قتل کر دیئے گئے۔ کہا خدا کی قسم شیطان امیر المومنین کے خلاف اپنا لشکر سواروں اور پیادوں کی  
 صورت میں لے آیا۔ خدا کی قسم ہر ایک شخص نے پیادہ ہو کر امیر المومنین علیہ السلام کے خلاف جنگ کی۔ وہ شیطان  
 کی پیادہ فوج تھی۔

تاریخ طبری آغانی، اصفہانی میں ہے کہ احد کی جنگ کے روز شکر کفار کا علمدار طلحہ بن عبد اللہ عبدی  
 تھا۔ اس نے بلند آواز کہا۔ اے گروہ اصحاب محمد! تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلدی تمہاری تلواروں  
 کے فیصے دوزخ میں بھیجے گا۔ اور ہماری تلواروں سے تمہیں جنت میں بھیجے گا۔ تم میں کوئی ہے جو میرا مقابلہ کرے  
 قتادہ کا بیان ہے کہ علی اس کے مقابلہ کو نکلے آپ نے تلوار مار کر اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ اور اس کی  
 (گھبراہٹ میں) شرمگاہ کھل گئی اور یہی قول ابن عباس اور کلثبی کا ہے۔

روایات کثیرہ ہیں ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس کے مقدم سر پہ تلوار کا وار کیا جس سے اس  
 کی دونوں آنکھیں ظاہر ہو گئیں۔ کہا اے ابن عم میں نہیں اللہ اور رحم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔ مجھے  
 پھوڑ دیجئے۔ اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔ پھر اور لوگ آپ کے مقابلہ میں آئے آپ نے اٹھ آدمیوں کو  
 قتل کیا۔ کفار کا علم حوالب عبد حبشی نے لیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کے ہاتھ پر ضرب لگائی۔ اس  
 نے علم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ آپ نے اس پر بھی تلوار لگائی۔ اس نے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو اپنے  
 سینے کی طرف ملا کر علم کو قہام لیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے سر پہ تلوار ماری۔ علم گر پڑا۔ عمرہ بنت حارث  
 بن علقمہ بن عیدار نے علم اٹھا لیا۔ اسے بھی گرا دیا گیا۔ اور مشرکین بھاگ گئے۔ مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں  
 مصروف ہو گئے۔ اور مشرکین نے واپس آ کر مسلمانوں کو شکست دی۔ عکرمہ نے کہا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔  
 کہ مجھے اس قدر ڈر لاحق ہوا جس سے میں اپنے نفس کو قابو نہیں کر سکتا تھا۔ میں  
 اپنی تلوار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے لڑ رہا تھا۔ جب میں واپس لوٹا تو رسول کو نہ دیکھا۔ میں نے اپنے

یہ دُر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل ہو جانے کے متعلق تھا۔ اللہ اعلم بالصواب ۱۲ متوجہم

کی پندلی

یا پچھنے

وہ اس

کے چچا پر

حضرت

پر تلوار

ام تمام

انے  
عبد بن اسحاق

وئے

رکی

تلفہ



دل میں خیال کیا کہ رسول اللہ بھاگ تو سکتے نہیں اور میں نے دیکھا کہ آپ مقتولوں میں بھی نہیں ہیں میں نے خیال کیا کہ ہمارے درمیان سے اٹھالے گئے ہیں میں نے اپنی تلوار کے میان کو توڑ دیا۔ اور دل میں کہا کہ میں اس وقت تک روتا رہوں گا۔ حتیٰ کہ خود قتل ہو جاؤں گا۔ میں نے مشرکین پر حملہ کر دیا۔ میں نے ان کو ہٹا دیا۔ ناگاہ میں نے رسول اللہ صلم کو دیکھا۔ جو غشی کی حالت میں زمین پر پڑے ہیں۔ میں آپ کے سکی جانب کھڑا ہو گیا۔ میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ لوگوں کا لے علی کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کافر ہو گئے ہیں۔ اور دم دبا کر دشمن سے بھاگ گئے اور آپ کو ان کے حوالے کر گئے ہیں۔

تاریخ طبری۔ آغانی۔ اصطنانی منازی ابن اسحاق اور اخبار ابی رافع میں تحریر ہے۔ کہ رسول اللہ صلم نے مشرکین کے ایک گروہ کو دیکھ کر فرمایا۔ اے علی! ان پر حملہ کر دو۔ آپ نے حملہ کر کے انھیں پرانندہ کر دیا۔ اور عمرو بن عبد اللہ جحجی کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلم نے پھر ایک گروہ کو دیکھا۔ فرمایا۔ ان کو مجھ سے ہٹا دو۔ آپ نے ان پر حملہ کر کے انھیں تتر بتر کر دیا۔ اور شیبہ بن مالک عامری کو قتل کیا۔ ابی رافع کی روایت میں ہے کہ ایک اور گروہ کو دیکھا فرمایا۔ ان پر حملہ کر دو۔ آپ نے ان پر حملہ کر کے شکست دی۔ اور ہاشم بن امیہ مخزومی کو قتل کیا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ یہ یقیناً ہمدردی ہے۔ رسول اللہ صلم نے فرمایا۔ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔ لوگوں نے اس آواز کو سنا۔

لا سیف الا ذو الفقار ولا فتی الاعلیٰ

جنگ احد میں ایک حصہ مسلمانوں کا زخمی ہوا۔ ایک حصہ قتل ہوا۔ ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ تفسیر قشیری اور تاریخ طبری میں ہے کہ انس بن نضر عمر اور طلحہ کے پاس پہنچا۔ جو لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہا کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا۔ محمد رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں کہا احمہ کے بعد زندہ نہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو اور اس بات پر مرجھاؤ۔ جس بات پر رسول اللہ مر گئے ہیں۔ پھر وہ مشرکین کے پاس آیا جہاد کیا اور قتل ہو گیا۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلم کو زمین پر لیٹا ہوا دیکھ کر ابوسفیان نے اس سے اپنی کامیابی کی اطلاع دی۔ لوگوں کو نبی صلم کے برخلاف ابھارا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جا کر ان کا مقابلہ کیا۔ اور انھیں شکست دی۔ پھر نبی صلم کو اٹھا کر احد کی طرف لائے۔ اور بلند آواز سے کہا۔ گروہ مسلمان رسول اللہ صلم کی طرف پٹ آؤ۔



حضرت علی علیہ السلام کی تلوار ٹوٹ گئی۔ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اس تلوار کو لے لو۔ حضرت ذوالفقار کو لے لیا۔ اور مشرکین کو شکست دی۔

ابورافع نے بطرق کثیرہ روایت کی ہے کہ احمد کے روز جب مشرکین پلٹ کر روہما کے مقام پر پہنچے۔ تو انھوں نے کہا۔ نہ تم نے کنواری لڑکیوں کو اپنے پیچھے بٹھایا اور نہ ہی محمد کو قتل کیا۔ واپس پلٹ کر چلو۔ یہ بات رسول اللہ صلعم کو معلوم ہو گئی۔ آپ نے خرزج کے ایک گروہ کے ساتھ علی علیہ السلام کو ان کے پیچھے بھیجا جب منزل پر اترنے لگے۔ وہ وہاں جناب علی علیہ السلام کو موجود دیکھتے تھے اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابهم القرح ابورافع کی خبریں سن کر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کے رزم پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور آپ کو مشرکین کے پیچھے روانہ کیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

## ۳۔ جنگ خیبر

ابوکریب اور محمد بن یحییٰ ازوی اپنی اپنی اہل میں۔ محمد بن اسحاق اور عمار دی اپنی اپنی معازی ہیں۔ نظری اور بلاذری اپنی اپنی تاریخوں میں تبلی اور واحدی اپنی اپنی تفسیروں میں احمد بن حنبل اور ابو یعلیٰ موصلی اپنی اپنی مسندیں۔ احمد۔ سمعانی اور ابو السعادات فضائل میں۔ ابو نعیم حلیہ میں۔ رشتہی اعتقاد میں ابو بکر ہمتی و لائل النبوة میں ترمذی جامع میں۔ ابن ماجہ سنن میں۔ ابن بطہ البانیہ میں، طریقوں سے عبد اللہ ابن عباس عبد اللہ بن عمر۔ سہل بن سعد۔ سلمہ بن اوع۔ برید اسلمی۔ عمران بن حصیب۔ عبد الرحمن بن ابی بسل۔ اپنے باپ سے ابو سعید خدری۔ جابر بن عبد اللہ انصاری۔ سعد بن ابی وقاص اور ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں۔ جب حرب مقابلہ کے لئے نکلا۔ تو رسول اللہ صلعم نے ہاجرین کے ساتھ ابو بکر سفید جند دے کر بھیجا۔ آپ ناکام واپس آئے۔۔۔۔۔ اس کے بعد حضرت عمر کو بھیجا۔ یہ بھی ناکام واپس آئے۔ بنی صلعم کو یہ بات بری معلوم ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں غم اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہوگا۔ بار بار حملہ کرنے والا ہوگا بھاگے گا نہیں۔ اور خیبر کو بزور قوت لے لے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ خیبر کو پوری طرح لے لے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اس

انہیں ہیں ہیں

اور دل میں کہا

ویا ہیں تے

آپ کے

یا رسول اللہ

اللہ صلعم نے

مندرہ کر دیا۔

آپ

نے کہ ایک

کو قتل کیا جبریل

اور میں علی

بھاگ گیا۔

میں بیٹھے ہوئے

مندرہ کر دیا

پاس آیا جہاد

کی خالی۔

شکست دی

پلٹ آؤ



وقت تک واپس نہیں آئے گا۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل اس کے ہاتھوں فتح دے گا۔

بخاری اور مسلم میں تحریر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دینے کے متعلق فرمایا، تو لوگ ساری رات ذکر کرتے رہے کہ دیکھئے علم کس کو ملتا ہے۔ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ علم اس کو ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ کہا کہ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلایا، جب آپ آئے تو آپ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگا دیا اور آپ کے حق میں دعا کی آپ ٹھیک ہو گئے اور آپ کو علم عطا کیا۔ ابن جریر اور محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ صبح کو قریش نے ایک دوسرے کو کہا کہ حضرت علی سے تمہارا چھڑکارہ ہو گیا، اس کی آنکھوں میں تو آشوب کی تکلیف ہے اور وہ تو اپنے قدموں کو نہیں دیکھ سکتے۔ صبح کے وقت فرمایا، میرے پاس علی کو لاؤ۔ انھوں نے کہا آپ کو آشوب چشم کی تکلیف ہے فرمایا کسی کو بھیج کر ان کو بلاؤ علی بغلہ پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ آپ کی آنکھیں قطری چادر کے ایک ٹکڑے سے بندھی ہوئیں تھیں سلم بن اکوع آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے آپ بنی سلم کے پاس آئے۔ حدیث کی روایت میں ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابوذرؓ کو بھیجا۔ دونوں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جناب علیؑ علیہ السلام کا اپنی لالہ پر رکھ دیا۔ آپ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ آپ کی آنکھوں میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ آپ نے فرمایا، علم لے لو اور چلے جاؤ۔ جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں نصرت تیرے آگے ہے پیرارعب قوم کے سینوں میں قائم ہے۔ اے علی جان لو کہ یہ لوگ زیہودی اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ انھیں ایک ایسا شخص تباہ کرے گا جس کا نام ایسا ہوگا۔ جب ان سے ڈیڑھیر ہو، تو کہو میں علی ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ رسوا ہوں گے۔ فضائل سعانی میں ہے کہ سلمہ نے کہا کہ امیر المؤمنین تیز تیز تشریف لے جا رہے تھے۔ قلعے نیچے ایک پتھر کی چٹان پر علم گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے قلعہ کے اوپر سے کہا تم کون ہو؟ آپ نے جواب میں فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا (اپنے اصحاب سے) جو چیز موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، اس کی زد سے تم مغلوب ہو گئے۔

کتاب ابن بطہ میں سعد جابر اور سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام تیز تیز جا رہے تھے سعد



کہتے تھے۔ ابوالحسن ذرا مہمانداری اختیار کیجئے۔ تاکہ لوگ بھی آپ سے مل جائیں۔ مرحب مجمع یہود کے مقابلہ کو نکلا جس نے زدہ اور پتھر کا خود پہنا ہوا تھا۔ جو پتھر میں سوراخ کمال کرنا گیا تھا جو اندھے کی طرح تھا۔ اور یہ دھڑ پڑھتا تھا۔

قد علمت خیبرانی مرحب شالہ السلاح بطل محرب  
خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ ہتھیاروں سے لیس اور تجربہ کار ہوں  
اطمن احیاناً وفياً اضرب اذا الميوت اقلبت تلتھب  
جب میں نیزہ زنی کرتا ہوں۔ اور تلوار کا وار کرتا ہوں۔ تو شیر دل بہادر چنچ اٹھتے ہیں۔  
حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں یہ دھڑ پڑھا۔

انا الذی ستمنی امی جدرہ ضرغام آجام دلیث قسورہ  
میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا۔ پھار کا شیر اور غضبناک شیر ہوں  
على الاعادی مثل ریح مصررة اکیکم بالسيف کسل السدرہ  
اضرب بالسيف رقاب الکفرة  
سخت اندھ کی طرح دشمنوں کے ہوش اڑا دیتا ہوں۔ پوری قوت سے تمہیں تلوار پر رکھوں گا۔  
میں تلوار سے کافروں کی گردنیں اڑاؤں گا

مکمل کا بیان ہے کہ مرحب پیچھے ہٹ گیا۔ کیوں کہ اس کو اس کی دایہ نے کہا تھا کہ اس کا قاتل غالب کل غالب حیدر بن ابی طالب ہے۔ ابلیس نے شیخ کی شکل میں آکر کہا۔ یہ وہ ہیں نہیں ہیں۔ دنیا میں حیدر نامی اشخاص بہت ہیں۔ یہ سن کر واپس آیا۔

طبری اور ابن بطہ نے کہا حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے مقدم سر پر ضرب لگائی۔ پتھر اور خود ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اس کے سر میں گھس گئے۔ حتیٰ کہ تلوار اس کی ڈاڑھوں میں دراڑی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے قلعہ فتح کر لیا۔ طبری نے تادخ اور مناقب میں احمد نے فضائل اور مسند الانصار میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امیر

۱۔ اس واقعہ کو مفصل طور پر ہماری کتاب کنوز المعجزات میں ملاحظہ فرمائیے۔ جو علامہ قطب الدین راوندی کی کتاب الحجج والبرہان کا ترجمہ ہے۔ کتاب مکتبۃ الساجد ۸۳۰ چاہ بچے والا کو ملے تو بے خان طمان مغربی پاکستان سے مل سکتی ہے ۱۲ جرم

لوگ ساری رات  
لاضر ہوئے۔ ہر  
یہیں؛ کہا کہ

بہار اور آپ  
ایت میں ہے  
ملکوں میں تو  
پس علی کو لاؤ۔  
سوار ہو کر شریف  
کا ہاتھ پکڑے

پاس بنی

بنی اکرم

ڈالا۔ آپ

اور چلے

نوں میں قائم

مخلص تباہ کرے

ہوں گے۔

قلعہ کے

آپ نے

موسے علیہ

تھے سعد



علیہ السلام کی تلوار کی ضرب کی آواز کو تمام شکر نے سنا۔

مسلم ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے حربہ کے سر کو دو ٹکڑے کیا تو اسی وقت فتح حاصل ہو گئی تھی۔ یہ مزاجیں ماجریں تھیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے حربہ کو قتل کیا اور اس کا سر قلم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔

سماعی نے حدیث ابن عمر میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے آپ نے فرمایا میں کل علم اس شخص کو دہی گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص کو دوست رکھتا ہوگا۔ اللہ اس کے ہاتھوں فتح دے گا۔ ابن عمر نے کہا علی علیہ السلام نے انصاری کے قاتل کو پکڑ کر اس کے بھائی کے حوالے کیا۔ اس نے اسے قتل کر دیا۔ خدا کی قسم نبی اکرم کا آخری آدمی ابھی تک تلخ میں نہیں پہنچا تھا کہ علی علیہ السلام یہودیوں کے قتلے میں داخل ہو گئے۔ وہ یہودیوں میں قوم بناعلم۔ سلام یونینج۔ حض مصعب بن معاذ اور غنم مال غنیمت نصف علی علیہ السلام کو اور باقی نصف تمام صحابہ کو ملا۔ شعبہ قتادہ حسن اور ابن عباس نے کہا یہ عبرتیں علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اسے محمد! میں نے جبرائیل علیہ السلام کو علی علیہ السلام کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ مجھے میری عورت اور جلال کی قسم ان یحیٰ کی طرف جو پتھر علی نے پھینکا ہے جبرائیل نے بھی پتھر پھینکا ہے۔ اے محمد! علی کو خیر کے مال کے دو حصے دو ایک حصہ اس کا اور دوسرا حصہ جبرائیل کا۔

## ۴۔ جنگ خندق

ابن مسعود اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ وکفی اللہ المومنین القتال حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے آپ نے عمرو بن عبیدہ کو قتل کیا۔ ابو نعیم اصفہانی نے نیمائزل القرآن فی امیر المومنین میں بلا سناد سفیان ثوری سے وہ ایک آدمی سے وہ مرہ سے وہ عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جماعت مفسرین نے کہا اذکر وانہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاتکم جنود یوم الاحزاب حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے اجتماع کا علم ہوا۔ سلمان کے مشورے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کو حوروایا۔ یحییٰ اور عتزل



کو محفوظ مقامات پر رکھنے کو کہا۔ مشیر کین ثم اس بار گانے بجانے میں مصروف تھے۔ عمرو بن عبدود تہ اسوار کے برابر شمار ہوتا تھا۔ اسے فارس بیل کہا جاتا تھا۔ قریش کے قافلہ کے ساتھ آ رہا تھا۔ کہ بیل کے مقام پر بنو بکر نے تعرض کیا۔ اپنے ساتھیوں سے کہا۔ تم چلے جاؤ۔ وہ چلے گئے۔ اکیلے نے بنو بکر کا مقابلہ کیا اور انہیں مار بھگایا۔ عمرو خندق پار کر کے کہنے لگا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے؟ مسلمان اس سے لڑنے میں گریز کرتے تھے۔ بنی صلعم کے خیمہ پر نیزہ مار کر کہا۔ اے محمد مقابلہ کے لئے نکلو۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اس کا مقابلہ کرے گا۔ اس کے لئے میرے بعد امامت ہوگی۔ مسلمانوں کو اس کے پاس آنے کی ہمت نہ ہوئی حذیفہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! میرے قریب ہو جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عمامہ سحاب اتار کر علی علیہ السلام کو پہنایا۔ اور اس کے نو پیچ لگائے۔ اپنی تلوار وی فرمایا چلے جاؤ۔ پھر فرمایا۔ اے عبود! اس کی مدد کرنا۔ آپ نے عمرو کو قتل کیا بنی صلعم نے فرمایا۔ خراج الایمان مسائرۃ الی الکفر مسائرۃ تمام ایمان تمام کفر کے مقابلہ میں جارہا ہے۔

طبری اور ثعلبی میں موجود ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے عمر و! کہ تم جاہلیت کے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ جو شخص مجھ سے تین سوال کرے میں اس کا ایک سوال قبول کرتا ہوں اس نے کہا ہاں البتہ ہی ہے۔ فرمایا میں تجھے کلمہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ اور کورب العلمین پر اسلام لاؤ۔ یا جہاں سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ۔ کہا قریش کی عورتیں ہمیشہ طعنہ دیں گی۔ فرمایا۔ اچھا نیچے اتر کر میرے ساتھ لڑو۔ یہ سن کر عمرو ہنس پڑا۔ کہا میں تجھ جیسے کریم آدمی کو قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ اور تیرا باپ میرا دوست تھا۔ آپ نے فرمایا میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔ دونوں میں لڑائی ہو گئی۔ عمرو نے حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر تلوار دگائی۔ اس کشمکش کا نتیجہ تھا کہ تلوار سر کے اندر درائی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے شانے پر تلوار لگائی۔ وہ زمین پر گر پڑا۔

حذیفہ کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس کے پاؤں پر تلوار لگائی۔ جس کی وجہ سے وہ گدی کے بل گر پڑا۔ جابر نے کہا کہ دونوں کے درمیان گرد و غبار اٹھا۔ میں نے گرد و غبار سے حرف تکبیر کی آواز سنی۔ عمرو کے ساتھیوں کو ہٹایا۔ ان کے گھوڑے خندق پھانڈ کر بھاگ گئے مسلمان تکبیر کہتے ہوئے دوڑے انہوں نے جاکر دیکھا کہ عمرو بن عبدود ایک پاؤں کے ساتھ علی علیہ السلام سے جنگ کر رہا ہے۔ اپنا کٹا ہوا پاؤں علی کی طرف پھینک دیا۔ اس سے دو آدمی ڈر گئے اور خندق میں جا گرے۔

فتح حاصل ہو

م کے رسول

عمر بن الخطاب

ہوں گا۔ جو

اللہ اس

لالی کے

تھا کہ علی

ابن معاد

باس نے

سے محمد!

قسم ال

نے دو حصے

ن

عم

ومی

ن

م کو

وڑوں



طبری نے کہا کہ مسلمانوں نے نوفل کو خندق میں گرتے ہوئے دیکھا۔ اُسے پتھر مارنے لگے۔ کہا اس سے تو امیر اُقتل کرنا بہتر تھا۔ تم میں سے کوئی اتر کر میرے ساتھ لڑائی کرے۔ حضرت علی علیہ السلام نے خندق میں اتر کر اس کی ہنسی پر تلوار لگائی اس کا قصہ پاک کیا۔ پھر مینہ بن عثمان عبد ربی کو زخمی کیا۔ وہ مکہ میں جا کر مر گیا جناب علی علیہ السلام رسول اکرم صلعم کی خدمت میں عمرو بن عبدود کا سر لائے۔ صحابہ نے آپ کا استقبال کیا حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا سر چوپا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا ہم جب تک زندہ رہیں گے آپ کے شکر گزار رہیں گے۔

واقعی خطیب خوارزمی نے عبد الرحمن سعدی سے باسناد بیان کیا ہے۔ وہ بہرام بن حکیم سے وہ اپنے باب واداسے وہ بنی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ کا عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں نکلنا افضل من عمل امتی الی یوم القیامۃ میری امت کے قیامت تک ہونے والے عمل سے افضل ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ جناب علی علیہ السلام کی ضربت اسلام میں بڑی اہمیت والی تھی۔ جو عمرو بن عبدود کے سر پر پڑی۔ اور جو ضربت عمرو نے علی علیہ السلام کے سر پر لگائی وہ اسلام میں منحوس ترین ضربت تھی کہا گیا ہے کہ ابن بلجم نے علی علیہ السلام کے سر پر جو ضربت لگائی تھی۔ وہ اس جگہ جا کر لگی تھی۔ جہاں عمرو بن عبدود نے ضربت لگائی تھی۔

## ۵ غزوہ ذات السلاسل

سلاسل چشمہ کا نام ہے۔ ابو القاسم بن شبل الوکیل۔ ابو الفتح الجفاری اپنی اپنی اسناد سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ مقاتل، زجاج، کعب، ثوری، سدی، ابو صالح اور ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو سات سو آدمی دے کر وادی کی طرف روانہ کیا۔ جب وادی میں پہنچ کر نیچے اترنا چاہا۔ تو کفار آگے بڑھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کو شکست دی۔ اور مسلمانوں کی جمعیت کثیرہ کو قتل کیا۔ واپس بنی صلعم کی خدمت میں لوٹے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو روانہ کیا۔ یہ بھی شکست کھا کر واپس آئے۔ عمرو بن عاصؓ نے کہا یا رسول اللہ صلعم جنگ دھوکہ ہے مجھے روانہ فرمائیے میں ان سے زیادہ دھوکہ باز ہوں۔ وہ شکست کھا کر واپس آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ خالد کو بھیجا۔ وہ بھی اسی طرح واپس آئے۔ آنحضرت صلعم کو یہ بات ناگوار گذری۔ آپ نے علی علیہ السلام کو بلایا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا اب



میں نے کار غیر فرار کو بھیجا ہے اور آپ مسجد احزاب تک حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ گئے۔ لوگ راستہ چھوڑ  
 کچلے رات کو چلتے دن کو چھپ کر بیٹھ جاتے۔ انھیں لے کر وادی کے وہاں پر پہنچے۔ انھیں حکم دیا کہ گھوڑوں  
 سے اتر پڑیں اور انھیں ایک جگہ پر کھڑا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس جگہ کو نہ چھوڑنا۔ آپ نے ان سے الگ ایک  
 اور جگہ قیام فرمایا۔ خالد نے کہا ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ اس لڑکے نے ہمیں ایک ایسی  
 وادی میں اتارا ہے جس میں سانپ نہ ہرے کھڑے اور پتھار نے والے جانور ہیں۔ اور ہمارے گھوڑوں  
 کو کھا جائیں گے۔ سانپ ہمیں اور ہمارے گھوڑوں کو ڈیس گے۔ جب ہمارے دشمن کو ہمارا علم ہوگا۔ تو  
 ہمیں قتل کر دے گا۔ جناب علی سے بات کرو۔ اور اس وادی کو عبور کر جاؤ۔ اس بارے میں حضرت ابو بکر نے بات  
 کی۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر نے کہا آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ عمرو بن عاص نے کہا ہمیں  
 اپنی جان ضائع نہیں کرنی چاہیے۔ میرے ساتھ چلو وادی کو عبور کر لیں۔

ردیات ال بیت علیہم السلام میں ہے کہ زمین نے ان کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ جمع کو امیر علیہ  
 السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے۔ سوار ہو جاؤ۔ پہاڑ پر چڑھ گئے جب ذرا نیچے اترے۔ تو قوم  
 سے کہا۔ گھوڑوں کو چھوڑ دو۔ گھوڑوں نے گھوڑیوں کی بوسہ لگھی۔ تو ہنہانے لگے۔ قوم نے گھوڑوں کے  
 ہنہانے کی آواز کو سنا دم دبا کر بھاگ گئے۔ متقاتل اور زجاج کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں سوائے  
 اللہ صلعم کا نام نہ برہوں لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ورنہ تلواریں سے نہیں مار دوں گا۔  
 انہوں نے کہا اس طرح چلے جاؤ جس طرح پہلے میں چلے گئے ہیں۔ تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ حضرت علی  
 علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں جاؤں گا۔ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہ سن کر یہ گھبرا گئے۔ حضرت امیر علیہ السلام  
 کی خدمت میں سات سخت آدمی آئے۔ انھوں نے حضرت سے صلح کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام  
 لاؤ یا مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان سے ایک کے بعد دوسرا مقابلہ کے لئے نکلا۔ ان کا آخری آدمی سعد بن  
 مالک عجل تھا۔ بتو ملعہ کا مالک تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان کو قتل کیا۔ بعض بھاگ گئے شکست کھا کر  
 بعض قلعہ میں داخل ہو گئے۔ بعض اسلام لائے۔ بنو انول کی کنجیاں حضرت علی علیہ السلام  
 کی خدمت میں پیش کر دیں۔ ام سلمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم دو پہر کی غیند سے بیدار ہوئے۔ میں نے  
 عرض کیا۔ اللہ عزوجل آپ کی حفاظت کرے۔ کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جبرائیلؑ نے مجھے فتح سے آگاہ  
 کیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ والعدیات ضعیفاً

اس سے تو  
 میں اتر  
 کر گیا جناب  
 اللہ کیا حضرت  
 نذر رہیں گے۔  
 وہ اپنے  
 کے مقابلہ  
 والے عمل

جو عمرو  
 ترین حضرت  
 جہاں

بیت امام  
 بن عباس  
 کی طرف  
 اور مسلمانوں  
 بھی شکست  
 ان سے  
 اسی طرح  
 فرمایا۔ اب



## ۶ غزوہ حنین

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمَّا لَفَيْنَا عَنْكُمْ شِئَاءُ وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمُ مَدْيَنَ ثُمَّ انْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْحَبْلَ عَلَى رُسُلِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ الْمُؤْمِنِينَ سَے مراد حضرت علی علیہ السلام اور دیگر آئمہ آدمی بنو ہاشم کے ہیں۔

ابن قتیبہ معارف میں اور نعیمی کشف میں تحریر کرتے ہیں کہ حنین کی لڑائی میں جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ علیؑ (۲) عباس (۳) فضل بن عباس (۴) یوسفیان بن حارث بن عبد المطلب (۵) نوفل (۶) ربیعہ (۷) یونس بن عصفیان کے بھائی تھے (۸) عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب (۹) عقیبہ (۱۰) معتب فرزند ابی ہریرہ (۱۱) ابی سلمہ کا غلام امین (۱۲) عباس (۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب اور فضل بائیں جانب لڑ رہے تھے یوسفیان بنی نضیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین قلعے ہوئے تھیں۔ باقی لوگ آپ کے گرد تھے حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلوار چلا رہے تھے جو کہیں گاہ سے نکل کر ابھر چلے گئے مسلمانوں پر حملہ کیا تو خاص طور پر انصار بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا۔ جس کے سر پر مہا نیزہ لگا ہوا تھا۔ ہوانہ کے لوگوں کے آگے جا رہا تھا۔ جو اسے ملتا اسے نیزے سے گھائل کر دیتا۔

## ۷ مختلف غزوات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا کئی روزہ محاصرہ کیا۔ جناب علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ جس چیز کو پاؤں روند دالیں۔ اور ہر سب کو توڑ ڈالیں۔ صبح کے وقت خشم کے گھوڑوں کے درمیان ٹھیکڑ ہو گئی۔ ان کا ایک بہادر میدان میں نکلا اور اس نے کہا مقابلہ میں کون آتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کون مقابلہ کرے گا؟ جناب علی علیہ السلام کے سوا کوئی نہ نکلا۔ آپ نے تلوار مار کر اسے قتل کر دیا۔ اور بنو نضیر کو توڑ دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام کو دیکھا تو فتح کی تبکیر کہی۔ اور آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر لمبے عرصہ تک راز و نیاز کی باتیں کیں نافع بن غیلان قلعہ سے نکلا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ اور مشرکین نکست کھا کر بھاگ گئے۔



فتح کے روز قاتل العرب اسد بن عویم میدان میں نکلا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مشترک کی طرف کون جاتا ہے اور میں اس کے لئے جنت کا غنا من ہوں اور میرے بعد امامت اسکے لئے ہے؟ حضرت علی علیہ السلام اس کے مقابلے کو نکلے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو نورینہ کی طرف بھیجا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ جاؤ جب ظاہر ہوئے اور علی علیہ السلام کو دیکھا تو کہتے تھے ہمارے پاس عمرو بن عبدود کا قاتل آ رہا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے سن کر فرمایا شکریہ اس ذات کا جس نے اسلام کو غالب کیا اور شرک کو زخمی و زنی اٹھا دی آپ نے ان کا محاصرہ کیا حتیٰ کہ سعد بن معاذ کے حکم پر اطاعت مان لی حضرت علی علیہ السلام نے ان کے دس آدمی قتل کر دیئے ابو مصطلق میں سے ہلک اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ جب ہوازن نے شکست کھائی تو ان کا علم ذی الخمار کے پاس تھا جب حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ تو عثمان بن عبد اللہ بن ربیع نے علم لیا اس نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑائی کی۔ حتیٰ کہ حضرت کے ہاتھوں قتل ہوا۔ عمرو بن سعدی کرب عرب کا مشہور بہادر تھا اس کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ ایک روز عمر بن خطاب نے اسے دیکھ کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو پیدا کیا اور عمرو بن سعدی کرب کو یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے کے لئے نکلا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس کی گردن میں دو مال ڈال کر کھینچا حتیٰ کہ وہ اسلام لے آیا۔ عجم کے فترحات اکثر اس کے ہاتھوں واقع ہوئے ہیں۔

## ۸ جنگ جمل

سدی نے کہا کہ آیت واتقوا فتنة خاص طور پر اہل بدر کی شان میں نازل ہوئی۔ انہوں نے فتنہ کا مقابلہ جمل کی لڑائی میں جہاد کے طور پر کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت اذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انهم هم المفسدون سے مراد اہل بصرہ ہیں۔ جو جنگ جمل میں شامل ہو کر قتل ہوئے بصرہ کی بھائی کے روز میر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ وان نكثوا ايمانهم من بعد عهدهم وطعنوا في دينكم فقاتلوا المنة الكفرة انهم كانوا ايمانهم لعلهم ينتقمون پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا یا علی! ان ضروری بیعت توڑنے والے گروہ یا غی گروہ اور گروہ دین سے نکل جانے والوں سے جہاد کرو گے۔ ان کا عہد و پیمان کوئی نہیں ہوگا۔ شاید کہ وہ باز آجائیں۔

سکھ

ہو مین

صلعم

(۴)

فرزند

لڑ رہے

نے گرد تھے

ابو جرد

ہاتھیں

ات

اور

بن نکلا

لاب

معم

کے

کے

کے

کے

کے

کے

کے



عمرار، حدیغہ۔ ابن عباس، امام محمد باقر، امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں کہ آیت یا ایہا الذین  
اضموامن یرتد منکم عن دینہ فموف باقی اللہ بقوم یحب اللہ والرسول حضرت علیؑ کی شان  
میں نازل ہوئی ہے حضرت علیؑ علیہ السلام نے بصرہ کی لڑائی کے روز اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ اور کہا کہ اس  
آیت پر جہاد آج ہوا ہے۔

ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جلتا تھا کہ جنگ جمل واقع ہوگی۔ اس لئے نبیؐ کی عورتوں کے لئے یہ آیت  
نازل کی ورنہ بیوتکن ولا تبرجن تبرج المعاہدیت الاولیٰ گھر میں بیٹھی رہو جاہلیت والی  
ٹھٹھا بائٹہ نہ دکھاؤ۔ اور کہا یا نساء النسبی من یات منک بفاحشۃ مینۃ یضاعف لہا  
العذاب ضعفین اسے نبیؐ کی عورتوں اگر تم میں کسی نے فاحشہ مینہ کیا، تو اسے دوگنا عذاب ملے گا۔ فاحشہ  
مینہ علیؑ کے ساتھ جنگ کرنا تھی۔ شعبہ شعبی، اعثم۔ ابن مردویہ اور خطیب خوازم نے اپنی اپنی کتب میں بیان  
کیا ہے۔ خود ابن عباس، مسعود حذیفہ، قتادہ حازم۔ ام سلمہؓ میمونہ اور سالم بن ابی جعد سے روایت کرتے  
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض عورتوں کے خروج کا ذکر کیا۔ یہ سن کر بی بی عائشہ ہنس پڑیں۔ نبی اکرم  
صلعم نے فرمایا دیکھو حمیرا کہیں تم وہ نہ بن جاؤ۔ پھر علیؑ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے ابوالحسن!  
اگر یہ تیرے قابو میں آجائے تو اس سے نرمی برتنا۔

شہر کے مقام پر بی بی عائشہ کو قتل عثمان اور بیعت علیؑ کی خبر معلوم ہوئی آپ واپس مکہ چلی گئیں۔ مدت کا  
انتظار کرنے لگیں۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبداللہ بن عمر بن کثیر بھی مکہ میں پہنچ گئے جناب علیؑ علیہ السلام کے خلاف جنگ  
کا تہیہ کر لیا۔ عبداللہ بن عمر کو امام منتخب کیا۔ اس نے کہا تم مجھے علیؑ کے دانتوں اور پنچوں میں پھنسانے ہو  
اس سے یعلیٰ بن مہنیہ من سے آکر مل گیا۔ اور انھیں ساٹھ ہزار دینار بطور قرض دیئے۔ بی بی عائشہ نے ام سلمہ سے  
سے خروج کرنے کو کہا۔ آپ نے انکار کیا۔ اور حصہ کو کہا ابیس نے قبول کیا اپنے گروہ میں بی بی عائشہ نے خروج کیا  
عائشہ مکہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستے میں حوٹب کے کتے بھوکنے لگے آپ کہنے لگیں انا لله وانا  
الیہ راجعون مجھے واپس لوٹاؤ۔ حوٹب ایک چشمہ کا نام ہے جو حوٹب بنت کعب بن ویرہ کی طرف  
منسوب ہے۔

اعثم کوفی نے فتوح میں ماوردی نے اعلام النبوة میں شبیرویہ نے فردوس میں ابویعلیٰ نے مسند میں۔ ابن  
مردویہ نے فضائل امیر المومنین میں موفی نے اربعین میں شعبہ شعبی سالم بن ابی جعد اپنی اپنی احادیث میں ملاذی



اوپر کی اپنی ماریخوں میں لگتے ہیں کہ جب عائشہ نے کتوں کی بھونکنے کی آواز کو سنا تو کہنے لگیں کہ اس چشمے کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا حوٹ۔ کہنے لگیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میں بھڑک گئی کہ میں نے نبی صلعم کو فراتے ہوئے سنا آپ کے پاس آپ کی عورتیں موجود تھیں۔ کاش کہ میں جانتا کہ تم میں کوئی میری عورت ہوگی۔ جس کو حوٹ کے کتے بھونگیں گے جس کے دہنیں اور بائیں خلق کثیر قتل ہوگی قتل کے قریب پہنچ کر نجات پائے گی۔

جب عائشہ فریبیہ میں اتریں تو عثمان بن حنیف نے ان کا قصد کیا مان کی آپس میں جنگ ہوئی آخر بات صلح تک پہنچی آپس میں معاہدہ لکھا کہ دارالامارۃ بیت المال اور مسجد علی علیہ السلام کے آنے تک عثمان بن حنیف کے قضیہ میں رہے بغیر طرہ پر طلحہ نے اپنے اصحاب سے کہا خدا کی قسم اگر علی بصرہ میں آگئے تو ہماری گردنیں ضرور پکڑ لیں گے۔ تاریک رات میں عثمان پر حملہ کر دو۔ عثمان لوگوں کے ساتھ نماز عشا اخیرہ پڑھ رہا تھا۔ انھوں نے اس کے پاس آدمی قتل کر دیئے جو اس کو گرفتار کر کے اس کے بال اور ڈانڈھی نوبج ڈالی۔ اور قید کر دیا سہل بن حنیف کو معلوم ہوا اس نے طلحہ اور زبیر کی طرف خط لکھا کہ اگر تم نے عثمان بن حنیف کو نہ چھوڑا تو تمہارے قریب ترین رشتہ دار قتل کر دئے جائیں گے۔ انھوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر طلحہ اور زبیر نے عبداللہ بن زبیر کو ایک جماعت کے ساتھ بیت المال کی طرف روانہ کیا۔ اس نے ہوسلی زٹی کو چاکس آدمیوں کے ساتھ قتل کر دیا۔

عائشہ نے حنف کو بلا بھیجا۔ اس نے انکار کیا۔ وہ بھٹکے مقام پر جو بصرہ سے دو فرسخ پر ہے بیٹھ گیا۔ اس کے پاس چھ ہزار آدمی تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے سہل بن حنیف کو مدینہ کا قشتم بن عباس کو مکہ کا حاکم بنایا۔ اور خود چھ ہزار فوج لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں ذی قعدہ شریف لائے امام حسن اور عمار کو کوفہ میں بھیجا۔ اور کوفہ والوں کی طرف خط لکھا۔ اللہ کے بندے اور اس کے ولی علی امیر المؤمنین کی طرف سے یہ خط ہے۔ اہل کوفہ کی طرف یہ بہترین انصار اور عرب کی کومان ہیں۔ آپ نے اس خط میں قتل عثمان اور طلحہ زبیر اور عائشہ کے فعل کا ذکر کیا پھر فرمایا۔ ہجرت کا گھر (مدینہ) اپنے اپنے والیوں کے ساتھ تہ و تابا ہو گیا۔ اور وہ اس کے ساتھ زبیر و زبیر ہو گئے ہیں۔ مدینہ ہندیا کی طرح اہل رہا ہے فتنہ اپنی کیل پر کھڑا ہو گیا اپنے امیر کے پاس جلدی پہنچو۔ اپنے دشمن کی جلد خبر لو۔ جب دونوں کو ذیہ شیعے نو ابو موسیٰ اشعری نے کہا۔ اے اہل کوفہ اللہ سے ڈرو۔ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے ومن یقتل مؤمناً متحداً مجزاً جہنم عمار نے اسے چپ کرادیا۔ ابو موسیٰ نے کہا۔ یہ عائشہ کا خط ہے آپ مجھے حکم دیتی ہیں کہ تم اہل کوفہ

یہاں الدین  
تعلیم کی شان  
ایک کہ اس

لئے یہ آیت  
یت والی  
سف لہا  
لے گا۔ فاشہ

ب میں بیان  
یت کرتے  
یہاں اکرم  
الو احسن!

مدت کا  
مکان جنگ  
ساتے ہو  
م سلمہ سے  
خروج کیا  
دانا  
کی طرف

ہیں۔ ابن  
بلا ذری



کو روکو۔ تم نہ ہمارا ساتھ دو۔ اور نہ ہی ہماری مخالفت کرو تاکہ ان کے درمیان کوئی بہتر صورت نکل آئے۔  
 عمار نے کہا اللہ تعالیٰ تو عائشہ کو گھر میں بیٹھنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ کھڑی ہو گئی ہے۔ اللہ ہمیں قیام کا حکم دیتا  
 ہے تاکہ ہم فتنہ کو متاویں۔ کیا ہم بیٹھ جائیں۔ زید بن صوحان اور مالک اشتر اپنے اپنے اصحاب کے درمیان گھرے  
 ہو گئے۔ انہوں نے ابو موسیٰ کو ڈرایا۔ صبح کے وقت زید بن صوحان نے یہ آیت تلاوت کی: فاحسب

الناس ان یترکوا ان یقولوا امانا دھم لا یفتنون پھر کہا اسے ہوگو! امیر المومنین کے پاس چلو۔ تمام کے  
 تمام آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تاکہ ہدایت یافتہ ہو کر حق کو پاؤ۔ پھر عمار نے کہا: یہ ابن عم رسول اللہ  
 ہیں تمہیں بلائیے ہیں۔ ان کی اطاعت کرو۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: تماری دعوت کو قبول کرو جس  
 میں بیعت میں ہم گرفتار ہیں۔ اس میں ہمارے مدد کرو۔ یہ سن کر مفتاح بن عمر۔ ہند بن عمر۔ مشیم بن شہاب۔ زید  
 بن صوحان۔ مسیب بن نخبہ۔ زید بن قیس۔ حنظل بن عدی۔ ابن مخدوم اور اشتراک کے لئے کھڑے ہوئے  
 منگل کا روز تھا منگل کی تعداد ۹ ہزار تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس لشکر کا استقبال ایک فرسخ پر  
 کیا۔ فرمایا: مرحبا سے اہل کونہ! اے گروہ اسلام! اے سرکڑیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ جو بصرہ  
 میں قبیلہ ربیعہ سے تعلق رکھتے تھے تین ہزار مردوں کی تعداد میں آپ سے آکر مل گئے۔ انھوں نے حضرت  
 امیر علیہ السلام کی خدمت میں کہا: پیچھا۔ کہ اگرچہ آپ کا حکم ہو۔ تو میں دو ہزار سوار سے کرا آپ کی خدمت میں  
 حاضر ہو جاؤں اگر آپ چاہیں تو میں بنی اسد کے لوگوں کی جن کی تعداد چھ ہزار ہے آپ سے روکے ہوں  
 حضرت امیر علیہ السلام نے دوسری صورت کو پسند فرمایا۔

اعثم کو فی نے لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے طائفہ اور زبیر کو لکھا۔ اما بعد! میں نے لوگوں  
 کا ارادہ نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے میرا ارادہ کیا ہے۔ جب تک انہوں نے مجھے مجبور نہیں کیا میں نے اس  
 فتنہ تک ان سے بیعت نہیں لی۔ تم دونوں خود انھی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے میری بیعت کی تھی۔  
 تم نے اقربا بیعت کے بعد میرے خلاف فتنہ مروج کیا ہے۔

بنامذی نے لکھا ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام کو دونوں کی باشتا معلوم ہوئی کہ ہم نے تو حضرت  
 علی علیہ السلام کی بیعت تنواری کے زور سے مجبوری کے غلام میں کی ہے۔ تو فرمایا۔ اے اللہ! انھیں دوری کے  
 گھوٹیں دے۔ اور انہیں آگ کی گرمی کا مزہ چکھا۔

اعثم کو فی نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بنی بی عائشہ کی طرف خط لکھا اما بعد! تم اللہ تعالیٰ



اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمان ہو کر گھر سے نکلیں۔ تم اس امر کو طے کر لیں کہ تم سے ساقط ہے۔ یہ تیرا یہ خیال ہے کہ تم مسلمانوں کے درمیان اصلاح کا ارادہ رکھتی ہو۔ مجھے یہ تو بتاؤ۔ عورتوں کو لشکر کشی اور اصلاح مسلمانوں سے کیا سروکار ہے؟ یہ خیال ہے کہ تم خون عثمان کی طالب ہو۔ عثمان بنو امیہ کا ایک آدمی تھا۔ تم بنو تمیم بن مرہ کی ایک عورت ہو میری زندگی کی قسم جس شخص نے تمہیں اس مصیبت میں گرفتار کیا ہے اور اس گناہ میں لایا ہے وہ تیرے لئے عثمان کے قتل سے بہت بڑا گناہ ہے تمہیں غصہ نہیں آیا۔ بلکہ تمہیں غصہ نہ لایا گیا ہے تم سبجان میں نہیں آئیں بلکہ تمہیں سبجان میں لایا گیا ہے۔ اسے عائشہ! اللہ سے ڈر۔ اپنے گھر واپس لوٹ جا۔ اور اپنے پردہ کو قائم رکھ۔ عائشہ نے جواب میں کہا معاملہ رائے سے اونچا ہو گیا ہے۔ گفتگو سے طے نہیں ہو سکتا۔

ابن کوثر اور قیس بن عباد نے امیر المومنین علیہ السلام سے طلحہ اور زبیر سے جنگ کرنے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا۔ انہوں نے میری حجاز (مدینہ) میں بیعت کی تھی۔ اور عراق میں خلع بیعت کی ہے میری بیعت کے توڑنے کے باعث میں ان سے لڑنا جائز سمجھتا ہوں۔

امام حسن علیہ السلام کے سامنے طلحہ اور زبیر کے بصرہ آنے کا ذکر ہوا۔ تو فرمایا۔ سبحان اللہ! لوگوں کی عقلوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ یوں کیوں نہیں کہتے۔ کہ عثمان کو تمہارے سوا کس نے قتل کیا ہے؟ تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ یونس نجوی نے کہا کہ میں نے علی طلحہ اور زبیر کے معاملہ میں غور کیا۔ اگر طلحہ اور زبیر سچے ہیں کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے تو عثمان ہلاکت کے سزاوار تھے۔ اگر انہوں نے علی پر جھوٹ باندھا ہے تو ان دونوں نے عثمان کو ہلاک کیا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے عائشہ کے پاس زید بن صوحان اور عبد اللہ بن عباس کو بھیجا۔ انہوں نے بی بی صاحبہ کو نصیحت کی کہ لڑو ڈرنا۔ تو آپ کہنے لگیں میں علی کے دلائل کے جواب کی طاقت نہیں رکھتی، ابن عباس نے کہا۔ اب مخلوق کے دلائل کے جواب کی طاقت تم میں نہیں ہے تو خالق کے دلائل کا کیا جواب دو گی؟

جمل النساب الاشراف میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بوقت صبح بروز جمعہ۔ ارجمادی الاخر ۳۵ھ کو اپنے مشرک کو منظم کیا۔ یمنہ پر اسشر اور سعید بن قیس کو۔ میسرہ پر عمار اور شریح بن ہانی کو۔ ندب لشکر میں محمد بن ابی بکر اور عدی بن حاتم کو۔ بازو پر زیاد بن کعب اور جبر بن عدی کو۔ مکین پر عمرو بن حنظل کو۔ اور جناب مذہبر کو۔

جان کوئی بہتر صورت نکل آئے  
اللہ نہیں قیام کا حکم دیتا  
بنے اصحاب کے درمیان گھرے  
لا دست کی فاحہ حسب  
بنین کے پاس چلو۔ تمام کے  
ابا بن عم رسول اللہ  
دولت کو قبول کرو جس  
میشیم بن شہاب زید  
کے لئے کھڑے ہوئے  
قتال ایک فرسخ پر  
کے شیعہ جو بصرہ  
تحف نے حضرت  
کی خدمت میں  
سے روکے ہوں

میں نے لوگوں  
نے اس  
ت کی تھی

حضرت

دی کے

دعائی



اور پیادہ فوج پر فتادہ انصاری کو انچارج مقرر کر دیا۔ علم محمد بن حنیفہ کو دیا۔ پھر حضرت نے صبح کی نماز سے  
 اٹھ کر ظہر کی نماز تک جنگ کو موقوف رکھا۔ لوگوں کو دعوت حق دیتے رہے اور انھیں قسمیں دے کر حقیقت  
 امر کی طرف راہنمائی کرتے رہے۔ اور عائشہ سے فرماتے تھے میں اللہ عزوجل نے گھر بیٹھے کا حکم دیا ہے۔ اللہ سے  
 ڈر اور گھر لوٹ جا۔ ظالم اور ذمیر سے کہتے تھے تم نے اپنی عورتوں کو پردہ میں چھپا رکھا ہے۔ اور رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم کی بیوی کو کھلے میدان میں معرکہ کا زار میں لے آئے ہو۔ تم نے اسے جنگ پر آمادہ کیا ہے کہتے ہو کہ ہم  
 خون عثمان طلب کرنے آئے ہیں۔ بی عائشہ نے زور پہن رکھی تھی۔ اپنے اونٹ کے کجاوے پر لوہے کی تختیاں  
 لگا رکھی تھیں۔ اور کجاوے کو زور سے دھانپ لیا تھا یہی اونٹ کا کجاوہ بصرہ والوں کا علم تھا۔ اور کجاوہ  
 ایک اونٹ پر رکھا ہوا تھا جس کا نام عسکر تھا۔

کتاب الفضائل میں یہ واقعہ آٹھ طریقوں سے بیان کیا ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ذمیر سے فرمایا  
 کہ کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں ہے کہ تم میرے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم باہر نکلے مجھے  
 میرے ساتھ دیکھا۔ اور تم مجھے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ اور تمہیں کہا اسے ذمیر! تم علی کو دوست رکھتے ہو۔  
 تم نے کہا میں کیوں کر علی کو دوست نہ رکھوں۔ اللہ کی راہ میں میرے اور آپ کے درمیان نسب اور مودت میں  
 وہ خصوصیات ہیں جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم عنقریب اس سے لڑو گے۔  
 اور ظالم ہو جاؤ گے تم نے کہا تھا میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے (ذمیر سے) کہا کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے مجھے فرمایا تھا اے ذمیر! تم ظالم ہو کر علی سے لڑو گے۔ اور میرے نشانے پر ضرب لگے گی۔ یہ سن کر ذمیر نے  
 کہا واقعہ بالکل درست ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا پھر میرے ساتھ لڑنے کے لئے نکل آئے ہو، کہا میں  
 اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر امیر المؤمنین نے فرمایا۔ ان باتوں کو چھوڑ دو۔ تم نے رضا و رغبت  
 سے میری بیعت کی تھی۔ اب میرے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آگئے ہو۔

۵ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ۛ آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا

یہ سن کر ذمیر نے کہا خدا کی قسم میں آپ سے نہیں لڑوں گا۔

حلیۃ الاولیاء میں تحریر ہے کہ عبدالرحمن بن ابی لبیلہ نے کہا کہ ذمیر سے اس کا فرزند عبداللہ ملا۔

اس نے کہا۔ نہ لڑنا بزدلی ہے بزدلی ہے۔ ذمیر نے کہا اے فرزند! لوگ جانتے ہیں۔ کہ میں بزدل نہیں ہوں۔



لیکن مجھے علی علیہ السلام نے ایک بات یاد دلانی ہے۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی۔ اب میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں آپ سے نہیں لڑوں گا۔ عبد اللہ نے کہا۔ آپ فلاں غلام آزاد کر کے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔

ایک روایت میں ہے کہ بی بی عائشہ نے (زبیر سے) کہا: خدا کی قسم صرف تم ہی علیؑ کی تلواروں سے نہیں ڈرے جو تیز لورمبی ہیں جنہیں نجیب لوگ اٹھائے ہوئے ہیں بلکہ تم سے پہلے بھی لوگ ان سے ڈرا کرتے تھے۔ اب زبیر جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ زبیر تو واپس آگئے ہیں۔ فرمایا۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس پر شیطان مسط ہے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے لوگو! آنکھیں بند کر لو۔ اپنی ڈاڑھیوں کو مضبوطی سے دباؤ۔ اللہ کو بہت یاد کرو۔ زیادہ بات چیت اور نزولی سے بچو۔ بی بی عائشہ نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھا، آپ صفوں کے درمیان گشت کر رہے تھے۔ عائشہ نے کہا: اس کی طرف دیکھو اس کا آج کے دن چکر لگانا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چکر لگا رہے تھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اسے عائشہ فقور سے عرصہ کے بعد تم نادم ہوگی۔ لوگوں نے لڑائی میں جلدی کرنا چاہی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے منع کیا اور فرمایا۔ خداوند! میں نے حجت تمام کر دی ہے۔ میں نے انھیں ڈرایا ہے تم گواہ رہنا۔ آپ نے قرآن مجید لیا۔ اور اس شخص کو طلب کیا جو جا کر لشکر پر قرآن کی تلاوت کرے۔ دان طائفان من المؤمنین اذتقلوا فاصحوا بینہما مسلم مجاشعی نے عرض کیا یا امیر المؤمنین اس خدمت کو میں بجالاؤں گا۔ امیر المؤمنین نے اسے اس کے دائیں اور بائیں ہاتھ کے قلم ہوتے اور اس کے قتل ہو جانے سے متعلق ڈرایا۔ اس نے عرض کیا یا امیر المؤمنین اس کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی۔ یہ چیزیں اللہ کی راہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں اس نے قرآن مجید کو لے کر لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی۔ اس کا وایاں ہاتھ کٹ گیا۔ اس نے قرآن مجید بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ وہ بھی کٹ گیا۔ اس نے قرآن مجید کو اپنے وائتوں میں دبا لیا۔ اور شہید ہو گیا۔ اور آواز دی اسے اناں!

امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اب جنگ ناگزیر ہو گئی ہے۔ مجھ کو حقیقت سے فرمایا۔ علم اس کے ہاتھ میں تھا۔ بیٹے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں تو ٹل جائیں۔ لیکن تم نے اپنی جگہ سے نہیں ٹلنا۔ اپنی ڈاڑھی کو مضبوطی سے دباؤ۔ اللہ عزوجل کے حوالے اپنی کھوپڑی کر دو۔ زمین میں اپنے قدم گاڑ دو۔ قوم کی آخری صف کی طرف نگاہ رکھو۔ آنکھیں نیچی کر لو۔ تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ نصرت اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔ چہاڑ طرف سے تیروں کی بارش

صبح کی نماز سے  
سے کہ حقیقت  
ہے اللہ سے  
اللہ صلی  
تے ہو کہ ہم  
ہے کی تختیاں  
اور کجساد

زبیر سے فرمایا  
رنگے سبھے  
رکھتے ہو  
رمودت میں  
ہ لڑو گئے۔

سنوۃ السلام  
زبیر نے  
ہو، کہا میں  
ماور غبت

عبد اللہ صلی  
میں ہوں۔



ہوگی۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا: بیٹے آگے بڑھو۔ جاندار نیزہ زنی کا ثبوت دو۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا:

اطعن بها طعن ابيك تحمد  
لاخير في حرب اذا لم تنو قد  
اپنے بابا جیسی نیزہ زنی کرو۔ تاکہ تیری تعریف ہو۔ جو بہت تک ہنگ بھر کائی نہ جلتے اس میں کوئی  
بجلائی نہیں ہے۔

حضرت نے اسے کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے حملہ کر کے حمل کے میمنہ کے نگران صلال بن میم کو قتل کر دیا۔  
عبداللہ بن ابی بنی میدان جنگ میں لگا۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے مقابل میں نکلے اسے تلوار کی ضرب سے قتل کر  
دیا۔ عمرو بن ابی بنی نکلا۔ اس کے مقابلہ میں عمار نکلا۔ آپ نے اسے گھوڑے سے گرا دیا اور پاؤں گھسیٹے ہوئے حضرت  
علی علیہ السلام کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ پھر اس کا بجائی رجز پڑھتے ہوئے نکلا۔  
حضرت علی علیہ السلام بھیجیں بدل کر اس کے مقابلہ میں تشریف لائے۔ آپ نے تلوار کی ضرب سے اس کا سر  
دو ٹکڑے کر دیا۔ عبداللہ بن خلف خزاعی نے حضرت علی علیہ السلام کو مقابلہ کی دعوت دی یہ وہ شخص ہے جس کے  
گھڑی بصرہ میں بی بی عائشہ تشریف فرما ہوئیں تھیں۔ کہا آپ میرے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا  
میں اس بات کو ناپسند نہیں کرتا۔ لیکن اسے ابن خلف با تم پر افسوس ہے کیا تم اپنے قتل ہونے میں راحت محسوس  
کرتے ہو۔ تم جانتے ہو۔ میں کون ہوں؟ کہا اسے ابو طالب کے بیٹے! اپنی دھونس کو چھوڑ دو۔ حضرت امیر علیہ السلام  
نے ایک ایسی تلوار ماری جس سے اس کی کھوپڑی کے پرچھے اڑ گئے۔ پھر مازن ضبی آیا۔ اس سے عبداللہ بن نضیل  
نے مقابلہ کیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ طلحہ لوگوں کو برا بھلا کہتا تھا۔ اللہ عزوجل کے بند و صبر سے کام  
لو۔ مروان بن حکم کہا کرتا تھا۔ خدا کی قسم میں اس دن کے بعد کبھی عثمان کے خون کا بدلہ نہیں لوں گا۔ طلحہ نے ایک  
تیر پھینک دیا۔ مروان کے گھٹنے پر لگا۔ پھر ابان بن عثمان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: میں نے تیری تیر سے باپ کے ایک  
قاتل سے کفایت کر دی۔

معارف قیتی میں ہے کہ مروان نے جنگ جمل میں ایک تیر مار کر طلحہ کو قتل کر دیا۔ جو اس کی پینڈ لی پر لگا۔ امیر المؤمنین  
حضرت علی علیہ السلام نے بنو حنیہ پر حملہ کر دیا۔ انھیں راکھ کی مانند کر دیا۔ جسے سخت اندھی اڑا کرے جائے نہ بیر طپ  
کر جانے لگا۔ عمرو بن جرموز نے اس کا پیچھا کیا۔ اس کا سر کاٹ کر امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لایا۔



علی سے صلح کر لو۔ عائشہ میدان جنگ میں آگئیں۔ یہ دیکھ کر حضرت علی علیہ السلام مغموں ہوئے فرمایا۔ انا اللہ  
 دانا الیہ راجعون ایک ایک ہو کر لوگ نکلتے۔ اور بی بی عائشہ کے اونٹ کی مہارت تھامتے تھے حتیٰ کہ اسی حالت  
 میں ۹۸- آدمی قتل ہو گئے پھر کعب بن سورن ازدی مدینہ پر ہٹتا ہوا آگے بڑھا۔ اشتہ نے اسے قتل کر دیا۔ ابن  
 نضیر ازدی نکلا۔ مالک نے نکل کر اس کام تمام کر دیا۔ پھر آپ نے عمیر غنوی اور عبداللہ بن غلاب بن اسید  
 کو قتل کیا۔ اس کے بعد اشتہ نے میدان میں ایک چکر لگایا۔ اوروہ ہم فرزند ان موت ہیں۔ اسی پر ہماری مردش  
 ہوئی ہے کانعرہ بلند کرتے رہے۔

عبداللہ بن زبیر آپ سے مقابل ہوا۔ آپ نے نیزہ مارا۔ اسے گھوڑے سے گرا کر سینے پر بیٹھ گئے تنگ  
 قتل کر دیں عبداللہ نے بلند آواز سے کہا مالک کبیرے ساتھ قتل کرو۔ لوگ ہر طرف دوپٹے اٹھانے لگے  
 پھوڑ دیا۔ آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ جب آپ کو سوار دیکھا تو آپ سے الگ ہو گئے۔ ایک ازدی  
 آدمی نے محمد بن حنفیہ پر حملہ کر دیا۔ اور کہتا تھا۔ اے ازدی کا گروہ حملہ کر دو۔ محمد بن حنفیہ نے تلوار لگائی۔ جس سے  
 اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ اور کہا اے ازد کا گروہ بھاگ جاؤ۔ اسود بن بختری سلمی میدان میں آیا۔ عمرو بن حتم نے اس  
 کا نصہ پاک کر دیا۔ جابر ازدی کو محمد بن ابی بکر نے قتل کر دیا۔ عوف یمنی کو بھی محمد بن حنفیہ نے قتل کیا۔ حبشی کو عمار نے  
 فی النازہ واستقر کیا۔ بی بی عائشہ بلند آواز سے کہتی تھیں۔ اے لوگو! تمہیں میرے کام لینا چاہیے۔ شریف لوگ صبر  
 اختیار کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل اصحاب علی علیہ السلام نے عائشہ کو جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اصحاب جمل کا قتل ہونا  
 ضروری ہے۔

۱۔ ایک کوئی (۲) حجاج بن عمر انصاری (۳) خویمد بن ثابت (۴) اشتر بن ہانی (۵) ہانی بن عمرو (۶)  
 سعد بن قیس ہمدانی (۷) عمار (۸) اشتر (۹) عدی بن حاتم (۱۰) عمرو بن حتم (۱۱) رفاعہ بن شداد بکلی

بی بی عائشہ کے کجاوے میں تیراں طرح پوست ہو گئے جس طرح گدھ میں پہریا، ساہی میں کانٹے، امیر  
 المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ میں کجاوہ بھی جنگ کر رہا ہے۔ اس کے پاؤں کاٹ دو۔ ایک نہایت  
 بہت کہ فرمایا۔ اس کے پاؤں کاٹو۔ یہ شیطان ہے۔ محمد بن ابی بکر سے فرمایا۔ دیکھو جب اونٹ کے پاؤں کاٹ دیئے  
 جائیں تو فوراً ہی اپنی بہن کی خیر لو۔

حضرت علی علیہ السلام ہودج کے پاس نشہ ریت لائے۔ اور ہودج پر نیزہ مارا کہ فرمایا۔ اے عائشہ رسول اللہ

وقد  
 میں کوئی

میں جمع کو قتل کر دیا  
 سے قتل کر  
 ہوئے حضرت  
 ہوئے نکلا۔

اس کا سر  
 جس کے  
 سلام نے فرمایا

ت محسوس  
 علیہ السلام

نیشنل

کام  
 نے ایک

ایک

یہ مبین

پر پٹ

میں لایا

تھے۔



نے تمہیں ایسا کام کرنے کا حکم دیا تھا۔ عائشہ نے کہا اے ابوالحسن! آپ فتح مند ہو گئے۔ نیکی کا سلوک فرماؤ۔ آپ ایک ہو گئے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے محمد بن ابی بکر۔ اپنی بہن کی نگہبانی کرو۔ تیرے سوا اس کے قریب اور کوئی نہیں جاسکتا! محمد بن ابی بکر کا بیان ہے کہ میں نے بی بی عائشہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تم نے اپنے نفس کے ساتھ یہ کیا کیا۔ اب کی نافرمانی کی۔ اپنی بے پردگی کی۔ پھر اپنی حرمت کو مباح کیا۔ اپنے قتل کے دوپے ہو میں۔ محمد بن ابی بکر اسے عبداللہ بن خذاعی کے گھر سے آئے کہنے لگی۔ (اے محمد) میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتی ہوں۔ عبداللہ بن زبیر کو میرے پاس لاؤ خواہ وہ زخمی ہو چکے ہیں یا قتل کر دیئے گئے ہوں۔ کہا وہ اشتر کا نشانہ بن چکے ہیں محمد بن ابی بکر واپس لشکر میں آیا۔ اور اسے پالیا۔ اور کہا۔ اے وہ شخص جو اپنے اہل بیت کے لئے منحوس ہو بیٹھ جا۔ اسے اٹھا کر بی بی عائشہ کے پاس لائے۔ آپ اس کو دیکھ کر چلانے اور رونے لگیں۔ پھر کہا اے بھائی! اس کی علی سے امان طلب کرو۔ محمد امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے اس کی امان طلب کی۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے اسے امان دے دی اور تمام لوگوں کو امان دی۔

جنگ نماذ ظہر کے بعد شروع ہوئی۔ اور شام کے قریب جا کر کہیں ختم ہوئی۔ امیر علیہ السلام کے ساتھ بیس ہزار سپاہی تھے جن میں اسی آدمی اصحاب بدر میں سے تھے جن لوگوں نے ویرخت کے نیچے رسول اللہ صلعم کی بیعت کی تھی۔ ان کی تعداد دوسرے پچاس تھی۔ اور اصحاب رسول میں سے ایک ہزار پانسو آدمی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ شامل تھے۔

قائدہ کلویان ہے کہ جمل کی لڑائی میں بیس ہزار آدمی کام آئے۔ کلویان کا بیان ہے کہ اصحاب علی میں سے ایک ہزار پیادہ اور ستر سوار شہید ہوئے۔ ان میں زبیر بن صوحان۔ بنی جمہلی۔ ابو عبد اللہ عبدی۔ اور عبد اللہ بن رقبہ تھا۔ ابو مخنف اور کلوی نے کہا کہ جنگ جمل میں ازد کے چار ہزار آدمی مارے گئے بنو عدی اور ان کے موالی میں ۹۰ آدمی۔ بنو بکر بن داکل میں سے آٹھ سو آدمی۔ بنو حنظلہ کے نو سو آدمی۔ بنو ناجیہ کے چار سو مختلف قبائل کے ۹۰ کم نو ہزار

قریش سے ذیل کے حضرات مارے گئے۔

(۱) طلحہ (۲) زبیر (۳) عبد اللہ بن عتاب بن اسید (۴) عبد اللہ بن حکیم بن حزام (۵) عبد اللہ بن شافع بن طلحہ (۶) محمد بن طلحہ (۷) عبد اللہ بن ابی حلف جمحی (۸) عبد اللہ بن جمن بن معد (۹) عبد اللہ بن معد امیر المؤمنین علیہ السلام نے سب سے پہلے اونٹ پر وار کیا۔ کہا گیا ہے کہ حکم بن عدنان نے کہا ایک



بیان ہے کہ انصار کا ایک آدمی تھا، کہا ذہلی آدمی تھا۔

## ۹ جنگ صفین

تفسیر حضرت امام حسن عسکری، سدی، وکیع، ثعلبی اور مسند احمد میں تحریر ہے کہ زبیر نے اس آیت کے بارے میں کہا دانتقوا فتنة لا تصيب الا الذين ظلموا منكم خاضعة ہم ایک عرصے تک سوچتے رہے کہ یہ فتنے کے متعلق معلوم نہ ہو سکا۔ ناگاہ ہم ہی فتنے کے مدگار بن گئے۔

آیت فلا عدوان الا على الظالمين کے بارے میں سدی نے کہا یہ آیت دو جنگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنگ صفین اور جنگ جمل۔ الشد عز وجل نے اصحاب جمل اور صفین کا نام ظالم رکھا ہے پھر کہا واعلموا ان الله مع المتقين کا مطلب یہ ہے کہ مدد و رفق امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے ساتھ تھا۔ بعض مفسرین نے اس آیت کے بارے میں کہا۔ قتل للمخلفين من الاعراب ستدعون الى قوم اولی باس شدید کہ اس سے مراد اہل صفین ہیں۔ کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراب سے کہا تھا۔ قل ان تتبعوننا کذبکم قال الله من قبل اعراب وہ لوگ ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا تھا۔ اور خیبر کی جنگ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کھڑے ہو گئے تھے۔

ابو سعید خدری اور عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ہم لوگ اس آیت کے بارے میں کہا کرتے۔ ثم انکم يوم القيامة عند ربکم تختصمون کہ جب ہمارا رب ہمارا بیٹا اور ہمارا دین ایک ہے تو یہ جھگڑا کس چیز کے متعلق ہوگا۔ جب جنگ صفین واقع ہوئی۔ اور ہم ایک دوسرے کے خلاف تلواریں کس لیں تو پھر مجھے کہ یہ بات ہوگی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا جب معاویہ کے خلاف جہاد فرما رہے تھے۔

قاتلوا امّة الکفر انهم لا ايمان لهم لعلهم ینتھنون رب کعبہ کی قسم (کفر کے امام) یہی لوگ ہیں۔ ابن مسعود نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر کے امام معاویہ اور عمرو بن عاص ہیں۔ جب جمل کی لڑائی کی فراغت کے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام نے رحبہ (صحن مسجد کوفہ) میں نزول فرمایا۔

بک فرماؤ۔

اس کے

لم نے اپنے

کے دوپے

قسم دے

اٹھا وہ اثر

یت کے

پھر

سے اس

ساتھ ہیں

صلعم کی

علیہ السلام

سے

عبداللہ

ان

سو

تشافع

عد

ایک



رجب کی چھ تاریخ تھی۔ اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی حمد ہے جس نے اپنے ولی کی مدد کی۔ اور اپنے دشمن کو ذلیل کیا۔ حق پر قائم و صادق کو عزت دی۔ باطل پرست بیعت توڑنے والے کو رسوا کیا۔ پھر حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے آذر باستان کی سرحد سے اشعث بن قیس کو بلایا۔ اشعث بن قیس کو بصرہ سے، جریر بن عبد اللہ بکلی کو ہمدان سے یہ سب لوگ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں کوفہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے جریر کو معاویہ کی طرف روانہ کیا۔ اور اس کو اپنی اطاعت کی عہد دی۔ جریر نے معاویہ کو امیر المؤمنین علیہ السلام کا پیغام بھی دیا۔ معاویہ نے تقریر کی۔ اے لوگو! میں عمر اور عثمان کا جانشین اور خلیفہ ہوں۔ عثمان مظلوم مارا گیا۔ میں اس کا ولی اور ابن عم ہوں۔ عمر بن خطاب کو بلایا۔ اور اسے مصر کی گورنری کا حکم دیا۔ اس کے غلام وروان نے کہا ذرا غور و فکر سے کام لو۔ آخرت حضرت علی کے ساتھ ہے۔ اور دنیا معاویہ کے۔ جریر واپس آگیا۔ اور معاویہ نے مدینہ والوں کو خط لکھا۔ کہ حضرت عثمان مظلوم مارے گئے ہیں۔ اور حضرت علی نے حضرت عثمان کے قاتلوں کو پناہ دے رکھی ہے اگر حضرت علی ان کو ہمارے حوالے کر دیں تو ہم آپ سے رک جائیں گے۔ اس بارے میں مسلمانوں کے درمیان مشورہ کریں گے جس طرح حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت شہری قائم کیا تھا۔ خدا تم پر رحم کرے۔ حضرت علی سے جنگ کرنے میں میرا ساتھ دو۔ مدینہ والوں نے معاویہ کو خط لکھا جس کا مخلص یہ ہے کہ تجھے اور عمرو بن عباس کو اسلام سے کیا نکالو۔

ابو مسلم خولانی معاویہ کا خط امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لایا۔ جس میں تحریر تھا۔ اللہ کی طرف سے اللہ کے خلیفہ نصیحت کرتے تھے پھر خلیفہ کا خلیفہ پھر تیرا خلیفہ جو مظلوم ہو کر قتل ہوا۔ تم نے ان تمام پر حسد کیا۔ اور تم نے ان تمام کے خلاف بغاوت کی۔ ہم لوگ اس بات کو جانتے ہیں تیری نظر ترچھی تھی تیری بات ایسی ویسی تھی ایسی سانیسیں لیتا تھا۔ خلفائے بارے میں تیرا سلوک عدم ہوا <sup>نقوت</sup> کا تھا۔ تم ایسے پھینچ کر لائے جاتے تھے جس طرح معشوقش اونٹ کو لایا جاتا ہے۔ تم ان سب سے زیادہ حسد اپنے ابن عم پر کرتے تھے۔ حالانکہ سب سے زیادہ خلافت کے حق دار تھے۔ تم کو قرابت کی وجہ سے اور اس کی نصیحت کے لحاظ سے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تم نے اس کے رحم کو قطع کیا۔ اس کی نیکی کو بُرائی میں بدل ڈالا۔ اس سے دشمنی ظاہر کی۔ اس کے لئے اپنے دل میں کینہ رکھا۔ اس کے خلاف لوگوں کو ابھارا۔ تیرے ساتھ لوگوں نے اسے تیرے محلہ میں قتل کیا۔ تم نے اس کی چنچ و پکار سنی۔ لیکن قول اور فعل سے اس کی



کوئی مدد نہ کی۔ جب خولانی پہنچا، لوگوں پر معاویہ کا خط پڑھا۔ تو تمام کے تمام کہنے لگے۔ ہم عثمان کے قاتل ہیں۔ اور اس کے افعال کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا جواب یہ تھا۔ قاتلین عثمان کی تعداد زیادہ تیرے پاس موجود ہے۔ جس طرح اور مسلمانوں نے میری بیعت کی ہے۔ تم بھی بیعت کر کے ان میں شامل ہو جاؤ۔ پھر قوم کتاب خدا اور سنت نبی اکرم صلعم کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ جس بات کا تو نے ارادہ کیا ہے۔ یہ تو ایسا دھوکا ہے جس طرح بچے کو دودھ دیا جاتا ہے۔ میری زندگی کی قسم اگر تو اپنی عقل سے غور کرتا، اور اس میں اپنی خواہش کو دخل نہ دیتا، تو تو ضرور جانتا تھا کہ میں خون عثمان سے سب سے زیادہ بدمی ہوں۔ اور تجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ تو ان آزاد کردہ رفتح مکہ کے دونوں کی اولاد میں سے ہے جن کے لئے خلافت جائز نہیں ہے حضرت امیر علیہ السلام نے لوگوں کو جنگ کی طرف چلنے کا حکم دیا، اور اس بات پر انہیں برا لگھتے کیا۔

ابن مردویہ کا بیان ہے کہ ابن ابی حازم تمیمی اور ابو وائل نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بقیہ احزاب جو اولیاء شیطان ہیں کہ طرف چلو۔ اس شخص کی طرف چلو۔ یہ کہتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے جھوٹ کہا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عیس کا ایک شخص حاضر ہوا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ شام میں قاتلین عثمان پر لعنت کی جاتی ہے۔ اور عثمان کی (خون آلود) قمیض دیکھ کر روتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا حضرت عثمان کی قمیض حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض جیسی ہے اس پر اس طرح روتے ہیں جس طرح اولاد یعقوب روتی تھی جب معاویہ نے خط کھولا تو وہ ایک سفید کاغذ تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے لا حول پڑھا۔ فیس بن سعد نے کہا ہے

لیست نجاح من علی و صحبہ وان تلک فی جابلق لم تلہ ناجیاً

تم علی اور اس کے اصحاب سے نجات نہیں پاؤ گے۔ اگرچہ تم جابلق میں جا کر رہو تک بھی نجات نہیں پاؤ گے۔

شاذ کوفی نے تحریر کیا ہے کہ ایک شخص امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں (معاویہ کا) خط لایا جس کے آخر میں یہ شعر تحریر تھا ہے

فاذہر حمادک لا یوقع بوختنا اذا ترد و قبض العین مکرویا

اپنے گدھے کو منع کر دیجئے کہ وہ ہمارے باغ میں نہ پڑے۔ اگر ایسا کیا تو آنکھ میں تکلیف کے خاشاک ہوں گے۔

رد کی۔ اور

کیا

نف بن

خدمت

اس کو

تقریر کی۔

عمر بن

آخرت

کہا۔ کہ حضرت

اگر حضرت

بیان مشورہ

حضرت

تجھے اور

خدا۔ اللہ

تم

میری

وقت

ہوا

احمد

اس

کی

بار

کی



امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے عبد اللہ بن ابی رافع سے کہا کہ معاویہ کے پاس خط لکھو میری بیعت پر خاص و عام جمع ہو چکے ہیں۔ شورش کے مستحق وہ مومنین مہاجرین اولین ہیں۔ جو سابق بالاحسان اور بدری ہیں تم خود آزاد کردہ ہو اور آزاد کردہ کے بیٹے ہو۔ تم خود عین ہو۔ لعین کے نزدیک ہو؟ نبوت پرست ہو بت پرست کے بیٹے ہو۔ نہ تو نے ہجرت کی ہے نہ ہی تجھے سابقت کی منیت اور نصیحت حاصل ہے تیرا باپ اس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی۔ اپنے وعدے کو سچا کیا اور گروہ کو شکست دی۔ آخر میں یہ شعر لکھا ہے

المرترقوی اذا دعاهم اخوهم اجابوا وان يغضب علی القوم يغضب

تم نے میری قوم کو نہیں دیکھا کہ جب ان کے بھائی نے انہیں بلایا تو انھوں نے لبیک کہی اگر ان کا بھائی قوم پر رنجی ہوا تو وہ بھی اس قوم پر ناراض ہوئے۔

معاویہ نے خط لکھا۔ اے علی اللہ سے درد۔ تم صدمہ کرتے ہو۔ اکثر اوقات حاسد کو حسد فائدہ نہیں دیتا۔ اپنی سابقہ نصیحت کو ضائع نہ کرو اپنے نئے شر سے اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہوتا ہے۔ جان بوجھ کر حق کے معاملہ میں باطل سے کام نہ لو جس کا کوئی سر نہیں ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی ذات کو نقصان دو گے اپنے عمل کو مٹاؤ گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں لکھا۔

میری نصیحت اس شخص کو کوئی فائدہ نہ دے گی جس پر عذاب واجب ہو چکا ہے۔ اس سے عذاب میں کوئی تخفیف نہ ہوگی۔ اللہ سے وقار کی توقع نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی اس کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ تیری حالت تو یہ ہے کہ تو گمراہی حیرت اور جہالت میں سرگردان ہے۔ اس بارے میں اللہ عزوجل کو ناک ہیں پاؤ گے۔ آخر میں فرمایا۔ میں وہ ابوالحسن ہوں۔ جس نے تیرے دواغتبہ تیرے چپا شبیہ اور تیرے بھائی حنظلہ کو قتل کیا۔ ان لوگوں کا خون بدر کے روز اللہ نے میرے ہاتھوں پر جہاڑ دیا۔ وہی تلوار میرے پاس موجود ہے۔ اسی دل کے ساتھ دشمن پر جا پڑوں گا۔ تم نے اولاد عبد المطلب کو کب دشمن سے ہٹتے ہوئے اور تلوار دل سے ڈرتے ہوئے پایا۔ تھوڑا سا انتظار کرو۔ مجھے حمل والوں سے ملا دیا جائے گا جس نے مجھے طلب کرنا ہے طلب کرے گا۔ جس سے دُور ہی چاہتا ہے وہ تیرے قریب ہو جائے گا۔ میں تیرے پاس تیزی سے گروہ مہاجرین انصاریہ اور تابعین کا لے کر آ رہا ہوں جن کی بھیڑ سخت ہے جن کے غبار آلود چہرے چمکنے والے ہیں جنہوں



نے موت کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ ان کے نزدیک بہترین ملاقات رب کی ملاقات سے ہے جس کے ساتھ بدر کے اصحاب کی اولاد لے کر آ رہی ہوں۔ میرے ساتھ ہاشمی تلواریں ہیں جن کی کاٹ کو تو اپنے بھائی۔ ماموں اور مانا کے متعلق جانتا ہے۔ اب یہ بات ظالمین کے لئے بعید نہیں ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے ناکثین سے جہاد کیا ہے۔ اب یہ لوگ فاسطین ہیں۔ عنقریب میں یزید سے جہاد کروں گا۔ پھر آپ بنی صلم کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ نوے ہزار کاٹ کر تھا۔

سعید بن جبیر نے کہا حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ نوے ہزار کاٹ لے کر چلے۔

عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا۔ ستر آدمی اصحاب بدر میں سے تھے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ اصحاب بدر کی تعداد ایک سو تیس تھی۔ معاویہ ۱۲۰ ہزار آدمی لے کر نکلا۔ ان کے آگے مروان تھا جس نے عثمان کی تلوار لگائی جوئی تھی۔ ماہ محرم میں شکر صغین کے مقام پر پہنچا۔ اور فرات کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر پانی بند کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے شبث بن ربعی ریاحی اور صعصعہ بن صدحان کو بھیجا۔ وہ انھیں نمری اور سختی کے لئے جلے الفخار سے سمجھائیں۔ انھوں نے کہا تم نے حضرت عثمان کو پیاسا قتل کیا ہے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اپنی تلواروں کو ان کے خون سے بچھاؤ۔ اور پانی سے سیراب ہو جاؤ۔ موت کا آنا مقہور زندگی میں زیادہ تر ہے۔ تمہاری اس موت سے جو قہرین کی صورت میں ہو دو لوں نے ستر ہزار شکر کے ساتھ یکجا ہو کر ایسا حملہ کیا کہ وہ تتر بتر ہو گئے اور باقی لشکر کھا کر بھاگ گئے حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان پر پانی بند نہ کیا جائے۔ حضرت علی علیہ السلام ماہ ذی الحجہ ۳۱ھ میں صغین میں آئے۔ اشتراکے ٹہرے۔ اور صالح بن فیروز عقیلی، مالک بن اوس، زید بن عقیل، کتانی۔ رافع بن عبید خزاعی، مالک بن روضہ جمحی کو قتل کیا۔ اشعث نے سر جیل بن سمطادہ ابو سعید سلمیٰ کو نیزہ مارا۔ معاویہ کے لشکر سے خوشاب ذوالنظیم اور ذوالکلاع ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوئے کہ ہمیں اس رات ہلاکت دی جائے۔ انھوں نے مان لیا بھڑے علی علیہ السلام نے سعید بن نفیس ہمدانی اور بشر بن عمرو انصاری کو روانہ کیا تاکہ وہ معاویہ کو حق کی طرف دعوت دیں حجت تمام کے بعد دونوں واپس آئے۔ پھر آپ نے شبث بن ربعی ریاحی اور عدی بن حاتم طائی۔ بریدہ بن نفیس ایچی اور زیاد بن جحفص کو اس عرض کے لئے بھیجا۔ معاویہ نے کہا حضرت عثمان کے قاتل ہمارے حوالے کر دو ہم انھیں قتل کریں گے۔ پھر ہم خلافت سداگ ہو جائیں گے۔ اور اس کے متعلق شور مچا کر قائم کیا جائے گا۔

ہو۔ میری بیعت

اور بدری ہیں

موت پرست

بیرا پ اس

کی۔ اپنے

نضب

اگر ان کا بھائی

نہیں دیتا۔

بھ کر حق کے

ن دو گے

عذاب میں

تیری حالت

د گے۔

ن خطہ

ہے۔

ل سے

لب

برین

جنہوں



ذی الحجہ میں لڑائی ہوتی رہی۔ اور ماہ محرم میں بند ہو گئی جب ماہ صفر کا چاند نمودار ہوا۔ یہ سلسلہ تھا حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ شکر شام میں منادی کی جائے۔ انھیں جنگ سے روکا جائے۔ اور ڈرایا جائے۔ جب تمام تجاویز بے کاد ہو گئیں تو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لشکر کو مندرجہ ذیل صورت میں مرتب کیا۔ میمنہ لشکر پر امام حسن و امام حسین علیہما السلام عبداللہ بن جعفر اور مسلم بن عقیل کو مقرر کیا۔ میسرہ پر محمد بن حنفیہ۔ محمد بن ابی بکر۔ ہاشم بن عتبہ مرقالی۔ قلابہ پر عبداللہ بن عباس۔ عباس بن ربیعہ۔ بن حارث۔ اشتر اور اشعث کو لشکر کے بازو پر سعد بن قیس ہمدانی۔ عبداللہ بن بدیل بن وکاح۔ خزاعی رفاعہ بن شداد بکلی اور عدی بن حاتم۔ کلبی پر عمار بن یاسر۔ عمرو بن حمق۔ عامر بن واثلہ۔ کنانی اور قیس بن جابر اسدی کو۔

معاویہ نے اپنے لشکر کے میمنہ پر ذوالکلاع جیسری اور خوشب ظلم کو مقرر کیا۔ میسرہ پر عمرو بن عاص حبیب بن سلمہ کو مقرر کیا۔ قلابہ پر ضحاک بن قیس فہری کو عبدالرحمن بن خالد بن ولید ساقہ پر بسر بن ارطاة فہری کو بازو پر عبداللہ بن معنہ فزاری اور ہمام بن قیسہ فہری کو کلبی پر ابوعور سلمیٰ اور سائب بن سعد طائی کو مقرر کیا۔

## آغاز جنگ

حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کے پاس کبلا بھیجا کہ تیرا اور میرا مقابلہ ہو جائے۔ (مسلمانوں کے خون خرابا سے کیا فائدہ معاویہ میں اتنا دم کہاں تھا) دونوں لشکروں کے درمیان چالیس دفعہ لڑائی ہوئی۔ ہر مرتبہ عراق وائے غالب آجاتے تھے پہلی دفعہ بدہ کے روز اشتر اور حبیب بن مسلم کے درمیان مقابلہ ہوا۔ دوسری دفعہ مرقالی اور ابوعور سلمیٰ کے درمیان تیسری دفعہ عمار اور عمرو بن عاص کے درمیان۔ چوتھی دفعہ ابن حنفیہ اور عبید اللہ بن عمر کے درمیان۔ پانچویں دفعہ عبداللہ بن عباس اور ولید بن عتبہ کے درمیان۔ اسی طرح چالیس دفعہ دن پڑا۔ آخری دن بیت البر پر لڑا تھا۔ معاویہ کے لشکر سے عون بن عوف حادثی رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ اور اسے غلغمہ نکلا۔

حضرت عثمان کا غلام امیر میدان میں آیا۔ اور اسے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا غلام کیسان نکلا۔ احمر نے کیسان کو قتل کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کر دے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کی زدہ کی گریوں کو پکڑ کر اوپر اٹھایا اور زمین پر پٹک دیا۔ اور میدان میں گھوڑے کو گشت دیا۔ معاویہ نے اپنے غلام حارث سے کہا کہ کسی صورت وھوکا سے علی علیہ السلام کو قتل کر دے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کا سر قلم کر کے ہوا میں اڑا دیا۔ اور پھر میدان میں گشت کرنے لگے۔ عمرو بن عاص رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ اس کے مقابل میں



ہاشم رجز پڑھتا ہوا آیا۔ ہاشم نے اسے ضرب لگائی۔ (جس سے وہ بھاگ گیا) عبدالرحمن بن خالد بن ولید نکلا۔ اس کے مقابل میں اشتر نکلے اشتر نے ایسا وار کیا جس سے وہ بھاگ کھڑا ہوا اور کہا۔ ہم نے حضرت عثمان کا خون ضائع کر دیا۔ معاویہ نے کہا صبر سے کام لو کھیل میں جو ٹپس آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے معاویہ ہمدان کی طرف اشارہ کرتا ہوا نکلا اس کے مقابل میں سعد بن قیس رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔ آپ نے نیزہ نکال کر معاویہ پر حملہ کیا معاویہ دم دبا کر بھاگ گیا۔ ابو طفیل کنانی میدان میں آئے حضرت علی علیہ السلام میدان کا رزار میں خود تشریف لائے۔ عمرو بن حصین سکونی نے پیچھے سے آپ کو نیزہ مارنا چاہا۔ اس حرکت کو سعد بن قیس نے دیکھ لیا۔ اور رجز پڑھا۔ معاویہ نے ذالکلاع کو ہمدان سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ رات تک ان کے درمیان لڑائی ہوتی رہی اہل شام شکست کھا گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اہل ہمدان کی مدد میں اشعار بیان کئے۔ ان میں سے ایک شعر یہ ہے۔

جزی اللہ الجنان فانهم سہام الہدی فی یوم حہام  
ابو ابوب انصاری میدان میں آئے آپ کو دیکھ کر شکر شام پیچھے ہٹ گیا معاویہ کا تعاقب کیا۔ اور اسے

اس کے خیمہ میں داخل کر دیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

وعلنا العرب ابادنا وسوف تعلم ایضاً بنینا

ہمیں آباد اجداد نے جنگ کی تعلیم دی ہے۔ غنقریب اس کی تعلیم اپنے بیٹوں کو دیں گے۔

ایک شخص معاویہ کے لشکر سے ایک کوئی آدمی کے مقابلہ کو نکلا کوئی نے اسے پھپھاڑ دیا۔ حالانکہ وہ اس کا بھائی تھا۔ لوگوں نے کہا۔ اسے چھوڑ دو۔ اس نے انکار کیا جب تک حضرت علی علیہ السلام اجازت نہیں دیں گے۔ اس وقت تک انہیں چھوڑوں گا حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے چھوڑنے کی اجازت دے دی۔ عبداللہ بن خلیفہ طائی بنو طی کی ایک جماعت لے کر میدان میں آیا۔ معاویہ کے لشکر سے ایک ہزار سے زیادہ آدمی نکلے۔ اور جنگ کرتے رہے۔ ابو موسیٰ سے ایک بھی نہ بچا۔ بسر بن ارطاة نکلا اس کے مقابلہ میں سعید بن قیس آیا۔ آپ نے بسر کو نیزہ مارا وہ بھاگ گیا۔ ابن لام قضاعی آیا۔ اسے حجر بن عدی نے قتل کر دیا۔ پھر حکم بن زہر آیا۔ اسے بھی حجر نے قتل کر دیا پھر مالک بن مسہر قضاعی رجز پڑھتا ہوا بڑھا۔ اس کے رجز کا جواب حجر نے دیا۔ علقمہ مقابلہ کو آیا اسے پاؤں میں چوٹ آئی۔ اہل عراق کے مندرجہ ذیل حضرات قتل ہوئے۔

۱۔ عیمر بن عبید مجاہدی ۲۔ بکر بن ہوزہ نخعی اس کا بیٹا حیان۔ سعید بن نعیم۔ ابان بن قیس۔

حضرت علی علیہ السلام نے شام کے لشکر چھڑ کر کے انھیں بھگا دیا۔ معاویہ نے کہا۔ آج تو مجھے کامیابی کی امید ہے

اللہ تعالیٰ

بجائے۔ جب

میں مرتب کیا۔

میں خفیہ۔ محمد بن

شکر کو

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر

میں۔ کہیں پر



اشتر مقابلہ کو نکلا۔ پے درپے ایک ایک کو قتل کرتا گیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے عمرو بن عاص چار ہزار سولے کر نکلا۔ اشتر کے ساتھ دوسو آدمی نفع اور ندج کے تھے۔ اشتر نے عمرو بن عاص پر حملہ کر دیا اور اس کی زین کے قریب میں نیزہ مارا۔ جو ٹوٹ گئی عمرو گر پڑا۔ اس کے دانت گر پڑے۔ اور امان طلب کی۔ اصمغ بن نباتہ رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ کعبہ اسدی مقابلہ میں آیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ اہل شام نیزے اور تلواریں لے کر آپس پر ٹوٹ پڑے آپ ان سے نکل آئے۔ عبد الرحمن بن خالد بن ولید کے مقابلہ میں حارثہ بن قدامہ مسحی نکلے۔ اور اسے واصل جہنم کیا۔ ابو اور سلمی نکلا۔ اسے زیاد بن کعب ہمدانی نے نیزہ مار کر زخمی کر کے بھگا دیا۔

بنو ہمدان نے شام کی بہت سی مخلوق کو قتل کر دیا۔ معاویہ نے کہا بنو ہمدان اعدا حضرت عثمان۔ بنو ہمدان حضرت عثمان کے دشمن ہیں۔ عبید بن عطار دیمسی اپنی قوم کو لے کر میدان میں آیا۔ یہ لوگ رات تک معاویہ کے لشکر سے جہاد کرتے رہے۔ بسر بن ارطاة قبیس بن سعد کے مقابلہ میں آیا۔ قبیس کی ضرب کھا کر مجروح ہو کر بھاگ گیا۔ بخاری بن عبد الرحمن نکلا۔ اس نے مروی اور مسلم از دی اور دوسرے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام بھیس بدل کر اس کے مقابلہ میں آگئے۔ اسے قتل کر کے بعد میں سات اور آدمی قتل کئے۔ حریب بن صباح نکلا۔ اس نے برفع خولانی شریل بکری حارث حکمی اور عبد الرحمن ہمدانی کو قتل کیا۔ امیر المومنین نے اسے قتل کیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے حرث بن وداع اور مطاع بن مطلب اور عروہ بن داؤد کو قتل کیا۔ معاویہ کا غلام حارث نکلا۔ اسے قبر نے فی النار کیا۔ برید کلبی نکلا۔ اسے اشتر نے مھکانے لگا دیا۔ خالد سدوسی نے اعدان کیا۔ موت پر میرے ساتھ کون بیعت کرے گا؟ اس آواز پر ۹ ہزار جوان میدان میں آگئے۔ اتنا جہاد کیا کہ معاویہ کے خیموں تک پہنچ گئے۔ معاویہ بھاگ گیا انھوں نے خیموں کو لوٹ لیا۔ معاویہ نے خالد کو کھلا بھیجا۔ اسے خالد تم کامیاب ہو گئے۔ تو تمہیں خراشان کی حکومت ملے گی۔ پھر سے ان حرکات پر افسوس آتا ہے لیکن شکر علی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کے منہ پر تھوکا رات تک جنگ ہوتی رہی۔ حمزہ بن مالک ہمدانی ہاشم مرقال کے مقابلہ میں آیا۔ مرقال نے اسے قتل کر دیا۔ لشکر شام نے مرقال پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ سفیان بن ثور نے جھنڈا لیا۔ لڑا رہا۔ حتیٰ کہ قتل ہوا۔ پھر جھنڈا عتبہ بن مرقال نے لیا۔ لڑتا ہوا قتل ہوا۔ ابوطیف کنانی نے جھنڈا لیا۔ لڑا زخمی ہوا۔ لٹے پاؤں لوٹ گیا۔ عبد اللہ بن بدیل بن وقاص زاعی نے جھنڈا لیا۔ آپ پر حملہ کیا۔ اور قتل کر دیا۔ پھر جھنڈا عمرو بن حمزہ نے لیا۔ آپ نے سخت لڑائی کی۔ ذوالنظیم میدان میں آیا۔ عیسایان بن مردخس علی نے مقابلہ کیا۔ ایک جاہل کو انصار نے حملہ کیا۔ ذوالکلاع اور ذوالنظیم کو قتل کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کا لشکر معاریہ کے مرکز کے آگے قریب پہنچ گیا۔ قریب تھا کہ معاویہ پکڑا جائے۔ عبید اللہ بن عمر



نے محمد بن حنفیہ کو طلب کیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کو روک دیا۔ عیسیٰ اللہ بن عمر کو عبد اللہ بن سوار نے قتل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جریر بن خالد نے قتل کیا۔ ایکٹا بانی بن عمر بنیوعی ایکس میں محمد بن جیسع بیان ہوئے ہیں۔ معاویہ نے ستر جھنڈوں کے ذریعے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ عمار علم کے مقابلہ میں آئے۔ معاویہ کے ساتھ ستر آدمی کام آئے۔ اصحاب علی علیہ السلام سے دوسرا آدمی شہید ہوئے۔

حضرت علی علیہ السلام ہمدان کے پہلوانوں کے ساتھ میدان میں تشریف لائے۔ عمرو بن عاص مقابلہ کو نکلا۔ اشتر نے جالیا بشکر شام کو شکست دی۔ اور عمرو بن عاص زخمی ہوا۔ عرو بن آدم نے عباس بن ربیعہ بن حارثہ بن عبد المطلب کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ عباس نے اسے قتل کر دیا۔ معاویہ نے کہا جو شخص عباس کو قتل کر دے گا وہ جو چاہے گا اسے ملے گا۔ دو زخمی آدمی نکلتے ایک نے عباس کو بلایا۔ کہا میرے آقا نے اگر مجھے تیرے مقابلہ کی اجازت دی ہے، تو تیرے ساتھ لڑوں گا۔ عبد اللہ کی وجہ سے عباس کو جنگ کرنے سے امیر المومنین نے منع کر دیا تھا۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام عباس کے لباس میں عباس کے گھوڑے پر بھیس بدل کر میدان میں آئے۔ اس شخص نے کہا تیرے آقا نے تجھے اجازت دی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اذن للذین یقاتلون بانہم خطا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ آگے بڑھ کر ایک آدمی کو قتل کر دیا۔

معاویہ نے فوج کی چار صفیں مرتب کیں۔ ابو اعمور سلمی آگے چڑھا۔ اور لشکر کو براہِ ننگہ کرتا تھا۔ اور کہتا تھا اے اہل شام مت بھاگو۔ اس میں ننگ اور عمار ہے۔ اہل عراق کو کچل ڈالو۔ یہ صاف ننگہ اور نفاق ہے۔ سعید بن قیس۔ عدی بن حاتم۔ اشتر اور اشعث نے میدان میں آکر ان میں سے تین ہزار آدمی قتل کر دیئے۔ باقی شکست کھا کر بھاگے۔ معاویہ کا شاعر کعب جہلی نکلا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت علی علیہ السلام کے شاعر کجاشی نکلے۔ عبد اللہ بن جعفر ایک ہزار کا لشکر لے کر میدان میں آئے۔ کافی غلغلی کو قتل کیا۔ عمرو بن عاص گھبرا اٹھا۔ اویس قرنی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں دو تلواریں لگائے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ کے ساتھ ترکش دان اور سنگریزوں کا تو برا بھرا ہوا تھا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام پر سلام کیا۔ حضرت امیر المومنین نے اسے الوداع کہا۔ ربیعہ کی پیادہ فوج کے ساتھ میدان کا زراہ میں آیا۔ اسی روز شہید ہوا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور دفن کیا۔ عمار رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آئے۔ اور جہاد کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام میں ان جنگ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور معاویہ کو طلب کیا۔ اور فرمایا کہ میں

چار ہزار سوار  
کی زمین کے  
بنی بناتہ رجز پڑھتا  
آگے آپ ان  
بہیم کیا۔ ابو اعمور

شان۔ بنو ہمدان  
معاویہ کے لشکر  
کیا بخارق  
بھیس بدل کر

تے برفع خولانی  
یہ السلام نے  
نے فی النار

بیعت کرے

کیا انھوں

تے گی۔

اس کے

قتل کر دیا۔

لدا عقبہ بن

بدر بن

ذوالنظیم

کو قتل کیا

بر اللہ بن عمر



تمہیں کہتا ہوں کہ اور مسلمانوں کا خون خرابہ نہ ہو۔ تیرے اور میرے درمیان مقابلہ ہو جائے۔ جو غالب آجائے۔  
خلافت کا وہ مالک بن بیٹھے۔ معاویہ سن کر حیران رہ گیا۔ ایک حرف تک نہ بول سکا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے میمنہ لشکر پر حملہ کر کے لشکر کو ہٹا دیا۔ پھر میسرہ لشکر پر حملہ کیا انہیں  
پسپا کر کے رگھ دیا۔ جب قلب لشکر پر حملہ کیا تو ان میں سے کافی لوگوں کو قتل کیا۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام واپس  
تشریف لے گئے۔ پھر بھییں بدل کر واپس میدان میں تشریف لائے۔ اور عمرو بن عاص سے مقابلہ پر آیا۔ عمرو ذرا  
اور آگے بڑھا۔ جب آنکھیں چار ہوئیں تو پہچانا اور گھبرا کر بھاگنے لگا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اس کی زرہ میں  
نیزہ مارا۔ اور وہ گدی کے بل گرا۔ اور شرمگاہ کھول دی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے جیا کی وجہ سے  
درگزر کیا۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا:

الحمد لله الذي لم يترك  
واحمد التاك الذي اتاك

میں اللہ کا شکر کرتا ہوں جس نے تجھے غافرت دی۔ اور تیری کون کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے  
تجھے بچایا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام میدان میں آئے۔ اور معاویہ کو لڑنے کے لئے بلایا، وہ نہ آیا۔ بسہرین اڑا  
کو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پراع دی گئی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے تلوار لگائی۔  
گدی کے بل بیٹ گیا اور شرمگاہ ظاہر کر دی۔ حضرت علی علیہ السلام اس جگہ سے الگ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا:  
انسوس ہے اہل شام مخنشوں سی بات کرتے ہیں۔ مخنشوں کے سردار عمرو بن عاص نے تمہیں یہ تعلیم دی ہے  
وہ بات ہے کہ میدان جنگ میں شرمگاہ کو ظاہر کرنے کی تعلیم عمرو بن عاص نے اپنے باپ دادا سے میراث  
میں پائی تھی۔ معاویہ کا غلام لاحق نکلا۔ ارشتر نے اسے نیزہ گھونپا۔

جب معاویہ نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے جانبا زوں کو کثرت سے میدان جنگ میں آتا ہوا  
دیکھا۔ تو ایک چال چلی۔ عمرو بن عاص کو رعبیہ کی پیدل فوج کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ یہ شعر لکھ کر ابن عباس  
کو دھوکا دوسے

طالم البلا فوالذرى له اس  
بعد الله سوى افعى ابن عباس

مجھ سے بھی ہو گئی ہم اللہ عزوجل کے بعد ابن عباس کے سوا اور نرمی کی کوئی امید نہیں رکھتے۔  
ابن عباس نے جواب میں لکھا:



یا عمر و جبکہ من خدع و دسواس ! فاذهب فمالک فی ترک الہذا اس  
اے عمر و اپنے دھوکے اور دسواس اپنے پاس رہنے دیجئے چلے جاؤ۔ ہدایت کرنے کے بعد تجھے  
کوئی عیب نہیں رکھنی چاہیے۔

معاویہ نے ابن عباس کے پاس لکھا۔ ترش میں صرف چھ آدمی باقی ہیں۔ ایک میں اور عمرو بن عاص جو  
شام میں موجود ہیں سعد اور ابن عمر مدینہ میں موجود ہیں اور علی اور تم سراق میں ہو۔ اگر حضرت عثمان کی موت کے  
بعد تیری بیعت کر لی جاتی۔ تو تم تیری بیعت کرنے میں جلدی کرتے؟

ابن عباس نے دندان شکن جواب تحریر کیا جس میں ایک شعر یہ بھی تھا۔

دعوت ابن عباس الی السلم خد مة لست لد حتی تموت بخادع

ابن عباس کو دھوکہ مے صلح کی دعوت دیتے ہو تو ان دھوکا بازیوں میں ہی مر جائے گا۔

معاویہ نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ اگر ہمیں جنگ کے انجام کار کا  
پتہ پڑتا تو ہم یہ مصیبت ایک دوسرے پر نہ لاتے۔ ہماری عقیدیں مغلوج ہو گئیں ہیں۔

گذشتہ رات صلوٰۃ آئندہ را احتیاط

میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ مجھے شام کا علاقہ دے دیجئے۔ میں آپ کی اطاعت کر لوں  
گا۔ لیکن بیعت نہیں کروں گا۔ آپ نے اس بات سے انکار کر دیا تھا جس نے جو چیز طلب کی تھی۔ وہی آج طلب  
کرنا ہوں۔ جس طرح ہم زندہ کی جاتے ہیں۔ آپ بھی ویسے ہی چاہتے ہیں۔ موت سے جس طرح ہم ڈرتے ہیں۔ آپ  
بھی ڈرتے ہیں۔ جسم پارہ پارہ ہو گئے۔ مرد ختم ہو گئے۔ حالانکہ ہم ایک ہیں۔ عہد منات کی اولاد ہیں ہمیں  
ایک دوسرے پر فضیلت نہیں ہے جس سے صاحب عزت کو ذلیل اور آزاد کو غلام بنایا جائے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کو جواب میں لکھا:

”تم نے تحریر کیا ہے کہ جنگ عرب کو کھا گئی ہے۔ صرف چند نفوس باقی رہ گئے ہیں تمہیں معلوم ہونا

چاہیے جس کو حق کھا جائے وہ جہنم میں جائے گا۔ تم نے جو شام کا مطالبہ کیا ہے۔ جس چیز کو میں نے تجھے کھ

نہیں دیا تھا۔ آج کیسے دوں گا۔ خوف درضا میں جو برابر قرار دیا ہے (یہ ایسا نہیں ہے) تم شک پر اتفاقاً تم

نہیں ہو جتنا مجھے یقین پر اعتماد ہے۔ اہل شام دنیا پر اتنے جریں نہیں ہیں جتنے اہل عراق آخرت پر تمہارا یہ

قول کہ ہم سب اولاد عہد منات ہیں (یہ بھی درست نہیں ہے) امیہ ہاشم کی مانند نہیں ہے نہ حرب عبد المطلب

قلب آجائے۔

پر حملہ کیا انہیں

یہ السلام واپس

پر آیا۔ عمرو ذرا

س کی زرہ میں

س وجہ سے

الک

جس نے

بسرین ارطاة

ارنگائی۔

نے فرمایا۔

ی ہے

میراث

آتا ہوا

س



کی طرح ہے۔ نہ سفیان ابوطالب کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے۔ آزاد کردہ مہاجر کے برابر نہیں ہے صاحب حق باطل پرست کی طرح نہیں۔ نہ مومن منافق و دھوکہ باز کی طرح ہے ہمارے ہاتھوں میں نبوت کی فضیلت موجود ہے جس کے ذریعے ہم نے صاحب عزت کو ذلیل اور ذلیل کو صاحب عزت بنایا۔

معاویہ نے ابن خنیس کندی کو حکم دیا کہ وہ اشعث اور نعمان بن بشیر کو کہے۔ کہ وہ سعد بن قیس کے پاس صلح کا خط تحریک کرے پھر عمرو بن عاص، عبید بن مسلمہ، صہب بن قیس کو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اس عرض کے لئے روانہ کیا۔ انھوں نے اس بار سے جس حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں کتاب خدا اور اس کے نبی کی سنت کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم نے یہ بات قبول کر لی۔ تو تم نے ہدایت کو پالیا۔ اور بھلائی کی موافقت کی۔ اگر اس بات سے تمنا کر کیا تو اللہ سے زیادہ دوسری حاصل کرتے جاؤ گے۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ تشریف لے جائیں ہم عراق سے کوئی سروکار نہ رکھیں گے اور اب شام کے معاملہ میں دخل نہ دیں۔ اس صورت میں ہم لوگ مسلمانوں کے خون کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا جو چیز اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی ہے۔ اس کی رو سے باتو جنگ کروں یا کافر ہو جاؤں۔

اشتر میدان کا رزار میں آئے۔ اور ہا صدقوں کو درست کر لو۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے لوگوں جو شخص اپنی جان (فروخت کرے گا۔ اس دن (قیامت کی) قاعدہ میں رہے گا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ عورتوں کا خضاب ہندی ہے اور مردوں کا خضاب خون ہے۔ امور کے انجام کے لئے صبر بہترین چیز ہے تم لوگوں کو یقین ہونا چاہیے کہ ان لوگوں کے دلوں میں بد رکے لیئے احد کے غصے اور جاہلیت کے بغض پوشیدہ ہیں۔ اور حضرت نے اس آیت کو پڑھا قَاتِلُوا الْكُفْرَ إِنَّهُمْ لَا إِيْمَانَ لَهُمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ سَنَكُونُ أَوْسَدُ مِنْ حُمْرِ النَّصَارِ اگے بڑھے سات ہزار کے لشکر کے ساتھ حمد کیا صفوں کو الٹ کے رکھ دیا معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا آج صبر سے کام لو۔ اور کل فخر کرنا۔ عرو نے کہا سچ کہا لیکن موت حق ہے اور زندگی ختم ہونے والی ہے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام نے دوسری دفعہ حملہ کیا تو بیخ و بن ختم ہو جائے گی۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر حیرت چاہتے ہو تو کیا دیکھ رہے ہو؟ ابو نضیم بن یحیٰ بن جبر پڑھنا ہوا نکلا آپ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ خولمہ بن ثابت رجز پڑھنا ہوا میدان میں آیا۔ جہاد کر کے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ عدی بن حاتم آیا۔ لگاتار رتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ کی آنکھوں کے دھیلے باہر نکل پڑے۔



اشتر بجز پڑھتا ہوا بیدار نہیں آیا۔ جب نبی نے زہیر کو قتل کیا۔ دونوں لشکروں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی  
 حتیٰ کہ خمیس کا دن پڑا۔ اور یہی سبیلۃ البربر ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اپنا سر آسمان کی طرف لمحہ بہ لمحہ بلند کرتے  
 اور فرماتے۔ خداوند! تیری طرف قدم رکھتے ہیں۔ زہیرے ساتھ دل لگاتے ہیں۔ اور ہاتھ تیری طرف بندھتے ہیں  
 گردنیں تیری طرف اٹھتی ہیں۔ ضرورتیں تجھ سے طلب کی جاتی ہیں۔ آنکھیں تیری طرف ٹٹکتی باندھتی ہیں۔ اسے اللہ!  
 ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق فیصلہ صادر فرما۔ کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام  
 لشکرِ شام پر یکے بعد دیگرے حملہ فرماتے تھے۔ ان کے جم گٹ میں پہنچ جاتے تھے۔ فرماتے تھے اللہ! اللہ!  
 صبح کے وقت جب شمار کیا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے چار ہزار آدمی شہید ہو چکے تھے۔ اور معاویہ  
 کے لشکر سے ۲۲ ہزار آدمی قتل ہوئے تھے۔ انھوں نے چلا کر کہا اے معاویہ تمام عرب تباہ ہو گیا۔ معاویہ نے عمرو  
 بن عاص کو دوہائی سے کر کہا کہ قرآنوں کو نیڑوں پر بلند کیا جائے۔  
 تمنا وہ نے کہا کہ صفین کی لڑائی میں ساٹھ ہزار انسان قتل ہوئے۔ ابن سیرین نے کہا۔ ستر ہزار انسان کام آئے۔  
 یہ بات انساب الاشراف میں مذکور ہے۔

## ۱۔ حکمین اور خوارج

ومن الناس من يعبد الله على حرف من وراء ابوموسىٰ اور عمرو بن عاص ہیں۔ ایک روایت  
 کی دوسری۔ ابن مردودہ نے اپنے اسناد سے سوید بن غفلہ سے روایت کی ہے کہ میں ابوموسىٰ سے اشعری کے پاس  
 دریا بے فراز کے کنارے پر موجود تھا۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم  
 میں اختلاف پڑ گیا۔ ان کا اختلاف جاری رہا حتیٰ کہ انہوں نے دو گمراہ حکم مقرر کئے۔ جنہوں نے ان کی پیروی کی  
 گمراہ ہو گئے تھے۔ تمنا بے اہم۔ اختلاف رافع ہو گا۔ ختم! کہ تم دو حکم مقرر کرو گے۔ جو ہم (ان کی پیروی کرے گا۔ گمراہ  
 گمراہ ہو گئے تھے۔ ہمارے امور میں اختلاف رافع ہو گا۔ ختم! کہ تم دو حکم مقرر کرو گے۔ جو ہم (ان کی پیروی کرے گا۔ گمراہ  
 گمراہ ہو گئے تھے۔ ہمارے امور میں اختلاف رافع ہو گا۔ ختم! کہ تم دو حکم مقرر کرو گے۔ جو ہم (ان کی پیروی کرے گا۔ گمراہ

ب حق باطل  
 دہے جس

پاس صلح

م کی خدمت

سے فرمایا

ہدایت کو

انہوں

مے معاملہ

م نے

یا کافر

لوگو!

علیہ السلام

بین چیز

کے

م

کے

کے

کے

کے

کے

کے



معاویہ نے کہا۔ اے عمرو بن عاص اب بھاگ جائیں۔ یا امان طلب کریں۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ قرآن کو نیزوں پر بلند کرتے ہیں۔ اور اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں۔ السحر ترالی الذین اوتوا نصیباً من الكتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینہم اگر ان لوگوں نے قرآن کا حکم قبول کر لیا۔ تو ہم جنگ بند کر دیں گے۔ اور آپس میں ایک مدت تک بند رکھیں گے۔ اگر بعض نے جنگ جاری رکھی۔ تو ہم ان کی یہ پوزیشن توڑ دیں گے۔ اور ان میں اختلاف لازماً پڑ جائے گا۔ عمرو بن عاص نے اعلان کیا کہ ہم اور تم مشرک نہیں ہیں۔ مرتدین کے خلاف جمع نہیں ہوئے اگر تم قرآن کے فیصلے کو قبول کر لو گے۔ تو آپس میں سب کی بقا مضمر ہے اور شہر کی بھی۔ اگر نہیں مانتے تو سب کی ہلاکت ہے ہر امتحان کی ایک مدت ہوتی ہے مسعر بن فدک۔ زید بن حصین طائی۔ اشعث بن قیس کنذی نے کہا۔ اے امیر المؤمنین کتاب خدا کے بارے میں قوم کی دعوت کو قبول فرما لیجئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم پر افسوس ہے۔ انہوں نے قرآنوں کو صرف مکر اور دھوکا کی غرض سے اس وقت بلند کیا ہے جب تم ان پر غالب آچکے ہو۔ خالد بن معمر نے کہا اے امیر المؤمنین! ہمارے نزدیک پسندیدہ امور وہ ہیں جن کی تکلیف سے ہم پرہیز جائیں۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے شکر کے سس ہزار آدمی حاضر ہو کر کہنے لگے۔ اے علی کتاب خدا کی طرف دعوت دی گئی ہے تو آپ اس کو قبول کر لیں ورنہ آپ کو قوم کے حوالے کر دیں گے۔ اور آپ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو حضرت عثمان کے ساتھ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میری بات کو یاد رکھو۔ میں تمہیں جہاد کا حکم دیتا ہوں۔ اگر میری نافرمانی کرتے ہو۔ تو جو کچھ تمہاری مرضی آئے وہی کرو۔ انہوں نے کہا اشتہ کو واپس اپنے پاس بلا لیجئے۔ زید بن بانی بیہقی کو اشتہ کے بلانے کے لئے بھیجا۔ اشتہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ قہوری دیر میں اللہ فتح دے گا۔ مجھے جلدی نہ بلایئے جنگ میں سختی اختیار کیجئے۔ انہوں نے کہا۔ آپ نے اسے جنگ کرنے میں ابھارا ہے جتنی حکم کے ساتھ اس کو بلا لیجئے۔ ورنہ خدا کی قسم آپ کو معزول کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا اے زید دوبارہ جاؤ اور اسے کہو کہ میرے پاس آجائے یہاں فتنہ برپا ہو چکا ہے۔ اشتہ واپس آگیا۔ اور کہتا تھا۔ اے اہل عراق! اے ذلت اور رسوائی کے مالک! جب تم قوم پر غالب آئے اور انہوں نے جان لیا کہ تم ان پر فتح پانے والے ہو۔ انہوں نے مکر اور دھوکہ دینے کے لئے قرآن کو نیزے پر بلند کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اس قوم سے راہ خدا میں جنگ کی ہے اشتہ نے کہا مجھے ایک گھڑی اور مہلت دے دو میں فتح کو محسوس کرتا ہوں۔ اور کامیابی کا مجھے یقین ہے۔ انہوں نے کہا نہیں اشتہ نے کہا اتنی مہلت دو کہ میں اپنا گھوڑا دوڑا کر وہاں سے جاؤں اور پھر واپس آجاؤں۔ انہوں نے کہا۔ نہ تم تیری اطاعت کرتے ہیں۔ اور نہ ہی تیرے صاحب کی۔ ہم قرآنوں کو نیزوں



پرویکھ رہے ہیں اور ہمیں ان کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ اشتہ نے کہا: خدا کی قسم دھوکا کھا گئے ہو تمہیں دھوکا دیا گیا ہے تمہیں جنگ بند کرنے کو کہا گیا ہے۔ تم نے قبول کر لیا ہے۔ یکر بن وائل کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر کہا: اے امیر المومنین! اگر آپ نے قوم کی بات قبول کر لی تو ہم آپ کی بات قبول کر لیں گے۔ اگر آپ نے انکار کیا تو ہم آپ کا انکار کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ہم کتاب خدا کی دعوت قبول کرنے کے زیادہ حق دار ہیں معاویہ عمرو بن عاص، ابن ابی معیط، حبیب بن مسلمہ، ابن ابی سرح، ضحاک بن قیس۔ اصحاب قرآن اور دین نہیں ہیں میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں میں ان کی صحبت میں بچپن اور جوانی دونوں حالتوں میں رہا ہوں اشعث ابن کوثر معرکہ کی اور زیادہ طاقتور ہے۔ ہم ابو موسیٰ کو حکم منتخب کرتے ہیں۔ اہل شام نے عمرو بن عاص کو حکم بنالیا۔ کہا ابو موسیٰ! ہمیں اس چیز سے بچائیں گے جس میں ہم پڑ چکے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: وہ معتبر آدمی نہیں ہیں اس کے فوٹوں کو رسوا کیا ہے پھر مجھ سے بھاگ گیا ایک ماہ کے بعد میں نے اسے امان دی ہیں اور ابن عباس اس سے بہتر ہیں انھوں نے کہا خدا کی قسم آپ اور ابن عباس ایک چیز ہیں ہم اسے کیسے حکم تسلیم کر لیں۔ فرمایا: تو پھر اشتہ کو حکم بنالو۔ اشعث نے کہا کیا اشتہ کے سوا کسی اور نے جنگ بھڑکا دی ہے تو کیا ہم اشتہ کے ماتحت ہو جائیں۔ انمشی کا بیان ہے۔ اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت علی علیہ السلام کو جنگ صغین میں دیکھا تھا کہ حضرت کف افسوس ملتے تھے اور رواتے تھے کس قدر تعجب کی بات ہے کہ میری نافرمانی کی جائے اور معاویہ کی اطاعت۔ فرمایا: تو پھر اس کا مقصد یہ ہوا کہ تمہیں ابو موسیٰ کے سوا اور کوئی منظور نہیں۔ انہوں نے کہا: ایسا ہی ہے۔ فرمایا: پھر جو مرضی آئے کر دو۔ خداوند! میں ان کے نعل سے بری الذمہ ہوں۔ اشعث نے کہا جب تم نے ابو موسیٰ کو منتخب کیا ہے تو اس کی پشت پر نگاہ رکھو۔ دونوں طرف کے لوگ جمع ہو گئے۔ تو حضرت علی علیہ السلام کے کاتب عبید اللہ بن رافع اور معاویہ کے کاتب عمیر بن عباد یکلی تھے عبید اللہ نے لکھا یہ صلح نامہ ہے امیر المومنین اور معاویہ کے درمیان۔ عمرو بن عاص نے کہا: علی کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھو۔ یہ تمہارے امیر ہیں۔ ہمارے امیر نہیں ہیں۔ اشعث نے کہا: امیر کا لفظ مدت ملاویہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اکبر سنت کے ساتھ سنت مثل کے ساتھ مثل ہے۔ صلح حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلعم کا کاتب میں تھا۔ اور یہی واقعہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ پیش آیا تھا۔

کہا۔ قرآن کو نیزوں  
بید عون  
اور آپس  
گئے۔ اور ان میں  
جمع نہیں ہوئے  
سب کی طاقت  
کہا۔ اے امیر  
فرمایا۔ تم پر  
پہ غالب  
سے ہم نزع  
کہنے لگے  
کر دیں گے۔  
یا رکھو۔  
یا اشتہ  
بید ہے۔  
سے جنگ  
ایا اے  
اہل  
میں پائے  
ساقیوں  
اور  
ول  
ول

مسند احمد میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلعم نے مجھے حکم دیا: بسم اللہ الرحمن



بن عاص سے کہا۔ آگے بڑھو۔ اور لوگوں کے سامنے اپنے صاحب کو خلافت سے الگ کرو۔ عمرو نے کہا سبحان اللہ! آپ پر سبقت کروں اپنے آپ مقام کے لحاظ سے اور عمر کی وجہ سے، فضیلت اور ہجرت کی رو سے مقدم ہیں جو آپ کو اسلام سے حاصل ہے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے وفد کے ساتھ بھیجا تھا حضرت ابو بکر نے مال غنیمت کی تقسیم آپ کے پر و کی تھی۔ حضرت عمر نے آپ کو عراق کا حاکم بنایا تھا۔ آپ اسی سبقت کیجئے۔ ابو موسیٰ اس جھانسی میں آگیا۔ ابو موسیٰ نے اعلان کر دیا۔ اسے لوگو! خدا کی قسم ہم لوگوں نے کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ امت کی بہتری اس بات میں پوشیدہ ہے کہ دونوں کو خلافت سے الگ کر دیا جائے۔ بیس علی اور معاویہ کو خلافت سے اس طرح الگ کرنا ہوں جس طرح اپنی انگلی سے انگوٹھی نکالے لیتا ہوں۔

عمر بن عاص نے کہا جس طرح انہوں نے اپنے صاحب علی کو الگ کر دیا ہے۔ میں بھی اسے الگ کرتا ہوں اور معاویہ کو اسی طرح خلافت پر قائم رکھتا ہوں۔ جس طرح میں انگوٹھی کو پہنے لیتا ہوں۔ عمرو نے انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہننا شروع کر دی۔

تفسیر تیسری ابانہ عکبری میں سفیان اعمش سے وہ سلمہ سے وہ کفیل سے وہ ابوطیفیل سے روایت کرتے ہیں کہ ابن کوانے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ قل هل استبکم بالآخرین اعمالا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس سے مراد اہل حرور ہیں۔ پھر فرمایا۔ الذین ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعاً علی بن ابی طالب علیہ السلام سے جنگ کرنے کے متعلق آیا خیال کرتے ہیں۔ اولئك الذين كفروا بآيات ربهم ولقاءهم فحبطت اعمالهم فلا نقیم لهم يوم القيامة وزنا ذلك جننا وهم لما كفروا اس سے ولایت علی علیہ السلام مراد ہے ان لوگوں نے آیات قرآن اور میرے رسول محمد کا مذاق اڑایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا استہزاء کرتے ہیں۔ الا من كذب مولاہ فصلی مولاہ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذين امنوا وعملوا الصالحات انهم ابواب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان اصحاب کے بارے میں تازل ہوئی جو جنگ جمل میں موجود تھے۔

تفسیر فلکی میں ابو امامہ نے کہا کہ بنی سلم نے فرمایا۔ آیت يوم تبيض وجوه وتسود وجوه فلما الذين اسودت وجوههم سے مراد خوارج ہیں۔

بعض  
-  
بیل  
ول  
نس  
سوة  
سلم  
یہ  
یہ



بخاری، مسلم، طبری، اور شعبی نے اپنی اپنی کتب میں تحریر کیا ہے۔ ذالھو حصہ تیسری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
کہا یہ برابر برابری انصاف سے تقسیم فرمایا۔ تم پر واسطہ ہو، اگر میں انصاف سے کام نہ لوں تو خائب اور خاسر  
ہو جاؤں گا۔ پھر انصاف کون کرے گا؟ حضرت عمرؓ نے کہا مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ  
نے فرمایا، اسے جانے دو۔ اس کے چند ساتھی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی علامت بیان کی، اور یہ آیت  
نازل ہوئی۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ

مسند ابویعلیٰ موصلی، ابان بن ربیع، عکبری، عقد ابن ربیع، اندلسی، طبری، ابو نعیم، اسنہانی، زہبی، ابو حاتم، رازی  
اور کتاب ابو کرشیر رازی میں تحریر ہے ذالھو حصہ کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا کہ وہ بڑا عبادت گزار ہے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کو نہیں جانتا، اتفاقاً وہ وہاں سے گزرا، انہوں نے کہا یہی وہ شخص ہے نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی آنکھوں کے دریاں شیطان کی علامت دیکھتا ہوں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا  
تو کہا کیا جب تم ہمارے پاس سے گزرے ہو، تو تمہارے دل میں یہ بات پیدا ہوئی تھی، کہ قوم میں تیری مانند  
کوئی نہیں ہے، اس نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر مسجد میں چل گیا، اور نماز پڑھنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کون شخص جا کر اسے قتل کر دے گا؟ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی کنیوں سے پکڑا لیا، اور قتل کرنے کے لئے روانہ  
ہو گیا۔ جب اسے رکوت کی حالت میں دیکھا، اور کہا میں اس شخص کو قتل کروں، جو رکوع کرتا ہے۔ اور  
لا الہ الا اللہ کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ تم اس کو قتل کرنے والے نہیں ہو، اسے علیؓ انم اکھڑ۔  
تم ہی اس کے قاتل ہو، آپ مسجد میں تشریف لے گئے لیکن اس کو وہاں نہ پایا، واپس حاضر ہوئے اور  
عرض کیا میں نے تو اس کو نہیں دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر وہ قتل ہو جاتا تو اول اور آخری فتنہ کا خاتمہ  
ہو جاتا، ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ میری امت میں پہلی شیعہ خان کی سیٹک ہے  
کاش، انم اسے قتل کر دیتے اور میری امت میں دو آدمی بھی جھگڑا نہ کرتے، مالک بن انس نے کہا، اللہ نے اس  
بارے میں یہ آیت نازل کی۔ ثانی عطف لیضل عن سبیل اللہ فی الدینا خزی (یعنی دنیا میں  
قتل ہو جائے گا) دنذیق، یوم القیامۃ عذاب الحسین (حضرت علیؓ بن ابی طالب علیہ السلام  
کے ساتھ جنگ کرنے کی وجہ سے)

جب امیر المومنین حضرت علیؓ علیہ السلام کو قبر میں تشریف لائے، تو آپ کی خدمت میں زر و عین بزرگ  
طائی اور حرقوس بن زبیر تھیں ذالھو حصہ عامر ہوئے، اور کہا لا حکم الا للہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا،



یہ کلمہ حق ہے۔ لیکن اس سے مراد باطل مبالغہ ہے۔ حرقوم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ اپنی غلطی سے توبہ کریں۔ اپنے قصے کو چھوڑ دیجئے ہمارے ساتھ ہمارے دشمن پر خروج فرمائیے۔ تاکہ ہم ان سے لڑ کر اپنے رب سے جا ملیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب میں نے اس بات کا ارادہ کیا تھا، تو تم لوگوں نے میری نافرمانی کی تھی۔ اب تو تم نے اپنے اور قوم کے درمیان معاہدہ لکھا ہے اور شرائط طے کئے ہیں اور ان پر کار بند رہنے کا عہد اور یثاق کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَأَقِمْ وَفَاةً لِّدِينِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ** حرقوم نے کہا جو بھی ہے۔ بہر حال آپ کا یہ گناہ ہے۔ اس سے توبہ کیجئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ اسے کی کمزوری اور عقل کا ضعف ہے۔ تم نے پہلے بھی ایسی بات کی تھی۔ میں نے تم لوگوں کو اس سے منع کر دیا تھا۔ ابن کوائن نے کہا یہ بات ہمارے نزدیک اب درست ہو گئی ہے۔ اب آپ امام نہیں ہیں۔ اگر امام ہوتے تو جنگ سے باز نہ آتے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم پر دلیل ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام حدیبیہ میں اہل مکہ کے قتال سے کیوں باز رہے تھے؟ انہوں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ اور کہا لا حکم الا للہ حکم اللہ کا ہے اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ یہ لوگ بصرہ اور کونہ وغیرہ کے تھے۔ ان کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں سے ایک اعلیٰ پنہی نے اعلان کیا۔ فوج کا کمانڈر انجیف شیبہ بن ربیع ہیں۔ نماز کے امیر عبد اللہ بن کوا اور فتح کے بعد شوری ہو گا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے عامل نبرواں عبد اللہ بن خطاب بن ارث کو قتل کر دیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے عبد اللہ بن عباس کو حکم دیا ہے۔ کہ اس قوم کے پاس جاؤ کس بات پر انھوں نے اکٹھا کر رکھا ہے؟ ابن عباس جب ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا۔ اے عباس تیرے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے اپنے رب کے ساتھ اس طرح کفر کیا ہے جس طرح تیرے صاحب علی بن ابی طالب نے کیا ہے۔ ان کا خطیب عتاب بن اعدی ثعلبی نکلا۔

ابن عباس --- اسلام کی بنیاد کس نے رکھی؟

عتاب --- اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

ابن عباس --- کیا نبی اکرم نے امور کو محکم کیا۔ ان کو حدود میں داخل کیا یا نہیں؟

عتاب --- کیا۔

م سے  
دو نماز  
آپ  
ت  
ی  
بے  
م  
ی  
م  
م



ابن عباس ————— بنی اکرم صلعم دار الاسلام میں موجود ہیں یا انتقال فرما گئے ہیں؟  
 عتاب ————— انتقال فرما گئے ہیں۔

ابن عباس ————— کیا امور شریعت آپ کے ساتھ چلے گئے ہیں یا باقی ہیں؟  
 عتاب ————— باقی ہیں۔

ابن عباس ————— جس عمارت کی تعمیر رسول اللہ صلعم نے کی تھی۔ آپ کے بعد اس کا کوئی نگران  
 ہے یا نہیں؟

عتاب ————— ہاں آپ کی بہترین اولاد اور بہترین اصحاب موجود ہیں۔  
 ابن عباس ————— ان لوگوں نے اس کی تعمیر کی یا اسے خراب کیا؟  
 عتاب ————— تعمیر کی

ابن عباس ————— اب اس کی تعمیر ہو رہی ہے یا اسے خراب کیا جا رہا ہے؟  
 عتاب ————— خراب کی جا رہی ہے۔  
 ابن عباس ————— آپ کی اولاد کر رہی ہے یا آپ کی امت؟  
 عتاب ————— آپ کی امت کر رہی ہے؟  
 ابن عباس ————— تم امت میں سے ہو یا اولاد میں سے؟  
 عتاب ————— میں امت میں سے ہوں۔

ابن عباس ————— جب تم امت میں سے ہو تو تم نے دارالاسلام کو خراب کر دیا۔ پھر جنت کی امید  
 کس منہ سے کرتے ہو۔

ابن کو انے ایک سو آدمیوں کے ساتھ خروج کیا امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ایک سیادی  
 لے کر پہنچ گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔  
 کیا تم جانتے ہو کہ جب شکر شام نے قرآنوں کو نیزوں پر بلند کیا، تم نے اس وقت کہا تھا: ہم کتاب خدا کی  
 دعوت کو قبول کرتے ہیں۔ میں نے کہا تھا: کہ میں تمہاری نسبت شایموں کو زیادہ جانتا ہوں۔ جب تم  
 نے کتاب کی دعوت کو قبول کیا، اور مجھ پر حکمیں کو مشروط کر دیا، کہ وہ دونوں اس چیز کو زندہ کریں گے، جس  
 کو قرآن نے زندہ کیا ہے۔ اور اس چیز کو ماریں گے جس کو قرآن نے مارا ہے اگر انہوں نے قرآن کے مطابق



فیصلہ کیا ہے۔ اور ہم اس کی مخالفت کس طرح کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے اس کا انکار کیا۔ تو ہم لوگ اس فیصلہ کے پابند نہیں ہوں گے انہوں نے کہا ہمیں بتلایئے کیا بندے خون کے معاملہ میں انصاف کر سکتے ہیں؟ فرمایا ہم بندے فیصلہ نہیں کرتے۔ ہمارا فیصلہ کرنے والا قرآن ہے۔ قرآن و سنتوں کے درمیان مسطور ہے۔ وہ خود نہیں بولتا بلکہ بندے اس کے ذریعے بولتے ہیں۔ انہوں نے کہا پھر آپ نے ان اور اپنے درمیان ایک وقت کیوں مقرر کیا ہے؟ فرمایا یہ اس لئے تاکہ جاہل جان سے اور عالم سوچ سے شاید اللہ اس مدت میں اُمرت کے لئے کوئی اصلاح کی صورت پیدا کر دے۔

کافی گفتگو کے بعد بعض لوگ تو اپنے ارادے سے باز آ گئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے امان کا جھنڈا ابویوب، انصاری کو عطا کیا۔ ابویوب، انصاری نے اعلان کیا کہ جو شخص اس جھنڈے کے نیچے آجائے گا۔ یا اس جماعت سے الگ ہو جائے گا۔ اس کے لئے امان ہے۔ آٹھ ہزار آدمی اپنے ارادے سے باز آ گئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے انہیں حکم دیا۔ کہ ان کی کوئی علامت قرار دی جائے باقی حضرت کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ اور نہروان کی طرف چلے گئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ دیا۔ اور انہیں جہاد کی طرف رغبت دلانی۔ لیکن انہوں نے آپ کی بات قبول نہ کی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ان کی طرف روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن ابی عقبہ کے ہاتھ ان کے پاس خط لکھ کر روانہ کیا جس میں تحریر تھا۔ نیک بخت وہ ہے جس سے اس کی رعیت نیک بخت ہو جائے بد بخت وہ ہے جس کے باعث اس کی رعیت بد بخت ہو جائے۔ تمام لوگوں سے اچھا وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے اچھا ہو۔ سب سے بُرا وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے اچھا ہو۔ اللہ عزوجل کے ساتھ کسی شخص کی رشتہ داری نہیں ہے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے انہیں وعظ و نصیحت کی۔ انہوں نے لڑائی کے سوا اور کوئی بات نہ مانی۔ اور آپس میں نزادی کہ علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب سے بات چیت کرنا چھوڑ دو۔ جنت کی طرف جلدی کرو اور چلا چلا کر گنا شروع کیا۔ الرواح الرواح الی الجتة

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو ترتیب میں کیا۔ اور انہیں منع کیا کہ خوارج کے پاس کوئی بھی پیش قدمی نہ کرے۔ سب سے پہلے انفس بن عیزار طائی نے خروج کیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن وہب، ابی اور مالک بن وضاح نکلا۔ وضاح بن وضاح نے ایک طرف اور اس کے ابن عم حزنوس نے دوسری طرف امیر المومنین کے خلاف خروج کیا۔ حضرت امیر المومنین نے

کوئی نگران

ایم

می

ہ

مذاکی

تم

س

ق

ق

ق

ق

ق



وضاح کو قتل کر دیا اور حرقوق کے سر پر تلوار ماری جو اس کے سر پر پڑی اور اسے کاٹ دیا اور تلوار کا سر حرقوق کے گھوڑے پر پڑا۔ گھوڑا بدکا اس کے پاؤں گھوڑے کی بالوں میں پھنس گئے حتیٰ کہ اسے ایک دیرانے میں گرا دیا۔ حردویہ والے ایسے تیرہ ترہوئے جس طرح سخت اندھی سے راکھ۔ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے متدرجہ ذیل حضرات شہید ہوئے۔

۱۔ روبین ابن ابریکلی (۲) رفاعہ بن وائل ارجی (۳) فیاض بن خلیل ازدی (۴) اکبوم بن سلمہ جہنی (۵) حبیب بن عامر ازدی

بیکل نو آدمی تھے اور خوارج کے کل نو آدمی زندہ بچے اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے ابو نعیم اصفہانی ثوری سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ مقتولین کے درمیان مخدج کو تلاش کیا جائے لیکن انھوں نے اسے نہ پایا۔ ایک آدمی نے کہا خدا کی قسم وہ ان میں نہیں ہے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا اور نہ ہی میری بات کبھی جھوٹی ثابت ہوئی۔ اسے عجلان بن عبد رسول اللہ صلعم لاؤ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ اس پر سوار ہوئے مقتولین میں چکر لگایا پھر فرمایا اس کو اس جگہ تلاش کرو۔ فرمایا اسے مقتولین کے نیچے جو نہر اور مٹی میں پڑے ہیں اسے نکالو ابو نعیم سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم نے مخدج کو پایا حضرت علی علیہ السلام بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو گئے

مناہج قحی میں ہے کہ یہ شخص سیاہ رنگ کا تھا جس کے جسم پر بال تھے اس کا ہاتھ لٹخا تھا۔ عورت کے پستان کی مانند تھا اس پر اس طرح بال تھے جس طرح یہ لونا (لوہے کے ٹکڑے) کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱



روایت احمد میں ہے کہ ابو دھنی نے کہا۔

مسند موصلی میں ایک حدیث ہے کہ میں شخص نے یہ کہا کہ اس نے اس کو قتل ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ مسند احمد میں اسناد دھنی روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے میرے خلیل (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین بن بھائیوں کی متعلق آگاہ کیا تھا۔ یہ ان کا بڑا بھائی ہے۔ اور اس کے دو سر بھائی کے پاس جمعیت کثیر ہوگی اور تیسرے میں کمزوری ہوگی۔

ابن ربیع نے ابانہ میں تحریر کیا ہے کہ اس مقتول کا جو نہروان میں قتل ہوا ذکر ہوا۔ تو سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ وہ شیطان تھا جس کا نام ارہ ہے۔ مسند موصلی نے زیادہ کیا ہے کہ وہ شیطان روہ جملہ کا ایک آدمی تھا جسے اشہب کہتے ہیں۔ یا ابن اشہب ہے۔ اس کی قوم کی نشانی یہ ہے کہ وہ سیاہ نام ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ اسناد خود علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جب لوگ حنفیہ سے لوٹے تو لوگوں نے امر حکم میں غور کیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو کس چیز نے منع کیا ہے کہ وہ اس بارے میں اپنے اہل بیت کو بولنے کا موقع دیں۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ اٹھو اور ان دونوں آدمیوں عبد اللہ بن قیس ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص کے متعلق کہو۔ امام حسن علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے لوگو! تم نے عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن عاص کو حکم مقرر کے غلطی کی ہے ان کو اس سے بھیجا گیا تھا کہ یہ کتاب خدا کے ساتھ فیصلہ کریں۔ انہوں نے کتاب خدا کے خلاف اپنی خواہش کا فیصلہ کیا۔ جو شخص ایسا ہوا اسے حکم نہیں کہتے بلکہ وہ محکوم علیہ ہے۔

عبد اللہ بن قیس نے عبد اللہ بن عمر کے بارے میں خلافت کی رائے ظاہر کر کے غلطی کی ہے۔ اس نے تین چیزوں میں غلطی کی ہے۔ یکوں کہ اس کا باپ اس پر راضی نہ تھا۔ اس نے اس کو کہیں کی حکومت نہیں دی تھی۔ مہاجرین اور انصار نے حضرت عمر کے بعد اس پر اتفاق نہ کیا۔ حکومت اللہ کی طرف سے فرض ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بنو قریظہ کا حاکم بنایا۔ اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حکم کو جائز رکھا۔ اگر اس کا حکم مخالف ہوتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جائز نہ کہتے۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عبد اللہ بن عباس سے فرمایا۔ اٹھو اور کہو۔ عبد اللہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے لوگو! حق کے کچھ اہل ہوتے ہیں جو توفیق سے اس تک پہنچتے ہیں کچھ لوگ اس بات پر راضی ہوتے ہیں۔ اور کچھ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن قیس کو ہدایت سے ضلالت کی طرف بھیجا گیا۔ اور عمرو بن عاص گمراہی سے ہدایت کی طرف روانہ ہوا۔ جب

یہاں سے ختم ہوا

میں گرا دیا۔

سے

بہن

کا ہے

کے

کے

وہ

مقتولین

کا لو

یہ السلام

بنان

م

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ



دونوں اکٹھے ہوئے تو عبد اللہ بدایت سے ہٹ گیا اور عمر و گمراہی پر قائم رہا۔ خدا کی قسم اگر یہ کتاب خدا کی مطابقت فیصلہ کرتے تو علیؑ کے حق میں فیصلہ کرتے۔ اگر اس چیز پر فیصلہ کرتے جس پر انہوں نے اجماع کیا تھا۔ تو وہی فیصلہ صادر کرتے۔ اگر اس بنا پر فیصلہ کرتے کہ جس کی طرف بھیجے گئے تھے۔ تو اس صورت میں عبد اللہ کا امام علیؑ علیہ السلام اور عمرو کا امام معاویہ تھا اس کے بعد کوئی عیب نہ ہوتا۔ جس کا انتظار ہوتا۔ انہوں نے تو صرف جنگ کو مکر وہ جانا اور زندگی کو دوست رکھا۔ اور امتحان کو دور کیا۔ ہر ایک قوم اپنے ساتھی کو چاہتی تھی پھر آپ بیٹھ گئے پھر حضرت علیؑ علیہ السلام نے عبد اللہ بن جعفر سے فرمایا۔ اٹھو اور کچھ کہو۔ اور عبد اللہ اٹھا۔ اور کہا۔ اے لوگو! اس بار سے میں (تمہاری) نگاہ علیؑ علیہ السلام کی طرف تھی۔ اور رضامندی علیؑ علیہ السلام کے غیر میں تھی۔ تو عبد اللہ بن قیس کو ٹائے تم نے کہا ہم تو اس پر راضی ہوں گے۔ تم بھی ہماری رضامندی پر راضی ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! ہم عبد اللہ بن قیس کے علم اور کمزوری کو جانتے تھے۔ ہمیں اس سے کسی حق فیصلہ کی امید نہ تھی۔ کیا ان دونوں نے اہل عراق کی نباہی اور اہل شام کی بہتری کا کام نہیں کیا۔ حق علیؑ کو نہیں مارا۔ اور معاویہ کے باطل کو زندہ نہیں کیا۔ لیکن حق منتر پڑھنے والوں کے منتر توں اور شیطان کی پھونک سے نہیں جاتا۔ ہم تو حضرت علیؑ علیہ السلام کے ساتھ آج بھی ویسے ہیں۔ جیسے کل تھے۔

نوف بکالی امیر المؤمنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے خطبہ کے بعد بلند آواز سے فرمایا جہاد جہاد اور اللہ کے بندو تمہیں یقین ہونا چاہیے میں آج ہی جنگ کا ارادہ کیا ہے جو شخص اللہ کی رحمتوں کی طرف جانا چاہتا ہے اسے ضرور نکلنا چاہیے۔ نوف کا بیان ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے مندرجہ ذیل تہذیب کے سردار مقرر کئے۔

امام حسین علیہ السلام دس ہزار قیس بن سعد دس ہزار۔ ابو ایوب انصاری دس ہزار اور دوسرے جرنیلوں کی دوسری تعداد تھی۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ابن ابی عمیر ملعون نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو ضرب ماری۔ اور شکریہ پٹ کر واپس آگیا۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی بیعت کے بارے میں ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مہاجر اور انصار وغیرہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا۔ خدا کی قسم آپ ہی امیر المؤمنین ہیں۔ اور آپ ہی سب سے زیادہ خلافت کے حق دار ہیں اور آپ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ افضل ہیں۔ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے۔ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم آپ کے سامنے مرجاؤں گے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام یہ سن کر فرمایا۔ اگر اپنے قول میں



پہلے ہو۔ تو کل سرمنڈوا کر میرے پاس آنا۔ سلمانؓ۔ مقدادؓ اور ابوذرؓ نے سرمنڈوا لیا۔ ان کے علاوہ اور کسی نے سرمنڈوا یا۔ جب دوسری مرتبہ آئے تو حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پہلے کی طرح بات کی۔ اور حضرت نے بھی پہلا سا جواب دیا۔ ان تینوں آدمیوں کے علاوہ اور کسی نے سرمنڈوا یا۔ اسی طرح ابو جعفر طوسی نے کتاب اختیار الرجال میں بیان کیا ہے۔ کہ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ بنی اکرم صلعم کی وفات کے بعد لوگ مرتد ہو گئے۔ مگر تین آدمی سلمانؓ۔ ابوذرؓ اور مقدادؓ باقی رہے۔

کتاب معرفۃ الرجال کشی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث ہے کہ پھر ابو سلمان۔ عمار۔ شہیر۔ ابو عمر نے بھی سرمنڈوا لیا تھا۔ اور ان کی تعداد سات ہو گئی تھی۔

کتاب جہل انساب الاشراف میں شعبی نے کہا۔ کہ قتل عثمان کے بعد لوگ بیعت کرنے کی خاطر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کی طرف جھکے آپ کا ہاتھ پکڑا۔ آپ نے روکا۔ انھوں نے پھر ہاتھ کھینچا آپ نے پھر روکا۔ حتیٰ کہ آپ کی بیعت کر لی۔ تمام تائید نوحوں میں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی بیعت کرنے والے طلحہ بن عبید اللہ تھے۔ احد کی جنگ میں ان کی انگلی کٹ گئی تھی۔ اور ان کا ہاتھ مشلول ہو گیا تھا۔ جب اس نے بیعت کی تو ایک اعرابی نے دیکھ کر کہا کہ بیعت کی ابتدا مشلول ہاتھ سے ہوئی ہے۔ یہ اس پر کار بند نہیں رہے گا۔ اور لوگوں نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی بیعت مسجد میں کی۔ کہنے والا شخص عبید بن ذؤب تھا جس نے کہا تھا۔ مشلول ہاتھ کی بیعت کبھی پایدار نہیں ہوتی۔

جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کے بعد میسرہ بن شعبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔ کہ آپ سے پہلے لوگوں نے معاویہ کو شام کا حاکم مقرر کیا ہے آپ بھی اس کو باقی رکھیں۔ تاکہ اسلام کی رسمی ضبوط ہو۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو پھر اسے معزول کر دینا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا تو میری زندگی کی اس وقت تک ضمانت دیتا ہے۔ اسے میسرہ میں اس کو حاکم بناؤں۔ اور پھر اسے معزول کروں۔ عرض کیا نہیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت اگر ایک سیاہ رات تک دو آدمیوں پر قائم رکھی۔ تو مجھے اس بارے میں نہیں پوچھئے گا۔ وما كنت منتقن المضلین عصدا

یہ خدا کی مطابق  
علاء۔ تو وہی فیصلہ  
امام علی علیہ  
تو صرف

مستی تھی پھر  
مذاہف اور

کے غیر میں

یعنی ہو

فیصلہ کی

سارا۔

سے

اور

یتا ہے

نیوں

ب

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س



## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا مزاج

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ام ہانی کے گھر میں عارث بن ہشام اور قیس بن سائب اور بنو مخزوم کے کچھ لوگوں نے پناہ لی ہوئی ہے۔ آپ خود پہنچے وہاں پہنچے۔ اور آواز دی جن کو تم نے پناہ دی ہے۔ ان کو کالو۔ وہ در کے مارے اس طرح کا پختہ تھے جس طرح سرخاب کا پختہ ہے۔ ام ہانی آپ کے پاس آئی اور آپ کو نہیں جانتی تھی۔ کہنے لگیں۔ اے اللہ کے بندے میں ام ہانی رسول اللہ کے چچا کی بیٹی ہیں اور امیر المومنین کی بہن ہوں۔ میرے گھر سے چلے جاؤ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کو باہر نکالو۔ وہ کہنے لگیں۔ خدا کی قسم میں ضرور تمہاری رسول اکرم صلعم کے پاس شکایت کروں گی۔ حضرت علی علیہ السلام نے سر سے خود اٹا دیا۔ ام ہانی نے پہچان لیا تیزی سے آئیں اور آپ سے پوچھ گئی۔ اس نے کہا میں تیرے قربان جاؤں۔ میں نے قسم کھ لی تھی کہ تیری رسول اللہ صلعم سے ضرور شکایت کروں گی۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ شکایت کرو۔ تاکہ قسم سے بری نہ ہو جاؤ۔ ام ہانی رسول اکرم صلعم کی خدمت میں آئیں۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا اے ام ہانی! تم علی کی شکایت کرنے آئی ہو۔ اس نے تو دشمنان خدا اور دشمنان رسول کو ڈرایا ہے۔ اللہ کے نزدیک جناب علی کی سعی مشکور ہے جس کو ام ہانی نے پناہ دی۔ میں نے اس کو پناہ دی کیوں کہ اس کا علی بن ابی طالب سے تعلق ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ وہ کل دانت مر گیا ہے۔ سائل نے کہنے لگا تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اللہ یتوفی النفس حیث یتبعھا یعنی منہ بھری موت کی طرح ہوتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو مدہ بکرے کے دیکھا جو اس کے گلے میں اپنا عمامہ ڈالے آ رہا تھا۔ فرمایا بہن میں سے ایک بیوقوف ہے۔ فرمایا میں اور بکرا تو نہیں ہے۔ ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی کہ فلاں شخص میری ماں ساتھ مختلم ہوا ہے آپ نے فرمایا اسے دھوپ میں کھڑا کر دو۔ اور اس کے سانسے پر دربارہ می کرو۔ بکر بن وائل کے ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے کہا۔ آپ نے انصاف سے تقسیم نہیں کیا اور متقی رعایا میں عدل سے کام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ شکریں تھا۔ وہ میں نے تقسیم کر دیا۔ اموال عورتوں

اور اولاد کو چھوڑ دیا ہے

# باب دوم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے وہ مناقب جو آخرت کے متعلق ہیں

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی محبت کے بارے میں

آیت دلائل عند من الله ولا رسوله ولا المومنین وليجئ امير المومنين علي عليه السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے تفسیر میں اور سدی میں ابومالک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ومن یقترب حسنة نزدلہ فیہا حسنة موت آل محمد علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حسن بن علی علیہما السلام نے کہا حسنة سے مراد اہل بیت علیہم السلام کی محبت ہے۔ ابوتراب عدالتی میں اور خوارزمی ربیع میں اپنے اپنے اسناد سے انس سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہابی فردوس میں معاذ سے اور ایک جماعت ابن عمر سے روایت کرتی ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حب علی حسنة لا تضر معها سيئة

علی کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی بُرائی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

وبغضه سيئة لا ينفع معها حسنة

علی سے بغض رکھنا ایک ایسا گناہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

کتاب ابن مروجہ میں بالاسناد زید بن علی سے آپ اپنے آباؤ اجداد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا علیؑ لو ان عبد الله مثل ما دام روح في قومه وكان له مثل جيل ذهباً فانفقہ فی سبیل اللہ ، و مد فی عمره حتی اتجع الف عام علی قد میہ ثم قتل بین الصفا والمروة مطرماً ثم لم ير الله يا علی لم يشم رائحة الجنة ولم

ن سائب اور

پناہ دی

آپ کے

کی بیٹی ہو

وہ کہنے

کے سر

روان

شکایت

فرمایا

کے

کا

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت



بند خلتھا اسے علی! اگر کوئی بندہ جتنا عرصہ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے اتنے عرصہ تک اللہ کی عبادت کرے۔ اور پہاڑ کی مانند اس کے پاس سونا ہو۔ اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ اور اللہ عزوجل اس کی عمر کو لمبا کرے۔ اور ہزار حج پاپیادہ ادا کرے۔ پھر صفدا اور مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے۔ پھر اسے علیؑ تجھے دوستانہ رکھے۔ وہ نبہشت کی بوسہ لگھو سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس میں داخل ہوگا۔

تاریخ نسائی اور شرف المصطفیٰ میں تحریر ہے اور الفاظ آخری کتاب کے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لو ان عبداً عبد الله تعالى بين الركن والمقام الف عام شرا لف عام واحد يكن .. محبنا اهل البيت لا كبد الله تعالى على فخره في النار اگر کوئی بندہ رکن اور مقام کے درمیان ہزار سال اللہ کی عبادت کرے۔ پھر ہم اہل بیت کو دوست نہ رکھے۔ تو اللہ عزوجل ہزار سال سے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔ مقلد صلوٰۃ العیدی نے کہا۔ لو ان عبداً لقي الله باعمال جميع الخلق براً وتقى السركن والى عليا حطت اعماله وكتب في دار نظى اگر کوئی بندہ تمام مخلوق کے اعمال کے ساتھ پیر ہیزگار اور نیک ہو کر اللہ سے ملاقات کرے اور اس نے علیؑ کو دوست نہ رکھا ہو۔ تو اللہ عزوجل اس کے تمام اعمال ضیاع کرے گا اور منہ کے بل اسے آگ دوزخ میں ڈالے گا۔

حسان بن سدید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل جس دل میں علی علیہ السلام کی محبت ثبت کرتا ہے۔ اگر اس شخص کا قدم پھستتا ہے تو اللہ عزوجل اُسے قائم رکھتا ہے۔ اور اس شخص کا دوسرا قدم بھی ثابت رکھتا ہے۔

فردوس اور رسالہ قوامیہ میں ابو صالح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حب علی بن ابی طالب یا کل الذنوب کمات کل النار الخطیب حضرت علی علیہ السلام کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا ڈالتی ہے۔

کتاب خطیب۔ نواز می اور شیر وہ دیلمی میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل کی طرف سے جبرائیل میرے پاس اس کے سبز پتے لے کر آئے جن پر بیفیدی کے ساتھ تحریر تھا انی اخترت محبة علی بن ابی طالب علی خلقی فبلغ ذلك عني میں علی علیہ السلام کی محبت اپنی تمام مخلوق پر فرض کی ہے میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو۔

معجم طبرانی میں ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ان الله باهي



بکم وغفر لکم عامة وعلى خاصة وانی رسول الله الیکم غیر ہا سب لتوحی ولا محاب  
نقرایتی هذا جبرائیل بخبر فی اللہ عزوجل تم لوگوں کے ساتھ فخر کرتا ہے تمہیں عام طور پر اور علی علیہ  
السلام کو خاص طور پر بخش دیا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنی قوم کی بُرائی نہیں کرتا اور نہ ہی میں اپنے  
قرابت داروں سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ یہ جبرائیل موجود ہیں۔ اس نے مجھے اس بات سے آگاہ کیا۔ ان السعید  
کل السعید من احب علیا فی حیاته وبعد موته مکمل نیک بخت وہ شخص ہے جس نے علی کو  
اس کی زندگی اور اس کی موت کے بعد دونوں حالتوں میں دوست رکھا ہو۔ ان اشقی کل اشقی من البغض  
علیا فی حیاته وبعد موته مکمل بد بخت وہ شخص ہے جس نے علی سے آپ کی زندگی میں اور موت کے  
بعد بغض رکھا ہو۔

حذیفہ بن یمان نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے پانچ چیزیں لوگوں پر  
فرض کی ہیں وہ چار چیزیں یہ تو عمل کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ دیا ہے۔ اس بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جن پر عمل  
کرتے ہیں۔ وہ نماز روزہ زکوٰۃ اور حج ہے انہوں نے کہا۔ وہ ایک کیا چیز ہے؟ جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا  
ہے۔ آپ نے فرمایا۔ علی بن ابی طالب کی ولایت۔ عرض کیا کیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے؟  
فرمایا۔ ہاں۔ فمن اظلم من انصری علی اللہ کذباً

روضۃ الواعظین میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے ایک دن اصحاب سے فرمایا۔ تم میں کون ایسا شخص ہے  
جو صائم الدھر اور قائم اللیل ہے۔ اور قرآن کو ختم کرتا ہے؟ مسلمان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم! وہ میں ہوں  
بعض اصحاب نے غضب ناک ہو کر کہا۔ مسلمان فارس کا رہنے والا ہے۔ اسے گروہ قریش یہ ہم پر فخر کرتا ہے۔  
وہ ان تمام باتوں میں جھوٹا ہے۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اسے فلاں۔ ان باتوں کو چھوڑ دیتے۔ تم مسلمان سے پوچھو  
وہ تجھے آگاہ کرے گا۔ تمہیں ان سے کیا نسبت وہ نعمان حکمت ہیں۔

اس نے کہا اے مسلمان! میں تجھے اکثر دنوں میں کھاتا ہوں اور بیشتر راتوں میں سوتا ہوا دیکھتا ہوں اور اکثر  
اوقات خاموش دیکھتا ہوں۔ (قرآن کی تلاوت نہیں کرتے) مسلمان نے کہا جس طرح تمہارا خیال ہے۔ اس طرح  
نہیں ہے نہ میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ من جاء بالحسنة فله عشر  
امثالها اور میں ماہ رجب اور ماہ شعبان کے پورے روزے رکھ کر ماہ رمضان کے ساتھ ملا دیتا ہوں۔ یہ صوم  
الدھر ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس شخص نے طہارت کی حالت میں رات گزاری ہو۔

مس اللہ کی عبادت  
بل اس کی عمر کو لیا  
تجھے دوست نہ

اللہ علیہ وآلہ وسلم  
م رسول  
م کے درمیان  
کے دل و دوزخ  
ن السعید  
اور نیک  
کے

یہ السلام  
دوسرا

اللہ وسلم  
کی محبت

سلم  
تہ

ن



گویا کہ اس نے رات کو زندہ کیا ہو۔ اور میں طہارت پر رات گزارتا ہوں۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ اے ابوالحسن تیری مثال میری امت میں ایسی ہے جس طرح قل ہو اللہ احد کی (قرآن مجید میں) جس نے سورہ قل ہو اللہ احد کو ایک دفعہ پڑھا۔ اس نے قرآن حکیم کا تیسرا حصہ پڑھا جس نے اس کو دو دفعہ پڑھا۔ اس نے قرآن حکیم کے دو حصے پڑھے۔ اور جس نے اسے تین دفعہ پڑھا۔ اس نے تمام قرآن ختم کیا۔ جس نے تجھے زبان سے دوست رکھا۔ اس نے ایمان کا تیسرا حصہ مکمل کیا۔ جس نے تجھے زبان اور دل سے دوست رکھا۔ اس نے ایمان کے دو حصے مکمل کئے۔ اور جس نے تجھے زبان اور دل سے دوست رکھا۔ اور اپنے ساتھ میری مدد کی۔ اس نے تمام ایمان کو مکمل کیا۔ اے علی! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر زمین واسے تجھ سے اس طرح محبت کرتے۔ جس طرح آسمان واسے کرتے ہیں۔ تو اللہ عزوجل کسی ایک کو بھی آگ کا عذاب نہ دیتا۔ میں ہر روز تین دفعہ سورہ قل ہو اللہ احد پڑھتا ہوں۔ یہ سن کر معترض کھڑا ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سلمان فارسی نے اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیئے ہیں۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ ایک یہودی حضرت علی علیہ السلام کو بہت زیادہ دوست رکھتا تھا۔ مر گیا۔ لیکن اسلام نہ لایا۔ ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ میری بہشت میں تو اس کا کوئی حصہ نہیں ہے لیکن اسے آگ اسے تکلیف نہ دے۔

فضائل احمد اور فردوس دیلمی میں تحریر ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حب علی براءة من النار۔ علی علیہ السلام کی محبت آگ سے آزادی کا پروانہ ہے۔ فردوس دیلمی میں ہے کہ ابوصالح نے کہا جب عبداللہ بن عباس کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو اس نے کہا۔ خداوند! میں تجھ سے علی بن ابی طالب کی ولایت کا تقرب حاصل کرتا ہوں۔

حلیہ الاولیاء میں تحریر ہے کہ یحییٰ بن کثیر نے حمزہ سے کہا۔ میں نے عبید بن حارث کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ کہاں ٹھکانا ہے اسے ابو عبد الرحمن۔ اس نے کہا اللہ کی رحمت ہے۔ میں نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے۔ اس نے کہا۔ نماز اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت۔

جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا اے محمد! اللہ علی اور اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور کہا ہے محمد میری رحمت کے نبی ہیں۔ علی میری حجت کے قائم کرنے واسے ہیں۔ میں اس کو عذاب نہیں دوں گا۔ جو آپ سے تولا کرتا ہو۔ اگرچہ میری نافرمانی ہی کیوں نہ کرے۔ میں اس پر رحم نہیں



کروں گا۔ جو اس سے دشمنی رکھے۔ اگرچہ میری اطاعت کی ہو۔

حلیۃ الاولیاء۔ فضائل احمد۔ اور خصائص نطنزی میں زید بن ارقم بنی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے۔ اور میری موت کی طرح موت مرے۔ اور اس جنت میں ساکن ہو جس کا وعدہ میرے رب نے کیا ہے۔ جس میں توفیق ہو۔۔۔ درخت اپنے ہاتھ سے لگا ہوا ہے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولا کرے۔ کیوں کہ وہ تمہیں ہدایت سے باہر نہیں نکالیں گے۔ اور تمہیں گمراہی میں ہرگز ہرگز داخل نہ کریں گے۔

ابن عباس اور ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش آئے۔ کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے اور میری موت مرے اور میرے گھر جنت عدن میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کو دوست رکھے۔ پھر آپ کے بعد ہونے والے اوصیاء کو دوست رکھے۔ جو آپ کی اولاد سے ہوں گے۔ کیوں کہ وہ میری عترت ہیں۔ اور میری مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

عبداللہ بن موسیٰ نے کہا کہ امانت کے بارے میں دو آدمیوں نے جھگڑا کیا۔ شریک بن عبداللہ کے فیصلے پر راضی ہوئے۔ آپ کی خدمت میں آئے۔ شریک نے کہا۔ مجھے اعمش نے شفیق سے وہ سلمہ سے وہ حذیفہ بیان سے وہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے علیؑ کو جنت کے درخت سے پیدا کیا۔ جو آپ سے تمسک کرے گا۔ وہ اہل جنت سے ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص نے اس بات کو عجیب خیال کیا۔ اور کہا۔ ہم نے اس حدیث کو نہیں سنا۔ ابن دراج کے پاس چلے دو ان اس کے پاس آئے۔ اپنے قصہ سے آگاہ کیا۔ کہا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو۔ مجھے اعمش نے حدیث بیان کی۔ وہ ابو ہارون عبدی سے وہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ایک درخت نور کا پیدا کیا۔ اسے عرش کے وسط میں معلق کیا۔ اسے صرف علیؑ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں باہر آپ کے نشیمنوں میں سے وہ جو آپ سے تولا کرنا ہوگا۔ اس شخص نے کہا۔ حدیث بھی اس کی بہن ہے آؤ ہم دیکھ کے پاس چلیں۔ اس کے پاس آکر اپنے معاملے سے آگاہ کیا۔ دیکھنے کے لیے اس بات پر تعجب ہے مجھے اعمش نے حدیث بیان کی۔ وہ ابوصالح سے وہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت عرش کو علیؑ علیہ السلام اور آپ کے دوست شیعہ ہاتھ لگا سکتے ہیں پھر اس شخص نے علیؑ علیہ السلام کی ولایت کا اعتراف کیا۔ ابن ربیع نے ابانہ میں اور خطیب نے الیمین میں سدی سے وہ عبد الرحمن بن ابی سیسی اور زید بن ارقم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت  
روح نفل ہو اللہ احد  
نظم پڑھا جس نے  
نے تمام قرآن ختم  
اور دل سے  
نیت رکھا۔ اور  
مجھے حق کے  
میں تو اللہ  
میں۔ یہ سن کر  
تھا۔ مر گیا۔  
نہیں ہے  
اللہ علیہ وآلہ  
ہے۔  
بیا۔ تو اس  
میں نے  
افضل  
اور  
میں  
تہیں



سے روایت بیان کرتے ہیں۔ دونوں مذکورہ کتب کے مؤلف باسناد خود شریک سے وہ انش سے وہ حبیب بن ثابت سے وہ زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ ثعلبی بیع المذکرین میں باسناد خود ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ زید کے ہیں۔ کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جو شخص یہ پسند کرے۔ کہ وہ درخت تقیب احمد سے تمسک کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں ہاتھ سے لگایا ہے۔ تو اسے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے تمسک کرنا چاہیئے

اربعین میں خطیب نے عمران بن حصین سے نہ مختاری نے ربیع الاہرہ میں عبد الرزاق سے وہ معمر سے وہ زہری سے وہ عروہ سے وہ عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ سمعی رسالہ قوامیہ میں حضرت عمر بن خطاب سے وہ حذری سے روایت کرتے ہیں۔ یوسف بن موسیٰ خطان دیکھ سے وہ مالک بن انس سے زہری انس سے وہ حضرت عمر بن خطاب سے اور حدیث کے الفاظ بی بی عائشہ کے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر ہمیشہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف نگاہ کر کے آپ کو دیکھا کرتے تھے۔ آپ سے اس کا مقصد پوچھا گیا۔ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ النظر الی علی عبادۃ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ابانہ ابن بظہ میں ابوصالح ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے معاذ کو دیکھا کہ آپ لگتا ہے حضرت علی

علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ لگتا ہے حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو پہلے بھی نہیں دیکھا۔ آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ النظر الی وجہ علی عبادۃ حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

اکثر روایات میں یہ حدیث آئی ہے بنی اکرم صلعم سے عمار، معاذ اور عائشہ کی روایت یوں ہے النظر الی علی بن ابی طالب عبادۃ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ و ذکرہ عبادۃ آپ کا ذکر عبادت ہے۔ ولا یقبل ایمان الا بولایتہ والبرائۃ من اعدائہ ایمان آپ کی ولایت اور آپ کے دشمنوں سے برأت سے قبول ہوتا ہے۔

شیرویہ فردوس میں بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ ذکر علی عبادۃ حضرت علی علیہ السلام کا ذکر عبادت ہے۔

نمرکوشی شرف النبی میں تحریر کرتے ہیں۔ کان الناس یصلون وابوذر ینظر الی امیر المؤمنین علیہ



السلام اور نوگ نماز پڑھ رہے تھے لیکن ابوذر آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ ابوذر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا۔ النظر الى علي بن ابي طالب عيادة والنظر الى الوالدين برافعة ورحمة عيادة والنظر في المصحف عيادة والنظر الى الكعبة عيادة حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھنا نبی اور مہربانی سے والدین کی طرف دیکھنا قرآن کو دیکھنا اور کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ابوذر نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی علیہ السلام کی مثال تم میں یا فرمایا اس اُمت میں کعبہ ستورہ کی مانند ہے کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت اور کعبہ کا حج فرض ہے۔

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت اور نافرمانی کا بیان

زیاد بن منذر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت یا اہل الذین امنوا استجبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ولایت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ابان بن عثمان حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ذرني والمکذبین اتخ وعید ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے جہنمی دی ہے۔ اس شخص کو جس نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی تکذیب کی۔ مجاہد ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! جس نے تیری اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے تیری نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی۔

سمعی نے فضائل الصحابہ میں ابوذر سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی علیہ السلام سے مت لڑو۔ ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ اور جناب علی پر کسی کو فضیلت نہ دو۔ ورنہ مرتد ہو جاؤ گے۔

ابوذر اور ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا جس نے مجھے چھوڑ دیا اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔

ابن عمر کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! جس نے تیری مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی جس نے میری مخالفت کی اس نے اللہ کی مخالفت کی۔

امام زید ابوطالب حضروی باسناد خود علقمہ سے اور ابویوب سے روایت کرتے ہیں کہ الحداحسب

وہ حبیب  
یہ سے روایت  
رخت قیوب  
ب علیہ السلام

وہ عمر سے  
بن خطاب  
ری انس سے  
بیشہ حضرت  
نے رسول

ت علی  
کی  
نے کہا  
ت

النظر  
لہ  
مان

ة

یہ



الناس جب نازل ہوئی تو بنی اکرم صلعم نے عمار سے فرمایا: عنقریب میرے بعد مکہ وہ امور صادر ہوں گے  
 حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان تلوار چلنے لگے گی۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ اور ایک دوسرے پر تبرا کریں  
 گے۔ جب یہ بات دیکھو۔ تو اس اصلع جو میری دہسنی جانب علی بن ابی طالب موجود ہیں کجا دامن پکڑنا۔ اگر تمام لوگ  
 ایک راہ چلیں اور جناب علی دوسری راہ چلیں۔ تو تو علی کا دامن پکڑنا۔ اسے عمار اور لوگوں کو چھوڑ دینا۔ جناب علی  
 تجھے ہدایت سے الگ نہیں کریں گے۔ اور تمہیں ہلاکت کی طرف نہیں لے جائیں گے۔ اسے عمار! علی عبدہ السلام  
 کی اطاعت کرنا۔ میری اطاعت کرنا ہے۔ اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

ناصر باستان خود جابر انصاری سے اور طریف عبدی سے اور ابو عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت  
 علی علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم یہ آیت میرے بارے میں اور میرے شیعوں کے بارے میں اور میرے دشمنوں  
 کے متعلق اور ان کے ماننے والوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حسین بن علی علیہما السلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت السعید المناس نازل ہوئی  
 تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون سا قسم ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اسے علی! تو اس قسم میں مبتلا ہو گا۔ اور اس  
 میں تجھے ہلاکت کیا جائے گا۔ تم جھگڑا کرو گے اور جھگڑے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔

جابر ابو جعفر سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اکرم صلعم نے جناب علی سے فرمایا۔ اسے علی! اس  
 وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ جب میرے بعد لوگ فلاں شخص کو خلافت پر متمکن کریں گے۔ عرض کیا میری بہ تلواریں  
 ان کے اور خلافت کے درمیان حاصل ہوگی۔ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ صبر اور ضبط سے کام لینا۔ وہ میرے لئے خلافت  
 کے حصول سے بہتر ہو گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا جب یہ بات ہوگی۔ تو میں صبر اور ضبط سے کام لوں گا۔  
 اسی طرح رسول اللہ صلعم نے فلاں اور فلاں کا ذکر کیا پھر فرمایا۔ اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تیری  
 بیعت کی جائے گی۔ پھر تجھے چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام چپ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ دو چیزیں  
 میں سے ایک کو منتخب کر لو (سے جہاد) یا الگ۔

آیت دعلی الاعراف رجال علی عبیدہ اور حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آیت ہذا ان خصمان  
 اختصموا انھیں حضرات کے بارے میں ہے۔ کہ انھوں نے شیبہ، عقبہ اور ولید کو قتل کیا تھا۔ بخاری اور مسلم  
 میں قیس بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ سب سے پہلے میں اللہ کے سامنے واخواہ  
 ہوں گا۔ کتاب احمد بن عبد اللہ مؤذن میں ابو معاویہ صریحاً انمش سے وہ سہمی سے وہ ابو صامح سے وہ ابو ہریرہ



سے اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت البس اللہ با حکم الحاکمین کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام بانی کے گھر نمید سے گھر کر بیدار ہو گئے۔ ام بانی نے اس بارے میں آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا اے ام بانی اللہ تعالیٰ میرے سامنے خواب میں قیامت کا نظارہ پیش کیا۔ جنت اور اس کی نعمتیں ووزخ اور اس میں جو کچھ ہوگا۔ اور ووزخ کا عذاب دکھلایا۔ میں نے ووزخ میں دیکھا تو وہ معاد یہ اور عمرو بن عاص جہنم کی آگ کی گرمی میں کھڑے ہیں جہنم کے پتھر کے انگاروں سے زبانیہ فرشتے ان دونوں کے سروں کی مرمت کر رہے ہیں۔ اور ان سے کہہ رہے ہیں کیا تم علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت پر ایمان لائے تھے۔

ابن عباس نے کہا حضرت علی علیہ السلام منسی خوشی سے حجاب غفلت سے برآمد ہوں گے اور ندا دیں گے اے کعبہ کے رب میرا فیصلہ فرمائیے۔ ایس اللہ با حکم الحاکمین آیت کا یہی مطلب ہے۔ خبیث آگ کی طرف بھیجا جائے گا۔ اور علی موقوف پر اپنے اصحاب اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے۔ ان احادیث کی رو سے جناب علی علیہ السلام کی اطاعت واجب ہوتی ہے۔ اور آپ کی مخالفت سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھنے کا بیان

ابن عقیلہ اور ابن جریر باسناء و خود بخود جابر انصاری اور ایک جماعت مفسرین سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ولتغنی فہم فی لحسن القول ما ان کے انداز کا نام سے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ ان کا بغض رکھنا معلوم کر لیتے ہو۔ ربیع بن سلیمان نے کہا میں کوفہ میں موجود تھا۔ میں ایک مجنون سے گذرا میں نے اس پر یہ آیت پڑھی اللہ اذنکم ام علی اللہ تفترون اس نے کہا اللہ پر افتراء نہیں کرتا۔ بلکہ علی بن ابی طالب سے بغض رکھتا ہے۔

جابر سے روایت ہے: میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ والدین لا

یومنون بالآخرة قلوبہم منکرۃ وہم مستکبرون ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ لوگ

ولایت علی سے تکبر کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے دھمکی کے طور پر اس شخص سے کہہ دیا جو ایسا کرتا ہے۔ لاجرم

ان اللہ یعلم ما یسر وں وما یصلون

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ انا لفینک المستہزین سے مراد رسول اللہ کے وہ دشمن

ہوں گے  
متبراکین  
التمام لوگ  
ناب علی  
بہ السلام

حضرت  
دشمنوں

ہوئی  
اس

ہیں

لوار

ت

کا۔

ا

ا

ا

ا

ا

ا

ا

ا

ا

ا

ا



یہیں جو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا مذاق اڑاتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں۔ یہ (جناب علیؑ) صنفی محمدؐ ہیں آپ کے اہل میں سے وہ لوگ امیر المؤمنین کی طرف کنکھیناں مارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آیت ان کنستم تحبون الله فاتبعوني بحبكم الله ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو اکٹھے ہو کر کہنے لگے۔ اگر محمد مرگے تو ہم علیؑ کی بات ہرگز نہیں سنیں گے اور نہ ہی آپ کے اہل بیت کے کسی فرد کی بات مانیں گے۔

ایمانہ میں ابن بطلان نے جابر سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا (اے علیؑ) اگر میری امت تجھ سے بغض رکھے گی تو ضرور اللہ عزوجل انھیں اوندرھے منہ دو نرخ میں ڈالے گا۔

عطیہ بن ابی سعید سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس نے ہم اہل بیت سے بغض رکھا۔ وہ منافق ہے۔ ابن مسعود نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کا یہ خیال ہے کہ وہ ہر چیز پر ایمان لایا جو میں سے کرایا ہوں۔ اور وہ علیؑ سے بغض رکھنے والا ہو تو جھوٹا ہے۔ مومن نہیں ہے۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے دل میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کا بغض رکھ کر اللہ عزوجل سے ملاقات کرے گا۔ وہ ایسی حالت میں اللہ سے ملے گا کہ وہ یہودی ہو گا۔

ابن عباس، ام سلمہ اور سلمان سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے علیؑ سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ ام سلمہ اور انس نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے جناب علیؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ وہ شخص جھوٹا ہے جس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور اس سے (علیؑ سے) بغض رکھتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ او کلما جاء رسول بما لا تهوى انفسكم موافقت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ آل محمد کے ایک گروہ کو تم نے جھوٹ لیا۔ اور ایک گروہ کو قتل کر دے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا۔

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی طرف بلایا ایک گروہ نے ایک بات کو ناپسند کیا اور علی علیہ السلام کے بارے میں پیر میگیوں کرنے لگے اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ قُلْ لَا اَمَلُ لَكُمْ ضَرًا وَلَا رَشَدًا قُلْ اِنِي لَا اَمَلُ لَكُمْ ضَرًا وَلَا رَشَدًا اگر میں نے رسول اللہ صلعم کی نافرمانی کی



تو مجھے اللہ عزوجل سے کوئی نہیں بچائے گا۔

حاصل مقام ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فاصبر علی ما بقولون فرمایا۔ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت سے ٹال مٹول کرتے تھے۔

ابن بطہ نے چھ طریقوں سے ابن ماجہ، ترمذی، مسلم بخاری، احمد، ابن بیح، ابونعاسم اصفہانی، ابو بکر بن ابی شیبہ، وکیع اور ابن معاویہ سے وہ ائمہ سے یہ سب حضرات باسائندہ خود زہد بن حبش سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے روح کو پیدا کیا اور دانے میں رگات ڈالا۔ مجھے نبی امی نے فرمایا تھا، مجھے مومن دوست رکھے گا اور منافق میرے ساتھ بغض رکھے گا۔

حمیلۃ الاولیاء فضائل اسماعیلی، عکبری، شرح الکافی، اور تاجہ بن محمد اور ابن حبش سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، کہ مجھے بنی مسلم نے فرمایا تھا، کہ تجھے مومن دوست رکھے گا۔ اور کافر تیرے ساتھ بغض رکھے گا۔

کثیر التواہد، سالم بن ابی مفضل، جامع ترمذی، سند موصلی اور فضائل میں ام سلمہ سے روایت ہے، کہ بنی مسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا، تجھے منافق دوست نہیں رکھے گا، اور مومن تیرے ساتھ بغض نہیں کرے گا۔ احمد نے مسند میں صحابیات کے تحت ام سلمہ سے روایت کی ہے اور کتاب ابراہیم ثقفی میں اس سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (اے علی) تجھے بشارت ہو، تجھ سے مومن بغض نہیں رکھے گا۔ اور منافق تجھے دوست نہیں رکھے گا۔ اگر تم نہ ہونے تو اللہ کے گردہ کو کوئی نہ جانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی! تیری محبت تقویٰ اور ایمان ہے۔ تیرے ساتھ بغض کفر اور نفاق ہے۔ حضرت امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا، دلیعلمن اللہ الدین امنوا، ولایت حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ہے۔ دلیعلمن المنافقین یعنی اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کرتے ہیں۔

بیح المذکورین میں ہے، اے علی! اگر آپ نہ ہوتے تو میرے بعد مومنین کی پہچان نہ ہوتی۔

بلذری ترمذی اور سمعانی ابو یارون عہدی سے روایت کرتے ہیں کہ ابو سعید خدری نے کہا، کہ ہم لوگ گردہ انصاری بن ابی طالب علیہ السلام کے بغض کے ساتھ منافقین کو جانتے تھے۔

ابانہ عکبری اور کتاب ابن عقیلہ اور فضائل احمد میں جاہلہ اور خدری سے روایت ہے کہ انہما عرف

لی اصفی  
بت نازل

ثم الله  
سین

سے

سے

سے

سے

سے

سے

سے

سے

سے

سے

سے

سے



المنافقين علی عهد رسول اللہ بغيضهم علیاً ہم رسول اللہ صلعم کے زمانے میں منافقین کو حضرت علی علیہ السلام کے بغض سے جلتے تھے۔

ابانہ عکیری اور شرح الکافی میں جابر اور زید سے روایت ہے: ما كنا نعرف المنافقين ونحن مع النبي الا ببغضهم علیاً ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی منافقین کی پہچان نہیں کر سکتے تھے مگر علی کے بغض کے ساتھ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: آیت دلائقوا ابایدکم الی التهلكة فرمایا ہماری دلائق سے روگردانی نہ کرو۔ ورنہ دنیا اور آخرت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔

ابو بکر مردیہ، احمد بن محمد بن صباح نیشاپوری سے وہ عبد اللہ بن احمد بن فضل سے وہ احمد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو کہتے ہوئے سنا۔ اس نے مالک بن انس سے سنا مالک بن انس نے کہا کہ ہم ولد الزنا کی پہچان بغض علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعے کرتے تھے۔ انس نے ایک طویل حدیث میں کہا کہ خیبر کی لڑائی کے بعد آدمی اپنے بڑے کو کندھے پر اٹھاتے حضرت علی علیہ السلام کے راستے میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ کو دیکھتے تو اس کی سے اشارہ کر کے کہتے: اس شخص کو دوست رکھتے ہو۔ اگر اُن کے ساتھ جواب دیتا تو اسے قبول کر لیتے اگر نفی میں جواب دیتا تو اسے زمین پر دے مارتے۔ اور کہتے اپنی ماں کے پاس جاؤ۔ ہر دی خرمین میں تحریر کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت نے کہا کہ ہم اپنی اولاد کی جناب علی بن ابی طالب کی محبت پر تمیزیت کرتے تھے۔ اگر ہم کسی کو دیکھتے کہ یہ جناب علی کو دوست نہیں رکھتا تو ہم جان لیتے کہ یہ حلالی نہیں ہے۔

طبری نے دلائق میں اصبع بن نبانہ سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تین شخص مجھے دوست نہیں رکھیں گے۔

۱۔ ولد الزنا (۲) منافق (۳) لطفہ رجیض

عبادہ بن یعقوب باسناد خود یحییٰ بن مرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی دوران میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس شخص کا یہ خیال جھوٹا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہے اور میرے ساتھ محبت کرتا ہے اور اس (علیؑ) سے دشمنی اور بغض رکھتا ہے۔ خدا کی قسم اس سے بغض اور دشمنی کا ثمر اور منافق



مکھتا ہے یا ولذالذنا۔

## امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو اذیت دینے کا بیان

واحدی اسباب النزول میں اور مقاتل میں سیمان اور ابو القاسم قیسری اپنی اپنی تفسیروں میں لکھتے ہیں کہ اذیت  
والذین یؤذون المؤمنین والمومنات جناب علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا قصیدہ  
ہے کہ منافقین کا ایک گروہ حضرت علی علیہ السلام کو اذیت دیتا تھا اور آپ کی بات سن کر جھٹلاتا تھا۔ مقاتل  
کی روایت میں ہے کہ الذین یؤذون المؤمنین والمومنات سے مراد علی اور فاطمہ ہیں جنہیں منافق  
اذیت دیتے تھے۔ فقد احتملوا بهتاتنا واثماً مبیناً

ابن عباس کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایک کھلی جہنم میں نازل کرے گا۔ وہ دکاتا رکھلا دیں گے جتنی کہ  
ان کے ناخن ختم ہو جائیں گے۔ پھر کھلائے گا۔ پھر کھلائے گا۔ پھر کھلائے گا۔ پھر کھلائے گا۔ پھر کھلائے گا۔  
گے جس سے ان کی ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ اور کہنے لگیں گے۔ یہ کون سا عذاب ہے جو ہم پر نازل کیا گیا؟  
انہیں کہا جائے گا۔ اے گروہ اشیقاء یہ عذاب نہیں اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے  
دیاجا رہا ہے۔

تفسیر ضحاک اور مقاتل میں ابن عباس سے روایت ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ اس وقت نازل  
ہوئی جب منافقین نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم زبان سے اہل بیت رسول اللہ  
کی پر جا کریں۔ کہا۔ لعنہم اللہ فی الدین والآخرۃ اللہ عزوجل ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے  
یعنی آگ کے ساتھ۔ و وعد لہم عذاباً مہیناً اور ان کے لئے دردناک عذاب مہیا کیا ہے جہنم میں  
اکثر تفسیر میں آیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لکن لم یستد المنافقون  
والذین فی قلوبہم مرض والمرجئون فی المہینہ لئلا یتفرق بہم ثم لا یجاءرنک  
فیہا الا قلیل اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دل میں نفاق کا مرض ہے باز نہ آئے جو مدینہ میں بھولی  
افواہیں پھیلاتے ہیں۔ پھر تمہیں ضرور ان پر مسلط کریں گے۔ پھر مدینہ میں تیرے پاس تھوڑے دن ہیں گے۔  
یعنی انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ کہا۔ ملعونین انما تفرقوا یعنی اے محمد تیرے بعد پکڑے جائیں گے  
اور اچھی طرح قتل کر دیئے جائیں گے۔ خدا کی قسم امیر المؤمنین نے ان کو قتل کر دیا تھا۔ پھر کہا سنۃ اللہ فی الذین

کو حضرت

و نحن

یا ان نہیں

یت۔

ت کرتے

ہم

میں

کے ہو

اب

ر

کی

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ

یہ



خلو امن قبلى ان يہ اللہ عزوجل کی سنت ہے جو پہلے لوگوں میں جاری رہی۔

محمد بن حاتم نے اہل بیت علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علیؑ اور امیر علیہم السلام کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ اذیت دینے والے لوگ ایسے ہیں جیسا کہ موسیٰؑ کو تکلیف دی تھی جو کچھ انہوں نے کہا اللہ اس سے بری ہو گیا۔

کتاب ابن مردودہ میں محمد بن عبد اللہ انصاری اور جابر انصاری سے روایت ہے۔ اور فضائل میں ابو نصر محمد بن عبد اللہ جابر انصاری سے روایت کرتے ہیں اور خصائص مظنری میں جابر سے روایت ہے۔ یہ تمام حضرات حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے علیؑ کو تکلیف دی میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگی آپ نے فرمایا اے عمر تو نے مجھے اذیت دی۔ میں نے عرض کیا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ کے رسول کو اذیت دینے میں فرمایا تم نے علیؑ کو اذیت دی ہے جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

عکبری ابانہ میں مصعب بن سعد سے وہ اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں۔ ہم نے جناب علیؑ کے لئے بڑا چاہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائے فرمایا میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جس نے جناب علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔

حاکم نے امالی میں۔ ابو سعید واعظ نے شرف النبی میں اور ابو عبد اللہ مظنری خصائص میں اپنے اپنے اسناد سے بیان کرتے ہیں۔ کہ زید بن علیؑ نے اپنے بال (ڈاڑھی) کے پکڑے ہوئے کہا۔ اس نے کہا مجھے سی بن حسین نے حدیث بیان کی۔ وہ (اپنی ڈاڑھی) کے بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا مجھے حسین بن علیؑ نے حدیث بیان کی۔ اور وہ (ڈاڑھی) کے بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا مجھے علی بن ابی طالب نے حدیث بیان کی۔ وہ (اپنی ریش مبارک) کے بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا۔ مجھے رسول اللہ نے حدیث بیان کی۔ وہ (اپنی ڈاڑھی) کے بال پکڑے ہوئے تھے۔ کہ جس نے ابوالحسن کو اذیت دی۔ اس نے یقیناً مجھے تکلیف دی۔ اور جس نے مجھے اذیت دی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ کو تکلیف دی اللہ اس پر آسمانوں اور زمین کے کونے کونے سے لعنت کرتا ہے۔

مرزئی جامع میں۔ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں۔ بخاری صحیح میں ابو علی مسند میں احمد فضائل میں اور خطیب عزان بن حبیب ابن عباس اور بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے مالی تنہیت کی ایک



لوندی کے بارے میں خواہش ظاہر کی۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور بریدہ اسلمی نے بھی اس کی خواہش کی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے منار بقیعت پر لے لیا۔ جب یہ لوگ جنگ میں سے واپس لوٹے۔ تو بریدہ اسلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو گیا۔ اور حضرت امیر علیہ السلام کی شکایت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ موڑ لیا۔ پھر وہ اپنی طرف سے پھر بائیں طرف سے اور پیچھے کی طرف سے حضرت علی کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر لوندی کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ آپ کا ڈنک متغیر ہو گیا۔ چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور رگیں پھرت اٹھیں۔ فرمایا اسے بریدہ! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ آج تو نے مجھے اذیت دی ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذاباً عظیماً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں۔ اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرنا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (اسے بریدہ) تجھے علم نہیں ہے۔ کہ علی مجھ سے ہیں۔ اور میں علی سے ہوں جس نے علی کو اذیت دی۔ اس نے مجھے اذیت دی جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی جس نے اللہ کو اذیت دی۔ اللہ پہ واجب ہے۔ کہ اسے جہنم کی آگ کے دردناک عذاب میں اذیت دے۔ اسے بریدہ! تم زیادہ عالم ہو۔ یا اللہ! لوح محفوظ کے پڑھنے والے زیادہ عالم ہیں یا تم؟ تم زیادہ عالم ہو یا ملک ارحام؟ اسے بریدہ! تم زیادہ عالم ہو یا فرشتے جو علی بن ابی طالب کی نگرانی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ جبرائیل ہیں۔ آپ نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ کہ علی کی نگاہ فرشتوں نے علی کی پدائش سے لے کر اس وقت تک آپ کی کوئی خطا تحریر نہیں کی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے ملک ارحام اور لوح محفوظ کے پڑھنے سے متعلق حکایت بیان کی۔ اس لوندی کے بارے میں تم جناب علی سے کیا چاہتے ہو؟ آنحضرت نے ایسا تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔ احمد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی کو چھوڑ دو۔

## امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے حسد کے بیان میں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ و یوم القیامۃ تری الذین کفروا اللہ وجوہہم مسودۃ قیامت کے روز ان لوگوں کو دیکھو گے جنہوں نے اللہ سے کفر کیا۔ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے یعنی انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کیا ہو گا۔ نیز اس آیت کے متعلق فرماتے

وہو کچھ انہوں

یونصر محمد

م حضرات

آفات ہوگی

ال کو اذیت

ہم نے

نے جناب

نے اسناد

سین

یت بیان

ل وہ

نبی دار طعی

مجھے

بے

نے

طیب

ایک



ہیں۔ کذلک یریبہم اللہ اعما لہم حسرات علیہم اللہ عزوجل ان کے اعمال انہیں حسرت کی صورت میں دکھائے گا۔ جو عذاب الیم اللہ عزوجل نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے وہ موت کے وقت اس کو دیکھیں گے۔ یہ لوگ اصحاب صحیفہ ہیں۔ جنہوں نے خانہ کعبہ میں بیڑ کر (جناب علی کی مخالفت پر ایک معاہدہ لکھا تھا) دھماکے بھارجین من الشاریہ لوگ آگ سے باہر نہیں نکلیں گے۔ نیز اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ یا ایہا الذین لا تتخذوا باطنانہ یعنی اے محمد انہیں اس بات سے آگاہ کر دو۔ جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اس سے مراد بھی اصحاب معاہدہ ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں۔ فلما راؤہ زلفۃ علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جب قیامت کے روز جناب علی کو دیکھیں گے۔ تو کانگوں کے پھرے سیاہ ہوجائیں گے۔ جب بارگاہ خداوندی سے علی علیہ السلام کی منزلت اور درجہ دیکھیں گے۔ تو علی کی ولایت کے بارے میں جو کوتاہی ہوگی۔ اس کے باعث اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے۔

ابو الفتوح رازی نے جو چیز بیان کی ہے جس کو ابو عبد اللہ مرزبانی نے کبھی سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے آیت ام یحسدون الناس علی ما اتاہم اللہ من فضلہ کے بارے میں روایت کی ہے کہ یہ آیت جناب رسول اللہ اور علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ابو علی طبرسی نے بیان کیا ہے۔ کہ اس آیت میں ناس (لوگوں سے) نہی صلعم اور آپ کی آل مراد ہے۔

حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ اس آیت میں فصل سے مراد نبی صلعم کی نبوت اور جناب علی کی امامت ہے۔ ابن سیرین نے انس سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جس نے جناب علی سے حسد کیا۔ اس نے مجھ سے حسد کیا۔ اور جس نے مجھ سے حسد کیا۔ وہ کافر ہو گیا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جس نے مجھ سے حسد کیا وہ دوزخ میں داخل ہوا۔

کسی نے مسلم بن نبل سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے علی کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ آپ کو ہر عبادتی ہیں

لے تفصیل کے لئے سلیم بن قیس کوئی متوفی سنہ کی کتاب کتاب السقیفہ مدحہ کریں جس کا ترجمہ ناچیز نے کر دیا۔ اور فخر قوم رئیس ملت الحاج ملک صادق علی صاحب عرفانی مدخلہ کی تحویل میں ہے آپ اشاعت کے لئے سونچ رہے ہیں ۱۶ محمد شریف عفی عنہ



یہ طواری حاصل تھا؛ کہا لوگوں کی آنکھیں آپ کے نور کے اکتساب سے قاصر ہیں۔ لوگ اپنے ہم جنسوں کی طرف زیادہ جھکتے ہیں۔

لا یعشق الہد بعد قسریۃ ولا غراب البین خطافا  
صدہ قسری سے عشق نہیں کرتا اور نہ ہی کو اخطاف کو چاہتا ہے  
فلن تری الشمس ابصار الخفافیش  
چمگا دیں سورج کو ہرگز نہیں دیکھ سکتیں

صفین کی جنگ کے موقع پر ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا۔ لوگوں نے آپ کو خلافت سے الگ کیوں رکھا۔ حالانکہ آپ تمام لوگوں سے کتاب اور سنت کے زیادہ جانتے والے تھے؛ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ عمر آدمی کا معاملہ تھا۔ ایک قوم نے اس کی لاپرواہی کی اور دوسرے لوگوں نے اسے بوجھ بوس کبلا اللہ عزوجل بنیزن حاکم ہے۔ اور محمد خدا من ہیں۔ اس لوٹ مار کو چھوڑ دے جس کا انجام ہلاکت ہو۔ پھر آپ نے معاویہ اور اس کے اصحاب کے بارے میں فرمایا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ان من یعلم ما انزل الیہ من ربہ الحق (حق سے مراد علی ہیں مکن ہوا عی سے آپ کے دشمن مراد ہیں۔ انما یتذکر اولوا الالباب سے مراد ائمہ ہیں۔ جنہوں نے لوگوں کے دلوں میں علم آدم کی پیدائش سے لے کر اس وقت تک کاشت کیا۔

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے۔ کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ تم میں سے میری وصیت کو کون قبول کرے گا۔ اور میرا بوجھ کون بٹاے گا؟ میرا قرض کون چکائے گا۔ میرے بعد میرے وعدے کون پورے کرے گا۔ ایسا شخص میرا قائم مقام ہوگا۔ سلمانؓ سے دو آدمیوں نے کہا۔ محمد اب کیا کہہ رہے ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام آپ کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ اے علیؓ ان چیزوں کو تم سرانجام دو گے۔ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ ومنہم من یستمع الیہ تا طبع اللہ علی قلوبہم

حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ الا انہم یشون صدرہم فرمایا۔ جب جناب علیؓ کی شان میں آیت نازل ہوئی۔ تو ان میں سے ایک نے سینہ لگا کر اس آیت کو سنا۔ تاکہ یہ

صورت میں

سارے۔ یہ

دعائے

یہا

پیرہ ہے

سے علی

سے

آیت

اس

کی ہے

آیت

ہے

نے

سے



بات بنی صلعم سے پوشیدہ رہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: يستعشرون شبا بهم كما طلب به  
ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں کوئی چیز بیان کی۔ یا وہ آیت تلاوت  
کی۔ جو جناب علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ تو اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کہتا  
ہے: يعلم الخائسون وما يعلنون اللہ ان پوشیدہ اور ظاہری بات کو جانتا ہے

جابر حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: الا اصحاب السبيوة في جنات يتساءلون  
عن الحبر مین ما سلککم فی ستر بنی اکرم صلعم نے فرمایا: اسے علی ابیہ وہ مجرم ہوں گے۔ جو تیری روایت  
کو جھٹلانے والے تھے۔ شعیبی نے کہا میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں حیران ہوں۔ کہ آپ  
کے بارے میں کیا طریقہ اختیار کروں۔ اگر آپ سے محبت کرتا ہوں تو افسوس میں بتا ہوتا۔ اور اگر آپ سے  
بغض رکھتا ہوں تو کافر ہوتا ہوں۔ نظام نے کہا: علیؑ بولنے والے کے لئے باعث امتحان ہیں۔ اگر آپ کی پوری  
مدح کرتا ہے تو غالی ہوتا ہے۔ اگر کم بیان کرتا ہے تو گھٹا ہوتا ہے۔ آپ کی منزلت نہایت باریک وزن والی  
ہے۔ مادة اشان صلب اترقی مگر دین کے بامقوں سے بہ امر شکل نہیں ہے۔ ابوالنفیاء نے علی بن جہم  
سے کہا کہ تو جناب علیؑ سے اس لئے بغض رکھتا ہے کہ آپ فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کرنے والے تھے۔  
اور تم ان میں سے ایک ہو۔

ابن جہم — اے مخزن۔

ابوالنفیاء — دھڑب لانا مثلاً وانستی خلقه اپنے گریبان میں تم جہانکو  
شیر و بیہ نے فردوس میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنو اسرائیل انبیاء علیہم السلام کے متعلق برا نظریہ  
رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ عزوجل نے ان کے لئے بادش کو موقوف کر دیا بخدا۔ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام  
نے بغض رکھنے کے باعث اللہ عزوجل اس امت سے بادش کو روک دے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے کمرے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ کوئی ایسا آدمی بھی ہے جو  
علیؑ سے بغض رکھتا ہے؟ فرمایا جناب علیؑ کی امداد نہ کرنا بھی بغض رکھنا ہے۔

قاضی سوار نے اہل بصرہ کی خاطر دعائے بادش مانگی۔ یہ سن کر سید حمیدی نے کہا کہ

ابتلعی یا ارض افتد امهم ثم ارمهم یا مزن بالجمل



اے زمین ان کے قدموں کو دھنس لے۔ اے بادل ان پر پتھر پھینک۔

لَا تَسْقِیْهِمْ مِنْ وَاوَلِ فِطْرَةٍ فَانْهَمْ حَرِبَ بَنُو أَحْمَدَ

انہیں بارش کی ایک بوند نہ پلا۔ کیوں کہ انھوں نے اولاد احمد سے جنگ کی تھی۔

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام پر ظلم کرنے والوں و آپسے لڑنے والوں کا بیان

شواہد و اسناد خود بیان کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن عطاء کی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز منادی ندا کرے گا۔ کہ حزن میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا تو اس وقت کا فریاد کریں گے۔ مگر کاش کہ ہم مسلمان ہوتے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ تَمَّالِ الظَّالِمُونَ یعنی جنہوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا۔ کہیں گے۔ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ جَبَّ وَهُوَ عَذَابٌ كَثِيرٌ کہیں گے۔ عذاب سے مراد علی ہیں۔ ہل الی مرد من سبیل کہیں گے۔ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے اور ہم علی سے تولا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ وَتَرَاهُمْ يَعْزُبُونَ عَنَّا بَعْضٌ مِّنْهُم مِّنْ رَّوْحِهِمْ كَمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان الظَّالِمِينَ مِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا آلَ مُحَمَّدٍ۔ جو لوگ آل محمد پر ایمان لائے ہوں گے۔ کہیں گے۔ ان الخاسرين الذين خسروا أنفسهم والى يوم القيامة حقيقى كُفَرْتُمْ دَائِرَةً۔ وہ لوگ ہیں۔ وہ قیامت کے روز اپنے آپ اور اپنے اہل کو گھٹا دیں گے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا وہ روزِ ناک عذاب میں رہیں گے۔

حکاتی نے شواہد التنزیل میں اسناد خود ابن مسیب سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ

آیت نازل ہوئی۔ وَانْقُوا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مَتَكُمْ خَاسِرَةً تَوْبَتِ اَكْرَمُ صَلَاحٍ نے فرمایا جس شخص نے میری وفات کے بعد میری اس بیعت کی جگہ کے بارے میں علی پر ظلم کیا تو وہ شخص ایسا ہے کہ اس نے میری اور محمد سے پہلے انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہے۔

کتاب ابو عبد اللہ محمد بن سراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے

بایہ  
دوت  
کشتا

بلون  
یت

پ

س

ن

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳



میری اس جگہ کے بارے میں جناب علیؑ پر ظلم کیا۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہو۔

عمران بن حصین سے روایت ہے۔ کہ بنی اکرم صلعم نے جناب علیؑ کی عیادت کی حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کیا جناب علیؑ کی جان کا خطرہ ہے؟ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اے عمر! علیؑ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ غصے سے نہ بھر جائے گا۔ اور وسیع پیمانے پر اس سے بے وفائی نہ کی جائے گی۔ اور میرے بعد صبر کرنے والے پائے جائیں گے۔ تاریخ بغداد اور کتاب ابوابہم تقفی عمرو بن ولید باسناء و خود ابوابہم سے وہ حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے رسول اکرم صلعم نے فرمایا عنقریب امت تم سے دھوکا کرے گی! حدیث سلمانؓ میں ہے کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ امت تیرے ساتھ بے وفائی کرے گی۔ اس کی بے وفائی پر صبر کرنا۔

حدیث بن حصین سے روایت ہے کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تم میرے بعد اس بات سے دوچار ہو گے بعض کیا یا رسول اللہ! تلوار دو دھاری ہے۔ نہ ہی میں قتل ہوں گا۔ اور نہ ہی ذیل ہوں گا۔ آپ نے فرمایا یا علیؑ صبر کرنا۔ جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم صبر کروں گا۔

حضرت علیؑ علیہ السلام کی جنگوں کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ زید یہ معتزلہ میں سے نظام اور بشر بن معتمر فرقہ مرجیہ میں سے ابو حنیفہ، ابو یوسف، اور بشر بشتی اور کچھ لوگ بھی ہیں۔ جو ان کی بات پر چلتے ہیں۔ کہ بنی اکرم صلعم کے بعد علیؑ علیہ السلام کی جنگیں حق پر مبنی تھیں۔ اور جس شخص نے جناب علیؑ علیہ السلام سے جنگ کی وہ غلطی پر تھا۔ ابو بکر باقلائی اور ابن ادریس نے کہا جس شخص نے خلافت کے بارے میں جناب علیؑ سے جھگڑا کیا۔ وہ باغی ہے۔

تنبیض شافعی میں تحریر ہے کہ امامیہ حضرات نے کہا کہ جس شخص نے جناب علیؑ سے جنگ کی وہ کافر ہے۔ اور اس پر اس فرقہ کا اجماع دلالت کرتا ہے۔ جس شخص نے آپ سے لڑائی لڑی۔ وہ متکبر امامت اور واقع امامت تھا۔ امامت کا واقعہ اسی طرح کافر ہے۔ جس طرح نبوت کا دافع کافر ہے۔

نبوت اور امامت سے لاعلمی ایک منہج کی چیز ہے۔ بنی عبیدہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ من مات دس یعرف امام زمانہ مات میتة جاہلیۃ بشخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر گیا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔ جہالت کی موت کفر پر ہی واقع ہوتی ہے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند اتوا اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے۔ اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔ فساق کو چھوڑ باقی کسی سے عداوت نہیں رکھنی چاہیے جس نے علیؑ سے جنگ کی۔ وہ آپ کا خون بہانا حلال سمجھنا تھا۔ اور وہ اسی حالت میں خداوند عالم کے پاس جائے گا۔ مومن کے خون کو حلال تصور کرنا بالاجماع کفر ہے۔ یہ بہت بڑا امر ہے اس بات سے کہ شراب کے ایک گھونٹ کو حلال تصور کرنا جو بالاتفاق کفر ہے۔ پھر امام کے خون کو مباح سمجھنے والے کا کیا حشر ہوگا۔ بنی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شیعو اور سنی دونوں نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یا علی! حارب حبیبی دسملہ سلمیٰ اے علی! تیری جنگ میری جنگ ہے اور تیری صلح میری صلح ہے۔ جب بنی اکرم صلعم سے جنگ کرنا کفر ہے تو جناب علیؑ سے جنگ کرنا بھی کفر ہے۔

ابو موسیٰ نے جامع میں۔ سمعانی نے اپنی کتاب میں۔ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں احمد نے مسند اور فضائل میں ابن بطہ نے ابانہ میں۔ شیروہ نے فردوس میں۔ سدی نے تفسیر میں اور قاضی محالی نے (اپنی کتاب میں) یہ تمام حضرات زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابو ہریرہ اور حجاب سے وہ مسلم بن یسبح سے وہ حضرات تمام بنی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے علیؑ کو فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم میری اس سے جنگ ہے جس نے تم سے صلح کی۔

تاریخ طبری اور ابن عساکر میں ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ آپ بنی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ انا حرب صحن حاربکم وسلم لمن سالمکم میری اس سے جنگ ہے جس نے تم سے صلح کی اور اس سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔ ابن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میری اس سے دشمنی ہے جس نے تم سے دشمنی کی اور میری اس سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔

خر کو شہی نے لوامع میں تحریر کیا ہے کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جس نے پہلے میرے ساتھ لڑائی کی اور دوسری مرتبہ میرے اہل بیت سے لڑائی کی۔ وہ دجال کے ماننے والے ہیں۔

ابو یعلیٰ موصلی خطیب تاریخی اور ابوبکر مردویہ طرق کثیر سے حضرت علیؑ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ناکثین قاسطین اور منافقین سے لڑنے کا حکم دیا گیا

اکثر اصحاب حدیث نے شریک سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں بنی صلعم کی وہ حدیث بیان کریں۔ جس میں

اور مجھ سے پہلے

نے عرض کیا یا رسول

فہم ہے اس ذات

ہ غصے سے نہ بھر

نے جائیں گے۔

علیؑ علیہ السلام

یث سلمان میں

یا۔

سے دو چار ہو

نے فرمایا یا علیؑ

میں سے نظام

ی بات پر

ہ السلام سے

ب علیؑ سے

ے۔ اور اس

تا۔ امارت

لم

ہدیت



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے کہا تھا کہ تجھے باغی گردہ قتل کرے گا۔ یہ سن کر شریک نے ناراض ہو کر کہا کہ تمہیں علم ہونا چاہیے۔ یہ بات علی علیہ السلام کے لئے فخر کا باعث نہیں ہے کہ اس کے ساتھ عمار قتل ہوں گے۔ بلکہ یہ بات عمار کے لئے باعث فخر ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی معیت میں قتل ہوں گے۔ ابن مردویہ نے پندرہ طریقوں سے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے صفین کی جنگ کے موقع پر فرمایا خدا کی قسم مجھے ان سے جنگ کرنی لازمی ہو گئی تھی۔ اگر آپ نہ کرتا تو اس چیز کے ساتھ کفر کرتا جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی تھی۔

ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جنہوں نے علی علیہ السلام سے جنگ کی تھی۔ فرمایا۔ ان لوگوں نے بہت بڑا جرم کیا تھا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تھی۔ عرض کیا گیا۔ فرزند رسولؐ یہ کیسے؟ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والے جاہلیت پر مہرود تھے۔ اور علیؑ سے جنگ کرنے والے قرآن کو پڑھتے تھے۔ اور اہل فضل کو پہچانتے تھے۔ انہوں نے جو کچھ انکسار کیا۔ بصیرت حاصل کرنے کے بعد کیا۔ عیدروس بن عبد اللہ ہمدانی۔ ابوبکر بن خویک السفہانی۔ شیرویہ دیلمی۔ موفق خوارزمی اور ابوبکر مردویہ اپنی اپنی کتابوں میں ایک حدیث ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں کین و جوہ کی بنا پر قوم سے جہاد کروں گا، آپ نے فرمایا وہ دین میں بدعتیں پیدا کریں گے ایک روایت میں ہے کہ اس وقت حق کے ساتھ کون ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! حق تیرے ساتھ ہو گا اور تو حق کے ساتھ ہو گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا پھر مجھے پرواہ نہیں ہے۔ جو میرے ساتھ ہو سو ہو۔

شیرویہ نے فردوس میں و سب بن صیفی اور اس کے علاوہ دوسرے زید بن ارقم سے روایت کی ہے دونوں کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تنزیل قرآن پر جہاد کرتا ہوں۔ اور علی علیہ السلام قرآن کی تفسیر پر جہاد کریں گے قرآن کی جن آیات سے استدلال کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے۔ وان طائفتان من المؤمنين اقتدوا فاصلحو اسیئہما فان بغت احدہما علی الاخری فقاتلوا حتی تبغی حتی تظنی الی امر اللہ باغی وہ ہے جس نے امام کے ساتھ خروج کیا۔ اہل بغاوت سے جہاد کرنا واجب ہے جس طرح کہ مشرکین سے جہاد کرنا واجب تھا۔ ایمان کا اطلاق ان پر اس طرح ہے جس طرح اس آیت میں ہے کہ یا ایہا الذین امنوا باددوا رسولکم یعنی وہ لوگوں جو ایمان کا اظہار زبان سے کرتے ہو۔ دل سے ساتھ بھی ایمان لے آؤ۔



حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کے نانا کہا کرتے تھے کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے آپ نے فرمایا کیا تم کتاب خدا کو نہیں پڑھتے، والی عدا اِخا ہم ہودا ہم نے عدا کی طرف ان کے بھائی ہوو کو بھیجا، یہ لوگ بھی قوم عاد کی مثل تھے، اللہ عزوجل نے ہود اور اس کے ساتھیوں کو نجات دی، اور ہولے عظیم کے ذریعے عدا کو ہلاک کر دیا، اس سے ثابت ہوتا ہے ایسے لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ ان

اصبح بن نباتہ کی حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں لوگوں سے ہم جہاد کر رہے ہیں، ان کا اور ہمارا مسد ایک ہے، دعوت ایک ہے، رسول ایک ہی ہے نماز ایک ہے اور حج ایک ہے۔ پھر ہم لوگ ان کا کیا نام تجویز کریں؟ آپ نے فرمایا ان کا نام وہی رکھو جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں رکھا ہے، ہذاک الرسول فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ و رفع بعضہم درجات وایتنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام وایدناہ بروح القدس و لو شائ اللہ ما ا قتل الذین من بعد ہم من بعد ملجائنا ہم البیعات ولكن اخذنا قلوبہم من امن و منهم من کفی بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی ہے بعض وہ ہیں جن سے اللہ عزوجل نے کلام کیا، بعض کے درجات بلند کئے، ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بیانات عطا کئے روح القدس سے اس کی تائید کی، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بیانات آتے کے بعد لوگ آپس میں نہ لڑتے لیکن وہ اختلاف میں پڑ گئے بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر اختیار کیا، حسب اختلافات واقع ہو گیا ہے، تو ہم خدا کی تعزیت، نبی، کتاب اور حق کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خما خذہ من بک لنا منہم من تقمون اے محمد! تم مکہ سے مدینہ جاؤ گے، تو تمہیں مدینہ سے مکہ میں واپس لوٹائیں گے، اور اہل مکہ سے علی علیہ السلام کے ذریعہ بد لیں گے، زہری نے خصائص میں صفوانی نے احسن اور محسن میں سیدی کلبی عطا، ابن عباس اعش اور جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے ابن جریر صحیح مجاہد سے وہ ابن عباس اور سلمہ بن کھیل سے وہ عبد خیر اور جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں، بلکہ اتفاق اور اجتماع سے روایت کیا ہے کہ بنی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ شاد فرمایا میں ایک گروہ کے ساتھ عداقت سے ضرور جہاد کروں گا جبرائیل نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا علی بن ابی طالب ان سے جہاد کریں گے۔

تارا من ہو کر کہا۔  
اتھ عمار قتل ہوں  
ہوں گے۔ ابن  
کے موقع پر فرمایا  
جو اللہ تعالیٰ

نے علی علیہ السلام  
نہی۔ عرض  
اور علی سے  
بیت حاصل  
اور ابوبکر  
نے عرض  
یوں گے  
حق!  
جو میرے

نوں کا  
گے  
ندوا  
مس  
تہ



ایک روایت میں جابر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے۔ اور ایک دوسرے کی گردنیں اڑاؤ گے۔ خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے ایک گروہ کے ہمراہ پہچانو گے۔ میں تمہارے چہرے تلوار سے اڑا دوں گا۔ گویا آنحضرت علیہ السلام نے اپنے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یا علی (ایسا کام) سر انجام دیں گے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ فاما تدھبن بدک وانا منتقمون یعنی ان سے علی علیہ السلام کے ذریعہ بدلہ لیں گے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ قل رب اما تریبنی ما یوعدون پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ فاستمسک بالذی اوحی الیک اس چیز کو مضبوطی سے پکڑ جو تیری طرف وحی کی گئی ہے

ابوالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں انک علی صراط مستقیم بے شک تم یہی راستہ پر قائم ہو بے شک علی تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے ذکر ہیں عنقریب تم لوگوں سے علی علیہ السلام کی محبت کے متعلق پوچھا جائے گا

ابو حرب بن اسود وکولی حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فاما تدھبن بدک فاما منہم منتقمون نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (انتقام لینے والے) علی بن ابی طالب ہوں گے۔ پھر فرمایا۔ مجھے اس بات سے حیران کرنے والا گاہ کیا ہے۔ مبعیۃ المہریر کے موقع پر ظہر عصر۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں فوت ہو گئیں تھیں۔ نماز کے وقت صرف تکبیر تھیل، تسبیح تحمید اور دعا کی آوازیں بلند ہوتی تھیں۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو ان نمازوں کے اعادہ کا حکم نہیں دیا تھا ابوالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام بھاگنے والے کا بیچا نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی زخمی کو قتل کرتے تھے۔ اور نہ ہی ان کے بچوں کو گرفتار کرتے تھے۔ ہاں ان کی عورتوں سے مناکحت اور ان کے موارثت سے منع نہیں فرماتے تھے۔

ابوعلی جبائی کتاب الحکیمین میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے خوارج کی قوم کو گرفتار کیا تھا۔ کیوں کہ وہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ عیدان مجنون کو نہ میں مقیم تھا۔ اسے طحان کی دکان سے انس تھا۔ جب لڑکے جمع ہو کر اسے تکلیف دیتے۔ تو وہ کہتا تھا۔ جنگ کی بھٹی گرم ہو گئی۔ جہاد کرنا بہت اچھا ہے میں اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہوں۔ پھر اچلتا تھا اور ہمہ کرتا تھا۔ اور یہ شعر پڑھتا تھا

ایسنی سلاھی لا ابائلت انسی  
ادی الحرب لا تزاد اکانتا دیا  
پھر ایک کانٹے کے سوا ہر جاتا اور یہ شعر پڑھتا



اشد علی الکتابۃ لا ابالی احتفی کان فیہا اد سواہا  
اپنے سامنے سے لڑکوں کو بھگا دیتا تھا۔ جب کوئی بچہ مل جاتا تو اسے زمین پر لٹا کر چڑھ بیٹھتا تھا اور کہتا تھا۔  
مسلم کی شرمگاہ ہے اور مومن کی غیرت ہے اگر یہ باتیں حامل نہ ہوتیں تو میں ضرور صفین کی جنگ کے روز عمرو بن  
عاص کی جان کو ضائع کر دیتا۔ پھر کہتا تھا میں تمہارے بارے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی سیرت پر چلوں گا  
بھاگنے والے کا بچپا نہیں کروں گا اور نہ ہی زخمی کو قتل کروں گا۔ پھر اپنی جگہ پر لوٹ کر آ جاتا اور کہتا ہے

انا الرجل الصریب الذی تعر فونہ

خشاں کد اش الحیۃ المتوفد

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھنے کا سبب

ابن عمر نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ سے قریش کس طرح محبت کریں۔ آپ نے توبہ کی  
جنگ کے روز ان کے ستر سردار قتل کئے ہیں جن کے ناک ہونٹ سے پہلے پانی پر پہنچ جاتے تھے۔ امیر المومنین  
علیہ السلام نے فرمایا ہے

ما ترکت بد لئلا من یقنا ولا لنا من خلقنا طریقا

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ قریش علی سے بغض کیوں رکھتے ہیں؟  
فرمایا کیونکہ آپ نے قریش کے پہلے آدمی کو واصل جہنم کر دیا تھا۔ اور ان کے آخری کوننگ و عار کے گڑھے میں  
آنا دیا تھا۔

معرفة رجال کثی میں تحریر ہے کہ احمد بن حنبل امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے اس لئے بغض رکھتا تھا۔  
کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے دادا واثد یہ کو نہروان کی لڑائی کے روز قتل کر دیا تھا۔  
اصمعی کے دادا کا حضرت علی علیہ السلام نے چوری کرنے میں ہاتھ کاٹ دیا تھا یہی وجہ تھی کہ اصمعی حضرت  
امیر علیہ السلام سے بغض رکھتا تھا۔

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور سب

تفسیر تفسیری میں ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ قد کانت آیتا فی تتل علیکم فسکنتم علی

ہا ہوں کہ تم میرے

ہمراہ پہنچا لو گے

طرف متوجہ

انا

یسی ما

پکڑ جو تیری

ملک تم میرے

یہ السلام

سے روایت

بلا انتقام

الہریر

نجم اور

چھتر

کو

ما

مع

ب



اعقبا یم تنکعون مستکبرین یہ سامرا آتھیں، دن یعنی فریش کے ایک گروہ میں بیٹھ کر یکواں کرتے ہو۔ حضرت علی بن ابی طالب اور بنی اکرم صلعم کو سب کرتے ہو۔ اور مسلمانوں میں بیٹھ کر ہڈیاں بکتے ہو۔ کتاب حلیۃ الاولیاء میں کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: علی کو گالیاں نہ دو۔ وہ اللہ کی ذات میں دیوانہ ہے۔

مسند موصلی میں ہے کہ ام سلمہؓ نے فرمایا: اسے اصحاب تم زندہ ہو اور رسول اللہ صلعم کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ میں (راوی) نے کہا ایسا کہا ہوتا ہے؟ فرمایا کیا علی علیہ السلام کو گالیاں نہیں دی جاتیں۔ جو شخص علی علیہ السلام کو دوست رکھتا تھا، رسول اللہ صلعم اس کو دوست رکھتے تھے۔

طبری نے ولایت میں اور عکبری نے ابانہ میں تحریر کیا ہے کہ ابن عباس کا گزرا ایک گروہ کے ساتھ ہوا۔ وہ حضرت علی علیہ السلام پر سب کر رہے تھے۔ کہا تم میں سے کون اللہ کو گالیاں دے رہا ہے؟ انہوں نے کہا کوئی ایسا نہیں ہے۔ کہا رسول اللہ کو کون گالیاں دے رہا ہے؟ اس بات سے بھی انھوں نے انکار کیا۔ کہا جناب علی کو کون گالیاں دے رہا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں ایسا ہو رہا ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے جناب علیؓ کو گالیاں دیں، اس نے مجھے گالیاں دیں۔ اور جس نے مجھے گالیاں دیں، اس نے اللہ عزوجل کو گالیاں دیں۔ اور جس نے اللہ عزوجل کو گالیاں دیں، وہ کافر ہو گیا۔

کسی انسان کو اسلام میں گالیاں دینے کی بنیاد معاویہ نے رکھی۔ اہل علم کے نزدیک یہ بات بالکل صحیح ہے کہ معاویہ نے منبروں پر حضرت علیؓ پر (معاذ اللہ) لعنت کا آؤر جاری کیا۔ ابن عباس نے کہا افسوس ہے کہ اب یہ امر دین ہو گیا ہے جس کو چھوڑنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ کیا معاویہ وہ شخص نہیں ہے جس نے رسول اللہ صلعم پر ظلم کیا۔ حضرت ابو بکرؓ کو گالیاں دیں حضرت عمرؓ پر عیب پر لگایا۔ اور حضرت عثمانؓ کو چھوڑ دیا۔ ابن عباس نے معاویہ سے کہا کہ تم حضرت علیؓ کو منبروں پر گالیاں دیتے ہو۔ حالانکہ حضرت علیؓ علیہ السلام وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی تلوار سے منبروں کی بنیاد ڈالی (اگر حضرت نہ ہوتے تو مسجدوں اور منبروں کا وجود نہ ہوتا)؟ معاویہ نے کہا میں اس حکم کو واپس نہیں لوں گا۔ حتیٰ کہ اسی روش پر بوڑھا مر جاؤں گا۔ اور بچے جوان مجھے معاویہ کا یہ حکم خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے زمانے تک جاری رہا۔ عمر بن عبد العزیز نے خطبہ میں کہاں حضرت علیؓ علیہ السلام پر لعنت کی جاتی تھی، اس جگہ آیت ان الله يامر بالعدل والاحسان وایتاؤذی القرینی انم قراروی۔

عمر بن قیس نے کہا کہ امت پر افسوس پر افسوس ہے کہ اس نے نماز جمعہ کو چھوڑ دیا۔ اور لعنت کو ترک



کر دیا۔ اور جس سے سنت منافع ہو گئی۔

آغانی کا بیان ہے کہ جب سفاح خلافت پر متمکن ہوا۔ تو اس سے احمد بن یوسف نے کہا۔ اگر تم معاویہ پر منبر پر عزت کرنے کی بنیاد ڈالتے جس طرح اس نے جناب علی علیہ السلام پر لعنت کرنے کی بنیاد ڈالی تھی تو بہتر ہوتا۔ سفاح نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور لبید کے شعر کو بطور تمثیل پڑھا۔

قلما دعانی عامر لا سبہم ابیت وان کان ابن علیاء ظالمًا  
جب عامر نے مجھے ان پر سب کرنے کو کہا۔ تو میں نے اس سے انکار کر دیا۔ اگرچہ ابن علیاء بڑا ظالم تھا۔

## قیامت کے دن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے درجات

زیریں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ لہذا بشی فی الحیوة الدینا آپ نے فرمایا۔ یعنی محمد صلعم اور علی علیہ السلام موت کے وقت انسان کو بشارت دیں گے۔  
فضل بن سیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس وقت تک روح کا جسم کو چھوڑنا حرام ہوتا ہے۔ جب تک محمد علی حسن اور حسین کو نہ دیکھ لے۔ تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

حافظ ابو نعیم باسناد خود ہند جہلی سے وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور شعبی اور ہائے اصحاب کی ایک جماعت نے حارث اعور سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا مجھ سے محبت کرنے والا بندہ اس وقت تک نہیں مرنے جاتا جب تک مجھے اپنی محبت کی حیثیت سے نہ دیکھ لے۔ اور مجھ سے بغض رکھنے والا انسان اس وقت تک نہیں مرنے جاتا جب تک مجھے اس حیثیت سے نہ دیکھ لے (جتنا پسند کرتا)۔  
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مرنے کے وقت انسان کی آنکھوں میں آنسو کیوں آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم کو دیکھتا ہے۔ اور وہ چیز دیکھتا ہے جو اسے خوش کرتی ہے۔

سید حمیری مداح اہل بیت کی موت کے وقت آپ کے چہرے پر ایک سیاہ نکتہ نمودار ہوا۔ بڑھتے بڑھتے اس نے آپ کے تمام چہرے کو گھیر لیا۔ وہ شیعہ جو اس وقت آپ کے پاس موجود تھے غمگین ہوئے تا جی خوش ہونے

سے آنکھیں صرت ٹھنڈی ہوں گی مرنے کی ۱۲ مترجم



لگے۔ پھر اس سپاہ نکلتے کی جگہ سے ایک روشنی ظاہر ہوئی جس سے آپ کا تمام چہرہ سفید ہو گیا۔ اور یہ اشعار اس وقت بیان کئے۔

کذب الزاعمون ان علیاً لم یمنع محبہ من ہنات  
ان لوگوں کا خیال بھوٹ ہے کہ جناب علیؑ اپنے دوست کو تکلیف سے نجات نہیں دلاتے  
کذبوا قد دخت جنة عدن وعفانی اللہ عن سیاتی  
وہ لوگ جھوٹے ہیں یہیں تو جنت عدن میں داخل ہو چکا ہوں۔ میرے گناہ اللہ نے بخش دیئے ہیں۔  
فابشوا الیوم اولیاء علی وتوالوا الوصی حتی الممات  
جناب علیؑ کے دوستو خوش ہو جاؤ۔  
ثم من بعدہ لوالوا بنیہ واحد ابعد واحد بالصفات  
پھر اس کے بعد دیگرے صفات کے ساتھ آپ کے فرزندوں سے محبت کرو۔

احب الذی من مات من اهل وده تلقاه بایشی لدی الموت یفصح  
یہیں اس کو دوست رکھتا ہوں جو آپ کی موت والا مرتا ہے۔ وہ موت کے وقت آپ سے بشارت  
بایا ہے اور ہمتا ہے۔

ومن کان یہوی من غیرہ فلیس لہ الا الی النار مسلک  
جو کسی اور کو دوست رکھتا ہے وہ جہنم کا راستہ پکڑتا ہے۔  
پھر کہنے لگا۔ اشہدان لا الہ الا اللہ حقاً حقاً واشہدان محمد رسول اللہ صدقاً  
صدقاً واشہدان علیاً ولی اللہ دنقاً دنقاً

پھر خود بخود اپنی آنکھیں بند کر لیں آپ کی روح اس طرح پرواز کر گئی جس طرح سنی سمجھ جائے یا سنگریزہ  
گر پڑے۔

سید مرتضیٰ (علم الہدیٰ) نے کہا کہ انبیاء اور اوصیاء جسم رکھتے ہیں۔ وہ موت کے وقت ہر انسان کو کس طرح دیکھ  
سکتے ہیں۔ ایک جسم ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر کیسے جا سکتا ہے؟ اہل بیت کے آنے کا مطلب یہ ہے  
کہ انسان کو اہل بیت کی محبت اور اہل بیت سے انحراف کا نتیجہ معلوم ہو جائے۔ اہل بیت کا محبوب موت کے وقت  
وہ چیز دیکھتا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔



کتاب شیرازی میں تحریر ہے کہ سفیان بن عیینہ زہری سے وہ ابو سلمہ سے وہ ابو ہریرہ سے اس بات کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ یثبت اللہ الذین امنوا بما نقول الثابت اللہ آسمان والوں کو قول ثابت پر قائم رکھے گا۔ یعنی دنیا میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر قائم رکھے گا۔ پھر کہا و فی الآخرۃ (اور آخرت میں بھی ثابت رکھے گا) کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات قبر میں واقع ہوگی کہ جب انسان قبر میں داخل ہوگا تو دوزخست روا کر یہ المنظر فرشتے اس کے پاس آئیں گے۔ قبر کو اپنے دانتوں سے کھودیں گے۔ ان کی آواز کرکے ہوئے رعد کی مانند ہوگی اور ان کی آنکھیں چند جھانسنے والی بجلی کی طرح۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لوہاروں کے ہتھوڑے کی طرح ایک ہتھوڑا ہوگا۔ اس میں تین سو ساٹھ گرہیں ہوں گی۔ اور ہر گرہ میں تین سو ٹھ حلقے ہوں گے۔ اور ہر حلقے کا وزن تمام کے دنیا کے لوہے کے برابر ہوگا۔ اور اگر تمام اہل زمین اور اہل آسمان مل کر اس کو اٹھانا چاہیں۔ تو نہیں اٹھا سکیں گے اور یہ ہتھوڑا ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اور انھیں چھڑکے پر سے بھی زیادہ ہلکا معلوم ہوگا۔ یہ دونوں فرشتے قبر میں میت کے پاس آئیں گے۔ اور اسے قبر میں بٹھادیں گے۔ اور اس سے سوالات شروع کریں گے۔

فرشتے — (مومن سے) تیرا رب کون ہے؟

مومن — اللہ میرا رب ہے۔

فرشتے — تیرا نبی کون ہے؟

مومن — محمد میرے نبی ہیں۔

فرشتے — تیرا قبیلہ کون ہے؟

مومن — کعبہ میرا قبیلہ ہے۔

فرشتے — تیرا امام کون ہے؟

مومن — علی بن ابی طالب علیہ السلام میرے امام ہیں۔

فرشتے — (شباباش) تم نے کسے کہا۔

پھر سفیان نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ویض اللہ الظالمین کا مطلب یہ ہے کہ قبر میں علی بن

ابی طالب کی ولایت سے بھٹک جائیں گے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ جس شخص نے ابن عباس سے روایت

کی ہے کہ مومن کہے گا۔ قرآن میرا امام ہے تو اس نے بھی ٹھیک کہا کیوں کہ اللہ عزوجل نے علی علیہ السلام کی امت

قرآن میں بیان کی ہے۔

عادل اس

ت

ہیں۔

ر

قا

ہ

ر



عبدالرزاق معمر بن قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے بنی اکرم صلعم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ من جاد بالحسنة فله خير منها وهم من فزع يومئذ امنون اے انس میں پہلا شخص ہوں گا جس سے قیامت کے روز زمین ٹرگا فہوگی۔ میں زمین سے جانر نکلوں گا۔ مجھے جبرائیل بہشت کے سات حلے پہنائیں گے جن کا طول مشرق اور مغرب کے درمیان کا فاصلہ ہوگا۔ میرے سر پر کراوت کا تاج رکھ دیا جائے گا۔ اور جمال کی چادر۔ مجھے براق پر سوار کر دے گا۔ اور لورا احمد دے گا جس کا طول ایک لاکھ سال چلنے کی راہ ہوگا۔ جس میں تین سو ساٹھ سفید بیٹھم کے حلے ہوں گے۔ اس پر یہ عبارت تحریر ہوگی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی بن ابی طالب ولی اللہ میں اس کو اپنے ہاتھ میں لے لوں گا۔ میں اپنے دایں باز میں دیکھوں گا۔ لیکن مجھے کوئی دکھائی نہیں دے گا۔ میں روپڑوں کا اور کپڑوں کا اے جبرائیل میرے اہل بیت اور اصحاب کے ساتھ کیا ہوا ہے کہے گا۔ اے محمد اللہ تعالیٰ سب سے پہلے آج آپ کو زندہ کیا ہے۔ دیکھو تیرے بعد اللہ تعالیٰ تیرے اہل بیت اور اصحاب کو کس طرح زندہ کرتا ہے سب سے پہلے جو شخص اپنی قبر سے باہر تشریف لائے گا۔ وہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں گے۔ جبرائیل آپ کو جنت کے حلے پہنائیں گے۔ آپ کے سر پر وقار کا تاج اور کراوت کی چادر رکھیں گے۔ اور آپ کو میری غضبناوٹنی پر سوار کریں گے۔ اسے لورا احمد دیں گے آپ میرے سامنے اسے اٹھائیں گے۔ ہم تمام لوگ اگر عرش کے نیچے قیام کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد تم سب سے پہلے شخص ہو گے جس سے زمین ٹرگا فہوگی۔

ابوبکر بن ابی شعیبہ بن فضیل سے وہ اعش سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ واقسموا باللہ جہد ايمانهم لا يبعث الله من يموت کہا یہ علی بن ابی طالب کے بارے میں کہتے تھے

امالی ابن خثیمہ تلمیذ تاریخ بغداد اور ابانہ عکبری میں علیم کندی سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ شیرویه فرووس ہیں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ایک روایت میں لوگوں کی ایک جماعت اسماعیل بن کہیل سے وہ اپنے باپ سے وہ ابو صادق سے وہ سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ اس اُمت میں سب سے پہلا شخص اپنے نبی کے پاس وارد ہونے والا قیامت کے روز وہ سب سے پہلے اسلام لانے والے علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں گے۔ میں نے یہ بات تمہارے نبی کو فرماتے ہوئے مسمیٰ ہے۔ تاریخ بغداد میں ابن عباس سے روایت ہے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلی کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے فرمایا یہ وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے قیامت کے روز میرے ساتھ مصافحہ کریں گے

روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اس شان سے آئیں گے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام پر سہارا کیا ہوگا۔ حلیۃ الامام لیا میں سلمان بن عبد اللہ تتری باسناد خود بخود قندری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو پانچ خصوصیات عطا ہوئے ہیں ۱۔ امیری شرمگاہ چھپائیں گے ۲۔ ۱۲۰ امیرا قرض ادا کریں گے۔ (۳) میدان قیامت میں میرا ٹیکہ ہوں گے (۴) حوض کوثر پر میرے مددگار ہوں گے (۵) مجھے علی کے بارے میں بیان لانے کے بعد کفر و شادی شدہ ہونے کے بعد دنیا کا خوف نہیں ہے۔

آیت عالیہم ثیاب سندس من خضر و امتی برف کے تحت طبری تاریخ بنی باسناد خود ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خدمت کی۔ اور مجھے اپنی صفوت کی پوشاک پہنائی جائے گی۔ علی بن ابی طالب نہایت شان و شوکت سے میرے اور ابراہیم کے درمیان سے بہشت میں جائیں گے

سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام اللہ عزوجل کی طرف سے خلعت کا لباس پہنائے جائیں گے۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ مصفوء اللہ ہیں پھر علی علیہ السلام کو دولہا کی طرح سجا کر جنت کی طرف بھیجا جائے گا۔ پھر ابن عباس نے اس آیت کو پڑھا۔ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ اس دن کو یاد کرو۔ جس دن اللہ اپنے نبی اور ان لوگوں کو رسوا نہیں کرے گا جو آپ کے ساتھ ایمان لائے۔ ابن عباس نے کہا۔ اس سے مراد علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب ہوں گے شرف المصطفیٰ میں غرکوشی نے زاذان سے آپ علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ابراہیم خلیل اللہ کو قیامت کے روز بلایا جائے گا۔ آپ عرش کی داہنی جانب قیام فرما ہوں گے۔ اور آپ کو لباس پہنایا جائے گا۔ پھر مجھے بلایا جائے گا۔ اور مجھے لباس پہنایا جائے گا، پھر تم کو بلایا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیؑ پہلے شخص ہیں جن کو میرے ساتھ لباس پہنایا جائے گا۔

مقاتل۔ ضحاک۔ عطاء اور ابن عباس نے اس آیت کے تحت تحریر کیا ہے ومنہم من یتسمع البلیک یعنی یہ لوگ منافق ہوں گے۔ اور تم اپنے منبر پر خطبہ فرما ہوں گے۔ کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز

ت کے  
ن اے  
جبرائیل  
مرت  
لاکھ  
الہ  
ایش  
اور  
جد  
ہیب  
س



لوا الحمد کو اٹھانے والے ہوں گے۔ جب منافق یہ بات سن کر تیرے ہاں سے باہر جائیں گے۔ تو الگ ہو کر آپس میں مذاق کے طور پر کہیں گے کہ ابھی ابھی منبر پر محمد صلعم نے کیا کہا ہے۔ اب معلوم ہو گا۔ کہ انہوں نے بات کو سنا نہیں ہے پھر کہا۔ اذلیک الذین طبع اللہ علی قلوبہم یہ وہ لوگ ہوں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔

ابوالفتح صفار باسنا و نحو جابر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات منهم مغفرة و اجر عظیما فرمایا۔ جب قیامت کا روز ہو گا۔ ایک سفید نور کا جھنڈا باندھا جائے گا۔ ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ کہ سید المؤمنین اور آپ کے ساتھ دو لوگ اٹھیں جو بعثت محمد صلعم کے بعد ایمان لائے۔ حضرت علی قیام فرما ہوں گے۔ سفید نور کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ اس جھنڈے کے نیچے تمام سابقین اولین مہاجر اور انصا موجود ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو گا۔ آپ رب العزت کے نور سے بنے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوں گے۔ المنتہی فی الکمال میں ابن طباطبائی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ آدم اور آدم کے علاوہ (انبیاء) قیامت کے روز میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جب اللہ نوگوں میں حکم کرے گا۔ تو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام جنت کی ایک اڑتھنی پر سوار ہو کر جھنڈے کو لے کر اعلان کریں گے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مخلوق جھنڈے کے نیچے سے روانہ ہو کر بہشت میں داخل ہوگی۔

اعتقاد اہل سنت میں ہے کہ جابر بن سمرہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کے جھنڈے کو کون اٹھائے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز وہی اٹھائے گا جو دنیا میں اسے اٹھاتا رہا ہے۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

اربعین خطیب میں اور فضائل احمد میں ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا جناب آدم اور اللہ کی تمام مخلوق قیامت کے روز میرے جھنڈے کے سائے میں ہوگی جس کا طول ایک ہزار سال کی راہ چلنے کے برابر ہو گا۔ جس کی شان سرخ یا قوت کی ہوگی جس کی لکڑی سفید چاندی کی ہوگی جس پر سبز موتی جوڑے ہوئے ہوں گے جس کے تین پھریں ہوں گے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے درمیان اس پر تین سطریں تحریر ہوں گی۔ پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسری سطر میں الحمد لله رب العالمین اور تیسری سطر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر سطر کا طول ایک ہزار سال کی راہ چلنے کے



برابر۔ اور عرض بھی ایک ہزار سال کی راہ چلنے کے برابر۔ پھر تم میرے جھنڈے کو لے کر چلو گے (اے علیؑ) حسنؑ تمہارے دائیں جانب اور حسینؑ بائیں جانب ہوں گے۔ پھر تم میرے اور حضرت ابراہیمؑ کے سامنے اکبر عرش کے سائے کے نیچے ٹھہر جاؤ گے۔ پھر ہمیں جنت کا سبز حلقہ پہنایا جائے گا۔ پھر عرش کے تلے ایک ناکرنے والا نذکرے گا۔ تیرا بہترین باپ ابراہیمؑ ہے۔ اور تیرا بہترین بھائی علیؑ ہے۔

ابو رضی حسینی راوندی باسناد خود نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو میرے پاس جبریلؑ لو اوا الحمد لے کر آئیں گے۔ اور وہ ستر ٹکڑوں سے بنا ہوا ہوگا۔ ہر ایک ٹکڑا سورج اور چاند سے چوڑا ہوگا۔ متاثر قدس کے ایک منبر پر رضوان کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں گا۔ جھنڈے کو لے کر میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دوں گا۔

حضرت عمرؓ (تعب ہے) یا رسول اللہ صلعم جناب علیؑ میں اس قدر طاقت کہاں سے آجائے گی؟ رسول اللہ صلعم — جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو اللہ عزوجل علیؑ کو جبریلؑ کی قوت کے برابر قوت عطا کرے گا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے نور کے برابر نور عطا کرے گا۔ حلم رضوان کے حلم کے برابر۔ اور خوبصورتی یوسفؑ کی خوبصورتی کے برابر۔

ابو علا ہمدانی باسناد خود جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ انبیاء اور صدیقین کے سامنے سب سے پہلے جنت میں علی بن ابی طالب علیہ السلام داخل ہوں گے۔ ابو دجانہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ آپ یوں کیوں نہیں فرماتے کہ جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہوں گے اس وقت تک جنت میں انبیاء کا داخلہ حرام ہوگا۔ اور جب تک آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہوگی۔ اس وقت تک اور امتوں پر داخلہ جنت حرام ہوگا۔ رسول پاک صلعم نے فرمایا۔ ہاں ہے تو ایسا ہی کیا تجھے علم نہیں ہے کہ لواء الحمد کو اٹھانے والے ان لوگوں کے امام ہوں گے۔ قیامت کے روز علی بن ابی طالب میرے سامنے لواء الحمد اٹھانے والے ہوں گے۔ اس کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔ اور میں اس کے پیچھے ہوں گا۔

ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام قیامت کے روز جنت کی اونٹنی پر پر سوار ہو کر آئیں گے۔ اور آپ کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا۔ اہل موقف کہیں گے۔ یہ کوئی ملک مقرب ہے یا نبی رسل ہے منادی اعلان کرے گا۔ یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہیں۔

ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز جب فلاں اور فلاں علی علیہ السلام کی منزلت کو دیکھیں گے۔

الک ہو کر  
توں نے  
پر اللہ

کے بارے  
فرمایا۔  
کہ سب  
گے۔

اور انصاف

یف فرما

علاوہ

نہیں

محمد

اے

ل

ت

یا

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت

ت



اور اللہ تعالیٰ لو! الحمد رسول اللہ صلعم کے حوالے کرے گا۔ جس کے نیچے تمام نبی مرسل اور ملک مقرب ہوں گے۔ اور رسول اللہ صلعم لو! الحمد کو علی علیہ السلام کے حوالے کریں گے۔ تو سیئت وجوہ الذین کفروا و قیل هذا الذی کنتہ تدعون یعنی علی کے نام امیر المؤمنین کو اپنے ساتھ چپان کرتے تھے۔

## امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی آخرت میں سواری وغیرہ کا بیان

تو اللہ تعالیٰ صحتوا! ساور من فضة نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! جب قیامت کا روز ہوگا۔ تم نور کی اونٹنی پر لائے جاؤ گے۔ تمہارے سر پہ تاج ہوگا جس کا نور روشن ہوگا۔ قریب ہوگا کہ اہل موقوف کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی محمد رسول اللہ کے خلیفہ کہاں ہیں۔ تم کہو گے میں یہاں موجود ہوں۔ منادی ندا دے گا۔ اپنے دوست کو جنت میں اور اپنے دشمن کو جہنم میں داخل کرو۔ وانت تقسیم الجنة والنار تم نار و جنت کی تقسیم کرنے والے ہو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آئے گی۔ اے گروہ مخلوق یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ زمین میں اللہ کے خلیفہ ہیں اور بندوں پر اللہ کی رحمت ہیں جس نے دُنیا میں اس کی رسی کو پکڑ رکھا۔ اسے چاہیے کہ آج بھی آپ کی رسی کو پکڑے۔ اور آپ کے نور کی روشنی سے روشنی حاصل کرے بہشتوں کے اعلیٰ درجوں میں آپ کے پیچھے جائے گا۔

فقہی مفسر نے کہا ہے کہ آیت اخواتنا علی سر رمتقیدین کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم اہل بدر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور حضرت کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ متکین علی الاراض۔

طبری اور خورکوشی نے اپنی اپنی کتب میں تحریر کیا ہے کہ سلمان فارسی نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو میرے لئے عرش کے دائیں جانب سُرخ یا قوت کا قیہ نصب کیا جائے گا۔ اور عرش کے بائیں جانب حضرت ابراہیم کے لئے سبز رنگ کا قیہ نصب کیا جائے گا۔ اور ان دونوں قبول کے درمیان سفید سونوں کا قیہ علی بن ابی طالب کی خاطر نصب ہوگا۔ تمہارے اس حبیب کے بارے میں کیا گمان ہے جو دو خلیفوں کے درمیان ہوگا۔ ابو الحسن وارزقنی۔ ابو نعیم اصفہانی صبیح اور حلیہ میں سفیان بن عیینہ سے اور وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ میرے لئے ایک منبر نصب ہوگا جس کا طول تیس میل ہوگا پھر عرش



کے وسط سے ایک منادی ندا دے گا۔ محمد کہاں ہیں؟ میں جواب دوں گا۔ مجھے کہا جائے گا اور پرچہ آؤ۔ میں اس کی اوپر والی جگہ پر پہنچ جاؤں گا۔ دوسری مرتبہ اعلان ہوگا۔ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ آپ ایک درجہ مجھ سے نیچے بیٹھ جائیں گے۔ تمام مخلوق جان لے گی کہ محمد سید المرسلین ہیں اور علی سید الوصیین ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد جو شخص علی سے بغض رکھے گا، اس کا کیا حشر ہوگا؟ فرمایا: اسے بھائی انصار قریش میں آپ سے ولد الزنا اور انصار میں سے یہودی اور عرب میں زنا زادہ آپ سے بغض رکھے گا۔ اور تمام لوگوں میں بد بخت آپ سے بغض رکھے گا۔

ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ عورتوں میں منقلیقہ عورت آپ سے بغض رکھے گی۔ آیت اولیٰک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولیٰک ذیقہا کے تحت عبد اللہ بن حکیم بن جبیر حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم اپنے ارادے کے مطابق آپ کو جنت میں دیکھ سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا رفق وہ شخص ہوتا ہے جو اس کی اُمت میں سے سب سے پہلے اس پر ایمان لایا ہو۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

عباد بن صہیب جعفر بن محمد سے آپ اپنے باپ آپ کا باپ آپ کے دادا سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ کے اور قرین کس اعلیٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا۔ فرمایا جتنا ایک انگلی سے دوسری انگلی تک فاصلہ ہوتا ہے یا اس سے بھی کم۔ میں اپنے رب کے نور کے عرش کے تخت پر بیٹھا ہوں گا۔ علی ایک کرسی پر بیٹھے ہوں گے۔ جو اللہ کی کرسی کے نور سے ہوگی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ ہم میں سے کون اپنے رب عزوجل کے نزدیک ہے۔

سدی کلبی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ فاما ان کان من المقربین کی آیت علی بن ابی طالب اور آپ کے اصحاب کی شان میں نازل ہوئی تھی۔

اعمش سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے اور خطیب اپنی تاریخ میں ابن ابی نعیم سے وہ جعفر بن زبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور حدیث کے الفاظ وہ ہیں جو امام علیہ السلام نے بیان کیے ہیں۔ یہ تمام حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز مارے سوا کوئی شخص سوار نہیں ہوگا۔ اور ہم چار آدمی ہوں گے۔ میں براق گھوڑے پر سوار ہوں گا۔ اور میرا بھائی صالح اس اونٹنی پر سوار ہوگا۔ جس کی کپڑیں کاٹ ڈالیں گیں تھیں۔ اور میرے چچا حمزہ غصیا اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ اور

مقرب ہوں گے۔ اور کھڑا و نیل ہتھے۔

بیان

دور ہوگا۔ تم نور آنکھیں خیر ہو دو ہوں۔ منادی والے تار تم نارو

سے گروہ مخلوق یس اس سے بہشتوں

سلام نے فرمایا یہ آیت

بیت بیا بیت حضرت ابی طالب

رسول بش



میرا بھائی علی بن ابی طالب جنت کی اونٹنی پر سوار ہو گا۔ آپ کے ہاتھ میں لؤا اکھڑ ہو گا۔ عرش کے سامنے کھڑے ہو کر اعقاب کریں گے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ سن کر آدمی کہیں گے یہ کوئی ملک مقرب ہے۔ یا بنی مرسل ہے۔ یا رب العالمین کے عرش کا اٹھانے والا ہے۔ ان لوگوں کو عرش کے درمیان سے ایک فرشتہ جواب دے گا کہ نہ یہ ملک مقرب ہے نہ بنی مرسل اور نہ ہی حامل عرش ہے۔ بلکہ یہ صدیق اکبر ہیں یہ علی بن ابی طالب ہیں۔

تھیلپ نے اپنی تالیف میں باسناد خود ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ اور ابو جعفر طوسی امالی میں باسناد خود ہارون رشید سے وہ حمیدی سے وہ منصور سے وہ محمد بن علی سے وہ عبد اللہ بن عباس سے ان دونوں راویوں نے امیر حمزہ کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اس کی جگہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا ذکر کیا ہے۔

تفسیر البصاح میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ان الا برار لقی نعیم علی الارسل ینقطنون تامقربون کہ یہ آیت علی فاطمہ حسن اور حسین حمزہ اور جعفر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس آیت میں ان حضرت کی فضیلت روشن ہے۔

زجاج۔ مقاتل۔ اکیلی۔ ضحاک۔ سدی۔ تیشری اور ثعلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام مسلمانوں کے ایک گروہ مثلاً سلمان۔ ابوذر۔ بطل۔ جناب اور مصیب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ ابو جہل اور منافقین مکہ نے ان کا مسخر اڑایا اور ہنسنے لگے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ ہم ایک اصلع کو دیکھ کر ہنس پڑے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین احسوا کانوا من الذین امنوا ینضحون ان یعنی آج ایمان والے لوگوں پر جو علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب ہیں۔ ان پر کفار یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھی ہنس پڑے۔ جب علی علیہ السلام اور اس کے ساتھی انہیں دیکھیں گے۔ تو وہ جہنم میں ہوں گے۔ اور یہ جنت کے تختوں پر بیٹھ کر ان کا نظارہ کریں گے۔

کتاب ابو عبد اللہ مرز جانی میں ہے کہ ابن عباس نے کہا۔ فالذین امنوا سے علی بن ابی طالب مراد ہیں۔ والذین کفر والے منافق قریش مراد ہیں۔

اصبغ بن نباتہ اور زید بن علی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ وعلی الاعراف رجال اور اس بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی پوچھا گیا اور حدیث کہ الفاظ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہیں۔ فرمایا۔ ہم وہ لوگ ہیں۔ جو صراط پر موجود ہوں گے۔ جو بہشت



اور دوزخ کے درمیان ہوگا۔ جو ہم کو جانتا ہوگا۔ اور ہم اس کو جانتے ہوں گے۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ہمیں نہ جانتا ہوگا۔ اور ہم اسے نہ جانتے ہوں گے۔ تو وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

ابانہ عکبری کشف الثعلبی اور تنفیذ فی میں ابو اسحاق عاصم بن سلیمان حضرت سے وہ جویر بن سعید سے وہ صفاک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اعراف ایک جگہ ہے جو پل صراط سے اونچی ہے اس پر عباس حمزہ علی بن ابی طالب اور جعفر ذوالجناہین تشریف فرما ہوں گے۔ اپنے دوستوں کو ان کے چہرے کی سفیدی سے اور اپنے دشمنوں کو ان کے چہرے کی سیاہی سے پہچانیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا۔ اے علی! تم اور تیری اولاد میں سے جو اوصیاء ہوں گے اعراف اللہ ہیں۔ جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا۔ جنت میں صرف وہ شخص داخل ہوگا۔ جو تمہیں جانتا ہوگا۔ اور آپ حضرات اس کو جانتے ہوں گے۔ اور دوزخ میں وہ آدمی داخل ہوگا۔ جو تمہیں نہ جانتا ہوگا اور آپ حضرات اسے نہ جانتے ہوں گے۔

سفیان بن معصوب عہدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اعراف کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ آل محمد کے بارہ اوصیاء ہیں۔ اللہ عزوجل کی معرفت صرف وہ شخص رکھتا ہے۔ جو ان کی معرفت رکھتا ہے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اعراف کیا چیز ہے؟ فرمایا مشک کے گھوڑے سم سوں گے جن پر رسول اللہ اور اوصیاء سوار ہوں گے۔ اور ہر ایک انسان کو اس کی پیشانی سے پہچانتے ہوں گے۔ اہل سنت کا یہ خیال ہے کہ جو لوگ جنت اور دوزخ کے مستحق نہ ہوں گے۔ وہ اعراف میں ہوں گے۔ یہ بات قطعاً محال ہے۔ اللہ عزوجل نے آخرت میں دو گھروں کے سوا اور کوئی چیز مقرر نہیں کی تو اب کی جگہ یا عذاب کا ٹھکانا۔ اور اصحاب اعراف کی یہ پوزیشن کیسے ہو سکتی ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے کہ وہ اس روز لوگوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔ اور دوزخ والوں کے گناہ سے مطلع ہوں گے اور ان سے کہیں گے عا اھتی عنکم جمعکم تمہارا اکٹھا تمہیں کوئی ٹانہ نہیں دے گا۔ اور اصحاب جنت کو آواز دیں گے۔ امن سلام عیبکم تم پر سلامتی ہو۔

ابان بن عباس انس سے اور کلثبی اور ابو صالح سے اور شعبہ قتادہ سے اور حسن جابر سے اور ثعلبی ابن عباس سے اور ابو بصیر اور عبد الصمد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلیم سے کسی شخص نے آیت طوبی لہم مدد حسن مآب کے بارے میں پوچھا فرمایا۔ یہ آیت علی علیہ السلام کی شان میں نازل

ملنے کھڑے ہو کر

نے والا ہے۔

علی اور نہ ہی

یا سنا خود

راویوں نے

ہم علی

ہوئی ہے۔

کے ایک

پہل اور

کر متس

ت داغ

نہیں

پر بیٹھ

ما

سے

ب

نہ

نہ

نہ

نہ



ہوئی ہے۔ طوبیٰ ایک درخت ہے جس کی جڑ جنت میں علی علیہ السلام کے گھر میں ہے۔ جنت کے ہر مقام پر وہ موجود ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ درخت طوبیٰ کی ہر مومن کے گھر میں ایک شاخ ہوگی۔ کشف میں ثعلبی باسناد خود ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور حاکم حکانی باسناد خود موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طوبیٰ کے متعلق پوچھا فرمایا یہ ایک درخت ہے جو بہشت میں ہوگا۔ جس کی جڑ میرے گھر میں ہوگی۔ اور اس کی شاخیں اہل جنت پر محیط ہوں گی۔ پھر لوگوں سے دوسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طوبیٰ کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا یہ ایک درخت ہے جس کی اصل شل کے گھر میں ہوگی اور اس کی شاخیں اہل جنت پر محیط ہوں گی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل کو میرا اور علی کا گھر ایک ہوگا۔

سفیان بن عیینہ ابن شہاب سے وہ اعرج سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا اے عمر! بہشت میں ایک درخت ہوگا۔ جنت کے ہر محل گھر مکان اور جگہ میں اس کی شاخوں میں ایک شاخ ہوگی۔ اور اس درخت کی اصل میرے گھر میں ہوگی۔ یمن دن کے بعد فرمایا۔ اے عمر جنت میں ایک درخت ہوگا جس کی شاخ ہر محل گھر مکان اور جگہ موجود ہوگی۔ اور اس درخت کی اصل علی بن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں موجود ہوگی۔ اس بار سے میں حضرت عمرؓ نے عرض کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ میرا گھر اور علی بن ابی طالب کا گھر جنت میں ایک ہی ہوگا۔

فلکی مفسر ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ طوبیٰ ایک درخت ہے جس کی اصل علی بن ابی طالب کے گھر میں ہوگی۔ اور اس کی شاخیں ساری جنت میں پھیلی ہوں گی۔

سمعی فیاض میں فضل بن مرزوق سے وہ عطیہ سے وہ ابوسعید سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جو شخص درخت طوبیٰ کا پھل کھائے گا۔ وہ علی بن ابی طالب ہوں گے۔ ام ایمن نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے طوبیٰ فاطمہ علیہا السلام کا ہر قرار دیا اور اسے علی علیہ السلام کے گھر میں لگایا۔



## امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام قیامت میں اپنے دوستوں کی مدد فرمائیں گے

تفسیر علی بن ابراہیم میں میرے باپ نے مجھے حدیث بیان کی کہ وہ محمد بن نفیس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ وقادی اصحاب الجنة اصحاب النار اور اصحاب جنت اصحاب نارا کو آواز دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ آواز دینے والے امیر المؤمنین علیہ السلام ہوں گے۔

ابو قاسم باسناء و خود محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ آواز دینے والے ہوں گا۔

ابو صالح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علیؑ کے متعلق ایک آیت قرآن مجید میں ہے جس کو لوگ نہیں جانتے۔ وہ یہ ہے۔ فاذن مؤذن بينهم يقول الا لعنة الله على الذين كذبوا آواز دینے والا بن کے درمیان آواز دے گا۔ کہ اللہ کی لعنت ان لوگوں پر ہے جنہوں نے جھٹلایا یعنی میری ولایت کو اور میرے حق کو چھپایا۔ (کہنے والے حضرت علی علیہ السلام ہوں گے)

ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ وقادی اصحاب الجنة سے مراد امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں جو آواز دیں گے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ امتحان میں فرمایا میں دنیا میں اللہ کی اذان ہوں۔ اور آخرت میں اللہ کا مؤذن ہوں۔ یعنی اذان من اللہ ورسولہ ہوں۔ حدیث برکت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ آیت اذن مؤذن میں مراد بھی امیر المؤمنین ہیں۔ جب علیؑ دنیا میں رسول اللہ کے دشمنوں پر آپ کے منادی ہیں۔ تو قیامت کے دن اللہ کے دشمنوں پر اللہ کے منادی ہوں گے۔

زرارہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اس آیت کے بارے میں حدیث راوۃ زلفۃ سیئت رجوع الذین کفروا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی نشان میں نازل ہوئی ہے۔ جب دشمنان علیؑ آپ کو قابل رشک مقامات میں جلوہ افروز دیکھیں گے۔ تو ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا۔ هذا الذی کنتم به تدعون یہ وہ بات ہے جس کا تم دعوئے کرتے تھے۔ یعنی یہ وہ شخص ہے جس کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ چسپاں کر دیا تھا۔ اہل بیت علیہم السلام کی روایت میں ہے کہ هذا الذی کنتم به تکذبون سے مراد امیر المؤمنین ہیں یعنی تم امیر المؤمنین کو جھٹلاتے تھے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ابو حمزہ ثمالی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے اس آیت کے متعلق فرمایا

بقام

میرے

یہ

میں

میں

ہے۔

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں



لا یعنی تھوڑا سا عرصہ الا کیونکہ حضرت علیؑ کو ایک اونٹنی دی جائے گی اور اسے کہا جائے گا کہ قیامت کے دن یہاں  
تہمدی مرضی اسے جاؤ۔ اگر چاہو تو حساب کے مقام پر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر چاہو تو دوزخ کے کنارے کھڑے ہو  
جاؤ۔ اگر چاہو تو بہشت میں کھڑے ہو جاؤ۔ آپ کی خدمت میں خازن آگ کہے گا اسے فلاں باتم نہی ہو یا وصی۔  
آپ فرمائیں گے میں محمدؐ کا شیعہ ہوں۔ اور آپ کے اہل بیت میں سے ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص مجھے اور میری اولاد کو دوست رکھتا  
ہو گا جب وہ قبر سے نکلے گا تو اس کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئیں گے۔ جب ان کے ہاتھ میں خطرناک مقام  
کے گا۔ تو جناب جبرائیل اسے اس خطرناک جگہ سے عبور کرا دے گا۔

تاریخ بغداد میں سفیان ثوری منصور بن معتمر سے وہ اپنی جد سے وہ بی بی عائشہ سے روایت کرتی ہیں  
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا: تیری فیضیت یہ کیا کم ہے کہ تیرے دوست کو مرنے کے  
وقت کوئی حسرت نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی اسے قبر میں کوئی دشت لاحق ہوگی اور نہ ہی قیامت کے روز کسی گھبراہٹ  
میں مبتلا ہوگا۔

امالی طوسی میں حارث اعور امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔  
تو میں ذی العرش کا مجزہ پکڑوں گا اسے علیؑ! تم میرا مجزہ پکڑ لو گے۔ اور تیری اولاد تیرا مجزہ پکڑے گی۔ اور تمہارے  
شیعہ آپ حضرات کا مجزہ پکڑ لیں گے۔ اللہ اپنے نبی کو کیا کیا دے گا اور نبی اپنے دھی سے کیا سلوک کرے  
گا۔ اسے حارث! اس مجزہ کو پکڑے یہ بے سے چھوٹا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہو گا جس کو تو دوست رکھتا ہے  
اور تجھے وہی چیز ملے گی۔ جس کا تم نے اکتساب کیا ہے؛ سید حمیری نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی زبانی  
یہ اشعار نقل کیے ہیں:

یا حارث ہمدان من بہت یرونی  
من مو من او منافق قبیلا

اے حارث ہمدان خواہ مو من ہو خواہ منافق ہو۔ مرتے وقت مجھے آنا ہوا دیکھتا ہے۔

یعرفنی طرنہ واعرفہ  
بعینہ واسمہ و ما فعلہ

وہ مجھے پہچانے گا اور میں اسے پہچانوں گا۔ اس کا نام اور کام مجھے معلوم ہوگا۔

وانت عند الصراط تعرفنی  
فلا تخف عثمرة ولا زللا

تم پہل صراط کے پاس مجھے پہچان لو گے۔ ٹھوکر اور غصہ کش سے نہ گھبرا



اسقيل من بارد على طماء تنخاله في الحلاوة الحلا  
جب تو پیا سا ہو گا۔ تو میں تجھے ٹھنڈا پانی پلاؤں گا۔ وہ اتنا شیریں ہو گا۔ کہ تُو اسے شہر خیال کرے گا۔  
اقول النار حين توقف للا عرس على جسرها ذرى الرجل  
جب جہنم کی پل پر گزر لے کے لئے ٹھہرے گا۔ تو میں اس سے کہوں گا۔ اس کو چھوڑ دو۔  
ذریہ لا تقرب یہ ان لہ حبلاً بحبل الوصی متصلاً  
اسے چھوڑ دے۔ اس کے قریب نہ جا۔ اس کی رسی دوسری کی رسی سے متصل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فو قیہم اللہ شئ ذلک الیوم ولقیہم نصرۃ دسر وراً زید بن علی اور  
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز جب لوگ میدانِ محشر میں محشور ہوں گے۔ تو تم علی  
بن ابی طالب علیہ السلام کو اس شان سے پاؤ گے۔ کہ آپ کا نور چمکتے ہوئے ستارے کی طرح روشن ہو گا۔

شیروید فرودس میں اتر چکی بن حسین باسناد خود انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ علی  
بن ابی طالب علیہ السلام جنت میں اس طرح چکیں گے جس طرح دیباؤوں کے لئے صبح کا ستارہ چمکتا ہے  
ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر لوگ علی بن ابی طالب علیہ  
السلام کی محبت پر اکٹھے ہو جائے۔ تو اللہ دوزخ کو ہرگز پیدا نہ کرتا۔

ابو حمزہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ہذان خصمان اختصموا فی ربہم  
فالذین کفر فاعلی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں ہے۔ قطعت لہم ثیاب من نار  
نبی صلعم نے ایک حدیث میں فرمایا۔ اے ابن عباس قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ  
نبی بنا کر بھیجا۔ سب سے زیادہ دوزخ دشمنان علی پر غضناک ہو گی۔

## نکات اور اشارے

اللہ عزوجل نے اپنے متعلق فرمایا۔ وهو العلی العظیم وہ علی اور عظیم ہے اور علی کے متعلق فرمایا۔  
وجعلنا لہم لسان صدق علیاً ہم نے ان کے لئے لسان صدق علی علیہ السلام کو قرار دیا۔ اپنی ذات کے  
لئے وہو یطعم ولا یطعم وہ کھانا کھلاتا ہے۔ اور کھاتا نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔  
ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیمکاً واسیراً اپنے بارے میں فرمایا۔ لاتاخذ

ن جہاں  
سے ہو  
تھی۔

تھا

۲



سنة ولا نوم جناب علیؑ کے بارے میں فرمایا۔ امن موقتاً اپنے متعلق رہو واللہ الواحد اقصا  
 علیؑ علیہ السلام کے بارے میں قل انما اعطکمہم بواحدۃ اہم رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرمایا میں  
 نے تیرے ذریعے تیرے کو نصیحت کی۔ اپنے بارے میں قل اللہم مالک الملک علیؑ کے متعلق واذا  
 رایت شہراً رایت نصیباً اپنی ذات کے لئے محبتہم و یحیونہ علیؑ کے بارے میں علیؑ حید  
 مسکیناً و یتیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیؑ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور اس کے  
 رسول علیؑ کو دوست رکھتے ہیں۔ اپنے لئے یخافون ربہم من فواتہم علیؑ کے بارے میں انا نخاف من  
 ربنا اپنی ذات کے لئے اللہ ولی الذین امنوا علیؑ کے بارے میں فرمایا۔ من کنت مولاک فہذا  
 عنی مولاہ

منہ جمیع ذلک تا مول سے اللہ نے علیؑ کو نوازا۔ وارث۔ نور۔ صادی۔ ہدی۔ شاہد۔ شہید۔ عزیز و درو  
 علیؑ ولی مخلص عالم حق۔ عدل۔ صادق۔ بین۔ مومن۔ عظیم وغیرہ اللہ تعالیٰ نے سچے بندہ مقامات پر علیؑ کو  
 بنی کے ساتھ دوسرا اور اپنی ذات کے ساتھ تیسرا قرار دیا ہے۔ العزۃ۔ للہ العزۃ و لرسولہ و للمؤمنین  
 ولایتہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا وریہ میں قل اعملوا خیری اللہ علیکم  
 ورسولہ والمؤمنون صلوة۔ ان اللہ و ملائکة یصلون علی النبی و آلہ الذین  
 امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً انیت میں ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ والذین یؤذون  
 المؤمنین طاعت میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم تا فرمائی میں ومن یوص  
 اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ ایمان میں امنوا باللہ ورسولہ وامنوا الذی انزلنا مواہات میں  
 فان اللہ ہو مولاہ و جبرائیل و صالح المؤمنین شہادت میں یشہد اللہ انہ لا الہ الا هو  
 والملائکۃ واولی العلم اپنی ذات کے لئے وان اللہ لہادی الذین امنوا نبی کی شان میں  
 واولئ لیتدی الی صراط مستقیم علیؑ کی شان میں ولکن قوم ہاد اپنی ذات کے لئے فرمایا۔ دکنی  
 باللہ شہید انبی کی شان میں وجناب علیؑ ہوا و شہید علیؑ کی شان میں ویتلوہ شاہد  
 منہ اپنی ذات کے لئے واللہ خیر الحاکمین اپنے نبی کی شان میں حتی یحکمولہ فیما شہر  
 ینہم علیؑ کی مدح میں تعد جاءکم رسول بما لاتہوی انفسکم تا تسلیما تک علیؑ کی ولایت کے  
 بارے میں اپنی ذات کے لئے صدق اللہ اپنے نبی کے لئے والذی جاء بالصدق علیؑ کی شان میں رجال



صدقوا اپنے لئے ان اللہ ہوا الحق اپنے نبی کے لئے قل جلد الحق علی کی شان میں ولوا تبع الحق  
 اھو انھم اپنی ذات کے لئے وان اللہ ہوا الحق المبین اپنے نبی کے لئے انی انا النذیر المبین علی کے  
 حق میں رکھ کر شی احصینا فی امام مبین اپنے لئے فاللہ ادلی بہما نبی کے لئے النبی ادلی  
 بالمؤمنین من انفسہم علی کے لئے ان ادلی الناس بابرہیم للذین اتبعوا اپنے لئے  
 السلام المؤمن المہین نبی کے لئے امن الرسول علی کے لئے وصالح المؤمنین اپنے لئے ان بطش  
 ربك شدید نبی کے لئے اشد حیا اللہ علی کے لئے اشد عذرا اپنے لئے یسما اللہ الرحمن الرحیم  
 نبی کے لئے وما ارسلناک الا رحمة علی کی مدح میں قل بفضل اللہ اپنے لئے من اللہ العزیز  
 الحکیم نبی کے لئے ولقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علی کے حق میں نذیر من یشاء  
 خرو وھو العلی العظیم نبی اللہ لعلی خلق منظم علی عم یتساءلون عن النبایا العظیم  
 خود اللہ نور السموات والارض من نبی ولقد جاءکم من اللہ نور علی واتبعوا النور الذی انزل  
 معہ اللہ تعالیٰ نے علی کا نام وہ رکھا جو اپنی کتابوں کا امام رکھا۔ انا انزلنا التوراة فیھا ہدی علی کے  
 بارے میں دفنل قوم ہاھ تررات کے بارے میں فیھا ہدی دنور قرآن کے لئے۔ واتبعوا  
 النور الذی انزل معہ علی کے حق میں فرمایا۔ فجعلناہ نوراً یھدی بہ کہا بحکم بہا  
 النبیون علی کے لئے لاینا لعلی حکیم کہا صحف ابراہیم و موسیٰ علی کے لئے کہا ولقد  
 الکتاب لایب ینہ اور علی کتاب ابرہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کہا دکل شی احصینا فی امام  
 مبین علی کی شان میں کہا یوم سندعوا کل الناس بامامہم قرآن میں کہا ہذا ابصار للناس  
 علی کے لئے کہا۔ یتلوه شاھد قرآن میں کہا ہذا بیان للناس علی کے بارے میں کہا اھمن  
 کان علی بینة من ربہ قرآن میں کہا ہدی دبش علی کی مدح میں رہم ابشری قرآن  
 میں سلقی علیک قولاً ثقیلاً علی کے حق میں رسول اللہ نے فرمایا۔ الی تاوک فیکم الثقلین  
 قرآن میں ہے وانہ لاکہ لک علی کی مدح میں ہے۔ اھمن یھدی الی الحق قرآن میں صلہ  
 الحجة البالیغہ ہے۔ اور امیر المؤمنین نے اپنے بارے میں فرمایا ہے۔ انا حجة اللہ فی اللہ کی حجت ہو  
 انخلفہ اللہ۔ میں اللہ کا خلیفہ ہوں۔ قرآن میں آیا ہے تحت نزول الذکر اور علی کی شان میں آیا ہے۔  
 وانزلنا الیک الذکر ہم لے تیری طرف ذکر کہ انارا۔ قرآن میں ہے۔ ولا تکتھوا الشھادة کو ای

واحدہا قہار

اللہ تعالیٰ فرمایا میں

تعلق واذا

محبہ

اللہ اور اس کا

انتخاف من

نہذا

درو

علی کو

میں

علی

ت

مؤمن

ص

میں

ہو



کو نہ پھپھو۔ اور علیؑ کی شان میں ہے۔ قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم ومن عندہ علم  
 الکتاب قرآن کے بارے میں آیا ہے جاء بالصدق اور علیؑ کے بارے میں کان من الصادقین  
 قرآن کے بارے میں آیا ہے تفصیل کل شیء اور علیؑ کے بارے میں آیا ہے انه لقول فصل قرآن مجید  
 کے بارے میں آیا ہے۔ ولہو یجعل لہ عوجاً قیما علی کی شان میں ہے ذلک الدین القیم  
 قرآن کے حق میں ان اللہ نزل احسن الحدیث علی کی شان میں جاء بالحسنة آیا ہے قرآن کی شان  
 میں قالوا خیراً آیا ہے۔ اور علیؑ کی مدح میں اولیک خیر السبریۃ قرآن کے بارے میں ما  
 نفدت کلمات اللہ آیا ہے۔ اور علیؑ کی شان میں وجعلها کلمۃ باقیۃ ہے۔ قرآن کے بارے  
 میں ہدی للمتقین آیا ہے۔ اور علیؑ کی شان میں قال ان تسبیح الہدی آیا ہے قرآن کی شان  
 میں یس والقرآن الحکیم آیا ہے۔ اور علیؑ کی مدح آیا ہے وانه فی ام الکتاب لدینا علی حکیم  
 قرآن بالغت میں بہت بلند ہے اور ہر کتاب پر بلند ہے کہوں کہ قرآن خود مجتہد ہے اور تاسخ اور فسوخ  
 ہے۔ اور یہ صفات علیؑ میں بھی پائے جاتے ہیں قرآن کو حکیم کہا گیا ہے جو کہ منظر حکمت بالغہ ہے جو منزل حکیم  
 کے ہے جو ٹھیک بات بیان کرتا ہے اور یہ صفات علیؑ میں بھی پائے جاتے ہیں قرآن کی شان میں ہے  
 انضرب عنکم الذکر اور علیؑ کی شان میں آیا ہے فاستلوا اصل الذکر ان کنتم لاتعلمون  
 قرآن کی شان میں ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبیین اور اللہ عزوجل کی اس آیت کی روشنی  
 ومن عندہ علم الکتاب سارا کتاب کا علم علیؑ کے پاس ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسام کے متعلق فرمایا یعلمو  
 دلائلی غالب ہوگا۔ مغلوب نہیں ہوگا اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ وکلمۃ اللہ ہی العلیا یعنی قرآن  
 کا بیان بلند ہے اور علیؑ کے بارے میں قرآن میں آیا ہے وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ

جناب امیر علیہ السلام کی حضرت آدم حضرت ادریس اور حضرت نوح علیہم السلام کے ساتھ مساوات  
 جناب امیر حضرت آدمؑ کے ساتھ کئی چیزوں میں مساوی ہیں

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے وعلم ادم الاسماء کلھا جناب علی علیہ السلام  
 علم کی شان میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ انما مدینۃ العلم وعلی بابہا حضرت آدم  
 علیہ السلام اور جناب علی علیہ السلام کی شادی جنت میں ہوئی۔ اللہ عزوجل نے حضرت آدمؑ پر لوہا نازل کیا اور جناب علی علیہ



السلام پر ذوالفقار اتاری۔ حضرت آدم آدمیوں کے باپ ہیں جناب علی علیہ السلام علویوں کے باپ ہیں۔ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی معذرت پیش کی۔ ولہو محمد بن عزماء اور جناب علی کا شکریہ ادا کیا۔ یوسفون بالذکر۔  
 شہد اجتیبہ ربہ کی آیت میں اللہ نے آدم کو آسمن دیا اور علی علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہو قیہم اللہ شہد  
 ذلک الموم آدم اللہ کے خلیفہ ہیں۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ علی اللہ کے خلیفہ ہیں آپ کے  
 اس فرمان کی رو سے کہ من بعد یقل انی رابع المخلفا آدم مئی سے پیدا ہوئے تیری اکیسے۔ انا خلقنا  
 کسر من تراب بنی آدم صم نے جناب علی علیہ السلام کا نام ابو تراب رکھا۔ حضرت آدم کو اپنی پیدائش کے وقت جب  
 چھینک آئی۔ تو آپ نے کہا الحمد للہ تو اللہ عزوجل نے کہا۔ حمک۔ اللہ ولہذا اختارک سبقت رحمتی غضبی حضرت  
 آدم نے اچھلنے کا کلمہ پہلی بار کہا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو زمین پر اللہ عزوجل کا سجدہ کیا اور حمد  
 بجالائے۔ اور علیہ السلام مکہ اور طائف کے درمیان پیدا ہوئے اور جناب علی خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے اللہ  
 تعالیٰ نے آدم کا وہ طغایہ اور علی کے لئے والل عمران علی العالمین فرمایا۔ تمام انبیاء آدم کی صلب سے پیدا ہوئے  
 اور بنی اکرم صم اور تمام اوصیاء علی کی پشت سے پیدا ہوئے۔ اللہ نے آدم کو فرشتوں کے کندھوں پر اٹھوایا۔ اور  
 جناب علی کا جنازہ فرشتوں نے اپنے کندھوں پر اٹھوایا۔ آدم کی اولاد آدم کی طرف منسوب آدمی کہلاتی ہے اور بنی  
 کی اولاد علی کی طرف منسوب ہو کر علوی کہلاتی ہے اللہ نے فرشتوں کو آدم کے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اور علی کے بارے  
 میں رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ آپ کے پاس آنا چاہیے۔ اور آپ کو کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عباس بن ربیعہ شریک بن مسلم بن کھیل سے اور وہ جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بنی اکرم  
 صم نے فرمایا۔ یا علی انت بمنزلۃ الحیۃ نوتی ولا تاتی اے علی! تم زندہ کعبہ ہو۔ تمہارے پاس لوگوں  
 کو آنا چاہیے۔ اور تجھے کسی کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ جناب آدم نے جنت کو گندم کے دانوں کے عوف میں بیج دیا۔  
 اللہ عزوجل نے انہیں جنت سے نکال دیا۔ قلنا اھبطوا منها جمیعاً جناب علی نے بہشت کو روٹیوں کے  
 بدلہ میں خرید لیا۔ اور آپ کو جنت میں داخل ہونے کی اہانت مل گئی تھی۔ وجزاہم بہا صبر و اجنتہ اللہ عزوجل  
 نے جن اسماء کی حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم دی تھی۔ وہ حضرت علی کا نام اور آپ کی اولاد کے نام تھے۔

محمود بن عبد اللہ بن عبد اللہ حافظ باستان خود زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابن کثیر سے روایت کرتے  
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند شیشہ کے ذریعے  
 فز کریں گے۔ اور میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعہ فز کریں گا۔

عندہ علم  
 من الصادقین  
 فصل قرآن مجید  
 حدیث القیم  
 قرآن کی شان  
 کے بارے میں ما  
 قرآن کے بارے  
 قرآن کی شان  
 والی حکیم  
 اور فسوخ  
 جو منزل حکیم  
 ان میں ہے  
 سلمون  
 کے بارے  
 یا یصلو  
 یعنی قرآن

ت  
 ساوا

اسلام  
 آدم  
 علیہ



علیٰ اور نوحؑ پندرہ مقامات اس بارے میں واقع ہیں۔

<http://fb.com/ranaibirabbas>



علی علیہ السلام کی کشتی آگ سے نجات کا باعث ہے۔

علیؑ وبراہیم علیہما السلام تیس خصوصیات میں مشترک ہیں :-

اجتنباء واجتنباء وھدیناہ علی کے لئے ان ائمہ اصطفیٰ

آدم و نوحاً وال عمران علی العالمین ھدی وھدیناہ الی صراط علی کے لئے دلکھل قوم لھاد  
ھنت، وایتناہ فی الدینا ھنتہ علی کے لئے من جلد بالمھنتہ برکت؛ ابراہیم کے لئے دبارکنا

علیہ علی کے لئے و رکاتہ علیکم اھل البیت بشارت، ابراہیم کے لئے۔ و بشارناہ باسعتی

علی کے لئے وھو الذی خلق من الماد بشرأ نجعلہ نبیاً وھوہا سلام، سلام علی  
ابراہیم علی کے لئے سلام علی آل یس خلت؛ و اتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً علی کے

لئے، انا ولیکم اللہ شناھن رجعلنا لھم سان صدق علیا علی کے بارے میں والذین امنوا

باللہ ورسلا اولیک لھم الصادقون مقام کے بارے میں و اتخذ واما مقام ابراہیم مصلی

علی وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اما مرتبہ اتی جاء علیک للناس

امام اعلی کے لئے وکل شی اھیناہ فی امام مبین شاپرت ابراہیم کو قبلہ خلق قرار دیا، واذ جعلنا

البیت مشابہ علی کے لئے حب علی ایمان علی کی محبت ایمان کی نشانی ہے بنائے ابراہیم طواف قرار پائی

و طہریتی لظاہرین علی کے لئے انما یرید اللہ یرزہب عنکم الرجس الی البیت ویطہرکم تطہیراً۔ ابراہیم کو

تطہیر خانہ کعبہ کا حکم دیا، و طہریتی۔ اللہ نے علی کے گھر کو پاک کیا، و طہرکم تطہیراً۔ آدم کے بادشاہ حضرت ابراہیم

کی نسل سے ہیں، بارہ ائمہ علیہم السلام علی علیہ السلام کے صلب سے ہیں۔ اللہ عزوجل نے ابراہیم کی تعریف کی

ان ابراہیم کان امہ۔ آپ ہی کیلئے اپنے زمانے میں مودت تھی۔ علی سب سے پہلے اسلام لائے۔ اللہ عزوجل

نے ابراہیم کے لئے کہا۔ ان ابراہیم کان امہ قانتا للہ علی کے لئے کہا۔ ام من ھو قانت ابراہیم

کے بارے میں کہا۔ کان حنیفا مسلماً علی کے لئے کہا، علی ملۃ ابراہیم جو دین محمد ہے اور منہاج

علی میں یہی طریقہ حنیف اور مسلم ہے، ابراہیم کے لئے کہا شاکر الا نعمہ علی کے بارے میں کہا، الذین ینکرو

اللہ ان ابراہیم کے بارے میں کہا، الذی و فی علی کے بارے میں کہا یوفون بالسنن ابراہیم کے بارے

میں کہا انہ فی الآخرۃ لمن الصالحین اور جناب علی کے بارے میں دصالح المومنین کہا ابراہیم کے

متعلق ان ابراہیم لحلیم اواہ مینب علی کی شان میں یحذر الآخرۃ ویرجو رحمة ربہ ابراہیم مودون

م کو دنیاوی زندگی

کو پاک تے تمام

کا علم ہے۔

نے علم نخواستہ

یا اللہ عزوجل

سنة الا

لذیت

اور علی سے

اطر ستارہ

علی کی

یت نوح

اور علی

نوح کا نام

بد

روح کی

ب میں

مفاذا

فت

سلام

ما

روح



مُحَمَّدٌ هُوَ دَاوُدُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَلَى اللَّهِ كَيْفَ مَوْزُونٍ هِيَ - وَادَانُ مِنْ أُمَّةٍ وَرَسُولُهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِبْنِي قَوْمٍ  
 كُوْچھوڑ دیا - وَاعْتَزَلَكُمْ وَمَاتَ عَوْنُ مَنْ دُونَ اللَّهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ قُتَيْبَةَ سَے سَتر ہزار اقبیاء پیدا کئے -  
 وَدِهْنَالَهُ اسْمَاقُ وَيَعْقُوبُ عَلِيٌّ سَے قریش کو چھوڑ دیا - اور اللہ نے آپ کو افضل قبیلہ بنو ہاشم میں قرار  
 دیا - اور آپ کو نسل طیب عطا کی - ابراہیم کی قوم نے دشمنی کی - فَانْتَهَمَ عَمَدُ دَلِيلِ الْاَرَبِ الْعَلَمِينَ عَلِيٌّ سَے  
 قریش نے دشمنی کی - آپ نے انھیں تیر تیغ کیا - ابراہیم نے کہا اِن هَذَا لَمُحَمَّدٍ الْبَنِيْنِ بَنِي  
 صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے کہا ہیں دو فرزند ہوں - یعنی اسماعیل اور عبد اللہ علیہم السلام کا - علی نے  
 اس سے زیادہ امتحان اٹھائے - مُرَدُّوْا نے ابراہیم کے حق میں کہا - فَالْقَوْدُ فِي الْجَحِيْمِ اِبْرَاهِيْمُ كُوْا كُتَبِيْنَ  
 پھینک دو - علی نے اپنے آپ کو وادی جنات میں ڈال دیا - اور ان سے جنگ کی - دنیا کی آگ ابراہیم پر  
 سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی تھی - قَلْبًا يَّانَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا آخرت کی آگ علی کے دوستوں  
 پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جائے گی - جتنی کہ دوزخ آواز دے گی - اُسے مومن اپنی صراط جلد عبور کر لیجئے  
 تمہارے نور نے میرے شعلوں کو بجھا دیا ہے - ابراہیم نے فرشتوں کو دیکھ کر خوف محسوس کیا تھا - اور علیؑ  
 نے فرشتوں کے ساتھ دیرِ خطر گفتگو کی - تَمَامُ اَنْبِيَاءِ وَحُضُرَتِ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ سَے ہیں - مَدَنَةِ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمُ  
 ہوسناکم المسلمین تمام اوصیاء حضرت علی کی اولاد ہیں سے ہیں - وَابْتِغَاهُمْ ذُرِّيَّاتَهُمْ بِاِيْمَانٍ  
 حضرت ابراہیم نے کعبہ کی بنیاد رکھی - اِن اَوَّلَ بَيْتٍ رُفِعَ لِلْعَالَمِيْنَ جَنَابِ عَلِيٍّ سَے اسلام کا اظہار کیا - اور  
 کعبہ کو بتوں سے پاک کیا - ابراہیم نے بتوں کو توڑ دیا - فَانْفَعَمَنْ نَعَمَلُ اِيَّا الْهَتَمَاتِ قَالَ يَلِ فَعَلَهُ  
 كَسِيرُهُمْ هَذَا ... علی نے تین سو ساٹھ بت توڑے اور بڑا بت چل تھا - اللہ تعالیٰ نے  
 نے ابراہیم کا اس کے لڑکے کی قربانی سے امتحان لیا - اِنِّي اَرِيْ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَشَدَّ بِسُورَاتِ  
 رسول اللہ کے بستر پر جناب ابوطالب حضرت علی کو سلاتے تھے - رسول اکرم صلعم نے جناب علی کو شرب  
 ہجرت اپنے بستر پر سلا دیا - اِن دُونُوْا فِدَائِيْوْنَ كَے درمیان فرق ہے - بِسَاءَ اَوْثَانَتِ وَالِدِ نَبَتِ كِي وجہ سے  
 اپنے فرزند کو ذبح نہیں کرے گا - علیؑ کو کفار کی ایذا رسانی کا یقین ہوتا تھا -

اسماعیل کو اس بات کی قوی امید تھی کہ اس کا والد اللہ عزوجل کے امتحان کی خاطر ایسا کر رہا ہے -  
 اس وجہ سے اکثر خوف دُور ہو جاتا ہے - اور بچنے کی امید کی جاتی تھی - اور علیؑ کا معاملہ ایسا نہیں تھا - علیؑ خائف  
 تھے جس سے بچنے کی امید نہیں تھی - اسماعیل کا معاملہ وحی کی وجہ سے تھا - لَہٰذَا اسْمَاعِيْلُ بِرِطَاعَتِ وَالِدِ



واجب تھی۔ اور جناب علیؑ کے لئے ایسا نہیں تھا لے اللہ عزوجل نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی قرآن مجید میں ۶۵ مقامات پر تعریف کی ہے۔ اول اذ ابلیٰ ابراہیم ربه اور آخری مقام عمف ابراہیم وموتے اور جناب علیؑ علیہ السلام کی مدح میں اللہ تعالیٰ نے چونتھما حصہ قرآن نازل کیا۔

## حضرت علیؑ علیہ السلام کی حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ علیہما السلام کے درمیان مساوات

حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ پیارے جناب یوسفؑ اور بنیامینؑ تھے۔ حضرت علیؑ کے سترہ فرزند تھے۔ آپ کے نزدیک سب سے پیارے حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ حضرت یعقوبؑ کے چھوٹے فرزند لاویؑ تھے۔ نبوت اس کی طرف منتقل ہوئی۔ آپ کی اولاد میں سے جناب یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکا گیا۔ حضرت علیؑ کا بیٹا حسینؑ ذبح کیا گیا۔ حضرت یعقوبؑ فراق حضرت یوسفؑ میں مبتلا ہوئے اور حضرت علیؑ علیہ السلام حضرت حسینؑ علیہ السلام کے ذبح ہونے کے غم میں مبتلا ہوئے۔

فراق جناب یوسفؑ میں حضرت یعقوبؑ علیہ السلام نے ایک گھر بنا رکھا تھا۔ جس کا نام بیت الاحزان تھا۔ (یعنی غم کا گھر) آل بنی کے لئے غم کا گھر کہلائے۔ بیٹے کی قمیص سے جناب یعقوبؑ کی بیانی واپس آگئی تھی۔ امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے پاس ایک قمیص تھی جس کا صوت حضرت فاطمہؑ امیرہ اسلام اللہ علیہا نے گات کر تیار کیا تھا۔ جنگوں میں اسی کے ذریعے اپنی جان کی حفاظت کرتے تھے۔ بھڑیے نے حضرت یعقوبؑ علیہ السلام سے کلام کیا کہ انبیاء کا گوشت کھانا ہم پر حرام ہے۔ منبر پر حضرت علیؑ علیہ السلام سے اڑدھانے کلام کیا۔ نیز حضرت امیر سے بھڑیے اور شیر نے بھی کلام کیا۔ حضرت یعقوبؑ کا نام یعقوبؑ اس لئے پڑا۔ کہ آپ اپنے بھائی

صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؑ علیہ السلام کو اپنے بستر پر سنانا حکم وحی تھا۔ حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ نے جناب علیؑ کی چوکیداری کی۔ ۱۲ مترجم

۱۱ اس قسم کے معجزات ہماری کتاب کنوز المعجزات میں ملاحظہ کریں۔ جو ایک عجیب چیز ہے یہ ترجمہ ہے۔ الخراج الجراح علامہ قطب الدین راوندی متوفی ۷۴۰ھ ہجری کا نیز ہماری کتاب عیون المعجزات بھی اس بارے میں مطالعہ کے لائق ہے دونوں کتب مکتبہ الساجدہ ۴ چاہنے والوں کو ملے تو سے خلیل قنات شہر سے مل سکتی ہیں۔ ۱۲ مترجم

میں اپنی قوم  
پیدا کئے۔  
ہاشم میں قرار  
بن علی سے  
سین بنی  
کا۔ علی نے  
انگلیں  
ابراہیم پر  
دوستوں  
کر لیجئے  
اور علیؑ  
ابراہیم  
سات  
یار اور  
سل فعلہ  
تعالیٰ  
ہر رات  
بوشب  
سے



عیض کے عقب میں پیدا ہوئے جناب علی کا نام علی اس لئے پڑا کہ آپ حسب و نسب علم اور زہد وغیرہ میں بلند ہیں یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے۔ بعض ان میں فرما برادر اور بعض نافرمان تھے جناب علی علیہ السلام کے بارہ فرزند ایسے تھے جو کل کے کل معصوم اور پاک تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کئی باتوں میں مساوات ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا رب آیتنی من الملک جناب علی علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا۔ واذا رایت شحرایت نخیماً و مدکا کسیراً برادران یوسف نے جب دیکھا کہ یوسف زیادہ نعمت اور پدری شفقت میں مالا مال ہو رہے ہیں تو انہوں نے اس پر حسد کیا۔ یہی حال علیؑ کا ہے۔ ام یحسدون الناس علی ما ایتهم اللہ من فضله جناب یوسف کے بھائیوں نے ظاہری طور پر کہا۔ انا لہ لما صحت وانا لہ لحاظون اور باطن میں یوسف سے دشمنی رکھتے تھے یہی حال حضرت علی کے ساتھ تھا۔ کہ لوگ ظاہر میں آپ کو نصیحت کرتے تھے۔ اور باطن میں آپ سے دشمنی رکھتے تھے۔ جناب یوسف سے اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ایہا الصدیق اے صدیق حضرت علی نے کہا میں صدیق اکبر ہوں۔ حضرت یوسف کے بھائی زبان سے آپ کی موافقت اور باطن میں آپ کی مخالفت کرتے تھے۔ ارسلہ معنا غداً یہی حال منافقین کا تھا۔ نبی کے ساتھ علی کے بارے میں۔ هل عسیتم ان تولیتم یوسف کے بھائیوں نے باپ کے پاس کہا انا لہ لحاظون ہم ضرور یوسف کی حفاظت کریں گے۔ حالانکہ انہوں نے یوسف کو ضائع کر دیا۔

منافقین نے کہا۔ علی ہمارے مولا ہیں۔ اور رسول اللہ کی وفات کے بعد آپ پر ظلم کیا۔ ام حسب الذین اجتر موا السیئات حضرت یعقوب نے جناب یوسف کو لمانت کے طور پر اس کے بھائیوں کے پاس سپرد کیا تھا۔ انی لعزتی ان تدھبوا بہ حضرت محمد مصطفیٰ نے فرمایا۔ انی تارک فیکم اثقلین حضرت یعقوب نے کہا واأسفا علی یوسف حضرت محمد مصطفیٰ نے کہا۔ ما اودی بنی مثل ما اودی بنی مجھے اذیت دے دی گئی۔ اتنی کسی نبی کو نہیں دی گئی حضرت یوسف کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا۔ فلما بلغ أشده ایتناہ حکماً وعلماً جناب علی کو بچپن میں کئی اشیاء کی حکمت دی گئی ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کو کھانا کھلایا۔ حضرت علی نے فرشتوں کو کھانا کھلایا۔ ویطعمون الطعام علی حید۔ مسکیناً ویتیماً واسبیراً بھوکا میں طرح یوسف کی ملاقات سے سیر ہو جاتا تھا۔ اسی طرح علی علیہ السلام کی ملاقات سے مومن نجات پا جائے گا۔ القیافی جہنم کل کفار عین۔ حضرت یوسف نے اپنی تعریف کی۔ انی حفیظ علیم اور اللہ تعالیٰ نے یوسف کے بارے



بارے میں کہا: الا ترون انی اذف السکيل اور اللہ تعالیٰ نے علی کی مدح کی۔ ویطعمون الطعام اور ویؤنن  
بالسدر حضرت یعقوب نے ایک ماہ کی راہ کے سفر کے فاصلہ پر یوسف علیہ السلام کی قمیض کی خوشبو کو سونگھ لیا تھا۔  
عنقریب حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ سات آسمانوں کے اوپر سے جنت کی خوشبو کو سونگھ لیں گے۔ فاما ان  
کان من المقربین یوسف کے بارے میں چار قسم کا ادعا کیا گیا یعقوب نے کہا: یا نبی لا تقصص روایات  
عزیز مصر نے کہا: عسی ان ینفعنا و نستخذہ ولداً بھائیوں نے آپ کو چرایا۔ وشر وہ بتمن نجس  
زلیخہ نے آپ کو معشوق بنایا۔ قد شفعتها حباً اور علی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ان لھوالاعبداء  
الاعتماد علیہ مصطفیٰ نے کہا: علی میرے بھائی ہیں اور ایک جماعت نے اس سے انکار کیا یریدون لیطفوا نور  
اللہ شیعہ آپ کی امامت کے قائل ہیں رجال صدقوا یوسف کو چار ناموں سے پکارا گیا۔ فرزند بھائی۔ عبد اور  
معشوق۔ اسی طرح حضرت علی کو چار ناموں سے پکارا گیا۔ غایبوں نے آپ کو خدا کہا (اگر یہ بات غلط ہے)  
خوارج نے (معاذ اللہ) آپ کو کافر کہا۔ مرجیہ نے آپ کو چوتھا خلیفہ کہا۔ شیعہ نے آپ کو معصوم اور مطہر کہا۔  
جناب یوسف کے بارے میں لوگوں نے آٹھ قسم کے نظریے قائم کئے۔ حضرت یعقوب نے محبت کی نگاہ سے  
دیکھا تو آپ کی ملاقات سے محروم رہے۔ یاسف علی یوسف مالک بن زعر نے حرمت سے دیکھا۔ تروبادشاہ  
ہو گئے۔ عزیز نے قوت سے دیکھا۔ تو اس نے آپ سے صیانت کو پایا۔ قالت هیئت لك قال معاذ اللہ  
زلیخانے آپ کو شہوت سے دیکھا۔ فسخر منها وقال لسنوۃ فی المدینۃ مونیہن نے یوسف کو نبوت کے  
ساتھ دیکھا۔ یوسف ایہا الصديق اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بھی آٹھ نظریے قائم  
ہوئے کفار نے عداوت کی نگاہ سے دیکھا۔ ذلک رمادینہم ذلک لہم خضریٰ منافقوں نے حسد کی نگاہ سے  
دیکھا تو گھائے میں رہے۔ قل هل ابنکم بالاحسین اعمالا مصطفیٰ نے وصیت اور امامت کے ساتھ  
دیکھا تو آپ کے داماد اور آپ کے شرک کے سردار ہو گئے۔ دھوالذی خلق من الماد بشرأ فجعله نبیاً و  
صہراً جناب سلمان اور مقداد نے محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ تو آپ کے خواص اصحاب ہو گئے۔ والسابقون  
السابقون نواصب نے حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ تو گمراہ ہو گئے۔ اذتبوا الذین اتبعوا من الذین  
اتبعوا غایبوں نے آپ کے بارے میں محال امر کا نظریہ قائم کیا۔ تو گمراہ ہو گئے۔ ومن یتبع غیر الاسلام  
دیناً لمحدوں نے آپ پر کذب کیا۔ تو بدعتی ہو گئے۔ ان الذین یلحدون فی آیتنا شیعہ نے آپ کو دیانت دار  
خیال کیا۔ تو مقرب ہو گئے۔ انظر ونا نقنن من نورکم

دب

تھا و

مال ہو

دہ

اور

تے

سید

کی

ہل

ن



## حضرت علی علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مسافرات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دشمن خدا فرعون کی گود میں پرورش پائی۔ جناب علی نے دوست خدا احمد مصطفیٰ کی گود میں پرورش پائی۔ موسیٰ ابن عمران ہیں۔ علی آل عمران ہیں۔ ابوطالب کا نام عمران ہے۔ اللہ نے موسیٰ کی بچپن میں فرعون سے حفاظت کی۔ اور بڑھاپے میں سمندر سے غرق ہونے سے بچایا۔ جناب علی کی بچپن میں سانپ سے حفاظت کی۔ جناب علی نے سانپ کو مار ڈالا۔ اور بڑھاپے میں دریائے فرات سے حفاظت کی۔ جب آپ نے لکھنؤ کی گورنمنٹ کالج میں درس دیا۔ اور فرات سے حفاظت کی۔ انیسویں صدی میں۔

ایک دفعہ ایک شخص تھا۔ حضرت علی کے اشارے سے بہت نکلا۔ جناب موسیٰ نے سمندر پر عصا مارا۔ اور فرمایا اسے بیٹہ نکلا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی سانپ اور اڑدھانے اطاعت کی۔ یہ اس سے زیادہ خطرناک ہیں۔ حضرت موسیٰ کے لئے ٹڈی اور قمل کو مطیع کر دیا۔ نہروان کی پھیلیوں کو علی کے لئے مطیع کر دیا۔ وہ حضرت علی سے مشکم ہوئیں۔ اور آپ پر سلام کرتی تھیں۔ وہ مفصلات کو علی علیہ السلام کے لئے مطیع کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کفار کے خون کو بہایا۔ حتیٰ کہ کافروں نے آپ کا نام سرخ موت رکھا۔ جناب موسیٰ کو نو معجزے دیئے گئے اور علی علیہ السلام کو بھی ایسے ایسے معجزات دیئے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ نے ایک قوم کو زندہ کر دیا۔ ثم بعثناکم من بعد موتکم۔ وادی مصر میں اللہ نے علی علیہ السلام کی دعا سے سام بن نوح اور اصحاب کعبہ کو زندہ کیا۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں ایک سو تیس مقامات پر حضرت موسیٰ کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت علی کا نام اپنی کتاب میں تین سو مقامات پر لیا ہے۔ موسیٰ سے کہا ذکر بناہ نجیاً اور علی علیہ السلام سے کہا۔ وجعلنا لہم من صدق عبداً اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔ اللہ نے علی کو علم کی تعلیم دی۔ الرحمن علم القرآن خلق الانسان علم البیان اللہ نے زمین کو موسیٰ کے لئے مسخر کیا۔ حتیٰ کہ زمین نے تارون کو نگل لیا۔ علی نے دشمنان بنی کو نیست و نابود کر دیا۔ انما منہم منتقمون موسیٰ نے کہا۔ اجعل لی ذریئاً من اہلی ہارون اخی۔ ایک روایت میں کہا۔ اخلقی فی قومی اللہ عزوجل نے کہا۔ قد اوتیت موسیٰ بالہو موسیٰ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اخلف عیلاً علی کو اپنا خلیفہ بنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ اللہ نے موسیٰ کو پتھر سے سیراب کیا۔ فانفجرت منہ اشفا عیشی عیناً علی کی شان میں خلق من الملائش ہے۔ بارہ امام اس بیت



کے مصداق ہیں

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر من و لوے نازل کیا۔ نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو جنت کا سبب انار اور انگور دیئے وغیرہ وغیرہ۔ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرعون سے مخاصمہ کیا۔ فرعون کے پاس زہلی اور برقی چار ہزار آدمی تھے

محمد اور علی علیہما السلام نے یہود و نصاریٰ موسیٰ، مشرکین اور زندقوں سے مخاصمہ کیا، اور آپ و دونوں فتح مند ہوئے۔ دھواں لڑی ایدک نصیر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون ہامان قارون اور ان کے لشکر سے مخاصمہ کیا۔ محمد اور علی علیہما السلام کے دشمن اولین و آخرین میں سے شہید کی کھجول اور لیت کے ذروں کے برابر تھے۔ اللہ عزوجل نے موسیٰ اور ہارون کے دشمن کو شہید میں غرق کیا شدا غرقا الاخرین والجمیدنا موسیٰ ومن معه اجمعین عنقریب محمد اور علی علیہما السلام کے دشمن جہنم میں ڈالے جائیں گے القیس فی جہنم کل کفار عینہ حضرت موسیٰ کا دشمن برص میں مبتلا ہوا اور جس نے جناب علیؑ کو دشمن رکھا۔ وہ بھی برص کی بیماری میں مبتلا ہوا۔ موسیٰ بڑھاپے کی عمر میں سانپ سے ڈر گئے۔ خذھا ولا تخف جناب علی نے بچپن میں سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دیئے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے آپ کا نام حیدر پڑا۔ یعنی سانپ کو ٹکڑے کرنے والا۔

موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو قوم کے استہزاء کا خوف تھا۔ لا تخافا انی محکم حضرت محمد اور علی علیہما السلام بالکل نہیں ڈرتے۔ اللہ یستھنہ بہم جناب موسیٰ علیہ السلام عصا سے ڈر گئے تھے۔ خذھا ولا تخف علی انڈوھے سے بالکل نہ ڈرتے۔ بلکہ اس سے کلام کیا حضرت موسیٰ کے عصا تھا۔ اور جناب علی کے پاس تلوار ذوالفقار تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں عجائبات پوشیدہ تھے۔ جس سے جادوگر عاجز آگئے حضرت علی علیہ السلام کی تلوار میں بھی عجیب و غریب چیزیں مخفی تھیں جس سے کفار عاجز آگئے۔

جناب موسیٰ کے عصا میں چار باتیں تھیں۔ پہلے عصا تھا۔ پھر متحرک ہو کر سانپ بنا۔ سانپ سے بڑا ہو کر اڑدھا۔ بن گیا۔ پھر جادو گروں کی رسیوں کے بنے ہوئے سانپوں کو کھانے لگا۔

حضرت علی علیہ السلام کی تلوار کی بھی چار قسمیں تھیں جو اپنے باب میں مذکور ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ایک چیز تھی۔

اللہ عزوجل نے

موسیٰ

میں

کی

سات

بند

ن

ا



حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام ذوالفقار لے کر آئے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو دے دی۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو دے دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بادام تلخ کی لکڑی کا تھا۔ درخت طوبیٰ فاطمہؑ اور علیؑ کے گھر میں موجود ہوگا۔ عصا کا سر دو شعبوں والا تھا۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کی تلوار دو شعبوں والی تھی حضرت علی علیہ السلام کے نام کی عین دو شعبوں والی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کی پیدائش کے بعد فرعون کے در سے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا تھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو بھی منجبت کے ذریعے پھینکا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام ایک فرعون سے مبتلا ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام کسی فرعونوں سے مبتلا ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بارہ اسباب تھے حضرت علی علیہ السلام (معنوی) بارہ امام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا ہجرتی اتار دو۔ جناب علی علیہ السلام کو حکم ہوا کہ محمد صلعم کے کندھوں پر اپنے قدم رکھ دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر پاؤں رکھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے شانہ رسول پر قدم رکھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام سے طور پر ملا ہوئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام شانہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ملت ہوئے۔ واللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ والقیقت علیا حجة منیٰ جو شخص بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا تھا۔ وہ آپ سے محبت کرتا تھا۔ اللہ عزوجل نے حضرت علی علیہ السلام کی محبت ہر مخلوق پر فرض کی۔ حضرت علی علیہ السلام کی محبت حق اور باطل کے درمیان تمیز پیدا کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ تجھے ہم یہ گارہموزن ہی دوست رکھے گا۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ سے کہا۔ وانا اختارک میں نے تجھے چن لیا۔ اور اللہ عزوجل نے حضرت علی سے کہا۔ وذلک یخلق ما یشاء ویختار حضرت موسیٰ سے کہا۔ واصطنعت لفقہی حضرت علی کے بارے میں کہا۔ انما یریکم اللہ حضرت موسیٰ سے کہا۔ (انہ کان مخلصاً حضرت علی سے کہا۔ انما نطمحکم لوجه اللہ۔ واذ قال موسیٰ لفتاک حضرت موسیٰ نے ایک نوجوان سے کہا۔ حضرت موسیٰ کا نوجوان بوشع تھا۔ اور حضرت محمد صلعم کے نوجوان جناب علی تھے۔ راختی کا علی۔ حضرت موسیٰ کی اولاد شہر و شہیر تھے۔ اور حضرت علی کے حسن اور حسین تھے۔ حضرت موسیٰ کی ولایت اولاد حضرت ہارون میں قرار پائی۔ حضرت محمد صلعم کی ولایت اولاد علی میں قرار پائی۔ قوم نے ہارون کو چھوڑ دیا تھا۔ ایک بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ جو اولاد دیتا تھا۔ اور قوم نے حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ اور بنو اسبہ کی پوجا شروع کی اذاکم مک منہ یصلون حضرت موسیٰ حضرت شعیب کے بیٹوں کے ساتھی تھے۔ ووجد من دومنہم اہل انانہ و ان حضرت علی علیہ السلام قیامت کے روز مومنین کے ساتھی ہوں گے۔ حضرت علی علیہ السلام کے



حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک کنوئیں سے پتھر اٹھایا جس کو چالیس آدمی ہٹاتے تھے۔ و لما وردوا مدین  
حضرت علی علیہ السلام نے راسو کے چشمہ سے پتھر مٹایا جس کو سو آدمی اٹھانے سے عاجز تھے۔

حضرت علی علیہ السلام کی ہارون یوشع اور لوط علیہم السلام کے ساتھ مساوات

نبی اکرم صلعم نے بیعت یوم عئشرہ، یوم احد اور یوم تبوک وغیرہ کے موقع پر فرمایا: اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو جناب موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ میں علی علیہ السلام کو اس طرح دوست رکھتے ہیں جس طرح اصحاب ہارونؑ حضرت ہارونؑ کو دوست رکھتے تھے جناب موسیٰؑ کے نزدیک کسی کی اتنی منزلت نہیں تھی جتنی ہارونؑ کی تھی۔ نبی اکرم صلعم کے نزدیک کسی کی اتنی منزلت نہیں تھی جتنی کہ جناب علی علیہ السلام کی تھی۔ حضرت ہارونؑ موسیٰؑ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰؐ اصل اللہ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے پاس تشریف لائے تو اس کو اللہ عزوجل کی دعوت دی تو فرعون نے کہا اس بات کی کون گواہی دے گا کہ یہ شخص جو تیرے سر پہ کھڑا ہوا ہے یعنی ہارون فرعون نے ہناب ہارون سے پوچھا آپ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت موسیٰ سچ کہتے ہیں جو تیری طرف اللہ کے رسول بن کر آئے ہیں۔ فرعون نے کہا میں موسیٰ کو نہ مانتا ہوں تو ان کے ساتھ اپنے دربار سے نکال دوں گا پھر ایک اون کا جتہ منگوا کر ہارون کو پہنایا ایک عصا طلب کر کے ہارون کے ہاتھ میں دے دیا اس کے عوض اللہ عزوجل نے ہارون کو ایسی عمر کی قمیص پہنائی جیت تک ہارون علیہ السلام وہ جتہ پہنے رہے امن میں رہے اسی طرح رسول اللہ کے قول کے ذریعے جناب علی کو امن کی قمیص پہنائی رسول اللہ معلّم نے فرمایا اے علی یہ بات قضا و قدر میں مقرر ہو چکی ہے کہ ان خداوند کے سید ہیں ناکشمن تقاسم طین اور یار قین سے جنگ کرنے کے تیس سال کے بعد رحلت پائے گا تمہاری ڈاڑھی تمہارے سر کے خون سے خضاب آلود کی جائے گی فلاں وقت میں ہارون علیہ السلام جب اس قمیص کو اتارتے تو خوف زدہ ہو جاتے جناب علیؑ برائے امن میں رہتے۔ سب سے پہلے حضرت موسیٰ کی تصدیق حضرت ہارون نے کی۔ اسی طرح سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ کی تصدیق حضرت علیؑ نے کی۔ حسنؑ بن ابی موسیٰؑ تو جناب علیؑ کے آپ کا نام حرب رکھا۔ بنی اکرم صحابہ سے آپ کا نام حسن رکھا۔



یزعجب حسین پیدا ہوئے۔ تو پھر آپ کا نام حرب رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہیں ہوگا اس کا نام حسین ہوگا حضرت ہارون کی اولاد شبر، شبیر اور مشبر کے ناموں کی طرح حضرت علی علیہ السلام کی اولاد شبر، شبیر اور مشبر سے موسوم ہوئی۔

**حضرت علیؑ اور یوشع بن نون**  
علی بن مجاہد سند اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ بنی اکرم علیہ صلوٰۃ والسلام نے وفات کے وقت فرمایا (اے علیؑ) تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو یوشع بن نون کو جناب موسیٰ سے حاصل تھی۔

**حضرت علیؑ اور حضرت ایوبؑ**  
حضرت ایوبؑ تمام انبیاء سے زیادہ صابر اور حضرت علیؑ تمام اوصیاء سے زیادہ صابر۔ حضرت ایوبؑ نے تین سال مصیبتوں پر صبر کیا۔ جناب علیؑ نے شعب ابوطالب میں بنی کے ساتھ تین سال صبر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تیس سال صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صبر ایوب کا وصف بیان کیا ہے۔ انا وجدناہ صابراً جناب علیؑ کے بارے میں کہا الذین اذاصابتهم مصیبة نزلوا بالصبر فی السباء ساء والضراء حین الیاس  
**حضرت علیؑ اور حضرت لوطؑ**  
اللہ عزوجل نے قرآن میں حضرت لوطؑ کا ۲۶ مقامات پر لوط کا ذکر کیا اور اتنے ہی مقامات پر حضرت علیؑ علیہ السلام کا ذکر کیا۔

**حضرت علیؑ علیہ السلام کی ایوبؑ جبرئیلؑ اور یحییٰ علیہم السلام سے مساوات**

حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا۔ مستی الشیطان ینصب وعذاب علیؑ کو اصاب اور شیاطین انسانوں سے اذیت پہنچی۔ حضرت ایوبؑ سے اللہ نے کہا۔ ارجع وجئت جناب علیؑ نے وادی بلقاع میں ایسا کیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت ایوبؑ کے بارے میں کہا وجدناہ صابراً ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا جناب علیؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ وجزاهم بما صبروا ان حضرت کو صبر کا بدلہ ملے گا۔

حضرت ایوبؑ نے کہا انما اشکو بنی وخرنی الی اللہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ الی کم اخصی الجنون علی التندی

جبرئیلؑ نے محسن پر صبر کیا۔ حضرت علیؑ نے فتنوں اور محسن پر صبر کیا۔ جبرئیلؑ کی حق بات قبول نہ کی گئی۔ اور راہ حق پر قتل ہو گئے۔ حضرت علیؑ کی حق پر قائم رہے۔ اور راہ حق میں حق کی خاطر قتل ہوئے۔



جرجیس کو مختلف قسم کا عذاب دیا گیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام مختلف جنگوں کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔ جرجیس نے ایک بت توڑا۔ جناب علی نے صرف کعبہ میں رکھے ہوئے تین سو ساٹھ بت توڑے۔ ان کے علاوہ اور بتوں کو بھی توڑا۔ اللہ عزوجل نے جرجیس کے دشمنوں کو آگ کے عذاب میں ہلاک کیا۔ حضرت علیؑ کے دشمن عنقریب جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

(اللہ عزوجل نے حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا) القیساف جہنم کل کفار عیند ہر کافر کشت کو جہنم میں پھینک دو۔

حضرت یونسؑ خدا کے عذاب کے نہ آنے کی وجہ سے ناراض ہو کر روانہ ہو گئے تھے۔ حضرت علیؑ میدان جنگ میں ثابت قدم ہو کر جہاں فرما ہوئے حضرت یونسؑ کو پھیلی نے نگل لیا۔ حضرت علیؑ پر پھیلی نے سلام کیا۔ غالب اور مغلوب میں فرق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کا نام نون رکھا۔ حضرت علیؑ کا علی اور ذالریحانیتین رکھا۔ حضرت یونسؑ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ گئے۔ جناب علیؑ علم کی بھری ہوئی کشتی ہیں۔ انا مدینۃ العلم۔ حضرت یونسؑ کے بارے میں کہا گیا۔ لیس ذابا لعل او هو مذموم ایک اور جگہ دھو حلیم وار دہوا ہے۔ جناب علیؑ کو قوم نے پھوڑ دیا اور تنہا کر دیا۔ ایک ہزار ماہ آپ پر لعنت کی۔ جناب یونسؑ پر کدوکا درخت اُگایا گیا۔ اور حضرت علیؑ کو بہشت کے پھل کھلائے گئے۔

حضرت یونسؑ کے بارے میں ہے۔ وادسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون ہم نے جناب یونسؑ کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا۔ حضرت علیؑ تمام انسانوں اور جنات کے امام ہیں۔ حضرت یونسؑ نے اللہ کی عبادت اس جگہ کی جہاں کسی بشر نے عبادت نہیں کی۔ حضرت علیؑ اس جگہ پیدا ہوئے جہاں نہ آپسے پہلے کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ ہی آپس کے بعد کوئی پیدا ہوگا۔

زکریاؑ کو مجرب عبادت میں یحییٰ کی ولادت کی بشارت دی گئی۔ زکریاؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ اب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ مجھے اپنی جانب سے پاک اولاد عطا فرما۔ حضرت نبی اکرم صلیم کو باسوال پاکیزہ اولاد عطا کی گئی۔ ذریۃ بعضہا من بعض زوجہ عمران نے کہا۔ انی نذرت لك مافی بطنی محصوراً علیٰ مرضیٰ کے بارے میں کہا۔ یوفون بالنذر زوجہ عمران نے کہا۔ رب انی وضعته انشی اللہ تعالیٰ نے جناب علیؑ کی زوجہ فاطمہؑ کو ہر اسلام علیہا کے بارے میں کہا۔ نساؤنا نساؤک۔ اللہ عزوجل نے حضرت زکریاؑ کی دعا کو قبول کیا۔ رب لا تذرنی فرداً۔ جناب علیؑ علیہ السلام کی دعا کو بغیر مانگے قبول کیا۔ خاستجاب الہم ربکم یا کو درخت کے اندر رہے۔

کا نام حسین ہوگا  
اور مشہور سے

م علیہ صلوٰۃ

سے وہ منزلت

لی تمام اوصیا

پر صبر کیا۔

س سال

سے میں

تھے ہی

لین

ایسا

ب

ا



سے چیرہ گیا۔ جناب علی محراب عبادت میں قتل کئے گئے۔ جناب یحییٰ کا سر کاٹ کر تھاں میں رکھا گیا۔ سیدنا حسینؑ کو کربلا میں ذبح کیا گیا۔ آپ کا سر بھی تھاں میں رکھا گیا۔

اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ استرہ مقامات پر کیا۔ اول سورہ بقرہ میں آخر سورہ صا میں اسی طرح جناب علی کا ذکر بھی سترہ مقامات پر کیا۔ اول سورہ فاتحہ میں صراط الذین انعمت علیہم اور آخر تو اوصوا بالحق میں۔ جناب مریمؑ کی ماں نے کہا۔ انی اعینہ ہا لب دذریئتہا میں اس کو اور اس کی اولاد کی تجھ سے شیطان کی پناہ مانگتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں کہا عجیب ذکما من شر السامۃ والہامۃ وشر کل عین لاسۃ

ذکر بارہ واعظ بنوا اسرائیل اور کافل مریم تھے۔ علیؑ مفتی امت اور کافل فاطمہ علیہا السلام تھے۔ جناب یحییٰ نے جھوٹے میں کلام کیا۔ علیؑ نے پچھن میں رسول اللہ پر ایمان لائے۔ یحییٰ نے کہا۔ اوصافی بالصلوۃ والزکوۃ جناب علیؑ نے ایک ہی وقت میں نماز بھی پڑھی اور زکوۃ بھی دی۔ انما دیکم اللہ الخ یحییٰ نے کہا۔ السلام علی یوم ولدت حضرت علیؑ کی شان میں ہے۔ سلام علی ال یسن یسن محمدؐ کی آل پر سلام ہو۔ یحییٰ کے باپ ہیں ہے۔ ویرا بوالاید جناب علیؑ کی شان میں ہے۔ ان الیوار یشر یون۔ حضرت یحییٰ کی ماں کا نام بتول تھا۔ اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کا نام بتول تھا۔ جناب یحییٰ نے پیدا ہوتے ہی عبودیت کا اقرار کیا۔ تاکہ اس کے بارے میں ربوبیت کا اعتقاد باطل ہو۔ جناب علیؑ نے کعبہ میں پیدا ہو کر کلمہ شہادتین پر غالیوں کے عقیدہ کو باطل کر دیا۔

حضرت علیؑ اور ذوالقرنین

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کو ذوالقرنین کہا۔ اس کو ہم مفصل بیان کر چکے ہیں

ذوالقرنین نے یاجوج اور ماجوج پر دیوار تعمیر کی تھی۔ اللہ عزوجل نے جناب علیؑ کے شیعوں کے لئے شیاطین کے کر کو بند کر دیا ہے۔ ذوالقرنین مخلوقات کی زبان جانتے تھے۔ علیؑ پر ندوں بجانوروں نواہ جنگی ہوں یا پالتو جن رانس۔ اور فرشتوں کی زبانیں جانتے تھے۔

ذوالقرنین نے آب حیات تلاش کیا۔ جو علیؑ علیہ السلام کو دوست رکھے گا۔ اس کا دل کبھی مردہ نہیں ہوگا۔ نقمان سے حکمت ظاہر ہوئی۔ جناب علیؑ سے تمام علوم کے چشمے پھوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے نقمان کے بارے میں کہا۔ ولقد آتینا نقمان الحکمة اور جناب علیؑ کے بارے میں کہا۔ الرحمن علم القرآن



## حضرت علی علیہ السلام کی داؤد، طاوت اور سلیمان علیہم السلام سے مساوات

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کے بارے میں کہا: **يَا دَاوُدَ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ اِىَّ دَاوُدَ اِهْمُ نَے تہیں زمین کا خلیفہ مقرر کیا ہے۔** حضرت علی علیہ السلام نے کہا: جو شخص مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے گا۔

ذقتل داؤد جالوت حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے مرحب اور عمرو کو قتل کیا۔ حضرت داؤد نے جالوت کو پتھر سے قتل کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایسی تلوار تھی جس سے کفار کو فی النار واستقر کیا کرتے تھے۔ حضرت داؤد آل موسیٰ اور آل ہارون کے بقیہ تھے۔ علی اور اولاد علی بقیہ اللہ خیرکم۔ اللہ کا بقیہ موسیٰ علیہ السلام کے بقیہ سے افضل ہے۔ حضرت داؤد کو حکومت ملی۔ حضرت علی رضاکم علی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ** جناب علی علیہ السلام کی شان میں آیت فضل اللہ المجاہدین اللہ تعالیٰ نے جناب داؤد کے متعلق فرمایا: **وَالطَّیْرُ مَحْشُوْرَةٌ کُلٌّ لِّہٖ اَدَابٌ** اور یا جمیل ادبی معہ حضرت علی جب سنگریزوں سے تسبیح کرتے تو سنگریزے آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی بولی سمجھنے کا علم دیا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام کو ایک ایسی آواز عطا ہوئی جس سے بڑے بڑے بہادر مرجاتے تھے۔ اور پندہ گمان ہوا آپ سے باتیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کے بارے میں کہا: **وَإِیْتَنَّاكَ الْحِکْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ** ہم نے داؤد کو حکمت اور فصل خطاب دیا۔ اور جناب علی کی شان میں ہے **وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ** جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں **وَإِذْ کَرَّمْنَا دَاوُدَ ذِی الْاٰیٰتِیْنَ** اور حضرت علی کی نشان میں ہے **وَإِیْدَاکَ بَصْرًا وَبَالُوْمِیْنَ** داؤد خطیب انبیاء میں جناب علی کو فصل خطاب دیا گیا۔ جب حضرت داؤد نے لوگوں کو لوگوں کو کہا کہ اللہ عزوجل نے طاوت کو تمہارے لئے بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ تو اس وقت انہوں نے کہا کہ وہ ہم پر حکومت کس طرح کر سکتے ہیں۔ حکومت کے ہم اس سے زیادہ حق دار ہیں اسے تو وہ فرما لیں نہیں دیا گیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام کو اپنا قائم مقام قرار دیا۔ تب بھی لوگوں نے ایسی باتیں بیان کیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے۔

طاوت کے بارے میں ہے: **وَزَادَہٗ بَسْطَہٗ فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ** علی تمام امت سے زیادہ عالم اور بہادر تھے۔

ما حسین کو کر بلا میں

وہیں اسی طرح

خبر و تواصوا

کی تجھ سے

شیر السامہ

بت بچی نے

نورہ جناب

السلام

سلام ہو۔

ماں کا نام

کا اقرار

اس کے

پلکے ہیں

جناب

بیانوں

ان لقمان

کہا۔



حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک کی انگوٹھی طلب کی۔ رب ہب لی ملکہ۔ حضرت علی علیہ السلام نے ملک کی انگوٹھی حالت نماز میں سوال کو دے دی۔ یقیناً الصلوٰۃ ویؤتوں الزکوٰۃ وہم را کھوت، الیسا العیسا خیر من ید السفی اوپر والے کے ہاتھ سے بہتر جو تپا ہے۔ سلیمان علیہ السلام سائل تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام دینے والے تھے حضرت سلیمان نے ملک کا سوال کیا۔ حضرت علی نے کہا۔ اسے سفید اسے زرد۔ رسونا چاندی کسی اور کو دھوکا دے علی تم پر فریقہ نہیں مونس والا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک ایسے ملک کا سوال کیا جو اس کے بعد کسی کے پاس نہ ہو۔ حالانکہ سلیمان خود فنا مونے والے تھے۔ اللہ عزوجل نے بلا سوال حضرت علی علیہ السلام کو نعیم اور ملک بکیر عطا کیا۔ حضرت سلیمان نے ملک کی انگوٹھی کا سوال کیا جو انہیں دی گئی۔ نند دھا شھر اردو احھا شھر حضرت علی علیہ السلام کو ملک کی انگوٹھی دی گئی اور دنیا کی سرداری بھی رہا تھا ویکم اللہ در سولہ اور آخرت کا ملک بھی عطا ہوا۔ واذا رایت ثحر ایت حضرت سلیمان کو علم منطق طر دیا گیا جیساکہ سلیمان علیہ السلام خود وعدہ اور پچیوشی کے بارے میں بتایا۔ جاہد سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے پرنڈ سے کہا اسے پرنڈ سے نم نے بہت اچھا کیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان کے بارے میں کہا۔ اذا حضرت علیہ بالعتشی الصائنات الجیاد۔ یہ دمشق کے مال غنیمت کے ایک ہزار گھوڑے تھے گھوڑوں کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے اللہ عزوجل نے سلیمان کے لئے سورج کو واپس لوٹایا حضرت علی کے لئے کئی دفعہ سورج لوٹا یا۔

لے ایک مقام وہ جہاں حضرت علی علیہ السلام نے بابل کے مقام پر عصر کی نماز کی خاطر سورج لوٹایا تھا۔ وہاں اب تک بھی وہ جگہ مسجد الشمس کے نام سے مشہور ہے جو کہ کربلا اور نجف کے درمیان پنکی سڑک کے کنارے موجود ہے بندہ نے اس مسجد کی زیارت کی ہے (۱۲ مترجم)



سیلمان کے لئے اللہ عزوجل نے ہوا کو مسخر کیا۔ و مسخر ناله الوبح علیٰ سیرام کے موقع پر ہوا پر غالب آئے۔ اصحاب  
کہف کی طرف نکلے تو ہوانے آپ کی اطاعت کی۔ سیلمان علیہ السلام کا لشکر جن و انس اور پرندوں کا جمع کیا گیا۔ حضرت  
علی نے جن و انس کو تلوار کے ذریعے مسخر کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک جن نے عرض کیا۔ اگر انسان آپ سے  
ہماری محبت کی طرح محبت کرتے اخ اللہ عزوجل نے حضرت سیلمان علیہ السلام کے بارے میں کہا۔ علمنا منطلق الطیر  
اور جناب علی علیہ السلام کی شان میں کہا۔ وکل شیء احصینا فی امام مبین حضرت سیلمان علیہ السلام نے لوگوں کی  
ضیافت کی لیکن انہیں کھانا کھانے سے عاجز رہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی ضیافت قبول ہوئی۔ ویدطعمون  
الطعام علی حبہ حضرت سیلمان نے بلقیس سے زبردستی شادی کی۔ جناب علی علیہ السلام نے فاطمہ زہرا سلام اللہ  
علیہا سے بطف شادی کی۔ حضرت سیلمان کے بارے میں کہا۔ من زرع عن ارضنا۔ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں  
ومن یکفہ بالایمان فقد حیط علیہ کہا۔ حضرت سیلمان علیہ السلام کے بارے میں فہمنا ہا سیلمان  
حضرت علی علیہ السلام کی شان میں خاصکوا اہل الذکر ہے۔ اللہ عزوجل نے حضرت صالح علیہ السلام کا نام  
صالح رکھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا نام صالح المؤمنین۔ اللہ عزوجل نے جناب صالح کے لئے ایک اونٹنی پہاڑ سے  
سے نکالی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے لئے پہاڑ سے سوا اونٹیاں نکالیں۔ اور جناب علی علیہ السلام نے نبی اکرم علیہ السلام  
کا قرض ادا کیا۔

## حضرت علی علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مساوات

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح سے پیدا کیا۔ فنحننا فیہ من روحنا جناب علی علیہ السلام کو  
نور سے پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت آپ کی ماں گھر سے نکلیں۔ فانتبذت بہ مکاتا  
قصیا۔ جناب علی کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ محترمہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئیں۔ جناب عیسیٰ شکم ماور میں توراۃ  
اور انجیل پڑھتے تھے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ سنار تھیں۔ حضرت علی علیہ السلام ہاں کے شکم میں گھس گھس کر تے اور  
بت گھر پڑتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ حکم الناس فی المہل ہے۔ حضرت علی علیہ السلام  
بچپن میں نبی اکرم صلعم سے باتیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ انی عبد اللہ میں اللہ  
کا بندہ ہوں۔ سب سے پہلے یہ فقرہ آپ نے کہا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ وانا عبد اللہ وانا رسول

یہ امتحان والی نہر  
کی کل تعداد تیس ہزار  
حبیب پانی پینے کے  
بول اکرم صلعم کے  
پس کی بیعت کرتے  
تس نے داؤد کا

اسلام نے ملک  
الید العلیا  
تھے۔ اور حضرت  
دو۔ اسوتا  
ملک اسے ملک  
تسے بلا سوال  
دی گئی۔

یہی۔ اتما  
طیر دیا  
علیہ السلام  
حضرت  
دیکھتے  
لوٹا ہا  
اب



حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے دسترخوان نازل ہوا۔ علیؑ پر جنت کے کئی دسترخوان نازل ہوئے عیسےؑ کے بارے میں دیکھ لیں کتاب ہے۔ اور جناب علیؑ علیہ السلام کی شان میں دین عند ۱۵ ام الکتاب کہے اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خط سے مخصوص کیا۔ کہتے ہیں۔ خط کے دس حصے ہیں۔ نو حصے حضرت عیسےؑ علیہ السلام کو ملے ہیں اور ایک حصہ تمام مخلوق کو۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کے پاس تمام کتب اور کل صحیفوں کا علم تھا۔ حضرت عیسےؑ علیہ السلام جذامی اور کوری کو ٹھیک کر دیتے تھے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام دنیا میں دلوں کے طبیب اور آخرت میں نجات دہندہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے سام پن فوت اور اصحاب کف کو زندہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے بارے میں کہا۔ کلمۃ متداۃ المسیح جناب علیؑ علیہ السلام کی شان میں دیکھو اللہ الحق بکلمۃ حضرت عیسےؑ کے لئے دار صافی بالصلوۃ جناب علیؑ کے لئے سیماہم فی روحہم جناب عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ والذکوۃ ما دمت حیاً حالانکہ حضرت علیؑ علیہ السلام پر زکوۃ واجب نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ہمیشہ آپ رسول یاتنی من بعدی اسے احمد جناب علیؑ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ناصر۔ وحی۔ واماہ۔ ابن عم۔ اور بھائی ہیں۔ مردوں نے حضرت عیسیٰ سے کلام کیا۔ جناب علیؑ علیہ السلام سے مردوں کی ایک جماعت نے کلام کیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پروردگار سے حفاظت کی۔ ما قتلوه وما صلبوه ولكن شبهہ لیس اللہ عزوجل نے حضرت علیؑ علیہ السلام کی بستر رسول پر مشرکین سے حفاظت کی۔ ومن الناس من یشری نفسه اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس سے مدد کی۔ وایدناہ بروح القدس۔ حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی فرشتوں سے مدد کی۔ وایدناہ بخود لحد وروہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ ماہ کے پیدا ہوئے۔ اور حضرت علیؑ علیہ السلام کے فرزند ان حسن اور حسین علیہما السلام چھ ماہ کے تولد ہوئے۔ حضرت مرثیہ نے جناب عیسےؑ کو معلم کے سپرد کیا۔ تو آپ نے تورات کو پڑھنے سے پہلے پڑھ دیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر میرے لئے مستغیر بکھادی جلتے۔ تو میں تورات والوں کو تورات سے زبور والوں کو زبور سے اور انجیل والوں کو انجیل سے اور قرآن والوں کو قرآن سے فتویٰ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےؑ علیہ السلام کی دعا سے مردوں کو زندہ کیا۔ مردہ دل حضرت علیؑ علیہ السلام کے ذکر سے زندہ ہوتے ہیں۔ اومن کان میتا فاحییناہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے استناؤں نے کہا۔ کہو ابجد حضرت عیسےؑ علیہ السلام نے کہا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے آپ کو ڈانٹا۔ جناب عیسےؑ نے کہا۔ میں اس کی تفسیر بیان



کہوں گا۔ علی مسم اللہ الرحمن الرحیم کا نقطہ ہیں۔ تمام علوم کے عالم ہیں۔ حضرت عیسیٰ پچوں کو ان کے گھروں میں ذخیرہ کی ہوئی چیزوں کے بارے میں آگاہ کرتے تھے۔ بچے اپنی ماؤں سے ان کا مطالبہ کرتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام غیب کی خبر دیتے تھے۔ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک زنگیز کے سپرد کر دیا۔ اس نے آپ سے کہا یہ زنگ سرخ کے لئے یہ زرد کے لئے اور یہ سیاہ کے لئے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب زنگوں کو ایک برتن میں ڈال دیا۔ زنگیز چلا اٹھا۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی خوف کی بات نہیں جو کچھ اہل اس میں ڈالو گے۔ اور جس قسم کا زنگ مطلوب ہوگا۔ ویسا ہی ہو کر نکلے گا۔ زنگیز نے کہا میں سب نہیں سمجھتا ہوں کہ تم جیسا آدمی میرا شاگرد ہو۔ جناب علی علیہ السلام کے اقوال اور افعال سے قریش عاجز آگئے تھے۔ حضرت عیسیٰ زاہد اور فقیر تھے۔ بنی اکرم صلعم سے کسی شخص نے پوچھا سب لوگوں سے زیادہ زاہد اور فقیہی اللہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ علی ہیں۔ جو میرے دھی ہیں میرے بھائی ہیں میرے جد ہیں۔ اور میرے کراہیں۔ میری صمصام ہیں۔ میرے شیر ہیں۔ اور اللہ کے شیر ہیں۔ جناب عیسیٰ کے بارے میں اختلاف پڑ گیا۔ یہودی فرقے نے کہا۔ وہ خدا ہیں۔ مسطور یہ نے کہا وہ اللہ کے فرزند ہیں۔ اسرائیلیہ نے کہا تین میں سے تین ہیں۔ یہودیہ نے کہا۔ وہ بھوتے اور جادوگر ہیں۔ مسلمانوں نے کہا وہ اللہ کے بندے ہیں۔ امت محمدیہ نے جناب علی کے بارے میں بھی اختلاف کیا۔ غالبوں نے کہا۔ وہ معبود ہیں۔ بخوارج نے کہا۔ کافر ہیں۔ مرجہ نے کہا۔ وہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ اوشینیہ نے کہا۔ وہ پہلے خلیفہ ہیں۔ بنی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جو شخص اس دروازے سے داخل ہوگا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ عیسیٰ کے مشابہ ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام شریف لائے۔ یہ بات سن کر لوگ ہنس پڑے اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ لما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومك منه يصدون مسند موسلی میں ہے۔ کہ بنی اکرم صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ تم میں عیسیٰ بن مریم کی مثال پائی جاتی ہے۔ یہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض رکھا جتنی کہ آپ کی ماں پر ہتھان باندھا۔ نصار نے اسے دوست رکھا جتنی کہ آپ کو اس منزلت سے گرا دیا۔ جو اللہ عزوجل کے نزدیک آپ کی منزل مقرر تھی۔

## حضرت علی علیہ السلام کی نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مساوات

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب ملی جناب علی علیہ السلام کو تنواری اور قلم عطا ہوئی۔ بنی اکرم کے پاس دو بڑے معجزے تھے۔ کتاب خدا اور تلوار علی۔ بنی اکرم کے لئے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ علی کے لئے نہرواں کا پتھر پھیٹ پڑا۔ تمام انبیاء اکرام پر اللہ عزوجل نے نبی اکرم کا انوار واجب قرار دیا۔ رازا خدا اللہ میثاق التبیین جناب علی

ہوئے  
تاب  
حضرت  
کا علم  
کے  
سے



علیہ السلام کی شان میں کہا۔ واسأل من ارسلنا اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا شب معراج کو امام مقرر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شب بستر رسول پر اور غدیر وغیرہ کے دن جناب علی کو اوصیا کا امام مقرر کیا۔ بنی اکرم براق پر سوار ہوئے علی رضی اللہ عنہ ووش رسول پر سوار ہوئے۔ بنی اکرم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بالموئین رؤف رحیم جناب علی کی شان میں کہا و جعلنا لہم لسان صدق علیاً جناب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا لیخفرت للہ اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ جناب علی علیہ السلام کے بارے میں کہا۔ فوقہم اللہ تسد لک الیوم اللہ تمہارے نے اپنے بنی اکرم کی ذات کی قسم کھائی۔ والصبحی واللیل اذا سلی جناب علی کے ساتھ بھی قسم کھائی۔ والفجر ویسأل عتشر بنی اکرم کا نام رکھا۔ والنجم اذا هوی جناب علی کے بارے میں کہا۔ وعلامات وبالنجم ہم۔ رهند دن بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا ام یحسدون الناس جناب علی کے بارے میں کہا۔ ومن الناس من یشری نفسہ بنی اکرم کے بارے میں یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونها جناب علی علیہ السلام کے بارے میں کہا و احمیت علیکم نعمتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ نور السموات والارض جناب علی علیہ السلام کے بارے میں یوریدون لیطفوا نور اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وما ارسلناک الا رحمة للعالمین اور ذکر رسول اور جناب علی کے لئے را نزلنا الیہ الذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علی رجل منکم علی کے متعلق رجال لا تلہیہم تجارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثم حدی فی تعدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج شبہ علی کو ملاحظہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان علامت نبوت موجود تھی۔ بہادری کی کمالت جناب علی کی کتابوں پر موجود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کی خاطر بدر کی جنگ کے روز فرشتے نازل ہوئے حضرت جبرائیل جناب علی علیہ السلام کے دہنی طرف اور حضرت میکائیل بائیں طرف اور فرشتہ موت حضرت عزرائیل جناب علی علیہ السلام کے آگے آگے کفار کو فی النار والمستقر کر رہا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام کائنات کا رسول بنا کر بھیجا۔ جناب علی تمام مخلوق کے امام ہیں۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم العناصر ہیں۔ الذی یراک حین تقوم وتقلب فی الساجدین علی رسول اللہ سے ہیں۔ خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصہراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان الذین یؤذون النبی ویقولون هو اذن جناب علی علیہ السلام کے بارے میں ہے وتعیہا اذن داعیۃ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عرب کی وجہ سے قطع مند ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے علی! عرب تیرے ساتھ ہو گا۔ جہاں بھی جاؤ گے۔



انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔ اور اے علی! تم خاتم الاولیاء ہو۔  
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا محمدؐ ہزار نبی کے خاتم اور میں ہزار اولیاء کا خاتم ہوں۔ مجھے جتنی تکلیف دی گئی ہے  
اتنی ان اولیاء کو تکلیف نہیں دی گئی۔

ابن عباس نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے مجھے پانچ خصوصیات عطا  
کئے ہیں۔ اور علیؑ کو بھی پانچ۔ مجھے جوامع الکلم عطا کیا۔ اور علیؑ کو جوامع الکلام۔ مجھے بنی بنایا۔ اور علیؑ کو وصی۔ مجھے کوثر  
عطا کیا۔ اور علیؑ کو سبیل۔ مجھے وحی دی۔ اور علیؑ کو الہام۔ مجھے اللہ عزوجل نے رات کو اپنے پاس بلایا۔ اور علیؑ  
کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور تمام پردے ہٹا دیئے۔

عبدالرحمن انصاری کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ علیہ السلام کو نو خصوصیات دیئے گئے ہیں  
تین دنیا میں تین آخرت میں۔ دو وہ ہیں جو میں اس کے لئے چاہتا ہوں۔ ایک خصوصیت کا مجھے علیؑ کے بارے  
میں خوف لاحق ہے۔ دنیا کی تین خصوصیات ہیں کہ آپؐ ستر عورتیں کریں گے ۱۲۱ میرے اہل کے امور کے متولی  
ہوں گے۔ اور ۱۳۱ ان میں میرے وصی ہوں گے۔ آخرت کی تین خصوصیات یہ ہیں کہ مجھے لواء الحمد دیا جائے گا میں اسے  
علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دوں گا۔ آپؐ لواء الحمد کو اٹھا کر مقام شفاعت میں لائیں گے۔ میں علی بن ابی  
طالب کا اس مقام پر سہارا لوں گا۔ جنت کے دروازوں کو کھولنے میں علیؑ میری مدد کریں گے۔ ان دو خصوصیات کے بارے  
میں علیؑ سے توقع ہے۔ وہ یہ ہیں کہ آپؐ میرے بعد نہ گمراہ ہوں گے۔ اور نہ ہی کافر ہوں گے جس بات کا علی بن ابی طالب  
علیہ السلام کے بارے میں خوف دامیگر ہے۔ وہ یہ ہے کہ میرے بعد قریش آپؐ سے بے وفائی کریں گے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تمہیں تین چیزیں ایسی دی گئیں ہیں جو مجھے  
نہیں دی گئیں۔ مجھے ایسے خسر نہیں ملا۔ جیسا تجھے ملا۔ مجھے فاطمہ جیسی حسین بیوی نہیں ملی اور نہ ہی حسن اور حسین  
جیسے فرزند ملے۔

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مساوات

اللہ عزوجل نے نوا آدمیوں کو بادشاہ کہا۔ بادشاہ تدبیر یوسفؑ کو کہا۔ رب قد اتیتی من الملائک حکمت اور  
نبوت ابراہیمؑ کو ملی۔ فقد اتینا ال ابراہیم الکتاب والحکمۃ دایتناہم مدکاء عظیماء بادشاہ عزت قدرت  
اور قوت والا داؤدؑ کو بنایا۔ وشد دنا ملک۔ والنبالہ الخ

کا ثوب معراج کو امام  
یا۔ نبی اکرم براق پر  
المومنین روف  
س کہا لیخضر للک  
ما ذلت الیوم  
کی قسم کھائی۔  
ت دبا لنجم  
ن الناس  
کے بارے میں  
السلام کے  
المین  
متکم  
لعم نے  
کی مکت  
حضرت  
جناب  
صلعم  
لما



بعثکم طاقوا صدکا بادشاہ کنوز ذوالقونین کو۔ انا مکتلہ فی الارض بادشاہ دنیا سلیمان کو رب ہب لی  
مدکا بادشاہ آخرت علی کو۔ واذا رایت شرایت نعیم و مدکا کبیراً

اللہ عزوجل نے پانچ انسانوں کو صدیق کہا۔ یوسف کو یوسف ایہا الصدیق اور یس کو وا ذکر فی الکتاب  
اور یس اندہ کان صدیقاً اسمیل کو وا ذکر فی الکتاب اسماعیل اندہ کان صادق الوعد مریم کو۔ و  
اصہ صدیقہ اور علی کو والذی جاء بالصدق وصدق یہ اس بارے میں اللہ عزوجل کی یہ آیت بھی دلالت  
کرتی ہے والذین امنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون یوسف کے بھائیوں نے آپ کو دشمن  
رکھا۔ پھر آپ کے مطیع ہو گئے۔ باپ نے آپ کو دوست رکھا۔ نبشر یہ فہما ان جاء بالبشیر اور یس کو قوم نے دشمن  
رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا۔ فرقعہ اللہ الیہ جناب ابراہیم سے فرودنے دشمنی کی۔ اللہ عزوجل نے اسے  
ہلک کیا۔ سارہ نے اسے دوست رکھا۔ اسے بشارت دی گئی۔ نبشر ناکا باسحق یہودیوں نے مریم سے دشمنی کی اللہ  
عزوجل نے ان پر لعنت کی۔ زکریا نے اسے دوست رکھا۔ اسے بشارت دی گئی۔ انا نبشرک جناب علی سے ناصیبوں  
نے دشمنی کی اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی۔ شیعوں نے آپ کو دوست رکھا۔ اللہ عزوجل نے انہیں  
جنت کی بشارت دی۔ یبشر ہم ربہم رحمة منہ

پانچ اشخاص نے اللہ عزوجل کی راہ میں اپنی قوم کو چھوڑ دیا۔

(۱) نوح۔ یا قوم ان کان کبر علیکم مقامی (۲) ہوونے انی اشہد اللہ (۳) ابراہیم نے  
واعترکم وما تدعون من دون اللہ (۴) محمد نے نہایت ان عبد الذین تدعون من دون اللہ  
(۵) علی نے فاغضبت علی التذی وشرکت علی اشجی وصبرت علی اخذ الکظم وعلی ام من العلقم  
پانچ اشخاص نے مجرب میں چیزوں کو پایا۔

۱۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک سال تک اپنی موت کے بعد حکمت کرتے رہے۔ ما دلہم علی مؤنہ اباد ابنت  
الارض (۲) حضرت داؤد علیہ السلام نے عفو کو پایا۔ فاستغفر ربہ وحرراکعاً وانا ب (۳) جناب مریم نے جنت  
کے کھانے کھائے۔ کلما دخل علیا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا (۴) حضرت زکریا علیہ السلام  
نے حضرت یحییٰ کی بشارت پائی۔ فتادته الملائکہ وھو قائم یصلی فی المحراب (۵) حضرت علی علیہ السلام  
نے اہمیت کو پایا۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ

اللہ عزوجل نے حضرت علی علیہ السلام کو شکر میں نوح علیہ السلام کے ساتھ مساوی قرار دیا۔

جناب نوحؑ کے بارے میں ہے۔ انا کان عبداً شکوراً جناب علیؑ علیہ السلام کے بارے میں کہا لا نرید منکم جزاً ولا شکوراً

حضرت یوب علیہ السلام کے صبر سے مساوی قرار دیا۔ انا وجدنا لا صبراً جناب علیؑ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ فجزاھم بما صبروا

مک میں حضرت سلیمانؑ کے ساتھ مساوی قرار دیا۔ رب ھب لی مددا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کے لئے مدد کا صبراً ہے۔

نیک میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ دیراً یوالایہ حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے کہا۔ ان الابرار یشربون

وقایم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دیراً ھیم الذی رقی جناب علیؑ علیہ السلام کے بارے میں یوفون بالذکر۔

اخلاص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ انا کان مخلصاً اور حضرت علیؑ کے متعلق انما نطعمکم لوجہ اللہ

زکوٰۃ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اوصافی بالصلوٰۃ والزمکوٰۃ حضرت علیؑ کے بارے میں انما ولیکم اللہ۔

امن میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے ساتھ ینغفر لک اللہ۔ اور جناب علیؑ علیہ السلام کے لئے فوفہم اللہ شر ذلک الیوم

خوف میں فرشتوں کے ساتھ۔ ینخافون ربہم من فوفہم جناب علیؑ علیہ السلام کے بارے میں ان نغاف من ربنا

مخافت میں اپنی ذات کے ساتھ۔ وہی یطعم ولا یطعم اور جناب علیؑ علیہ السلام کے بارے میں کہا۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ۔

پانچ خصوصیات پانچ نبیوں میں الگ الگ موجود ہیں لیکن جناب علیؑ علیہ السلام میں وہ تمام خصوصیات بیک وقت موجود ہیں ۱۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام ھذا انتک ضیف ابراہیم۔ (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کلمہ اللہ۔ (۳) حضرت یوسف علیہ السلام ما ھذا انتک۔ (۴) حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام

وینا سلیمان کو رب ھب لی

بن کو واذکر فی المکتاب

ق الرعد مریم کو۔ د

مل کی یہ آیت بھی دلالت

یہ نبیوں نے آپ کو دشمن

یہ اور پس کو قوم نے دشمن

اللہ عزوجل نے اسے

نے مریم سے دشمنی کی اللہ

جناب علیؑ سے ناہیبوں

اللہ عزوجل نے انہیں

۱۳) ابراہیمؑ نے

عون من رب اللہ

لے امی من العظم

لی مؤتہ ادا داتہ

جناب مریمؑ نے جنت

یت ذکر یا علیہ السلام

رت علی علیہ السلام

.....



وکیات من نبی قاتل معہ (۵) حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیستی منکم اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ربطعمون الطعام ہے۔ آپ ہی کی شان میں آیت ہوالذی خلق من الماریشراً ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام پھلی کے پیٹ میں مجس ہوئے۔ فنادی فی الظلمات حضرت یوسف ویران کنوئیں میں ڈال دیئے گئے۔ نالغوه فی غیابہ الحب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں پھینک دیا گیا۔ فاخذ نینہ فی الیم حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے ان اضع الفلک جناب علی علیہ السلام پر سقیفہ کی مجلس میں فلم کیا گیا۔ اللہ احب الناس ان یتوبوا

چار چیزوں میں ہر ایک شخص خوف کھاتا ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی۔ شیطان۔ سانپ۔ قتل اور بھوک۔ شیطان کے بارے میں ہے۔ وقل اعوذ بک من دغرات الشیاطین سانپ کے متعلق قارحس فی نفسہ خیفۃ قتل کے بارے میں انی قتلت منهم نفساً بھوک کے متعلق وقال لفتاہ اتنا غدا ننا حضرت علی علیہ السلام نے شیطان سے جنگ کی۔ اڑھا سے کلام کیا۔ کفار کو قتل کیا۔ اور مساکین یتیم اور امیر کو کھانا کھلایا۔

پانچ انوار کو اللہ عزوجل نے پانچ مقامات پر رکھا جس کا نتیجہ پانچ چیزیں برآمد ہوئیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا جس کا نتیجہ رحمت نکلا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی میں قرار دیا جس کا ثمرہ محبت نکلا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں رکھا جس سے معجزہ ظاہر ہوا۔ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں رکھا جس کا ثمرہ ہیبت ہوا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں اپنے رعب کی وجہ سے فتح مند ہوا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام کی کلائی میں رکھا جس کا ثمرہ اسلام ہوا ہوالذی ایدک بنصرہ و بالمومنین

احمد بن حنبل عبد الرزاق سے وہ معمر سے وہ زہری سے وہ ابن مسیب سے اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابن بطہ ابانہ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں راوی نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا من اراد ان ينظر الى ادم في حلمه والى نوح في فحمه والى موسى في مناجاته والى ادریس في تمامه وکماله وجمالہ فینظر الى هذا الرجل المقبل جو شخص آدم کا حلم۔ نوح کا فہم۔ موسیٰ کی مناجات۔ ادریس کا تمام۔ کمال اور جمال دیکھنا چاہے۔ تو اسے اس آنے والے شخص کی طرف دیکھنا چاہیے۔ لوگوں نے دیکھا۔ تو حضرت علی علیہ السلام اس شان سے تشریف لائے تھے۔ کہ گویا کہ آپ پہاڑ سے نیچے تشریف فرما ہو رہے ہیں۔



انس کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعہ نے فرمایا: جو شخص حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حضرت یحییٰ کا زہد اور حضرت موسیٰؑ کی بطش (پکڑ) دیکھنا چاہے۔ وہ علی بن ابی طالبؑ کی طرف دیکھے۔  
مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلعہ نے حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا: کہ جس شخص کو حضرت یوسفؑ کا جمال، حضرت ابراہیمؑ کی سخاوت، حضرت سلیمانؑ کی بہجت اور حضرت داؤدؑ کی قوت دیکھنا محبوب ہو تو وہ اس شخص کو دیکھے۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلعہ نے ..... جناب علیؑ کی نرمی کو لوطؑ کی نرمی سے آپ کے خلق کو یحییٰ کے خلق سے آپ کے زہد کو یوبؑ کے زہد سے، آپ کی سخاوت کو ابراہیمؑ کی سخاوت سے آپ کی بہجت کو سلیمانؑ کی بہجت سے اور آپ کی قوت کو داؤدؑ کی قوت سے تشبیہ دی ہے۔

فطنی نے خصائص میں تحریر کیا ہے کہ مجھے ابو علی حماد نے آگاہ کیا کہ مجھے ابو نعیم اصفہانی نے باسناد صحیحہ اشبح سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اکرم صلعہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (اے علیؑ) تیرا نام ان انبیاء کے وفات میں تحریر ہے جن پر وحی نہیں ہوتی تھی۔ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: وَكَتَبْنَا لَهُ الْاِنْشَاحَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِسْ جَنَّةٍ مِنْ بَعْضِ كَيْفِ مَعْنٰی میں آیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں آیا ہے: وَتَلَّيْنٰ اِيْمَ بَعْضِ الَّذِي تَخْتَلِفُوْنَ فَيَسْہِ يٰہَانِ بَعْضِ كَالْفِظِ اِيَا ہے۔ اور حضرت علیؑ علیہ السلام کے قصے میں کسی قبیلہ کے بغیر ارشاد فرمایا ہے: وَكُلُّ شَيْءٍ اِحْصَيْنَاہُ فِیْ اِمَامِ مَجِیْنِ ہم نے ہر چیز کا احصا امام مبین میں کر دیا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے انگوٹھی کا سوال کیا: آپ نے دے دی۔ انما رزیککم اللہ۔ حضرت میکائیل علیہ السلام نے کھانا طلب کیا۔ دے دیا ويطعمون الطعام علی سبب مسکین حضرت محمد مصطفیٰ صلعہ نے روح مانگی: آپ نے قربان کر دی۔ ومن الناس من يشري نفسه اللہ تعالیٰ نے کہا: اور بائیں میں سوال کیا: آپ نے دیا۔ الذین یسفقون اموالہم

فردوس دہلی میں جاریہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر روز قریب فرشتوں کے ساتھ جناب علیؑ کے ساتھ فرزند مہارت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ فرشتے کہتے ہیں: اے علیؑ! تجھے مبارک ہو۔ مبارک ہو۔ جبرائیل امینؑ نے کہا: اے محمد! میں تم دونوں سے ہوں۔ بنی اکرم صلعہ نے کہا: افسوس! داؤدؑ کی طرح جناب جبرائیلؑ نے کہا: ہم سے نہیں بہت کوئی۔ مگر اس کے لئے مقام معلوم ہے۔ جناب علیؑ علیہ السلام کا مقام وہاں رسول کے بعد افضل

اور حضرت علیؑ علیہ  
ت المار بشراً  
دیران کنوین  
نیل میں پھینک  
علی علیہ السلام

ایک

ادحس

غداً

اور امیر

سلام کی

حضرت

میں

ت

ہر



## منفردات

وقت علی علیہ السلام آپ سے قرب سے اور میں جلد ہوئے۔ جب تک کہ میں بزرگ نہ ہوں۔

باروت و باروت۔ عزیزی۔ سارہ کا بڑھاپے میں بچہ جنمنا۔ عیسٰی کا بلا باپ پیدا ہونا۔ عیسیٰ کا

نوار و دنیا عیسیٰ کا بچپن میں کلام کرنا۔ قرآن کا کلام میں لاثانی مونا۔ اور جناب علی علیہ السلام کی بہادری

لوگوں کے درمیان۔

لوگوں سے درمیان۔  
اصحاب کہف کا کتا۔ سوئیر کا گدھا۔ سامری کا بچھڑا۔ صالح بنی کی اونٹنی۔ اسمعیل کا مینڈھا۔  
عجائب دنیا یونس بنی کی مچھلی۔ یسہان بنی کا ہمدرد چوٹی۔ نوح بنی کا کتا۔ اوس بن اصفان کا بھیڑیا  
اور تلوار علی علیہم السلام۔

اللہ عزوجل نے مومنین پر تین چیزوں سے احسان کیا۔ ایک اپنی ذات سے۔ یمنون عیبت ان اسلموا۔  
نبی اکرم سے بقدر من اللہ علی المرینین اذ بعث فیہم رسولا جناب علی کے ذریعے قل بفضل اللہ وبرحمۃ  
اللہ عزوجل نے چھ چیزوں کا نام رحمت رکھا ہے (۱) بارش کا فانظر الی آثار رحمة اللہ (۲)  
توفیق کا ولولا فضل اللہ علیکم ورحمة (۳) اسلام کا یدخل من یشاقی رحمة (۴) ایمان  
داتانی منہ رحمة (۵) نبی کا وما ارسلناک الا رحمة (۶) علی کا قل بفضل اللہ ورحمة



المصلین ثنوت۔ امن هو قانت روزہ رجز اہم بما صبروا نكوة۔ ویوتون الرکوة۔  
 صدقات الذین ینفقون اموالہم حج۔ واذان من اللہ ورسولہ۔ جہا و اجعلتم سقایۃ  
 الحاج صبر الذین اذا اصابتم مصیبتہ۔ وعا۔ الذین یتذکرون اللہ وفا۔ یوفون بالنذر  
 ضیانت انما نطعمکم لوجہ اللہ تواضع۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء صدق وکونوا  
 مع الصادقین آپ کے آبا و اجداد کی و تقبل فی الساجدین آپ کی اولاد کی انما یرید اللہ  
 لیزہب عنکم الرجس اہل البیت آپ کے ایمان کی مدد کی۔ السابقون السابقون آپ کے علم کی  
 ومن عندہ علم الکتاب۔ قال النبی صلی علیہ وسلم یا علی ما عرف اللہ حق معرفتہ غیر ی وغیر لک و  
 ما عرف حق معرفتک غیر اللہ وغیر بنی اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! اللہ تبارک و تعالیٰ کو کما حقہ میرے  
 اور تیرے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔ اللہ اور میرے سوا تجھے کما حقہ کسی نے نہیں پہچانا۔

نبی اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت علی علیہ السلام آسمان میں ایسے ہیں۔ جیسے سورج زمین پر۔ آسمان و نیابیں اس  
 طرح ہیں جس طرح رات میں چاند زمین پر۔ نبی اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی علیہ السلام کی مثال بیت اللہ الحرام کی طرح  
 ہے ہر شخص اس کی زیارت کو جاتا ہے وہ کسی کی زیارت نہیں کرتا۔ پھر فرمایا۔ جب چاند کلما ہے تو تار کی دھڑکی جاتی ہے۔  
 علی علیہ السلام کی مثال سورج کی طرح ہے۔ جب ظاہر ہوتا ہے تو دنیا روشن ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تم میری طرف سے میرے پیغمبر ہونے کے لئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ  
 نے تبلیغ نہیں کی؟ آپ نے فرمایا۔ میں نے تبلیغ کی ہے لیکن تم میری طرف سے تفسیر کتاب پر تبلیغ کر دو گے۔

رسول اکرم صلی علیہ وسلم نے جب اب علی علیہ السلام کو شب ہجرت اپنا جانشین بنایا۔ اور جنگ تبوک کے روز غطف  
 اولیہ اور تحویف اعدا کے لئے اپنا خلیفہ بنایا۔ یہ بات جناب علی کی امامت کی دلیل ہے کہ تم کو مجھ سے دو  
 منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ جناب علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اور رات کے وقت  
 اپنے بستر پر سکایا۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے جناب علی کو مواخات۔ مباہلہ اور غدیر کے روز مقدم کیا۔ آپ نے فرمایا  
 جس کا میں سردار ہوں۔ اس کے علی سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ واذا اخذنا من النبیین میثاقہم  
 ومنک ومن نوح

نبی صلی علیہ وسلم پیدائش میں تمام انبیاء سے مقدم تھے۔ اور بعثت کے لحاظ سے موخر تھے۔

نبی اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم لوگ آنے میں موخر ہیں۔ اور قیامت کے روز سابق ہوں گے۔ نیز آپ نے فرمایا۔

نبی اکرم صلی علیہ وسلم کی  
 نے اپنی جگہ پر رہ  
 نزدیک آتی ہے

یوں پیدا ہوئے۔  
 جہا و کیا سب  
 سے پہلے بغلہ پر  
 کی وفات کے

ہونا۔ یحییٰ اؤ  
 ساری

کا مینڈھا۔

ان کا بھیڑیا۔

اسلموا۔

اللہ ورحمۃ

اللہ (۲)

ایمان کا

حمتہ

مازالا



میں اور علی ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ فرمایا ہم ابتداء میں مقدم ہیں۔ اور انتہا میں موخر ہیں۔ محمد نے حمد کو زیادہ کیا۔ اور علی نے بندگی کو زیادہ کیا۔ لوگوں نے علی کا حق غصب کیا۔ اللہ عزوجل نے اس کے بدلے آپ کو جنت عطا کی۔ وجہ اھم بما صبروا الجنة

خلافت سے آپ کو لوگوں نے علیہ کیا۔ اللہ عزوجل نے آپ کو آخرت کا ملک عطا کیا۔ واذارایت شہ  
لایت نعیماد ملک کا گبی را

جناب علی علیہ السلام نے ایک گروہ کو روٹیاں کھلائیں۔ اللہ عزوجل نے اس کے بدلے اٹھارہ آیتیں دیں  
ان الابرار بشریون۔ اللہ عزوجل کی محبت میں لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اللہ عزوجل نے آپ کی عورت لوگوں  
پر واجب قرار دی۔ اللہ عزوجل کی رضا جوئی میں اپنے نفس کو صرف کیا۔ اللہ نے اپنی رضا کو علی کی رضا قرار دیا۔  
شیخ اول نے کہا میں تمہارا خلیفہ تو ہو گیا ہوں لیکن تم سے افضل نہیں ہوں۔ اللہ عزوجل نے جناب علی کی شان میں  
فرمایا۔ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر السیرۃ علی تمام کائنات سے افضل ہیں۔  
پانی کی دو قسمیں ہیں پاک اور نجس۔ علی پاکیزہ پانی ہیں۔ وہو الذی خلق من الماء بشراً علی کے دشمن نجس  
ہیں۔ انہما المشرکون نجس

پاکیزہ چیز خود پاک ہوتی ہے۔ اور دوسری چیزوں کو پاک کرتا ہے جس عین حب خود نجس ہے تو دوسری  
چیز کو کس طرح پاک کر سکتا ہے۔ محمد طہور میں علی صعب ہیں ثم یجدوا ما یتیموا صعباً محمد ابوالظاہرین میں ماور  
علی ابونزاع ہیں۔

قرآن مجید میں اومن امن اور ام من وس مقامات برآیا ہے۔ یہ سب کے سب حضرت علی کے  
آپ کے دشمنوں کے حق میں ہیں۔ مثلاً اومن کان مرمنا کن کان فاستقامن امن ہو قانت۔ امن  
کان علی بیئتہ۔ افسن شرح اللہ صدارۃ الاسلام۔ امن یسلم انہما انزل الیک من  
ربک الحق۔ امن یمشو علیاً وجہہ۔ امن زین سوء سلعہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اومن کان میتاً فاحییناہ کا مطلب یہ ہے کہ لوگ  
مردہ بھی ہماری وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور زندہ بھی ہماری وجہ سے ہوتے ہیں۔

ابومعاویہ عن زید۔ العنش سے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت اومن  
وعدناہ وعد احسن حمزہ جعفر اور علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔



مجاہد اور ابن عباس نے بیان کیا کہ آیت انمن یلقی فی النار خیر۔ ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے آیت ام من یأتی آمن من غضب اللہ سے مراد امیر المؤمنین ہیں۔ پھر اللہ عزوجل نے جناب علی علیہ السلام کے دشمنوں کو دھمکی دی ہے۔ اعملوا ما شئتم۔

## امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے منفرد فضائل

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے اعضا کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس سے مراد علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ مثلاً یرحمہم اللہ نفسہ۔ نفس سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے ذریعے اللہ عزوجل نے لوگوں کو دُرِایا۔ آیت یرقی وجہہ ربک کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ نحن وجہہ اللہ ہم اللہ کی وجہ ہیں۔ ونحن الایات ہم آیات ہیں۔ ونحن البینات ہم بینات ہیں۔ ونحن حدودہ ہم اللہ کی حدود ہیں۔ ابوالمغارب امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ ایستھا تو لو افتم وجہہ اللہ سے مراد علی ہیں۔ آیت تجسی بلاء عینہ کے تحت ائمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جس کا سر مجروح تھا حضرت عمر کے پاس آکر جناب علی علیہ السلام کے ظلم کی شکایت کی۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس شخص کے پاس سے گزر رہا تھا۔ یہ ایک عورت تھی جس کا سر مجروح تھا۔ میں نے اس سے وہ بات سنی جسے میں انوار تصور کرتا تھا۔ حضرت عمر نے کہا۔ اللہ کے کچھ جاسوس ہوتے ہیں۔ علی علیہ السلام زمین پر اللہ کے جاسوس ہیں۔

اصمعی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ یہ حرم النبی حرم اللہ کو دیکھ رہا تھا۔ حضرت عمر نے اس شخص سے کہا۔ چلے جاؤ۔ تمہارے خلاف اللہ عزوجل کے جاسوس ہیں۔ ایک جاسوس اور اللہ کے پردوں میں سے ایک پردے نے گواہی دی ہے یہ تو اللہ کے دایاں ہاتھ ہیں۔ اللہ عزوجل جہاں چاہتا ہے انہیں رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر! نبی سے انکار کرنے والا قیامت کے روز اندھا اور گونگا محسوس ہوگا۔ قیامت کی تاریخ کی باتھیں پاؤں مازنا ہوگا کہتا ہوگا افسوس میں نے جناب اللہ کے بارے میں کوتاہی کی اور اس شخص کی گردن میں آگ کا طوق ہوگا۔

مخبر ہیں۔ محمد نے حمد کو اس کے بدلے آپ

وإذا رأیت شح

أما هذه آیتیں ہیں

پس کی محبت لوگوں کی رضا قرار دیا۔

ب علی کی شان میں

سے افضل ہیں۔

کے دشمن نجس

تو دوسری

ہیں اور

علی کے

انمن

ک من

کہ لوگ

ت



حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما اور زید بن علی سے روایت ہے کہ اس آیت میں جناب اللہ سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ آپ قیامت کے روز مخلوق پر اللہ کی حجت ہوں گے۔  
امام رضا علیہ السلام نے جناب اللہ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے جناب علیؑ کی ولایت مراد ہے۔ ایلمؤمنین  
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ انا صراط اللہ میں اللہ کا راستہ ہوں۔ انا جناب اللہ ہیں اللہ کا پہلو  
ہوں۔

## امیر المؤمنین علیہ السلام کے نام اور القاب

صاحب کتاب الانوار نے تحریر کیا ہے کہ اللہ عزوجل کی کتاب میں جناب علی علیہ السلام کے تین سو نام  
موجود ہیں۔ احادیث میں ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر طور پر جانتے ہیں۔  
حضرت علی علیہ السلام کو آسمان و ارض کے شمسائیل کہتے ہیں۔ زمین والے جبرائیل لوح میں قلم پر  
منصوم ہیں۔ عرش پر معین ہیں۔ رضوان کے نزدیک امین۔ حور عین کے نزدیک اصعب۔ صف ابوابہم  
میں حنظل۔ عجزانیہ میں بقیا طیس۔ سریانی میں شرویل۔ تواریت میں ایلیا۔ زبور میں اریا۔ انجیل میں بریا۔ صحف  
میں حجر العین۔ قرآن میں علیؑ۔ بنی اکرم کے نزدیک ناصر۔ عرب کے ہاں علیؑ۔ ہند کے ہاں کیکر۔ ایک روایت  
میں نکر آیا ہے۔ روم کے ہاں بطرس۔ ارمین کے ہاں فریق۔ ایک روایت میں اظفاروس۔ صقلاب کے  
ہاں فیروق۔ فارس والوں کے ہاں خبر۔ ایک روایت میں فیروز ہے۔ ترک کے ہاں تیر باغیل۔ ایک روایت  
میں راج ہے۔ خوار کے ہاں برین۔ بظ کے ہاں کریا۔ دیلم کے ہاں بنی۔ زنج کے ہاں جنن۔ حبشہ کے ہاں تبرک  
شیاطین کے نزدیک مدر مشیرین کے ہاں امیت الاحمر۔ مؤمنین کے ہاں سحاب بیضا۔ والد کے ہاں حرب  
ایک روایت میں ظہیر ہے۔ ماں کے نزدیک حیدر۔ ایک روایت میں اسد۔ دایہ کے نزدیک میمون  
اور اللہ کے نزدیک علیؑ۔

متوکل نے زید بن حارثہ بصری مجنون سے علی علیہ السلام سے متعلق پوچھا۔ تو اس نے حروف تہجی کے  
اعتبار سے جواب دیا۔ علی الامر عن اللہ بالعدل والاحسان۔ الباقی علوم الادبیات۔  
التالی سورۃ لقمان۔ المشاقب لحجاب الشیطان۔ الجامع احکام القرآن۔ الحاکم بین  
الانسی والجان۔ الخلی من کل زور وبہتان۔ الدلیل عن طلب البیان۔ الذاکر



ربه في ناسر والاعلان - الراهب ربه في الليالي اذا اشتد الظلام - الزائد الراجح  
 بلا نقصان - السائر لعورات النسوان - الشاكر لما اولى الواحد المنان - الصابر يوم  
 الضرب والطعان - الضارب بحسامه رؤس الاقران - الطالب بحق الله غير متوان  
 ولاخوان - الظاهر على اهل الكفر والطغيان - العالي علمه على اهل الزمان  
 الغالب بنصر الله للشجعان - الفائق للرويس والابدان - القوى الشديد الاسكان -  
 الكامل الراجح بعد نقصان - اللازم لا وانهر الرحمن - المتزوج بخير النسوان -  
 المناجى ذكره في القرآن - الولي لمن والاه بالايمن - الهادي الى الحق لمن طلب البيان  
 اليه السهر طرأ عليه بالاحسان -

## حروف تهجی کے لحاظ سے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نقاب

ہمزہ

سید النجباء - نور الاصفياء - هادي الاولياء - تبلة الرحماء - قدوة الادبياء  
 امام الاتقياء - امير الامراء - امين الامناء - ثمال الصغفاء - غصة الاعداء - مرشد  
 العلماء - مفقه الفقهاء - اعلم القراء - اقضى ذوي القضاء - ابلغ البلقاء  
 الخطيب الخطباء - انطق الفصحاء - مجيز الشعراء - اشهر اهل البطحاء - والشهد  
 ابواشهداء - زوج فاطمة الزهراء - صاحب الراية واللواء - دافع الكرب و مقر  
 الاولياء - مذل الاعداء - السابق بالخفاء - ثانی اهل الکسا - مضیع معنرة الحروب  
 بالاملد - الخارج عن بيت المال صقر اليد عن الصفراء والحمراء والبيضاء اعلم من  
 فوق رقعة اقبراء وتحت اديم السماء المستانس المناجاة في ظلمة الليلة الليلا  
 حجة سيد الانبياء - مقدم الرصيين والنفقاء خليفة رب الارض والسماء - ما غرته  
 سماء ولا بيضاء - ما ستبه صفراء ولا حمراء ما اعجبته عين ولا حوراء - لا من رعة  
 خضراء ولا مدرعة دكنا - ولا بريدة انضاء -



## الف

المطهر المجتبی - المنذر المرتضى - المأمون المقتدى - الغطة الكبرى -  
 العروة الوثقى - الآية الكبرى - الحجة العظمی - المحنة لنوری - المسبب الاعلی -  
 المستقیم علی الهدی - امام اهل الدین - شفیع النبی المصطفی - لیث البشری -  
 غیث الندی - حنف العدی - مفتاح الهدی - طبیح رحی الهدی - مصباح الدجی -  
 جوهر النہی - بحر النہی - سعاد الرغی - قطاع الطلی - شمس الضحی - ابر القری - فی  
 ام القری - المبشر باعظم البشری - المطلق للذین موثر الاخرة علی الاولی - رب  
 الهمجی - بعید المدی - مشید الفتی - ظیر ہارون من موسی - مولی لمن له رسول  
 الله مولی - كثير الحدوی - شدید القوی - سالك الطريقة المثلی - المعتصم  
 بالعروة الوثقى - المفتی الہدی انزل فیہ هل الی - اکرام من ارتدی - اشرف  
 من استدی - اعلم من ابتدی - احنی من احبتي - انقل من راح وانقش علی شجر  
 من دکیب رشی - اهدی من صام وصلى - مکانح من عصی - شوق فی لایین الله العطاء  
 سائق حق الله ذین الرونہی - الہدی ما صبا فی العباء - سيقه عن قرنه ما نبأ  
 اقام الحجة الزہی - جلا ظلم اشرف وجلی - شمس الضحی - بدر الدجی نجم اهل  
 العباد - علم الہدی - ابن عم المصطفی المقلب بالمرققی -

## الغیاث

کشاف التریب - مضاف السبب الذی - معطوف السبب علی السبب ،  
 المختصر من باشراف الاصل والحسب - الهاشمی الام والادب - المفترع ابکار الخطب  
 الامم الادب - سمر مرید - منوہر خطیب - سید العرب - رحیل البکیتہ والکبیر -  
 الحریاب والمصراب - الطغات والقراب - البشیر والحساب - برصصاب - مطعم  
 اسفاب - یحذفان کالجواب اراد الموضوعات بالجواب الصواب - شیف الشور  
 الذناب - بالبناء لما فی الذی یاب - فلام الاخری اب - قاصم الاصلاب - قاسم  
 الاسباب - من الرقاب ابن اقراب - مفتوح الباب - الی اقراب شمس

ابواب ساير الاصحاب . جديد الرغبات في الطاعات والشواهد . بالى الجلباب .  
 اث الشيا . رواض العصاب . معسول الخطاب . عديم الحجاب والحجاب . ثابت  
 اللب في مدحض الاسباب . عديم اشياء واضراب . مرشد عجم وامراب . ذوا غراب  
 وذوا غراب . من جمع بين عتد ونصاب واسل ونصاب . اجمل الصبر على كل مصاب .  
 وعلى كل اوجاع واوصاب . الذى يذهر به كل محراب . يوما محضر رقاب . يوما مضرب  
 رقاب . مقدم جفان غراب . مجدل الاتراب معقرين بالتراب . مستنى بالى تراب الامام  
 المحارب . ليس بجهان ولا هارب . نحن الرسول والناج والصاحب . ولى الملك الغالب . خواض  
 المواقب . يذال الرغائب . المكريم نلقيا بوالا قارب . الحلال المشكلات القرائب .  
 الذى لم يخرج بعد الانبياء . مثله فيما بين الصلب والتراب . لمخاصم الخلاق  
 ولرضى الله طالب . كثير المناقب . رفيع المراتب . غلب كل غاب . على بن ابي طاي . المعصوم  
 من الغيوب . المحجوب الى القلوب . انبأ ما نبأه الله ورسوله من الغيوب من العليم المكنون  
 للمحجوب . المشعوب لقيال الكفر . المشعوب بحبيب رسول الله . ربيب بنى الله . صاحب  
 القهارة والقهاية . كاس اصنام الكعبة . بيت النعامة . افضل الصحابة . الذى من صفاته  
 البنيان والبيت واباب والبحر والبيئة . والبشرى والبشير . والبر والباس . والبلع . و  
 البقية . والبلوى .

## ت

منجز العدا . فاصم العدا . المقتاح النجاة . المفرج للمشكلات السابق بالخيرات  
 التالى للرايات . القبلة . للسادات . ولى الخيرات كاشف الكريات . مبين المشكلات . دافع  
 المضلات . صاحب المعجزات عين الحياة . سفينة النجاة . خواض الغمرات . حامل الامور  
 والريات . مولى الاعمال والولايات . منكر العزى واللات . كان للنبي حسنة من حسناته  
 مشتقة من كرم نفسه وذاته . يتأذى بأذاته . ويتألم لشكاته وشدهته . تتخذ  
 عينه بقذاته . دعا الله مولاة ذى مراتب . معاواة ذى معاواة . كان لرسول الله  
 عضداً غير مفتوته . ويداً غير مكتوتة . الله غير منحوتة . اورانها رغير محتوتة . الذى



من اسمائکم، التائب، والتسليم، والتذكر، التتابع، التالي.

ث

حضرت کے نام۔ الثقل۔ الثواب، الثقلۃ.

ج

جائی۔ جامع۔ جار۔ جوار.

ح

حظ، حجاب، حیدر، حاکم، حامد، حمید، حبر، حق، حبل، حسنه، حافظ،  
حلیہ، حامل، نوالہ، حمد

خ

خیر البشر، خیر البریۃ، خیر الامۃ، خیر الناس، خلیفہ، خالص، خازن،  
خاشع، خصم

و

سید مرشد، منعم، موید، عالم زاہد، متقی عابد، داعی شاہد،  
مثل قائد، مفتح مشاہد، المحمود فی المراقبہ والمشاہد، عصۃ المنجود، ومن  
الذین احيوا اموات الاماکن بحیۃ الجود، ومن الذین سیماهم فی وجوہہم من اشر السجود  
خلیفۃ الرسول فی مہادۃ، موضع سدة فی اصدارک، امیرادۃ، صلیب عریات اقتدادۃ  
ابو اولادۃ، منین وعدۃ، اموی بعبہ، جعل اللہ ولدہا اولادۃ، کبر هذا الکیادۃ  
هو الذی کان لجنود الحق سیداً، مکوس العطاء یداً وعضداً ومدداً الذی کان من  
السماۃ یداً ووداً، ہادیاً، مویداً، اسداً، ساجداً، سیداً، اباً، والداً، ولد اور  
بیضۃ البلد.

ز

ذکر، ذاکر، ذائد، ذبیۃ، ذوالقربی، ذوالمحن، ذوالنورین

ر

امام طاہر۔ قمی باہر۔ مار طاہر۔ قرأت زافر۔ اسد خاوند۔ ربیع پاکر۔ خیر  
 ذکر۔ صدیق اکبر۔ شفیع بخش۔ صرت احمر۔ عذاب اکبر۔ ابو شبیر۔ بوشیر مسی  
 مجید۔ وما اورات ماہر۔ هو الکوکب الانرہر۔ والنقر الانور۔ الطور الاکبر۔ صر قہ  
 امصدر۔ الطاهر الخیر۔ مزعام مصدر۔ طاہر مخیر۔ صمصام مذکر۔ صاحب برآہ  
 خدیو خم و خیر۔ کئی احد۔ عذیر۔ خنرق اور بدر اکبر۔ ساقی زاد کوثر یوم المعشر۔ من  
 اعطی رسول اللہ۔ یشعلہ کوثر۔ ایمان منیر۔ لیل ستیر۔ حجر مستیر۔ امام وصی نختن ابن  
 عم۔ اخ ابو ذر۔ الذی کان لظہورہ۔ المسلمین مجیراً۔ لما تریا الکافرین مبیراً۔ بحیش اللہ  
 مبارزاً وامیراً۔ کوس اعطاء علی القصر امیراً۔ حتی انزل فیہ دق اهل بیتہ الذی  
 طہرہم اللہ تطہیراً یظہرون العلم علی حبه مسکینا ریتما واسیراً۔ امام مختار۔ معروف  
 یلا انکار۔ واعظ بالنصع والادب۔ قاتل المنافقین والکفار۔ مقصص الجیش الجراس۔  
 صاحب دی الفقار۔ قاتل عمرو۔ مرعب و ذی الحمار۔ کھف الاخیار۔ ملجاء الابرار۔ منجی الاخیار۔  
 قہر الاقمار۔ رشم الفجار۔ نسیم الجنة والنار۔ سید المصاحرین والاذصار۔ ضو جعفر الطیار۔  
 ابن عم النبی المختار۔ کھار غیر قرار۔ امیر امیرہ۔ قاتل الکفرہ۔ دافع الفجرہ  
 قاتل عیون السحرہ۔ شمرۃ بیعة الذی لم یخالف اللہ طرفة عین فیما امرہ۔ مسہی نفسه  
 یوم غیرہ حیدرہ۔ اخو رسول اللہ و وزیرہ۔ وصیہ۔ مشیرہ۔ عین بالکرم خیر ارتہ۔  
 معدن العلم و شوارہ۔ لم یطلب فی الدنیا امارۃ۔ ولانها عمارۃ۔ شفیع الخیر۔ رفق  
 الطیرۃ الذی تلج باب خیبر۔ قسح عود منبر۔

آپ کے نقاب۔ امیر المعروف۔ امر بالعدل۔ اول اور آخر۔ طاہر۔ طاہر۔ ظہیر۔ صابر۔ بشیر  
 شاکر۔

آپ کے صفات۔ ابائی الرقیۃ۔ داعی الی الرضا رضوان۔ رجل۔ رجال۔ راسخ۔ راکع۔ حمۃ۔ رشید۔

ز

حلال الحجاز۔ اسد ابرار۔ المنفق علی الاعواز۔ الذی لا یتعاطد۔ بیل الاھواز۔



لا یلخذ ع بعدی الرکاز۔

حضرت کے نام۔ زعیم۔ زاہد۔ زلفی۔ زیتون اور زید۔

س

شمس اشموس۔ انس النفوس۔ قاصع الکفرۃ والمجوس۔ مختار الملک القدوس۔ من قال  
فیہ الرسول لا تسبوا علیاً فانہ فی ذات اللہ محسوس۔ حکیم الشمس۔ محی النفس۔ ثانی فی  
الخمس۔ ابوعی من کل انس الحیب عند الوحشۃ الی کل الاناس الحر والمحکمۃ المارتۃ  
الانکاس۔ اللوالقوۃ۔ واشوکمۃ والباس۔ خیر البشر۔ خیر الامۃ خیر الناس۔ سماء نفسه  
جبل البتول ترسہ۔ اتقی فی امتہ حتی القیامۃ غرسہ  
حضرت کے نام۔ سفینہ۔ سابع۔ سابق۔ ساعت۔ ساجد۔ سبیل۔ سم۔ سنہ اور سبید۔

ش

اصلع قریش۔ لیس جیش لم یبتسق امر اللہ بخفۃ وطیش راش ضعف الاسلام  
احسن ایش۔ لم یثبطہ عن اصلاح الامۃ رقة خدا ولا ند ادة خیش

ص

حضرت کے نام۔ صادق۔ صلیق۔ صابر۔ صفی  
حضرت کے صفات۔ صہی۔ صامب۔ صالح۔ صفوة۔ صوم۔ صنف۔

ض

الذائد عن الحوش۔ الواصل الی الروض۔

حضرت کے نام دین۔ دیبل۔ دال۔ داعی۔ دابة الارض۔ لم یکتنز ذهباً ولا فقة۔ لم  
یعشق غفة ولا بغة بل کانت دموع عینیہ من خوف ربہ منفضۃ

ط

المیزان بالقسط الجواز علی الصراط۔

ظ

الذکر اذا سمیت الحفاز۔ المصقع اذا تقصرت الوعاط۔ الکاظم اذا طاش ب یغیظ

المفتناظ - ذو الاذن الواعية والسيد الباسط والقلب الحفاظ -

ع

السيد الازرع - والمهتاج والمفزع - والمنهل والمكرع والسجاد الانذع - البطين  
الاصلع - عبل الذراع - طول الباع - حقوظ النزاع - المبلغ المسارع - المصدق المشفع ،  
السبيل الشارح - اطول بني هاشم باعاً - امضا هم زماعاً - ارحبهم ذراعاً - اغترهم سماعاً  
اكثرهم اشباعاً - اشهرهم قراعاً - اشد هم ضراعاً - اعزهم امتناعاً  
حضرت کے نام - علی - العالم - العلم - العدل - العباد - العابد - العذاب - العادل -  
العص - العزیز - العروة عین اللہ - عنوان صحیفہ المومنین -

غ

الدامغ - المبلغ

ف

سید الشریف - الکریم العظیم - السامی المینق - المعصوم الحنیف - الایات  
العقیف - طردق الکھف - ذو الریجف - منافش الخوف - قتال الالوف - مخرق الصفوف - الناهی  
عن المتکر والامر بالمعروف -

حضرت کے صفات - الفائز - المفتی - الفاروق - الفطرة - الفصل الفاصل - الفخر - القاخر -

ق

الامام الصادق - الحنیف الحق - المسائل الحق - القائل بالصدق - فتی فیتان الافاق  
سید المهاجرین علی الاطلاق - سابق المسمین باللائق - سر تعقه نخشیة الاطلاق عن -  
مواصلة الاتفاق - ساد انفاق النفاق شاق جماجم ذی الشقاق کیش اهل الشام والمجاشرو  
العراق - شجاع حلق الابطال عند التلاق - الذی صدق رسول الله فصدق بنجاتهم فی رکوعه  
تصدق الذی اعتصب باسمه حلة و الحماصة نطوق - ذوق فی علوم وحقق - دبر بقتل  
الولید فی بدر واهلک عمر و فی الخندق - مرق من ابتداء الحروب ماسرق - غرق فی  
لجته سیفه من اسود المعارك - من غرق - حرق شبها ب صارمہ من شیاطین الهیاج

قال

سنة

سنة

م



من مرق حق استوسق الاسلام وانسق الاحام حقاً - الهام سرقا  
حضرت کے نام - التفسير - القسم - القانت - تاعق الدين - القاضى - القصص - القاسم  
القبلة - الفتوى - القيم - القليل - القول - القصر - المشيد - القدم -

ک

من جعل الله بياسه و مرامه قموص حصن خبير دكا - قمره شجاعة و شكاف  
المشيد بطيب ذكره مبيت اجري غرأ و مسكا - خلق على صورته في حمله عرشه  
مسكا -

حضرت کے نام - الكافي - الكلمة - الكتاب - الكواكب - الكرار - الكوثر - الكف - انكشاف

ل

الامام العادل - المراهب المقاتل - امير النخل - ثيت الحبل - خائف التعلل - الزكي  
الاصل - ذخى الذخر - ليوم الفصل - الامام المادل - الوى الانض - الاخر الاول - فحل الشول  
يوم الفرع والهول - صاحب الانعام والطول - القوة والعول - امحقق بانفصل - ضمان القول -  
ضغام يوم الجمل - المرود له الشمس شقة الطن - توات المنب ضراب القل - حليف البيض  
والاسل - شجاع السهل والجبل - نفس رسول الله يوم المياهد - ساعده المساعد يوم  
المسادة - خطيبة المصقع المقادلة - روج البتول - اخو الرسول سيف الله المسلول -  
جواد الخلق المامول - الحجاج البهلول - العالم المسئول - محقق الباطل - الملبس الحلى للدين  
العاطل - عيه فى التاويل تعويل - له فى التنزيل تفصيل - له فى كل محلى فضيلة التفصيل  
راية اصيل - وراة تحصيل - نور الله الجليل - وجهه الجليل - الذى صرح حارب الكفرة  
والفجرة بالتنزيل والتاويل - الذى مشعه منذ كور فى التوراة والزبور والانجيل - جعل  
الله من ذريته اله - فوصل بحمله حباله جسمه ولى - اسمه جلى اسمه على -

م

الامام المعصوم - الشهيد المظلوم - النقيس المرغوم - المحسور المرحوم - باب  
العلوم - جميع العلوم لمه معلوم - سر النبي له مفهوم قبله من خوف الله مغموم

لاجل دين الله - لهموم - باب امقام - حجة الخصام - امام الانام - مزين الايام - ابروالاعلام  
 سيدف ظهري الاسلام - وهو يوم ماتي غلام - ساد الانام كسر الاصنام - اطلال القيام  
 اكثر الصيام - اقل المنام - كسا الايتام - نفى الاعلام - انشئ الاسلام - اطعم الطعام  
 علم الكرم اللسام - استعمل الاقتدام - اهتجر الاجام - اعمل الى نقار الحقوق الاقدام  
 الهادى الى دار السلام - الداعى الى دين الاسلام - الصديق الاكبر فى الانام - الفاروق  
 الاعظم - بين الحلال والحرام - لم يشرب المدام - لم يقرب الاثام - الذين القريم القران  
 العظيم - المولى الرحيم - البناى العظيم - انصر اط المستقيم - الفاروق الاعظم - الامام  
 المحترم - ما عبيد ضمماً - لا استعمل عرقاً - بحر علم - دعا حكمة وحلم - بطين من العلم  
 منبع العلم - مستقر العلم - قد جيت ثمار النصر من علمه - التقطت جواهر الكلم من  
 قلمه - مدحه جبرئيل من قريحته الى قدامه - تحرم العصر ميثم بحر مه - انصح العالمين  
 بعد نبى الله كلاماً - الرهم فى كل مقام خصاماً - اكر مر للفيف اكر امماً - اقدم  
 القرابة والصحابة اسلاماً

حضرت كنىام المفلح، المثل، المقدم - المؤمن المتوسم - الميمون - المبارك - المخاصم

ن

امير المؤمنين - امام المسلمين - سيد الوصيين - نارس المسلمين - امام العالمين  
 نور المطيعين - راية المجتهدين - قائد الغر المحجلين حجة الله على العالمين - تاتل  
 الناكثين - واقاسطين - زوج اسيده نساء العالمين - بيد الشك والمشكين  
 غيظ المنافقين - صالح المؤمنين - اول السابقين - انضى المجاهدين - خير الرصين - احسن  
 المجتهدين - زين العابدين - يعسوب المؤمنين - والدين - نفس اليقين - الحصن الحصين الخليفة المدين العين المعين  
 الروح المكين - وارث علم النبيين - جبل الله - المتين - سانه الناطق بالحق الميسين - افضل  
 الناس بعد رسول الله اجمعين - انجبت المتين - المتافس المبين - المؤمن الآمين  
 المنصور المكين - غرة المهاجرين - صفوة الله شميس الانزع البطين - انزع من اشرك  
 بطين من العلم واليقين - عنوان صحيفه المؤمنين - كان والله اباليستيم وعون



الضعیف ومعمار الدین . کثر الماسکین . انهم من طلبة جنود الشیاطین . اعتضد  
بصرته خاتم النبیین . انزل الله فی شأنه یا ایها النبی حسبک الله ومن اتبعک  
من المومنین .

حضرت کے نام . ہارون . زیتون . یحییٰ . یقین . ماسجد للرش . ماحکم بانطن . زاده  
الله بسطة فی العلم والجسم . فیلدہ درابو الحسن . اجل الثقلین . سابق بالشہادتین  
المجمل بالسبطین . من ردت له الشمس مرتین من جبر السیف کمرتین فی حیاة النبی  
وبعدہ فی العالمین فی علمہ وعملہ زد الشرفین فی سیفہ وجہادہ ذو الغفلین . فی  
صہرہ وصہرتمہ ذوالحجین . فی ابیہ واسہ ذوالنبین . لانه اول من ولد من  
ہاشمیین . فی نفسه وزوجتہ ذوالرحمانتین . فی ولایہ ذوالنورین والواسطین  
ابو الحسن ابو الحسن . مهاجر الہجرتین . مبایع البقیین . المصلی فی القبلیتین . الحامل  
علی فرسین . العنارب بالیہین . الطاعن بالرحین . اسمع کل ذی کفین . انصرح کل  
ذی شفتین . البصر ذی بحسین . اسمع ذی اذنتین . ابطل ذی یدین . اقوی ذی  
عضدین ارمی ذی ساعدین . الحین ذی زنادین . اغرس ذی فخذین . اقوی ذی  
رجلین . اهدی کل من تامل النجدین . اعلم من فی الحرمین . قاضی الدین . صاحب  
بدرواند وحنین . راسخ القدمین بین العساکرین . قائد اثیر اس العراقین فارس  
منبری الحرمین . الذی لم یعص الله طرفة عین . السابق بالایمان المشہود بالایقان  
المعروف بالاحسان . المشہود فی القرآن . فقی القرآن له البیان . فی التوراة له البرہان  
فی الانجیل له البیان . فی الصحف له الذکران . العلم مع الجن والشعبان . مقاتل مع  
الاس والجنان . افعی بہ الحرمان . اذعن بالفضل له العمران . سلم نور وجہہ القرآن  
من صلیہ استهل اشہر ان . بابوہم یتشارک فی الفضل الحسن الذی اوحی النبی  
ناقر جیاً عینہ . قضی منہ میتادینہ لم یفرق النبی بین نفسه وبنیہ . صاحب المدینہ  
صاحب السکینہ . المشید بالمقینہ . مہیت البدعة ولحی اسنہ . القائد الی الجنہ . القاسم  
بالفرض واسنہ . المہیب فی الاس والجنہ . المعروف فی الجہاد والاعتہ ذوالباس واعنہ

والاحسان بلامنه . کاتب جواز اهل الجنة . الحق عن بيانه . السكينة على لسانه . فقل  
عيون الفتن تحمل في ذات الله انواع المحن . اقدمهم اجابة وايماناً . اقومهم  
فقية وايقاناً اعظمهم حليماً . علماً وبياناً  
حضرت کے نام . النفس . الناس . النسب . النور . النجم . الناصر . النصرة . النعمة  
النعم

و

واسطة . قلادة الفتوة . نقطة . دائره المروءة . صلتى شرفى الابوة والنبوة .  
حارث ميراث النبوة . سيف النبوة . الف الفتوة . سيف الذى . لا يثبو . نور الذى  
لا يخبو . ذو الحلم الذى يعبر .  
حضرت کے انقب اولو العلم . اولو اللب . اولو الامر . اولو الارحام .  
حضرت کے نام الوزير . الوسيلة . الولد . الوارث

و

اخو رسول الله وابن عمه . انصيص به كائن امه . الذاب عنه كسيفه وسهمه . كشاف  
كربيه وغمه . مساهمه في طميه وزمه . مبيط لحمه . محمده ودمه بدمه . المحبط بعلمه  
ابو الامة . مقتدى الامة . مزيل النعمة . خليفة في امته . ختبه . عمة ابنته

ل

حضرت کے نام . الامير . الامين . الايمان . الامة الامانة . الاول . الافضل . الاحسان  
الاية . الاذن . الاذان

حضرت کی صفت . الاسلام . الاخ . الانسان . الايقان

ی

على الحق . الوصى . الولي . الهاشمي . الحكي . المديني . الايطي . اطالو الرنى . المرضي . المانقي  
العصامي . الاجودى . القوى . المحرمي . اللودمي . الاربعي . المولوى . الصفى . الوفى . المهدي .  
السنخي . الزكى . التقي . النعمي . الذى كان الله به رزقاً .



صَبِيًّا. هَارُوتَ فِي الْبَرِيَّةِ. أَمِينَهُ فِي الْوَصِيَّةِ. أَعْلَمَ النَّاسَ فِي الْقَفِيَّةِ. أَفْخَلَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ  
مُؤَيَّةً. وَلِيَّ اللَّهِ. وَصِيَّ رَسُولِ اللَّهِ. سَدِيدُ الرِّأْيِ. كَثِيرُ اللَّائِي. الْمُتَّقِي. الْمَصْدُق. الْمَهْتَدِي  
الْمَحْسَن. الْمُنَادِي. الْمَصْبَاحُ الْمَهْدِي. الْخَيْرُ الرِّضَى. الْأَمْرُ الْوَكِي. الْمَسْمُوعُ الْبَعْلَى. عَمْرُودَةُ اللَّهِ الْوَثْقَى  
أَمِينُهُ الْأَعْلَى. وَصِيَّ رَسُولِ اللَّهِ الْمُصْطَفَى. الْمُقْبَلُ بِالْمُرْتَضَى

حضرت کے نام۔ المهاجر۔ الموتی۔ المجاهد۔ المشتري۔ الولی بالموتی۔ المتوسم والمصلی۔ الموثق۔ و  
المزکی۔ المستغفر والمتقی۔ الرعیة والناعمی۔ المودن والداعمی۔ المنفق والمنابحی۔ المویذ  
واعلنتقی۔

## حالات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام

تَلَوَار۔ زَرْد اور مَرُکَب کا ذکر۔ آیت انزلنا الحديد۔ کے بارے میں سدی ابوصالح سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلے۔ تو ان کے پاس ذوالفقار تھی۔ جو جنت کے چھیلی کے پتے سے بنائی گئی تھی۔ یہ باس شدید کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے دشمنوں جن اور شیاطین سے اس کے ذریعہ جنگ کرتے تھے۔ اس پر تحریر تھا کہ لگاتار میرے انبیاء کے بعد دیگرے ایک نبی کے بعد دوسرا نبی ایک صدیق کے بعد دوسرا صدیق جنگ کرتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اس کے وارث امیر المومنین ہوں گے۔ پس اس کے ذریعے نبی اُمی کی طرف سے جنگ کریں گے۔ منافع للناس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت محمد صلعم اور علی علیہ السلام کو یہ تلوار فائدہ دینے والی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی عَزِيزٌ ذُو جَلَالٍ اَس کے ذریعے کفار کو عذاب دینے والا ہے ہمارے تمام اصحاب نے بیان کیا ہے۔ کہ اس آیت میں حديد سے مراد ذوالفقار ہے۔ اللہ عزوجل نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اسے آسمان سے نبی اکرم صلعم پر اتارا۔ اور نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو دے دی۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ذوالفقار کہاں سے آئی تھی؟ آپ نے فرمایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے لائے تھے۔ اس کی شکل چاندی کی ہے اور میرے پاس موجود ہے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں میں ایک لوطیے کا بت بنایا گیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے تشریف لے جا کر اسے توڑ دیا۔ اس سے دو تلوار بنائیں۔ ایک کا نام مخدوم تھا۔ اور دوسری کا

ذوالفقار جن کو عمیر مقبل نے ڈھالا تھا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو جنگ بدر کے روز ہاتھ لگی تھی۔ آپ نے اسے عاص بن مہبہ سہمی سے پھینا تھا۔ اور اسے قتل کر دیا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو تحفے بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھیجے تھے۔ یہ ان میں موجود تھی۔ ایک روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عذوہ بنو منطلق میں مہبہ بن حجاج سہمی کو قتل کرنے کے بعد اس سے لے لی تھی۔

ایک روایت ہے کہ یہ ایک کھجور کی شاخ تھی۔ رسول اکرم صلعم نے اس پر اپنا نقاب دھن ڈالا۔ اور وہ تلوار بن گئی۔ ایک روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر نبی اکرم صلعم کے پاس آئی۔ اور آپ نے جناب علی علیہ السلام کو دے دی۔ پھر امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے پاس رہی۔ آخر کار امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) کے پاس پہنچی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ اس کا نام ذوالفقار کیوں ہوا؟ فرمایا۔ اس کے ذریعے جس پر امیر المومنین علیہ السلام نے ضرب لگائی۔ وہ دنیا میں زندگی سے اور آخرت میں جنت سے محروم رہا۔ کیلینی نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی تلوار کا نام ذوالفقار اس لئے ہوا کہ اس کے طول میں ایک خط تھا۔ جو پشت کے مہرہ کے مشابہ تھا۔ اصمعی کا خیال ہے کہ اس پر اٹھارہ فقرے تحریر تھے۔

تاریخ ابو یعقوب میں تحریر ہے کہ اس کا طول سات بالشت اور عرض ایک بالشت تھا۔ اور اس کے وسط میں ہر سے تھے۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان سونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے۔ تلوار صرف ذوالفقار ہے اور نوجوان محض علی ہیں۔

قاضی ابوبکر جبعانی نے باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ جنگ احد کے موقع پر ایک فرشتے رضوان نے آسمان سے آواز دی۔ لاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی اسی طرح ارشاد مفید میں تحریر ہے۔ امالی طوسی میں عکرمہ اور ابو رافع سے اسی طرح تحریر ہے۔ سمعانی نے فضائل الصحابہ میں اور ابن ریطہ نے ابانہ میں تحریر کیا ہے کہ رضوان سے لاسیف کی آواز جنگ بدر کے روز بلن کی تھی۔

عند الله  
المهتدي  
الله الوثقي  
الموثر  
الموثر

سے  
سلام  
اس  
جنگ  
یق  
ہے  
کو  
ہے  
نے  
سے  
سلام



**حضرت کی نذرہ** تیس بن سعید ہمدانی نے حضرت امیر علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ صرف روک پڑے پہننے ہوئے تھے عرض کیا یا امیر المؤمنین اس موقع پر ایسا لباس مناسب نہیں ہے۔ فرمایا ہاں اسے تیس اکوئی بندہ ایسا نہیں ہے۔ مگر اللہ اس کا محافظ ہوتا ہے دو فرشتے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی سے گرنے میں یا کنوئیں میں گر جانے سے۔ جب قضا آتی ہے دونوں فرشتے اس سے ملگ ہو جاتے ہیں۔ حضرت کی نذرہ کاپشت کا حصہ نہیں تھا کسی نے آپ سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا میں نے نجات کی خاطر کبھی دشمن کو پیچھے نہیں دکھائی۔ لہذا پشت کے حصے کی ضرورت نہیں۔

**حضرت کی سواری** ایک سفید بغلہ تھا جس کا نام دلدل تھا۔ یہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ اس کا نام دلدل اس لئے ہوا کہ جب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی جنگ میں بھاگ کھڑے ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا دلدل! تو اس نے اپنا پیٹ زمین پر لگا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی صفائی کی اور کھارے کے چھروں کی طرف پھینک دی۔ پھر یہ دلدل علی علیہ السلام کو دے دیا۔ یہ قامتیں گھوڑے سے چھوڑنا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ گھوڑے پر سوار کیوں نہیں ہوتے۔ چونکہ آپ کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، فرمایا گھوڑا بھاگنے کا پیچھا کرنے اور خود بھاگ جانے کے لئے ہوتا ہے۔ میں نہ تو پشت دکھانے والوں کا پیچھا کرتا ہوں۔ اور نہ ہی مقابل ہونے والے سے روگردانی کرتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میں بھاگنے والے پر حملہ نہیں کرتا اور نہ حملہ کرنے والے سے بھاگتا ہوں۔ مجھے صرف بغلی کافی ہے۔

**حضرت کا علم اور انگوٹھی** کسانے نے مبتدا میں تحریر کیا ہے کہ اولاد حضرت آدم میں سب سے پہلے جو بھنگ ہوئی۔ وہ شیدائے اور قابیل کے درمیان واقع ہوئی اس کا سبب یوں ہوا کہ اللہ عز و جل نے سفید لباس کا ہدیہ بھیجا۔ فرشتوں نے اس کے لئے سفید جھنڈا بند کیا۔ فرشتوں نے قابیل کو زنجیروں میں جکڑ کر سیرج کے پاس لے گئے اور وہاں مر گیا۔ اس کی اولاد حضرت شیدائے کی غلام ہو گئی۔ سب نے پہلے جس نے جھنڈے تیار کئے وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام تھے۔

ابن ابی البختری اور تمام اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ قریش کا ریت اور لوہا تمام کے تمام تھیں بن کلاب کے ہاتھ میں تھے پھر مسلسل ریت بعدا مطلب کے پاس رہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہرے تھے تو آپ کے پاس آیا۔ اور آپ نے جناب علی علیہ السلام کو دے دیا۔ اس زمانے میں لوہا عبد الدار کے پاس تھا۔



نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معصوب بن عبید کو دے دیا۔ جنگ احد تک اس کے پاس رہا۔ اس سے لے کر رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اس زمانے میں دونوں ملت اور لوگوں جناب علی علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئے۔ دونوں کا رنگ سفید تھا۔

طبری نے اپنی تاریخ میں ایشیائی تفسیر میں زبیر بن علی اپنے ابا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب جنگ احد کے روز حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کا گناٹوٹ گیا۔ تو اس وقت آپ کے ہاتھ میں لواء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھا۔ لواء علی علیہ السلام کے ہاتھ سے گر پڑا۔ مسلمان دوڑ کر اسے اٹھانے لگے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لواء علی کے ہاتھ میں دے دو۔ کیوں کہ یہ میرے لواء کے صاحب ہوں گے دُنیا اور آخرت میں۔ ایک روایت اور یہ ہے کہ لواء کو مقداد نے اٹھا لیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے لواء کے صاحب ہو۔ دُنیا اور آخرت میں۔ الموعظ والہ و البصر میں عسکری سے روایت ہے کہ مالک بن دینار نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء کو کون اٹھاتا تھا؟ کہہ علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ عبداللہ بن حبش کا بیان ہے کہ جب مالک بن دینار نے سعید بن جبیر سے لواء کے بارے میں پوچھا۔ مالک کا بیان ہے کہ سعید نے میری طرف دیکھ کر کہا: معلوم ہوتا ہے کہ تم عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ یہ سن کر میں ناراض ہو گیا۔ میں نے اس بات کی قراؤ کو شکایت کی وہ لوگ کہنے لگے: تم نے اس سے اس وقت پوچھا۔ جب وہ کجی سے خائف تھا۔

اس نے گھر میں پناہ لی ہوئی تھی۔ اب اس سے دریافت کرو۔ میں نے پھر آپ سے پوچھا۔ آپ نے کہا: لواء کا اٹھانے والا علی تھا۔ اٹھانے والا علی تھا۔ اسی طرح میں نے عبد اللہ بن عباس سے سنا تھا۔ تاریخ طبری۔ بلاذری صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں تحریر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تو ہر ایک آدمی نے ایک ایک جھنڈا منتخب کیا۔ حمزہ نے سرخ جھنڈا۔ بنو امیہ نے سبز اور علی بن ابی طالب علیہ السلام نے زرد جھنڈا اپنا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا سفید تھا۔ وہ جھنڈا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ کے روز علی کو دے دیا۔ اور فرمایا: میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو مرد ہوگا۔ بار بار حملہ کرنے والا ہوگا۔ اور بھاگے گا نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہوگا۔

ابن کاوش نے کتاب التکذیب العصابۃ العلویۃ فی ادعائہم الامامۃ النبویۃ میں تحریر کیا ہے کہ رسول

ب صرف

بہ نہیں

نگہبانی

سے

نے فرمایا

تھا اس

اگ

نے

شیں

میں

نے

انی

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ

ہ



اکرم صلعم نے عباس کو دوسفید کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ کہ اس کی افلا و سیاہ لباس پہنے گی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب صفین میں تحریر کیا ہے کہ صفین کی لڑائی میں عمرو بن عاص نے سیاہ جھنڈا پھیلا یا۔ اخبار دمشق میں ابو حسین محمد بن عبداللہ رازی سے روایت ہے کہ ثوبان نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ بنو عباس کے دو جھنڈے ہوں گے۔ ان کا پچھا حصہ کفر اور اوپر والا حصہ گمراہی والا ہوگا۔ اسے ثوبان اگر تو ان کو پائے۔ تو ان کا سایہ حاصل نہ کرنا۔

ابی بن کعب نے کہا۔ شروع میں سیاہ جھنڈے کے لئے فتح مندی ہوگی۔ درمیان میں بے وفائی اور آخر میں کفر ہوگا۔ جس شخص نے ایسے لوگوں کی مدد کی۔ وہ ایسا ہے جس نے موسیٰؑ کے خلاف فرعون کی امداد کی۔ تاریخ بغداد میں تحریر ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے۔ ان کے شروع میں تختہ برپا ہوگا۔ ان کے درمیان میں ہرج واقع ہوگی۔ اور آخر میں گمراہی ہوگی۔

اخبار دمشق میں ابو عمامہ ایک حدیث بنی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ شروع میں وہ جھنڈے پھیلائے جائیں گے۔ اور آخر میں بتا ہی ہوگی۔

تاریخ طبری میں ہے کہ ابراہیم امام نے ابو مسلم کے پاس لوگوں کی نصرت اور فلاح کی سبب سے جو سفید تھا جس کا طول چودہ بالشت تھا اس پر سیاہی سے یہ آیت تحریر تھی۔ اذن ملذون یقاتلون بانہم ظلموا وان الله علی نصرہم فقہدوس ابو مسلم نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان کے سیاہ رنگ کو تبدیل کر دیا جائے۔ جب سیاہ رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ تو کہا کہ اب اس سے مصیبت نمودار ہوتی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے علم پر یہ اشعار تحریر تھے۔

الحرب ان یا شر تھا فلا یکن منک النفس فی  
اگر جنگ میں شمولیت کرو تو بزدلی نہ دکھاؤ۔

دا صبر علی اھوائھا لا موت الا بالاجل  
جنگ کی تکلیف پر صبر سے کام لو۔ موت وقت مقررہ پر آنے گی۔

حضرت علی علیہ السلام کے روایت پر یہ شعر تحریر تھا۔



هذا على والهدى يقود ۷۵  
من خير فتيان قریش عروہ

یہ علی ہیں جس کی اصل بہترین قریش کے جوانوں سے ہے۔ ہدایت اس کی راہنمائی کرتی ہے

حضرت کی انگوٹھی

سلمان فارسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ جبرائیل اور میکائیل۔ عرض کیا کس چیز کی انگوٹھی پہنوں۔ فرمایا۔ سرخ عقیق کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ عرض گزار ہوئے یا محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنو جس کا گیند عقیق کا ہو۔ اللہ اپنے انعم سے کہو کہ وہ اپنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنیں جس کا گیند عقیق کا ہو۔ علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ عقیق کیا چیز ہے؟ فرمایا عقیق میں میں ایک پہاڑ ہے۔ حدیث فضل الميثاق میں مذکور ہے۔ قندی نے موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کے حوالے سے حدیث زیادہ بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ طور سینا پر موسیٰ بن عمران سے کلام کیا تو ایک دفعہ تمام روئے زمین پر نگاہ انتخاب دوڑائی اور اپنی ذات کے نور سے عقیق کو پسند کیا۔ اور کہائیں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو شخص (اے عقیق) تجھے پہنے گا۔ اور علیؑ سے دوستی کرے گا میں اسے آگ کا عذاب نہیں دوں گا۔

ابن عباس اور سی نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی چار انگوٹھیاں تھیں۔ یا قوت تیر اندازی کے لئے۔ فیروزہ فتح مندی کے لئے۔ چینی لوہا قوت کے لئے۔ اور عقیق نگہبانی کے لئے۔ صحیح بخاری میں اور شمائل ترمذی میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے۔ اور جامع بیہقی میں جابر اور انس سے روایت ہے کہ عبد الرحمن سلمیٰ انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

ابن مسیب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے آپ اپنے ابا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ محتب انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ ہاشم بن عروہ اپنے باپ سے وہ بی بی عائشہ سے اور جعفر بن زبیر قاسم سے وہ ابوامامہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور نافع ابن عمر سے اور انس اور جابر تمام کے تمام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اے عقیق وغیرہ کی خصوصیات اور فضائل میں ہماری کتاب آیات جلی اردو ترجمہ فرحتہ الغری فی تعیین تبر علی مؤلف نقیب غیاث الدین مرحوم ملاحظہ فرمائیں۔ عنقریب شائع ہو رہی ہے۔ ۱۲ مترجم۔



روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔  
بعض روایت میں اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت انگوٹھی آپ کے  
داہنے ہاتھ میں موجود تھی۔

ابو امامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔  
عکرمہ اور سخاک ابن عباس سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے  
شمائل ترمذی اور سنن سجستانی میں تحریر ہے کہ عتبہ انگوٹھی پہنا کرتے تھے علی غیہ السلام داہنے ہاتھ میں  
انگوٹھی پہنتے تھے۔

جامع بیہقی میں ہے کہ ابن عباس اور عبد اللہ بن جعفر اپنے اپنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔  
راغب الصفہانی نے محاضرات میں تحریر کیا ہے کہ نبی اکرم اور آپ کے اصحاب اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی  
پہنا کرتے تھے۔

سب سے پہلے جس نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی وہ معاویہ تھا۔  
عبد اللہ سلامی کا بیان ہے کہ نبی اور خلفاء بعہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ بائیں ہاتھ میں پہننے کا رواج  
معاویہ نے ڈالا اور لوگ اسی ڈگر پر چل پڑے۔ مردانیوں کے زمانے تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ (خلیفہ) سفاح نے  
پھر دائیں ہاتھ میں پہننے کا سلسلہ شروع کیا۔ رشید کے زمانے تک یہی سلسلہ قائم رہا۔ پھر رشید نے بائیں ہاتھ میں  
پہننے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور لوگوں نے اس بات کی پیروی شروع کی۔

یہ بات مشہور ہے کہ حکیم کے موقع پر عمرو بن عاص نے اپنے داہنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری تھی۔ اور کہا تھا  
کہ میں نے خلافت سے علی کو ایسے الگ کیا ہے جس طرح اپنے داہنے ہاتھ سے انگوٹھی کو الگ کیا ہے۔  
اور معاویہ کو خلافت اس طرح پہنائی۔ جس طرح اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنائی ہے۔

حافظ سے روایت ہے کہ مندرجہ ذیل حضرات کے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی تھی:-

آدمؑ۔ ادریسؑ۔ ابراہیمؑ۔ اسمعیلؑ۔ اسحاقؑ۔ ایساؑ۔ یعقوبؑ، داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ یوسفؑ۔ دانیالؑ۔ یوشعؑ۔  
ذوالقرنینؑ۔ یونسؑ۔ لوطؑ۔ ہودؑ۔ شعیبؑ۔ زکریاؑ۔ یحییٰؑ۔ صالحؑ۔ عزیزؑ۔ ایوبؑ۔ لقمانؑ۔ یونسؑ اور  
محمد علیہم السلام۔

امیر المومنین حضرت علی غیہ السلام سے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا



انگوٹھی آپ کے

پہنا کرتے تھے

داہنے ہاتھ میں

میں انگوٹھی

کا رواج

لاح نے

مذہب

تھا

جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی پر آیت قل تعالوا ندع ابنائنا نازل کی۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہر ایک نبی کا میں بشیر اور نذیر ہوتا تھا۔ میں نے آپ اہل بیت کے سوا کسی نبی پر فخر نہیں کیا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے جبرائیل! تم ہم لوگوں میں سے ہو، جبرائیل نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو آپ کی امت کی کشادگی کا باعث ہو۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری۔ فرمایا میں تم میں پہلا ہوں۔ دوسرے علی۔ تیسرے فاطمہؓ چوتھے حسنؓ پانچویں حسینؓ اور چھٹے جبرائیل ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جبرائیل علیہ السلام کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا دی۔ آپ نے فرمایا۔ اے جبرائیل! تم ہمارے چھٹے ہو۔ جبرائیل نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم جس شخص نے اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ اور اس سے آپ کی سنت کا ارادہ کیا۔ اگر میں نے اسے قیامت کے روز جہان دیو دکھا۔ تو اس کا ہاتھ پکڑ کر آپ کی اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دوں گا۔

## حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ازواج، اولاد، اقربا اور خدام

حضرت علی علیہ السلام کے والد ابو طالب عمران بن عبد المطلب بن ہاشم۔ اور والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم۔ بھائی طالب۔ عقیل اور جعفر ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام سب سے چھوٹے تھے۔ اس ترتیب کے لحاظ سے ہر ایک اپنے بھائی سے دس سال بڑا تھا۔ تمام کے تمام اسلام لائے۔ تمام کی اولاد سے سلسلہ نسب چلا۔ سوائے طالب کے وہ اسلام تولائے مگر اس کا سلسلہ نسب نہ چلا۔ آپ کی ہمیشہ ام ہانی تھیں جن کا نام فاختہ اور حجانہ تھا۔ آپ کا ہاموں حسین بن اسد بن ہاشم ہے۔ خالدہ بنت اسد ہیں۔ آپ کے حبیب محمد بن ابی بکر اور بھائی جعدہ بن ہبیرہ ہیں۔

شیخ مفید نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی اولاد کی تعداد پندرہ تھی۔ بعض نے زیادہ بیان کیا ہے اور اس تعداد کو ۲۵ تک لے گئے ہیں۔

نصابہ عمری نے شاخی میں اور صاحب الانوار نے دیکوں کی تعداد پندرہ اور دیکوں کی تعداد اٹھارہ۔ جناب فاطمہؓ سے حسنؓ حسینؓ پیدا ہوئے اور محسن ساقط ہو گئے۔ زینب کبریٰؓ ام کلثوم کبریٰؓ خولہ بنت جعفر بن قیس سے محمد پیدا ہوئے۔

ام البنین بنت حزام بن خالد کلابیہ سے عبد اللہ جعفر اکبر عباس اور عثمان پیدا ہوئے۔ ام حبیب بنت ربیعہ تغلیبیہ سے عمر اور قتیہ جڑوان پیدا ہوئے۔



اسماء بنت عیسٰی خثیمہ سے بھی محمد اصغر پیدا ہوئے۔  
 ایک روایت میں ہے کہ عون اور محمد اصغر لونڈی سے پیدا ہوئے۔  
 ام سعید بنت عمرو بن مسعود ثقیفہ سے نفیسہ۔ زینب صغرے اور رقیہ صغرا پیدا ہوئیں۔  
 ام ثعوب مخزومیہ سے ام حسن مادر رحمہ پیدا ہوئیں۔  
 ہملہ بنت مسروق تہشلیمہ سے ابوبکر اور عتبہ اللہ پیدا ہوئے۔  
 امام بنت عاص بن ربیع سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔  
 محبت بنت امرا القیس کلبیہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اوڑھپن میں مر گئی۔  
 کنیزوں سے خدیجہ ام بانی تیممہ۔ میمونہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی وفات  
 سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔  
 بیچی، ام کلثوم صغرے۔ زینب صغرے۔ ام الکرام۔ جمانہ جن کی کنیت ام جعفر تھی۔ امامہ۔ ام سلمہ اور  
 رولہ صغرے پیدا ہوئیں۔ حضرت ابیہ کی آٹھ لڑکیوں کی نشادی ہوئی۔ زینب کبر سے کی عبداللہ بن جعفر سے  
 میمونہ کی عقیل بن عبد اللہ بن عقیل سے۔ ام کلثوم صغریٰ کی کنیز بن عباس بن عبد المطلب سے رولہ کی  
 ابوالصبح بن عبد اللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبد المطلب سے اور فاطمہ کی محبت بن عقیل سے  
 احکام شریعیہ میں خود از قہ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد علی اور جعفر کی طرف دیکھ کر  
 فرمایا۔ ہمارے بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے اور ہمارے بیٹے ہمارے بیٹیوں کے لئے ہیں۔  
 حضرت علی علیہ السلام کا سلسلہ نسب مندرجہ ذیل پانچ فرزند سے چلا۔ حسن۔ حسین۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس  
 اکبر اور عمر۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجہ اکبر سے کی زندگی میں اور جناب علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ  
 کے ہوتے ہوئے کسی آزاد عورت اور لونڈی سے نکاح نہیں کیا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے انتقال کے بعد دس عورتوں سے نکاح  
 کیا۔ آپ کے انتقال کے وقت آپ کی چار عورتیں زندہ تھیں۔ وہ یہ ہیں :- امامہ۔ اسماء بنت عیسٰی۔  
 بیٹی۔ تیممہ۔ ام البنین کلابیہ ان عورتوں نے آپ کے بعد کسی سے نکاح نہیں کیا۔

میغرہ بن نوفل نے امامہ سے نکاح کرنا چاہا۔ پھر ابوالعیاج بن ابی سفیان بن حارث نے پیغام نکاح بھیجا تو

امام نے حضرت علی علیہ السلام کے حوالہ سے روایت بیان کی۔ کہ نبیؐ اور مہمی کی عورتوں کے لئے ان کے انتقال کے بعد کسی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ آزاد عورت ہو یا کنیز مود۔ حضرت امیر علیہ السلام کے انتقال کے وقت آپ کی دس لونڈیاں موجود تھیں۔

حضرت امیر علیہ السلام کے کاتب۔ عبید اللہ بن ابی رافع۔ سبیبہ بن نمران ہمدانی۔ عبد اللہ بن جعفر۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن مسعود۔

دربان۔ حضرت سلمان فارسیؓ

مؤذن۔ جویمہ بن مسہر عیدی۔ ابن نباح اور ہمدانی جس کو حجاج نے قتل کیا تھا۔

غلام۔ ابن نیرذریہ بتائے ملک عجم تھا۔ بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہؓ اور حسینؓ کی ملکیت میں آگیا۔ عبد اللہ بن مسعود کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہؓ کو بخش دیا تھا۔ پھر یہ معاویہ کے پاس چلا گیا۔

حضرت امیر علیہ السلام کے غلام جن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ قبر اور متیم کو حجاج نے قتل کیا۔ سعد اور نصر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ اعرصہ بن ہاشم بن ہاشم۔ ابن غلاموں میں منیر۔ وان شیبہ اور مہمون تھے۔

خاواہائیں۔ فضہ۔ زبیراء اور سلافہ۔

سواریان۔ بخلہ جس کا نام شہداء تھا۔ دلدل جسے رسول اللہ نے اپنے بطور ہدیہ دیا تھا۔

## امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا حلیہ اور تاریخ

ابن اسحاق اور ابن شہاب نے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا حلیہ یوں تحریر کیا ہے۔ مضبوط جند بدن بڑا پیٹ اور پتلی پنڈلیاں۔ آپ کے حلیہ کے متعلق اختلاف ہے۔ کتاب صفین میں جابر اور ابن حنیبلہ کی روایت کی رو سے حضرت کا حلیہ اس طرح تحریر کیا گیا ہے۔ دو بیانیہ تھکے ابرو بڑی آنکھیں۔ چہرہ خوبصورتی میں چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوا۔ گندمی رنگ۔ سر کے اگلے حصہ پر چاند پھلے حصہ پر تاج کی طرح بالی۔ چاندی کی صراحی کی طرح گردن۔ بڑا شکم مضبوط کمر کشادہ سینہ مضبوط ہاتھ۔ بھاری بازو۔ پھر سے شانے۔ شبیر سارعب و داب ایسی ڈاڑھی جس نے سینے کو زینت دی ہوئی تھی۔ مضبوط عضلات اور پتلی



پنڈلیاں۔

۱۳ رجب سنہ ۳۰ عام الفیل میں خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ صبح کے وقت مسجداً کوفہ میں ۹ ماہ رمضان کو عبد الرحمن ابن ابی معمر مروی کی تلوار سے زخمی ہوئے۔ ابن معمر کی مدد کرنے والے وردا بن جبالہ۔ شریب بن بجرہ اشعث بن قیس اور خطام بنت اخضر تھے۔ حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر زہر آلود تلوار سے والا کیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول کے مطابق آپ کی عمر اس وقت ۶۵ سال تھی۔ اہلسنت نے کہا ہے کہ ۶۳ سال۔ مکہ میں رسول اللہ کے ساتھ ۱۳ سال۔ اور مدینہ میں دس سال رہے۔ ہجرت کے وقت آپ کی عمر ۱۴ سال تھی۔ سولہ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جنگ کربلا شروع کیا۔ بڑے بڑے بہادریوں کو ۱۹ سال کی عمر میں تنہا کیا۔ بائیس سال کی عمر میں در نجیر اکھاڑا۔ آپ کی امامت کی مدت تیس سال تھی۔ ظاہری خلافت پانچ سال اور پچھتر ماہ تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر کو پوشیدہ رکھا جائے کیونکہ بنو امیہ کی سخت مخالفت کی وجہ سے بے ادبی کا ڈر تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کی قبر کو ظاہر کیا۔

محمد بن زید حسنی نے کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور نجف میں نجف میں حضرت علی علیہ السلام کی قبر اطہر کی تعمیر کی۔ اس کے بعد غصہ الدولہ نے دونوں عمارتوں کو تعمیر کیا۔ اور ان کے نام پر جائدادیں وقف کیں۔

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت

تفسیر و کعبہ، سدی، سفیان اور ابو صالح میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے روز عبد اللہ بن عمر نے یہ آیت تلاوت کی اذ لہ یروا انا ناتی الارض تقصھا من اطرافھا کیا یا امیر المومنین آپ علم میں طرف اکبر تھے۔ آج علم اسلام سڑکوں پر گیا۔ اور اسلام کا دکن دنیا سے رخصت ہو گیا۔

جعفرانی لڑائی سے وہ شافعی سے وہ مالک سے وہ شافعی سے وہ ابو صالح سے روایت کرتے ہیں کہ جس روز امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی۔ تو اس روز ابن عباس نے کہا۔

”آج مدینہ کی سڑکیں سے علم نفع اور علم رخصت ہو گیا۔“ پھر کہا۔ زمین کے نقصان کا یہ مطلب ہے کہ جب زمین کے علما اور اس کے بہترین لوگ ختم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ علم کو مردوں



کے سینوں سے سلب نہیں کرتا۔ بلکہ علم دنیا سے اس وقت سلب کرتا ہے۔ جب علما کو دنیا سے اٹھالیتا ہے جب دنیا میں عالم موجود نہیں ہوتا۔ تو لوگوں کے سردار جاہل لوگ ہو جاتے ہیں۔ لوگ ان سے فتوے پوچھتے ہیں۔ وہ بغیر علم کے فتوے صادر کرتے ہیں جس سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور وہ دوسروں کو گمراہ بناتے ہیں

سعید بن جبیر ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ رب اعقلی و لو الی ومن دخل مومنا کہا جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر نوح علیہ السلام کی قبر کے ساتھ کشتی نوح میں موجود تھی۔ جب حضرت نوح کشتی سے باہر نکلے۔ تو جناب علی علیہ السلام کی قبر کو کوڑے کے باہر چھوڑ دیا۔ حضرت نوح نے رب سے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے مغفرت طلب کی و للمومنین و المومنات کا یہی مطلب ہے۔ ولا تزد الظالمین الا تباراً سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد پر ظلم کیا۔ روایت ہے کہ آیت سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ حضرت علی علیہ السلام پر ظلم کرنے والوں کے بارے میں ہے۔ ابو بکر مردویہ فضائل امیر المومنین میں اور ابو بکر شیرازی نزول القرآن میں سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے آیت اذا ابحت استقاھا نونلا و فرمایا۔ اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ ضرور اس سے خون آلود ہوگی۔ سر سے اور ڈاڑھی کی طرف اشارہ فرمایا۔

ثعلبی اور واحدی نے عمار سے عثمان بن صہیب نے ضحاک سے ابن مردویہ نے جابر بن سمور۔ صہیب۔ عمار بن عدی اور ضحاک سے خلیل بن جابر بن سمور سے طبری اور موصلی عمار سے احمد بن حنبل ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ یا علی! اولین میں سب سے زیادہ بد بخت ترین وہ شخص تھا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔ اور آخرین میں بد بخت ترین وہ شخص ہے جو تجھے قتل کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ ڈاڑھی کو سر کے خون سے خضاب کرے گا۔

ابن عباس نے کہا عبد الرحمن بن عجم قدار کی اولاد میں سے تھا جس نے صانع نبی کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔ قدار سیاب پر اور ابن عجم قدامہ پر مریختہ ہوا۔

ابن عجم کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ میں جناب علی کو اپنی اس تلوار سے ہز و قتل کروں گا۔ لوگ پکار کر اُسے حضرت علی علیہ السلام کے پاس لے آئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا عبد الرحمن

ہ رمضان

ت بکرہ

نے

ت

ہا ورو

نقی

رکھا

ام

سلام

س



بن مجہم فرمایا میں تجھے اللہ عزوجل کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں مجھے آگاہ کرنا۔ اس نے کہا۔ ہاں آگاہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس ایک شخص اس وقت گنہگار تھا جو عصا کا سہارا لئے ہوئے تھا۔ اور تجھے عصا مارا تھا۔ پھر کہا تھا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم شہود کی اونٹنی کو قتل کرنے والے سے زیادہ بد بخت ہو۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تم بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ تو بچے تمہیں راعیۃ الکلاب کہہ کر پکارتے تھے۔ کہا ہاں۔ آپ نے پھر فرمایا کیا تمہاری ماں نے تمہیں اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ وہ جب تم سے حاملہ ہوئیں تھیں تو وہ حیض کی حالت میں تھی۔ اس نے کہا ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا بیعت کرو اس نے حضرت امیر علیہ السلام کی بیعت کی۔ پھر فرمایا اس کو چھوڑ دو۔

ایک روایت میں ہے کہ ابن مجہم حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت امیر علیہ السلام نے دو دفعہ یا تین دفعہ بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے بیعت لینے کی پختہ اقرار کیا کہ وہ بیعت نہیں توڑے گا۔ اور نہ ہی بے وفائی کرے گا۔ حضرت نے فرمایا اسے غروان اس کو اشقر پر سوار کرو۔ اس نے سوار کیا حضرت امیر نے یہ شعر بطور تمثیل پڑھا ہے

ادید حیامہ و یرید قاتلی  
عذیولک من خلیلک من صرا دی

فرمایا اے ابن مجہم چلے جاؤ۔ خدا کی قسم جو کچھ تو نے کہا تو اس پر قائم نہیں رہے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تو ضرور اس کو اس سے ضرور خضاب آلود کرے گا۔

حسن بصری نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام رات بھر جاگتے رہے اور نماز شب کے لئے حسب دستور تشریف لے گئے۔ ام کلثوم نے بیداری کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا میں اس صبح کو قتل کیا جاؤں گا۔ اور موت سے مفر نہیں ہے۔

روایت ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام بار بار رات کو باہر نکلتے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے خدا کی قسم! میں بھگوتا نہیں ہوں یہی وہ رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ پھر اگر آپ اپنے بستر پر بیٹ جاتے۔ جب صبح کے آثار نمودار ہو گئے تو اب ابن نباح خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نماز کی ندا دی۔ آپ اٹھ کر کھڑے

لے دل سے بیعت نہ کی تھی۔ ورنہ حضرت امیر علیہ السلام کو شہید نہ کرتا۔ مترجم



ہو گئے۔ مرغابیوں نے آپ کو دیکھ چلا نا شروع کیا۔ فرمایا۔ ان کو چھوڑ دو۔ اس چھیننے کے بعد انہوں نے نوحہ کرنا ہے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام یہ اشعار فرماتے جاتے تھے۔

اشدد حیاۃ مد للموت فان الموت لاقیکا !  
ولا تجزع من الموت اذا حل بوا دیکا  
فقد اعراف اقواما  
دان کا نواہا لیکا

ابو صالح حنفی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے بنی اکرم صلعم کو خواب میں دیکھا۔ اور میں نے آپ کی خدمت میں ان تکالیف اور آلام کی شکایت کی۔ جو امت کی طرف سے مجھے پہنچیں۔ اور میں رو پڑا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے علی بردوست۔ فراموش ہو کر دیکھو۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور ان کے سروں میں پتھر گاڑھے جارہے ہیں۔ ام کلثوم سے فرمایا بیٹی! میں نے خواب میں رسول اکرم صلعم کو دیکھا ہے۔ آپ میرے چہرے سے غبار صاف کر رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں اسے علی! بتو کلیف حنفی۔ وہ گزر گئی۔ اب کوئی دکھ نہیں ہوگا۔ ام کلثوم فرماتی ہیں اسی رات حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر چوٹ لگی۔

ایک اور روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا بیٹی! میں نے رسول اکرم صلعم کو خواب میں دیکھا ہے۔ ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ اے علی! ہمارے پاس آ جاؤ۔ ہمارے پاس تمہارے لئے بہتری موجود ہے۔ ابو غنفلہ دی۔ بن راشد۔ دفاعی اور ثقافتی نے بیان کیا ہے کہ کچھ خوارج مکہ میں جمع ہوئے اور کہا ہم نے اپنے نفس اللہ کی راہ میں بیچ ڈالے ہیں۔ اگر ہم نے گمراہ آئمہ پر قابو پا لیا۔ تو ان سے شہروں اور لوگوں کو بچا لیں گے۔ ابن بلعم نے کہا۔ میں علی کا کام تمام کروں گا۔ حجاج بن عبداللہ سعدی مشہور بہ برک نے کہا میں معاویہ کو قتل کروں گا۔ عمرو بن بکر تمیمی نے کہا۔ میں عمرو بن عاص کو ختم کروں گا۔ ۹ ماہ رمضان کی تاریخ مقرر کی پھر یہ لوگ چلے گئے۔ ابن بلعم کوفہ میں آیا۔ اور قحط کی محبت میں گرفتار ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت کے باپ اخضر اور بھائی اصبع کو نہروان کی جنگ میں قتل کیا تھا۔ عبدالرحمن بن بلعم نے اس سے شادی کرنا چاہی۔ اس عورت نے حق مہر میں حضرت علی علیہ السلام کا سر طلب کیا۔ ابن بلعم نے قبول کر لیا۔ وہ عورت کہنے لگی۔ علی بہت بڑے بہادر ہیں۔ انہیں کوئی شخص قتل نہیں کر سکتا۔ وہ بڑے شہسوار ہمسروں پر غالب آنے والے اور نیزوں کی



طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

ابن عجم نے کہا میں یہ کام ضرور کروں گا۔

قطام نے ورد بن بن مجالدیسی کو بلا کر ابن عجم کی مدد کرنے کو کہا۔ ابن عجم نے کہا شیب بن بحیرہ کی امداد حاصل کر لی۔ ابن عجم کی عمرو بن عاص کے ایک دیل نے مدد کی، اور خط میں تحریر تھا کہ تجھے ایک لاکھ درہم دیئے جائیں گے۔ جو قطام کا ہر قرار دینا قطام کے پاس بادام اور آخروٹ روانہ کئے قطام نے شیب اور ابن عجم کو عکبری شراب پلائی۔ شیب سیر گیا۔ اور قطام کے ساتھ ابن عجم نے منہ سیاہ کیا۔ پھر کھڑی ہو گئی۔ دونوں کو جگایا۔ اور ان سب لوگوں کے سینوں پر ریشم کے پھڑے باندھے یہ تلواریں لگا کر کہیں گاہ میں چھپ گئے۔ اشعث بن قیس بھی ان کی امداد کے لئے آگیا۔ کہا صبح نمودار ہو گئی۔ اپنے کام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حمز بن عبدی نے اشعث کے ارادے کو بھانپ لیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو آگاہ کرنے کے لئے بھاگا۔ مگر ابن عجم نے پہلے پک کر حضرت امیر علیہ السلام پر مسجد میں (مسجدہ کی حالت میں) وار کر چکا تھا۔

محمد بن عبد اللہ ازدی نے کہا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نماز نماز کی آواز بلند کرتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ جب آپ زخمی ہو گئے تو میں نے آپ کے لئے کوہتے ہوئے سنا۔ اے علی! حکم اللہ کا ہے۔ نہ تیرا ہے اور نہ ہی تیرے اصحاب کا ہے۔ اور میں نے حضرت علیؑ کو فراتے ہوئے سنا۔ عزت و رب العقبۃ کعبہ کے رب کی قسم میں اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

شیب نے بھی حضرت امیر علیہ السلام پر تلوار کا وار کیا تھا۔ لیکن اس کی تلوار محراب عبادت میں جا لگی۔ وہ بھاگ کر گھر میں جا پہنچا اس کے چچا زاد بھائی نے دیکھا کہ وہ اپنے سینے سے ریشم کا پارچہ کھول رہا ہے اس نے کہا شاید تم نے امیر المؤمنین علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ ارادہ تو انکار کرنے کا تھا۔ لیکن اقرار کر لیا۔ ازدی نے اسے قتل کر دیا۔

ابن عجم دار کے بھاگ گیا لیکن ہمدان کے ایک آدمی نے اس کا پیچھا کر کے اور اس پر کپڑا پھینک کے پچھاڑ لیا۔ تیسرا آدمی بھاگ گیا۔ ابن عجم امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا۔ فرمایا۔ جان کا بدلہ جان ہے۔ اگر میں مرجاؤں تو اسے قتل کر دینا۔ جس طرح اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ اگر میں بچ گیا تو اس کے بارے میں خود فیصلہ کروں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اگر میں زندہ رہا تو میں اس کے بارے میں غور کروں گا۔



این من کان معلّم المصطفیٰ فی الناس یاباً  
 وہ کہاں ہے جو لوگوں میں محمد مصطفیٰ کے علم کا دروازہ تھا۔  
 این من کان اذا ما قحط للناس حجاباً  
 وہ کہاں ہے جو زمانہ قحط میں لوگوں کے لئے ابر سخاوت تھے  
 این من کان اذا نو دی فی الحرب اجاباً  
 وہ کہاں ہے جو جنگ میں پکارا جاتا تھا۔ تو جواب دیتے تھے۔  
 این من کان دعا مستجاباً و مجاباً  
 وہ کہاں ہے جس کی دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی تھی۔ اور اس کو جواب ملتا تھا۔

## امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے مزار اقدس کی زیارت

نبی اکرم صلم نے فرمایا۔ من زار علیاً بعد رفاقہ فله الجنة جس نے جناب علی کی وفات کے بعد آپ کی قبر کی زیارت کی۔ اس کے لئے جنت ہے۔ (حضرت کے مزار کی زیارت کی)  
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے امیر المؤمنین کی قبر کی زیارت ترک کی اللہ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ تم اس کی زیارت کیوں نہیں کرتے جس کی زیارت فرشتے اور انبیاء کرتے ہیں۔ زائر امیر المؤمنین جب دعا کرتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ بھلائی حاصل کرنے کے وقت سویا نہ رہے۔

تم الجزء الاول سئلوه الجزء الثاني

اللهم تقبل مني انك انت السميع العليم واجعله ذك لي والوالدي وسيله  
 الى نيل مرضاتك يوم يقوم الاشهاد بجاه محمد واله الطيبين الطاهرين صلي الله  
 عليه واله وسلم

عبد المذنب

محمد شریف عفی اللہ عنہ

۵/۳ چاہ نبی والہ کوئٹہ توڑے خان۔ ملتان مغربی پاکستان

۱۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

یکم جنوری ۱۹۶۲ء

بروز چہارشنبہ

طرف سبقت کر

بنیم

قظام۔

حاصل کر لی۔ اور

ویسے جائیں۔

بنیم کو عکبری

جگایا۔ اور ان

اشعث بن قری

نے اشعث

نے پہلے پیک

محمد بن

میں تشریف

کا ہے۔ نہ ت

درب الد

شعبیہ

جا لگی۔ وہ

سے اس

بیا۔ اردو

ابن

پچھاڑ لیا۔

بدلہ جان۔

کے بارے

ایک